سوویت یونین

کا

سیاسی نظام اور حکومت

ظفر امام

سوویت یونین
کا
سیاسی نظام اور حکومت

(۱۹۱۷ تا ۱۹۹۰)

ظفر امام

پروفیسر، سوویت اسٹڈیز،
جواہر لال نہرو یونیورسٹی
نئی دہلی

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری مارچ — 1992 شک 1913

© ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

پہلا اڈیشن : 1000

قیمت : 74/=

سلسلۂ مطبوعات ترقی اردو بیورو 671

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 8 آر کے پورم نئی دہلی-110066

طابع : جے کے آفسیٹ پرنٹرز جامع مسجد دہلی

پیش لفظ

ہندوستان میں اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج کے لئے ترقی اردو بیورو (بورڈ) قائم کیا گیا۔ اردو کے لئے کام کرنے والا یہ ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے جو دو دہائیوں سے مسلسل مختلف جہات میں اپنے خاص خاص منصوبوں کے ذریعہ سرگرم عمل ہے۔ اس ادارہ سے مختلف جدید اور مشرقی علوم پر مشتمل کتابیں خاصی تعداد میں سماجی ترقی، معاشی حصول، عصری تعلیمی اور معاشرہ کی دوسری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے شائع کی گئی ہیں جن میں اردو کے کئی ادبی شاہکار، بنیادی متن، قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی وضاحتی فہرستیں، تکنیکی اور سائنسی علوم کی کتابیں، جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، سیاسیات، تجارت، زراعت، لسانیات، قانون، طب اور علوم کے کئی دوسرے شعبوں سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔ بیورو کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہونے والی کتابوں کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصہ میں بعض کتابوں کے دوسرے تیسرے ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ترقی اردو بیورو نے اپنے منصوبوں میں کتابوں کی اشاعت کو خاص اہمیت دی ہے۔ کیونکہ کتابیں علم کا سرچشمہ رہی ہیں اور بغیر علم کے انسانی تہذیب کے ارتقاء کی تاریخ مکمل نہیں تصور کی جاتی۔ جدید معاشرے میں کتابوں کی اہمیت مسلّم ہے۔ بیورو کے اشاعتی منصوبہ میں اردو انسائیکلوپیڈیا، ذولسانی اور اردو۔اردو لغات بھی شامل ہیں۔

ہمارے قارئین کا خیال ہے کہ بیورو کی کتابوں کا معیار اعلا پائے کا ہوتا ہے اور وہ ان کی ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہی ہیں۔ قارئین کی سہولتوں کا مزید خیال کرتے ہوئے کتابوں کی قیمت بہت کم رکھی جاتی ہے تاکہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہونچے اور وہ اس بیش بہا علمی خزانہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔

یہ کتاب بھی اردو بیورو کے اشاعتی پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ آپ کے علمی ادبی ذوق کے تسکین کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورت کو پورا کرے گی۔

فہمیدہ بیگم

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو

فہرست

پہلا حصہ : تاریخی پس منظر

پہلا باب : انقلاب کا پس منظر 11

دوسرا باب :
تیسرا باب : } سوویت سیاسی نظام کی بنیاد اور انعقاد 60

چوتھا باب : اقتدار کے نشیب و فراز 74

دوسرا حصہ : کمیونسٹ پارٹی کا رول

پانچواں باب پارٹی کا رول : نظریاتی اور عملی رُخ 149

چھٹا باب : پارٹی کے شعبوں کی نشوونما 224

ساتواں باب : پارٹی کی تنظیم، کام اور مسائل 273

آٹھواں باب : پارٹی کی ساخت اور سماجی ڈھانچہ 339

نواں باب : کوسومول : سوویت نوجوان نسل 427

دسواں باب : پارٹی کمان - پولٹ بیورو اور پریسیڈیم 468

تیسرا حصہ : سیاسی نظام اور حکومت

گیارھواں باب : آئینی تصورات اور سیاسی حقیقتیں 526

بارھواں باب : افسر شاہی کی گرفت ۔ سوویت یونین میں انتظام عامہ 579

تیرھواں باب: خوف وہیبت کا نظام اقتدار 631
چودھواں باب: پارٹی اور فوج 685

چوتھا حصہ :۔ مسائل اور توقعات

پندرھواں باب: سوویت صنعتوں میں انتظامیہ اور مزدور 749
سولھواں باب: سوویت زراعت میں گرفتیں اور تناؤ 789
سترھواں باب: سوویت سیاسی نظام : مسائل اور توقعات 882

ضمیمہ :

سوویت سیاسی نظام میں تسلسل و تبدیلیاں 925
مابعد تصنیف 'پیتری استرویکا' تعمیر نو اور گلاسنوست' 933
اختتامیہ :۔ 947
حوالہ جات :۔ 949

ایک عرض

ترقی اردو بیورو (نئی دہلی) نے مجھ سے Merle Fainsod کی کتاب How Russia is Ruled (شائع شدہ Cambridge Mass - ۱۹۶۵ء) کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کی تھی۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس کتاب کا سیدھا سادا ترجمہ بیورو کے مقصد کے مطابق نہیں ہوگا۔ خاص طور پر جب کہ یہ کتاب ۱۹۶۲ء تک کے حالات پر ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے ترقی اردو بیورو سے Merle Fainsod کی کتاب کے بعض ابواب کی جگہ نئے ابواب شامل کرنے کے ساتھ ہی کچھ اضافہ اور ترمیم نیز دوسرے ابواب کے بعض حصوں کو دوبارہ لکھنے کی اجازت چاہی۔ بیورو نے ایسا کرنے کی مجھے اجازت دے دی۔

چنانچہ اس کتاب کا ایک حصہ میں نے تحریر کیا ہے جب کہ اس کا بڑا حصہ ترمیم شدہ ترجمہ پر مبنی ہے پھر بھی Merle Fainsod کی کتاب ہی اس حصے کی بنیاد ہے۔ باب اوّل و دوم، سوم، ضمیمہ اور مابعد تصنیف Post-script کو میں نے نئے سرے سے لکھا ہے۔ دوسرے ابواب کا مناسب اضافوں اور ترمیموں کے بعد ترجمہ کیا گیا ہے۔ آخری حصے میں گورباچوف کی قیادت سنبھالنے کے بعد رونما ہونے والی تازہ ترین تبدیلیوں، مزید آٹھویں اور نویں دہائی کے حالات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ پھر بھی باقی ابواب کی ترتیب اور پیش کش، نظریات و آرا کا اظہار Merle Fainsod کی مذکورہ کتاب کے مطابق ہے۔

امید ہے کہ موجودہ شکل میں یہ کتاب اردو قارئین کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

ظفر امام

اگست ۱۹۸۹ء

پہلا حصّہ

تاریخی پس منظر

پھلا باب

انقلاب کا پس منظر

ہر انقلاب اپنے دور کی ممتاز خصوصیات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اس پر ملک کی گذشتہ تاریخ کا رنگ بھی بالکل صاف طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ ان رہنماؤں کی جھلک بھی نظر آتی ہے جو اس انقلاب کی راہیں متعین کرتے ہیں اور ان مسائل کے اثرات بھی نظر آجاتے ہیں جن کا مقابلہ ان رہنماؤں کو کرنا پڑتا ہے۔ بالشویک تحریک کے بارے میں اس انداز سے سوچنا کہ گذشتہ تاریخی پس منظر کو نظر انداز کرتے ہوئے چند اقتدار کے بھوکے سازش زدہ ذہنوں نے روسی سیاسی زندگی پر کوئی انہونی چیز اوپر سے مسلط کر دی تھی، صرف اس بات کا اظہار ہو گا کہ روسی تاریخ کا مطالعہ پوری توجہ کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ بالشویک انقلاب کی فتح روس میں بالکل لازمی نہیں تھی۔ لیکن بالشویک تحریک بذات خود ایک قومی تحریک تھی جو زار شاہی جیسے مطلق العنان دور حکومت کے ماحول کا مناسب ردعمل بھی تھا۔ شخصی طرز حکومت اپنے لئے خود تضاد پیدا کر لیتا ہے اور پھر ان تضادوں میں اپنے ہی جیسے استبدادی خدوخال پیدا کر لینے کے مواقع بھی فراہم کر دیتا ہے۔

بالشویک تحریک روس کی تاریخ سے ایک فطری تعلق رکھتی ہے اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکالا جا سکتا کہ روسی قوم صرف استبدادی طرز حکومت کو ہی ماننے کے لئے پیدا ہوئی ہے یا اس قوم میں کوئی ایسی روحانی خصوصیت ہے جو اسے صرف کسی مضبوط طاقت کے سامنے جھکنے پر مجبور کئے رہتی ہے کسی قدر نئے انداز سے اس بات کو اس طرح بھی کہا گیا ہے کہ سوویت حکومت خود روسی تاریخ کی دین ہے اور اس قوم کے اُس کردار کی خصوصیت کا اظہار کرتی ہے کہ اس پر ہمیشہ کسی نہ کسی مضبوط طاقت کا مسلط رہنا ضروری ہے۔ حالانکہ یہ طرزِ فکر بھی روسی تاریخ کے بہت سطحی مطالعے کا اظہار کرتا ہے۔ اس انداز سے سوچنے والوں

کے نزدیک زارشاہی دور کی آخری صدی میں اُبھرنے والی آزادی کی تحریک ــــ روسی تاریخ کے ارتقاء سے صرف ایک انحراف ہے۔ ان کے خیال میں اس جدوجہد کی ناکامی روسی قوم میں حکومت خود اختیاری کی روح کے فقدان کا اظہار کرتی ہے۔ اتنے مشکل مسئلوں کے لیے اس قسم کے عام اور سیدھے سادے فارمولے پیش کر کے حل تلاش کر لینے میں بہرحال آسانی ضرور نظر آتی ہے لیکن ان کی یہ سادگی فریب سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی۔ رہن سہن کے ڈھنگ یا کسی خاص تہذیب کو کسی قوم پر مسلّط کر دینا اپنے سامنے وہی خطرات لاتا ہے جو کسی اور طرز کا تسلّط رکھ سکتا ہے۔ جارج ایف کنیان (George F. Kennan) نے خوب کہا ہے۔ "آمریت کسی قوم کا نظریہ نہیں ہوتی، یہ ایک مرض ہے جس کا خطرہ تمام بنی نوعِ انسانی کو لاحق ہے"۔ (۱)

کمیونسٹ آمریت کی بنیاد کا مسئلہ بہت پیچیدہ مسئلہ ہے۔ صرف اپنے نقطۂ نگاہ سے روسی کردار کو دیکھ کر اس پر فیصلے نہیں کئے جا سکتے۔ اس مسئلہ کے تجزیہ میں روسی تاریخ کے اس ورثہ کو بھی شامل کیا جانا لازمی ہے جس کے اثر سے روسی عوام حکومتِ خود اختیاری حاصل کرسکنے کے لئے بالکل تیار نہ تھے۔ اس میں غلاموں کی آزادی کے بعد پیدا ہوئے سماجی اور معاشی اختلال کو بھی پوری طرح ذہن میں رکھنا ہوگا۔ صنعتی ترقی کی ابتدا اور روسی اقتصادیات کی تجدید کو بھی شامل کیا جانا لازمی ہے۔ اُن نظریات اور تصورات کو جو بالشویکوں نے مغرب سے مستعار لے کر خود اپنے مقاصد کی مناسبت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ڈھال لیا تھا، انھیں بھی نگاہ میں رکھنا ہوگا۔ اور اس تجزیہ میں پہلی جنگِ عظیم کے اس ہیجان کو بھی اہمیت دینی ہوگی جس کے اثر سے ۱۹۱۷ء کا انقلاب ایک دم اُبل پڑا اور لینن کے ہاتھ وہ سنہرا موقع آگیا کہ وہ اقتدار حاصل کر لینے کے لئے آخری بازی لگا دے۔

شخصی حکومت کا ورثہ

پہلی جنگِ عظیم کی ابتدا میں روس پر زار بادشاہ کی حکومت تھی، مطلق العنانیت کے سلسلے میں زارشاہی کا نظریہ وہی تھا جو ایسے بادشاہوں کا پندرھویں صدی میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب شخصی اور استبدادی حکومت کے نظام میں کھوکھلا پن پیدا ہو چکا تھا۔ کریمیا اور روس و جاپان کی جنگوں میں روس کی شکست نے تو اس کی بنیادیں

بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دی تھیں۔ لیکن اس نظام میں اخلاقی حیثیت سے جتنا کھوکھلا پن پیدا ہوا تھا اتنی ہی ضد اور سختی کے ساتھ زارشاہی حکومت اس اقتدار کی بگڑی ہوئی شکل سے لپٹی ہوئی تھی نکولاس ثانی ۱۹۰۵ء کے انقلاب کے اثرات سے ڈوما (Duma) پارلیامنٹ کی تشکیل پر مجبور تو ہوا مگر دوسری طرف اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ "شخصی حکومت میں اولیں طاقت اب بھی روس کے شہنشاہِ اعظم کے پاس ہی ہے۔" اس نے بھی وہی پرانا فارمولا دہرایا۔ "اُس (شہنشاہِ) کی اطاعت صرف غیض وغضب کے اثرات سے نہیں بلکہ ضمیر کی آواز کے طور پر خود خدا کی طرف سے عائد کی جا چکی ہے" (۲) ــــ نکولاس ثانی کے الفاظ بھی اپنے جدِ اعلیٰ آئیوان ہولناک (۲)۔ کی طرح گونجے جس نے کہا تھا۔ "روس کے حکمراں کسی کے سامنے جوابدہ نہیں رہے ہیں لیکن اپنی رعایا کو انعام واکرام سے نوازنے اور تنبیہہ کرنے کے لیئے آزاد ضرور رہے ہیں"۔ (۳) اسی طرح پیٹر اعظم نے لکھا تھا ــــ "مطلق العنان شہنشاہ اس روئے زمین پر اپنے اعمال کے لیئے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ اس کے پاس عیسائی بادشاہوں کی وہ طاقت موجود ہے جس کے ذریعے اپنی خواہش اور فیصلوں کے مطابق وہ اپنی زمین اور ریاستوں پر حکومت اور اختیار رکھ سکے" ــــ (۴)

مطلق العنان بادشاہوں کے اس استبدادی طرزِ حکومت کا آلۂ کار ایک افسر شاہی نظام تھا جو مکمل طور پر مرکزی ہونے کے باوجود کسی طرح بھی موثر انداز میں حکومت کا کام چلانے کے لائق نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس افسر شاہی کی گرفت خواہ کتنی بھی غیر یقینی اور ڈھیلی رہی ہو لیکن بہرحال حکومت کے دُور دراز حصوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ فوج اور پولیس ایسی طاقتیں تھیں جو مطلق العنان بادشاہ کے اقتدار کو استقلال بخشتی تھیں ایک طرف کلیسا اور دوسری طرف زمینداروں کا ایک بڑا طبقہ، دو ایسے سماجی ستون تھے جن کے سہارے یہ بادشاہت رُکی کھڑی تھی۔ لیکن اس طرزِ حکومت سے عوام کا کوئی عملی رشتہ نہیں تھا۔ عوام کا فرض صرف اتنا تھا کہ وہ تمام قوانین اور احکامات کی پابندی کرتے ہوئے صرف بادشاہ کی خدمت کرتے رہیں۔ قوانین کو جاری کرنے کی تقریباً ساری ذمہ داری حکومت کے مقرر کردہ افسروں کے لیئے وقف تھی اور ان کے احکامات کی پابندی کچھ ایسے انداز میں کی جاتی تھی جیسے وہ خاندان کے کسی بزرگ ترین ہستی کی فہم و فراست کا نچوڑ ہوں۔ پوبیڈونوشیو (Pobedonotev) جو گذشتہ

دورِ رومانوو بادشاہوں کا اتالیق اور مشیر کار تھا' اس کے الفاظ کے مطابق "تمام دیرپا اقدامات جو وجود میں آئے ہیں وہ سب کسی عظیم حکمراں کی مرضی کے مرہونِ احسان ہیں یا پھر فہم و فراست اور گہری معلومات رکھنے والے چند ذہنوں کی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ اس کے برخلاف 'حق نمائندگی' کا پھیلاؤ اپنے ساتھ سیاسی تصورات میں ایک گراوٹ لاتا ہے۔ اور چناؤ میں حصہ لینے والے عوام کے ہاتھوں اِن تصورات میں ایک عامیانہ اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے" (۵)۔

اس نظریہ سے کم از کم یہ توقع تو کسی طرح نہیں کی جا سکتی کہ اس کے ذریعہ عوام میں کچھ عمل کی خواہش پیدا ہو سکے گی یا خود اختیاری حکومت کے قیام کے سلسلے میں اُن کی صلاحیتوں کو اس کے ذریعہ آزمایا جا سکے گا۔ عوام میں پھیلی ہوئی بے چینی اور اضطراب سے مجبور ہو کر کچھ مراعات بھی دی گئیں۔ ایسی ہی مراعات کریمین اور روس اور جاپان کی جنگوں کے بعد بھی دینی پڑی تھیں۔ لیکن مراعات کے ساتھ ساتھ افسر شاہی اقتدار کو اور زیادہ سختی سے تھوپا گیا مطلق العنانیت کا انداز کچھ ایسا تھا کہ وہ دباؤ کے سامنے مجبوراً جھک تو جاتی تھی لیکن موقع ملتے ہی استبدادیت کو پھر سے مسلّط کرنے کی کوشش بھی رہتی تھی۔

استبدادی طاقت کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کی کوشش نے حزبِ مخالف کو انتہا پسند بننے میں مدد کی۔ جرزن کے مطابق۔ اگر کمیونزم زار شاہی کا بالکل معکوس نقشہ ہے تو اس کو موجودہ شکل بخشنے کے اسباب میں وہ اقدامات کسی طرح بھی کم اہمیت نہیں رکھتے جو زار نے اس سے نپٹنے کے لئے اپنائے تھے۔ زار بادشاہوں کی سخت پالیسیوں نے سماج کی بہت سی اہم اور ایسی طاقتوں کو بددل کر کے غلط راہوں پر لگا دیا تھا جو سوسائٹی کے تخلیقی عمل میں کام آ سکتی تھیں۔ ان پالیسیوں نے خود اختیاری حکومت کے تجربہ کو روک دیا۔ جہاں انھیں بالکل ختم نہ کیا جا سکا وہاں اسے انتہائی حد تک محدود کر دیا گیا۔ سماجی شکایتوں کو قانونی انداز سے پیش کیے جا سکنے کی راہیں مسدود ہو جانے سے ان پالیسیوں نے ایک ایسی کیفیت پیدا کرنے میں مدد کی جس سے عوام کی سیاسی بے چینی نے انقلابی سرگرمیوں کی صورت اختیار کر لی۔ روس میں زار شاہی حکومت کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں سوسائٹی اور حکومت میں ایک دوری تھی۔ چند بہت مخصوص مستثنیات کو چھوڑ کر، حکومت کے تمام بڑے بڑے عہدوں اور شعبوں پر اعلیٰ خاندانوں اور بڑے بڑے

زمینداروں کا اجارہ تھا۔ ۱۸۶۴ء میں علاقائی حکومتوں کی اسمبلیوں (Zemestvos) کے قیام اور ۱۹۰۵ء کے بعد پارلیمانی (Duma) اصلاحات کی ابتدا تک باقی تمام سماجی طبقے عملی طور پر حکومت کے کاموں سے بالکل علیحدہ رہتے تھے اور ان اصلاحات کے بعد بھی ان طبقوں کا اشتراک ایک بہت چھوٹے حلقے تک ہی محدود رہا۔ صورت حال یہ تھی کہ ایک طرف مواقع بہت محدود تھے اور دوسری طرف ان کے لئے مانگ بڑھتی جا رہی تھی۔

کلوچیوسکی (Klyuchevsky) کے بڑے مختصر اور پُرمعنی انداز میں کہے ہوئے الفاظ "حکومت پھول رہی تھی اور عوام پچک رہے تھے" کو انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور کے لئے اس طرح ترمیم کے ساتھ کہنا بہتر ہوگا ــــ
"حکومت یقیناً پھولتی رہی لیکن عوام نے پچکنے سے انکار کر دیا" انیسویں صدی کے روس کی تاریخ استبدادی اقتدار کی تاریخ سے بھی زیادہ کچھ اور اہم شئے ہے۔ یہ بیداری کی ایک عظیم تحریک کی دستاویز بھی ہے۔

جیسا کہ پشکن نے کہا تھا، اس سے پہلے بھی پیٹر اعظم نے یورپ کی طرف ایک جھروکا کھولا تھا۔ لیکن پیٹر کے مفادات بالکل عملی اور تکنیکی تھے، اُس کے اس جھروکے سے کسی قسم کے حریت پسندانہ فلسفہ کے رجحانات کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ کیتھرائن اعظم نے اس جھروکے کو ذرا اور وسیع کیا، اور اس کے ساتھ ہی مغربی فلسفے کی عجیب و غریب ہوائیں اس سے داخل ہونی شروع ہوئیں۔ والٹیر (Voltaire) مانٹیسکو (Montesquieu) ایڈم اسمتھ (Adam Smith) اور دوسرے مفکرین (encyclopedists) کی تحریریں ترقی پذیر اور روشن خیال طبقے کی ملکیت ہونی شروع ہوگئیں مغرب کے دوسرے فلسفیوں کو بھی بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا اور ان پر بحث و مباحثے ہوتے۔ لیکن پگاچایو کے کسانوں کی شورش اور فرانسیسی انقلاب کی زیادتیوں نے کیتھرائن کو خوف زدہ کر دیا۔ چنانچہ فوراً ہی تمام صحافی سرگرمیوں اور مغربی دانشوروں پر بحث و مباحثہ کا یک قلم خاتمہ کر دیا گیا۔ علم و دانش کی ایک جوش و خروش کی اٹھان جو کیتھرائن نے بے حد دلچسپی لی تھی۔ اب مجبوری کی حالت میں اسے در پردہ زندہ رہنا پڑا اور ایسے انداز میں وہ بڑی حد تک الیکزنڈر اول کے عہد کے بڑے حصے تک موجود رہا۔
مغربی نظریات سے پُر ہوائیں نپولین کی فوجوں کے ساتھ بھی داخل ہوئی

تھیں۔ جنگ سے واپس ہونے والے افسر اپنے ساتھ جہاں فتوحات کے تمغے رکھ کر لائے وہیں روشن خیالی اور آزادی کے خیالات بھی لے آئے اور ان خیالات کی بارودی کیفیت کی شدت کا اظہار ۱۸۲۵ء کی دسمبر بغاوت (Decemberist Revolt) کے موقع پر ہوا۔ حالاں کہ نکولاس اول - - - - - - - - - - باغیوں کو کچل ڈالنے میں کامیاب ضرور ہوا مگر وہ ان خیالات اور نظریات کو دماغوں سے نہ مٹا سکا۔ ایک طرف روس میں جبر و تشدد کا یہی آہنی دور وہاں کے ادب کے بھی ایک سنہری دور تھا۔ ادب پر کڑی نظر اور جانچ پڑتال کے باوجود بھی ایک دبی ہوئی قوم کی امنگوں اور خوابوں کے اظہار کے لئے یہی ایک بہترین راستہ باقی تھا۔ (۶)

عظیم بیداری

بیداری کی ابتدائی لہر کا احساس سب سے پہلے اعلیٰ طبقوں میں اور زمیندار شرفا میں ہوتا ہے۔ اس طبقے کے زیادہ تر اشخاص اپنے اور شخصی حکومت کے مفادات کو یکساں سمجھتے تھے۔ یہی لوگ تھے جو فوج کے اعلیٰ عہدوں اور حکومت کے اہم شعبوں پر بھی فائز تھے۔ ان کی نگاہیں اپنے حقوق اور رعایتوں کی حفاظت کے لئے حکومت پر ہی لگی رہتی تھیں۔ حالاں کہ ان عہدے داروں میں سے کچھ اشخاص سرکاری شعبوں میں کسی قدر جدت پیدا کرنے کے لیے کچھ زور بھی ڈالتے تھے۔ بلکہ بعض صورتوں میں کسی حد تک دیرپا اور دور رس معاشی اور سماجی اصلاحات کے لیے بھی تیار ہو جاتے تھے۔ لیکن ان میں ایک بڑا حصّہ موجودہ حالات کے ٹھہراؤ پر ہی مطمئن تھا۔ وہ اس لئے شخصی حکومت کی حمایت کرتے تھے کہ شخصی حکومت اُن کی حمایت کرتی تھی۔ ان حالات کے باوجود اس اعلیٰ اور حقوق یافتہ طبقے میں حالات بالکل متوازی نہیں تھے۔ اس سنہری دور کا ادب اس طبقے کی بے چینی اور اضطراب کا ایک اچھا پیمانہ ہے۔ ان "سطحی اشخاص" کی ایک پوری نسل جو گریبو دور ے کے کردار چاسکی، پشکن کے اونیگن، لرمنٹو کے پیچورن، ہرزن کے بیلٹو و اور ترگینیو کے روڈین میں ملتی ہے اس دور کے اس اضطراب اور بے کیفی کا مکمل اظہار ہے۔ سرکاری نوکریوں اور حکومت کے شعبوں کی رگ و پے میں پیوست غلامانہ اور خوشامدانہ ماحول سے تنگ آ کر سوسائٹی کے اونچے طبقوں کی مداخلت پسندی

اور خود پرستی کے گھٹیا پن کو ٹھکرا کر عوام اور اپنے درمیان ایک کبھی نہ پُر ہونے والی سماجی خلا کو احساس کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں میں اپنے وجود کی بیکاری سے متنفر ان لوگوں نے اپنے مریض ضمیروں کو یہ نہ جانتے ہوئے بھی منظم کر لیا کہ ان کی صلاحیتوں کے اخراج کے لیے تعمیری راہیں کیا ہوں گی، ان کی محرومی اور احساسِ شکست کے المیہ کا کوئی علاج موجود نہیں تھا لیکن جیسے طوفان سے پہلے بجلی کڑکتی ہے اسی طرح اِن کی بے چینی اس خلا کی طرف واضح طور پر اشارہ کر رہی تھی جو اُن کے ذہنوں میں شخصی حکومت کی عقیدت کی طرف سے پیدا ہو چکا تھا۔ اس طبقے کی جگہ جلدی ہی کچھ زیادہ مضبوط عزم و ارادہ رکھنے والوں نے لے لی۔ یہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ انھیں کن برائیوں میں رہنا ہے۔ اپنے نظریات اور تصورات پر عمل کے لیے بھی پوری طرح تیار تھے، یہ ادب ہی ہے جو اس کا اعلان بھی بہ آواز بلند کر سکتا ہے۔ بیلنسکی، گوگول کو اپنا مشہور ملامت آمیز خط لکھتے ہوئے اعلان کرتا ہے: "روس کی نجات نہ روحانیت میں ہے، نہ ریاضت میں اور نہ زہد و تقویٰ میں، بلکہ اس کی نجات تہذیب و تمدن کی کامیابی میں ہے، نئی روشنی اور انسانیت میں ہے۔ جس چیز کی اسے ضرورت ہے وہ وعظ نہیں ہیں۔ عبادت نہیں ہے، (یہ تو اُس نے بہت کیا ہے) بلکہ اس انسانی عظمت کی بیداری کی ضرورت ہے جو صدیوں سے گندگیوں کے ڈھیروں میں گم ہو چکی ہے۔ اُسے ایسے حقوق اور قوانین کی ضرورت ہے جو صرف کلیسا کی تبلیغ کی ہی حمایت نہ کرتے ہوں بلکہ وہ عقلِ سلیم اور عدل و انصاف کی کسوٹی پر بھی پورے اترتے ہوں۔ اور پھر ان قوانین کی سخت ترین پابندی کی ضرورت ہے۔" (۷)

ڈوبرولیوبو کے پُر اثر مضمون "اوبلوموو ازم کیا ہے؟" میں جو چیز سب سے اہم ہے وہ ایک نئے انسان کی تلاش ہے۔ ترگینیو کی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈوبرولیوبو نے لکھا تھا: "ہم تلاش میں ہیں، پیاسے ہیں، منتظر ہیں۔ کہ کوئی تو ہمیں بتلائے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔" (۸)

کو نچارو کے ناول اوبلوموو کے منچلے خود اعتماد شہری ہیرو شتولٹز سے پہلے ہی ڈوبرولیوبو کے دور کا ہیرو ایک عملی نوجوان ہے جو محنت کش ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی زندگی کو ایک ڈھنگ سے عقلی اور منطقی راہوں پر موڑ چکا ہے وہی خاکہ (ON THE EVE) میں ہیرو کے کردار میں نظر

ابھا ہے۔ یہ کردار بلغاریہ کے انقلابی انصار آزوو کے روپ میں اپنی زندگی ملک کے عوام کو ترکوں سے آزادی دلانے کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہی روپ اور زیادہ ممتاز حیثیت سے ترگینیو کے ناول "باپ اور بیٹے" میں نظر آتا ہے، اب بازار وو اپنے پورے معاشرے سے منکر ہے۔ یہ خود کو سائنس کے لئے وقف کر چکا ہے اور اپنی زندگی کو اُن فریبوں اور توہمات کی جڑیں کھود پھینکنے پر لگا دیتا ہے جن کو لوگ اپنے خیال میں حقیقتیں سمجھتے ہیں اور ان پر مضبوطی سے جمے رہتے ہیں۔ اور چرنیشوسکی (Chernyshevsky) کے ناول "کیا کیا جائے" تک پہنچ کر دائرہ بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔ انسان، مرد اور عورت اب اسٹیج پر سب سے اہم نظر آتا ہے۔ ناول کے اور دوسرے اہم کرداروں پر رحمتوو چھایا ہوا ہے جو ایک پختہ کار انقلابی ہے۔ یہی کردار بعد میں آنے والے بالشویک کی طرف ایک کنایہ ہے۔ رحمتوو یقینی طور پر عقیدتاً نیرودنک یعنی عوام پرست یا جمہور پرست (Narodnik) ہے لیکن ان سب سے زیادہ وہ ایک متحرک اور عملی انسان ہے جس نے اپنی زندگی کو انقلابی تحریک کے لئے وقف کر دیا ہے۔ یہی وہ تصور تھا جس پر بعد میں لینن نے بار بار زور دیا تھا۔ یہ بات بھی کس طرح غیر اہم نہیں کہی جا سکتی کہ وہ لینن کا شہرہ آفاق مضمون جس میں اس نے بالشویک تحریک کی تنظیم کے اصول و قواعد کو منظم کیا ہے، اس کا عنوان چرنیشوسکی کے ناول "کیا کیا جائے" سے ہی مستعار لیا گیا تھا۔

ادب سماج کی ایک تجربہ گاہ ہوتا ہے، جس طرح ان "سطحی اشخاص" کی نسل کے جیتے جاگتے اور اصلی نمونے اپنے گرد و پیش ماحول میں نظر آجاتے ہیں، بالکل اسی طرح یہ متحرک اور سرگرم کردار ترگینیو اور چرنیشوسکی کے ناول میں ملتے ہیں۔ یہ سب ان جدید روشن خیال اور ذی فہم طبقے کے افراد کی خواہشات اور امیدوں کا عکس ہیں جن کا دعویٰ تھا کہ وہ روس کی قسمت کو نئے روپ میں بدلنے کا عزم رکھتے ہیں۔ انیسویں صدی کے درمیانی حصے کے بعد سے اس ذی فہم طبقے کی ساخت میں بہت تیزی کے ساتھ ایک تبدیلی رونما ہوئی تھی، ان کی سماجی جڑیں پہلے کی طرح اب بڑی حد تک اعلیٰ طبقوں اور زمینداروں میں نہیں تھیں اب اس ذی فہم جماعت میں مختلف طبقوں سے آئے ہوئے نئے خون کی آمیزش نے اس کے کردار کو فی الحقیقت ادبی اور عوامی بنا دیا تھا۔ بیلینسکی دیہات کے ایک ڈاکٹر کا لڑکا تھا

ڈوبرولیبو ایک کلرک خاندان سے متعلق تھا۔ چرنیشوسکی بھی ایک پادری کا بیٹا تھا۔ جو خود شروع میں کلرکی کے پیشے کے لئے تیار ہوا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ پیشہ ور لوگوں کا اس طبقے میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ "ڈاکٹر، وکیل، استاد اور صحافی" "جو" پیدائشی اعتبار سے عوام سے تعلق رکھتے تھے۔ اور . . . . . ۔ ذی فہم طبقے سے اپنی اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے متعلق تھے(۹)

اِن میں سے کچھ لوگ جو زیادہ من چلے یا طبیعت کے اعتبار سے کچھ لچک دار واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے حکومت کی ملازمتوں میں بہت کامیابی بھی حاصل کی۔ لیکن زیادہ تر اشخاص کے لئے افسر شاہی منزلوں کی راہیں بالکل بند تھیں۔ بعض صورتوں میں اس لئے کہ اس قسم کے کام اُن کی طبیعت کو پسند نہیں تھے اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ خود دربار صرف اشراف اور امراء کے خاندان کے نوجوانوں کو ترجیح دیتا تھا۔

ذی فہم اور روشن خیال طبقے میں روسی سوسائٹی کی کچھ بہت مستعد، سرگرم اور بے چین روحیں شامل ہو گئیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ روس کے سیاسی اور سماجی ڈھانچے پر بہت سخت نکتہ چینی کرنے لگے تھے، اور یہ رویہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

ظاہر ہے کہ اس پر شخصی حکومت کا فوری رویہ یہ ہوا کہ اس نے اس جماعت کو بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا، نتیجے میں ذی فہم اور پڑھے لکھے طبقے اور حکومت کے درمیان جو اجنبیت پیدا ہوئی وہ دونوں ہی کے لئے ایک المیہ ثابت ہوئی، شخصی حکومت نہ تو چاہتی تھی اور نہ اس قابل تھی کہ ذی علم طبقے میں اصلاحات کے لئے پیدا ہوئے جوش و خروش کو حکومت کے لئے کار آمد طور پر استعمال کر سکے۔ اس لئے اس طبقے کے باغی ذہنوں کے لئے ایسے مواقع ممنوع قرار دے دیئے گئے جن کے ذریعہ وہ ذمہ داری کے ساتھ حکومت کے کاموں میں حصہ لے سکیں۔ ان کے حصے میں صرف اتنا آسکا کہ وہ اپنے عدل و انصاف کے خوابوں کو صرف ڈھیلے ڈھالے الفاظ کے معمے اور بحث و مباحثہ میں پھنسائے رہیں اور یا پھر تشدد آمیز سازشیں کریں۔ اقتدار میں اپنے حصہ سے محرومی کے بعد ان لوگوں نے خود کو تمام ایسی طاقتوں کی سرپرستی کے لئے وقف کر دیا جو روسی سوسائٹی میں بے چینی اور بے اطمینانی محسوس کرتی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا بھر کی خرابیاں پھیل پڑیں اور ایسے اثرات اور نتائج پیدا ہوئے جن کے لئے وہ خود بھی ذہنی طور پر تیار نہ تھے۔

آزادی اور حریت کے وہ تمام خواب چکنا چور ہو گئے جن کی بنیاد پر انھوں نے اپنی

سوسائٹی سے باغیانہ تصورات کی پرورش کی تھی۔

اصلاحات کی ناکامی

اس اجنبیت اور غیریت کے المیہ کا احساس جو حکومت اور ذی فہم طبقے کے درمیان پیدا ہوگیا تھا، خاص طور پر اس رویہ سے ہوتا ہے جس کا اظہار ذی فہم طبقے نے حکومت کی ان مراعات سے بیزاری اور ناامیدی دکھلا کر کیا جو حکومت نے حالات سے بالکل مجبور ہو کر بہت تاخیر کے ساتھ عطا کی تھیں۔ علاقائی حکومت کی اصلاحات جو ۱۸۶۱ء کے غلاموں کی آزادی کے قانون (Emancipation Edict) کے بعد عطا ہوئیں۔ اگر صحیح انداز میں پروان چڑھتیں تو روسی سوسائیٹی کے کچھ اہم طبقوں کو خود حکومتی کا کچھ تجربہ حاصل ہو سکتا۔ ۱۸۶۴ء کا زمیسٹوو قانون (Zemstvo-statute)۔ اپنی تمام پابندیوں کے باوجود جس میں حق رائے دہندگی کی بہت سی شرائط اور ووٹروں (voters) کی مختلف امتیازی انتخابی کالجوں میں تقسیم بھی شامل تھی۔ ایک ایسا راستہ ضرور پیدا کر رہا تھا جس کے ذریعہ علاقائی حکومتوں کے انتظام میں لوگ عمومی طور پر حصّہ لے سکتے تھے۔ اِن زمیسٹوو نے عوامی تعلیم، علاج و معالجے اور آبادی کی عام صحت و صفائی کے کاموں میں جو حصّہ لیا وہ آزادیٔ غلامی کی اصلاحات اور ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی درمیانی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ یہ باب اس وقت تک مکمل ہی نہ ہو سکتا تھا جب تک اس میں دیہات کے "ہوشمند" طبقے کے لوگ، اسکولوں کے استاد، ڈاکٹر اور زمیسٹوو کے کلرک خود پورے جوش و خروش اور انہماک سے مصروف نہ ہوتے۔ اِن لوگوں نے عوام میں بیداری اور روشن خیالی پیدا کرنے کے لئے خود کو پوری طرح وقف کر دیا تھا۔ اس طبقے نے اس زمانے میں بے انتہا محنت کی۔ شدید مشکلات کے سامنے ڈٹے رہے۔ دیہاتی بے حسی، کٹر اور رجعت پسند زمیندار اور مرکزی نوکر شاہی کی تمام رکاوٹوں سے جم کر مقابلہ کیا۔ لیکن ۱۸۶۴ء میں دی گئی یہ تمام مراعات ۱۸۶۶ء میں ایک طالب علم کاراکوزوو کے زار پر قاتلانہ حملے کے ردِ عمل میں روک لی گئیں۔ زمیسٹوو اداروں کی نشوونما پر اس پابندی نے اس کے زیادہ حریت پسند کارکنوں کو اس سے

ہٹاکر دور کھڑا کر دیا۔ اب یہ طبقہ زیمسٹوو کے تعمیری کاموں سے علیحدہ ہو کر زیادہ سخت اور انقلابی مبادل تلاش کرنے کے لیے پختہ کار ہو گیا ساتھ ہی حکومت کی طرف سے سزاؤں، جبر و تشدد اور خوف و ہراس نے ان کے لیے تریاق کا کام کیا۔

۱۸۶۴ء کی عدالتی اصلاحات کی تقدیر بھی کچھ ایسے ہی الفاظ میں لکھی گئی تھی۔ یہ قانونی ڈھانچہ جو ۱۸۶۴ء کے ایکٹ کے ذریعہ تعمیر کیا گیا تھا۔ مغربی ترقی یافتہ ممالک کے معیار کے مقابلے میں بھی کافی مرعوب کن تھا۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل آزاد کر دیا گیا۔ اس کی رو سے ججوں کو صرف عدالتی بدعنوانیوں کی وجہ سے برطرف کیا جا سکتا تھا مجرموں کے مقدموں کی سماعت کے لیے جوری کو مقرر کیا گیا۔ اسی قانون کی رو سے منصفوں کا تقرر زیمسٹوو اور شہری اسمبلیوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ اور مقدموں کی کارگذاری کھلے طور پر عام لوگوں کے سامنے کی جاتی تھی۔ یہ اور اسی طرح کی دوسری اصلاحات جو مغربی ممالک میں رائج تھیں اصولوں کو نمونہ بنا کر اختیار کی گئی تھیں۔ ان سے کچھ امید بندھی تھی کہ یہ روس کو آئینی نظام کی شاہراہوں پر آگے بڑھائیں گی۔ لیکن زیمسٹوو اصلاحات کی طرح، ان کی بقا بھی عظیم العنان بادشاہ کے لطف و کرم پر ہی منحصر تھی، اور یہ مطلق العنان بادشاہ جو کچھ عطا کر سکتا تھا وہ چھین بھی سکتا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں ویرا زاسلویچ کی رہائی کے ردِ عمل کے طور پر جس نے ایک انقلابی طالب علم کو کوڑوں کی سزا کے سلسلے میں پیٹرسبرگ کے گورنر پر گولی چلائی تھی، ان مراعات میں سے ایک بڑا حصہ واپس لے لیا گیا۔ ایک بار پھر بڑی بڑی توقعات اور امیدوں کی شکست نے اضطراب اور بیزاری کو جنم دیا۔ ۱۸۶۴ء کے ایکٹ کے تحت وجود میں آنے والی وکلا کی انجمن ممکن ہے آئینی نظام کا ایک اہم ستون بن سکتی لیکن جلد ہی اسے اپنی اس حقیقت کا علم ہو گیا کہ اس کی حیثیت بالکل کھوکھلی ہے اور اس کی آزادی صرف مطلق العنانیت پر ہی مبنی ہے۔ ذی فہم طبقے کے دوسرے حصوں کی طرح اس نے بھی اپنی بقاء اور حفاظت کے لیے دوسری سمتوں میں نگاہیں دوڑانا شروع کیں۔ حالانکہ اس کا پیشہ ورانہ تعلق عدالتی اور قانونی کارروائیوں سے ہی تھا لیکن اس کے بہت سے ممبروں نے جلد ہی اس بات کو باور کر لیا کہ آئین و قوانین کے حصول کی جدوجہد بھی شخصی حکومت کے نظام میں صرف غیر قانونی طریقوں سے جاری رکھی

جا سکتی ہے۔

۱۹۰۵ء کے انقلاب نے نئی نئی اصلاحات کو جنم دیا اور ایک بار پھر مطلق العنان زار کیلئے یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ عوام کی رائے کو کچھ اپنی طرف موڑ سکے۔

قارئین کی آسانی کے لئے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کے بعد کے تمام واقعات (گریگورین شمسی) کیلینڈر کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ اس کو روس نے ۱۴ فروری ۱۹۱۸ء سے باقاعدہ طور پر اپنایا۔ ۱۹۱۷ء سے پہلے کی تمام تاریخیں روس میں رائج پرانی طرز کے کیلنڈر کے مطابق ہیں جو گریگورین کیلینڈر سے ۱۳ دن پیچھے ہے۔ دونوں طرز کی تاریخیں ان صورتوں میں نوٹس میں دے دی گئی ہیں جہاں ماخوذوں میں دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔

۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ پرانی طرز کو فادر گاپون کے ساتھ ونٹر پیلس کے سامنے چوک پر پہنچنے والی عوام میں ایک بڑا حصہ ذہنی طور پر صرف ایک عاجزانہ عرض داشت پیش کرنے کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔

"ہم پیٹرسبرگ کے مختلف طبقوں کے شہری اور کام گار ہماری بیویاں اور بچے اور ہمارے مجبور و معذور بزرگ، آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔

جہاں پناہ! آپ سے حق اور تحفظ حاصل کرنے کیلئے۔

۔۔۔۔ اپنے اور اپنی رعیت کے درمیان حائل ہونے والی دیوار کو گرا دیجئے، اور اس رعایا کو اپنے ساتھ اپنے ملک میں حکومت کا اختیار عطا فرمایئے۔ کیا آپ کو اس با اقتدار جگہ پر اپنی رعیت کی خوشی کے لئے نہیں مقرر کیا گیا؟ لیکن افسران ہمارے ہاتھوں سے یہ خوشیاں چھین لیتے ہیں۔ یہ ہم تک پہنچتی ہی نہیں۔ ہمیں صرف ناامیدی اور ذلت و خواری حاصل ہوتی ہے۔ اپنے غیض و غضب پر قابو پا کر توجہ اور دلچسپی سے ہماری عرضداشت کو دیکھئے۔ بدی کی طرف اس عوام کی رہنمائی نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ یہ ہماری اور خود حضور کی بہتری کے لئے ہے"۔۔۔ (۱۰)

اور اس عرضداشت کا جواب گولیوں کی باڑھ تھی۔ سیکڑوں لوگ مارے گئے اور زخمی ہوئے اور پھر فادر گاپون کے اس خط کی روح مختلف ہو جاتی ہے جو اس نے اس مظاہرے کے بعد زار کو بھیجا تھا۔۔۔ "نکولاس رومانوو جو پہلے زار تھا لیکن اب روسی شہنشاہیت کا واحد تباہ کار ہے"۔ اب تخاطب اس سے ہے اور اب اس میں بڑی تلخی کے ساتھ بیزاری اور ناامیدی جھلک رہی ہے۔

"تم پر بڑی صاف قلبی کے ساتھ تمہیں قوم کا باپ سمجھ کر اعتقاد اور بھروسہ رکھتے ہوئے ہیں پورے امن وسکون کے ساتھ تمہارے پاس اس قوم کے بچوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ تمہیں جاننا چاہیئے تھا اور تم اس بات کو پوری طرح جانتے بھی تھے ۔ مزدوروں اور اُن کے بیوی بچوں کا بے گناہ خون اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روسی عوام اور تمہارے درمیان حائل ہوگیا ہے ۔۔
اے عظیم تباہ کار!
تمہارے اور ان کے درمیان اب کبھی کوئی اخلاقی رشتہ قائم نہیں رہے گا۔" (۱۱)

جنرل اسٹرائیک، زمینوں پر قبضے اور بڑے بڑے جاگیرداروں کے گھروں میں آتش زنی سے پیدا ہوئے خوف ودہشت کے اثر سے ابتدا میں زار اور اس کے مشیر کار کچھ بڑے پیمانے پر مراعات دینے کے لئے کچھ تیار ہوگئے۔ مزدوروں کے لئے قوانین تیار کرنے کی غرض سے ایک کمیشن بٹھایا گیا۔ زار نے ایک نمائندہ اسمبلی کی تشکیل کا بھی وعدہ کیا۔ حالاں کہ ۱۹ اگست ۱۹۰۵ء کے امپیریل مینیفسٹو میں جو پہلی تجویز شامل کی گئی اس نے ڈوما کے ڈھانچے کو صرف ایک مشاورتی انجمن تک محدود کر دیا جو مختلف قوانین پر بحث پر اور حکومت کے آڈیٹر کی رپورٹ پر صرف بحث ومباحثہ کر سکتی تھی۔

لاقانونیت پھیلتی گئی جس کے ساتھ ساتھ مراعات بھی بڑھتی گئیں، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے مینیفسٹو کے ذریعہ عمومی حق رائے دہندگی، آزادی تقریر، انجمنوں کی تشکیل کی آزادی، ضمیر کی آزادی اور منظم ہونے کی آزادی دئے جانے کے وعدے کئے گئے۔ اس مینیفسٹو کے ذریعہ عہد کیا گیا کہ کوئی قانون اس وقت تک عائد نہیں ہوگا جب تک ڈوما اس کی منظوری نہ دے دے۔ اس کی بھی یقین دہانی کی گئی کہ ڈوما حکومت کے تمام ذمہ دار شعبوں اور افسروں کے کاموں کی جانچ پڑتال کی مجاز ہوگی۔ اکتوبر کے مینیفسٹو کے ضمیمے کے طور پر کچھ ایسے اقدامات بھی اٹھائے گئے جن کا مقصد ایک بار پھر کسانوں کے دلوں کو جیت لینا تھا۔ زمینوں کا وہ معاوضہ جو کسان غلامی نظام کے خاتمے سے اب تک ادا کرتے چلے آرہے تھے۔ اب پہلے کم کیا گیا پھر بالکل منسوخ کر دیا گیا۔ کسانوں کے زمینی بینکوں کے ذریعہ زمینوں کو خریدنے کے سلسلے میں بھی آسانیاں دی گئیں۔

مراعات کی پالیسی سے بہت فائدہ ہوا۔ انقلابی لہر میں اُتار نظر آنے لگا اور حزب مخالف کی مضبوط صفیں ٹوٹنے لگیں۔ دیہاتی عوام، دولت مند تاجر اور کارخانے دار

ایک بار پھر حکومت کو امن و قانون کا مظہر سمجھ کر اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوگئے ساتھ ہی دوسری طرف دسمبر میں ماسکو کے مزدوروں کی بغاوت کے اثر سے حریت پسند اور اعتدال پسند طبقہ جو قومی قوتوں کو قانون سازی کی راہوں پر لگا دینا چاہتا تھا، برگشتہ ہوگیا۔

لیکن جیسے ہی خطرے کی شدت ذرا کم ہوئی استبدادیت نے پھر اپنی دی ہوئی مراعات پر شرائط عائد کرنی شروع کر دیں۔ ۲۳ اپریل ۱۹۰۶ء کو زار کا عائد کیا ہوا بنیادی قانون اس بات کی بیّن کوشش تھا کہ وہ ڈوما کو جس حد تک بھی ممکن ہوسکے صرف ایک ایسی قانون ساز انجمن بنا دے جس سے زار شاہی کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ نمائندگی کا قانون مزدوروں، کسانوں، ذی علم طبقوں کے ساتھ ہی زمین داروں کو بھی حق نمائندگی دے رہا تھا۔ لیکن مؤخر الذکر کو تناسب سے کہیں زیادہ نمائندگی دی گئی تھی۔ اور حق رائے دہندگی کی یہ طبقاتی تقسیم صرف اسی لیے کی گئی تھی کہ اس کے اثر سے مطلق العنانیت کی مخالفت کے زور کو کم کیا جاسکے۔ ان پیش بندیوں کے باوجود بھی پہلے ہی الیکشن کا نتیجہ حزب مخالف کے لیے عمومی طور پر اور کیڈیٹ (Kadets) (آئینی اعتدال پسند گروپ کے لیے خصوصی طور پر فتح کی شکل میں نکلا۔ پہلی بار منظم سیاسی جماعتوں نے روس کے سیاسی اسٹیج پر باقاعدہ طور پر حصہ لیا۔

خود ڈوما کی تاریخ بھی روسی عوام کی پارلیمانی اور آئینی خواہشات اور امیدوں کی داستان ہے۔ پہلی ڈوما ۱۹۰۶ء میں بنتے ہی ایک بہت سخت کشمکش کے بعد توڑ دی گئی۔ چوں کہ کیڈیٹ (آئینی اعتدال پسند) پارٹی کی اکثریت نے حکومت کی منشاء کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔ دوسری ۱۹۰۷ء ڈوما، جس میں انتہا پسندوں کی نمائندگی کچھ اور زیادہ مضبوط ہوگئی تھی۔ وہ اپنی پیش رفت پارلیمنٹ سے بھی زیادہ بے اثر ثابت ہوئی۔ اور اسے بھی جلدی ہی توڑ دیا گیا۔ زار کا پہلا وزیر اسٹولیپن ڈوما کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ضرور تھا مگر صرف اپنی شرائط پر اور چوں کہ وہ صرف زار کے سامنے جواب دہ تھا اس لیے اس کا عوامی نمائندگی کی طاقتوں کے ساتھ مل کر کام کرنا بالکل بے معنی اور ناممکن حد تک مشکل ہوگیا۔ پھر جیسے ہی رجعت پسند

"سرکاری حلقوں" نے اپنی برتر حیثیت کو تخت کے گرد اور مضبوط کرنا شروع کیا و یسے ہی مراعات کی جگہ جبر و تشدد اور سخت گیری نے لینی شروع کردی۔ نیا انتخابی قانون جو دوسری ڈوما کو توڑے جانے کے ساتھ ہی ساتھ جاری کیا گیا تھا۔ اس نے رائے دہندگان میں دولتمند طبقوں کے اثر کو اور بڑھا دیا۔ اور تیسری اور چوتھی ڈوما کی تشکیل میں ان کی بڑھی ہوئی طاقت صاف طور پر نظر آگئی۔ دوسری ڈوما میں حکومت کے پاس نسبتاً زیادہ لچکدار اور صلح پسند اکثریت موجود تھی۔ اور تیسری ڈوما کو اپنی پوری میعاد ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۲ء تک کام کرتے رہنے کا موقع بھی دیا گیا۔ چوتھی ڈوما ۱۹۱۲ء۔ ۱۹۱۶ء کے انتخابات کے نتیجے سے اعتدال پسند قومی گروپوں کو فتح نصیب ہوئی۔ لیکن ان گروپوں کو بھی جلدی ہی شخصی حکومت کی نااہلی نے حزب مخالف کی صفوں کی طرف دھکیل دیا چونکہ اس وقت حکومت پہلی جنگ عظیم سے پیدا ہوئے مسائل کے حل تلاش کرنے میں مصروف تھی۔

حکومت کے ان اقدامات کے باوجود جن کے ذریعہ وہ ڈوما کے اثر کو محدود کرنا اور اس میں نمائندگی کے کردار کو کمزور کرنا چاہتی تھی۔ اس کے ایسے کام جو وہ پوری طرح انجام دے سکی کافی متاثر کن ہیں۔ عوامی تعلیم کے نام سے پکاری جانے والی وزارت کی شدید ترین مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی کافی بڑی حد تک محققین ڈوما کی اپنی تحریک پر تعلیم کے سلسلے میں لیے گئے اخراجات آہستہ آہستہ ۱۹۰۶ء میں ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ (۴۴،۰۰۰،۰۰۰) سے بڑھ کر ۱۹۱۶ء میں ۱۴ کروڑ ۴۰ لاکھ (۱۴۴،۰۰۰،۰۰۰) تک پہنچ گئے۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم کی ابتدا کے وقت ۸۰ لاکھ اسکولوں میں پڑھنے کے قابل بچوں کی آبادی میں سے آدھے حصے کے نام پرائمری اسکولوں میں درج تھے (۱۲)۔

ڈوما کی تعلیمی کمیٹی کے منصوبے کے مطابق ۱۹۲۲ء تک پوری آبادی کو تعلیمی سہولتیں دینا طے کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ڈوما کے دباؤ کا ہی اثر تھا کہ کسانوں کے شہری حقوق کو دوسرے شہریوں کے برابر کر دیا گیا اور مرکز کے مقرر کردہ زمین کے کپتانوں ______________ کو علاقائی منصف مقدموں کے فیصلوں میں برطرف بھی کر دیتے تھے۔ یہ اور ایسی ہی بہت سی کامیابیاں اس بات کا

ثبوت تھیں کہ ڈوما میں مستقل طور پر ترقی پسندانہ جوش وخروش کارفرما تھا حالانکہ ان کے ہر ہر قدم پر شخصی حکومت کا لیے جا دباؤ رکاوٹیں ڈالتا رہتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ڈوما کا کردار قدامت پرست ہوتا جارہا تھا لیکن پھر بھی یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ضرور تھا جہاں سے اصلاحات کے لئے آواز بلند کی جاسکتی تھی۔ مگر بدقسمتی یہ تھی کہ وہ کان جنہیں سُننا چاہتے تھے بند ہوچکے تھے۔ اور وہ تیز آوازیں جو اس کے بعد ابھریں ان کا تخاطب کچھ مختلف قسم کے سامعین کے لئے تھے۔

حصول آئین کی خواہش اور امید جسے عوام تک پہنچانے کے لیے ڈوما کوشاں تھی اس کی مکمل ناکامی نے انقلاب کے لیے راہیں تیار کردیں۔ اور آخر کار شخصی آمریت ہی کی فتح ہوکر رہی۔ کسی ملک میں آئین حاصل کرنے کی جدوجہد اپنی ابتدائی منزلوں میں ایک نازک پودے کی طرح ہوتی ہے۔ جسے ایک موافق آب وہوا اور ماحول کی ضرورت ہوتی ہے جس میں یہ ابھر کر نشوونما پاسکے۔ زارشاہی کے دور کا آخری زمانہ اس کے لیے بالکل موافق نہ تھا۔ روس کے ذی علم اور روشن خیال طبقے کے بہت سے افراد نے مغربی ممالک کے پارلیمانی نظام میں کشش ضرور محسوس کی تھی اور ان لوگوں نے اپنے بس بھر کوشش بھی بہت کی کہ آئینی نظریات کی قلمیں روس کی مٹی میں بھی جمادیں مگر روس جیسے وسیع وعریض ملک میں اُن کی حیثیت صرف ایک قابل رحم اقلیت سے زیادہ نہیں تھی۔ جس کی قسمت میں ضدی، جاہل، بے حس اور اپنے گردو پیش کے خلاف اندھی مخالفت کرنے والوں کے ہاتھوں صرف شکست ہی لکھی گئی تھی۔ شخصی اقتدار کے نظام جس نے جبر کے قول، اصلاحات کے ذریعہ تحفظ۔ سے سبق حاصل نہیں کیا تھا۔ آئین پرستوں کو اس نظام سے مقابلہ کرتے ہوئے محسوس ہونے لگا کہ میدان آہستہ آہستہ ان کے ہاتھوں سے نکلا جارہا ہے۔ چنانچہ ان ٹھوکروں اور دھکوں کے اثر سے جو انھیں ہر موقع پر شخصی نظام حکومت بخش رہا تھا۔ ان کے بہت سے چیلوں نے انھیں چھوڑ کر دوسرے انتہا پسند لیڈروں کی رہنمائی قبول کرلی۔ یہ آئین پرست نظام جو سیاسی نظام پیش کررہے تھے۔ اسے اپنے ملک کی روایات میں پوری طرح حمایت نہیں مل پارہی تھی۔ وہ رائے

دہندگان سے جو مانگ رہے تھے اور حاصل کر لینے کی امیدیں لئے بیٹھے تھے۔ اس کی اہمیت کو اس وقت تک محسوس ہی نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک کہ پوری ایک نسل عمومی طور پر تعلیم یافتہ نہ گزر چکی ہو۔ خود پارلیمنٹ کے نمائندے پارلیمانی نظام کے سلسلہ میں ناتجربہ کار تھے انھیں صرف ایک ایسے متوسط طبقے کی سماجی حمایت حاصل تھی جس کی خود اپنی ساخت بھی ابھی ناقص تھی۔ ان کے اعتدال پسندانہ منصوبے کسانوں اور صنعتی مزدوروں کے ایک بڑے حصے کی شکایات اور تکالیف کے ازالے کے لیئے بھی ناکافی ہے۔ بہرحال اصلاحات اور انقلاب کی دوڑ میں آئینی قوتوں کو ہر ہر قدم پر رکاوٹوں اور اپنی کمزوریوں کا احساس ہوتا جا رہا تھا۔

شخصی حکومت کی زندگی کے دن تیزی سے کم ہوتے جا رہے تھے وقت کے ساتھ ساتھ اسے اس سوسائٹی سے بھی علیحدگی کا احساس بڑھتا جا رہا تھا جو اسے اب تک غیر یقینی انداز میں ہی سہی مگر پھر بھی سنبھالے ہوئے ضرور تھی۔ اور شخصی حکومت کے ہاتھوں سے اس نکلتے ہوئے اقتدار پر قبضہ کر لینے کے لیئے بہت سے زبردست دعوے دار موجود تھے ذی علم اور روشن خیال طبقے کے علاوہ بھی کسانوں اور صنعتی مزدور طبقے کی ایک بہت بڑی مگر غیر متحرک اور جامد عوام ایسی موجود تھی جو خود ابھی تکمیل کی منزلوں میں ہی پھنسی ہوئی تھی۔ خواہ ان کی امیدیں اور خواہشات کتنی بھی مختلف کیوں نہ ہوں لیکن وہ اپنی شکایات کی بنیاد پر ایک یکسانیت کے احساس کی وجہ پر متحد تھے انقلاب کے اس امتحان میں ان کے دعووں کی پرکھ صرف واقعات اور وقت کی روانی ہی کر سکتی تھی۔

اقتدار کے لئے کسانوں کا دعویٰ

کسی بھی ایسے زرعی ملک میں جیسے بڑی حد تک روس تھا۔ یہ بات لازمی سی تھی کہ بہت سے لوگ کسانوں اقتدار کے ترکہ کا جائز وارث قرار دیتے مارکس سے پہلے دور کے روسی انقلابی لوگ بڑی حد تک کسانوں کو ہی

اہمیت دیتے تھے، چوں کہ ان کی نگاہ میں صرف کسان ہی "فطری اور سوشلسٹ اور روائتی اعتبار سے انقلابی" ہوتا تھا۔ اِن انقلابیوں نے اپنے ذہنوں میں میر (MIR) یا دیہی کمیونوں کو امداد باہمی کا بہترین مظہر مان لیا تھا۔ ان کے خیال میں سٹنکا رازین، پگاچایو اور دوسرے شورش پسند کسانوں کی بغاوتیں اس طبقے میں انقلابی جوہر کی موجودگی کی تصدیق کرتی تھی۔ ان میں سے کچھ کا خیال تھا کہ مغربی یورپ اس سلسلہ میں بہت کم مثالیں پیش کر سکتا تھا۔

روسی آبادی کا دیہاتی طبقہ شروع شروع میں ان لوگوں نے یورپ کے آزادانہ ماحول میں کشش ضرور محسوس کی۔ خاص طور پر روس کے دم گھونٹنے والے گھرے ہوئے ماحول کے مقابلے میں یہ بہت بہتر اور کھلا کھلا محسوس ہوا لیکن آہستہ آہستہ یورپ کی سوسائٹی کا بورژوائی انداز سرمایہ داریت کا نعرہ "جلد تر امیر بنو" اور شہری پرولتاری طبقے کے مستقل رستے ہوئے زخموں سے متنفر ہو کر یہ لوگ دور ہٹتے چلے گئے۔ پارلیمانی شعبے ان لوگوں کے خیال سے تجارتی اقتدار کے لبادوں سے کچھ زیادہ حیثیت نہ رکھتے تھے کچھ ان کے نقطہ نگاہ سے روس کو اپنے سماجی ارتقار کے لئے اس سے بھی کسی بہتر نظام کی ضرورت تھی۔

ہرزن نے اپنے ۱۸۴۸ء کے بعد کے دور میں خیالات کی اس روش کی تصویر کشی کی ہے کہ پارلیمنٹ اور نمائندگی کے تمام اداروں کی تردید کرتے ہوئے اس نے روس کو بڑے ملتجانہ انداز میں مشورہ دیا کہ وہ رعیتی نظام، اُمراء اور اشراف، افسرانہ ضابطہ پرستی اور بازنطینی کلیسا کو یک قلم ترک کر کے اپنی قسمت کو ایسی آزاد کمیونوں کی امداد باہمی فیڈریشن منسلک کرے جو میر میں کسانوں کی شرکت میں قائم کی گئی ہوں۔ یہ خواب بعد کے واقعات کی روشنی میں بعید از قیاس لگ سکتا ہے لیکن یہی زراعتی سوشلسٹ نظام اور آزاد متحدہ انجمنیں جن کا خاکہ ہرزن نے پیش کیا تھا۔ یہی نیرودنک گروپ (Narodniks) یا عوام پسندوں (Populists) کے تصورات کی مضبوط بنیاد رہا تھا۔ ان کے جانشینوں نے بھی اُسے اپنایا۔

یہاں تک کہ انھیں بالشویکوں نے بالکل کچل کر رکھ دیا۔ مارکس سے پہلے کے انقلابی مختلف اوقات پر اپنائی جانے والی ترکیبوں اور حکمتِ عملی کے سلسلے میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے لیکن وہ نجات کے حصول کے لئے صرف کسانوں کی اہمیت کے نکتے پر ضرور متحد تھے۔ باکونن (Bakunin) کے مطابق کسان طبقہ بغاوت کے لئے بالغ ہو چکا تھا۔ جس چیز کی ضرورت تھی وہ صرف یہ تھی کہ شتنابے میں آگ لگادی جائے اور یہ کام صرف وہ مضبوط، ثابت قدم اور پختہ کار انقلابی کر سکتے تھے جو سازشی چالوں میں پوری طرح تربیت یافتہ ہوں۔
۱۸۷۰ء کی دہائی میں تکاچیو (TKachev) نے لکھا تھا کہ روس میں سرمایہ داری کے بیج کھلے طور پر نظر آنے لگے ہیں۔ اس کے "انقلابی دفاعی" (Revolutionary Defence) نظریہ کے مطابق کسانوں پر بنیاد کی ہوئی روسی سوشلزم کے ارتقاء کو محفوظ کرنے کے لئے یہ ضروری ہونا چاہیئے کہ بورژوا طبقے کے مضبوط ہونے سے پہلے ہی اقتدار پر پوری طرح قابض ہو جایا جائے۔

روس کا ذی ہوش طبقہ اور کسان

انتہاپسندوں (Maximalists) کے جوڑ توڑ اور ترکیبیں روسی ذی ہوش طبقے کے لئے بڑی کشش اور ایک جادو رکھتی تھیں۔ اُس جبرو تشدد کے ماحول میں جس میں وہ کام میں مصروف تھے، چند بے معنی اور ناکامی اصلاحات ومراعات کے ٹکڑے، جو شخصی اقتدار کبھی کبھی ان کے سامنے ڈال دیتا تھا وہ بتدریج ان کی بےصبری اور بے چینی کو بڑھانے میں ہی مدد کرتے تھے۔
۱۸۶۱ء میں جاری کئے گئے غلاموں کی آزادی کے ایکٹ (Emancipation Edict) پر اُن لوگوں کا ردِ عمل ان کے جذبات کی بہت صاف طور پر عکاسی کرتا ہے۔ جب یہ بات صاف ہوگئی کہ کسانوں کو دیئے گئے زمین کے حصے اتنے چھوٹے ہیں کہ اُن کے ملنے کے بعد ان کی غربت کنگالی کی حد ولسے تجاوز ہونے لگی ہے۔ اور اس کے علاوہ انھیں ان کی حیثیت سے کہیں زیادہ معاوضہ بھی ادا کرنا پڑ رہا ہے تو اس سے بے چینی کی

ایک لہر سی دوڑ گئی۔ ذی فہم طبقے میں سرکش، باغی اور انتہا پسند ذہن ابھر کر سامنے آنے لگا۔ کسانوں کی انقلابی صلاحیتوں سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ ایک پوشیدہ تنظیم "زمین و آزادی" (Zemlya i Volya) نے ۱۸۶۳ء کے موسم گرما میں ایک بغاوت کا منصوبہ تیار کیا، لیکن اس منصوبے سے کوئی نتیجہ تو برآمد نہ ہو سکا صرف کچھ لیڈروں کو سزائیں ضرور ہو گئیں۔ اپریل ۱۸۶۶ء میں زار کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی وہ انجمنیں جو اس سازش میں شریک تھیں اُن کا پتہ چل گیا اور ان کے بہت سے ممبروں کو سائبیریا کے لئے شہر بدر کر دیا گیا۔

اس دور میں روسی انقلاب دہشت پسندی اور باغیانہ طریقہ کار پر منحصر نہ تھے۔ ۱۸۷۰ء کی دہائی میں ذی ہوش طبقے میں سے ایک اہم حصہ ایسا بھی تھا جو پیٹر لاوروو کے نظریات میں بڑی کشش محسوس کرتا تھا۔ یہ عوام کی تعلیم اور اُن میں پرچار کا حامی تھا۔ لاوروو کے وہ تاریخی خطوط جو زیادہ تر اس نے ۱۸۶۸ء سے ۱۸۶۹ء کے درمیان لکھے تھے ان میں اس نے "نکتہ رس اور ذی فہم اشخاص" پر اس بات پر زور دیا ہے کہ انھیں خود کو صرف عوام کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ لاوروو کی دلیل تھی کہ کوئی انقلاب بغیر عوام (Narod) کی تعلیم اور ذہنی تیاری کے ممکن نہیں ہے۔ ذی ہوش طبقے کا فرض ہے کہ وہ آپس میں بحث و مباحثہ اور گفت و شنید ترک کر دے اور باہر نکل کر گاؤں میں پھیل جائے تاکہ کسان عوام کی بیداری میں مدد کی جا سکے۔ لاورو کے اس تصوراتی پیغام کا ردعمل ہوا۔ "عوام تک پہنچو" کی مشہور تحریک، جس نے جہاد کی حد میں چھو لی تھیں اس نظریہ کی مرہون احساس تھیں۔ طالب علم، استاد، وکیل، ڈاکٹر، افسر اور نائب امراء، اس تحریک میں شریک ہونے اور ۱۸۷۳ء کے موسم گرما سے ۱۸۷۴ء کے موسم گرما تک دیہی علاقوں میں مجاہدین اور مبلغین کا ایک سیلاب سا اُمنڈ پڑا۔

جو نتیجہ اس سے برآمد ہوا اُسے ترگینیو نے "اچھوتی مٹی" (Virgin Soil) میں کچھ ایسے انداز میں بیان کیا ہے جو کبھی بھلایا نہ جا سکے گا۔ "ناواقف اور جاہل

طاقتیں"، سمجھ ہی نہ سکیں کہ نئے قسم کے یہ حملہ آور کیا چیز ہیں۔ وہ خلیج جو روسیوں کے قول کے مطابق "لوگوں" اور "اشخاص" کے درمیان حائل تھی، بہت گہری تھی۔ ذی فہم لوگوں میں بہت سے تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ جب وہ لوگوں سے ملیں تو ان سے بات چیت کس طرح کریں، کسان غریب یہ نہ سمجھ سکے کہ ان اشخاص کا اصلی مقصد کیا ہے۔ ان میں سے بعض مبلغین پر مخالفین کا دھوکہ ہوا، اور انھیں پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ خود ذی فہم طبقے کے کچھ اشخاص میں اس تجربہ سے کسی قدر اعتدال پیدا ہوا، کچھ کا ذہنی سحر ٹوٹا اور کچھ پر اس کا ردِعمل خودکشی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ دوسرے طبقے کو پہلی بار حقیقت سے روشناسی ہوئی۔ کسانوں میں تعلیم اور پرچار کا کام دیہی علاقوں میں صرف چھٹیاں منانے چلے جانے سے کہیں زیادہ بڑا کام ہے۔ اس کے لئے بڑے صبر و سکون اور لگن کی ضرورت ہے اور جب تک ایک پوری زندگی ان کے ساتھ نہ بتائی جائے یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔

کچھ اشخاص (بہت کم) نے اس سبق کو ذہن نشین کیا اور عوام کے شبہات کو دور کرنے اور اپنی قدر و قیمت ثابت کرنے کے لئے اس طویل اور ناپسندیدہ کام کی خاطر دیہی علاقوں میں ہی مستقل طور پر ٹھہر گئے۔ بہت سے زیادہ ترقیپسند شہروں کی طرف لوٹ آئے اور ایک لامتناہی بحث و مباحثہ ہوتا۔ جب ان کے ذہنوں پر بوجھ بہت بڑھ جاتا تو وہ مجاہدانہ انداز میں کسی تشدد کے کام میں حصہ لیتے جس کے اثر سے شہروں اور دیہی دونوں علاقوں پر پولیس کی کارروائی شروع ہو جاتی۔ ان چند بہترین منتظموں میں سے جو دیہی علاقوں قیام پذیر ہو گئے تھے ایک نے کہا تھا: "بس جیسے ہی ہم نے کچھ کام شروع کیا، ایک دھماکہ! ذی ہوش طبقے نے کسی کو قتل کر دیا، اور پولیس ہمارے سروں پر مسلط ہے۔ یہ لوگ ہمیں تنظیم کا ایک موقع کیوں نہیں حاصل کرنے دیتے" (۱۳)

نرودنک تحریک کی تاریخ ۱۸۷۰ء کی دہائی کے آخری اور ۱۸۸۰ء کی دہائی کے شروع حصوں میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کا ایک باب ہے۔ انتہا پسندوں کی کامیابی کا پہلا اظہار "عزم عوام" (People's Will) پارٹی کی تنظیم سے ہوتا ہے۔ شاید یہی روسی انقلاب کے سلسلے کی پہلی پارٹی ہے

جس کو پوسے شاطرانہ انداز میں مضبوطی سے منظم اور متحد کیا گیا تھا۔ اپنے پیش رؤوں کی طرح "عزم عوام" بھی بنیادی طور پر کسانوں کی آزادی کی طرف ہی مائل تھی اس کے ممبروں کے خیال کے مطابق اس آزادی کا حصول بغیر آئینی اصلاحات کے ناممکن تھا۔ اس کی مجلس عاملہ نے جو خط الکزنڈر سوم کی تخت نشینی کے وقت لکھا تھا اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اس پارٹی کا مقصد ایک قانون ساز اسمبلی کی تشکیل ہے جس میں ایک بہت بڑی اکثریت ایسے کسانوں، نمائندوں کی جن کو زرعی سوشلزم کے پروگرام کی تکمیل کا کام پورے اعتماد کے ساتھ سپرد کیا جاسکے۔ لیکن جب اسے آئینی راہیں مسدود نظر آئیں تو "عزم عوام" انتہا پسندی طرف مڑ گئی۔ امید یہی تھی کہ چند بڑے بڑے اور اہم قتلوں کے بعد حکومت کسی قدر گھبرا کر کچھ مراعات دینے پر مجبور ہو جائیگی، عوام چونکیں گے اور شاید مرکزی سرکار پر قبضہ ہو جائے گا۔ ۱۸۷۹ء کے موسم خزاں سے ۱۸۸۱ء کے موسم بہار تک یہ لوگ دہشت پسند گورنمنٹ سے بڑی بے جگری کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ اہم افسروں کی ایک کافی بڑی تعداد کو قتل کر دیا گیا۔ اور آخر میں مارچ ۱۸۸۱ء میں "عزم عوام" نے اپنا سب سے اہم مقصد حاصل کر لیا، یہ تھا الکزنڈر دوم کا قتل۔ لیکن قانون ساز اسمبلی کی تشکیل کے بجائے دہشت پسندوں کو جو کچھ مل سکا وہ حکومت کے جبر و تشدد میں صرف اضافہ تھا۔ کسان عوامی انقلابی اشاروں کو سمجھ سکنے کے قابل ہی نہیں ہو سکے تھے اور درباری حلقوں میں تھوڑے عرصہ کے لیے خوف و حراس کے بعد ردعمل نے اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ ارباب حکومت نے نرودنک گروپوں کو توڑ دیا۔ ایک شیخی باز افسر کے مطابق انقلاب صرف ایک "گھریلو صنعت" ہو کر رہ گیا۔ نرودنک گروپ کا اثر متزلزل ہو گیا۔ ——— (۱۴)

حالاں کہ اس کے بہت سے تصورات اور نظریات کو بیسویں صدی کے اس شروع سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی تنظیم کے ساتھ حیرت ناک طور پر پھر ایک دوسری زندگی مل گئی۔

اس دوران کسان بالکل خاموش تھے۔ کسانوں کی زمین کی بھوک کی

آوازیں ابھی بالکل دبی دبی تھیں حالاں کہ روسی کسان کی حالت کسی طرح بھی اچھی نہیں کہی جا سکتی تھی۔ ان کی شکایات مسلسل دبائی جا رہی تھیں۔ لیکن دیہی علاقوں کی پر فریب خاموشی اور سکون کی سطح کے نیچے غم و غصہ کی چنگاری مستقل سلگ رہی تھی۔

زمین کی بھوک اور انقلاب

علاقوں کی آزادی کے فرمان سے کسان طبقے کو بڑی ناامیدی ہوئی تھی۔ پروفیسر گیرائڈ، ٹی راہنسن کے مطابق اس قانون سے کسانوں کو نقصان ہی زیادہ پہنچتا تھا۔ "کسانوں کو تھوڑی سی زمین اور کچھ حقوق ضرور مل گئے تھے مگر اس کے ساتھ قانونی پابندیاں اس سے بھی زیادہ ملی تھیں"۔ (۱۵)

اس قانون آزادی کے بعد کی دہائیوں میں کسانوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ دیہی علاقوں کی آبادی بھی اس دوران حیرت انگیز طور پر بڑھی۔ حالاں کہ ۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۵ء کے درمیان کسانوں کے پاس زمین بڑھی ضرور لیکن اس میں اضافہ کی مقدار کسان کی جسمانی زرخیزی کا ساتھ نہ دے سکی، زمین کے حصوں کا اوسط ۱۸۷۷ء میں [۱۳۶۲] ڈیسیاٹن (ایک ڈیسیاٹن [۲۶۷] ایکٹر کے برابر) فی کنبہ سے گھٹ کر ۱۹۰۵ء میں صرف [۱۰۶۴] ڈیسیاٹن رہ گیا۔ (۱۶)

کنبے کی مقبوضہ زمین میں کمی کے اثر کو زراعتی پیداوار کے اچھے طریقوں کے استعمال سے پورا نہ کیا گیا۔ میر کے زراعت کے طریقے وہی دقیانوسی تھے اس لیے فی ڈیسیاٹن پیداوار مغربی یورپ کے مقابلے میں بہت کم تھی۔

۱۸۷۰ء سے ۱۸۹۰ء کے طویل زراعتی مشکلات نے گاؤں کی اقتصادی حالت کو اور بھی خراب کر دیا۔ کسان جس کے پاس غلہ موجود بھی تھا وہ اپنے غلّے کو ایسے بازار میں بیچنے پر مجبور تھا جہاں اس کی قیمت بین الاقوامی مقابلہ کے زیر اثر مقرر ہوتی تھی اور وہ صنعتی اشیاء جو وہ اپنے بازاروں میں

خریدتا تھا۔ ان کی قیمتیں اس لیے اونچی مقرر ہوتی تھی کہ ان کو حکومت کی تحفظی پالیسیوں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ نتیجے میں زمین کے معاوضے کی ادائیگی ایک اوسط کسان کے لئے ایک ناقابل برداشت بوجھ بن گئی۔ بقایہ بڑھتا چلا گیا۔ اور حالت اتنی خراب ہوگئی کہ آخر گورنمنٹ کو معاوضہ کے قرض میں تخفیف کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ ۱۸۸۱ء سے کچھ نئے قوانین کا ایک سلسلہ شروع ہوا جن کے ذریعہ معاوضہ کی ادائیگی کو ملتوی کیا گیا اور قرض کے کچھ حصوں کو ختم کر دیا گیا۔ ۱۸۸۷ء میں تمام کسانوں پر سے پول ٹیکس بالکل ختم کر دیا گیا۔ لیکن یہ مراعات بھی ناکافی ثابت ہوئیں۔ بقایا کی رقم بڑھتی چلی گئی اور معاوضہ کی ادائیگی ایک مستقل ناسور بن کر رہ گئی۔ غلاموں کی آزادی کے بعد کے دور میں حکومت کی یہ کوشش کہ زمین کے مسئلہ کو حل کر لیا جائے کسی مریض کی وقتی سکون کی دوا سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ جس سے زیادہ کسانوں کی زمین کی بھوک میں کمی نہ ہوئی۔ ۱۸۸۳ء میں کسانوں کا ایک زمین بینک قائم کیا گیا جو کسانوں کو زمین خریدنے کے لئے قرضہ دیتا تھا۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۳ء کے درمیانی وقفے میں کسانوں نے ساڑھے پچاس لاکھ ڈیسیاٹن سے کچھ زیادہ زمین اس بینک کے ذریعے خریدی ـــــ (۱۷)

زمین کی اس تازہ خرید نے کسانوں کی ایک چھوٹی سی ایسی جماعت پیدا کر دی جو فی الحقیقت کسی قدر مضبوط اور آسودہ حال تھی۔ یہ بعد میں آنے والے امیر کسان (Kulak) کے بیج تھے۔ لیکن یہ جماعت کسی بھی طرح اصلی اور بنیادی کسان طبقے سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔

حکومت نے زمین پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے نوآبادکاری کو بھی اپنایا۔ ۱۸۹۳ء میں سائبیریا کے علاقے میں ریلوے کی تکمیل نے آبادی کے وہاں منتقل ہونے میں کافی مدد کی۔ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۳ء کے درمیانی عرصہ میں کچھ حکومت کے زمین کے عطیوں کی مدد سے اور کچھ حکومت سے دیئے گئے قرضوں کی مدد سے اوسطاً ایک لاکھ پندرہ اشخاص سالانہ کی تعداد میں

لوگوں نے سائبیریا کے علاقہ میں سکونت اختیار کر لی۔

نوآبادی کی یہ مقدار حالاں کہ کسی طرح کم نہیں تھی لیکن اس نے بھی دیہی علاقہ کی ضرورت سے زیادہ آبادی پر کوئی خاطر خواہ اثر نہ ڈالا۔ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۱۴ء تک چالیس صوبوں میں دیہی آبادی میں قدرتی اضافہ جب کہ سائبیریا کی طرف انتقال آبادی اپنے پورے عروج پر تھی ہجرت کی وجہ سے پیدا ہوئی کمی سے تقریباً چودہ گناہ زیادہ تھا۔ (۱۸)

دیہی علاقوں میں آبادی کی اتنی زیادہ اور زراعتی تباہی کے ان حالات میں یہ بات ناگزیر تھی کہ دیہاتوں سے شہر کی طرف بڑے پیمانے پر لوگ منتقل ہو جائیں۔ صنعت اور کاروبار کی ترقی کے ساتھ روسی دہقانوں کا ایک سیلاب صنعتی مرکزوں کی طرف کاروبار اور تلاش معاش کے لیے چل پڑا۔ ۱۸۹۷ء کی پہلی عام مردم شماری میں یورپی روس کے شہروں میں "پچاس لاکھ" سے زیادہ دیہاتی شمار کیے گئے (۱۹)۔

یقیناً ان پچاس لاکھ میں بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے صرف وقتی طور پر ہجرت کی تھی۔ لیکن جیسے جیسے وقت گذرا، ان دیہاتیوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ جنہوں نے شہروں میں مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی تھی۔ آہستہ آہستہ ان کا تعلق دیہاتیوں سے کم ہوتا چلا گیا۔ اور آخر میں انہوں نے دیہاتیوں سے اپنا رشتہ بالکل توڑ لیا۔ کارخانوں کے مزدور جو وقتاً فوقتاً فیکٹریوں میں ہونے والی شورشوں اور ہڑتالوں کے دوران اپنے گاؤں جاتے وہ شہری زندگی کی پریشانیوں اور مصیبتوں کو دیہاتی لوگوں میں پھیلانے کا بہترین وسیلہ تھے۔ وہ کسان جو دیہات چھوڑ کر شہر چلے آئے تھے وہ دیہات میں بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے میں کسی قدر مددگار ضرور ثابت ہو رہے تھے۔ لیکن ان کا یہ اخراج وہاں کی انسانی پیداوار کی تعداد کے متوازی نہ ہو سکا اور جو وہاں رہ گئے ان کی شکایتیں بڑھتی رہیں اور زمین کی بھوک اور تیز ہوتی گئی۔

وہ بےچینی جو غلاموں کی آزادی کے قانون کے بعد کی چند دہائیوں میں

جمع ہوئی تھی آخر میں باقاعدہ تشدد میں تبدیل ہوگئی ۱۹۰۲ء میں فصلوں کی خرابی کے ساتھ کسانوں کی شورشیں، کرسک، پولٹاوا، اور خار صوبوں میں کھڑی ہوگئیں۔ اس تحریک میں تمام علامتیں ایسی موجود تھیں جن سے احساس ہوتا تھا کہ یہ صرف وقتی طور پر ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ بس صرف اتنی بات تھی کہ دیہاتی ایک جگہ منظم ہو گئے تاکہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ غلہ چھین لیں۔

لیکن یہ تحریک ایک دوسری انقلابی تحریک کی تجدید کی ہم عصر ضرور ہوگئی۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی (Socialist Revolutionary) ایک متحدہ پارٹی کے روپ میں ۱۹۰۲ء میں وجود میں آئی۔ اپنی پیش رو "عزم عوام" کی طرح اس نے بھی انتہا پسندانہ طریقے اپنائے اور زمین کو قومیانے کی مانگ پیش کی۔ سوشلسٹ انقلابیوں نے کچھ اہم شورشیں دیہی علاقوں میں کھڑی کیں لیکن ان کی پیدا کی ہوئی ان شورشوں کا کچھ اثر وہاں کے ابتدائی اور بنیادی اضطراب اور لاقانونیت پر بھی پڑ سکا اس کی شہادت بہت کم مل پائی ہے۔ وہاں کے ایک فساد میں ماخوذ ایک کسان نے جب مجسٹریٹ کے سامنے پیشی کے دوران کہا تھا کہ "مجھے کتابچوں کے متعلق کوئی افواہ سننے میں نہیں آئی تھی، میں تو سوچتا ہوں کہ اگر ہم صرف ایک اچھی زندگی گذارنے لگیں تو یہ کتابچے ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھیں گے۔ چاہے ان میں کچھ بھی لکھا ہو، جو چیز وحشت ناک ہے وہ یہ کتابچے نہیں ہیں بلکہ یہ بات ہے کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے"۔ (۴۰)

روس اور جاپان کی جنگوں سے پہلے کے چند سالوں میں کسانوں میں پھیلی ہوئی بے چینی کا اظہار وقتاً فوقتاً اُمرا کی حویلیوں میں آتشزنی کے واقعات اور خود زمین داروں اور ان کے مختاروں پر حملوں کی شکل میں ہوتا رہتا تھا، لیکن یہ فساد کہیں کہیں اور بالکل غیر منظم قسم کے ہوا کرتے لیکن جاپان سے روس کی شکست نے جیسے ایک دم سیلاب کے بند کھول دیے، انقلابی سرگرمیاں شہر سے دیہی علاقے میں پھیلنے لگیں۔ ان فسادات

کرسک کے صوبے (Black Soil Region) کی جڑیں کالی مٹی کے علاقے میں ۱۹۰۵ء میں جمنی شروع ہوئیں اور بہت تیزی سے پڑوسی صوبوں میں پھیلتی چلی گئی۔ شروع شروع میں کسانوں نے اپنی بدعنوانیوں کو عمارتی لکڑی کی غیر قانونی کٹائی اور لگان اور مزدوری کی ہڑتالوں تک ہی محدود رکھا۔ جاگیروں میں لوٹ مار اور زمینوں پر قبضے کی وارداتیں شروع میں کم ہوتی تھیں۔

مگر جیسے جیسے لاقانونیت بڑھتی گئی ویسے ہی کسان بھی اور گستاخ ہوتے گئے۔ کل روسی کسان یونین کی مجلس قانون ساز جب ۳۱ جولائی اور پہلی اگست ۱۹۰۵ء کو ماسکو میں خفیہ طور پر بنی ہے تو اس نے اعلان کیا تھا "زمین میں ذاتی ملکیت کا خاتمہ کیا جائے اور زمین کو تمام عوام کی ایک مشترکہ ملکیت مانا جانا چاہیئے۔" (۲۱) ۳ نومبر ۱۹۰۵ء کو حکومت کی طرف سے تمام زمینی معاوضوں کی وصولی کو بالکل منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سے پہلے بھی کچھ اور انتظامات کئے گئے تھے۔ جن کے ذریعے کسان بینکوں سے دی جانے والی رعائتوں میں کسی قدر توسیع کی گئی تھی اور دربار اور شعبہ مالیات کی کچھ زمینوں کو کسانوں میں تقسیم کے لئے اس بینک کے سپرد کیا گیا تھا لیکن اتنی دیر بعد دیئے جانے والے وہ مٹی کے یہ چند ٹکڑے کسانوں کی جھنجلاہٹ اور شور و شغب کو کسی طرح نہ دبا سکے۔ شورش پھیلتی گئی۔ بلکہ اس میں تشدد اور بڑھ گیا۔ اور نومبر ۱۹۰۵ء میں یہ اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گئی۔ اب لوٹ مار، آتشزنی اور زمینوں پر قبضہ کیا جانا ایک معمولی بات تھی۔ علاقوں کے افسران اس نراجیت اور تشدد کو کچلنے میں بالکل ناکارہ ثابت ہوئے۔ موسم سرما میں کسی قدر خاموشی رہی۔ لیکن موسم بہار میں کسان پلٹ پڑے۔ ۱۹۰۶ء کے موسم گرما تک اس بغاوت میں تھکاوٹ کے نشانات نظر آنے لگے۔ اور جیسے ہی اس کا ابھار دھیما پڑا حکومت نے بھی اپنے ناکارہ اعصاب پر قابو پا لیا اور باغیوں سے نپٹنے کے اور ان کو سزائیں دینے کے لئے فوجی مہمیں بھیجنی شروع کر دیں اور اتنی زبردست طاقت کے مقابلے میں کسانوں نے عام طور پر ہتھیار ڈالنا ہی مناسب سمجھا۔ پھر سرسری مقدمات کے بعد بڑے پیمانے پر پھانسیوں، کوڑوں کی سزائیں اور ایسی ہی دوسری سزاؤں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۹۰۵ء کی کسان بغاوت کی اہم ترین خصوصیات اس کا بچکانہ پن بے نظمی اور ایک ایسا کردار تھا جس میں کوئی اصول موجود نہ تھا۔ پگا چیو اور استینکا رازین کی عظیم بغاوتوں کے برخلاف اس بغاوت نے اپنے گرد بڑے بڑے ناموں اور بڑی بڑی شخصیتوں کو اکٹھا نہیں کیا تھا۔

اس کی آگ صرف مصیبت اور بھوک سے روشن ہوئی تھی۔ اس کے رہنما دیہاتوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ اور عوام کی تکلیفوں میں خود بھی اس طرح پھنسے ہوئے تھے۔ کسانوں کی کانگریسوں اور ڈوما میں اس کے ترجمان عام طور پر سنجیدہ اور سیدھے سچے قسم کے لوگ تھے جو یکسوئی سے اپنے ذہن اور اپنی عقلِ سلیم کو زمینی مسئلوں کے حل تلاش کرنے میں لگائے ہوئے تھے اور یہی عقلِ سلیم کی ایک خصوصیت انھیں اپنے ذی فہم طبقے کی دوسرے دھواں دار مقرروں کے مقابلے میں ممتاز کئے ہوئے تھی۔ لیکن ڈوما میں ان کسانوں کے نمائندوں نے اس اقامت کی رہنمائی کرنے کے بجائے صرف اس کی پیروی پر ہی اکتفا کیا۔ انھوں نے اس کی مانگوں کو ڈوما میں اٹھایا مگر ضرور لیکن ان کو وہ فن نہیں آتا تھا کہ ان مانگوں کو موثر کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔ ان کے مقابلے میں دوسری طرف پیشہ ور اور پختہ کار انقلابی رہنمائی کے فرائض انجام دینے کے لئے بالکل تیار تھے لیکن ان کے پاس کسان عوام سے رابطہ کا کوئی وسیلہ نہیں تھا خاص طور پر سوشلسٹ انقلابی دیہی علاقوں میں شورش کو زندہ رکھنے کے سلسلے میں بہت متحرک تھے۔ چنانچہ جیسے جیسے فسادات بڑھے ان لوگوں نے انقلابی شعلوں کو بھڑکا کھنے میں اپنی پوری کوششیں صرف کیں۔ لیکن ان کی تمام کوششیں صرف وقتی تھیں اور ان میں انتشار نظر آتا تھا۔ چنانچہ خود سوشلسٹ انقلابی گروپ نے کچھ ایسا ہی اثر چھوڑا کہ جیسے یہ بھی ان بچکانہ طاقتوں میں پھنس کر ان کے ساتھ ساتھ بہہ رہا ہو۔ انھوں نے اس ابھرتی ہوئی تحریک اور بڑھتی ہوئی صلاحیتوں کو کسی باقاعدہ منصوبے اور تنظیم کے تحت صحیح راہوں پر نہیں لگایا۔ جمہوری سوشلسٹ (Social Democrats) کے گروپوں بالشویکوں اور مالشویکوں دونوں ہی کی اپیل کسانی عوام کی بجائے صرف شہری پرولتاری طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ ان لوگوں کا دیہی ایجی ٹیشن بھی صرف بالٹک علاقہ کے

زراعتی مزدوروں سے تعلق رکھتا تھا۔ جہاں زراعت کی سرمایہ دارانہ تنظیم سب سے زیادہ ترقی یافتہ شکل میں موجود تھی۔ فی الجملہ اس بغاوت میں انقلابیوں کا اثر بہت ہی ہلکا تھا۔ اس تحریک میں تیز رفتاری الگ الگ دیہی علاقوں سے آئی تھی اور پوری تحریک سیکڑوں غیر مربوط چھوٹی چھوٹی شورشوں میں بکھری ہوئی تھی جس کی قسمت میں شخصی حکومت کی منظم مرکزی فوجی طاقت کے ہاتھوں کچلا جانا ہی لکھا گیا تھا۔

اسٹولیپن اصلاحات

۱۹۰۶-۱۹۰۵ء کی کسان بغاوت نے حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی اس زراعتی پالیسی کی بنیادوں پر نظرِ ثانی کرے جسے وہ پچھلی چند دہائیوں سے اپناتے ہوئے تھی۔ پالیسی یہ تھی کہ میر کو اس کی مشترکہ ذمہ داریوں کے ساتھ اور بار بار تقسیم ہو سکنے والی زمینوں کے طریقہ کو برقرار رکھا جائے۔ یہ پالیسی اسی مفروضہ پر قائم تھی کہ میر دیہات میں قدامت پسندی کی پرورش اور نگہداری کرتی ہے۔ لیکن زراعتی بے نظمی نے اس عقیدے کو متزلزل کر دیا کہ میر دیہات میں ایک جماؤ اور ٹھہراؤ کی طاقت ہے۔ اس کی بجائے زمیندار طبقے کے امراء نے میر کو ہی اس بات کا ملزم ٹھہرایا "اس کی بنیادیں سماج وادمیں جمی ہوئی ہیں" اور "یہ سوشلسٹ جراثیم کی پیدائش گاہ ہے" (۲۲)

مئی ۱۹۰۶ء میں پیٹرسبرگ میں منعقدہ انجمن اشراف کے نمائندگان کی پہلی کانگرس (Representatives Of Nobles Societies) نے حکومت سے مانگ کی کہ وہ میر کو توڑ کر زمینوں کو کسانوں کی شخصی ملکیت میں تقسیم کر دے۔ "انتہائی عاجزانہ خطاب" جو ان لوگوں نے زار کی خدمت میں بھیجا تھا اس میں اس طرح درخواست کی گئی تھی: "کسانوں کے قبضہ میں جو زمینیں موجود ہیں ان پر کسانوں کے مکمل حقوق ملکیت کا پورا اعتراف اور تصدیق اس وقت قومی زندگی کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ کسانوں میں حقوق ملکیت کی سالمیت۔۔۔ ان کو اس چیز کے اور قریب اور زیادہ منسلک کر دے گی جو ان کی اپنی ہے اور

اس طرح وہ اُس چیز کا احترام کرنا بھی سیکھ جائیں گے جو کسی دوسرے سے متعلق ہے"۔ (۲۳)

اشراف اور امراء کی زمینوں کو غصب کیے جانے کو بالکل صاف طور پر مسترد کیا گیا۔

اس پروگرام نے حکومت کے ایما کو بھی حاصل کر لیا اور اسٹولیپین کی ان زرعی اصلاحات کی بنیاد بن گیا جنہیں ۹ نومبر ۱۹۰۶ء کے فرمان شاہی میں شامل کیا گیا تھا اور جس کو ۱۹۱۰ء میں تیسری ڈوما نے منظوری دی تھی۔ یہ قانون ظاہر ہے بڑا گنجلک اور مبہم ہو گیا تھا چوں کہ اسے مختلف قسم کے حقوق ملکیت کو سامنے رکھکر تشکیل کیا گیا تھا۔ لیکن اس کا بنیادی مقصد صاف طور پر یہی تھا کہ ہر کسان کو میر کی پابندیوں سے آزاد کرنے میں آسانی فراہم کی جا سکے۔ اور نتیجے میں روسی زرعی نظام جو شخصی ملکیت کی بنیادوں پر منحصر تھا۔ اس کی نئے سرے سے تشکیل کی جا سکے جو ظاہر ہے ایک طویل مدتی مقصد تھا۔ دیہات میں باہمی قانونی کشمکش ان کی آبادی کا جمود اور ناقابل یقین حد تک مسائل کی پیچیدگیاں اس بات کو باور کرنے کیلئے کافی تھیں کہ زمین کی یہ نئی تقسیم ایک بہت طویل اور مشکل مسئلہ ہے۔ اور پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں زمین کی تقسیم کا مسئلہ تقریباً رُک ہی گیا۔ جنگ کے شروع ہونے سے پہلے بھی ۱۹۰۸ء میں ایک کافی بڑے انتقال آبادی کے بعد ملکیت میں علیحدگی اختیار کرنے والوں کی تعداد میں بتدریج کمی ہی ہوتی جا رہی تھی۔ اس سلسلے میں لیاشچنکو اقتصادی تاریخداں نے کچھ اعداد و شمار دئیے ہیں۔

جنوری ۱۹۱۶ء تک زمین کو شخصی ملکیت میں لینے کے لئے کل ۲،۷۵۵،۰۰۰ (ساڑھے ستائیس لاکھ سے زیادہ) (یوروپی روس کے کل کنبوں کا ۲۴ فیصدی) کنبوں کی عرضیاں آئیں، جن میں سے (پونے پچیس لاکھ سے کچھ زیادہ) ۲،۴۷۸،۰۰۰ کنبے کمیونوں سے الگ ہو گئے ان کی کل ملکیت (سوا انہتر لاکھ سے کچھ کم) ۶،۹۱۹،۰۰۰ ڈیسیاٹن تھی۔ (۲۴)

دستیاب اعداد و شمار علیحدگی پسند کسان جماعت کی کسی خاص اہم خصوصیت کی طرف تو اشارہ نہیں کرتے لیکن کچھ ایسا لگتا ہے کہ عام

طور پر نسبتاً بہتر مالی حالات رکھنے والے کنبے جنہیں محسوس ہوتا تھا کہ میر کی پابندیاں ان کے مفادات اور بہتری میں حائل ہو رہی ہیں، انھوں نے علیحدگی حاصل کرنے میں زیادہ حصہ لیا۔ ساتھ ہی ساتھ ان اصلاحات نے اس کی بھی اجازت دی تھی کہ وہ کنبے جن کی ملکیتیں بہت چھوٹی تھیں، زراعت کو بالکل چھوڑ سکتے تھے اور اپنی زمینیں بیچ کر دیہاتی علاقے سے بالکل قطع تعلق کر سکتے تھے۔ ایسی فروخت شدہ زمین کا کچھ حصہ ظاہر ہے کسانوں کے ایسے متموّل اور امیر طبقے کے ہاتھوں میں پہنچ گیا جس نے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

استولیپن اصلاحات کا مقصد ہی یہ تھا کہ ان کے ذریعے چھوٹے چھوٹے زمین مالکوں کا ایک ایسا قابل اعتماد طبقہ پیدا ہو جائے جسے انقلاب کے سیلاب کو روکنے کیلئے مالک فصیل یا پشتے کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ تیسری ڈوما کو خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم استولیپن نے اپنے مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے ایک ناقابل فراموش بیان دیا تھا۔ اس نے کہا تھا: "حکومت نے اپنی بازی مجبوروں، لاچاروں اور نشے میں چور لوگوں پر نہیں لگائی، اس نے یہ بازی مضبوط اور محنتی لوگوں پر لگائی ہے۔ اس محنتی مالک پر جس سے زار بادشاہ کی بنیادوں پر مبنی اس کے جماؤ میں مدد حاصل کرنے کی امید کی جا سکتی ہے۔" (۲۵)

"مضبوطوں پر یہ بازی" ایک دلیرانہ تصوّر تھا جس کو خود لینن نے بھی ان الفاظ میں اہمیت دی تھی کہ یہ ایک ایسا نیا طبقہ پیدا کرنے کا سنجیدہ عزم ہے جو شخصی حکومت کی پشت پناہی کرتا ہے۔ (۲۶)

لیکن نتیجہ اس بازی کی ہار کی شکل میں ہی برآمد ہوا۔ اس لئے نہیں کہ یہ استولیپن کی اصلاحات کا اثر تھا بلکہ ان وجوہات کی بنا پر جو ان اصلاحات کے دائرے سے باہر چھوڑ دی گئی تھیں، حالاں کہ امرا و اشراف کی مقبوضہ ملکیتیں غلاموں کی آبادی کے قانون کے نفاذ کے بعد بتدریج کم ہوتی چلی گئیں۔ لیکن پھر بھی سنہ ۱۹۰۵ء میں ان کا کل رقبہ ۵ کروڑ ۳۲ لاکھ ڈیسیاٹن تھا۔ (۲۷)

استولیپن اصلاحات نے بڑے مقبوضات کو کم و بیش ویسا کا ویسا ہی چھوڑ دیا تھا۔ میر سے علیحدگی اختیار کرنے والے لوگوں کے بڑی تعداد میں خروج نے دیہات میں سماجی طبقات کو کچھ اور تیکھا کر دیا اور "مضبوط اور محنتیوں"

اور کمزور اور نشے میں چور لوگوں" کے درمیان مخاصمت کو اور ہوا دی لیکن ان دیہاتیوں کے سامنے اب بھی جاگیرداروں کی وہی حویلیاں موجود تھیں جن کی زمین کی بھوک کو ابھی تک سکون نصیب نہیں ہوا تھا۔

دیہات میں جو تبدیلیاں نظر آ رہی تھیں وہ شہروں میں پیدا ہونے والے سخت واقعات و کیفیات سے مناسبت رکھتی تھیں۔ صنعتی انقلاب روس میں ذرا تاخیر سے آیا۔ اس میں کسی قدر نئی اور کچھ انفرادی ایسی خصوصیات رونما ہوئیں جو اسے مغربی ممالک کے صنعتی انقلابوں سے کسی حد تک مختلف کر دیتی ہیں۔ اٹھارویں صدی کے وسط کی روسی صنعت یورپ کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں پچھڑی ہوئی نہیں تھی۔ جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ روس کے صنعتی ڈھانچے کی تشکیل بنیادی طور پر صرف فوجی ضروریات کو پورا کرنے پر مبنی تھی۔ (۲۸)

روسی اقتصادی ترقی میں یہ تاخیر اصل میں صرف اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع حصے میں ہی نظر آتی ہے۔ مشینی اور تکنیکی انقلاب جس کے اثر سے برطانوی صنعتی پیداوار میں اس قدر زبردست اضافہ نظر آیا۔ اس نے روسی صنعت میں داخل ہونے میں کچھ سست رفتاری دکھلائی۔ جس وقت انگلستان اور بعد میں امریکہ اور پورے مغربی یوروپ کے ممالک مشینی طریقہ پیداوار بھاپ کے انجن اور کوئلے کی طرف رجوع ہو چکے تھے۔ روس اب بھی بڑی سختی سے انہیں دقیانوسی ذرائع پیداوار سے چپٹا ہوا تھا۔ ۱۸۰۰ء اور ۱۸۶۱ء کے درمیان لوہے کی چادروں کی پیداوار برطانیہ میں جو چوبیس (۲۴) گنا ہوئی تو روس میں بڑی مشکل سے صرف دوگنی ہو سکی اور روس کا نمبر لوہا پیدا کرنے والے ملکوں میں آٹھواں رہ گیا۔

پیٹر اعظم کے اس بصیرت افروز خیال "روس کو اپنی طاقت کو بڑی بڑی صنعتوں کے فروغ کی بنیاد پر مضبوط کرنی چاہئے اس کے جانشینوں نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ صنعتی پچھڑاپن اصل میں حکومت اور دربار کا پچھڑاپن تھا چوں کہ بڑی حد تک صرف اسی کی تحریک اور اس کی قوت عمل پر روسی صنعت کا دارو مدار تھا۔

غلاموں کی آزادی کے قانون کے نفاذ سے پہلے روسی صنعتی نظام کی خصوصیات میں سے ایک بہت اہم خصوصیت جو کافی حد تک اس کے صنعتی پچھڑے پن کی وجہ تھی

جی اظہار کرتی ہے یہ بھی کہ یہ پوری طرح صرف غلاموں کی مزدوری پر چلتے تھے۔ ریاست کے
ںوں کو بھی ان کارخانوں میں مزدوروں کی حیثیت سے متعین کر دیا جاتا تھا۔ مالکانہ
رخانوں (Possessional Factories) کے نام سے مشہور فیکٹریاں بھی
لاں کہ پرائیویٹ تاجر کارخانہ داروں کی ملکیت تھیں ان میں "مقبوضہ غلام" بھی
دوروں کی حیثیت سے کام کرتے' ان کارخانوں سے جو مزدور ملحق کر دئے جاتے
صرف اپنی کارخانوں میں مزدوری کر سکتے تھے۔ کچھ "جاگیری کارخانے" بھی تھے۔
(Manorial Factorie) جو زمینداروں کی ملکیت تھے مگر ان میں
ی صرف وہ غلام کام کرتے تھے جو ان جاگیروں سے تعلق رکھتے تھے۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں غلاموں
آزادی کے قانون کے اطلاق سے پہلے ہی سے اندازہ بدلتا نظر آرہا تھا۔ زیادہ اعتبار
ادمزدوروں پر کیا جانے لگا تھا۔ جاگیری کارخانے آہستہ آہستہ اپنی اہمیت کھوتے
رہے تھے۔ " مالکانہ کارخانوں " کے مالکوں میں سے ایک کافی بڑی تعداد نے سنہ ۱۸۴۰ء
ں جاری کئے گئے ایک قانون سے فائدہ اُٹھانے میں کافی عجلت دکھائی' جس کی وجہ
ے انھیں اپنے غلام مزدوروں کو آزاد کرنے کی اجازت تھی۔ حالاں کہ کانوں اور یورال
ے لوہے کے کارخانوں میں غلاموں کی آزادی تک بیگار پوری طرح رائج تھی لیکن
پڑے کی صنعت بتدریج آزاد مزدوروں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یہ بات بھی شاید صرف
یک اتفاق نہیں کہی جا سکتی کہ روئی کی صنعت جو سنہ ۱۸۳۰ء تک مکمل طور پر آزاد مزدوری
پر چل رہی تھی۔ اور جس پر حکومت کی سرپرستی کو نسبتاً کم دخل تھا' وہی صرف ایسی
صنعت تھی جس نے سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ تکنیکی ترقی کی اور سنہ ۱۸۴۲ء میں کاتنے
کی مشینوں کی برآمدات سے برطانیہ نے جیسے ہی پابندی ہٹائی' کپڑے کے بہت سے
کارخانے برطانوی امداد کے سہارے کھڑے ہو گئے اور انھیں برطانوی سامان سے
لیس کر لیا گیا۔ حالاں کہ ان کی ترقی پر ایک بہت بڑی روک روس کا بہت محدود داخلی
بازار تھا۔ جسے غلامی کے نظام نے مسلط کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ ان پر ماہر ملازم رکھنے کے
سلسلے میں بھی پابندیاں عائد تھیں لیکن پھر بھی ان کے کارخانوں کے کل پرزے
اور تکنیک اپنے وقت کے مطابق مکمل طور پر ترقی یافتہ کہے جا سکتے تھے۔ سنہ ۱۸۵۰ء تک
روسی کپڑے کی صنعت نے اس پورے کاروبار کے دائرے پر سوت کی کتائی سے پیداوار

کے آخری حصے تک پورا قابو حاصل کر لیا تھا۔ حالاں کہ یہ صنعت ابھی تک باہر سے درآمد کی ہوئی مشینری اور غیر ممالک تکنیکی رہنمائی پر مبنی تھی۔ لیکن یہ اہم ترقی جو کپڑے کی صنعت میں نظر آتی ہے اسے ضرورت سے زیادہ اہمیت بھی نہیں دی جاسکتی ۱۸۶۶ء میں پورے روس میں صرف بیالیس ایسے کپڑے کے مل تھے جن میں مشینیں پوری طرح استعمال ہوتی تھیں اور ان کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی کل تعداد صرف چورانوے ہزار چھ سو تھی (۹۴،۶۰۰) تھی۔

روسی اقتصادی زندگی انیسویں صدی کے وسط میں اور دوسرے صنعتی شعبوں میں اس سے بھی کہیں پیچھے نظر آتی ہے، دھاتوں کی صفائی کی صنعت پر بالکل جمود طاری تھا۔ ریلوے کی پٹریاں بچھانے کا کام حالاں کہ ۱۸۴۰ء میں ہی شروع ہو گیا تھا لیکن اس کے پورا ہوسکنے کی کچھ علامتیں کہیں کہیں نظر آتی تھیں، زمینی اور آبی ذرائع آمدورفت کی تنظیم ابھی بالکل ابتدائی اور دقیانوسی انداز پر ہی تھی، سرمائے کے کاروبار کرنے والے ایسے شعبے جو جدید طریقے پر قرض دیں ابھی بہت کم تھے۔ شخصی ملکیت میں تو ایسے ادارے بالکل نہیں تھے۔ پہلا مشترکہ سرمایہ کا تجارتی بینک ۱۸۶۴ء تک قائم نہ ہوسکا تھا۔ کوئی مستحکم سکہ رائج نہ تھا اور کاغذ کی جو کرنسی رائج تھی اسے لوگ پسند نہیں کرتے تھے اس لئے اس کی بنیاد پر تجارت میں اعتماد پیدا ہونا بہت مشکل تھا۔ اور یہ تمام حالات کچھ ایسے امید افزا نہ تھے کہ ان میں صنعتی ترقی کی توقع کی جاسکتی۔

غلاموں کی آزادی کے فرمان کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ کسان طبقے کا ایک حصّہ صنعتی اداروں میں نوکری کے لئے مل گیا۔ لیکن کسانوں کی نقل وحرکت بہرحال محدود تھی۔ باہمی ضمانت کے اس سلسلہ میں حکومت نے دیہی اسمبلی کو ذمّہ دار ٹھہرا دیا تھا کہ وہ اپنے ممبروں سے ٹیکس اور زمینوں کے معاوضے حاصل کر کے حکومت کو ادا کرے اس لئے دیہات کو چھوڑنے کی اجازت بھی اسمبلی ہی دے سکتی تھی، اور یہ اجازت صرف اس صورت میں ہی مل سکتی تھی جب ایسی معتبر ضمانتیں موجود ہوں کہ باہر جانے والے شخص کے ذمے جو بھی ادائیگیاں ہیں وہ اس کے جانے کے بعد بھی جاری رہیں گی۔ پھر بھی کسانوں کی ایک جماعت جو کسی "کنبے کی رعیت" کہلاتی تھی، یا جس کے پاس کوئی زمین نہیں تھی اور جنھیں ان کے پرانے آقاؤں نے ذاتی ملازموں کی حیثیت سے

بھی نہیں روکا تھا۔ انھیں عملی طور پر مجبور ہوکر شہروں میں نوکریاں تلاش کرنے نکلنا پڑا۔ انھیں میں سے بہت سوں کی قسمت میں اس نوزائیدہ مزدور طبقے میں شامل ہونا لکھا تھا جس کی پیدائش صنعتی ترقی کی مرہون منت تھی۔ غلاموں کی آزادی نے صنعتی تجدید کی راہیں ضرور کھولیں لیکن اس کے اثرات کو فوراً ہی محسوس نہ کیا گیا۔ صنعتی ترقی کے سلسلے میں میدان کو ہموار کرنے کے لیے فی الحقیقت بہت سے طریقے ایک ساتھ اپنائے گئے، پہلے کی طرح اب بھی صنعتی ترقی کے ڈھانچے کی تشکیل میں سرکاری سرمایہ نے اہم حصہ لیا۔ حکومت کی پالیسی بھی اس انداز سے بنائی گئی جس سے ملکی اور غیر ملکی سرمایہ داروں کو اپنا سرمایہ صنعتی کاموں میں لگانے کیلئے میدان ہموار مل سکے۔ بہت زیادہ محاصل کی پالیسی کی واپسی ۱۸۵۰ء سے ۱۸۸۰ء کی درمیانی دہائیوں میں قائم رہی جس کے بعد پھر تحفظ کی پالیسی کو اپنایا گیا۔ یہ مغربی ممالک کے روسی صنعتی ترقی میں داخل ہونے کے سلسلے میں ایک اہم قدم تھا۔ اس سے یورال کے لوہے کے کارخانے کو تو ضرور زبردست نقصان پہنچا لیکن اس سے ریلوے کی تعمیر میں بڑی مدد مل گئی۔ چونکہ اس کے تحت ریل کی پٹریوں اور دوسرے سامان کو یا تو بالکل محصول معاف یا برائے نام محصول پر درآمد کیا جاسکتا تھا۔ ریوٹرن (Reutern) جس نے وزیر مالیات کی حیثیت سے ۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۸ء تک کام کیا۔ اس نے تجارتی اور صنعتی نشو ونما کی ہر طرح سرپرستی کی۔ مالی انتظامات کی نئے سرے سے تنظیم کی گئی۔ خزانے میں محفوظ سرمایہ میں اضافے کے ساتھ اس بات کی بھی کوشش شروع کی گئی کہ روسی سکے کو ایک بار پھر معیار پر (Gold Standard) لے آیا جائے۔ حالاں کہ یہ پالیسی ۱۸۹۷ء سے پہلے پوری طرح کامیاب نہ ہوسکی اسٹیٹ بینک میں اصلاحات کی گئیں اور دوسرے تجارتی بینکوں کے قیام کے سلسلے میں بھی ترغیب دی گئی۔ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کی تشکیل کی بھی اجازت دی گئی۔ ان نئی کمپنیوں کا قیام سٹے بازاری اور اسٹاک ایکسچینج کے کاموں کی ایک لہر نے اس کی تجارتی زندگی کو مغرب کے رنگ میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ مراعات امدادی رقومات اور مختلف ضمانتوں کے طریقوں سے حکومت نے صنعتی ترقی کو بڑی اہم مدد دی اور حکومت کی اپنی مادرانہ شفقت کے اثر سے ملکی اور غیر ملکی دونوں طرح کے سرمائے کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔

صنعتی ترقی کی پہلی لہر کا اظہار ریلوے کی تعمیر میں ہوا۔ ۱۸۶۶ء سے ۱۸۷۵ء کی دہائی میں ۱۴۰۸۳ ورسٹ (ایک ورسٹ برابر ۰.۶۶۳ انگریزی میل) نئی پٹریاں بچھائی گئی جب کہ ۱۸۹۶ء تک تمام سالوں میں اگر صرف ۳۵۴۳ ورسٹ پٹریاں بچھائی جاسکی تھیں۔ حالاں کہ ان میں سے زیادہ تر کام پرائیویٹ کمپنیوں نے کیا تھا، لیکن پھر بھی اس کام میں حکومت کی اعانت بہت زیادہ تھی۔ ۱۸۸۰ء کے بعد ان کا ایک بڑا حصہ حکومت نے خرید لیا، اور نئی تعمیر کے کام کو بھی کافی بڑی حد تک حکومت نے خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

۱۸۸۰ء اور ۱۸۹۰ء کی دہائیوں کے دوران خاص طور پر ریلوے اور بینک کے کاروبار میں سرمائے کی کھپت ہوئی۔ چوں کہ مستقبل قریب میں ان ہی میں منافع کے امکانات زیادہ نظر آرہے تھے۔ غیر ملکی سرمایہ کا بڑا سیلاب ذرا بعد میں آیا۔ اس دور میں روسی صنعت بنیادی طور پر صرف ملکی سرمایہ پر ہی منحصر تھی ــــــ (۲۸)

لیکن غیر ملکی سرمایہ کی کھپت بھی بتدریج بڑھ رہی تھی اور روس کافی بڑی حد تک اپنی کپڑے کی صنعت کی تجدید اور کوئلے لوہے اور پٹرول کی نئی صنعتوں کی بنیادیں رکھنے میں غیر ملکی ماہرین اور سرمایہ کاروں کا مرہون احسان تھا۔ ۱۸۶۹ء میں وادی ڈونٹس میں ویلس (برطانیہ) کے جان ہیوگس نے جنوبی لوہے اور اسٹیل کی کمپنی قائم کی، حالاں کہ ۱۸۹۰ء کی دہائی تک جس وقت اسے بلجیم اور فرانس کے سرمایہ کی زبردست مدد حاصل ہوئی ہے اس کی پوری توسیع کا کام شروع نہ ہوسکا۔ ۱۸۷۳ء میں رابرٹ نوبل (Robert Nobel) باکو پہنچا اور یہ اسی کی آمد کا نتیجہ تھا کہ تیل کی پیداوار کی اتنی اہم صنعت شروع ہوسکی جس نے بعد میں بیسویں صدی کے شروع میں روس کو دنیا کی پٹرول کی پیداوار میں دوسرے نمبر پر لاکر کھڑا کر دیا۔ لیکن بہرحال ۱۸۹۰ء کی دہائی میں یہ حالات ابھی اپنی ابتدائی منزلوں میں ہی تھے۔ بھاری صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں چند بہت اہم اور بنیادی اقدامات ضرور اُٹھائے گئے تھے لیکن یہ بھی ابھی شروعات ہی تھی اور ان کی ترقی مغربی یورپ اور امریکہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی۔

یورپ اور روس میں ۱۹۰۳ء میں معاشی مندا شروع ہوا اور چھوٹے چھوٹے

وقفوں کے ساتھ ۱۸۹۰ء کی دہائی تک چلتا رہا۔ اس نے روس کی صنعتی ترقی کی شرح کو زبردست دھکا پہنچایا۔ ۱۸۸۰ء کی دہائی کے ابتدائی حصّہ میں گرم بازاری کی جگہ جلدی ہی مندا بازاری نے لے لی۔ مثال کے طور پر ریل کی پٹریاں بچھانے میں ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۵ء تک ۷،۴۰۰ ورسٹ کا اضافہ ہوا تھا۔ یہ ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۵ء میں گھٹ کر صرف ۳،۰۷۴ ورسٹ رہ گیا۔ (۲۹)

سرمایہ کاری میں بھی گراوٹ آئی اور تجارتی ہما ہمی مدھم پڑنے لگی۔ بہت سے ایسے کاروبار جو نسبتاً کم مستعد تھے اور شروع کے دور میں قائم ہوئے تھے انھیں مجبوراً بند کر دیا گیا۔ طویل سست بازاری نے سرمایہ داروں کو گٹھ جوڑ کرنے اور شریک ہونے پر اکسایا۔ یہی وہ وقت بھی تھا جب مزدور طبقے میں بھی کسی قدر جنبش پیدا ہوئی جس کا اظہار بالکل وقتی ناراضگی کے اُبھار، اور غیر منظم قسم کی ہڑتالوں کی شکل میں ہوا۔

اسی طویل سست بازاری کے بعد پھر ایک صنعتی اٹھان کا دور آیا۔ ۱۸۹۰ء کے بعد روس بہت تیز صنعتی ہما ہمی کی دہائی میں داخل ہوا۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۰ء کے درمیانی وقفے میں ۲۱،۳۹۶ ورسٹ ریل کی پٹریاں نئی بچھائی گئیں یہ پچھلی دہائی میں کے اضافے سے تین گنا سے بھی زیادہ تھیں۔ تیل کی پیداوار ۱۳۲ فیصد بڑھی۔ لوہے کی چادروں میں ۱۹۰ فیصد اضافہ ہوا۔ کوئلہ ۱۳۱ فیصد زیادہ نکالا گیا اور روئی سے متعلق پیداوار ۷۶ فیصد بڑھی۔

حالاں کہ کپڑے کی صنعت اب بھی مالی اعتبار سے آگے تھی لیکن بڑی بڑی صنعتیں بہت تیزی سے چھوٹی صنعتوں کی جگہ لیتی جا رہی تھیں۔ ریلوں کی تعمیر اور بڑی صنعتوں میں سرمایہ کاری عام صنعتی تیز رفتاری کا پیش خیمہ تھی۔

حکومت کی پالیسی خود صنعت کی ترقی کا ساتھ دے رہی تھی اور اسے ترغیب دے رہی تھی۔ ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۳ء تک رہنے والا وزیر مالیات 'کاونٹ ڈیٹے' (Count Witte) اس دہائی میں راہنما اور روح رواں تھا۔ اسی ڈیٹے کے دور میں روسی سکے کا معیارِ زر مکمل طور پر قائم کیا گیا۔ سائبیریا کے آر پار (Trans-Siberian Railway) ریل کی پٹریاں بچھانے کا اہم کام بھی اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ غیر ممالک سے آزادانہ تجارت کے بجائے ۱۸۷۷ء و بعد صرف مالی

وجوہات کی بنا پر اونچے اونچے محاصل لگانے کی پالیسی شروع کی گئی لیکن ۱۸۹۰ء کی دہائی میں وتیٹے غیر ممالک سے تجارت کے سلسلے میں تحفظی تجارت کا بہت مضبوط حامی ہوگیا۔ چوں کہ اس کے ذریعہ "ملکی" نوزائیدہ صنعتوں کو غیر ملکی مقابلے سے محفوظ رکھا جا سکتا تھا۔

حکومت کے اپنے ٹھیکوں کے ذریعہ اس تحفظی تجارت کو اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ حکومت کے تمام آرڈر صرف ملکی کمپنیوں کے لیے محفوظ کر دئے گئے اور عام طور پر جو قیمتیں خزانہ سے ادا کی جاتی تھیں ان سے کبھی کبھی یہ بھی اظہار ہوتا تھا کہ حکومت مکمل طور پر ان کی اعانت کرنا چاہتی ہے، یہ صورت بھی کوئی غیر معمولی نہیں تھی کہ سائبیریا ریلوے کی تعمیر کے سلسلے میں انگلینڈ کے کارخانہ داروں کی ۵،۷ روبل فی پٹری کی پیشکش کو روسی کارخانہ داروں کی دو روبل فی پٹری کی قیمت کے مقابلے میں رد کر دیا (۳۰)۔

اس کے اثر سے لوہے اور اسباب کی صنعت خزانے کی دستگیر ہوگئی۔ "تحفظ" کا ہاتھ صنعتی اٹھان کو اپنے اشاروں سے آگے بڑھا رہا تھا۔

روسی صنعت کی یہ اہم اٹھان جو ۱۸۹۰ء کی دہائی میں نظر آ رہی تھی اس میں ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۳ء کے تجارتی بحران اور ۱۹۰۵ء کے انقلابی فسادات سے خلا پیدا ہوا۔ لیکن ۱۹۰۹ء تک پھر اس ترقی کو سنبھال لیا گیا اور پہلی جنگِ عظیم سے چند سال پہلے صنعتی پیداوار میں خاص طور پر کپڑے کی صنعت، دھاتوں کی صفائی اور کان کنی میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ (۳۱)

حالاں کہ مجموعی طور پر شرح پیداوار کافی اطمینان بخش تھی مگر مغربی ممالک کے مقابلے میں روس اب بھی کافی پیچھے تھا۔ ۱۹۱۳ء میں روس میں کوئلے کی پیداوار ۳،۶ کروڑ ٹن تھی۔ اس کے مقابلے میں جرمنی کی پیداوار ۱۹،۱ اور امریکہ کی ۵۱،۷ کروڑ ٹن تھی۔ روس میں لوہے کی چادروں کی پیداوار ۴،۶ کروڑ ٹن تھی جو جرمنی کی پیداوار ۱،۶۷ کروڑ ٹن اور امریکہ کی ۳،۱۵ کروڑ ٹن کے مقابلہ میں بہت کم تھی ۔۔۔۔ (۳۲)

روسی مشین سازی کی صنعت ابھی بالکل ابتدائی دور میں تھی اور تقریباً تمام مشین ابھی درآمد ہی کی جاتی تھی، خودکار مشینی صنعتیں ابھی بالکل موجود ہی نہ تھیں۔ کیمیاوی صنعتوں میں ترقی ابھی نہ ہونے کے برابر تھی اور برقی طاقت کی پیداوار ابھی بے حد ناکافی تھی ۱۸۹۰ء کی دہائی کے بعد سے کافی نمایاں ترقی اور حصول کے باوجود بھی

روس مغرب کے دوسرے صنعتی ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں ابھی بہت پیچھے تھا۔

روسی بُورژوا طبقے کی کمزوری

وہ سرپرستی جس نے روسی صنعتی ارتقاء کی جدوجہد کو اتنی تاخیر کے ساتھ شروع کیا تھا اس قابل بہرحال نہ تھی کہ اس کے سیاسی شعبوں کی تجدید اور ان کی ساخت میں حریت پسندی کو بھی ابھار سکتی۔ روسی اقتصادی ترقی حکومت سے بالکل خلط ملط تھی۔ اور اس کا انحصار بڑی طرح نوکرشاہی کی سرپرستی اور رہنمائی پر تھا۔ صنعتی پیداوار مستقل طور پر حکومت کی مداخلت پر ہی منحصر تھی۔ سنہ ۱۹۱۳ء تک ریلوے کی کل وسعت کا دو تہائی حصہ حکومت کی ملکیت تھا اور حکومت کے ذریعے ہی اس کا کام چلایا جاتا تھا۔ جو پرائیویٹ لائنیں بھی بچھی تھیں۔ ان پر بھی حکومت کی کڑی نگرانی تھی۔ حکومت کی سرمایہ کاری بہت پھیل چکی تھی اور حکومت ہی تمام قیمتی کانوں کی مالک تھی اور اس کی صفائی کا کام بھی اس کے کارخانوں میں ہوتا تھا۔ مشروبات پر حکومت کا مکمل اجارہ تھا۔ زمینوں کا ایک کافی حصہ اور ملک کے جنگلات کا ۶۰ فیصد حصہ حکومت کے قبضہ میں تھا۔ اسٹیٹ بینک اور ایسے ہی قرض دینے والے شعبوں کے ذریعہ پرائیویٹ سرمایہ کاری کو سرمایہ دیا جاتا تھا۔ محاصل کی پالیسی پر پورا قابو رکھ کر حکومت غیر ملکی تجارت کو تحفظ دیتی تھی۔ یہ اس کے ذریعے مراعات اور اعانتیں عطا کرتی تھی۔ حکومت کے آرڈر اور ٹھیکے عام طور پر بڑی صنعتوں کی بقاء میں مددگار ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی دوسرے صنعتی میدانوں میں ان کی بہت بڑی اہمیت تھی۔ پرائیویٹ صنعت کی پرورش حکومت کی رہنمائی اور نگرانی میں تیار کئے گئے پروگرام کے مطابق ہوتی تھی۔ حالاں کہ کچھ روسی صنعت کاروں میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہوگیا تھا کہ سرکاری نوکرشاہی رُکاوٹوں سے چھٹکارہ حاصل کرلیا جائے اور ایک ایسے بازار کا قیام کیا جائے جس پر حکومت کا قابو نہ ہو۔ لیکن اسی میں اس وقت کی سب سے بڑی صنعتوں یعنی دھات اور ایندھن کے صنعت کار شامل نہیں تھے اُن کے ایک نمائندہ کے الفاظ میں "نعل، گاڑیوں کے دُھرے، لوہے کے پہیئے کے پھل، اور لوہے کی ایسی چادروں کی تیاری جن کی روسیوں کی چھتیں ڈالنے میں ضرورت تھی، ان چیزوں کی پیداوار کی بنیاد

پر ملک کی دھاتوں کی صنعت کی ترقی دینے کا تصور علی قسم کے صنعت کاروں کو متوجہ نہیں کر سکتا تھا" (۴۳)

روسی صنعت کار اپنی بقاء کے لیے حکومت کی طرف دیکھتے رہنے کے عادی ہو چکے تھے۔ اب خواہ وہ نوکر شاہی کے تحکمانہ انداز اور ناسمجھوں سے کتنے بھی ناخوش کیوں نہ ہوں مگر وہ حکومت کے تحفظ اور پدرانہ شفقت سے آسانی سے کچھ کر نہیں نکل سکتے تھے۔ روسی صنعتی ترقی کی دیر سے ابتدا کی وجہ سے بورژوا طبقے کا وجود ابھی بہت ہی کمزور تھا اور اس کا انحصار پوری طرح حکومت پر ہی تھا، جس کی وجہ سے اس کی توقعات اور آرزوؤں میں آزادانہ طور پر طاقت حاصل کر لینے میں بہت سی رکاوٹیں حائل تھیں۔

تجارتی ہماہمی کو برقرار رکھنے اور اس کی توسیع کے لیے غیر ملکی سرمایہ پر انحصار کی وجہ سے خود ملکی تجارتی رہنما بھی بڑی حد تک مجبور تھے۔ غیر ملکی سرمایہ چند بہت اہم جگہوں پر جیسے بینک یا بڑی صنعتوں میں لگا ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ اس کا اثر ملک کی پوری تجارتی تنظیم پر بہت اہم تھا۔ ان صنعتوں سے متعلق روسی سرمایہ کارانہ فیصلوں پر صرف نوکر شاہی کا ہی زور نہ ہوتا بلکہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کے نمائندوں پر بھی ان کا انحصار رہتا۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسا نظام نہ تھا جس میں صنعت کی ترقی کے لیے کچھ اہم اور بنیادی قدم اٹھائے جا سکتے۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے کے چند سالوں میں روسی سرمایہ کار اور تاجروں میں کچھ بے چینی اور اضطراب اور اپنی اہمیت کے اظہار کے کچھ آثار پیدا ہوتے نظر آرہے تھے۔ لیکن اقتصادی پابندیاں اور نوکر شاہی کی زنجیریں جن سے یہ جکڑے ہوئے تھے۔ ان کی آزادی کی راہ میں بُری طرح حائل ہو جاتی تھیں۔

حالاں کہ روسی صنعتی ارتقاء ابھی بہت ہی محدود تھا لیکن اس میں بھی چند بڑے پیمانے کی سرمایہ کاریاں بہت اہم کردار ادا کر رہی تھیں، تجارت کے اثر کو محدود رکھنے میں یہ حقیقت بھی بڑی حد تک ایک رکاوٹ بن رہی تھی، اس نے مزدوروں کی تنظیم میں بھی مدد کی اور اسی نے ایک ایسا راستہ بھی تیار کر دیا، جس کے ذریعہ انقلابی طاقتوں نے اقتدار کو غصب کر لیا۔ اپنی نشوونما کے ابتدائی

دور یعنی سن ۱۸۹۰ء کی دہائی میں ہی روسی صنعت و تجارت کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہونے کی حد یں جرمنی سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔۔۔۔ (۳۴)

سن ۱۹۱۰ء تک ایسی کمپنیاں جن کے پاس پانچ سو مزدوروں سے زیادہ لوگ کام کرتے تھے وہ ملک کی کُل مزدور آبادی کا ۵۳٫۵ فیصد حصّہ اپنے یہاں ملازم رکھتی تھیں اِس کے مقابلے کے اعداد و شمار سن ۱۹۱۰ء میں ہی امریکہ میں ۳۳ فیصد تھے۔ بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں دھاتوں کی صفائی کے صرف نو (۹) بڑے کارخانے ملک کی تمام لوہے کی پیداوار کا نصف سے زیادہ حصّہ پیدا کر رہے تھے۔ سن ۱۹۱۲ء تک صرف چھ بڑی کمپنیاں ملک کی کل پیٹرول کی پیداوار کا ۶۵ فیصد حصّہ تیار کر رہی تھی۔ ریل کی پٹریوں کی کل پیداوار کا ۹۰ فیصد حصّہ صرف سات کمپنیاں تیار کرتی تھیں۔ (۳۵)

بڑی بڑی صنعتیں جو کافی حد تک غیر ملکی سرمایہ پر منحصر تھیں اور حکومت اور ریلوے کے آرڈر پر مال تیار کرتی تھیں، وسیع پیمانے پر پیداوار اور مرکزیت دونوں ہی کا گڑھ بن گیئں۔ بہت بڑی بڑی صنعتوں کے فروغ اور سینٹ پیٹرسبرگ، ماسکو، ڈونیٹس اور باکو میں ان کی جغرافیائی مرکزیت نے ان علاقوں میں مزدور تنظیموں کے قیام کی راہیں کھول دیں بلکہ اِس سے بھی اہم بات یہ تھی کہ ان جگہوں نے انقلابی تحریک کو ایک محور فراہم کر دیا۔

ساتھ ہی ساتھ کارخانہ داروں کو بھی اپنی تنظیم کے لئے ترغیب ملی۔ صدی کے تبدیل ہوتے ہی بازار پر پورا قابو رکھنے کے لئے کئی سنڈیکیٹ وجود میں آئے۔ ان ہی میں سے دھاتوں کی صنعت میں پروڈمیٹ (Prodomet) اور کوئلے کی صنعت میں پروڈوگل (?rodugol) کا قیام تھا۔ کارخانہ داروں کی انجمنوں کا قیام بہت عام ہو گیا۔ ان کا استعمال صرف مزدوروں کی انجمنوں سے مقابلے یا صنعتی بازاروں میں استقلال برقرار رکھنے کے سلسلے میں ہی نہ کیا جاتا تھا بلکہ یہ انجمن ایک ایسا پلیٹ فارم بھی بن گئی۔ جہاں سے کارخانہ داروں اور صنعت کاروں کی سیاسی توقعات اور مانگوں کی آواز بھی بلند کی جانے لگی۔

چنانچہ بڑی صنعتیں اور تجارتیں مادر وطن کی صنعتوں کی نشوونما کی خاطر حکومت کی حمایت حاصل کرنے کے لئے آواز بلند کرتی رہیں۔ ڈوما دور میں بڑے بڑے

صنعت کاروں کی دلچسپیاں اکتوبرسٹ پارٹی (Octobe rists) کے ساتھ رہیں۔ یہ پارٹی رجعت پسند تاجروں، صنعت کاروں اور زمینداروں کا ایک ایسا اتحاد تھی جو ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے شائع شدہ مینفسٹو کی ضمانتوں کے مطابق اپنی تمام تر امید میں ایک آئینی خودمختار حکومت پر مرکوز کئے ہوئے تھا۔ ۱۹۰۵ء میں مزدوروں میں پیدا ہوئے انقلابی مزاج سے خوفزدہ ہو کر اور صنعتی اور تجارتی رہنما ہڑتالوں اور سماجی تبدیلیوں کے لئے انقلابی مانگوں سے گھبرا کر اپنے تحفظ کے لئے حکومت کی طرف متوجہ ہوئے۔

ان کے کردار کا یہ تضاد ان کے آخری دور تک موجود رہا۔ یہ لوگ شخصی حکومت کی تجدید کے تو ضرور خواہش مند تھے لیکن اس کو بالکل ختم نہ کرنا چاہتے تھے۔ ابھی ان میں اتنی طاقت تو نہ تھی کہ وہ ایک علیحدہ اور آزاد سیاسی قوت کی شکل میں ابھر سکتے اس لئے ان صنعت کاروں اور تاجروں کو ان کی مرضی کے خلاف اس سیاسی دھارے نے کھینچ لیا جو شخصی حکومت کو برقرار رکھے ہوئے تھا۔ چوں کہ اس گروپ میں شامل اشخاص خود انقلابی تحریکوں سے خوف زدہ تھے اور اپنے مفادات اور اقتدار اور ناجائز قسم کی آمدنیوں کے تحفظ کے لئے حکومت پر انحصار رکھتے تھے۔ اور یہ بے موقع گٹھ جوڑ صرف اس وقت ٹوٹ سکا جب شخصی حکومت خود اپنی نالائقیوں کے اثر سے ٹوٹ کر ختم ہو گئی۔ اس وقت تک روسی صنعت کاری اس فرسودہ نظام سے اتنی مماثل اور ایسی ہم رنگ ہو چکی تھی کہ جب زارشاہی اقتدار کا شیرازہ بکھرا ہے تو اس منتشر طاقت کو پھر سے جمع کر کے اپنے قابو میں لے لینا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ اب اس کو ناقابل یقین امر سمجھا جائے یا تاریخ کی ستم ظریفی کہا جائے کہ وراثت کی یہ خلعت ان صنعتی اور تجارتی رہنماؤں پر نہ پڑی جنہوں نے روس میں باوجود تاخیر کے صنعت کی ابتدا میں اتنا بڑا حصہ لیا تھا۔ بلکہ اس خلعت سے ان لوگوں کو نوازا گیا جنہوں نے روس کے نوزائیدہ سرمایہ داری نظام میں ابھرنے والے صنعتی مزدور طبقوں کی شکایات اور تکلیفات سے بروقت فائدہ اٹھایا تھا۔

پرولتاری طبقے کی شکایات

جس ے روس میں جدید صنعتی پرولتاری طبقے یعنی مزدور طبقے کی پیدائش یقیناً غلاموں

کی آزادی کے قانون کی دین تھی۔ اندازہ یہ ہے کہ اس اصلاح کے اثر سے تقریباً چالیس لاکھ کسان مرد، عورت زمینوں سے علیحدہ کئے گئے تھے۔ (۳۶)
اور یہی وہ اہم خزانہ تھا جس سے نئی ابھرنے والی فیکٹریاں مزدور حاصل کرتی تھیں۔ صنعتی اٹھان کے ساتھ ساتھ گاؤں سے شہروں کی طرف لوگوں کا بہاؤ مسلسل جاری رہا۔ اور روسی صنعتی ترقی کا دیہی علاقوں سے یہ تعلق ایک ایسی خصوصیت رہا جو صرف سنہ ۱۹۱۷ء تک ہی باقی نہیں تھا بلکہ اس کے بعد سوویت صنعتی ترقی کے دور میں بھی نظر آتا رہا۔ جیسے جیسے وقت گذرا دیہات سے یہ تعلق کمزور ہوتا چلا گیا اور آخر میں بالکل ہی ٹوٹ گیا اور ایک پرولتاری طبقہ جس کا "فیکٹریوں کے سلسلے کا ایک شجرہ نسب" الگ تھا، وجود میں آیا۔ ان پھیلتی ہوئی "حقیقی" پرولتاری بنیادوں نے طبقاتی شعور کو اجاگر کیا اور اپنے ساتھی مزدوروں کی تکلیفات اور شکایات کو واضح طور پر پیش کرنے کے سلسلے میں رہنمائی اپنے ہاتھوں میں لی۔ دوسری طرف نوآمدہ مزدور دیہاتی پسماندگی اور اپنے طبقے کی صعوبات کو خاموشی سے برداشت کرنے کی صلاحیت اپنے ساتھ لے کر آتے رہے۔

صنعتی ترقی کے پہلے دور یعنی سنہ ۱۸۷۰ء کی دہائی اور سنہ ۱۸۸۰ء کی دہائی کے ابتدائی حصے میں مزدوروں کا استحصال اپنی بدترین صورت میں نظر آتا ہے۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے کام کا دن بارہ اور چودہ گھنٹے سے مشکل سے ہی کم ہوتا تھا۔ بلکہ بعض موقعوں پر تو یہ سولہ اور اٹھارہ گھنٹے تک کا ہو جاتا تھا۔ معاوضے تکلیف دہ حد تک کم تھے اور متواتر ان میں جرمانوں کی وجہ سے اور کٹوتیاں ہوتیں جو کارخانوں کے مالکوں کی جیبوں میں پہنچتیں۔ جنس میں معاوضے کی ادائیگی کی صورت میں اُس جنس کی قیمت عام بازاروں میں رائج قیمت سے کہیں زیادہ متعین کی جاتی۔ کارخانوں میں صحت و صفائی کی حالت بالکل غیر اطمینان بخش تھی اور عام طور پر مزدور بلا تفرقہ جنس و عمر کارخانوں کی لمبی لمبی بارکوں میں بُری طرح بھر دیئے جاتے۔ زیادہ تر مزدور ان چیزوں کو برداشت ہی کر لیتے جن کو وہ تبدیل نہ کر سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی سنہ ۱۸۷۰ء کی دہائی کی ابتدا میں کبھی کبھی اجتماعی شور و غل، وقتی ہڑتالیں اور مزدوروں کی تنظیم کے بالکل ابتدائی

جراثیم کا وجود بھی نظر آنے لگا۔

حکومت نے حالات کو سدھارنے کی کوشش بھی کی، ۱۸۸۲ء میں ۱۲ سال سے کم کے بچے نوکریوں سے مستثنیٰ کر دیئے گئے اور نوعمر یعنی بارہ سے پندرہ برس کی درمیانی عمر کے مزدوروں کے لئے اوقات ۸ گھنٹے یومیہ پر مقرر کر دئے گئے ۱۸۸۶ء میں جنس میں معاوضہ کی ادائیگی کو ممنوع قرار دے دیا گیا اور تنخواہ کی ادائیگی کے سلسلے میں کارخانہ داروں کو ایک مہینے میں کم از کم ایک بار ادائیگی پر پابند کر دیا گیا۔ فیکٹری انسپکٹر بھی مقرر کیئے گئے تاکہ وہ نگاہ رکھیں کہ ان قوانین کی خلاف ورزی نہ ہوسکے۔ لیکن اس کے باوجود بھی قوانین کا نفاذ بہت کمزور تھا اور حکومت کے فرمانوں کی عزت افزائی عام طور پر ان کو توڑ کر ہی کی جاتی تھی۔ ۱۸۹۰ء میں یہ ضرور ہوا کہ کچھ کارخانہ داروں کے اصرار پر حکومت نے اپنے قوانین کو کچھ نرم کیا اور کچھ کارخانوں میں بچوں کو رات کو اور چھٹیوں کے دنوں میں مزدوری کی اجازت دے دی اور اس شرط پر کہ وزارت مالیات اور وزارت خارجہ اسے منظور کرے، دس سے بارہ سال کے بچوں کو ملازم رکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ اس وقتی ترقی معکوس کے بعد ۱۸۹۷ء میں ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا، یہ بالغوں کے لئے کام کے دن کا ساڑھے گیارہ گھنٹے اور رات کا ۱۰ گھنٹے پر متعین کیا جاتا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں ایک اجتماعی بیمے کا قانون بھی لاگو کیا گیا۔ لیکن اس کا دائرہ بہت محدود تھا اور اسکے فوائد بھی بہت معمولی تھے۔ ۱۹۱۲ء میں اس قانون میں ترمیم کی گئی، اور یہ بہت بہتر ہوگیا۔ ۱۹۱۴ء میں بیس لاکھ سے زیادہ مزدور بیماری بیمہ کے منصوبہ میں اپنے ناموں کا اندراج کرا چکے تھے۔ (۳۷)

بہرحال جس طرح حکومت زار کے سماجی فلاح و بہبود کے قوانین کی ترقی میں طویل عرصہ تک سست رفتاری نظر آتی ہے اسی طرح بہت سے دوسرے میدانوں میں بھی مراعات بہت تاخیر سے دی گئیں بلکہ عام طور پر یہ مراعات دی نہیں گئی تھیں بلکہ زبردست دباؤ نے انھیں مجبوری کی حالت میں حاصل کرلیا تھا۔ ترقی کی رفتار میں بار بار تنزلی کے اقدامات حائل ہو جاتے اور قوانین کا نفاذ غیر یقینی رہتا۔ ان ترقی پسند اقدامات کے سلسلے میں جو نیک نامی حاصل

کرسکتی تھی اسے حزب مخالف کا کٹر اور انتہا پسندانہ رویہ اس لئے ضائع کردیتا تھا کہ شخصی حکومت ان مراعات کو بڑی بددلی سے اور بالکل مجبور ہوکر دیتی تھی۔

شاید بالشویک تحریک کی نشوونما میں جس چیز نے سب سے بڑی مدد پہنچائی وہ شخصی حکومت کا وہ رویہ تھا جس کو وہ اعتدال پسندانہ ٹریڈ یونین کی ترقی کو برداشت نہ کرسکتی تھی۔ ۱۹۰۶ء میں ان یونینوں کو باقاعدہ قانونی منظوری دی گئی۔ لیکن یہ اجازت بھی صرف مقامی یونینوں کو ہی عطا ہوئی۔ ان میں سے بھی زیادہ تر دوسری ڈوما کی منسوخی کے دور میں خود بخود ختم ہوگئی۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم سے پہلے ٹریڈ یونین تحریک اپنے نقطہ عروج پر تھی اس وقت اس کے کل ممبروں کی تعداد ۳۵۰،۰۰۰ تھی۔ (۳۸)

ان حالات میں یہ امر ناگزیر ہی تھا کہ کارخانوں کے مزدور انقلابی سرگرمیوں اور شورشوں کو پھلنے پھولنے کے لئے خود دعوت دیں۔

مزدور تنظیموں کے سلسلے میں زارشاہی کی پالیسی کی تاریخ ایک المیہ سے کم نہیں ہے جس میں نادر موقعوں کو صرف ضائع کئے جانے کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آتا۔ ۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۰ء کی دہائیوں میں بالکل ابتدائی وقتی جوش وخروش سے پیدا شدہ ہڑتالوں میں مزدوروں کی مانگیں بہت معتدل تھیں۔ عام طور پر انھوں نے تنخواہوں میں تخفیف کے خلاف ہڑتالیں کیں اور کبھی کبھی انھوں نے اپنے "جمعدار" کو خود چننے کی بھی مانگ کی تاکہ وہ ان کی طرف سے مالکوں سے گفت وشنید میں حصہ لے سکے۔ ادر ارباب حل وعقد کا جواب یہی تھا کہ ان کے لیڈروں اور زیادہ جوشیلے مزدوروں کو گرفتار، قید اور شہر بدر کرکے ان تنظیموں کو ابتدا ہی میں کچل ڈالیں۔ مزدور تنظیمیں مجبوراً سازشی راہوں پر لگا دی گئیں اور حکومت کے سخت رویئے نے ان کی ان اقتصادی شکایات کی راہ بدل کر انھیں سیاسی پروگراموں کی طرف مبذول کردیا۔

۱۸۹۰ء کی دہائی کے آخری حصے میں انقلابی ذی فہم طبقے کے کچھ گروپ جنہوں نے بعد میں روسی سوشل جمہوری لیبر پارٹی ___ (Russian Social Democratic Labour Party) قائم کی۔ مزدوروں کے ٹوٹے پھوٹے "حلقوں" میں جن کی تنظیم بھی خود ان ہی لوگوں نے کی تھی، موجودہ مواقع کو سوشلسٹ سیاسی شعور

بیدار کرنے کے سلسلے میں خوب خوب کام میں لایا گیا۔ حالاں کہ ان میں جوش و خروش کی کمی نہیں تھی۔ مگر ان کا اثر بہت کم تھا۔ ہڑتالوں کی ایک تیز لہر جو ۱۸۹۵ء سے ۱۸۹۸ء کے درمیانی وقفے میں پھیلی حالاں کہ اس کی رہنمائی گذشتہ شورشوں کے مقابلے میں زیادہ تشدد آمیز تھی اور سوشل جمہوری رہنماؤں کا اس میں زیادہ ہاتھ تھا لیکن پھر بھی یہ بنیادی طور پر ایک "وقتی تحریک" ہی رہی۔ اور اس کی ترغیب کے پیچھے اصل میں اقتصادی شکایات ہی کار فرماں تھیں۔ ہڑتالوں کے اس سلسلے نے مالکوں کو کچھ آسانیاں دینے پر مجبور کر دیا اور اسی دور میں ۱۸۹۷ء کا وہ قانون بھی جاری کیا گیا۔ جن کے ذریعے مزدوری کا دن ساڑھے گیارہ گھنٹے میں محدود ہو گیا۔

اس ماحول میں جو مزدوروں کے حق میں نسبتاً بہتر تھا۔ سوشل جمہوری پارٹی کے کچھ بااثر لیڈروں اور کارکنوں کے ایک گروپ نے انقلابی سرگرمیاں اور سیاسی شورشوں کو چھوڑ کر "سیدھی سادی" ٹریڈ یونین تحریک پر لگ جانے کی آواز اُٹھائی تاکہ مزدوروں کے لئے وقتی طور پر جتنے بھی مادی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں انھیں حاصل کر لیا جائے۔ اس گروپ کی رہنمائی میں جس تحریک نے جنم لیا وہ معاشیات (Economism) کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس کے خاص خاص نظریات کو مادام کسکووا (Madam Kuskova) نے کریڈو (Credo) میں ۱۸۹۹ء کی دہائی کے آخر میں مرتب کیا۔ کریڈو، پر ایڈورڈ برنسٹین اور ان مراعات پسندانہ اور نظر ثانی شدہ (Revisionist) نظریات کا بہت گہرا اثر پڑا، جن کا انیسویں صدی کے خاتمے پر یورپ کی سوشلسٹ تحریک میں زور تھا۔ اسی سے کٹر قسم کے مارکس تنقید نگار اس کو "روسی برنسٹین ازم" کا نام دیتے ہیں۔ بنیادی طور پر "کریڈو" مزدوروں کو صرف معاشی مفاد کی طرف بلاتا ہے اور مارکسی ذی ہوش طبقے کو اعتدال پسندوں کے ساتھ مل کر حکومت میں اصلاحی کوششوں کے لئے دعوت دیتا ہے۔

"کریڈو" میں پیش کئے ہوئے نظریات، اس وقت کے مارکسی ذی فہم طبقے کے کچھ لوگوں کے لئے ایک خاص طرح کی کشش ضرور رکھتے تھے۔ لینن نے ۱۹۰۲ء میں اپنے مشہور کتابچے "کیا کیا جائے"، میں اس معاشیت کی دھجیاں اڑانے کی

کوشش کی ہے۔ لیکن اس کی تباہی کے سلسلے میں اصل خدمت لینن نے نہیں بلکہ پولیس کے جبر و تشدد نے انجام دی۔ جس سے ٹریڈ یونین تحریک کو جڑ پکڑنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

"زوباٹوازم" کا نرالا انداز جسے دوسرے لفظوں میں پولیس سوشلزم کا نام بھی دیا گیا ہے اس غیر یقینی کیفیت کا بہترین اظہار ہے جس میں مزدوروں کی غیر قانونی انجمنوں سے نپٹنے کے سلسلے میں حکومت گرفتار تھی۔ ایک طرف حکومت آزاد ٹریڈ یونین کی تحریک کو انتہائی شبہ کی نگاہوں سے دیکھتی تھی مگر ساتھ ہی مزدوروں میں پھیلے ہوئے بے چینی سے اتنی ہی خوفزدہ بھی تھی۔ چنانچہ سیاسی پولیس نے سنہ ۱۹۰۰ء اور سنہ ۱۹۰۳ء کے درمیان ایک بہت ہی نرالی اسکیم تیار کی جس کے ذریعہ ان مزدوروں کی تحریک پر قابو حاصل کر لینے کی توقع تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اس سے انقلابی پرچار پر پردہ ڈالا جا سکے گا اور اس تحریک کی قوتوں کو مکمل طور پر خالص معاشی مقاصد کی طرف مائل کیا جا سکے گا۔ اسی اسکیم کا جنم داتا ایک شخص زوباٹو تھا جو ماسکو پولیس کے سیاسی شعبے کا سربراہ تھا۔ اُسی کا منصوبہ یہ تھا کہ مزدوروں کو بہت احتیاط سے چنے ہوئے چند ایسے پولس جاسوسوں کے ذریعہ منظم کیا جائے جن کی شناخت مزدوروں کو نہ ہو سکے۔ کچھ سالوں تک زوباٹوازم پھلی پھولی اور مزدوروں کی ایجنسی بھی منظم ہوئیں۔ لیکن جیسے جیسے تحریک پھیلی یہ خود زوباٹو اور پولس کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں اوڈیسا شہر کے ہنگامے کو جو زوباٹو کے جاسوسوں کی حرکتوں سے شروع ہوئے تھے جلد ہی عام ہڑتال کی شکل اختیار کر گئی اور ان پر کافی خونریزی کے بعد قابو پایا جا سکا۔ اِن کے لئے خود زوباٹو کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور اسے شمالی روس کی طرف شہر بدر کر دیا گیا۔ حالانکہ ان انجمنوں کو مشکوک مان کر فوراً ممنوع قرار دیدیا گیا لیکن زوباٹوازم اپنے پیچھے ایک دوہرا خدشہ چھوڑ گیا ایک طرف تو اس نے حکومت کو کارخانے کے مالکوں کے مقابلے میں سوشلسٹوں کو جیت لینے کی کوششوں میں ان سے زیادہ جھک کر ملنے سے بددل کر دیا اور دوسری طرف اس نے مزدوروں کے بڑے بڑے حلقوں کو تنظیم کا سبق سکھا دیا۔ یہ ایک ایسا سبق تھا جس کا اسی صورت میں زیادہ کارآمد طور پر استعمال

کیا جا سکتا تھا، جب سیاسی پولس کے رہنما موجود نہ تھے۔

سنہ ۱۹۰۵ء کے انقلاب نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ نیا سبق یاد ہونا شروع ہو گیا ہے اور مزدوروں کی تنظیم کے مقاصد اب صرف ٹریڈ یونین کی چھٹی ہوئی مانگوں کی تنگی میں نہیں سمائے رہ سکتے۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں روسی تاریخ کی سب سے بڑی ہڑتال دیکھنے میں آئی۔ پورے سال میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب عملی طور پر ہر مزدور اس ہڑتال میں ملوث تھا، حالاں کہ آٹھ گھنٹے کام کے دن کی مانگ مزدوروں کی معاشی مانگوں میں نظر آئی تھی لیکن ساتھ ہی سیاسی ہڑتالیں بھی عام تھیں۔ بہت سے معمولی مزدور بھی تغیر پسند (Radical) دانشوروں کے ایسے نعروں کے ساتھ آواز بلند کرتے نظر آئے جن کے ذریعے شخصی حکومت کے خاتمے اور عوامی جمہوریت کے لیے ایک قانون ساز اسمبلی کے قائم کی مانگ کی جا رہی تھی، اس بحران کے نقطہ عروج پر پہنچنے تک شخصی حکومت کی بنیادیں لرزتی ہوئی نظر آنے لگی تھیں۔ لیکن جلدی ہی اس مراعات اور جبر و تشدد کی ایک ملی جلی پالیسی کے ذریعہ اس نے اپنا توازن پھر برقرار کر لیا۔ سنہ ۱۹۰۵-۶ء میں دی گئی مراعات کے قدم بقدم پہلے سے بھی زیادہ سخت دباؤ بڑھایا گیا۔ ٹریڈ یونین جن کی قانونی حیثیت سنہ ۱۹۰۶ء میں تسلیم کر لی گئی تھی وہ آنے والے سالوں میں شبہات کے اہم ترین نشانہ بن گئے اور پولیس کے ذریعہ ان کی سخت ترین نگرانی کی جانے لگی۔ سنہ ۱۹۱۲ء تک کے وقفے میں جسے خوش حالی کا دور بھی کہتے ہیں ہڑتالیں کافی کم ہو گئیں لیکن اسی سال سے مزدوروں کے اضطراب میں ایک ابھان آیا جو سنہ ۱۹۱۴ء کے پہلے سات مہینے میں اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ پھر پہلی جنگ عظیم کے شروع ہونے سے اس ابال میں کچھ کمی پیدا ہوئی۔ بہر حال صنعتی مزدوروں کی بے چینی روسی سوسائٹی کا ایک کبھی نہ بھرنے والا ناسور بن کر رہ گئی۔ اگر ایک آزاد ٹریڈ یونین تحریک مغربی یوروپ اور امریکہ کے طرز پر وجود میں آجاتی اور وہ تنخواہوں، کام کے مقررہ اوقات اور کارخانوں کے ماحول کی فوری بہتری کے لئے خود کو پوری طرح وقف کر دیتی تو یہ امر صنعتی مزدوروں اور مالکوں کے درمیانی رشتوں کو مضبوط کرنے میں بھی مدد دیتا اور خود مزدور طبقے کو بھی روسی سوسائٹی میں ایک جگہ مل سکتی۔

لیکن روس میں کسی ایسی تحریک کی جڑوں کو جمنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ مزدوروں کی وہ شکایات جن کا علاج مزدوروں اور مالکوں کے درمیان اجتماعی سودے بازی کے ذریعے ہو سکتا تھا اور ان شکایات کے ازالے کی ایک راہ نکل سکتی تھی وہی شدت پسند خیالوں کے لئے ایک ذرخیز زمین بن گئیں۔ حکومت کی پالیسی نے اصلاحات کی تمام راہیں مسدود کر دیں اور انقلابی سیلاب کے لئے دروازے کھول دیئے۔

تاریخ ایک متحرک شے ہے اور بادشاہ جو اس بھنور میں آجائے انھیں سبق بھی سیکھ لینا چاہیئے کہ ایسے طوفان جن کو وہ قابو میں نہیں کر سکتے ان کے سامنے جھک جانا ہی مناسب ہوتا ہے۔ زار کی حکومت میں لچک کی کمی نے اسے تیزی سے بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ زندہ رہنے کے قابل نہ چھوڑا۔ روسی مطلق العنانیت کے زوال کا سبب آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ان قوتوں اور تاریخی دھاروں کو کو صحیح طور پر نہ پہچان سکی، جو آہستہ آہستہ اپنے لیے راہیں تیار کر رہی تھی اس کی ناکامی کا المیہ صرف یہی نہیں ہے کہ یہ خود ختم ہوگئی بلکہ اصلی المیہ روسی سوسائٹی کی ان تخلیقی صلاحیتوں کے ختم ہو جانے میں ہے جن کو یہ بروئے کار نہ لا سکی۔ یہ المیہ ان محرومیوں کا اور ناکامیوں کا ہے جن کو امیروں نے جنم دیا اس انتہا پسند مزاج میں ہے جس کو روسی سیاست پر غالب کر دیا گیا اس کی سب سے تباہ کن غلطی یہ تھی کہ اس نے وہ زمین ہموار کر دی جس سے بالشوازم کا پودا پھوٹ نکلا۔

— — ✲ — —

دوسرا و تیسرا باب

سوویت سیاسی نظام کی بنیاد اور انعقاد

اکتوبر ۱۹۱۷ء کا روسی انقلاب عالمی تاریخ کا ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن واقعہ تھا۔ اس کی اصل اہمیت اس بات سے عیاں ہوتی ہے کہ اس انقلاب سے تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس دور کی خصوصیات سماجی تبدیلیوں میں تیز رفتاری، انقلابی تحریکوں میں بڑھتی ہوئی قوت اور نو آبادی نظام کو درہم برہم کرنا تھیں۔ غرض کہ اس کا اثر آج کی دُنیا پر گوناگوں رہا ہے۔

لیکن روسی انقلاب اپنے طرز کا ایک خاص روسی واقعہ بھی تھا۔ یہ انقلاب روس کے تاریخی ماحول، روسی کے سماجی ڈھانچوں اور اس سے اُبھرتی ہوئی نئی لہروں سے وجود میں آیا تھا۔ روسی انقلاب چنانچہ محض ایک سانحہ نہ تھا بلکہ ہر طرح تاریخی طور پر یقینی تھا۔

اکتوبر ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کو اچھی طور سے سمجھنے کے لیے کئی ایک اہم پہلوؤں پر دھیان دینا ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ غور طلب ہے کہ روس کا تاریخی ورثہ کیا تھا. دوم یہ کہ زارشاہی مطلق العنانیت کی کیا خصوصیات تھیں۔ سوم یہ کہ روس کے سماج میں کس نوعیت کی سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں اور مزید سب سے اہم یہ کہ کن کن تحریکوں اور خیالوں نے روسی انقلاب سے پہلے کے نوّے سال کے دوران سر اُٹھایا اور اثر انداز ہوئے۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے زارشاہی روس کی تمام تاریخی محرکات انقلاب سے پہلے محض نوے سال کے دوران اُبھریں اور کارفرما رہیں۔ جب کہ دوسرے ترقی یافتہ یوروپی ممالک جیسے برطانیہ اور جرمنی میں ان ساری محرکات کو اُبھرنے اور اثر انداز ہونے میں کئی سو برس لگے۔ چنانچہ زارشاہی روس کا ما لیہ تاریخی ارتقاء برطانیہ اور مغربی یورپ کے مقابل سرعت کے ساتھ ہوا۔ اور ساتھ ہی یہ پسماندہ رہا۔ دوسرے الفاظ میں زارشاہی روس کا

سماجی ارتقاء مغربی یورپ سے کم مدت میں ہوا۔ اور یہی قلیل مدت روس کی سماجی پسماندگی کا اصل جواز بنا اور اسی نے زار شاہی روس کی سماجی بنیادوں کو آہستہ آہستہ کھوکھلا کر دیا۔ اس طرح انقلاب کی طرف سماج کا رُجحان بڑھا۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں روس میں زار شاہی مطلق العنانیت کا اُکھاڑ پھینک دیا جانا اور اس کی جگہ ایک نئی ریاست اور ایک نئے سماج کا داغ بیل دیا جانا اسی قلیل مدت کی تبدیلیوں کی پسماندگی کے تاریخی اثرات کی غمازی کرتے ہیں۔

اب مناسب ہے کہ ان سارے پہلوؤں کو قدرے تفصیل کے ساتھ سمجھا جائے۔ پہلے کے ہر تین پہلوؤں پر پچھلے باب میں تفصیل کے ساتھ بحث کی جا چکی ہے۔ اس لئے ان پر مزید وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس باب میں چوتھا اور سب سے اہم پہلو پر بحث لازمی ہے۔

روس میں مارکسزم کے نظریے اور عمل کی شروعات

انیسویں (19) صدی کے اوائل میں ہی روس میں سماجی تحریکیں جنم لے چکی تھیں جو ۱۸۶۱ کے بعد انقلابی مسلک اختیار کرنے لگی تھیں لیکن ۱۸۸۰ تک روس میں انقلابی تحریک صرف کسانوں پر مرکوز رہی۔ یہ لازمی تھا کیوں کہ آخر کار زار شاہی روس کی کثیر آبادی کسانوں پر مشتمل تھی۔ ایسی انقلابی تحریک کو روسی تاریخ میں نارودنک' (عوامی) تحریک سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس وقت کے "نارودنک" رہنما مارکس و اینگلس کے نام سے بالکل بے بہرا نہ تھے بلکہ انھوں نے ہی مارکس کی تصانیف کو روسی زبان میں ترجمہ کر کے روسی دانشوروں میں روشناس کروایا تھا۔ ۱۸۷۰ میں ہی مارکس کی کئی تصانیف روسی ترجمہ میں شائع ہو چکی تھیں اور اس کے ساتھ ہی مارکس کے خیالات یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء کو معلوم ہونے لگے تھے۔ ۱۸۸۳ء میں پہلا مارکسسٹ گروپ روس میں قائم ہوا جس کا نام "مزدوروں کی آزادی کا گروپ" (Emancipation of Labour Group) رکھا گیا۔ اس کے ممتاز رہنماؤں میں پلیخانوف، پال ایکسروڈ اور ویرا زاسلیوچ

تھے۔

روسی تاریخ کا یہ وہ نازک دور تھا جب نارودنک تحریک ایک دہشت پسند انقلابی تحریک میں تبدیل ہو کر زار شاہی روس کے ظلم وستم کا شکار تھی۔ ہزاروں نوجوان جو اس تحریک سے منسلک تھے یا تو سائبیریا میں جلا وطن کر دیے گئے تھے یا پولس کی کال کوٹھریوں میں دم توڑ چکے تھے۔ انقلابی تحریک میں ان نامساعد حالات کی وجہ سے بڑی بے دلی اور بڑی بے اطمینانی پھیل چکی تھی اور یہ خیال زور پکڑتا جارہا تھا کہ کسانوں پر مرکوز انقلابی تحریک "خاص طور پر جب وہ تشدد کا ہتھیار استعمال کرنے لگی ہو" کا مستقبل تاریک ہے۔

ان سماجی حالات نے مارکسزم کی طرف رُجحان کو بڑھایا۔ خاص طور پر یہ رُجحان اور بھی زور پکڑا جب کہ روس میں کافی حد تک صنعتی ترقی ہونے لگی تھی اور مزدوروں کا ایک نیا طبقہ جنم لے چکا تھا۔ چنانچہ ۱۸۸۳ میں مارکسٹ تحریک کا جنم لینا ایک لازمی نتیجہ تھا۔

"مزدوروں کی آزادی کا گروپ" یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء پر بنیادی طور پر مشتمل تھا۔ اس کا کام یونیورسٹی کے شہروں اور صنعتی علاقوں جیسے ماسکو اور پیٹروگیریڈ میں مزدوروں کے درمیان مارکسی خیالات کو پھیلانا تھا۔ ۱۸۹۰ کی دہائی میں نوجوان لینن کزآن میں اپنی یونیورسٹی کے ایسے مارکسٹ گروپ سے متعلق تھا۔ عملی طور پر اس گروپ کا کام روس کی انقلابی تحریک کو دہشت پسندی اور کسانوں پر بالکل مرکوز ہونے سے ہٹانا تھا۔ چنانچہ اس گروپ کے ابتدائی دور کے کاموں میں کسانوں سے ایک طرح کی اجنبیت تھی۔ حالاں کہ یہ رُجحان اگر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ بہر حال اس رُجحان کا اثر روس کی انقلابی تحریک پر کافی دیر پا رہا تاوقتیکہ لینن نے ۱۹۱۷ء میں کسانوں کے خلاف غیر مناسب جُھکاؤ کے اس رُجحان کو درست کیا۔ ۱۸۸۰ء سے بیسویں صدی کے شروع ہونے تک پلیخانو اس گروپ کا رہنما رہا۔ اور نوجوان لینن کی رہنمائی اُبھرتی جاتی تھی۔ اسی وجہ کر پلیخانو بجائے طور پر روس میں مارکسی تحریک کا بانی کہا جاتا ہے۔

روسی انقلابی تحریک میں مارکسزم کے خیالات کے اُبھرنے کا اثر جلد ہی عملی طور پر رونما ہوا۔ ۱۸۹۸ء روس کے شہر مینسک میں مارکسسٹ تحریک کے تقریباً سارے رہنما اور اہم کارکن جمع ہوئے اور پہلی بار ایک مارکسسٹ سیاسی پارٹی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (Russian - Social Democratic Labour Party) کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس طرح ایک مارکسسٹ سیاسی پارٹی کا کام زار روس میں شروع ہوا۔

اس پارٹی کے انعقاد کے ساتھ لینن کا نام اُبھرا۔ یہ انتہائی دلچسپ بات ہے کہ سب سے پہلے لینن نے زار شاہی روس کے سماجی اور اقتصادی حالات کو مارکسی ڈھنگ سے سمجھنے کی کوشش کی۔ مارکس کی پیروی کرتے ہوئے لینن نے انتہائی عملی اور سائنٹفک طریقہ پر یہ تجزیہ کیا کہ آخر کار روس میں صنعتی تبدیلیوں کی کیا نوعیت ہے۔ مزید یہ کہ صنعتی تبدیلی کا ایسا اسٹیج آچکا ہے کہ کارخانوں کے مزدور انقلابی پیمانہ پر سیاسی کاموں کے لیۓ ایک سیاسی پارٹی کے جھنڈے کے تلے لائے جاسکتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں لینن کی شہرہ آفاق کتاب (Development of Capitalism in Russia) شائع ہوئی۔

ان سوالوں کے جوابات اس کتاب میں مہیا کیۓ گئے اور نتیجہ یہ اخذ کیا گیا کہ روس میں سرمایہ داری گرچہ دوسرے مغربی ممالک کے مقابلے میں پسماندہ ہے۔ وہ اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ انقلابی تحریک کو بڑھانا امر یقینی ہے۔ اس طرح لینن نے روس کے حالات کو سمجھنے کے بعد ہی مارکسزم کے اصولوں کو ان حالات کی مناسبت سے عملی طور سے ڈھالنے کی کوشش شروع کر دی۔ ۱۹۰۳ء ایک تاریخی سال ثابت ہوا۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس ۱۹۰۳ء میں لندن میں منعقد ہوئی۔ اس کانگریس کے لیۓ لینن نے خصوصی طور پر مارکسی پارٹی کی تنظیم کے سوال پر غور وخوض کیا تھا اور اس کے لیۓ تیاری کی تھی ۱۹۰۲ء میں لینن کی مشہور تصنیف "کیا کیا جائے" (What is to be done) شائع ہوئی۔ اُس کتاب میں لینن نے پارٹی کی تنظیم کے چار بنیادی اصول بتائے۔

۱۔ یہ ضروری ہے کہ صنعتی مزدوروں کی انقلابی جس کو خود اختیار نہ بنایا جائے۔ بلکہ اس کو سیاسی کاموں کی طرف ڈھالا جائے۔

۲۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک ایسی سیاسی پارٹی بنائی جائے جو مزدوروں کی رہنمائی کے فرائض انجام دے سکے اور ایسی پارٹی صرف مزدوروں پر مشتمل کمیونسٹ پارٹی ہی ہو سکتی ہے۔

۳۔ ایسی کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی ایک انقلابی مرکز سے ہی ہو سکتی ہے جو ہمہ تن و توش اس کام میں غرق ہو۔ مزید یہ کہ زارشاہی روس کے آمریت کے مدِّنظر کمیونسٹ پارٹی کا کام کھل کر قانونی طور پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ ڈھکے چھُپے غیر قانونی طور پر کیا جائے۔

۴۔ مزدوروں کی سیاسی پارٹی کمیونسٹ پارٹی کی تنظیم مرکزی جمہوریت کے اصولوں پر ہو یہ ان پر عمل درآمد کرے۔ دوسری طرف پارٹی کے ہر سطح پر جمہوری اصولوں کو اپنایا جائے۔ لینن نے بتایا کہ مرکزیت اور جمہوریت کا باہمی رشتہ لازم و ملزوم ہے۔ یہ باہمی رشتہ ہے کہ پارٹی کی تنظیم میں ہر سطح پر مندرجہ اصولوں پر عمل کیا جائے۔

۱۔ ہر سطح پر الیکشن ہو اور پارٹی کا فیصلہ اور کام رائے عامہ سے اجتماعی ہو۔ انفرادی نہیں۔

۲۔ فیصلہ ہر سطح پر ووٹ سے ہو اور اقلیت فیصلہ کے بعد اکثریت سے انحراف نہ کرے۔

۳۔ پارٹی کی نچلی سطح اپنے اوپر کی سطح کی رہنمائی قبول کرلے۔ اور اس طرح یہ سلسلہ سب سے اونچی سطح یعنی مرکز تک ہو۔ پھر مرکز کی رہنمائی ہر سطح پر تسلیم کیا جائے۔

۴۔ پارٹی کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ پارٹی کے ڈسپلن کو تسلیم کرے اور جمہوری طور پر پارٹی کے کاموں میں حصّہ لے۔

پارٹی کی تنظیم کا یہ اصول پارٹی کی دوسری کانگریس (۱۹۰۳) میں بڑی شدّت سے زیرِ بحث رہے۔ لینن اور اس کے حامی سخت مخالفت کے باوجود

اڑے رہے کہ ان اصولوں کو کانگریس باقاعدہ طور پر منظوری دے فیصلہ آخر کار لینن اور اس کے ساتھیوں کے حق میں رہا لیکن پارٹی دو حصّوں میں بٹ گئی۔ لینن اور اس کے ساتھی بالشویک کے نام سے موسوم ہوئے۔ اور اُن کے مخالفین منشیویک کہلائے اس طرح لینن کی رہنمائی میں بالشویک پارٹی کا قیام عمل میں آیا۔

۱۹۰۳ کے بعد اگلے دس سال انقلابی تحریک کے لیے بڑا پُر آشوب زمانہ تھا۔ دو بنیادی رُجحان روسی سماج میں زور پکڑ رہے تھے اور ان دونوں میں تضاد اور ٹکراؤ بڑھتا گیا۔ ایک طرف زار شاہی آمریت مختلف داؤ پیچ لگانے میں مصروف تھی کہ کس طرح اُس کی بنیادیں مزید کمزور نہ پڑیں۔ اور کس طرح انقلابی تحریک کو طاقت کے بل پر کچل دیا جائے۔ اس کی عملی شکل ۱۹۰۵ء میں زار شاہی کی نام نہاد پارلیمنٹ (ڈوما) کا انعقاد سے ظاہر ہوئی۔ ساتھ ہی ظلم و ستم کا ایسا بازار گرم ہوا کہ چند ایک کو چھوڑ کر سارے ہی انقلابی رہنما اور اہم کارکن یا تو ملک بدر کر دیئے گئے یا جلاوطن کی گم نام زندگی بسر کرتے پر مجبور ہوئے۔ لینن نے یہ عرصہ روس کے باہر یورپ کے مختلف شہروں میں جلاوطنی میں گزرا۔ پھر انقلابی تحریک اب دو پارٹی میں بٹ چکی تھی اور بالشویک اور مینشویک پارٹیوں کے درمیان اختلافات اتنے بڑھے کہ دونوں کا لائحہ عمل اور پروگرام دو مختلف نوعیت کے ہو گئے۔ مینشویک پارٹی مزدوروں کو اقتصادی مانگوں کے ذریعہ ٹریڈ یونین بنا کر آہستہ آہستہ مغربی جمہوریت کے نمونے پر روس میں تبدیلی چاہتی تھی۔ دوسری طرف لینن کی قیادت میں بالشویک پارٹی مزدوروں کو سیاسی کاموں پر مرکوز کر کے تیزی سے سوشلسٹ انقلاب کی طرف بڑھنا اور جست لگانا چاہتی تھی۔ ۱۹۱۳ء کے بعد یہ دو پارٹیاں بالکل ہی الگ ہو گئیں اور آپس کی مخالفت بڑھتی گئی۔

ڈوما کا تجربہ کامیاب ثابت نہ ہوا۔ اور ۱۹۱۳ء تک کئی بار ڈوما کا انعقاد کیا گیا لیکن بنیادی طور پر روسی آمریت جمہوریت کے خلاف تھی اور اُسے کبھی نہ اپنا سکی۔ اس طرح اس کی تنزلی کا سلسلہ جاری رہا۔

دوسری طرف انقلابی رُجحان ہزار بندشوں کے باوجود پروان چڑھتا رہا ۱۹۰۵ء میں انقلاب کی پہلی لہر نے زار روس میں جوش مارا جس سے روسی آمریت

لرز اٹھی۔ لیکن انقلابی تحریک کی رہنمائی کی شدت سے کمی تھی اور یہ انقلاب بڑی آسانی سے کچل دیا گیا۔ اس انقلاب کے اثرات بہر حال دیرپا ثابت ہوئے اور روسی انقلابی تحریک کو اپنے مستقبل کا یقین آیا۔ زار شاہی آمریت کے ظلم و ستم کے باوجود انقلابی رہنما و کارکن، خاص طور پر لینن تحریک کی رہنمائی کرتے رہے۔ چنانچہ اسی عرصہ میں لینن نے مارکسزم کو روسی حالات و واقعات کی مناسبت سے ڈھالنے کی ایک اور نمایاں کوشش کی۔ ایسے مسائل جیسے زار روس میں قومیت کا مسئلہ اور روس میں انقلابی تحریک کی پالیسی اور عمل پر لینن کے دور کی تصانیف آج مشہور ہیں۔ ساتھ ہی مارکسزم کا عالمی نظریے کو لینن نے مزید بڑھایا۔ لینن کی شہرآفاق تصنیف اسی دور کی پیداوار (Imperialism, the Highest Stage of Capitalism) ہے۔ ان سب کا عملی نتیجہ یہ ہوا کہ انقلابی تحریک میں بالشویک پارٹی کا دوسری پارٹیوں کے مقابلے میں رول بڑھتا گیا۔

۱۹۱۴ء میں پہلی عالم گیر جنگ ٹھہر گئی۔ زار روس نے اسے ایسا نادر موقع سمجھا جس سے شاید عوام کی حمایت اُسے حاصل ہو جائے۔ مادرِ وطن کی قربانی کے جذباتی نعروں نے شروع میں ضرور کسی حد تک مدد کی لیکن جنگ میں روسی افواج کی مسلسل شکستوں نے رہی سہی کس بل نکال ڈالے۔ پھر ملک میں اقتصادی بحران شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ لڑائی کے پہلے سال سے ہی روسی عوام خاص طور پر روسی افواج میں جنگ و جدال سے بددلی اور بے اطمینانی بڑھنے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک مارچ ۱۹۱۷ء میں زار نکولس نے اپنے بھائی گرینڈ ڈیوک میخائل کے حق میں تخت سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اور روس میں اس طرح ایک نیا انقلابی دور شروع ہوا۔

رُوسی انقلابؒ

۸، مارچ ۱۹۱۷ء کو پیٹروگریڈ میں روٹی کی دکانوں کے سامنے مظاہرہ شروع ہوا۔ اور اُسی دن اسٹرائک سارے شہر میں آگ کی طرح پھیل گیا۔ حتیٰ کہ شہر کی فوجی چھاؤنی میں سپاہیوں نے افسروں کے کمان کو ماننے سے

انکار کر دیا۔ اُسی دن زارِ روس نے اپنے تخت سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔
چند دنوں تک حالات بالکل غیر معمولی رہے کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ آخر اقتدار کہاں ہے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو پہلی مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویت پیٹرو گریڈ میں قائم ہوئی۔ یہ سوویت اسی طرز کی تھی جو پہلی بار ۱۹۰۵ء انقلاب سے پیدا ہوئی تھی۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۷ء کو اس سوویت نے اپنا مشہور "حکم نامہ نمبر ا" جاری کیا جس کے تحت اس نے فوجی چھاؤنی اور فوجیوں کے ساتھ ہتھیاروں پر اپنے اختیارِ کل کا اعلان کر دیا۔ اُس کے ساتھ آہستہ آہستہ اقتدار کی اصل باگ ڈور اسی سوویت کی ہاتھ میں آنے لگی اور یہ اقتدار کا اوّلین مرکز بنتا گیا۔ اس کا اقتدار اس لئے بڑھتا گیا کہ مزدوروں اور سپاہیوں کی بھاری اکثریت کی حمایت اس کو حاصل تھی۔ اور دوسری طرف ایسے ہی سوویت دوسرے صنعتی شہروں، فوجی چھاؤنیوں، لڑائی کے میدانوں میں حتیٰ کہ دیہاتوں میں پھیلتے گئے۔

دوسری طرف اقتدار کا مرکز روائتی طور پر ڈوما کے ہاتھوں میں تھا لیکن زار نکولس نے دست برداری کے ساتھ ڈوما کو بھی معزول کر دیا۔ ڈوما کے لیڈران جو غیر انقلابی پارٹیوں کے اہم کارکن تھے، کی کوشش تھی کہ کسی طرح روس میں زار شاہی قائم رہے اور کوئی نیا زار چنا جائے۔ لیکن جب زار نکولس کے بھائی گرانڈ ڈیوک میخائل نے زار بننے سے انکار کر دیا تو ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ یہ لیڈران روس میں ایک عارضی حکومت بنائیں۔ عارضی حکومت کے ممبران غیر انقلابی پارٹیوں کے رہنما تھے مگر اس نے سوویت سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن سوویت نے صاف انکار کر دیا۔ اگلے چند مہینوں کے اندر عارضی حکومت کئی بار ٹوٹی اور بنی اور کابینہ کے ممبران بدلتے رہے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں عارضی حکومت کا آخری سربراہ کرنسکی تھا۔

اس طرح مارچ ۱۹۱۷ء میں اقتدار کے دو مراکز بن گئے۔ پہلا مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویت اور دوسرا عارضی حکومت۔ حالاں کہ اصل اقتدار آہستہ آہستہ مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویت کے حصے میں آتا گیا اور ان کا زور بڑھتا گیا اور عارضی

حکومت کا ساتھ دینے والے کم ہوتے گئے۔

بالشویک پارٹی کا رول

ایسی افراتفری کے عالم میں انقلابی پارٹیوں، خاص طور پر بالشویک پارٹی کا رول فیصلہ کن ثابت ہوا۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں بالشویک پارٹی صرف تیس ہزار چھ سو ممبروں پر مشتمل تھی۔ پارٹی کے لیڈران ملک سے باہر جلاوطن تھے اور کچھ سائبریا اور جیلوں میں پڑے تھے۔ غرض کہ بالشویک پارٹی ایک چھوٹی پارٹی تھی۔ پارٹی کے وہ لیڈران جیسے کامینو و استالن جو سائبریا سے بھاگ کر نکل گئے تھے واقعات کی سرعت رفتاری سے کوئی صحیح رہنمائی نہیں کر پائے تھے۔ مثال کے طور پر ۲۸ مارچ کو پارٹی کے اخبار پراودا میں کامینو نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ پارٹی کو چاہیئے کہ عارضی حکومت پر اس طرح دباؤ ڈالے کہ لڑائی کے خاتمہ کے لئے وہ امن کی گفت و شنید شروع کر دے۔ لیکن دور بیٹھے لینن کا خیال بالکل ہی دوسرا تھا۔ ۱۷ مارچ ۱۹۱۷ء کو زیورخ سے اس نے ایک خط میں یہ لکھا "ہمارا فوری فرض یہ ہے کہ مزدوروں کی سوویت کو پورے اقتدار پر قابض ہونے کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ صرف یہ ہی اقتدار ہمیں روٹی، امن اور آزادی دے سکتا ہے۔"

۱۶ اپریل ۱۹۱۷ء کو لینن فن لینڈ سے جلاوطنی سے نکل کر پیٹروگریڈ واپس آیا۔ اسی دن پارٹی کی پیٹروگریڈ کمیٹی کے سامنے اس نے فوراً ہی اقتدار پر قابض ہونے کے لئے لائحہ عمل پیش کیا۔ لینن کا یہ پروگرام اپریل تھیسس (April Thesis) کے نام سے موسوم ہوا۔ کمیٹی کے بیشتر ممبران کے لئے لینن کا یہ پلان بالکل ہی ایک خیالی پلاؤ کی مانند تھا۔ لیکن لینن اڑا رہا اور پارٹی کمیٹی نے کثیر ووٹوں سے لینن کے پروگرام کو اپنا لیا۔

انقلاب کی تیاری، پہلا قدم

سب سے پہلے بالشویک پارٹی نے مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویت میں اکثریت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور ساتھ ہی عارضی حکومت کی شدید مخالفت

شروع کی تاکہ وہ کسی طرح بیٹھ جائے۔ یہ سارے کام کئی وجوہات سے آسان نہ تھے۔ سب سے پہلے بالشویک پارٹی کا کسانوں میں اثر برائے نام تھا۔ جب کہ کسانوں کی سب سے بڑی پارٹی "سوشلسٹ انقلابی (Socialist-Revolutionaire) کا اثر ہمہ گیر تھا۔ مثال کے طور پر کسانوں کے نمائندہ سوویتوں کی پہلی قومی کانگریس میں، جو پیٹروگریڈ میں ۴ مئی سے ۱۰ جون تک منعقد ہوئی تھی۔ ۱۱۱۵ مندوبین میں سے بالشویک پارٹی کے صرف ۱۴ ممبران تھے۔ دوسرا یہ کہ عارضی حکومت اپنا پورا زور بالشویک پارٹی کو کچلنے کے لئے صرف کر رہی تھی۔ حتیٰ کہ جولائی ۱۹۱۷ء میں عارضی حکومت نے بالشویک پارٹی کو غیر قانونی قرار دید یا۔ لینن اور دوسرے بالشویک رہنماؤں کو گرفتاری سے بچنے کے لئے پھر روپوش ہوجانا پڑا۔ بہر کیف بالشویک پارٹی صنعتی علاقوں میں زور پکڑ رہی تھی۔ پیٹروگریڈ اور ماسکو کی سوویتوں میں اوائل سرما سے ہی اس کا اقتدار بڑھتا جارہا تھا۔ حتیٰ کہ سوویتوں کی پہلی آل رشین کانگریس میں جہاں تمام سوویتوں کے نمائندے موجود تھے، ،،، مندوبین میں سے بالشویک پارٹی کے ممبر ۱۰۵ تھے۔ اور یہ تیسرے نمبر پر تھی۔

بالشویک لیڈروں نے پارٹی کو بڑھانے کی طرف خاص توجہ دی۔ اس وقت کے حالات کے مدنظر پارٹی نے اپنا پروگرام لینن کے تین نکاتی پروگرام پر بنایا۔ یہ تھے

(۱) سوویت کو پورا بلاشرکت اقتدار۔

(۲) روٹی یعنی کسانوں میں زمین کی تقسیم۔

(۳) امن یعنی پہلی عالمگیر جنگ سے روس کی دست برداری۔ اور صلح وامن کے لئے گفت وشنید کا آغاز کرنا۔

اس وقت کے روس کے حالات کا اگر سطحی مطالعہ بھی کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہ تین نکاتی پروگرام ان کی نہ صرف آئینہ دار تھیں بلکہ اس وقت کے تقاضوں کو بھی پورا کرتی تھیں۔

اپریل سے جولائی کے عرصے میں بالشویک پارٹی کا اقتدار کو حاصل کرنے کے لئے پہلا قدم بڑا ہی عقلمندانہ تھا۔ اس کو اپنی خامیوں کا پورا احساس تھا۔ مخالف عناصر

کی قوت کا اچھی طرح اندازہ تھا۔ اور اپنے مقاصد کے حصول میں پورا یقین تھا چنانچہ پارٹی نے بہت سنبھل کر، تحمل سے، بے صبری، جلد بازی اور بیجا جرأت مندی سے نہیں اپنے مقصد کے حصول کے لیئے پہلا قدم اُٹھایا۔ اس طرح یہ بات صاف ہوتی جارہی تھی کہ اُس وقت کی افراتفری میں بالشویک پارٹی ہی ایک منظم انقلابی تحریک بنتی جارہی تھی جس کے مقاصد پورے طور پر متعین ہو چکے تھے۔

اقتدار کی طرف دوسرا قدم

جولائی سے ستمبر ۱۹۱۷ء کی قلیل مدت انقلابی لہر میں انتہائی عروج کا دور تھا۔ اس دور میں بالشویک پارٹی کا اقتدار حاصل کرنے کے لیۓ تیاریوں میں بڑی سرگرمی ہوگئی۔ پارٹی کے تین نکاتی پروگرام نے سپاہیوں اور کسانوں پر خاص اثر پیدا کیا۔ جب کہ صنعتی مزدوروں کی بھاری اکثریت پارٹی کی طرف جھکتی گئی۔ روٹی کا نعرہ یعنی کسانوں میں زمین بانٹنے کا پروگرام دیہی علاقوں میں پھیلا اور کسانوں کی حمایت پارٹی کو مزید حاصل ہونے لگی۔ خاص طور پر ان حالات میں جب کہ کسانوں کو روایتی انقلابی پارٹی "سوشلسٹ انقلابی" دائیں اور بائیں بازو میں بٹ گیئے۔ اور اس طرح ان کا اثر کسانوں میں کم ہونے لگا۔ دوسری طرف عالمی جنگ کو ختم کرنے اور امن قائم کرنے کا پروگرام فوجی چھاؤنی اور لڑائی کے فرنٹ میں مقبول تر ہوتا گیا۔ سپاہیوں کی سوویت میں بالشویک پارٹی کی اکثریت حاصل ہونے لگی۔ سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ بڑے صنعتی مراکز کی سوویتوں میں بالشویک پارٹی کو ستمبر تک اکثریت حاصل ہو چکی تھی۔

پھر بالشویک پارٹی کا عارضی حکومت کے خلاف جدوجہد نے عارضی حکومت کو بالکل ہی ناکارہ ثابت کر دیا تھا۔ اور اقتدار کے دو مراکز ختم ہو کر ایک یعنی سوویتوں کی ہو چکی تھی۔ لیکن حالات ابھی تک پورے طور پر پارٹی کے حق میں نہیں تھے۔ عارضی حکومت نے مادر وطن کی قربانی کے جذباتی نعرہ پر لڑائی کے میدان میں فتح حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اگست ستمبر میں ہی روسی افواج کی جرمنی کے خلاف سخت شکست ہوئی۔ اور یہ سہارا بھی ختم ہوگیا۔ بہر حال

بالشویک پارٹی کے لئے ایک نیا خطرہ پیدا ہوا۔ جنگ میں شکست کھانے کے بعد عارضی حکومت نے فوج کے اعلیٰ کمانڈر جنرل کورنیلو کو برخواست کرنے کا پلان بنایا۔ جنرل کورنیلو کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے کمان سے روسی افواج کو پیٹرو گراڈ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جنرل کورنیلو کی بغاوت پہلی منظم کوشش تھی کہ روس میں ایک فوجی اقتدار قائم کیا جائے۔ اور انقلابی تحریک کو کچل دیا جائے۔ حیرانی کی بات یہ ہوئی خود عارضی حکومت نے بغاوت کو کچلنے کے لئے انتظامات شروع کئے۔ اور نتیجہ کے طور پر ستمبر کے وسط میں ہی یہ بغاوت ناکام ہوگئی۔ بالشویک پارٹی کو ایک بڑا نادر موقع ہاتھ آیا۔ فوجی اقتدار کے خطرے اسے بہت سارے انقلابی عناصر جو بالشویک پارٹی سے ابھی تک الگ تھے، پارٹی کی طرف جھک گئے۔ مثال کے طور پر کسانوں کی اکثریت کی پارٹی "سوشلسٹ انقلابی" کا بایاں بازو بالشویک پارٹی سے مل گیا۔ اس طرح عارضی حکومت نے اپنی ناسمجھی میں ایک ایسی منظم طاقت یعنی فوج کو ختم کر دیا۔ جو بالشویک پارٹی کو اقتدار حاصل کرنے کے مقصد میں روڑے اٹکا سکتی تھی اور ساتھ ہی اس کوشش نے عارضی حکومت کو بالکل ہی بے سہارا اور بے بنیاد بنا دیا۔ چنانچہ اب بالشویک پارٹی کے لئے راستہ صاف تھا۔

اقتدار کی طرف آخری اور فیصلہ کن قدم

ستمبر ۱۹۱۷ء کے ختم ہونے کے پہلے ہی بالشویک پارٹی صنعتی مرکز کے سوویتوں میں بھاری اکثریت حاصل کر چکی تھی۔ سپاہیوں کی سوویتوں میں اس کا اثر دوسری انقلابی پارٹیوں کے مقابلہ میں فیصلہ کن ہو چکا تھا۔ پھر کسانوں میں "سوشلسٹ انقلابی پارٹی" کی بائیں بازو کی حمایت حاصل ہونے سے بالشویک پارٹی کسانوں کی بھی نمائندہ آواز بن چکی تھی۔ اکتوبر کے آخر تک پی کے ممبروں کی تعداد بڑھ کر تقریباً ایک لاکھ ہو چکی تھی۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ پارٹی کی مخالفت میں اب کوئی منظم طاقت باقی نہیں تھی۔

لینن نے جو ابھی تک روپوش تھا پہلی بار پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے نام ۲۵۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء کے خط میں یہ مطالبہ کیا کہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے

اب مزید انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور پارٹی کو فوراً ہی اقتدار حاصل کرنے کے لیئے فیصلہ کن قدم اُٹھانا چاہیئے۔ پورے اکتوبر کے مہینے میں لینن کی غیر حاضری میں پارٹی کی سینٹرل کمیٹی میں لینن کی اس مانگ پر بحث ومباحثہ ہوتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ پارٹی میں ابھی تک فیصلہ کن قدم اٹھانے کے لیئے ہچکچاہٹ تھی۔ آخر ۲۹ اکتوبر کو اقتدار کے لیے فیصلہ کن قدم اُٹھانے کے لیے لینن کی قرار داد کو کثیر رائے سے پارٹی کی سینٹرل کمیٹی نے منظوری دے دی۔ اور اس کے بعد پارٹی نے عمل اقدامات شروع کر دیئے۔ صبح سویرے ۷ نومبر کو پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کی ایک خاص تشکیل شدہ کمیٹی کے زیر تحت مزدوروں کا مسلح دستہ عارضی حکومت کے ہیڈ کواٹر میں داخل ہوگیا۔ اور کابینہ کے ممبروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ حالاں کہ کرنسکی عارضی حکومت کا سربراہ ایک کسان عورت کے لباس میں روپوش ہوکر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔

اسی دن یعنی ۷ نومبر کی شام ۱۱ بجے سوویتوں کی دوسری آل رشین کانگریس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں اعلان کیا گیا کہ اقتدار اب بالشویک پارٹی کے ہاتھوں میں آچکا ہے۔ کانگریس میں ۶۰۰ حاضر مندوبین میں سے ۳۹۰ مندوبین جو بالشویک پارٹی اور اس کی ملحق سوشلسٹ انقلابی کی بائیں بازو کی پارٹی کے تھے، نے کثیر رائے سے نیئے اقتدار کو تسلیم کیا۔ اسی کانگریس نے سوویت روس میں ایک عارضی مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کی حکومت کے قائم ہونے کا اعلان کیا۔ روس میں اب انقلاب آچکا تھا اور ایک نیا نظام جنم لے چکا تھا۔

بالشویک پارٹی کی قیادت میں اقتدار حاصل کرنے کا یہ آخری اور فیصلہ کن قدم بغیر کسی خون خرابہ کے ہوا۔ نومبر ۷ ۵ بجے صبح جب یہ قدم اُٹھایا گیا تو روسی جنگی جہاز ارورا کی صرف ایک گولی کمان کی حرکت کی نشان دہی کے لیئے چلائی گئی تھی۔ اُس دن کوئی اور گولی چلانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ پھر اقتدار حاصل کرنے کے عمل کو عوامی حمایت کی چھاپ بھی سوویتوں کی دوسری آل رشین کانگریس جو اُس وقت کی اپنی نوعیت کی ایک ہی عوامی نمائندہ تھی۔ جبکہ کوئی اور ایسی نمائندگی اس وقت روس میں فقدان تھا۔ چنانچہ

ان حالات میں اس کانگریس کا کثیر رائے سے اقتدار کا بالشویک پارٹی کے ہاتھوں میں آنے کی حمایت کرنا، ایک عوامی حمایت کے مصداق تھی۔

پھر دوسری طرف بالشویک پارٹی کو خود ہی مزدوروں اور سپاہیوں کی بھاری اکثریت حاصل تھی۔ اور کسانوں کی بھاری تعداد اس پارٹی کے ساتھ آ چکی تھی۔ غرض کہ روس کا ۱۹۱۷ء کا بالشویک انقلاب خون خرابہ کا ذریعہ نہ ہوا بلکہ عوام کی حمایت سے ہی ممکن ہو سکا۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ زارشاہی روس کے حالات اور واقعات کو اچھی طرح سمجھنے اور تجزیہ کرنے کے بعد ہی لینن کی قیادت میں بالشویک پارٹی نے مارکسی نظریہ اور عمل کو ایک خاص ڈھنگ سے اُسی مناسبت سے روس میں اپنایا۔ ایک چھوٹی سی پارٹی نے چھ مہینے کی قلیل مدت میں سارے نامساعد حالات کا مقابلہ کرکے اپنے طاقتور حریفوں کو پیچھے چھوڑ کر جس طرح سوشلسٹ انقلاب لایا وہ انقلابی تحریکوں کے لئے آج تمام دنیا میں مشعلِ راہ بن چکا ہے۔

چوتھا باب

اقتدار کے نشیب و فراز

لینن نے ۱۹۲۱ میں کہا تھا "اقتدار انقلاب کے لئے ایک بنیادی سوال ہے"۔ سوویت پالیسی کے مختلف موڑ مختلف حالات میں اس کی پیش قدمیاں اور پسپائیاں بعض حالات میں ان پالیسیوں کا تسلسل یا دوسرے موقعوں پر انھیں میں بار بار تبدیلی۔ ان تمام پہلوؤں کو سمجھنے کے لیئے یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ کس قدر یکسوئی سے بالشویک رہنماؤں کی ساری توجہ حصولِ اقتدار کے بنیادی مسئلہ پر مرکوز تھی۔ یہی وہ خصوصیت تھی جو انھیں سوویت سیاسی نظام کے پروان و استحکام کے ہر اہم مرحلے پر تقویت پہنچاتی تھی۔

اس سے یہ مطلب نکال لینا مناسب نہ ہوگا کہ وہ لوگ جو اکتوبر انقلاب کے ذمہ دار تھے وہ صرف اقتدار برائے اقتدار کی ہوس کے شکار تھے۔ وہ اپنے خیال میں ایک تاریخی فرض انجام دے رہے تھے۔ ان کو پورا یقین تھا کہ ایک نئے سماج کی تعمیر و ترقی صرف انھیں کے ہی ہاتھوں ہوگی۔ نئی سماجی تعمیر و ترقی کے لیئے وہ اپنے اس عقیدے اور نقطۂ نظر کو اپنے دور کے میسر تمام واقعات و حالات پر حاوی کر دینا چاہتے تھے۔ انھوں نے طاقت کے حصول کے لیئے اپنے ہتھیاروں کو اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا تھا کہ ان کی مدد سے ان کے مستقبل کے خواب سچّے ثابت کیئے جا سکیں جو حکمتِ عملیاں او طریقۂ کار انھوں نے اپنائے ان کا یہی مقصد پیشِ نظر تھا کہ وہ اپنی مجوزہ بہشت سے قریب تر ہوتے جائیں

اپنے بہت سے پیش رفتہ انقلابیوں کی طرح یہ بھی اپنے ماحول کی بہت سی پریشان کن حقیقتوں اور پیچیدگیوں کے خلاف شدید جد وجہد میں پھنسے رہے۔ جہاں موقع ملا یہ آگے بڑھے لیکن جہاں حالات قابو سے باہر نظر آئے وہاں انھیں پیچھے بھی ہٹنا پڑا۔ کبھی کبھی ان اثرات اور کیفیات نے ان پر غلبہ بھی حاصل کیا، جن کے متعلق یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اگر کبھی موجودہ حالات کے دباؤ سے مجبور ہو کر یہ ان حالات کے موافق راہیں اپنانے کی کوشش کرتے تو اس کے اثر سے انھیں مستقبل کے تصورات کو بدلنا پڑتا یا پھر انھیں بالکل ختم کر دینے کی ضرورت پیش آجاتی۔ راہیں مقصدِ آخر ہو جاتیں۔ اقتدار کو اپنے پاس روکے رکھنا یا اس کے استحکام کا خیال تمام دوسرے مقاصد پر غالب آجاتا اور نتیجے میں وہ پارٹی جو انقلاب لائی تھی اب ایک نئے سماج کے قیام واستحکام کی خاطر ایک تعمیری پارٹی میں بدل گئی۔ اس تبدیلی کی تاریخ بالشویکوں کے مقاصد، مختلف پالیسیوں اور حکمت عملیوں، اقتدار کے آلہ کار اور ان کے ماحول میں پیدا ہونے والے مسائل جن سے انھیں مجبوراً دوچار ہونا پڑتا تھا، ان سب گورکھ دھندے کی ایک عجیب سی داستان ہے۔ ۷ نومبر ۱۹۱۷ء (پرانے کلینڈر کے مطابق ۲۵ اکتوبر) کو جب بالشویکوں نے اقتدار پر قبضہ کیا اس وقت اُس کے آئندہ پروگرام کے خاکے میں مستقبل بعید میں تصوراتی مقاصد اور مستقبل قریب میں یا وقتی طور پر حقیقت پسندانہ دونوں طرح کے پروگرام ساتھ ساتھ پیش کئے گئے تھے۔ زراعتی میدان میں آخری مقصد سوشلسٹ نظریہ سے وسیع پیمانہ پر پیداوار کو منظم کرنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیئے بالشویک پارٹی اس انداز سے بڑھنا چاہتی تھی کہ "دیہی پرولتاری اور نیم پرولتاری طبقے کو ترغیب دلائی جائے کہ وہ ہر بڑی بڑی ذاتی زمین کو کافی بڑے نمونے کے فارم میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ ایسے فارم بنانے کا خرچ اس علاقے کی آبادی کرے اور علاقائی سوویت مزدوروں کی نگرانی میں اچھے تربیت یافتہ زرعی ماہرین کی مدد سے بہترین تکنیکی ذرائع کو استعمال میں لاکر کام کریں۔"(۲) اس کسان میں جو ایک عرصہ سے زمین کو خود حاصل کرنے کا بھوکا تھا یہ پیش کش مشکل سے ہی کوئی نیا جوش و ولولہ پیدا کر سکتی تھی۔ چنانچہ

عملی طور پر اس پروگرام کو کچھ دبا سا دیا گیا۔ انقلاب کے فوراً بعد جو فرمان جاری کئے گئے ان میں زمینداران کی جاگیروں کو کسانوں میں تقسیم کرنے کو سراہا گیا تھا۔ اس موقع پر جوں کہ بالشویکوں کے سامنے اپنا اقتدار محفوظ رکھنے کے لیئے ایک ہی راہ تھی اس لیئے خود انھوں نے کسانوں کے پروگراموں کو ہی مان لیا۔ سوشلسٹ طریقہ سے وسیع پیمانے پر پیداوار کا مستقبل بعید کا مقصد فی الحقیقت مستقبل کے لیئے ہی اٹھا رکھا گیا۔ بالشویک اب ایک عجیب مہمل سی صورت حال میں پھنسے ہوئے تھے وہ اس وقت ایک ایسے زرعی انقلاب کی رہنمائی کر رہے تھے جس کی پہلی پیداوار کسان مالکوں کے ایک با اثر نچلے بورژوا کی پرت کی شکل میں سامنے آرہی تھی۔

بالشویکوں کا صنعتی پروگرام کچھ مختلف قسم کے تضادوں میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں لکھے ہوئے ایک اہم مضمون "کیا بالشویک حکومت کے اقتدار پر قبضہ رکھ سکیں گے؟" میں لینن نے ان طریقوں کا ایک خاکہ پیش کیا تھا جن کو اقتدار حاصل کرنے کے بعد بالشویک اپنانے کی امید کرسکتے تھے۔ (۳) اس نے خاص طور پر بینکوں اور لوہے، کوئلے اور چینی جیسے بڑے بڑے سنڈیکیٹوں کو قومیانے کی وکالت کی تھی۔ صنعت کاروں، تاجروں اور دوسرے سرمایہ داروں کو ہٹا کر ایک شعبہ میں ملا دینا۔ استعمال اشیاء کا راشن، غلے کا اجارہ اور تمام لوگوں کے لیئے مزدوری کی خدمات کو ضروری قرار دیا گیا تھا۔[۴] اس لیئے واضح طور پر اپنی مرکزیت پسندی کو ظاہر کر دیا اور ایک ایسے پلان کو رضامندی دی۔ لینن نے بیان کیا: "جب پرولتاری فتحیاب ہو جائیں گے تو اس طرح عمل کریں گے کہ ماہرین معاشیات، انجینیروں اور زرعی ماہرین وغیرہ کو مزدوروں کی تنظیموں کے تحت ایک پلان بنانے پر مقرر کر دیا جائے۔ یہی ماہرین اس پلان کی جانچ پڑتال کریں گے۔ مرکزیت کو بڑھاوا دے کر مزدوری اور انسانی محنت میں کفایت کی کوشش کریں گے اور ان کاموں کے چلانے اور ان پر عمومی تسلط رکھنے کے سب سے سستے اور آسان طریقے اپنائے جائیں گے"۔[۵]
پرولتاریوں کی ڈکٹیٹر شپ پوری طرح قائم ہو چکنے کے بعد مزدوروں

کے تسلط کو اوپر سے منڈھ دینے میں لینن کو کسی قسم کی کوئی دقت نظر نہ آتی تھی۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ "سرمایہ داری نے کم سے کم حسابات اور صنعتوں وغیرہ پر نظم و نسق قائم رکھنے کو آسان کر دیا ہے اور اب یہ طریقے کچھ اس قدر آسان اور سیدھے سادے ہو گئے ہیں کہ کوئی بھی معمولی پڑھا لکھا شخص ان کو اپنی گرفت میں آسانی سے رکھ سکتا ہے"۔ وہ سرمایہ دار یا سرکاری افسر جو مزدوروں کے تسلط کے قیام کے سلسلے میں ذرا بھی مزاحمت کریں گے ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے گا (۶)۔ اس نے اس سلسلے میں تمام قسم کی مزاحمتوں اور رکاوٹوں کو ہٹا دینے میں اتنی دقت کبھی محسوس نہ کی تھی جتنی اس نئے طرز حکومت میں "نااہلوں" اور ناقابل اصلاح "مزاحموں کے سلسلے میں پیش آئی (۷)۔

لینن نے آگے کہا تھا "جہاں تک کام کی تنظیم میں طریقہ کار کا سوال ہے ہم اسے خود ایجاد نہیں کریں گے۔ ہم اسے سرمایہ داری نظام سے ویسا کا ویسا ہی لے رہے ہیں۔ بینک سنڈیکیٹ، اچھے کارخانے۔ تجربہ گاہیں۔ اکادمی وغیرہ ان سب کو صرف بہترین ترقی یافتہ ملکوں کے تجربوں کے نمونوں پر نئے انداز میں ڈھال لینے کی ضرورت ہے" (۸)۔

اس کا یقین تھا اور وہ اس کو باور بھی کرانا چاہتا تھا کہ مزدور عوام کو بہت جلدی اتنی تعلیم دی جا سکتی ہے کہ وہ حکومت کے نظم و نسق کو خود سنبھال لیں۔ یقیناً اس سلسلے میں غلطیاں بھی سرزد ہوں گی مگر مزدور ان تجربوں سے سبق بھی حاصل کریں گے۔ لینن نے بتایا کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دبی ہوئی و مظلوم محنت کش عوام میں خود ان کی اپنی طاقت پر یقین کو پختہ کر دیا جائے۔ (۹)

حکومت کے اقتدار کے ساتھ پیدا ہونے والی طاقتوں نے کچھ نئی نئی صورتیں پیدا کیں۔ ۲۸ اپریل ۱۹۱۸ء کو لینن نے "سوویت حکومت کی فوری ذمہ داریاں" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا (۱۰)۔ اب وہ پرانے عقیدے کو سرمایہ داریت سے بہت آسانی کے ساتھ سوشلزم کی طرف بڑھ جانا ممکن ہو گا کہ سرمایہ داروں اور بورژوا طبقہ سے متعلق ماہرین فن کو بلا دقت کام پر

مجبور کر دیا جائے گا کہ پرولتاری بغیر کسی خاص دشواری کے حکومت کے نظم و نسق کو سنبھال لینے کے لیے خود کو تیار کریں گے یا پھر یہ کہ مزدور عوام میں خودبخود ہی ایک نظم و ضبط پیدا ہوجائے گا اور وہ ایک نئے ولولے کے ساتھ پیداوار میں منہمک ہوجائیں گے۔ ان سب کا اب لینن کی باتوں میں نام و نشان تک نہ تھا۔ لینن نے اب یہ بات مان لی تھی کہ صنعتوں کو چھین کر ان کو قومیا لینا، ان کو ڈھنگ سے چلاتے رہنے کے مقابلے میں کہیں آسان ہے" ہمارا یہ کام کہ صنعتوں کے حساب کتاب اور ان کے نظم و نسق کو پرولتاری اپنے طور پر سنبھال لیں۔ یقیناً غاصبوں سے چھین لینے کے کام کے مقابلے میں پیچھے رہ گیا ہے"۔ اس نے آگے کہا کہ "نظم و نسق برقرار رکھنے کا فن کوئی ایسا فن نہیں ہے جسے کوئی شخص اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوا ہو یہ تجربہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ماہرین فن تکنیک اور تجربہ کار اشخاص کی رہنمائی کے بغیر سوشلزم کی طرف بڑھ جانا ناممکن ہوگا"(۱۱)۔ ماہرین فن کی اشد ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے لینن نے آگے کہا:۔

"ہمیں بورژوا نظام کی طرف لوٹنا پڑا ہے اور بہترین بورژوا ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کے لئے ہمیں بڑی قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ صرف ایک معاہدہ ہے پیرس کمیون میں طے کیے گئے اصولوں سے انحراف ہے ہماری سوویت حکومت کا یہ ایک ایسا قدم ہے جو پیچھے ہٹتا ہے۔ اس حکومت کا جس نے ابتدا ہی میں اعلان کر دیا تھا اور اس پر کاربند بھی رہی ہے کہ وہ ایک ایسی پالیسی اپنائے گی جس میں بڑی بڑی تنخواہوں کو گھٹا کر اوسط مزدوروں کی تنخواہ پر لے آیا جائے گا"۔ (۱۲)

لینن نے اس ضرور "خراج" کی ادائیگی کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ ہمارے عوام کی پسماندگی کا معاوضہ ہے جو سوویت حکومت کو ادا کرنا پڑ رہا ہے جتنی جلدی ہم مزدور اور کسان اپنے اندر بہترین نظم و ضبط پیدا کرلیں گے اور مزدوری کے بہترین تکنیکی ذرائع حاصل کرلیں گے جس کی کمی کی وجہ سے آج ہم بورژوا ماہرین کو استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ اتنی ہی جلدی اس "خراج" کی ادائیگی کی مجبوری سے ہم آزاد ہوجائیں گے۔ (۱۳)

لینن کے یہ سیدھے سادے مگر سنجیدہ الفاظ ان مشکلات کو سمجھ لینے کا اظہار

ضرور کر دیتے ہیں جو سوویت حکومت کو "منحوس ماضی" (۱۴) سے پوری طرح توڑ لینے میں پیش آ رہی تھیں۔ مزدوروں میں نظم و نسق برقرار رکھنے کی اس اپیل کے ساتھ ہی ضرورت کے مطابق جبر اور دباؤ کی مجبوری کو بھی جائز قرار دینے کی کوشش جاری تھی۔ لینن نے یہ بات بھی صاف کر دی تھی کہ ممکن ہے کہ پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی طاقت کو صرف ختم کرنے ہی میں استعمال نہ کرنا پڑے بلکہ اسے خود مزدور عوام میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے بھی کام میں لایا جائے انھوں نے کہا تھا "بڑے پیمانے پر مشینوں کے ذریعے چلنے والی صنعتوں کی ترقی کے لئے ایک مکمل اور متحد قوتِ ارادی کی ضرورت ہے جو سیکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی ملی جلی محنت کو ایک راستہ پر لگا سکتی ہے ۔۔۔ آج ۔۔۔ سوشلزم کی بقا کے لئے انقلاب کی مانگ ہے کہ مزدور اپنے لیڈروں کی ہر خواہش کو بے چون و چراں پورا کرتے رہیں" (۱۵) اور اقتدار حاصل ہو چکنے کے بعد صرف چھ مہینے سے بھی کم عرصہ میں بالشویک ایک ایسے راستے پر لگ چکے تھے جس پر جبر اور دباؤ پوری طرح اپنا اثر رکھتا تھا۔

کمیونوں کی حکومت' کے تصور کو مصلحتِ وقت کے تحت کئے گئے کاموں نے دبا لیا۔ لینن کی رہنمائی میں کام کرنے والی پارٹی کسی بھی حال میں بھی طاقت کو اپنے ہاتھ سے نکلنے نہ دینا چاہتی تھی اور چوں کہ اس پارٹی کا اقتدار خود سوشلزم کے مقدس مقصد کے حصول کا دوسرا نام تھا اس لئے انھیں ان دونوں مقاصد کو ایک بنا کر پیش کرنے میں کوئی خاص دقت محسوس نہ ہوئی۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو اصل میں صرف پارٹی کے لئے ہی فائدہ مند تھے پارٹی انھیں خود مزدور عوام کے فوائد بنا کر پیش کرتی۔ اپنے سامنے آنے والی ہر مخالف طاقت کو پوری بے دردی سے کچل ڈالنے کے لئے یہ ہر طرح تیار تھی لیکن وہ طاقتیں جن پر غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا انھیں عارضی مراعات اور آسانیاں بھی بخشی جا سکتی تھیں۔ یہ پارٹی جوان دونوں کے رفیقوں کے ساتھ مستقبل کی ایک موہوم منزل کی طرف چل سکنے کی صلاحیت رکھتی تھی جو خواہ اپنی مرضی یا بلا مرضی سے اس کے ساتھ شامل ہو چکے ہوں۔

لینن اپنے تمام فیصلے صرف اس اصول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کرتا تھا کہ

انقلابیوں کا پہلا فرض حکومت کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے قائم رکھنا ہے۔ جرمنی کی فتوحات کے پیش نظر جس سے خود اس نئی سوویت حکومت کی بقا کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ بریسٹ لیٹووسک (Brest-Litovsk) میں اس نے ایک بہت مشکل صلح ۱۹ ویں صدی کے ٹلسٹ (Tilsit) صلح کے قاعدے پر کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی اس سے کچھ سرحدی علاقے تو ضرور بالشویکوں کے ہاتھ سے نکل گئے مگر اس صلح نے انھیں کچھ مدت اور تھوڑی سی مہلت ضرور دے دی جس میں انھوں نے اپنے وہ مقبوضہ حصے پر اپنے تسلط اور نظم و نسق کو پوری طرح مضبوط کر لیا اور جب لینن پر الزام رکھا گیا کہ اس نے پوری عالمی انقلابی تحریک کو دھوکا دیا ہے۔ اور جرمنی کی رجعت پسند طاقتوں کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں تو اس نے جواب دیا "ہاں ہم بین الاقوامی اور عالمی انقلاب بھی ضرور دیکھیں گے لیکن فی الوقت تو یہ ...... ایک پریوں کی کہانی ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ بچوں کو پریوں کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بات ایک سنجیدہ انقلابی کے شایان شان ہے کہ وہ ان پریوں کی کہانیوں پر یقین بھی کر لے؟" (۱۲) انقلاب کے سلسلے میں رومانی تصورات رکھنے والوں پر تنقید کرتے ہوئے اور خود لینن پر تنقید کرنے والوں کو مشورہ دیتے ہوئے اس نے کہا کہ ان لوگوں کو "خود اپنے اندر ضابطہ پیدا کرنے کے کام میں لگ جانا چاہیئے۔ اس طرح آپ لوگ جرمن انقلاب اور پھر عالمی انقلاب کی مدد کریں گے"۔ تمام انقلابیوں کا پہلا فرض اپنے بابائے وطن کی حفاظت ہے۔ بے عزتی کی وہ صلح جو کمیونسٹ اقتدار کو بچالے تاکہ وہ آئندہ اپنا کام مکمل کر سکے" ہاتھ میں تلوار لیئے خوبصورت انداز میں مرجانے" سے یقیناً بہتر ہے۔

خانہ جنگی اور جنگ کے دور میں کمیونزم

بالشویک حکومت کو اس وقت بہت سی طاقتوں سے بہ یک وقت مقابلہ کرنا تھا اس میں گورے جنرل یعنی وہ فوجی جنرل جو اکتوبر (سرخ) انقلاب کے مخالف تھے اس لیئے مخالف انقلاب میں وہ گورے جنرل کے نام سے موسوم ہوئے

متحدہ اقوام کی مداخلتی فوجیں اور سرحدی علاقوں میں بالشویکوں کے قوم پرست مخالفوں کی باغیانہ تحریکیں سب ہی شامل تھیں۔ چنانچہ اس نے ہزاروں پرانے زارشاہی فوجی افسروں کو بھرتی کیا تاکہ ان کے ذریعہ سرخ فوج کو ضروری فوجی رہنمائی فراہم کی جاسکے۔ اس پر وہ طریقہ استعمال کرنا شروع کیا جس سے مخالفین کے ہاتھ کمزور ہوتے جائیں اور خود اس کو اپنے مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہوسکے۔ اس دور میں جس کو خانہ جنگی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کمیونسٹوں کو کم از کم تین مختلف قسم کی جنگیں لڑنا پڑ رہی تھیں۔ اس کا ایک رُخ گوروں کے خلاف تھا۔ خانہ جنگی کو کچھ ایسے روپ میں پیش کیا گیا تھا کہ وہ پرانی حکومت کے پھر سے قدم جما لینے کے خلاف ایک جنگ بن سکے اس کا دوسرا رُخ وہ تھا جس میں ان متحدہ اقوام کی مداخلتی فوجوں کے خلاف جنگ تھی جن سے سرحدی علاقوں کو واپس لیا جانا تھا۔ یہ وہ رُخ تھا جس میں خانہ جنگی کو قومی جنگ کے روپ میں پیش کیا جا رہا تھا۔ اس جنگ کے ذریعہ بیرونی حملہ آوروں کو ملک سے باہر نکال کر اپنے ملکی ورثے کو پھر حاصل کرنا تھا اور اس جنگ کا تیسرا رُخ خود بالشویک طاقت اور اقتدار کو مضبوط کر کے جما دینا تھا۔ اس مد مقابل کو میدان جنگ سے بالکل نکال پھینکنا ضروری تھا اور کمیونسٹ پارٹی کا ئی سوویت حکومت پر اس انداز سے تسلط قائم کرنا تھا کہ وہ پوری طرح حکومت پر قابض ہو اور اس کو کوئی دوسری طاقت نہ للکار سکے۔

اس خانہ جنگی کے پہلے دو رُخ عوام کے لئے زیادہ کشش رکھتے تھے۔ رجعت پسندی کے خلاف جد و جہد اور رہنمائی سنبھال لینے میں اور خود کو اس انداز سے پیش کرنے میں کہ قومی مفادات کے لئے صرف وہی محافظ کے فرائض انجام دے سکتے ہیں، بالشویکوں کو ہمدردی اور حمایت حاصل کر لینے میں زیادہ کامیابی نصیب ہوئی۔ لیکن اس کے مقابلے میں ان کی یہ کوشش کہ وہ خود کو ملک میں واحد طاقت بھی منوالیں ایسی کامیابی حاصل ہونا اتنا آسان نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ کسان خود کمیونزم کے لئے اپنے دل میں کوئی لگاؤ نہ رکھتے ہوں لیکن جب تک زمینداروں کی طرف سے جاگیریں دوبارہ ہتھیا لینے کے خطرے کے خلاف

بالشویک خود کو ایک ایک روک بنا کر کھڑے تھے اس وقت تک بہت سے کسان انھیں بد دلی کے ساتھ یا کم از کم خاموش حمایت دینے کے لئے ضرور تیار ہو سکتے تھے۔ بائیں بازو کے دانشور جن کی بالشویکوں سے ان بن تھی وہ سوویت مقاصد کی طرف اس لئے زیادہ کشش محسوس کرتے تھے کہ ان کے معاملے میں گوروں کی پالیسیاں طبیعت کے اور بھی زیادہ خلاف محسوس ہوتی تھیں۔ قوم پرست زار شاہی فوجی افسر جن کے لئے کمیونسٹوں کا پروگرام ایک لعنت سے کم نہ تھا صرف اس لئے سوویت فوجوں میں بھرتی ہو گئے تھے کہ ان کے خیال میں اپنے تاریخی قومی مفادات کو محفوظ رکھنے کے لئے اب یہی سوویت حکومت ایک ورثہ دار باقی بچی تھی۔ اسی دوران جہاں سے بھی بن پڑا بالشویک رہنماؤں نے اپنے موافق اور حمایتی جمع کئے۔ ان طاقتوں کا استعمال کیا جو حالات سے مجبور ہو کر ان کی طرف آ گئی تھیں اور اس طرح وہ اپنے اقتدار اور تسلط کو مضبوط کرتے رہنے میں منہمک رہے۔

شروع سے ہی بالشویکوں نے اپنی پوری توجہ اور تمام تر کوششیں ایسے شعبوں کو مضبوط کرنے میں صرف کیں جو اقتدار کو قائم رکھ سکیں۔ خانہ جنگی کا دور کچھ ایسا زمانہ تھا جس میں اس آمریت کو پھولنے پھلنے کے مواقع فراہم کئے جا سکتے تھے جیسے بعد کے دور میں پوری طرح مسلط کیا جانا تھا۔ لیکن مستقبل کی اس آمریت پر مبنی عمارت کے نقوش ابھی سے صاف طور پر نظر آنے شروع ہو گئے تھے۔ پارٹی کے رہنما اب بھی اپنے مخالف منشویکوں اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ آنکھ مچولی کے کھیل میں مصروف تھے۔ کبھی کبھی ایسے موقعوں پر ان لوگوں کو محدود قسم کی آزادی بھی دے دی جاتی جب "گوروں" کے خلاف ان کی حمایت حاصل کرنا اشد ضروری ہوتا لیکن جب کمیونسٹ پارٹی کا تسلط پوری طرح مضبوط ہو گیا تو ان کی اس محدود سی آزادی کو بھی یہ کہہ کر چھین لیا گیا کہ ان کی کارگزاریوں سے "نقصان" کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں سے مارچ ۱۹۱۸ء میں پوری طرح علیحدگی عمل میں آنے کے بعد عوامی کمیساروں یعنی وزراء کی کاؤنسل پر

- - - - - - - - - - - - - - -

بالشویکوں کا پوری طرح قبضہ ہوگیا اور سوویت کے تمام مرکزی شعبوں میں ان کی اکثریت مکمل ہوگئی۔ حکومت کے انتظامیہ میں انھوں نے اہم ترین جگہوں پر قبضہ کرلیا فوج اور خفیہ پولیس چیکا (Cheka) ان کے ہاتھوں میں آگئی اور اس کے ساتھ عوام میں پروپیگنڈہ اور پرچار کے تمام ذرائع پر پورا تسلط قائم ہوگیا۔

پھر بھی اقتدار کی اس افسرشاہی ڈھانچے میں وہ مرکزیت اور سختی پیدا نہ ہوسکی تھی جو بعد میں سوویت حکومت نے حاصل کرلی۔ خانہ جنگی کے اثر سے پارٹی کے انتظامی امور میں مرکزیت کی طرف میلان ضرور کافی حد تک بڑھا لیکن اس کے باوجود بھی پارٹی مختلف اور مقابل ٹکڑیوں کا میدان جنگ بنی رہی۔ پھر نئے ممبروں کے پارٹی میں عام داخلے سے مختلف الخیال اور متفرق قسم کے ایسے لوگوں کا ایک نیا سیلاب سا آگیا جن پر آسانی سے پارٹی کے ضابطے کو مسلط نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حالاں کہ انتظامیہ کے اہم ترین اونچے درجوں پر بہترین اور معتبر بالشویک ہی فائض تھے لیکن افسرشاہی کے نچلے درجے اب بھی ایسے لوگوں سے بھرے پڑے تھے، جن کی موجودگی اس حکومت میں صرف ان کی معلومات اور کارکردگی کی وجہ سے ناگذیر تھی اور جن کی اپنی شخصی مہارت ہی ان شعبوں کی پالیسیوں کی بنیاد ہوئی تھی جن سے یہ لوگ متعلق تھے۔ چنانچہ لینن نے مارچ ۱۹۲۲ء میں گیارہویں پارٹی کانگریس کی سیاسی رپورٹ میں اس کا اظہار کیا تھا۔

"فرض کیجیے ہم ماسکو کو اس کے... ۴۷ کیمونسٹوں کے ساتھ الگ کریں اور یہ بھی فرض کیجیے کہ ہم اس زبردست افسرشاہی تنظیم یعنی یہی سرکاری افسروں کا ڈھیر جو اس وقت موجود ہے اسے بھی الگ کریں تو کون کس کی رہنمائی کر رہا ہے۔ اس بات کی سچائی میں بہت شبہ ہے کہ کمیونسٹ ہی اس کی رہنمائی کر رہے ہیں اگر سچ کہا جائے تو کمیونسٹ اس کی رہنمائی نہیں کر رہے ہیں بلکہ اصل میں خود کمیونسٹوں کی ہی رہنمائی کی جا رہی ہے" (۱۸)

جو بات ماسکو کے لیے سچی تھی وہ پورے علاقے کے لیے اور زیادہ ضروری تھی مقامی اثرات پھل پھول رہے تھے اور کمیونسٹ نظم وضبط بڑے بڑے شہروں کی دوری کی مناسبت کے ساتھ کچھ کم ہوتا چلا جاتا تھا۔ خود سرخ فوج کی ساخت میں

وہ آہنیت نظر آتی تھی جس کو پیدا کرنے کی ٹراٹسکی نے کوشش کی تھی۔ اعلیٰ ترین درجوں پر فائز لوگوں کو اس سلسلے میں سب سے زیادہ دقت محسوس ہو رہی تھی کہ میدان جنگ میں موجودہ فوج پر اپنے اقتدار کو کس طرح قائم رکھیں، گوریلا فوجی دستے جو باقاعدہ فوج سے بہت معمولی سا ہی تعلق رکھتے تھے وہ ہر جنگ میں خود اپنے ہی ڈھنگ سے لڑتے تھے جن پرانے زار شاہی دور کے فوجی کمانڈروں کو ان کی جنگی قابلیت اور مہارت کو مدنظر رکھتے ہوئے بالشویکوں نے فوجی ماہرین کی حیثیت سے رکھ لیا تھا انھیں کبھی کبھی کمیونسٹ کمانڈروں اور فوجیوں کی حکم عدولیوں کا بھی سامنا کرنا پڑ جاتا۔ اور اس بے اعتباری کو پوری طرح ختم کرنے کے لیے جو ان افسروں کی طرف سے عام فوجیوں میں پیدا ہو چکی تھی خود ٹراٹسکی کے احکامات بھی بعض موقعوں پر کارگر ثابت نہ ہوتے۔ خفیہ پولیس خود اپنے طور پر ایک طاقت تھی۔ حالاں کہ اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ وہ طبقاتی دشمنوں میں ایک خوف و ہراس پیدا کر کے پارٹی کے رہنماؤں کی خدمت انجام دیتی رہے، لیکن ساتھ ہی یہ تمام ایسے جانباز اور نڈر قسم کے بدمعاشوں کے لیے ایک ایسی پناہ گاہ بن گئی تھی جہاں اپنے ذاتی فائدوں کے لیے یہ اپنے اختیارات اور اپنی طاقت کو بے روک چوری اور لوٹ کھسوٹ میں استعمال کر سکتے تھے۔ بالشویک رہنماؤں کی ان انتھک کوششوں کے باوجود کہ وہ حالات و واقعات پر پوری طرح مرکزی رہنمائی برقرار رکھ سکیں" انقلاب کے ابتدائی چند سال وقتی طور پر رونما ہونے والے حادثات اور رجعت پسند عناصر کا شکار رہے۔ مرکز سے جاری ہونے والے ضابطوں اور قانونوں کا ایک مسلسل دھارا ضرور موجود تھا لیکن یہ حقیقت میں رونما ہونے والے واقعات سے بہت کم تعلق رکھتا تھا۔ سامان کی نقل و حمل اور رسل و رسائل کے سلسلے کا بار بار ٹوٹ جانا جنگی مورچوں کی تبدیلیاں اور نئی حکومت کی ابتدائی ناتجربہ کاری، ان سب نے مل کر کچھ ایسے حالات پیدا کر دیے جن سے اقتدار منتشر ہو کر مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ رہنمائی کی صلاحیت اور اہلیت کا امتحان وقتی طور پر پیدا ہوئے حالات اور ہلچلوں کے مقابلہ میں کی گئی کارگزاریوں سے ہی ہوتا تھا۔ حالات اور حادثات کے

طابق مخصوص اور غیر معمولی اختراعات اور فن ہی وقت کا تقاضا بن گئے تھے۔

اس خانہ جنگی میں بالشویکوں کے لیے ہر چیز کے مقابلہ میں صرف ایک بات افضل ہو کر رہ گئی تھی: خود کو قائم رکھنا۔ اس بقا کے ساتھ دشمن کو شکست دینے کے لیے سامان کی فراہمی لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنا بھی ضروری تھا چنانچہ اس مجبوری کے سامنے ہر دوسرا خیال باطل ہو جاتا تھا۔ جنگی کمیونزم کی پالیسی وہی تھی جو کسی ایسے قلعہ کی ہو سکتی ہے جس کا پوری طرح محاصرہ کیا جا چکا ہو۔ یوٹوپیائی تصورات کو عملی روپ میں لانے کی کوششوں کو اس محاصرہ کی مجبوریوں اور ضرورتوں کے ساتھ معاہدہ کرنا پڑا تھا۔

سرخ فوج اور ان مزدوروں کو جو اس فوج کو سامانِ جنگ فراہم کر رہے تھے غذا فراہم کرنا اصلی مسئلہ تھا اور کسانوں کے سلسلہ میں اپنائی گئی پالیسی اسی مسئلہ کی ایک ضمنی پیداوار تھی۔ سوویت حکومت کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ کسانوں کو ضروریات زندگی کی چیزیں دیئے بغیر ان سے غلہ کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ کا حل صرف جبریہ حصول تھا۔ خود لینن نے بعد میں اس کا اقرار کیا تھا کہ "جنگی کیمونزم" اس عجیب دور کا لب لباب یہ تھا کہ ہم نے کسانوں سے ان کی ضرورت سے زیادہ اور بعض موقعوں پر صرف زائد ہی نہیں بلکہ خود ان کی خوراک کے غلہ میں سے بھی کچھ حصہ لے لیا۔ صرف اس لئے کہ ہم اپنی فوج کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ اور مزدوروں کو زندہ رکھ سکیں۔ (۱۹) کسانوں نے بھی اس کا جواب کسانی انداز میں دینا شروع کیا۔ جتنا چھپایا جا سکتا وہ غلہ انھوں نے چھپا دیا اور اس کے بعد اپنی ضرورت سے زیادہ فصلیں بونے سے ہی انکار کر دیا۔ گرچہ پرانے زمینداروں کی واپسی کا خطرہ اب بھی ان کے ذہنوں میں موجود تھا۔ لیکن انھوں نے اس سے زیادہ شدت پسند طریقے استعمال کرنے سے گریز کیا۔

۱۹۲۰ء میں گوروں کی آخری شکست کے بعد اب بالشویک اور کسان ایک دوسرے کے بالکل مقابل آ گئے تھے۔ جیسے جیسے کسان شورشیں بڑھیں زرعی پیداوار میں مسلسل اور زبردست گراوٹ اور اس سے پیدا ہونے والے

تباہ کن اثرات رہنماؤں کو نظر آنے لگے۔ کافی بددلی کے ساتھ آخر وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ جب تک کسانوں کو زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے ترغیبیں اور لالچ نہ دیئے جائیں گے غذا کی کمی کا مسئلہ کسی طرح حل نہ ہوگا۔ غلّہ کی جبریہ وصولی کو بند کئے جانے کا فیصلہ ایک طرح جنگی کمیونزم دور کے خاتمہ کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح خانہ جنگی کے دور میں بالشویکوں کی صنعتی پالیسی بھی فوج کی فوری اور وقتی ضروریات کو اہم ترین مان لینے کا اظہار کرتی ہے۔ انقلاب کے ابتدائی چند مہینوں میں لینن کی حکومت نے کی پالیسی کو صرف چند اہم ترین اور زبردست صنعتی اداروں تک محدود رکھنے کی کوشش کی۔ صنعت کو پرانے انداز سے ہٹا کر نیا انداز بخشنے کے سلسلے میں اس کا خیال تھا کہ اس کام کو سیدھے طریقہ سے کیا جانا چاہیئے یعنی پرانے سرمایہ داروں اور نو تربیت یافتہ ماہرین کی تنظیمی صلاحیتوں کو ہی ابتدا میں کام میں لایا جائے لیکن جلدی ہی یہ کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ سرمایہ داروں اور منیجروں نے کافی بڑی تعداد میں اپنے کارخانے بند کر دیئے۔ دوسری طرف بہت سے سرمایہ داروں اور منیجروں کو اپنی پرانی شکایات کا بدلہ لینے کی غرض سے خود مزدوروں نے ہی نکال باہر کر دیا۔

انقلابی لہر کے ابتدائی جوش و خروش کے اثر سے شروع میں مزدور طبقے نے صنعتی اجتماعیت کی طرف بڑا لگاؤ دکھلایا۔ اس خیال پر یقین رکھتے ہوئے کہ کارخانے خود ان کی اپنی ملکیت ہیں، اب وہ انھیں خود اپنے مفاد کے لئے اور اپنے انداز سے چلانا چاہتے تھے۔ لیکن عام طور پر اس کے نتائج خراب اور تباہ کن ہی نکلے۔ انتظامی امور کی صلاحیتوں اور تکنیکی مہارت کی کمی کی وجہ سے اور پھر خود اپنے ساتھیوں میں پورا نظم و ضبط برقرار نہ رکھنے کی وجہ سے فیکٹری کمیٹیوں کو اپنے کارخانوں کو بار بار بند کرنا پڑا۔ ان کے مسائل عام بدنظمی، لاقانونیت، جنگ اور خود انقلابی کارگزاریوں کی وجہ سے اور بھی پیچیدہ ہو جاتے۔ رسل و رسائل اور ذرائع آمدورفت کی معطلی اور پھر ساتھ ہی کچے مال کی کمی کاموں کو ٹھپ کر دیتی۔ چنانچہ صنعتی پیداوار کا بار بار بالکل بند ہو جانا ایک متعدی مرض کی طرح پھیلتا جا رہا تھا اور اس طرح پوری صنعتی زندگی کو یہ خطرہ لاحق ہو چکا تھا کہ وہ کسی بھی وقت بالکل رک

سکتی ہے۔

خانہ جنگی کی ضرورتوں کے دباؤ میں بالشویک رہنمائی نے ہر ممکن کوشش کی کہ پیداوار کو دوبارہ بڑھایا جا سکے۔ مزدوروں میں نظم و ضبط پھر پیدا ہو جائے اور پوری صنعتی تنظیم کو اس انداز سے منظم کر لیا جائے کہ وہ فوجی ضروریات کو پورا کرتی رہے۔ قومی اقتصادیات کی ایک سپریم کاؤنسل بنائی گئی اور اس کی علاقائی شاخیں قائم کی گئیں تاکہ روس کی اقتصادیات کو مرکزی رہنمائی فراہم کی جا سکے۔ ۲۸ جون ۱۹۱۸ء کو صنعتی زندگی کے تقریباً ہر اہم شعبے کو قومیا لیا گیا۔ حالانکہ لینن اس کے بعد بھی دو قسم کے صنعتی اداروں میں تمیز برقرار رکھنا چاہتا تھا۔ پہلے وہ ادارے جو پوری طرح حکومت کے منتظمین کے تحت کام کریں۔ اور دوسرے وہ جو اپنے پرانے مالکوں کی سرکردگی ہی میں حکومت کے لیے کام کرتے رہیں۔ لینن کے خیال سے اتر لیکر ۳ اپریل ۱۹۱۸ء کو ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کاؤنسل نے ایک ضابطہ جاری کیا جس کے تحت ٹریڈ یونین کے کمیشنوں کو صنعتی پیداوار کے معیار مقرر کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ مزدوروں کی شرح پیداوار کو بڑھانے کی غرض سے بونس اور کام کی مناسبت سے اجرت کی ادائیگی کے طریقہ کی منظوری دی گئی، اور مزدوروں میں نظم و ضبط توڑنے والوں کے لئے ٹریڈ یونین سے نکال دینے کی سزا کو جائز قرار دے دیا گیا۔ "قومیانے" کے قانون کے اجراء کے ساتھ ہی کم از کم نظریاتی اعتبار سے "مزدوروں" کی حکومت سب سے بڑا ایسا ادارہ بن گئی جو ملازمتیں دے سکتا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں عوامی کیساروں کی کاؤنسل نے اس میں ایک منطقی نتیجہ یہ نکالا کہ روس کی پوری آبادی کو ایک 'مزدور عوام' کا نام دے دیا گیا اور تمام فوجی اکائیوں کو ایک 'مزدور فوج' میں بدل دیا گیا۔

جیسے جیسے خانہ جنگی کی مشکلات بڑھیں ویسے ویسے پیداوار کے سلسلہ میں مزدوروں کی صلاحیت بڑھانے کے لئے لینن اپنے پسندیدہ نسخوں کو بدل بدل کر آزماتا رہا۔ کبھی مرکزی تسلط پر زور دیا گیا، کبھی ایک آدمی کے بندوبست کو آزمایا گیا، اور بعض موقعوں پر تکنیکی اور انتظامی امور میں بورژوا ماہرین کے مشوروں کو بھی کام میں لایا گیا۔ خود پارٹی کے لوگ وقتاً فوقتاً ان میں سے ہر طریقہ کی

مخالفت کرتے مگر لینن پھر بھی ان کو اپنائے جانے پر زور دیتا رہا، اور بتدریج اس کے خیالات کو قبولیت اور منظوری حاصل ہوتی چلی گئی۔ قومی اقتصادیات کی سپریم کاؤنسل کا تسلط بتدریج بڑھتا گیا اور آہستہ آہستہ صنعتی اشتراکیت (Syndicalist) اور مقامی رجحانات جو صنعتی نظم ونسق میں پیدا ہو چکے تھے ان پر قابو حاصل ہونا شروع ہو گیا۔ کاؤنسل نے پیداوار کے سلسلہ میں مرکز کی طے کردہ ترجیحات کو صنعتی اداروں پر مسلط کرنا شروع کر دیا تاکہ فوج کو رسد کی فراہمی میں دقت پیدا نہ ہو۔ چھوٹے موٹے اور بدحال قسم کے کارخانوں کو بند کر دیا گیا، کہ پوری توجہ بہت اچھے اور بڑے کارخانوں کی پیداوار کی طرف لگائی جاسکے۔ لینن کے ہی اصرار پر بورژوا تکنیکی ماہرین کو صنعتی افسر شاہی میں بھی شامل کر لیا گیا۔ اس کو لینن نے یہ کہہ کر جائز قرار دیا کہ جب تک مزدور طبقہ خود اپنے میں سے ماہرین پیدا نہ کر لے، ان کی خدمات کو صنعتی پیداوار میں استعمال کرنا ایک عارضی اور عبوری ضرورت ہے جس سے بچنا ناممکن ہے۔ ایک شخص کے مکمل تسلط کو استحکام بخشنے کے سلسلے میں لینن کو ٹریڈ یونینوں کی طرف سے سب سے زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان ٹریڈ یونینوں کے خیال میں اجتماعیت سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا مزدوروں کے تسلط کے اصول سے انحراف کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اشتراکیت اور ایک شخصی تسلط کا یہ اختلافی مسئلہ پورے خانہ جنگی کے دور میں یکسوئی کے ساتھ طے نہ ہو سکا لیکن لینن کے خیالات کو مارچ ۱۹۲۰ء کی نویں پارٹی کانگریس میں منظوری حاصل ہو گئی (۲۱)۔ بلکہ اب اس ایک شخصی تسلط کے دائرے کو کچھ اور وسعت ہی حاصل ہوئی۔

لینن کی ایسی شدید کوشش کے باوجود کہ قومیائے گئے کارخانوں میں نظم ونسق بہتر ہو سکے۔ صنعتی بدنظمی روس کی صنعتی زندگی کی ایک ممتاز خصوصیت بن کر رہ گئی تھی۔ پہلی جنگِ عظیم، انقلاب اور خانہ جنگی کی تباہ کاریاں ایسی نہ تھیں جن کو صرف انتظامی اصلاحات اور وقتی تدبیروں سے ہی قابو میں لایا جاسکتا۔ شہروں کی آبادی سردی اور بھوک سے عاجز تھی اور بڑی تعداد میں مزدوروں نے فیکٹریاں چھوڑنی شروع کر دی تھیں۔ رسد کی فراہمی رکنے لگی تھی اور صنعتی پیداوار

خطرناک اور تباہ کن حد تک گرتی جا رہی تھی عملی طور پر فوج اور صنعتی مزدوروں کو ضروریات زندگی کی فراہمی کا انحصار مجوزہ اور وقتی طور پر اختراع کی گئی ترکیبوں پر ہی تھا۔ ان کارخانوں کی تقریباً تمام پیداوار کو، جو ابھی تک چل رہے تھے صرف سرخ فوج کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ ایسا تمام سامان جو فوجی ضرورت کو پورا کر سکتا تھا اور بازاروں میں نظر آ جاتا تھا اسے حکومت فوراً حاصل کر لیتی۔ اس کے بعد جو غلہ یا ضروریات زندگی کی اور چیزیں باقی رہ جاتیں۔ ان کو اصولی طور پر مقررہ قیمتوں پر، متعین راشن کے ذریعہ، شہر کی آبادی میں تقسیم کیا جانا چاہیے تھا۔ راشن کے اس طریقہ میں بھی ان مزدوروں کو امتیاز اور ترجیح دی جاتی تھی جو ان کاموں میں مشغول تھے جن کے ذریعہ جنگی ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔

صورتِ حال یہ تھی کہ چیزوں کی کمی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ راشن اور قیمتوں کا مقرر کرنا بھی بالکل بے معنی ہو کر رہ گیا تھا۔ روپے پیسے کی تمام قدر و قیمت ختم ہو چکی تھی۔ مزدوروں کو جنس میں تنخواہیں ادا کی جاتیں، اور تیزی سے بڑھتی ہوئی چور بازاری سرکاری تجارتی ذرائع پر حاوی ہونے لگی تھی۔ فوج اور حکومت کے چند مخصوص حقوق یافتہ حلقوں، چھپے مال اور چور بازاروں کے تاجر جو ناجائز قسم کی تجارت کے بل بوتے پر پھول پھل رہے تھے، ان کے علاوہ بھوک اور ضروریاتِ زندگی کی مانگ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی کمی اور بدحالی اتنی عام ہو چکی تھی کہ انقلاب سے پیدا شدہ مساوات کی خواہش اب واقعی حقیقت بن گئی۔ بالشویکوں اور ایسے لوگوں کے لیے جو خود کو انقلاب کا حامی سمجھتے تھے خانہ جنگی اور جنگی کمیونزم کا دور بہرحال ایک ایسا وقت تھا جب ان پر ایک وجد سا طاری تھا اور وہ اس عظیم مقصد کے لیے خود کو پوری طرح وقف کیے ہوئے تھے۔ سرخ فوج اور دوسرے شعبوں میں کام کرنے والے کمیونسٹوں کے انقلابی جوش و ولولے کو آنے والے نئے سماج کے تصورات سے ایک نئی ترغیب اور نئی اٹھان ملتی تھی جو آخری فتح حاصل کرنے کے سلسلہ میں ان کی قوتِ ارادی کو اور مضبوطی بخشتی تھی۔ جو لوگ کمیونسٹ مقاصد کے ماننے والے تھے انھیں محسوس ہوتا تھا جیسے اکتوبر انقلاب نے ایک نئی سماجی طاقت کو جنم دیا ہے، ان کے لیے یہ انقلاب

پوری تحریک آزادی میں ایک ایسا عظیم کارنامہ تھا جس نے مزدور عوام کو دنیا کی تاریخ میں بالکل سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ یہ ایک نئی دنیا کی تخلیق کے خوابوں اور اور امیدوں کو شکل وصورت بخشتا ہوا نظر آرہا تھا جس میں بھائی چارہ، مساوات اور انصاف کی جھلک نظر آتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں کے سامنے جو نظریاتی اعتبار سے اس انقلاب پر پوری طرح یقین رکھتے تھے اور تصوراتی حیثیت سے اپنے ذہنوں کو اس کے لئے وقف کر چکے تھے اس انقلاب کا وہ آمرانہ رخ بہت آہستہ آہستہ کھل کر سامنے آیا جس میں صرف خوف وہراس اور افسر شاہی تسلط پر ہی اعتبار کیا جاتا تھا۔ ان کے لیے جو چیز سب سے اہم تھی وہ یہ تھی کہ اب ان کا ماضی سے رشتہ ٹوٹ چکا تھا اور اس نئی آزادی کا وہ خمار تھا جس میں تمام پرانی رکاوٹیں اور سماجی بندشیں توڑ کر پھینکی جا چکی تھیں۔ لیکن آنے والے دور کی نئی پابندیاں اور نئی بندشیں ابھی ان پر مسلط ہونی باقی تھیں۔

خانہ جنگی کا زمانہ ایک حیثیت سے وہ دور بھی تھا جس میں آمریت کے تمام آلۂ کار اور طاقت کے تمام اوزاروں کو تیار کیا جا رہا تھا۔ ایک دوسرا رُخ اس کا یہ بھی تھا کہ حکومت نئے نئے سماجی تجربے کر رہی تھی تاکہ ان کے ذریعہ انجان مستقبل کے لیئے راہیں تلاش کی جا سکیں۔ پچھلی حکومت کے اُتار پھینکنے کے ساتھ ہی ساتھ خود کنبوں کے خلاف اور دوسری روایتی اخلاقی قدروں کے خلاف بھی بغاوت اُٹھی شادی بیاہ کے بندھنوں کا کچھ ڈھیلا کیا جانا، عورتوں کی آزادی پر نئے سرے سے زور دیا جانا اور خود نوجوانوں کی اپنی حیثیت اور طاقت پر توجہ، تعلیمی میدانوں میں نئے نئے تجربات اور جدتیں، ادب اور آرٹ کے میدان میں نئے نئے آزادانہ تخلیقات میں ایک جوش، یہ سب ایسی ذہنی بغاوت کے مظہر تھے۔ بہت سے ذہنوں پر تو نئے نظام کی تشکیل سے بھی زیادہ پرانے نظام کے خلاف بغاوت مسلط ہو گئی تھی۔ جنگی کمیونزم کے دور کی بخشی ہوئی تباہ کاریوں کے دوران ہی، پرانی سوسائٹی سے بغاوت کرنے والوں نے اس نئی آزادی کی لذت کو محسوس کرنا بھی شروع کر دیا۔ ان کے لیئے نئی زندگی ایک ارمان تھی اور جوش وولولہ تھا۔ ان لوگوں نے طاقت کی شراب چکھ لی تھی اور اس کی لذت کا احساس بھی انھیں ہو گیا تھا۔

انقلاب اور خانہ جنگی کے دور کی کارگذاریوں کا کوئی مکمل اور صحیح خاکہ تیار کر لینا آسان کام نہیں ہے۔ قانونی طاقت پر پارٹی کا اجارہ تھا، خود پوری پارٹی پر بھی اس کے مرکزی شعبوں کا تسلّط تھا۔ افسرشاہی کا ایک ایسا ڈھانچہ کھڑا ہوگیا جو پوری طرح مرکزیت لیئے ہوئے تھا۔ پھر خفیہ پولیس وجود میں آئی اور پھولی پھلی، فوجی حلقوں میں خود پارٹی اور پولیس کے ذریعہ تسلّط پیدا کیا گیا۔ مزدوروں میں نظم و ضبط کو سخت کیا گیا۔ ٹریڈ یونینوں کو پارٹی کے تحت کر دیا گیا۔ غرض یہ اور ایسے بہت سے طریقۂ کار جنگی کمیونزم کے دور اور اس کی بہت سی مجبوریوں کے دباؤ میں پیدا ہوئے، عمل میں لائے گئے اور پھر ان میں استقلال پیدا ہوگیا۔ مگر اس کے باوجود بھی وہ دور بھی تھا جس میں انقلاب کے ساتھ پیدا ہونے والی مساوات کی خواہشات اور امیدوں کو مضبوطی کے ساتھ اظہار کا موقع بھی ملا۔ یہی وہ وقت تھا جب "مزدوروں کے تسلّط" کے لیۓ آواز اٹھائی جا سکتی تھی، جب پارٹی کے بحث و مباحثے جاندار اور بے جھجک ہوتے تھے، اور رہنماؤں پر تنقید کو غداری کا نام دیا جاتا تھا۔ ابھی وقت باقی تھا جب ڈکٹیٹرشپ کی تلخ حقیقتوں سے عوامی حکومت کے یوٹوپیائی تصورات چھیڑ چھاڑ کر سکتے تھے۔ کسان غریب اس دور میں دو مخالف دھاروں میں پھنس گیا تھا۔ ایک حیثیت سے اب وہ خود اپنا مالک و مختار تھا۔ زمین کے سلسلہ میں جو طریقہ طے ہوا تھا۔ اور جسے بالشویکوں نے بڑی بد دلی سے مان بھی لیا تھا، فی الحقیقت وہ بالشویکوں کی اپنی طبیعت کے بالکل خلاف تھا۔ چوں کہ اس سے خود کمیونسٹ نظام کے اندر ہی ذاتی ادر بجی ملکیت کا بیج جنتا ہوا نظر آرہا تھا جس کے نتیجہ میں انقلابِ مخالف کے خطرات کو اور زیادہ تقویت حاصل ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے اس کا جواز صرف یہ کہہ کر ہی پیش کیا جا سکتا تھا کہ اسے بالشویکوں کی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے صرف ایک وقتی حکمتِ عمل کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ اس طرح اسے بے انتہا کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ لیکن فوج اور شہروں کو کھانے پینے کے سامان پہونچانے کے سلسلہ میں جبریہ حصول کی پالیسی کے نتائج کچھ بہت خوش گوار نہ نکلے۔ حالاں کہ ان طریقوں نے سوویت حکومت کو شکست سے ضرور بچا لیا۔ مگر ان سے دیہی علاقوں میں ایک علیحدگی سی پیدا ہوگئی، اور ان کی وجہ سے زرعی پیداوار میں اتنی تیزی سے گراوٹ آئی کہ حکومت کو بہت سے جبریہ قاعدوں اور قانونوں کو عارضی طور پر ہٹا لینے پر

مجبور ہونا پڑا۔ طاقت کے لیئے پہلی ہی زور آزمائی میں کسان طبقہ کچھ مراعات اور آسانیاں حاصل کر لینے میں کامیاب ہوگیا' حالاں کہ اقتدار کے اہم ترین شعبوں پر کمیونسٹوں کا قبضہ پہلے ہی کی طرح مضبوطی سے قائم رہا۔

خانہ جنگی کے دور میں جو سبق حاصل ہوئے ان سے کمیونسٹ نظریات میں یوٹوپیائی تصورات کا زور کچھ ماند پڑ گیا۔ اکتوبر انقلاب کی چوتھی سالگرہ کے موقع پر لینن نے اشارہ کیا کہ:

"انقلابی جوش و خروش کی لہروں میں بہتے ہوئے...... ہم نے سوچا تھا...... کہ ہم اپنی حکومت کی پیداوار اور اس کی سرکاری تقسیم کو ایک چھوٹے کسانوں کے ملک میں کمیونسٹ انداز سے' پرولتاری حکومت کی زیر نگرانی' منظم کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ مگر تجربے نے ثابت کر دیا کہ ہم غلطی پر تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ بہت سے عبوری درجے قائم کرنا لازمی ہے' سرکاری سرمایہ داری اور سماج واد کئی سال کی مستقل کوشش کے بعد ہم اپنے نظام کو کمیونزم نظام کے عبوری دور میں تبدیل کر سکیں گے۔

لہٰذا اب ہمیں اپنے چھوٹے کسانوں کے ملک میں اس انداز سے کام پر لگ جانا چاہیئے کہ سرکاری سرمایہ داری کا ایک مضبوط راستہ تیار ہو جائے جس سے گذر کر ہم سوشلزم تک پہونچ سکیں۔ ورنہ ہم کمیونزم تک کبھی نہیں پہونچ سکتے۔ ہم ان لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو کمیونزم تک کبھی نہیں پہونچا سکتے۔ یہی وہ سبق ہے جو انقلاب کے دوران رونما ہونے والے حالات و واقعات نے حقیقی طور پر ہمیں سکھایا ہے۔" (۲۲)

یہ جنگی کمیونزم کی دین ہی تھی کہ صنعتی نظم و نسق اور انتظام کو پوری طرح سمجھ کر اسے ایک نئی اہمیت دی گئی۔ تکنیکی مہارت اور پیشہ ورانہ اہلیت کی قدر و حیثیت کا احساس پیدا ہوا' یہ خیال ابھرا کہ پیداوار بڑھانے کے لئے ترغیب اور تحریک پیدا کرنا بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور بالکل نئے سرے سے اس بات کی اہمیت کو سمجھا گیا کہ اس سلسلہ میں خود مزدوروں میں نظم و ضبط بھی ایک لازمی ضرورت ہے۔ یہ نئے سبق خانہ جنگی کے خاتمہ پر دیہی علاقوں میں قحط اور شہر میں پھیلی بھوک کی صورت میں صاف طور پر نظر آئے۔ ضروریات زندگی کی چیزیں بازاروں سے تقریباً بالکل ہی غائب ہو چکی تھیں' فیکٹریاں بند پڑی تھیں اور زمینوں میں فصلیں بوئی ہی نہیں گئی تھیں۔ اس نکتہ کو جگہ جگہ اٹھنے والی

کسان شورشوں اور مزدوروں کی ہڑتالوں نے اور بھی واضح کر دیا تھا. خاص طور پر کرونسٹاڈٹ (Kronstadt) گیریسن کی مارچ ۱۹۲۱ء کی بغاوت، جس میں کمیونسٹ حکومت کو اُتار پھینکنے اور ایک تیسرے انقلاب کا نعرہ بلند کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک صاف اعلان کی حیثیت رکھتی تھی۔ حالاں کہ کرونسٹاڈٹ بغاوت اور دوسری شورشوں کو خونریزی کے ساتھ فوراً ہی کچل دیا گیا لیکن کمیونسٹ ارباب حل وعقد نے اس میں چھپے ہوئے اشاروں اور ان کے معانی کو سمجھنے میں کوتاہی نہیں کی[23] ان واقعات کے سلسلہ میں بالشویکوں میں پیدا ہونے والا ردعمل ایک ایسی پالیسی کے روپ میں ظاہر ہوا جسے انھیں سخت ترین بحرانوں میں بار بار اپنانا پڑا۔ ایک طرف ان غیر متفق عناصر کو جو اس دور میں پھیلی ہوئی بے چینی کو اور ابھار کر پیش کرنے اور اُسے ایک منظم رہنمائی دینے کے لئے تیار تھے، سخت ترین تنقیدوں کا نشانہ بنایا گیا لیکن ساتھ ہی ایسے اقدامات بھی اُٹھائے گئے جن کے ذریعہ کسان اور مزدور عوام میں پھیلی ہوئی بے چینی کو کسی قدر سکون حاصل ہو سکے۔ پہلا یعنی جبر اور دباؤ کا طریقہ ان بالشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے لئے اپنایا گیا جو اب تک پارٹی میں بچے رہ گئے تھے اور جن کو ۱۹۲۱ء کی بغاوت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا[24] اس کے ساتھ ہی لینن نے "اوپر سے نیچے تک" پارٹی کی پوری جانچ پڑتال اور خراب عناصر کی 'صفائی' کا حکم دیا[25] پارٹی کی اس 'صفائی' کا سب سے اہم مقصد یہی تھا کہ ایسے پارٹی ممبروں کو، جن کے انداز میں مزدوروں میں پھیلی ہوئی بے چینی کی جھلک پائی جاتی تھی اور جو ایسے پارٹی کے رہنماؤں کی مخالفت کے سلسلہ میں کام میں لانا چاہتے تھے پارٹی سے نکال دیا جائے

نئی اقتصادی پالیسی

اب پارٹی نے عوام کی بے چینی کو کم کرنے کے لئے کچھ اقدامات ایسے اُٹھانے شروع کر دئے۔ جو مجموعی طور پر نئی اقتصادی پالیسی کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پہلی پالیسیوں میں جن کو مسترد کیا گیا ان میں سب سے اہم یہ تھی کہ چیزوں کے جبریہ حصول کو ایک ایسے محصول میں تبدیل کر دیا گیا جو جنس میں ہی ادا کیا جاتا تھا۔ اس سے کسانوں کو یہ آزادی مل گئی کہ اُن کے پاس محصول دینے کے بعد جو اشیاء بچتی تھیں انھیں وہ اپنی

مرضی کے مطابق بیچ سکتے تھے۔ جیساکہ ڈیوڈر یازانوو (David Ryazanov) نے کہا تھا "کسانوں کی برسٹ لیتووسک (Peasant Brest-Litovsk) نے کم ازکم پارٹی کو پھر سانس لینے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ پھر لینن نے دسویں پارٹی کانگریس میں کہا۔ "اس وقت تک جب تک دوسرے ملکوں میں انقلاب نہ آجائے روسی انقلاب کو کسانوں سے معاہدے کے ساتھ ہی بچایا جاسکتا ہے۔" (۲۶)

جنس میں محصول کا وصول کیا جانا اس مصمم ارادے کا اظہار کرتا تھا کہ خواہ عارضی ہی سہی، لیکن کسانوں کی حمایت کو پھر سے جیت لیا جائے۔ کسانوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنی پیداوار کا زائد حصہ حکومت کو سونپ دیں، ضروری تھا کہ انھیں ضروریاتِ زندگی کی چیزیں فراہم کر کے لالچ دیا جائے جس کا مطلب تھا کہ صنعتی پیداوار کو بڑھانے کے لیے پھر نئے سرے سے کوششیں کی جائیں۔ چنانچہ نئی اقتصادی پالیسی نے چھوٹی صنعتوں کی نشوونما پر بنیادی طور پر زور دیا۔ چاہے یہ صنعتیں نجی ملکیت میں ہوں یا امدادِ باہمی کے اصولوں پر چلائی جائیں۔ بہرحال ان کی ترقی سے ضروریاتِ زندگی کی عام چیزوں کی فراہمی کے بڑھنے کی اُمید تھی۔ نئی اُبھرنے والی صنعتوں سے وعدے کئے گئے کہ انھیں قومیایا نہ جائے گا۔ وہ چھوٹی صنعتیں جنھیں پہلے قومیا لیا گیا تھا ان کے پرانے مالکوں یا مالکوں کی امداد باہمی انجمنوں (Producers' Cooperatives) کو ان مقررہ شرائط کے ساتھ پٹے پر واپس دے دیا گیا کہ کرایہ پیداوار کی ایک مقررہ مقدار کی شکل میں حکومت کو ادا کیا جائے گا۔

"مرکزی بلندیوں" کے نام سے موسوم بھاری صنعتیں اب بھی حکومت کے ہی زیرِ انتظام رہیں حالاں کہ یہ صنعتیں بھی اوقاف کے انداز میں صرف تجارتی اصولوں اور کفایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے حسابات کی پوری دیکھ بھال کے (خوزراشیخت) (Khozraschet) ساتھ کام کرتی تھیں۔ انھیں کھلے بازاروں میں خرید و فروخت کی کافی حد تک آزادی دے دی گئی تھی، اور اُن کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں منافع پر نگاہ رکھنے کی بھی تاکید شامل تھی۔ نجی تجارت کو بھی دوبارہ شروع کیا گیا، چنانچہ "نیپ مین" (NEPmen) کے نام سے ایک پوری نئی نسل ایسی اُبھر آئی جس کا کام ہی صرف خرید و فروخت تھا۔ کبھی کبھی یہ لوگ خود اپنی ہی تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ

لین دین کرتے اور کبھی ان کمپنیوں کو امداد باہمی قسم کی کمپنیوں کے نام سے چھپا دیا جاتا، بلکہ بعض صورتوں میں تو یہ لوگ خود حکومت کی تجارتی تنظیموں سے سرکاری ایجنٹوں کی حیثیت سے کام کرتے۔ سوویت رہنماؤں نے غیر ملکی سرمایہ کو بھی روس میں کھینچنا چاہا جس کے لئے وہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو کچھ "مراعات" بھی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن یہ لالچ کچھ بہت زیادہ کارگر ثابت نہ ہوا۔ اور چند صورتوں کو چھوڑ کر عام طور پر اس سلسلہ کی تمام گفت وشنید کا نتیجہ ناکامی کی صورت میں ہی ظاہر ہوا۔

نئی اقتصادی پالیسی سوویت حکومت کے سیاسی ماحول میں بھی ایک ممتاز تبدیلی کا اظہار کرتی ہے۔ خانہ جنگی کے رومانی دور میں پورے انہاک اور استقلال کے ساتھ ہر انقلابی اپنے اپنے کاموں میں منہمک تھا اور ہر شخص بڑی بے چینی سے یہ اُمید لگائے بیٹھا تھا کہ تمام مسائل عالمی انقلاب کے رونما ہوتے ہی خود بخود حل ہو جائیں گے۔ لیکن خانہ جنگی کے فوراً بعد ہی پارٹی کو احساس ہو گیا کہ اب اس کے پاس اپنے مسائل ہیں اور صرف اپنے ہی ذرائع ہیں جن سے اُنھیں حل کرنا ہے۔ جنگی کمیونزم کی چھوڑی ہوئی تباہ کاریوں میں ہی ایسے حالات پیدا کرنے ہیں جن سے اپنی بقاء کا پھیکا اور بے رنگ کام پورا کیا جاتا ہے۔ پارٹی کے بہت سے ممبر ۱۹۲۲ء میں لینن کی طرف سے کی گئی پارٹی کی گیارہویں کانگریس میں اس تاکید "تجارت کرنا سیکھنا انقلابیوں کی توہین نہیں ہے" کو مان لینے کے لئے خود کو کسی طرح تیار نہ کر پاتے تھے (۲۷)۔

اس نئی اقتصادی پالیسی کا اثر یہ ہوا کہ پارٹی کی منتظمین ایک بار پھر سامنے آنے لگے اور دوسری طرف انقلابی شورش پسند منچلے اور خانہ جنگی کے دور کے جوانمرد آہستہ آہستہ راستے سے ہٹتے چلے گئے۔ ایک نئی تحریک پیدا کی گئی جس کے ذریعہ ایک انقلابی پارٹی کو ایک منظم اور باضابطہ پارٹی کا روپ دیا جاتا تھا۔

نئی اقتصادی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں جو درمیانی مدت ملی اس کو پارٹی نے اپنے مفاد کے لئے کارآمد بنا لیا۔ کسانوں اور نجی تاجروں کو جو مراعات دی گئی تھیں ان کے بدلے میں پارٹی نے اقتدار کے سیاسی شعبوں پر اپنی گرفت کو مکمل طور پر مضبوط کر لیا۔ ۱۹۲۲ء کے بعد سے بالشویک یا سوشلسٹ انقلابی۔ یا کمیونسٹوں کے خلاف کسی بھی سیاسی تحریک ــ کو انقلاب مخالف

کہہ کر اس کو جڑ سے کھود کر پھینک دیا جاتا تھا۔ حالاں کہ جانشینی کی جنگ لینن کی موت سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھی، جس نے پارٹی میں ایک بہت زبردست ہلچل پیدا کر دی تھی۔ لیکن اس پوری کشمکش کا نتیجہ صرف یہ برآمد ہوا کہ اقتدار کی مرکزی طاقت اور زیادہ مضبوط ہو گئی اور پارٹی کی قسمت کے فیصلوں کا واحد مالک و مختار، اسٹالن، ابھر کر سامنے آ گیا۔ پارٹی کے رہنماؤں کی گرفت فوج، خفیہ پولیس اور انتظامیہ اور ٹریڈ یونین کے شعبوں پر پوری طرح مضبوط تھی۔ حالاں کہ دیہی علاقوں میں پارٹی کی نمائندگی اب بھی کافی کمزور تھی لیکن بڑے بڑے شہروں میں اس کی بھرتی کی تعداد بہت تیزی سے بڑھتی رہی۔ سوویت سیاسی میدان میں اب کوئی منظم طاقت ایسی نہ تھی جو اس پارٹی کی بالادستی کو للکار سکتی۔

نئی اقتصادی پالیسی کے ابتدائی اثرات کے طور پر جو خوشحالی پیدا ہوئی اس نے پارٹی کے رہنماؤں کی حیثیت کو اور مضبوط کر دیا۔ جنس کی شکل میں محصولوں کی ادائیگی کے اثر سے کسانوں میں پھیلی ہوئی بدنظمی خود بخود ختم ہوتی چلی گئی اور ۱۹۲۱ء کی فصلوں کی تباہی کے بعد زرعی پیداوار میں بتدریج اضافہ نظر آنے لگا۔ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے پھیلاؤ میں ایک بین اضافہ ہوا۔ اب ضروریات زندگی کا سامان بھی کافی مقدار میں مہیا ہو رہا تھا۔ حالاں کہ بڑی بڑی صنعتیں ابھی کافی پیچھے تھیں جن کی وجہ سے بے روزگاری بڑھ رہی تھی اور مزدوروں میں بے چینی پھیلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی لیکن بے روزگاروں کو بے روزگاری الاؤنس کی شکل میں تھوڑی بہت مدد دی گئی۔ غرض عام طور پر اقتصادی حالات میں بہتری کے اثرات نمایاں ہو چلے تھے۔ لیکن نئی سوویت حکومت کے سامنے ابھی ایک اور دوہری مشکل درپیش تھی جس کے لئے آسانی سے حل تلاش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خواہ حکومت اور اقتدار کے مختلف شعبوں پر اس کی گرفت کتنی بھی مضبوط رہی ہو لیکن دیہی علاقوں میں اس کی حیثیت اب بھی ایک قابض فوج سے زیادہ نہیں تھی۔ اس سلسلہ میں یہ بات سوچی جا سکتی ہے کہ حکومت خود کو بڑی آسانی سے ایک کسان حکومت میں تبدیل کر سکتی تھی اور اپنی پالیسیوں کو کسانوں کی مانگوں کے مطابق ڈھال سکتی تھی لیکن کمیونزم کی بنیاد، جو سوشلسٹ اور صنعتی اصولوں پر مبنی ہے۔ اتنی اہم تبدیلی پیدا کرنے کو خارج از بحث اور بالکل ناممکن قرار

دیتی تھی۔ آنے والے زمانے میں اپنی مستقل بقاء کا خیال اور منطق اور ورثہ میں ملے ہوئے نظریات کا مشترین یہ دونوں صرف صنعتی ترقی کے پروگرام کے حامی تھے۔

نومبر ۱۹۲۲ء میں لینن نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی چوتھی کانگریس میں اسے اس طرح رکھا تھا:

"روس کے مسائل کا حل صرف کسانوں کی فارموں میں پیدا ہوئی بہترین فصلوں میں نہیں ہے۔ صرف یہ کافی نہیں ہے' نہ ان روزمرہ اشیاء کی چھوٹی صنعتوں کی نشوونما میں ہے۔ ہمیں بڑی بڑی صنعتوں کی بھی ضرورت ہے۔ . . .

جب تک ہم اپنی بڑی صنعتوں کو محفوظ نہیں کر لیتے' جب تک ہم انھیں دوبارہ طاقت ور نہیں بنا لیتے' اس وقت تک ہم کسی اور صنعت کی تعمیر ہی نہیں کر سکتے اور بغیر بڑی بڑی صنعتوں کے ہم ایک آزاد ملک کی حیثیت سے تباہ ہو جائیں گے۔ سوشلزم حاصل کر لینا تو بہت دور کی بات ہے۔" (۲۸)

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں سوویت حکومت کے سامنے جو حالات تھے ان میں ان صنعتوں کے لئے سرمایہ صرف ایک ہی اہم ذریعہ سے فراہم ہو سکتا تھا' اور یہ تھا کسان طبقہ۔ پسماندہ ملکوں کے لئے ایک اور روایتی ذریعہ طویل مدتی غیر ملکی قرضہ حاصل کرنا بھی ہوتا ہے' لیکن یہ راستہ روس کے لئے بالکل بند تھا اس سلسلہ میں سوویت حکومت کی طرف سے پیش کی جانے والی مراعات کی پالیسی کو بھی مکمل ناکامی ہی ہوئی۔ اب جو طریقہ باقی رہ گیا تھا اسے وی' ایم' سمیرنو و اور ای' اے پریوبرازنسکی' نے بڑے موزوں انداز میں "قبل سوشلسٹ انداز سے ابتدائی ذخیرہ اندوزی" (Primitive Accumulation) کہا ہے' جس کے تحت کسان طبقے اور معیشت کے نجی حصے کی پیداوار کو سوشلسٹ انداز پر چلنے والی بڑی صنعتوں کی سرمایہ کاری کی طرف مبذول کر دیا جاتا ہے۔ نئی اقتصادی پالیسی نے کوئی ایسی خاص راہیں متعین نہیں کی تھیں جن کے ذریعہ کسانوں کی پیداوار کا کوئی بڑا حصہ

صنعت کاری کی مدد کے لئے لگایا جا سکتا۔ محصول کی جنس میں ادائیگی، زرعی پیداوار میں بڑھوتری کی وجہ ضرور بنی لیکن اس نے ساتھ ہی ساتھ پہلی جنگِ عظیم سے پہلے کے چند سالوں کے مقابلے میں زرعی برآمدات میں کافی بڑی حد تک گراوٹ پیدا ہوئی۔ اس وقت کسانوں سے حاصل کر لینے کے بعد پیداوار کے اس زائد حصّے سے غیر ملکی مشینوں اور سامان آسائش کی درآمد کے لئے سرمایہ فراہم کیا جاتا تھا۔ اس نئی اقتصادی پالیسی کے اجراء کے بعد کسان جنس میں اپنا محصول ادا کرنے کے بعد اپنے مال کو جس طرح چاہے فروخت کر سکتا تھا۔ ۱۹۲۲ء کے بعد سے کسانوں اور شہروں کے درمیان تجارتی شرائط کسانوں کے حق میں خراب تر ہوتی چلی گئیں (جس کو "قینچی کے بحران" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا) چنانچہ چھوٹے کسانوں کی اپنی پیداوار کو خود صرف کرنے کی طاقت، جسے زرعی انقلاب نے پہلے ہی کافی بڑھا دیا تھا تجارت کی خرابی نے اسے اور بھی بڑھا دیا۔ متمول کسان (Kulak) اپنی پیداوار کا زیادہ بڑا حصّہ بازاروں میں فروخت کرنے کے لئے پیدا کرنے لگے۔ لیکن جب قیمتوں کا تناسب ان کے حق میں بہتر نہ ہوتا تو وہ اس غلے کو روک لینے کے لئے بھی تیار ہو جاتے تاکہ صحیح وقت پر اس سے بہتر طور پر سودے بازی کی جا سکے اور ان کے اپنے مفاد کو نقصان نہ پہونچے۔ جیسے جیسے نئی اقتصادی پالیسی پھولی پھلی دیہی علاقوں میں سماجی امتیازات بھی بڑھے۔ نااہل قسم کے زمیندار آہستہ آہستہ غریب کسان اور کرایہ کے مزدوروں کی حیثیت تک پہونچنے لگے اور متمول کسانوں کی حیثیت مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔

مجموعی طور پر کسانوں اور صنعتی ترقی کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں پارٹی رہنماؤں کے سامنے دو ایسے متبادل تھے جن میں بعد المشرقین نظر آتا تھا۔ (۲۹) پہلی صورت جسے عام طور پر بخارن (Bukharin Programme) اور ۲۹-۱۹۲۸ء کے دائیں بازو کے حزب مخالف کے پروگرام سے منسوب کیا جاتا ہے یہ تھی کہ کسانوں سے معاملات طے کرنے میں جبریہ انداز کو ترک کر دیا جائے۔ بخارن گروپ قیمتوں میں رعائتیں بھی دینے کے لئے تیار تھا تاکہ بازاروں میں بھیجنے کے لئے کسان زرعی پیداوار بڑھائیں۔ اس دائیں بازو کے گروپ کا یقین تھا کہ جب تک اقتدار کے

مختلف شعبوں میں پارٹی کا تسلط مضبوطی سے قائم ہے سوشلزم کی راہیں بالکل محفوظ ہیں۔ بڑی بڑی کسان ملکیتوں کو برداشت کر لینے، بلکہ ان کو بڑھاوا دینے میں بھی کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے چوں کہ اس طرح یہ اپنی پیداوار کا بڑا حصّہ بازاروں میں بھیج دیں گی۔ حالاں کہ یہ گروپ متمول کسانوں پر زیادہ محصول لگا کر ان سے ان کی پیداوار کو اور زیادہ چھین لینے کے لئے تیار تھا لیکن یہ اس بات کو بھی مانتا تھا کہ ان سے غلّہ کی زیادہ مقدار حاصل کرنے کے لئے ضرورتِ زندگی کی زیادہ اور سستی چیزیں دیہی آبادی کو فراہم کرنی پڑیں گی۔ اس پالیسی سے دو اثرات ابھرتے تھے۔

(۱) صنعتی ترقی کا بڑا بوجھ شہری آبادی پر منتقل ہوگا، اور (۲) صنعتی ترقی نسبتاً سست رفتار سے آگے بڑھے گی۔

اس صورت کے عین برعکس وہ پالیسی تھی جسے مکمل طور پر اسٹالن نے پہلے پانچ سالہ منصوبہ میں اپنایا تھا۔ پالیسی اس نکتہ سے شروع ہوتی تھی کہ صنعتی ترقی کے لئے ایک بہت تیز رفتار منصوبہ بالکل ناگزیر ہے اور سوویت زرعی نظام کی ایک بالکل نئی تشکیل سے کم کوئی صورت ایسی موجود نہیں ہے جس کے ذریعے غلّہ کے بڑے بڑے ذخیرے جمع کیے جا سکیں، جن کے بغیر اس منصوبہ کی تکمیل ناممکن ہے۔ اسٹالن کا یہ منصوبہ، کافی حد تک بائیں بازو کے حزبِ مخالف کی ان پیش کشوں سے مستعار لیا گیا تھا جسے خود پہلے اسٹالن نے ہی مسترد کیا تھا۔ اس میں سب سے پہلے متمول کسانوں کے خلاف کچھ "غیر معمولی اقدامات" تھے جن کے ذریعہ ان سے غلے کے ایسے ذخیرے چھینے جانے تھے جن کے جمع کرنے کا ان پر الزام تھا اور آخر میں ان متمول کسانوں کو طبقاتی دشمن کہہ کر پوری طرح منتشر کر دینا شامل تھا۔ زرعی شرح پیداوار میں اضافہ کیلئے علّے مشینی کارخانوں اور سرکاری فارموں کی توسیع کی جاتی تھی، غریب اور متوسط کسانوں کو اجتماعی فارموں میں کام کرنے والوں کی فہرستوں میں شامل کیا جاتا تھا، اور ان فارموں میں ایسے ٹریکٹر اسٹیشنوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کی جاتی تھی جو زراعت کے تمام جدید ترین اوزاروں سے لیس ہوں۔ یہ عظیم الشان منصوبہ اپنے اندر کچھ ایسے راز بھی رکھتا تھا جن کا پردہ بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے پوری طرح فاش کر دیا۔

حقیقت یہ تھی کہ صنعتی ترقی کے لئے ضروری سرمایہ کی فراہمی کا بوجھ دیہی علاقوں پر تبدیل

کیا جاتا تھا۔

بنیادی طور پر اسٹالن کا منصوبہ خانہ جنگی کے دور کی پالیسی میں ایک نئی جان ڈالنے کی کوشش تھی۔ اس میں بھی وہی جبریہ حصول کی پالیسی موجود تھی بلکہ اب حکومت کو اپنی مانگیں پوری کر دینے کے لئے کچھ اور بہتر ہتھیار فراہم کر دئے گئے تھے۔ پوری زرعی آبادی کو چند سرکاری اجتماعی فارموں میں جمع کر دینے سے حکومت کو ایک آسانی یہ اور حاصل ہو رہی تھی کہ لاکھوں کسانوں کی آبادی سے فرداً فرداً نپٹنے کی بجائے اب چند مجموعی اور نسبتاً زیادہ گٹھے ہوئے شعبوں سے ربط و ضبط رکھنا تھا۔ اس منصوبہ کی وکالت کرنے والوں کو یقین تھا کہ صنعت میں تیز رفتار ترقی کے ساتھ چیزوں کا استعمال زیادہ ہوگا اور لوگوں کے اخراجات میں اضافہ ہوگا، چوں کہ جدید تکنیکی ذرائع کے استعمال سے زرعی پیداوار بھی بڑھے گی، مگر عملی صورت میں یہ اُمیدیں جلد ہی ایک دھوکا ثابت ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ مشینوں کے استعمال کو آہستہ آہستہ ہی بڑھایا جاسکتا تھا۔ اس درمیانی وقفہ میں حکومت کے سامنے اجتماعی اور سرکاری فارموں سے غلّہ حاصل کرنے کا مسئلہ درپیش تھا تاکہ ان صنعتی بنیادوں کے سلسلہ میں ادائیگیاں کی جاسکیں جن پر ٹریکٹروں اور دوسری زرعی مشینوں وغیرہ کی پیداوار منحصر تھی۔ اسٹالن دور کا پروگرام دھواں دھار پروپیگنڈے کے مقابلہ میں طاقت کی مضبوطی اور آمریت کے استعمال پر زیادہ مبنی تھا۔ بہرحال کسانوں کو جھکا کر حکومت کے مقصد میں استعمال کیا جاتا تھا۔ کسانوں سے ان کے زائد غلّے کو حاصل کرکے ایک مضبوط صنعتی ڈھانچہ کی تعمیر کے اخراجات پورے کئے جانے تھے تاکہ سوویت حکومت ایک ناقابل تسخیر طاقت بن سکے۔

پانچ سالہ منصوبوں کا دور

جیسے جیسے اسٹالن کی حیثیت اپنی پارٹی میں مضبوط ہوتی گئی اُس نے اس بات کی کوشش اور تیز کر دی کہ لوگ اس کے پروگرام کو سمجھیں۔ نئی اقتصادی پالیسی ختم ہوگئی ہے اور اب پانچ سالہ منصوبوں کا دور شروع ہوا ہے۔ یہ نیا دور سوویت نظام کے ارتقاء میں ایک تیسرے انقلاب کو پیش کرتا ہے۔ اپنے دُور رس نتائج کے اعتبار سے یہ انقلاب ۱۹۱۷ء کے فروری اور اکتوبر کے ان انقلابوں سے کہیں زیادہ اہم ہے جو

اس اصلی انقلاب کے درمیانی وقفہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ نیا انقلاب اس مصمم عزم اور کوشش کو ظاہر کرتا ہے کہ ۱۹۱۷ء میں حاصل ہوئے ادنیٰ بورژوا کسان انقلاب کو پوری طرح ختم کر دیا جائے اور وہ حیثیتیں جو نئی اقتصادی پالیسی کے اثر سے کسانوں کو حاصل ہو گئی تھیں ان سے چھین لی جائیں۔ اس نے سوویت حکومت کو صنعتی ترقی کی ایسی راہوں پر لگا دیا جس کے اثر سے یہ حکومت ایک بہترین فوجی طاقت میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مکمل اور مضبوط آمری طاقت پر مبنی ایک حکومت اُبھر آئی جس نے اپنے ہر سیاسی مخالف کو پورے تشدد کے ساتھ کچل ڈالا اور ہر قسم کی سماجی تنظیم کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے فرمانبردار بنا لیا۔

۱۹۲۸ء میں جب اس تیسرے انقلاب کی ابتدا کی گئی ہے جس میں دیہی علاقوں میں اجتماعیت اور مشینی پیداوار پر اور شہروں میں زبردست ترقی پر زور دیا گیا تھا، اس وقت اس میں خوش حالی اور فلاح و بہبود کے مقاصد کو ہی پیش پیش رکھا گیا تھا۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ میں جو سب سے اہم محرکات پیش کی گئی تھیں وہ ملک کی معاشیات میں 'سرمایۂ مستقل' (Fixed Capital) کو دوگنا کیا جانا اور اوسط فی کس خرچ میں ایک ممتاز اضافہ شامل تھے۔ مگر یہ مفروضہ بہت بڑی حد تک غیر حقیقی ثابت ہوا۔ بڑی بڑی صنعتوں کی ترقی کے ساتھ معیار زندگی میں ایک بیّن گراوٹ نظر آئی۔ چوں کہ یہ بات ذہنوں میں پوری طرح جم چکی تھی کہ حکومت کی بقاء اور مستقبل میں اُسے ایک عظیم طاقت بنائے رکھنے کا انحصار صرف صنعتی ترقی کی تیز رفتاری پر ہی ہے۔ اس لئے حکومت بڑی بڑی صنعتوں میں سرمایہ لگانے کے پروگرام پر پوری دلچسپی کے ساتھ جمی رہی۔

فلاح و بہبود کے تصور پر طاقت غالب آ گئی۔ ۴ فروری ۱۹۳۱ء کو سوشلسٹ صنعتوں کے منیجروں کی تمام یونینوں کی پہلی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے اسٹالن اپنے نکتہ پر پوری مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ "کبھی کبھی سوال کیا جاتا ہے کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اپنی رفتار کو کسی قدر سست کر دیں، اپنی تحریک پر تھوڑی سی روک لگا دیں، نہیں ساتھیو، یہ بالکل ممکن نہیں ہے ہمیں رفتار کو سست نہیں کرنا ہے۔"[3] جنوری ۱۹۳۳ء کو مرکزی کمیٹی اور پارٹی کے مرکزی کنٹرول کمیشن کے ایک

ملے جلے اجلاس میں بولتے ہوئے اسٹالن نے وضاحت کی کہ پہلے پانچ سالہ منصوبہ پر اولین مقاصد میں ایک :

"یہ تھا کہ ۔۔۔۔۔ عام تکنیکی اور معاشی لوازمات جو ملک کے دفاع کے لیئے ضروری ہو سکتے ہیں ان میں ہر ممکن حد تک اضافہ کیا جائے"۔ اس نے بہت صفائی سے اس بات کا بھی اقرار کرلیا کہ ضروریات زندگی کی اشیاء کی پیداوار کو "پس پشت ڈال دیا گیا تھا"۔ اس نے آگے کہا تھا: "پارٹی نے ملک پر تازیانہ لگایا اور اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔۔۔ تاکہ وقت ضائع نہ ہو، تاکہ مہلت جو ہمیں حاصل ہوئی ہے اُسے سوویت روس میں صنعتی بنیادیں مضبوط کرنے کے سلسلہ میں پوری طرح استعمال کیا جائے۔ چوں کہ یہی کسی طاقت کی بنیاد ہے۔ پارٹی انتظار نہیں کرسکتی تھی، یہ وقت جوڑ توڑ اور ترکیبیں سوچنے کا نہیں تھا۔ اس وقت پارٹی کو ترقی کی تیز رفتاری کی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لیئے ہر ممکن کوشش کرنی تھی"۔ (۳۱)

پانچ سالہ منصوبوں کے سلسلہ میں عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیئے پارٹی نے مختلف قسم کی کئی اپیلیں کیں۔ آج کی قربانیاں اس خیالی جنت کے لیئے جہاں ہر چیز کی بہتات ہوگی اور جس کی طرف وہ تیزی سے بڑھ رہے ہیں بالکل جائز تھیں۔ ۱۹۲۹ء میں مغربی ممالک میں تجارتی مندے سے جو ناامیدی اور بددلی پھیلی ہوئی تھی اس کے مقابلہ میں اس پانچ سالہ منصوبہ کی جرأت اور تعمیری تصور تو ایک دلفریب تضاد تھا۔ ایک طرف اسٹالن پارٹی میں اپنے بائیں اور دائیں بازو کے حلیفوں کو الگ کر کے اپنی حیثیت کو مضبوط کرتا گیا تو دوسری طرف وہ اس کی بھی کوشش کر رہا تھا کہ پارٹی میں اتحاد اور مضبوط ہو جائے تاکہ اس سے ایک بار پھر زبردست انقلابی جوش و ولولہ پیدا ہو جائے۔ نئی اقتصادی پالیسی کے سکوت اور سستی کے بعد اس منصوبہ نے جد وجہد اور جنگ کا ایک نیا دور پھر شروع کر دیا۔ اب پھر ایک نئی منزل سامنے نظر آرہی تھی اور اس کی طرف تیزی سے بڑھنا تھا۔ ذاتی سرمایہ داری کے آخری نشانات جو ابھی باقی تھے اب وہ بھی خاتمہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ منصوبہ بند کارخانوں کی عظمت، قربانیوں کی مانگ، اور مستقبل کے لیئے کیئے گئے وعدے، یہ سب کچھ کمیونسٹ نوجوانوں کو اپنی طرف کھینچ لینے کے لیئے بہت کشش رکھتے تھے۔ بہت سے متحرک

اور تصورات پسند افراد، جو کچھ عرصہ پہلے ٹراٹسکی اور بائیں بازو کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اب ایک بار پھر اسٹالن کے ساتھ آ گئے۔

پانچ سالہ منصوبہ کے پہلے چند سالوں میں خانہ جنگی اور جنگی کمیونزم کے دور کا جنگی انداز کچھ پلٹتا ہوا نظر آیا۔ پوری فضا میں ایک ایسا انداز پیدا ہو گیا تھا کہ بڑی بڑی شخصیتوں کی حیثیتوں پر حملے کئے گئے، طبقاتی دشمنوں کی صفائی ہوئی اور نئے نئے قلعے تعمیر کئے گئے۔ کہ کم از کم پارٹی میں داخلی اعتبار سے اور کمیونسٹ نوجوانوں کے حلقوں کومسومول (Komsomol) میں یہ نیا جوش و ولولہ پیدا کیا جانا جائز بھی تھا اور متاثر کن بھی۔ ساتھ ہی عارضی طور پر پرولتاری کٹر پن کی تصدیق بھی کی گئی۔ ہر ممکن کوشش کی گئی کہ پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں محنت کش طبقہ کا اضافہ ہو۔ مساوات کے سبق کو پھر تھوڑے سے عرصہ کیلئے بار بار دوہرایا گیا اور مذہب کے خلاف مہموں میں نئی روح پھونکی گئی۔ کومسومول کے جوش و خروش کا اندازہ کمیونوں کے دوبارہ قیام، اجتماعیت کے پرچار، ملے جلے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور نوجوانوں کے ناخوشگوار سے ناخوشگوار کاموں کو بخوشی اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار رہنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جیسے جیسے منصوبے کے کاموں نے زور پکڑا، سوویت زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ایسا بچا ہو جس پر اس کا اثر نہ پڑا ہو۔ ادب اور فنون لطیفہ اس کے تحت آ گئے، اسکولوں کو منصوبے کی خدمت کے لئے کھینچ لیا گیا۔ سوویت اب خود میدانِ جنگ میں تبدیل ہو گئی تھی جس میں طبقاتی اختلافات کچھ اور تیز ہو گئے تھے اس لئے پارٹی کو بھی جوابی حملے کے لئے تیار ہونا پڑا۔

پہلے کی طرح اب بھی جب مشکلات پیدا ہوئیں تو عوام کی بے چینی کا رخ پھیرنے کے لئے کچھ قربانی کے بکرے تلاش کر لینا بھی ضروری ہو گیا۔ پرانے دانشوروں کے خاتمہ کے ساتھ متمول کسانوں (KULAKS) کو بھی شامل کر لیا گیا۔ ان کے خلاف الزام یہ عائد ہوا کہ یہ لوگ روس کی معاشیات کو سبوتاژ کے ذریعہ خراب کرنا چاہتے ہیں اور غیر ممالک سے سازش کر کے روس میں سوویت حکومت کا تختہ پلٹنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عدالتی کارروائیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۹۲۸۔ ۱۹۲۷ء کے شاختی (SHAKHTY) مقدمات، دسمبر ۱۹۳۰ء

میں صنعتی پارٹی پر مقدمہ، مارچ ۱۹۳۱ میں مینشویک پروفیسر پر الزامات کی چھان بین، جنوری ۱۹۳۳ء میں میٹرو وکرس کے انجینیروں پر مقدمہ ۔ یہ سب "سبوتاژیوں" اور "دشمنوں کے ایجنٹوں" کا ایک ایسا اجتماع مان لیے گئے جن کو تمام موجودہ مشکلات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور ان اقدامات نے حکومت کی طرف سے پھیلی ہوئی بے چینی اور بے اطمینانی سے عوام کی توجہ دوسری طرف مبذول کرنے میں پوری پوری مدد کی۔

صنعتی ترقی کے لوازمات

اس دوران خود صنعتی اٹھان نے بھی اپنے مسائل پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ تعمیری کام اور ملک کی پیداوار سب سے اہم مسئلے بن کر سامنے آئے۔ انقلابی ولولہ اسٹیل پیدا نہ کر سکتا تھا، کوئلے کی کانوں کو نہیں کھود سکتا تھا۔ ٹریکٹر نہیں بنا سکتا تھا۔ عوامی جلسوں میں یقیناً بڑا جوش و خروش نظر آتا تھا۔ لیکن خطابت اور زورِ بیان انجنوں اور مشینوں کا متبادل تو نہیں بن سکتے۔ انقلابی جوش و ولولہ اور اس کا نشہ جب ذرا کچھ کم ہوا تو احساس ہوا کہ صنعتی ارتقاء کے لئے ایک ضابطہ اور پابندی کی ضرورت ہوتی ہے جسے بڑے سکون کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کارخانوں کیلئے متعدد قسم کے منیجروں کی ضرورت تھی، بہت بڑی تعداد میں تربیت یافتہ انجینئر اور ٹیکنیکل ماہرین درکار تھے۔ اَن پڑھ یا بالکل معمولی سے پڑھے لکھے کسانوں کو جدید صنعتی مزدوروں میں تبدیل کیا جانا تھا۔ ان کو نئے نئے ہنر سکھانے تھے، جدید ہتھیاروں سے انھیں روشناس کرانا تھا اور ان کو مل جل کر کام کرنے کا عادی بنانا تھا، پیداوار میں اضافہ کے لئے لالچ اور ترغیبیں پیدا کرنی تھیں، مزدوروں میں نظم و ضبط پیدا کرنا تھا، بہترین پیداوار حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اس میں کام کرنے والے بالکل صحیح انداز سے کام کریں۔ تعلیمی نظام کو اس نئے ڈھنگ میں ڈھالنا ضروری تھا کہ طالب علموں میں مستعدی اور کارکردگی کی قدریں اور نظم و ضبط کا شعور پیدا ہو تاکہ ان میں سے اچھے افسر اور اچھے سپاہی پیدا ہو سکیں اور انھیں میں سے اس نئی مزدور فوج کے "رنگروٹ" بھی نکل سکیں۔ کچھ پابندیاں ایسی بھی عائد کرنی ضروری تھیں جن سے مزدور اپنے اپنے کاموں پر استقلال کے ساتھ جمے رہیں۔

غیر حاضریاں، سستی، کام چوری اور "کام چھوڑ بھاگنا" ختم ہو۔ صنعتی ترقی کے اتنے بڑے پیمانے پر تنظیم کیلئے ایک بار پھر گرفت کو مضبوط کرنا اشد ضروری محسوس ہونے لگا تھا۔ ذمہ داریوں کا صنعتی اداروں میں ایک ایسے تدریجی ڈھانچہ کی تشکیل جس میں مختلف قسم کی مہارتوں کو بہترین طور پر بروئے کار لایا جاسکے، اور تقسیم کار عمل میں آسکے، حساب کتاب کی باقاعدگی جس سے پیداوار پر پوری طرح قابو حاصل ہو، اور آمدنی کی تقسیم کا ایک ایسا طریقہ اختراع کرنا لازمی تھا جس سے مزدوروں میں کارکردگی اور مستعدی بڑھے اور پیداوار میں اضافہ کرنے کی ترغیب حاصل ہو۔ مینیجروں، انجینیروں اور تکنیکی ماہرین میں اضافہ کی ضرورت سب سے اشد تھی۔ پارٹی نے پرانے دانشوروں میں سے باقی ماندہ اور غیر ملکی ماہرین فن کی خدمات حاصل کرکے اس اشد ضرورت کو پورا کرنا چاہا۔ وسیع پیمانے پر ایسا ٹریننگ پروگرام بھی بنایا گیا جس کے ذریعہ روسی تکنیکی دانشور تیار ہو سکیں جو آگے چل کر روسی معاشیات کے انتظام کو مکمل طور پر خود سنبھال سکیں۔ فی الحقیقت جس چیز نے سب سے اہم مسئلہ کھڑا کیا۔ وہ پچھلی نسل کے دانشوروں کی خدمات کا حاصل کرنا تھا۔ ابھی کچھ ہی دن پہلے ایسے گروپ کو صنعتی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکانے اور نئی نئی مشکلات پیدا کرنے کے سلسلہ میں ملزم ٹھہرایا گیا تھا۔ لیکن اب احساس ہو رہا تھا کہ ان دانشوروں کی تکنیکی مہارتیں خود صنعتی ترقی کے ارتقاء کے لئے ناگزیر ہیں۔ چنانچہ اسٹالن نے پوری ہمت کے ساتھ اپنے موقف میں تبدیلی کا اعلان کر دیا۔ جون ۱۹۳۱ء میں اس کا بیان تھا۔

"ہمیں پرانے دانشوروں کے سلسلہ میں اپنی پالیسی کو ضرور بدل دینا چاہیئے تخریبی کارروائیوں کے عروج کے دور میں پرانے تکنیکی ماہرین فن اور دانشوروں کے سلسلہ میں ہمارا رویہ بالعموم ایک ایسی پالیسی اپنانے کا تھا جس کے ذریعہ انھیں مکمل طور پر اکھاڑ پھینکا جائے۔ اب ہمارے رویہ کا اظہار کچھ ایسی پالیسیوں کے طور پر ہونا چاہیے جن میں ان کی طرف رغبت شامل ہو اور ان کو اپنے اندر شامل کرنے کا ارادہ ہو۔ یہ بات بالکل غلط اور غیر منطقی ہوگی کہ ہم پرانی پالیسیوں کو نئے بدلے ہوئے حالات میں بھی اپنائے رہیں۔ یہ ایک نافہمی بلکہ حماقت ہوگی کہ ہم عملی طور پر انجینئر اور ہر ماہر کو، جو پرانے مکتب خیال سے تعلق رکھتا ہے، صرف ایک تباہ کار اور چھپا ہوا

مجرم ہی مانتے رہیں۔ ہم نے ہمیشہ "ماہرین پر طعن زنی" کو ایک نقصان دہ اور شرمناک بات سمجھا ہے اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ (۳۲)

پرانے دانشوروں اور غیر ملکی ماہرین کو ملازم رکھا جانا بھی ایک عارضی طریقہ کار کے طور پر پیش کیا گیا۔ ایک اہم ترین طویل مدتی کام اصل میں سوویت کے تعلیم و تربیت یافتہ دانش وروں کو تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اگلے چند سالوں میں بہت سے تکنیکی ادارے کھولے گئے اور نئی نسل کے بہت سے اولعزم نوجوان ان اداروں میں انجینیری اور صنعتی منیجری کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے داخل ہو گئے۔

صنعتی ترقی کی تیز اٹھان نے منیجروں اور تکنیکی دانشوروں کو اٹھا کر سوویت سوسائٹی کی بااثر اور بااقتدار حیثیتوں تک پہونچا دیا۔ اس سے پہلے اکتوبر انقلاب کے دور میں جیسا ہوا تھا، ویسے ہی صنعتی انقلاب نے بھی ایک زبردست قوت عمل اور جذبہ پیدا کیا اور ان لوگوں کے لیے جو اپنے اندر کچھ صلاحیتیں رکھتے تھے اور موجودہ مواقع سے فائدہ اٹھانا جانتے تھے، ترقی کی راہیں کھول دیں۔ صنعت کے پھیلاؤ نے ایسے نئے مواقع اور جگہیں فراہم کر دیں جن پر کچھ لوگ ترقی کرتے ہوئے بااقتدار حیثیتوں تک پہنچ گئے۔ تکنیکی اداروں سے پاس شدہ نوجوانوں کے لیے اپنی زندگیاں اور حیثیتیں بنانے کے لیے ایک ایسا میدان کھل گیا جس میں سند یافتہ تکنیکی ماہرین کی ایک کبھی نہ ختم ہونے والی مانگ ہر وقت موجود تھی۔ لیکن ساتھ ہی ان تکنیکی اداروں میں تعلیم و تربیت کا نصاب اور اس کے بعد وہ سخت مہمیں جن میں ان پاس شدہ طالب علموں کو تعلیم کے بعد لگنا تھا۔ ان سب نے تکنیکی معلومات اور طبعی میلان کے معیار کو بہت بلند اور مشکل کر دیا تھا۔ یہ سوال کس پارٹی کی ممبری اور یہ بات کہ داخلہ لینے والا کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ چیزیں تکنیکی اداروں میں داخلے میں آسانیاں فراہم کرتی تھیں۔ انہی پر بعض حالات میں ملازمت کے بعد کی ترقی کا بھی انحصار تھا۔ لیکن پھر بھی یہ تمام خصوصیتیں کسی ممتاز حیثیت کے حصول کے لیے کوئی مکمل ضمانت نہ تھیں۔ مشکل ترین تکنیکی ذرائع پر پوری طرح مہارت اور استادی حاصل کرنے کی لیاقت ہی ایک ایسی بنیادی اور ناگزیر ضرورت تھی جس کی مدد سے کوئی شخص کسی اہم جگہ پر اپنی حیثیت کو برقرار رکھ سکتا تھا۔ لیکن بہت اہم جگہیں اب بھی ایسے سند یافتہ ماہرین کے لیے محفوظ تھیں جو پارٹی کے ممبر تھے۔ لیکن ایسے معتبر انجینیر بھی جو پارٹی کے ممبر نہیں تھے کچھ ایسی ذمہ دار جگہوں پر مقرر کر دیے

گئے تھے۔

جہاں زبردست تکنیکی مہارت کی ضرورت تھی۔ اور اعلیٰ تکنیکی اداروں میں داخلہ کے لئے کسی خاص طبقہ سے تعلق رکھنا ایک ثانوی حیثیت ہو جاتا۔

جیسے جیسے اس نئی ابھرتی ہوئی صنعتی سوسائٹی میں اُٹھنے والے پیچیدہ مسائل کا بوجھ پارٹی کے رہنماؤں پر بڑھا، اتنا ہی نئے آنے والے منیجروں کے حلقہ پر ان کا انحصار بھی بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء کی دہائی کے درمیانی اور آخری حصہ میں پارٹی نے نئے تکنیکی دانشوروں کو بھرتی کرنے پر زیادہ زور دیا۔ ۱۹۳۹ء کی اٹھارھویں پارٹی کانگریس میں آخری روک بھی ہٹادی گئی اور قواعد وضوابط میں ترمیم کرکے منیجروں اور تکنیکی دانشوروں کو پارٹی میں داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ پارٹی میں تکنیکی دانشوروں کا داخلہ پارٹی اور انتظامیہ کو ملانے کے سلسلہ میں ایک اہم قدم تھا۔ اب پارٹی کی پرولتاری بنیاد پس منظر میں چلی گئی اور اس کی سماجی شکل میں انتظامیہ اور انجینیری سے تعلق رکھنے والے چند اشخاص کی بالادستی بڑھنے لگی۔

صنعت میں یہ چیدہ اشخاص جیسے جیسے بڑھے اور ان کی حیثیت کو مضبوطی حاصل ہوئی، ان لوگوں میں اقتدار اور اپنے حقوق حاصل کر لینے کی بھی خواہش ابھری۔ پارٹی کے رہنماؤں نے بھی حکومت سے ان کی وفاداری کو محفوظ اور مضبوط کرنے کے لئے انھیں بڑے بڑے انعامات واکرامات سے نوازا۔ منیجروں کے امتیازات کو اور بڑھایا گیا اور صنعت میں ایک شخص کا پوری طرح انتظام سنبھال لینا، ایک باقاعدہ طریقہ ہوگیا۔ ٹریڈ یونینوں کی طاقتوں کو کم کیا گیا، پارٹی کی مقامی تنظیموں کی کارکردگی کو منیجروں کے منصوبوں کی تفصیلات اور جزئیات میں دخل دینے کے بجائے عمومی نظم وضبط برقرار رکھنے کی طرف موڑا گیا۔ فیکٹری کے ڈائرکٹروں کو کافی بڑی حد تک ایسے معاملات میں خود فیصلہ کر لینے کے اختیارات دئے گئے، جہاں موجودہ ذرائع میں کاٹ چھانٹ کرنا ضروری ہوجائے بشرطیکہ ان کے عمل سے جو مقصد ان کے سپرد کیا گیا ہے، وہ ضرور پورا ہورہا ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حکومت کے رہنماؤں نے ایسے طریقے بھی اختیار کئے جن سے ان چیدہ اشخاص کی حیثیت اور ان کو حاصل ہوئی طاقت واختیارات حدود سے

باہر نہ نکل جائے۔ پولیس اور پارٹی کے ضابطوں کو ایسے ہتھیاروں کے طور پر استعمال کیا گیا جن سے پارٹی کے رہنماؤں کی خواہشات کے پورا کرنے کے سلسلہ میں پوری طرح نگرانی کی جاسکے۔ کارکردگی میں ناکامی یا کوتاہی اور پارٹی سے ذرا بھی بے وفائی کے سلسلہ میں بہت سزائیں دی جائیں۔ حالاں کہ منیجروں کے اس حلقہ کو ایک نیا اقتدار حاصل ہو گیا تھا اور بہت سے حقوق بھی دے گئے تھے۔ پھر بھی عام طور پر یہ ایک غیر محفوظ، مشتبہ اور مشکوک قسم کے ماحول میں کام کر رہے تھے۔ صنعت میں چیدہ اشخاص کا یہ حلقہ ایک طبقے کی حیثیت سے ضروری تھا۔ لیکن ان کی انفرادی شخصیتیں بہرحال اتنی ناگزیر نہیں تھیں ان کشمکشوں اور مسلسل دباؤ کے نتیجہ میں چیدہ اشخاص کا یہ حلقہ ایک مضبوط اور مستقل حلقہ نہ تھا بلکہ بدلتا رہتا تھا۔ ان کو ملے ہوئے یہ خصوصی حقوق کسی خاص کام کے سلسلہ میں ہوتے تھے اور جیسے ہی وہ کام نہ ہوتا یہ حقوق بھی اس کے ساتھ ختم ہو جاتے۔

حالاں کہ صنعتی ترقی سے تکنیکی دانشوروں کے حقوق اور اقتدار اور ساتھ ہی ان پر ذمہ داریاں بھی بہت بڑھیں۔ لیکن جو چیز سب سے اہم تھی وہ یہ تھی کہ مزدوروں پر ضابطے کی پابندی میں سختی پیدا ہوئی۔ منصوبہ بند صنعتی ترقی کے ساتھ ہی جبر کا استعمال بھی بڑھ رہا تھا۔ دائیں بازو کے حزب مخالف کی ۳۹-۱۹۳۸ء میں مکمل شکست کے بعد ٹریڈ یونینوں سے تنخواہوں کے سلسلہ میں گفت و شنید کے وہ حقوق بھی چھین لئے گئے جو اب تک اس کے پاس باقی تھے۔ ان کا کام صرف چھوٹے موٹے جھگڑے چکانا تھا۔ مزدوروں کو پیداوار بڑھانے کے لئے نصیحتیں کرتے رہنا اور سماجی انشورنس اور مزدوروں کی عام خوشحالی کے سلسلہ کے پروگراموں میں حصہ لینا رہ گیا۔

مزدوروں کی بھرتی کا انداز کچھ ایسا تھا کہ کسی حلقہ کی زائد دیہی آبادی کو بڑے پیمانے پر صنعتی مرکزوں کی طرف منتقل کر دیا جاتا۔ حالاں کہ ایک انداز سے پیش کش رضاکارانہ ہی ہوتی اور اجتماعی فارموں اور صنعتی کارخانوں کے آپسی معاہدے کے ذریعہ اسے پورا قانونی جواز بھی حاصل ہوتا۔ لیکن حقیقت میں یہ تبادلے حکم کے طور پر ہی ہوا کرتے، اجتماعی فارموں کے پاس بھی اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا کہ وہ ان احکامات کے آگے جھک جائیں اور جتنی تعداد ان کے حصہ میں مقرر کی گئی ہے۔

اسے بھیج دیں۔ ۱۹۴۰ء میں 'حکومت کے مزدور ریزرو'
کے قیام کے بعد سے، صنعتوں میں نوجوانوں کو ایک طرح سے 'جبریہ بھرتی' کے انداز میں ہی ملازمت ملتی تھی۔ صنعتی ترقی کی رفتار میں تیزی کے ساتھ کام کے سلسلہ میں ضابطے اور پابندیوں کو بہت زیادہ سخت کیا جاتا رہا۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس زمانہ میں کارخانوں میں مزدور آتے اور غائب ہوجاتے۔ اس طرح کام کے بہتر حالات کی تلاش میں کارخانے بدلتے رہتے۔ مزدوروں کو اپنے کام پر مستقل طور پر جمائے رکھنے کیلئے نصیحتوں اور مشوروں نے کوئی خاطر خواہ اثر نہ کیا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں پارٹی نے جرمانوں اور سزاؤں کی طرف رُخ کیا۔ کام "چھوڑ کر بھاگنے والوں" اور "بار بار غیر حاضر" رہنے والوں کو دھمکی دی گئی کہ وہ چھ مہینے کے لئے صنعتی ملازمت سے برطرف کردئے جائیں گے۔ یہ ترکیب بھی بے سود ثابت ہوئی، چوں کہ مزدوروں کی قلت تھی اور کارخانے کے منیجر ہر اس شخص کو فوراً ملازم رکھنے کے لئے تیار ہوجاتے جو وقت پر موجود ہوتا۔ ۱۹۳۲ء میں ایک اندرونی پاسپورٹ جاری کرنے کا طریقہ شروع کیا گیا۔ مزدوروں کے بار بار کھسک جانے پر روک لگانے کی غرض سے حکومت نے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے کام "چھوڑ بھاگنے" والوں اور "غیر حاضر" رہنے والوں کو ان کے راشن کارڈوں اور رہائشی مکانوں سے محروم کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اتنے سخت جرمانوں کے باوجود بھی بعض موقعوں پر خود کارخانوں کو چشم پوشی برتنی پڑجاتی چوں کہ وہ خود مزدوروں کی قلت کے شکار تھے۔

۱۹۳۸ء سے کچھ اور زیادہ سخت ضابطے اور قاعدے عائد کئے گئے۔ دسمبر ۱۹۳۸ء تمام تنخواہ دار ملازمین کو "مزدوری کے کتابچے" جاری کر دئے گئے جن میں ان کی ملازمت کا پورا ریکارڈ درج ہوتا۔ اس کے بعد کوئی شخص اپنا کتابچہ دکھلانے کے بعد ہی کہیں ملازم رکھا جاسکتا تھا۔ یہ کتابچہ اس وقت تک کارخانہ کے پاس جمع رہتا جب تک وہ شخص وہاں ملازم رہتا۔ مزدوری کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں ملازمت سے نکالا جاسکتا تھا، جس کے ساتھ رہائشی مکان بھی چھن جاتا تھا اور سماجی انشورنس کے حقوق بھی ختم ہوجاتے۔ وہ منیجر جو ان جرمانوں کو عائد کرنے میں کوتاہی برتتے خود انکو بھی قانونی سزائیں دی جاتیں۔ جون ۱۹۴۰ء میں ایک اور قانون جاری کیا گیا جس کے تحت وہ ملازمین جو اپنے کام پر بغیر کسی جائز بھی عذر کے بیس منٹ سے زیادہ دیر سے

پہونچتے انھیں جرمانہ کے طور پر اپنی جگہ پر زائد مزدوری کرنی پڑتی اور ان کی تنخواہوں میں ۲۵ فیصدی تک کٹوتی کی جاتی۔ یہ جرم اگر بار بار سرزد ہوتا تو اس سے بھی زیادہ سخت سزائیں دی جاتیں۔ چھوٹی موٹی چوریوں اور کام کرنے کی جگہوں میں غنڈہ گردی پر ایک سال تک قید کی سزا دی جاسکتی تھی۔ جون ۱۹۴۰ء میں تمام مزدور اپنی اپنی جگہوں پر جما دیے گئے۔ اب ان کا وہاں سے کہیں اور تبدیل ہونا ناممکن ہوگیا۔ ملازمت کی تبدیلی کے لئے انتظامیہ کی مخصوص اجازت حاصل کرنی ضروری تھی اور یہ اجازت حاصل کئے بغیر ملازمت چھوڑ دینے کی سزا قید مقرر کی گئی تھی۔ دفاعی سامان تیار کرنے والے کارخانوں یا ایسے کارخانوں میں جو اس سے کسی بھی طرح متعلق ہوں بغیر اجازت ملازمت چھوڑنے پر کورٹ مارشل کے تحت مقدمہ چلایا جاتا اور مجرم کو پانچ سال سے آٹھ سال تک جبریہ مزدوری کی سزا دی جاسکتی تھی۔ چونکہ محض جبر اور دباؤ کے ذریعہ شرح پیداوار میں خاطر خواہ اضافے یا اس کے لئے ترغیب پیدا ہوسکنے کی امید مشکل سے ہی کی جا سکتی تھی، اس لیے حکومت کو جلدی ہی زیادہ مثبت طریقوں کے متعلق سوچنا پڑا۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ کی ابتدائی جوش و خروش کے ساتھ پیداوار کے سلسلہ میں سوشلسٹ مقابلہ پر نسبتاً زیادہ زور دیا گیا۔ 'ادارنک' یعنی

- - - - - - - - - -

"حیرت ناک مزدور" جو پیداوار کے پرانے ریکارڈ توڑتا اسے سوویت سوسائٹی کا نیا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا اور اُسے بہتر رہائشی مکان، بہتر غذائی سامان اور اچھی ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے میں مخصوص حقوق سے نوازا جاتا۔ نئی اقتصادی پالیسی کے دور میں جس مساوات کے لئے ٹریڈ یونینوں نے اتنا زور دیا تھا اس مساوات سے اس انحراف کو جلدی ہی خود اسٹالن کی رضامندی کی سند بھی حاصل ہوگئی۔

جون ۱۹۳۱ء میں تجارتی منتظمین کی ایک کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے اسٹالن نے "بائیں بازو گروپ کے پیش کردہ تنخواہوں میں مساوات کے طریقے" کو مسترد کیا تھا۔ اور تنخواہوں کے ایک ایسے نئے ڈھانچے کی تشکیل کا مشورہ دیا تھا جو مزدوروں کے بار بار کام تبدیل کرنے کو روکے، مزدوروں کو ایسی ترغیبیں فراہم کرے جن سے وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں اور اپنی شرح پیداوار میں اضافہ کریں۔ (۴۴)

چنانچہ جلدی ہی اس کی اس تقریر کا اثر محسوس کیا جانے لگا۔ اور تنخواہوں کی

تاکہ مزدوروں کو بھاری صنعتوں کی طرف کھینچا جاسکے اور ان میں یورال اور مشرقی خطوں میں ہجرت کرنے کا شوق پیدا کیا جاسکے۔ پیداوار اور معاوضے میں رشتہ پیدا کرنے کے لئے کام کی مقدار کے تناسب سے اجرت کی ادائیگی کو عام کیا گیا۔ جو شخص مقررہ معیار سے زیادہ پیداوار کرتا اس کے معاوضے میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا۔ اور ممتاز اور نمایاں قسم کے مزدوروں کو بڑے بڑے بونس کی رقموں کا انعام ملتا، مختلف درجے بنائے گئے، مخصوص قسم کے حقوق عطا ہوتے، تعظیم و تکریم اور عزت افزائی ہوتی اور شہرت دی جاتی۔ ان ممتاز اور نمایاں قسم کے مزدوروں کے کارہائے نمایاں اور کامیابیاں، جن میں عام طور پر کسی حد تک ایسی بیرونی امداد بھی شامل کر دی جاتی جس کو پہچاننا ممکن نہ ہوتا، ان سے اوسط شرح پیداوار میں ایک عام اضافہ ضرور ہوا، اور ان بھسڈی مزدوروں پر، جنھیں یہ امتیازی حقوق حاصل نہ ہوسکے تھے پیداوار بڑھانے کیلئے نسبتاً زیادہ زور پڑا۔ تنخواہوں کے فرق بہت تیزی سے بڑھے اور مزدور طبقے کی مجموعی شکل کچھ عجیب دورخی سی بن کر ابھری اس میں ایک طرف ممتاز اور مخصوص قسم کے چند خوشحال مزدور بھی شامل تھے اور ایک "غریب، پسینے میں تر" مزدوروں کی بہت بڑی عوام بھی موجود تھی جسے زندگی کی آسانیاں اگر کچھ فراہم بھی تھیں تو بس برائے نام ہی تھیں۔ صنعتی ترقی نے اپنی قیمت شہروں اور دیہی علاقوں دونوں جگہوں پر مقرر کرلی تھی۔ اس کا بوجھ کارخانوں کے زیادہ تر غیر تربیت یافتہ مزدوروں کے کندھوں پر ہی پڑا۔

یہ تیسرا انقلاب جس میں سارا زور صنعتی ترقی اور فوجی طاقت کو مضبوط کرنے پر دیا گیا تھا، اس نے سوویت تنظیم پر بہت گہرا اثر چھوڑا۔ مساوات کو ایک ایسے نظام کی تلاش کے سلسلہ میں مسترد کر دیا گیا جس میں کچھ اس انداز سے معاوضہ اور آمدنی کی تقسیم کی جائے جس سے کارکردگی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ اور پیداوار بڑھانے کی ترغیب پیدا کی جاسکے۔ عوام کی خوشحالی کی جگہ ملک کے سرمایے میں اضافے اور ہتھیاروں کی زیادہ سے زیادہ ذخیرہ اندوزی نے لے لی۔ حالاں کہ خود حکومت کا اپنا مفاد اس میں تھا کہ وہ مزدور طبقہ کو کم از کم اس معیار پر ضرور برقرار رکھے جس میں اس کی مستعدی اور کارکردگی کم نہ ہو اور حکومت کو اس کی حمایت حاصل ہوتی رہے لیکن بھاری صنعتوں کی تعمیر و ترقی اور زبردست فوجی اخراجات کا مستقل دباؤ اس مقصد کے حصول میں مسلسل حائل ہو رہا تھا۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ کے آخری حصہ میں جب یہ دباؤ ناقابل برداشت ہوگیا تو حکومت کو مجبوراً اپنی مانگوں کو

عارضی طور پر کچھ کم کرنا پڑا۔ ۱۹۳۰ء کی دہائی کے درمیانی حصہ میں عام معیارِ زندگی میں جو اٹھان نظر آتا ہے اس کے پیچھے یہی مقصد کار فرما تھا کہ عوام میں دوبارہ کچھ اُمید پیدا ہو جائے اور انھیں مستقبل کی بہتر اور خوشحال زندگی کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ لیکن دوسری جنگِ عظیم سے پہلے اس کی تیاری نے اور خود جنگ کے تلخ تجربے نے سوویت عوام کو ایک بار پھر زندگی کی شدید ترین مشکلات کے دور میں ڈھکیل دیا۔ جنگ کے فوراً بعد معیارِ زندگی میں ایک اٹھان نظر آئی جو دورانِ جنگ کے بے انتہا گرے ہوئے معیارِ زندگی کے مقابلہ میں کافی نمایاں فرق کا اظہار کرتی تھی۔ لیکن دوسری جنگ کے ختم ہوتے ہی صنعتی ترقی پر دوبارہ زور دیئے جانے اور ٹھنڈی جنگ کے دور میں ہتھیاروں کی ذخیرہ اندوزی کے ایک نئے مقابلہ نے عام خوشحالی پر ایک نیا بوجھ ڈالنا شروع کر دیا جس کے اثر سے معیار اونچا اٹھنے کے بجائے نیچے کی طرف ہی جھکا۔

اسٹالن کی مطلق العنانیت

پوری سوسائٹی اور اس کی معاشیات کو صنعتی ترقی اور فوجی ضروریات کی بنیادوں پر ڈھالنے کے لیے ضروری تھا کہ حکومت میں آمریت کے نقوش کو اور مضبوط کیا جائے۔ کسانوں پر اوپر سے مسلط کیا گیا انقلاب " اور اخراجات میں کمی جس کی " ابتدائی سوشلسٹ ذخیرہ اندوزی " کو ضرورت تھی' اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی تھی جب تک جبر اور دباؤ میں اضافہ نہ کیا جائے۔ اسٹالن کے اپنے آمری اقتدار کی مضبوطی پارٹی کے نقطۂ نظر سے انحراف رکھنے والوں کا صفایا، حکومت میں شعبہ واریت اور افسر شاہی نظام کو مضبوط کیا جانا' خفیہ پولیس کی پوشیدہ کارگزاریوں میں توسیع اور جبریہ مزدوری میں اضافہ ان تمام چیزوں کا جبریہ صنعتی اور فوجی ترقی کے ساتھ ساتھ چلنا ضروری تھا۔

آمریت کا وہ انداز جو اسٹالن کے دورِ حکومت میں ابھر کر سامنے آیا اپنے اندر کچھ پیچیدگیاں بھی رکھتا تھا۔ اس کا ایک رخ تو وہ تھا جس میں اسٹالن خود اپنی حیثیت کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ اس سلسلہ میں تمام ایسی طاقتوں کے مرکزوں کو، جو حقیقت میں اس سے مقابلہ کر سکتے تھے یا اُن میں کسی بھی وقت مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی تھی

راہ سے بالکل ہٹا دیا جانا شامل تھا۔ سوویت عوام کو ایک خاص انداز کے پروپیگنڈے اور مستقل ہلچل میں پھنسائے رکھ کر ان کے ذہنوں پر یہ خیال مسلط کر دیا جائے کہ سوویت نظام ہی سب سے بہتر ہے اور اس کی رہنمائی سب سے افضل ہے۔ یہ اس کا مثبت رُخ تھا۔ اور منفی رُخ یہ تھا کہ عوام کو بیرونی دنیا سے اور خود آپس میں اتنا الگ کر دیا تھا کہ وہ یہ سوچ ہی نہ سکیں کہ اس نظام کا کوئی متبادل بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ خفیہ پولیس کی مدد سے مستقل خوف و ہراس کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی جس میں ہر شخص کو ہر وقت کسی مخبر کا خوف رہتا اور مزدور کیمپوں میں جبریہ طور پر بھیجے جانے کا خدشہ لاحق رہتا تھا۔ ایک طرف پارٹی اور خفیہ پولیس، فوج اور انتظامیہ کی وفاداری پر نگاہ رکھتی تھیں اور دوسری طرف خود ایک دوسرے کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھتی رہتی تھیں۔ ہر شعبہ ایک دوسرے پر شبہ کرتا تھا اور اس آپسی کشمکش اور جاسوسی کے ماحول میں پارٹی، پولیس، فوج، اور انتظامیہ میں حیثیتیں حاصل کر لینے کے لئے مستقل طور پر ایک مقابلہ بھی جاری رہتا۔ جس سے برابر تصادم کی فضا برقرار رکھنے کے مقصد کو پوری مدد ملتی تھی۔ یہ کچھ ایسے مقابلے اور قضیے ہوتے جن کے آخری حل سوائے خود اسٹالن اور پولٹ بیورو

میں اس کے بہت معتبر حمایتیوں کے علاوہ کوئی اور تلاش نہ کر سکتا۔ خود اسٹالن کے ہاتھوں میں اقتدار کے مکمل طور پر مرکوز ہونے کا انحصار صرف اسی بات پر تھا کہ ہر طاقت کو کس طرح اس کے ماتحتوں میں تقسیم کیا جائے۔

اسٹالن کے فارمولے کا دوسرا رُخ یہ تھا کہ صنعتی اٹھان کی مانگوں کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے تحت نئے سوویت دانشوروں کو اپنے ساتھ ملایا گیا۔ ان میں ممتاز شخصیتوں کو بڑے بڑے مادی فوائد سے نوازا گیا اور سماجی اعتبار سے ان کے رتبوں کو بلند کیا گیا۔ اسی فارمولے کے تحت مزدوروں میں ایک ممتاز اور متموّل طبقہ وجود میں آیا جسے پوری مزدور عوام میں سب سے آگے جگہ دی جاتی۔ اسی کے تحت لالچ اور ترغیب کا ایک ایسا طریقہ رائج کیا گیا جس سے زیادہ پیداوار دینے والے مزدوروں کو انعام ملتے اور پھسڈی اور غیر مستعد مزدوروں کو جرمانے اور سزائیں بھگتنی پڑتیں۔ اس میں ایک خطرہ یہ ضرور تھا کہ اس طریقے سے نیم تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ قسم کے مزدوروں کا ایک زیادہ بڑا حصہ کٹ کر بالکل الگ تھلگ نہ ہو جائے۔ چوں کہ ان کو معاوضے بھی کم

ملتے اور ضروریات زندگی کی چیزیں بھی مشکل سے حاصل ہوتیں، لیکن ان خطروں کے سلسلہ میں مزدوروں پر بہت سخت ضابطوں اور قانونی پابندیوں کی مدد سے قابو حاصل کر لیا گیا۔ سوویت سوسائٹی میں پارٹی کے واحد رہنما کی حیثیت سے اپنے اقتدار کے استحکام کو مدنظر رکھتے ہوئے، اسٹالن نے یہ بھی کوشش کی کہ وہ آخری طرز حکومت کو روسی زندگی میں ایک نئی جگہ اور عزت بخشدی جائے اور اسے روس کی تاریخی روایتوں سے ہم آہنگ کر کے پیش کیا جائے۔ استحکام اور قانونی اور اخلاقی جواز حاصل کرنے کی اس کوشش میں اسٹالن بعض بہت عجیب عجیب اور گمراہ کن راہوں پر نکل گیا۔ تعلیمی نظام کو بہت سختی سے ایک نئے سانچے میں ڈھلا گیا جس سے تمام پہلے تجرباتی اور ترقی پسندانہ نقوش کو بالکل مٹانا پڑا۔ اب تعلیمی اداروں کا نیا روپ طاقت اور اقتدار کے ایک ایسے آلہ کار کا سا تھا جس کے ذریعہ طالب علموں میں حکومت کی خدمت کیلئے لگن پیدا کی جا سکے۔ اور وہاں ایسے نوجوان تیار کئے جا سکیں جنہیں سوویت افسری ڈھانچے پہلے سے مقرر شدہ کاموں پر لگایا جا سکے۔ اس جذبہ کا اظہار خاندان کے حقوق کو ایک بار پھر مضبوط کر دینے کی کوشش میں بھی ہوا اور اسقاط حمل پر پابندیوں، بچوں کی پیدائش میں اضافے کی ترغیب اور شادی کی بندشوں کو مضبوط کرنے کی کوششوں وغیرہ میں بھی اس کا اثر نمایاں طور پر نظر آیا۔ اس نے چرچ سے بھی ایک حقیقی مگر غیر واضح سے معاہدے کو جنم دیا۔ جس کے ذریعہ پادریوں اور ان کے معتقدین کی سیاسی وفاداری کو اس قیمت پر حاصل کر لیا گیا کہ ان کی مذہبی رسومات کی ادائیگی کو برداشت کر لیا جائے گا۔ اسے کچھ ایسے انداز سے بھی پیش کیا گیا جیسے سوویت سوسائٹی کو منظم رکھنے کیلئے یہی قوم پرستی کا واحد جذبہ بھی ہے۔ اس بات کی کوشش مستقل بڑھتی ہی گئی کہ سوویت حکومت کو روس کے ماضی کا بہترین قانونی اور اخلاقی ورثہ ثابت کیا جا سکے۔ قانون کو ایک نئے انداز سے پیش کیا گیا جس میں زور اس بات پر تھا کہ اس کو ایسا آلہ کار سمجھا جائے جو حکومت کے سلسلہ میں رعایا پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو پورا کرواتا ہے اور اشخاص اور حکومت کے صنعتی اور تجارتی اداروں کے درمیانی رشتوں میں معقولیت اور نظم و ضبط پیدا کرتا ہے۔

حکومت کی طاقت کو جانے کی اس کوشش میں تمام سوویت نظریات کو بھی موڑ نے کی کوشش کی گئی۔ اب اس میں امن وسکون اور استقرار کی عظمت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ وہ نظریہ کہ ریاست آہستہ آہستہ خود بخود ختم ہوتی چلی جائے گی اب مسترد کیا جاچکا تھا۔ اہم ترین مارکسی اعتقادات میں سے ایک یہ نظریہ کہ بنیادڈھانچے سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے' اب حقیقت میں بالکل پلٹ دیا گیا تھا۔ اور راہیں متعین کرنے میں گردو پیش کا ماحول کس طرح اثرانداز ہوتا ہے' اس خیال کو بھلا دیا گیا تھا۔ ریاست کے ڈھانچے کو عظمت بخشی گئی اور اس کو کچھ اس انداز میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا جیسے سوویت سوسائٹی میں تمام تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے اور ان کی رہنمائی کرنے کی واحد ذمہ دار یہی ہے۔ ایک فردِ واحد کے کردار کو نئے انداز میں کچھ اس طرح رکھا گیا کہ وہ شعور، ضابطے اور پابندیوں کے ساتھ حکومت کے مقاصد کے حصول کیلئے خود کو کتنا مطیع وفرمانبردار بنا سکتا ہے۔ (۲۵)

مگر اس تبدیلی کو کوئی ایسی نئی اور تعجب خیز بات بھی نہیں کہی جاسکتی۔ دنیا کے انقلابوں کی تاریخ میں کتنی ہی ایسی مثالیں مل جائیں گی جہاں پر انقلابی تحریک اپنی فتح کے فوراً بعد تحریک کے اٹھان کے زور میں کمی آتے ہی سب سے پہلے اپنی طاقت کو مسلط اور مضبوط کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ بڑی بڑی آمرانہ حکومتیں بھی اپنے گردو پیش سے مصالحت کئے بغیر بچ کر نہیں نکل پاتیں۔ بقاء کے لیے کچھ قیمت ادا کرنی لازمی تھی اور یہ کیا قیمت تھی؟ ایسے یوٹوپیائی مقاصد کو یکسر فراموش کر دینا جنھیں وقتی طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا' پچھلے نظریات کے ان مقدس تصورات کو بالکل مسترد کر دینا جن کے خلاف پہلے کبھی سوچا بھی نہ جاسکتا تھا۔ اور ایسے طریقوں کو اپنا لینا جو انقلابی پروگرام کے بنیادی تصورات سے مکمل طور پر تضاد رکھتے تھے۔ انقلاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ طنزیہ حصہ وہ اثرات اور وہ نتیجے ہیں جو غیرارادی طور پر رونما ہوئے۔

اِن حالات میں اثرات کی پیچیدگیوں کو پوری طرح کھول لینا اتنا آسان نہیں ہے جن کی مدد سے سوویت کو روس میں اقتدار کی دیرینہ روایات پر پورا قابو حاصل کرلینے کا موقع مِل گیا۔ صنعتی ترقی ان میں یقیناً ایک ایسی طاقت تھی

جس نے اس تشکیل میں مدد دی۔ مثال کے طور پر تعلیم کے میدان میں صنعتی نظم و ضبط ایک ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت پر زور دیتا تھا جو ناخواندگی کو ختم کر دے۔ عوام میں کم از کم بنیادی اور ضروری پڑھائی لکھائی اور حساب وغیرہ عام کر دے، ان میں قانون کی پابندی، فرمانبرداری اور ہر کام کو ٹھیک ٹھیک انجام دینے کا جذبہ پیدا کر دے۔ ایسے طالب علموں میں جو اعلیٰ تکنیکی اداروں میں داخلہ لینے والے ہوں اور پھر بعد میں تکنیکی، انجینیری اور مینیجری وغیرہ کے عہدوں پر کام کرنے والے ہوں ریاضی اور سائنس کے مضامین کی بنیاد کو پوری طرح مضبوط کر دے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں بچوں کے اسکول ان مقاصد کو نہیں پورا کر سکتے تھے۔ ان میں نظم و ضابطہ بہت ڈھیلا تھا، استادوں کا حق و اختیار بہت کم تھا، روایتی مضامین کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی، مختلف قسم کے تجربات نے ان میں عجیب طرح کی بے نظمی سی پیدا کر رکھی تھی، آئے دن نصابوں میں تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں۔ تیسری دہائی کی ابتدا میں تعلیمی اصلاحات نے نظم و ضبط پر زور دیا اور استادوں کے اثر کو بڑھایا۔ اب بنیادی اور ابتدائی تعلیم اس بات کا صاف طور پر اظہار کر رہی تھیں کہ صنعتی دور کی ضروریات اور تعلیمی نظام میں ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ خاندانوں کے افراد میں باہمی رشتے اور اس کی مضبوطی کی اہمیت اور طلاق کے سلسلہ میں بندشوں کو اور سخت کیا جانا بھی اسی انداز فکر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک اچھے منظم خاندان میں پیدا ہوئی نظم و ضبط کی عادتیں رکھنے والے افراد سے سیاسی نظام میں بھی اسی قسم کے رویے کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

تیسری دہائی کی قانونی اصلاحات بھی کسی حد تک صنعتی ترقی کی جدوجہد کے اثرات کی پیداوار ہیں (۴۶)۔

دوسری دہائی میں قانون کو بورژوا سوسائٹی کا ایک اب افسردہ اور بیکار ترکہ سمجھا جاتا تھا جو خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس کی عارضی افادیت اس سے زیادہ کچھ نہ تھی کہ یہ طبقاتی دشمنوں سے مقابلہ میں ایک پرولتاری ہتھیار کی حیثیت رکھتا تھا۔ محنت کش طبقے میں سے جو لوگ "خطرناک سماجی" جرم کرتے تھے ان کے ساتھ پچھلے با اقتدار طبقے کے افراد کے مقابلہ میں نرمی کا برتاؤ کیا جاتا۔ اس دور میں

قانون کے فلسفہ کو پوری طرح مارکسی انداز میں ڈھال کر ایک مشینی انداز سے بیان کیا جاتا تھا۔ مجرموں کو ان کے ماحول اور گرد و پیش کا شکار سمجھا جاتا اور ان کو اس نظر سے نہ دیکھا جاتا کہ ایک فرد کی حیثیت سے انھیں اپنے جرم کی سزا بھگتنی چاہیے بلکہ انھیں سوسائٹی میں پھر نئے سرے سے شامل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اس انداز کی بنیاد اس تصور پر تھی کہ جیسے جیسے سوسائٹی کمیونزم کی طرف بڑھے گی ارتکاب جرم خود بخود ختم ہو جائے گا۔

بڑے پیمانے پر سماجی بدنظمی اور جرموں کی ایک تیز لہر جو اشتراکیت اور صنعتی ترقی کی جد و جہد کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئی، اس سے اس پرانے تصور میں تاریخی غلطی کا احساس بڑھتا گیا۔ ایک صنعتی سوسائٹی کو قانون اور نظم و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ سوویت رہنماؤں نے بھی اس کا اظہار کیا کہ قانونی نظام کو اس ضرورت کو پورا کرنا چاہیے۔ ۱۹۳۰ء میں اسٹالن نے اعلان کیا۔

"یقیناً ہم بھی اس کے موافق ہیں کہ ریاست کو آہستہ آہستہ ختم ہی ہونا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم پرولتاریوں کی ڈکٹیٹر شپ کو مضبوط کرنے کے بھی حامی ہیں چوں کہ آج تک وجود میں آنے والے کسی بھی حکومتی اقتدار کے مقابلہ میں یہی مضبوط ترین اور سب سے زیادہ طاقتور ہو سکتی ہے۔ وہ حالات پیدا کرنے کے لئے جن میں حکومت خود بخود ختم ہو جائے صرف یہ طریقہ ہے کہ حکومتی اقتدار اپنے انتہائی نقطۂ عروج کو پہونچ جائے۔ اور یہی مارکسی فارمولا ہے۔ کیا یہ "متضاد" باتیں ہیں؟ ہاں! یہ "متضاد" ہیں۔ مگر یہ تضاد ہی زندگی ہے۔ اور یہ تضاد ہی مارکسی منطق کی ترجمانی کرتا ہے۔" (۳۷)

چنانچہ قوانین میں نظر ثانی کے بعد جو تبدیلیاں پیدا ہوئیں اس میں جبر اور حکومت کے دباؤ کے اثرات زیادہ نظر آتے ہیں۔ اب خود جرم کا بھی ایک نیا تصور نظر آ رہا تھا۔ ہر شہری پر کچھ ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کے پورا کرنے کی حکومت اس سے توقع رکھتی ہے۔ اب مجرم کو اس سلسلہ میں اپنی عام کوتاہیوں اور جرموں کے لئے قانون کے سامنے جواب دہ ہونا پڑتا تھا۔ اب کسی جرم کے الزام کو

ماحول پر نہیں ٹالا جا سکتا تھا جوں کہ اسٹالن نے کہا تھا: "اب ایسے کوئی قلعے اور حصار موجود نہیں ہیں جنھیں بالشویک روند نہ سکتے ہوں"[38] قانونی اداروں کے عزت و احترام کو پھر نئے سرے سے اہمیت دی گئی۔ ۱۹۳۶ء میں اسٹالن نے اعلان کیا: "ہمیں قانونی ضبط و نظم اور مضبوطی کی سب سے زیادہ اسی وقت ضرورت ہے"۔[39]

اب قانون کے سپرد یہ ذمہ داری یہ تھی کہ وہ صنعتی ارتقاء کی طرف بڑھائے ہوئے قدم کے سلسلہ میں سخت ترین پابندی اور تعمیل حاصل کرے، لوگوں میں خود ضابطگی اور رضاکارانہ طور پر اطاعت اور فرمانبرداری کی عادت پیدا کرنے میں مدد دے۔ صنعتی نظام کو صرف بہترین ذرائع پیداوار اور عقلی اصولوں پر چلانے کے اہم کام کو قانونی حیثیت بخشے اور بااقتدار گروپ کی حیثیت کو ایک ایسا نظام دے کر مضبوط اور مستحکم کرے جس میں پابندیاں یا سزائیں بھی مقرر ہوں اور ایسی گرفتیں بھی موجود ہوں جو اس کے اختیارات کو اور مضبوطی بخشیں۔

تیسری دہائی میں صنعتی ارتقاء کو اہمیت ضرور حاصل تھی لیکن صرف اسے ہی ایک ایسی واحد طاقت نہیں کہا جا سکتا تھا جس نے سوسائٹی اور اس کی نئی ثقافتی اور سماجی تبدیلی اور تشکیل میں حصّہ لیا ہو۔ اس کے علاوہ بھی اور بہت سی ایسی طاقتیں موجود تھیں جن کے اثرات سماجی اور ثقافتی زندگی پر پڑتے نظر آتے ہیں۔ صنعتی ارتقاء کے پیچھے جو مقصد کارفرما تھا وہ یہ عزم تھا کہ روس کو ایک خود کفیل، مضبوط اور ناقابل تسخیر قلعہ بنا دیا جائے جو بیرونی حملوں سے بھی محفوظ رہے گا۔ اور پھر خود ہی ایک ایسا میدان بھی بن جائے گا جہاں سے سوویت اقتدار کو بیرونی دنیا میں پھیلانا ممکن ہوگا۔ لیکن دوسری دہائی میں عالمی انقلاب کی توقعات جب ذرا کچھ کم ہونی شروع ہوئیں تو سوویت رہنماؤں کو اپنے داخلی ذرائع کی طرف ہی رجوع کرنا پڑا۔ ٹراٹسکی اور بائیں بازو کے حزب مخالف کی مکمل شکست کے بعد اسٹالن کے "ایک ملک میں سوشلزم" کے فارمولے کو ایک باضابطہ اصول کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ ظاہر ہے اس فارمولے کا اثر یہی ہوتا کہ قوم پرستانہ تصورات حاوی ہو جائیں۔ نظریاتی اعتبار سے، سوویت یونین دنیا کے پسماندہ اور دبے ہوئے عوام کے لئے ایک چراغ راہ کی حیثیت ضرور رکھتا تھا لیکن عملی طور پر کومنٹرن

(Comintern) کو سوویت حکومت کے مفادات کو پورا کرنے کے لئے ایک آلۂ کار بنا دیا گیا تھا۔ اور سوویت حکومت کے رہنما خود صرف اسی میدان میں اپنی طاقت بڑھانے اور اسے مضبوط کرنے کے کام میں منہمک ہو گئے تھے جو اس وقت ان کے لئے کھلا ہوا تھا۔

صنعتی ترقی کے ارتقاء کے ابتدائی چند سالوں میں جو قوم پرستانہ جذبہ ابھرا تھا اسے اس صنعتی ترقی سے پیدا شدہ طبقاتی کشمکش کے ماحول نے دھندلا کر دیا۔ اس جوش و ولولے کی پہلی لہر میں کٹر مارکسی نظریات میں سختی پیدا کرنے کی ایک نئی کوشش نظر آتی ہے۔ یہ رُوسی پرولتاری ادیبوں کی انجمن، "راپ" (RAPP)، کی ایک عارضی ڈکٹیٹرشپ کا زمانہ تھا۔ اس دور میں ادیبوں کو "منصوبے کے سلسلہ میں جھنجھوڑنے والے مزدوروں" کی حیثیت سے کام میں لایا گیا۔ اس زمانے میں "تاریخ کے میدان میں طبقاتی دشمنوں" پر زبردست تنقیدی حملے کئے گئے اور تارلے (Tarle) اور پلاٹونوو (Platanov) جیسے قومی تاریخ دانوں پر "بورژوا عقیدت" رکھنے کا الزام عائد کر کے انھیں شہر بدر کیا گیا۔ اس وقت کے ممتاز تاریخ داں، ایم۔ این۔ پوکرووسکی (M. N. Pokrovsky) کی پڑھائی ہوئی تاریخ مارکسی نظریات کی شعبدہ بازی سے زیادہ کچھ نہیں تھی۔ "ماضی میں سیاست کو ابھارا" گیا اور پورے زارشاہی دور کو ایک ایسا وقت بتلایا گیا جس میں عوام کے لئے صرف دباؤ اور جبر تھا اور جس سے بچ نکلنا ناممکن تھا۔ لیکن جب ایک طرف صنعتی ارتقاء اور اشتراکیت نے خود اپنی داخلی کشمکشوں کو ابھارنا شروع کیا اور دوسری طرف ہٹلر کے عروج نے روس کو سرمایہ داریت سے محصور ہو جانے کے نعرے نے اصل خطرے کا روپ اختیار کیا، تو اسٹالن کی رہنمائی نے بھی فوراً قوم اور وطن پرستانہ جذبات کا سہارا لیا۔ عوام کے لئے یہ ایک ایسا نظریاتی سہارا تھا جسے مارکسزم پیش کرنے سے قاصر تھی۔ ۹ جون ۱۹۳۴ء کو "پراودا" نے اس اپیل کو کھلے الفاظ میں پیش کیا۔ اس اخبار کے مطابق مادرِ وطن کے لئے یہ للکار، جانبازی اور جوانمردی کا ایک شعلہ بھڑکاتی ہے۔ ایک ایسا شعلہ جو ہماری بھرپور اور مکمل زندگی کے ہر میدان میں ایک نئی تخلیقی تحریک پیدا کرتا ہے ..... مادرِ وطن کا تحفظ سب سے بڑا قانون ہے ..... مادرِ وطن کے لئے، اسکی

عزت کے لئے، اس کی عظمت کے لئے، اس کی طاقت کے لئے اور اس کی خوشحالی کے لئے" (۴۰)۔

اب یہ نئی للکار اگلے چند سالوں میں پُرزور نعروں میں تبدیل ہو گئی۔ ۱۹۳۴ء میں مرحوم پوکروسکی کو مارکسی نظریات میں "گھٹیا پن" پیدا کرنے کا ملزم ٹھہرایا گیا اور کیروو (Kirov)، ژدانوو (Zhdanov) اور اسٹالن کی ہدایت کے تحت تاریخ نویسوں کو خود تاریخ کی درسی کتابیں لکھنے کا کام سونپا گیا جس میں روس کے ماضی کے سلسلہ میں پورے رویے پر نظرثانی کی گئی (۴۱)۔ قوم پرست تاریخ داں پھر بلائے گئے اور انھیں ان کے پرانے عہدوں پر فائز کیا گیا۔ اب نئی تاریخ کی کوشش یہ تھی کہ وہ سوویت حکومت کو قومی مفادات کے ایک محافظ کے روپ میں پیش کرے۔ اس نے زارشاہی دور کی فتوحات اور سرحدوں میں توسیع کو اُجاگر کیا۔ روسیوں کو ان فتوحات پر اور ان بزرگ ہستیوں پر جنہوں نے یہ کارنمایاں انجام دیئے تھے فخر کرنا سکھایا۔ اب تاریخ میں خاص طور پر ان واقعات کو اور زیادہ اہم بنا کر پیش کیا گیا جو خطرناک اور نازک سمجھے جاتے تھے۔ جن میں اپنی بقا کے لئے روسی قوم کو لڑنا پڑا تھا اور اس نے دشمنوں کو روس کی سرحدوں سے باہر نکال کر دم لیا تھا۔ سووُروو (Suvorov) اور کوتُوزوو (Kutuzov) جیسے زارشاہی فوجی جنرلوں کے دلیرانہ کارناموں کو تاریخی ناولوں اور ڈراموں میں اُبھارا گیا۔ پیٹر اعظم حتیٰ کہ ایوان ہولناک، کو سوویت تاریخ کے ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔ اب ایک بار پھر انھیں دوربیں اور دور رس قوم پرست اور عظیم الشان سیاست داں کا روپ دیا گیا جن کے تمام مطلق العنانی اور استبدادی اقدامات کی اس لئے تصدیق کی گئی کہ ان کے ذریعہ روس کے تعمیری مقاصد کو فیض پہونچا تھا۔

تاریخ کی دوبارہ ترتیب کو سوویت دَور تک بڑھا دیا گیا۔ اسٹالن کو کچھ روایتی قسم کا ہیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ دوران بالشویکوں کو، جن کا اسٹالن نے پارٹی سے "صفایا" کیا تھا بالکل راندۂ درگاہ اور مردود ٹھہرایا گیا۔ یہ نئی حب الوطنی اور اسٹالن پرستی بالکل ساتھ ساتھ ایک ہی رفتار سے آگے بڑھیں ان کے پروپیگنڈے کے سلسلہ میں خاص طور پر فوجی حلقوں میں خصوصی اہمیت اور بڑا زور دیا جاتا۔ لیکن سوویت سوسائٹی کے کسی حصّہ کو بھی اس سلسلہ میں نظرانداز نہیں کیا گیا۔

"کراسنایا زویزدا" (Krasnaya Zvezda) اخبار نے اسے ۱۹۴۰ء میں اس طرح پیش کیا تھا: "تاریخ میں کتنی ہی ایسی مثالیں موجود ہیں جب بڑی زبردست قومیں اور مضبوط اور عظیم الشان فوجیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، صرف اس وجہ سے کہ انھیں قومی یکجہتی کی حمایت میسّر نہ تھی، وہی یکجہتی جسے ملک کا اتحاد کہتے ہیں"(۱۱۹)

حب الوطنی کے وہ جذبات، جس میں پہلی جنگِ عظیم سے پہلے کے چند سالوں میں کافی بڑے عزم و محنت سے ایک نئی روح پھونکی گئی تھی، ظاہر ہے دورانِ جنگ میں اس کی اٹھان کچھ اور تیزی سے بڑھی۔ اب ان میں نازی حملہ آوروں کے خلاف نفرت اور بھر دی گئی تھی۔ اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ روسی عوام اور حکومت ایک دوسرے کے اور قریب آ گئے۔ جنگ 'وطن کے لئے جنگ' ہو گئی، 'مادرِ وطن کے لئے جنگ' اب یہ ایک قومی جنگ تھی۔ جو آزاد رہنے کے لئے لڑی جا رہی تھی۔ حکومت کی کوشش یہ تھی کہ نازی حملے نے عوام میں قوم پرستی کے جو جائز جذبات ابھارے تھے انھیں بیک وقت وہ ہوا بھی دے اور ان سے فائدہ بھی اٹھائے۔ عارضی طور پر مارکسی نعروں کو دبا دیا گیا اور یوگو دوبارہ جگہ دی گئی، ایک نئے قومی ترانے نے "انٹرنیشنل" کی جگہ لے لی۔ فوج کو عزت و احترام بخشا گیا، اور ہر ہر موقع پر وطن پرستی کے جذبات کو اہمیت دی گئی۔

لیکن جنگ میں فتح کے آثار نمایاں ہوتے ہی نظریاتی بندشوں میں پھر ایک سختی نظر آنی شروع ہو گئی۔ اسٹالن گراڈ کی جنگ میں رخ بہتر ہوتے ہی مارکسی اور لینینی نظریات کے سلسلے میں پارٹی ممبروں اور غیر ممبروں کی نظریاتی تربیت کا کام شروع ہوا جو ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں اور تیز ہوا۔ اب اس کام پر جسے جنگ کے ابتدائی دور میں نظر انداز کر دیا گیا تھا نئے سرے سے اہمیت دی گئی جرمنی سے آزاد ہوئے ضلعوں کی آبادی میں صحیح نظریاتی تربیت کے کام کو خاص طور پر پیش نگاہ رکھا گیا پراودا نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں اعلان کیا۔

"جرمن قبضے کے دوران، حملہ آوروں نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ سوویت مردوں اور عورتوں کے احساس و شعور میں زہر بھر دیں اور انھیں بہکا دیں۔۔۔۔

اب یہ پارٹی تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ مزدوروں میں سیاسی تحریک کو پوری طرح بیدار کریں۔۔۔۔ خاص توجہ اس بات پر دی جانی چاہیے کہ عوام میں مزدوروں اور عوامی محنتوں کی

طرف کس طرح سوشلسٹ مزاج اور رویہ پیدا کیا جا سکتا ہے، کس طرح حکومت کے عائد کردہ نظم و ضبط کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور شخصی ملکیت کے رجحانات، اجتماعی فارموں اور خود حکومت کے خلاف جذبات کا جو سن قابضوں نے جو زہر بھرا ہے اسے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے؟ (۴۳)۔

جنگ کے بعد سوویت عوام میں جو طبیعت اور مزاج پیدا ہو گیا وہ حکومت کے سامنے کافی مشکلیں پیش کر رہا تھا۔ دورانِ جنگ زبردست اور تکلیف دہ قربانیوں کے بعد بہت سے لوگ اب امن اور سکون کے خواستگار تھے۔ اب اُن کی خواہش تھی کہ اس رفتار میں کچھ ڈھیل پیدا ہو۔ اور زندگی کی اچھی چیزوں سے لطف اندوز ہونے کا کچھ موقع انھیں بھی نصیب ہو۔ مغربی ممالک میں جن سپاہیوں نے فوجی خدمات انجام دیں تھیں انھوں نے مغربی سرمایہ دارانہ زندگی کی اُن آسانیوں اور عیش و عشرت کی جھلک بھی دیکھ لی تھی جو سوویت یونین میں میسر نہیں تھیں اور انھوں نے سوویت جنت کی تکمیل کے سلسلے میں اپنے شبہات کا اظہار الفاظ میں بھی شروع کر دیا تھا۔ پارٹی کے مقرروں، مبلغوں اور بھڑکانے والے مودب سیاسی نظریات کی وضاحت کرتے وقت عوام کے بے حسی کا زیادہ مقابلہ کرنا پڑتا۔ دانشوروں میں سے بھی کچھ اشخاص نے کسی قدر تشویشناک سیاسی رجحانات کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ مغربی تخیلات اور نظریات اور آرٹ کے سلسلے میں اپنی پسماندگی کا کھلا اظہار، جو جنگ کے الحاق اور اتحاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی حد تک برداشت بھی کر لیا گیا تھا، اب ٹھنڈی جنگ کے دور میں ایک متعدی مرض سے کم نہ سمجھا گیا۔

اسٹالن کے انداز میں سوویت وطن پرستی کا جغرافیہ کچھ ایسی مختلف قسم کی کوششوں کا مظہر ہے جس میں ایک طرف حکومت کے لئے عوام کی حمایت کو حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور دوسری طرف مارکسزم لینن ازم کے لئے نظریاتی سپردگی کے ساتھ جنگی دور کی مخصوص روسی قومیت پرستی بھی شامل ہے اس نسخے کا سب سے اہم اور بنیادی جزو ملک سے خالص محبت تھا، لیکن اس میں بھی سوویت قومیتوں کے مجموعی خاندان میں عظیم روسی قوم کی عوام کو ان کی رہنمایانہ حیثیت کے لئے ایک مخصوص اہمیت دی جاتی تھی (۴۴)۔ عظیم روسی قوم کی اس اہمیت نے ایک ایسا روپ اختیار کر لیا جس میں زارشاہی سامراجیت کے ایک رخ کو بھی مثبت قرار دے کر پیش کیا گیا اور وہ تھا قوم کو تہذیب یافتہ بنانے کا مشن۔

اس زارِ شاہی کی تصویر اس کی گزشتہ تصویر سے کچھ مختلف تھی جب اسے "کنبر برائی" کا نام دے کر اس کی پشت پناہی کی جاتی تھی اور اس سے بھی پہلے اسے "مختلف قومیتوں کے قید خانے" کا نام دے کر مسترد کیا جاتا تھا۔ اس نئے قوم پرستی کے جذبے کا ایک رُخ یہ بھی تھا کہ یہ سرمایہ داری نظام کے مقابلے میں سوویت سماجی اور سیاسی نظام کی برتری اور فوقیت کا اظہار کرتا اور سوویت سائنس اور علمیت، صنعت و زراعت، ادب اور آرٹ کے میدانوں میں حاصل ہوئی کامرانیوں پر فخر کا احساس پیدا کرتا تھا۔

سوویت وطن پرستی کے پردے میں اسٹالن نے یہ بھی کوشش کی کہ بیرونی سرمایہ دار دُنیا سے ایک مستقل اجنبیت اور نفرت کا احساس پیدا کر دے اس کی ابتدا زیدانوو (Zeldanov) کی طرف سے جاری کئے گئے عالمگیریت کے خلاف ان فرمانوں سے ہوئی تھی جن کے ذریعے سوویت یونین میں مغربی ممالک کی چاپلوسی اور نقل اور غیر ملکی ادب کے طرزِ فکر اور انداز کے اتباع کو ختم کرنا مقصود تھا۔ پھر یہ قدم کچھ اور آگے بڑھا اور مغرب کے "جنگ جویوں" کو براہ راست نشانہ بنایا گیا اور انہیں کچھ ایسا روپ دیا گیا جیسے یہ پہلا موقع حاصل ہوتے ہی سوویت یونین پر چڑھ دوڑیں گے۔ ایسے خطرات کو بار بار پیش کر کے جن کی بنیادیں حقیقت سے زیادہ محض تخیل اور تصوّر پر تھیں، سوویت عوام کو بیرونی دُنیا سے پوری طرح الگ کر کے اور ہر قسم کے بیرونی رشتوں کو توڑ کر، علیحدگی پسندانہ قوم پرستی کے بالکل ابتدائی احساسات کو بیدار کر کے اور سوویت عوام کے ذہنوں کو اپنے نظام کی افضلیت اور عظمت کے احساس سے پوری طرح بھر کر حکومت نے کوشش کی کہ وہ عوام کی تمام تر دلچسپی اور انہماک پارٹی اور ملک کے اُن مقاصد کے لئے حاصل کرے جو اسٹالن نے انھیں دئے تھے۔

اس طرح سوویت قوم پرستی کا جذبہ ایک ایسا نظریاتی آلہ ہے جسے عوام اور حکومت کو جوڑے رکھنے کے سلسلے میں اب استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی قوم پرستی کے جذبے سے پارٹی رہنما جنگ کے بعد کے دور کا ایک نیا سوویت انسان پیدا کرنا چاہتے تھے جس کا سیاسی شعور بیدار ہو، جو اپنی سوسائٹی پر فخر کرے "سرمایہ داریت" سے محصور ہو جانے کے خطرے سے پوری طرح واقف ہو، اور سوویت طاقت کی

مضبوطی اوراس کی وسعت کے لیۓ اپنا پورا پورا فرض ادا کرنے کے لیۓ تیار رہے۔

مختلف اثرات کے اس اُلجھے ہوئے تانے بانے میں جس کی ابتدا تیسری دہائی میں ہوئی اور جس نے "روایت پرستی" کو برقرار رکھا شاید سب سے اہم نکتہ رہنماؤں کی وہ کوشش ہی تھا جس کے ذریعے وہ خود اپنی طاقت کو اندرونی طور پر سوویت روس میں اور بیرونی دنیا میں مضبوط کر کے اُسے وُسعت دینا چاہتے تھے۔ تیز صنعتی ترقی اور روایتی قوم پرستی کا اختیار دونوں اسی عظیم مقصد کے حصول کے لیۓ مختلف راہیں تھیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جتنی بھی "قدامت پرستانہ" اختراعات کی گئیں اُن سب کے پیچھے یہی مقصد کارفرما تھا۔ ان میں تیسری دہائی میں کی گئی تعلیمی اصلاحات بھی آتی ہیں جن کا بنیادی مقصد تو تیز صنعتی ترقی کی ضروریات کو پورا کرنا تھا لیکن اس نے ایک اور اہم کام بھی انجام دیا اس نے ایک ایسی راہ پوری طرح متعین کر دی جس کے ذریعے مستقبل کے سوویت شہریوں کے ذہنوں کو حکومت کی خدمت اوراس کی تمام مانگوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں مکمل انہماک اور لگن کے لیۓ تیار کر دیا جاتا تھا۔ تیسری دہائی کے درمیانی حصے میں پیدا کی گئی قانونی تبدیلیوں نے اس اُبھرتے ہوئے صنعتی نظام کی قانونی بُنیادوں کو پوری طرح مضبوط کر دیا۔ لیکن اگر اس کو ذرا اور بُنیادی انداز سے دیکھا جائے تو کچھ اور بھی اظہار ہوگا. وہ ہے اس بات کی مکمل تصدیق کہ حکومت کے پاس عوام کی زندگی کے ہر شعبے میں دخل دینے کی طاقت موجود ہے۔ خاندانوں کے سلسلے میں حکومت کی نئی پالیسی کے مقصد بالکل متعین تھے۔ غیر معالجاتی اسقاطِ حمل کو ممنوع قرار دیا جانا، طلاق کے سلسلے میں سخت پابندیوں کا عائد کیا جانا اور بڑے بڑے خاندانوں کو ہیرو تمغیں دینا. ان سب کا فوج اور صنعت میں جیسے مائیں کا انعام بچارے کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کو پوری طرح ظاہر کرتے ہیں۔ چرچ کے ساتھ جو عارضی قسم کا فیصلہ کیا گیا تھا اس کے پیچھے بھی حکومت کی حیثیت کو مضبوط کرنے کا مقصد ہی کارفرما تھا حالاں کہ جو مراعات چرچ کو دی گئی تھیں وہ پارٹی کے جوشیلے ممبروں کی ناراضگی کا باعث ضرور تھیں لیکن اس سے سوویت حکومت کو جنگ کے دوران پادریوں اور معتقد قسم کے عوام کی وفاداری کر سکنا یقینی ہو جاتا تھا اور جنگ کے بعد بھی چرچ کے عہدے داروں کی سیاسی فرمانبرداری

حکومت کے لیے محفوظ ہوتی تھی۔ جنگ ختم ہوتے ہی پارٹی کے رہنماؤں نے سوویت عوام کی زندگی پر آمرانہ گرفت مضبوط کرنے کی ایک زبردست جدوجہد شروع کی۔ بنیادی مقصد یہ تھا کہ سوویت عوام کے ذہنوں کو نظریاتی اعتبار سے ایک بار پھر مضبوط کر دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلا نشانہ دانشوروں کو بنایا گیا۔ ادب، ڈرامہ، موسیقی آرٹ غرض تعلیم کے ہر شعبے سے "بورژوا واقفیت پسندی" کے تمام نقوش کی صفائی کی گئی اور ان میں غیر سیاسی رجحانات کو بالکل ختم کیا گیا۔ پارٹی کے لئے شعور کی بیداری اور پارٹی کی روح (Partinost) اب نئے نصب العین قرار پائے۔ عملی طور پر اس کا دوسرا مطلب تھا خود کو پارٹی کے لیڈروں کے احکامات کا پوری طرح تابع بنا لینا۔ اسٹالن کے دور کا افسر شاہی نظام ایک ایسے انداز پر تعمیر کیا گیا تھا کہ اس میں خود اختیاری یا شخصی آزادی کے لئے کوئی جگہ موجود نہیں تھی اس میں چرچ جیسے مستثنیات بھی صرف ایک محدود حد تک اس لئے رکھے گئے تھے کہ یہ حکومت کے مقاصد کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتے تھے۔ اسٹالن نظام کو پارٹی کے پرانے، روایتی اور قدیم خاکے میں ڈھال لینے کے کام کو ایک "عظیم پسپائی" (۴۶) کہا گیا۔ اس اصطلاح نے اس نظام کو عارضی اور وقتی بنا کر ضرور پیش کیا مگر پھر بھی یہ اصطلاح ایک فریب سے زیادہ کچھ نہیں تھی۔ اقتدار کے لئے پرانی اور روایتی اقدار، جیسے قوم پرستی، خاندان، چرچ وغیرہ کو استعمال کر کے اسٹالن نے طاقت کو اپنے ہاتھ سے نہ نکلنے دیا بلکہ ان روایات نے اسے کچھ اور مضبوط ہی کیا۔ قومیت کے جذبات کو ابھار کر انہیں خود اپنے اثر و اقتدار کو مزید وسعت دی، اپنے تسلط کی بنیادوں کو پختہ کیا، اور اپنے اثر و رسوخ کو اور بڑھایا، جسے وہ دنیا کی سیاست کے میدان میں زیادہ بہتر طریقے سے استعمال کر سکتا تھا۔

اسٹالن کا ورثہ

اسٹالن دور کی ایک اہم ترین خصوصیت یا کامیابی کہی جا سکتی ہے کہ اس میں ایک ایسے آمری ڈھانچے کی تعمیر ممکن ہوگئی جس میں لینن دور کے انقلابی اور مختارانہ ورثے کو بھی پوری طرح کام میں لایا گیا تھا، زار شاہی دور کی روایتی قوم پرستی بھی شامل تھی پرانی سماجی قدروں کی وہ طاقت بھی موجود تھی جو سوسائٹی میں ایک نقطۂ توازن پیدا

کرتی ہے، جدید تیز صنعتی ترقی کی تحریک اور اٹھان بھی تھی اور ایک مضبوط اور مستحکم حکومت کے مکمل پولیس آلۂ کار کا خوف و ہراس بھی موجود تھا۔ اسٹالن نے اپنے جانشینوں کو جو ورثہ سونپا اسے ایک حد تک کافی مرعوب کن کہا جا سکتا ہے، اس کی چند دہائیوں کی رہنمائی کے عرصے میں سوویت یونین کا شمار دنیا کے چند ممتاز صنعتی ترقی یافتہ ممالک میں ہونے لگا۔ اسی کا ایک عملی رُخ یہ تھا کہ صنعتی ترقی کی اس مہم کی کامیابی کو یقینی بنانے کیلئے بنیادی اور اعلیٰ تعلیم کی توسیع میں بہت بڑی مقدار میں سرمایہ لگایا گیا۔ معاوضوں کی ادائیگی کے نظام کو نئے سرے سے اس انداز میں منظم کیا گیا جس میں پیداواری سلسلے کی اہم ترین اور ناگزیر صلاحیت کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا اور سوویت سوسائٹی میں صنعتی میدان کے چیدہ افراد کو ایک مخصوص اور ممتاز جگہ بخشی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی جبریہ صنعتی ترقی کے سلسلے میں کچھ تاوان بھی بھگتنا ضروری تھا۔ اسٹالن کے دور میں اس ترقی کے لئے جو قیمت ادا کی گئی اس کا اندازہ ان لاکھوں آدمیوں کی تعداد سے لگایا جا سکتا ہے جنہیں جبریہ مزدور کیمپوں میں بھیجا گیا، 'صفائی' کی زیر دست مہموں اور انسانی حقوق کے امتناع سے اور غذائی سامان، استعمالی اشیاء اور رہائشی مکانوں کی اُس مستقل قلت سے لگایا جا سکتا ہے جن کا صنعتی ترقی کی مہموں سے چولی دامن کا ساتھ رہا۔

اسٹالن کی موت نے کچلی ہوئی امیدوں اور مردہ خواہشات کا بھی ایک ورثہ چھوڑا جس کے ساتھ اس کے جانشینوں کو کام شروع کرنا تھا۔ سب سے پہلی ایک عام خواہش معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنے کی تھی۔ غذائی سامان، استعمالی اشیاء، رہائشی مکانوں کی بہتر فراہمی، فرصت کے اوقات میں اضافہ، اور بڑھاپے یا معذوری کی صورت میں زیادہ بہتر زندگی کی توقعات سوسائٹی میں جو لوگ سب سے کم حاصل کر پا رہے تھے وہ اجتماعی کسانوں اور نیم تربیت یافتہ مزدوروں کے گروپ تھے لیکن بہتری کی خواہش ان گروپوں سے آگے بڑھ کر درمیانی درجے بلکہ سوویت سوسائٹی کے نسبتاً بہتر مراعات یافتہ حصے تک میں پھیلی ہوئی تھی۔

دوسری خواہش جو عام طور پر، ہر طرف محسوس کی جا سکتی تھی، مزید تحفظ، مستقل زندگی کے لئے ایک امید افزا زندگی کی امید اور اس میں ٹھہراؤ، اجتماعی کیمپوں

کے خدشات سے چھٹکارے اور نگرانی اور بدنامیوں کے بڑھتے ہوئے ماحول سے کسی بھی طرح بچ سکنے کی خواہش تھی۔ اسٹالن کی موت سے چند ہفتے قبل سوویت ماحول کچھ ایسا بوجھل لگتا تھا جیسے اس کی تباہی یقینی ہو۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء کو کریملن کے ڈاکٹروں کی گرفتاری کے اعلان سے (جن میں زیادہ تر یہودی شامل تھے)۔ جن پر ژدانوو اور شیرباکوو کو ختم کر دینے اور کچھ ممتاز فوجی افسروں کی زندگیوں کو ختم کر دینے کا الزام تھا۔

'عظیم صفائی' کے دور میں نظر آنے والی "ڈاکٹروں کی سازش" کی تلخ یادیں ایک بار پھر ذہنوں میں تازہ ہوگئیں اور ایک بار پھر یہ خطرہ پیدا ہونے لگا کہ پہلے کی طرح اس کے اثرات بھی بہت وسیع پیمانے پر عوام پر پڑیں گے (۴۷)۔ خروشچیف کی اس تقریر کو اور بائیسویں کانگریس میں اس کے اور زیادہ ڈرامائی انکشافات کو پڑھ کر اس خوف وہراس کا پورا احساس ہوتا ہے جو اسٹالن کے نائب، اپنی روزانہ زندگی میں ایک تنک مزاج، بے اعتبار اور مطلق العنان قسم کے رہنما کے ساتھ کام کرتے ہوئے محسوس کرتے تھے۔ ان حالات میں یہ تصوّر کر لینا بہت مشکل نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنے استحصال اور جماؤ کے کتنی بے چینی سے خواہشمند ہوں گے۔ اور غالباً اس بات میں بھی کسی قسم کا تضاد محسوس نہیں کیا جانا چاہیئے کہ اسٹالن کے پیدا کردہ اس نظام میں جس میں غیر محفوظ رہنے کے احساس کو پوری احتیاط کے ساتھ سمویا گیا تھا، سب سے زیادہ مدافعت اور غصّہ انہی افراد میں جمع ہوا ہوگا۔ جنہیں من مانی گرفتاریوں اور برطرفیوں سے سب سے زیادہ نقصان کا خطرہ ہوتا تھا، لیکن خوف وہراس کا وہ تاریک سایہ جسے اسٹالن نے اپنے دور میں پیدا کیا تھا پوری سوویت سوسائٹی پر مجموعی اعتبار سے محسوس کیا جا سکتا تھا۔

تیسری خواہش زیادہ آزادی حاصل کر سکنے کی تھی۔ ضروری نہیں ہے کہ اس آزادی کو مغربی سیاسی اندازِ فکر کے متوازی سمجھا جائے، لیکن یہ آزادی اپنی صلاحیتوں اور لیاقتوں کے آزادانہ استعمال' اپنے سپرد کاموں کو نتائج کے خوف سے آزاد رہتے ہوئے انجام دیتے رہنے کی خواہش' سوویت حدود سے باہر نکل کر سفر کرنے کی آزادی اور سوویت زندگی کے حقائق کے سلسلے میں اسٹالن کی طرف سے طے کردہ نظریاتی

کٹہن پر خود اپنے طور پر سوچنے اور ان کے متعلق کچھ لکھ سکنے کی آزادی کی خواہش ضرور کہا جا سکتا ہے۔ حالاں کہ یہ خواہشات اور تصورات اسٹالن کے دور میں دبے ہوئے ضرور تھے لیکن اسٹالنی عقیدے میں راسخ الاعتقادی اور پابندی کے پردے کے پیچھے بھی یہ تصورات اور خواہشات بہر حال موجود ضرور تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان خواہشات کا اظہار اس نئے سوویت دانشور زمرے کی طرف سے سب سے زیادہ با اثر ہوگا جو اسٹالن دور کے آخری حصے میں ذمے دار اور با اثر منصوبوں پر پہنچ رہا تھا لیکن زیادہ خود مختاری اور آزادی کے یہ تصورات اور خواب جوان کے دل و دماغ میں پل رہے تھے، ضروری نہیں تھا کہ یہ حکومت کے سلسلے میں موجودہ اصول اور نظریات کے لئے کوئی کھلا چیلنج یا خطرہ بھی پیش کر رہے ہوں۔ بلکہ یہ بات بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ ان آزادانہ تصورات کے حامل بیشتر افراد سوویت نظام کے ایک ایسے ڈھانچے کے اندر جمے ہوئے اپنا کام انجام دے رہے تھے جو حکومت کے لئے مکمل طور پر وفادار تھا اور یہ لوگ بعض صورتوں میں اُسی نظام کی مضبوطی اور استحکام کے لئے بھی کوشاں تھے جس کا یہ خود بھی ایک ناگزیر حصّہ تھے۔

اسٹالن کی موت نے یہ مسئلہ پیدا کیا کہ اس کے جانشیں اِن خواہشات اور امیدوں کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ اب بہت سے مشکل فیصلے کرنا ضروری تھا۔ سب سے پہلی اور اشد ضرورت تو یہ تھی کہ اقتدار پورے قاعدے اور نظام کے ساتھ منتقل ہو جائے اور وہ حالات و کیفیات پیدا کر لی جائیں اور وہ طاقتیں متحرک ہو جائیں جن سے یہ نئی حکومت استقلال کے ساتھ اپنا کام شروع کر دے۔ جانشینی کا مسئلہ تھا جس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

کیا اسٹالن کا پیدا کردہ نظام اسٹالن بغیر بھی مستقل چل سکتا تھا؟ کیا کوئی ایسی یقینی اور مصمم کوشش بھی ضروری تھی جس سے عام معیار زندگی کو بہتر بنا کر مجموعی بد دلی اور بے چینی کو کم کیا جا سکے یا اس کے مقابلے میں حکومت اپنی اُسی روایتی پالیسی پر ثابت قدمی سے جمی رہ سکتی تھی جس میں بھاری صنعتوں اور جنگی ہتھیاروں کی تیاری کو اولین ترجیح دی جاتی رہی تھی، خواہ اس کی قیمت آج بھی قلت اور قربانیوں کی صورت میں ادا کرنی پڑے۔ ؟ کیا حکومت کے ڈھانچے

کو ایک ایسے ڈھنگ سے منظم کیا جانا ضروری تھا، جس میں عوام کی رائے کو افضلیت حاصل ہو اور جس کے لیے نظریاتی ذہن سازی اخلاقی دباؤ اور ترغیب و تحریک کے ساتھ حکومت کے کاموں میں لوگوں کی شرکت کے طریقے کو دباؤ اور طاقت کے استعمال کے مقابلے میں ترجیح دی جائے؟ اور کیا حکومت اپنی حیثیت اور اختیار کو نقصان پہنچائے بغیر عوام اور حکومت کے افسروں پر اپنی گرفت کو کسی قدر ڈھیلا چھوڑ سکے۔؟

اسٹالن کے بعد کے حالات اور واقعات

اسٹالن دور کے آخری حصّے میں مکمّل سکوت اور خاموشی کے ماحول کے مقابلے میں خروشچیف کے دور میں روس کا ماحول ایک تبدیلی کی خواہش اور جوش سے پُر نظر آتا ہے، اختراعات اور نئے نئے تجربات اس دور کی خصوصیت بن گئے تھے۔ اسٹالن کے جانشینوں نے اپنے منتخب کرنے والوں کی تکلیفوں اور شکایتوں کی جان کاری کی طرف توجہ کا نسبتاً زیادہ مظاہرہ کیا۔ ان کے تدارک کے سلسلے میں کم از کم کچھ اقدامات ضرور اُٹھائے، اور عوامی حمایت حاصل کرنے کے لئے زیادہ مصمم ارادے کا مظاہرہ کیا۔

۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو اسٹالن کی موت سے جو بحران پیدا ہوا اس کے جواب میں اسٹالن کے نائبوں نے اپنے آپسی اختلافات کو وقتی طور پر ختم کر دیا اور حکومت و پارٹی کے ارد گرد ایک اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ جمع ہو گئے۔ اس دوران دو حقیقتیں پوری طرح اُبھر کر سامنے آ گئیں اول یہ کہ اسٹالن کے گذشتہ ساتھیوں میں سے کوئی بھی اُس حیثیت میں نہیں ہے کہ فوری طور پر خود کو ایسا رہنما بنا کر پیش کر سکے جیسا اسٹالن تھا، جس کی حیثیت کو کوئی للکار نہیں سکتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ خواہ عارضی طور پر ہی سہی، لیکن ان میں سے تمام افراد قوم اور ملک کے سامنے ایک متحدہ محاذ پیش کرنے کے خواہشمند تھے۔ عبوری دور کی غیر یقینی اور متذبذب کیفیات اور اپنی حیثیت اور اختیار کے استحکام کی ضرورت کے تحت ان سب نے مقبولیت حاصل کرنے کی غرض سے جلدی ہی ایک ایسی پالیسی اپنائی جس کی بنیاد رعایتوں اور مراعات پر تھی

وزیروں کی کونسل کے نئے صدر کی وہ تقریر جو جنازے میں شریک مجمع کے سامنے اس نے کی تھی اور پھر ۱۵ مارچ کو سپریم سوویت کے سامنے اس کی تقریر سے اس نئے دور کی ابتدا ہوئی اور امن، فلاح و بہبود اور عوامی بہتری اس نئی حکومت کا بنیادی نعرہ بن کر سامنے آئی۔ ۲۷ مارچ کو ایک عام معافی کا اعلان کیا گیا پہلی اپریل کو خردہ فروخت کی قیمتوں میں خاصی اہم تخفیف کا اعلان کیا گیا۔ ۳ اپریل کو یملن کے وہ ڈاکٹر، جن میں موجودہ حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں جنوری میں گرفتار کیا گیا تھا، تمام الزامات سے بری کر کے رہا کر دیا گیا۔ تین دن بعد پراودا کے ایک ایڈیٹوریل میں وعدہ کیا گیا کہ " دفتری زبردستیوں اور غیر قانونیت" کے تمام مقدمات کے سلسلے میں سخت ترین سزائیں دی جائیں گی۔ اور سوویت شہریوں کے تمام قانونی "حقوق" کی آئندہ پوری طرح حفاظت کی جائے گی۔ قومیت کی پالیسی کے سلسلے میں ہر قسم کی "عظیم روسی توڑ مروڑ" کو منسوخ کیا گیا اور ہدایت جاری کی گئی، کہ تمام اقلیتی زبانوں کا استعمال دوبارہ شروع کیا جائے اور پارٹی اور حکومت کے کاموں میں قومی نمائندوں کو پھر داخل کرنا شروع کیا جائے۔ اپریل میں کوریا کی جنگ کو ختم کرنے کے لئے وقتی صلح کی گفتگو بھی سوویت روس کی تحریک پر ہی شروع ہوئی اور پھر آخر میں، ۲۷ جولائی ۱۹۵۳ء کو اس گفتگو کے اختتام نے اس نئی حکومت کی امور خارجہ میں صلح وصفائی کی پالیسی کو اور بھی ڈرامائی انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا۔ ۲۳ مئی کو گذشتہ چند سالوں میں پہلی بار ماسکو اور دوسرے بڑے شہروں میں حکومت کے اسٹوروں میں روزمرہ کی عام فروخت میں گیہوں کے آٹے کو بھی رکھا گیا۔ ۲۸ جون کو حکومتی قرضے کو (جو اصولی طور پر رضاکارانہ اور عملی طور پر جبریہ ہی تھا) گھٹا کر آدھا کر دیا گیا۔ جولائی تک تمام اخباروں کے کالم استعمالی اشیاء کی مزید فراہمی بہتر رہائشی مکانوں، اچھے ہوٹلوں کی آسانیوں، اور مزدوروں کی تکلیفوں اور شکایتوں اور زیادہ توجہ کے وعدوں سے پُرنظر آنے لگے یہ مہم ۸ اگست کو مالینکوو کی سپریم سوویت کے سامنے کی گئی تقریر میں اپنے پورے عروج پر نظر آئی جس میں اس نئے حکومت کی پالیسی کی پوری طرح وضاحت کی جو عام استعمالی اشیاء کی پیداوار کی توسیع، زیادہ مکانوں کی فراہمی اور زراعتی پیداوار میں زیادتی کے لئے ترغیب و تحریک کے سلسلے میں تیار کئے گئے تھے (۴۸)۔

وہ ابتری اور افراط و تفریط، جس کا خدشہ ان نئے رہنماؤں کے ذہنوں میں موجود تھا اسٹالن کی موت کے ساتھ نہیں ابھرا، ملک میں اندرونی مورچے پر سکوت اور سکون رہا۔ جون ۱۹۵۳ء میں مشرقی جرمنی کی شورش کو سوویت فوج کے ذریعہ کچل دیا گیا اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں ہونے والے مختلف مظاہروں کو بھی فوراً ہی قابو میں کر لیا گیا۔ ایک طرف طاقت کا مستحکم اور مضبوط اظہار اور دوسری طرف اس کے ساتھ مراعات اور مستقبل کے لئے وعدوں کی پالیسی ان دونوں نے اس نئی حکومت کو قبول کر لینے میں آسانی پیدا کی اسے سانس لینے کیلئے اتنی مہلت ضرور مل گئی جس میں یہ اپنے اقتدار اور اختیار کو مضبوط کر سکے۔

لیکن اس دوران ابھی جانشینی کا اہم مسئلہ حل کیا جانا باقی تھا۔ اسٹالن کی موت کے بعد ابتدائی چند ہفتوں میں اس نئی حکومت میں مالینکوو، بیریا اور مولوٹوو کی مانند مثلث قیادت ایک ممتاز طاقت کے روپ میں اُبھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ سطحی طور پر اتحاد، یکجہتی اور اجتماعی رہنمائی کا جو مظاہرہ کیا جا رہا تھا وہ ایک دم اس وقت منتشر ہو گیا جب ۱۰ جولائی ۱۹۵۳ء کو سوویت پریس نے اعلان کیا کہ بیریا کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ایک ایسے "عوام دشمن" کے روپ میں پارٹی سے نکال دیا گیا ہے جس نے تحفظی پولیس پر اپنے اختیارات کو پارٹی اور حکومت میں اپنی حیثیت کے استحکام کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی تھی بیریا کی صفائی سے ایسا محسوس ہوا جیسے اجتماعی رہنمائی کے اصول کو کچھ اور تقویت حاصل ہوئی ہے لیکن یہ ظاہرداریاں آخر میں فریب ہی ثابت ہوئیں ستمبر ۱۹۵۳ء میں نیکیتا خروشچیف کے پارٹی مرکزی کمیٹی کے پہلے سکرٹری کے عہدے پر انتخاب سے (اسی عہدے پر جس پر حقیقت میں یہ مارچ میں مالینکوو کے سکریٹریٹ سے ریٹائر ہونے کے بعد پہلے ہی پہونچ چکا تھا) سوویت طاقت کے نظام شمسی میں ایک نئے طاقتور ستارے کے اُبھر آنے کا احساس ہوا۔ اسٹالن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نے بھی اپنی زبردست دفتری حیثیت کو خود اپنے معتقدوں اور حمایتوں کو پارٹی اور حکومت کی اہم جگہوں پر لے آنے کے سلسلے میں استعمال کیا اور آخر کار پارٹی کا ایک ایسا آلۂ کار تعمیر کر لینے میں کامیاب ہو گیا جو پریسیڈیم میں اس کے مخالفوں اور حریفوں کو بھی کچل ڈالنے میں کافی ثابت ہوا۔ ۱۹۵۴ء کے دوران اس نے آہستہ آہستہ مالینکوو کو پارٹی کے اعلیٰ ترین ترجمان کی حیثیت سے بھی ہٹا دیا اور

اختیارات کی اس نئی تقسیم کی تصدیق فروری ۱۹۵۵ء میں سپریم سویت کے اجلاس میں اس وقت باقاعدہ طور پر ہوئی جب وزیروں کی کونسل کے صدر کے عہدے سے مالینکوف کو ہٹ جانے پر مجبور ہونا پڑا اور خروشچیف کی تحریک پر بلگانن کو اس عہدے پر فائز کیا گیا (۴۹)۔

لیکن خروشچیف کا عروج بھی ایسا نہیں تھا کہ جسے للکارا نہ گیا ہو۔ جنوری ۱۹۵۷ء میں ایک مخالف پر مولوٹوف کا مقابلہ کرتے ہوئے، جس میں اس وقت تک مالینکوف، کگانووچ، بلگانن، وارونشیلوو، پروخین اور سابوروو شامل تھے، خروشچیف نے اپنے استغاثے کو مرکزی کمیٹی کے ایک مخصوص اجلاس کے سامنے رکھا اور وہاں سے فتح یاب ہو کر سامنے آیا (۵۰)۔ اپنی حیثیت اور اختیارات کو تیزی سے مضبوط کرتے ہوئے اس نے اگلی فتح 'پارٹی مخالف گروپ' سے موسم خزاں میں حاصل کی۔ یہاں اس نے مارشل ژوخوف کو جو کسی وقت خود اس کے اپنے ساتھیوں اور مددگاروں میں سے ایک تھا، اکتوبر ۱۹۵۷ء میں وزیر دفاع اور پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی کے عہدوں سے برطرف کیا جس پر الزام یہ تھا کہ اس نے ایک ایسی "پالیسی کو آگے بڑھایا" جس میں فوج میں پارٹی رہنماؤں کی حیثیت میں تخفیف اور گراوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی (۵۱)۔ ۲۷ مارچ ۱۹۵۸ء کو خروشچیف نے وزیروں کی کونسل کے صدر کا عہدہ بھی سنبھال لیا اور اس طرح اس کے پاس حکومت اور پارٹی دونوں کے اعلیٰ ترین عہدے مجتمع ہو گئے۔

جانشینی کی اس دوسری جنگ کی کچھ خصوصیات کو خاص طور پر واضح کرنا ضروری ہے۔ خروشچیف کے اعلیٰ ترین حیثیت پر پہونچنے میں بھی بہت سی باتوں میں ایسی مشابہت نظر آتی ہے جن کا تجربہ اسٹالن اپنے ایسے ہی دور میں اس سے پہلے کر چکا تھا۔ ان دونوں موقعوں پر اعلیٰ ترین اختیار پہلے سکریٹری کے ہاتھوں میں ہی مرکوز نظر آیا اور پارٹی آلہ کار اس جنگ میں ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا۔ اسی طرح ان دونوں ہی صورتوں میں فتح یاب شخصیتوں نے اپنی شاطرانہ چالوں اور قطع و برید کی بہترین اور نایاب صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، اپنے مخالفین اور حریفوں کے آپسی اختلافات کو خود اپنی مقصد براری کے لئے خوب استعمال کیا

لیکن ان مشابہتوں کے باوجود بھی کچھ اہم باتیں ایسی بھی موجود تھیں جو دونوں صورتوں میں کافی مختلف تھیں۔ اسٹالن اور اس کے مخالفین کے درمیان جنگ پارٹی حلقوں کے ساتھ ساتھ پولٹ بیورو، مرکزی کمیٹی، اور پارٹی کانگریسوں میں بھی لڑی گئی تھی۔ بائیں بازو کی مخالفت کے سلسلے میں تو یہ سڑکوں اور گلیوں تک پھیل گئی تھی اور اس نے خود پارٹی کو بری طرح جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ لیکن اسٹالن نے جو خلعت اپنے جانشینوں کے لئے ورثے میں چھوڑی تھی اس کے لئے جنگ صرف پارٹی کے اعلیٰ ترین شعبوں، مرکزی کمیٹی اور اس کے پریذیڈیم تک محدود رہی۔ پارٹی کے عام اور معمولی ممبروں اور عام سوویت آبادی کے لئے اس میں شرکت کو ممنوع قرار دیدیا گیا تھا۔ شاید اسٹالن دور نے جو اثرات سوویت عوام پر چھوڑے تھے اس میں سب سے گہرا نقش یہی تھا کہ اس جنگ کے قواعد کو ان لوگوں نے پوری طرح منظور کر لیا۔

معاشی ترقی میں ترجیحات

جو چیز جانشینی کی جدوجہد میں ابتدا میں محض ایک داخلی کردار ادا کر رہی تھی بعد میں خود اسی کو ایک علیحدہ اور مخصوص اہمیت حاصل ہوگئی یہ وہی مسائل تھے جن کی وجہ سے اسٹالن کی موت کے بعد کے دور میں سوویت ماحول میں سب سے زیادہ ہلچل نظر آئی۔ ایک عام سوویت شہری کے لئے وقتی طور پر شاید کوئی مسئلہ اس سے زیادہ اہم اور اشد حیثیت نہیں رکھتا تھا جتنا یہ سوال تھا کہ کیا اسٹالن کے جانشین آبادی کے عام معیارِ زندگی کے سلسلے میں دی گئی، ابتدائی مراعات اور اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ اور اس کے لئے مزید ذرائع استعمال کرنے کے لئے بھی تیار ہوجائیں گے۔ رہنماؤں کے در پیش یہی سوال معاشی ترقی میں ترجیحات کو طے کرنے کے سلسلے میں ایک مباحثے کے روپ میں سامنے آیا۔ جو لوگ اس مسئلے کو روس کی طاقت اور تحفظ کے نقطۂ نگاہ سے دیکھ رہے تھے ان کی دلیل یہ تھی کہ استعمالی اشیاء کی پیداوار اور مکانوں میں اضافے کے لئے کی جانے والی کوئی بھی بڑی کوشش ایسے خدشات بہرحال پیدا کرے گی۔

جن سے روس کی فوجی طاقت کو کمزور ہو جانے کا خطرہ ہوا اور بھاری صنعتوں کی اٹھان کی رفتار میں سستی اور ٹھہراؤ پیدا ہو جائے۔ دوسری طرف جو لوگ مصرفین کو بنیادی اہمیت دیتے تھے اور ان خطروں کو گھٹا کر پیش کرتے تھے اور دلیل دیتے تھے کہ اس سے حکومت کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور اس کی عوامی بنیادوں کو اور تقویت حاصل ہوگی۔ جانشینی کی جنگ کے ابتدائی دور میں عام استعمالی اشیاء کے سلسلے میں چلائی جانے والی مہم میں مالینکوو کی دلچسپی کے نتیجے میں اُسے کافی عوامی مقبولیت اور حمایت حاصل ہوئی لیکن اس کے انحطاط میں بھی اسی نے مدد کی۔ پریسیڈیم اور فوج میں مضبوط حمایت کے ساتھ اسی مسئلے پر خروشچیف مالینکوو سے بھڑ گیا اور استعمالی اشیاء کے نشانوں میں کانٹ چھانٹ کر تخفیف کر دینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ بھاری صنعتوں کی ترقی کے سلسلے میں ۲۵ جنوری ۱۹۵۵ء کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس مہم کو دوبارہ شروع کرنے کا جو اشارہ خروشچیف نے دیا اُس سے بھاری صنعتوں کی طرف ایک نئے انہماک اور جوش کا اعادہ ہوا اور ایک بار پھر وہی مقاصد اپنائے گئے جن کی وکالت خود اسٹالن نے کی تھی۔ (۵۲)

لیکن ساتھ ہی خروشچیف نے اس بات کو بھی صاف کر دینے کی کوشش کی کہ وہ مصرفین کے مفاد اور دلچسپیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہتا۔ ۱۹۵۳ء کے موسم خزاں سے اس نے بہت سے ایسے بڑے بڑے خاکے زرعی ترقی کے لیے بنائے۔ چھٹے پانچ سالہ پلان (۱۹۵۶-۶۰ء) کی ابتدائی رقموں اور اعداد و شمار میں (جو بعد میں منسوخ کر دی گئی تھیں) گو کہ بھاری صنعتوں کو ہی بنیادی اہمیت دی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی ان میں عام مصرفین کی ضرورتوں کی اشیاء میں ۷۰ فیصدی اضافے کا نشانہ تھا۔ اگلے سال کے دوران خروشچیف کی عوامی تقریروں اور اعلانات میں مصرفین کے مفاد بہت کافی ابھر کر سامنے آنے لگے تھے مئی ۱۹۵۷ء میں اس نے ایک مہم کا آغاز کیا جس میں گوشت، دودھ اور مکھن کی پیداوار میں امریکہ کی پیداوار کو چھو لینے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ اسی سال جولائی میں اس نے وعدہ کیا کہ "دس سے بارہ سال کے عرصے میں وہ رہائشی مکانوں کی قلت کو بالکل ختم کر دے گا (۵۳)۔ ۷ نومبر ۱۹۵۷ء کو انقلاب کی ۴۰ویں سالگرہ کی تقریبات کے موقع پر اس نے استعمالی اشیاء کی پیداوار کے سلسلے میں اگلے بارہ سال یعنی

۱۹۶۲ء تک کے عرصے میں کچھ زبردست نشانوں کا اعلان کیا۔ ۱۹۵۸ء کے موسم بہار میں اس نے کیمیاوی اشیاء اور سن تھیٹک (Synthetic) اشیاء کی پیداوار میں اضافے کے لئے ایک منصوبہ کی ابتدا کی۔ یہ وہ قدم تھا جس سے مصنوعات اور دیگر استعمالی اشیاء میں کافی حد تک اضافے کی امید کی جاسکتی تھی۔

لیکن مستقبل کے لئے کیے گئے وعدوں کو حقیقی حصول اور کامیابیوں کی کسوٹی پر کسنا بھی بہر حال ضروری ہے اور یہیں خروشچیف کے زبردست اور حوصلہ افزا اعلانات اور معمولی عملی اقدامات اور کامیابیوں کے درمیان زبردست فرق یا تضاد نظر آتا ہے۔ اس سات سالہ منصوبے کی بنیادی رجحتیں اور اعداد و شمار جسے ۱۹۶۵ء میں ختم ہونا تھا اور جنھیں ۱۹۵۸ء کے درمیان شائع کیا گیا تھا اس سے پہلے کے پانچ سالہ منصوبے کی مقابلے میں مصرفین سے کم دلچسپی رکھتے ہوئے نظر آئے (۵۴)۔ پیداوار کے سلسلے میں کام آنے والی اشیاء کی طرف جھکاؤ اور بڑھ گیا تھا اور اب انہیں ۸۵-۸۸ فی صدی اضافے کا نشانہ تھا جب کہ مصرفین کی اشیاء کی پیداوار میں ۶۲-۶۵ فی صدی اضافے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۸ء کی زبردست اور مثالی فصل کے بعد کی فصلیں بالکل معمولی سی ہوئیں اور مویشیوں کے ذریعہ حاصل کی جانے والی پیداوار کے سلسلے میں امریکہ کی پیداوار کو چھو لینے کی بجائے پیداوار میں جمود رہا اور اس کی قلت کی اطلاعات ہر طرف سے موصول ہوئیں۔ جون ۱۹۶۲ء میں گوشت کی قیمت میں ۳۰ فیصدی اور مکھن کی قیمت میں ۲۵ فیصدی اضافہ کیا گیا (۵۵)۔ زراعت میں سرمایہ کاری بھاری صنعت میں سرمایہ کاری کے مقابلے میں اب بھی بہت پیچھے تھی اور جنوری سنہ ۱۹۶۱ء میں زراعت پر مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس (پلینم) میں خروشچیف نے ایک زبانی شکایت بھی کی "ہمارے کچھ کامریڈوں میں ملک کو زیادہ دھات فراہم کرنے کی بھوک سی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ خواہش قابلِ تعریف بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ قومی معاشیات کی دوسری شاخوں کو اس سے نقصان نہ پہونچ رہا ہو۔ لیکن اگر ایسی صورت میں زیادہ دھات پیدا ہو جب دوسری شاخوں کی پیداوار پیچھے رہ جائے تو ان کی ترقی اور پھیلاؤ دھیما پڑ جائیگا اس طرح روٹی، مکھن، اور دوسری غذائی اشیاء ناکافی مقدار میں پیدا ہونگی اور ظاہر ہے کہ یہ ایک یکطرفہ ترقی ہوگی" (۵۶)۔

چار سال بعد ماسکو میں ایک برطانوی میلے کے دوران ایک ایسے بیان میں جسے سوویت پریس میں نہیں دہرایا گیا خروشچیف نے اظہار کیا "سوویت بھاری صنعت کی تعمیر کو اب مکمل سمجھا جاتا ہے اس لئے اب مستقبل میں ہلکی اور بھاری صنعتیں ایک ہی رفتار سے ترقی کریں گی" (۵۷)۔ لیکن اس پارٹی پروگرام میں جسے خود خروشچیف نے ہی پیش کیا تھا اور جسے اکتوبر ۱۹۶۱ء میں بائیسویں پارٹی کانگریس نے منظوری دی تھی، پوری صفائی کے ساتھ بھاری صنعتوں کو دی جانے والی ترجیح کی ایک بار پھر تصدیق کر دی گئی تھی۔ بہر حال اس پروگرام میں بھی غذائی اشیاء، استعمالی اشیاء اور مکانوں کے پیداوار میں تیز اضافے کا وعدہ ضرور کیا گیا تھا لیکن اس بات کی بھی یاد دہانی ساتھ ہی کر دی گئی تھی کہ یہ منصوبہ بند اضافے صرف امن کی صورت میں ہی حاصل کئے جانے ممکن ہیں۔ اس کا مطلب صاف طور پر یہی لیا جا سکتا ہے کہ صرفین کی بہتری کو بھاری اور دفاعی صنعتوں کی اشد ضرورتوں کے آگے اب بھی جھکنا پڑے گا۔

حالاں کہ کامیابی وعدوں کے مقابلے میں بہت پیچھے رہی لیکن اس کے باوجود بھی سوویت شہریوں کا عام معیارِ زندگی اسٹالن دور کے مقابلے میں اس زمانے میں پھر بھی کافی بہتر ہوا۔ اجتماعی کسانوں کو اسٹالن کے بعد کے دور کے ابتدائی حصے میں حکومت کی طرف سے حاصل کئے جانے والے غلّے کی قیمت میں اضافے سے مجموعی طور پر فائدہ پہونچا۔ پھر بھی ۶۱-۱۹۵۹ء کے درمیانی عرصے کی فصلیں ۱۹۵۸ء کی زبردست فصل کے مقابلے میں بہت خراب رہیں، جس کا اثر اجتماعی کسانوں کی آمدنی میں تخفیف کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں مویشیوں کے ذریعے حاصل کی جانے والی پیداوار کی حصول کی قیمت بڑھائی گئی اور اس سے ایک بار پھر یہ امید کچھ بندھی کہ فارم سے حاصل ہونے والی آمدنیوں میں اضافہ شروع ہوگا۔ صنعتی مورچے پر بھی اٹھان کے آثار نظر آنے شروع ہوئے دوسری طرف وہ سخت مجرمانہ سزائیں جو جبریہ مزدوری کو جائز کرنے کے سلسلے میں دی جاتی تھیں عام طور پر ختم کر دی گئیں اور اب ان مقاصد کے حصول کے لیے معاشی ترغیبات اور پابندیوں پر زیادہ انحصار کیا جانے لگا، بڑھاپے کی پنشن میں اضافہ کیا گیا۔ اور سوویت سوسائٹی کے سب سے زیادہ دبے ہوئے حصے، مزدور طاقت کی۔

حالت میں اُن کی کم سے کم تنخواہ کو شہروں میں ۳۰۰ (پرانے) روبل اور دیہی علاقوں میں ۲۷۰ روبل تک بڑھائے جانے سے کچھ بہتری پیدا ہوئی۔ ۱۹۵۶ء میں کام کے ہفتے میں بھی تخفیف کی گئی اور اب یہ ۴۸ گھنٹے سے گھٹ کر ۴۶ گھنٹے رہ گیا۔ پھر ۱۹۶۰ء میں ۴۱ گھنٹے کیا گیا اور آنے والے سالوں کے لیئے اس میں مزید کمی کا منصوبہ پیش کیا گیا۔ مکانوں کی تعمیر کے سلسلے میں کئی سرکاری منصوبے بھی تیار کیئے گئے تاکہ رہائشی مکانوں کی زبردست قلت کو کچھ بہتر کیا جاسکے اور ۱۹۵۸ء۔۶۰ء کے درمیان حکومتی منصوبے سے تحریک حاصل کرتے ہوئے، نجی مکانوں کی تعمیر بھی کافی تیزی سے بڑھی لیکن ۱۹۶۰ء کے دوسرے نصف حصے میں نجی مکانوں کی تعمیر کے لیئے قرضوں کو عملی طور پر بند کر دینے سے (چوں کہ الزام یہ تھا کہ آئندہ فائدہ حاصل کرنے کے لیئے اس منصوبے کے تحت بہت سی زیادتیاں اور بدعنوانیاں بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں) اور دوسری شاخوں میں سرمایہ کاری کے لیئے مالیت کے دباؤ کے تحت ۶۱۔۱۹۶۰ء میں مکانوں کی تعمیر کے سلسلے میں منصوبے کے تحت طے کیئے گئے نشانے پوری طرح حاصل نہ ہوسکے۔ تازہ تعمیر شدہ مکانات میں سے بہت سے مکانات بڑے گھٹیا اور ناکارہ انداز میں بنائے گئے اور فی کس رقبہ جو ان مکانوں میں مقرر کیا گیا وہ بھی مغربی ممالک کے معیاروں سے کافی نیچا رہا۔ حالاں کہ حقیقی تعمیری کام منصوبے اور وعدوں کے مقابلے میں بہت پیچھے تھا لیکن پھر بھی جو کچھ حاصل ہوا اُسے بہت خوش آمدید کہا گیا خاص طور پر وہ سوویت شہری اس حصول سے بھی کافی مطمئن تھے جنھیں ان مکانوں سے فائدہ اُٹھانے کا موقع مل گیا تھا۔

اسٹالن کے بعد کے چند سالوں میں استعمالی اشیاء کی پیداوار کی مقدار اور معیار دونوں میں بہت ممتاز اضافہ ہوا۔ حالاں کہ یہ مستقل بڑھتی ہوئی مانگ کے مقابلے میں اب بھی کافی کمیاب تھیں۔ ضرورتِ زندگی کی بہت سی اشیاء اور سامانِ آسائش کی قیمتیں اس حد پہ مقرر ہوئی تھیں جن تک ایک معمولی مزدور کی پہونچ بالکل بعید از قیاس تھی۔ ۱۹۶۵ء میں سات سالہ منصوبے کے اختتام تک سوویت مزدور کی تنخواہ میں ۸۵۰ سے ۹۰۰ (پرانے) روبل ماہانہ تک یعنی ۲۶ فی صدی اضافے کی توقع کا اظہار کیا گیا تھا۔ حالاں کہ جہاں تک حقیقی قوتِ خرید کا سوال ہے اس متوقع معیار کے حصول میں اب بھی

کافی کچھ باقی تھا لیکن اس سے مستقبل میں معیارِ زندگی کی اٹھان کے لئے ایک راستہ ضرور تیار ہو گیا۔ اس نے خروشچیف کا ایک ایسا روپ ابھارنے میں کافی مدد کی تھی جس میں وہ عوام کی بہتری اور فلاح و بہبود سے کافی دلچسپی رکھتا ہوا نظر آتا تھا اپنی حکومت کا جو نقش وہ عوام کے ذہنوں میں اُبھارنا چاہتا تھا وہ یہی تھا کہ یہ حکومت اپنی عوام سے اسٹالن دور کے پیش رفتہ اربابِ حل و عقل کے مقابلے میں زیادہ قریبی رشتہ رکھتی ہے حالاں کہ محض وعدوں کے اعتبار سے اس کی طرف سے دی جانے والی مراعات معمولی ہی تھیں لیکن ان سے بہرحال اس سمت میں تحریک کا ضرور احساس ہوتا تھا جسے سوویت عوام خوش آمدید کہہ سکتے تھے۔

اسٹالن کی تردید و تنسیخ اور خروشچیف کی اصلاحات

اگر ایک طرف عوام خروشچیف کو اس نگاہ سے دیکھ رہے تھے کہ جیسے یہ ہی ان کی مادی خوشحالی کا علم بردار ہے تو دوسری طرف منیجری، تکنیکی اور ثقافتی دانشور طبقے کے بھی کچھ ایسے اہم مسائل تھے جو اس بازی پر لگے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بہت سے افراد کے لئے غور طلب سوالات یہ تھے کہ کیا نیا رہنما خوف و ہراس کے اس ماحول کو بھی ختم کرے گا جو پورے ملک پر چھایا ہوا تھا، اور کیا ان کے زیادہ تحفظ اور آزادی کی خواہشات اور امیدوں سے بھی دلچسپی کا مظاہرہ کرنے کے لئے تیار ہوگا؟ اس سلسلے میں رہنماؤں کے درجے پر اور معمولی افسروں کے درجے پر بھی دو بالکل ممتاز انداز نظر آئے۔ اس بات پر عام طور سے سب ہی متفق تھے کہ اس سلسلے میں دلچسپی لینا اور کسی قسم کی نئی ترتیب ناگزیر ہے، اگر اس کے لئے اور کوئی اہم وجہ نہ بھی ہو تو یہی وجہ بھی کافی تھی کہ اب اسٹالن مر چکا تھا۔ وہ لوگ جنھیں بعد میں اسٹالن پرست کا نام دے کر خاموش کر دیا گیا۔ یہ لوگ کسی بہت بڑی تبدیلی یا اختراع کے سلسلے میں بہت محتاط رہنے کا مشورہ دیتے تھے، ان کو خوف تھا کہ آبادی پر گرفت میں کسی قسم کی بھی ڈھیل دیئے جانے سے انجانی اور غیر متوقع پریشانیوں کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا جس سے خود حکومت کی بقاء کو ہی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خود کو اسٹالن کے دور کے "گناہوں" سے بری کر لیں۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ اسٹالن کے آخری دور میں خود مختارانہ اور بعید از

عقل خوف و ہراس کا جو ماحول پیدا ہو گیا تھا اس سے ترقی کی راہ میں رُکاوٹیں کھڑی ہونے لگی تھیں اور اب ایک عقلی بنیادوں پر پالیسی اور ایک نیا طرزِ عمل اپنانا ضروری ہے۔

اِن مختلف دھاروں کا اظہار اسٹالن کی تردید و تنسیخ کی مہم میں بڑے ڈرامائی طور پر ہوتا ہے۔ بیسویں کانگریس میں خروشچیف کی اس خفیہ تقریر سے جس میں اسٹالن کی تصویر ایک قاتل اور ایک انسان کے روپ میں پیش کی گئی تھی جو اپنی عظمت کے احساس میں پاگل سا ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے "جرائم" کی اگر پوری نہیں تو ان میں سے کچھ کی بڑی وحشت ناک فہرست بھی پیش کی گئی تھی اس سے اسٹالن کا وہ تصوراتی روپ ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ اس تقریر سے رہنماؤں کے اس مصمم ارادے کا بھی واضح طور پر اظہار ہوا کہ اب وہ ان کی خواہشات اور امیدوں سے بھی کسی قسم کا معاہدہ کرلینے کے لئے تیار نہیں جن کا اسٹالن کے دور میں گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔ دوسری طرف اسٹالن پرستوں کے لئے جیسا کہ اسی کانگرس میں گگا نووچ نے اپنی تقریر میں اعتراف کیا شخصیت پرستی کے خلاف جنگ کرنے کا فیصلہ بھی کوئی آسان سوال نہیں تھا (۵۸)۔ اگر بعد میں بائیسویں کانگرس میں کی گئی خود خروشچیف کی تصدیقوں کو معتبر مان لیا جائے تو "مولوٹوو، مالینکوو، وارو شیلوو" اور کچھ اور لوگوں نے اس تجویز پر کھل کر اعتراض کیا۔ ان کے اعتراضات کے جواب میں انھیں نے اس سوال کے اُٹھائے جانے کی مخالفت کی تو ایسی صورت میں خود کانگرس کے مندوبین کے سامنے یہ سوال فیصلے کے لئے رکھ دیا جائے گا۔ ہمیں اس بات میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ کانگرس اس سوال پر بحث کرنے کی ضرور حمایت کرے گی صرف اس کے بعد ہی یہ لوگ بھی مان گئے اور اس طرح شخصیت پرستی کا سوال بیسویں پارٹی کانگرس کے سامنے رکھا گیا ...." (۵۹)۔

قانونی میدان میں پالیسیوں کے اُتار چڑھاؤ میں حالاں کہ اسٹالنیت سے کسی طرح بھی کبھی کنارہ کشی کا اظہار نہیں ہو سکا لیکن پھر بھی اس خواہش کا ضرور احساس ہوتا رہا کہ سوویت سوسائٹی میں لوگ اب ایسے ماحول کے خواستگار ہیں جس میں انھیں زیادہ تحفظ اور استقرار حاصل ہو جولائی ۱۹۵۳ء میں بیریا، کی صفائی کے ساتھ ہی خود تحفظی پولیس پارٹی کی گرفت میں آ گئی۔ اسٹالن کی

موت کے بعد جاری ہونے والے عام معافی نامے، جبریہ مزدور کیمپوں سے بڑی تعداد میں قیدیوں کی رہائی، وزارتِ امورِ داخلہ کے مخصوص کمیشن کا خاتمہ، عظیم صفائی کے دوران اور اس کے بعد "عوام دشمنی" کے الزام میں ماخوذ افراد کی نوآبادکاری جو بعض صورتوں میں ان کی موت کے بعد ہوئی، تحفظی پولیس پر پابندیاں، "بنیادی قوانین" کا اجرا جس کی بنیاد وہ بہت پرانا وعدہ تھا جس میں قوانین پر نظرِ ثانی کی یقین دہانی کی گئی تھی اس پرانے طرزِ عمل کا خاتمہ جس کے تحت ملزم سے صرف تفتیش کے دوران حاصل کئے گئے اعتراف جرم کی بنیاد پر بھی اُسے سنگین جرموں کا مرتکب ٹھہرا دیا جاتا تھا اور ملزم کے حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں دوسرے قانونی وسائل اور صحافتوں میں مضبوطی پیدا کرنے، اور دوسرے ایسے ہی اقدامات سے احساس ہوتا تھا کہ سوویت زندگی میں سوشلسٹ قانونیت کے نئے دور کا آغاز ہونے والا ہے۔ اسٹالن دور کے تاریک عہد کے مقابلے میں، اب کافی حد تک مقبولیت اور زیادہ انسانیت پر مبنی قانونی نظام کی طرف قدم بڑھائے جا رہے تھے لیکن یہ "نیا قانونی انداز" کیا رخ اختیار کرے گا، اس کا انحصار پارٹی رہنماؤں کی اپنی مذبذب اور متلون طبیعت پر ہی تھا اور خروشچیف خود بھی اس وقت قانون کی کوئی خاص وقعت و احترام کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ جب ۱۹ اپریل ۱۹۶۲ء کو کوموسول کی چودھویں کانگریس کے موقع پر اس نے کہا تھا:

"ہمیں اس وقت تک (چور کو) قانونی زد میں لاکر اس پر مقدمہ قائم کرنے میں انتظار نہیں کرنا چاہئے جب تک وہ رنگے ہاتھوں پکڑا نہ جائے (۶۰)۔ عوام کے اجتماع، جنہیں خون چوسنے والوں کے نام سے موسوم افراد کو شہر بدر کرنے کے اختیار حاصل تھے اور کامریڈ عدالتیں، جن میں ساتھی کارکن ملزمین پر مقدمہ چلاتے تھے اور فیصلے دیتے تھے اور ان کے فیصلوں کے خلاف قانونی اپیل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی تھی، ان طریقوں کی حمایت سے قانونی طرزِ عمل سے روگردانی کا ہی احساس ہوتا ہے۔

۶۲-۱۹۶۱ء میں موت کی سزا کی وسیع پیمانے پر توسیع نے ایک بار پھر اس وحشتناک یاد کو تازہ کر دیا کہ اسٹالن دور کی سخت ترین سزاؤں کا دور اب بھی بالکل ماضی کا قصہ نہیں ہے۔ تحفظی پولیس کے اختیارات میں تخفیف کے باوجود اب بھی یہ ایک ایسی با اثر طاقت ضرور تھی جسے محفوظ کر کے رکھ چھوڑا گیا تھا اور بیسویں پارٹی

کانگریس میں کسی اور چھوٹی موٹی شخصیت نے نہیں خود خروشچیف نے ہی اس کی اہمیت کو سراہا تھا اور اس کے کردار کو بدنام کرنے کی بھی کوشش کے خلاف پوری طرح متنبہ کر دیا تھا حالاں کہ اسٹالن کے بعد کے دور میں پولیس کا خوف کم ہوا تھا اور قانونی طریقۂ کار پر اعتماد ضرور بڑھا تھا لیکن عام طور پر اس بات کو بھی بخوبی سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ قانونی معیار جو حکومت نے خود ہی اپنے اوپر عائد کر لیتے ہیں اگر کبھی رہنماؤں کی طاقت اور اختیارات کو خطرہ لاحق ہوا تو ان کو بڑی سختی سے نظر انداز بھی کیا جاسکتا ہے۔

نظریاتی میدان میں بھی اسٹالن کے جانشینوں نے ایک ایسی پالیسی اختیار کی جس میں گرفت کے ساتھ ڈھیل بھی موجود تھی اور مختلف پابندیوں کو کبھی ڈھیلا چھوڑ دیا جاتا تھا اور کبھی کس لیا جاتا تھا۔ اسٹالن دور میں عائد کی گئی سخت ترین پابندیوں کو ختم کرنے کے ارادے کے باوجود خروشچیف بہر حال اس بات پر ضرور مصر تھا کہ پارٹی ہی کے عقیدوں کا مکمل اور آخری محافظ پارٹی ہی کو رہنا چاہئے۔ اسٹالن کی موت کے بعد ثقافتی حالات میں جو تبدیلی اور نرمی پیدا ہونی شروع ہوئی اس پر جلدی ہی نظریاتی کٹرپن کے محافظوں نے پابندیاں بھی عائد کرنا شروع کر دیں جن کا اظہار ایسی مشتبہ قسم کی ادبی تصنیفات جیسے زورن کے ناول "مہمان" (Guests) پانووا کے ناول "موسم" (The Seasons) اور اہرن برگ کے ناول "برف پگھلنا" (Thaw) پر سخت ترین تنقیدی حملوں سے ہوا اور ایک نئی مہم کی ابتدا ہوئی جسے پوری طرح ناکام مہم بھی نہیں کہا جاسکتا جس کا اظہار ۱۹۵۴ء میں ادیبوں کی دوسری کانگریس میں ادبی فنکاروں پر ایسی پابندیاں عائد کرنے کی کوشش سے ہوا جن سے ان کی نگاہیں جھکی رہیں۔ بیسویں پارٹی کانگریس جس میں اسٹالن کشی کا آغاز ہوا اس میں اس تازہ حاصل شدہ آزادی کی حدود کو سمجھ لینے کی کوششوں کا بھی کسی قدر احساس ہوا اور اس کا نتیجہ ایک اجتماعی ادب کی ایک زبردست باڑھ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس موقع پر اس بات کو مان لینا پڑتا ہے کہ پارٹی رہنماؤں کے اندازوں میں غلطی ہوئی۔ اسٹالن کشی کی مہم کے انجانے اور بالکل غیر متوقع نتائج۔ ہنگری اور پولینڈ کے

واقعات وکیفیات سے حکومت کے لیے چیلنج پیدا ہوا، اور خود سوویت یونین میں داخلی طور پر دانشوروں اور طالب علموں میں ایک نیا نظریاتی بحران سا نظر آیا۔ یہ سب کچھ ایسے واقعات تھے جن سے حکومت کا چونک پڑنا اور بپھر جانا ایک قدرتی ردِّعمل تھا چنانچہ حکومت نے بھی اس کا جواب ایسے انداز میں دیا جسے بالکل اجنبی یا نیا پن نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ہنگری میں طاقت اور خوف وہراس کا استعمال کیا گیا، پولینڈ کے سلسلے میں بہت سے مشتبہ انداز میں اور بڑی بددلی کے ساتھ رضامندی اور جھکاؤ کا اظہار ہوا اور سوویت یونین میں "غیر صحتمندانہ نظریاتی میلان کے خلاف ایک نئی جنگ کا آغاز کیا گیا ہے ۱۹۵ء کے آخر میں تعلیمی اصلاحات کا اعلان ہوا جن کے ذریعے اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ زیادہ تر طالب علم اپنے اپنے کاموں میں داخل ہونے سے پہلے ہی عملی تجربہ حاصل کر چکے ہوں۔ ان کے پیچھے کسی حد تک یہی مقصد کارفرما تھا کہ نوجوانوں میں پھیلے ہوئے اضطراب پر کس قدر پابندی اور ڈسپلن عائد کیا جا سکے۔ ہنگری کے واقعات کے بعد کچھ عرصے تک ثقافتی حالات میں ایک بار پھر کچھ ایسے رُخ پر جھکاؤ نظر آیا جسے "نئی اسٹالنیت" کا نام دیا جا سکتا تھا، لیکن یہ رُجحان بہت زیادہ آگے نہ بڑھ سکا۔ مخالف آوازیں اُٹھتی رہیں اور ۱۹۵۹ء میں ادیبوں کی تیسری کانگریس میں اور اکتوبر ۱۹۶۱ء میں بائیسویں پارٹی کانگریس میں مختلف اندازِ فکر کو بھی کسی قدر اظہار کا موقع نظر آیا۔ لیکن بہرحال پارٹی رہنماؤں نے اپنی اس مانگ میں کسی طرح کی نرمی یا لچک نہیں دکھائی کہ تمام علمی، تحقیقی اور تخلیقی کاموں میں پارٹی کے نظریے کو ہی اہم ترین جگہ اور افضلیت دی جانی چاہیے۔

حکومت اور اس کے سلسلے میں خروشچیف کی اصلاحات میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ عوام کی دلچسپی اس میں بڑھے اور اس کے ساتھ ہی سیاسی کارگزاریوں میں بھی لوگ زیادہ حصّہ لیں۔ اسٹالن دور کی اس خصوصیت کو حکومت کے انتظامیہ سے کسی حد تک ختم کئے جانے کے سلسلے میں بھی اقدامات اُٹھائے گئے جس میں اس کے اوپر کے حصوں پر بہت زیادہ مرکزیت نظر آتی تھی۔ سپریم سوویت کے اجلاس کو بار بار منعقد کر کے اس کی اہمیت میں اضافے کا مظاہرہ کیا گیا، اس کے کمیشنوں کو ایک نئی زندگی بخشی گئی اور اس کو ایک ایسے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال

کیا گیا جہاں تمام اہم رپورٹیں پیش کی جاتی تھیں اور اعلانات کیے جاتے تھے مقامی سوویتیں جو اسٹالن کے دور میں دم توڑ رہی تھیں ان کو پھر زندہ کیا گیا، انھیں اور زیادہ ذمہ داریاں سونپی گئیں اور انھیں ہدایت کی گئی کہ یہ عوام کی زیادہ شمولیت اور حمایت اپنے کاموں میں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ عوامی خود اختیارانہ حکومت کی ایجنسیوں کے نام سے موسوم تمام پرانے اور تازہ طور پر قائم شدہ شعبوں میں جیسے عوامی ملیشیا یعنی پولیس اور کامریڈ عدالت میں اس کوشش کے تحت نئی تحریک اور زندگی پیدا کی گئی کہ ان کے ذریعہ امن عامہ برقرار رکھنے اور مزدور ڈسپلن کو مضبوطی سے قائم رکھنے میں عوام براہ راست شریک ہوں گے۔ بہر حال ان تمام کوششوں کا حقیقی اثر اس لئے مشروط ہو گیا کہ ان تنظیموں پر بھی پارٹی اپنی گرفت رکھنا چاہتی تھی اور انھیں ان ہی پالیسیوں کے تحت چلانا چاہتی تھی جن کی پابندی پارٹی پر فرض تھی۔

انتظامیہ میں عملی سلسلے میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کو منتقل کرنے کے سلسلے میں جو کوششیں کی گئیں ان سے اس کا پوری طرح اظہار ہو جاتا ہے کہ اب اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ سوویت معاشیات اور اس کے کاموں کے سلسلے میں مختلف فیصلوں تک پہونچنے کا عمل بہت کافی گنجلک ہو گیا ہے اس کا اظہار ان اختیارات کی وسعت سے ہو جاتا ہے جو کارخانے کے منیجروں، سرکاری اور اجتماعی فارموں کے صدروں وغیرہ کو فیصلوں کے سلسلے میں اب دی گئی ہیں بعض کارگزاریوں کی ان تبدیلیوں سے ہوتا ہے جو مرکزی حکومت سے ری پبلکوں اور ری پبلکوں سے نیچی سطح کے شعبوں کی طرف منتقل کی گئی ہیں۔ اور ۱۹۵۷ء میں پورے ملک میں پھیلی ہوئی خطوں کی معاشی کونسلوں کے قیام سے بھی اظہار ہوتا ہے جن میں منیجمینٹ کے وہ تمام کام سنبھالنے تھے جو اس سے پہلے بہت سی مرکزی وزارتوں کے سپرد تھے یہ اقدامات اسٹالن دور کی ضرورت سے زیادہ مرکزیت کے رجحان کی تصحیح کی غرض سے ہی اٹھائے گئے تھے اور ان کا مقصد افسر شاہی نظام کے نچلے درجوں پر کام کی تحریک پیدا کرنا اور عملی کارگزاریوں میں فیصلوں کی ذمہ داری اور مختلف مسائل کو ایک دوسرے سے اور زیادہ قریب لا کر کارکنوں کی

عملی صلاحیتوں اور قابلیتوں میں زیادہ مستعدی اور چستی پیدا کرنا تھا۔ مگر اختیارات کو کمزور ہونے کے خطرات بہرحال موجود تھے۔ چنانچہ جب صنعت وزراعت میں "مقامیت پرستی" کے رجحانات کا مظاہرہ ہوا تو گرفتوں کو بھی ایک بار پھر سخت کرنا پڑا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پارٹی کی تنظیم اب بھی مکمل مرکزیت کی بنیادوں پر قائم رہی اور انتشار کو روکے رکھنے کے سلسلے میں رہنما اسی عائد کردہ پابندیوں اور ڈسپلن پر انحصار کئے رہے۔

پارٹی کی افضلیت

غالباً خروشچیف دور میں جس چیز کو سب سے اہم سیاسی تبدیلی کہا جاسکتا ہے وہ پارٹی کی حیثیت کو دوبارہ مضبوط کیا جانا اور سوویت سوسائٹی میں اس کو جو اہم ترین جگہ حاصل تھی اس کی ایک بار پھر تصدیق کیا جانا تھا۔ اسٹالن کے دور میں پارٹی بہت حد تک پس منظر میں چلی گئی تھی اور اس کے کردار کو گھٹا کر محض ایسے درمیانی وسیلوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ جنھیں اسٹالن خود اپنی قیادت اور حکمرانی برقرار رکھنے کیلئے استعمال کرتا تھا۔ بیریا کی صفائی نے ایک ایسا راستہ کھول دیا جس کے ذریعہ پولیس پر پارٹی ہدایات کی فوقیت دوبارہ مسلم ہوگئی اور خود خروشچیف کے عروج کے ساتھ ساتھ سوویت زندگی کے تمام دوسرے حصوں میں پارٹی کی گرفت مضبوط ہوتی چلی گئی۔ پارٹی میں ایک نئی زندگی اور قوت پیدا کرنے کی کوششوں کی غرض سے جو ہدایات دی گئیں ان میں پارٹی ممبروں کو پارٹی زندگی میں اور زیادہ حصہ لینے کا مشورہ، پارٹی افسروں کو چننے کے سلسلے میں انتخابات کے طریقوں کی پابندی اور پارٹی کے درجاتی نظام میں ہر درجے پر عاملہ کمیٹیوں اور دوسرے شعبوں کی زیادہ اور باقاعدہ میٹنگوں پر زور شامل تھا لیکن وہ کوشش جسے جمہوریت پیدا کرنے کی مہم کا نام دیا گیا تھا وہ بہرحال طے شدہ حدود میں ہی رہی۔ اپنے پیش رفت اسٹالن کی طرح خروشچیف نے بھی واضح کر دیا تھا کہ پارٹی کی طے کردہ پالیسیوں اور قول سے انحراف کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ تمام ایسی کوششوں کا پوری طاقت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا جن سے پارٹی کے آہنی اتحاد کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہوتا ہو۔

پارٹی کی افضلیت پر اصرار یہ حد فوج تک پھیلا ہوا ۔ تحفظی پولیس کے مجموعی کردار میں بیریا کے بعد گراوٹ آنے کے ساتھ کچھ ایسے حالات رونما ہوئے جن سے احساس کیا جا سکتا تھا کہ سوویت روس کے سیاسی نظریہ پر فوج کی اہمیت بڑھ رہی ہے شاید ان میں سب سے اہم اظہار مارشل ژوخوف کا پریسیڈیم کا باقاعدہ ممبر ہو جانا ہی تھا لیکن ژوخوف کی طرف سے آزادانہ اور خود اختیارانہ رویہ کے اظہار سے ۱۹۵۷ء کے موسم بہار میں اسے تمام ان اعلیٰ عہدوں سے ہاتھ دھونا پڑا جن پر وہ فائز تھا۔ اور اس کے ساتھ فوجی اعلیٰ کمان کو بھی پوری درشتی کے ساتھ متنبہ کر دیا گیا کہ پارٹی تال میل اور تعلق پیدا کرنے کے سلسلے میں سب سے اعلیٰ کردار کی حامل ہے۔

سوویت یونین کی فوجی طاقت تیزی سے بڑھتی رہی ۱۹۴۹ء میں سوویت یونین کی طرف سے ایٹم بم کے دھماکے کے بعد ۱۹۵۳ء میں تھرمونیوکلیر ہتھیار بھی تیار ہو گئے پھر ۱۹۵۴ء میں انٹرکنونٹی نینٹل جیٹ بمبار طیارہ تیار ہوا۔ اور ۱۹۵۷ء میں انٹرکونٹی نینٹل بلاسٹک میزائل تیار ہوئے طاقت ور راکٹ انجنوں کی تیاری اور فضائی میدان میں تلاش و تحقیق کے سلسلے میں ابتدائی رہنمائی حاصل کر کے امریکہ سے آگے بڑھتے ہوئے سوویت یونین کو کچھ ایسی زبردست اور ممتاز کامیابیاں حاصل ہوئیں جن کے اثرات سوویت یونین کے داخلی حالات و کیفیات اور بیرونی سیاسی امور دونوں میں محسوس کئے جا سکتے تھے سوویت یونین کے اندر ایک احساس فخر اور قوم پرستی کے ایک نئے جذبے کو فروغ حاصل ہوا۔ جسے حکومت نے خود اپنے مقصد کے حصول کے لئے پوری طرح استعمال کیا۔ ان کا بیرونی دنیا پر جو اثر پڑا وہ بھی اتنے ہی برق اثرات رکھتا تھا اس سے سوویت یونین کی فوجی طاقت اور سائنسی ترقی کے لئے وقعت و احترام میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ مغربی رہنماؤں کی رہنمایانہ صلاحیتوں کے سلسلے میں اعتماد کو دھکا لگا اور بڑی سنجیدگی سے اس حقیقت کا احساس کیا جانے لگا کہ سوویت یونین اور مغربی ممالک ایک ایسی مہلک دوڑ میں مصروف ہیں جس سے پوری دنیا کو تباہی کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے

اسٹالن دور کے مقابلے میں خروشچیف کے روس کی ظاہری صورت میں کچھ ممتاز اور واضح فرق نظر آتے ہیں۔ اب سوویت یونین میں اندرونی طور پر پولیس کی نگرانی اور جبر و دباؤ پر کچھ کم زور نظر آتا ہے اور وفاداری کے حصول کے لئے نسبتاً زیادہ مثبت طریقوں،

یعنی ترغیب و تحریک، زیادہ مراعات، اور انتظامیہ کی کارگزاریوں میں آبادی کے مختلف حصوں کی اور زیادہ شمولیت وغیرہ کو نسبتاً زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اجتماعی کسانوں کی حالت میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ صنعتی مزدوروں پر جتنا بوجھ تھا اُس میں کام کے مقررہ گھنٹوں میں تخفیف، بڑھاپے کی پنشن میں اضافے اسٹالن دور کی سخت ترین تادیبی کارروائیوں اور سزاؤں کے خاتمے، رہائشی مکانوں کے مسئلے پر زیادہ توجہ اور حقیقی تنخواہوں کے اضافے کے حقیقی اثر سے بہت حد تک کمی ہوئی ہے۔ منیجری اور انتظامیہ کے چیدہ اشخاص کے زمروں کو عملی کارگذاریوں میں زیادہ اختیارات اور آزادی حاصل ہوئی ہے اور انھیں کسی حد تک وہ تحفظ حاصل ہوا ہے جو اسٹالن کے دور میں بالکل مفقود تھا۔ دانشوروں کو بھی نسبتاً اب زیادہ وسیع میدان حاصل ہے، جس میں وہ اپنی کارکردگی کا زیادہ بہتر طور پر مظاہرہ کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی پارٹی کی حیثیت اور افضلیت کے سلسلے میں کسی چیلنج کی صورت میں فوراً اور بہت سختی سے اس بات کی یاد دہانی کرا دی جاتی ہے کہ یہ لوگ فنکار اور ادیب ضرور ہیں لیکن ایسے آرٹسٹ اور فنکار جو ایک قسم کی مخصوص یونی فارم پہنے ہوئے ہیں۔ ان سب چیزوں کے ساتھ فلاح و بہبود اور بہتری کے سلسلے میں حاصل ہوئی مراعات اور آسانیاں، ترقی اور حصول پر متواتر زور اور اس کا چسکا، اور ان کے اثر سے آنے والی نسلوں پر اپنے وقت کی عظمت اور اہمیت کا احساس، سوویت سائنسی اور فوجی کامیابیوں اور حصول پہ احساسِ فخر، بین الاقوامی سطح پر سوویت یونین کی عظمت اور وقار میں اٹھان وغیرہ، یہ سب مل کر حکومت کو عوامی اور عمومی مقبولیت فراہم کرتی ہیں۔ اور یہ تمام کیفیات اسٹالن کے دور میں نظر آنے والے مستقل خوف و ہراس اور احساسِ علیحدگی سے بہت مختلف اور ممتاز نظر آتی ہیں۔

پورا نظام اور حکومت اب بھی بہت طور آمری ہی ہے یہ اب بھی اپنے ہمہ گیر اختیارات کو پوری سوسائٹی پر مسلّط کئے ہوئے ہے اور پارٹی کی اجارہ داریت اور اس کی رہنمایانہ طاقت میں کسی قسم کی کمی آنے کو کسی حالت میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لیکن بہر حال اب پارٹی یہ دعویٰ ضرور کر سکتی ہے کہ اس نے ان شکایات اور پریشانیوں کی طرف بھی توجہ ضرور دی ہے جن کو اسٹالن بالکل ہی نظر انداز کرتا تھا۔ اب جو اثر اور

تصور خروشچیف اور اس کے ساتھی پیدا کرتے ہیں اس میں استقلال اور اعتماد و انحصار جھلکتا ہے۔ اور اسٹالن کی موت سے امیدوں اور خواہشات کا جو دھارا آزاد ہو کر منظر عام پر نظر آیا تھا اس پر گرفت رکھنے اور اسے صحیح راستوں پر موڑنے کی ایک مستقل صلاحیت اور قابلیت کا احساس ہوتا ہے۔

اکتوبر ۱۹۶۴ء میں خروشچیف ریٹائر ہوا۔ پارٹی اور حکومت کی قیادت اب ایل۔ آئی۔ بریژنیو کو دی گئی۔ بریژنیو خروشچیف کے دور میں پارٹی کی پولٹ بیورو کا ممبر تھا اور حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر کام کر چکا تھا۔ بنیادی طور پہ بریژنیو نے خروشچیف کی پالیسیوں کو آگے بڑھایا۔ ملک میں خوشحالی بڑھی اور عوام پر پابندیاں مزید کم ہوئیں۔ مگر پارٹی کے اہم اور نمایاں رول کو برقرار رکھا گیا۔ اس دور کی سب سے نمایاں کامیابی یہ ہوئی کہ سوویت یونین امریکہ اور مغربی ممالک سے فوجی طاقت میں برابر ہو گیا، بلکہ کچھ میدانوں میں آگے بڑھ گیا۔ اسی کے ساتھ سوویت یونین کی خارجہ پالیسی کا اثر ورسوخ عالمگیر ہو گیا، خاص طور پر تیسری دنیا کے ممالک سے تعلقات اور دوستی بڑھی۔ لیکن ساتویں دہائی کے آخر سے ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی کی رفتار دھیمی ہوتی گئی کیوں کہ فوج کے لیے نئے نئے ہتھیاروں کے مصارف عالمی طاقت کی دوڑ کی وجہ کر بڑھتے ہی گئے۔

نومبر ۱۹۸۲ء میں بریژنیو کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد یوری انڈروپوا اور کونسٹنٹین چرنینکو نے باری باری قیادت سنبھالی۔ لیکن دو سال کے اندر ہی دونوں کی وفات ہو گئی۔ پھر مارچ ۱۹۸۵ء میں میخائل گورباچوف کا دور شروع ہوا۔ ان نئے ادوار کی تفصیلات کتاب کے آخری دو باب میں بتائی گئی ہیں۔

دوسرا حصّہ

کمیونسٹ پارٹی کا رول

پانچواں باب

پارٹی کا رول نظریاتی اور عملی رخ

۷ نومبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب نے بالشویک تحریک کو ایک انقلابی پارٹی سے ایک ہی ضرب میں ایک حکمراں پارٹی میں تبدیل کر دیا۔ حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی بالشویکوں کے سامنے سب سے پہلا مسئلہ یہ آیا کہ وہ دوسری پارٹیوں اور حکومت کے دوسرے شعبوں کے ساتھ اپنے رشتہ کو کس طرح واضح کریں۔ ان میں سے کچھ شعبے انھیں سابقہ حکومت سے ورثے میں ملے تھے۔ اور کچھ نئے شعبوں کی تشکیل کے خواب وہ خود دیکھ رہے تھے۔ مارکسزم کے اس نظریاتی خاکہ میں جسے لینن نے پیش کیا تھا ایسا کوئی مواد موجود نہیں تھا جس سے اقتدار سنبھالنے کے بعد انقلابیوں کو کوئی خاص رہنمائی مل سکتی۔ اگست ستمبر ۱۹۱۷ء میں لینن نے اپنی روپوشی کے زمانے میں ایک پمفلٹ "ریاست اور انقلاب" کے عنوان سے لکھا تھا۔ جس میں مارکس انگلس کے متفرق احساسات ضرور موجود تھے اور جس سے اس موضوع پر روشنی پڑتی تھی۔ لیکن سوشلسٹ حکومت کا اسے دستور العمل کسی طرح نہیں کہا جا سکتا تھا۔

مارکسزم کی تشریح میں لینن نے اس بات کی پوری کوشش کی تھی کہ اس کا انقلابی کردار ابھر کر سامنے آئے۔ یہاں تک کہ اس نے مارکس اور انگلس کے ان افکار کو نظر انداز کر دیا تھا۔ جہاں انھوں نے پُر امن اور جمہوری طریقوں سے سوشلزم تک پہنچنے کے امکانات کا جائزہ لیا تھا (۱) سرمایہ داری اور کمیونزم کے درمیان عبوری دور میں حکومت کا کیا کردار ہو۔ اس کے لیے لینن نے صرف پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے نظریے کو ہی اہمیت دی۔ اور اس کو مارکس کے نظریہ کا محور سمجھا۔ مارکس اور انگلس کی تقلید میں پرولتاری ڈکٹیٹر شپ عملی روپ پیش کرنے کے لیے (۲)۔ پیرس کمیونوں کے تجربے کو ہی مثالی بنایا۔ لینن کے خیال میں اس تجربے نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ

"مزدور طبقہ حکومت کے بنے بنائے ڈھانچے کو حاصل کرکے اس کے شعبوں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آسانی سے نہیں چلا سکتا۔ اس کے لئے ضروری یہ ہوگا کہ افسر شاہی اور فوجی ڈھانچے پوری طرح توڑ ڈالے۔" اس میں کمیون کو اس ڈھنگ سے پیش کیا گیا کہ گویا اس میں فوج اور پولیس کے پرانے شعبوں کو ختم کردیا جائے گا۔ مزدوروں کے معاوضے اور افسروں کی تنخواہیں باقی نہیں رہیں گی اور کمیون کی تنظیم ایک تجارتی یا صنعتی کارپوریشن کی طرح کی جائے گی کمیون بیک وقت قانون بھی بنائے گی اور اس کے نفاذ بھی کرے گی۔" اس میں وہ تمام طریقہ کی خوبیاں کی گئی تعین جنھیں اقتدار حاصل کرنے کے بعد بالشویکوں کو عمل میں لانا تھا، جیسے نمائندوں کا انتخاب عملیہ اور انتظامیہ کی تمام جگہوں پر عومی رائے دہندگی کے ذریعہ تقرر اور اسی طرح ان کی برخاستگی وغیرہ۔ "کمیون اسٹیٹ" ایک طرح سے پرولتاری مفادات کا ایک نیا اور عملی روپ ہوگا۔ بورژوا طبقے کو کچلنے میں حکومت کی طاقت کو پوری طرح استعمال کیا جائے گا۔ یہ ایک ایسی فضا پیدا کردے گی جس میں ہر قسم کی طبقاتی کشمکش سے آزاد کمیونسٹ سوسائٹی اور خود بخود ایک لازمی نتیجہ ہوگا۔ اس نئے نظام میں رضاکارانہ طور پر مل جل کر کام کرنے کا جذبہ طبقاتی کشمکش کی جگہ لے لیگا (۳۱)۔

سوشلسٹوں میں ایک ایسا گروپ بھی تھا جس کے نزدیک ان کی فتح گویا ایک طویل صنعتی ارتقا کا نقطۂ عروج تھا۔ اس طرز فکر کے مطابق نئی سوسائٹی میں پرولتاری طبقہ کا خود بخود اہم ترین حیثیت حاصل کرجانا لازمی بات ہوگی۔ اس تفسیر کے مطابق پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے معنی اکثریت کی حکومت کے ہو سکتے تھے لیکن لینن اور اس کے بالشویک ساتھی "جمہوریت" کا آدرش بھی نہیں اپنانا چاہتے تھے۔ کیوں کہ ایک زراعتی ملک میں صنعتی پرولتاری طبقہ ایک معمولی سی اقلیت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ ایسے ملک میں پرولتاری طبقے کے نام پر حکومت سنبھالنے کا مطلب صرف یہی ہوتا کہ ایک بہت بڑی اکثریت پر چند آدمیوں کے اقتدار کو مسلط کردیا جائے۔ روس میں پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے نام پر صرف اقلیت کی ڈکٹیٹرشپ ہی ہوسکتی ہے۔ اور اس میں ایک اور الجھن موجود تھی کہ خود صنعتی مزدور طبقہ سیاسی اعتبار سے مختلف حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ بالشویکوں کی رہنمائی قبول کئے ہوئے تھا۔ اور دوسرے کی ہمدردیاں مینشویکوں بلکہ سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ تھیں۔ جن کی اپنی طاقت کا دارومدار بڑی حد تک زراعتی طبقے پر تھا۔

ایک پارٹی کی حکومت یا ملی جلی حکومت

برسراقتدار آنے کے بعد بالشویکوں کے سامنے ایک اور مشکل سوال آیا۔ حکومت پر خود قابض ہونے کا مطلب تھا اقلیتی ڈکٹیٹرشپ کا الزام اپنے سر لینا اور حزب مخالف کو اور زیادہ متحد ہو جانے کا موقع فراہم کرنا۔ اور ایک راستہ یہ تھا کہ دوسری پارٹیوں کیساتھ مل کر حکومت بنائی جائے۔ لیکن اس میں خدشہ یہ تھا کہ عوام کی منتخبہ مجلس قانون ساز کے فیصلوں کے انتظار میں انقلابی جوش سے حاصل کی ہوئی ساری کمائی ہی ملیا میٹ ہو جائے۔ ڈکٹیٹرشپ کو اپنانے کا لازمی نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلنا ہے، حزب مخالف کو کچلا جانا اور خوف و ہراس پھیل جانا۔ دوسری طرف دیگر پارٹیوں کے ساتھ ملکر مخلوط اور آئینی حکومت کے معنے یہ تھے کہ نہ صرف مصالحت اور اعتدال کا راستہ اختیار کیا جائے۔ بلکہ طرح طرح کے مراعات دی جائیں۔ اور مکمل تسلط سے دست بردار رہیں۔ اندرونی طور پر خود بالشویک میں دو مکاتب فکر ایک دوسرے پر فوقیت کر لینے کے لئے کوشاں تھے۔ اکثریتی گروپ جس کی قیادت لینن اور ٹراٹسکی کر رہے تھے اصولی طور پر ڈکٹیٹرشپ کے حق میں اعلان کر چکا تھا۔ اگرچہ گروپ دوسری سوشلسٹ پارٹیوں کے نمائندوں کو حکومت کے کاموں میں شریک کر لینے کے لئے بے دلی کے ساتھ ہی سہی تیار ہو گئے تھے۔ لیکن بالشویکوں کی بالادستی اور اقتدار سلامت رہے۔ اقلیتی گروپ جیسے کامینو اور زینو ویو کی رہنمائی حاصل تھی، سوویت پارٹی کے گٹھ جوڑ کے حامی تھا۔ ان کا خیال تھا کہ نئی حکومت کی بنیادوں کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لئے ضروری تھا کہ عوام کی زیادہ سے زیادہ حمایت کی جائے اور مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں (S R) سے صلح کی جائے۔ اور انھیں اقتدار میں حصہ دار بنایا جائے۔

۷ نومبر کے انقلاب کے بعد حکومت کی گفت و شنید میں لینن کے اکثریتی گروپ کا نقطۂ نظر واضح اور زیادہ تیکھے انداز میں سامنے آگیا۔ لینن کی رہنمائی میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے اپنے نمائندوں کو جو اس گفتگو میں شریک تھے۔ پوری طرح ہدایت کر دی تھی کہ وہ مرکزی عاملہ کمیٹی (V.T.S.I.K)

اور حکومت میں اپنی اکثریت برقرار رکھنے پر جے رہیں۔ اور ہمارے (یعنی بالشویک) پروگرام کے بنوانے پر مُصر رہیں"۔ ٹراٹسکی اپنے اظہار میں اس سے بھی کچھ آگے نظر آیا، اور ۱۴ نومبر ۱۹۱۷ء کی مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں اس نے اعلان کیا" ہمیں پچھتّر فی صد چاہیے"، (۴) اسی دن پارٹی کی پیٹرو گریڈ کمیٹی کے اجلاس میں مصالحت کے خلاف لینن کی تلخی کا اظہار اور بھی تیکھے انداز میں ہوا۔ اس نے کہا جہاں تک گٹھ جوڑ کا سوال ہے میں اس سلسلے میں سنجیدگی سے گفتگو بھی نہیں کرسکتا۔ فی الوقت ہمارا نعرہ یہ ہے کہ کوئی مصالحت نہیں ہوگی۔ جس کا مطلب ہے واحد بالشویک حکومت"۔(۵)

دوسری طرف کامینیو اور زینو ویو کا اقلیتی گروپ ہر ممکن طور پر کوشش کررہا تھا کہ کسی طرح ایک پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کی منطق سے چھٹکارا مل جائے۔ مرکزی کمیٹی میں ناکامی کے بعد ان لوگوں نے اپنے خیالات مشتہر کرنا شروع کیا۔ لینن نے انہیں خاموش رکھنے کے لئے پارٹی کے قواعد وضوابط اور ان کی پابندیوں کی آڑ لی مگر یہ لوگ اپنی مانگ پر جے رہے۔ ۱۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو ان لوگوں نے ایک خلاف اور قدم اُٹھایا۔ سوویت کانگریس کی مرکزی عاملہ کمیٹی کے اسٹیج کو ان لوگوں نے ۹ نومبر کے پریس قانون کی مخالفت کے لئے استعمال کیا۔ اور اسے منسوخ کر دینے کی مانگ کی۔ سوورنارکوم (Sovnarkom) میں اس قانون کو مخالف اخباروں کو کچلنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس قرارداد کے نامنظور ہوتے ہی اقلیتی نمائندے سوورنارکوم اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی سے مستعفی ہوگئے۔ سوورنارکوم کے چودہ ممبروں میں سے پانچ نے اس بیان پر دستخط کئے تھے جو ۱۷ نومبر کو مرکزی عاملہ کمیٹی کے سامنے پڑھا گیا۔

"ہمارا موقف ہے کہ سوویت کی تمام پارٹیوں کی سوشلسٹ حکومت قائم ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ صرف ایک ایسی حکومت ہی مزدور طبقے اور انقلابی فوج کی اکتوبر۔نومبر کی عظیم جنگ کی متفرقات کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اس کے بدلے ایک بالشویک حکومت پیش کی جائے گی جسے صرف سیاسی خوف وہراس کی بنیادوں پر ہی برقرار رکھا جاسکتا ہے اور یہی موخرالذکر متبادل ہے جسے عوام کے کیساروں کی سوویت

(People's Commissars) نے چُنا ہے ہم نہ اُسے منظور کر سکتے ہیں اور نہ کریں گے۔ ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ پرولتاری عوام میں تشدد پیدا کر کے انھیں سیاست میں آگے بڑھنے کی بجائے کنارہ کشی اختیار کرنے پر مجبور کر دے گا یہ ایک غیر ذمہ دار حکومت کو جنم دے گا۔ اور اس کا نتیجہ ملک اور سوویت کی تباہی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ ہم کو ایسی پالیسی کے لئے خود پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس لئے ہم عوامی کیسار کی حیثیت سے دست بردار ہوتے ہیں" (۶)۔

اس کے ساتھ ہی مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبروں کامینو، زینیسیوویو، رائیکو، نلیوٹین، اور نوگین نے بھی ایک بیان کے ذریعے اپنے استعفوں کا اعلان کر دیا۔ ان کا الزام تھا کہ مرکزی کمیٹی میں ایک بڑا گروپ طے کر چکا ہے کہ وہ کسی طرح بھی سوویت میں مشمولہ پارٹیوں کی ملی جُلی حکومت نہ بننے دے، اور مزدوروں اور سپاہیوں کی دی ہوئی قربانیوں کا خیال کئے بغیر صرف بالشویکوں کے لئے کوشش کرتا رہے۔ سوویت میں شامل پارٹیوں کی حکومت برقرار رہے۔ اور ہماری ان کوششوں کو فوری طور پر صحیح انداز سے سمجھا جائے (۷)۔

اگرچہ بعد میں وہ سب لوگ جنہوں نے اس بیان پر دستخط کئے تھے منحرف ہو گئے اور ان لوگوں نے پارٹی اور حکومت میں ذمہ دار عہدے قبول کر لئے لیکن یہ نظریات بالشویکوں کے اندرونی بحران کی طرف واضح طور پر اشارہ کر رہے تھے۔ یونا چارسکی کو آخر کہنا ہی پڑا تھا۔ "ہم جنگ کے بے حد شوقین ہو گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہماری پارٹی مزدوروں کی نہیں ہے۔ بلکہ جنگ جو سپاہیوں کی پارٹی ہے۔ تخلیقی عمل ضروری ہے۔ لیکن ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں ہم صرف مناظروں اور کج بحثوں میں مبتلا ہیں۔ اور ہم ہمیشہ مناظرہ ہی کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ صرف ایک ہستی باقی رہ جائے گی۔ ڈکٹیٹر" (۸)۔

ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کا استحکام

لینن کے زیر اثر جو اکثریت تھی بالشویکوں کے اقتدار کو یقینی حد تک پہنچا دینا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے پوری مضبوطی سے ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کے لئے کوشش

جاری رکھا۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۷ء سے ۱۵ مارچ ۱۹۱۸ء تک کے مختصر دور کے علاوہ جس میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے بائیں بازو کی سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے تین ممبر رہے۔ باقی تمام مرحلہ میں بالشویک ممبر کابینہ پر پوری طرح قابض رہے، ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کی جواز کے لئے لینن نے صرف منطقی دلائل کا سہارا لیا۔ اور سوویت کانگریس میں بالشویکوں کی اکثریت کو اس نے اس بات کو ثبوت کے طور پر پیش کیا کہ اس میں عوامی حمایت حاصل ہے۔ لیکن جب قانون ساز اسمبلی کے انتخابات میں سوشلسٹ انقلابیوں کی اکثریت ابھری تو اس نے انتخابات کے نتائج کو غیر اہم کہہ کر مسترد کر دیا۔ قانون ساز اسمبلی کے توڑنے پر اپنے خلاف تنقید کے جواب میں اس نے کہا۔

"وہ لوگ جو ہمیں قانون ساز اسمبلی کو منسوخ کرنے پر ہمیں برا بھلا کہہ رہے ہیں ---- اور اس وقت کی یاد دلا رہے ہیں، جب ہم خود قانون ساز اسمبلی کے لئے دراصل ان کے دماغ عقل سے خالی ہیں۔ ان کی تنقید صرف چند شاندار اور کھوکھلے نعروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ دراصل زار شاہی اور کیرنسکی دور کی جمہوریت اور اس طاقت کے علمبردار بے ڈھنگے شعبوں کے مقابلے میں قانون ساز اسمبلی ہمیں بھی بہتر معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جب سے "سوویت" عوام کی ایک انقلابی تنظیم کی حیثیت سے ابھری ہے اس وقت بھی ہمارا نعرہ تھا، تمام طاقت سوویتوں کے لئے، اور اسی کے لئے ہم اب بھی لڑ رہے ہیں۔ قانون ساز اسمبلی جو عوام کی طاقت تسلیم کر لینے میں ناکام رہی ہے، اسے سوویت کی طاقت نے منسوخ کر دیا۔ تمام طاقت سوویتوں کے لئے اور اب ہم سبھی توڑ پھوڑ کرنے والوں کو کچل کر ہی دم لیں گے" (۱۹)۔

یہ کام لینن کی فہم و فراست ہی انجام دے سکتی تھی کہ عوام کی منشا رسوویتوں کا روپ اختیار کر لے گی۔ خود سوویتوں کی منشا نے بالشویکوں کی پارٹی کا روپ اپنا لیا جب خود اس کے اپنے معتقدین نے اس استدلال کو مان لینے میں پس و پیش کا اظہار کیا تو لینن نے ان الفاظ میں انھیں متنبہ کیا۔ قانون ساز اسمبلی کے سوال کو روایتی قانونی انداز سے معمولی بورژوا جمہوریت کے ڈھانچے میں رکھ کر سوچنے کی کوئی بھی بالواسطہ کوشش، یا کوئی ایسا طریقہ جس کی وجہ سے طبقاتی کشمکش اور خانہ جنگی کو نظر انداز کرنا پڑے: پرولتاری مفادات کو فراموش کر دینے کے مترادف ہوگا اور اس کا مطلب

صرف یہ ہوگا کہ بورژوا نقطۂ نگاہ کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔ یہ انقلابی سوشل جمہور کا پہلا فرض ہے کہ وہ ہر شخص کو اس فاش غلطی کے خلاف متنبہ کر دے یہی وہ غلطی ہے جس کا شکار کچھ ایسے بالشویک رہنما بھی ہوئے ہیں۔ جو اکتوبر انقلاب اور پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے کارناموں کی اہمیت کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے ہیں (۱۰)۔

۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء کو قانون ساز اسمبلی کی منسوخی کے ساتھ بالشویکوں کی بورژوا آئینی نظام سے علیحدگی مکمل ہوگئی۔ سیورد لو نے اگلے دن سوویتوں کی تیسری کانگریس میں افتتاحیہ تقریر میں اعلان کیا کہ "مرکزی عاملہ کمیٹی اور عوام کی کمیساروں کی کاؤنسل نے ایک مستحکم موقف اختیار کیا ہے۔ وہ محنت کش طبقوں کی ڈکٹیٹرشپ کے حق میں ہے" (۱۱)۔ اسی کانگریس میں لینن کی تقریر میں اس امر کی صاف طور پر وضاحت کر دی گئی۔ "میں جب بھی پرولتاری حکومت کے موضوع پر بولتا ہوں تو کوئی نہ کوئی چیخ پڑتا ہے"۔ ڈکٹیٹر۔

آپ یہ تو امید نہیں کر سکتے .... کہ سوشلزم ایک چاندی کی طشتری میں رکھ کر آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آج تک طبقاتی کشمکش سے متعلق کوئی سوال اس وقت تک حل نہیں ہوا ہے جب تک اس میں تشدد کو نہ شامل کیا جائے۔ تشدد اگر مجبور اور کچلے ہوئے محنت کش عوام کی طرف سے ہو، خصوصاً جب اس کا رخ استحصال کرنے والوں کی طرف سے ہو تو ایسے تشدد ہم بھی قبول کرتے ہیں" (۱۲)۔

لینن اب بھی یہ بات کھل کر کہنا خلافِ مصلحت سمجھتا تھا کہ صرف پارٹی ہی "کچلی ہوئی محنت کش عوام" کے مفادات کی واحد ترجمان ہے، اور صرف یہی طبقاتی تشدد کی راہیں متعین کرنے کا حق رکھتی ہے، لیکن جس بات کو الفاظ نے نہ ادا کیا اُسے پیش آنے والے واقعات نے بر ملا بیان کر دیا۔ مخالف پارٹی کی بیخ کنی بہرحال فوری طور پر نہیں ہوئی بلکہ بتدریج عمل میں آئی۔ اس سمت میں پہلا حملہ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو سوونارکوم کے ایک اعلان میں ہوا جس میں کیڈٹ پارٹی کو "انقلاب مخالفوں کی ایک سازش اور عوام دشمن تنظیم کا نام دیا گیا (۱۳)۔ اسی دن اس کے تمام اہم ممبروں کی گرفتاری اور ان کو انقلابی عدالت کے سپرد

کئے جانے کا حکم جاری کیا گیا۔ ٹراٹسکی کا خیال تھا کہ ہم نے بہت نرم اور واجبی سی ابتدا کی تھی (۱۴)
شروع شروع میں خود سوشلسٹ حریفوں سے نپٹنے کے سلسلے میں بالشویکوں
نے بہت محتاط قدم اٹھائے۔ حزب مخالف کے اخبار نکلتے رہے۔ لیکن ان پر مختلف قسم
کے دباؤ بڑھتے گئے۔ کبھی ان کے اخباری کاغذ کی مقدار کم کر دی جاتی اور کبھی بالکل
بند ہو جاتی۔

۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو خفیہ پولیس (چیکا) نے دائیں بازو کے سوشلسٹ
جمہور اور مینشویک کئی اہم لیڈروں کی گرفتاری کا حکم دیا (۱۵)۔ لیکن اس دوران
ان دونوں پارٹیوں کی نمائندگی سوویتوں کی کانگریس کی مرکزی عاملہ کمیٹی (VTsIK)
میں برائے نام برقرار ضرور رہی۔ ۱۴ جون ۱۹۱۸ء کو یہ دوہرا پن بھی ختم ہو گیا۔
مرکزی عاملہ کمیٹی (VTsIK) کے ذریعے ان دونوں پارٹیوں کو کمیٹی سے
برطرف کر دیا گیا۔ ان کے خلاف الزام تھا کہ یہ انقلاب مخالف اور سوویت دشمن
کاموں میں مصروف ہیں۔ اب سوویتوں کی کانگریس کی مرکزی عاملہ کمیٹی میں
بالشویکوں کی زبردست اکثریت کے علاوہ صرف بائیں بازو کے سوشلسٹ
انقلابیوں کا گروپ باقی رہ گیا تھا۔ لیکن ان میں بھی تناؤ نظر آنا شروع ہو گیا
تھا۔ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی بریسٹ لیٹووسک معاہدے
(Treaty of Brest-Litovsk) اور دیہی علاقے سے غلے کے
جبریہ وصولی کے سوال پر بالشویکوں کے مخالف تھے۔ ۶ جولائی ۱۹۱۸ء کو
بائیں بازو کے انقلابی دو کارکنوں نے جرمنی کے سفیر میرباخ (Mirbach)
کو قتل کر دیا۔ اس قتل کے پیچھے جو امید کارفرما تھی وہ یہی تھی کہ اس سے جرمنی
کے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی
ناکام بغاوت جو اس کے فوراً بعد رونما ہوئی اور پوری طرح کچل دی گئی
اس نے بالشویک پارٹی کی حکومت میں کسی موثر مخالف کے آخری نقوش کو بھی ختم
کر دیا۔ پانچویں کل روس سوویت کانگریس میں شامل ہونے والے تمام بائیں بازو
کے سوشلسٹ انقلابی نمائندوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور ان میں سے تیرہ کو
گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ ان کا جوابی حملہ بالشویکوں کے خلاف سیاسی خوف و ہراس

پھیلانے کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۳۰ اگست ۱۹۱۸ء کو پیٹروگریڈ خفیہ پولیس (Cheka) کے افسر اعلیٰ یوراٹسکی کا قتل ہوا۔ اور خود لینن بھی شدید طور پر زخمی ہوا۔ خفیہ پولیس نے فوراً اس کا بھرپور جواب دیا۔ نتیجے میں پولیس کا دباؤ اور خوف وہراس عوام میں پھیل گیا۔

۱۹۱۸ء کے موسم خزاں تک تمام غیر کمیونسٹ تنظیمیں عملی اعتبار سے بالکل ناکارہ ہوچکی تھیں۔ حالاں کہ اب بھی انہیں سے کچھ پارٹیوں کی ایک مبہم آئینی حیثیت ضرور برقرار رہی۔ خانہ جنگی کے دباؤ کے اثر سے بالشویکوں نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ کچھ ایسے" وفادار،، مینشویکوں اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کو جو گوروں کے خلاف جنگ میں سوویت حکومت کے ساتھ رہے تھے، ان "دفاعی" عناصر سے ممتاز کریں۔ جنھوں نے انقلاب مخالف طاقتوں کا ساتھ دیا تھا۔

۳۰ نومبر ۱۹۱۸ء کو وفادار مینشویکوں کو سوویتوں کی کانگریس کی مرکزی عاملہ کمیٹی (VTsIK) میں پھر داخلے کی اجازت دیدی گئی۔ اس کے بعد ۲۵ فروری ۱۹۱۹ء کو ایسے سوشلسٹ انقلابیوں کو بھی شامل کر لیا گیا جو اندرونی اور بیرونی انقلاب مخالف طاقتوں سے پوری طرح قطع تعلق کرنے کے لیے تیار تھے۔ لیکن بالشویکوں کی رواداری صرف اتنی مصلحت کا تقاضہ تھی اور صرف اسی وقت تک برقرار رہی جب تک اقلیتی پارٹیوں کے "پابند" نمائندے اس سلسلے میں مناسب سلوک کرتے رہیں۔ لینن نے پارٹی کی آٹھویں کانگریس میں بڑے تلخ الفاظ میں ان کے لئے کہا تھا! "اس سلسلہ میں ہمیں یہ کہنا ہے کہ آپ لوگ کوئی اہم دشمن نہیں ہیں۔ ہمارا اصل دشمن بورژوا ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بھی اس کے قدم بہ قدم چلتے ہیں تو ہمیں آپ کے لئے بھی پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے طریقے استعمال کرنے پڑیں گے" (۱۶)۔

اگلے چند سالوں میں اقلیتی پارٹیوں کی حالت اور بھی خراب ہوگئی۔ حالاں کہ مینشویک اور سوشلسٹ جمہوری پارٹیوں کی کانفرنس بھی وقتاً فوقتاً ہوجاتی تھی اور کبھی کبھی ان کے اخبارات اور مینیفیسٹو بھی منظر عام پر آجاتے تھے۔ لیکن ان کے ان کاموں میں مستقل طور پر بیرونی مداخلت اور دباؤ جاری

رہتا تھا۔ خفیہ پولیس کی طرف سے ان کی متواتر گرفتاریوں اور سزاؤں کے باوجود مینشویک پارٹی ۱۹۲۰ء تک علاقائی سوویتوں کے لئے نمائندوں کا انتخاب بھی لڑتی رہی۔ تاکہ اہم ٹریڈ یونینوں پر اس کا تسلط برقرار رہے۔ اور خواہ حق رائے دہندگی حاصل ہو یا نہ ہو۔ کل روس کا سوویتوں کی کانگریس میں ان کی شرکت ضرور باقی رہے۔ مخاصمانہ جنگی کے خاتمے اور ۱۹۲۱ سے ہی نئے پالیسی کی ابتدا کے ساتھ ہی مخالفین کے ساتھ یہ عارضی رواداری بھی ختم ہو گئی۔ ویسے اقلیتی پارٹیوں کو ختم کرنے کے لئے کوئی باقاعدہ قانون نافذ نہیں ہوا۔ لیکن مئی ۱۹۲۱ء میں ان کو پوری طرح ختم کر دیئے جانے کا اشارہ خود لینن کی طرف سے اس وقت ہوا جب اس نے کہا "ہم مینشویک اور سوشلسٹ انقلابیوں کو خواہ وہ کھلے طور پر پارٹی سے متعلق ہوں یا چھپے چوری اور کسی سے بھی اپنا الحاق نہ ظاہر کرتے ہوں، ہم انھیں جیل میں رکھیں گے"(۱۷)۔ کرونسٹاڈ کی (Kronstadt) بغاوت کے بعد یہ صورت اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو گئی۔ آئینی مخالفت کی برائے نام حیثیت کو مکمل طور پر ممنوع قرار دے دیا گیا۔ بہت بڑی تعداد میں کیڈٹ، مینشویک اور سوشلسٹ انقلابیوں کو گرفتار کر کے شمال میں دور دراز علاقوں، سائبریا اور وسط ایشیا کو جلا وطن کر دیا گیا۔ صرف کچھ ایسے لوگ عارضی طور پر پریشانیوں سے بچنے میں کامیاب ہو سکے۔ جنھوں نے تمام غیر قانونی سیاسی گروپوں سے اپنے مکمل قطع تعلق کے بیانات بالشویک اخباروں میں شائع کرا دئے۔ ۲۲-۱۹۲۱ء سے ہی سیاسی مخالفت کی تمام کارگزاریاں صرف خفیہ طور پر ہی ہوتی تھیں۔ اور اس وقت تک ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کے مکمل اور مضبوط تسلط کا کام بھی پورا ہو گیا تھا۔ اب ملک کی سیاسی زندگی پر کمیونسٹ پارٹی پوری پوری طرح حاوی ہو چکی تھی۔ اور تمام مخالفوں کے خاتمے کے بعد اب کوئی اجتماعی اور منظم آواز روس میں ایسی موجود نہ تھی جو پارٹی کے اس دعوے کو موثر طور پر للکار سکے کہ "وہی عوام کی خواہشات کی موثر اور معتبر ترجمان ہے" (۱۸)۔

اس دعوے کی تصدیق کس طرح ہو سکتی تھی؟ اس صورت میں جب کہ

مقابل سیاسی پارٹیوں میں سے کسی ایک کے آزادانہ چناؤ کا موقع بھی عوام کو نہیں دیا گیا تھا۔ اور صرف کمیونسٹ پارٹی ہی تمام طاقتوں اور آئینی راہوں پر پوری طرح تسلط رکھتی تھی۔ کمیونسٹوں کے اس دعوے نے کہ اس حکومت کو عوام کی حمایت بھی حاصل ہے، نمائندگی کے ایک نئے نظریے کو جنم دیا۔

اسٹالن نے نمائندگی کے اس عارفانہ تخیل کی بالکل صحیح تفسیر پیش کی ہے۔ پارٹی کے کردار پر لکھتے ہوئے اس نے سب سے زیادہ زور چند نمائندہ اشخاص کی اہمیت پر دیا۔ "پارٹی کو سب سے پہلے محنت کش طبقے کا ہراول دستہ ہونا چاہیئے۔" نمائندگی کے اختلافات کے مطابق پارٹی کو محنت کش طبقے کے اہم ترین مفادات کا ایک مذہبی پیشوا کی طرح اتالیق ہونا چاہیے۔ "پارٹی اس وقت تک ایک اصلی پارٹی نہیں ہو سکے گی جب تک وہ صرف یہی دیکھتی رہے کہ محنت کش طبقہ کیا چاہتا ہے اور کیا سوچتا ہے اس وقت اسے ایک حقیقی پارٹی نہیں کہا جا سکتا جب تک یہ خود کو پرولتاری طبقے کے عارضی اور وقتی مفادات سے بلند کرنے کے قابل نہ بنا سکے۔ اور جب تک یہ خود عوام کو بھی پرولتاری کے طبقاتی مفادات کے درجے تک نہ اُٹھا سکے۔ پارٹی کو محنت کش عوام کے پیش پیش رہنا چاہئے۔ اسے محنت کش عوام سے کچھ آگے بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ اس کو پرولتاریوں کی قیادت بھی کرنی ہوتی ہے اور صرف وقتی تحریکوں کے تعاقب میں نہیں چلنا ہوتا ہے (۱۹)۔

لیکن ساتھ ہی اسٹالن کا اصرار یہ بھی تھا کہ پارٹی کو محنت کش عوام سے بھی اپنا تعلق رکھنا چاہیئے۔ " اسے اپنے وجود کو پوری طرح اس کے ساتھ ملحق رکھنا چاہئے"۔ ایسے محنت کش طبقے کے لیئے ایک تربیتی اسکول کے فرائض دینے چاہیئں۔ "پارٹی سے باہر محنت کش عوام کی ہر تنظیم کو ایک معاون تنظیم کے روپ میں بدل دینا چاہیئے۔ تاکہ اسے پارٹی اور طبقے کے درمیان ایک رشتے کے طور پر استعمال کیا جا سکے" (۲۰)۔

پارٹی کے لیڈروں کو تمام ٹریڈ یونینوں، امداد باہمی، انجمنوں،

سوویتوں اور ہر عوامی تنظیم میں اپنی جگہ بنانی چاہئے۔ اسٹالن نے بڑے فخریہ انداز میں کہا تھا: "پارٹی کے بنیادی کردار کا سب سے بہتر اظہار یہاں' سوویت یونین میں... یہی ایک حقیقت ہے کہ سائنسی یا تنظیمی کوئی اہم سوال ایسا نہیں ہے جسے سوویت یا کوئی عوامی تنظیمیں طے کرتی ہوں اور اس میں پارٹی کی طرف سے مکمل ہدایات نہ دی جاتی ہوں"۔ اس نے آگے کہا۔ "اس لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پرولتاریوں کی ڈکٹیٹر شپ اپنی روح کے اعتبار سے اصل میں اس کے ہراول دستے کی ڈکٹیٹر شپ ہے۔' یہ پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ ہے" (۲۱)۔

پارٹی کے کردار کے سلسلے میں اسٹالن کی دی ہوئی توضیح میں دو متضاد اور ناقابل حل اُلجھنیں موجود تھیں۔ اس نظریے میں صاف طور پر جوڑ توڑ اور چیدہ اشخاص کی اہمیت پر پرزور نظر آتا ہے۔ اس میں پارٹی مختلف طبقوں اور عوام کے اوپر نظر آتی ہے۔ یہ رہنماؤں کے مکمل تسلط پر زور ہے۔ حکومت کے نظام کی رہنمائی کرتی ہے اپنی پالیسیوں کی آزمائش آزادانہ انتخابات کے ذریعے نہیں کرتی ہے، بلکہ اپنی منشاء کو منوانے کے لئے لوگوں کو تیار کرتی ہے۔ اور انھیں مان لینے پر مجبور کرتی ہے' لیکن ساتھ ہی ساتھ اسٹالن کے نظریے میں چیدہ اشخاص پر دی ہوئی اہمیت کو نام نہاد جمہوریت کا رنگ دے کر کسی قدر معتدل بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ پارٹی کے نظریے میں جمہوریت کی رنگ آمیزی کا اظہار اسٹالن کے اس قول سے ہوتا ہے کہ "عوام سے رشتہ قائم کرنا، اس تعلق کو اور مضبوط کرنا' اور عوام کی بات کو سننا اسی میں بالشویک رہنمائی کی طاقت اور اس کی ناقابل تسخیر مضبوطی مضمر ہے" اسی تقریر کے درمیان اس نے انٹایوس (Antaeus) کی روایت کو مثال کے طور پر پیش کیا تھا: وہ ہیرو جس پر اسے وقت تک کوئی غالب نہیں ہو سکتا تھا جب تک وہ زمین' یعنی اپنی ماں' کو چھوئے رہتا تھا۔ اس کے بعد اس نے نتیجتہً کہا تھا۔ "بس اس بات کو ایک اصول کی طرح مان لینا چاہئے، کہ بالشویک جب تک اپنی عظیم عوام سے رشتہ برقرار رکھیں گے ان پر کوئی طاقت غلبہ حاصل نہیں کر سکتی اس کے برخلاف بالشویکوں کو افسر شاہی کی لعنت سے پوری طرح مغلوب ہو جانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ عظیم عوام سے علیحدہ ہو جائیں اور ان سے اپنے تمام

رشتے توڑیں۔ اپنی تمام مضبوطی ختم کرنے اور خود کو معدوم کر دینے کے لئے یہی بات کافی ہے"(۲۲)۔

اسٹالن کے پیش کردہ عوامی "رشتے" کا مطلب پارٹی پر عوام کا غلبہ نہیں تھا۔ اس نے جو حل سوچا تھا اس میں محض رہنمائی کے سلسلے میں پارٹی کی اہمیت کو اہم سمجھا گیا تھا۔ پارٹی کی اس صلاحیت اور قابلیت کے متعلق غور کیا گیا تھا۔ جس کے ذریعے وہ عوام کی خواہشات کو پہلے سے سمجھ لے۔ اور پھر پارٹی کی طرف پیش کئے ہوئے نعروں کی حمایت کے لئے عوام کو رضامند کر سکے۔ اس صورت میں طاقت اور اقتدار اوپر سے کارفرما ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں نیچے سے نہیں پھوٹتیں۔ مقررہ اوقات پر عوام کے لئے ایسے مواقع ضرور فراہم کئے جاتے ہیں جن میں وہ پارٹی کے رہنماؤں کو منظوری دیدیں۔

جب اقتدار اوپر سے مسلط کیا جاتا ہے تو وہ نچلے طبقے میں کارفرما طاقتوں میں ذمہ داری کا احساس پیدا نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں ڈکٹیٹر شپ جائز اختلافات کو سمجھنے کے بجائے ایک مصنوعی سا اتحاد اور یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے اسٹالن کا خیال اس سلسلے میں ٹھیک ہی تھا کہ ڈکٹیٹر شپ کی بقاء کے لئے ایک ایسی بنیاد تلاش کر لینا ضروری ہے، جیسے "عوامی مقبولیت" حاصل ہو۔ لیکن عام صورتوں میں ڈکٹیٹر شپ اس بنیاد کی تلاش کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہوتی۔ خاص طور پر اس صورت میں جب ڈکٹیٹر کی طاقت پر پابندیاں بھی بیرونی نہ ہوں بلکہ خود عائد کی گئی ہوں۔ اور خود ڈکٹیٹر کی منشاء اور خواہش عظیم ترین قانون کی حیثیت رکھتی ہو۔ ایسی صورت میں مجبوریوں اور مشکلات کے پیش نظر ایسے راستے اپنانے سے خود کو باز رکھنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ جو قریب آسان ہوں۔ خواہ وہ عوام کی منشاء کی موافق ہوں یا مخالف۔ ایک موقع پر پیٹر اعظم نے کہا تھا "تم خود جانتے ہو کہ جو چیز نئی ہے خواہ وہ کتنی ہی ضروری ہو اور ابھی ہو اسے ہمارے عوام اس وقت تک نہیں اپنائیں گے جب تک ان پر زبردستی نہ کی جائے"

اس طرح جو جذبہ اسٹالن کے دور کے رہنماؤں نے اپنے پیش نگاہ رکھا، اس کا عملی ثبوت ملتا ہے۔

سوویت روس میں ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کے جماؤ کے ساتھ ساتھ خود کیمونسٹ پارٹی نظریے میں بھی اس بات پر پرزور بڑھتا چلا گیا کہ جمہوریت کی بلند ترین اور بہترین قسم یہی ہے۔

اسٹالن نے ۱۹۳۶ء میں کہا تھا۔

جہاں تک مختلف سیاسی پارٹیوں کی آزادی کا سوال ہے ہمارا موقف کسی قدر مختلف ہے۔ پارٹی کسی طبقے کا ایک جزو ہوتی ہے۔ یہ جزو ہمارے طبقے میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ بیک وقت بہت سی پارٹیاں اور اس سے ملحق ان کی آزادی کا سوال، صرف ان سوسائیٹوں میں پیدا ہوتا ہے جہاں متضاد طبقے موجود ہوں۔ ان کے مفادات ایک دوسرے کے متضاد ہوں۔ اور ان میں کوئی درمیانی راہ نکالی ہی نہیں جاسکتی ہو۔ مثال کے طور پر جہاں سرمایہ دار اور مزدور ہوں، زمین کے مالک اور کسان ہوں، متمول قسم کے کسان اور معمولی اور چھوٹے درجے کے زراعت پیشہ لوگ ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سوویت روس میں اب ایسے طبقے باقی نہیں رہے ہیں۔ یہاں اب صرف دو طبقے ہیں۔ مزدور اور کسان اور ان کے مفادات یہ ایک دوسرے سے متضاد ہونے کے بجائے ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون ہیں۔ اس لئے سوویت روس میں بہت سی پارٹیوں کا وجود ضروری نہیں ہے۔ اور اس لئے ان پارٹیوں کی آزادی کا سوال بھی نہیں اٹھتا۔ سوویت روس میں صرف ایک پارٹی قائم رہ سکتی ہے۔ کیمونسٹ پارٹی، اور یہی پارٹی پورے عزم و استقلال کے ساتھ مزدوروں اور کسانوں کے مفادات کا تحفظ آخری منزل تک کرسکتی ہے۔

یہ لوگ جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ لیکن جمہوریت کے معنی کیا ہیں؟ سرمایہ دارانہ نظام رکھنے والے ممالک میں..... اگر اس کا پوری طرح تجزیہ کیا جائے تو جمہوریت مضبوط ترین طبقے کے لئے ہوتی ہے اس اقلیتی طبقے کے لئے جو ملکیت کے حقوق رکھتا ہے۔ اس کے برخلاف سوویت روس کی جمہوریت، ایک ایسی جمہوریت ہے جو مزدور عوام کی جمہوریت ہے جس کا مطلب ہے ہر شخص کے لئے جمہوریت (۲۴)۔

الفاظ کے اس خوبصورت گورکھ دھندے میں بڑے محتاط انداز میں اس بات پر زور موجود نظر آجاتا ہے کہ پوری قوم فطری طور پر ایک مکمل اور متحد اکائی ہے، جس کے حقیقی مفادات کو صرف پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ ہی پیش کر سکتی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق سوویت روس میں مختلف طبقوں کی الگ الگ استحکام کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل میں یہ پہلے سے ہی موجود ہے۔ کمیونسٹ فلسفے کے ماہرین جب ایک پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کو دنیا کی 'بہترین' اور جمہوری حکومت کہتے ہیں تو شاید اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ پارٹی رہنماؤں کی پالیسیوں اور عوام کی فلاح و بہبود میں ایک ہم آہنگی اور یکسانیت محسوس کرتے ہیں۔

۱۹۳۶ء کے آئین پر ایک سرکاری مبصر کا قول تھا:

"جمع ہونے، جلسے کرنے، سڑکوں پر مظاہرے کرنے کی اجازت، مثال کے طور پر شخصی حکومت کے کسی قسم کے حامیوں کو دے دینا، ہماری سڑکوں پر یہ بات کتنی بے ڈھنگی لگے گی کہ لوگ ہاتھوں میں زار کے جھنڈے لئے۔ اور سوویت ملک میں "زار کو خدا محفوظ رکھے"، گاتے ہوئے نکلیں یہ بات کتنی وحشتناک ہوگی کہ مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی کارکن جلسہ گاہوں میں ایک بار پھر سوشلزم سے سرمایہ داری کی طرف واپس لوٹ جانے کی اپیلیں کرتے ہوئے نظر آئیں۔ اور (دوسری طرف) جو شخص سوشلسٹ نظام کو بدل ڈالنے کے لئے لوگوں سے اپیل کرے ۔۔۔۔ یا اس نظام کو کمزور کرنے کی کوشش کرے، وہ عوام کے سامنے ان کے دشمن کے روپ میں پیش کیا جائے۔ اور اسے آئین میں دی ہوئی تمام مراعات اور آزادیوں کے حقوق کو سلب کر لیا جائے۔

.... پاگلوں کے جلسے نہیں ہوسکتے، بالکل اسی طرح جیسے مجرموں کے جلسے نہیں ہوسکتے۔ یا شخصی حکومت کے حامیوں کے، یا منشویکوں کے، سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ کے جلسے" (۲۵)۔

مارکسزم لیلینن ازم کے تصور کے مطابق کمیونسٹ ایک ایسا سائنٹیفک اندازِ فکر رکھتے ہیں جس کے ذریعے دنیا کے رازوں کو کھولا جا سکتا ہے۔ اور جو انھیں اس قابل بنا دیتا ہے کہ یہ حقیقتوں کو پوری طرح سمجھ کر دنیا کو سماجی ارتقاء کی اصولی

راہوں پر موڑ سکیں۔ اسٹالن کے مطابق اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مارکسزم "ایسے نتائج اور فارمولے پیش کر دیتی ہے جو ہر وقت اور ہر دور میں اٹل ہوں" یا مارکس کی عبارتوں کو حفظ کر لینے کے بعد عملی زندگی کے تمام مسائل کا فوری اور مکمل حل مل سکتا ہے۔ اسٹالن نے حقارت اور طنز کے ساتھ کہا تھا۔ "ان تفسیر نگاروں اور عقیدت مندوں ... کا خیال ہے کہ اگر یہ نتائج اور فارمولوں کو زبانی یاد کر لیں، اور ہر موقع پر ان مقولوں کو پیش کرنے کی قابلیت پیدا کر لیں تو ہر قسم کے سوالات اور مسائل بھی حل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ یہ بات ان کے ذہنوں میں جم گئی ہے، یہ رٹے ہوئے فارمولے ہر وقت اور ہر ملک میں اور زندگی کے ہر مسئلے میں ان کے لئے کارگر ثابت ہوں گے"(۴)

مگر یہ "کمیان" صحیح کمیونسٹوں کی نظر میں مارکسزم لینن ازم کے مواد کی اہمیت اور اس کے افادے کو کسی طرح کم نہیں کرتی لیکن ایسی صورت میں یہ بات اور بھی ناگزیر ہو جاتی ہے کہ پارٹی کے رہنماؤں کی طرف سے ذمہ دارانہ توضیحات جاری ہو۔ تاکہ ہر نظریئے سے عملی رخ میں جو نقص اور خرابیاں پیدا ہوں ان کو صحیح کیا جا سکے اور نظریئے کا اصلی جوہر کا تحفظ کیا جا سکے۔

اب جب حکومت کرنے والے پارٹی کو نئے نئے حالات کے پیش نظر اپنی راہیں متعین کرنی ہوتی ہیں، بہت سے مسائل کے لئے فیصلے کرنے ہوتے ہیں اور دوسری طرف مارکسزم لینن ازم بحیثیت ایک نظریے کے ہر مسئلے کے لئے مکمل اور آخری جوابات نہیں فراہم کرتی۔ تو اس صورت میں خود پارٹی کے اندر ہی تصوراتی اختلافات کے امکان کو ہر وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اگر اہم اختلافات کے لئے محض منطقی نتائج پر ہی زور دیا جائے تو اس سے خود پارٹی میں رخنے پیدا ہونے کا خدشہ موجود رہتا ہے۔ دوسری طرف ان اختلافات کو کچل دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ پارٹی کی تخلیقی اہم صلاحیتوں سے پارٹی کو محروم کر دیا جائے۔ لہٰذا پارٹی ان انتہائی اور آخری حدوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسٹالن کے ذمہ دارانہ اعلان کے مطابق "پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کا حصول اور اس کی بقاء ایک ایسی پارٹی کے بغیر ممکن نہ ہو سکے گی جو اپنے اتحاد اور استحکام اور آہنی ڈسپلن کی وجہ سے مضبوط اور مستحکم ہو۔ لیکن پارٹی میں

آہنی ڈسپلن قوت ارادی کے اتحاد' اور پارٹی ممبروں کے عمل میں ایک مکمل یکسانیت کے بغیر سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ یقیناً اس کا یہ مطلب بالکل نہیں لیا جا سکتا کہ پارٹی کے اندر بھی مختلف خیالوں کا ایک دوسرے سے مقابل ہونا خارج از بحث قرار دیا جائے۔ آہنی ڈسپلن اسے خارج از بحث ہی نہیں قرار دیتا۔ بلکہ پارٹی میں تنقید نکتہ چینی اور خیالات کے ٹکراؤ کو اولین درجہ دیتا ہے اس کے یہ معنی کسی طرح نہیں نکالے جا سکتے کہ ڈسپلن" اندھا" ہوتا ہے۔ آہنی ڈسپلن رضا کارانہ طور پر اور ضمیر کی آواز پر خود سپردگی کو پہلا مفروضہ تصور کرتا ہے، اسے منسوخ نہیں کرتا۔ چوں کہ ضمیر کی آواز سے پیدا ہونے والا ڈسپلن ہی صرف آہنی ڈسپلن ہو سکتا ہے۔ لیکن مختلف خیالات اور تصورات کا ٹکراؤ جب ختم ہو جائے، جب تنقید اور نکتہ چینی پوری کی جا چکے' اور ایک فیصلہ کر لیا جائے۔ اس کے بعد پھر قوت ارادی کا اتحاد' اور عمل کی یکسانیت' پارٹی کے تمام ممبروں کے لئے لازمی ہو جاتی ہے۔ چوں کہ اس کے بغیر پارٹی کے اتحاد اور آہنی ڈسپلن کے متعلق سوچا ہی نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔ اس سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ مختلف گروہوں کا وجود پارٹی کے اتحاد یا آہنی ڈسپلن دونوں کے لئے صرف ایک تضاد ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ گروہوں کی موجودگی پارٹی میں مختلف مرکزوں کو پیدا کر دیتی ہے اور بہت سے مختلف مرکزوں کا وجود پارٹی میں ایک واحد مرکز کی غیر موجودگی اظہار کرتا ہے۔ قوت ارادی میں اتحاد کے ٹوٹنے' ڈسپلن کی کمزوری' انتشار اور بالآخر خود ڈکٹیٹر شپ کی کمزوری اور انتشار کی طرف اشارہ کرتا ہے" (۲۷)۔

لینن اور حزب مخالف

ایک طرف مختلف عناصر کی موجودگی اور دوسری طرف مکمل اتحاد کی خواہش ان دونوں کے درمیان ایک امتزاج پیدا کرنے کا مسئلہ پارٹی میں روز اوّل سے ہی ایک پریشانی کا باعث رہا ہے۔ خود لینن کی زندگی میں ہی پارٹی کے اندر بھی جمہوریت کا دائرہ چھوٹا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن جو رجحانات

بعد میں اُبھرنے والے تھے ان کے مقابلے میں کم از کم پارٹی کے اندر گفت وشنید اور بحث ومباحثہ بے لاگ اور نسبتاً آزادانہ ماحول میں ہو جاتا تھا۔ پارٹی میں لینن کے مخالفین اس وقت اپنے تاثرات اور خیالات کا پرچار کر سکتے تھے۔ انھیں اس کے برے نتائج کا خوف بھی نسبتاً کم ہوتا تھا۔ حالاں کہ لینن وقتاً فوقتاً پورے شدومد کے ساتھ ان پر لعنت ملامت بھی کر لیتا تھا۔ لیکن اس کے یہاں زور بیان اصلی غصّہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتا تھا۔ زینویو اور کامینو و پارٹی نے ڈسپلن کو توڑ کر اکتوبر میں بغاوت کی اپنی مخالفت اور غصّہ کا اظہار غیر پارٹی پریس میں کیا، تو لینن اپنی فتح کے باوجود بھی انھیں معاف کرنے کے لئے تیار تھا۔ ۱۴ نومبر کو پیٹرو گریڈ کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس نے کہا اب " میں ان لوگوں کے خلاف کوئی خاص قدم اُٹھانا نہیں چاہتا" (۲۸)۔

پھر جب زینویو اور اس کامینو نے، کچھ اور لوگوں کے ساتھ مل کر، ملی جُلی حکومت کے مسئلے میں لینن کی مخالفت کی تو اس نے انھیں پارٹی سے نکال دینے کی دھمکی ضرور دی۔ لیکن جب ان لوگوں نے اپنی غلطی پر اظہارِ افسوس کیا تو انھیں دوبارہ پارٹی میں خوش آمدید کہا گیا۔

بریسٹ لیٹوسک معاہدئے کے سلسلے میں پارٹی میں جو بحث ہوئی اُس نے پارٹی کو اوپر سے نیچے تک ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن اس وقت کم از کم تمام اختلافات صاف طور پر اُبھر کر سامنے ضرور آ گئے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا جب مرکزی کمیٹی تین گروہوں میں بٹ گئی۔ لینن کے معتقدین جرمنی کے الٹی میٹم کو منظور کر لینے کے حق میں تھے۔ بخارن گروپ کے بائیں بازو کے کمیونسٹ ایک مکمل انقلابی جنگ کے حامی تھے۔ اور ٹراٹسکی اور اس کے ساتھی " نہ جنگ نہ امن" کا فارمولا پیش کر رہے تھے۔ امن کے شرائط مان لینے پر رضامندی کی وہ قرارداد جسے جرمنی کو بھیجا جانا تھا مرکزی کمیٹی میں چھ کے مقابلے صرف سات ووٹوں سے پاس ہو سکی (۲۹)۔

شرائط کی منظوری کی قرارداد نے بھی چار کے مقابلے سات ووٹ

حاصل کئے اور چار ممبر خاموش رہے (۳۰)۔

اس کی تصدیق کے سلسلے میں پارٹی کی علاقائی تنظیموں میں بھی کافی بحث ومباحثہ ہوا۔ اور آخر میں اس مسئلے کو ۶ تا ۸ مارچ ۱۹۱۸ء کو پیٹروگراڈ میں ہونے والی ساتویں پارٹی کانگریس کے سپرد کر دیا گیا۔ کانگریس کے افتتاحیہ میں ایک دن پہلے بائیں بازو کے کمیونسٹوں کا ایک اخبار "کمیونسٹ" منظرِ عام پر آیا جس میں لینن کی پالیسیوں پر شدید حملے کئے گئے تھے۔ کافی تلخ بحث کے بعد کانگریس نے ۱۲ کے مقابلے میں ۳۰ ووٹوں سے اس معاہدے کی تصدیق کر دی (۳۱)۔

اسی دوران بائیں بازو کے مخالف گروپ نے پارٹی کی ماسکو تنظیم پر قبضہ کر لیا اور اگلے مہینے ایک دوسرے مخالف رسالے کے کئی شمارے نکل آئے۔ ان کا نام بھی "کمیونسٹ" (Kommunist) ہی تھا۔

اس زمانے میں مخالفین ممبروں پر کسی قسم کی پابندیاں عائد نہیں کی گئی تھیں بریسٹ معاہدے کے خارج بحث ہونے کے بعد مخالفت کا رُخ براہ راست لینن کی طرف ہو گیا۔ اس موقعہ پر یہ الزام تھا کہ اس نے مصلحت وقت کے پیش نظر چھوٹے بورژوا طبقے کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مانگ کی گئی تھی کہ صنعت اور انتظامیہ میں پرولتاری تسلط اور اقتدار بڑھانا چاہئے۔ اس کے جواب میں لینن نے اپنی تنقیدی مضمون "بائیں بازو کا طفلانہ تصور اور چھوٹے بورژوا طبقے کا جوہر" کمیونسٹوں کے یوٹوپیائی تصورات کی بری طرح دھجیاں اڑائیں (۳۲)۔

لیکن اس نے بائیں بازو کے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی۔ اس دوران خانہ جنگی میں تنزلی اور ۱۹۱۸ء کے درمیانی حصہ میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی بغاوت کے اثر سے یہ دونوں گروہ کسی قدر ایک دوسرے کے قریب آگئے اور ایک مشترک دشمن سے جنگ کرنے کے لیئے پارٹی میں اتحاد پیدا ہو گیا۔

خانہ جنگی کا اثر یہ نہیں تباہی نہیں ہوا کہ اس سے پارٹی کو ایک اور مضبوط اور مستحکم بنا دیا۔ بلکہ ایک بڑا فرق بھی پیدا ہوا کہ چوٹی کے لیڈروں کے ہاتھوں میں

طاقت کو مرکوز کرنے کے رُجحانات کو ایک بار پھر نئی زندگی حاصل ہوگئی ۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں منعقدہ آٹھویں پارٹی کانگریس میں اُوسنسکی اور ساپرونوو' سابقہ بائیں بازو کے کمیونسٹ جنھوں نے اس کے فوراً بعد "جمہوری مرکزیت پسند' نام کا ایک نیا گروپ اُبھارا۔ انھوں نے ضرورت سے زیادہ مرکزیت اور افسر شاہی کے خلاف آواز اُٹھائی اور ایک تحریک شروع کی جس میں علاقائی پارٹی تنظیموں کو اور زیادہ طاقت ور بنانے پر زور دیا گیا تھا (۳۳)۔

یہ تحریک آخر میں ناکام رہی لیکن وی اسمرنوو کی قیادت میں فوجی مخالفت کے نام سے کی گئی کوشش اس سے زیادہ بڑا خطرہ تھی ۔ وی اسمرنوو بھی بائیں بازو کا ایک پرانا کمیونسٹ تھا۔ فوجی مخالفت میں خاص طور پر ان زارشاہی افسروں کو ملازم رکھنے کی پالیسی پر تنقید کی گئی تھی، جو سرخ فوج ماہرین کی حیثیت سے رکھے گئے تھے تاکہ اس کو پوری طرح منظم کر کے اس میں مکمل پیشہ وارانہ ڈسپلن پیدا کر دیں اس طریقہ کار کی بجائے "فوجی مخالفت" میں بُنیادی طور پر مختلف علاقوں سے مختلف فوجی ٹکڑیوں پر انحصار کیئے جانے کی وکالت کی گئی تھی۔ حالاں کہ پارٹی کی ایک کانگریس کے دوران ایک آزمائشی ووٹنگ ......

میں سمرنوو کی قرارداد پر ۱۷۴ کے خلاف ۹۵ ووٹ حاصل ہوگئے تھے ۔ لیکن اب بھی ان لوگوں پر پارٹی میں ڈسپلن کی آڑ لیکر کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی ۔ اس مسئلے کو ایک مصالحتی کمیشن کو سونپ دیا گیا جس میں اکثریت اور اقلیت دونوں کے نمائندے موجود تھے ۔ اس کے نتیجے میں قرارداد سامنے آئی جس میں "فوجی مخالفین" کو کچھ مراعات دی گئی تھیں ۔ اس کی تصدیق اتفاق رائے سے کانگریس نے بھی کر دی (۳۴)

مارچ ۱۹۲۰ء میں نویں کانگریس میں مرکزی جمہوریت پسند ایک مکمل حزب مخالف کی حیثیت سے سامنے آئے ساپرونوو نے لینن کی مرکزی کمیٹی کو" پارٹی کے مٹھی بھر عہدے داروں" کا ایک گروپ کہا۔ مخالف گروپ کے دوسرے ...... ممبروں کی یہ شکایت تھی کہ مرکزی کمیٹی مخالف نظریات رکھنے والوں کو نکال رہی ہے۔

لینن کے جواب میں ٹال مٹول سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ اس کے خیال میں مرکزی کمیٹی کا ایک یہ کام بھی تھا کہ وہ اپنی پوری طاقتوں کی تقسیم کرتے رہے۔ مگر اس نے اتنی بات ضرور مان لی تھی کہ اگر مرکزی کمیٹی نے مخالفت کو بالکل ممنوع قرار دیا ہوتا تو اس مسئلہ کے اُٹھائے جانے کی اجازت بھی نہیں دی جاتی۔ اس نے اقرار کے طور پر کہا تھا "شاید کچھ غلطیاں ضرور سرزد ہوئی ہیں"۔ لیکن آخر میں اس نے کہا تھا۔ "جو بھی مرکزی کمیٹی آپ منتخب کرنا پسند کریں گے اسے اپنی طاقتوں کو تقسیم کرنے سے باز نہیں رکھ سکیں گے (۳۵)۔

نویں کانگریس نے حزب مخالف کو کچلنے کے الزام کے سلسلے میں ظاہرہ طور پر اس نے مدافعانہ انداز ضرور اپنایا لیکن اس وقت مخالفین کے خلاف تادیبی کارروائی نسبتاً نرم ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر مرکزی اور اہم علاقوں سے ہٹا کر گردونواح کے علاقوں میں منتقل کر دیا جاتا، اور اس قسم کی کارروائیوں کو بھی منظرِ عام پر نہ لایا جاتا تھا۔

۱۹۲۰ کے موسم گرما اور خزاں میں پارٹی کے ممبروں میں بڑھتی ہوئی بے چینی مزدور مخالفت کے نام سے ابھری "مزدور مخالفت" کے پیش کردہ پروگرام میں صنعتی انتظام کو ٹریڈ یونینوں کے سپرد کیا جاتا تھا، پارٹی میں جمہوری نظم، اور حکومت کی رہنمائی اس صنعتی پرولتاری طبقے پر زیادہ سے زیادہ انحصار شامل تھا۔ یہ تحریک فی الحقیقت رہنماؤں کے اس رویئے کے خلاف پیدا ہوئی تھی جس کے تحت وہ تمام اہم فیصلوں کی ذمہ داری صرف اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے تھے۔ یہ تحریک مزدوروں کے زیادہ سے زیادہ تسلط اور خود مختاری کے ساتھ ساتھ مساوات کے نعروں اور ان یوٹوپیائی تصورات کو فراموش کر دیئے جانے کے خلاف تھی۔ یہ اپنی کشیدگی کا اظہار کرنا چاہتی تھی جس کو بنیاد بنا کر پارٹی نے اقتدار حاصل کیا تھا۔ مادام کو لنتائی اور الکزنڈر شلیاپنیکو و جو پہلے کسی دھات کے کارخانے میں کام کرتا تھا اور بعد میں مزدوروں کی طرف سے پہلا عوامی کمیسار ہوگیا تھا، ان دونوں کی قیادت میں "مزدور مخالفت" کو آہستہ آہستہ عوامی حمایت بھی حاصل ہونے لگی۔ خاص طور پر ٹریڈ یونینوں میں اس کا اثر زیادہ بڑھا۔

مگر ایک کمزوری ہمیشہ اس تحریک کے آڑے آئی۔ یہ کسی صفِ اوّل کے لیڈر کو اپنے ساتھ شامل نہ کر پائی۔

مارچ ۱۹۲۱ کی دسویں پارٹی کانگریس سے پہلے اور اس کے دوران ٹریڈ یونینوں کے سلسلے میں جو کشمکش اور بحث و مباحثہ چلا ہے اس میں تین حریف تھے۔ مزدور مخالفت کی مانگ تھی کہ صنعتوں کے انتظام پر ٹریڈ یونینوں کا تسلّط ہونا چاہئے۔ ٹراٹسکی اور بخارن اس بات پر زور دے رہے تھے کہ خود ٹریڈ یونینوں کو حکومت کے تحت ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ہونا چاہیئے۔ لینن اور مرکزی کمیٹی کے ۹ ممبر ایک درمیانی راستہ پیش کیا۔ اس میں ٹریڈ یونینوں کو معاشی انتظام کی ذمہ داریاں سونپے بغیر ان کی خود مختاری کو محفوظ رکھنے کی پیش کش کی گئی تھی۔ خاص فیصلہ کُن ووٹنگ میں لینن کے نقطۂ نظر کو زبردست اکثریت حاصل ہوئی۔ حالاں کہ لینن کے گروپ کے ۳۳۶ اور ٹراٹسکی کے گروپ ۵۰ ووٹوں کے مقابلے میں "مزدور مخالفت" کو صرف ۱۸ ووٹ ہی حاصل ہوسکے (۳۶)۔

لیکن صرف ان ووٹوں کی گنتی ہی پارٹی ممبروں میں اس گروپ کا حقیقی اثر پیش نہیں کر رہی تھی۔ اس انحراف سے لینن کا چونک پڑنا جائز ہی تھا۔ اور اس بے چینی میں کانگریس کے دوران رونما ہونے والی کرونسٹاڈٹ بغاوت سے کچھ اور اضافہ ہوا۔

اس موقعہ پر لینن سخت قدم اُٹھانے کے لئے تیار تھا۔ "پارٹی میں بحران" عنوان سے شائع ہونے والے پمفلٹ میں اس نے پہلے ٹراٹسکی کو پارٹی میں گروپ بندی پھیلانے کا الزام دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے حملے کا رُخ "مزدور مخالفت" کی طرف پھیر دیا۔ اس نے اس کے پروگرام کو ممنوع قرار دیا۔ "یقیناً یہ ممکن ہے۔ (خاص طور پر کانگریس سے پہلے) کہ بہت سے گروپ ملکر الگ الگ دھڑے بنالیں۔ (اسی طرح ووٹ جمع کرنے کی خاطر کریں) لیکن یہ کمیونزم کی حدود میں ہی ہونا چاہیئے نہ کہ کچھ جوڑوں کے ذریعہ (Syndicalism) (۳۷)۔

کانگریس میں بحث و مباحثے کے دوران "مزدور مخالفت" نے شکست مان لینے کا کوئی [illegible] نہیں [illegible] کے نزدیک لینن اور ٹراٹسکی

دونوں کے نقطۂ نگاہ یکساں طور پر قابل ملامت تھے۔ دونوں ہی "فوجی معاشیت" (War Communism) پیش کر رہے تھے۔ کانگریس میں شکست کے بعد اس تحریک کے لیڈروں نے اعلان کیا کہ وہ پسپائی منظور نہیں کریں گے اور یہ لوگ پارٹی میں موجود رہیں گے "پارٹی کی حفاظت کریں گے اور اس کی نقطۂ نگاہ کو ٹھیک کریں گے"۔ لینن کے لئے یہ آخری حد تھی۔

"تقریر اور تنقید کی آزادی کی یہ دلیلیں جو اس پورے پمفلٹ اور 'مزدور مخالفت' کی حامیوں کی تقریروں میں نئے نئے ڈھنگ میں بار بار پیش کی گئی ہے۔ ان میں ان کے مواد کا دس میں سے نواں حصہ موجود ہے، جن میں اصل میں کوئی مواد نہیں یہ صرف لفظ ہی لفظ ہیں کامریڈ! صرف لفظوں کے متعلق بحث کرنا کافی نہیں ہے، ان کے مواد کے طرف دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اب لوگ ہمیں "تنقید کی آزادی" جیسے الفاظ سے دھوکا نہیں دے سکتے جب ہم نے کہا تھا کہ یہ علامتیں مرض کی علامتیں ہیں تو ہمارا مطلب یہ تھا کہ یہ علامتیں تین گنی توجہ کی محتاج ہیں۔ بلاشبہ مرض موجود ہے، آپ لوگ اس مرض کو ختم کرنے میں ہماری مدد کیجئے۔ بتلایئے کہ اس مرض کا علاج آپ کیسے کرسکتے ہیں گفت و شنید میں کافی وقت ضائع کر چکے ہیں۔ اور اب مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ جو طریقہ حزب مخالف پیش کر رہا ہے اس کی بجائے اب یہ گفتگو غالباً" رائفلوں کی زبان ہے، کرنا بہتر ہوگا۔ ہمیں اب کسی مخالفت کی ضرورت نہیں ہے، کامریڈ اب اس کا وقت نہیں ہے، بات یا ادھر ختم ہو یا اُدھر میں ہو صرف رائفل کی زبان میں مخالفت کے مختلف طریقوں سے نہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ پارٹی کانگریس کو بھی یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑے گا، کہ اب وقت آگیا ہے کہ مخالفت کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ اس کو کہیں بند کر دیا جائے۔ ہم کافی مخالفین چلے ہیں (۳۸)۔

یہ زورِ بیان اصل و عمل کا صرف پیش خیمہ تھا۔ "ہماری پارٹی میں گٹھ جوڑ نراجیت کی طرف انحراف" کے سلسلے میں جو قرارداد دسویں ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

پارٹی کانگریس نے منظور کی اس میں مزدور مخالفت کے تصورات کی مذمت ان الفاظ میں کی گئی کہ یہ "مارکسزم اور کمیونزم سے مکمل نااتفاقی کے تصورات ہیں"۔

کانگریس نے ان تصورات کے خلاف ایک باقاعدہ منظم اور مستقل نظریاتی جدوجہد کا نعرہ دیا۔ اور آخر میں اعلان کیا کہ دوان نظریات کا پرچار کمیونسٹ پارٹی کی ممبری کے عین منافی ہے (۳۹)۔

لینن نے پھر بھی اس امید کا اظہار ضرور کیا کہ ان مخالفین کو اب بھی بچایا جا سکتا ہے۔ اور پارٹی میں لایا جا سکتا ہے۔ اس نے کانگریس کے سامنے وضاحت کی "انحراف ایک منظم تحریک نہیں ہوتی۔ انحراف بہرحال ایک ایسی چیز ہے جس کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ یہ لوگ راستے سے کچھ بھٹک سے گئے ہیں۔ یا ابھی بھٹکنا شروع کیا ہے۔ لیکن انھیں راہ راست پہ لانا اب بھی ممکن ہے" (۴۰)۔ اور جب اس گروپ سے متعلق مرکزی کمیٹی میں دوبارہ چنے گئے ممبروں نے استعفے کی پیش کش کی تو ان کو منظور نہیں کیا گیا۔ اس کے بجائے انھیں مشورہ دیا گیا کہ یہ لوگ پارٹی ڈسپلن کو اپنائیں۔

بہرحال 'مزدور مخالفت' اور پارٹی کے اتحاد پر دسویں کانگریس میں پاس ہوئی قراردادیں' پارٹی کی تاریخ میں ایک اہم حدِ فاصل کا اظہار ضرور کرتی ہیں۔ ان قراردادوں نے خود پارٹی کے مرکزی رہنماؤں کے ہاتھوں کو بہت مضبوط کر دیا۔ اور آنے والے وقت کے لئے ایک اہم مثال چھوڑ دی اب صرف اس بنیاد پہ پارٹی کی تنظیم پر حاوی گروپ کسی بھی مخالف گروپ کو سازشی گروپ کا نام دے سکتا تھا۔ پارٹی کے اتحاد پر پاس کی گئی قرارداد کے الفاظ تھے "طبقاتی شعور رکھنے والے تمام مزدوروں کو دھڑے بندی کی تباہ کاریاں پوری طرح سمجھ لینی چاہیئے' اسے قبول نہیں کیا جا سکتا خواہ کسی خاص گروپ کے نمائندے پارٹی کے اتحاد کو محفوظ رکھنے کے لئے کتنے بھی خواہش مند کیوں نہ ہوں۔ عملی صورت میں گروپ بندی بہرحال مل جل کر کام کرنے کی روح کو کمزور کرنے اور پارٹی کے دشمنوں کو پارٹی پر حملے کرنے کے سلسلے میں مدد پہنچاتی ہے۔ ان دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتی ہے' جو اس پارٹی سے خود کو صرف اس لئے ملحق کئے ہوئے ہیں کہ اس وقت یہ پارٹی برسر اقتدار ہے۔ لیکن اس کا اصل مقصد خلاء کو وسیع کر کے اُسے انقلاب مخالف مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے" (۴۱) قرارداد میں آگے کہا

گیا تھا۔" گروپ بندی کے خلاف عمل جدوجہد میں پارٹی کی ہر تنظیم کو بہت سخت ترین اقدامات اٹھانے چاہییں۔ تاکہ اس کے ہر عمل کو باطل کہا جا سکے ..... ۔ پارٹی کی عام پالیسی کے سلسلے کا ہر تجزیہ اس کے عملی تجربات کی جانچ پڑتال اپنے فیصلوں میں حاصل ہوئی کامیابی کی چھان بین غلطیوں کے اصلاح کی طریقوں کی کھوج غرض کوئی ایسا کام ابتدائی گفتگو کی منزل میں بھی کسی ایسے گروپ کو نہیں سونپا جانا چاہیے جو کسی خاص "نقطۂ نظر کی بنیاد پر بنایا گیا ہو۔ بلکہ اسے مخصوص طور پر پارٹی کے تمام ممبروں کے سامنے بحث ومباحثے کئے جائے لہٰذا اس قرار سے ساتھ کانگریس تمام ایسے گروپوں کو ختم کرتی ہے اور بغیر کسی استثنٰی کے ایسے گروپوں کو فوراً ختم کر دئے جانے کا حکم دیتی ہے۔ جو کسی ایک یا دوسرے نقطۂ نظر پر بنے ہوں۔ (مثال کے طور پر مزدور مخالف گروپ، جمہوری مرکزیت پسند وغیرہ) کانگریس کے اس فیصلے کی خلاف ورزی کی صورت میں فوراً پارٹی سے برخاست کر دیا جائے گا"(۱۴)۔

ان بیانات کے ساتھ ہی ساتھ وہ مشہور ساتویں شق، بھی تھی جو شائع نہیں کی گئی تھی۔ آخر میں لینن کی موت سے کچھ دن پہلے جنوری ۱۹۲۴ کی تیرہویں کانگریس میں اسٹالن کی تحریک پر اسے بھی شائع کر دیا گیا۔ دسویں کانگریس کا یہ فیصلہ کہ اس ساتویں شق کو مخفی رکھا جائے۔ اس کے پیچھے جو جذبہ کارفرما تھا اسے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کانگریس کو عوام میں مرکزی سیاسی تنظیم کے خلاف بڑھتی ہوئی بے دلی کا احساس ہو گیا تھا۔ اور اس شق کو شائع کر کے اس احساس کا اعتراف نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ساتویں شق میں کہا گیا تھا۔

"پارٹی اور سوویت کے تمام کاموں میں سخت ڈسپلن پیدا کرنے کے لئے اور تمام گروپ بندی کو ختم کر کے پارٹی میں مکمل اور آخری اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے ڈسپلن کو توڑے جانے کی صورت میں یہ کانگریس مرکزی کمیٹی کو مجاز ٹھہراتی ہے کہ یہ "فا جلاس" وہ تمام سزاؤں کا استعمال کر سکتی ہے جس میں برخاست کرنا بھی شامل ہے۔ مرکزی کمیٹی کے ممبروں کے سلسلے میں ان کے عہدے کو گھٹا کر متبادل ممبری (Alternate Member) میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور انتہائی صورت میں انھیں پارٹی سے نکالا بھی جا سکتا ہے۔ مرکزی کمیٹی

کے ممبروں یا متبادل ممبروں اور کنٹرول کمیشن کے ممبروں کے خلاف اتنا سخت قدم اٹھانے کے لئے ایک ضروری شرط مرکزی کمیٹی کے پلینیم کا اجلاس ہے ۔جس میں مرکزی کمیٹی کے تمام ممبر اور کنٹرول کمیشن کے تمام ممبروں کو بلایا جائے گا۔ اگر پارٹی کے ذمے دار بہترین رہنماؤں کا اتنا بڑا اجتماع، دو تہائی اکثریت سے مرکزی کمیٹی کے کسی ممبر کے رتبے کو گھٹا کر متبادل ممبر میں تبدیل کرنے کو جائز قرار دیتا ہے"، یا پارٹی سے نکال دینے کا فیصلہ کر دیتا ہے تو پھر اس فیصلے پر فوراً ہی عمل کیا جائے گا (۴۲) ۔

دسویں کانگریس میں پاس شدہ یہ قرار دادیں اصل میں ۲۲-۱۹۲۱ کی پارٹی کی صفائی (Purges) اور مخالف گروپوں پر پابندیوں اور رکاوٹوں کو سخت کئے جانے کا پیش خیمہ تھی۔ لینن نے اس صفائی کی تحریک اس وقت شروع کی جب اس نے "بدمعاشوں، ضابطہ پرستوں، بے ایمان اور متذبذب کمیونسٹوں، اور ایسے منشویکوں جنہوں نے اپنے ظاہر کو نئے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ لیکن دل سے اب بھی وہ بالشویک ہی ہے" (۴۳) ۔

لیکن گروپ بندی پر پابندی عائد ہونے کے باوجود بھی "مزدور مخالفت" گروپ کے لیڈروں نے مرکزی کمیٹی کے اپنائے ہوئے رویے کے خلاف اپنی تحریک جاری رکھی۔ ۹ر اگست ۱۹۲۱ء کو ساتویں شق' پر عمل کرتے ہوئے لینن نے شیلیا پینکوو کو کمیٹی اور پارٹی سے برخاست کرنے پر غور کرنے کے لئے مرکزی کمیٹی کا عام اجلاس (پلینیم) بلایا۔ یہ تحریک دو تہائی اکثریت میں صرف ایک ووٹ کی کمی کی وجہ سے ناکام ہوئی۔ شلیا پینکوو کو سخت تنبیہہ کر دی گئی۔ اُسے بتلا دیا گیا کہ اگر اس نے پارٹی کی ڈسپلن میں رخنہ اندازی جاری رکھی تو اس کے خلاف اس سلسلے کو پھر نئے سرے سے شروع کر دیا جائے گا (۴۴) ۔

۱۹۲۲ء کی گیارہویں کانگریس سے کچھ پہلے حزب مخالف نے ایک جی توڑ اور آخری کوشش پھر کی کہ وہ کسی طرح غیر ملکی کمیونسٹوں کی حمایت حاصل کریں، اس سلسلے میں انھوں نے کومنٹرن کی مجلس عاملہ کی توسیع شدہ بیٹھک میں کس

کے سامنے ایک اپیل پیش کی۔ اس اپیل میں جسے بائیس ممبروں کے اعلان کا نام دیا جاتا ہے، "مزدور مخالفت" کی تمام پرانی شکایات درج تھیں۔ اسے پارٹی کی مرکزی کمیٹی (ع ع) میں روسی وفد کی منشاء حاصل کئے بغیر پیش کیا گیا تھا۔ چنانچہ جیسی امید کی جاسکتی تھی کومنٹرن نے بھی اس اپیل کا جواب روسی پارٹی کے رہنماؤں پر اعتماد کے اظہار کے ساتھ دیا۔ اس کے بعد منحرف عناصر سے نپٹنے کا کام پارٹی کی گیارہویں کانگریس کو سونپ دیا گیا، جس نے دیزرنسکی۔ — — — — — — — — — — زینویو اور اسٹالن پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا (۴۵)۔ تاکہ ان کے لئے سزائیں مقرر کی جاسکیں گیارہویں کانگریس میں حالاں کہ "مزدور مخالفت" والا گروپ بہت تیزی سے گھٹتا ہوا نظر آیا۔ لیکن جو کچھ موجود تھا وہ بھی ایک ہنگامے کے لئے پورے عزم اور پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔ شلیاپینکو کی شکایت تھی کہ "جس وقت سے پارٹی کی دسویں کانگریس نے مجھے "مزدور مخالفت" گروپ کے وہپ کی حیثیت سے نامزد کر کے مرکزی کمیٹی میں بھیجا ہے۔ اس وقت سے یہ کمیٹی کئی بار میرے کاموں پر فیصلے سنا چکی ہے"۔

لینن کا جواب یہی تھا کہ پارٹی کی آہنی ڈسپلن کو پوری طرح برقرار رکھا جائے۔ اور اس کا خیال تھا کہ معاشی پالیسی کا دور ایک طرح سے پسپائی کا دور ہے۔ "پسپائی کے وقت...... ڈسپلن کو اور بھی زیادہ شعوری ہونا چاہئے۔ اس وقت اس کی ضرورت سو گنا بڑھ جاتی ہے۔ ... ایسے حالات میں چند گھبرائی ہوئی آوازیں بھی ایک بھگدڑ پیدا کر دینے کے لئے کافی ہو سکتی ہیں۔ خطرہ بہت شدید ہے۔ جب ایک اصلی فوج پیچھے ہٹ رہی ہو اس وقت مشین گنیں لگا دی جاتی ہیں۔ اور جب ایک منظم اور باقاعدہ پسپائی بگڑ کر بے قاعدہ اور غیر منظم بھگدڑ میں تبدیل ہونے لگتی ہے تو اس وقت حکم دیا جاتا ہے "فائر" اور بالکل صحیح ہے۔ اگر ناقابل فہم حد تک مشکل پسپائی کے وقت ہر چیز کا انحصار صرف بہترین نظم و ضبط پر ہو تو کوئی شخص بھی ہراس اور گھبراہٹ پھیلا سکتا، خواہ وہ کتنی ہی نیک نیتی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

اس وقت ڈسپلن میں ذراسی بھی کوتاہی کیلئے کڑی سے کڑی سزا دینی ضروری ہو جاتی" ہے، سخت ترین سزا (۴۶)۔

"مشین گنوں" کی ڈھکی چھپی دھمکی کی توجیہہ لینن نے اپنی آخری تقریر میں کچھ ایسے انداز میں کی کہ جیسے اس کا رُخ مینشویکوں۔۔۔اور بائیں بازو کے سوسلسٹ انقلابیوں وغیرہ کی طرف ہو۔ اس نے آگے وضاحت کی کہ مخالفین کے ساتھ "پارٹی کے طے کردہ ڈسپلن کے طریقوں" (۴۷) کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ ان بائیں افراد کے معاملے کے فیصلے پر مقرر کیئے گئے کمیشن نے سفارش کی کہ کولنتائی شلیاپنیکوو، میڈ ویڈیو، میٹن اور کزنٹسیو کو پارٹی سے نکال دیا جائے کانگریس نے آخری دو افراد کے نکال دینے کا فیصلہ سنا دیا چوں کہ یہ دونوں پارٹی میں نسبتاً نیئے تھے۔ لیکن کولنتائی، سلیاپنیکوو، اور میڈ ویڈیو، جیسے پرانے بالشویکوں اور با اقتدار کارکنوں کو نکال دینے کی ہمت کانگریس بھی نہ کر سکی۔ ان کے سلسلے میں ایک سخت تنبیہہ جاری کرنے پر ہی اکتفا کیا گیا کہ اگر یہ لوگ پارٹی مخالف تحریک جاری رکھیں گے تو مرکزی کمیٹی انھیں پارٹی سے نکالنے کے سخت قدم اُٹھا دینے پر مجبور ہو جائے گی (۴۸)۔

گیارہویں کانگریس آخری کانگریس تھی۔ جس میں لینن شریک ہوا۔ جب تک اس میں قوتِ عمل باقی رہی اس کی پوری کوشش پارٹی کے ڈسپلن کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے اور پارٹی پر مرکزی شعبے کے تسلّط کو مستحکم کرنے رہنے پر صرف ہوتی رہی۔ پارٹی میں کوئی بھی گروپ اُس کے نزدیک ایک لعنت تھا۔ پارٹی کے اتحاد کے سلسلے میں جو قرارداد اس نے دسویں کانگریس میں پیش کرنے کے لئے تیار کی تھی اس نے پوری کوشش کی تھی کہ ایک پارٹی ڈکٹیٹر شپ کے دائرہ عمل میں دو یا بہت سے گروپوں پر مشتمل پارٹی نظام کا بیج ہی نہ جم سکے۔ اس کے پیش کردہ تنظیمی ڈھانچے میں تنقید کی جگہ ضرور نکل سکتی تھی۔ لیکن صرف اس صورت میں جب یہ تنقید پارٹی کے لیے کوئی سیاسی چیلنج پیدا نہیں کر رہی ہو۔ اور یہ تنقید کوئی "عملی" صورت بھی پیش کر سکے۔ صرف ایسی تنقید جو پارٹی کے

شعبوں میں بہتر قوتِ عمل پیدا کر سکے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے یہاں مخالفت برداشت نہ کرنے کے اصول کو اس عملی حقیقت کے احساس نے کسی قدر نرم بھی کر دیا تھا کہ پارٹی میں اختلاف رائے ناگزیر ہے۔ اور پارٹی کے رہنما کا یہ فرض ہے کہ پہلے وہ پارٹی کے ممبروں کو قائل کرنے کی پوری کوشش کرے اور اس میں ناکامی کی صورت میں بالکل آخری حد پر پابندیوں اور سختیوں کو استعمال میں لائے۔ چنانچہ اس نے شروع میں میٹھے انداز میں سمجھایا، دلیلیں پیش کیں اور آخر میں اپنے مخالفین کے خلاف اعلانِ جنگ کے پہلے اس نے ان کی منت سماجت تک کی۔ زبردست دھمکیوں اور سخت ترین بیانات کے باوجود بھی جو سخت سے سخت سزا اس نے کسی منحرف ممبر کو دی، وہ صرف پارٹی سے نکال دیا جانا تھا۔ اور یہ سزا بھی شاید ہی کسی ایسے ممبر کو دی گئی ہو جو پارٹی میں ذرا بھی اہمیت یا وقار رکھتا تھا، جس نے گزشتہ زمانے میں پارٹی کے لئے کچھ اہم خدمات انجام دی تھیں۔ اگر لینن نے کبھی قول میں انحراف کو غداری کے مترادف بھی کہا، تب بھی جہاں تک پارٹی میں اندرونی کشمکشوں کا سوال رہا، اس نے کبھی کوئی سخت تادیبی عملی قدم الیسون کے خلاف نہیں اُٹھایا۔

اسٹالن اور مستحکم پارٹی

اسٹالن کا تسلط بہت آہستہ آہستہ بڑھا۔ سب سے پہلے جانشینی کی کشمکش میں، جب لینن ابھی بسترِ مرگ پر ہی تھا کہ "اسٹالن" زینویو اور کامینیو نے پولٹ بیورو میں مل کر ٹراٹسکی کو روکا۔ اس وقت اسٹالن پارٹی کے جنرل سکریٹری کا اہم عہدہ سنبھالے ہوئے تھا اور اس کے ذریعے پارٹی میں اپنے تسلط کو مستحکم کرنے کے کام میں مشغول تھا۔ اس لئے اس نے ظاہرہ طور پر کچھ ایسا رُخ اختیار کیا جیسے وہ اس مثلث اور ٹراٹسکی دونوں کے ساتھ مصالحت اور رواداری برتنا چاہتا ہو۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۳ کو Krasnaja Pravda کے کمیونسٹوں کے نام ایک کھلے خط میں ٹراٹسکی نے پہلا کھلا حملہ کیا۔ اس خط میں اس نے مانگ کی تھی کہ پارٹی کے اندر تنقید اور نکتہ چینی کی پھر اجازت دی جائے۔

اور آہنی دباؤ کو ختم کیا جائے (۴۹)۔ اس پر زینو یوتے مانگ کی کہ ٹراٹسکی کو فوراً گرفتار کرلیا جائے۔ مگر اسٹالن نے احتیاط کا مشورہ دیا۔ پڑاودا میں اسٹالن نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ یہ بات "سوچی بھی نہیں جاسکتی" "کہ ٹراٹسکی کو پارٹی کی رہنمائی" سے ہٹا یا جائے گا (۵۰)۔ بعد میں رونما ہونے والے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے احتیاط کا یہ مشورہ جو اس نے اپنے ساتھیوں کو دیا تھا۔ دلچسپی سے خالی نہیں تھا۔ "ہم نے زینو یو اور کامینو کی رائے سے اتفاق نہیں کیا تھا" اس نے چودھویں کانگریس کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ "چوں کہ ہم جانتے تھے کہ "سر" اڑا دینے کی پالیسی اپنے اندر خود پارٹی کے لئے بہت سے شدید خطرات رکھتی ہے۔ سزا دینے کی پالیسی اور خونریزی اور ان کی مانگ خونریزی کی تھی۔ یہ خطرناک ہے، متعدی ہے، آج آپ ایک 'سر' قلم کردیجئے، کل دوسرا، پرسوں تیسرا۔ آخر میں پارٹی میں کیا باقی بچے گا؟ (۵۱)۔

لیکن اس نرمی اور ضبط و تحمل کے ساتھ ساتھ اسٹالن نے یہ الزام دینے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کی کہ ٹراٹسکی اور اس کے موافقین گروپ بندی کے جرم کے مرتکب ہیں۔ جنوری ۱۹۲۴ء کی تیرھویں پارٹی کانفرنس میں ان پر تنقیدی حملہ لینن ازم کی آڑ میں کیا گیا۔ لینن کے سچے وفادار شاگرد کی حیثیت سے اس نے ٹراٹسکی اور اس کے ہمنواؤں کو ملزم ٹھہرایا کہ انھوں نے پارٹی کے اتحاد کی اس قرارداد کے خلاف عمل کیا ہے، جس کی تشکیل خود لینن نے کی تھی۔ اس کا اصرار تھا کہ ٹراٹسکی نے خود کو پارٹی اور مرکزی کمیٹی سے بھی اوپر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ گروپ بندی کی وہ آزادی جس کی مانگ ٹراٹسکی کر رہا ہے، پارٹی کو تباہی کے راستے پر لیجا سکتی ہے (۵۲)۔ اسٹالن نے کہا کہ "حزب مخالف پارٹی کے اندرونی اور بیرونی غیر پرولتاری مزاج طبقوں اور خواہشوں کا اظہار کرتا ہے۔ مخالفت ادنیٰ بورژوا عنصر کو تحریک بخش دیتی ہے جس کا احساس خود مخالفت کرنے والے کو بھی نہیں ہوتا۔ حزب مخالف کی گروپ بندی ہماری پارٹی کے دشمنوں کے لئے ایک نئی تحریک کا کام دیتی ہے۔ ان عناصر کی تحریک کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے جو پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کو

کمزور بنا کر اُسے اُتار پھینکنا چاہتی ہے۔ میں نے اسی بات کو کل بھی کہا تھا اور آج بھی اس کی دوبارہ تصدیق کر رہا ہوں (۵۳) ۔ چنانچہ اس کانفرنس میں جو قرارداد منظور کی گئی اس میں ٹراٹسکی ازم" پارٹی میں ادنیٰ بورژوا اپنیت کی طرف انحراف" (۵۴) ۔ اس کے خلاف جو ایک منظم اور سرگرم جنگ" کی مانگ کی گئی ہے ۔ اس دوران سکریٹریٹ نے ٹراٹسکی کے حامیوں کو پارٹی اور حکومت کے اہم شعبوں سے تبدیل یا برخاست کرنے کے سلسلے میں اقدامات اُٹھانے شروع کر دیئے۔ ان کی جگہ پر جنرل سکریٹری کے وفادار قسم کے لوگوں کو مقرر کیا گیا۔ مئی ۱۹۲۴ء کی تیرہویں کانگریس میں جو لینن کی موت کے بعد منعقد ہوئی، زینویو نے ٹراٹسکی پر حملہ شروع کیا۔ اور مانگ کی کہ وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے ۔ ٹراٹسکی کا جواب وہی تھا جیسے پیش کئے جانے کے بعد ہمیشہ ہی مخالفین الگ مخمصہ میں پھنس جاتے تھے، یعنی جب کہ پارٹی کی ڈسپلن اور ضمیر کی آواز میں سے کس کو فوقیت دی جائے ۔" ہر سوال کا جب آخری تجزیہ کیا جائے تو پارٹی ہمیشہ صحیح ہوتی ہے ۔ چوں کہ تاریخ نے پرولتاریوں کو 'پارٹی' کے روپ میں' ایک ایسا واحد ہتھیار خانہ دیا ہے جس کے ذریعے وہ تمام بنیادی مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ کسی شخص کے لئے خود اس کی اپنی پارٹی کے سامنے یہ اعتراف کر لینے سے آسان اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ میری ساری تنقیدیں، میرے بیانات، میری تنبیہیں، میرے سارے احتجاج غرض سب کچھ محض ایک غلطی تھی۔ مگر کامریڈوں سے بہرحال یہ نہیں کہہ سکتا۔ چوں کہ میں ایسا نہیں سمجھ سکتا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ پارٹی کے خلاف کسی کو صحیح نہیں ہونا چاہیئے ۔ انسان صرف پارٹی کے ساتھ ہی رہ کر صحیح ہو سکتا ہے، صرف پارٹی کے ذریعہ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ چونکہ تاریخ نے کوئی اور راستہ ایسا نہیں دیا۔ جس کے ذریعے آدمی یہ محسوس کر سکے کہ کیا چیز صحیح ہے" (۵۵)۔

کم از کم اس وقت اسٹالن اس مسئلے میں اتنا دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا تھا جتنا زینوویو چاہتا تھا۔ اس نے صرف اتنی مانگ کی کہ مخالفت کی تحریک

بالکل ختم کر دی جائے۔ کانگریس کے سامنے اسٹالن کی پیش کی ہوئی رپورٹ کم از کم کچھ ایسے موہوم اور مصالحانہ انداز پر ختم ہوئی تھی: "ہم مخالفت کے ساتھ دوستی اور ہاتھ ملا کر کام کرنے کے حق میں ہیں۔ لیکن یہ اتحاد حاصل ہو سکے گا یا نہیں؟ یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اب مستقبل میں اتحاد صرف حزب مخالف پر ہی منحصر ہے۔ لیکن کیا اقلیت بھی صدق دلی کے ساتھ یہ چاہتی ہے، یہ میں نہیں جانتا۔ یہ صرف حزب مخالف کا مرضی وں پر مبنی ہے" (۵۶)۔

اسٹالن کی دی ہوئی شرائط پر اکبنا اور اتحاد حاصل کر لینے کا مطلب تھا حزب مخالف کو بالکل ختم ہو جانا۔ یا پولٹ بیورو پر خاص گروپ کی محکومی میں زندہ رہنا اور حزب مخالف کے کارکن اسے ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ جنوری ۱۹۲۵ء میں مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے عام اجلاس کے سامنے تین قسم کی قرار دادیں غور و خوض کے لئے پیش کی گئیں ایک میں ٹراٹسکی کو پارٹی سے نکال دینے کی مانگ کی گئی تھی۔ دوسرے میں اُسے بیورو اور جنگی کمیساریت دونوں سے نکال دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ اور تیسری جو سب سے نرم تھی اس کی حد صرف اتنی تھی کہ اسے فوجی عہدے سے برخاست کرنے کیلئے کہا گیا تھا (۵۷)۔ خود اسٹالن کے اصرار پر اس میں سے نرم ترین قرارداد کو منظوری دیدی گئی۔

ٹراٹسکی کو نہتا کر چکنے کے بعد خود اس مثلث میں جو رقابتیں جو نیچے ہی نیچے ایک عرصے سے پک رہی تھیں، وہ بھی ظاہر ہونی شروع ہوئی۔ اسٹالن جو اب پارٹی تنظیم میں پوری طرح محفوظ اور قابض ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے پرانے ساتھیوں کو چھوڑ دیا، اور پولٹ بیورو میں دائیں بازو کے گروپ کا ساتھی ہو گیا اب تجارتی رائیکو داور ٹامسکی کے ساتھ مل کر ایک نیا اکثریتی گروپ وجود میں آیا۔ ٹراٹسکی اب بالکل تنہا رہ گیا تھا۔ اسٹالن کے لئے اکثریتی گروپ اور زینوویو کامینیو کے درمیان پہلی کش مکش دسمبر ۱۹۲۵ء کی چودھویں کانگریس میں نظر آئی۔ اس سے پہلے چند ابتدائی جھڑپیں ہوئی تھیں۔ جو کافی سخت تھیں۔ اس سارے عرصہ میں زینوویو کی گرفت لینن گراڈ کی پارٹی تنظیم پر مضبوط رہی۔

اور دوسری طرف اسٹالن کا گروپ باقی مقامات پر مضبوطی سے جما رہا۔ عین کانگریس کے موقع پر اسٹالن نے زینو و یو اور کامینو کو اس شرط پر کچھ مراعات دینے کا وعدہ کیا۔ وہ کانگریس میں اس پر حملے سے باز رہیں گے۔ لیکن یہ پیش کش ٹھکرا دی گئی۔ چنانچہ لینن گراڈ کا زور کانگریس میں اسٹالن کا ایک مضبوط مخالف گروپ کی حیثیت سے داخل ہوا (۵۸)۔

کامینو اور زینوو کی حالت کانگریس میں کچھ بہت اچھی نہیں تھی حالاں کہ انھیں اس بات کا پورا موقع دیا گیا کہ وہ اسٹالن سے اپنے اختلافات کو کانگریس میں پوری طرح پیش کر سکیں۔ لیکن یہ اپنی حیثیت کو خود کچھ ویسا ہی محسوس کر رہے تھے جیسا تیرہویں کانگریس میں ٹراٹسکی محسوس کر رہا تھا۔ ٹراٹسکی کے ناقدوں اور حملہ آوروں کی حیثیت سے انہی لوگوں نے پارٹی کے اور ہر قسم کی گروپ بندی کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ اور اب ٹراٹسکی کی طرح یہ لوگ بھی اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے، جہاں انھیں انہی نعروں کا مقابلہ کرنا تھا۔ جن کے لیے یہ لوگ خود پہلے لڑ چکے تھے۔ چنانچہ مکویان نے چودہویں کانگریس میں طنزاً کہا تھا کہ "جب زینو و یو کو اکثریت حاصل ہوئی ہے تو یہ آہنی ڈسپلن اور فرمانبرداری کے حق میں ہوتا ہے۔ اور جب اس کے پاس اکثریت نہیں ہوتی تو یہ اُس کا مخالف ہو جاتا ہے (۵۹)۔

زینو و یو اور کامینو نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ یہ بات منوالیں کہ انھیں متنازعہ سوالوں کو حل کرنے کے لیے پارٹی کے سب سے اونچے ٹربیونل یعنی کانگریس کے سامنے اپیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اُن کی کوشش ناکام رہی۔ لینن کی بیوہ، کرپسکایا (Krupskaya.) بھی اس وقت مخالفین کا ساتھ دے رہی تھی۔ چنانچہ اس نے بھی اقلیت کی آواز کو اتنی بڑی طرح کچل ڈالنے کے خلاف بہت سخت اپیل کی۔ "ہم مارکسسٹوں کے لیے سچائی وہ ہے جو حقیقت کے مطابق بھی ہو، ولادیمیر ایلیچ (لینن) نے کہا تھا کہ مارکس کی تعلیمات اس لیے ناقابل تسخیر ہیں کہ وہ سچی ہیں۔ اور ہماری کانگریس کو صحیح نقطۂ نگاہ تلاش کرنے اور اس کو ڈھونڈ نکالنے میں منہمک رہنا چاہیے۔ یہی اس کا اصلی کام ہے یہ غلط

کہ ہم ہمیشہ اسی پر قائم رہیں کہ اکثریت ہی ہمیشہ صحیح راستے پر ہوتی ہے۔ ہماری پارٹی کی کانگریس میں متعدد ایسی کانگریس ہوئی ہیں جس میں اکثریت صحیح راستہ پر نہیں تھی۔ اکثریت کو صرف اس حقیقت پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اکثریت ہے، بلکہ ایک سچے فیصلے پر پہنچنے کے لئے اسے بالکل بے تعلق ہونا چاہیئے۔ اگر یہ صحیح اور سچا فیصلہ ہوگا (۴۰)۔ تو یہ خود بخود ہماری پارٹی کو صحیح راستے پر لگا دے گا" (۴۰)۔

پارٹی کے تنظیم میں اہم ترین ارباب حل وعقیدت کے لیئے جو اس وقت کانگریس پر پوری طرح حاوی تھے یہ نازک سا فرق کچھ ضرورت سے زیادہ نازک تھا۔ جس سچائی پر وہ جمے ہوئے تھے وہ ان کو اپنے لیڈر راسٹالن کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔ پوری صورت حال اس وقت اور واضح ہو کر سامنے آئی، جب کامینو و نے اپنی ایک طویل تقریر کے نقطۂ عروج پر اسٹالن پر ذاتی طور پر ور خود اس بُنیادی اصول پر عمومی طور پر حملہ کیا جس کے تحت ایک لیڈر کو اہم ترین اختیارات کا مالک بنا دیا جائے۔ بہت زبردست شور وغل میں یہ کانگریس ختم ہوئی جس میں اسٹالن کے حامی" اسٹالن، اسٹالن" کے نعرے بلند کر رہے تھے اور دوسری طرف لینن گراڈ کا وفد جواب میں چیخ رہا تھا۔ "پارٹی کے مرکزی کمیٹی زندہ باد..... پارٹی افضل ہے" (۴۱)۔ لینن کی موت کے دو سال سے بھی کم عرصے بعد ہی، اس مظاہرے کے ساتھ اسٹالن پرستی کا آغاز کیا گیا۔ اسٹالن بہرحال اتنا ہوشیار ضرور تھا کہ اس نے کھلے طور پر اُس سے اپنا تعلق ظاہر نہیں کیا۔ کانگریس میں اپنی تقریر کے آخری جملوں میں اس نے کسی قدر مراعات کے ساتھ کیا تھا۔ "بغیر تعاون کے کسی پارٹی کی رہنمائی کرنا ایلیچ (لینن) کے بعد اس کا خواب دیکھنا محض حماقت ہے (تالیاں) اس کے متعلق بات کرنا حماقت ہے۔ تعاون کے ساتھ کام، تعاون کے ساتھ رہنمائی پارٹی میں مکمل اتحاد، مرکزی کمیٹی کے مختلف شعبوں میں اشتراک واتحاد اس شرط کے ساتھ کہ اقلیت پوری طرح اکثریت کے تابع ہو۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو اس وقت ہمارے لئے ضروری ہیں" (۴۲)۔

چودھویں کانگریس میں اسٹالن کی زبردست فتح کے فوراً بعد لینن گراڈ کی

پارٹی سے زینووی کے حامیوں کی صفائی کی ایک مصمم اور کامیاب مہم شروع کر دی گئی۔ اور اس بُنیاد کے کھسک جانے کے بعد زینوویو اور کامینوو کے پاس پارٹی میں ان کا پُرانا وقار اور زور بیان ضرور تھا۔ اس کے علاوہ کوئی چیز ایسی باقی نہیں تھی جس کے بل بوتے پر وہ اپنی جگہ پر قائم رہ سکتے۔ اس نقطۂ انحطاط پر اس امید کے ساتھ کہ شاید ایک بار پھر وہ اپنی کھوئی ہوئی جگہ حاصل کر سکیں، یہ لوگ ٹراٹسکی کے ساتھ مل گئے۔ مگر اب اس فیصلے کا وقت بھی بیت چکا تھا۔

پارٹی میں اپنی حیثیت کو پوری طرح محفوظ کر چکنے کے بعد اسٹالن نے مخالفت کو پوری طرح کچل ڈالنے کی مہم شروع کی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء کو لینن گراڈ پارٹی کے متحرک کارکنوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس نے اعلان کیا کہ اب اس تصور کو پوری طرح اُکھاڑ پھینکنے کا وقت آ گیا ہے کہ پارٹی ایک "بحث ومباحثے کی انجمن ہے" (۶۳)۔ اس کے فوراً بعد جب یہ انکشاف ہوا کہ زینوویو کا ایک قریبی دوست لاشے وچ ــــــــــ جو ڈپٹی کمشنر، جنگ کے عہدے پر فائز تھا، فوج میں مخالف گروپ کو منظم کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو فوراً اسے اس عہدے سے برطرف کر دیا گیا اور مرکزی کمیٹی سے بھی نکال دیا گیا۔ لیکن حزب مخالف پھر بھی جلسے کرتے علاقائی پارٹی حلقوں میں اپنے مقررین بھیجنے اور اگلے پارٹی کی کانفرنس میں اپنے لئے عوامی حمایت حاصل کر لینے کی جدوجہد میں مصروف رہا۔ ٹراٹسکی کے قول کے مطابق "جوابی حملہ پورے زور وشور کے ساتھ کیا گیا۔۔۔ اب حزب مخالف کو پھر ایک بار پسپائی کا سامنا کرنا پڑا" (۶۴)۔

۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ٹراٹسکی اور پانچ دوسرے اہم مخالف لیڈروں نے مرکزی کمیٹی کے سامنے ایک بیان پیش کیا جو امن وصلح کی پیش کش تھی۔ ۱۱ اکتوبر کو پولٹ بیورو کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اسٹالن نے اس صلح کے لئے شرائط بیان کیں۔ یہ شرائط تھیں، پارٹی کے شعبوں کے فیصلوں کی بے چون وچرا تابعداری عوام کے سامنے اس کا اعتراف کہ حزب مخالف کی گروپ بندی کا کام ایک غلطی تھا۔ جس کا نقصان پارٹی کو اُٹھانا پڑا ہے اور اس بات کی یقین دہانی کہ آئندہ بھی کمیٹی میں کوئی گروپ بنا کر کسی قسم کا جھگڑا نہ کھڑا کیا جائے گا۔ اگر یہ

شرائط منظور ہوں تو اسٹالن مخالفین پر اپنا حملہ روک سکتا تھا۔ اور اس حق کو تسلیم کرنے کے لیۓ تیار ہوسکتا تھا کہ یہ اپنے خیالات کو پارٹی کی کانگریس کے سامنے پیش کر دیں (۶۵)

حزب مخالف کم از کم لفظی طور پر جھکنے پر مجبور ہوگیا۔ ۱۶ اکتوبر کو عوام کے لیۓ ایک بیان شائع ہوا جس میں گروپ بندی کو بُرا کہا گیا تھا۔ چوں کہ یہ عمل پارٹی میں انتشار کی راہیں کھول سکتا تھا۔ لیکن اس میں اسٹالن اور بخارن پر ضرور نکتہ چینی کی گئی تھی۔ اور اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ یہ گروپ اپنے خیالات کا اظہار پارٹی کے ڈسپلن کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی کرتا رہے گا اسی دوران اکتوبر کی آخری تاریخوں میں ٹراٹسکی کو پولٹ بیورو سے برطرف کر دیا گیا۔ اور کامینوف نے بھی پولٹ بیورو میں متبادل ممبری کی حیثیت کھودی۔ زینوویو کو کامنٹرن کی رہنمائی سے علیحدہ کیا گیا۔ مگر پھر بھی یہ سب مرکزی کمیٹی کے ممبر ضرور رہے۔ پارٹی کی ۱۵ ویں کانفرنس جو ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ۳ نومبر تک منعقد ہوئی۔ اس میں حزب مخالف کو پارٹی میں "سوشل جمہوری انحراف" کا نام دے کر رد کیا گیا۔ اور سختی سے آگاہ کر دیا گیا کہ آئندہ اس کے نقطۂ نظر پر کوئی نئی بحث و مباحثہ کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کیا جائے گا (۲۶)۔

حزب مخالف نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ کچھ عرصے کے لیۓ ۱۹۲۷ء کے موسم خزاں میں ایک عارضی خاموشی نظر آئی۔ لیکن چین میں کومنٹرن کی ناکامی، اینگلو سوویت تجارتی معاہدے کی شکست اور برطانیہ اور سوویت روس کے درمیان سفارتی تعلقات ختم ہو جانے سے حزب مخالف کی امیدیں اور کارگزاریاں ایک بار پھر بھڑک اُٹھیں۔ اسی دوران ٹراٹسکی، زینوویو مخالف گروپ کے لیڈروں نے وہ بیان جاری کیا جو "تراسی کے موقف" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں تمام داخلی اور خارجی پالیسیوں میں ناکامی کا الزام اسٹالن پر رکھا گیا تھا۔ اور سوویت روس کو غیر ضروری ردعمل کی گرفت میں مبتلا بتایا گیا تھا۔ ٹراٹسکی نے اعلان کیا تھا کہ جنگ کی صورت میں اس کی حیثیت کلیمنشیو - - - - - - - جیسی ہوگی۔ وہ اس موجودہ ناکارہ رہنمائی کو ہٹانے کے لیۓ اور ایک ایسی حکومت کے قیام کیلئے

لڑے گا جو کامیاب جنگ لڑ سکے۔ اسی کے ساتھ حزب مخالف کی بھی کوشش کرتا رہا کہ خود اس کا اپنا حلقہ اور اس کے اپنے شعبے بھی پھیلتے رہیں، اس کی تحریریں عوام تک پہونچ جائیں۔ اور عوامی حمایت بھی بڑھتی رہے۔

مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے ملے جلے پلینم جو ۲۹ جولائی سے ۹ اگست ۱۹۲۷ء تک منعقد ہوا تھا، اسٹالن کا گروپ پوری طرح اقتدار میں تھا۔ اسٹالن نے بھی مبہم بات نہیں کہی۔ پارٹی میں "انحطاط" کے الزام پر بولتے ہوئے اس نے مخالفین کو ہی اس انحطاط کے خطرے کا سرچشمہ بتلایا۔ اور آخر میں یہ اعلان بھی کیا کہ "اس خطرے کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا" (۶۷)۔

ایک بار پھر ٹراٹسکی اور زینوویو کو پسپا ہونا پڑا۔ انھوں نے اعلان کیا کہ وہ اکثریت اور پارٹی ڈسپلن کے تابع رہیں گے۔ اسی طرح ایک بار پھر مرکزی کمیٹی سے برطرف کئے جانے سے بچ گئے۔ لیکن یہ نئی صلح ابھی صحیح طور پر وجود میں بھی نہیں آئی تھی کہ اُسے بھی توڑا گیا۔ اس بار اسٹالن کسی قسم کی مروت برتنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ مخالف گروپ سے متعلق ادنیٰ درجے کے ممبر بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے، اور انھیں پارٹی سے نکال دیا گیا۔ کچھ کارکنوں کے سامنے غائب ہونے یا پارٹی سے نکال دئے جانے کے متبادل پیش کئے گئے۔ چنانچہ گناہ کے اعتراف اور توبہ کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ حزب مخالف کے لیڈر پھر بھی راضی نہ ہوئے۔ خفیہ جلسے جاری رہے، ایک غیر قانونی پریس قائم کیا گیا، اور بعض موقعوں پر سڑکوں پر کھلے مظاہرے بھی منظم کئے گئے۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو ٹراٹسکی اور زینوویو مرکزی کمیٹی سے نکالا گیا۔ اس کے لئے (G.P.U) ... کی دستاویزوں کی بنیاد پر الزام تراشی کی گئی کہ مخالف گروپ ______ سفید فوج کے ساتھ مل کر حکومت کا تختہ پلٹنے کی ایک فوجی سازش میں شامل تھا۔ مرکزی کمیٹی سے اپنی برطرفی کی قرارداد کے خلاف بولتے ہوئے ٹراٹسکی نے بہت سخت جوابی حملہ کیا۔ اس نے حزب مخالف پر لگائے گئے اس الزام کو کہ یہ لوگ انقلاب مخالف کوششوں میں مصروف ہیں، بالکل بے بنیاد بتلایا۔ اور اُسے (G.P.U) خفیہ پولیس کا کورا جھوٹ ظاہر کیا۔ اس کا دعویٰ تھا،

"پارٹی میں جبر و تشدد کا دور دورہ اور دباؤ رہنما کی پالیسی کی دین ہے۔ اسٹالن نے جو اہم ترین کام اپنے ذمہ لیا ہے وہ پارٹی کو منتشر کرنا اور مخالف کو بالکل ارادہ کر کے پارٹی کو ایسے راستوں پر لگا دینا ہے کہ وہ خود بخود تباہ ہو جائیں۔۔۔ فاشسٹوں کی بین بجانے والی ٹولیاں، گھونسے بازی، کتابوں اور پتھروں کا پھینکنا، جیل کی سلاخیں۔۔۔ اس جگہ اپنی رفتار میں اسٹالن کی طاقت کچھ وقفے کے لئے ذرا رکی ہے۔ لیکن راستہ بہرحال پہلے ہی طے کیا جا چکا ہے۔۔۔ منزل طے ہے۔ حزب مخالف کو نکالکر باہر کرنا۔ پھر اسے بالکل نیست و نابود کرنا۔ ایسی آوازیں تو اب بھی سنی جا سکتی ہیں" ہم ایک ہزار کو نکال دیں گے" تو سو کو گولی سے اڑا دیں گے اور اس طرح کہ پارٹی میں سکون پیدا ہو جائیں (۶۸)

حالات و واقعات بڑی تیزی سے اپنے ناگزیر نقطۂ عروج کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ۷ نومبر کو انقلاب کی دسویں سالگرہ کے موقعہ پر ٹراٹسکی نے بیان دیا:

"عام جلوس میں حزب مخالف نے طے کیا کہ اس کے حامی اپنے نعروں کے بورڈ اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں گے۔ لیکن حزب مخالف کے بورڈ چھین کر پھاڑ ڈالے گئے اور ان کے اٹھانے والوں کو ایسے گروہوں نے مارا پیٹا۔ جنہیں خاص طور پر اسی کام کے لئے منظم کیا گیا تھا۔ ایک پولیس کے سپاہی نے بظاہر کرتے ہوئے جیسے وہ تنبیہہ کر رہا ہو میری کار پر گولی چلائی۔۔۔ فائر بریگیڈ کا ایک نشے میں چور ایک افسر مجھے گالیاں دیتا ہوا میری کار پر کود پڑا۔ اور اس کا شیشہ توڑ ڈالا۔

اس قسم کا ایک مظاہرہ لینن گراڈ میں بھی ہوا۔ زینوویو اور راڈیک جو وہاں گئے تھے۔ انھیں سپاہیوں کے ایک مخصوص دستے نے پکڑ لیا اور بھیڑ بھاڑ سے محفوظ رکھنے کے بہانے سے انھیں پورے مظاہرے کے دوران ایک عمارت میں بند رکھا" (۶۹)۔

ایک ہفتے بعد ۱۴ نومبر کو ٹراٹسکی اور زینوویو دونوں کو پارٹی سے نکالا گیا اس کے دو دن بعد ٹراٹسکی کے ایک عزیز ترین دوست جوفے۔۔۔ نے

خودکشی کرلی۔ ۱۷ نومبر سے ٹراٹسکی کا ایک طویل سفر شروع ہوا۔ اس میں سب سے پہلے وہ الما اتا میں کچھ عرصے شہر بدر رہا۔ وہاں سے اسے نکال کر پرنکیپو میں رکھا گیا اور پھر آخر میں میکسیکو میں کسی نے اُسے کلہاڑی سے قتل کر دیا۔ یہ سفر جو خفیہ پولیس کی ہدایت کے مطابق شروع ہوا تھا، آخر میں اُسی کے زیر انتظام ختم بھی ہوا۔

پندرہویں کانگریس جو دسمبر ۱۹۲۷ء میں منعقد ہوئی۔ اس میں[1] حزب مخالف پر آخری فیصلہ کن وار کیا گیا۔ اس موقعہ پر چند مٹھی بھر مخالفین ہی کھل کر سامنے آنے کی ہمت کر سکے۔ راکووسکی اور دوسروں کو مستقل شور وغل میں بولنے ہی نہ دیا گیا۔ صرف کامینوو کی تقریر تھوڑے سے سکون کے ساتھ سنی گئی۔ تیرہویں کانگریس میں ٹراٹسکی کے بیان کے نتیجے کے طور پر کامینوو نے اپنی تقریر میں کہا۔

"میں اس بلند ترین جمہوری ادارے (ٹریبیون) کے سامنے صرف ایک مقصد لے کر آیا ہوں۔ مخالفین اور پارٹی کے درمیان مصالحت کی کوئی راہ ڈھونڈنے، ("آوازیں": جھوٹ، جھوٹ، اب وقت گذر چکا ہے")۔۔۔۔۔ پارٹی میں اندرونی جنگ۔۔۔۔۔ پچھلے دو سالوں میں تلخی کی ایک ایسی حد تک پہنچ گئی ہے کہ لگتا ہے اب ہم سب کو دو میں سے ایک راستہ چُننا پڑے گا۔ ان دو راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دوسری پارٹی بنا لی جائے وہ راستہ جو پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے لئے زیر اثر ہے۔ انقلاب کے لئے بڑا مہلک ثابت ہوگا۔۔۔۔ وہ راستہ ہمارے لئے بند ہے۔ ہمارے اپنے تصورات کے حلقے نے، اور پرولتاری ڈکیٹر شپ کے سلسلے میں لینن کی تمام تعلیمات نے، ہمارے لئے یہ راستہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔ ہمیں اس راستے سے ہٹا کر الگ کھڑا کر دیا ہے۔

نتیجے میں اب صرف دوسرا راستہ باقی رہ جاتا ہے اس راستے کا مطلب ہے کہ ہم خود کو مکمل طور پہ پارٹی کا تابعدار کرلیں۔ ہم یہ راستہ چن رہے ہیں۔ چوں کہ ہم پوری سنجیدگی سے اس بات پر متفق ہیں کہ لینن کی صحیح اور اصلی پالیسی کو صرف پارٹی کے اندر رہ کر اور اس کے ذریعے پوری طرح کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ پارٹی سے باہر رہ کر اور اس کے خلاف کام کر کے اسے کامیاب نہیں کیا

جا سکتا ہے۔ اس راستے کو چننے کا مطلب ہو گا کہ ہم کانگریس کے کئے ہوئے تمام فیصلوں کو مانیں۔

مگر اس کے ساتھ اگر ہمیں اپنے نقطۂ نظریوں کو غلط کہہ کر اُن کو غلط اور بُرا بھی کہنا پڑے تو یہ بالشویکی عمل نہ ہوگا۔ کامریڈ، خود اپنی ہی رائے کو بُرا کہنے کی یہ مانگ اس سے پہلے ہماری پارٹی میں کبھی نہیں رکھی گئی۔ اگر مجھے یہاں آکر اعلان کرنا پڑے کہ میں نے دو ہفتے پہلے اپنے مضمون میں جو نظریات شائع کروائے تھے انھیں میں چھوڑتا ہوں، تو خود آپ ہی لوگ اس کا یقین نہیں کریں گے میری طرف سے یہ صرف ریا کاری ہوگی، اور یہ ریاکاری بالکل غیر ضروری ہے"(۷۰)۔

کانگریس نے اس بیان کو قابل اطمینان قرار نہیں دیا۔ اسٹالن اس مشروط قسم کی اطاعت کو، جو صرف تنظیمی امور کو ہی پیش نظر رکھ رہی تھی' ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔" جیسا کہ اسٹالن نے کانگریس کے سامنے اپنی سیاسی رپورٹ میں کہا تھا" کانگریس کا تقاضا ہے کہ حزب مخالف اپنے نقطۂ نظر کو پوری طرح غلط سمجھ کر اس کو چھوڑنے کا اعلان کرے' (۷۱)۔ چنانچہ ۱۸ دسمبر کو کانگریس نے ٹراٹسکی گروپ کے پچھتر ۷۵، اہم کارکنوں اور ساپرونو گروپ کے تینتیس ممبروں کو نکال دیئے جانے کے حق میں ووٹ دے دیا۔ اگلے دن زینو ویو' کامینوؤ اور ان کے اکیس ۲۱ ساتھیوں نے بلا شرط ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کر دی۔

"ہماری مانگیں کانگریس کو ضرور سخت محسوس ہوئی ہوں گی لیکن اب ہم خود کو اس بات پر مجبور محسوس کرتے ہیں کہ اپنی مرضی اپنے نظریات کے سامنے جھکا دیں۔ یہی وہ واحد پارٹی ہے جو فیصلہ کر سکتی ہے کہ انقلاب کے پیدا کردہ عوامی جوش و ولولے کے لئے کیا چیز فائدہ مند ہے۔ اور کیا چیز نقصان دہ ہے۔

ہم کانگریس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں پھر پارٹی میں واپس ہونے کا موقع دے۔ اور ہمیں موقع دے کہ ہم اس کے عملی کاموں میں پھر شامل ہو سکیں" (۷۲)۔

یہ معافی نامہ بھی کافی نہیں سمجھا گیا۔ کانگریس نے جو اس سلسلے میں ہدایت دی وہ یہ تھی کہ " مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کو ہدایت دی جاتی ہے کہ

وہ پچھلے مخالف گروپ کے اہم کارکنوں کی درخواستوں کو صرف شخصی بنیادوں پر منظور کریں۔ اور ان درخواستوں پر بھی چھ مہینے سے پہلے منظوری نہ دی جائے" (۴۳)

ان ہدایات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے "زینوویو" کامینیو اور ان کے حامیوں کا ایک بڑا گروہ اگلے چند سالوں میں پھر پارٹی میں داخل ہو گیا۔ اور اس گروپ نے ہتھیار ڈال دیئے۔

ٹراٹسکی گروپ کے بہت سے لوگوں کو عہدوں سے ہٹایا گیا۔ کچھ کو شہر بدر کیا گیا۔ جنہوں نے پوری طرح اطاعت قبول کی وہ قید کر دیئے گئے۔ اور اسی طرح بائیں بازو کی مخالفت پر اسٹالن کی فتح مکمل ہو گئی۔

بائیں بازو کی مخالفت سے جدوجہد کے دوران پارٹی کی رہنمائی کے سلسلے میں اسٹالن کا نظریہ پوری طرح کھل کر سامنے آیا۔ اور اس نے ایک ٹھوس اور واضح شکل اختیار کر لی۔ اس نظریہ میں مخالفت کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ یقیناً اب پارٹی بحث و مباحثے کا کوئی 'کلب' نہیں تھی۔ یہ صرف عمل کے لئے ایک ہتھیار تھی۔ پارٹی کے لئے اس کے رہنماؤں کا دیا ہوا لائحہ عمل ایک مقدس راستہ تھا جس کے خلاف منہ نہیں کھولا جا سکتا تھا۔ رہنماؤں کی مخالفت کرنا پارٹی کو کمزور کرنا تھا۔ اور سوویت حکومت کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنا تھا۔ اب مخالفت دوسرے لفظوں میں غداری کے مترادف ہو گئی۔

پارٹی میں اسٹالن کی پالیسی پر تنقید کرنے والے کے سامنے صرف چند خوش گوار صورتیں تھیں جن میں سے کسی ایک کو وہ اپنا سکتا تھا۔ سب سے محفوظ صورت یہ تھی کہ خاموش رہا جائے۔ لیکن اگر وہ ٹھیک زبان کھولنا ہی چاہتا تھا تو پھر اسے پارٹی سے نکالے جانے یا پھر کبھی کبھی اس سے بھی بڑے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہونا پڑتا تھا۔ جب پارٹی کے عام ممبروں کے سامنے کی گئی کسی اپیل کو، پارٹی کے رہنما برداشت نہیں کر سکتے تھے تو مخالفین کا سازشی تنظیمیں بنانا ایک لازمی نتیجہ تھا۔ اب جب تک پارٹی کے تمام شعبوں پر اسٹالن کی گرفت مضبوط تھی تو اس کے استحکام کو پارٹی میں شامل رہ کر کسی طرح کمزور کرنے کی کوشش محض ناکامی کو دعوت دینا تھا۔

یہ قلعہ بندی جو پارٹی میں اس وقت پیدا کی گئی تھی اس سے کچھ ایسے لازمی نتائج پیدا ہونے ضروری تھے جن کا اثر خود اسٹالن اور اُس کے مخالفین پر پڑا۔ اسٹالن کی نظر میں ہر طرح کی مخالفت خود اُس کے اپنے اقتدار کے لیے ایک خطرہ پیش کرتی تھی اور اس لیے اُس کی بیخ کنی ضروری تھی۔ اس صورت میں اب وہ مخالفین جو تائب ہو کر خاموشی اختیار کر چکے تھے وقت گذار رہے تھے۔ اور اس پر بھی ان پر کڑی نگاہ رکھی جاتی تھی۔ تنظیمی امور میں کسی پالیسی پر کسی مختلف رائے کا اظہار بھی مخالفت سمجھا جاتا تھا۔ اُسے لوگوں کا کسی موقع پر ساتھ مل بیٹھنا سازش سے مخالفین کی کوششوں میں ناکامی کے ساتھ ساتھ متوقع قسم کے اختلاف رائے کی حدیں بھی کم ہوتی چلی گئیں۔ آخر میں بالکل ختم ہو گئیں اس قلعے بندی کی ضرورتیں اور اس کے اثرات دوسری دہائی میں ٹراٹسکی گروپ کے کارکنوں کی گرفتاری اور قید سے شروع ہو کر تیسری دہائی کے درمیان پارٹی کی صفائی میں پرانے بالشویکوں کے نکالے جانے پر ختم ہوئے۔

اسٹالن کے اپنے طریقۂ کار کے مطابق یہ پورا منصوبہ بہت آہستہ آہستہ عمل میں لایا گیا۔ بائیں بازو کے مخالفین سے پوری طرح نپٹ لینے کے بعد اس نے دائیں بازو کے مخالفین بخارن، ٹامسکی اور رائیکوف وغیرہ کی طرف رُخ کیا۔ کسان طبقے اور صنعتی ترقی کی رفتار کے سلسلے میں پالیسی پر ان لوگوں سے اختلاف شروع ہوا۔ ٹراٹسکی نے ایک بار اشارہ کیا تھا کہ "ہر نئی صورتحال میں پارٹی ایک موقف پر پہنچنے کے لیے ایک اندرونی بحران سے گزرتی ہے" (۴۷)۔ دائیں بازو کے یہ حامی جنھیں اپنے ساتھ ملا کر اسٹالن نے بائیں بازو کو ختم کیا تھا، اب اس کی اشتراکیت اور تیز صنعتی رفتار کی اس پالیسی کے سلسلے میں بے چینی محسوس کرنے لگے تھے۔ جو بائیں بازو سے مستعار لی گئی تھی۔ اسٹالن نے اس نئے خطرے کو پوری طرح محسوس کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے مخالفین کو پوری مضبوطی کے ساتھ، مگر ایک ایک کر کے اپنے راستے سے ہٹانا شروع کیا۔ پولٹ بیورو میں اس کے پاس اکثریت موجود ہی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے یہاں مخالفین کی زبانیں بند کیں، اس نے زور دیا کہ رپورٹ میں تمام فیصلوں کو متفق الرائے فیصلہ لکھا جائے۔ اور مخالف گروپ کے لیڈروں کو اس کی بالکل اجازت نہ دی جائے کہ وہ عوام میں اپنے اختلاف کا اظہار کر سکیں۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو ماسکو تنظیم کے

لیڈروں کو خطاب کرتے ہوئے اس نے اعلان کیا۔"پولٹ بیورو میں نہ اب دایئں بازو کا انحراف موجود ہے نہ بایئں بازوں کا، اور نہ اب کوئی ایسی شخصیتیں باقی ہیں جو ان میں سے کسی ایک طرف رُجحان رکھتی ہوں۔ اس کو قطعی طور پر اور پوری صفائی کے ساتھ بیان کر دینا چاہئے۔ وہ وقت آ گیا ہے جب دشمنوں اور مخالفوں کی پھیلائی ہوئی اس افواہ کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے کہ اب ایک دایئں بازو کا انحراف موجود ہے۔ یا مرکزی کمیٹی کے پولٹ بیورو میں ان کے لئے ایک صلح پسندانہ رویہ پیدا ہو گیا" (۷۵)۔

ایک مہینے بعد مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس (پلینم) کے سامنے جس وقت پارٹی کے تمام اہم ممبر ایک ٹکراؤ کی توقع کر رہے تھے، بغیر کسی تذبذب یا پریشانی محسوس کئے ایک بار پھر اس کی یقین دہانی کردی گئی (۷۶)۔

حالات و واقعات اب پھر ایک بار انجام کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جنوری ۱۹۲۹ء کے آخری ہفتے میں پولٹ بیورو اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے پریسیڈیم کے ملے جلے اجلاس میں ایک تقریر کے دوران اسٹالن نے بخارن، ٹامسکی، اور رائیکوو کی قیادت میں ایک دایئں بازو مخالف گروپ کی موجودگی کا "انکشاف" کیا۔ اس نے بتلایا کہ بخارن اس سلسلے میں کامینوو کے ساتھ گفت و شنید میں مشغول ہے تاکہ گذشتہ بایئں بازو کے مخالف گروپ سے مل کر ایک نیا گروپ بنا سکے۔ بخارن کا مضمون "ایک ماہر معاشیات کے مشاہدے" میں پولٹ بیورو کے نقطۂ نظر پر ایک پوشیدہ حملہ موجود تھا۔ اسٹالن نے ایک بار پھر سخت ترین الفاظ میں جتا دیا کہ کسی طرح کی گروپ بندی اب برداشت نہیں کی جائے گی (۷۷)۔

مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے پلینم میں جو اپریل میں منعقد ہوا۔ اسٹالن نے بخارن اور اس کے ساتھیوں پر حملہ شروع کیا۔ اس نے کہا کہ بخارن نے ۷ فروری ۱۹۲۹ء کو اس "معاہدے" کو توڑ دیا ہے جس کے تحت بخارن اپنے عہدے پر صرف اس صورت میں برقرار رہ سکتا تھا کہ وہ اپنے

نظریات اور تصورات کو پوری طرح چھوڑ دے"(۸) اس نے آگے کہا:-

" بخارن نے پولٹ بیورو کے تین ممبروں کی مہذب سزا کا ذکر کیا ہے اس کے الفاظ کے مطابق ہماری پارٹی کی تنظیموں میں اب تین ممبروں کی "دھجیاں بکھیری" جا رہی ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ پارٹی نے پولٹ بیورو کے تین ممبروں کو نشانہ بنا لیا ہے، پریس میں اور میٹنگوں میں ان کی غلطیوں پر تنقید کے ذریعے "ان کو مہذب سزا" دی جا رہی ہے،... اور ان تینوں کو مجبور کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ اپنی زبانیں بند رکھیں، کامریڈو، یہ سب محض بکواس ہے۔ یہ ایک ایسے کمیونسٹ کے الفاظ ہیں جو اعتدال پسند ہو گیا ہے، جو چاہتا ہے کہ دائیں بازو سے چل رہی جنگ میں پارٹی کو کمزور کر دے۔ بخارن کے مطابق حالاں کہ وہ خود اور اس کے ساتھی دائیں بازو کی انحرافی غلطیوں میں ملوث ہو چکے ہیں، لیکن پارٹی کو ان غلطیوں کو افشا کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس کے خیال میں پارٹی کو دائیں بازو کے انحراف کے خلاف جنگ چھوڑ دینی چاہیئے اور اس وقت تک انتظار کرتے رہنا چاہیئے جب تک بخارن اور اس کے ساتھی بخوشی اپنی غلطیوں کو خود نہ چھوڑ دیں۔

کیا بخارن کی یہ مانگ ہمارے لئے زیادتی نہیں ہے؟ کیا وہ اس فریب میں مبتلا نہیں ہے کہ پارٹی اس کے لئے ہے نہ کہ وہ خود پارٹی کے لئے۔؟ کون اُسے خاموش رہنے پر مجبور کر رہا ہے؟ کون اُسے اُس وقت خاموشی اور سکوت اختیار کر لینے پر مجبور کر رہا ہے۔ جس وقت پوری پارٹی دائیں بازو کے انحراف کے خلاف صف آرا ہے۔ اور مصمم اور فیصلہ کن حملوں میں منہمک ہے؟ بخارن اور اس کے قریبی ساتھی اس وقت آگے بڑھ کیوں نہیں آتے۔ اور دائیں بازو کے انحراف اور مصالحت پسندی کے رُجحان کے خلاف ایک آخری جنگ پر کمربستہ کیوں نہیں ہو جاتے؟ کیا کوئی بھی اُس امر میں شبہ رکھتا ہے کہ اگر بخارن اور اس کے قریبی ساتھی ایسا قدم اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جو بہرحال ایسا مشکل بھی نہیں ہے، تو اُن کے اس عمل کو پارٹی خوش آمدید نہیں کہے گی؟ کیوں کہ وہ ایسا قدم اُٹھانے کا فیصلہ نہیں کر پاتے،، جو بہرحال انکا

فرض بھی ہے؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنے گروپ کے مفادات کو پارٹی کے مفادات اور اس کے لائحۂ عمل سے برتر اور افضل سمجھتے ہیں؟ " (۷۹)۔

اس کے ساتھ اسٹالن نے پلینم کے دیئے ہوئے فیصلے کا اعلان بھی کیا جس میں بخارن اور اُس کے گروپ کے تصوّرات کو رد کر دیا گیا تھا؛ بخارن اور ٹامسکی کو اس تنبیہہ کے ساتھ ان کے عہدوں سے برطرف کر دیا گیا تھا کہ اگلی کسی بھی عدول حکمی کی صورت میں انھیں فوراً پولٹ بیورو سے بھی نکال دیا جائے گا۔ اسٹالن نے آگے یہ بھی وضاحت کر دی کہ ایسے بھی اقدامات اٹھائے جائیں کہ جس کے ذریعے پولٹ بیورو کے کسی ممبر، یا اُمیدوار ممبر، اور پارٹی کے کسی رسالے کو طے شدہ پالیسی کے خلاف بیان شائع کرنے سے روکا جا سکے" (۸۰)۔ ۲۳ اپریل ۱۹۲۹ء کو بخارن کو منسٹرن کی رہنمائی سے برطرف کر دیا گیا۔ ۱۷ نومبر کو مرکزی کمیٹی کے پلینم نے بخارن کو پولٹ بیورو سے نکال دیئے جانے کی منظوری دے دی۔

۲۵ نومبر کو دایئں بازو کے مخالف گروپ نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ اگلے دن بخارن، ٹامسکی، اور رائیکوو کے دستخطوں سے پراودا میں یہ اعلان شائع ہوا۔ "اور پچھلے ڈیڑھ سال میں ہمارے اور مرکزی کمیٹی کے اکثریت کے درمیان بہت سے پالیسی کے مسئلوں پر اختلاف رائے رہا ہے۔ اسے ہم اپنے نظریات کی بہت سی تحریروں اور عرضداشتوں کے ذریعے مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن، کے پلینم اور دوسرے بہت سے جلسوں میں پیش کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ کہنا اپنا فرض محسوس کرتے ہیں کہ ان اختلافات میں مرکزی کمیٹی صحیح تھی۔ ہمارے خیالات جو ان تحریروں کے ذریعے پیش کئے گئے تھے ان غلط بنیادوں پر مبنی نظر آتے ہیں۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ہم اپنے بس بھر کوشش کریں گے کہ ہم بھی پارٹی کے ساتھ اپنی پوری طاقت لگا دیں تاکہ پارٹی کے طے کردہ عمومی لائحۂ عمل کے خلاف پیدا ہونے والے تمام انحرافات سے ایک آخری اور مصمم جنگ لڑی جا سکے۔ ان انحرافات میں سب سے پہلا دایئں بازو کا انحراف ہے، اور اس سے مصالحت کے رُجحانات ہیں۔ سوشلسٹ نظام کی تعمیر کی تیز رفتار اور مکمل فتح کو یقینی بنانے کے لیئے آنے والی مشکلات کا مقابلہ ان انحرافات سے جنگ کے بعد ہی ہو سکتا ہے" (۸۱)۔

مگر خود اپنی یہ تحقیر و تذلیل کرنا بھی ناکافی ثابت ہوا۔ ۲۶ جون سے ۱۳ جولائی ۱۹۳۰ء تک منعقدہ سولھویں پارٹی کانگریس میں ٹامسکی کو پولٹ بیورو سے نکالا گیا۔ دسمبر کے آخر تک رائیکوو کو بھی اُس سے الگ کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اُسے عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کی صدارت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ اور اس طرح دایئں بازو کی مخالفت کی بیخ کنی مکمل ہو گئی۔ جنوری ۱۹۳۴ء میں سترھویں پارٹی کانگریس میں اسٹالن بڑے فخریہ انداز میں یہ کہہ سکتا تھا:۔

موجودہ کانگریس لینن ازم کے مکمل فاتح جھنڈے اور مخالف لینن گروپ کی گروپ کی پوری شکست کے جھنڈے تلے منعقد ہوئی ہے۔ لینن کے مخالف ٹراٹسکی گروپ کو شکست دے کر منتشر کر دیا گیا ہے۔ اس گروپ کے منتظمین اب دوسرے ملکوں میں بورژوا پارٹی کے دیوان خانوں میں پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح دایئں بازو کے لینن مخالف گروپ کو بھی شکست دے کر منتشر کیا جا چکا ہے۔ اس کے منتظمین ایک عرصے پہلے اپنے خیالات کو مسترد کر چکے ہیں۔ اور اب مختلف طریقوں سے پارٹی کے خلاف اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قومی پیمانے پر منحرف تمام گروپ شکست کھا چکے ہیں اور انھیں تتر بتر کر دیا گیا ہے۔ ان کے منتظمین وطن چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یا پھر بکھر گئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ بات ماننی پڑے گی کہ آج پارٹی اتنی متحد ہے جتنی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی" (۸۲) ۔ کانگریس میں موجود نمائندے اسٹالن کی وفاداری کے گیت گانے میں مصروف تھے۔ اب کوئی ایسی آواز موجود نہ تھی جو کانگریس کے اجلاس کے سکون کو اپنی تلخ تنقید سے درہم برہم کر سکتی۔

پہلی دسمبر ۱۹۳۴ء کو ایک نوجوان کمیونسٹ نیکولائیو نے پولٹ بیورو کے ممبر، لینن گراڈ پارٹی کی تنظیم کے سربراہ اور اسٹالن کے معتبر ترین ساتھی سیرجئی کیروو کو قتل کر دیا۔ کیروو کے قتل کی تفصیلات اور وجوہات آج بھی

مبہم ہیں۔ اس سرکاری بیان کے مطابق جو اس وقت جاری کیا گیا تھا۔ نیکولائیو پر ایک "پوشیدہ انقلاب مخالف دہشت پسند گروپ" کے ممبر ہونے کا الزام تھا۔ جس میں زینو ویو گروپ کے گذشتہ کچھ ممبر شامل تھے "(۸۳)۔ نیکولائیو کے اس فائر سے مخالفین سے انتقام اور جبر و تشدد کی ایک ایسی مہم کا افتتاح ہوا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

اگلے چار سال میں پارٹی کے اندر جبر و تشدد اور خونریزی کا یہ تیوہار جس جوش و خروش سے منایا گیا اس نے لاکھوں کو اپنی زد میں لے لیا۔ پرانے بالشویکوں کی پوری نسل میں سے ایک بڑے حصے کو بالکل ختم کر دیا گیا۔ ٹامسکی نے خود کشی کی، زینو ویو، کامینیو، بخارن، رائیکوو، اور گذشتہ دائیں اور بائیں بازو کی مخالفتوں کے تمام اہم لیڈروں کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ مارشل تخاچوسکی (Tukhachevsky) چیف آف اسٹاف اور سرخ فوج کے دوسرے اہم جنرلوں کی قسمت کا فیصلہ بھی اسی طرح کیا گیا۔

اس خونی ناچ کو جائز بھی قرار دیا جانا ضروری تھا۔ چنانچہ ظاہری طور پر مقدموں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ تاکہ پارٹی کی تاریخ میں بیان کئے گئے الفاظ کے مطابق یہ ظاہر کر دیا جائے: "کہ ٹراٹسکی بخارن ٹولے کے بدمعاش، اپنے آقاؤں کی خواہشات کی تکمیل کے لئے وہ خواہشات جو دوسرے ملکوں کے جاسوسی اداروں کی خدمات پر مبنی تھیں۔ پارٹی اور سوویت حکومت کو، تباہ کرنے کے کام میں منہمک ہو گئے تھے۔ ان کے مقاصد میں ملک کی دفاعی طاقت کی بنیادیں کھوکھلی کرنا، غیر ملکوں کی فوجی مداخلتوں کو مدد فراہم کرنا سرخ

ہ۔ بیسویں پارٹی کانگریس میں ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء کو اپنی خفیہ تقریر میں میلس خروشچیف نے انکشاف کیا تھا۔ "اس بات کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ان حالات و واقعات میں جن میں کیرو کا قتل عمل میں آیا، آج بھی بہت سی ایسی باتیں کھل کر سامنے نہیں آ سکی ہیں جو صفائی طلب ہیں اور مشتبہ ہیں۔ اس کے لئے پوری احتیاط اور گہرائی میں جا کر جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے

فوج کی شکست کے لیئے راہیں ہموار کرنا، سوویت روس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے، سوویت ساحلی علاقہ جاپان کو، بائیلو روس کا علاقہ پولینڈ کو اور سوویت یوکرین کا علاقہ جرمنی کو بخش دینا، ہمارے مزدوروں اور اجتماعی کسانوں کے حاصل کئے ہوئے فوائد کو تباہ کرنا اور روس میں سرمایہ داری نظام پھر سے مسلط کرنا شامل تھے" (۸۴)۔ خواہ یہ الزامات کتنے ہی بے بنیاد اور مبہم کیوں نہ محسوس ہوں۔ ان کا ڈھنڈورا سارے سوویت روس میں پیٹا گیا سوویت شہریوں کے لیئے بہرحال یہ الزامات ایک کھلی تنبیہہ تھے،

اس شبہ کے لیئے بھی گنجائش موجود ہیں کیرووکے قاتل نیکولائینو کو کچھ ایسے افراد میں سے کسی ایک کی طرف سے مدد پہنچائی گئی تھی۔ جن کے سپرد کیرووکے ذاتی حفاظت کا کام کیا گیا تھا اس قتل کے ڈیڑھ مہینے پہلے نیکولائینو کو مشتبہ حالات میں گرفتار کیا گیا تھا۔ لیکن اسے فوراً ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور اس کی تلاشی بھی نہیں لی گئی تھی۔ ایک اور انتہائی اور غیر معمولی شبہے کی بات یہ بھی تھی کہ جب خفیہ پولیس کا وہ کارکن، جو کیروو کی حفاظت پر متعین کیا گیا تھا۔ ۲ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو تفتیش کے لیئے لایا جارہا تھا، تو وہ کار کے حادثے، میں مارا گیا تھا۔ لیکن اس کار کے کسی مسافر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ کیروو کے قتل کے بعد لینن گراڈ ...... (Leningrad) کے کارکنوں کو بہت معمولی سزائیں دی گئیں۔ لیکن بعد میں ۱۹۳۷ء میں ان کو گولی ماردی گئی۔ اپنے بعد کی تقریر میں، جو بائیسویں پارٹی کانگریس میں دی گئی تھی۔ خروشچیف نے اس کہانی کو بڑے ڈرامائی انداز میں پوری طرح کھول کر بیان کیا تھا۔ "اب اس کی حقیقتوں" میں بھی کچھ اصلاح کی گئی۔ اس موقع پر خروشچیف نے بیان کیا کہ "کیروو کے قاتل کو خفیہ پولیس نے سیمولنی کے مقام پر اس کے قتل سے پہلے دوبار حراست میں لیا۔ اور اس کے پاس سے ہتھیار بھی برآمد ہوگئے تھے۔ لیکن کسی شخص کی ہدایت پر اسے دونوں بار چھوڑ دیا گیا تھا۔" اس تقریر میں مضمر اس اشارے کو، کہ کیروو کے قتل کا اسٹالن خود ہی ذمے دار تھا، سامعین نے یہ آسانی سے محسوس کرلیا ہوگا۔

کہ اسٹالن کی پالیسیوں سے کوئی اختلاف اب غداری کے مترادف سمجھا جائے گا۔ پارٹی کے اندر وہی اور اعلیٰ سب لوگ مشتبہہ نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ اور ہر خطرے کے سامنے یکساں طور پر غیر محفوظ تھے۔ اسٹالن نے اعلان کیا کہ "کامریڈ کیرووکا شرمناک قتل پہلی یاددہانی ہے کہ عوام کے دشمن اب دوہرا رُخ اختیار کر رہے ہیں۔ اس عمل میں وہ خود کو بالشویک اور پارٹی کے ممبروں کے روپ میں پیش کریں گے۔ تاکہ وہ ہمارا اعتماد حاصل کر لینے میں کامیاب ہو سکیں اور پھر ہماری تنظیم میں اپنی مقصد کے لئے راہیں نکال سکیں" (۸۵)۔ پھر اس نے سوال کیا۔ "کیا یہ بات صاف نہیں ہو چکی ہے کہ جب تک ہمارے چاروں طرف سرمایہ داری کا محاصرہ موجود ہے۔ ہم میں تباہ کار ضرور رہیں گے۔ جاسوس ہونگے ہمارے ملک میں انحراف پیدا کرنے والے، قاتل سب موجود رہیں گے۔ جنھیں غیر ملکی جاسوس ہمارے مورچوں کے پیچھے لگاتے رہیں گے" (۸۶)۔ اس نے آگے کہا۔ "آج کے حالات میں ایک سچے بالشویک کی سب سے اہم اور لازمی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پارٹی کے دشمن کو پہچان لینے کی صلاحیت موجود ہو۔ خواہ وہ خود کو کتنے ہی پردوں میں کیوں نہ چھپائے ہو" (۸۷)۔

اسٹالن کا یہ نعرہ کہ "پارٹی کو ایک ایسا مضبوط قلعہ بنا دیا جائے جس میں کوئی منافق نہ گھسنے پائے" (۸۸)۔ اس سے الزام تراشیوں اور مخبری کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھی جس سے خود پوری پارٹی کو محض ایک دوسرے پر شبہے اور بے اعتباری کی وجہ سے زبردست خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور آخر کار ۱۹۳۸ء میں اُسے روکا گیا تو معلوم ہوا کہ مفروضہ ملزموں کے ساتھ ہزاروں بے گناہ بھی اس کے زد میں آچکے تھے۔ اس بدعنوانی کا الزام بھی ان "پارٹی کے دشمنوں" کے سر تھوپا گیا۔ جو پارٹی کے علاقائی تنظیموں میں "چھپے چوری داخل ہو گئے تھے" (۸۹)۔

اس طرح یہ یقین کہ اسٹالن غلطی کر ہی نہیں سکتا اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ خود پارٹی پر قبرستان اور قید خانے کی خاموشی چھا گئی۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء کی اٹھارویں کانگریس میں ایک بھی اختلافی ووٹ درج نہیں کیا گیا۔

پارٹی میں اسٹالن کی حیثیت پوری طرح مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ خود پارٹی کے رہنما کی کارکردگی، اہمیت اور حیثیت میں ایک واضح تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی۔ حالاں کہ جہاں تک الفاظ کا سوال ہے اب بھی جمہوری مرکزیت کے نظریے کے گن گائے جاتے رہے۔ اس میں "پارٹی کی تمام اہم تنظیموں میں ادنیٰ اور اعلیٰ تمام عہدوں کے لئے انتخابات شامل تھے۔ لیکن جہاں تک عمل کا سوال ہے وہ اس اصولی نظریے سے اس قدر مختلف تھا کہ اس اصول کی موجودگی کوئی مطلب ہی نہیں رکھتی تھی۔ پارٹی کے عہدوں پر تقرر عام طور پر نیچے سے انتخابات کے ذریعہ نہ ہوتا۔ بلکہ یہ عہدے دار اوپر سے مقرر کئے جاتے جہاں جہاں الیکشن ہوتے بھی تھے وہاں بھی بس خانہ پوری ہی ہوتی۔ چوں کہ اس میں صرف طرفدار ووٹوں کا شمار ہوتا۔ آزادانہ چناؤ کا انداز نہ اپنایا جاتا۔ پارٹی کی حیثیت اب ایک تربیت یافتہ فوجی صف کی سی تھی۔ پارٹی کی کمان کا فرض احکام جاری کرنا تھا۔ اور پارٹی کے کارکنوں اور ممبروں کا فرض ان احکام کی تعمیل کرنا تھا۔

Lenon لینن کے زمانے میں پارٹی کی رہنمائی کی حیثیت کو پھر بھی کافی حد تک جمہوری تصور کیا جاتا تھا۔ پولٹ بیورو میں لینن کو یقیناً بلند ترین حیثیت پر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس عظمت کے پیچھے اس کا کام اور اس کی خدمات تھیں۔ یہ حیثیت و وقار محض مدارج میں اعلیٰ حیثیت حاصل کر لینے کی وجہ سے نہیں تھا۔ حالاں کہ اُس وقت بھی تمام فیصلوں کے سلسلے میں ڈسپلن کافی سخت تھا۔ لیکن پارٹی کے اہم شعبوں میں گفتگو اور بحث ومباحثے میں کافی گرمی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور اجتماعی گفت وشنید اور صحیح راستہ کو جمہوری انداز (Democratic) سے تلاش کر لینے کی روایت موجود تھی۔ اسٹالن کے دور میں جمہوری انداز کا نام بہرطور باقی تھا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ جانشینی کے سلسلے میں اس کے حریفوں اور دعویداروں کے مکمل خاتمے کے بعد اس کی اصلی روح سلب ہو چکی تھی۔ اس دور میں لینن دور کے مقابلے میں ایک نئی روایت ضرور پیدا ہوئی۔ پہلے پارٹی اور مرکزی کمیٹی کی رہنمائی میں شخصیت اور ذاتیت کی اہمیت نہیں تھی۔ لیکن اب رہنمائی کی تمام اعلیٰ خصوصیات اور

کردار ایک مضبوط عظیم فہم وفراست کے مالک، نائب خدا، اسٹالن میں نظر آنے لگی تھیں۔

اس سلسلے کی ابتدا لینن کی موت کے بعد اس کی ذات کو ایک مخصوص عظمت بخشنے سے ہوئی۔ پہلے لینن کو ایک ولی سی عظمت بخشی گئی اور اس نئی راہ کے تیار ہو جانے کے بعد خود اسٹالن کو کمیونسٹ ولیوں کے زمرے میں داخل کر لیا گیا۔ شہرت وعظمت کا وہ دریچہ جو لینن نے خود اپنے لئے کھولا تھا۔ اب اس کے ان عزیز ترین مقلدوں اور شاگردوں کو مل گیا۔ جو لینن کی روایات کے محافظ تھے۔ ۱۹۲۵ کی چودھویں پارٹی کانگریس میں زینوویو اور کامینو پر فتح حاصل کرنے کے بعد "سچے" مقلدین کے "اسٹالن زندہ باد" کے نعروں نے اسٹالن کو اس عظمت کی پہلی سیڑھی پر چڑھا دیا۔ جواب تک صرف لینن کے لئے ہی وقف تھی۔ اور جیسے جیسے اسٹالن پارٹی کے مالک و مختار کی حیثیت حاصل کرتا گیا لینن اور اسٹالن کے نام بھی ایک دوسرے میں جڑتے گئے۔ اب نئے اعتقاد کے مطابق یہ دونوں مل کر انقلاب لائے تھے۔ اور دونوں نے مل کر ہی سوویت حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اب پارٹی کو لینن اسٹالن کی پارٹی کا نام دیا جانے لگا۔ "اسٹالن" "آج کا لینن" ہو گیا۔ ۱۹۲۹ء میں اس کی پچاسویں سالگرہ ایک قومی تقریب کے طور پر منائی گئی۔ اسی سال ٹراٹسکی کو سوویت یونین سے نکالا گیا تھا۔ اور دائیں بازو کی مخالفت کو پوری طرح پارٹی پروپیگنڈے میں مصروف کارکن اس کی عظمت اور شان کے گیت گانے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ہر جگہ اسٹالن کی تصویریں اور اس کی طرت نظر آتے۔ اسٹالن پرستی کی روس میں ایک نئی روح پھونکی گئی۔ اور اگلی دہائی میں اس میں اور تیزی پیدا ہوئی۔

اس عظمت اور بلندی کو سہارا دینے کے لئے بالشویک رہنمائی کے سلسلے میں ایک نیا نظریہ پیدا ہوا کہ ڈکٹیٹر کوئی غلطی کر ہی نہیں سکتا۔ پولٹ بیورو میں اس کے ساتھی محض انتظامی مددگار تھے۔ جو کسی قدر اونچے درجے پر فائز تھے۔ مرکزی کمیٹی کی حیثیت گھٹتے گھٹتے محض ایک خاکے سے

زیادہ نہ بچی، پارٹی کانگریس معتقدین کا اجتماع ہو کر رہ گئی۔ اور پارٹی کے مختلف شعبے ڈکٹیٹر کی منشا، اور ارادوں کو پورا کرنے کے لیے آلۂ کار بن گئے۔

ایک طرف لینن ہر ممکن کوشش کرتا تھا، خواہ وہ ہمیشہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا ہو، کہ تمام غیر متفق اور غیر مطمئن حلقوں کو کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ ملائے رہے۔ لیکن اسٹالن نے اختلاف رائے اور مخالفت کو مکمل طور پر کچل ڈالنا اپنی بقاء کے لیے ایک اہم ہتھیار سمجھا۔ پارٹی کا وہ اہم رخ اب ختم ہو چکا تھا، کہ وہ پالیسی کی تشکیل میں ایک تخلیقی کردار ادا کر سکے۔ اب وہ ڈکٹیٹر کی شخصیت اور اس کے طرزِ فکر و عمل کے لیے صرف ایک دفتری نظام کی حیثیت رکھتی تھی۔ یہ چاپلوسوں اور خوشامدوں کی ایک ایسی با اقتدار ٹولی تھی جو اس کی عظمت کے گیت گاتے رہیں اور اس کی منشاء کی تکمیل کے کام میں منہمک رہیں۔

اسٹالن کے بعد کے دور میں پارٹی

اسٹالن کی موت سے پارٹی ڈکٹیٹر شپ کے نظریے اور عملی رُخ کی نشوونما کو بالکل نئے انداز میں واضح کرنا ضروری ہوگیا۔ نئی حکومت کے پہلے ہفتے میں ہی اس بات کا اشارہ نظر آنے لگا تھا۔ کہ اسٹالن کے جانشین کی حیثیت سے مالینکو واپنی حیثیت کو آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔ یہ پارٹی کا سینئر سکریٹری بھی رہا اور ساتھ ہی اس نے وزیروں کے کاؤنسل کے صدر کا بھی خطاب اپنالیا۔ پراودا نے اُسے منظرِ عام پر لانے میں خاص اور پُر کام کیا۔ اس کی ایک تصویر شائع کی گئی جس میں اسے ۱۹۵۲ء کے موسم خزاں میں انیسویں پارٹی کانگریس میں تقریر کرتے ہوئے دکھلایا گیا تھا۔ اور یہیں منظر میں اسٹالن اُسے مربیانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ ایک اور فوٹو میں جسے کاٹ چھانٹ کے بعد شائع کیا گیا تھا۔ مالینکو وکو اسٹالن اور ماؤزے تنگ کے ساتھ اسٹیج کے درمیان دکھلایا گیا تھا۔ اور پریسیڈیم کے باقی ممبروں کو غائب کر دیا گیا تھا۔ مگر یہ کوشش جنھیں غیراہم بھی نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اِن سے اس بات کا اظہار کیا جارہا تھا کہ مالینکو و ولی عہد کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن یہ سب جلد ہی ختم ہوگئی۔ اور ۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء کو پراودا میں اعلان شائع ہوا کہ ۱۴ مارچ کو مرکزی کمیٹی کے عام (پلینیری) اجلاس نے "مالنیکوو کی یہ درخواست کہ اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے سے سبکدوش کر دیا جائے" منظور کرلی ہے۔ ابتدائی دنوں میں جو سیاسی شطرنجی چالیں چلی گئیں اُن سے اس مصمم اور کامیاب کوشش کا اظہار ہوجاتا ہے کہ مالینکوو کے حلقۂ اختیار کو کسی نہ کسی طرح کم کر دیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس عبوری دور کے نازک مسائل اور نئی حکومت کی طاقت کی استحکام کو مدِّنظر رکھتے ہوئے، نئے حکمرانوں کے لئے یہ بھی مجبوری تھی کہ انھیں اپنے آپسی اختلافات کو دباکر قوم اور پوری دُنیا کے سامنے ایک متحد اور مضبوط

مورچہ پیش کرنا تھا۔ ان حالات میں ایک رہنمائی کا مناسب فارمولہ ابھرا جس میں پارٹی کے اعلیٰ ترین حلقوں میں آپسی رشتوں کو ایک مناسب اور متوازن جگہ دی گئی۔

لیکن اسٹالن نے جو ورثہ اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑا تھا اُسے اتنی آسانی کے ساتھ ایک 'اجتماعی طرز حکومت' میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک اعلیٰ ترین مطلق العنان حکمراں کی غیر موجودگی میں، اقتدار و اختیار کو کچھ ایسے نازک انداز میں تقسیم کیا گیا تھا کہ، اُس میں پریسیڈیم سے کسی اور جگہ نقطۂ توازن قائم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مالینکوو کی حیثیت اور اقتدار کا انحصار وزیروں کی کاؤنسل کی صدر کی حیثیت سے انتظامیہ کے آلۂ کار پر اس کی کمان پر تھا۔ یا پھر اس کے کچھ ایسے رشتوں پر تھا جو پارٹی تنظیم میں باقی تھے۔ وزارت امور داخلہ (M.V.D) کے سربراہ کی حیثیت سے بیریا کے ہاتھ میں پولیس کا ایک مضبوط اور کافی اہم ہتھیار حاصل تھا۔ وزیر خارجہ اور پرانے بالشویک کی حیثیت سے مولوٹوو کو ایک معمر اور پختہ کار سیاستداں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن انتظامیہ کے میدان میں اُس کی طاقت کی بُنیاد موجود نہیں تھی۔ خروشچیف جو مالینکوو کی جگہ پہ پارٹی کے سینیر سکریٹری کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ اس کی حیثیت و اقتدار کو پارٹی کارکنوں کے مجموعی اقتدار کے متوازی سمجھا گیا۔ لیکن اس حکومت کی ابتدائی چند مہینوں میں یہ عام طور پر پس منظر ہی میں رہا۔ بلگانن وزیر دفاع کی حیثیت سے فوجوں کا نگراں تھا۔ لیکن اس حصے پر اس کی اپنی ذاتی گرفت کتنی تھی، یہ بات پوری طرح واضح نہیں تھی۔ اسٹالن کی غیر موجودگی میں طاقت و اختیار کے ان مجتمع قسم کے مرکزوں کی درمیانی رشتوں کو اگر بہت کم بھی کہا جائے تو صرف مبہم کہا جا سکتا ہے۔ چوں کہ پارٹی، پولیس اور انتظامیہ کی گرفتیں دوہری و تیہری تھیں۔ اور ایک دوسرے پر سے ہو کر گذرتی تھیں۔ اس لئے یہ تصوّر کرنا بھی آسان نہیں تھا کہ ان کے مفادات اور منشا ئیں کس طرح آپس میں نہ ٹکرائیں گی۔

ایک طرف طاقت کے با اقتدار گروپ کے مختلف ہاتھوں میں بٹ جانے سے اور دوسری طرف توقعات اور آگے بڑھ جانے کی خواہشات پر سے رُکاوٹیں ہٹ جانے سے، ظاہری کیفیات میں یکسانیت اور یکجہتی کا مظاہرہ ایک

محال امر تھا۔ ایک ایسے سیاسی نظام میں جس میں مخالفت کو بالکل غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہو۔ پالیسیوں کے اختلافات اور تضاد کا نتیجہ صرف اسی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے کسی ایک کو دبا دیا جائے یا بالکل ختم کر دیا جائے لیکن دشواری یہ تھی کہ پارٹی کے اس طرزِ عمل کا استعمال "اجتماعی رہنمائی" کے استحکام میں بہت مناسب نہیں ہو سکتا تھا۔ باوجودیکہ اس کی جڑیں بہت گہرائی میں پیوست تھیں۔

پہلا چیلنج بیریا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ چند افراد کے گروپ کی اس حکومت میں خفیہ پولیس جیسے مضبوط آلہ کار کو ایک شخص کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے سے اُس کے دوسرے ساتھیوں کو ایک مستقل خطرہ لاحق ہو رہا تھا۔ گذشتہ دور میں پارٹی کے حلقوں میں خفیہ پولیس کو جس طرح استعمال کیا گیا تھا اُس سے اُن کے خوف کو اور تقویت پہنچتی تھی۔ بیریا کی طرف سے اُس قسم کی تحریک کے آثار بھی جلد ہی نظر آنے شروع ہو گئے۔ ۳ اپریل ۱۹۵۳ء کو بیریا کی وزارت امور داخلہ (MVD) نے اعلان کیا کہ کریملن کے "ڈاکٹروں کی سازش" محض ایک جھوٹ تھی۔

جو کچھ مواد اس سلسلے میں موجود ہے اُس سے بیریا کی ترکیبوں اور چالوں کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

بہرحال ۱۰ جولائی ۱۹۵۳ء کو سوویت پریس میں اعلان کیا گیا کہ بیریا کو حکومت اور پارٹی کے تمام عہدوں سے برطرف کر دیا گیا ہے اور ایک عوامی دشمن کو پارٹی سے خارج کر دیا گیا ہے۔ پراودا کے الفاظ میں "اقتدار پر قبضہ کر لینے کے سلسلے میں بیریا کی گندی چالیں اس وقت سے شروع ہوئیں جب سے اس نے وزارت امور داخلہ کو حکومت اور پارٹی سے بھی اوپر رکھنے کی کوشش شروع کی۔ اور وزارت امور داخلہ (MVD) کے رہنماؤں کے خلاف اور یو، ایس، ایس، آر کی حکومت کے خلاف استعمال کیا۔ پارٹی تنظیموں کو ہدایت دی گئی کہ وہ ہر درجے پر وزارت امور داخلہ (MVD) کے شعبوں پر اپنی گرفت کو اور سخت کریں اور وزارت امور داخلہ (MVD) سے بیریا کے موافقین کی

برطرفی کا سلسلہ خطوں اور ضلعوں کی تنظیموں تک پہنچ گیا۔ بیریا کی کہانی کی آخری باب ۲۴ دسمبر ۱۹۵۳ء کو اُس وقت کھولا گیا جب سوویت پریس نے اعلان کیا کہ بیریا اور اُس کے چھ ساتھیوں کو ایک خفیہ مقدمے کے بعد گولی مار دی گئی۔

بیریا کے خاتمے کے ساتھ ہی ساتھ جن افراد کو ختم کیا گیا اُن میں یو، ایس، ایس، آر، کا سابقہ حکومتی تحفظی وزیر اور اس کے بعد حکومتی کنٹرول کا وزیر وی، این، مرکولود، جارجیا کی وزارت امور داخلہ (M.V.D) کا سابقہ سربراہ اور ایک وقت میں سوویت مشرق بعید میں جبریہ مزدور کمپنیوں کا ڈائریکٹر ایس، اے گوگلیز سے یو، ایس، ایس، آر کی حکومتی تحفظی وزارت امور داخلہ میں بیریا کا ایک نائب بی۔ زیڈ کوبولود زیوکرین میں وزارت امور داخلہ (M.V.D) کا سربراہ پی۔ وائی۔ میشک اور وزارت امور داخلہ (M.V.D) "مخصوص اور اہم معاملات" کے لئے تفتیشی شعبے کا سابقہ سربراہ ایل۔ ای۔ ولازیمپرسکی شامل تھے۔

(پراودا ۲۴ دسمبر ۱۹۵۳) ۔

بیریا کے خاتمے سے اعلیٰ اقتدار کے دعوے داروں میں سے ایک دعوے دار ختم ضرور ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ میدانِ جنگ ضرور موجود رہا۔ جس میں 'اجتماعی رہنمائی' کے اصول کو مانتے ہوئے اور اس پر یقین کا اظہار کرتے ہوئے بھی مخلف حریف اپنی اپنی چالوں میں مصروف رہ سکتے تھے۔ بیریا کی 'صفائی' کے بعد جو صورت حال پیدا ہوئی تھی اس میں مالینکوو کی حیثیت و وقار میں کسی قدر اضافہ نظر آ رہا تھا۔ سوویت پریس میں اس بات پر بھی زور نظر آتا کہ مرکزی کمیٹی کے اس عام (پلینری) اجلاس میں جس میں بیریا کی مذمت کی گئی تھی۔ پریسیڈیم کی طرف سے بولنے والا شخص مالینکو وہی تھا۔ (۹۰)

اگست ۱۹۵۳ء کے سپریم سوویت کے اجلاس میں اس کی اس زبردست تقریر کو بھی کافی روشن طریقے سے اُبھارا گیا۔ جس میں ملک کے اندرونی اور بیرونی مسائل کے بہت وسیع میدان پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن اگلے چند مہینوں میں

رونما ہوتے والے حالات، واقعات نے اس بات کو واضح کر دیا کہ اس اعلیٰ حیثیت پر مالینکوو کے دعوے میں کچھ بہت زبردست کمزوریاں موجود ہیں۔ ۲۴ مارچ ۱۹۵۳ء کے مرکزی کمیٹی کے اس فیصلے میں ہی، جس کی رو سے اُسے پارٹی سکریٹری کا عہدہ چھوڑ دینے پر مجبور ہونا تھا۔ اس کے خاتمے کی بنیادیں نظر آ رہی تھیں۔ اس سے پہلے بھی لینن کے مرض الموت میں مبتلا ہونے کے بعد شروع ہونے والی جانشینی کی پہلی جنگ میں اسٹالن نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ آخری فتح کے لئے پارٹی آلۂ کار پر مکمل گرفت اوّلین اور اہم ترین حیثیت رکھتی ہے اور اس موقع پر بھی اس سبق کو دہرایا جانا ضروری تھا۔

پارٹی سکریٹریٹ سے مالینکوو کی علیحدگی کے نتیجے میں خروشچیف پارٹی کا سینئر سکریٹری ہوگیا۔ ستمبر ۱۹۵۳ء کی ابتدا سے اس کے اقبال کا ستارہ بلند ہونا شروع ہوگیا۔ ۱۲ ستمبر کو پراودا نے انکشاف کیا کہ اسے مرکزی کمیٹی کا پہلا سکریٹری چن لیا گیا ہے۔ ۳ ستمبر کو مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی اس کی رپورٹ کو جو زراعتی پالیسی سے متعلق تھی بار بار اور بڑی تعداد میں چھاپا گیا۔ اور زراعتی میدان میں کچھ زبردست اور اہم اصلاحات کے ایک سلسلے کی ابتدا ہوئی۔ اس کی شروع کی ہوئی بہت سی تحریکیں جو ۱۹۵۳ء کے موسم خزاں سے سامنے آئیں اور جن کے اثر سے، ماسکو، لینن گراڈ اور ایسے ہی اہم علاقوں میں پارٹی کے ممتاز کاموں پر اس کے حمایتیوں کو مقرر کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں پریسڈیم کے دوسرے ساتھیوں کو چونکنا بھی ایک لازمی امر تھا۔ ہر شخص اس بات کو آسانی سے سوچ سکتا ہے کہ اس موقع پر کم از کم کچھ لوگ، مالینکوو کے پروگراموں اور اس کے عزم و ارادوں میں کافی بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہونگے۔

اسٹالن کی موت کے فوراً بعد کے دور میں آپسی رشتوں اور جوڑ توڑ کی تلاش و تحقیق کے سلسلے میں طاقت اور اختیار کی شطرنج پر جو مقابلہ ہو رہا تھا اُسے پوری طرح سمجھنے کے لئے اس وقت کے مسائل اور ان کے لئے جو چالیں چلی جا رہی تھیں اس کو پوری طرح سمجھنا ضروری ہے۔ پالیسی کے سلسلے میں جو اہم اختلافات موجود تھے ان کے اثر سے بھی سوویت با اقتدار حلقہ

تقسیم تھا۔ اور حالاں کہ سوویت سرکاری اشاعتوں میں ان اختلافات کا ذکر بہت کم نظر آتا ہے، لیکن پھر بھی یہ اس حد تک ضرور منظرِ عام پر آ گئے تھے کہ ان سے مختلف راہوں کا تعین کیا جا سکتا تھا۔ اس عرصے میں مالینکوو اور خروشچیف ہی دو اہم مقابل اور حریف نظر آ رہے تھے۔ امور خارجہ کے میدان میں مالینکوو کو ایٹمی جنگ کے نتیجے میں "پوری تہذیبِ عالم کی تباہی" کا خطرہ نظر آ رہا تھا۔ جس کے لئے اس کے خیال میں مغرب سے کشیدگی میں کمی پیدا کرنا اور امریکہ سے ایک پرسکون اور طویل سلسلۂ گفتگو کے ذریعے تعلقات میں بہتری پیدا کرنا ضروری تھا (۹۱)۔ اس کے مقابلے میں خروشچیف نسبتاً سخت رویے کا حامی نظر آتا تھا۔ ۱۲ جون ۱۹۵۴ء کو چیک کمیونسٹ پارٹی کی دسویں کانگریس میں ایک بہت دھواں دھار تقریر کے دوران اس نے ہائیڈروجن بم تیار کرنے میں سوویت رہنماؤں کی کامیابی پر صرف فخر و غرور کا ہی اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس بات پر بھی زور دیا تھا کہ ایٹمی جنگ عالمی تہذیب کے تباہی کے بجائے صرف سرمایہ داریت کا خاتمہ کرے گی (۹۲) اس نے رجعت پسند سرمایہ دار حلقوں کو اس بات کے لئے ملزم ٹھہرایا کہ وہ اپنی مشکلات کے حل تلاش کرنے کے لئے "ایک نئی جنگ کی تیاری" کو بھی استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامراجی دھڑے پر حملہ آوری کے رجحانات کا الزام بھی رکھا۔ بہت سی تقریروں میں ایسے ہی خیالات کا اظہار مولوٹوو، کاگنوویچ، وارو شیلوو، اور بلگانن کی طرف سے بھی ہوا۔

بین الاقوامی تناؤ اور کشیدگی میں کمی سے مالینکوو کی دلچسپی کا اندازہ اس سے ہو جاتا ہے جو اس نے داخلی میدان میں عام استعمال کی اشیاء کے سلسلے میں اپنایا تھا۔ اس سلسلے میں بھی خروشچیف ہی سخت انداز پر جما ہوا نظر آ رہا تھا۔ بھاری صنعتوں اور جنگی ہتھیاروں کی پیداوار پر اہمیت دینے سے اسے فوج کی حمایت حاصل ہو گئی اور پریسیڈیم کے وہ ممبر بھی اس کے ساتھ آ گئے جو بیرونی دنیا کے بارے میں اس کے ہم خیال تھے۔ البتہ 'اچھوتی زمینوں' کے پروگرام کے بارے میں جھکاؤ اور آپسی جوڑ توڑ

ذرا مختلف تھا۔ اس کا اصلی موجد یا اس خیال کا پیش کرنے والا خروشچیف ہی تھا اور اگر بعد میں دیئے گئے بیانات کو صحیح مان لیا جائے تو مولوٹوو اسکی اس بنیاد پر مخالفت کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں کی گئی سرمایہ کاری کا فائدہ" اتنا ہی نہیں ہوگا کہ اس پروگرام کو جائز قرار دیا جائے۔ مالینکوو اور کاگنووچ روایتی انداز میں اس سلسلے کی مخالفت میں ساتھی تھے (۹۳)۔ دوسری طرف اس سلسلے میں خروشچیف بلگانن، پروو خین اور سابوروو کی حمایت حاصل تھی۔ لیکن بعد میں دوسرے معاملات میں ان لوگوں نے خروشچیف کی مخالفت کی۔

ان متضاد دھاروں سے ایک یہ تصور پیدا ہونے کا احتمال ضرور ہو سکتا ہے کہ جانشینی کی یہ جنگ طاقت اور حیثیت کے حصول کے لئے محض جوڑ توڑ اور شطرنجی چالوں کا ایک طویل سلسلہ تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں آپسی گٹھ جوڑوں پر اصولوں کی ملمع سازی ہوتی رہتی تھی۔ اور فوائد کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جوڑ توڑ جاری رہتے تھے۔ مالینکوو کے پروگرام کی مخالفت خود ایک اجتماعی نقطہ تھا۔ اور اس سے خروشچیف کی حیثیت کو اور استحکام حاصل ہوتا تھا۔ مالینکوو کی طاقت میں گراوٹ کا احساس واضح طور پر ۱۹۵۴ء کے موسم بہار سے نظر آنا شروع ہوا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۵۴ء کو سپریم سوویت کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جو خروشچیف کے تقریر سے پہلے ہوئی تھی۔ اسے اپنے مخالفین کے خیالات کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور اسے بھی یہ اعلان کرنا پڑا کہ تیسری عالمی جنگ" آخرکار سرمایہ داری سماجی نظام کو تباہ ہی کر دے گی" (۹۴)۔

اسی دوران بھاری صنعت اور ہلکی صنعت کے مسئلے میں جنگ بھی جاری رہی۔ لیکن کچھ اس انداز میں کہ اس کا اظہار منظر عام پر نہ ہوا۔ یہ جھگڑا پورے طور پر صرف اس وقت سامنے آیا جب ۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء کو دو بہت عجیب ایڈیٹوریل ازوستیا میں شائع ہوئے اور نسبتاً جسے مالینکوو کا ترجمان تصور کیا جاتا تھا اس میں شائع ہونے والے اداریہ میں استعمالی اشیاء کی پیداوار میں اضافے پر زور دیا گیا تھا۔ دوسری طرف پراودا جسے خروشچیف کا ترجمان سمجھا جاتا تھا، اس میں سوویت عوام کو بنیادی طور پر اپنی توجہات کو بھاری صنعتوں کی

اور زیادہ ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے" دعوت دی گئی تھی۔ پھر جنوری ۱۹۵۵ء کے آخر میں مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں یہ مسئلہ پوری طرح کھل کر خروشچیف اور مالینکوو کے درمیان ٹکراؤ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ۲۵ جنوری ۱۹۵۵ء کی خروشچیف کی تقریر جس طرح شائع کی گئی اس میں کہیں کوئی نام تو نہیں لیا گیا تھا، لیکن اس کا اشارہ اور نیت بالکل واضح تھی۔ "استعمال اشیاء کی پیداوار میں اضافے کے لئے جو اقدامات تازہ طور پر اٹھائے گئے تھے ان کے سلسلے میں" خروشچیف نے کہا تھا۔ "کچھ کامریڈوں کے ذہنوں میں ہمارے ملک میں بھاری صنعتوں کی ترقی کی رفتار کا مسئلہ غلط ملط ہو گیا ہے۔"

یہ بزعم خود نظریات نگار اس قسم کا دعویٰ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سوشلسٹ تعمیر کے کسی درجے پر بھاری صنعتوں کی ترقی معاشیات کا اہم ترین کام نہیں رہ جاتی اور ہلکی صنعتیں صنعتی ترقی کی تمام شاخوں سے آگے بڑھ جانی چاہئیں۔ یہ محض غلط استدلال ہے، مارکسزم لیننزم سے بالکل جدا۔ اسے صرف ہماری پارٹی کے لئے ایک الزام کہا جا سکتا ہے۔ یہ دائیں بازو کے انحراف کی ایک ڈکار ہے، یہ ان تصوّرات اور اختیارات کو ایک بار پھر آگے لے جا رہا ہے جو لیننزم کے خلاف ہیں۔ اور کسی زمانے میں رائیکوو، بخارن اور ان ہی جیسے افراد ان کا پرچار کرتے ہوئے نظر آتے تھے" (۹۵)۔

ناول کے پلاٹ کی ان پیچیدگیوں کا حل بھی جلدی ہی منظرِ عام پر آ گیا۔

۸ فروری ۱۹۵۵ء کو مالینکوو نے وزیروں کی کاؤنسل کی صدارت سے "استعفیٰ" دیدیا۔ اس کی طرف سے جو خط پڑھا گیا اس میں انتظامی امور میں اس کی ناتجربہ کاری اور زراعت کے میدان میں غیر اطمینان بخش صورت حال کی ذمہ داری اور اس پر احساس شرمندگی کا اعتراف کیا گیا تھا۔ اس میں نئی زراعتی اصلاحات کی تعریف کی گئی تھی۔ اور اعلان کیا گیا تھا کہ "یہ صرف صحیح بنیادوں پر مبنی ہیں۔ ان بنیادوں پر جن پر بھاری صنعتوں کی ترقی کا انحصار ہے۔ اور صرف اس پروگرام کی تکمیل سے وہ کیفیات اور وہ حالات پیدا ہو سکیں گے جن سے تمام ضروری استعمالی اشیاء کی

پیداوار میں حقیقی اضافہ ہوگا۔ (۹۶)

مالینکوو کے استعفیٰ سے اعلیٰ ترین رہنماؤں کے گروپ کی ساخت میں تبدیلی کی راہیں کھل گئیں۔ خروشچیف کے نامزدگی کے بعد بلگانن نے وزیروں کی کاؤنسل کے صدر کی حیثیت سے مالینکوو کی جگہ سنبھالی۔ اور اس کے ساتھ ہی وزیر دفاع کے عہدے کو مارشل ژوکوف کے لیے خالی کر دیا۔ خروشچیف خود ہی پہلا سکریٹری رہا۔ پریسیڈیم کے پانچ ممبر مولوتوو، کاگنوویچ، میکویان، سابوروو اور پرتیجین وزیروں کی کاؤنسل کے پہلے نائب صدروں کی خدمات پر مامور ہوئے۔ مالینکوو کے اس کی پریسیڈیم کی ممبری کی حیثیت برقرار رہی۔ لیکن وزیروں کی کاؤنسل میں اس کا عہدہ گھٹا کر نائب صدر کا کر دیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ برقی پاور اسٹیشنوں کا بھی وزیر رہا۔ پریسیڈیم گروپ کا سینئر ممبر وار وشیلوو، حکومت کے سربراہ کی آرائشی حیثیت پر برقرار رہا۔ مرکزی کمیٹی کے جولائی ۱۹۵۵ء کے اجلاس میں پریسیڈیم کے دو نئے ممبر چنے گئے۔ اے، آئی، کریچینکو جو یوکرین پارٹی کا پہلا سکریٹری تھا اور ایم، اے۔ سیوسلو جو مرکزی کمیٹی کا ایک سکریٹری تھا اور نظریاتی امور میں اس کو بنیادی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ (۹۷)

مرکزی کمیٹی کے اسی اجلاس میں آئندہ تنزل اور بے وقعتی کے لیے مولوتوو کو بھی نشانہ کر لیا گیا۔ بعد میں جس طرح اظہار کیا گیا، اس میٹنگ میں گفتگو اہم ترین موضوع، جو خروشچیف اور بلگانن کے بلگریڈ کے سرکاری دورے کے فوراً بعد ہوئی تھی، وہ "ٹیٹو کے سلسلے میں اپنائی جانے والی پالیسی کا ہی سوال تھا" (۹۸)۔

خروشچیف مصالحت کے حق میں تھا اور چاہتا تھا کہ سوویت مقاصد اور مفادات کے لیے ٹیٹو کو ایک بار پھر حاصل کر لیا جائے۔ دوسری طرف اس رخ کو غیر ضروری اور پورے روسی بلاک کے اتحاد کے لیے ایک خطرہ تصور کیا جا رہا تھا۔ لیکن مولوتوو کے طرز فکر کو مرکزی کمیٹی میں بہت کم حمایت ہو سکی اور اسی نقطے سے اُس کی حیثیت میں تیزی سے گراوٹ آنی شروع ہوئی۔ پارٹی کے نظریاتی ترجمان جریدے کمیونسٹ (Kommunist) کے

ستمبر ۱۹۵۵ء کے شمارے نے اُس وقت ایک نظریات نگار اور پُرانے بالشویک کی حیثیت سے اس پر بھر پور حملہ کیا۔ جب اس پر دستخطوں سے ایک عجیب سا انحرافی خط شائع کیا گیا۔ اُس نے اعتراف کیا تھا کہ اپنی ایک سال پہلے کی ہوئی تقریر میں اس نے ایک نظریاتی غلطی کی تھی جس میں اس نے اس راسخ فارمولے کو پیش کرنے کی بجائے کہ سوویت یونین نے سوشلزم کو حاصل کر لیا ہے اور اب وہ کمیونزم کی تعمیر کی طرف گامزن ہے۔ سوویت یونین کے متعلق کہا تھا کہ اس نے صرف "سوشلسٹ سوسائٹی کی بنیادیں" رکھ دی ہیں۔

کاگنووچ بھی تنزل کی کچھ ایسی منزل طے کر رہا تھا۔ مارچ ۱۹۵۵ء میں صنعتی میدان میں اس کی حیثیت میں اس وقت خاص طور پر کمی پیدا ہونی شروع ہوئی جب میکویان، پروخین، اور سابوروو وزیروں کی کاؤنسل میں پہلے نائب صدروں کی حیثیت سے اُس کی ذمے داریوں میں شامل ہو گئے۔ مئی ۱۹۵۵ء میں مزدوروں اور تنخواہوں کی حکومتی کمیٹی میں صدر کی حیثیت سے اس کا تقرر ہوا۔ ان گراوٹوں اور پسپائیوں کے باوجود بھی جن میں اس کے شریک مولوتوو اور مالینکوو بھی تھے۔ یہ تینوں ہی پارٹی پریسیڈیم کے ممبر ضرور رہے۔ جہاں یہ اپنی شکایتوں کو جمع کرتے رہے اور اپنے بے عزتی کے بدلے کے خواب دیکھتے رہے۔

بیسویں پارٹی کانگریس کے موقع پر جو جوڑ توڑ عمل میں آئے اور جو چالیں چلی گئیں وہ پریسیڈیم کے اندر کی کشمکش میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسٹالن اور شخصیت پرستی کے انداز پر وہ حملہ جس کی ابتدا میکویان کی طرف سے ہوئی تھی اور بعد میں کانگریس کے خاتمے کے وقت خروشچیف کی آخری اور خفیہ تقریر میں جس کی پوری تفصیلات کا اظہار کیا گیا تھا۔ خروشچیف کے قول کے مطابق مولوٹوو، مالینکوو، کی طرف سے اس کی بہت سخت مخالفت کی گئی (۹۹)۔ لیکن اب بھی اسٹالن کی تنسیخ اور تردید مکمل اور آخری نہیں تھی۔ انقلاب اور خانہ جنگی کے دور میں اسٹالن کی خدمات، ٹراٹسکی اور بخارن نواز گروپ اور بورژوا قومیتوں، کے

خلاف اس کی جنگ اور صنعتی ترقی اور اجتماعیت کی مہموں میں اس کے حصے کا
اب بھی کسی حد تک اعتراف کیا جا رہا تھا۔ اس حملے کے زیادہ زور ۱۹۴۴ء کی
سترہویں پارٹی کانگریس کے بعد رونما ہونے والے حالات پر تھا۔ جب کہ
اسٹالن پرستی کی مہم پورے عروج پر پہنچ گئی تھی اور پارٹی رہنمائی کے اجتماعی
کردار کو ان لوگوں کے مطابق بالکل ختم کر دیا گیا تھا۔

اسٹالن کے خلاف عائد کی گئی فرد جرم میں صفائی' مہموں کے دوران ایماندار'
معصوم کمیونسٹوں کا قتل' جھوٹے اور غلط الزامات کی بنیاد پر تھاتحا چیوسکی اور دوسرے
بہت سے اعلیٰ افسروں کو ختم کر کے سرخ فوج کو کمزور کرنا' نازی حملے کے دوران
دفاعی اقدامات میں اسٹالن کی ناکامی' جنگ کے دوران فوجی اعلیٰ کمان میں
اس کی بےجا اور احمقانہ مداخلت' مختلف قومیتوں کی آبادی کے بڑے بڑے
حصوں کو صرف اس لئے شہر بدر کرنے کے سلسلے میں اس کی ذمے داری کہ ان کی
وفاداری کی طرف سے اُسے شبہہ ہو گیا تھا، یوگوسلاویہ کے جھگڑے میں اُس کی
ترغیب دینے والی کارروائی' لینن گراڈ مقدمے' کے نام سے موسوم سلسلے میں
اس کی جعل سازی جس میں وازنے سینکی' اے' اے کزنیٹسوو اور پارٹی
کے بہت سے اعلیٰ افسروں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اور "ڈاکٹروں کی
سازش" کے محض جھوٹے سلسلے میں اس کی مکمل اور آخری ذمے داری' وغیرہ
قسم کے الزامات شامل تھے،" (۱۰۰) اسٹالن کی جو تصویر اس کے
آخری دور کے کردار کے لئے ابھاری گئی تھی وہ یہی تھی کہ وہ بُری شبہات
میں پھنس چکا تھا۔ اور ہر وقت اسے اپنے قتل کر دیئے جانے کا خدشہ لگا
رہتا تھا۔ اپنے قریب ترین ساتھیوں میں بھی اسے صرف دشمن اور جاسوس ہی
نظر آتے تھے اور جو لوگ بھی اس کے لئے کام کر رہے تھے اس سے مکمل محکومی اور
غلامانہ خوشامد اور چاپلوسی کی توقع رکھتا تھا۔

ان سنسنی خیز انکشافات کے پیچھے خروشچیف کے یہاں کیا مقاصد کارفرما
تھے وہ اب بھی پوری طرح واضح نہیں ہیں۔ بعد میں خود اس کی اپنی توجیہ و تشریح
یہی تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ "مستقبل میں ان چیزوں کو دوبارہ دہرائے جانےکا

امکان باقی نہ رہے" اور وہ چاہتا تھا کہ پارٹی میں لینن کے دیے ہوئے "معیار" ایک بار پھر قائم ہو جائیں (۱۰۱)۔ لیکن اگر ہم یہ فرض کر لیں، اور جیسا کہ ہمیں بعد کے دو واقعات کی روشنی میں کرنا بھی پڑے گا کہ خروشچیف خود اپنی ذاتی حیثیت کے استحکام کا مصمم عزم اور ارادہ کر چکا تھا۔ تو اس کی اس خفیہ تقریر کو پریسیڈیم میں اپنے اہم مخالفین کے وقعت و وقار کو کم کرنے اور انھیں بدنام کرنے کی کوشش بھی کہا جا سکتا ہے۔ اسٹالن پر حملے کے دوران اس نے اسٹالن کی ان زیادتیوں کے ذمے داری سے خود کو بری الذمہ رکھنے کے لیے بڑی محتاط کوشش بھی کی۔ پریسیڈیم کے دوسرے ممبر، اس کے قول کے مطابق، اسٹالن کے ساتھ، کافی مل کر کام کر رہے تھے۔ اور ان میں بھی اس نے خاص طور پر مالینکوو، مولوتوو، اور کگانوویچ کو اپنے استاد کے رنگ میں پوری طرح رنگا ہوا دکھلایا۔ دبے دبے الفاظ میں اس نے اس بات کو بھی جتا دینے کی کوشش کی کہ وہ خود اور بلگانن اسٹالن کی ان زیادتیوں کی کسی حد تک مخالفت بھی کرتے تھے۔ حالاں کہ ان عذروں کو پیش کرنے میں کافی محنت اور آورد کی جھلک صاف نظر آتی تھی۔ لیکن ان کے پیچھے جو مقصد کارفرما تھا وہ بہرحال صاف تھا۔ خروشچیف اس بات کے اظہار کی کوشش کر رہا تھا کہ پارٹی کو خود اس سے کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ذات کے مقابلے میں ان لوگوں سے ڈرنے کی زیادہ ضرورت ہے جو اسٹالن کے جرموں میں اس کے زیادہ قریبی ساتھی رہے ہیں۔

پارٹی کے ممتاز شعبوں میں اپنا اثر بڑھانے کے لیے خروشچیف نے پہلے سکریٹری کے عہدے کے اختیارات کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کی۔ مرکزی کمیٹی کے ایک تہائی ممبروں سے زیادہ۔ ۱۳۳ میں سے ۵۳۔ اور مرکزی کمیٹی کے متبادل ممبروں میں سے نصف سے زیادہ۔ ۱۲۲ میں سے ۷۶۔ بیسویں پارٹی کانگریس میں چنے گئے نئے افراد تھے۔ اور ان میں متعدد مثالیں ایسے افراد کی تھیں کہ ان کی پارٹی آلہ کار ترقی خروشچیف کے پرانے ساتھی ہونے کی مرہون احسان تھی۔ پریسیڈیم کی متبادل ممبری میں پانچ افراد کا اضافہ کیا گیا تھا۔ زدخوف، برژنیو، جو قزاقستان کے پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری تھا۔ مخیت دینو، جو ازبیک تنظیم کا پہلا سکریٹری تھا، فورت سیوا، جو

ماسکو شہری تنظیم کی پہلی سکریٹری تھی اور شی پیلوو، جو پراودا کا ایڈیٹر تھا۔ ان سب کی تقرری خروشچیف کی ہی مرہون احسان تھی۔ شی پیلوو بعد میں حزب مخالف سے جا ملا تھا۔ اور ژوخوف کے متعلق جب یہ خیال ہوا کہ وہ خروشچیف کا حریف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، تو اس سے یہ اعزاز چھین لیا گیا تھا۔ خروشچیف نے بہرحال، بریژنیو، فورٹ سیوا، اور شی پیلوو کو سکریٹری کے عہدوں پر مقرر کر کے مرکزی کمیٹی کے پارٹی سکریٹریٹ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ اس نے روسی پارٹی تنظیم پر بھی اپنی ذاتی کمان کو مضبوط کر لیا تھا۔ مرکزی کمیٹی میں روسی ریپبلک کے لیے ایک مخصوص بیورو تشکیل دیا گیا جس کا صدر خود خروشچیف تھا۔ اور اس کے ممبروں میں خروشچیف کے ساتھیوں کی ہی اکثریت تھی۔

بیسویں پارٹی کانگریس کے بعد اسٹالن دور کے پرانے محافظوں پر پے در پے حملے شروع ہوئے۔ ۲ جون ۱۹۵۶ء کو وزیر امور خارجہ کے عہدے پر مولوٹو کی جگہ سی پی لوڈنے لی، اور مالوٹوو کو حکومتی کنٹرول کے وزیر کے نسبتاً کم اہم جگہ پر منتقل کر دیا گیا۔ ۹ جون کو مزدوروں اور تنخواہوں کے مسائل کی حکومتی کمیٹی کی صدارت سے کاگانووچ کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اور ستمبر میں اسے تعمیری سامان کی صنعت کے وزیر کے عہدے پر مقرر کیے جانے سے اسے پالیسی کی تشکیل کے میدان سے ہٹا کر ایک ہلکے پھلکے انتظامیہ کا کام سونپ دیا گیا۔ ۱۹۵۶ء کے درمیانی عرصے تک خروشچیف پریسیڈیم میں سب سے زیادہ بااختیار اور مضبوط حیثیت کا مالک ہو چکا تھا۔ اور اب اس کی حیثیت کو للکارنے کے لیے کوئی اہم حریف موجود نہیں تھا۔

لیکن یہ ظاہرہ حصول محض دھوکا ثابت ہوئے۔ بیسویں پارٹی کانگریس میں خروشچیف کے انکشافات سے جو جھٹکا لگا اس سے کچھ ایسے نتائج بھی برآمد ہوئے جن کا تصور بھی کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ اکتوبر میں ہنگری کی شورش اور پولینڈ میں نظر آنے والے اضطراب جس کے نتیجے میں پولینڈ میں گومُلکا پھر برسراقتدار آگیا۔ ان واقعات سے ایک وقت تو کچھ ایسا خطرہ محسوس ہوا کہ سوویت روس کے تحت سیاروں کا نظام (Satellite System) ہی منتشر ہو جائے گا۔ ان حالات میں پریسیڈیم میں خروشچیف کے مخالفین کے ہاتھ ایک نیا ہتھیار آگیا۔ اب وہ خروشچیف کے خلاف اس قسم کی دلیلیں پیش کر سکتے تھے کہ بیسویں کانگریس میں خروشچیف کے انکشافات کے نتیجے میں پورے سوویت بلاک کو نقصان پہنچا ہے۔

اس دوران ایسے حالات واضح طور پر سامنے آئے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ خروشچیف کی پریشانیاں بڑھ رہی تھیں۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء سے "مقامی مسائل" پر گفتگو کرائی تھی۔ اس میں خروشچیف اور میکویان کے ساتھ جو وفد بہت عجلت میں وارسا بھیجا گیا، جیسے پوشش پولٹ بیورو، مولوٹوو اور کگانووچ بھی شامل تھے۔ یہ ایک ایسا ملاپ تھا جس سے اظہار ہوتا تھا کہ پریسیڈیم میں قوت کا توازن ایک نئے نقطہ پر قائم ہوگیا ہے۔ ہنگری میں رونما ہونے والی واقعات کے بعد ٹیٹو سے کشیدگی اور علیحدگی سے خروشچیف کی یوگوسلاویہ سے مصالحت کی پالیسی کو بھی نقصان پہنچا۔ دوسری طرف صنعتی میدان میں بھی مشکلات بڑھیں۔ اور یہ مسئلہ روس کے زیر اثر ملکوں کے مذبذب اور غیر یقینی معاشی حالات میں مالی امداد دینے کی ضرورت کے اثر سے کچھ اور گنجلک ہوگیا۔ ان تمام حالات نے خروشچیف کی رہنمایانہ حیثیت کو کچھ اور نقصان پہنچایا۔ خاص طور پر دسمبر ۱۹۵۶ء میں منعقدہ مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں، جس میں صنعتی پیداوار کے نشانوں کو کم کیا گیا اور منصوبہ بندی کے آلۂ کار کی تنظیم میں تبدیلی پیدا کی گئی، خروشچیف نے اس میں تقریر تک نہیں کی۔ اس اجلاس میں اہم تقریریں بلگانن، سابوروو، اور بے باکوو (Boibakov) کی طرف سے ہوئیں۔ اس اجلاس میں مرکزی کمیٹی نے حکومتی معاشی کمیشن کے اختیارات اور طاقت میں بہت زیادہ توسیع کی۔ اور اسے حالیہ منصوبہ بندی کا کام سونپ دیا گیا۔ پیروخین کو اس کمیشن کا صدر مقرر کیا گیا۔ اور اس کی حیثیت کچھ "مالکوں کے مالک" کی سی ہوگئی۔ اب قومی معاشیات کی رہنمائی کی ذمہ داری اسی کے پاس تھی۔ اس تحریک کا اثر یہ ہوا کہ پریسیڈیم میں ایسے عناصر کے اختیارات اور طاقت میں اضافہ ہوا۔ جو پارٹی آلۂ کار کے مقابلے میں حکومتی آلۂ کار سے زیادہ منسلک تھے۔ پریسیڈیم کے وہ ممبر جو خروشچیف کی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے وہ اس تنظیم نو کی پشت پناہی کے لئے جمع ہو گئے۔ اس منصوبے کو بارہ فروری کو سپریم سوویت کی منظوری حاصل ہوگئی۔

لیکن خروشچیف نے بھی ایک جوابی حملے کی ابتدا کی۔ مرکزی کمیٹی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں اس نے ایک ایسا منصوبہ پیش کیا جس کے مقصدوں میں

معاشی کمیشن کو اور زیادہ مضبوط کرنا منصوبہ بندی کے سلسلے میں اعلیٰ ترین اختیارات کے حامل کی حیثیت سے حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کو اور زیادہ مضبوط بنایا۔ بہت سی وزارتوں کو ختم کیا جانا۔ اور ان کی عملی ذمہ داریوں میں سے بہت سی ذمہ داریوں کو تازہ طور پر قائم شدہ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnarkhoz) کی طرف منتقل کیا جانا شامل تھے۔ خروشچیف کے اس منصوبے کا مقصد صاف طور پر یہ تھا کہ اس کے اثر سے وزارتی میدان میں اس کے حریفوں کی طاقت میں کمزوری آئے۔ مقامی اور خطوں کے منیجری عملے کی حمایت اور زیادہ بہتر انداز میں حاصل ہو سکے۔ اور پارٹی آلۂ کار کو مرکزیت پیدا کرنے والی اور معاشی میدان میں تال میل اور یکسانیت برقرار رکھنے والی بنیادی طاقت بن جانے کے لئے اور زیادہ مناسب مواقع فراہم ہو سکیں۔ اس تحریک سے ایک مقصد یہ ضرور حاصل ہوا کہ معاملات اب ایک فیصلہ کن حد پر پہنچ گئے۔

خروشچیف فروری میں اپنے مخالفین کو مقابلے کے لئے للکارنے پر کیوں تیار ہو گیا۔ جب کہ دسمبر میں وہ اس کے لئے بالکل تیار نہیں تھا۔؟ اس کا جواب صرف قیاسات کی بنیاد پر ہی دیا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی کچھ باتیں زیادہ مناسب اور قرین قیاس لگتی ہیں۔ دسمبر کے مقابلے فروری میں مشرقی یورپ میں میں نظر آنے والے اضطراب اور پریشانیوں پر نسبتاً زیادہ گرفت حاصل ہو گئی تھی اور اس کا خطرہ اب کچھ کم محسوس ہونے لگا تھا۔ اچھوتی زمینوں میں ہونے والی زبردست فصل کے نتیجے میں خروشچیف کے زراعتی پروگرام کے افادے کی بھی بہت حد تک تصدیق ہوئی۔ لیکن شاید خروشچیف کے عمل اور مقابلے کے لئے تیار ہو جانے میں جس چیز کو سب سے بڑا دخل تھا وہ یہ تھا کہ پارٹی آلۂ کار کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کے لئے جو پروگرام اس نے شروع کیا تھا اس پر اُسے بہت اعتماد تھا۔

اب اس نقطہ پر پہنچ کر خروشچیف نے اپنی حیثیت کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں بہت تیزی سے عمل کرنا شروع کیا۔ "کامریڈ خروشچیف کے تجزیے" کے نام سے موسوم موضوع پر جو عوامی بحث و مباحثے ہوئے اور پھر

اس کے بعد سپریم سوویت میں جو مباحثے شروع ہوئے، انھیں اسی مقصد کے تحت منظم کیا گیا تھا کہ ان سے ایک ایسا اثر مرتب کیا جا سکے کہ جیسے ان خیالات کو ایک مجموعی طور پر حمایت حاصل ہے۔ حالاں کہ اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی اس کا بھی اظہار ہو جاتا تھا کہ صنعتی وزارتوں میں اس کی مخالفت بھی موجود ہے۔ ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء کو سپریم سوویت نے خروشچیف کی پیش کشوں کو چند معمولی ترمیموں کے ساتھ منظوری دے دی۔ ان کے تحت حکومتی معاشی کمیشن اور بہت سی مرکزی وزارتوں کو ختم کر دیا گیا۔ حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کے اختیارات اور طاقت کو مضبوطی بخشی گئی اور صنعتی انتظامیہ کی ذمے داریوں کا بنیادی بار تازہ طور پر منظم شدہ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں پر منتقل کر دیا گیا۔ ایک ہفتے پہلے سپریم سوویت کے پریسیڈیم کی طرف سے جاری کیے گئے ایک حکمنامے کے ذریعے آئی، آئی کزو مین کو، جو مرکزی کمیٹی میں خروشچیف کے ماتحتوں میں سے ایک تھا، حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کا صدر اور یو، ایس، ایس، آر وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب صدر مقرر کیا جا چکا تھا۔

اس دوران خروشچیف کے مخالفین بھی پریسیڈیم میں اپنی طاقت مستحکم کرنے کی متواتر کوشش کر رہے تھے۔ یہ عوامی بحث و مباحثے اور سپریم سوویت کے اس اجلاس میں، جس نے اس حکم جاری کیا تھا، خاموش رہے لیکن دوسری طرف وہ پابندی کے ساتھ جمع ہوتے تھے اور اپنی اگلی چالوں کو طے کرتے تھے، اور آخر میں جون ۱۹۵۷ء میں یہ لوگ عمل کے لئے بھی تیار ہو گئے (۱۰۲)۔ خروشچیف پریسیڈیم میں اب اقلیت میں آ گیا تھا۔ اب اس کو حاصل ہونے والی حمایت صرف میکویان، سوسلوو اور کریچینکو تک ہی محدود رہ گئی تھی۔ دوسری طرف مالینکو، مولوٹو وار کگانووچ کے ساتھ خروشچیف کی مخالفت میں وارو شیلو، پیرخین اور سابورو بھی شامل ہو گئے۔ اس طرح گیارہ میں سے سات افراد اس وقت خروشچیف کے مخالف گروپ میں تھے۔ انھیں متبادل ممبر شاپی لوو کی حمایت بھی حاصل تھی۔ اس سازشی گروپ میں آپسی نااتفاقیوں کی ایک پچھلی تاریخ بھی ضرور

موجود تھی لیکن اس وقت کم از کم خروشچیف کی اعلیٰ اقتدار و اختیار پر قبضہ کر لینے کی کوشش کے خلاف یہ لوگ ضرور ایک نقطے پر جمع ہو گئے تھے۔ مالینکوو، مولوٹوو، کگانوویچ اور وار وشیلوو، چاروں کو خروشچیف کے ہاتھوں بے عزتی اور گراوٹ برداشت کرنی پڑی تھی۔ اور ان کے دلوں میں خروشچیف کے خلاف جو شکائتیں اور تلخیاں پل رہی تھیں۔ ان کا بدلہ چکانے کے لئے اس موقع سے ضرور شہ ملی ہوگی۔ پروخلین کی اس سازش میں شریک ہونے کی وجوہات کو خروشچیف کے صنعتی تنظیم نو کے منصوبے کی مخالفت میں تلاش کیا جا سکتا ہے اِس منصوبے کی تکمیل سے ان کی ذاتی حیثیتوں میں جو گراوٹ پیدا ہوئی تھی اس کے ردِ عمل کا نتیجہ ایک مخالف کا محرک کہا جا سکتا ہے (۱۰۳)۔ لیکن مخالف میں بلگانن اور شاپی لوو کی شمولیت کے محرکات اس لئے کچھ اور بھی زیادہ مبہم نظر آتے ہیں کہ خود اُن لوگوں کو بھی خروشچیف کے عروج میں فائدے حاصل ہوتے تھے۔ اب یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں نے خروشچیف سے اس لئے کنارہ کشی کا راستہ اختیار کرنا پسند کیا ہو کہ انھیں ایک ڈوبتے ہوئے جہاز کو چھوڑ کر الگ ہو جانے میں ہی فائدہ نظر آیا ہو۔

اِس مخالف دھڑے کی یہ کوشش کہ خروشچیف کو پریسیڈیم میں ایک مخالف اکثریت سے ہرا کر اسے اُتار پھینکا جائے، ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اس ٹکراؤ کے اہم ترین دور میں پریسیڈیم کا اجلاس ۱۸ سے ۲۱ جون تک تقریباً متواتر ہی ہوتا رہا۔ خروشچیف کے مخالفین کی مانگ تھی کہ وہ پہلے سکریٹری کے عہدے سے فوراً مستعفی ہو جائے۔ اور فوری طور پر رہنمائی میں پیدا کی جانے والی تبدیلیوں کا عوام میں اعلان کر دیا جائے۔ تاکہ مرکزی کمیٹی کے سامنے یہ مسئلہ ایک قطعی اور آخری فیصلے کے روپ میں آئے۔ خروشچیف نے اس سے انکار کر دیا اور مانگ کی کہ مرکزی کمیٹی کی ایک میٹنگ فوری طور پر طلب کی جائے تاکہ وہ اس مسئلے کو طے کر دے۔ جیسا کہ بعد میں اس نے بائیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے اظہار کیا، " میں نے اُن لوگوں کو صاف صاف الفاظ میں بتلا دیا۔۔۔ مرکزی کمیٹی کے پلینم نے مجھے چنا تھا۔ اس لئے اب اس کا فیصلہ بھی پلینم کو ہی کرنا چاہیئے" (۱۰۴)۔

خروشچیف نے اب اس سلسلے میں قدم بڑھانے شروع کئے کہ اس توازن میں مرکزی کمیٹی میں اس کے حق میں زیادہ وزن حاصل ہو سکے۔ شاپی لوو کے علاوہ پریسیڈیم

کے متبادل ممبروں میں اس کی طرف داری اور حمایت پوری طرح مستحکم تھی۔ جیسے جیسے پریسیڈیم میں پیدا ہونے والے بحران کی خبریں پھیلیں۔ مرکزی کمیٹی میں خروشچیف کے وہ ساتھی جو اس وقت ماسکو میں موجود تھے۔ اس کی طرف داری میں جمع ہونے شروع ہو گئے اور پریسیڈیم کے بحث و مباحثے میں بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک این۔ جی۔ اگناٹوو کے الفاظ کے مطابق "اس قسم کی ہدایات جاری کی گئیں تھی۔ کہ کریملن میں مرکزی کمیٹی کے ممبروں کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ان لوگوں میں سے بہت سے افراد کو حقیقی معنوں میں غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے پڑے تاکہ وہ اس جگہ پہنچ سکیں جہاں مرکزی کمیٹی کے "پریسیڈیم کا اجلاس منعقد ہو رہا تھا" (۱۰۵)۔ پریسیڈیم میں ایک یہ بحث بھی ہوئی کہ ان لوگوں کو داخلے کی اجازت دی جائے یا نہیں۔ پریسیڈیم کے اکثریت نے ان لوگوں سے بات چیت کے لیئے وارو شیلوو یا بلگانن کو مرکزی کمیٹی کے مجتمع ممبروں سے ملنے کے لیئے مقرر کیا گیا۔ اس گفتگو میں کیا کچھ شامل تھا، ظاہر ہے اس کا ریکارڈ مرتب نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں جو کچھ موجود ہے وہ بیان ہے جو مرکزی کمیٹی کے ان نمائندوں کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ "مرکزی کمیٹی کے ہم ممبران کو یہ اطلاع ملی ہے کہ مرکزی کمیٹی کا اجلاس مستقل چل رہا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ لوگ مرکزی کمیٹی اور سکریٹریٹ کی رہنمائی کے سوال پر گفتگو کر رہے ہیں، مجموعی پارٹی کے سلسلے کے اتنے اہم مسائل مرکزی کمیٹی کے پلینیم کے ممبروں سے پوشیدہ نہیں رکھے جا سکتے۔ ان حالات کے پیش نظر، مرکزی کمیٹی کے ہم ممبران فوری طور پر درخواست کرتے ہیں کہ مرکزی کمیٹی کا ایک عام اجلاس بلایا جائے۔ اور یہ مسئلہ گفتگو کے لیئے اس کے سامنے رکھ دیا جائے۔ ہم مرکزی کمیٹی کے ممبروں کی حیثیت سے اپنی پارٹی کی رہنمائی کے اہم ترین مسئلے سے بے بہرہ اور غیر متعلق ممبروں کی حیثیت سے اپنی پارٹی کی رہنمائی کے اہم ترین مسئلے سے بے بہرہ اور غیر متعلق نہیں رہ سکتے (۱۰۶)

اس وقت تک خروشچیف کی اپنی تحریک و ترغیب پر، اور وزیر دفاع ژوکوف کی طرف سے فراہم کی گئی۔ فوجی ہوائی خدمات کی مدد سے، مرکزی کمیٹی کے ممبر خاصی بڑی تعداد میں مختلف صوبوں سے چل کر ماسکو میں اترنا شروع ہو گئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ پریسیڈیم کی اکثریت کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راہ باقی نہیں تھی کہ وہ مرکزی کمیٹی کے اجلاس کی مانگ کو منظور کرے۔ مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں خروشچیف کے وفادار حمایتوں کی بڑی اکثریت موجود تھی۔ اس اجلاس میں موجود مرکزی کمیٹی اور مرکزی

انسپکشن کمیشن کے ۳۰۹ ووٹ کے حقدار اور غیر حقدار ممبروں میں ۲۱۵ نے خروشچیف کی طرف سے تقریر کرنے کی خواہش ظاہر کی (۱۰۷)۔ طاقت کے اتنے زبردست مظاہرے کے سامنے پریسیڈیم کی اکثریت نے خود کو بالکل علیحدہ اور کٹا ہوا محسوس کیا۔ اور اس کے کچھ ممبر جیسے واروشیلو، پیروؤخین اور ممکن ہے کچھ دوسرے بھی بحث کے دوران ہی اپنے ساتھی سازشوں کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ مخالف گروپ کی تنسیخ اور تردید کے سلسلے میں مرکزی کمیٹی کی قرارداد، جو جولائی کو شائع کر دی گئی اس میں اتفاق رائے کا ہی اظہار کیا گیا تھا۔ صرف ایک مالوتوو کے متعلق بتلایا گیا تھا کہ وہ خاموش رہا تھا۔" جو اس میں متحد ہو گئے تھے"، اس گروپ پر "پارٹی مخالف فرقہ بندی کے طریقوں کو اپنانے، اور پارٹی کی رہنمائی کرنے والی تنظیموں کی ساخت میں ردوبدل کرنے" اور بہت سے معاملات میں پارٹی کے نقطۂ نگاہ کے خلاف کام کرنے جس میں صنعتی تنظیمی، اور زراعتی پالیسیاں اور امور خارجہ کی پالیسی شامل تھیں، وغیرہ قسم کے الزامات عائد کئے گئے تھے (۱۰۸)۔ نتیجے کے طور پر مالینکوو، کگانووچ، اور مولوتوو کو پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی سے برطرف کر دیا گیا۔ شاپی لوو اور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے، پریسیڈیم کی متبادل ممبری اور مرکزی کمیٹی کی ممبری سے ہاتھ دھونا پڑا۔

اس حقیقت کا اظہار کہ اس سازش کی شاخیں اور بھی آگے تک پھیلی ہوئی تھیں، اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سابوروو کو بھی پریسیڈیم سے برطرف کر دیا گیا۔ اور پیروؤخین کی حیثیت کو گھٹا کر متبادل ممبر کر دیا گیا۔ بلگانن کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ ذرا عجیب سا تھا۔ جون کے عام اجلاس کے بعد ابتدا میں پریسیڈیم کی ممبری اور وزیروں کی کاؤنسل کی صدارت، دونوں عہدے اس کے پاس باقی رہے۔ حالاں کہ عوام میں حکومت کے ترجمان کی حیثیت سے جو جگہ اُسے حاصل تھی اس میں تنزل ضرور آیا لیکن وہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۸ء تک وزیروں کی کاؤنسل کا صدر رہا اور ستمبر ۱۹۵۸ کو اسے پریسیڈیم کی ممبری سے برطرف کیا گیا۔ اور چودہ نومبر کو دی گئی خروشچیف کی تقریر تک اُسے پارٹی مخالف گروپ میں بھی شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے تنزل کی تکمیل اس وقت ہوئی جب اُسے اسٹیورو پول

معاشی کاؤنسل کی صدارت کا ایک غیر اہم اور معدوم قسم کا عہدہ سونپا گیا۔ حالاں کہ سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے صدارت سے وار وشیلو کا استعفیٰ اور جولائی ۱۹۶۰ء میں مرکزی کمیٹی کے پریسیڈیم سے اس کے ریٹائرمنٹ، اس سازش میں اس کی شمولیت کا اظہار ہو جاتا تھا۔ لیکن اس میں اس کے پوری طرح ملوث ہونے کو ۱۹۶۱ء میں بائیسویں کانگریس تک سرکاری طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے تبدیلی ذہن کے اس بیان میں، جسے اس کی "صحت کی خرابی کی وجہ سے" کسی دوسرے نے پڑھ کر سنایا تھا۔ ایک بوڑھے انسان کی دردناک داستان تھی " جسے بہکا کر غلط راستے پر لگا دیا گیا تھا" (۱۰۹)۔ اس سے خروشچیف کو نرمی اور معافی کے اظہار کا موقع مل گیا۔

جون ۱۹۵۷ء کے عام اجلاس کے بعد نئے پریسیڈیم (Presidium) کی جو ساخت وجود میں آئی۔ اس سے خروشچیف کی زبردست کامیابی کا اظہار ہوتا تھا۔ پریسیڈیم میں توسیع کر کے اس میں پندرہ ممبر کر دیے گئے۔ مارشل ژوخوف کو متبادل سے ترقی دے کر مکمل ممبر بنا دیا گیا۔ اس عمل سے اس حقیقت کا پورے طور پر اظہار ہو جاتا تھا کہ پارٹی مخالف گروپ سے جنگ کے دوران ژوخوف نے خروشچیف کی پوری طرف داری کی تھی۔ پریسیڈیم میں باقی نئے ممبر۔ فرت سیوا، ارسٹوو، بیلیایئو، برژنیو، اگناتوو، کوزلوو، کوسیگن، اور شیورنک تھے جو خروشچیف کی اقتدار حاصل کرلینے کی کوششوں میں خروشچیف کے ساتھ رہے تھے اور اس سلسلے میں انھیں مناسب صلہ بھی دیا گیا تھا۔

خروشچیف کے ذاتی استحکام کی مہم میں اگلا درجہ ژوخوف سے اگلے پچھلے حسابات چکانے کا تھا۔ اس سلسلے میں تناؤ میں اضافہ اس وقت ہوا جب فوج میں پارٹی کے سیاسی آلۂ کار اور پیشہ ور فوجی افسروں کے درمیان کشمکش بڑھی۔

اکتوبر ۱۹۵۷ء کی مرکزی کمیٹی کی قرار داد میں جس میں ژوخوف کو وزیر دفاع کے عہدے سے اور پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی کی ممبری سے برطرف کیا گیا تھا اور ژوخوف پر الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے فوج اور بحری فوج میں پارٹی رہنمائی کی اہمیت کو کم کرنے کی "پالیسی رائج کی ہے" (۱۱۰)۔ اس میں فوج کو یاد دہانی کی گئی تھی کہ پارٹی اعلیٰ ترین اہمیت اور حیثیت کا حامل ہے۔ اور فوج میں سیاسی کام میں اضافے

کی مانگ کی گئی تھی۔

جنوری ۱۹۵۹ء کو اکیسویں کانگریس کے شروع ہونے تک خروشچیف کی رہنمائی اب اس حد پر پہنچ چکی تھی کہ اس کو للکارا نہیں جاسکتا تھا۔ کانگریس میں یکے بادیگرے مندوب خروشچیف کی "لینن جیسی مضبوطی اور ثابت قدمی"، "زبردست علمی معلومات"، "پدرانہ شفقت"، "اور ایک انتھک صلاحیت" کے گن گا رہے تھے اور سوویت زندگی کے ہر حصے میں خارجہ پالیسی اور انٹر کنٹینٹل میزائل کی ترقی سے تاجکستان میں روئی کی پیداوار تک۔ خروشچیف کی ذاتی رہنمائی اور تحریک کے لیے تہہ دل سے شکرگذار تھے۔ ممکن ہے احسان مندی کے ان اظہاروں کو اسٹالن پرستی کے دور میں خودستائی کو جو عروج حاصل ہوا تھا، اس سے ابھی بہت کم سمجھا جائے۔ لیکن بہرحال ان سے اس حقیقت کے اظہار میں کسی شبہے کی گنجائش باقی نہیں تھی کہ فی الوقت خروشچیف بھی سوویت اقتدار کے اعلیٰ ترین منزل پر پہنچ گیا ہے۔

مخالف گروپ سے آخری مقابلہ میں پھر بھی سکریٹری باقی رہ گیا۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں اکیسویں پارٹی کانگریس میں لینن گراڈ پارٹی آئی۔ وی، اسپیریڈونو (I.V. Spiridono) یوکرین پارٹی کے سکریٹری این، وی، پوڈگورنی اور خروشچیف کے کچھ اور قریب ترین ساتھیوں نے پارٹی مخالف گروپ پر ایک اور سخت حملے کی ابتدا کی اور زور دیا کہ ان کے خلاف سخت اقدام اُٹھائے جائیں۔ بدلے کی کارروائی کی اس مانگ کے باوجود بھی ان لوگوں کو پارٹی سے نہیں نکالا گیا۔ اس وقت غالباً صحیح طور پر نتیجہ اخذ کیا گیا کہ پارٹی رہنماؤں کے حلقے میں بااثر عناصر پارٹی مخالف گروپ کے افراد کے خلاف کسی سخت کارروائی کیے جانے کی موافقت میں نہیں تھے۔ حالاں کہ بائیسویں کانگریس میں خروشچیف کے اس ارادے سے کہ ان پر ایک اور نیا حملہ کیا جائے، یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ اعلیٰ رہنماؤں کے حلقے میں اس قسم کی حرکتوں سے بددلی ختم ہو گئی تھی۔ لیکن دوسری طرف اس سے خروشچیف کے اس مصمم عزم کا ضرور اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی مخالفین کو پوری طرح کچل ڈالنا چاہتا تھا۔ اور اسے اس بات پر کامل یقین تھا کہ پارٹی میں مختلف طاقتوں کا موجودہ گٹھ جوڑ اسے پوری حمایت فراہم کرے گا۔ اسٹالن کی بدعنوانیوں اور بداعمالیوں میں مولوٹوو، مالینکوو،

کگانووچ اور وارو شیلو کے ملوث ہونے کو اتنی تفصیل سے بیان کیے جانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بدنام کر دیا جائے۔ اور انھیں اس طرح کچل دیا جائے کہ مستقبل میں ان کی طرف سے کسی قسم کی مخالفت کا امکان ہی نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو تنبیہہ ہو جائے جن میں کسی وقت دھڑے بندی کی راہیں اختیار کرنے کی ترغیب پیدا ہو سکتی ہے۔

خروشچیف کے برسر اقتدار آنے سے سوویت سوسائٹی میں پارٹی کو رہنمایانہ کردار ادا کرنے میں ایک مخصوص اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ ۶ جولائی ۱۹۵۶ء کے پراودا کے اداریہ کے الفاظ میں "جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے کمیونسٹ پارٹی ہی ہمارے تصورات اور خیالات کی واحد حکمراں رہی ہے۔ اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ ہماری امیدوں اور ہمارے نئے نئے تصورات کو جنم دینے والی اور کمیونزم کے حصول کے لئے پوری جد وجہد میں منظم کرنے والی اور رہنمائی فراہم کرنے والی"...

پارٹی کے رہنمایانہ اور ایک ہراول دستے کے کردار کو اتنے شد ومد سے اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ خود پارٹی کی زندگی میں بھی ایک نئی روح پھونکنے کی کوشش کی گئی۔ نظریاتی میدان میں اس کا اظہار انقلابی رفتار و تحریک پیدا کئے جانے سے ہوا۔ اور حکومت کی داخلی اور بیرونی کامیابیوں اور کمیونسٹ مستقبل کی عظیم اور حسین تصویر پیش کیا گیا۔ تنظیمی مورچے پر پارٹی کی عوامی بنیادیں مضبوط کیے جانے کی کوشش میں اس کا اظہار ہوا۔ معمولی ممبروں کی ذاتی ترغیب میں اضافہ کرنے کی کوششوں اور پارٹی کے کاموں کی تفویض و تکمیل میں زیادہ وسیع پیمانے پر شرکت کو بڑھاوا دینے میں نظر آیا۔ مگر مزید جمہوریت پیدا کرنے کی مہم کے باوجود بھی طاقت اور اختیار پارٹی کے مرکزی کارکنوں کے ہاتھوں میں ہی مرکوز رہا۔ اور دھڑے بندی پر بار بار تنقید و تنبیخ کی جاتی رہی۔

اسٹالن کے موت کے بعد کے دور میں سوویت سوسائٹی پر سے پارٹی گرفت کو ڈھیلا کیے جانے کے سلسلے میں دباؤ بھی کسی حد تک بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ اس پیچی کے کئی رخ تھے۔ دانشوروں کے حلقے میں اس کا اظہار "تخلیقی آزادی" کے حصول کی کوششوں کے نام پر انتہائی افسر شاہی کے خلاف احتجاج کی صورتوں میں ہوا۔ فوج میں زدخوف کے سلسلے سے فوجی پیشہ وارانہ دعوتوں میں مضمر پارٹی کنٹرول کی مزاحمت

زو خوف کے سلسلے سے فوجی پیشہ وارانہ اہمیت پر زور دینے میں مضمر پارٹی کنٹرول کی مزاحمت

کی صورت میں نظر آیا۔ معاشی میدان میں متواتر اس بات پر زور نظر آیا کہ زیادہ خود مختاری اور مرکز کی طرف سے دی جانے والی چھوٹی سے چھوٹی ہدایتوں سے کسی قدر آزادی دی جائے۔

ان خطرات کے مقابلے میں، اور ان خواہشات اور مانگوں کے سلسلے میں، خروشچیف کی تحریک وہاں ہی کام میں لائی گئی، جہاں پارٹی رہنمائی کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہونے کی اُمید نہیں تھی، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کوشش جاری رہی کہ سوویت زندگی کی شیرازہ بندی میں پارٹی ہی آلۂ کار کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہو جائے، اور اسے زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ پارٹی کو دی جانے والی یہ فوقیت خود اس راہ کو بھی معین کرتی تھی، جس سے گذر کر خروشچیف اعلیٰ ترین حیثیت پر پہنچا تھا۔ خروشچیف نے خود کو پارٹی میں ضم کر کے، اور پارٹی کی حیثیت کو اس درجے پر لا کر جہاں اس کی افضلیت پر سوال ہی نہ کیا جا سکے، اس نے پارٹی کارکنوں کے اپنے ارد گرد حلقے کو اختیارات کی ایسی بلندیاں عطا کر دیں جن کے متعلق اسٹالن کے دور میں وہ خواب میں بھی تصور نہ کر سکتے تھے۔ خروشچیف کی فتح سے پارٹی کے شعبہ داری، (بیوروکریسی) نظام کے اصلی جوہر کو پوری طرح اُبھر کر سامنے آنے کا موقع مل گیا۔

چھٹا باب

پارٹی کے شعبوں کی نشوونما

جدید دور کی آمری ڈکٹیٹرشپ کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اپنی تسلط کو مضبوط اور بااثر رکھنے کے لیے ایک شعبہ داری تنظیم کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ آج کے ڈکٹیٹر پر ذمہ داریاں اتنی ہوتی ہیں کہ ان کی تکمیل کے لیے اُسے اپنی طاقت کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرنا لازمی ہوجاتا ہے۔ اس کے اقتدار کے لیے ایک پارٹی کو اچھی تنظیمی مشین اور کچھ اچھے نائب اور کارگذار ایک لازمی سہارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے صحیح استعمال کے لیے اُسے اپنی طاقت میں کبھی مضبوطی اور شدت کا اظہار کرنا پڑتا ہے اور کبھی اس میں نرمی اور لچک پیدا کرنی پڑتی ہے۔ شدت کا استعمال اس حد تک ہوتا ہے کہ ایک اچھی انتظامیہ کو آلہ کار پیدا کرنے میں کامیابی حاصل ہوجائے جو ہر طرح اس کی منشاء اور مقصد کو پورا کرسکے۔ لچک اور نرمی کا اظہار اس صورت میں ہوتا ہے کہ اُسے اپنی کچھ طاقت اپنے نائبوں اور کارکنوں کے حق میں چھوڑنی پڑتی ہے اور نتیجے میں پارٹی کی تنظیم خود ڈکٹیٹر کی منشاء کے مطابق اپنی ایک راہ اور روش متعین کرلیتی ہے۔ ہر ڈکٹیٹرشپ کے سامنے ایک اہم مسئلہ یہی آتا ہے کہ وہ اپنی طاقت اور اقتدار کو مختلف شعبوں اور درجوں میں کس طرح تقسیم کرے۔ لیڈر کی طاقت کا انحصار اس کی اس صلاحیت اور قابلیت پر ہوتا ہے کہ وہ کس طرح تسلط کی اصلی روح اور جوہر کو اپنے قبضے میں یا اپنے معتبر نائبوں کے قبضے میں رکھے اور پارٹی کی تنظیمی مشین کو کچھ اس انداز میں ڈھال لے کہ یہ ایک بہترین اور قابلِ اعتبار اوزار بن جائے جو اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ حکم کو عملی جامہ پہنانے میں مددگار ثابت ہوسکے۔

کمیونسٹ پارٹی کی تنظیمی مشین کا ارتقاء ایک ڈکٹیٹر کی طاقت کے اہم ترین سہارے کے طور پر جدید آمریت کا ایک اہم ترین کارنامہ ہے۔ فاشسٹ تنظیمیں بھی جو آج ختم ہوچکی ہیں ایک حد تک اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھیں اپنی منشاء

کے خلاف ہر منظم مزاحمت اور مخالفت کو مکمل طور پر ختم کر دینے میں کیمونسٹ ڈکٹیٹرشپ نے پوری کامیابی حاصل کرلی۔ کم ازکم ایک لیڈر کی تبدیلی کے اثرات کو بھی جھیل لیا' پارٹی کے اندرونی خلفشار اور مخالفتوں کے ایک طویل سلسلے کو برداشت کرلیا، صنعتی اور زراعتی انقلاب کی تکمیل بھی کرلی اور پارٹی کی صفائی کے سلسلے میں ایک ایسے خونی بحران سے بھی گذر آئی جس میں پرانے بالشویکوں کی پوری نسل کا صفایا ہو گیا اور ایک ایسی عالمی جنگ کا مقابلہ بھی کر لیا جس کی تباہی کی مثال اس سے پہلے کبھی سامنے نہیں آئی۔ ان شدید مشکلات میں پارٹی کی تنظیمی مشین نے حکومت کی طاقت کو سنبھالے رکھنے میں ایک مرکزی کردار ادا کیا۔ پارٹی کے سکریٹریوں کا ایک حلقہ جو سوویت زندگی کے ہر گوشے میں سرایت کر چکا ہے مرکز اور تمام دور دراز علاقوں میں تعلق قائم کئے رہتا ہے۔ یہی حلقہ معاشرے پر پارٹی کے تنظیمی ڈسپلن کو برقرار رکھتا ہے۔ پارٹی کے اس آلہ کار کے ذریعہ وفاداری مسلط کی جاتی ہے، مخالفت کو ختم کیا جاتا ہے' پارٹی کی پالیسی اور لائحہ عمل کو عملی شکل دی جاتی ہے' نئے ممبروں کو تیار کیا جاتا ہے، اور تسلسل برقرار رکھا جاتا ہے۔ سکریٹری شخصیتوں کی حیثیت سے اُبھرتے اور معدوم ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ آلہ کار ڈکٹیٹرشپ کے ایک ناگزیر ہتھیار کی حیثیت سے مستقل برقرار رہتا ہے۔ اس آہنی پردے کے پیچھے رقابتیں، سازشیں، مخالفتیں اور اقتدار کی دوڑ، بہرحال چلتی رہتی ہے لیکن شاید ہی کبھی یہ منظرِ عام پر آتی ہیں۔ حقیقت ڈکٹیٹرشپ کی خواہشات کے مقابلے میں کمزور پڑ جاتی ہے لیکن یہ مشین پوری طرح اپنے چلانے والے کے قابو میں رہتی ہے۔ یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں سے ڈکٹیٹر کی عظمت کے ترانے گائے جاتے ہیں اور ایک ایسا آلہ کار ہے جس سے اس کی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔

آلۂ کار کی بنیادیں

کمیونسٹ پارٹی کے طریقۂ کار کی بنیادیں اصل میں انقلاب سے پہلے کے دور میں ہی ملتی ہیں۔ بالشویک تحریک میں ابتدا سے ہی تنظیمی استحکام اور ڈسپلن کو انقلابی تحریک کی ایک اہم بنیاد مانا گیا تھا۔ زار شاہی خفیہ پولیس سے مقابلے اور اس سے بازی لے جانے کے لئے بالشویکوں نے علاقائی کمیٹیوں کا ایک خفیہ جال سا پھیلا دیا تھا۔ یہی علاقائی خفیہ

کمیٹیاں لینن کی انقلابی مشین کی بنیاد کا کام دیتی تھیں۔ کمیٹیوں — "کومیٹ چیکی" خفیہ کمیٹیاں (Komitetchiki) "جس کا اسٹالن بھی ایک ممبر تھا" کے ممبر اس آلۂ کار کے اصل نمونے اور صحیح مرقع تھے جنھیں (آپاراچیکی) کہا گیا۔ اور بعد میں انھیں سے اسٹالن کے دور میں پارٹی کے آلۂ کار کی تشکیل بھی ہوئی۔ جب خود اسٹالن کو اپنے لئے ایک آلۂ کار منظم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے ایسے روپوش "عملی" کارکنوں کو اپنے ارد گرد جمع کیا جو روس میں انقلابی جد وجہد کو مضبوطی اور وفاداری کے ساتھ جھیل چکے تھے۔ اس نے ان پُرزور مقرروں اور دانشوروں کو نہیں چُنا جنھوں نے انقلاب سے پہلے دوسرے ملکوں میں بحث ومباحثے میں اپنا وقت گذارا تھا۔

۱۹۱۷ء میں جب اقتدار کے لئے جد وجہد جاری تھی تو پارٹی کے اندر نئے ممبروں کا ایک سیلاب سا آیا لیکن پارٹی کی تنظیم خفیہ کمیٹیوں (Komitet-chiki) کے ہاتھوں میں ہی رہی۔ یہ آزمودہ کارکن جو روپوشی کے دور میں پورا تجربہ حاصل کر چکے تھے بہت تیزی سے پھیلی ہوئی علاقائی تنظیموں کو پوری طرح اپنی گرفت میں لئے رہے۔

چھٹی کانگریس میں جو ۱۹۱۷ء کے انقلابی سال میں واحد کانفرنس تھی، دوٹروں میں ایک زبردست اکثریت انھیں روپوش آزمودہ کار ممبروں کی تھی جو ۱۹۱۴ء میں یا اس سے بھی پہلے پارٹی کے ممبر بن چکے تھے! ان گذشتہ روپوش ممبروں کے پارٹی کے آلۂ کار پر غلبے کا اظہار اس حقیقت سے اچھی طرح ہوتا ہے کہ ۱۹۲۰ء تک قومی جمہوریتوں (National Republics) کی مرکزی کمیٹیوں اور علاقائی کمیٹیوں (Krai and Oblast) کے انسٹھ فیصد ۵۹٪ سکریٹری انقلاب سے پہلے دور کے بھی پرانے بالشویک تھے۔[2]

نومبر ۱۹۱۷ء میں اقتدار کے حصول اور حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال لینے کے ساتھ ہی خود پُرانے بالشویکوں کے مختلف گروپوں میں بھی ایک بیّن فرق نظر آنے لگا وہ کارکن جو دوسرے ملکوں میں ہجرت کر چکنے کے بعد اب واپس لوٹ آئے تھے انھوں نے سیاسی رہنمائی کی طرف جُھکنا شروع کیا لیکن اُن کی صلاحیتیں اور ان کے مفادات

انھیں کچھ ایسی جگہوں اور ایسے عہدوں کی طرف کھینچ لے گئے جہاں پارٹی کی تنظیم میں داخل ہونے کی بجائے وہ امورِ داخلہ اور خارجہ پالیسی کے مسائل میں منہمک ہو گئے۔ دوسری طرف روپوش تحریکوں کے ممبروں کا محور پارٹی کے اور اس کے آلۂ کار کے ارد گرد ہی رہا۔ ان لوگوں نے پارٹی کے مقامی اور علاقائی سکریٹریوں کے عہدے سنبھالے اور ان کا دائرہ پارٹی کے اندرونی تنظیم اور اس کے انتظام کے ارد گرد رہا۔

۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء کی ابتدا تک پارٹی تنظیم کی مرکزی ذمہ داری سیورد لود کے ہاتھوں میں رہی۔ یہ انقلاب سے پہلے دور کا ایک آزمودہ کار "روپوش" کارکن تھا۔ روپوشی کے دور میں اس نے مختلف قسم کے تجربات حاصل کئے تھے جن کے اثر سے تمام روپوش کارکنوں میں اس کی ایک وقعت اور خاص اثر تھا۔ چنانچہ اسی کے ذریعہ پارٹی کی مقامی اور علاقائی تنظیموں کی نگہداشت کا کام بہت سے روپوش کارکنوں کے سپرد کیا گیا۔ سیورد لود بڑا متحرک اور زبردست تنظیمی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ لیکن عام طور پر یہ بغیر کسی عملے کی مدد کے سب کام خود انجام دیتا تھا، اور اس کی کارگزاریوں کی تفصیلات اگر کہیں درج تھیں تو وہ صرف اس کے دماغ میں ہی تھیں۔ چنانچہ مارچ ۱۹۱۹ء میں آٹھویں کانگریس کے موقع پر اس کی اچانک موت پر مرکزی کمیٹی کے ایک باوقار اور اہم ممبر کی موت کے ساتھ ساتھ پارٹی کو اپنے دفتری ریکارڈ کے بے وقت ضائع ہوجانے کا بھی ماتم کرنا پڑا۔

سیورد لود کی موت نے پارٹی کے مرکزی آلۂ کار میں باقاعدگی اور ایک نظم پیدا کرنے کا اہم مسئلہ کھڑا کیا۔ چنانچہ آٹھویں کانگریس نے یہ کام بھی اپنے ذمہ لیا۔ پارٹی کے کاموں اور ذمہ داریوں کے پھیلاؤ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کانگریس نے مرکزی کمیٹی کو ہدایت کی کہ وہ تین نئے شعبے منظم کرے۔ (۱) مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبروں پر مشتمل سیاسی امور کے لئے ایک بیورو، پولٹ بیورو (Polit bureau)

۲۔ مرکزی کمیٹی کے پانچ ہی ممبروں پر مشتمل ایک تنظیمی بیورو (آرگ بیورو۔) (Orgbureau) اور ۳۔ ایک سکریٹریٹ جس میں ایک ذمہ دار سکریٹری ہو جس کا آرگ بیورو کا ممبر ہونا بھی لازمی ہے اور پارٹی ممبروں میں سے تجربہ کار اور مختلف تکنیکی میدانوں سے تعلق رکھنے والے پانچ سکریٹری شامل ہوں۔

سیاسی بیورو (پولٹ بیورو) کو تمام ایسے امور پر اختیار دیا گیا جہاں فوری کارروائی کرنی ہو، چنانچہ ابتدا سے ہی پارٹی کی پالیسیاں متعین کرنے کے لئے یہ اعلیٰ ترین شعبہ بن گیا۔ اس کے سب سے پہلے ممبر لینن، ٹراسکی، اسٹالن، کامینوو اور کرسٹینسکی تھے۔ آٹھویں کانگریس میں مباحثے کے دوران میں یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ اس سیاسی بیورو کی تشکیل اور اتنی اہمیت حاصل ہونے کے بعد مرکزی کمیٹی کے باقی ممبران پارٹی کے دوسرے درجے کے لیڈروں کی حیثیت میں پہنچ جائیں گے لیکن اس اعتراض کی شدت کو کم کرنے کے لئے سیاسی بیورو (پولٹ بیورو) پر یہ پابندی عائد کر دی گئی کہ باقاعدہ اور مستقل طور پر اپنی کارگذاریوں کی رپورٹیں مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کرتا رہے گا اور مرکزی کمیٹی کے وہ ممبر جو پولٹ بیورو کے ممبر نہیں ہیں انھیں حق دیا گیا کہ وہ پولٹ بیورو کی میٹنگوں میں مشیروں کی حیثیت سے شرکت کر سکتے ہیں لیکن انھیں کسی فیصلے میں ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہوگا

تنظیمی بیورو (آرگ بیورو) کی ذمہ داری تھی "پارٹی کے تمام تنظیمی کاموں میں ہدایت دینا"۔[3] اسے ہفتہ میں کم از کم تین بار جمع ہونا ضروری تھا اور پولٹ بیورو کی طرح اسے بھی دو ہفتہ میں ایک بار اپنی رپورٹ مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کرنی ضروری تھی۔ پولٹ بیورو کے دو ممبر اسٹالن اور کرسٹنسکی کو آرگ بیورو میں بھی شامل کیا گیا۔ آرگ بیورو میں اسٹالن کا شامل کیا جانا زبردست اہمیت رکھتا تھا چونکہ سیوردلود کے دماغ میں ممتاز روپوش کارکنوں کے زمرے میں اسٹالن کو بھی ایک اہم جگہ حاصل تھی اس لئے اس کی صلاحیتوں کو پارٹی کے انتظامی اور داخلی امور میں بھی کام میں لایا گیا۔ پولٹ بیورو میں ایسے کچھ ایسے ساتھیوں کے مقابلے میں جو فہم اور فراست کے اعتبار سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے لیکن جو پارٹی کی انتظامی تفصیلات میں پھنسنے سے گریز کرتے رہے تھے، اسٹالن نے پارٹی کے ان آلۂ کاروں کی اہمیت کو پوری طرح سمجھ لینے میں دیر نہیں کی۔ اس کے ذہن میں یہ بات فوراً صاف ہو گئی کہ پارٹی میں بلند ترین حیثیت کو تعین کرنے میں یہی شعبے سب سے زیادہ اہم ثابت ہونگے۔ چنانچہ خود اپنے آلۂ کار کی تعمیر کے لئے آرگ بیورو اس کے لئے اہم ترین بنیاد ثابت ہوا۔

سکریٹریٹ کے اختیارات کو آٹھویں کانگریس نے واضح نہیں کیا تھا۔

اس کے اختیارات اور اقتدار کے میدانوں کو خود عمل نے متعین کر دیا۔ اس کا پہلا ذمہ دار سکریٹری ایک وکیل اور صحافی کرسٹن سکی تھا۔ یہ ۱۹۰۳ء میں پارٹی میں داخل ہوا تھا اور ۱۹۱۷ء میں اس نے ایکاٹیرن برگ اور یورال کے علاقائی پارٹی کمیٹیوں کی سربراہی کی خدمات بھی انجام دی تھیں۔ اس کی دلچسپیاں پارٹی کے تنظیمی کاموں کے مقابلے میں صرف سیاست سے زیادہ تعلق رکھی تھیں۔ اس نے خود اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے کوئی نئی بنیاد مضبوط کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ کرسٹن سکی کے زمانے میں سکریٹریٹ پوری طرح پولٹ بیورو اور آرگ بیورو کے تحت کام کرتا رہا۔ ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء کو نویں پارٹی کانگریس کے سامنے لینن نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ان تینوں شعبوں کی ملحقہ ذمہ داریوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا تھا۔

"زیر نظر سال کے دوران مرکزی کمیٹی کے روزانہ معمولی کاموں کو اس کمیٹی کے اجلاس میں چنی ہوئی دونوں تنظیمیں چلاتی رہیں۔ تنظیمی بیورو اور سیاسی بیورو۔ ان دونوں تنظیموں کے فیصلوں میں تال میل اور تسلسل برقرار رکھنے کے لیے سکریٹری نے دونوں تنظیموں میں ایک ممبر کے فرائض انجام دیے۔ اب جو عملی صورت پیدا ہوئی وہ کچھ اس طرح تھی کہ تنظیمی بیورو کا ایک مخصوص اور اہم ترین کام یہ ہوا کہ وہ پارٹی کی مختلف طاقتوں کی تقسیم کا کام انجام دے۔ دوسری طرف سیاسی مسائل کو حل کرنے کا کام سیاسی بیورو نے انجام دیا۔ اس بات کو کہنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ یہ امتیاز یا تقسیم کافی حد تک مصنوعی ہے۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ پالیسی کے کسی فیصلے پر اس وقت تک عمل نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک اس کے مطابق نئے تقرر اور تبادلے عمل میں نہ آئیں۔ چنانچہ ہر تنظیمی مسئلہ ایک سیاسی اہمیت بھی رکھتا ہے۔ اس لئے عملی طور پر ایک ایسا انداز اپنایا جاتا رہا کہ مرکزی کمیٹی کے کسی بھی ممبر کی درخواست پر، خواہ اس کو پیش کرنے کی کوئی بھی وجہ رہی ہو، ہر مسئلہ پر ایک سیاسی مسئلہ کی حیثیت سے غور و فکر کیا گیا۔ مرکزی کمیٹی کے کاموں کو کسی دوسرے انداز سے تقسیم کرنے کی کوشش شاید ہی اس سے بہتر نتائج پیش کرتی اور عملی صورت میں شاید ہی اس سے اس کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

کاموں کو اس ڈھنگ سے چلانے کے طریقے سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ کسی موقع پر بھی اِن دونوں تنظیموں کے سامنے کوئی مشکل پیدا نہیں ہوئی۔ عام طور پر اِن دونوں تنظیموں کا کام ہم آہنگی اور سکون کے ساتھ چلتا رہا اور اسکو عملی جامہ پہنانے کا کام سکریٹری کی موجودگی سے اور بھی آسان ہوگیا۔۔۔۔ ابتداہی میں یہ بات پوری طرح واضح کر دینی چاہیے، تاکہ ہر قسم کی غلط فہمی اسی وقت دور کی جاسکے تاکہ مرکزی کمیٹی کے صرف ان فیصلوں کو، جنھیں تنظیمی بیورو یا سیاسی بیورو نے اپنایا، یا جنھیں مرکزی کمیٹی کے پلینم میں منظوری دی گئی ۔ صرف انھیں معاملوں پر مرکزی کمیٹی کے سکریٹری نے عمل کیا (۴)

اتنی اچھی رپورٹ اور لینن کے اس اصرار کے باوجود کہ سکریٹری نے اپنے اختیارات کا کبھی بے جا استعمال نہیں کیا۔ اور اپنے سپرد کی گئی ذمہ داریوں سے ذرا بھی تجاوز نہیں کیا۔ یہ بات بہ آسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک اچھے سکریٹری سے جس کارکردگی کی توقع کی جاسکتی تھی اس میں ابھی بہت کچھ باقی تھا۔ نویں کانگریس میں ایک قرار داد منظور کی گئی جس کے ذریعہ سکریٹریٹ کو "مضبوط" کیا گیا۔ اس میں مرکزی کمیٹی کے تین ممبر اور شامل کئے گئے جنھیں مکمل طور پر اپنی تمام توجہات کو سکریٹریٹ کے کاموں پر لگانا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آرگ بیورو اور سکریٹریٹ کے کاموں اور اُن کی ذمہ داریوں کی حدیں بھی مقرر کرنے کی کوشش کی گئی۔ تنظیمی امور کے سلسلے میں عام طور پر تمام تر ذمہ داریاں آرگ بیورو کے سپرد ہوئیں۔ اور روزانہ پیدا ہونے والے تمام انتظامیہ مسائل کی ذمہ داری کو سکریٹریٹ کے سپرد کیا گیا (۵)۔ کرسٹن سکی، پریو برزنسکی اور سیبریبریاکو نئے سکریٹری مقرر ہوئے ۱۹۲۰-۲۱ء کے دوران یہ تینوں ٹریڈ یونین کے سلسلے کی بحثوں میں ٹراٹسکی کی حمایت میں لینن کی مخالف صف میں نظر آئے، اور جلد ہی انھیں سکریٹری کے عہدوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ دسویں کانگریس میں کرسٹن سکی کو پالٹ بیورو، آرگ بیورو، اور مرکزی کمیٹی کے تمام اہم عہدوں سے ہٹا دیا گیا۔ باقی بھی آرگ بیورو اور مرکزی کمیٹی سے برطرف کر دیے گئے۔ ان تینوں کی جگہ اب مولوٹو، یاروسلاوسکی، اور وی. میخائلو نے سنبھالی۔ ان میں سے مولوٹو اور یاروسلاوسکی پارٹی کے

کے اندر اقتدار کی جنگ میں اسٹالن کے زبردست حمایتی رہ چکے تھے۔

سکریٹریٹ میں ان تبدیلیوں کے بعد اسٹالن تنظیمی امور میں بھی ایک زبردست حیثیت کا مالک ہوگیا، اور اب وہ پارٹی کے معاملات میں بھی ایک خصوصی ماہر مانا جانے لگا۔ پولٹ بیورو کا ایک ہی واحد ممبر تھا جو آرگ بیورو میں بھی شامل تھا اور اس طرح یہاں بھی اس کی حیثیت ایک اعلیٰ ترین لیڈر کی ہی رہی۔ آرگ بیورو میں اتنی اہم حیثیت کے ساتھ اس نے حقیقت میں سکریٹریٹ کے کاموں کی ہدایت بھی خود ہی سنبھالی حالاں کہ جنرل سکریٹری کے عہدے پر مقرر کئے جانے کا باقاعدہ اعلان ۳ اپریل ۱۹۲۲ء کو کیا گیا۔ لیکن حقیقت میں اسٹالن اس حیثیت پر پہلے سے ہی کام کر رہا تھا۔ مولوٹوو اور کوئی بائی شیو بھی سکریٹری کے عہدے پر مقرر کئے گئے لیکن ظاہرہ طور پر ان کی حیثیت محض ماتحتوں کی تھی، برابر کے ساتھی کارکن کی نہیں تھی۔ اب جنرل سکریٹری کی اہم جگہ سے اسٹالن کو عظیم ترین اقتدار کے لئے ایک جدوجہد شروع کرنی تھی۔

پارٹی کی شعبہ داری

جیسے جیسے پارٹی بھی نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے اس کی ذمہ داریاں بڑھیں اور جیسے جیسے اس کی اس کوشش میں اضافہ ہوا کہ وہ سوویت زندگی کے ہر پہلو پر اپنا اثر اور تسلط مضبوط کرتی جائے، ویسے ویسے ہی پارٹی کے آلۂ کار کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ۱۹۲۲ء تک پارٹی میں ہر ۲۵ میں سے ایک ممبر پوری طرح صرف پارٹی کے کاموں میں مصروف تھا۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کے وجود کے پہلے دو سالوں میں ہی اس کا عملہ ۳۰ افراد سے بڑھ کر ۶۰۲ افراد تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے علاوہ ایک سو چالیس افراد چوکیداری اور پیغام رسانی کے کام پر لگے ہوئے تھے (۶)۔ اس کی ذمہ داریوں میں پارٹی کے عہدیداروں میں تقسیم کار اور ان کو متحرک رکھنا، ذمہ دار ہدایت کاروں کے ذریعہ پارٹی کی مقامی اور علاقائی تنظیموں کی دیکھ بھال کرنا، اور پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کی تمام تحریکوں کی رہنمائی کرنا شامل تھیں۔ اس کے علاوہ کچھ مخصوص شعبے اور بھی بنائے گئے جن کے سپرد دیہی علاقوں، عورتوں اور مختلف قومی اقلیتوں میں پارٹی کے کام کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنا تھا۔ اگست ۱۹۲۲ء کو بارھویں پارٹی کانفرنس کے

سامنے پارٹی کے عہدیداروں کو جو فہرست پیش کی گئی اس میں پارٹی کے ذمہ دار کارکنوں کی کل تعداد ۱۵ ہزار تین سو پچیس تھی (۷)۔

پارٹی میں شعبہ داری پھیلنے کے کچھ ناگزیر اثرات اور نتائج بھی لازمی تھے۔ اب مختلف معاملات میں پارٹی کا لائحہ عمل بھی اسی آلہ کار کے رجحانات کے مطابق متعین ہوتا۔ ظاہر ہے کہ پارٹی کا وہ معمولی ممبر بھی جو فیکٹری یا حکومت کے کسی محکمے کا ملازم ہو، اس کے مقابلے میں یہ کارکن پارٹی سے زیادہ قریب ہوتا۔ اور اس کی حیثیت کہیں بہتر ہوتی جو اپنا پورا وقت پارٹی کے کاموں میں وقف کئے ہوئے تھا۔ صرف پارٹی اور اس کے کاموں پر توجہ مرکوز رکھنے سے اس کے عہدیداروں کو ایک نئی امنگ، جوش، کام کرنے کی نئی نئی راہیں اور ان پر پورا قابو حاصل ہوجاتا۔ پارٹی میں عہدوں کی درجاتی تقسیم کی وجہ سے ہر ہر درجہ میں اختیارات اور ذمہ داریوں کی درجہ بدرجہ تقسیم اور اونچ نیچ صاف نظر آنے لگی تھی۔ سب سے پہلے پارٹی کانفرنس یا کانگریس سے برائے نام چنی ہوئی مختلف کمیٹیوں کو اختیارات منتقل کئے جاتے پھر مختلف کمیٹی سے یہ اختیارات پارٹی کے سکریٹریوں کو ملتے۔ جو بظاہر پالیسیوں پر عمل کروانے کے ذمہ دار ہوتے یہ سکریٹری جب تک خود اپنے علاقوں سے منتخب کئے جاتے اور اپنی علاقائی تنظیموں کے سامنے جواب دہ ہوتے اس وقت تک پارٹی کے ڈھانچے کو کم از کم نیم وفاقی ضرور کہا جاسکتا تھا۔ اور اس وقت تک خودمختاری کے تصورات اور اختلاف رائے رکھنے والی طاقتیں بھی اپنی آوازیں ضرور اٹھا سکتی تھیں لیکن جیسے جیسے ان مقامی سکریٹریوں کو مرکزی آلہ کار میں ضم کیا گیا اور یہ لوگ اپنے عہدوں اور ترقیوں کے لئے مرکزی آلہ کار پر منحصر ہوتے چلے گئے ویسے ویسے ہی سکریٹریوں اور افسروں کا یہ عملہ باقاعدہ طور پر ایک ممتاز گروپ کی حیثیت اختیار کرتا چلا گیا جس کے خود اپنے بھی کچھ مفادات تھے۔ اب اپنی حیثیت کو برقرار رکھنا اور اپنے اختیارات میں توسیع کرتے رہنا بذات خود ایک الگ مقصد بن گیا۔ اس گروپ میں اتحاد، مضبوطی اور یک جہتی برقرار رکھنے کی یہ خواہش باہمی مفادات کے تصور سے اور مضبوط ہوئی اور حاصل شدہ مراعات پر بلند پار حملوں سے اس میں شدت بھی بڑھی۔ ایک طرف جنرل سکریٹری کا اپنا اثر و اختیار تیزی سے

بڑھ رہا تھا۔ ہر ایسا عمل جس کے ذریعہ اسکے اثر کو کسی قدر محدود کرنے کی کوشش کی جاتی اُسے خود اس آلہ کار کے اختیارات کے خلاف ایک کوشش مان لیا جاتا۔ پارٹی کے عہدیدار گروپ اور جنرل سکریٹری کے مقاصد اور خواہشات میں یکسانیت اور یک جہتی دکھلانا۔ جنرل سکریٹری کو پارٹی کا بے مثل لیڈر منوانے کے لئے ایک کامیاب راہ تھی۔

پارٹی کے ایک ایسے آلہ کار کو جنم دینا جس پر پوری گرفت رکھی جاسکے اور اُسے ایک باضابطہ شکل دینے کے اہم کام کو دو ذریعوں سے پورا کیا گیا۔ (۱) مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ جسے آ گ بیورو کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا اور (۲) مرکزی اور علاقائی کنٹرول کمیشن جنھیں سب سے پہلے ۱۹۲۰ء میں قائم کیا گیا تھا تاکہ یہ پارٹی آلہ کار کے خلاف "شکایتیں" سن سکے۔ لیکن جلدی ہی ان کو ایسے شعبوں میں تبدیل کر دیا گیا جن کے ذریعہ پارٹی کے نظم و ضبط کو مسلط کرنیکا کام لیا گیا اور انھیں پارٹی کے خلاف تنقید کرنے والوں کا منھ بند کرنے میں استعمال کیا جانے لگا۔ علاقائی پارٹی تنظیموں اور اس کے عہدیداروں پر نگہداشت کی ذمہ داریوں سے مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کا اہم ترین کردار اُبھر آیا۔ ۱۹۲۰ء میں اس سکریٹریٹ کا ایک مخصوص شعبہ۔ حسابات اور تقرری کا شعبہ (Uchraspred) اور قائم کیا گیا جس کے فرائض تھے "پارٹی کے ممبروں کا تقرر، تبادلے اور ان کو جمع کرکے مختلف کاموں پر لگانا" (۸)۔ خانہ جنگی اور اس کے فوراً بعد کے زمانے تک مرکزی آلہ کار خود کو صرف عوام کو جمع کر کے مختلف کاموں پر متعین کرنے کے کام میں ہی مصروف رہا۔ جب کسی خاص کام کے لئے پارٹی کے ممبروں کی کوئی بڑی تعداد درکار ہوتی تو علاقائی پارٹی تنظیموں کو مقررہ تعداد میں کارکن فراہم کرنے کا کام سپرد کر دیا جاتا۔ یہ اصول پہلے سے ہی قائم ہو چکا تھا کہ پارٹی کے کارکن پوری طرح مرکزی احکامات کے پابند ہیں۔ جس وقت بھی ضرورت ہو تو انھیں بلایا جاسکتا اور کسی بھی جگہ ضرورت کے مطابق ہر قسم کے کام پر انھیں مقرر کیا جاسکتا تھا۔

خانہ جنگی کے خاتمے کے کچھ عرصے بعد ہی عوام کو جمع کرنے اور انھیں مختلف کاموں پر متعین کئے جانے کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ مارچ ۱۹۲۲ء سے اپریل ۱۹۲۳ء

کے درمیانی وقفے کی مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا، "عمومی طور پر لوگوں کو جمع کرکے کاموں کو متعین کرنے کا دور جس پر پچھلے دو سے چار سال کے عرصے میں تمام تر توجہ مرکوز تھی، اب ایک نئے دور میں بدل گیا جس میں پارٹی کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کرلیا گیا ہے۔ (پارٹی) کے کارکنوں کے مختلف درجوں کی تربیت اور ان کی ترقیاں اور ان کو متعین کرنے کے سلسلے میں تمام مسئلوں پر پارٹی کی سخت ترین ہدایات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے" (۹) تقرری کے سلسلے میں اس حسابات اور تقرری کے شعبے (Uchraspred) نے سب سے پہلے پارٹی کی عہدوں پر توجہ دی۔ پارٹی کے اعلیٰ ترین عہدوں پر تقرری کے کام آرگ بیورو کے دائرہ عمل میں آتا تھا۔ ایسے معاملوں میں سکریٹریٹ تقرر کرنے کے بجائے صرف سفارش کرتا تھا۔ لیکن نچلے عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں سکریٹریٹ کے اختیارات زیادہ وسیع تھے۔ انتخابات کی قانونی حیثیت اب بھی باقی رکھی گئی تھی لیکن حقیقت میں سکریٹریٹ کی "سفارشات" ایک طرح کے فرمان سے کم نہ ہوتی تھی۔

۱۹۲۳ء تک اس کی پہنچ ضلع کی پارٹی کے عملے تک ہوگئی۔ اپریل ۱۹۲۳ء کی بارہویں پارٹی کانگریس میں شعبۂ حسابات اور تقرری کی رپورٹ میں بیان کیا گیا تھا کہ گذشتہ سال میں دس ہزار سے زیادہ لوگوں کا تقرر کیا گیا ان میں آدھے سے زیادہ تقرر ذمہ دار افسروں کے تھے (۱۰)۔ اسٹالن نے کانگریس کے سامنے اپنی تنظیمی رپورٹ میں شعبہ حسابات اور تقرری کی عمل داری کی حدوں کو چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اس نے ظاہر کردیا کہ یہ شعبہ اپنے حلقۂ اختیار کو حکومت کے آلۂ کار میں بھی بڑھا رہا ہے۔ اور اہم معاشی اور انتظامیہ عہدوں پر بھی تقرر کر رہا ہے (۱۱)۔ مقامی تنظیموں پر پوری گرفت اور ان کو مکمل نظم وضبط میں رکھنے کے لئے تنظیمی ہدایتی شعبے نے "ذمہ دار ہدایت کاروں" کا پورا ایک دستہ تیار کیا تھا جس کے افراد پابندی کے ساتھ اپنے مقررہ علاقوں میں جاتے تھے، صوبائی پارٹیوں کی کانفرنس اور کمیٹیوں کے جلسوں میں شرکت کرتے تھے، مرکز سے جاری کی گئی ہدایتیں ان کو پہنچاتے تھے اور ان تنظیموں کی کارگذاری کی رپورٹیں مرکز کو پہنچاتے تھے۔ ایسی مقامی تنظیموں کے لئے جو ان ہدایات کو ماننے میں کسی قدر پس وپیش کا اظہار کرتی تھیں یا مرکز کی ہدایات

ماننے سے انکار کر دیتی تھیں، مرکزی کمیٹی کی طرف سے مکمل اختیارات کے ساتھ کچھ "ہدایت کار" بھیجے جاتے تھے ان کے پاس ان مقامی تنظیموں کے ان فیصلوں کو ویٹو کرنے کا حق بھی ہوتا تھا جو پارٹی اور سوویت کے کاموں میں رخنہ پیدا کر سکتے تھے"۔ پارٹی کے مقامی کارکنوں کے درمیان تعلق اور ربط وضبط رکھنے کے لئے کبھی کبھی ماسکو میں ان کی کانفرنسیں منعقد ہوتیں۔ مختلف علاقوں سے تحریری رپورٹوں کا ایک مستقل سلسلہ قائم کیا گیا اور ایسا انتظام کیا گیا کہ صوبائی سکریٹری اور تنظیمی ہدایتی شعبے کے مقامی سربراہ بار بار ماسکو میں آتے رہیں تاکہ وہ اپنی کارگذاریوں کی زبانی رپورٹ بھی پیش کرتے رہیں (۱۲)۔

زیادہ دور کے صوبوں پر تسلط کو مضبوط رکھنے کی غرض سے ۱۹۲۰ء میں سکریٹریٹ میں "خطوں کے بیورو" کے نام سے کچھ ادارے قائم کئے گئے۔ تاکہ مختلف صوبوں (Gubernija) اور مرکز کے درمیان ایک اور زینہ موجود رہے۔ خطوں کے بیورو نے پارٹی آلۂ کار پر اسٹالن کے تسلط کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں بہت اہم خدمات انجام دیں۔

دوری عام طور پر آزادی اور خود مختاری کی روح میں اضافہ کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ دباؤ اور پارٹی میں بار بار صفائی کے حملوں سے بہت سی رکاوٹوں پر قابو حاصل کیا گیا اور آخر کار دور افتادہ صوبے جو خطوں کے بیورو کے زیر اثر تھے وہی اسٹالن کے آلۂ کار کے مضبوط ترین گڑھ ثابت ہوئے۔

کنٹرول کمیشنوں کا جال جو ۱۹۲۰ء کے بعد بہت تیزی سے پھیلا اس نے پارٹی کے آلۂ کار کی طاقت کو مضبوط کرنے میں بھی بڑی اہم مدد پہنچائی۔ اس سلسلے میں ایک عجیب ستم ظریفی یہ تھی کہ وہ بنیادی تحریک جس نے کنٹرول کمیشنوں کو جنم دیا وہ "مزدور مخالفت" اور "مرکزی جمہوریت پسند" گروپوں کی طرف سے پیدا ہوئی تھی یہ گروپ کوئی ایسا طریقہ تلاش کرنا چاہتے تھے جس کے ذریعے پارٹی کو افسر شاہی عناصر کی لعنت سے محفوظ رکھا جا سکے۔ ۱۹۲۰ء میں جو کچھ ابتدائی صورت میں اس کے متعلق سوچا گیا تھا وہ صرف اتنا تھا کہ کنٹرول کمیشن جو مرکزی کمیٹی سے ملحق ہوگا۔ اس میں پارٹی کی اہم مقامی تنظیموں کے ایسے نمائندے

اکثریت میں ہوں گے جنھیں صوبائی پارٹی کانفرنسوں میں منتخب کیا گیا ہوگا۔ اور اس کے مقابلے میں وہ کنٹرول کمیشن جو صوبائی پارٹی کمیٹیوں سے ملحق ہوں گے ان کے نمائندوں کو مقامی طور پر منتخب کیا جائے گا۔ اور یہ کمیشن مرکزی پارٹی کے شعبوں کے تسلط سے بالکل آزاد ہوں گے (۱۳) اس طرح حزبِ مخالف کی امید تھی کہ یہ کنٹرول کمیشن کچھ ایسے آزاد مرکز بن جائیں گے جن کے ذریعہ افسر شاہی کی بدعملیوں اور کج رویوں کو منظرِ عام پر لایا جا سکے گا۔

لیکن تمام امیدیں ناامیدی میں بدل گئیں۔ شروع سے ہی ان کنٹرول کمیشنوں میں مختلف علاقے کے سکریٹریوں نے جو مرکز کی طرف سے منتخب کئے جاتے تھے روڑے اٹکائے اور مخالفت شروع کر دی جو لوگ ان میں مقرر کئے گئے ان میں نہ وہ مضبوطی تھی نہ وہ وقعت و حیثیت کہ وہ اپنی غیر معین طاقت کو استعمال کر سکیں۔ چنانچہ جلد ہی انھیں پارٹی سکریٹریٹ کی مشین کے پرزوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۱۹۲۱ء کی دسویں پارٹی کانگریس میں کنٹرول کمیشنوں کے مقاصد کو نئے طریقے سے متعین کیا گیا۔ اب ان کی اہم ترین ذمہ داری "پارٹی کے اقتدار اور اتحاد کا استحکام" (۱۴) ہو گئی۔ اور ان کی ساری طاقت پارٹی میں مخالفت کو کچل ڈالنے میں صرف کی گئی کبھی کبھی ان کمیشنوں نے ایک عدالت کے فرائض بھی انجام دئے جب کسی ممبر پر پارٹی احکامات کی حکم عدولی کے الزامات عائد کئے جاتے تو ان کمیشنوں کے سپرد اپیلیں سننے کے فرائض بھی ہوتے۔ ۱۹۲۲ء میں گیارہویں پارٹی کانگریس میں مرکزی کنٹرول کمیشن کے حلقۂ اختیار کو اور بڑھا دیا گیا۔ اب وہ مقامی کنٹرول کمیشنوں کی ہدایت اور ان کی دیکھ بھال کے فرائض بھی انجام دینا تھا (۱۵)۔ اس عمل کا اثر یہی ہوا کہ علاقائی کمیشن مکمل طور پر مرکز کے زیرِ اثر ہو گئے اور پارٹی کی تنظیم میں انھیں انحراف اور بغاوت کی پناہ گاہ بننے سے بچا لیا گیا۔ مرکزی کنٹرول کمیشن پر گرفت مضبوط کر لینے کے بعد اب جنرل سکریٹری اس بات پر کامل یقین رکھ سکتا تھا کہ پارٹی کی پوری مشین ہر طرح سے اس کے شکنجے میں ہے۔

۱۰۔ اسٹالن کا آلۂ کار

پارٹی آلۂ کار پر مکمل اختیار اور پورا قبضہ ہی وہ سب سے بڑی طاقت تھی جس نے اسٹالن کو عظیم ترین طاقت تک پہنچا دیا۔ آرگ بیورو اور جنرل سکریٹری کی اہم جگہ کے حصول کے ذریعے اسٹالن پارٹی میں گذشتہ روپوش کارکنوں کا ایک ایسا آلۂ کار تیار کر لینے میں کامیاب ہو گیا جس نے خود پارٹی کے معاملات میں فیصلہ کن حیثیت حاصل کر لی۔ ظاہر ہے کہ ابتداء میں یہ مشین اتنی مضبوط نہیں تھی جتنی آگے چل کر اُسے بنا دیا گیا۔ لیکن اقتدار کی جدوجہد میں دوسرے خلیفوں کے پاس جو کچھ موجود تھا اس کے مقابلے میں یہ طاقت بھی کافی سے زیادہ تھی اور اسی مقصد سے اسے جنم دیا گیا تھا۔ سکریٹریوں کے اس نئے زینے کی مدد سے اسٹالن اپنے حلقۂ اقتدار کو بآسانی پارٹی کی مقامی تنظیموں میں پھیلا یا جا سکتا تھا اور پارٹی کانگریسوں اور کانفرنسوں میں "وفادار" قسم کے نمائندے منتخب ہونے کا یقین کر سکتا تھا۔ پولٹ بیورو میں زینیو وا اور کامینیو سے مل کر اس نے ٹراٹسکی کو الگ کر دینے میں کامیابی حاصل کر لی اور کم از کم وقتی طور پر اس مثلث کے دو ساتھیوں کی مخالفت کو بے اثر کر دیا۔

اسٹالن کی طاقت پارٹی آلۂ کار میں جم چکی تھی۔ طاقت کے وہ مرکز جنہوں نے ایسی جدوجہد کی ابتداء میں اسٹالن کے تسلط کا اثر سب سے کم قبول کیا تھا وہ مرکزی کمیٹی اور پولٹ بیورو میں تھے اور یہی شعبے پارٹی کی پالیسی متعین کرتے تھے۔ لہٰذا اس کے سامنے اب اہم ترین مسئلہ یہی تھا کہ پارٹی کے ادنیٰ شعبوں میں اثر وہ حاصل کر چکا تھا اسے کسی طرح پارٹی کے اونچے اور پالیسی بنانے والے شعبوں میں بھی حاصل کر لے۔ یہ کام بہت آسان نہیں تھا۔ اسٹالن نے اس کا حل اس طرح تلاش کرنے کی کوشش کی کہ خود مرکزی کمیٹی کی ہی توسیع کر دی جائے۔ جواز یہ تھا کہ پارٹی کی اعلیٰ کونسلوں میں نیا خون اور نیے ذہن بڑھا کر اور مختلف علاقوں کے اچھے کارکنوں کو ترقی دے کر مرکز میں لے آنے سے پارٹی

کو فائدہ پہونچے گا۔ حالاں کہ مثلث کے دو باقی ساتھی اس خطرے کو آسانی سے محسوس کر سکتے تھے۔ جو مرکزی کمیٹی میں اسٹالن کے حامیوں کے اضافے سے پیدا ہو سکتا تھا لیکن چوں کہ وہ اسٹالن کے مقابلے میں ٹراٹسکی سے زیادہ خوفزدہ تھے یا پھر ممکن ہے وہ اپنے اس نئے ساتھی کے مقابلے میں اپنی ترکیبوں اور چالوں پر ضرورت سے زیادہ اعتماد رکھتے ہوں۔ بہر حال کسی بھی وجہ سے ان دونوں نے بادلِ ناخواستہ اسے منظور کر لیا۔ ۱۹۲۱ء میں دسویں پارٹی کانگریس میں مرکزی کمیٹی میں ۲۵ ممبر اور ۱۵ اُمیدوار تھے۔ لیکن ۱۹۲۳ء کی بارہویں کانگریس میں ان کی تعداد بڑھ کر ۴۰ ممبر اور ۱۰ امیدواروں تک پہونچ گئی۔ ان ۸ گذشتہ امیدواروں میں سے جنہیں ۱۹۲۳ء میں باقاعدہ ممبر بنایا گیا، ۷ اسٹالن کے زبردست حامی تھے۔ آٹھواں ممبر پیاتاکوو ٹراٹسکی کا حامی تھا۔ دوسری طرف ان آٹھ ممبروں میں سے جو اس سے پہلے اُمیدوار نہیں رہے تھے، (۱۶) چار نے خود کو اسٹالن کا ساتھی ظاہر کیا اور باقی چار زینیوو اور کامینو و کے ساتھی قرار پائے۔ نئے ۱۴ امیدواروں میں سے تقریباً تمام ہی پارٹی کے ایسے کارکن تھے جنہیں اسٹالن کی وفاداری کے صلے میں یہ اعزاز بخشا گیا تھا۔ اس حکمتِ عمل کے نتیجے میں کانگریس کی ووٹوں کی تعداد میں اسٹالن کی اکثریت ہوگئی اور خود مرکزی کمیٹی میں بھی اس کا پلّہ بھاری ہوگیا۔ اسٹالن کا اگلا قدم یہ تھا کہ اس نے مرکزی کمیٹی کو پولٹ بیورو سے بھڑا دیا۔ بارہویں کانگریس میں منظور شدہ تنظیمی قرارداد میں پولٹ بیورو پر اعتراض کیا گیا تھا اور اس نے اپنے فیصلوں میں مرکزی کمیٹی سے رائے نہیں لی۔ اب پولٹ بیورو کو ہدایت کی گئی کہ تمام بنیادی مسئلوں کو مرکزی کمیٹی کے پلینم کے سامنے بحث و مباحثہ کے لئے پیش کیا جائے (۱۷)۔ مرکزی کمیٹی میں موجود پیشواؤں کی نسل جواب تک پارٹی کی رہنمائی پر غالب تھی اس کے خلاف اسٹالن نے توسیع شدہ مرکزی کمیٹی کے خصوصی اختیارات کے محافظ کا روپ اپنایا۔ اس کے اثر سے پارٹی میں بائیں بازو کے اُن ممبروں سے جواب بھی پارٹی کے اندر جمہوریت کی حفاظت کرنا چاہتے تھے، اور کانگریس میں نمائندوں کی حیثیت سے موجود تھے، اسٹالن نے تحسین و آفرین بھی حاصل کیا (۱۸)۔

اسٹالن نے اقتدار کے لیئے اپنی کوششوں کو مرکزی کمیٹی پر ضرور مرکوز کر رکھا تھا لیکن اس نے دوسرے ذرائع کو بھی یکسر نظر انداز نہیں کر دیا تھا۔

بارہویں کانگریس کے بعد پولٹ بیورو میں جو تبدیلی آئی، وہ صرف اتنی تھی کہ روڈزوٹاک (Rudzutak) کو امیدوار ممبر کی حیثیت سے شامل کرلیا گیا۔ اور روڈزوٹاک اسٹالن کا زبردست حامی تھا۔ اسی کانگریس میں ہی مرکزی کنٹرول کمیشن کو بھی توسیع دی گئی اور اس کے ممبروں کی تعداد سات سے بڑھ کر پچاس تک پہونچ گئی۔ ۹ ممبروں کو مشتمل اس کے پریسیڈیم کو یہ بھی اجازت دے دی گئی کہ وہ مرکزی کمیٹی کی میٹنگوں میں بھی شرکت کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پریسیڈیم کے تین نمائندوں کو پولٹ بیورو کے جلسوں میں شرکت کا بھی حق دے دیا گیا۔ کوئی بیاشیو (Kubyashev) جس کو مرکزی کنٹرول کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا وہ اسٹالن کے قریب ترین ساتھیوں میں سے تھا۔ اس کے علاوہ پریسیڈیم میں یاروسلاوسکی، سولٹز (Soltz) اور شکیریاٹو جیسے اسٹالن کے حمایتی موجود تھے۔ چنانچہ اسٹالن نے پارٹی کی طاقت کے تمام اہم مرکزوں میں اپنی حیثیت پوری طرح مضبوط کرلی تھی۔ اس کے مقابلے میں پارٹی میں زینیوو کی طاقت زیادہ تر لینن گراڈ کی تنظیموں اور کومنٹرن میں ہی مرکوز تھی۔ ماسکو پارٹی تنظیم میں کامینیو کا اثر کافی تھا۔ ٹراٹسکی کے حامیوں کا حلقہ خاص طور پر فوج اور حکومت کے انتظامیہ میں پھیلا ہوا تھا۔ انقلابی رہنماؤں میں حیثیت اور وقعت کے اعتبار سے صرف لینن ہی اس سے اوپر تھا، لیکن پارٹی کے گذشتہ روپوش ممبروں میں اس کا اثر نسبتاً کم تھا۔ اس حلقے کی تمام تر امیدیں اور وفاداری ہی صرف اسٹالن پر مرکوز تھی اور مجموعی طور پر پارٹی آلۂ کار کے بھی ایسے نمائندے کہے جا سکتے تھے جن کا اثر پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا۔

ٹراٹسکی کے خوف سے زینوویو، کامینیو اور اسٹالن کی یہ مثلث پولٹ بیورو میں خواہ بد دلی کے ساتھ ہی سہی لیکن متحد ضرور تھی۔ لیکن ۱۹۲۳ء کے موسم گرما تک اس گٹھ جوڑ میں تناؤ کا احساس صاف طور پر نظر آنے لگا۔ خاص طور پر زینوویو اسٹالن کے بڑھتے ہوئے اثر سے کافی چوکنا ہو رہا تھا۔

جیسا کہ اس نے چودھویں پارٹی کانگریس میں بعد میں ظاہر کیا تھا۔ وہ اسٹالن کی بڑھتی ہوئی طاقت کو محدود کرنے کے لئے دو منصوبوں کے درمیان فیصلہ کرنا چاہتا تھا (۱۹)۔ پہلا منصوبہ یہ تھا کہ سکریٹریٹ کی حیثیت بدل دی جائے۔ یہ صرف تکنیکی خدمات انجام دینے کے لئے ایک آلۂ کار رہ جائے جسے تقرر کرنے کا حق نہ ہو۔ دوسرا یہ تھا کہ سکریٹریٹ کو بھی سیاست میں ڈھکیل دیا جائے جس کا طریقہ یہ ہو کہ یہ پولٹ بیورو کے تین ممبروں کے سامنے جوابدہ ہو۔ اس کے دو ممبر اسٹالن اور ٹراٹسکی ہوں اور تیسرا کامینیو، بخارن یا دہ خود ہو۔ زینوویو نے بڑے سازشی انداز میں اپنے خیالات کا اظہار بخارن وار شیلوو، اورڈجونی کڈ (Ordjonikidze) لاشے وچ اور ایوڈوکشمو و کے سامنے ستمبر ۱۹۲۳ء کو کسلوو ڈسک (Kislovodsk) کے ایک غار میں منعقد خفیہ مشاورتی کانفرنس میں کیا۔ اس کانفرنس کے بعد اس نے ایک قرارداد تیار کی جسے اسٹالن تک پہنچانے کا کام اورا ورڈجونی کڈ کے سپرد کیا گیا۔ بعد میں زینوویو کے اپنے بیان کے مطابق ــ "کامریڈ اسٹالن نے ایک تار کے ذریعے کو درا مگر دوستانہ جواب دیا۔ آخر میں یہ طے پایا کہ ہم سکریٹریٹ کو ویسا کا ویسا ہی رہنے دیں گے لیکن تنظیمی اور سیاسی کاموں میں تال میل پیدا کرنے کی غرض سے ہم پولٹ بیورو کے تین ممبر آگ بیورو میں شامل کریں..... کامریڈ اسٹالن کی یہ تجویز کوئی بہت عملی تجویز تو نہیں تھی لیکن ہم نے اسے منظور کر لیا۔ ہم نے پولٹ بیورو کے تین ممبروں کو آگ بیورو میں داخل کر لیا۔ یہ تین ممبر کامریڈ ٹراٹسکی، کامریڈ بخارن اور میں خود تھے۔ میں نے آگ بیورو کی میٹنگ میں شرکت کی۔ شاید ایک یا دو بار، کامریڈ بخارن اور کامریڈ ٹراٹسکی شاید ایک بار بھی نہیں آئے۔ اس سے کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا" (۲۰)۔

چوں کہ اس وقت بخارن اور ٹراٹسکی میں سے کوئی بھی زینوویو کے ساتھ شامل ہونے کے لئے تیار نہیں تھا، اس لئے پارٹی کے آلۂ کار پر اسٹالن کا تسلط بلا شرکت غیرے قائم رہا۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں ٹراٹسکی نے فیصلہ کیا کہ

اس مثلث کے گٹھ جوڑ پر عوام کے سامنے کھل کر حملہ کیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے تینوں فریق خود اپنی حفاظت کے خیال سے اور قریب آ گئے اس وقت تک یہ بات بھی بالکل کھل کر سامنے آ چکی تھی کہ ان تینوں میں اسٹالن غالب فریق ہے اور زینو ویو اور کامینو اس پر منحصر ہیں اور صرف اس کے حمایتی ہی ہیں۔ ٹراٹسکی پارٹی کے آلۂ کار پر اسٹالن کے اتنے مضبوط تسلط کے سامنے صرف زور بیان اور ادبی اور تحریری کامیابیاں ہی حاصل کر سکا اور تحریری میدان میں بھی یہ کامیابی بہت محدود ہو کر رہ گئی چوں کہ اس کے بروشیور بیاراستہ (۱۱) (رسالہ پمفلٹ) کی تقسیم پر پارٹی کے آلۂ کار نے پابندی عائد کر دی تھی۔

تیرہویں کانگریس میں جولائی ۱۹۲۴ء میں لینن کی موت کے فوراً بعد منعقد ہوئی اسٹالن نے پارٹی آلۂ کار پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ مرکزی کمیٹی کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا اور کل تریپّن ممبر اور چونتیس امیدوار کر دیئے گئے۔ اس سے پارٹی کے وفادار افسروں کو صلہ دینے کا ایک اور موقع اسٹالن کے ہاتھ آ گیا اور انھیں اونچے عہدوں پر فائز کر دیا گیا (۲۲)۔ مرکزی کنٹرول کمیشن کے ممبروں کی تعداد پچاس سے بڑھا کر ۱۵۱ کر دی گئی۔ یہاں بھی پارٹی کے آلۂ کار میں اہم خدمات انجام دینے والوں کو ممتاز سمجھا گیا اور اس سلسلے میں ان کے نئے تقرر میں آسانی ہوئی۔ کوئی بیشیو کو مرکزی کنٹرول کمیشن کی سربراہی پر ہی بحال رکھا گیا۔ تاکہ اس کی کارگزاریوں پر اسٹالن کی گرفت یقینی رہے (۲۳)۔ لینن کی موت کی وجہ سے پولٹ بیورو میں جو جگہ خالی ہوئی تھی اس پر بخارن کو امیدوار سے ترقی دے کر باقاعدہ ممبر مقرر کیا گیا۔ اب پولٹ بیورو میں اسٹالن کی حیثیت پوری طرح محفوظ تھی۔ اگر ایک طرف ٹراٹسکی مخالفت کر رہا تھا تو دوسری طرف زینیو ویو اور کامینیوس کے ساتھی تھے اور رائیکوو، ٹامسکی اور بخارن کو اسٹالن کی قیادت کو ماننے والوں میں گنا جا سکتا تھا۔ کالینن (Kalinin) مولوٹوو اور روڈزوٹاک، جو اسٹالن کے زبردست حامی تھے انھیں امیدواروں کی حیثیت سے رکھا گیا۔ اس موقع پر جو تین ممبر بڑھائے گئے تھے

ان میں سے زنیوزنسکی اور فرونزے اسٹالن کے ساتھیوں میں سے تھے۔ صرف سوکولینکو نے خود کو زینوویو کے ساتھ ملحق کیا تھا۔

حالاں کہ تیرہویں کانگریس کے بعد ہی سے اسٹالن اور اس کے گٹھ جوڑ کے دو ساتھیوں درمیان خلا نظر آنے لگی تھی، لیکن ٹراٹسکی سے ان تینوں کی مخالفت کے زیر اثر وقتی صلح کر کے ایک نازک سے رشتے نے انھیں جوڑ رکھا تھا۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اکتوبر کے دیئے ہوئے سبق" کی اشاعت کے ساتھ ٹراٹسکی نے پھر ایک وار کیا۔ اس پمفلٹ میں ۱۹۱۷ء میں زینوویو اور کامینیو کا جو کردار رہا تھا اسے یاد دلا کر پارٹی کی حیثیت سے ان کی حیثیت پر حملہ کیا گیا تھا۔ اس کی تحریک خود زینوویو اور کامینیو کی ان تنقیدوں سے ہوئی تھی جو ان دونوں نے ٹراٹسکی کے خلاف کی تھیں اور ٹراٹسکی نے اس سے بڑی تلخی محسوس کی تھی۔ لیکن ٹراٹسکی کی اپنی حیثیت کا جہاں تک مضبوط کرنے کا سوال ہے اس لحاظ سے یہ سیاسی چال خود اس کے لیے بہت تباہ کن ثابت ہوئی۔ حالاں کہ اس نے زینوویو اور کامینیو کی بدنامی کا مقصد تو ضرور پورا کیا لیکن اس کی وجہ سے یہ دونوں اسٹالن کے اور زیادہ دست نگر ہو گئے۔ ٹراٹسکی سے اس کا بدلہ چکانے کی خواہش کچھ اور بھڑک گئی۔ لیکن اسٹالن کی اپنی حیثیت بہر حال ویسی رہی۔ اسٹالن نے ٹراٹسکی کے اس حملے کے خلاف اپنے ساتھیوں کی پشت پناہی ضرور کی مگر بہت سکون اور خاموشی کے ساتھ اور اس سے خود اس کے اپنے مقصد کو فائدہ حاصل ہوا۔ اس نے زینوویو اور کامینیو کی اس مانگ کو کہ ٹراٹسکی کو مرکزی کمیٹی اور پولٹ بیورو بلکہ خود پارٹی سے نکال دیا جائے۔ دبا یا لیکن اس نے ان دونوں کی حمایت سے اتنا فائدہ ضرور اُٹھایا کہ ٹراٹسکی کو جنگ کے کے عہدے سے برطرف کر دیا (۲۴)۔

اس طرح زینوویو اور کامینیو کی حیثیت میں کچھ گراوٹ پیدا ہوئی اور اسٹالن کی حیثیت میں کچھ اضافہ ہوا۔ ان دونوں نے اپنی کھوئی ہوئی حیثیت پھر حاصل کرنے کیلئے ایک ریاکارانہ کوشش اور کی۔ سیکریٹریت میں خالی ہوئی جگہ کے لئے اس اُمید پر ان دونوں نے اسٹالن کا نام پیش کیا کہ اس طرح جنرل سکریٹری کے عہدے سے اسٹالن ہٹایا جا سکے گا (۲۵) اسٹالن نے یہ پیش کش ٹھکرا دی اور اس جگہ پر فرونزے کو مقرر کر دیا۔ کچھ ہی عرصے بعد فرونزے کی موت کے بعد وارشیلوو کو اس جگہ پر

مقرر کر دیا گیا، یہ بھی اسٹالن کے ساتھیوں میں سے تھا۔ خود پولٹ بیورو میں بھی اب زینو ویو اور کامینیو خود کو بالکل الگ تھلگ اور ہر طرف سے کٹا ہوا محسوس کرنے لگے تھے۔ اسٹالن اب اپنی اکثریت کے لئے مجارن ٹامسکی اور رائیکوو کی طرف جھک گیا تھا سکریٹریٹ کا عملہ بھی اب پوری طرح اسٹالن کے قابو میں تھا۔ زینو ویو اور کامینیو کے پاس اب صرف دو راستے تھے یا وہ اپنی حیثیت کو دوسرے درجے پر مان لیں۔ اور یا پھر اپنی کھوئی ہوئی جگہ کے لئے لڑتے رہیں۔

ان دونوں نے جنگ کے راستے کو اپنایا۔ حالات بہت امید افزا نہ تھے زینو ویو اور کامینیو پولٹ بیورو میں اقلیت میں تھے اور مرکزی کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن میں بھی انہیں مٹھی بھر ممبروں کی حمایت حاصل تھی۔ ٹراٹسکی اب بھی ان سے کٹا ہوا اکیلا ایک طرف کھڑا تھا۔ جو کچھ طاقت اب ان کے پاس باقی تھی وہ لینن گراڈ پارٹی تنظیم میں زینو ویو کی مضبوط گرفت تھی اور یہ امید تھی کہ وہ ماسکو کی پارٹی تنظیم کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیں گے۔ کامینیو اور زینو ویو نے ہی اس تحریک کی ابتدا کی تھی کہ یوگلانوو (Uglanov) کو نزنی نووگورڈ [Nazhnino-Vgorod] سے ہٹا کر پارٹی سکریٹری کی حیثیت سے ماسکو لایا جائے ان کا خیال تھا کہ وہ اس کی حمایت حاصل کر کے وہ ماسکو پارٹی تنظیم کو اپنے ساتھ شامل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر یوگلانوو بہت کمزور سہارا ثابت ہوا اور اسٹالن کا طرف دار ہو گیا (۲۶)۔ نتیجے میں دسمبر ۱۹۲۵ء کی چودھویں کانگریس میں زینو ویو اور کامینیو اپنے ساتھ لینن گراڈ کے مضبوط حمایتی گروپ کے ساتھ ضرور داخل ہوئے لیکن ان کے پاس کسی اور جگہ کے ووٹ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہی تھے۔ مرکزی کمیٹی کی طرف سے پیش کی گئی اسٹالن کی رپورٹ پر ۶۵ مخالف ووٹوں کے مقابلے میں ۵۵۹ کی زبردست اکثریت حاصل ہوئی (۲۷)۔ اور کانگریس کے تمام کاموں میں اسٹالن کے آلۂ کار کی گرفت ہر جگہ نظر آئی۔

کامینیو نے ٹراٹسکی سے کہا تھا "اتنا بھی کافی ہے کہ تم اور زینو ویو کم از کم ایک پلیٹ فارم پر نظر تو آئے۔ اب پارٹی کو ایک حقیقی مرکزی کمیٹی حاصل ہو جائے گی" (۲۸)۔ یہ بیان جسے ٹراٹسکی نے کامینیو سے منسوب کیا ہے اس سے صرف زور بیان پیر

ضرورت سے زیادہ اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ پارٹی میں موجود افسر شاہی نظام کی اصلی طاقت سے یہ لوگ کتنے بے خبر تھے اور انھیں جنیروں نے حزب مخالف کو ختم کر کے رکھ دیا۔ حزب مخالف بہت اچھے اور آزمودہ کار جنرلوں کا ایک مضبوط دستہ ضرور اپنے ساتھ جمع کر سکتا تھا لیکن یہ ایسے ہی جنرل تھے جن کی طاقت منتشر اور غیر منظم ہو چکی تھی اور جو کچھ موجود بھی تھی وہ بھی ادھر اُدھر سے وقتی ضرورت کے تحت جمع کر لی گئی تھی۔ اور اس کے برعکس ان کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے تھا جو پارٹی کے اہم شعبوں اور مقامی تنظیموں دونوں پر مکمل گرفت رکھتا تھا۔

اب جو جنگ اس کے بعد چلی اس میں دشمن برابر کی طاقت کے مالک نہیں تھے۔ حکومت اور پارٹی آلۂ کار کا بہترین تربیت یافتہ دستہ اسٹالن کی طرف تھا چنانچہ مخالفوں کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ (ملاحظہ ہو پانچواں باب) بائیں بازو کی مخالفت کو پوری طرح کچل کر اپنے راستے سے ہٹا چکنے کے بعد اسٹالن اب دائیں بازو کی طرف متوجہ ہو سکتا تھا۔ پندرہویں کانگریس کے فوراً بعد جو پولٹ بیورو منتخب ہوا وہ جلد ہی دو گروپوں میں بٹ گیا۔ مولوٹوو روڈزوٹاک، کوئی بیشیو وارشیلو اور کالینن اسٹالن کے ساتھی رہے اور رائیکو، ٹامسکی اور بخارن دائیں بازو کے مخالفین کی حیثیت سے سامنے آئے۔ ان لوگوں نے اسٹالن کی صنعتی اور زراعتی پروگرام کے سلسلے میں رہنمائی اور اس کی رفتار پر حملہ کیا۔ لیکن جب اسٹالن کے آلۂ کار سے دو بدو مقابلہ ہوا تو دائیں بازو کی مخالفت بھی بائیں بازو کی طرح بے اثر ثابت ہوئی۔

دائیں بازو کا یہ خواب کہ وہ فیصلہ کن طاقت حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا اس کے پیچھے بہت سے قیاسات تھے۔ سب سے پہلا خیال یہ تھا کہ پولٹ بیورو میں یہ لوگ مشیلو اور کالینن کو اپنی طرف توڑ لیں گے اس طرح ان کے پاس چار کے خلاف پانچ ممبروں کی طاقت ہو جائے گی لیکن یہ امید ایک دھوکا ثابت ہوئی۔ "اسٹالن ان پر کوئی خاص گرفت رکھتا ہے جس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا" (۲۹)۔ اس قول کو بعد میں بخارن سے منسوب کیا گیا۔ دائیں بازو کا خیال تھا کہ وہ ماسکو پارٹی تنظیم کی مکمل حمایت کر سکیں گے۔ ان کا خیال یہ بھی تھا

کہ اشتراکیت کے پروگرام کے خلاف پھیلی ہوئی بے چینی کے اثر سے مختلف صوبوں میں خود اسٹالن کے آلۂ کار کے لوگوں سے انھیں کافی مدد مل جائے گی۔ لیکن یہ امید عں بھی غلط ثابت ہوئیں۔ یوگلانوو، جو ماسکو پارٹی تنظیم کا سربراہ تھا اس نے ضرور دائیں بازو کا ساتھ دیا مگر وہ اپنے ماتحتوں پر پوری طرح قابو نہ رکھ سکا۔ اس سلسلے میں اسٹالن نے ماسکو کمیٹی اور کنٹرول کمیشن کے بڑے جلسے میں ڈرامائی انداز سے ایک ذاتی درخواست کی اور یہ عمل فیصلہ کن ثابت ہوا(۳۰)۔ ۲۸ نومبر ۱۹۲۸ء کو یوگلانوو اور اس کے ساتھی کوٹوو کو ماسکو کمیٹی کے سکریٹری کے عہدوں سے برطرف کر دیا گیا۔ اوران کی جگہ مولٹوو اور بامان (Baumann) کو مقرر کیا گیا۔ باقی آلۂ کار کے سلسلے میں بھی اس سے سبق حاصل کیا گیا۔ اور مختلف صوبوں میں جو بغاوت سر اٹھا سکتی تھی اُسے بھی قبل از وقت ہی ختم کر دیا گیا۔ دائیں بازو کے مخالفین کا تیسرا قیاس یہ تھا کہ وہ اس پارٹی آلۂ کار سے باہر کچھ پُرزور حمایت حاصل کرلیں گے ٹامسکی جو ٹریڈ یونینوں کا سربراہ تھا، اس کے ذریعہ ٹریڈ یونینوں کے عہدے داروں کی حمایت حاصل کر لینے کا بھی یقین تھا۔ بخارن جو کمیونسٹ انٹرنیشنل کا سربراہ تھا، اس کے توسط سے کومنٹرن آلۂ کار سے حمایت ملنے کی امید تھی۔ اسی طرح رائیکوو جو عوامی کمیساروں کا سربراہ تھا اس سے امید تھی کہ وہ انتظامیہ کے اہم عہدے داروں کو ان کے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ بوریس سوورائن (Boris Souvarine) کے قول کے مطابق انھیں یاگوڈا چیکا (Cheka) کے ڈپٹی چیف، کی ہمدردیاں بھی حاصل تھیں۔ لیکن بہر حال اگر یاگوڈا کی ہمدردیاں انھیں حاصل تھیں تب بھی اس نے صرف خفیہ طور پر ہی ان کی مدد کی ہوگی۔ دائیں بازو کو اس کی مدد کھلے طور پر بہر حال نصیب نہ ہو سکی (۳۱)۔

ہمیشہ کی طرح اسٹالن نے اس موقع پر بھی پورے استقلال کے ساتھ قدم اٹھایا اور مخالف دھارے کے دبانے پر ہی حملہ کیا۔ اپریل ۱۹۲۹ میں یوگلانوو کو پولٹ بیورو کے ممبر کی امیدواری اور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کی جگہوں سے ہٹا دیا گیا۔ کومنٹرن کے عہدے سے بخارن کو الگ کیا گیا۔ جون میں ٹامسکی کو بھی ٹریڈ یونینوں کی سربراہی سے ہاتھ دھونے پڑے۔ نومبر میں بخارن کو پولٹ بیورو سے

برطرف کیا گیا۔ سولہویں پارٹی کانگریس (۲۶ جون تا ۱۳ جولائی ۱۹۳۰ء) میں ٹامسکی کو بھی پولٹ بیورو سے خارج کر دیا گیا۔ دسمبر میں رائیکوو کو عوامی کیساروں کی کاؤنسل کے سربراہی سے اور ساتھ ہی پولٹ بیورو سے علٰحدہ کیا گیا۔

دائیں بازو کی صفائی کے بعد اسٹالن اب بلامقابلہ پوری طرح قابض ہو چکا تھا۔ رائیکوو کی برطرفی کے بعد پولٹ بیورو کی نئی تشکیل اس طرح تھی کہ اس میں اسٹالن وارو شیلوو، ایل، ایم کگانوویچ، کالینن، کیروو، ایس کوسیور، کوئی بیشیو، روڈزوٹاک اور اورڈجونیکیز (ordjonikidze) شامل تھے۔ اب روپوش کارکنوں کا تسلط بالکل مکمل تھا۔

مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کا ڈھانچہ

حکومت اور پارٹی کے آلۂ کار میں اسٹالن کی حیثیت کے استحکام کے ساتھ ہی ساتھ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کی تنظیم میں بھی ایک واضح تبدیلی رونما ہوئی۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۰ء کے درمیانی وقفہ میں سکریٹریٹ کا ڈھانچہ مندرجہ ذیل نقشہ میں دیا گیا ہے ۱۹۲۵ء تک ۲۵۱,۰۰۰ پارٹی ممبر یعنی ہر چالیس میں سے ایک ممبر، پارٹی کے آلۂ کار اور تھے۔

نقشہ نمبر ۱۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کی تنظیم (۱۹۲۴ تا ۱۹۳۰)

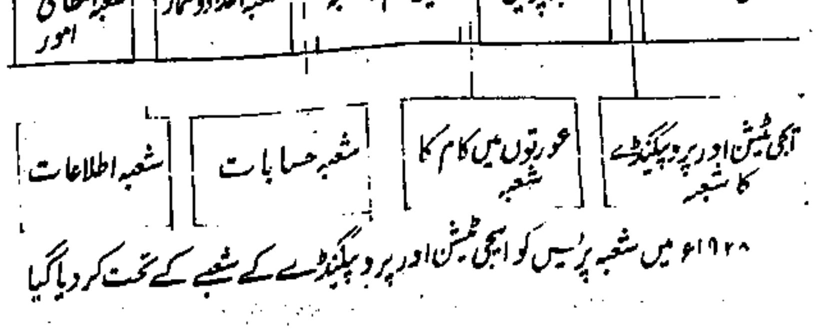

۱۹۲۸ء میں شعبہ پریس کو ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کے شعبے کے تحت کر دیا گیا

پورے وقت کام پر ملازم تھے ۳۲ خود مرکزی کمیٹی کا سکریٹریٹ ہی ۷۶۷ کل وقتی ملازموں پر مشتمل تھا (۳۳) سکریٹریٹ کے کاموں کی تنظیم اس بات کا پوری طرح اظہار کردیتی ہے کہ اسٹالن بحیثیت پارٹی رہنما پارٹی اور حکومت کے اہم عہدوں پر معتبر اور وفادار آدمیوں کے انتخاب اور ان کے تقرر پر کسی حد تک متوجہ تھا۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ میں جو شعبہ سب سے اہم تھا وہ تنظیمی اور تقرری شعبہ (Orgospred) ہی تھا۔ یہ ۱۹۲۴ء میں ..... (Uchrospred) اور پرانے تنظیمی اور ہدایتی شعبہ کو ختم کردینے کے ساتھ وجود میں آیا تھا۔ تنظیمی تقرری شعبہ اسٹالن کے آلۂ کار میں عملے کے دفتر کے فرائض انجام دیتا تھا۔ اس کی ذمہ داریاں بہت وسیع تھیں۔ یہ تقرر ترقی اور تبادلوں کے سلسلے میں صرف پارٹی کے عہدوں کے لیے ہی نہیں بلکہ کمیساریٹ ٹریڈ یونینوں، صنعتی اداروں اور امداد باہمی کے شعبوں کی اہم ترین جگہوں کے لیے بھی سفارشات کرتا تھا۔ پارٹی کے اہم کارکنوں کی ایک مکمل فہرست اپنے پاس رکھتا تھا اور مختلف کاموں کو کارکنوں کے سپرد کرنا اسی کے سپرد تھا۔ یہی پارٹی کے ڈھانچے اور اس کے تنظیمی کاموں کے سلسلے میں بھی ہدایات جاری کرتا تھا۔ اچھے ذمہ دار ہدایت کاروں کے ایک باقاعدہ دستے کے ذریعے براہ راست پارٹی کی مقامی تنظیموں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ ان کی بھیجی ہوئی رودادوں کی جانچ پڑتال اسی کے ذمے تھی۔ ان کے جلسوں میں شرکت کرنا۔ پارٹی کے دوسرے عہدیداروں کی کانفرنسیں منعقد کرنا انھیں مشورے اور ہدایات بھیجنا اور ضرورت کے مطابق رہنماؤں کی تبدیلی وغیرہ سب اسی کی ذمہ داریاں تھیں۔ (۳۴) اس کے علاوہ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ میں ایک شعبۂ اطلاعات، ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کا شعبہ (Agit-prop)، عورتوں میں کام کا شعبہ۔ دیہی کام کا شعبہ اور پھر دوسرے چھوٹے موٹے نسبتاً کم اہمیت والے کام تھے۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کا ڈھانچہ پارٹی کے نچلے درجے کی تنظیموں کے لیے ایک مثالی نمونہ فراہم کرتا تھا۔

مندرجہ بالا تنظیمی ڈھانچہ ۱۹۳۰ء تک برقرار رہا۔ اس دوران سکریٹریٹ کی گرفت اور ذمہ داریوں میں بھی زبردست اضافہ ہوا۔ چودھویں اور پندرھویں کانگریس

کے درمیانی عرصے میں تنظیمی تقرری شعبے نے کل ۸۷۶۱ پارٹی ممبروں کی تقرری کا کام انجام دیا (۳۵) پندرہویں کانگریس میں کورسکی، جو پارٹی کے حسابات کمیشن کا سربراہ تھا اس نے متنبہ کیا کہ تنظیمی تقرری شعبہ اپنے کام میں حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کررہا ہے۔ اس نے بتلایا کہ ان ۸۷۶۱ کارکنوں میں سے جن کا تقرر گزشتہ دو سال میں کیا گیا تھا صرف ۱۲۲۲ اہم کارکن تھے۔ اس نے تجویز کیا کہ کم ذمہ دار جگہوں پر کارکنوں کی تقرری کا کام پارٹی کے نچلے شعبوں کے سپرد کر دیا جانا چاہیے اور تنظیمی تقرری شعبہ اپنے مشاہدے کو وسعت دے کر صرف اہم اور اونچی جگہوں پر تقرری کا کام اپنے پاس رکھے (۳۶)۔ لیکن کورسکی کی تنقید کے باوجود تنظیمی تقرری شعبہ کسی بھی طرح اپنی حدیں مقرر کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ ۱۹۳۰ میں سولہویں پارٹی کانگریس میں ایل لگانوچ نے اعلان کیا کہ تنظیمی تقرری شعبے نے گزشتہ دو سال میں لگ بھگ گیارہ ہزار پارٹی کارکنوں کا تقرر کیا ہے۔ (۳۷)

جیسے جیسے پانچ سالہ منصوبے کے کاموں میں تیزی آتی اور صنعتی اداروں اور زراعتی منصوبوں میں بہت تیزی سے جگہیں نکلیں ویسے ہی تنظیمی تقرری شعبے پر مانگوں کا دباؤ بھی بڑھا۔ آرگ بیورو کے سامنے ایک تقریر میں کگانوچ نے کہا تھا کہ تنظیمی تقرری شعبہ پارٹی کے کارکنوں کو تیزی سے حاصل کر لینے اور ان کے تقرر میں ایک رکاوٹ بن گیا ہے۔ (۳۸) ۱۹۳۰ء میں سکریٹریٹ کی نئی تنظیم ہی سب سے بڑی تحریک تھی (نیا تنظیمی ڈھانچہ نقشہ ۲ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

سکریٹریٹ کی نئی تنظیم کے پیچھے جو تحریک کارفرما تھی وہ یہ تھی کہ عملے کی ذمہ داریوں کو کسی ایک نقطے پر مرکوز نہ ہونے دیا جاتے۔ چنانچہ تنظیمی تقرری شعبے کو دو نئے شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تنظیمی ہدایتی شعبہ اور تقرری شعبہ۔ تنظیمی ہدایتی شعبے کی ذمہ داری پارٹی کے آلہ کار میں تقرری اور مقامی تنظیموں کی نگہداشت تھی۔ دوسری طرف تقرری شعبے کو انتظامیہ اور معاشی اداروں میں تقرری کی ضروریات پورا کرنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبے کو چند اور چھوٹی چھوٹی شاخوں میں بھی تقسیم کیا گیا یہ شاخیں بھاری صنعتوں، چھوٹی صنعتوں، ذرائع آمد و رفت، زراعت، غیر ملکوں میں عملہ، مالیاتی منصوبے اور تجارت، سوویتوں کا انتظامیہ اور حسابات کے

نقشہ ۲ مرکزی کمیٹی کا نیا تنظیمی ڈھانچہ (۱۹۳۰)

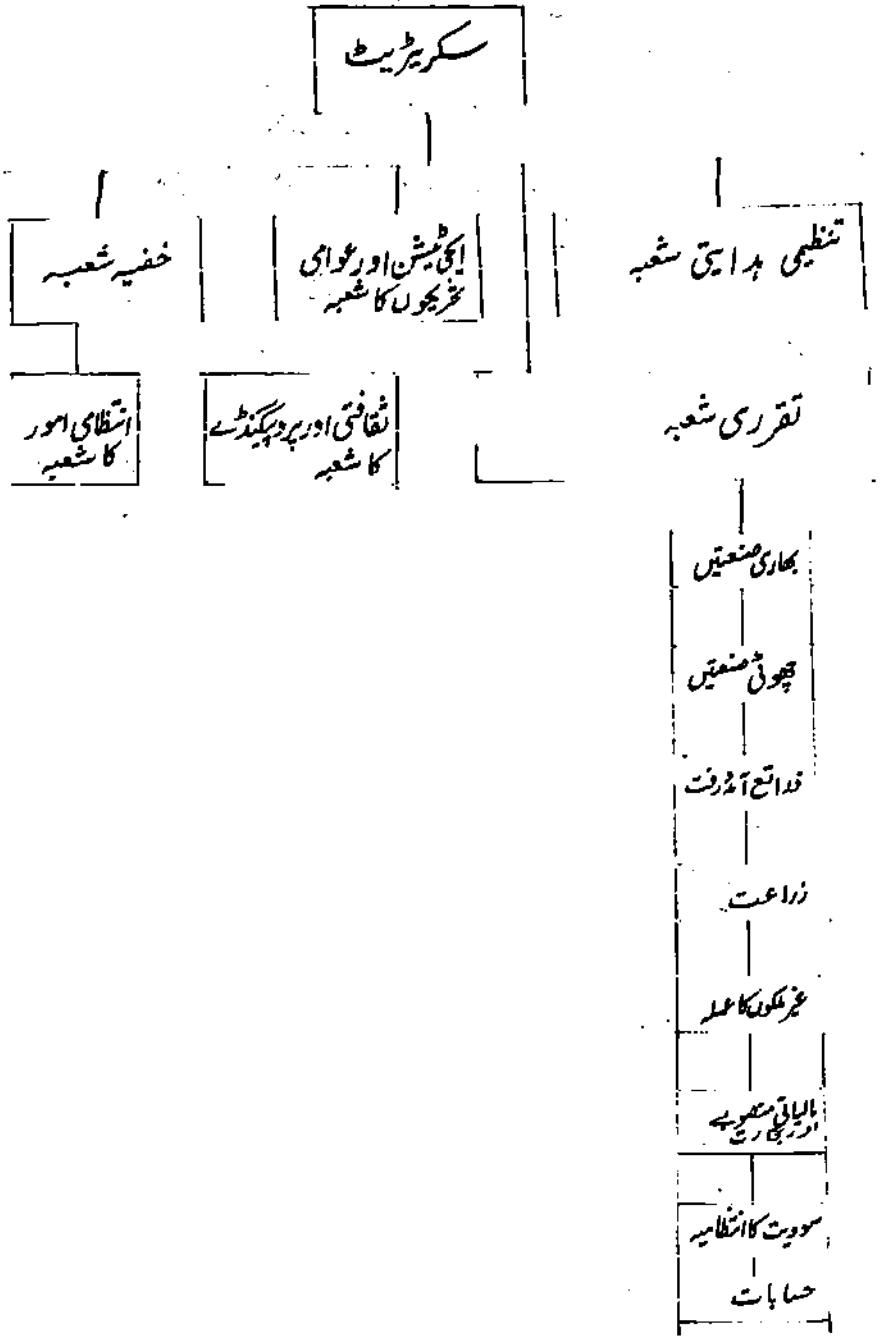

شعبوں پر مشتمل تھیں ان میں سے ہر شاخ اپنے اپنے مقرر حلقۂ اختیار میں کارکنوں کی فراہمی کے سلسلے میں مخصوص ذمہ داریوں کی حامل تھیں۔ ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کے پرانے شعبے کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک ایجی ٹیشن اور عوامی تحریکوں کا شعبہ اور دوسرا ثقافتی اور پروپیگنڈے کا شعبہ۔ ایجی ٹیشن اور عوامی تحریکوں کے نئے شعبے کو عوام میں صنعتی ترقی اور اشتراکیت کی تحریک کو پھیلانے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ دیہی علاقوں اور عورتوں میں کام کی ذمہ داری بھی اسی شعبے کے پروگراموں میں شامل تھی۔ چنانچہ ان کاموں کے لیے پہلے شعبوں کو ختم کر دیا گیا۔ ثقافتی اور پروپیگنڈے کے شعبے نے گزشتہ پریس کے شعبے کو اپنے اندر ضم کر لیا ۱۰ اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم، سائنس، ادب اور مارکسزم لینن ازم کے پروپیگنڈے کے کاموں کی نگہداشت بھی اسی شعبے کے سپرد کی گئی۔ ثقافتی اور پروپیگنڈے کے شعبے اور ایجی ٹیشن اور عوامی تحریکوں کے شعبے دونوں کو اپنے اپنے حلقۂ اقتدار میں عملے کی تقرری کے اختیار سونپ دیے گئے۔

مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ میں تقرری کی ذمہ داریوں میں مرکزیت ختم کرنے کا ایک خاطر خواہ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پارٹی میں پہلے پنج سالہ منصوبے کی ابتدا میں عملے کی فراہمی میں جو بحران نظر آیا تھا اس کا حل نکل آیا۔ دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ حکومت اور پارٹی کے افسر شاہی ڈھانچے میں گزشتہ رشتے کو ختم کر کے پارٹی کے کارکنوں کی کچھ بچت ممکن ہو سکی۔ سولہویں کانگریس (۱۹۳۰) میں کیے گئے دائروں ------ (نہوسدو OKRUGS) کو ختم کر دینے کے فیصلے سے تقریباً تیس ہزار کارکن پارٹی سے دوسرے کاموں کے لیے نکالے جا سکے۔ ان کارکنوں کو کس طرح تقسیم کیا گیا اس کا کوئی رکارڈ تو موجود نہیں ہے لیکن سولہویں پارٹی کانگریس میں اپنے تنظیمی رپورٹ میں کگانووچ نے اظہار کیا تھا کہ ان میں سے ایک بڑے حصے کو مختلف اضلاع کی پارٹی تنظیموں میں استعمال کیا جاتے گا (۴۹)

حالانکہ ۱۹۳۰ میں سکریٹریٹ کی نئی تنظیم سے اس کی تقرری کے سلسلے کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں تو بہت تیزی آئی لیکن یہ نیا ڈھانچہ معاشی اداروں اور حکومت کے مختلف شعبوں میں پارٹی کی گرفت مضبوط کرنے کے اہم کام میں کوئی

بااثر قدم ثابت نہ ہو سکا۔ سکریٹریٹ میں کوئی ایسا شعبہ موجود نہیں تھا جس کو صنعت کی کوئی ایک شاخ پوری طرح سپرد کردی گئی ہو اور اس شاخ کے تمام کاموں یا انتظامیہ کی مکمل ذمہ داریاں اس کے پاس ہوں موجودہ تنظیمی ڈھانچے میں تقرری کے شعبے کے تحت جتنی بھی شاخیں تھیں وہ صرف عملے کی تقرری کے مسائل کی ذمہ دار تھیں اسی طرح تنظیمی، ہدایتی شعبہ صرف احکامات کی تکمیل پر نگاہ رکھنے کا ذمہ دار تھا اور ایجی ٹیشن اور عوامی تحریکوں کا شعبہ اپنے ایک الگ حلقۂ عمل کا ذمہ دار تھا۔ ایسے وقت میں جب صنعت بہت تیزی سے پھیل رہی تھی اور زراعتی میدان میں بہت بنیادی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔

ذمہ داریوں کی اس تقسیم اور غیر مرکزیت سے کافی غیر اطمینان بخش نتیجے نکلے چنانچہ ١٩٣۴ میں سترہویں پارٹی کانگریس میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ عہدے دارانہ نظام ختم کیا جائے اور اس کے بجائے "پیداوار شعبے" کی طرف رجحان رکھا جائے۔ اس طرح ذمہ داری میں ایک مرکزیت پیدا کی جاسکتی ہے۔

١٩٣۴ میں عمل میں لائی گئی تنظیم (نقشہ ۳) میں یہ کوشش صاف طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ سکریٹریٹ کے ڈھانچے کو معاشی گرفت مضبوط کرنے کے لیے کارگر بنایا جاسکے مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کو

نقشہ ۳ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کی نئی تنظیم (١٩٣۴)

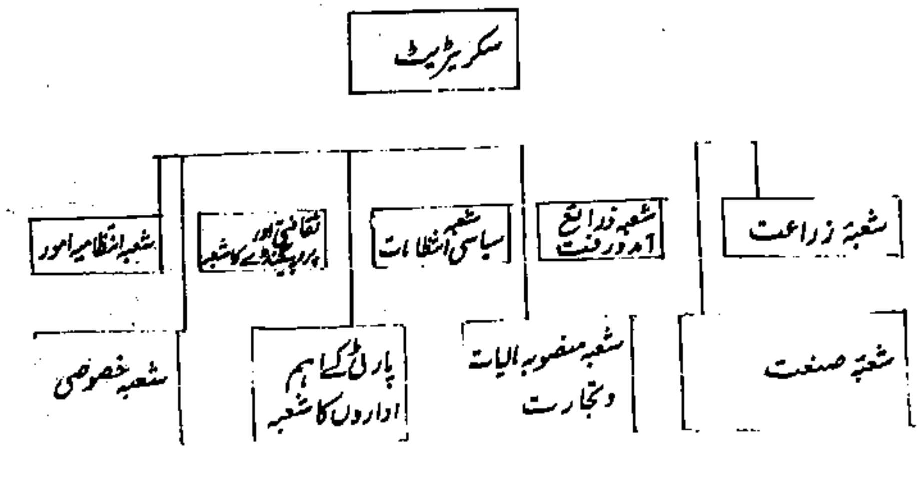

ان شعبوں میں تقسیم کیا گیا۔ زراعت، صنعت، ذرائع آمد و رفت، منصوبے، مالیات اور تجارت، سیاسی انتظام، پارٹی کے اہم ادارے، ثقافت اور لیننزم کا پروپیگنڈہ اور شعبۂ خصوصی (۴۰)۔

ان میں سے پہلے پانچ شعبوں کو گزشتہ انداز پر ہی تشکیل کیا گیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ شاخیں تھیں جو مختلف مخصوص صنعتوں کے انتظام کی ذمہ دار تھیں ان میں سے ہر ایک شعبے پر الگ الگ میدان میں پارٹی کی مکمل گرفت موجود تھی۔ اپنے اپنے میدانوں میں ہر ایک شعبے کو عملے کی تقرری، پارٹی کے تنظیمی امور، عوامی ایجی ٹیشن اور حکومت اور پارٹی کے احکامات کی تعمیل کی دیکھ بھال کے پورے اختیارات حاصل تھے۔ اس کے پیچھے جو مقصد کارفرما تھا اس میں صرف ابھرتی ہوئی معاشی ترقی کو صحیح راہ دکھانے کا ہی کام پیش نظر نہیں تھا بلکہ پارٹی کے آلۂ کار کی محاسبی کے کام کو اور تیز کرنا بھی شامل تھا۔

پارٹی کے اہم اداروں کے شعبے کا حلقۂ اختیار صرف پارٹی کے آلۂ کار پر نگاہ رکھنے تک ہی محدود تھا۔ اس کی کارکردگی پارٹی کے کاموں کے لیے عملے کی فراہمی اور پارٹی کے (Obl ast) اور (Krai) اور عوامی اداروں کی دیکھ ریکھ کے لیے وقف تھی۔ ایک نیا شعبہ جو ثقافت اور لینن ازم کے پروپیگنڈے (Kultprop) کے نام سے کھولا گیا تھا اس نے وہی کام سنبھالے جو اس سے پہلے ثقافتی اور پروپیگنڈے کا شعبہ انجام دے رہا تھا۔ اگلے سال کے دوران ہی سے ختم کرکے پانچ نئی شاخوں میں بانٹ دیا گیا۔ یہ تھیں پارٹی پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن، پریس اور اشاعت، اسکول، ثقافتی ہدایات اور سائنس۔ اس کے مقاصد یہ بیان کیے گئے کہ یہ کمیشن پارٹی اور مرکزی کمیٹی کے فیصلوں پر نگاہ رکھے گا پارٹی کے ڈسپلن کو مضبوط کرے گا اور پارٹی کے قواعد و ضوابط کو توڑنے پر سزائیں دے گا۔ (۴۲۱)۔

۱۹۳۴ کی نئی تنظیم ایک ایسی کوشش کہی جا سکتی ہے جس کے ذریعہ تیزی سے پھیلتی اور بدلتی ہوئی معاشی صورت حال پر پارٹی کی گرفت کے مسئلے کا حل تلاش کر لیا جاتے۔ صنعتی اور زرعی ترقی کی اس نئی رفتار کے قدم بہ قدم چلنے کی غرض سے، اس کو صحیح راہ پر لگانے کے خیال سے اور مخصوص صنعتی میدانوں

کو پیش نظر رکھتے ہوتے پارٹی کے آلہ کار کو نئی شکل دینا لازمی تھا۔ ہر نئی صنعت اور اس کی ہر شاخ کے لیے پارٹی کے آلہ کار میں بھی ایک متوازی اور مخصوص شعبہ ہونا ضروری تھا جو اس شاخ پر پارٹی کی گرفت کو قائم رکھ سکے۔ اس طرح سوویت زندگی کے ہر شعبہ کو پارٹی میں ایک متوازی ادارے کے تحت لایا گیا تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتا رہے۔

۱۹۳۴ تک اسٹالن کے "روپوش" کارکنوں کا گروپ پارٹی اور حکومت کے افسر شاہی نظام میں تمام اہم ترین جگہوں پر اپنا اثر اور تسلط پوری طرح جما چکا تھا۔ اسی سال سترہویں پارٹی کانگریس کو کیروونے "فاتحوں کی کانگریس" کا خطاب دیا تھا۔ پارٹی کے سکریٹری جو اس میں شریک ہوتے تھے وہ اسٹالن کے گن گانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف تھے۔ اور بخارن، رائیکو د، کامینو اور زینویو جیسے مخالف لیڈر جو بے عزتی اور مصالحت کے ملے جلے انداز میں کانگریس میں شریک تھے انھیں بھی بولنے کا موقع دیا گیا۔ یہ لوگ اس عنایت کا بدلہ صرف اسٹالن کی عظمت کے گن گا کر اور اپنے گناہوں کا ایک بار پھر اعتراف کر کے چکا سکتے تھے۔ اسٹالن نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا تھا "اس کانگریس میں ... کوئی چیز ثابت کرنے کے لیے باقی نہیں ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کوئی بھی کسی جنگ کے لیے آمادہ نہیں ہے۔"(۴۳)

آلہ کار اور پارٹی کی صفائی

اس صفائی کے نتیجے میں پارٹی کے آلہ کار میں جو الٹ پلٹ ہوئی اس کی تصدیق اٹھارہویں کانگریس میں ژدانوف Zhdanov/ کے پیش کیے ہوتے اعداد و شمار سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ اس کے مطابق ۱۹۳۸ میں پارٹی کی بنیادی تنظیموں میں ۳۵ فیصدی ممبر، ضلعوں کی کمیٹیوں میں ۴۱ فیصدی ممبر، شہروں کی کمیٹیوں میں ۴۶ فیصدی اور علاقائی کمیٹیوں میں ۶۰ فیصدی ممبر پہلی بار چنے گئے تھے(۴۴)۔ ۱۹۳۹ تک علاقائی، ٹیریٹوریل اور ریپبلک کمیٹیوں کے سکریٹری زیادہ تر نوجوان کمیونسٹ تھے جو لینن کی موت کے بعد پارٹی میں شامل ہوتے تھے۔ ریپبلک

اوبلاسٹ (Oblast) اور کرائی (Krai) کے کل ۳۳۲ سکریٹریوں میں سے ۳۰۳ یا ۹۱ فیصدی چالیس سے کم عمر کے تھے اور ۲۶۸ یا ۸۰.۵ فی صد سکریٹری پارٹی میں ۱۹۲۴ کے بعد شامل ہوئے۔ سکریٹریٹ کے نچلے عملے میں نوجوانوں کی تعداد اور بھی حیران کن تھی۔ ۱۹۳۹ میں ہی شہری، چھوٹے علاقوں اور ضلعوں کی کمیٹیوں کے کل ۱۱۹۳ سکریٹریوں میں سے ۱۰۲۰ یا ۹۲ فیصدی چالیس سال سے کم عمر کے تھے ۱۰۹۳ یا ۹۳.۵ فیصدی جو پارٹی میں ۱۹۲۴ کے بعد شامل ہوتے تھے (۴۵) پرانے بالشیویکوں میں بہت سوں کے قتل اور بڑے پیمانے پر گرفتاریوں اور پارٹی سے نکالے جانے کے اثر سے پارٹی کے آلہ کار میں ایک خلاء پیدا ہوئی تھی جسے بہت تیزی سے نوجوانوں نے پُر کر دیا۔ ۱۹۳۹ تک پارٹی آلہ کار میں بہت سی اہم صورتیں ایسی نظر آتی تھیں جو پارٹی تحریک میں لینن کی موت کے بعد داخل ہوئی تھیں۔ انقلاب کے بعد پیدا ہوئے دانشوروں کا ایک ایک حلقہ اس وقت اسٹالن کی طاقت کی بنیاد تھا۔ اس کی صلاحیتوں اور طاقتوں کو اپنے گرد جمع کرکے، اس کی خواہشات اور امیدوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد ان کو تیزی سے پارٹی کے عہدوں پر پہنچا کر، اور مراعات اور انعامات کے ذریعہ ان کو طاقت اور اقتدار بخش کر، اسٹالن نے رہنماؤں کا ایک نیا گروپ مضبوط کرلیا اور اس کے ارد گرد پارٹی کے آلہ کار کو مضبوط کر دیا۔

سکریٹریٹ کی نئی تنظیم

پارٹی میں اس نئے خون کی آمیزش کے ساتھ ساتھ اس کے ڈھانچے کو ۱۹۳۹ میں پھر نئے سرے سے منظم کیا گیا۔ پارٹی صفائی مہم کا ایک اثر یہ نظر آیا کہ پارٹی میں کارکنوں کا فقدان نظر آنے لگا۔ اب پارٹی کے سامنے شاید سب سے مشکل مسئلہ اس کے لیے نئے لیڈروں کی فراہمی کا تھا۔ ۱۹۳۴ میں کی گئی نئی نئی تنظیم میں کارکنوں کو چننے کا کام سکریٹریٹ کے مختلف صنعتوں سے متعلق شعبوں کی شاخوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تربیت یافتہ کارکنوں کی کمی کی وجہ سے اب اس انتظام میں مشکلات اٹھ رہی تھیں۔ ژدانوف نے کہا تھا "یہ شعبے کارکنوں کے لیے آپس میں

لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اس سے کارکنوں کو دیکھ بھال کر چننے اور ان کو ترقی دینے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے (۴۶)۔ ژدانوو کی اس رپورٹ پر اٹھارہویں کانگریس میں پاس کی گئی قرارداد میں اس مسئلے کو بڑے مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا گیا۔ "کارکنوں کو چننے کے کام کی تقسیم نے تنظیمی کام کے میدان کو مختصر کر دیا ہے، ایک شاخ سے دوسری شاخ میں ضروری تبادلے اور ترقی کو نقصان پہنچایا ہے اور ان شعبوں میں جہاں کسی خاص وقت پارٹی ان کے استعمال کو اہم سمجھتی ہے روک دیا ہے (۴۷)۔ اسٹالن نے کہا تھا "ہمارا کام اب یہ ہے کہ کارکنوں کے انتخاب کے کام پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ اوپر سے نیچے تک یہ کام ایک واحد تنظیم کے ہاتھوں میں ہو اور ایک ایسے صحیح، سائنٹیفک اور بالشویک درجے تک اٹھالائیں . . . . یہ تنظیم (CPSU) کی مرکزی کمیٹی کے کارکنوں کا انتظامیہ ہونا چاہیئے اور اس کے متوازی ہر ریپبلک، علاقائی (Territorial) اور خطوں کی پارٹی تنظیموں میں کارکنوں کا شعبہ ہونا چاہیئے۔ (CPSU) کی مرکزی کمیٹی کی کارکنوں کی انتظامیہ ہونی چاہیئے۔ اسی کے مطابق ہر ریپبلک میں اور ٹیریٹوریل اور خطوں کی پارٹی تنظیموں میں بھی کارکنوں سے متعلق ایک شعبہ ہو (۴۸)۔

۱۹۳۹ کی کانگریس میں ژدانوو نے مختلف صنعتی میدانوں سے متعلق شاخوں کو بالکل ختم کر دیے جانے کی مانگ بھی رکھی۔ یہ ان ہی شاخوں کو ختم کر دینے کی مانگ تھی جنھیں ۱۹۳۴ میں بڑے شد و مد کے ساتھ کگانووچ نے پیش کیا تھا۔ ژدانوو کا قول تھا "آج مختلف صنعتی میدانوں سے متعلق شاخوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کے کیا کیا فرائض ہیں۔ اگر حقیقت بیان کی جائے تو یہ شاخیں تجارتی تنظیموں کی ذمہ داریوں میں بے جا مداخلت کرتی ہیں اور اس سے ایک ایسی مبہم سی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ کون کس کا ذمہ دار ہے بلکہ یہ صورت خود ذمہ داری کی روح کو بھی ختم کر دیتی ہے۔"

اس میں دو مستثنیات بہرحال پھر بھی چھوڑنے پڑے۔

نقشہ ۴

مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کی نئی تنظیم ۱۹۳۹

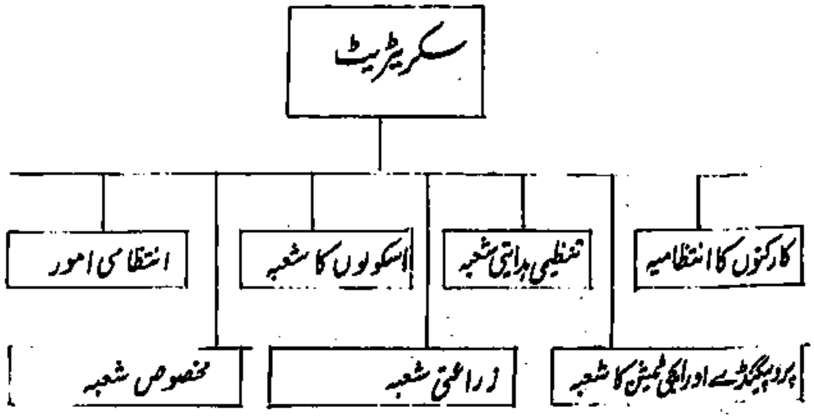

پہلا زراعتی شعبہ جسے " زراعتی میدانوں کے کاموں کی دیکھ بھال اور اس پر سوویت اور پارٹی تنظیم کی مکمل گرفت رکھنے اور اسے مخصوص اہمیت دیے جانے کی وجہ سے اور دوسرا اسکولوں کا شعبہ" اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم سوویت روس میں تعلیم کے لیے کوئی علاحدہ عوامی کیساریٹ نہیں رکھتے اور اس بات کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے کہ تمام ریپبلکوں مقبوضہ علاقوں اور مختلف خطوں میں عوامی تعلیم کے کام پر قابو رکھنے کی ضرورت ہے" (۴۹) ان دونوں شعبوں کو علاحدہ رکھا گیا۔

۱۹۳۹ میں کی گئی نئی تنظیم کا ڈھانچہ تقریباً وہی تھا جو ۱۹۳۴ سے پہلے وجود میں آیا تھا (ملاحظہ ہو نقشہ ۴) مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) کارکنوں کا انتظامیہ (۲) پروپیگنڈہ اور ایجی ٹیشن کا شعبہ (۳) تنظیمی ہدایتی شعبہ (۴) زراعتی شعبہ (۵) اسکولوں کا شعبہ۔ ریپبلکوں، مقبوضہ علاقوں مختلف خطوں اور چھوٹے علاقوں کے درجے میں اسکولوں کا شعبہ نہیں تھا۔ اس کے بدلے ایک فوجی شعبہ بڑھا دیا گیا۔ شہری درجے پر اسکول اور زراعتی دونوں شعبے نہ تھے لیکن فوجی شعبہ موجود تھا۔ فوجی شعبے کے کام تھے" ایسے اشخاص

جو قانونی طور پر فوجی خدمات پر مجبور تھے، اندراج کرنے میں فوجی افسروں کی مدد کرنا رنگ روٹوں کو موقع پر حاضر کرنا، جنگ کی صورت میں عوام کو متحرک کرنا" اور ہوائی حملے کے تحفظ کے لیے انتظامات کرنا وغیرہ وغیرہ" (۵۰)۔کارکنوں کا انتظامیہ شعبہ تمام اہم عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں مکمل اختیارات رکھتا تھا۔انتظامی ہدایتی شعبہ پارٹی کی نچلی تنظیموں کی نگہداشت پر مامور تھا۔ پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کا شعبہ، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے ایجی ٹیشن کے لیے عوامی تحریکوں اور پارٹی کے پرچار کے لیے عام طور پر ذمہ دار تھا۔اسکول اور زراعتی شعبے کے سپرد کام زیادہ صاف تھے۔اس کے ذمے اپنے اپنے حلقۂ اختیار میں پارٹی کے جاری کردہ فرمانوں کی تکمیل تھی۔ پارٹی کنٹرول کمیشن کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی منتخب کرتی تھی اور اس پر نگاہ رکھتی تھی۔حقیقت میں اب یہ بھی مرکزی کمیٹی کے آلہ کار کا ایک حصہ ہی تھا۔اس کو جو فرائض دیے گئے تھے وہ (الف) سوویت اداروں تجارتی اداروں اور پارٹی کی تنظیموں کے لیے مرکزی کمیٹی کی جاری کی ہوئی ہدایات کی تکمیل پر نگاہ رکھنا (ب) پارٹی کی مقامی تنظیموں کی کارگزاریوں پر نگاہ رکھنا اور (ج) ایسے اشخاص کا محاسبہ کرنا جو پارٹی کے پروگرام اور اس کے قواعد وضوابط ... یا پارٹی کے ڈسپلن ... کو توڑتے ہیں (۵۱)۔

۱۹۳۹ کی نئی تنظیم میں مختلف صنعتوں سے متعلق شعبے توڑنے سے کچھ اور نئے مسائل اٹھ کھڑے ہوتے۔صنعتی پیداوار کے سلسلے میں ذمہ داری اب پارٹی کے پورے آلۂ کار میں منتشر سی ہوگئی۔ اب پوری صنعت کے کسی ایک میدان پر مکمل طور پر نگاہ رکھنے کے لیے کوئی ایک نقطہ موجود نہیں تھا۔چنانچہ اس کا نتیجہ، جیسا کہ مالینکوف نے ۱۹۴۱ کی اٹھارہویں پارٹی کانفرنس میں بیان کیا تھا یہ ہوا کہ مقامی پارٹی تنظیموں نے صنعت اور ذرائع آمد و رفت کو اس عذر کے ساتھ نظرانداز کرنا شروع کر دیا کہ اس میدان پر نہ ان کا کوئی قابو ہے نہ ان پر کوئی ذمہ داری رکھی گئی ہے (۵۲)۔ان نئے سکریٹریوں کا تقرر رسمی اور ضابطے کی کارروائی سے ایک انحراف کا اظہار تھا۔ حالانکہ جب تک سکریٹریٹ پر ژدانوف کا اثر رہا اس تنظیم

میں ضابطہ بھی مضبوط رہا۔

۳۱ اگست ۱۹۴۸ کو ژدانوو کی موت اور جی ایم مالینکوو کے سکریٹریٹ کا کام سنبھالنے کے ساتھ ہی ساتھ اس آلۂ کار میں ایک نیا تنظیمی ڈھانچہ بھی رونما ہوا اس مرتبہ اس تنظیم میں پھر کم و بیش انھیں اصولوں کو اپنایا گیا جو ۱۹۳۴ میں لگانوچ کی دین تھے اور جس میں پارٹی کے آلۂ کار کو حکومت اور معاشی ڈھانچے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی گئی تھی (ملاحظہ ہو نقشہ ۵)، حالانکہ اس پارٹی۔

نقشہ ۵ـــ مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کی نئی تنظیم ۱۹۴۸ء

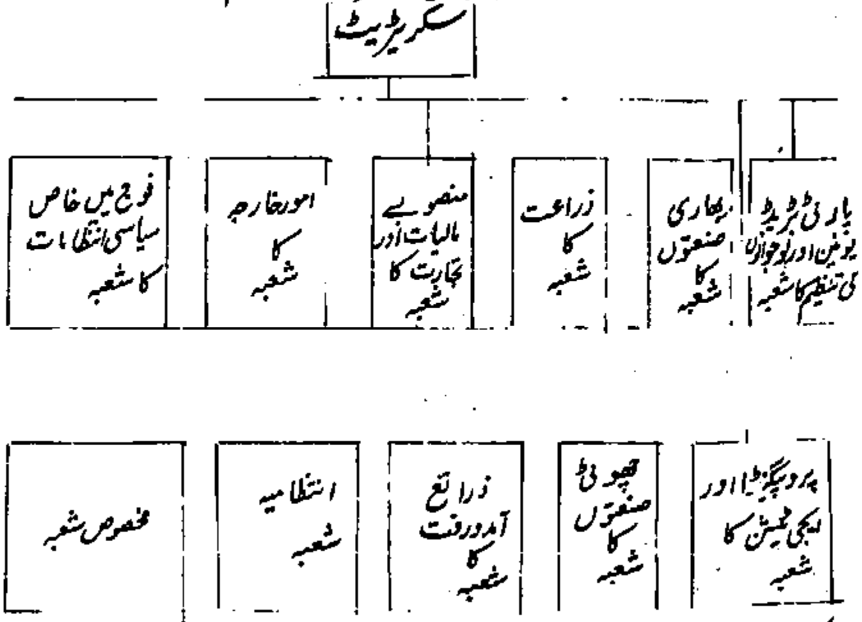

لیکن سوویت اشاعتوں میں شائع شدہ کچھ اطلاعات سے اس کے خاص خاص نقوش کو سمجھ لینا ممکن ہے۔ اس نئی اصلاح میں خاص طور پر عملے کی تقرری کے کام کو غیر مرکزی بنا یا گیا تھا اور مخصوص صنعتی میدانوں کے لیے پارٹی کے متوازی شعبوں کی تشکیل پر زور دیا گیا تھا تاکہ ان کے مسائل پر نگاہ رکھی جا سکے۔

جیسا کہ ۲ فروری ۱۹۴۹ کو "ماسکو بالشویک" نے وضاحت کی تھی،
"اس نئی تنظیم کا بنیادی مقصد کارکنوں کے انتخاب میں اصلاح

اور پارٹی اور حکومت کے فیصلوں کو اور بہتر طریقے پر عمل کرنا تھا۔ اگر اس سے پہلے کارکنوں کا چننا، ان کی تعلیم و تربیت اور ان کے تقرر کے سوال صرف کارکنوں کے انتظامیہ شعبے کے سپرد تھا تو اب پورا آلۂ کار..... اس سوال پر نگاہ رکھتا ہے۔ پارٹی کے آلۂ کار کی یہ نئی تنظیم خود پارٹی تنظیموں کی بہتری میں مددگار ثابت ہوگی۔ ان کے رہنمایانہ کردار کو اجاگر کرنے اور سرکاری معاشی اور عوامی تنظیموں کے کاموں پر گرفت کو مضبوط کرنے میں مدد دے گی۔" (۵۳۱)

پرانے کارکنوں کے انتظامیہ شعبے کو ختم کر دیا گیا اور اس کے کاموں کو سکرٹریٹ کے دوسرے شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تنظیمی ہدایتی شعبہ کی جگہ ۱۹۴۶ کے آخر میں پارٹی شعبوں (Organs) کی نگہداشت کے انتظامیہ شعبے نے لے لی اور بعد میں اس کی ذمہ داریاں بھی ایک نئے شعبے، پارٹی، ٹریڈ یونین اور کوسومول تنظیموں کے شعبے نے اپنے اندر ضم کر لیں۔ یہ نیا شعبہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے پارٹی کی نچلی تنظیم کوسومول کے آلۂ کار اور ٹریڈ یونین کے کارکنوں کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔ اس کے کاموں میں کارکنوں کا تقرر تنظیمی کام اور پارٹی کے جاری کئے ہوتے احکام کی تکمیل کی نگہداشت ہے۔

لیکن اس نئی تنظیم کی اہم ترین خصوصیت مخصوص صنعتی میدانوں، بھاری صنعتوں چھوٹی صنعتوں، زراعت، ذرائع آمدورفت، منصوبے مالیات، اور تجارت، انتظامیہ اور دوسرے اہم میدانوں۔ کے متوازی پارٹی کے شعبوں کا قیام تھا۔ ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کے شعبے کے کام تقریباً پہلے جیسے ہی ہیں لیکن غالباً اس کے حلقۂ عمل میں اپنی تمام شاخوں کی اہم جگہوں پر تقرری کے فرائض بھی اسی کے پاس ہیں۔ اس کے کاموں میں پارٹی کا پروپیگنڈا، ایجی ٹیشن، لیکچر، پریس، اسکول، فنون لطیفہ، ادب، سائنس، نشرواشاعت، ثقافتی کاموں کے تمام شعبوں کی دیکھ بھال اور پارٹی کے تمام تعلیمی اور تحقیقی اداروں کی نگہداشت شامل ہیں۔ سکرٹریٹ میں ایک امور خارجہ کا شعبہ (INO) بھی ہے جس کا کام دوسرے ملکوں میں کام کرنے والے عملے کا انتخاب، غیر ملکی کمیونسٹ پارٹیوں سے تعلقات اور امور خارجہ

کے سلسلے میں پارٹی کے فیصلوں کے لیے مکمل مواد فراہم کرنا ہے۔ ایک "مخصوص شعبہ" بھی قائم کیا گیا ہے جو غالباً خفیہ پولیس کے معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ فوج میں خاص سیاسی انتظامات کا شعبہ (MPA) حالانکہ اصولی طور پر وزارت دفاع میں ہی ہے؛ اسے بھی مرکزی کمیٹی کے آلۂ کار کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے چونکہ پارٹی کے قواعد کے مطابق یہ بھی "سوویت یونین کمیونسٹ پارٹی (C.P.S.U) کی مرکزی کمیٹی کے دیے ہوئے اختیارات" پر ہی کام کرتا تھا۔

خروشچیف کے تحت پارٹی آلۂ کار

اسٹالن کی موت کے بعد پارٹی مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ پر خروشچیف کی مضبوط گرفت نے ہی جانشینی کی جنگ کا فیصلہ اس کے حق میں کیا۔ اسٹالن کی طرح پہلے سکریٹری کے عہدے کی اپنی اعلیٰ اور مربیانہ حیثیت کو خروشچیف نے پارٹی کے اہم عہدوں پر اپنے حمایتوں کے تقرر کے سلسلے میں استعمال کیا۔ ستمبر ۱۹۵۳ میں خروشچیف پہلے سکریٹری کے عہدے پر فائز ہوا اس کے بعد سے بیسویں پارٹی کانگریس کے انعقاد تک درمیانی ڈھائی سال کے عرصے میں ریپبلکوں اور خطّوں کی پارٹی کمیٹیوں کے چوراسی پہلے سکریٹریوں میں سے پینتالیس[45] سکریٹری تبدیل کیے گئے تازہ طور پر مقرر سکریٹری، اور وہ بھی جو اپنی جگہوں پر برقرار ہے۔ دونوں ہی خروشچیف کی حمایت کے لیے مخصوص وجوہات رکھتے تھے (۵۴) سکریٹریٹ کی اتنی اہم جگہ سے خروشچیف نے بھی وہی چالیں چلیں جن کی کلاسیکی مثال اس سے پہلے خود اسٹالن قائم کر گیا تھا اس نے بھی مرکزی کمیٹی کو اپنی حمایتوں سے بھر دیا تھا اور پھر اس اکثریت کو پریسیڈیم میں اپنے مخالفین کو ختم کرنے کے سلسلے میں استعمال کیا۔

حالانکہ خروشچیف نے اعلیٰ ترین حیثیت پر پہنچنے کے لیے پارٹی سکریٹریٹ پر ہی مکمل انحصار رکھا لیکن اس کی بنیاد، جو پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ اس میں تبدیلی نہیں آئی کچھ شعبوں کے نام جیسے پارٹی کا شعبہ، ٹریڈ یونین کا شعبہ کو مسوول کے شعبے وغیرہ کو مختصر کر کے محض "پارٹی شعبے" کہے جانے لگے لیکن بنیادی طور پر تنظیمی ڈھانچہ وہی رہا جس میں سوویت زندگی کے ہر حصے کے متوازی سکریٹریٹ کی

بھی ایک شاخ موجود ہوتی۔ غالباً سب سے اہم ترین تبدیلی یہ تھی کہ خود سکریٹریٹ کے اندر ہی بہت سے شعبوں کا ایک علیٰحدہ سلسلہ قائم کیا گیا جو صرف کے معاملات سے متعلق ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۵۵ میں پارٹی شعبوں اور زراعت سے متعلق روسی شعبوں کے قائم کیے جانے سے شروع ہوا۔ لیکن اگلے ہی سال عملی اعتبار سے سکریٹریٹ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جن میں علیٰحدہ متوازی شاخیں تھیں ایک شاخ صرف (R.S.F.S.R) کے معاملات دیکھتی تھی اور باقی ریپبلکوں کے ۲۷ فروری ۱۹۵۶ کو (R.S.F.S.R) سے متعلق مرکزی کمیٹی کا ایک بیورو وجود میں آیا جسے سکریٹریٹ کی ان شاخوں کی سربراہی کرنا تھی جو روسی معاملات کی دیکھ بھال کرتی تھیں اور پھر اس کے بعد ۱۴ مئی ۱۹۵۶ کو جاری کئے گئے مرکزی کمیٹی کے حکم نامے کے ذریعے روسی بیورو کے تحت مندرجہ ذیل ڈیپارٹمنٹ قائم کر دیے گئے۔ پارٹی شعبوں کا ڈیپارٹمنٹ، پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کا ڈیپارٹمنٹ سائنس، اسکول اور ثقافت کا ڈیپارٹمنٹ، زراعت کا ڈیپارٹمنٹ، صنعت اور ذرائع آمد و رفت کا ڈیپارٹمنٹ اور انتظامیہ، تجارت اور مالی امور کے شعبے(۵۵)۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ مرکزی کمیٹی کے اس روسی بیورو کی سربراہی خروشچیف کے پاس تھی اور اس میں اس کے موافقین کو ہی بھر آگیا تھا۔ حالانکہ اس کے قیام سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا کہ مختلف علاقوں کی مخصوص کیفیات کے مطابق سکریٹریٹ میں بھی شعبے ہونا ضروری ہیں لیکن اس سے خروشچیف کو بھی ایک اچھا موقع اس سلسلے میں ہاتھ آگیا کہ اس نے روسی پارٹی اور حکومت کے شعبوں میں بھی اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا۔

اس طرح مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کا جو ڈھانچہ وجود میں آیا وہ نقشہ ۶ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن اس بات کو ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اس نقشہ کو محض اس نامکمل مواد کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے جو سوویت اشاعتوں میں کبھی کبھی ظاہر ہونے والی اطلاعات اور اٹلی کے کمیونسٹوں کے الگ گروپ کی رپورٹ پر مبنی ہے جنھوں نے سوویت مرکزی کمیٹی کے کچھ سینئر ممبران سے ملاقات اور گفتگو کی تھی (۵۶)۔

نقشہ ۶ مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کی تنظیم، ۱۹۶۰

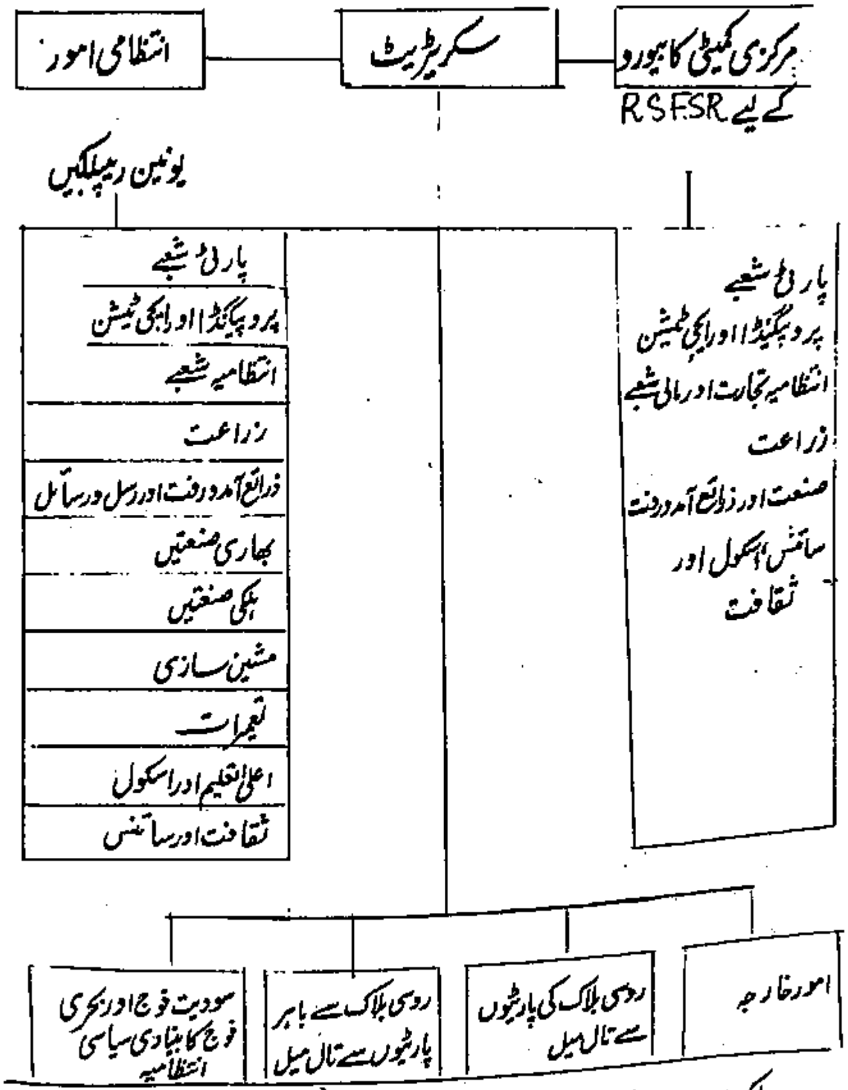

جیسا کہ مندرجہ بالا نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے ان شعبوں کی دوہری تہیں موجود ہیں جن میں ایک کی RSFSR کے لیے کاموں کی ذمہ داری ہے اور دوسری شاخ یونین ریپبلکوں کے کاموں کی ذمہ داری ہے۔ ان کے علاوہ بھی اور شعبے ہیں جو مجموعی طور پر کام انجام دیتے ہیں، انتظامی امور کا شعبہ سکریٹریٹ کے اندرونی انتظامیہ کا ذمہ دار ہے۔

سوویت بری اور بحری فوج کا بنیادی سیاسی انتظامیہ بنیادی طور پر سکریٹریٹ کا فوجی شعبہ ہے اور خارجہ کے شعبے، روسی بلاک کی پارٹی سے تال میل رکھنے والے شعبے اور روسی بلاک سے باہر کی پارٹیوں سے تال میل رکھنے والے شعبے کے کام ان کے ناموں سے ہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جب سے عالمی سیاست میں سوویت یونین کا حصہ بڑھا ہے اس وقت سے ان شعبوں کے کاموں میں بھی تیزی سے اضافہ نظر آیا ہے۔

حالانکہ مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کی طاقت اور وقار کو اتنا عروج کبھی حاصل نہیں ہوا جتنا خروشچیف کے دور میں نظر آیا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے نگہداشت کی کچھ ذمہ داریوں کو نچلے شعبوں کی طرف منتقل کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ ۱۹۵۸-۱۹۵۶ میں مرکزی کمیٹی کے حکم ناموں کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا جن کے ذریعے ریل روڈ، ملیشیا (پولیس)، تجارتی بیڑے اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے ان سیاسی انتظامیہ شعبوں کو ختم کر دیا گیا جو اس سے پہلے مرکزی کمیٹی کے سامنے براہ راست جوابدہ ہوتے تھے اور ان میدانوں کی پارٹی تنظیموں پر نگہداشت کا کام خطوں اور ضلعوں کی کمیٹیوں کی طرف منتقل کر دیا گیا (۵۷)۔ اگست ۱۹۵۶ کو جاری شدہ مرکزی کمیٹی کے ایک اور حکم کے ذریعے اہم معاشی اداروں میں موجود ان پارٹی تنظیموں کو ختم کر دیا گیا جو مرکزی کمیٹی کے سامنے براہ راست جوابدہ ہوتے تھے اور ان اداروں کی پارٹی تنظیموں کو مقامی کمیٹیوں کے تحت کر دیا گیا (۵۸)۔ ۱۹۵۸-۱۹۵۵ میں جاری کیے گئے مرکزی کمیٹی کے حکم ناموں کے ایک اور سلسلے کے ذریعے یونین ریپبلکوں اور نچلے درجے کے پارٹی شعبوں کے لیے تنظیمی، مالی اور بجٹ سے متعلق ایسے مسائل میں فیصلوں کے اختیارات بڑھا دیے جن میں عملے کے استعمال، عملے میں کاموں کی تقسیم، مقامی جریدوں کے اجرا اور ایسے ہی دوسرے کام شامل ہوں (۵۹)۔ بہرحال ان فیصلوں کے لیے عام طور پر مرکزی کمیٹی کی "رضامندی" ضروری ہے اور اس سلسلے میں کیے گئے کاموں کی سہ ماہی رپورٹ مرکزی کمیٹی کو بھیجنا ضروری ہے۔ لیکن زراعتی میدان میں تازہ ترین رجحان پھر مرکزیت کی طرف ہی نظر آتا ہے۔ فارموں کی پیداوار میں کمی سے پیدا ہونے والی بے چینی کے نتیجے میں مارچ ۱۹۶۲ میں زرعی انتظامیہ کو ایک بار پھر نئے سرے سے منظم

کیا گیا اور نئے قائم شدہ علاقوں (Territories) کے پیداواری انتظامیہ شعبوں میں مخصوص "پارٹی منتظمین" مقرر کیے گئے جو اپنے اس اعلیٰ تنظیموں کے سامنے جوابدہ ہوتے تھے ۲۳ جولائی ۱۹۶۲ میں پارٹی مرکزی کمیٹی نے دیہی رائیکوم (RaiKom) یا ضلعوں کی کمیٹیوں کو پارٹی منتظمین کے تحت کر دیا اور حکم دیا کہ رائیکوم (RaiKom) کے پہلے سکریٹری ان کے نائبوں کی حیثیت سے کام کریں گے (۶۱)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ان ہی بنیادوں پر مرکزی گرفت کو ایک بار پھر قائم کر دیا گیا جن بنیادوں پر مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کا سیاسی انتظامیہ دیہی علاقوں میں پارٹی گرفت برقرار رکھنے کے سلسلے میں کام انجام دیتا تھا۔

مرکزی کمیٹی کی نومبر ۱۹۶۲ کی میٹنگ میں دوبارہ مرکزیت پیدا کرنے کے رجحانات میں مزید اضافہ اس وقت کیا گیا جب پارٹی کو پیداواری بنیادوں پر ایک بار منظم کیا گیا اور پارٹی کے پورے آلۂ کار کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصہ صنعت اور دوسرا زراعت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس منصوبے کے تحت صنعتی اداروں میں تمام پارٹی تنظیموں کے انتظامیہ امور کو پارٹی کمیٹیوں کے ایک عمودی سلسلے کے تحت انجام دیا جاتا تھا۔ دوسری طرف اجتماعی فارموں، سرکاری فارموں اور دوسرے زرعی اداروں میں پارٹی تنظیمیں اسی قسم کی زرعی کمیٹیوں کے ایک سلسلے کے تحت کام انجام دیتی تھیں اس تنظیم نو میں تمام موجودہ دیہی رائیکوم کو ختم کر دیا جاتا تھا اور ان کے اختیارات کو زراعتی پیداوار کی انتظامیہ پارٹی کمیٹیوں، کو منتقل کیا جاتا تھا جن کے حلقۂ اختیار میں عام طور پر پرانے تین ضلعوں (Raions) کی حدود کا شامل ہونا متوقع تھا۔ یہ کمیٹیاں، جو ...... اوبلاسٹ (Oblast) یا .... (Kovai) خطوں کی زرعی پارٹی کمیٹیوں کے سامنے جوابدہ تھیں جو اوبلاسٹ (Oblast) یا ... (Krai) کی ان صنعتی کمیٹیوں کے متوازی ہوتیں جن کے حلقۂ اختیار میں اپنے علاقوں کے شہروں کی صنعتی پارٹی کمیٹیاں شامل تھیں۔ ان دو علاحدہ زینوں کے درمیان تعلق اور تال میل کا پہلا نقطہ ریپبلک کے درجے پر فراہم کیا گیا تھا جہاں صرف ایک مرکزی کمیٹی اور ایک پریسیڈیم موجود ہوتا۔

اس تنظیم نو کا مقصد ماسکو میں مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کے اختیار میں اضافہ پیدا کرنا تھا۔ مرکزی کمیٹی کے تین نئے بیورو قائم کیے گئے تاکہ وہ زراعت، بھاری صنعتوں اور تعمیرات کے کاموں، اور کیمیاوی اور ہلکی صنعتوں پر نگرانی رکھیں۔ دو نئے کمیشن بھی قائم کیے گئے جن کا حلقۂ اختیار نظریاتی اور تنظیمی امور کے سلسلے میں تھا۔ ایک مخصوص "وسط ایشیائی بیورو" قائم کیا گیا جو براہ راست پریسیڈیم کے تحت تھا اور اس کے سپرد ازبکستان، تاجکستان، ترکمنستان اور کرغیزیہ میں پارٹی کے کاموں میں تعلق اور تال میل پیدا کرنا تھا۔ RSFSR کے لیے مرکزی کمیٹی کا بیورو بھی برقرار رکھا گیا لیکن اس سے ملحق دو اور بیورو بھی تھے جن میں سے ایک صنعت اور دوسرا زراعت سے تعلق رکھتا تھا۔ مرکزی گرفت کو مضبوط کرنے، پارٹی آلۂ کار میں مخصوص میدانوں کو زیادہ اہمیت دینے اور معاشی مسائل کے حل کے لیے پارٹی کی توجہ مرکوز کرنے سے خروشچیف پیداوار کے اضافے کے لیے ایک عمومی جذبہ پیدا کرنے کا خواہشمند تھا۔

گزشتہ چند سالوں میں پارٹی کے سکریٹریٹ کے ڈھانچے میں بار بار تبدیلیاں پیدا کرنے کے باوجود بھی اس کے کام میں کافی حد تک ایک تسلسل باقی رہا ہے۔ کسی نہ کسی طرح پارٹی اور حکومت کے اہم عہدوں کے لیے سفارشوں کا یہی ذمہ دار رہا ہے اور نسبتاً کم اہم عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں تو اس کے پاس بہت حد تک خودمختارانہ اختیارات رہے ہیں۔ پولٹ بیورو اور اس کے جانشین پریسیڈیم کی آنکھ اور کان کے روپ میں پارٹی کی نچلی تنظیموں پر نگرانی کے سلسلے میں سکریٹریٹ مخصوص ذمے داری کا حامل رہا ہے اور اسی کو وہ ذریعہ بھی کہا جا سکتا ہے جس کے توسط سے پارٹی کے معمولی ممبروں پر اعلیٰ کمان کے رہنماؤں کی گرفت برقرار رہی ہے۔ پارٹی اور حکومت کے مختلف شعبوں سے جاری ہونے والے احکامات کی تعمیل پر نگاہ رکھنے کا کام بھی اسی نے انجام دیا ہے۔ پارٹی کی طرف سے جاری ہونے والی پروپیگنڈے کی پالیسی کی تیاری اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا کام بھی زیادہ تر سکریٹریٹ نے ہی انجام دیا ہے۔ اس نے ایک ایسے وسیلے کی خدمات بھی انجام دی ہیں جس سے گزر کر تمام اطلاعات سوویت حکمرانوں تک

پہنچتی ہیں۔ رہنما گروپ کے لیے پارٹی کے عملے کی حیثیت سے، سکریٹریٹ نے ہی تمام مسائل کی طرف اس گروپ کی توجہ مبذول کرائی تھی، ان کے مطالعے کے لیے مواد تیار کیا ہے۔ اور ان کے فیصلوں کو پارٹی کی قرار دادوں اور حکمناموں کی شکل دی ہے۔

اتنی مختلف اور وسیع ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لیے ایک موثر ڈھانچے کی تشکیل کی کوشش کے نتیجے میں اس آلۂ کار میں متواتر تنظیمی تبدیلیاں پیدا کی جاتی رہی ہیں جن میں سے اس تازہ ترین تبدیلی کو بھی ابھی آخری نہیں کہا جاسکتا۔ اصلاحات کی لہریں عملی رُخ (Functional) اور صنعتی شاخوں پر اہمیت دیے جانے کے درمیان جھولتی رہی ہیں۔

تنظیم نو کے ہر رخ نے کچھ فوائد اور کچھ کمزوریوں کا اظہار کیا ہے عملی رخ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ڈھانچہ تیار کیا گیا جس میں عملے کے سلسلے کی تمام ذمہ داریوں کو ایک مرکزی نقطے پر مجتمع کیا گیا، اس میں عملے کی تقسیم اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پر آسانی سے تبدیل کئے جانے میں لچک پیدا ہوئی۔ پارٹی کے ان شعبوں کو جو حکومت کے شعبوں کے متوازی تھے ختم کر دینے سے عملے میں بچت ممکن ہوئی آپسی کشمکش اور تناؤ ختم ہوا۔ منتظم کی حیثیت اور اختیار میں مضبوطی پیدا ہوئی، اور اپنے کاموں کے لیے اُسے پوری طرح ذمہ دار اور جوابدہ ٹھہرانا ممکن ہوا لیکن معاشیات پر پارٹی کی گرفت کے نقطۂ نگاہ سے، بہرحال، اس عملی رُخ کے اصول میں کچھ ظاہرہ کمزوریاں بھی تھیں۔ عملے کے انتخاب میں مخصوص صلاحیتوں کو مدنظر رکھنے کے فوائد اور پارٹی احکامات کی تعمیل وغیرہ کے فوائد اس صورت میں باقی نہیں رہے۔

صنعتی شاخوں کے مطابق تنظیم بھی دوسری طرف کچھ مضبوطیاں اور کمزوریاں رکھتی تھی۔ ایک ایسی معاشیات میں جو روز بروز گنجلک ہوتی جارہی ہو اور جس کے بعض حصے کے مقابلے میں کچھ امتیاز بھی حاصل ہو، پارٹی گرفت کو حالات و کیفیات کی مناسبت کے ساتھ ساتھ نسبتاً آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے اور اس سے ایک ایسا گردو پیش پیدا ہوجاتا ہے جس میں عملے کے انتخاب اور نگرانی اور نگہداشت دونوں سلسلوں میں مہارت پیدا کرلینے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں لیکن بہرحال آلۂ کار دوہرا ہوتا ہے، پارٹی اور حکومتی شعبوں کے درمیان تناؤ اور کشمکش کے

امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ عملے کے سلسلے میں پالیسی کی تشکیل کے لیے کوئی مرکزی ذمے داری موجود نہیں رہتی اور یہ خطرہ بھی موجود رہتا ہے کہ صنعت کی ہر شاخ خود ہی ایک چھوٹا سا سکریٹریٹ بن جائے گی۔

سکریٹریٹ کی تاریخ بہر طور یہی اظہار کرتی ہے کہ کسی خاص وقت میں تنظیمی اصولوں میں سے کسی ایک کا انتخاب اس وقت کی ضروریات اور مجبوریوں کے دباؤ میں ہی عمل میں آیا ہے۔ سکریٹریٹ کے قیام کے ابتدائی دنوں میں پارٹی کے آلۂ کار کو مضبوط اور مستحکم کیے جانے پر زیادہ زور موجود تھا اور سوویت زندگی کے پورے ڈھانچے میں اس کے اثر کو محسوس کرا دیا جانا مدنظر تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے ایک مجموعی اور متحدہ عملے کے آلۂ کار نے مرکزی کردار ادا کیا۔ لیکن جیسے جیسے صنعتی ترقی اور اجتماعیت کے تحت تربیت یافتہ کارکنوں کی ایک کبھی نہ ختم ہونے والی مانگ بڑھی، عملے کے سلسلے کے کاموں میں بھی پھیلاؤ کا سلسلہ شروع ہوا اور ۱۹۳۴ میں اس آلۂ کار کی تنظیم بھی صنعتی شاخوں کی بنیاد پر کی گئی۔ تیسری دہائی کے درمیانی عرصے میں "عظیم صفائی" کے دوران عملے کے بڑے پیمانے پر تباہی کے زیر اثر اور پارٹی آلۂ کار کی نئی تعمیرات کی ضرورت کے تحت ایک نیا عملی انداز اپنایا گیا اور ژدانوو کی سرپرستی میں ۱۹۳۹ میں ایک متحدہ عملے کا انتظامیہ وجود میں آیا۔ پھر جب صنعتی ترقی کے مسائل کی اہمیت کا احساس بڑھا تو ژدانوو کی اصلاحات کو پہلے ۱۹۴۱ میں عارضی طور پر روک لیا گیا اور بعد میں ۴۹-۱۹۴۸ میں ان کو بالکل الٹ دیا گیا۔ اب پھر صنعتی شاخوں کو اہمیت دی گئی اور پرانا طریقہ پھر شروع کیا گیا۔ خروشچیف کے دور میں بھی یہی بنیادی نقطۂ نظر باقی رہا ہے جس میں پیداوار کی مخصوص شاخوں پر زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

کل وقتی کارکنوں کی تعداد کے اعتبار سے آج پارٹی کے آلۂ کار کی وسعت کو پوری احتیاط کے ساتھ خفیہ ہی رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جو کچھ بھی تخمینے لگائے جائیں گے انھیں محض امکانی اندازے ہی کہا جا سکتا ہے۔ اگر انیسویں پارٹی کانگریس میں پیش کی گئی مرکزی آڈیٹنگ کمیشن کی رپورٹ کو مان لیا جائے تو ۱۹۵۲ میں کل وقتی پارٹی کارکنوں کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی ۱۹۳۹ میں تھی۔ حالانکہ اس درمیان میں

پارٹی کی ممبری کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ ہوگئی تھی ۱۹۲۱–۱۹۲۷ میں جب پارٹی کی ممبری کی تعداد تقریباً ۲۰ لاکھ تھی جو ۱۹۲۹ کی ممبری کی تعداد سے پانچ لاکھ کم تھی۔ اسٹالن نے مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس میں ایک موقع پر" ہماری پارٹی کی ممتاز طاقتوں کا اندازہ اس طرح لگایا تھا۔

"اگر ہم اس کے ممتاز کارکنوں کے زمرے کو ذہن میں رکھیں تو ہماری پارٹی میں ۳۰۰۰ سے ۴۰۰۰ تک پہلی صف کے رہنما ہیں جنھیں میں اپنی پارٹی کے جنرلوں کا دستہ کہوں گا۔

اس کے بعد تقریباً ۳۰,۰۰۰ سے ۴۰,۰۰۰ درمیانی درجہ کے رہنما ہیں جنھیں ہم اپنی پارٹی کے افسروں کا دستہ کہہ سکتے ہیں۔

پھر اس کے بعد تقریباً ۱۰۰,۰۰۰ سے ۱۵۰,۰۰۰ تک نچلے درجے پر پارٹی کمان کا دستہ ہے، جن کو ہماری پارٹی کے غیر کمیشن یافتہ افسروں کا دستہ کہا جاسکتا ہے"(۶۳)۔

اگر ان اعداد و شمار کی اوپر کی حدوں کو اکتوبر ۱۹۵۲ میں پارٹی کے آلۂ کار کی وسعت کا کم و بیش پیمانہ مان لیا جائے تو ان رقموں کو جمع کرنے سے ۱,۹۴,۰۰۰ افراد کی وہ تعداد آتی ہے جو باقاعدہ تنخواہ دار ملازم کی حیثیت سے کل ۶۸,۸۲,۰۰۰ پارٹی کے ممبروں کے لیے کام انجام دیے جارہے تھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ۳۵ پارٹی ممبروں اور امیدواروں پر ایک کل وقتی کارکن موجود تھا۔ یہ تناسب اس شرح سے زیادہ ہے جو چودھویں پارٹی کانگریس میں ۱۹۲۵ کے لیے چالیس اور ایک کا ظاہر کیا گیا تھا(۶۴)۔ اسٹالن کی موت کے بعد ایسے اشارے بھی ملتے ہیں جن سے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ پارٹی آلۂ کار کے کارکنوں کی تعداد میں متواتر اضافہ ہوا۔ بیسویں پارٹی کانگریس میں موسکالوو (Moskatov) کے اس اعلان کے برعکس کہ انیسویں پارٹی کانگریس سے اب تک مرکزی کمیٹی کے آلۂ کار میں ۲۴.۷ فی صد کی کٹوتی کردی گئی ہے ۲۱ مئی ۱۹۵۷ میں جاری کیے گئے مرکزی کمیٹی کے ایک حکمنامے میں، جس میں بنیادی پارٹی تنظیموں کے سکریٹریوں کی تعداد میں کمی کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔ یہ بھی اعتراف کیا گیا تھا کہ تنخواہ دار پارٹی

سکریٹریوں کی تعداد میں ۱۹۴۰ سے پانچ گنا اضافہ ہو گیا تھا۔ جبکہ بنیادی پارٹی تنظیموں کی تعداد صرف دوگنی ہی ہوئی تھی[92]۔ ۵۷-۱۹۵۶ میں جاری کیے گئے بہت سے احکامات سے پارٹی رہنماؤں کی اس تشویش کا بھی اظہار ہوتا ہے جو انھیں پارٹی آلۂ کار کے متواتر پھیلنے سے ہو رہی تھی۔ ان احکامات میں ۳۰ فیصدی تک کی کٹوتی کا حکم تھا۔ دیہی (رائی کوم) کے عملے میں ۱۵ سے ۲۰ فیصدی تک کٹوتی، اور شہروں اور شہری ضلعوں (Urban Raion) کی کمیٹیوں میں ۱۰ سے ۱۵ فیصدی کٹوتی کا حکم دیا گیا [96]۔ بائیسویں پارٹی کانگریس میں مرکزی آڈیٹنگ کمیشن کے صدر اے۔ ایف گورکن (A.F. Gorkin) نے اعلان کیا کہ اوبلاسٹ اور ضلعوں (Rai Kom) کی توسیع کی مہم کے نتیجے میں ۱۲ اوبلاسٹ پارٹی کمیٹیاں اور ۱۸۶ شہروں اور دیہاتوں کی کمیٹیاں یکم جنوری ۱۹۵۶ سے یکم اکتوبر ۱۹۶۱ کے درمیانی عرصے میں ختم کر دی گئی ہیں۔ اس کے نتیجے میں ۲۵٫۲ فیصدی ذمہ دار افسروں اور ۲۲٫۷ فیصدی تکنیکی افراد میں تخفیف کا موقع حاصل ہو گیا[97]۔ تنخواہ دار پارٹی کارکنوں میں تخفیف کی مہم نے ایک رُخ یہ بھی اپنایا کہ عملے سے باہر کے (غیر تنخواہ دار) ہدایت کاروں پارٹی کمیٹیوں کے عملے سے باہر کے حلقوں اور کمیٹی سے ملحقہ کمیشنوں اور کاؤنسلوں پر زیادہ انحصار کیا جانے لگا جن میں پارٹی ممبر رضاکارانہ طور پر خدمات انجام دیتے تھے۔ ۳ ستمبر ۱۹۵۸ کو جاری کیے جانے والے مرکزی کمیٹی کے حکم نامے کے تین سال بعد۔ جن میں ضلع شہر (اوبلاسٹ، کرائی) اور یونین ریپبلک کی مرکزی کمیٹیوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ عملے سے باہر کے ہدایتکاروں کا تقرر کریں ۱۸۰٬۰۰۰ افراد کو پارٹی کمیٹیوں کی فہرست میں درج کیا گیا[98]۔ ۱۹۶۲ کے ابتدائی حصے میں ضلع شہر (اوبلاسٹ) اور کرائی کمیٹیوں میں تقریباً ۴۰٬۰۰۰ عملے باقاعدہ سے باہر کے حصے میں موجود تھے اور ۹۰٬۰۰۰ سے زیادہ پارٹی ممبر مخصوص کمیشنوں اور کاؤنسلوں کے کاموں میں شریک تھے۔

حالانکہ ان اقدامات کا مقصد صاف طور پر یہی نظر آتا ہے کہ پارٹی کے تنخواہ دار کارکنوں (Apparatchiki) کی تعداد میں تخفیف کی جا سکے۔ لیکن ان کی کل تعداد کا اظہار کبھی نہیں کیا گیا۔ یونین ریپبلکوں میں پارٹی شعبوں کے ڈیپارٹمنٹ کے نائب صدر پی پیگالیو (P.Pigalev) نے بیان کیا تھا کہ ۱۹۶۱ میں ہر ایک ہزار

کیمونسٹوں پر باقاعدہ تنخواہ دار کارکنوں کی تعداد ۱۹۴۰ میں ایسے ہی کارکنوں کی کل تعداد کا ۳۳ فی صدی تھی (۲۰۶) اگر یہ فرض کر لیا جاتے کہ ۱۹۴۰ میں آلۂ کار کے تنخواہ دار کارکنوں کی تعداد ۱۵۰۰۰۰ اور ۲۰۰۰۰۰ کے درمیان تھی تو ۱۹۶۱ میں اتنی ہی تعداد کا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے چونکہ ۱۹۴۰ سے ۱۹۶۱ کے درمیان پارٹی ممبری کی تعداد تین گنی ہو گئی تھی، آرمینائی مرکزی کمیٹی میں پارٹی شعبوں کے ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ اے کراکوسیان نے اظہار کیا تھا کہ جنوری ۱۹۶۲ میں آرمینیا کی تمام پارٹی کمیٹیوں کی تنخواہ دار آلۂ کار ۸۵۰ افراد سے کم پر مشتمل تھی (۶۸)۔ اگر پارٹی کے ممبروں اور تنخواہ دار کارکنوں کے اسی تناسب کو دوسری ریپبلکوں پر پھیلایا جاتے تو پوری سوویت یونین کے لیے تقریباً ۱۰۰۰۰۰۰ کارکنوں کی تعداد آتی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کی غیر موجودگی میں اس قسم کے تخمینوں کو شائع شدہ اور ناکافی مواد سے اخذ کیے جانے والے اندازوں کی طرف محض اشارہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال پارٹی آلۂ کار کا پھیلاؤ یا اس کی وسعت کچھ بھی ہو، یہ تعداد پارٹی کے مضبوط ترین عنصر کی عکاسی کرتی ہے۔ پارٹی رہنماؤں کے نقطۂ نگاہ سے، یہ ایک ایسا مستقل رواں دریا، نظام فراہم کرتا رہتا ہے جس کے ذریعہ نئے ممتاز اور چیدہ اشخاص ذمے دار عہدوں تک پہنچتے رہتے ہیں اور اس کے ذریعے پارٹی رہنماؤں کی مانگیں اور خواہشات معمولی ممبروں تک پہنچتی رہتی ہیں۔ گزشتہ عرصے میں اس کے کردار اور اس کی ساخت میں مسلسل تبدیلی پیدا ہوتی رہی ہے۔ اعلیٰ ترین حلقوں کے علاوہ انقلابی دور کے خفیہ اور روپوش کارکن عملی طور پر بالکل غائب ہو چکے ہیں۔ اس آلۂ کار کے زیادہ تر کارکنوں کے لیے ۱۹۱۷ کا انقلاب یا تو تاریخ کے کتاب کے ایک ورق کی حیثیت رکھتا ہے یا ایک ایسا واقعہ ہے جو کبھی بہت پہلے بچپن میں گزرا تھا اور اب اس کی روح کو شعوری طور پر بیدار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اسے ایک بامعنی تجربے کا روپ بخشا جا سکے۔ اس نسل کی زندگی جو پارٹی کے تحت رہ کر با اقتدار حیثیت تک پہنچی ہے، انقلاب کے بعد کے عظیم کاموں اور کامیابیوں کے ارد گرد گھومتی رہی ہے۔ صنعتی ترقی، اجتماعیت اور بالکل تازہ طور پر نازیوں کے خلاف جنگ اور اس جنگ کے بعد تعمیر

نوکا کام ۔ پارٹی کارکنوں (Apparatchik) کی نئی نسل اب مزید تکنیکی صلاحیتوں کی حامل ہوتی جا رہی ہے جو پوری طرح پیداواری، تنظیمی اور انتظامیہ کے مسائل میں پھنسی ہوتی ہے اور اسے ان ہی مسائل کو ذہن نشین کراتے ہوتے تعلیم دی گئی ہے۔

سوویت نظام کے فوائد اور مضبوطیوں کو پوری طرح ان کے ذہنوں پر جما دیا گیا ہے۔ بیرونی دنیا سے تعلق بڑھنے کے باوجود بھی اس نسل کا طرز فکر کافی تنگ نظرانہ ہے اور ان کی تمام تر طاقت اور صلاحیتوں کو صرف سوویت طاقت کی بنیادیں مضبوط کرنے پر ہی لگا دیا گیا ہے۔ سوویت یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت اور وقار پر فخر کے ساتھ اس نئی نسل کی وفاداری ان مخصوص مراعات سے اور بڑھ گئی ہے جو اس نظام نے اسے بخشی ہیں، چنانچہ پارٹی کارکنوں کی یہ نسل اپنی سخت مضبوطی، ڈسپلن اور طاقت کے لیے مخصوص خصوصیات کی حامل ہے۔

پارٹی کارکن کی زندگی بہرحال پریشان کن ہے۔ حالانکہ تیسری دہائی کے درمیانی عرصے کی عظیم صفائی کے بعد سے ابھی تک کوئی ایسا خونیں ناچ نہیں ہوا ہے لیکن پارٹی کے آلۂ کار میں ہلچلیں اور تبدیلیاں بہرحال مستقل نظر آتی رہتی ہیں اور سنگین قسم کی غلطیوں کے لیے سزائیں بھی بہت سخت ہیں۔ وہ لوگ بھی جو اعلیٰ ترین حیثیتوں اور طاقت و اختیارات کے مالک ہیں وہ بھی ان جگہوں سے بہت تیزی کے ساتھ نیچے گر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد بھی یہ آلۂ کار سوویت سوسائٹی کے چلانے والوں اور اس میں ہلچل پیدا کرنے والوں، دونوں کو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کو جو تنظیمی صلاحیتوں کے مالک ہیں اور جو خود کو رہنماؤں کا ہم خیال بنا سکتے ہیں اور سوویت پالیسی کی تشکیل کی بجائے ان کی امیدوں اور خواہشوں کا حصول صرف حکمرانی سے ہی ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جو بقا کی اس جدوجہد میں خود کو ان حالات کے مطابق ڈھال لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ پارٹی زینوں پر بہت تیزی سے اوپر چڑھتے جاتے ہیں اور پارٹی کی طاقت کے اعلیٰ ترین شعبے، پریسیڈیم میں جگہ بھی حاصل کر سکتے ہیں لیکن زیادہ بڑی اکثریت کو نسبتاً کم حصول اور کم عظمت پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے ۔۔ شاید کسی خطے یا ضلعے کی کمیٹی کے

سکریٹری کی جگہ پر یا کسی ایسی جگہ پر قناعت کرنی ہوتی ہے جو اتنی ممتاز تو نہ ہو لیکن پارٹی افسری زینے میں ضرور بااثر حیثیت رکھتی ہو۔

حالانکہ آلۂ کار کے ممبر شخصی طور پر ہٹائے بھی جا سکتے ہیں یا انھیں مشکلات اور دشواریوں کی صورت میں آسانی سے قربانی کا بکرا بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن خود یہ آلۂ کار ایک ناگزیر حیثیت کا مالک ہے۔ اعلیٰ رہنما کی ڈکٹیٹرشپ کو آلۂ کار کی پارٹی ڈکٹیٹرشپ کا قالب دے دیا گیا ہے۔ اب یہ پورا ڈھانچہ ایک ایسے خودکار آلۂ کار کا روپ اختیار کر چکا ہے جس کی اپنی بھی ایک حرکت اور روش ہے اس کی بقا کے اپنے بھی کچھ مفادات ہیں اور اب اس میں کچھ ایسا استحکام و استقرار پیدا ہو چکا ہے کہ یہ خود اپنے پیدا کرنے والوں کے بعد بھی باقی رہ سکتا ہے اور حکومت کے کاموں کو ان طاقتوں کو فراموش کر دیے جانے کے بعد بھی بہت عرصے تک جاری رکھ سکتا ہے جو اس کی پیدائش کی ذمہ دار تھیں۔

سانواں باب

پارٹی کی تنظیم، کام اور مسائل

کمیونسٹ پارٹی کی تنظیم کو سمجھنے کے لئے جو بات ذہن میں رکھنا لازمی ہے وہ اس کے اصولی اور عملی رُخ کے درمیان نظر آنے والا فرق ہے۔ تنظیمی سلسلے میں کمیونزم کے پیش کردہ اصولوں سے کچھ ایسا احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس تنظیم میں جمہوریت کا بھی رنگ جھلکتا ہے (جمہوری مرکزیت) پارٹی میں اندرونی جمہوریت اور تنقید اور خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی وغیرہ پر جو اہمیت ان اصولوں میں نظر آتی ہے وہ مغربی ذہنوں کے لئے ضرور اپنے اندر کشش رکھتی ہے اس لیے انھیں کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے فی الحقیقت اس میں آزادئ خیال اور مختلف نظریات کے ٹکراؤ کے مواقع موجود ہوں۔ جمہوریت کی اصطلاحات مستعار لے کر کمیونزم الفاظ کے ذریعے یہ اظہار کرتی رہنا چاہتی ہے کہ وہ بھی ان روایات کی علمبردار ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کے تنظیمی فلسفے میں ڈکٹیٹرشپ کے جوہر پر جو اہمیت موجود ہے۔ اسے صرف ان الفاظ و اصطلاحات کے پردے میں چھپایا نہیں جاسکتا۔

جمہوری مرکزیت نظریہ اور عملی رُخ

'جمہوری مرکزیت' کو پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے کی تعبیر میں' اصولِ ثانی' کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ پارٹی کے قواعد اور ضوابط میں اس کی مندرجہ ذیل انداز میں تعریف کی گئی ہے۔

(الف) پارٹی کے تمام اہم شعبوں کا الیکشن، اعلیٰ سے ادنیٰ تک۔

(ب) پارٹی کے مختلف شعبوں کی روداد مقرر وقت پر پارٹی تنظیم کے سامنے پیش کیا جانا۔

(ج) پارٹی کا سخت ڈسپلن اور اقلیت کو پوری طرح اکثریت کا تابعدار ہونا۔

(د) پارٹی کے اعلیٰ شعبوں کے فیصلوں پر ادنیٰ شعبوں کا پوری طرح کاربند ہونا (۱۱)۔

اگر اِن اصولوں کی گہرائی میں چھان بین تنقیدی نگاہ سے نہ کی جائے تو ان میں بڑی حد تک جمہوری کردار نمایاں نظر آتا ہے۔ پارٹی کی رہنمائی کی طاقت کا انحصار الیکشن پر اور پارٹی ممبروں کی اکثریت رائے پر ہی منحصر محسوس ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پارٹی کا رہنما تمام ادنیٰ اور اعلیٰ ممبروں کے سامنے جواب دہ ہے اور ان کی توقعات پر پورا نہ اترنے کی صورت میں اسے بدلا بھی جاسکتا ہے۔

لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس نظر آتی ہے۔ جمہوری مرکزیت کے نعرے میں مرکزیت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ پارٹی کے نچلے شعبوں کو بھی کچھ اقتدار ہوتا ہے۔ لیکن اس کی حد بس صرف وہی ہو سکتی ہیں جو اوپر سے متعین ہوں۔ پارٹی کا سب سے بڑا رہنما ایک ایسی مقدس حیثیت کا مالک ہے۔ نہ اس پر تنقید کی جاسکتی ہے۔ نہ اس کی حیثیت کو للکارا جاسکتا ہے پارٹی کے رہناؤں کو منتخب کرنے کے سلسلے میں عام طور پر نامزدگی کا طریقہ اپنایا جاتا ہے اِن کو اوپر سے مقرر کیا جاتا ہے نچلی تنظیموں میں اِن کا الکشن نہیں ہوتا۔

جہاں پارٹی کے الکشن کی روایات کو برقرار بھی رکھا گیا ہے وہاں محض روایت ہی پوری ہوتی ہے۔ حقیقی اعتبار سے آزادانہ چناؤ نہیں ہوتے۔

پارٹی کے رہنما عام ممبروں کے سامنے رپورٹیں ضرور پیش کرتے ہیں صرف وہی رپورٹ جس میں پارٹی کے رہناؤں کی طے کردہ پالیسیاں اور فیصلے پیش کئے گئے ہوں۔ اِن پر تنقید کرلے یا انھیں مسترد کرنے کی اجازت نہیں ہے فیصلے اور پالیسیاں صرف مسلّط کی جاتی ہیں۔ "جمہوری مرکزیت" کی اِس شرط کے ساتھ تعریف پیش کرنا کہ اِس میں اقلیت اکثریت کی مکمل طور پر تابعدار ہوتی ہے ایک عجیب بے معنی سی کوشش ہے۔ سوویت آمریت کی نشو و نما کے بعد سے جو صورتِ حال پیدا ہوئی اس میں پارٹی میں اندرونی طور پر ہر قسم کے مختلف گروپ پوری طرح ممنوع قرار دیے گئے۔ اور اقتدار کے لئے مقابل

مرکزوں کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ پارٹی کا رہنما کسی مقابلے کو بالکل برداشت نہیں کر سکتا۔

اس کی آواز پوری پارٹی کی آواز ہے۔ اس کے دعوے اٹل ہیں اور اپنے ماتحتوں کے ہر حصے سے وہ مکمل وفاداری سے کم کا خواہش مند نہیں ہے" جمہوری مرکزیت" کا اصلی جوہر اس کی باقاعدہ تعریف کی دفعہ (د) میں صاف نظر آتا ہے جہاں کہا گیا ہے کہ "اس کے کردار میں یہ بات اہم ہے کہ نچلے شعبے اعلیٰ شعبوں کے صادر کیے ہوئے فیصلوں کو پوری طرح ماننے کے لئے پابند ہیں"۔ کمیونسٹ پارٹی کا تنظیمی ڈھانچہ ایک فوجی تنظیم کی طرح ہے، جس میں پالیسی کے سلسلے میں تمام فیصلے مرکزی کمان سے صادر ہوتے ہیں اور ماتحتوں کی ذمہ داری صرف ان کی تعمیل کرنا ہوتی ہے۔ کمیونسٹوں کا یہ دعویٰ کہ پارٹی کے تنظیمی امور داخلی جمہوریت کے اصولوں پر مبنی ہیں صرف ایک دعویٰ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اسے تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس میں اصلیت کہیں نظر نہ آئے گی۔ پارٹی کے قواعد میں ضرور مختلف جگہوں پر پارٹی میں اندرونی جمہوریت کا ذکر مل جاتا ہے۔ لیکن اس اصطلاح کی تشریح کہیں نہیں کی گئی۔ قواعد وضوابط میں بتلایا گیا ہے کہ پارٹی تنظیم میں پارٹی کی پالیسیوں پر ضرورت کے مطابق آزادانہ بحث ومباحثہ پارٹی کے ممبر کا ایک ایسا حق ہے جسے کبھی چھینا نہیں جا سکتا۔

لیکن اس بحث ومباحثے کے حدود کیا ہیں جس کی اجازت دی گئی ہے۔ عملی صورت میں جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہی ہے کہ اس بحث ومباحثے کی تعریف صرف پارٹی کے رہنماؤں نے ہی بیان کی ہے۔

پارٹی کے رہنما کچھ موضوع پیش کر کے اُس پر پارٹی کے شعبوں اور ممبروں سے انفرادی طور پر مشورے طلب کر سکتے ہیں اس کی مثال ایسا حق ہے جسے کبھی چھینا نہیں جا سکتا۔ اور یہ پارٹی کی داخلی جمہوریت کا ایک اہم اصول ہے (۲)۔ لیکن حالاں کہ قواعد وضوابط میں اس کی ضمانت دی گئی ہے کہ کسی مسئلے میں فیصلے سے پہلے اُس پر اپنے آزادانہ خیالات کے اظہار کا پورا حق ہر ممبر کو حاصل ہے۔

لیکن یہ پورا "بحث ومباحثہ" اس انداز میں ہونا چاہیے کہ اس میں ایسی

اور گروپ بندی کے امکانات نہ پیدا ہوں جو پارٹی کے اتحاد کے لئے تباہ کن ہوں اور اس سے پارٹی میں انتشار پیدا ہو۔ (۳)

جیسا کہ ان پیچیدہ بیانات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایسا بحث و مباحثہ جس سے پارٹی رہنماؤں کی دی ہوئی پالیسی کو کسی قسم کا چیلنج پیدا ہونے کا امکان ہو اُسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ بائیسویں پارٹی کانگریس کو پیش کی گئی قواعد و ضوابط کی اُس رپورٹ میں جس پر نظر ثانی کیجا چکی تھی (۳) الیف۔ آر۔ کوزلوو نے اُس کی پوری وضاحت کر دی تھی: "ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال پیدا نہیں ہونے دی جا سکتی جس میں کوئی منحرف ذہنوں کا گروپ، یا سیاسی اعتبار سے نابالغ افراد کے توہمات پارٹی کو بے کار قسم کے بحث و مباحثے میں پھنسا دیں جس میں پارٹی مخالف کچھ انفرادی عناصر کو حرکتیں کرنے کا موقع مل جائے اور پارٹی کے اتحاد کو خطرہ پیدا ہو جائے۔ اسی لئے پارٹی کے قواعد و ضوابط میں اس قسم کی ضمانت بھی فراہم کر دی گئی ہے کہ کسی بہت معمولی سی اقلیت کو اگر اکثریت پر اپنی مرضی اور منشاء تھوپ دینے کا موقع نہ مل سکے۔

اور اس کے ساتھ ہی گروپ بندی کی کوششوں اور پارٹی کو چھوٹے چھوٹے دھڑوں میں منتشر کر دینے کا موقع نہ مل جائے"۔ (۴)

لیکن اس بحث و مباحثے کی حدود کیا ہیں جس کی اجازت دی گئی ہے؟ عملی صورت میں جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ یہی ہے کہ اس بحث و مباحثے کی تعریف صرف پارٹی کے رہنماؤں نے ہی بیان کی ہے۔ پارٹی کے رہنما کچھ موضوع پیش کر کے اُس پر پارٹی کے ادنیٰ شعبوں اور ممبروں سے انفرادی طور پر مشورے طلب کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال ۱۹۳۸ء اور ۱۹۵۲ء اور پھر ۱۹۶۱ء میں پارٹی کے قواعد و ضوابط کی تبدیلی کے موقع پر نظر آجاتی ہے۔ آزاد اور ضرورت کے مطابق بحث و مباحثہ کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مگر صرف اُس وقت جب تک بحث و مباحثہ اس موضوع پر مرکوز رہے۔ کہ پارٹی کی اعلیٰ کمان کی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہترین صورت کیا ہو سکتی ہے۔ اس کی اجازت صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب بحث و مباحثے میں اعلیٰ کمان کی پالیسیاں

بنانے کے اختیار پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہ کی جائے۔ پارٹی میں اندرونی جمہوریت" سوویت نظام میں محض ڈکٹیٹر کی خوشی پر منحصر ہے۔ اس کمزور ڈھانچے کی بنیاد کسی اور مضبوط اصول پر نہیں ہے۔ کسی پارٹی کی اندرونی جمہوریت کے سلسلے میں ہر ثبوت کے طور پر جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ تنقید اور خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی (Self-Criticism) ہے جو سوویت پریس، پارٹی میٹنگوں اور عوامی جلسوں میں مستقل نظر آتی ہے لیکن اُن حدود اور پابندیوں کا اظہار بہت کم ہوتا ہے۔ جن کے دائرے میں ان تنقیدوں کو برداشت کیا جاتا ہے یا اِن کے لیے ترغیب دی جاتی ہے اس تنقید کا نشانہ حکومتِ اعلیٰ رہنما یا اُن کی پیش کی ہوئی پالیسیاں نہیں ہو سکتیں۔

یہ ایک ایسی منظم تنقید کا روپ اختیار نہیں کر سکتی جس سے کسی منحرف گروپ یا مخالف پارٹی کا مستقل قیام ہو سکے اِس تنقید کو "تعمیری" ہونا ضروری ہے۔ جس کا مطلب ہے صرف وہ تنقید جو پارٹی کو قبول ہو اور جو اُس نظام کی کارکردگی میں مددگار ہو۔ جسے پارٹی کے چیدہ چیدہ اشخاص چلا رہے ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس تنقید اور اپنے کاموں پر نکتہ چینی کا رُخ پارٹی اور حکومت کے نچلے شعبوں کی حد تک ہی محدود رہتا ہے۔ اس کے زمرے میں اعلیٰ عہدے دار یا چوٹی کے رہنما نہیں آتے پھر اس میں زیادہ سے زیادہ افسروں کی کارکردگی میں کوتاہی یا اونچے پارٹی کے عائد کئے ہوئے فرائض سے چشم پوشی اور انتظامی امور کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکنے کو ہی تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

پارٹی کی طے کی ہوئی کٹر پالیسیوں سے انحراف یا پارٹی کی بدلتی ہوئی پالیسیوں کے مطابق اپنے طرزِ عمل میں ضروری لچک نہ پیدا کر سکنے کو ہی زیر بحث لایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو یہ تنقید اور بحث و مباحثہ ایک ایسی منظم جدوجہد میں تبدیل ہو جاتا ہے جس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ خود مرکزی طاقت اِس کی راہ متعین کر رہی ہے اور اِس کا مقصد صرف عوام کی توجہ کو کسی خاص نکتے سے ہٹا کر بدلتی ہوئی پالیسی یا کسی ایسے نکتے پر لگانا ہے جسے پارٹی کے رہنما اُس وقت خاص

طور پر اہم سمجھتے ہیں۔

تنقید اور اپنے کاموں پر خود نکتہ چینی کرنے کا یہ انداز پارٹی کی کمان کے لئے چند اہم اور کار آمد مقاصد کو پورا کرتا ہے ایسے پارٹی یا حکومت کے نالائق لالچی اور غیر ذمہ دار قسم کے منتظمین کے خلاف ایک با اثر اور کار آمد ہتھیار کے طور پر کام میں لایا جا سکتا ہے۔ ایسی تنقید پر جس کی حدود پوری گرفت میں ہوں اُسے وقتاً فوقتاً علاقائی پارٹی کے ایسے لیڈروں کے خلاف نا دہی کارروائیوں کے سلسلے میں بھی کام میں لایا جا سکتا ہے۔ جن کے اظہار خیال میں آزادانہ رویے کی جھلک نظر آنے لگی ہو یا جو اپنی حدود سے آگے بڑھ کر ضرورت سے زیادہ گرم جوشی کا اظہار کرنے لگے ہوں۔ ایسی صورت میں خود تنقید اور نکتہ چینی ہی ایک مضبوط اور وفادار قسم کے آلۂ کار کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اور چوں کہ حکومت یا با اقتدار طبقہ سازشوں اور منصوبوں کو فاش کرنے کی بھی ترغیب دیتا ہے، اور آزادی کے ساتھ شکایات بیان کرنے کی تھی۔ اس لئے اِس کے ذریعے عوام میں وقتاً فوقتاً پھیلنے والی بے چینی کا بھی احساس ہوتا رہتا ہے۔ رہنماؤں کو شکایات اور بے چینیوں کے اظہار کا چوں کہ یہی ایک طریقہ موجود ہے۔ اس لئے یہی ایک راستہ بھی ہے جس کے ذریعہ سوویت سوسائٹی میں اُبھرنے والی کشمکشوں اور کشیدگیوں کو کسی حد تک باہر نکل آنے کا موقع مل جاتا ہے خواہ اِس میں بھی کتنی ہی پابندیاں اور رُکاوٹیں کیوں نہ حائل ہوں لیکن اِس کے ساتھ ہی ساتھ رہنما پارٹی یا حکومت کے ایسے ادنیٰ کارکنوں کو قربانی کا بکرا بنا کر اپنی معصومیت اور خصوصیت کو محفوظ کر لیتے ہیں کیونکہ خود اُن سے غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ اِس تنقید کے نشانوں کو مختلف چھوٹے چھوٹے مرکزوں میں تقسیم کر کے ساری ناراضگی اور غصّے کو ہی تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ناراضگی اور غصّہ کوئی ایسی منظم شکل نہیں اختیار کر پاتا جس سے خود با اقتدار گروپ یا حکومت کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکے۔ تنقید اور خود اپنے کاموں پر

نکتہ چینی کا یہ طریقہ جس پر پوری طرح قابو رہتا ہے۔ آزادانہ گفت وشنید اور بحث مباحثے کے ایک مبادل کے طور پر تلاش کر لیا گیا ہے اس طریقے کو بہرحال عوام کو کسی خاص مقصد پر مجتمع کرنے کا نام تو دیا جا سکتا ہے، عوام کا کوئی داخلی یا تخلیقی عمل اور اشتراک نہیں کہا جا سکتا۔

اکتوبر ۱۹۶۱ء میں بائیسویں پارٹی کانگریس کے منظور کردہ قواعد ضوابط سے سطحی طور پر تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پارٹی میں داخلی جمہوریت کی بنیادوں کو کچھ اور وسیع کیا گیا ہے ان میں مستقل تبادلوں کے اصول کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس سے خود رہنماؤں پر کسی حد تک شعبہ داری رکاوٹیں پیدا ہونے کا امکان نظر آتا ہے۔ اس نئے نظام کے تحت پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی کے کم سے کم ایک چوتھائی ممبروں کا باقاعدہ انتخابات میں "تجدید" کیا جانا ضروری ہے اور پریسیڈیم کے ممبر "اصولی طور پر" تین متواتر مدتوں سے زیادہ عرصے تک نہیں چُنے جا سکتے۔

لیکن بہت ممتاز قسم کے افراد، جن کی افادیت مسلم الثبوت مانی جائے ان تنظیموں میں اس سے زیادہ مدت کے لئے بھی چُنے جا سکتے ہیں بشرطیکہ انھیں خفیہ رائے دہندگی کے طریقے سے کل دیے گئے ووٹوں کے تین چوتھائی سے کم ووٹ حاصل نہ ہوں۔ یونین ریپبلک، ٹریٹوریل اور خطوں کے درجوں پر مرکزی کمیٹیوں کو بھی اپنے ہر باقاعدہ انتخابات میں کم از کم ایک تہائی ممبر شامل کرنا ضروری ہیں۔

اس پارٹی کی نچلی کمیٹیوں میں ممبروں کی کم از کم نصف تعداد کو نئے ممبروں پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ ان درجوں پر "پارٹی کی عامانہ تنظیموں میں ممبر تین بار سے زیادہ منتخب نہیں کئے جا سکتے"۔

جب کہ پارٹی بنیادی تنظیموں کے سکریٹری "متواتر" دو مدتوں سے زیادہ کے لئے نہیں چُنے جا سکتے۔ لیکن یہاں بھی مخصوص اور غیر معمولی خصوصیات کے حامل افراد کے لئے استثنا موجود ہے بشرطیکہ ان کا انتخاب اسی طرح تین چوتھائی اکثریت کے ذریعے ہو۔ کانگریس کے سامنے ان تبدیلیوں کی وضاحت

کرتے ہوئے خروشچیف نے اشارہ کیا تھا کہ اِن تبدیلیوں سے تین قسم کے حصول متوقع تھے:

"(۱) شخصیت پرستی کے رُجحان کو دوبارہ نہ اُبھرنے کے سلسلے میں ضمانت فراہم کرنا

(۲) کارکردگی کی اچھی صلاحیتوں کے مالک افراد کو پارٹی میں اعلیٰ عہدوں پر ترقی کے لئے راہیں کھولنا۔

(۳) اور پارٹی کو وہ طاقت دے دینا جس کے ذریعے وہ ایسے افراد کی جڑیں اُکھاڑ دے جو اپنے اردگرد "خاندانی حلقے" تعمیر کر لیتے ہیں اور اپنے کاموں میں کمزوریوں اور کوتاہیوں کو چھپانے کے لئے آپس میں گٹھ جوڑ پیدا کر لیتے ہیں" (۵)۔

حالاں کہ ظاہری طور پر یہ قواعد ایک ایسا باقاعدہ طریقۂ کار فراہم کرتے ہیں جس میں خود خروشچیف کو بھی ووٹ کے ذریعے اُس کے عہدے سے برطرف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن غالباً اُس کا امکان بہت کم ہے کہ اِس قسم کے خدشات نے کبھی اس کی رات کی نیند میں خلل ڈالا ہو۔ لیکن اِن قواعد و ضوابط کی نزاکتوں سے زیادہ اہم چیز پارٹی میں طاقت اور اختیارات کا حقیقی ڈھانچہ ہے اور جب تک خروشچیف یا اُس کا کوئی بھی جانشین پارٹی آلۂ کار پر اپنی گرفت پوری طرح مضبوط رکھتا ہے۔ اُس وقت تک یہ پیشین گوئی بھی پورے وثوق کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ مفرد پارٹی کے اُن کارکنوں میں سے شمار کیا جائے گا جو اِن قواعد کے الفاظ میں ہی اپنے مسلّم اور ممتاز اختیارات اور اعلیٰ سیاسی تنظیمی اور دوسری قابلیتوں کی بنا پر "عاملہ تنظیموں" میں مقررہ مدّت سے زیادہ عرصے کے لئے (۶) چُنے جانے کا حق رکھتے ہیں جیسا کہ کوزلوو نے اسے بیان کیا۔ یہ بات کہہ دینی بھی ضروری ہے کہ پارٹی شعبوں میں پوری باقاعدگی اور ایک مکمل نظام کے تحت عملے کی تبدیلی کا اصول رہنمائی کے تسلسل اور استقلال سے بہت قریبی رشتہ رکھتا ہے۔ ایک کم بیش مستقل رہنماؤں کے گروپ کے بغیر رہنمائی کا تسلسل اور استقلال یا حاصل شدہ تجربے کی ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیلی یقینی نہیں ہو سکتی" (۷)۔

پارٹی کے رہنما کے نقطہ نگاہ سے یہ نئے قواعد ضوابط ایک ایسی صورت حال

پیدا کر دیتے ہیں۔ یا اُسے ضابطہ اور جواز بخش دیتے ہیں جسے ایک "مستقل صفائی" کا نام دیا جا سکتا ہے۔ خروشچیف جیسے مضبوط اور طاقتور رہنما کے ہاتھوں میں عہدوں پر تبادلوں کا محض نالائق اور غیر مستعد قسم کے کارکنوں سے پارٹی آلۂ کار کو چھٹکارا دلانے کا اور قابل افراد کو داخل کر لینے سکنے کے لئے ہی استعمال نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسے ایسے افراد کو علیحدہ کرنے میں بھی کام میں لایا جا سکتا ہے جو پریشانیوں کا باعث ہوں۔ اس سے وفادار قسم کے افراد کو صلے بھی بخشے جا سکتے ہیں۔ اور مستقبل کی ترقی کے لئے ایک ایسا غیر یقینی ماحول بھی مستقل طور پر پیدا کیا جا سکتا ہے جس کے نتیجے میں خود رہنما کی منشا اور مقاصد کے لیے پوری وفاداری اور انہماک حاصل ہوتا رہے۔

پارٹی کے انتظامی امور میں متحرک کارکنوں کو زیادہ شرکت فراہم کرنے کے سلسلے میں نظر آنے والے تازہ رُجحانات کے باوجود کمیونسٹ زندگی میں عملی اعتبار سے تنظیمی اصول اب بھی بنیادی طور پر چیدہ اشخاص پر انحصار رکھنے کے میلانات سے پُر ہیں پارٹی میں وہ مرکز جو ہدایتیں اور رہنمائی فراہم کرتا ہے اُس پر اب بھی عام اور معمولی ممبروں کی کوئی گرفت موجود نہیں ہے رہنماؤں کی نگاہ میں پارٹی کا معمولی ممبر ایک وسیلے (ایجنٹ) یا ایک اوزار کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ جو اپنے طور پر اختیارات دینے والا کوئی آزاد اور خود مختار ذریعہ نہیں ہوتا۔

ایک بامثالی بالشویک تصوّر جیسے پارٹی رہنما پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو کچھ ایسا ہونا چاہیئے جو پوری طرح فرمانبردار ہو اور اپنے فرائض کے لئے خود کو وقف کر چکا ہو اور جو حکومت میں با اقتدار گروپ کو پارٹی ہی کی تنظیمی فہم و فراست کا مظہر سمجھتا ہو وہ سخت مانگیں جس کے پورا کیئے جانے کی توقع پارٹی اپنے ممبروں سے کرتی ہے اِن میں پارٹی قواعد ضوابط میں پورے ڈرامائی انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ "پارٹی ممبر کے فرائض ہیں۔ (الف) کمیونزم کی مادی اور تکنیکی بنیاد کی تعمیر کے لئے جد وجہد کرنا۔ مزدوروں کے سلسلے میں کمیونسٹ رویئے کے لیے ایک مثال پیش کرتا۔ مزدوروں کی پیداواری صلاحیت بڑھانا ہر وہ چیز جو نئی اور ترقی پسندانہ ہے اُس کے لیے ذاتی تحریک کا مظاہرہ کرنا اور پہل کرنا ترقی یافتہ تجربات کی حمایت کرنا اور اُن کا پرچار کرنا ٹیکنالوجی

پر پورا قابو پانا اور اپنی استعداد اور صلاحیتوں میں اضافہ کرتے رہنا، عوامی سوشلسٹ ملکیت کی حفاظت کرنا اور اس میں اضافے کی کوشش کرنا جو سویت ملک کی طاقت مضبوطی اور خوش حالی کی بنیاد ہے۔

(ب) پارٹی کے فیصلوں کی مضبوطی اور ثابت قدمی کے ساتھ تعمیل کرنا، عوام میں پارٹی کی پالیسیوں کی وضاحت کرنا، عوام سے پارٹی کے رشتے کو مضبوط اور وسیع کرنے میں مدد دینا، عوام سے دلچسپی رکھنا اور ان کے لئے لحاظ رکھنا، محنت کش عوام کی ضرورتوں اور مانگوں کے سلسلے میں فوری طور پر اثر لینا۔

(ج) ملک کی سیاسی زندگی حکومت کے کاموں اور معاشی اور ثقافتی تعمیر میں آگے بڑھ کر حصہ لینا، عوامی فرائض کی تکمیل اور تعمیل میں خود کو ایک مثالی نمونہ بنا کر پیش کرنا، کمیونسٹ سماجی رشتوں کو پیدا کرنا اور اُن کو مضبوط کرنا۔

(د) مارکسی لینن نظریات میں مہارت پیدا کرنا۔ اپنے نظریاتی معیار کو اونچا کرنا اور کمیونسٹ سوسائٹی کے انسان کی نشو و نما میں حصہ لینا۔ بورژوا نظریے کے ہر اظہار کے خلاف شخصی ملکیت کی نفسیات کے باقی ماندہ اثرات، مذہبی تعصبات اور ماضی کی بچی کھچی روایات کے خلاف جنگ کرنا۔ کمیونسٹ اخلاقیات کے اصولوں کی پابندی کرنا۔ اور ذاتی مفادات کے مقابلے میں عوامی مفادات کو فوقیت دینا۔

(ز) محنت کش عوام میں سوشلسٹ بین الاقوامیت اور سویت وطن پرستی (قومیت) کے تصورات کا متحرک ترجمان ہونا۔ قوم پرستی اور عصبیت کی احیا کے خلاف جد و جہد کرنا۔ اپنے قول و عمل سے یو ایس ایس آر کے عوام کے دوستانہ تعلقات کی مضبوطی میں حصہ لینا اور دوسرے سوشلسٹ ممالک کی عوام اور دنیا کے تمام ملکوں کے پرولتاری اور محنت کش لوگوں سے سوویت عوام کے برادرانہ تعلقات میں استحکام پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

(س) ہر پارٹی کے نظریاتی اور تنظیمی اتحاد کو ہر طرح سے مضبوط کرنا۔ چھپے

چوری پارٹی میں داخل ہونے کے سلسلے میں حفاظت کرنا جو کمیونسٹ کے عظیم خطاب کے کسی طرح لائق نہیں ہیں عوام اور پارٹی کے ساتھ ایمان دار اور سچا ہونا، ہوشیاری اور تجسس کا مظاہرہ کرنا۔ پارٹی اور حکومت کے رازوں کی حفاظت کرنا۔

(ص) تنقید اور خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی کی عادت پیدا کرنا اپنی کمزوریوں کو پوری جرأت کے ساتھ ظاہر کرنا اور اُن کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔

خود نمائی خود بینی، تساہل اور مقام پرستی کے خلاف لڑنا تنقید دبانے کی ہر کوشش کے خلاف پوری مضبوطی اور ثابت قدمی کے ساتھ جواب دینا۔ پارٹی اور حکومت کو نقصان پہنچانیوالے ہر عمل کے خلاف مدافعت کرنا اور اس کی اطلاع پارٹی کی مختلف تنظیموں تک پہنچانا جس میں سوویت کمیونسٹ (CPSU) پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی حد بھی شامل ہے۔

(ط) عملے کے چناؤ میں اُن کے سیاسی معیار اور کام کی استعداد کے مطابق پارٹی کی طرف سے دی گئی پالیسی کی پوری مضبوطی کے ساتھ تعمیل کرنا عملے کے چناؤ اور اس کی تربیت کے سلسلے میں لینن اصولوں کے خلاف عمل کی صورت میں ایسا رویہ اپنانا جس میں لچک نہ ہو۔

(ف) پارٹی اور حکومت کے ڈسپلن کی پابندی کرنا جو پارٹی کے تمام ممبروں پر یکساں طور پر عائد ہوتا ہے۔

(ل) ہر طریقے سے یو ایس ایس آر کی دفاعی طاقت کی مضبوطی میں مدد پہنچانا عوام میں امن اور دوستی کی جدوجہد میں انتھک کوشش کرتے رہنا" (۸)۔

سوویت ادب میں اس مثالی ہیرو کی جو تصویر بار بار پیش کی جاتی ہے اُس میں جو چیز سب سے زیادہ اُبھر کر سامنے آتی ہے یا کھٹکتی ہے وہ اس کا وہ کردار ہے جس میں اُسے محض ایک مشینی پرزے کی سی حیثیت دی گئی ہے۔ اصولی طور پر ایک بالشویک سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک ایسی ذمے دار شخصیت ہے جو پارٹی کے نقطۂ نظر کو آزادانہ طور پر اس لئے مانتا ہے کہ اُسے احساس ہے کہ یہی "سچائی" پر مبنی ہے لیکن عملی صورت میں اُس کی "آزادی" محض پارٹی کے رہنماؤں کے کئے ہوئے مقاصد کے لئے اُن کے ہم آواز ہو جانے اور پارٹی کی ہدایات کا بے چوں چرا تابعدار اور پابند ہونے سے

زیادہ کچھ نہیں۔

تحریکیں اور ترغیبیں جن کی وجہ سے لوگ پارٹی سے تعلق پیدا کرتے ہیں بہت گنجلک ہیں اور اُن میں خود اپنی شخصیت کی نشو نما اور بہت سی تصوراتی تحریکیں کار فرما ہوتی ہیں لیکن اپنی زندگی کو پارٹی کے نقطۂ نظر کے مطابق مکمل طور پر ڈھال لینے اور اس کے مختلف مدارج پر کامیابی سے پہنچ سکنے کا کام انھیں لوگوں کے لئے آسان ہوتا ہے جو پارٹی کے رہنماؤں کے نقطۂ نظر سے پوری طرح ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یا جن کے ذاتی کردار میں آزادانہ سیاسی اظہار خیال کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ جن کی تمام تر خواہشات کی تکمیل اور سکون کا حصول ایسی پارٹی میں محض خوشامدی رہ کر بھی پورا ہو جاتا ہے، جس کے مقاصد پر حرف نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن ایسے بھی لوگ ہیں جو کمیونزم کے فلسفہ اور عمل پر یقین رکھتے ہیں۔

پارٹی تنظیم کے کام، کارگذاریاں

پارٹی رہنماؤں کے نقطۂ نظر کے مطابق، پارٹی کی تنظیم بنیادی طور پر ایک ایسا تربیت یافتہ اور قواعد و ضوابط کا پابند دستہ ہے جو اُن کی منشاؤں کی تعمیل کرنے کے کام میں منہمک رہتا ہے۔ سوویت سوسائٹی کی ہر تنظیم میں پارٹی کے شعبے اور اکائیاں موجود ہیں۔ پارٹی اپنے مقامی نمائندوں کو اس بات کا ذمے دار ٹھہراتی ہے کہ وہ اپنے سپرد کیئے ہوئے تمام علاقوں اور تنظیموں میں مختلف منصوبوں کی تکمیل پر نگاہ رکھیں۔

اس مقصد کی تکمیل کو اور یقینی بنانے کے لئے روزانہ پیش آنے والے معاملات کے سلسلے میں عام ذمے داری حکومت کے کارکنوں یعنی منیجروں اور دوسرے عہدہ داروں کے سپرد کردی گئی ہے۔ لیکن حکومت کے شعبوں اور عہدے داروں کا ہر حصّہ خود بھی پارٹی میں اس کے بالکل متوازی شعبوں اور عہدیداروں پر منحصر ہے اور اس کی نگہداشت اور نگرانی بھی کی جاتی ہے چوں کہ پارٹی رہنما سوویت حکومت میں

اعلیٰ ترین طاقت سمجھے جاتے ہیں اس لیئے اس کے علاقائی نمائندے صرف رہنماؤں
آنکھ اور کان کے فرائض ہی انجام نہیں دیتے بلکہ کریملن کی آواز بھی ہوتے ہیں۔

یہ بات اب ایک عملی حقیقت ہے کہ ان علاقائی رہنماؤں سے اُمید کی جاتی ہے کہ یہ اپنے دائرہ اختیار میں لوگوں کے تمام عزائم اور اُن کے کاموں سے پوری طرح باخبر رہیں۔ کاموں کی تکمیل میں کوتاہی کے سلسلے میں پوری طرح چوکنا رہیں اور منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں اپنے اعلیٰ عہدے داروں کو پوری طرح باخبر رکھیں۔ اور علاقائی افسروں کے ساتھ مل کر ایسے اقدامات اُٹھائیں کہ پارٹی ہائی کمان کے طے کیئے ہوئے منصوبوں اور نشانوں کی تکمیل کی جاسکے۔

پارٹی تنظیم کے ذریعہ رہنما اپنے حلقۂ اقتدار کی گرفت کو سوویت سوسائٹی کے تمام اہم شعبوں پر مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ کوشش یہ ہے کہ پارٹی کے عہدے دار اور حکومت کے چیدہ اشخاص میں یکسانیت اور مشابہت پیدا ہو جائے۔ سوویت نظام میں ترقی اور طاقت کے حصول کی راہیں پارٹی سے ہو کر گذرتی ہیں۔ سوویت حکومت میں تمام عہدے اور حیثیتیں پارٹی کے معتبر کارکنوں کے لیئے وقف ہیں۔ سوویت سوسائٹی میں اقتدار کے خواہش مندوں کو اپنے ساتھ ملا کر اور اقتدار تک پہنچنے کے لیئے پارٹی کی ممبری کی ضروری شرط عائد کر کے پارٹی کے رہنما ایک ایسی معتبر انتظامیہ مشین بنا لینا چاہتے ہیں جو ہمیشہ ان کے احکامات کے لیئے فرمانبردار ثابت ہوسکے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کوئی اور مقابل طاقت کا مرکز ایسا پیدا نہ ہوسکے جو ان کی اس سیاسی اجارہ داری کے لیئے کوئی چیلنج پیدا کر رہا ہو حالاں کہ حکومت میں بااقتدار گروپ بنیادی طور پر انتظامیہ کی ذمّہ داریاں سنبھالنے والے کارکنوں کے انتخاب کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اُس کی یہ بھی کوشش رہتی ہے کہ وہ مزدوروں میں اہم شخصیتوں اور اجتماعی کسانوں کو پارٹی ممبر بنا کر عوام سے بھی مستقل رابطہ قائم رکھے پارٹی میں عوامی ممبری کے دو اہم فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ اُسے عوامی حمایت اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اعلیٰ کمان کے فیصلوں کو منوانے اور اُن کے تعمیل میں آسانی ہوجاتی ہے۔

پارٹی کے رہنماؤں کا ایک مستقل مقصد یہی ہے کہ وہ پارٹی تنظیم حکومت میں بااقتدار گروپ کے لیئے معتبر قسم کے آلۂ کار میں تبدیل کریں۔

پارٹی کو بالشویک رنگ میں ڈھالنے کے لئے ممبروں کی تربیت پر مستقل توجہ رکھی جاتی ہے۔ پارٹی کے تعلیمی اداروں کے ذریعے پارٹی کے ہر ممبر میں پارٹی سے لگن (Partiinost) کا احساس پیدا کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ جہاں تک احکامات کی پابندی کا سوال ہے وہ سخت ترین ڈسپلن کے ذریعے حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن رہنما صرف تعمیل سے بھی کچھ زیادہ کے خواہشمند ہیں۔ یہ ہر ممبر کو ایک ایسی ذمے دار شخصیت میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں جو اس بات پر کامل یقین رکھے کہ بااقتدار گروپ کے پاس وہ کنجی ہے جس سے یہ دنیا کے تمام سربستہ رازوں کو کھول سکتے ہیں اس طرح یہ رہنما پارٹی کے ممبروں میں وہ شعور پیدا کر دینا چاہتے ہیں جس سے تعمیل اور فرماں برداری کی ضرورت کو یہ لوگ ہی محسوس کر سکیں یہ ایک ایسی متحد فوج پیدا کرنا چاہتے ہیں جس کی مضبوطی اور استحکام کی بنیاد خود ان کے عقیدوں پر ہو۔

پارٹی تنظیم اپنے ممبروں کو اس مقصد کے لئے بھی استعمال کرتی ہے کہ اُن کے ذریعہ پارٹی کا اثر اُس عوام میں بھی پھیلایا جا سکے۔ جو پارٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ جدید آمری ڈکٹیٹر شپ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عوام کے جذبات کو کچھ اس انداز میں استعمال کرتی ہے کہ اس سے خود حکومت کو حمایت حاصل ہوتی رہے۔ کمیونسٹ ڈکٹیٹر شپ کی اپنی تاریخی بنیاد یہی ہے کہ اُس نے عوام کی شکایات اور بے چینیوں کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کر کے اقتدار حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اس نے عوام کی حمایت کو اپنے لئے حاصل کرتے رہنے پر پوری سنجیدگی سے توجہ رکھی۔

"ایجی ٹیشن"، تعلیمی اور پروپیگنڈہ تحریکوں کے ذریعے جو پارٹی میں اس فن کے اور ماہرین کے سپرد رہتی ہے۔ عوامی رسل ورسائل (Media of Mass Communication پر پوری گرفت کے ذریعہ پارٹی رہنما سوویت عوام کے ذہنوں پر اصول اور طرز فکر کے سلسلے میں پورا غلبہ رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

پارٹی کی طرف سے پیدا کی ہوئی ہلچل (Agitation) سوویت سماجی ڈھانچے کے ہر پہلو میں سرایت کر چکی ہے جس کے اثر سے مخالفین ـ ـ ـ ـ ـ برداشت نہیں کئے جاتے۔ ایک تبلیغی انہماک کے ساتھ ممبر بااقتدار گروپ کے مقاصد

اور خواہشات کا پرچار سوویت سوسائٹی میں بدعقیدہ لوگوں کے درمیان کرتے رہتے ہیں۔

پارٹی کے مرکزی شعبے

پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے کی تشکیل ہی اِن مختلف النّوع مقاصد کی تکمیل کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہے پارٹی کے اہرامی ڈھانچے کی چوٹی پر پریسیڈیم ہوتا ہے۔ اسے انیسویں پارٹی کانگریس (۱۹۵۲) میں سیاسی بیورو (پولٹ بیورو) اور تنظیمی بیورو (آرگ بیورو) کی جگہ پر قائم کیا گیا اور ۱۹۶۲ء کے آخر میں یہ بارہ ممبروں اور چھ متبادل ممبروں پر مشتمل تھا۔ خروشچیف کی سربراہی میں اس میں سوویت یونین کے تمام اعلیٰ ترین رہنما شامل تھے۔ پارٹی قواعد کے مطابق اس کا انتخاب مرکزی کمیٹی کے ذریعے ہوتا ہے اور اسے "مرکزی کمیٹی کے دو عام اجلاس (پلینم) کے درمیان مرکزی کمیٹی کے کاموں میں ہدایت دینے کے اختیارات دئیے گئے ہیں"(۹) مرکزی کمیٹی کے ساتھ ساتھ اس کے اختیارات کا انحصار حالات کی نوعیت پر ہوتا ہے۔

عبوری دوروں میں جب جانشینی کی جدوجہد چل رہی ہو اور پریسیڈیم خود بھی مختلف حصوں میں سختی سے بٹا ہوا ہو، اس وقت خود مرکزی کمیٹی کی طرف سے عائد کی گئی گرفتیں اور کنٹرول مختلف جھگڑوں کے سلسلے میں ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں جس وقت خروشچیف کو (۱۹۵۷) پریسیڈیم کی ایک مخالف اکثریت کا مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا اُس وقت اُسے مرکزی کمیٹی سے جو زبردست موافقت اور حمایت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی اُس نے صرف اس کا سیاسی پلڑا بھاری ہی نہیں کر دیا بلکہ خود پریسیڈیم کو اپنے مخالفین سے صاف کر دینے اور اُس میں اپنے وفادار دوستوں اور موافقوں کو بھر دینے کا موقع بھی ہاتھ آ گیا۔ لیکن جب جانشینی کی رسّہ کشی ختم ہو جاتی ہے تو اس کے بعد مرکزی کمیٹی کسی حد تک پسِ منظر میں آ جاتی ہے، اور پریسیڈیم کی حیثیت افضل ہو جاتی ہے۔ اور جب اسٹالن اور خروشچیف جیسے مضبوط رہنما پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی دونوں

جگھوں پر اپنی گرفت اور حیثیت کو مضبوط کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اس وقت یہ رہنما پریسیڈیم کے نئے ممبروں کو خود ہی نامزد کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں اور اس وقت مرکزی کمیٹی کی حیثیت ان کے چناؤ کی تصدیق کر دینے تک ہی محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔

پارٹی کے قواعد کے مطابق پارٹی کا "اعلیٰ ترین شعبہ" پارٹی کانگریس ہے جسے چار سال میں کم از کم ایک بار ضرور بلانا چاہئے۔ ۱۹۵۲ سے پہلے کے قواعد کے تحت کانگریسوں کے اجلاس کے لیے تین سال کی مدت مقرر کی گئی تھی لیکن حقیقت میں ۱۹۳۰ کی سولھویں پارٹی کانگریس کے بعد ۱۹۳۴ میں سترہویں کانگریس کے درمیان چار سال بیت گئے۔ اس کے بعد اٹھارویں کانگریس ۱۹۳۹ پانچ سال کی مدت کے بعد منعقد ہوئی۔ اور انیسویں کانگریس ۱۹۵۲ تک منعقد نہ ہو سکی جس کا مطلب تھا کہ یہ تیرہ سال سے بھی کچھ زیادہ عرصے بعد منعقد ہوئی۔ اسٹالن کی موت کے بعد کانگریس زیادہ باقاعدگی اور پابندیٔ وقت کے ساتھ منعقد ہوئیں۔ اور ۱۹۵۶ کی بیسویں کانگریس کے بعد ایک مخصوص کانگریس منعقد ہوئی۔ پھر اکیسویں کانگریس جنوری ۱۹۵۹ میں اور بائیسویں اکتوبر ۱۹۶۱ میں منعقد ہوئی۔

دوسری دہائی کے آخری حصے سے کانگریسوں کی حیثیت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ اس میں کسی قسم کی مخالفت کی آواز بلند ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ اسٹالن کے دور میں کانگریس پارٹی اور حکومت کے کارکنوں کا ایک ایسا اجتماع ہو کر رہ گئیں تھیں جن میں اعلیٰ ترین رہنما کی پالیسوں پر خراج عقیدت و تحسین دیا جاتا اور ان کی تصدیق کی جاتی۔ تمام فیصلے متفقہ طور پر کیے جاتے اور تمام گفتگوئیں اور مباحثوں سے پوری طرح اس بات کا اظہار ہوتا کہ جیسے انہیں پہلے سے ہی منظم کر لیا گیا ہے تاکہ پہلے سے کئے ہوئے فیصلوں تک پہنچ جائیں خروشچیف کے دور میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کانگریسوں کو زیادہ "جمہوری" بنا کر پیش کیا جا سکے۔ اور عوام کی "نمائندگی" کا زیادہ رنگ دیا جا سکے۔ اس لیے بائیسویں پارٹی کانگریس میں کل ۴۴۰۹ ووٹ کے حقدار مندوبین میں سے ۹۸۴ مزدور تھے بریگیڈ لیڈر یا صنعت کے فورمین تھے۔ ۱۴۶۹ اجتماعی کسان سرکاری فارموں کے

کارکن یا بریگیڈ لیڈر اور سرکاری اور اجتماعی فارموں کے مختلف شعبوں کے سربراہ تھے (۱۰)۔ لیکن اب بھی تمام فیصلوں کا اعلان اتفاق رائے سے ہی کیا جاتا ہے اور کسی قسم کی منظم مخالفت کی اجازت نہیں ہے۔ خروشچیف دور کی "کانگریسوں میں" اسٹالن کے زمانے کی بدعنوانیوں اور پارٹی مخالف گروپ کی غلطیوں اور جرموں کے ڈرامائی انکشافات، ایک اہم ترین خصوصیت رہے ہیں۔ لیکن اس موخرالذکر گروپ کے کسی ممبر کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار پارٹی کانگریس کے سامنے کر سکے۔ اور انہیں ۱۹۵۷ کے بعد سے بولنے کی اجازت بھی دی گئی۔ وہ بھی محض اپنی "غلطیوں" کے اعترافات تک ہی محدود رہے ہیں۔ مندوبین کی تقریروں میں غیر مطابقت اور اختلاف کی حدیں خروشچیف کے دور میں وسیع ضرور ہوئی ہیں۔ لیکن اب بھی پارٹی کانگریس کی حیثیت عقیدت مندوں کے ایک اجتماع یا ایک ایسے اہم مناسب اور اچھے پلیٹ فارم کی سی رہی ہے جہاں سے رہنما اپنی نئی پالیسیوں اور مقاصد کا اعلان کر سکیں۔ رہنما یہاں قواعد اور پروگراموں میں تبدیلیاں اور ترمیموں کا اظہار کرتے ہیں۔ اور پارٹی کی اعلیٰ کمان میں تبدیلیوں کی باقاعدہ تصدیق اور منظوری حاصل کرتے ہیں۔

پارٹی قواعد کے مطابق کانگریس کو ایک مرکزی کمیٹی اور مرکزی کمیشن چناؤ کرنا ہوتا ہے۔ موخرالذکر تنظیم نسبتاً کم اہمیت کی حامل ہے۔ قواعد کے الفاظ میں "یہ پارٹی کے مرکزی شعبوں میں مختلف کاموں کی انجام دہی میں مستعدی اور چستی پر نگاہ رکھتی ہے اور مرکزی کمیٹی کے مختلف شعبوں کے اور خزانے کے حسابات کی جانچ کرتی ہے" (۱۱)۔ مرکزی آڈیٹنگ کمیشن کا صدر کانگریس کے سامنے ایک مختصر سی رپورٹ پیش کرتا ہے جس میں عام طور پر مالی پابندیوں میں ڈھیل کے واقعات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور پارٹی آلۂ کار کی وسعت اور اس کی مستعدی اور کارکردگی پر ناقدانہ نگاہ ڈالی جاتی ہے۔

اس کے مقابلے میں مرکزی کمیٹی کو کہیں زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ پارٹی قواعد کے الفاظ میں "کانگریسوں کے انعقاد کے درمیانی عرصے

میں، مرکزی کمیٹی ۔ ۔ ۔ پارٹی اور پارٹی کی مقامی تنظیموں کے تمام کاموں کی ہدایت کرتی ہے۔ عاملہ کے کارکنوں کو چن کر اُن کا تقرر کرتی ہے۔ محنت کش عوام کی مرکزی حکومتی تنظیموں اور عوامی تنظیموں کے کاموں میں ان میں موجود پارٹی گروپوں کے ذریعے ہدایت کرتی ہے، پارٹی کی مختلف ایجنسیوں اداروں اور شعبوں کی تشکیل کرتی ہے اور ان کے کاموں میں ہدایت دیتی ہے۔ اُن مرکزی اخباروں اور رسالوں کے اداریہ بورڈوں کا تقرر کرتی ہے جو اس کے تحت کام انجام دیتے ہیں۔ اور پارٹی کے بجٹ میں موجود مالی ذرائع کو تقسیم کرتی ہے اور اس کی تعمیل کی نگرانی کرتی ہے" (۱۲) لیکن بہر حال مرکزی کمیٹی ان وسیع ذمہ داریوں کے سلسلے میں روزمرہ کے کاموں کو بذات خود پورا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی غیر مرتب قسم کی تنظیم ہے۔ انیسویں کانگریس میں منتخب کی گئی مرکزی کمیٹی ۱۲۵ ممبروں اور ۱۱۱ متبادل ممبروں پر مشتمل تھی بیسویں کانگریس نے اس تعداد کو اور بڑھا کر ۱۳۳ ممبر اور ۱۲۲ متبادل ممبروں کر دیا۔ اور اسکے بعد بائیسویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کی اور توسیع کی گئی۔ اور اب یہ ۱۷۵ ممبر اور ۱۵۵ متبادل ممبروں پر مشتمل تھی کمیٹی کی وسعت سے اس حقیقت کی اس کے ممبر ماسکو سے کچھ فاصلے پر رہتے ہیں۔ اس کی عملی اہمیت کسی قدر کم ہو جاتی ہے اس کی موجودہ ساخت کے مطابق مرکزی کمیٹی میں سب سے بڑا گروپ یونین ریپبلکوں اور نسبتاً اہم خطوں کے پارٹی سکریٹریوں پر مشتمل ہے۔ اس سے اگلا بڑا گروپ حکومت کے کارکنوں کا ہوتا ہے جس میں یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کے ممتاز ممبر یونین کے ریپبلکوں کی دو ممبروں کی کاؤنسلوں کے صدر بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ فوجی کمان کے ایک دو افسر غیر ملکی سروس اور پولیس کے افسر، پارٹی کے کچھ ممتاز نظریات نگار، دانشور اور سائنس کے ماہرین بھی مرکزی کمیٹی میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کے ممبروں کی ایک بڑی اکثریت پر مرکزی کمیٹی سے باہر انتظامی ذمہ داریوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ اور اس لئے ان کا زیادہ تر وقت اور صلاحیتیں دوسری طرف منقسم ہوتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر

افراد کے لیے مرکزی کمیٹی کی ممبری عزت وقار کی ایک علامت تو کہی جاسکتی ہے۔ یہ روزانہ کل وقتی کام کی ذمہ داری نہیں کہی جاسکتی۔ مرکزی کمیٹی کے نام سے جاری کیے جانے والے احکامات اصل میں اس کے سکریٹریٹ کا تیار کردہ ہوتے ہیں۔ جس کے لیے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اور خود پریسیڈیم کی پالیسیاں اس کی براہ راست اور فوری ہدایت کرتی ہیں۔

لینن کی زندگی اور اس کے بعد بھی کچھ سالوں تک مرکزی کمیٹی کم بیش پابندی سے کے ساتھ ملتی رہتی تھی۔ اور ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کرتی تھی جہاں پالیسی امور پر پورے جوش خروش کے ساتھ مباحثہ ہوتا تھا۔ لیکن دوسری دہائی کے آخر میں دائیں اور بائیں بازو کی بیخ کنی اور اسٹالن کی ذاتی طاقت کے استحکام کے ساتھ مرکزی کمیٹی کی حیثیت اور کردار میں زبردست گراوٹ پیدا ہوئی۔ بیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے اپنی خفیہ تقریر کے دوران خروشچیف نے اسٹالن کی زندگی کے پندرہ سال کی مدت میں مرکزی کمیٹی کی حیثیت اور اقتدار میں تنزل کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"مرکزی کمیٹی عام اجلاس (پلینم) شاذ و نادر ہی کبھی بلائے جاتے تھے۔ یہ بیان کر دینا کافی ہوگا کہ قومی جنگ کے دوران ان تمام سالوں میں مرکزی کمیٹی کا ایک بھی عام اجلاس (پلینم) منعقد نہیں ہوا۔" اسٹالن کی موت کے بعد یہ اس جاں بلب مرکزی کمیٹی میں ایک نئی زندگی پیدا ہوئی۔ اور اس نے سکریٹریٹ اور پریسیڈیم کے روزمرہ فیصلوں کو قانونی جواز دینے والے شعبے کے فرائض ہی انجام نہیں دئے اور یہ صرف ایک ایسا اجتماع ہی نہیں رہی جس میں اہم پالیسی کے فیصلوں کا اعلان کیا جاتا تھا۔ بلکہ اب یہ علٰحدہ طاقت کا بذات خود بھی مرکز بن کر ابھری۔ پارٹی کے نئے قواعد و قوانین کے تحت چھ مہینے میں کم از کم ایک عام اجلاس منعقد کیا جانا ضروری ہے۔ اسٹالن کی موت کے فوراً بعد اس کا اجلاس وزیروں کی کاونسل اور سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے ساتھ مشترکہ طور پر منعقد ہوا تاکہ پارٹی اور حکومت کے کاموں کی تفویض کی منظوری دے اور ایک ہفتہ بعد اس کا الگ اجلاس ہوا تاکہ مالینکوو کے مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ سے استعفیٰ کی تصدیق کر سکے جولائی ۱۹۵۳ میں اسے بیریا کی گرفتاری کی منظوری دینے کے لیے طلب کیا گیا اور ستمبر میں خروشچیف کو پہلے سکریٹری

کے عہدے پر منتخب کرنے اور زراعت پر اُس کی رپورٹ سننے کے لیے طلب کیا گیا۔ ۱۹۵۲ء کے بعد کے سالوں میں مرکزی کمیٹی کا اجلاس سال میں کم از کم دو بار ضرور منعقد ہوتا رہا ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس سے زیادہ بھی منعقد ہوا ہے مثال کے طور پر ۱۹۵۷ میں اس کے چار اجلاس ہوئے اور ۱۹۵۸ میں چھ۔

ان اجلاس کے انعقاد کی زیادتی سے اسکی بڑھتی ہوئی اہمیت کا ضرور اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے پاس حقیقی طور پر کتنی طاقت یا کتنے اختیارات تھے اس کا اظہار اسٹالن کی موت کے بعد جانشینی کی جدوجہد میں اس کے رول سے ہو جاتا ہے۔ پریسیڈیم کے مختلف گروپوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد خروشچیف نے اس حصے میں اپنی کمزوری کو پورا کرنے کے لئے مرکزی کمیٹی کے اختیارات کو بڑھا کر اپنی حیثیت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی چونکہ یہاں اُسے کافی حمایت حاصل تھی۔

خروشچیف کی تجویزیں جن میں پریسیڈیم کے کچھ ممبروں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ انھیں مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ تاکہ انھیں یہاں سے حمایت اور منظوری حاصل ہو سکے فروری ۱۹۵۴ میں ایسی ترکیب کو ایک بار پھر اچھوتی زمینوں کے سلسلے میں جولائی ۱۹۵۵ میں ٹیٹو کے ساتھ تعلقات کی استواری میں بیسویں پارٹی کانگریس میں اسٹالن مخالف کے پروگرام میں اور "ہنگری اور پولینڈ" کے واقعات کے سلسلے میں خروشچیف کے وقار میں ایک عارضی گراوٹ آنے کے بعد فروری ۱۹۵۷ میں صنعتی تنظیم نو کے موقع پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ مرکزی کمیٹی کے اختیارات کا آخری نقطۂ عروج جنوری ۱۹۵۷ میں پہنچا جس وقت خروشچیف نے کامیابی کے ساتھ اپنے مواقفین کو پریسیڈیم کی اُس اکثریت کی صفائی کے سلسلے میں استعمال کیا تھا۔ جو اس کی مخالفت کر رہی تھی اور اسکو اس حیثیت سے ہٹا دینے کے لیے کوشاں تھی۔ لیکن جب ایک بار خروشچیف کی حیثیت اور افضلیت پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی دونوں جگہ پوری طرح باثر طور پر مستحکم ہو گئی اور مرکزی کمیٹی نے پارٹی میں داخلی جدوجہد اور کھینچ تان کے لئے آلۂ کار کی حیثیت اختیار کر لی تو اس کے ساتھ ہی اسکی حیثیت اور اہمیت میں بھی کمی پیدا ہونی شروع ہو گئی۔ مرکزی کمیٹی کے جلسوں کی اُن روداد وں سے جو ۱۹۵۷ کے

بعد شائع ہوئیں۔ اس میں خروشچیف کی مکمل گرفت اور خود مرکزی کمیٹی کی ایک تحتی حیثیت پر آجانے کا اظہار بڑے ڈرامائی انداز میں ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی اہمیت میں بڑھتی ہوئی کمزوری کی علامات کے باوجود مرکزی کمیٹی بہر حال اسٹالن دور کی معدوم حیثیت سے نکل کر منظر عام پر ضرور آگئی ہے۔ اور اب یہ تجربے کار اور مشاورتی افراد کا ایک ایسا ذخیرہ ہے۔ جس سے پالیسیوں کی تشکیل کے سلسلے میں خروشچیف مدد حاصل کرتا ہے مرکزی کمیٹی کی اس حیثیت میں کہ یہ پارٹی کے اعلیٰ اور ممتاز رہنماؤں کی ایک انجمن ہے، اسکے اس اہم کردار سے اور تقویت پہنچی ہے۔ جو اس نے جانشینی کی رسہ کشی کے فیصلہ کن نتیجے کے لیے ادا کیا ہے۔ اور آگے بھی ادا کرتی رہے گی۔ ان اختلافات کو طے کرنے میں جن کو پریسیڈیم نہ سلجھا پائیگا۔

مرکزی کمیٹی اور اس کے پریسیڈیم کے روزمرہ کے کام اور اس کے نام سے جاری ہونے والے تمام احکامات کی تیاری کا کام سکریٹریٹ کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ پارٹی قواعد میں بیان کیا گیا ہے کہ "سکریٹریٹ موجودہ اور روزانہ کے کاموں کو چلائے گا" خاص طور پر عملے کے انتخاب اور عمل درآمد کی نگہداشت کے سلسلے میں سکریٹریٹ کے کاموں اور پارٹی کے نچلے شعبوں کی نگرانی کی ذمے داری نسبتاً چھوٹے لیکن بہت با اثر سکریٹریوں کے ایک حلقے پر ہے جس کی سربراہی پہلے سکریٹری کی حیثیت سے خود خروشچیف کرتا تھا۔ قاعدے کے اعتبار سے سکریٹری مرکزی کمیٹی کے ذریعے "چنے" جاتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی ایک فہرست خود با اختیار پارٹی رہنما تیار کر دیتے ہیں۔ اور انہیں مرکزی کمیٹی منظوری دے دیتی ہے۔ اسٹالن کے بعد کے دور میں سکریٹریوں کی تعداد کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ بارہ کے درمیان رہی ہے۔ ۱۹۶۲ کے آخری حصے میں مرکزی کمیٹی کے بارہ سکریٹری تھے۔ موجودہ گروپ میں سے چار۔ خروشچیف، ایف آر کوزلوو، ایم اے سوسلوو" اور او وی کوادسینن پریسیڈیم کے مکمل ممبر ہیں۔ باقی آٹھ افراد مندرجہ ذیل ہیں۔ ماسکو گورکوم کا سابقہ پہلا سکریٹری۔ پی این ڈیمیچیو (P.N. Demichev) جو مرکزی کمیٹی کے کیمیاوی اور ملکی صنعتوں کے صدر کی خدمات انجام دیتا ہے۔ ایل۔ ایف، ایلیچیف (L.F. Ilyichev) جو مرکزی کمیٹی کے نظریاتی کمیشن کا صدر ہے۔ پی این پونو ماریو (P.N. Ponamarev

جو مرکزی کمیٹی کے اس شعبہ کا سابقہ سربراہ ہے جو روسی بلاک سے باہر کی کمیونسٹ پارٹیوں سے تعلق اور رشتہ برقرار رکھنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اے این شلیپین جو ایک زمانے میں کومسومول کا پہلا سکریٹری اور حکومتی تحفظی کمیٹی (K G B) کا صدر رہ چکا تھا، اور اب پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی کا صدر ہے۔ وی آئی پولیاکوو جو مرکزی کمیٹی کے زراعتی بیورو کا صدر ہے۔ اے پی، روڈاکوو جو مرکزی کمیٹی کے بھاری صنعتوں اور تعمیرات بیورو کا صدر ہے۔ وی۔ این ٹیٹوو جو مرکزی کمیٹی کے تنظیمی مسائل میں پارٹی کمیشن کا صدر ہے۔ یو، وی، آنڈروپوو جو ایک زمانے میں ہنگری میں سفیر تھا اور جو کمیونسٹ بلاک کمیونسٹ پارٹیوں سے تعلق اور رشتہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں کافی متحرک کارکن رہ چکا تھا۔

سکریٹریوں کے درمیان فرائض کی تقسیم کو کبھی عوام کے سامنے باقاعدہ طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ لیکن پھر بھی ان کی بنیادی دلچسپیوں کے علاقوں کا اشارہ کبھی کبھی ان کے کاموں کے سلسلے میں پیش کی جانے والی رپورٹوں یا ان کے اپنے بیانات سے ہو جاتا ہے۔ ہدایت کاری کے سلسلے میں اعلیٰ ترین کردار یقینی طور پر خروشچیف کے لئے ہی وقف ہے۔ کوزلوو سکریٹریٹ میں خروشچیف کے نائب کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ بائیسویں کانگریس کے بعد سکریٹریٹ کی ساخت کا اعلان کرتے ہوئے سویت پریس نے ممبروں کے ناموں کی فہرست کو اپنی عام روش کے خلاف ابجد کے حساب سے جاری نہیں کیا تھا۔ اور کوزلوو کو خروشچیف کے بعد دوسری حیثیت پر رکھا تھا (۱۴)۔ چونکہ خروشچیف کے علاوہ صرف کوزلوو کو کانگریس کے سامنے پارٹی کے قواعد کی خاص اور اہم رپورٹ پیش کرنے کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اس لیے ان اشاروں کی عام طور پر اس انداز میں توجیہ کی گئی کہ کوزلوو کو خروشچیف کا جانشین اور ولی عہد مقرر کر دیا گیا ہے۔ سکریٹریٹ اس کا مخصوص میدان عمل۔ جو پارٹی عملے اور تنظیمی امور سے متعلق تھا، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ کوزلوو کا پیش رفت اے ای کیریچنکو اس عہدے پر بہت دن نہیں رہا تھا۔ اور وی ٹموو جو مرکزی کمیٹی کے پارٹی تنظیمی امور کا صدر تھا وہ بھی اس میدان میں دخیل تھا سوسلوو جو

ایک زمانے میں سکرٹریٹ کے ایجی ٹیشن سے متعلق شعبے کا صدر رہ چکا تھا اپنی خدمات کی طوالت کی وجہ سے پارٹی کے نظریاتی امور میں اہم ترین ذمے داریوں کا مالک ہے۔ پھر بھی اس میدان میں الیا ٹچیو اس کا مددگار ہے جسے نومبر ۱۹۶۲ کے مرکزی کیٹی کے اجلاس میں مرکزی کیٹی کے نظریاتی کمیشن کا صدر نامزد کیا گیا تھا کو سینن جو کومنٹرن کا پرانا کارکن تھا، اور جواب ۸۰ سال سے زیادہ عمر کا ہے۔ پونو ماریو اور انڈرو پوو کے ساتھ داخلی کمیونسٹ تحریک اور کمیونسٹ بلاک کی پارٹیوں کے سلسلے کی ذمے داریوں میں شریک کار ہے۔ شیلپین کے حلقے اختیار دعمل میں پولیس، قانون، مختاری کا شعبہ اور عدالتی شعبے اور ان کے ساتھ ہی پارٹی حکومتی کنٹرول کے کام شامل ہیں۔

ان کے علاوہ پارٹی سکرٹریوں کے فرائض پوری طرح مقرر کر دیے گئے ہیں۔ پولیاکو و زراعت کا ذمے دار ہے۔ روڈاکو و بھاری صنعتوں اور تعمیرات کا، اور ڈیمی چیو کیمیادی اور ہلکی صنعتوں کے ذمے دار ہیں۔ مرکزی کیٹی کے آلاکار میں ہی ایک پارٹی کمیشن بھی شامل ہے۔ جس کی سربراہی آج کل این، ایم شیورنک کے سپرد ہے، جو پریسیڈیم کا بھی ممبر ہے۔ اور پرانا بالشویک ہے۔ اس کمیشن کے کام پارٹی ڈسپلن کو عائد کرنے اور پارٹی کے نچلے شعبوں کی طرف سے پارٹی سے نکالے جانے اور دوسری سزاؤں کے خلاف اپیلیں آگے بڑھانے تک محدود ہیں۔

پارٹی ٹکیشن اس پارٹی کنٹرول کیٹی کے جانشین کا کٹا چھٹا روپ ہے جسے مرکزی کیٹی کے نومبر ۱۹۶۲ کے اجلاس میں ختم کر دیا گیا تھا۔ اسی وقت پارٹی حکومتی کنٹرول آلاکار کی تنظیم میں جو زبردست تبدیلیاں کی گئیں۔ ان کے نتیجے میں ایک نئی تنظیم پارٹی حکومتی کنٹرول کیٹی وجود میں آئی، جو مرکزی کیٹی اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل دونوں کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے[15] اس کیٹی میں اس سے پہلے حکومتی کنٹرول کمیشن اور پارٹی کنٹرول کی طرف سے انجام دیئے جانے والے کنٹرول اور گرفت کے تمام کاموں کو ضم کر دیا گیا۔ اس نئی تنظیم تک

کنٹرول کمیٹی صرف ملکی پارٹی کی زندگی سے متعلق امور سے ہی دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔ بلکہ اس کے حلقۂ اختیار میں حکومتی ڈسپلن کو توڑنا اور اس سے تجاوز کرنا بھی آتے تھے۔ جیسا کہ شیورنک نے بیسویں کانگریس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اظہار کیا تھا: "کچھ عرصے سے پارٹی کنٹرول کمیٹی کے پاس کچھ اس قسم کی شکائتیں آ رہی ہیں جہاں کچھ اجتماعی فارموں (خطوں کی معاشی کاؤنسلوں) کے کارکنوں کی طرف سے حکومتی ڈسپلن کو توڑنے، کچھ معاشی اداروں کی سخت کمزوریوں میں بدانتظامی اور ٹال مٹول بھی شامل ہیں۔ اور کچھ اداروں کی طرف سے ایک دوسرے سے طے شدہ سامان کی فراہمی کے وعدوں کو پورا نہ کرنے سے متعلق ہیں"(۱۴)

اُس نے آگے یہ بھی اظہار کیا کہ اس کمیٹی نے مورڈوویائی اور آئی وانووو کے اجتماعی فارموں کی غیر قانونی حرکتوں کا بھی انکشاف کیا ہے۔ اور یہ کہ اس نے سارلوتگلاس شعبے کے کارخانے کی طرف سے نوووسی برسک (NOVOSIBIRSK)۔ کو مشینی پرزوں کی تاخیر سے کی جانے والی فراہمی کو تیز کرنے کے لیے بھی مداخلت کی ہے۔ اور منصوبے کی تکمیل کو یقینی بنانے کے لیے اپنے اپنے اختیارات کو مختلف طریقوں سے استعمال کرنا پڑا ہے[۱۵] اور ایسے ہی بہت سے کام پارٹی کنٹرول کمیٹی کو منتقل کر دئے گئے ہیں۔ پارٹی کمیشن کا اہم ترین کام اپیلوں کی سماعت ہوگا۔ بائیسویں کانگریس میں شیورنیک نے بیان کیا کہ پچھلی کانگریس سے اب تک "کنٹرول کمیٹی نے ۷,۰۰۰ سے زیادہ ایسی اپیلوں کی سماعت کی جن میں مقامی پارٹی تنظیموں کے ایسے فیصلوں کے خلاف کمیونسٹوں نے درخواستیں دی تھیں جن میں انہیں پارٹی سے نکالا گیا تھا۔ اور پارٹی کی طرف سے انہیں سزائیں دی گئیں تھیں" (۱۷) شخصیت پرستی کے رجحانات اور ان کے اثرات کو ختم کرنے کے سلسلے میں ایک مبہم اور پُرپیچ حوالہ دیتے ہوئے اس نے اظہار کیا کہ "۱۵,۰۰۰ سے زیادہ افراد کو پارٹی کی ممبری پر بحال کیا گیا۔ اُن میں سے ایک خاصی بڑی تعداد کو پچھلے عرصے میں بے بنیاد سیاسی الزامات پر پارٹی سے نکال دیا گیا تھا" (۱۸)۔

پارٹی کے ادنیٰ شعبے

پارٹی کے درجاتی نظام میں مرکزی شعبے

وہ ہیں جہاں پارٹی کی اعلیٰ ترین طاقت جمع رہتی ہے۔ ان مرکزی شعبوں کی جاری کردہ ہدایات اور احکامات کے ذریعے ہی تمام مقامی شعبوں اور انجمنوں پر گرفت رکھی جاتی ہے "جمہوری مرکزیت" کے عملی رخ کو دوسرے لفظوں میں پارٹی کے ادنیٰ شعبوں کے نئے بااقتدار گروپ کی تابعداری کہا جاسکتا ہے۔ تمام فوجی یا شعبہ داری تنظیموں کی طرح پارٹی ذمہ داریوں کی درجہ بدرجہ تقسیم کے تحت کام کرتی ہے۔ اس میں بھی جنرل ہوتے ہیں۔ ادنیٰ اور اعلیٰ افسر ہوتے ہیں۔ اور غیر کمیشن یافتہ کارکن ہوتے ہیں۔ اس کا تنظیمی ڈھانچہ بھی سوویت حکومت کے آلۂ کار کا مظہر ہوتا ہے۔ اور اس کے بالکل متوازی ہے۔ اس میں انتظامیہ کی کم از کم چار بلکہ بعض صورتوں میں پانچ تہہ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے ممتاز کی جاسکتی ہیں۔ 'کل یونین' درجے نیچے' کے علاوہ تمام ریپبلکوں' میں ریپبلک کی پارٹی تنظیمیں ہیں۔ ریپبلکوں کی یہ تنظیمیں خود بھی خطوں کی پارٹی اکائیوں میں تقسیم ہیں۔ اور بلاسست سے نیچے شہری اور دیہی پیداواری تنظیمیں ہیں۔ بڑی شہری تنظیمیں خود بھی شہری ضلعوں یا وارڈوں کی تنظیموں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ اس اہرامی ڈھانچے میں سب سے نچلے حصے میں کارخانوں' دفتروں' اجتماعی فارموں' حکومتی فارموں' فوجی اکائیوں' تعلیمی اداروں' اور ایسے دوسرے شعبوں میں جہاں تین سے کم ممبر موجود نہ ہوں' وہاں کی بنیادی پارٹی تنظیمیں آتی ہیں ۱۹۶۱ کے پارٹی قواعد کے تحت "بنیادی پارٹی تنظیمیں علاقائی (ٹیریٹوریل) بنیادوں پر گاؤں میں کمیونسٹوں کی رہائشی جگہوں پر یا انتظامیہ شعبوں میں بھی قائم کی جاسکتی ہیں (۱۹)۔

مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں نومبر ۱۹۶۲ میں پارٹی کے ڈھانچے میں جو زبردست تنظیمی تبدیلیاں منظور کی گئیں۔ اس کے نتیجے میں اب سے پارٹی کی تمام تنظیمیں اپنے کردار کے اعتبار سے یا تو زراعتی کہی جائیں گی یا صنعتی اور ان کا انتظام پارٹی کے علیحدہ علیحدہ ایسے درجاتی زینے کے ذریعہ کیا جائے گا' جو صرف ریپبلک کے درجے پر مل کر ایک ہو گا۔ زراعتی ذمہ داریوں

کا سلسلہ اجتماعی فارموں سے کاری فارموں یا ایسی ہی زراعتی پارٹی تنظیموں سے شروع ہو کر تازہ طور پر قائم شدہ پیداواری انتظامیہ پارٹی کمیٹیوں تک جائیگا۔ (جو بنیادی طور پر توسیع شدہ دیہی ضلعوں کی نمائندگی کرتی ہیں) یہ کمیٹیاں خود بھی اضلاع یا (کرائی) زراعتی کمیٹیوں کے سامنے جواب دہ ہونگی۔ آگے بڑھ کر (اوبلاسٹ) (Oblast) اور کمیٹیاں ریپبلک کے سامنے جواب دہ ہوتی ہیں۔ صنعتی میدان کے پارٹی ابرائی ڈھانچے کی بنیاد کارخانوں اور شہری بنیادی پارٹی تنظیموں پر ہوگی جن کی نگرانی زون اور شہر کی صنعتی کمیٹیاں کریں گی۔ نومبر ۱۹۶۲ میں پارٹی کے ڈھانچے میں جس نئی تنظیم کی ابتدا کی گئی ہے۔ اسمیں اس قسم کی تجویزیں بھی موجود ہیں جن میں ایسے بڑے بڑے شہر دیکھنے میں شہری پارٹی تنظیموں کو ختم کر دینے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ جہاں اوبلاسٹ پارٹی کمیٹیاں قائم ہیں۔ ایسے ایسے شہروں میں وارڈ کی تنظیمیں براہ اوبلاسٹ پارٹی کمیٹیوں کے سامنے جواب دہ ہونگی۔ یہ کمیٹیاں خود بھی (اوبلاسٹ) اور ... صنعتی کمیٹیوں کے سامنے جواب دہ ہونگی اور خود ریپبلک کے سامنے جواب دہ ہونگی۔ RSFSR جو یونین ریپبلکوں میں سب سے بڑی ریپبلک ہے اس کی کوئی اپنی کانگریس یا مرکزی کمیٹی موجود نہیں ہے۔ ان کے بجائے RSFSR میں ماتحت پارٹی تنظیموں کی ہدایت اور ان کے درمیان تعلق اور تال میل پیدا کرنے کا کام مرکزی کمیٹی کا روسی بیورو انجام دیتا ہے۔ روسی بیورو سے صنعت اور زراعت کے علیحدہ علیحدہ بیورو ملحق ہیں۔ ان علیحدہ علیحدہ بیوروؤں میں سے ہر ایک اپنے عمودی کمان کے سلسلے کی تمام پارٹی تنظیموں پر نگاہ رکھے گا۔ دوسری ریپبلکوں میں، جو اپنی مرکزی کمیٹیاں منتخب کرتی ہیں، صنعت اور زراعت کے لئے مرکزی کمیٹی کے بیورو ویسے ہی کام انجام دیں گے۔

یونین ریپبلکوں میں "اعلیٰ ترین" پارٹی تنظیم ریپبلک کی پارٹی کانگریس ہے۔ جس کو دو سال میں کم از کم ایک بار جمع ہونا ضروری ہے۔ اسمیں استثناء یوکرین، بیلو روسی، قزاقستان اور ازبکستان کی کانگریسوں کے سلسلے میں ہے جن کو منعقد کیا جانا چار سال میں ایک بار سے زیادہ ضروری نہیں ہے حالانکہ

ریپبلک کی کانگریس اسٹالن کی موت سے پہلے بھی اور اسکے بعد بھی کافی حد تک بار بار منعقد ہوتی رہی ہے۔ لیکن کل یونین کانگریس کی طرح یہاں بھی انہیں اس لئے جمع کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے سے طے شدہ فیصلوں کی تصدیق کر دیں اور ان تنقید اور ان ہدایتوں کی صدائے بازگشت پیدا کر دیں جن کا پارٹی کے اعلیٰ زینوں سے اظہار ہو چکا ہو۔ پارٹی قواعد میں یہ جگہ رکھی گئی ہے کہ ریپبلک کانگریس ایک مرکزی کمیٹی چنتی ہے جو خود ایک بیورو منتخب کرتی ہے۔ جسے نومبر ۱۹۶۲ سے پریسیڈیم کا نام دے دیا گیا ہے۔ عملی اعتبار سے اختیارات اور کام کرنے کی تحریک سکریٹریٹ کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے کا رجحان رکھتی ہے۔ اور ریپبلک کے پہلے سکریٹری کے ہاتھوں میں اہم ترین مخصوص اختیارات جمع ہو جاتے ہیں جو عام طور پر مرکز کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور کافی حد تک با اثر اور مضبوط حیثیت کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی کچھ یونین ریپبلکوں میں جہاں پہلے سکریٹری کا تقرر قومیتی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی علاقے کے کسی فرد کا کیا جاتا ہے' وہاں مرکزی ارباب حل و عقد کا معتبر کارکن یا ایجنٹ حقیقت میں کوئی روسی دوسرا سکریٹری ہی ہوتا ہے اور ریپبلکوں کی کاؤنسلوں میں اسی کی آواز فیصلہ کن سمجھی جاتی ہے۔

پریسیڈیم بھی کافی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی ممبری کی ساخت میں یونین ریپبلک میں موجود مختلف طاقتوں کا ایک مناسب اور موزوں سی تشکیل نظر آتی ہے۔ اور گذشتہ عرصے میں اسمیں پارٹی کے سکریٹری وزیروں کی کاؤنسل کا صدر اور پہلا نائب صدر، سپریم سوویت کے پریسیڈیم کا صدر، اجتماعی فارم کا صدر اور خطوں کی پارٹی تنظیموں کے ایک یا ایک سے زیادہ پہلے سکریٹریوں جیسی حیثیتیں موجود ہوتی تھیں۔ ری پبلک کی پارٹی تنظیموں کے سکریٹریٹ کا آلۂ کار ماسکو میں مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ جیسا ہی تشکیل کیا جاتا ہے۔ اس میں صرف اتنا فرق ہوتا ہے۔ کہ اس کے شعبے ہر ریپبلک میں علٰحدہ علٰحدہ ہوتے ہیں۔ جو اس ریپبلک کی معاشی زندگی کو مد نظر رکھ کر قائم کئے جاتے ہیں۔ ریپبلکوں میں پارٹی آلۂ کار کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ یہ مرکزی پارٹی کی طرف سے بھیجی جانے والی ہدایات اور احکامات کی پوری طرح پابندی

کراتا رہے۔ ہر یونین ریپبلک میں سکریٹریٹ بہت اہم قسم کے عملی کام اور نگہداشت کے فرائض انجام دیتا ہے یہ پارٹی کو مسوعول ٹریڈ یونین اور ہر قسم کے کاموں اور مختلف درجوں کے انتظامیہ کے ان اہم ترین عہدوں کے لئے چناؤ اور تقرری کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جو مرکزی آلاکار اُس کے حلقۂ اختیار (Nomenklatura) میں دے دیتا ہے۔ حکومت اور پارٹی کے اُن عہدوں پر تقرر، ہدایت جن میں ممتاز حیثیتوں کا نام دیا جاتا ہے، صرف مرکز کے لئے وقف ہے۔ اپنے انسپکٹروں کے عملے کے ذریعے ریپبلک کا سکریٹریٹ پارٹی اور حکومت کے نچلے شعبوں کے کاموں اور ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ ان کی اطلاعات بھیجتا ہے۔ اور اپنی تفتیش اور تحقیق کے دوران جو خامیاں اور کمزوریاں نظر آتی ہیں۔ اُن کو ختم کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ پرچار اور ایجی ٹیشن وغیرہ کے سلسلے میں اہمیت کی ذمے داریوں میں پارٹی کے اخباروں اور ایجی ٹیشن کے سلسلے میں کتابچوں کی اشاعت پارٹی اور حکومت کے کارکنوں کے لیے سیاسی تربیت کے اسکولوں اور اُنکے نصابوں کو چلانا لیکچروں اور تقریروں کو منظم کرنا۔ اور پرچار کرنے والوں کو تیار کرنا۔ اور ریپبلک کی ثقافتی زندگی پر نگہداشت تاکہ نظریاتی ہم آہنگی پیدا ہونا اور قومیت پرستی کے جذبات کی اٹھان کو روکا جانا یقینی ہو سکے، یہ تمام کام شامل ہوتے ہیں۔ پارٹی کارکنوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ معاشی مسائل اور مشکلات کے سلسلے میں محض خاموشی سے رپورٹیں بھیج دینے کے بجائے اُن کو حل کرنے میں آگے بڑھ کر حصہ لیں۔ ریپبلکوں کے درجے کے نیچے پارٹی انتظامیہ کے علاقائی ٹیریٹوریل اور ریجنل کے (Oblast) درجے ہیں۔ ان درجوں پر دو متوازی کمیٹیاں اور سکریٹریٹ ہیں۔ ایک صنعت کے لیے اور ایک زراعت کے لیے ان کے درمیان ریپبلک سے پہلے کسی درجے پر تعاون یا تعلق موجود نہیں ہوتا۔ اس درجے پر پارٹی کانگریس کے ہم پلہ پارٹی کانفرنس ہوتی ہے جسے دو سال میں کم از کم ایک بار مجتمع ہونا ضروری ہے صنعتی اور زراعتی بنیادی پارٹی تنظیموں کی علیحدہ علیحدہ کانفرنس منعقد ہوتی ہیں۔

پارٹی قوانین میں ہدایت کی گئی ہے کہ یہ کانفرنس ایک کمیٹی اوبکوم یا کرای کوم منتخب کرتی ہے۔ اور یہ کمیٹی ایک بیورو اور کچھ سکریٹری چنتی ہے جو ان کے کاموں کی ہدایت اور نگرانی کرتے ہیں حقیقت میں کسی کرائی کوم یا اوبکوم کے پہلے سکریٹری کا تقرر اور اس کے ساتھ ہی کسی خطے میں پارٹی کے اعلیٰ عہدے داروں کے تقرر مرکزی پارٹی آلہ کار کے حلقۂ اختیار میں ہیں۔ اور جن عہدوں کے لیے اس کی طرف سے "سفارشیں" کی جاتی ہیں۔ وہ سفارشیں عملی طور پر فیصلہ کن ہی ہوتی ہیں گذشتہ زمانے میں خطوں کی پارٹی تنظیموں کے بیورو میں اوبلاست کی اہم ترین اور با اثر شخصیتیں شامل ہوتی تھیں بمثال کے طور پر پارٹی کے سکریٹری اوبلاسٹ کی عاملہ کمیٹی کا صدر اوبلاسٹ کی پارٹی کمیٹی کا سکریٹری اجتماعی فارم کا صدر اور ایسی ہی دوسری ممتاز شخصیتیں جنھیں اوبکوم کا پہلا سکریٹری چن لیتا ہے۔

ساتھ خطوں کی پارٹی تنظیموں کے سکریٹری اور بیورو جو دونوں ہی اس مخصوص معاشی میدان کی نمائندگی کرتے ہیں جو ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ کمیونسٹ پارٹی انتظامیہ میں اوبکوم کا پہلا سکریٹری ایک بہت اہم شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ اور گذشتہ چند سالوں میں اس کی حیثیت کو خروشچیف کے اس رجحان سے اور تقویت اور اہمیت حاصل ہوئی کہ وہ ہدایت اور تال میل رکھنے کے لئے پارٹی آلۂ کار کو ہی بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ خاص طور پر ماسکو سے بہت دور علاقوں میں قیوری نگہداشت کے سلسلے میں اوبکوم کا پہلا سکریٹری کافی حد تک آزادانہ طور پر عمل کرتا ہے۔ اور اسکی حیثیت ایک وائسرائے کی سی ہوتی ہے سوویت یونین سے نکل کر آنے والے ایک شخص نے اس سکریٹری کی حیثیت کو "چھوٹے موٹے طور پر خدا اور اوبلاسٹ میں 'زار' کہا ہے۔ لیکن یہ اندازہ بہر حال ایسا ہے' جسے پارٹی کے اعلیٰ رہنما پسند نہیں کرتے۔ اور ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے گرفت کے نظام کو کچھ اس انداز سے تشکیل کیا گیا ہے کہ مقامی عہدے داروں کو مستقل اپنے غیر محفوظ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ اور یہ

مرکزی اختیار کو مضبوط رکھنے کے لیے ایک اثر پذیر اور لچکیلے ہتھیار کی شکل اختیار کرلیں۔ بہرحال انتظامیہ امور چلاتے رہنے کا مسئلہ اتنا پھیلا ہوا ہے اور عام ہدایات کو مقامی صورت حال کے مطابق ڈھال لینے کی مجبوریاں اور بندیاں ایسی ضرور ہیں کہ اوبکوم کے سکریٹری کو ذاتی طور پر خود راہیں تلاش کر لینے کی اجازت دینی ہی پڑتی ہے۔ اور کچھ مخصوص اختیارات اسے سونپا جانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اتنی مرکزیت کے باوجود، جو پارٹی انتظامیہ کی ایک اہم ترین خصوصیت ہے، اب بھی بہت سے میدان ایسے باقی رہ جاتے ہیں۔ جن کے لئے بااقتدار گروپ کو مقامی منتظمین کی ذاتی صلاحیتوں اور فیصلوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ مقامی پارٹیوں اور حکومت کے مقامی عہدوں پر تقرری کا کام اس کی بہترین مثال کہی جاسکتی ہے۔

حالانکہ کاموں کی اس نئی تقسیم کے نتیجے میں جو اوبکوم کے زراعتی اور صنعتی سکریٹریوں کے درمیان کی گئی ہے۔ یہ نئی تقسیم ان کے اختیارات کو کسی قدر کم کر سکتی ہے۔ اور تقرری کے سلسلے میں انکی گرفت کو ہلکا کر سکتی ہے لیکن پھر بھی ان کے اپنے اپنے حلقۂ عمل میں ان کی شخصیتیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اور انکے مربیانہ اختیارات بہت کافی رہتے ہیں عملے کی تقرری کے سلسلے کے کام کسی خطے کے پارٹی سکریٹریٹ کے مختلف کاموں میں صرف ایک حصّہ کہے جاسکتے ہیں۔ یہ اپنے حلقۂ اختیار میں آنے والی تمام شہری اور دیہی پارٹی اور کومسومول تنظیموں میں صحیح کام انجام دیتے رہنے کے سلسلے میں بنیادی طور پر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کے پاس انسپکٹروں یا ہدایت کاروں کا ایک الگ عملہ ہوتا ہے جو اسکے تحت تمام شعبوں پر نگرانی کرتا ہے۔ لیے خطے کے منصوبے کی تکمیل کے سلسلے میں مرکز سامنے بھی جواب دہ ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے اپنے حلقۂ اختیار میں تمام حالات و کیفیات سے باخبر رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اپنے علاقے کے تمام فارموں اور کارخانوں پر مستقل دباؤ ڈالنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے منصوبے کے نشانوں کو پورا کرتے رہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے ممبروں میں سیاسی شعور کو بیدار رکھنے کے

لیے اور غیر پارٹی عوام میں پارٹی نظریات کے اثر کو بڑھاتے رہنے کے لیے پروپیگنڈے، ایجی ٹیشن کی مستقل مہم چلانی ضروری ہیں۔ خطوں کی تنظیموں پر پارٹی رہنماؤں کی طرف سے عائد ہونے والی مختلف قسم کی مانگیں ہمیشہ پوری نہیں ہوتیں۔ اور پارٹی سکریٹریوں میں مستقل کم ہوتے رہنے کی شرح میں زیادتی اس بات کا اظہار کر دیتی ہے کہ تقرری کے سلسلے میں کافی دقتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۵۶۔۱۹۲۹ کے درمیان یوکرین کے آرکائیوز کے ایک گہرے مطالعے میں جان اے آرمسٹرانگ یہ بات سوویت نے ظاہر کیا تھا کہ "اوبکوم کے پہلے سکریٹری کے کام کی اوسط مدت صرف تین سال سے کچھ زیادہ تھی"^(۳۰) یونین کے لیے بھی کوئی غیر معمولی نہیں کہی جا سکتی۔ زراعتی پیداوار کے سلسلے میں دیے گئے۔ دھوکے اور حصول کے سلسلے میں وہ ناکامیاں جن کا اظہار جنوری ۱۹۶۱ کے مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس میں کیا گیا تھا۔ ان کی روشنی میں تبدیلیوں کی یہ شرح کچھ اور بڑھی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

۱۹۶۱ کی ابتدا میں سوویت یونین میں کل ۱۴۱ کرائی کوم اور اوبکوم کے پہلے سکریٹری تھے۔ ایک سال سے کچھ کم عرصے میں ہی ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۱ کے درمیان کل ۵۰ اوبکوم کے پہلے سکریٹری تبدیل کئے جا چکے تھے۔ ان درجوں پر پارٹی تنظیموں کے کام اور کارگذاریاں چھوٹے پیمانے پر خطوں اور ریپبلکوں کی تنظیموں کی ہی عکاسی کرتی ہیں۔ مقامی پارٹی عہدوں کے لیے چناؤ اور عملے کی تقرری ان کا اہم ترین کام ہے۔ بنیادی پارٹی تنظیموں کے تمام کل وقتی تنخواہ دار سکریٹریوں کے انتخاب کی تصدیق اس اعلیٰ کمیٹی کے بیورو کے ذریعہ کیا جانا ضروری ہے جس کے حلقۂ عمل میں یہ بنیادی تنظیم آتی ہے۔ گورکوم کا سکریٹری اور بیورو یا ان کے دیہی ہم پلہ حکومت کے مقامی اہم عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں بنیادی عمل شروع کرتے ہیں۔ معمولی حالات میں ان کا اثر بلاواسطہ یا بالواسطہ انداز سے ڈالا جاتا ہے۔ اور اسے مقامی انتخابات کی ایک شکل دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر شہری سوویت کی عاملہ کمیٹی (Gorispolkom) کا صدر کا عہدہ خالی ہو، تو گورکوم کا بیورو، اعلیٰ با اختیار شعبوں کی مرضی حاصل کرنے کے بعد ایک امیدوار کو مقرر کر دے گا جسے شہری سوویت کی ایک میٹنگ میں نامزد کر دیا جائے گا۔ اس کا نام پیش کرنے والا اعلان کرے گا کہ سوویت اور

گورکوم میں پارٹی گروپ اس امیدوار کی سفارش کرتا ہے۔ اور چونکہ عام صورتوں میں کسی دوسرے امیدوار کا نام نہیں پیش کیا جاتا۔ اس لئے امیدوار کو عام حالات میں باتفاق رائے سے ہی چن لیا جاتا ہے۔ دوسری انتخابی جگہوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں بھی یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ شہری اور دیہی کمیٹیوں کا ایک کام جو پہلے سے چلا آرہا ہے نئے بنیادی پارٹی تنظیموں کے کاموں کی نگرانی ہے۔ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں، شہر اور دیہات کے سکریٹری ہدایت کاروں کے ایک عملے کے ذریعے کام انجام دیتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ہدایت کار پہ ایک یا ایک سے زیادہ بنیادی پارٹی اکائیوں کے کاموں پر نگاہ کی ذمے داری ہوتی ہے۔ ہر ہدایت کار کے لئے ضروری ... ہوتا ہے کہ وہ ان تنظیموں کی تمام میٹنگوں کی مکمل روداد اور طریقہ کار پر نگاہ رکھے اور ان سے پوری طرح واقف رہے جو اس کے حلقہ اختیار میں سونپی گئی ہیں۔ پارٹی کے ایسے متحرک کارکنوں کو پہچانے اور انہیں ممتاز کرنے کا کام بھی اسی ہدایت کار کا ہے۔ جن سے مستقبل میں امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ اور جنھیں مستقبل میں رہنمائی کی صلاحیتیں رکھنے والوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ یہ ممبروں کے رجحانات انداز اور ان کی ضرورتوں سے پوری واقفیت رکھے۔ اکائی کے کاموں میں کمزوریوں اور کوتاہیوں پر تنقید کرے اور ان کمزوریوں کو دور کرنے میں پختہ اور عملی ہدایت دے۔ دیہی علاقوں اور شہروں کی تنظیمیں پارٹی میں داخلے اور اس سے اخراج پر بھی گرفت رکھتی ہیں۔ پارٹی میں کوئی نیا ممبر ان کی منظوری کے بغیر داخل نہیں کیا جاسکتا۔ ایک نئے قاعدے کے تحت جسے تجربے کے طور پر سب سے پہلے ماسکو لینن گراڈ اور ماسکو اوبلاست میں دسمبر ۱۹۷۰ میں اپنایا گیا تھا اور بعد میں ۱۱ جنوری ۱۹۷۲ کو مرکزی کمیٹی کے ایک حکم نامے کے ذریعے پوری قومی بنیادوں پر عائد کیا گیا۔ ضلعوں اور شہری پارٹی کمیٹیوں کے ... عملے سے باہر کچھ ایسے کمیشن تشکیل دیے گئے۔ جن ... میں زیادہ سے زیادہ پندرہ ممبر ہوتے ہیں۔ جو پارٹی میں داخلے کے معاملات میں ابتدائی چھان بین کرتے ہیں۔ اور کمیونسٹوں کے ذاتی مقدمات کو دیکھتے ہیں۔ (جبکہ ان پر بنیادی پارٹی تنظیمیں اپنی سفارش

کر چکی ہوتی ہیں[1] کسی شہری یا دیہی پارٹی کمیٹی کے سکریٹری کے لئے اس عملے سے باہر کے کمیشن کی میٹنگ میں شریک ہونا ضروری ہے۔ اور کمیشن کے کاموں کی تصدیق اب بھی متعلقہ کمیٹی کے بیورو کو کرنی ضروری ہے۔ پارٹی قواعد کے تحت کسی پارٹی تنظیم کی طرف سے کسی مکمل ممبر کو اُمیدوار ممبر کی طرف منتقل کئے جانے اور پارٹی سے اخراج کے فیصلے کے سلسلے میں صرف کمیٹی کی منظوری ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے اس سے اعلیٰ شعبے کی منظوری بھی ضروری ہے۔ پارٹی سے نکالے جانے والا ممبر قواعد میں وضاحت کی گئی ہے "اعلیٰ تنظیم کے سامنے دو مہینے کی مدت کے اندر اپیل داخل کرنے کا حق رکھتا ہے یہ اپیل سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو بھی دی جاسکتی ہے"۔

دیہی یا شہری کمیٹیاں پارٹی کے ریکارڈ کے دفتر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ اپنے علاقے کی تمام ممبروں اور امیدوار ممبروں کے ریکارڈ کارڈوں کو رکھنے کی ذمہ دار ہیں۔ اس ریکارڈ پر وہی نمبر درج ہوتا ہے۔ جو کسی ممبر یا امیدوار کے پاس رہنے والے کارڈ پر درج ہوتا ہے۔ اور اس پر ہر کمیونسٹ کی تمام کارگذاریوں کے مکمل اندراجات ہوتے ہیں۔ ملازمت اور اس کی تبدیلیوں کی تفصیل شامل ہوتی ہے تعلیم انعامات اور سزاؤں وغیرہ کی تمام اطلاعات درج ہوتی ہیں۔ پارٹی ممبروں کی ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبدیلیوں کو مکمل ہدایات کے مطابق باقاعدگی اور احتیاط کے ساتھ عمل میں لایا جاتا ہے حالانکہ شہری اور دیہی تنظیمیں اپنے حلقۂ اختیار میں آنے والی پیداواری اکائی کی معاشی، انتظامی اور ثقافتی زندگی پر عمومی نگہداشت کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ لیکن ان کا حلقۂ عمل ہر پہلو کو اپنے اندر نہیں سمیٹ پاتا۔ اس ضلع میں موجود فوجی اکائیوں میں پارٹی کے کام کو عام صورتوں میں اس ضلع کی پارٹی اکائیوں سے مستثنا کر دیا جاتا ہے، حالانکہ پیداواری پارٹی تنظیمیں فوجی حلقوں سے مستقل تعلق بھی برقرار رکھتی ہیں۔ اور انھیں ضروری مدد بھی بہم پہنچاتی رہتی ہیں۔ فوج میں پارٹی تنظیمیں خود اپنی خود مختار اور علیحدہ کمان کی شاخیں رکھتی ہیں۔ ان میں سب سے اوپر وزارت دفاع کا بنیادی سیاسی انتظامیہ

ہوتا ہے جو انہی حقوق کے ساتھ کام انجام دیتا ہے جن کے ساتھ مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کا کوئی شعبہ کام انجام دیتا ہے۔ اسٹالن کے دور میں مقامی پارٹی تنظیمیں اپنے علاقے میں پولیس کے عملی کاموں کے سلسلے میں کسی قسم کی براہ راست گرفت نہیں رکھتی تھیں۔ بلکہ حقیقت عام طور پر اس کے عین برعکس نظر آتی تھی۔ اور خفیہ پولیس کی حاکمانہ گرفت پارٹی سے باہر کے افراد کے ساتھ ساتھ خود مقامی پارٹی تنظیموں کو بھی اپنے حلقے میں لیے ہوئے تھی۔ لیکن بیریا کے اخراج کے بعد سے خود پولیس کے اندر کام کرنے والے پارٹی حلقوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے بعد پارٹی نے اپنی گرفت کو دوبارہ قائم کر لیا ہے۔

شہروں اور ضلعوں کے درجوں پر پارٹی کے عہدے داروں اور افسروں کا عملہ مستقل تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ پارٹی آلہ کار میں نسبتاً نچلے درجے کے ہر ایک لیے نازک سے مقام پر ہوتے ہیں۔ جہاں انہیں ہمیشہ خطرات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا زمرہ ہے جسے حکومت کے نظریے کے مطابق "تنقید" کے لیے ایک مستقل نشانہ بنا لیا گیا ہے۔ اور ان کی عملی مشکلات میں، جو ان کے کام اور ان کی حیثیت کا ایک ضروری جزو ہیں، ان ہی کو قربانی کا بکرا بنا لیا جاتا ہے۔ حالانکہ برخاست ہونے کی شرح مختلف زمانوں میں گھٹتی بڑھتی رہی ہے لیکن تبادلے ہمیشہ ہی بہت ہوتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد سے اٹھارہ مہینوں میں بائیلو روسی ریپبلک کی رائیکوم میں نوے فی صدی پہلے سکریٹری ہٹا دیے گئے اور یوکرین میں نکل جانے والوں کی یہ شرح پچاس فی صدی رہی۔ اس کے بعد سے تبدیلیوں کی شرح میں خاصی گراوٹ آئی۔ لیکن اب بھی یہ کافی ہے۔ ۱۹۶۱ میں کی جانے والی اوبکوم اور کرائی کوم سکریٹریوں کی صفائی جس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ اس کا اثر سب سے زیادہ سخت ضلعے (Raion) کے درجے پر ہوا۔ پارٹی کے رہنماؤں کی نظر میں پارٹی کا نچلا آلہ کار۔ ایک آزمودہ کار اور پختہ بالشویک (apparatchiki) پارٹی کارکن بننے کے

لئے ایک آزمائشی دور ہوتا ہے۔ جو اس سخت آزمائش کو جھیل جاتے ہیں، وہ بہت تیزی سے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن پارٹی کے پریس میں شائع ہونے والے مواد کا ایک سرسری سا مطالعہ بھی یہ بات صاف طور پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک بڑا حصہ اس مشکل سفر کے دوران ہی کام آجاتا ہے۔

بنیادی پارٹی تنظیمیں

دیہی اور شہری پارٹی تنظیموں کے درجے کے نیچے بنیادی پارٹی اکائیاں ہوتی ہیں۔ جو اس تنظیمی اہرام کی بنیاد بناتی ہیں پہلی اکتوبر ۱۹۶۱ کو ان کی تعداد ۲,۹۶,۴۴۴ تھی۔ مندرجہ ذیل گوشوارہ نمبر ۱ میں ان بنیادی اکائیوں کی تقسیم مختلف اداروں کے اعتبار سے ظاہر کی گئی ہے۔ کسی معاشی ادارے یا کسی قسم کے ایسے شعبے میں ایک پارٹی تنظیم قائم کی جا سکتی ہے۔ جس میں کم سے کم تین کمیونسٹ ممبر موجود ہوں۔ اس کے قیام کے لیے اس سے اعلیٰ پارٹی کمیٹی کی منظوری ضروری ہے۔ ایسی پارٹی تنظیموں میں جن میں پندرہ سے کم ممبر موجود ہوتے ہیں۔ کوئی بیورو قائم نہیں کیا جاتا اور پارٹی کے ممبر صرف ایک سکرٹری اور ایک نائب سکرٹری چن لیتے ہیں۔ ان سے نسبتاً بڑی بنیادی اکائیاں ایک سال کے لیے کچھ بیورو چن لیتی ہیں جن کی تعداد پارٹی کی میٹنگ میں مقرر کر دی جاتی ہے۔

گوشوارہ نمبر ۱ ، بنیادی پارٹی تنظیموں کی تقسیم

ادارے یا شعبے	کل بنیادی تنظیمیں	بنیادی تنظیمیں جن میں پارٹی کمیٹیاں موجود
کل	۲,۹۶,۴۴۴	۱۴,۴۴۰
صنعتی، ذرائع آمد و رفت، رسل و رسائل، اور تعمیراتی ادارے	۷۵,۶۸۱	۲,۰۵۷
اجتماعی فارم	۴۱,۳۸۷	۵,۷۲۱
سرکاری فارم	۹,۲۰۶	۲,۷۱۸

انسٹی ٹیوٹ، تنظیمیں اور معاشی شعبے (مرکزی درجے سے ضلعے تک)	۵۲،۵۰۱	۲۵۶
تعلیمی اور سائنس کے ادارے ثقافتی، روشن خیالی اور طبی ادارے	۵۶،۹۴۸	۳۴۷
تجارت اور فراہمی کے ادارے	۱۲،۵۹۴	۲

ماخذ: پارٹی نایا ژزن نمبر ۱ ۱۹۶۲ء صفحہ ۴۴-۵۴ (روسی زبان میں)

اجتماعی فارموں کی وہ پارٹی تنظیمیں جن میں پچاس ممبر موجود ہوں۔ وہ پارٹی کمیٹیاں بھی قائم کر سکتی ہیں۔ کسی بنیادی پارٹی تنظیم میں کوئی تنخواہ دار کارکن رکھا جائیگا یا نہیں۔ اس کا انحصار اس تنظیم کی وسعت اور اس بات پر ہے کہ یہ تنظیم جس معاشی حصے میں کام انجام دے رہی ہے اسکو کتنی اہمیت دی گئی ہے۔ پارٹی کے

بڑے شعبوں اور معاشی اداروں میں جن میں ممبروں اور متبادل ممبروں کی تعداد تین سو سے زیادہ ہوتی ہے اور ایسی تنظیموں میں جن میں سو سے زیادہ کمیونسٹ موجود ہوتے ہیں اور جہاں مخصوص پیداواری کیفیات اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر ضروری ہو جاتا ہے) اور یکوم یا یونین ریپبلک کی مرکزی کمیٹی کی منظوری کے بعد ایک پارٹی کمیٹی قائم کی جا سکتی ہے۔ ایسے کارخانوں یا شعبوں کی تنظیموں کو بنیادی پارٹی تنظیموں کے حقوق دے دیئے جاتے ہیں جہاں ممبروں اور متبادل ممبروں کی تعداد ۵۰ سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان... یا حلقوں کی ضلعے شہر یا خطوں کی پارٹی کمیٹیوں کی اجازت کے بعد پارٹی کمیٹی قائم کی جا سکتی ہیں۔ بنیادی پارٹی اکائیوں کی تحتی تنظیمیں ہوتی ہیں ایسی پارٹی اکائیوں میں جن میں ۵۰ سے کم رکن پارٹی کے اور چھوٹے گروپ بھی قائم کیے جا سکتے ہیں۔

نئے قواعد میں وضاحت کی گئی ہے کہ "قاعدے کے مطابق ایسی بنیادی پارٹی تنظیموں میں کل وقتی تنخواہ دار عہدے نہیں رکھے جائیں گے۔ جن میں ۱۵۰ سے کم ممبر موجود ہوں"۔

۱۲ مئی ۱۹۵۷ء کے مرکزی کمیٹی کے ایک حکم نامے میں اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر بتایا گیا تھا کہ ۱۹۴۰ سے اس وقت تک بنیادی پارٹی اکائیوں سے ملحق تنخواہ دار کارکنوں کی تعداد پانچ گنی ہو چکی تھی۔ ایسے باقاعدہ قوانین مقرر کیے گئے کہ تنخواہ دار کارکنوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر پابندیاں اور حدیں قائم کی جا سکیں۔ (۴۳) اس حکم نامے میں ان موجودہ قواعد کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی تھی کہ ان تنظیموں میں جن میں سو سے کم ممبر موجود ہوں، پارٹی سکریٹری اور بیورو کے ممبر عام صورتوں میں اپنے اصلی (معاشی) کام سے مستثنیٰ نہیں کیے جا سکتے۔ اور انہیں پارٹی کی خدمات انجام دینے کے بدلے میں کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس حکم نامے میں ان بنیادی پارٹی اکائیوں میں جن میں پچاس سے کم ممبر موجود تھے۔ تنخواہ دار پارٹی کارکن رکھنے کی اجازت دی گئی جو کوئلے، تیل، ذرائع آمدورفت، تعمیری لکڑی، تعمیرات اور ایسی ہی کچھ اور اہم اور نازک صنعتوں سے متعلق تھیں۔ ان کے ساتھ سرکاری فارموں میں پچیس ممبروں والی بنیادی اکائیوں میں بھی تنخواہ دار کارکن رکھے جا سکتے تھے۔ کچھ تھوڑا معاوضہ پانے والے سکریٹریوں کیلئے جگہ بھی رکھی گئی تھی۔ ان کو بنیادی پارٹی تنظیموں کے باقاعدہ تنخواہ دار سکریٹریوں کی تنخواہوں کے ایک چوتھائی سے نصف حصے تک معاوضہ دیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ کسی حالت میں بھی سات سو (پرانے) روبل ماہانہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اوبکوم، کرائی کوم اور یونین ریپبلکوں کی مرکزی کمیٹیوں کو سختی سے اس بات کی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جہاں جہاں بھی ممکن ہو سکے تنخواہ دار ملازمین کو کم کریں۔

بنیادی پارٹی اکائی کے کاموں کا خاکہ پارٹی قواعد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ یہ۔

الف۔ سوویت یونین کیمونسٹ پارٹی (C. P. S. U.) میں نئے ممبروں کو داخل کرتی ہے۔

ب۔ پارٹی کے مقصد کے لیے انہماک اور لگن کی روح نظریاتی پختگی، اور کیمونسٹ اخلاقیات کو پیدا کرتے ہوئے کیمونسٹوں کی نشوونما کرتی ہے۔

ج۔ کیمونسٹ تعمیری عمل کی پوری مطابقت کے ساتھ کیمونسٹوں میں مارکسی۔لینن نظریات کے مطالعے کا انتظام کرتی ہے۔ اور مارکسزم لینن ازم کے نظریوں کی توڑ مروڑ اور نظرثانی اور اس کی اعتقادی وضاحتوں کو وسیع کرنے کے سلسلے کی ہر کوشش کی مخالفت کرتی ہے۔

د۔ معاشی ادارے کی سماجی سیاسی اور معاشی زندگی اور مزدوروں کو کیمونسٹوں کے اس کردار کو اور مضبوط کرنے میں منہمک رکھتی ہے۔ جس میں اسے ہراول دستے کی جگہ دی جاتی ہے۔

ر۔ کیمونسٹ تعمیر میں روزانہ کے عام کاموں کو چلانے کے لیے محنت کش عوام کو منظم کرنے میں ایک منتظم کا کردار ادا کرتی ہے۔ حکومت کے منصوبوں اور مزدوروں کی طرف سے کئے جانے والے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ سوشلسٹ مقابلہ کی سربراہی اور رہنمائی کے فرائض انجام دیتی ہے۔ معاشی اداروں اور اجتماعی فارموں میں داخلی ذرائع کو کھوج نکالنے کے لیے عوام کو تیار کرتی ہے۔ اور پیداوار کے حصول میں سائنس کے وسیع استعمال تکنیکی ذرائع اور ممتاز قسم کے کارکنوں کے تجربات کا پرچار کرتی ہے۔ مزدوروں میں ڈسپلن کو مضبوط کرنے کے لئے کام کرتی ہے، مزدوروں کی شرح پیداوار میں متواتر اضافے اور پیداواری معیار میں بہتری کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ معاشی اداروں اور سرکاری اور اجتماعی فارموں کی عوامی ملکیت اور دولت کی حفاظت اور اس کی بڑھوتری میں دل چسپی لیتی ہے۔

س۔ عوامی دل چسپی ایجی ٹیشن، پروپیگنڈا اور پرچار کا کام کرتی ہے۔ عوام کی اس طرح نشوونما کرتی ہے کہ اس میں کمیونسٹ روح پیدا ہو، حکومت اور عوامی معاملات کے انتظامیہ میں عوام کی صلاحیتیں بیدار کرنے میں مدد دیتی ہے

ص۔ تنقید اور خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی کی ایک عمودی عادت پیدا کر کے اس کی بنیاد پر افسر شاہی مناسبت پرستی اور حکومت کے ڈسپلن کو توڑنے کے سلسلے کے ہر قسم کے اظہار کے خلاف جنگ کرتی ہے۔ حکومت کو دھوکہ دینے کی کوششوں کی مزاحمت کرتی ہے۔ سستی اور کام چوری، بد انتظامی اور معاشی اداروں اجتماعی فارموں اور دوسرے اداروں میں ذرائع کو ضائع کئے جانے کے سلسلے میں اقدامات اٹھاتی ہے۔

ط۔ خطے شہر اور ضلع کی پارٹی کمیٹیوں کے تمام کاموں میں مدد دیتی اور اس کے کاموں کے سلسلے میں ان کمیٹیوں کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے ۲۳۔ بنیادی اکائیوں کے کاموں کی ہدایت اور رہنمائی سکریٹری اور پارٹی کا بیورو کرتا ہے۔ اس میں بھی سکریٹری کا کردار مرکزی ہوتا ہے۔ کچھ ایسے کاموں میں، جیسے پارٹی کے چندوں کو جمع کرنا" کومسومول میں کیے جانے والے کاموں کی نگرانی اور ایجی ٹیشن گروپ کی رہنمائی وغیرہ کے لیے ہدایت کے فرائض یہ کسی دوسرے کو نہیں سونپ سکتا۔

ایجی ٹیشن گروپ پارٹی اور کومسومول کے ایسے متحرک کارکنوں پر مشتمل ہوتا ہے جو پارٹی کے دیے ہوئے نعروں کی تکمیل میں جوش و ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ اور پارٹی مقاصد کے لیے اپنے ساتھیوں میں اپنی تقریروں سے لگن پیدا کرتے ہیں۔ سکریٹری کی اہم ترین ذمے داریوں میں سے ایک ایجی ٹیشن کرنے والوں کی بھرتی، انھیں مواد مہیا کرنا ان کی تربیت میں مدد

پہچاننا! اور اُن کے سپرد کیے جانے والے کاموں میں باقاعدگی پیدا کرنا نسبتاً بڑی بنیادی اکائیوں میں جہاں سکریٹری کو بیورو کی مدد بھی حاصل ہوتی ہے۔ وہاں اُسکے فرائض میں بیورو کے مختلف ممبروں کو مناسب کام سونپنا بھی شامل ہے مثال کے طور پر کسی ایک ممبر کو سیاسی مطالعے کے حلقوں' لیکچروں' اور کانفرنسوں وغیرہ کی تنظیم کا کام سونپا جاسکتا ہے۔ کسی دوسرے ممبر کے سپرد اداے کے کارکنوں میں نیم فوجی ٹریننگ کی تنظیم کا کام دیا جاسکتا ہے۔

تیسرا ممبر کارخانے کے دیواری اخبار کی ادارت اپنے ذمہ لے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سکریٹری اور بیورو کے لئے ضروری ہے کہ مقررہ وقت پر اپنی رپورٹیں بنیادی تنظیم کے ممبروں کی میٹنگ میں پیش کرتے رہیں۔ ان میٹنگوں میں ایسے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ جن میں اکائی کے کاموں اور اس کے رہنماؤں کی کارگذاریوں پر نگاہ ڈالی جاسکے۔

بنیادی اکائی کے اہم ترین کاموں میں سے ایک کام نئے ممبروں کا داخلہ ہے۔ پارٹی میں داخلے کی درخواستوں کے سلسلے میں جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ اس سے اُمیدوار کی تمام خصوصیات اور صفات کی اچھی طرح چھان بین ہوسکے۔ کسی اُمیدوار کو اپنی اس خواہش کے اظہار کے لئے کہ وہ پارٹی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ایک باقاعدہ بیان داخل کرنا ہوتا ہے۔ ایک بہت مفصل سوال نامہ بھرنا ہوتا ہے۔ جس میں اُسکی زندگی کی پوری تفصیلات ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ تین ایسے ممبروں کی سفارشیں بھی داخل کرنا ہوتی ہیں۔ جو کم سے کم پچھلے تین سال سے پارٹی میں موجود ہوں، امیدوار کو کم سے کم پچھلے ایک سال سے جانتے ہوں اور اُسکے ساتھ کام کیا ہو۔ ان سفارشوں کی تصدیق بنیادی اکائی کے سکریٹری کو کرنا ہوتی ہے۔ اور امیدوار کو پارٹی امیدوار کی حیثیت سے کم سے کم ایک سال آزمائشی طور پر پارٹی کی خدمات انجام دینا ہوتی ہیں۔ ایسی پارٹی تنظیموں میں جہاں بیورو بھی موجود ہوتا ہے۔ وہاں ممبری کی درخواستیں چھان بین کے لیے پہلے بیورو کے پاس جاتی ہیں۔ جو سکریٹری کے ذریعے

اُس اکائی کے عام ممبروں کی میٹنگ کے سامنے اُس پر اپنی سفارشات پیش کرتا ہے۔ اگر اُس میٹنگ میں امیدوار کے داخلے کی منظوری دے دی جاتی ہے۔ تو اس کی درخواست کی تصدیق کے لیے اس اعلیٰ کمیٹی کے بیورو کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ پارٹی ممبری کے امیدوار کی عمر کم از کم اٹھارہ سال ہونا ضروری ہے۔ اکیس سال کی عمر تک کے نوجوان پارٹی کی ممبری صرف اسی صورت میں حاصل کر سکتے ہیں کہ یا تو وہ کومسومول سے ملحق رہ چکے ہوں یا نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر ہوں۔ کومسومول تنظیم کی ضلع کمیٹی کی سفارش پارٹی کے ایک ممبر کی سفارش کے برابر ہی مانی جاتی ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں پارٹی رہنماؤں کی طرف سے یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ بنیادی پارٹی تنظیم کے گرفت کے کاموں میں اضافہ کیا جائے۔ پارٹی قواعد میں وضاحت کی گئی ہے کہ پیداواری اور تجارتی اکائیوں سرکاری اور اجتماعی فارموں اور منصوبہ بندی کی تنظیموں، ڈیزائن بیورو اور ایسے تحقیقی اداروں جو پیداوار سے براہ راست تعلق رکھتے ہوں بنیادی تنظیموں کو انتظامیہ کی نگرانی کا حق بھی حاصل ہے[14]۔ ظاہرا امور پر اس غیر واضح سے بیان میں کافی کچھ مواد موجود ہے۔ بنیادی اکائیوں کو اپنے ادارے کے نشانوں میں تبدیل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، چونکہ یہ نشانے اعلیٰ آلاکار اور شعبوں کی طرف سے مقرر کیے جاتے ہیں۔ نہ ہی یہ ڈائرکٹر کے ان احکامات میں کسی قسم کی مداخلت کرنے کی حقدار ہیں۔ جن کے جاری کرنے کا وہ مجاز ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کی بنیادی ذمے داری ان نشانوں کی تکمیل کے لئے کوشش کرتے رہنا اور ان کی تکمیل کے سلسلے میں مینجمنٹ کی طرف سے جاری کئے جانے والے احکامات کو پورا کرنے میں مینجمنٹ کی مدد کرنا ہے۔ بہرحال پارٹی تنظیم پر یہ ذمہ داری ضرور عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے ادارے کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو ڈھونڈتی رہیں۔ ایسے اقدامات کی سفارش کریں جن کے ذریعے مشکلات کو حل کیا جا سکے، اور پارٹی درجاتی زینے میں اپنے سے اوپر درجے کو ادارے کے حالات سے باخبر رکھیں۔ ان کاموں میں اور زیادہ

بہتر طور پر کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے ۲۶ جون ۱۹۵۹ء کو مرکزی کمیٹی کے ایک حکم نامے کے ذریعے پیداواری اور تجارتی اداروں میں بنیادی پارٹی اکائیوں کو حق دیا گیا کہ وہ مخصوص اور بعد میں سرکاری فارموں میں بھی کنٹرول کمیشن قائم کریں جو پارٹی کے متحرک کارکنوں پر مشتمل ہوں، اور جو حکومت کے آرڈروں اور ضرورتوں کو پورا کرنے پیداواری ساز و سامان کے معقول اور صحیح صحیح استعمال اور دوسرے ایسے اقدامات اٹھانے کے سلسلے میں کام کریں جن سے منصوبوں کی تکمیل اور پیداوار کی لاگت کو کم کرنے میں مدد ملے [۲۵]۔ اپنے اختیارات کو اتنے نچلے اور بنیادی درجے تک توسیع دینے سے پارٹی رہنماؤں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ معاشی منصوبوں کی تکمیل اور ان کی تیاری کے سلسلے میں گرفت کو مضبوط کیا جا سکے۔

اس سلسلے میں سوویت پریس میں نظر آنے والی تنقیدوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اقدامات سے جتنی زبردست امیدیں وابستہ کی گئی تھیں۔ ان میں کامیابی پوری طرح حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ جیسا کہ جی شیناریو نے "پارٹی کی زندگی" (Partiinaya zhizhn) کے جون ۱۹۶۱ء کے شمارے میں شائع ہوئے اپنے ایک مضمون میں اظہار کیا تھا "یہ بات سوچنی غلط ہوگی کہ پارٹی کی گرفت حاصل کر لینے کے سلسلے میں سب کچھ کیا جا چکا ہے کچھ کمیشنوں کے کام غیر یقینی اور بلا اصول پائے گئے ہیں" [۲۶]۔

حکومت کے آلۂ کار میں پارٹی کے کام کی شکل کسی قدر مختلف ہے۔ پارٹی قواعد کے الفاظ میں وزارتوں، حکومتی کمیٹیوں، معاشی کاؤنسلوں اور دوسرے ایسے مرکزی اور مقامی سوویت معاشی اداروں کی پارٹی تنظیمیں، جن کے پاس انتظامیہ کے کاموں کی نگرانی کا کام نہیں ہے ان تنظیموں کو آلۂ کار کے کاموں میں بہتری پیدا کرنے کے لیے متحرک انداز میں کام کرنا ضروری ہے۔ اس کے عملے میں اس کے سپرد کیے گئے کاموں کے لیے ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا، حکومتی ڈسپلن کو مضبوط کرنا۔ اور عوامی خدمات کی بہتری کے لیے اقدامات اٹھانا افسر شاہی اور

دلال بننے کی لعنتوں کے خلاف پوری مضبوطی سے جنگ کرنا۔ ان اداروں اور عملے کے افراد، خواہ وہ کسی عہدے پر فائض ہوں۔ ان کے کاموں میں کوتاہیوں اور کمزوریوں کی اطلاعات بروقت پارٹی کی مناسب تنظیموں تک پہنچانا شامل ہیں[16] حکومت کے آلۂ کار میں موجود پارٹی ممبر اپنے دفتروں اور اداروں میں کام کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی اطلاعات پارٹی کے اعلیٰ ارباب حل و عقد تک پہنچاتے رہینگے۔ یہ ہدایت آسانی سے جاری ضرور کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس پر کاربند ہونا۔ اتنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ اس کا اثر حکومت کے ملازمین اور انکے ساتھ ان کے اعلیٰ افسروں کو مصیبت میں پھنسانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک ایسے پارٹی ممبر کی صورت حال جو حکومت کا ملازم ہو۔ بہر حال قابل رشک نہیں کہی جاسکتی۔ وہ اپنے شعبے اور پارٹی کی مختلف وفاداریوں کے متضاد کھچاؤ میں پھنسا ہوتا ہے۔ عام طور پر پارٹی کارکن کی زندگی بہت مصروف اور متحرک ہوتی ہے۔ ممتاز اشخاص سے ایسے تعلق رکھنے والے ممبر کی حیثیت سے اسے کچھ مراعات ضرور حاصل ہوتی ہیں لیکن ان کے ساتھ ہی وہ لگن اور جوش پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جو مثالی نمونہ بن سکے۔ جس وقت کو اس کا فرصت کا وقت کہا جاتا ہے۔ اس میں اسے پارٹی کے کاموں اور دوسری ذمے داریوں کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ پارٹی کے ایک سابق ممبر کے الفاظ میں "آپ کو پارٹی کی میٹنگوں میں شرکت کرنی ہوتی ہے۔ پارٹی اسکول میں حاضر ہونا ہوتا ہے۔ پارٹی کی تاریخ کے مختصر نصاب کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ مارکس، لینن اور اسٹالن کی تصنیفات کا مطالعہ کرنا ہوتا ہے۔ پارٹی اخبار پڑھنا ہوتا ہے۔ پارٹی کے فیصلوں کو غیر پارٹی ممبروں کے ذہن نشین کرانا ہوتا ہے۔ دیواری اخبار نکالنے کے کام میں شرکت کرنی ہوتی ہے۔ الیکشن کے زمانے میں ۔۔۔۔۔ آپکو ایجی ٹیٹر بھی ہونا پڑتا ہے ۔۔۔۔ مجھے پوری طرح ڈسپلن کی پابندی کرنی ہوتی تھی۔ اور اپنے برتاؤ کو ٹھیک رکھنا ہوتا تھا۔ میں ایک شرابی نہیں ہوسکتا، غنڈہ

گرد ی نہیں کر سکتا تھا۔ میرے رویے میں کوئی خرابی یا قابل اعتراض بات نہیں ہونی چاہئے تھی ۔۔۔۔۔ پارٹی ڈسپلن لوگوں کو بالکل دیوار سے چپکا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ پارٹی کے ممبروں کا انداز فطری نہیں ہوتا"۔ وہ پارٹی ممبر جو اپنی لامحدود ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ممتاز اور نمایاں حیثیت کا اظہار کر سکتا ہے۔ کسے اس کا صلا بھی خوب مل جاتا ہے۔ سوویت نظام میں اس کے لیے اوپر اٹھنے اور ترقی کرنے کے لیے آسانیاں بھی موجود ہیں۔ ترقی سے نئے نئے فوائد اور نئی نئی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کا مطلب نئی نئی ذمے داریاں اور ان سے ملحق نئے نئے خدشات بھی ہیں۔ ایک ابھرتے ہوئے کمیونسٹ کے محرکات دہرا اثر رکھتے ہیں۔ ایک طرف اوپر آنے کی خواہش خود بھی متحرک رکھتی ہے اور دوسری طرف وہ خود اپنے سے نیچے والوں کے لیے تحرک کا باعث بنتا ہے۔ اکثریت پر مبنی پارٹی میں بقاء کے قوانین مضبوط ترین اور ایسے افراد کے پنپنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ جو بدلتی ہوئی صورتوں کے مطابق خود کو ڈھال سکیں نرم طبعیت اور آزاد ذہن رکھنے والے لوگ ان راہوں میں ہی کہیں چھوٹ کر غائب ہو جاتے ہیں ۔۔۔۔ اپنی ڈسپلن کا پابند پوری لگن اور جوش و ولولے کا حامل اور پارٹی مشین میں جما ہوا ایک بہترین پرزہ بھی ہوتا ہے، اسے تنقید کی کسوٹی پر پرکھے بغیر بے چون و چرا مان لینے میں بہت سے خطرات موجود ہیں۔ اس تصویر کو پارٹی رہنماؤں کا ایک ایسا نمونہ تو کہا جا سکتا ہے جو کہ لیڈر چلاتے ہیں لیکن پارٹی کی مختلف نشستوں میں تنقید اور خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی کا ظاہر ہوتے رہنا ہی اس بات کا پوری طرح اظہار کر دیتا ہے کہ کچھ لوگ پارٹی میں محض اپنی شخصیت اور حیثیت کی تعمیر کی غرض سے ہی داخل ہوتے ہیں، اور کچھ دوسرے لوگ پارٹی کی طرف سے عائد کی ہوئی ذمے داریوں کو نظر انداز بھی کرتے ہیں یا اُن کو پورا کرنے میں محض ایک "روائتی اور کام چلاؤ" انداز اپناتے ہیں،

اور کچھ ایسے افراد بھی موجود ہیں۔ جو پارٹی کے نظریات اور تصورات کو بہت سرسری طور پر ذہن میں جگہ دیتے ہیں بہرحال پارٹی کا ایک معمولی ممبر اس مثالی نمونے سے کہیں نیچے نظر آتا ہے۔

بے ضابطہ پارٹی تنظیم

ایک متحدہ پارٹی کا تصور اپنے اندر مختلف خواہشات امیدیں اور رقابتیں چھپائے رہتا ہے۔ ان کے اثر سے سوویت سوسائٹی کے اُن مختلف اور متضاد مفادات کی تصویر کچھ اور بھی مبہم اور گنجلک بن کر سامنے آئی ہے جن کے حصول کے لئے یہ کوشاں ہے۔ سوویت آمریت کا جو کردار ابھرا ہے۔ اس میں یہ متضاد مفادات شاید ہی کبھی واضح طور پر سامنے آسکیں، لیکن یہ کہنا بھی شاید حقیقت سے بہت دور نہ ہوگا کہ پارٹی میں ظاہری اتحاد اور یکجہتی کی پرسکون سطح کے نیچے یہ اختلافی مفادات موجود ضرور رہیں۔ اور وقتاً فوقتاً پارٹی میں نظر آتے رہنے والے جوڑ توڑ ترکیبوں، اقتدار کی جنگوں اور پالیسی کے سلسلے میں متضاد تصورات میں ان کا اظہار بخوبی ہو جاتا ہے۔ پارٹی میں بے ضابطہ تنظیموں کو اقتدار کے مختلف مرکزوں کا ایک اجتماع کہا جا سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ گروپ نسبتاً بڑے اور زیادہ طاقت ور ہیں۔ اور کچھ چھوٹے اور کمزور لیکن ہر گروپ کا پارٹی میں ایک الگ حلقۂ اثر ہے اور اس کے حامی پارٹی، پولیس، انتظامیہ اور فوجی مدارج میں مختلف حیثیتوں پر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔

لیکن پارٹی جس پوشیدہ اور خاموش انداز سے کام کر رہی ہے۔ اور پھر اس سلسلے میں معتبر تحریری مواد کی مکمل غیر موجودگی ان مفروضوں کے ثبوت کو بالکل ناممکن بنا دیتی ہے۔ لیکن ان تصورات کی مناسبت کا اندازہ پارٹی کی تاریخ میں نظر آنے والی اندرونی کشمکشوں، مخالفتوں اور تازہ طور پر پارٹی کی مختلف اشاعتوں میں نظر آنے والے کچھ اشارات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو کل یونین مرکزی کمیٹی کے عام

اجلاس (میں اسٹالن نے تقریر میں ذاتی گروپوں اور خاندانی حلقوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا۔

"زیادہ تر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کارکنوں کا چناؤ واقفیت اور اصولوں کے مطابق ہونے کے بجائے شخصی بنیادوں صوبائی اور ایسے ہی معمولی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہو جاتا ہے۔ عام طور پر متعلقین کو چن لیا جاتا ہے۔ دوست، ہم وطن، ساتھی، رفاقت کا حق جتانے والے اشخاص اور اپنے محسنوں کے قصیدہ خواں قسم کے لوگوں کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ اور یہ خیال نہیں رکھا جاتا کہ وہ سیاسی یا کاروباری اعتبار سے اس کام کے لیے موزوں ہیں یا نہیں۔

قدرتی طور پر ذمے دار کارکنوں کے ایک ممتاز گروپ کے بجائے ایک خاندانی حلقہ یا گٹھ جوڑ سا بن جاتا ہے۔ اس گروپ کے ممبر آپس میں بڑے امن سکون کے ساتھ نبھاتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو ناراض نہیں کرتے۔ اپنی آپسی گندگیوں کو منظر عام پر نہیں آنے دیتے۔ اور وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کی مدح سرائی اور قصیدہ خوانی اور اپنی جھوٹی سچی کامیابیوں کی خالی خولی گھٹیا رپورٹیں مرکز کو بھیجنا ہی ان کے کام ہیں۔ مثال کے طور پر کامریڈ میرزبان اور کامریڈ ونیوکوہی لیجیے۔ اول الذکر قزاقستان میں علاقائی پارٹی تنظیم کے سکریٹری ہیں۔ اور موخرالذکر یرسلاو کی علاقائی پارٹی کے سکریٹری۔ یہ دونوں ہمارے درمیان موجود لوگوں میں سب سے پہلے درجے کے کارکن نہیں کہے جا سکتے۔

اور یہ کارکنوں کا انتخاب کس طرح کرتے ہیں پہلے صاحب آذربائیجان اور ریو ۔ال سے جہاں یہ اس سے پہلے کام کر رہے تھے تیس چالیس "اپنے لوگ" اپنے ساتھ کھینچ لائے اور انہیں قزاقستان میں اہم اور ذمے دار جگہوں پر مقرر کر دیا۔ دوسرے صاحب اپنے ساتھ دو: باس سے، جہاں وہ اس سے پہلے کام کرتے تھے۔ ایک درجن یا اتنے ہی "اپنے کارکن" ساتھ لے آئے اور انہیں بھی ذمے دار

جگہوں پر لگا دیا۔ نتیجے میں اب کامریڈ میروزیان اپنا ایک گروپ رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح کامریڈ وینود کا بھی ایک الگ گروپ موجود ہے۔

یہ کامریڈ ظاہر ہے اپنے لیے کچھ ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے تھے جو انہیں علاقائی عوام اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی دونوں سے کسی قدر آزاد حیثیت بخش سکیں۔ (۷۸)۔

اس قسم کے شبہات کی پختگی کے لیے بھی کافی گنجائش موجود ہے کہ جو شکایت اسٹالن نے ۱۹۳۷ء میں کی تھی پارٹی کی بے ضابطہ تنظیمی زندگی میں وہ اس کے بعد بھی باقی رہی۔ چنانچہ پارٹی کے انیسویں کانگریس میں مالینکوف نے کہا تھا: "سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ افسر اور عہدے دار اپنے کارکنوں کا انتخاب پیشہ ورانہ صلاحیت اور سیاسی پس منظر کو پیش نگاہ رکھ کر نہیں کرتے، بلکہ قرابت داری تعلق اور دوستی کی بنیادوں پر کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پارٹی کے لائحہ عمل کو کارکنوں کے انتخاب اور ان کی ترقیوں کے سلسلے میں اس طرح مسخ کر دینے سے بعض تنظیموں میں مختلف افراد کے کچھ محدود دائرے سے بن گئے ہیں۔

جن میں لوگ ایک دوسرے کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور پارٹی و حکومت کے مفادات کے مقابلے میں اپنے گروپ کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔" (۷۹)۔

ایسی ہی شکایتیں اسٹالن کے بعد کے دور میں بھی کافی سننے میں آئی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک تازہ ترین ڈرامائی مثال ۱۹۶۱ء میں تاجکستان کے پارٹی رہنماؤں کی صفائی میں نظر آجاتی ہے، جنہوں نے تین سال سے زیادہ کی مدت میں روئی کے حصول میں اپنی ناکامی کو اپنے حسابات کو چڑھا بڑھا کر پیش کرکے اور غلط اعداد و شمار دے کر چھپانے کی کوشش کی تھی۔ اس سلسلے میں ملوث افراد میں تاجکستان مرکزی کمیٹی کا پہلا سکریٹری الغزایا اُلجیف، تاجیک وزیروں کی کاؤنسل کا صدر، وزیروں کی کاؤنسل کا نائب

صدر تاجیک اجتماعی فارم کا پہلا نائب صدر توسولپو و (Tuлupou)۔ ریپبلک کا مختار عام (پروکیوریٹر) خوسینود (Khuseinod) وزیر تجارت تاخیردو؟ (TaKRirov) امور داخلہ کا نائب وزیر کاسینو (Kasinov) اور بہت سے ان سے کم حیثیتوں کے افراد شامل تھے۔ کمیونسٹ تاجکستان (communist Tajikistan) نے بیان کیا تھا کہ "یہ بنیادی کمزوریاں اور سیاسی غلطیاں اس لئے ممکن تھیں کہ کامریڈ اولزاباٹیو نے جیسکی مرکزی کمیٹی بیورو کے کچھ اور ممبروں کے ساتھ مل کر عملے کے انتخاب اور ان کی نظریاتی تربیت کے سلسلے میں لینن اصولوں کو مسخ کر دیا تھا۔ عملے کو اُن کے کاموں کی صلاحیتوں اور سیاسی خصوصیات کی بنیادوں کے بجائے "قرابت داری" مقامی تعلق اور ذاتی رشتے اور تعلقات کی بنیادوں پر تقرر کرنے اور اُن کو ترقیاں دینے کا طریقہ اب کافی پھیل چکا ہے۔

اس سے قرابت پرستی اور آپسی تحفظ کو سہارا ملتا ہے۔ اور تنقید کو اُبھرنے کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔ سوویت اور پارٹی مختلف شعبوں میں اجنبیت اور دوری بڑھتی ہے۔ کتنی ہی ایسی مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں جن میں چاپلوس قسم اور خوشامدی قسم کے لوگ اور ایسے افراد جو ان کے ساتھ مل گئے تھے کافی عرصے تک ممتاز جگہوں پر کام کرتے رہے۔ ....." (۳۰)

اب بھی اس قسم کے اشارے باآسانی مل جاتے ہیں۔ کہ لوگوں کی شخصیتوں کی تعمیر بڑے بڑے کمیونسٹ داتاؤں کے دامنوں سے لپٹے رہنے سے ہو جاتی ہے۔ اور سوویت درجاتی نظام میں کچھ مربیوں اور آقاؤں کی قسمت کے ساتھ ساتھ گٹھ جوڑ بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ شاید اس سلسلے کی سب سے اہم تازہ ترین مثال بوکریبی گروپ کے نام سے موسوم حلقے کی ترقی میں مل جاتی ہے۔ جو اُس وقت خروشچیف کے حواریوں میں شامل تھے

جب یہ یوکرین میں طویل مدت تک خدمات انجام دیتا رہا تھا۔ اور جنہوں نے اس کی سرپرستی اور سائے میں رہتے ہوئے مرکز میں بہت تیزی سے ترقی کر لی تھی (۱۳۱)۔

اطلاعات کی کمی کی بناء پر پارٹی آلاکار میں اقتدار کی مسلسل رسہ کشی اور ذاتی اثرات کو پوری طرح کھوج نکالنا تقریباً ناممکن ہے لیکن حکومت اور پارٹی کے نچلے درجوں پر خاندانی حلقوں کی موجودگی ایک ایسی حقیقت ہے، جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اس سلسلے میں سوویت اشاعتیں کافی نمایاں زیادہ مواد فراہم کر دیتی ہیں۔ ان خاندانی حلقوں کا مستقل قیام اور انکے باقی رہنے کی ایک اہم وجہ حکومت اور پارٹی کے نچلے آلاکار میں کارکنوں کی یہ خواہش کہی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی حیثیتوں میں ایک تحفظ اور استقلال کے متلاشی رہتے ہیں۔ ایک طرف پارٹی کے رہنماؤں کی خواہشات اور مانگیں "کو پورا کرنا اگر ناممکن نہیں تو کم از کم انتہائی مشکل ضرور ہوتا، اور دوسری طرف مختلف سمتوں سے تنقید کے تیروں کا نشانہ بننے کے خدشات' ان خطرات کے مقابلے کے لئے پارٹی اور حکومت کے کارکنوں کو تحریک ملتی ہے کہ وہ اپنے اوپر عائد پابندیوں اور مختلف قسم کی گرفتوں سے حفاظت کی غرض سے کچھ ایسی آپسی گٹھ جوڑ بنا کر کسی قدر آزادی حاصل کریں۔ جن میں وہ آپس میں ایک دوسرے پر تنقید بھی کریں۔ اور ایک دوسرے کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو ظاہر بھی نہ ہونے دیں۔ یہ معاہدے اور بندشیں بندیاں اعلیٰ اور ادنیٰ کارکنوں کے درمیان بھی ہوسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر خطے کی پارٹی کا سکریٹری اور اس کے تحت ضلعوں کے پارٹی سکریٹریوں کے درمیان دوسری طرف متوازی اور برابر کے درجے پر بھی یہ معاہدے عمل میں آسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پارٹی سکریٹری اور سرکاری یا معاشی اداروں کے درمیان جن پر اصول اعتبار سے خود اسی کی گرفت ہوتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے

معاہدے بیک وقت بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں اسے "علاقائی وطن پرستی" کی آڑ بھی دے دی جاتی ہے عجیب بات یہ ہے کہ ایسی آہنی پارٹی میں بھی مقامی افسروں اور عہدے داروں پر اپنے آس گردوپیش کے ماحول کے اثرات نظر آجاتے ہیں۔ جہاں وہ کام کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ کسی حد تک اپنے مقامی مفادات کے ترجمان کے روپ میں بھی نظر آجاتے ہیں۔

با اقتدار گروپ کی نظر میں یہ "خاندانی حلقے" اور ایسی حفاظتی انجمنیں ایک ایسی برائی کا اظہار کرتی ہیں۔ جسے پوری طرح ختم کیا جانا اشد ضروری ہے پارٹی رہنما ایک ایسا عقلی اور غیر شخصی عملہ تیار کر لینے کے خواہش مند ہیں۔ جو انکی ہر خواہش کے لیے پوری طرح حساس ہو اور انکی ہر مانگ پوری کرنے کے لیے تیار رہے۔ "خاندانی حلقہ" خود مختار اور آزاد طاقت کی ایک ایسی گروہ سی بن جاتی ہے! جو گرفت کو بار بار ڈھیلا کرتی رہتی ہے۔ اور مرکزی پالیسی کی تعمیل میں رکاوٹیں کھڑی کرتی رہتی ہے۔ ایسی حفاظتی انجمنوں کے قیام کو روکنے کی غرض سے بہت سے طریقے بھی اپنائے گئے ہیں۔ ضلع اور شہری پارٹیوں کے سکریٹری بہت کم ایسی جگہوں سے لئے جاتے ہیں۔ جہاں سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ تھوڑے تھوڑے عرصے بعد سکریٹریوں کو ایک سے دوسرے ضلع میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ انکی جڑیں کسی علاقے میں گہرائی میں پیوست نہ ہونے پائیں۔ گرفت کے کچھ شعبے جیسے مختاری اور حکومتی تحفظی پولیس (K G B) کو بالکل آزاد اور خود مختار بنیادوں پر منظم کیا جاتا ہے۔ اور مقامی حالات اور کیفیات پر پوری طرح نگرانی رکھنے کی غرض سے انہیں ایسے درجاتی نظام کا ایک حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جس کی ہدایت کاری مرکز کی طرف سے ہوتی ہے۔ پارٹی کی اعلیٰ تنظیموں کو ہدایت دی گئی ہے۔ کہ وہ پارٹی اکا کاریں اپنے سے نچلے شعبوں

پر اکثر ہی نگاہ رکھیں۔ پارٹی قواعد میں مقامی افسروں کی طرف سے کی جانے والی الزام تراشیوں (Demunciation) کے لیے کھل کر ترغیب دی گئی ہے۔ اور اس سلسلے میں مناسب صلوں سے بھی نوازا جاتا ہے۔ جہاں "خاندانی حلقے" نظر آجاتے ہیں۔ ان کی بڑی سختی سے مذمت کی جاتی ہے۔ اور انہیں توڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کو ڈھونڈھ نکالنا اتنا آسان نہیں ہے۔ سخت ترین تادیبی کارروائیوں کے باوجود "خاندانی حلقے" اور "آپسی حفاظتی انجمنیں" بار بار سر اٹھاتی رہتی ہیں۔ حالانکہ سرکاری طور پر یہی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔

پارٹی آلۂ کار کا طریقۂ کار کردگی اور اُن کے مسائل

پارٹی آلۂ کار کے کام ایک ایسا موضوع ہے۔ جس پر پارٹی کی اشاعتوں میں ہمیشہ تنقید نظر آتی ہے۔ اس تنقید میں پارٹی کے رہنماؤں کا نقطۂ نگاہ صاف صورت پر جھلکتا ہے۔ سوویت زندگی کے اور دوسرے پہلوؤں کی طرح یہ تنقید بھی اُن نعروں اور منصوبوں کے رُخ کا اظہار کرتی ہے۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ حکومت میں یا اقتدار گروپ کی منشاء کے مطابق مستقل بدلتا رہتا ہے۔ لیکن کچھ موضوعات ایسے بھی ہیں جن کا ذکر خاص طور پر بار بار کیا جاتا ہے۔

ایک موضوع جس پر بار بار زور دیا جاتا ہے۔ وہ اعلیٰ کمان کی طرف سے جاری کئے گئے احکامات کے سلسلے میں تساہل کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ عام طور پر یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کارکنوں میں پارٹی کے کام کے لیے ایک افسر شاہی انداز موجود ہے۔ پارٹی کے افسروں کو الزام دیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے کاموں کو صرف کاغذی حد تک محدود کر دیا ہے۔ یہ اپنا زیادہ تر

وقت رپورٹیں تیار کرنے اور دوسرے سے رپورٹیں حاصل کرنے میں یا عام قسم کی ہدایات کی نقلیں موصول کرنے اور انہیں آگے بڑھانے کی غیر کاموں میں گنوا تے رہتے ہیں۔ افسر شاہی کے اس انداز کا حوالہ کگانووچ اور اسٹالن کے درمیان ۱۹۲۴ء میں سترہویں کانگریس کے درمیان ایک گفتگو میں بہت صاف طور پر مل جاتا ہے۔

"کگانووچ: روائتی کاغذی اقدامات بالکل فضول ہیں۔ آپ ایک رپورٹ موصول کرتے ہیں پھر ایک حکم نامے کا مسودہ تیار کرتے ہیں۔ اور بس (سب کچھ) ختم، کبھی اوپر سے ایک حکم موصول ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ کو تھوڑا بہت بدل کر اگلے سلسلے کے پاس روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ اسے پھر اپنے سے نیچے کے سلسلے کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ اس طرح لال فیتہ بندھا رہتا ہے۔

اسٹالن: اور پھر ان دستاویز کو فائل میں رکھ دیا جاتا ہے۔

کگانووچ: بالکل صحیح اور پھر دستاویز کو فائل میں رکھ دیا جاتا ہے" (۴۴)۔

بیس سال سے بھی کچھ زیادہ عرصے کے بعد ۱۹۵۶ء کی بیسویں کانگریس میں خروشچیف نے بھی ایک بار پھر اس موضوع پر اظہار خیال کرنے کا موقع حاصل کر لیا۔" ہمیں یہ بات ماننی پڑے گی کہ معاشی تعمیری کاموں کے عملی مسائل کے حل تلاش کرنے کے سلسلے میں گذشتہ چند سالوں میں ہمارے کارکن عملے کی پوری طرح ذہنی تربیت نہیں ہو سکی ہے اور ان میں اعلیٰ ذمے دار جوہر پیدا نہیں ہوا ہے اس کے نتیجے میں ہر طرف لال فیتے کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوا ہے معاشی انتظامیہ کے سلسلے میں شعبہ داریت اور افسر شاہی کا انداز بڑھا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت سے پارٹی کارکن عوام کو حقیقی طور پر منظم کرنے کے کام کو چھوڑ کر محض زبانی تلقین میں پھنس

گئے ہیں۔ یا کاغذوں کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئے ہیں۔۔۔۔

اب ہم ان حالات کو اور زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ پارٹی آرگنائزر کے بہت سے کارکن، عوام میں مستقل طور پر جمے رہنے کے بجائے خود کو دفتروں کے کمروں میں بند کئے رہیں۔ اور محض قرار دادیں جاری کرتے رہیں۔ اور اسی انداز میں زندگی گذرتی رہے"(۴۳)۔

چھ سال بعد (۲۷، جون ۱۹۶۲ء) مرکزی روسی زراعتی پیداواری انتظامیہ کی ایک کانفرنس میں اس نے ایک بار پھر اسی مسئلے کی طرف رجوع کیا۔ ضلع (Raion) کے آرگنائزر کی زراعتی کارگذاریوں کے سلسلے میں اس کے بیان کو تھوڑے سے طویل اقتباس کے ساتھ بیان کیا جانا مناسب ہے۔

"رائیکوم ایک کانفرنس میں جمع ہوتا ہے۔ جس میں ۴۰۰ افراد کو بلایا گیا ہے۔ اور اجتماعی اور سرکاری فارموں کے رہنماؤں کو بالکل عام قسم کی ہدایات دیتا ہے۔ پھر رائیکوم کی کانفرنس کے بعد لازمی طور پر (RaisPolKom) ایک کانفرنس منعقد کرتا ہے۔ اگر رائیکوم نے ۴۰۰ افراد کو جمع کیا ہے تو اس بار بھی اس سے کچھ کم اشخاص کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ یہ چار سو پچاس افراد کو جمع کرتا ہے۔ رائیکوم کا سکریٹری زراعت کے سامنے موجود مسائل کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ پھر اسکے بعد (Ratiskom) کا صدر اسے دہراتا ہے۔

ضلع (Raion) کی تنظیمیں قرار دادیں منظور کرتی ہیں۔ اور کام کے سلسلے میں اپنائے جانے والے لائحہ عمل کے سلسلے میں ہدایات جاری کرتی ہیں۔ لیکن ان ہدایات کی پابندی کون کرتا ہے؟۔۔۔ اس طرح کچھ وقت گذر جائے گا۔ اور پھر دوسری کانفرنس منعقد ہوگی۔ ایک شخص دوسرے کی ملامت کرتا ہے۔

کوئی دوسرے کو تنبیہ کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر سب امید کرتے ہیں کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا۔ لیکن وقت گذر جاتا ہے۔ اور صورت حال میں کوئی مادّی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد پھر کوئی کانفرنس یا اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ لیکن اس بار یہ کاموں کی تکمیل میں ناکامی کے سلسلے میں مجتمع ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہمارے یہاں کہا جاتا ہے۔ .... زراعتی پیداوار کے سلسلے میں عام گفتگو محض زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ نہیں" (۴۴)۔

کاغذی کارروائی اور جلسوں اور میٹنگوں کی ایسی زبردست عادت جیسی ہی ایک عام شکایت یہ بھی ہے کہ رہنماؤں اور انکے کارکنوں کے درمیان ذاتی تعلق بہت کم ہے۔ پارٹی کے ادنٰی شعبے اس بات کے شاکی ہیں کہ اُن کے افسر ناکامیوں پر اُن کو ڈانٹنے پھٹکارنے میں تو بہت مستعد ہیں لیکن ان موقعوں پر مشکل سے ہی کبھی نظر آتے ہیں۔ جہاں ان کے مشورے اور رہنمائی سے غلطیوں اور کوتاہیوں کو روکا جا سکتا ہے۔ پارٹی کے ادنٰی ممبروں کی شکایات کا اندازہ مندرجہ ذیل تنقیدی بیانات کی مثالوں سے بخوبی ہو سکتا ہے جو پارٹی کی اشاعتوں میں عام طور پر نظر آتے ہیں۔

"اوبلاست کی پارٹی کمیٹی کے ممتاز افسر ضلعے میں کبھی یوں ہی سرسری طور پر آجاتے ہیں۔ کسی اجتماعی یا سرکاری فارم میں ان کے اس دورے پر آنے کے نتائج تقریباً ہر بار محض معمولی اور بالائی ہی نکلتے ہیں۔

اوبلاست کے ممتاز افسر بنیادی پارٹی تنظیموں کے سکریٹریوں سے یا عام کمیونسٹوں سے شاذ و نادر ہی کبھی ملتے ہیں سمولینسک (Smolensk) میں تو کم از کم کوئی شخص ایسا موقع

یاد نہیں کر سکتا، جب او بلاست کی پارٹی کمیٹی کا کوئی منتظم یا اوبلاست کی مجلس عاملہ کا کوئی کسی پس ماندہ قسم کے ضلع (Raion) یا فارم میں پہنچا ہو۔ اور وہاں ایک یا دو ہفتے گذارے ہوں، اس کی معاشی حالات کا بالتفصیل اور بغور مطالعہ کیا ہو۔ وہاں کے لوگوں کی ضروریات کو سمجھنے کی کوشش کی ہو۔ اور اُن کے فوری اور راشد مسائل کے حل تلاش کرنے میں انکی کسی طرح مدد کی ہو "(۷۵)۔

نچلے درجے کے شعبوں کے کاموں میں اہم ترین نقائص میں ایک اُن کے سپرد کئے گئے منصوبوں اور احکامات کی عدم پابندی کی صورت میں جانچ پڑتال کا نہ کیا جانا بھی ہے۔

خروشچیف نے بیسویں پارٹی کانگریس میں اپنی رپورٹ میں اس مسئلے کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا تھا:

" ایک اور بڑی خرابی یہ حقیقت ہے کہ پارٹی اور سوویت کے بہت سے افسروں کی عملی کارگذاریوں میں عہد و پیمان اور وعدوں کے سلسلے میں ایک غیر ذمہ دارانہ رویہ نظر آتا ہے۔ اگر اس بات کی جانچ پڑتال کی جائے کہ کچھ، تحلے، ضلع، اجتماعی فارم اور سرکاری فارم اپنی سوشلسٹ ذمے داریوں کو کس طرح پورا کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں بہت سی صورتوں میں الفاظ اور عمل کے درمیان ایک زبردست خامی اور نقص نظر آئیگا۔ کیا ان ذمہ داریوں کی تکمیل کی ہمیشہ جانچ کی جاتی ہے؟ نہیں، حقیقت یہی ہے کہ نہیں کی جاتی۔ کوئی شخص مادی طور پر یا اخلاقی اعتبار سے ان وعدوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری نہیں سنبھالتا یہ بات کبھی پڑیگی کہ ہمارے پریس اور ریڈیو اُن تمام لوگوں کی تو بہت مدح سرائی کرتے ہیں۔ جو یہ وعدہ اور عہد کرتے ہیں، لیکن اُس وقت بالکل چپ سادھ لیتے ہیں۔ جب یہ لوگ ان وعدوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے پورا کئے جانے کے سلسلے میں تمام مواقع اور حالات بھی (موجود) ہوتے ہیں۔

لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں اور وعدوں کے سلسلے میں اور زیادہ سختی سے ذمے دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔۔۔۔۔۔ اب بھی انتظامیہ (EXECUTIVE) عہدوں پر ایسے افراد موجود ہیں۔ جن کو "مصروف تساہل پسند" کی شق میں ("Busy Idlers") رکھا جا سکتا ہے۔ بادی النظر میں یہ لوگ کافی مصروف نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ کافی محنت سے کام بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی محنت اور کوشش بے کار ہوتی ہے۔ یہ لوگ اُس وقت تک مٹینگیں کرتے ہیں۔ جب تک تین بار مرغا اذان نہیں دے دیتا۔ اس کے بعد یہ بہت تیزی سے سرپٹ انداز میں فارموں کا چکر لگاتے ہیں، پھڈی قسم کے لوگوں کو ڈانٹتے پھٹکارتے ہیں، جلسے منعقد کرتے ہیں، عام قسم کی تقریریں کرتے ہیں جو عام طور پر پہلے ہی تیار کر لی جاتی ہیں۔ کسانوں پر زور دیتے ہیں کہ وہ اس "آزمائش میں کامیاب" ہوں۔ "تمام مشکلات پر قابو حاصل کریں" "اب بہتری اور ترقی کی طرف رجوع ہوں"۔ ان پر کئے گئے اعتماد کو سچا ثابت کر دکھائیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ لوگ کتنی بھی کوشش کریں، سال کے آخر میں بہر حال یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حالات میں بہتری نہیں ہوئی "(۱۴۹)

معاشی اداروں پر پارٹی کی گرفت بھی کچھ الگ اور اہم مسائل پیدا کرتی ہے۔ خروشچیف نے بیسویں پارٹی کانگریس میں اس مسئلے پر مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار خیال کیا تھا۔

"بدقسمتی سے بہت سی پارٹی تنظیمیں پارٹی کے سیاسی کاموں اور معاشی کاموں کے درمیان ایک احمقانہ امتیاز پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اب بھی آپ ایسے لوگوں سے مل سکتے ہیں، جنہیں پارٹی کے افسروں کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جو پارٹی کے کاموں کو ایک الگ کام سمجھتے ہیں۔ اور معاشی کام اور حکومت کے انتظامیہ کو ایک بالکل دوسرا کام۔ ایسے کارکنوں سے آپ اس قسم کی شکایتیں اب بھی سن سکتے ہیں کہ انہیں "خالص پارٹی کے کام" سے ہٹا کر معاشیات

ٹیکنالوجی' فارمنگ' اور پیداوار کے مطالعے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ پارٹی کے کام کا یہ تصور بنیادی طور پر غلط ہے اور نقصان دہ بھی ہے۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی ایک با اقتدار اور حکومت کرنے والی پارٹی ہے۔ اور ہماری سوویت زمین پر جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ وہ مجموعی طور پر پارٹی کے لیے اور ہر کمیونسٹ کے لئے ایک اہم ترین اور بنیادی دلچسپی کی چیز ہے۔ کسی کمیونسٹ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حالات اور کیفیات سے بے تعلق ہو کر محض تماشہ بین کی حیثیت سے انہیں دیکھتا رہے۔

اسی لئے پارٹی یہ مانگ کرتی ہے کہ پارٹی کے کارکن پارٹی کے کام اور معاشی کاموں کو الگ الگ نہ سمجھیں اور وہ معاشیات کی نگرانی بھی پوری پختگی اور مستعدی اور اپنی مکمل قابلیت کے ساتھ کرتے رہیں۔ لیکن اسکا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ پارٹی کی تنظیموں اور معاشی شعبوں کے کاموں کو خلط ملط کر دیا جائے معاشی شعبوں کی جگہ پارٹی تنظیموں کو دے دی جائے۔ اس قسم کے تبادلے سے ذاتی ذمے داری کا احساس ختم ہو جائے گا۔ اور عام طور پر غیر ذمے داری میں اضافہ ہوگا۔ انداز فکر اس سلسلے میں یہ ہے کہ پارٹی کے کام کو عوام کو منظم کرنے اور انکو تعلیم دینے کی غرض سے چلایا جائے معاشیات کے انتظامیہ میں بہتری کے لئے سوشلسٹ معاشیات کی مستقل ترقی کے لئے سوویت عوام کے معیار زندگی پر بہتری لانے کے لئے اور ان کے ثقافتی معیار کو اونچا کرنے کے لئے "(۴۷)۔

معاشی کام سے بے توجہی اور چشم پوشی اور دوسری طرف منیجری کے سلسلے میں دیے گئے اختیارات اور مراعات میں حد سے زیادہ مداخلت' ان دو حدوں کے درمیان مناسب اور موزوں راستہ تلاش کر لینے کا مسئلہ آسانی سے حل نہیں ہو سکتا۔ پارٹی کے بہت سے کارکن اس گتھی کے کسی ایک سرے میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔

ان کی صلاحیتوں اور ان کے اثر کو، آن کے علاقے کی
معاشی ترقی کے پیمانے سے ناپا جاتا ہے۔ یہ پابندی انہیں کچھ اس
طرح کھینچنے لگتی ہے کہ یہ معاشی کاموں پر نگہداشت کی ذمے داری
بھی اپنے کندھوں پر لے لینا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ ہدایت کاری کے
کام میں زیادہ متحرک ہوتے ہیں، تو انہیں اس اقدام کا خدشہ لاحق ہونے
لگتا ہے، کہ وہ اس ذمہ داریوں کو بھی غصب کرنا چاہتے ہیں۔ جو حکومت
اور معاشی اداروں کا حصّہ ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ لوگ معاشی
مسائل میں فوری فیصلوں سے ذرا بھی اپنی توجہ ہٹائیں تو ان کے سامنے
اتنا ہی بڑا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ معاشی منصوبے پورے نہ ہونگے۔ اور
پیداوار کم ہو جائیگی۔ پارٹی کے عہدے دار اور مینجری عملہ دونوں ہی
حقیقی معاشی مقصدوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔ اور اس ذمہ داری سے ان
دونوں میں سے کوئی بھی چشم پوشی نہیں برت سکتا۔

چنانچہ انکا ایک دوسرے پر بڑا انحصار، جیسا کہ پہلے ہی
بیان کیا جا چکا ہے، کبھی کبھی انہیں "دوستانہ تعلقات" کی طرف کھینچ
لیتا ہے۔ اور یہ ایک دوسرے کے تحفظ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں،
اپنی گندگیوں کو منظر عام پر نہیں آنے دیتے۔ جب تک معاشی منصوبے
پورے ہوتے ہیں، اُس وقت تک ایک دوسرے پر تنقید نہیں
کرنے سے کوئی خراب نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کے برخلاف اگر یہ
راز افشا ہوتا کہ پیداوار میں رکاوٹ کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے
یا معاشی منصوبے پورے نہیں ہوئے ہیں۔ ایسی صورت زبردست
جھنجھٹ اور زوال کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ جس میں پارٹی اور مینجمنٹ
کے افسروں کے پورے پورے "خاندان" کے خلاف سخت
ترین تادیبی کاروائیاں ہوتی ہیں۔

معاشی میدان میں دوسری پریشانیوں کا اظہار رشوت خوری،
چوری، اور غبن، کے الزامات سے ہوتا ہے۔ یہ سوویت پریس،

پارٹی عہدے داروں کے خلاف وقتاً فوقتاً عائد کرتا رہتا ہے۔

بعض موقعوں پر پارٹی کے افسر بڑے پیمانے پر حکومت کی ملکیت کے غبن کے سلسلوں میں ملوث ہوئے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں ایک ایسے ہی حلقے کو توڑنے کی کارروائی کے دوران اس کے مجرموں سے دسیوں لاکھ روبل کے بیش قیمتی اشیاء کو ضبط کئے جانے پر ظاہر ہوا، کہ اس میں ایک رائیکوم کا پہلا سکریٹری اور اس کے ساتھ گیس کی منصوبہ بندی کمیٹی کا سابقہ صدر، بہت سے فراہمی کے متعلق افسران، ملیشیا کے افسر، اور ایک نائب مختار (Procurator) جیسی شخصیتیں شامل تھیں۔ اس سلسلے میں تفتیش سے ظاہر ہوا کہ رائیکوم کا سکریٹری اس غبن میں صرف خاموشی سے ساتھ ہی نہیں ہو گیا تھا، بلکہ اسے گنڈروں کی حمایت بھی حاصل تھی اور یہ ان سے رشوتیں بھی لیتا تھا (۷۸)۔

ہر طرف نظر آنے والے غبن خرد برد کے واقعات کے ردعمل کے طور پر سنہ ۶۲-۱۹۶۱ میں اس کے لئے سزائیں بھی بہت سخت کی گئیں۔ لیکن موت کی سزا کو بہت سنگین اثرات رکھنے والے یا بار بار سرزد ہونے والے جرموں کے لیے ہی وقف رکھا گیا۔

پارٹی کے آلۂ کار پر تنقیدی حملے کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ یہ پارٹی کے ممبروں اور غیر ممبر عوام میں سیاسی شعور کی بیداری پر ضروری توجہ نہیں دیتا۔ پارٹی پریس میں نظر آنے والے تنقیدی سلسلے سے اظہار ہوتا ہے کہ بہت سے پارٹی افسر سیاسی اور معاشی کاموں کے درمیان ایک متوازن اور مناسب نقطہ تلاش کر لینے میں بہت دشواری کا سامنا کرتے ہیں۔ ایک طرف اوپر سے مختلف قسم کی ہدایتوں کی بھرمار ہوتی ہے، جس کے تحت یہ لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے اندر ایک ایسی حس پیدا کر لیں جو مختلف اوقات میں مختلف ترجیحات اور اہم ترین نکتوں کو سمجھ لینے میں مددگار ہو۔ اور یہ

لوگ اسکی اہمیت اور وقت کے تقاضے کے پیش نظر خود کو اس کے مطابق ڈھال لینے میں کامیاب ہو جائیں۔ جیسا کہ اسٹالن نے بہت پہلے ہی اظہار کیا تھا کہ سوویت نظام مختلف مہموں کے طریقے پر کام کرتا ہے۔ اسٹالن نے کہا تھا کہ "انقلابی تحریک کے موڑ کے نقطوں پر کوئی نہ کوئی بنیادی نعرہ ضرور دیا جاتا ہے۔ جسے ان حالات اور وقت کا بنیادی نعرہ کہا جا سکتا ہے۔ اور اسی نعرے کے ذریعے سے اس کے پیچھے پورے سلسلے کو آگے بڑھایا جاتا ہے" (۷۹) اگر تازہ ترین مہم میں ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے، تو ایسی صورت میں مقامی پارٹی تنظیمیں ایجی ٹیشن کرنے والے گروپوں کے مطالعے کے حلقوں، پروپیگنڈا کارکنوں کے سیمیناروں، پارٹی اسکولوں اور پارٹی کے متحرک کارکنوں کی میٹنگوں میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی وقت بنیادی طور پر معاشی کام پر توجہ دی جا رہی ہو تو اس وقت مزدوروں کی شرح پیداوار کے مسائل، سوشلسٹ مقابلے اور منصوبے کی تکمیل وغیرہ وقت کے اہم ترین موضوع ہوتے ہیں۔ یہ بدلتی ہوئی رو جس کے اثر سے پارٹی کے لائحہ عمل میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں اسی سے پارٹی اراکار کی رفتار اور رخ متعین ہوتے ہیں۔ وہ پارٹی کارکن جو ان بدلتے ہوئے حالات کے مطابق خود کو ڈھال لینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنی بقا کے ساتھ ساتھ پارٹی کے درجاتی زینے میں آگے بڑھتا رہتا ہے۔ وہ ان نظریاتی شعاعوں کو سمجھ لینے کی ایک مخصوص حس بھی ضرور پیدا کر لیتا ہے اور ان "بنیادی نعروں" کے مطابق اپنے قول و عمل کو پیدا کر لینا ضرور سیکھ لیتا ہے۔ وہ افراد جو خود کو ان کیفیات کے مطابق نہیں ڈھال پاتے وہ تنقید اور ڈسپلن کی چکی کا چارا فراہم کرتے ہیں۔ وہ اس میں پستے رہتے ہیں۔

پارٹی اسکول سوویت سوسائٹی میں پارٹی کو حکومت کی بااختیار طاقت بنائے رکھنے میں ایک اہم ترین اور مرکزی نکتہ ان کارکنوں کا معیار اور خوبی ہے، جو اُس کے معاملات کے انتظام میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک بہت بڑی حکومت کی رہنمائی میں جو بہت تیز صنعتی ترقی کے دور سے گذر رہی ہو،

تکنیکی معلومات کے ساتھ ساتھ پارٹی کے مقاصد میں ایک زبردست اور مکمل انہماک کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ انقلاب کے بعد ابتدائی سالوں میں پارٹی آلۂ کار اپنے جوش و ولولے، اکثر عزم و ارادے کے سلسلے میں جتنا مشہور تھا، اتنا انتظامیہ کی خوبیوں کے لیے مشہور نہیں تھا۔ لیکن جیسے جیسے پارٹی رہنماؤں نے صنعتی کے سلسلے کی نئی نئی وسیع اور گنجلک ذمے داریاں سنبھالنی شروع کیں پارٹی کے آلۂ کار کو بھی ان ذمے داریوں کے پیش نظر نئے سرے سے منظم کرتے رہنے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ چنانچہ گذشتہ سالوں میں پارٹی کے کارکنوں کے کردار میں بھی خاصی اہم تبدیلیاں نظر آئی ہیں۔ آج کے پارٹی کارکن اپنے اُن پیش رفتہ بزرگوں سے زیادہ بہتر تعلیم یافتہ نظر آتے ہیں جو گذشتہ چند دہائیوں پہلے پارٹی کے کاموں میں معروف تھے، اور ظاہرہ طور پر اور اپنے تجربے کے اعتبار سے بھی یہ زیادہ تکنیکی بنیادوں کے حامل ہیں۔ ان لوگوں کی تقرری اور ٹریننگ اس مقصد کو پیش نگاہ رکھ کر کی جاتی ہے کہ انھیں ممکن ہے آگے چل کر نگہداشت پر فائز ہونا ہو اور دوسرے مختلف قسم کے عہدوں پر کام انجام دینا ہو۔ ایک ایسا پارٹی سکریٹری جسے کسی بڑی فیکٹری میں مقرر کیا گیا ہو، یا کوئی ایسا پارٹی کارکن جسے سکریٹریٹ کی کسی صنعتی شاخ میں سربراہی پر فائز کیا گیا ہو اُسے عام طور پر اُس کی انجینئری تربیت اور ایک صنعتی ادارے کی کارکردگی

کی سمجھ بوجھ کی بنیادوں پر یہ کام سونپا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ پارٹی کارکن جیسے کسی زرعتی ضلع میں کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ وہ عام طور پر زراعتی تربیت اور تجربے کا حامل ہوتا ہے۔

کارکنوں کے انتخاب کے طریقے کو پارٹی اسکولوں کے ہر طرف پھیلے ہوئے ایک جال سے اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جن میں آلۂکار کے زیادہ ہونہار نوجوان اور زیادہ بہتر ذہنی تربیت اور تعلیم کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ پارٹی کے اعلیٰ اسکولوں کی موجودہ تنظیم، جس کا خاکہ ۲۶ جون ۱۹۵۶ء کو مرکزی کمیٹی کے ایک حکم نامے میں دیا گیا تھا، اور اس کے بعد اس میں کسی حد تک نظرثانی بھی کی گئی تھی، یہ مختلف اوبلاست اور ریپبلک کی اعلیٰ پارٹی اسکولوں پر مشتمل ہے۔ اور ایک اعلیٰ پارٹی اسکول ماسکو میں خود مرکزی کمیٹی سے بھی ملحق ہے (۴۰)۔

وہ مبتدائی جو پارٹی آلۂکار میں جگہیں حاصل کر کے اپنا مستقبل بنانا چاہتے ہیں، وہ سب ان اعلیٰ اسکولوں میں داخلے کے حقدار نہیں ہیں۔ ان اسکولوں میں ٹریننگ صرف انہی لوگوں کے لیے وقف ہے جو پہلے سے ہی پارٹی یا حکومت کے کاموں میں لگ چکے ہوں اور جنھیں انکی صلاحیتوں کی بنیاد پر پارٹی میں اعلیٰ درجوں پر ترقی کے لئے ممتاز کر لیا گیا ہو۔ مرکزی کمیٹی سے ملحق دو سالہ اعلیٰ پارٹی اسکول صرف ان رہنماؤں کی ٹریننگ کے لیے ہیں جنھیں د بلاست اور ریپبلک کے درجے پر فائز کیے جاتے ہیں اور۔ ان افراد کے لیے وقف ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں اور ذمے دارانہ فرائض کا خاصہ تجربہ بھی رکھتے ہوں۔ اس کے امیدوار کی عمر چالیس سال ہونی چاہئے۔ اور انھیں ریپبلک، کرائی، یا اوبلاست پارٹی کمیٹیوں کی سفارشوں کے ساتھ آنا چاہئے۔ مختلف اوبلاست کے درمیان اور ری پبلک اعلیٰ

اسکول جو نسبتاً کم سینئر افسران کو تربیت دیتے ہیں، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ دو سال کا اسکول اُن لوگوں کے لیے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہوں، اور دوسرا چار سال کا اسکول ان کے لیے جو ثانوی درجے کے تعلیم یافتہ ہوں۔ ماسکو کا اعلیٰ پارٹی اسکول مراسلاتی نصاب بھی چلاتا ہے جو دوسرے زمرے کے لیے ہوتا ہے۔ چار سالہ پارٹی اسکولوں کے امیدواروں کے لیے پینتیس[۳۵] سال سے کم عمر کا ہونا ضروری ہے۔ یو ایس ایس آر کی تاریخ، روسی زبان (تحریری) اور جغرافیے کے امتحان بھی پاس کرنا ضروری ہے۔ انہیں بھی اوبلاسٹ، کرائی یا یونین ریپبلک کی پارٹی کمیٹیوں کی سفارشات لانا ضروری ہیں۔
کچھ ایسی شکایات کے نتیجے میں کہ اعلیٰ پارٹی اسکولوں میں نصاب بہت زیادہ علمی یا درسی ہوتا ہے۔ اور حقیقی زندگی سے کافی بُعد رکھتا ہے ۱۹۵۶ء میں اس نصاب میں نظر ثانی کی گئی اور زیادہ عملی قسم کے مضامین پر زور بڑھا دیا گیا (۴۱)۔

ان روائتی اور مستقل لکچروں کے ساتھ ساتھ جن میں پارٹی کی تاریخ، استدلالی اور تاریخی مادیت، سیاسی معاشیات، سوویت یونین کی تاریخ، بین الاقوامی مزدور طبقے کی تاریخ اور قومی آزادی کی تحریکیں، پارٹی اور حکومت کے انتظامیہ اور قانون وغیرہ شامل ہیں۔
اب جن مضامین کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ انکی فہرست میں معاشی جغرافیہ، صنعت اور زراعت کی منصوبہ بندی، صنعت کی اہم ترین شاخوں کی ٹیکنالوجی، تعمیرات، نباتات، جانوروں کی افزائش نسل، اجتماعی زراعت میں برقی اور مشینی استعمال، مقامی صنعت اور مقامی آبادی کی معاشیات، تجارت، مالیات اور سرمایہ، محاسبی اعداد و شمار، ریاضی، ایک غیر ملکی زبان، روسی زبان، موٹروں کو چلانا اور انکی مرمت جیسے مضامین بھی شامل ہیں۔ وہ صحافی جو ان اسکولوں

میں بھیجے جاتے ہیں، ان کے نصاب ذرا مختلف ہیں۔

ان میں معاشی مضامین پر نسبتاً کم زور دیا جاتا ہے۔ اور ان کے بدلے میں ادب، صحافت، فوٹوگرافی، وغیرہ کو جگہ دی جاتی ہے۔ چار سالہ اسکولوں کے فارغ التحصیل طالب علموں کو ایک ڈپلوما دیا جاتا ہے۔ جس میں اس کی تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ یونیورسٹی کی تعلیم کے برابر ہیں۔ کورس کے آخر میں منتخبہ مضامین میں اُمیدواروں کا حکومت کی طرف سے منعقد امتحانات ہیں۔ امتحان لیا جاتا ہے، اور ان امتحانوں کے نتیجے میں جو جگہ انھیں حاصل ہوتی ہے، وہ شاید مستقبل میں اُن کے سپرد کیے جاتے والے کاموں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اعلیٰ پارٹی اسکولوں کے علاوہ ریپبلک اور اوبلاست کی طرف سے چلائے جانے والے بہت سے نصاب اور بھی ہوتے ہیں۔ جو نسبتاً نچلے درجے کے پارٹی کارکنوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی ہائی اسکول خود ہی مختلف میدانوں میں مخصوص پارٹی کارکنوں کے لیے کچھ قلیل مدت میں نصاب اور سیمینار چلاتے ہیں۔ اس طرح ۵ مئی ۱۹۷۱ء کو جاری کردہ "پروپیگنڈا کارکنوں کے انتخاب اور ان کی ٹریننگ کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات" کے پیش نظر مرکزی کمیٹی کے ایک حکم نامے کے ذریعے 'اوبلاست' کرائی یونین ریپبلکوں کے ایجوکیشن شعبے کے افسروں کے لیے دوسرے شہروں میں قائم کرنے کا پروگرام بھی طے کیا گیا (۴۲)۔

دس سال ۱۹۴۶-۵۶ کے عرصے میں اوبلاست اور ریپبلک پارٹی اسکولوں سے کل ۵۵,۰۰۰ کارکنوں نے ٹریننگ حاصل کی، دوسری طرف مرکزی کمیٹی کے اعلیٰ ہائی اسکول نے ۲,۸۴۴ گریجویٹ پیدا کرنے کی اطلاع دی۔ اور ان کے ساتھ ہی ۶,۰۰۰ مزید افراد نے اس کے

مراسلاتی نصاب کے ذریعے تربیت حاصل کی (۴۳)۔

جیسا کہ ان متاثر کن اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ پارٹی اپنے مستقبل کے کارکنوں کی تعلیم تربیت میں بڑی سنجیدگی سے دلچسپی لیتی ہے۔ لیکن جیسا کہ خروشچیف نے اکیسویں پارٹی کانگریس کے مندوبین کی یاد دہانی کرتے ہوئے کہا تھا "عملے کے چناؤ اور ان کی تقرری کے سلسلے میں اب بھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔۔۔۔ پارٹی کی کچھ تنظیمیں مستعد اور قابل قسم کے افراد کو پہچان کر انہیں صحیح وقت پر ترقی دینے کی اہمیت کو ہمیشہ۔۔۔۔ صحیح طور پر نہیں سمجھ پاتیں۔۔۔۔ یہ تنظیمیں ایسی کیفیات میں اپنا کام چلاتی رہتی ہیں کہ بعض صورتوں میں ذمے دار عہدے پر کافی طویل مدت کے لیے کمزور قسم کے افراد کام کرتے رہتے ہیں۔ اپنے کام کے لائق نہیں ہوتے۔ اور جن کا عوام کی زندگی سے ہر قسم کا رشتہ ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ انتظامیہ کے ایسے کارکنوں سے چھٹکارا پا لینے کی بجائے انکو بعض صورتوں میں ایک عہدے سے دوسرے عہدے ایک ضلعے سے دوسرے ضلعے اور ایک خطے سے دوسرے خطے میں منتقل کیا جاتا ہے۔ جس سے جمود میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور پارٹی میں نئے خون کا داخلہ رک جاتا ہے"۔ (۴۴)

اپنے اس بیان میں خروشچیف نے جو بات نہیں شامل کی وہ یہ تھی کہ پارٹی کارکن کچھ ایسے آزمائشی۔۔۔ حالات میں کام کرتے ہیں جن میں مختلف افسروں سے ایسی امیدیں رکھی جاتی ہیں اور ایسے نشانوں کی تکمیل کی توقع رکھی جاتی ہے۔ جو انکے کام کی صلاحیت اور قابلیت پر متواتر ایک بوجھ اور دباؤ ڈالتی رہتی ہیں۔ مرکز کی طرف سے ڈالا جانے والا دباؤ اتنا سخت اور مستقل ہوتا ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اعلیٰ کمان کی طرف سے مقرر کردہ منصوبوں اور

مقاصد کی تکمیل کے سلسلے میں مقامی رہنماؤں کا انداز ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی یہ ایک مسلسل اور ان تھک جدوجہد کے روپ میں نظر آتا ہے۔ جس کی کامیابی کا پیمانہ کسی نہ کسی طرح منصوبے کی محض موٹے طور پر تکمیل ہی ہوتا ہے، خواہ اس سلسلے میں کتنے ہی غیر قانونی کام کرنے پڑیں۔ یا موجودہ ہدایات کو کسی طرح بھی توڑنا مڑوڑنا پڑے۔ کبھی کبھی یہ ناکامیوں کو چھپائے رکھنے کی کوشش میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی اعلیٰ عہدے داروں اور ذمے دار افراد سے امید شکن انداز میں اپیلیں کی جاتی ہیں۔ کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مدد کریں کیونکہ ذرائع کی قلت منصوبے کی تکمیل کو اگر ناممکن نہیں تو کم از انتہائی مشکل ضرور بنا رہی ہے۔

آٹھواں باب

پارٹی کی ساخت اور سماجی ڈھانچہ

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ساخت میں اس دن سے ہی سماجی تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں۔ جب سے یہ اپنے بالکل ابتدائی دور میں داخل ہوئی تھی۔ اور اسے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا ایک بالشویک بازو سمجھا جاتا تھا۔ ۱۹۰۵ء کے ابتدائی حصے میں ایک غیر قانونی پیشہ ور انقلابیوں کے ایک چھوٹے سے گروپ حلقے سے شروع ہو کر، جس میں صرف ۸۵۰۰ افراد شامل تھے، اب یہ حکومت کرنے والی پارٹی کی حد تک پھیل گئی ہے۔ اس میں پچانوے لاکھ سے بھی ممبر اور امیدوار ممبر شامل ہیں*۔ جو دنیا کی ایک تہائی آبادی کی قسمتوں کے لئے بنیادی طور پر ذمے دار کہے جا سکتے ہیں۔(۱)

ایک انقلابی پارٹی سے حکومت کی ذمے دار پارٹی تک پہنچنے میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اُن کے اثرات حکومت کرنے والے اور محکوموں دونوں پر ہی پڑے۔ اب پارٹی کے رہنما حلقوں میں دانشوروں اور اعلیٰ شخصیتوں کا وہ نیا طبقہ موجود ہے جو زار شاہی سماجی نظام کے نچلے حصوں سے اُبھرا ہے اور آج حکومت کی اعلیٰ ترین جگہوں کو سنبھالے ہوئے ہے۔

---

* ۱۹۹۰ء تک یہ تعداد بڑھ کر دو کروڑ ہو گئی ہے

پارٹی میں ممبری کے مسائل

سیاسی طاقت پر پارٹی کی اجارہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے پارٹی ممبری کی ساخت اور اُس میں پیدا کی جانے والی تبدیلیوں پر متواتر اثر ڈالا جاتا رہا ہے۔ چیدہ اشخاص کی ایک محدود پارٹی کے تصور کو ہمیشہ اہم سمجھا گیا۔ اور کمیونسٹ پارٹی میں تعداد کو بھی اہمیت نہیں دی گئی۔ اُس کی بنیادی توجہ اس بات پر مرکوز رہی ہے کہ پارٹی کا یہ کردار بہر حال محفوظ رکھا جائے کہ یہ ایک حکومت کرنے والی پارٹی ہے۔ اس مقصد کے لیے جو چیز اولیں اہمیت کی ہے وہ یہ ہے کہ سوویت سوسائٹی میں با اقتدار عہدوں پر ایسے سند یافتہ ممبروں کا

پارٹی کی ساخت اور اس کے سماجی ڈھانچے کا تجربہ اجمالی طور پر اُسی اعداد و شمار پر منحصر ہونا چاہیئے جس کی اشاعت پارٹی نے مناسب سمجھی ہے۔ یہ دوسری دہائی کے دوران پارٹی کی طرف سے ایک بہت ضخیم جلد شائع کی گئی ہے۔ جس میں اعداد و شمار کا بہت سا مواد پیش کیا گیا ہے۔ لیکن یہ کس حد تک قابل اعتبار مواد ہے، اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ مختلف سماجی حصے جیسے مزدور۔ کسان اور ملازمین وغیرہ ان کی تعریفوں میں تبدیلی پیدا ہوتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے موازنہ بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ مقامی پارٹی کے ریکارڈ خاص طور پر پریشانی کا باعث ہیں۔ بعض صورتوں میں پارٹی ممبروں نے اپنے سماجی سلسلے کو بھی صحیح ظاہر نہیں کیا۔ اس سے مواد اور بھی زیادہ مسخ ہو جاتا ہے۔ دوسری دہائی کے بعد سے اعداد و شمار کی اشاعت خاص طور پر کم ہو گئی۔ لیکن موجودہ اعداد و شمار میں اتنی کمی اور بے اعتباری کے باوجود بھی رجحانات اور رُخوں کا اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے۔

تقرر ہو جائے جو پارٹی رہنماؤں کے وفادار ہوں۔ اور اُن کے لئے اپنے دلوں میں پوری لگن رکھتے ہوں۔

پھر جیسے جیسے حکومت کے کام اور زیادہ گنجلک اور پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ ایسے ایسے ہی تکنیکی صلاحیتوں اور ٹریننگ پر زور بڑھتا جاتا ہے۔ نئے تکنیکی ماہرین اور دانشوروں کی مانگ میں صرف اضافہ ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ پارٹی رہنما اس بات کی اہمیت کو بھی محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ان دانشوروں میں سے ممتاز شخصیتوں کو پارٹی کے اندرونی حلقوں میں بھی شامل کر لیا جائے۔ پارٹی کے آلۂ کار کو ماتحت اور اعلیٰ درجے کے تکنیکی ماہرین دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوویت ٹریننگ پائے ہوئے ادنیٰ درجے کے تکنیکی کارکن وہ حلقہ فراہم کر دیتے ہیں جہاں سے ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھرتی کی جا سکتی ہے۔ اگر پارٹی اپنی تشکیل میں صرف اسی نکتے پر جمی رہے کہ وہ ممتاز اور چیدہ اشخاص کی ایک ایسی تنظیم بنائے۔ جسے حکومت کی ذمے داریاں بھی سنبھالنی ہوں تو اسے عوام سے بالکل کٹ جانے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ دوسری طرف سوویت سوسائٹی میں حکمران حصے کو اپنے ساتھ شامل رکھنے کے دباؤ میں پارٹی کو سوویت زندگی کے ادنیٰ اور نچلے حصوں مثال کے طور پر کارخانے کے مزدوروں اور اجتماعی فارموں میں معمولی کام کرنے والوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ ممتاز اور چیدہ اشخاص کو اہمیت دینے کی منطق پارٹی کے اُن بنیادی نظریات سے بالکل متضاد ثابت ہوتی ہے کہ پارٹی صرف محنت کش طبقے کا ایک دستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پارٹی ممبری کی پالیسی ہمیشہ ایک کشمکش اور تناؤ میں پھنسی نظر آتی ہے۔ جس میں ایک طرف ایسی اشد ضرورت کا احساس ہے کہ اس میں پارٹی سے پوری طرح وابستہ رہنماؤں اور ہدایت دینے

والوں کا انکار بھی موجود ہے اور دوسری طرف یہ خیال کار فرما نظر آتا ہے۔ کہ ایسے معمولی مزدوروں اور کسانوں کی حمایت بھی حاصل رہے۔ پارٹی بنیادوں کو وسیع کرنے کی وقتاً فوقتاً نظر آنے والی کوششوں میں، جن کے تحت متحرک، جوشیلے اور بہترین مزدور اور اجتماعی کسانوں کو ممبر بنایا جاتا ہے، یہی ایک جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ چیدہ اشخاص کی موجودگی اور سوویت آبادی سے ایک رشتے کی ضرورتوں کے درمیان ایک نقطۂ توازن تلاش کیا جا سکے پارٹی کا اعداد و شمار کے اعتبار سے پھیلاؤ اور اس کی سماجی ساخت کا انحصار پارٹی کے رہنماؤں کے شعوری اور باقاعدہ طے کئے ہوئے فیصلوں پر ہے۔ وہ نکتے جو اس سلسلے میں پارٹی کو اپنے سامنے رکھنے ہوتے ہیں۔ بہت الجھے ہوئے ہیں۔ جو ضرورتیں اور مانگیں اسے پیش نظر رکھنی ہوتی ہیں۔ انہیں بھی خاص وقت و مقام اور ان کی تکمیل کے امکان کو پیش نظر رکھ کر کاٹنا چھانٹنا پڑتا ہے۔ اس وقت جو باتیں اس کے سامنے ہوتی ہیں انکو کچھ سوالوں کے ذریعے بہترین طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیا پارٹی کی وسعت کے لئے کوئی ایسی مناسب حد ہے، جس سے آگے اسے نہ بڑھنے دیا جائے۔ کیا پارٹی سوویت آبادی کے مختلف عناصر کو اپنے ساتھ شامل کر لینے کے مقصد سے چلے یا اسے شعوری طور پر کسی خاص عنصر یا گروپ کو ترجیح دینی چاہیئے؟

نئے ممبروں کے داخلے کے سلسلے میں سماجی بنیاد، پیشہ، عملی استعداد، کومسومول سے گذشتہ تعلق، پارٹی کے مقاصد کے سلسلے میں جدوجہد کے دوسرے مختلف اظہار وغیرہ میں سے کس کو کتنی اہمیت دی جائے؟۔ کیا پارٹی کو نئی نسل اور نو عمر ممبروں پر انحصار رکھنا چاہیئے یا اسے ممبری کے حقوق کو صرف عمر رسیدہ نسل کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ اگر نہیں تو کن قومیتوں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ اور کن کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔

جن جوابات نے ان سوالوں کی پیچیدگیوں کو حل کیا ہے۔ ان سے پارٹی کے تنظریاتی رجحانات کا اندازہ بھی ہوا ہے۔ اُن بدلتی ہوئی ذمے داریوں کا اظہار ہوا ہے جو پارٹی اپنے ذمے لیتی رہی ہے۔

اُس ضرورت کا احساس ہوا ہے جس کے تحت پارٹی کو چیدہ ممتاز اور معتبر اشخاص کے ایک ایسے گروپ میں بدلا گیا جو حکومت کے کام سنبھال سکے، اور اُس دباؤ کا بھی پتہ چلا، جس کے تحت اُس نے سوویت سوسائٹی کے اُن حصّوں پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ جن سے اسے سب سے زیادہ حمایت ملنے کی اُمید تھی۔ وہ نقطۂ توازن جو پارٹی نے مختلف اوقات میں ان مختلف نقطوں کے درمیان اپنے لئے چُنا وہ بدلتا رہا۔ ان مختلف نکتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پارٹی ممبری کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔

اقتدار کے حصول کے لئے ۱۹۱۷ میں بالشویک جدوجہد کے دور میں تمام سماجی طبقوں کے لئے پارٹی میں داخلے کی شرائط یکساں تھیں۔ اگست ۱۹۱۷ میں چھٹی پارٹی کانگریس میں جو قواعد اور ضوابط پارٹی کے لئے منظور کئے گئے ان میں صرف یہ شرائط تھیں کہ نئے اُمیدوار پارٹی کے پروگرام کو مانتے ہوں۔ اس کی کسی ایک تنظیم میں حصّہ لیتے ہوں پارٹی کے تمام احکامات کے تابع ہوں۔ اور پارٹی کے تمام حسابات کی ادائیگی کریں۔ تو انہیں پارٹی کے دو ممبروں کی سفارش پر پارٹی میں داخل کر لیا جائیگا، بشرطیکہ کہ مقامی تنظیم جس سے ملحق ہوں، اس کے ممبروں کا عام اجلاس اس کی منظوری دے دے (۱)

انقلابی جوش و خروش کے دور میں اتنے آسان

اور سیدھے قواعد وضوابط صرف اس لئے رکھے گئے تھے کہ اس میں داخلہ آسان ہو۔ ان کی مدد سے پہلی جنوری ۱۹۱۸ کو ۱,۱۵,۰۰۰ یعنی چوگنی سے بھی زاید ہو گئی۔ حالانکہ پارٹی کے رہنما اس وقت بھی صرف دانشور طبقے سے ہی آئے۔ لیکن ادنٰی اور معمولی ممبر پیٹرو گریڈ، ماسکو، اور کچھ دوسرے صنعتی مرکزوں کے شہری پرولتاری طبقے سے داخل ہوئے۔

روس کی بہت بڑی کسان عوام کی نمائندگی بالشویک ممبروں میں کم و بیش بالکل ہی نہیں تھی۔ ۱۹۱۷ کی ابتدا میں پارٹی کے ممبروں میں صرف ۷٫۶ فی صدی حصے کو کسان بنیاد سے متعلق بتلایا گیا تھا۔ یکم جنوری ۱۹۱۸ کو یہ حصہ بڑھکر ۱۴٫۵ فی صدی تک پہنچ گیا۔ لیکن اب بھی یہ کل کسان آبادی کا ایک بہت ہی معمولی سا حصہ تھا۔ اسی تاریخ کو پارٹی ممبروں کی کل تعداد کا ۵۶٫۹ فی صدی مزدوروں کا اور ۲۸٫۶ فی صدی حصہ ملازمین اور دوسرے لوگوں کا تھا۔

خانہ جنگی کے سالوں میں پارٹی کے عددی پھیلاؤ میں زبردست اضافہ ہوا۔ ملاحظہ ہو گوشوارہ (۲)۔ یکم جنوری ۱۹۲۱ تک پارٹی کے ممبروں کی کل تعداد ۵,۷۶,۰۰۰ تھی جو تین سال میں پانچ گنا بڑھ چکی تھی۔

اس دوران داخلے کی شرائط کو کسی قدر سخت کر دیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی داخلہ نسبتاً آسان ہی تھا۔ اور داخلے کے سلسلے میں مزدوروں اور کسانوں کے درمیان کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھا جاتا تھا۔ دسمبر ۱۹۱۹ کی آٹھویں پارٹی کانفرنس میں طے شدہ پارٹی کے نئے قواعد وضوابط میں پہلی بار امیدواری کا نیا طریقہ شروع کیا گیا۔ امیدوار ممبروں کو پارٹی کے ایسے دو ممبروں کی سفارش کی ضرورت ہوئی جو پارٹی میں کم از کم پچھلے چھ

مہینے سے ممبر ہوں مزدوروں اور کسانوں کو کم از کم دو مہینے اُمیدوار رہنا ضروری تھا۔

دوسروں کو کم از کم چھ مہینے اُمیدوار رہنا ضروری تھا۔ مخصوص اور مستثنیٰ صورتوں میں اُمیدواری کا زمانہ گذارے بغیر بھی نئے ممبر بنائے جا سکتے تھے۔ بشرطیکہ ان کے لئے دو ایسے ممبر سفارش کریں، جو اکتوبر ۱۹۱۷ء سے پہلے پارٹی میں داخل ہو گئے ہوں۔ (۲)

گوشوارہ نمبر۱، پارٹی ممبری کی تفصیلات، ۱۹۱۷ء سے ۱۹۶۱ء

۱ جنوری	ممبر	اُمیدوار	کل
۱۹۱۷	۲۳٬۶۰۰		۲۳٬۰۰۰
۱۹۱۸	۱٬۱۵۰۰۰		۱٬۱۵۰۰۰
۱۹۱۹	۲٬۵۱ ۰۰۰		۲٬۵۱ ۰۰۰
۱۹۲۰	۴٬۳۱ ۴۰۰		۴٬۳۱ ۴۰۰
۱۹۲۱	۵ ۷۶ ۰۰۰		۵٬۷۶ ۰۰۰
۱۹۲۲	۴۱۰ ۴۳۰	۱ ۱۷۹۲۴	۵ ۲۸ ۳۵۴
۱۹۲۳	۳ ۸۱ ۴۰۰	۱ ۱۷ ۷۰۰	۴ ۹۹ ۱۰۰
۱۹۲۴	۳٬۵۰٬۰۰۰	۱ ۲۲ ۰۰۰	۴ ۷۲ ۰۰۰
۱۹۲۵	۴ ۴۰ ۳۶۵	۳ ۶۱ ۴۳۹	۸ ۰۱ ۸۰۴
۱۹۲۶	۶ ۳۹ ۶۵۲	۴ ۴۰ ۱۶۲	۱۰ ۷۹ ۸۱۴
۱۹۲۷	۷ ۸۶ ۲۸۸	۴ ۲۶ ۲۱۷	۱۲ ۱۲ ۵۰۵
۱۹۲۸	۹ ۱۴ ۳۰۷	۳ ۹۱ ۵۴۷	۱۳ ۰۵ ۸۵۴
۱۹۲۹	۱۰ ۹۰ ۵۰۸	۴ ۴۴ ۸۵۴	۱۵ ۳۵ ۳۶۲
۱۹۳۰	۱۱ ۸۴ ۶۵۱	۴ ۹۳ ۲۵۹	۱۶ ۷۷ ۹۱۰
۱۹۳۱	۱۳ ۶۹ ۴۰۶	۸ ۴۲ ۸۱۹	۲۲ ۱۲ ۲۲۵
۱۹۳۲	۱۷ ۶۹ ۷۷۳	۱۳ ۴۷ ۴۷۷	۳۱ ۱۷ ۲۵۰

۱۹۲۳	۲ ۳ ۹۵۱	۱۳،۵۱ ۲۸۷	۲۵،۵۵،۲۲۸
۱۹۲۴	۱۸،۲۲،۷۵۶	۸،۷۴،۲۵۲	۲۷۰ ۱۰۰۸
۱۹۲۵	۱۶،۵۹،۱۰۴	۶،۹۹،۶۱۰	۲۲،۵۸،۷۱۴
۱۹۲۶	۱۴،۸۹،۹۰۷	۵،۸۶،۹۲۵	۲۰،۷۶،۸۴۲
۱۹۲۷	۱۴،۵۳،۸۲۸	۵،۲۷،۸۶۹	۱۹،۸۱،۶۹۷
۱۹۲۸	۱۴ ۵ ۸۷۹	۵،۱۴،۱۲۳	۱۹،۲۰،۰۰۲
۱۹۲۹	۱۵،۱۴،۱۸۱	۶،۹۲،۷۹۲	۲۲،۰۶،۹۷۳
۱۹۳۰	۱۹،۸۲،۷۴۳	۱۳،۱۷،۲۳۲	۲۳،۹۹،۹۷۵
۱۹۴۱ فروری	۲۵،۱۵،۴۸۱	۱۳،۶۱،۴۰۴	۲۸،۷۶،۸۸۵
۱۹۴۵	۲۹،۶۵،۵۲۰	۱۷،۹۴،۸۴۹	۵۷،۶۰،۳۶۹
۱۹۴۷ ستمبر			۶۳،۰۰،۰۰۰
اکتوبر ۱۹۵۲	۶۰،۱۳،۲۵۹	۸،۶۸،۸۸۶	۶۸،۸۲،۱۴۵
۱۹۵۶	۱۶،۰۶۱۶۷،۶۴۴	۴،۰۵،۸۷۷	۷۱،۷۲،۵۲۱
۱۹۵۷	۷،۰۰۱،۱۱۴	۴،۹۳،۴۵۹	۷۴،۹۴،۵۷۲
۱۹۵۸	۷۲،۹۶،۵۵۹	۵،۴۶،۶۳۷	۷۸،۴۳،۱۹۶
۱۹۵۹	۷۶،۲۲،۲۵۶	۶،۱۶،۷۷۵	۸۲،۳۹،۱۳۱
۱۹۶۰	۸۰،۱۷،۲۴۹	۶،۹۱،۴۱۸	۸۷،۰۸،۶۶۷
۱۹۶۱	۸۴،۷۲،۳۹۶	۸،۰۳،۴۳۰	۹۲،۷۵،۸۲۶
اکتوبر ۱۹۶۱	۸۸،۷۲ ۵۱۶	۸،۴۰۳،۴۸۹	۹۷،۱۶ ۰۰۵

ماخذ:- اوپر کے اعداد و شمار پارٹی کانگریسوں کے دستاویزات اور پارٹی کا ماہوار رسالہ "پارٹی کی زندگی" (روسی زبان میں) مختلف شماروں پر مبنی ہیں۔

خانہ جنگی کے دور میں نئے ممبروں کے تیزی سے داخل ہونے کی وجہ سے پارٹی کی سماجی ساخت میں کافی اہم

تبدیلیاں آئیں۔ جیسا کہ گوشوارہ ۲ء۷ میں دیئے ہوئے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے، پارٹی میں مزدور طبقے سے متعلق ممبروں کی شرح ۱۹۱۸ میں ۵۶ء۹ سے گھٹ کر ۱۹۲۱ کی ابتدا تک ۴۱ فی صد رہ گئی۔ اسی زمانے میں پارٹی ممبری میں کسان عنصر ۱۴ء۵ فی صدی سے بڑھ کر ۲۸ء۲ فی صدی تک پہنچ گیا۔ اسی طرح ملازمین اور دوسرے پیشوں سے تعلق رکھنے والوں کا تناسب ۲۸ء۶ سے بڑھ کر ۳۰ء۸ ہو گیا۔ کسان طبقے سے متعلق ممبروں کے تناسب میں اضافے کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے، کہ اس زمانے میں پارٹی کی سرخ فوج میں شامل کئے گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں کہ کسانوں کی اتنی بڑی تعداد کو پارٹی میں اس مقصد کے تحت شامل کیا گیا کہ خانہ جنگی کے آزمائشی دور میں دیہی اضلاع میں پارٹی کا اثر مضبوط کیا جا سکے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسے جیسے اس جنگ کے نتائج بالشویکوں کے حق میں نظر آنے لگے۔ تو اُن لوگوں کے لئے بھی پارٹی ممبری میں دلچسپی بڑھی جو اس سے پہلے خود کو بچائے ہوئے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں پارٹی میں ایسے اشخاص کی تعداد عام تناسب سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھی جو صرف اپنی شخصیت کی تعمیر اور اقتدار کی ہوس میں پارٹی میں داخل ہونا چاہتے تھے۔

دوسری دہائی میں پارٹی کی ساخت

نئی معاشی پالیسی کی طرف جھکاؤ کے ساتھ پارٹی رہنماؤں کو یہ جان کر تشویش ہوئی کہ پارٹی میں پرولتاری عنصر کی فی صدی شرح گھٹ رہی ہے۔ ۱۹۲۱ کی پارٹی "صفائی" جس میں تقریباً ۱،۷۵،۰۰۰ ممبر پارٹی سے نکالے گئے۔ اس کا مقصد لینن کے الفاظ کے مطابق پارٹی کو "بدمعاشوں، مکاروں، بے ایمانوں یا متذبذب

قسم کے کمیونسٹوں اور ایسے منشیویکوں سے جنھوں نے اپنے چہروں پر ایک نئی نقاب ڈال لی ہے۔ لیکن دل سے وہ اب بھی مینشیویک ہی ہیں (۴)۔ چھٹکارا حاصل کر لینا تھا۔ کسان طبقے اور نجی تاجر پیشہ لوگوں کی طرف متوجہ ہونے اور انہیں مراعات دینے کی ضرورت کے تحت پارٹی اپنی ممبری کی ساخت میں صفائی کر کے اسے پھر اپنی پرولتاری بنیادوں پر جمانا چاہتی تھی۔

گوشوارہ نمبر ۲، پارٹی کی سماجی ساخت ۱۹۰۵ء تا ۱۹۲۹ء

سال	مزدور تعداد	مزدور فیصد شرح	کسان تعداد	کسان شرح فیصد	ملازمین تعداد	دوسرے پیشہ ور فیصد شرح
۱۹۰۵		۶۱.۷		۴.۶۷		۲۳.۶
۱۹۱۷		۶۰.۲		۷.۶		۲۲.۲
۱۹۱۸		۵۶.۹		۱۴.۵		۲۸.۶
۱۹۱۹		۴۷.۸		۲۱.۸		۳۰.۴
۱۹۲۰		۴۴.۸		۲۵.۱		۳۱.۱
۱۹۲۱		۴۱.۰		۲۸.۲		۳۰.۸
۱۹۲۲	۴۲۵	۴۴.۴	۱,۲۹۹۷	۲۶.۷	۱,۱۱,۶۹۱	۲۸.۹
۱۹۲۳	۱۵۴,۹۲۰	۴۴.۶	۸۸,۶۶۷	۲۵.۷	۱,۰۱,۴۴۱	۲۹.۴
۱۹۲۴	۱۹۶,۳۴۹	۴۴.۰	۲۸,۳۵۸	۲۸.۸	۱,۲۱,۳۹۲	۲۷.۲

۱۹۲۵	۴.۵۳ ۱۸۱	۵۴.۷	۲ ۱۱ ۷۰۰	۲۴.۵	۱.۳۲ ۹۶۱	۱۴ ۸
۱۹۲۶	۶ ۱۲ ۲۰۲	۵۴ ۸	۲.۷۸.۷۰۶	۲۵ ۹	۱.۸۵.۹۰۶	۱۷ ۳
۱۹۲۷	۶ ۳۷ ۷۶	۵۵ ۷	۔۲ ۱۷ ۴۱۱	۱۹ ۰	۲.۹۸ ۸۷۴	۲۵ ۳
۱۹۲۸	۷.۴۰ ۷۳۱	۵۴.۸	۲ ۹۹ ۹۱	۲۲ ۹	۲ ۶۴ ۶۴۹	۲۰ ۳
۱۹۲۹	۹ ۴۰ ۱۳۶	۶۱ ۲	۳ ۲۳ ۲۸۷	۲۱ ۷	۲ ۵۸ ۹۲۴	۱۴۰ ۹

ماخذ: بڑا سوویت انسائیکلوپیڈیا ۱۹۳۰ء ایڈیشن جلد XI صفحہ ۵۲۴ (روسی زبان میں)

اگست ۱۹۲۲ء میں بارھویں کانفرنس میں پارٹی کے قواعد و ضوابط میں اس ڈھنگ سے نظر ثانی کی گئی کہ جس کے اثر سے غیر پرولتاری ممبروں کے داخلے میں کسی قدر کمی کی جا سکے۔ دوسری دہائی میں پارٹی نے پھر ایک زبردست

مہم چلائی کہ اس کی ساخت میں پرولتاری عنصر کو بڑھایا جا سکے لینن کی موت نے اشارے کا کام دیا اور پارٹی میں بھرتی کی مہموں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن میں شعوری طور پر کوشش کی گئی کہ پارٹی میں مزدوروں کے داخلے کے لئے کشش پیدا کی جائے۔

گوشوارہ نمبر ۲، امیدواروں کی تعداد جو پارٹی میں قبول کی گئی اور ان کی سماجی بنیادیں ۱۹۲۴ تا ۱۹۲۹

عرصہ	قبول کی گئی تعداد	مزدور فیصد	کسان فیصد	ملازمین اور دیگر (فی صد)
۱۹۲۴ جنوری تا جون	۲،۱۲،۳۲۰	۹۲،۴	۵،۸	۱،۸
جولائی تا دسمبر	۱،۰۳،۸۷۸	۶۴،۵	۲۲،۲	۱۳،۳
کل	۳،۱۶،۲۰۸	۸۳،۳	۱۱،۱	۵،۶
۱۹۲۵	۲،۲۱،۸۶۲	۵۴،۸	۲۹،۵	۱۵،۷
۱۹۲۶	۱،۶۷،۱۸۴	۴۸،۴	۳۸،۸	۱۲،۳
۱۹۲۷	۱،۷۶،۱۸۰	۷۰،۲	۲۳،۹	۵،۹
۱۹۲۸	۲،۶۳،۰۴۳	۷۳،۴	۲۱،۹	۴،۷
۱۹۲۹	۲،۹۷،۶۳۰	۸۱،۲	۱۷،۱	۱،۷

ماخذ: بالشویا سوویت انسائیکلو پیڈیا (۱۹۳۰ ایڈیشن)
جلد XI، صفحہ ۵۳۴ (روسی زبان میں)

جیسا کہ گوشوارہ ۲ سے ظاہر ہوتا ہے، ۱۹۲۴ کے پہلے نصف حصے میں "لینن کے پہلے نعرے" کے دوران کل ۲۱۲،۳۲۰ نئے اُمیدواری داخلوں میں ۹۲،۴ فی صدی کو مزدوروں

کی شق میں رکھا گیا تھا۔ ۸،۵ فی صدی کسان تھے۔ اور صرف ۱۱۸ فی صدی دفتر کے ملازمین اور دوسرے لوگ تھے۔ ۱۹۲۵ کا یہ دوسرا نعرہ "پرولتاری طبقے کو اپنی طرف کھینچ لینے میں اتنا کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن ۱۹۲۷ میں "اکتوبر نعرے" سے پھر

مزدوروں میں اضافے کی ابتدا ہوئی۔ ممبری اسی سال پارٹی کے لیے امیدوار ممبروں میں ۰۲،۷ فی صدی کو مزدوروں کی شق میں دکھلایا گیا۔ ۱۹۲۹ تک یہ شرح ۸۱،۲ فی صدی تک بڑھ گئی۔ اس کے مقابلے میں کسان طبقے سے تعلق رکھنے والے امیدوار کل تعداد کا ۱،۷ فی صدی تھے۔ اور دفتر کے ملازمین اور دوسرے پیشے کے امیدوار صرف ۱۱،۷ فی صدی تھے۔

چنانچہ ان داخلوں کا اثر پارٹی کی سماجی ساخت کی تبدیلی میں ظاہر ہوا۔ پارٹی میں مزدور عنصر ۱۹۲۱ میں ۴۱ فی صدی سے بڑھکر ۱۹۲۹ میں ۶۱،۴ فی صدی تک پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسان عنصر ۲۸،۲ فی صدی سے گھٹ کر صرف ۱۶،۹ فی صدی رہ گیا۔ مزدوروں کے داخلے کو اہمیت دئے جانے کا اثر ۱۹۳۲ء تک نظر آتا رہا۔ یکم جولائی ۱۹۳۲ء کو پارٹی میں ۶۵،۲ فیصدی ممبروں کو مزدور بنیادوں سے متعلق دکھلایا گیا۔ بہرحال ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۲ء کے درمیانی عرصے میں پارٹی میں کسان عنصر بھی بڑھا۔ اور ۲۱،۷ سے ۲۶،۹ فی صدی ہو گیا۔ دوسری طرف ملازمین وغیرہ کے حصے میں بہت تیزی سے کمی ہوئی۔ اور انکی شرح ۱۶،۹ فی صدی رہ گئی۔

لیکن مزدور کمیونسٹوں کے نام سے موسوم کے پارٹی میں اعداد کے اتنے اونچے تناسب سے غلط فہمی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ پارٹی کی سماجی ساخت کے اعداد و شمار میں ممبروں کو حقیقت میں انکے سماجی الحاق کے مطابق رکھا گیا ہے۔ اُن کے پیشوں کے مطابق تقسیم نہیں کیا گیا۔ اگر

پیشوں کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے تو صورت بالکل مختلف نظر آتی ہے۔

اس صورت کے مطابق یکم جولائی سنہ ۱۹۳۲ کو جب اعداد وشمار میں ۶۵٫۲ فی صدی پارٹی ممبروں کو مزدور بنیادوں سے متعلق بتلایا گیا تھا۔ صرف ۴۳٫۵ فی صدی ممبر پیشے کے اعتبار سے بھی مزدور تھے۔ اسی طرح ۲۶٫۹ فی صدی کو کسان بنیادوں سے متعلق بتلایا گیا تھا۔ جب کہ صرف ۱۸٫۳ فی صدی فی الحقیقت زراعتی کاموں میں مصروف تھے۔ اسی طرح اگر ممبروں کو اُن کے صحیح کاموں کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ تو پارٹی ممبروں میں ۳۸٫۲ فی صدی ممبر انتظامیہ کے کاموں یا ایسے پیشوں میں لگے ہوئے تھے۔ جو جسمانی مشقت سے تعلق نہیں رکھتے (۶)۔

دوسری دہائی کے آخری حصّوں میں بہت سخت کوشش اس بات کے لئے کی گئی۔ کہ پارٹی میں پیداواری مزدوروں کا تناسب بڑھا دیا جائے۔ لیکن اس میں صرف واجبی سی ہی کامیابی حاصل ہو سکی۔

مرکزی کمیٹی کے نومبر سنہ ۱۹۲۸ کے عام اجلاس میں ۵۰ فی صدی پیداواری مزدوروں کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جو سنہ ۱۹۳۰ تک حاصل کیا جانا تھا۔ یہ نشانہ کبھی پورا نہ کیا جا سکا۔ لیکن یکم جولائی سنہ ۱۹۳۰ میں یہ شرح اس مقررہ نشانے کے قریب ترین تک پہنچ گئی ہے۔ اس وقت کل پارٹی ممبروں میں سے ۴۸٫۸ فیصدی ممبر تھے۔ جو کارخانوں کے مزدور تھے۔ لیکن اس کے بعد یہ شرح بہت تیزی سے گرنی شروع ہوئی۔ اور یکم جولائی سنہ ۱۹۳۲ تک یہ ۴۳٫۵ فیصدی رہ گئی۔ اس کمی کی ایک وجہ یہ تھی کہ مزدور کمیونسٹوں کو ترقی دے کر انہیں سوویت، پارٹی، معاشی اور دوسری انتظامیہ ذمہ داریوں کی طرف تبدیل

کر دیا گیا تھا۔ کمیونسٹ کارکنوں کی ایک کافی بڑی تعداد کو دیہی علاقوں میں بھیج دیا گیا تاکہ صنعتی ترقی سے پارٹی پر جو نیا بوجھ پڑا تھا اس کو سنبھالا جا سکے۔

پارٹی کی ایک مستقل ضرورت یہ بھی تھی کہ اُس کے پاس معتبر اور لائق کارکن ہر وقت موجود رہیں۔ جو اس کی انتظامیہ ذمہ داریوں کو سنبھالتے رہیں چنانچہ اس کے تحت مزدور کارکنوں میں سے بہترین کو انتظامیہ کی طرف منتقل کرنا پڑا۔ یہ بوجھ اُس صورت میں کچھ اور بڑھ گیا۔

پارٹی کے قواعد اور ضوابط میں پرانے دانشوروں کے داخلے میں رکاوٹیں پیدا کر دی گئیں تو دوسری طرف سوویت ٹریننگ یافتہ نئے دانشوروں کی نسل ابھی بالکل ابتدائی منزلوں میں تھی۔ چنانچہ اس وقت پارٹی خود ایک ایسے آلۂ کار کا کام انجام دے رہی تھی۔ جس کے ذریعے پُرجوش اور ہونہار مزدور کمیونسٹوں کے لئے اپنی سماجی اُٹھان کے مواقع فراہم کئے جا رہے تھے۔ جس وقت پارٹی کے اندر یہ تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ اُسی دوران دوسری دہائی کے پہلے چند سالوں میں کسی قدر ابتدائی کمی کے بعد پارٹی میں بہت تیزی سے ہمت بھی پیدا ہوئی۔ سنہ ۱۹۲۱ کی پارٹی صفائی کے اثر سے یکم جنوری سنہ ۱۹۲۱ کو ۵،۷۶،۰۰۰ سے گھٹ کر یکم جنوری سنہ ۱۹۲۴ کو کل ممبروں اور اُمیدواروں کی تعداد ۴،۷۲،۰۰۰ رہ گئی تھی۔ اس نچلے نقطے سے یکم جنوری سنہ ۱۹۳۳ تک پارٹی ممبروں اور اُمیدواروں کی تعداد ۳۵،۵۵،۳۳۸ پہنچ گئی۔ یہی وہ بلند ترین نقطہ تھا جہاں تک جنگ عظیم سے پہلے پارٹی پہنچ سکی تھی۔

حالانکہ دوسری دہائی کے درمیانی حصے سے تیسری

دہائی کے ابتدائی حصہ تک پارٹی بہت تیزی سے پھیلی ضرور۔ لیکن ایک زراعتی ملک میں یہ اب بھی بنیادی اعتبار سے ایک شہری پارٹی ہی کہی جا سکتی تھی۔ جیسا کہ گوشوراہ (۵) سے ظاہر ہوتا ہے ۱۹۲۷ء تک دیہی کمیونسٹوں کی کل تعداد صرف ۲۰۰،۰۰۰ ہی تھی۔ جبکہ ملک کی کل دیہی آبادی ۱۲،۰۰،۰۰،۰۰۰ تھی۔ اس طرح ہر ۴۰۰ کسانوں پر ایک پارٹی ممبر کا تناسب نکلتا ہے۔

فروری ۱۹۲۵ء کے 'بالشویک' کے شمارے میں' ایم خٹائے وچ نے بیان کیا تھا کہ دیہی کمیونسٹوں کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جس کا زمین سے رشتہ بہت معمولی سا ہی ہے۔ اور سیاسی ناخواندگی کی شرح اُن میں بہت اونچی ہے۔ (۷) سرخ فوج ہی عام حالات میں اس ابتدائی مکتب کے فرائض انجام دیتی تھی۔ جس نے دیہی کمیونسٹوں کو پارٹی سے متعارف کرایا تھا۔

۱۹۲۹ء میں بائیلو روسی دیہاتوں کے ان کمیونسٹوں کے تحقیقی مطالعے سے ظاہر ہوا ہے کہ اس مطالعے میں شریک کل ممبروں کا پانچ میں سے تین سے بھی زیادہ ایسے اشخاص پر مشتمل تھا۔ جنہوں نے پارٹی کی نظریاتی تربیت فوج میں حاصل کی تھی۔ (۸)

بہر حال اس نظریاتی تربیت نے جو تہہ اُن پر چڑھائی ہوگی وہ بہت ہلکی تھی۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء کی "پارٹی صفائی" میں ۱۵ فی صدی دیہی کمیونسٹوں کو پارٹی سے نکال دیا گیا۔

گوشوارہ نمبر ۴، شہری اور دیہی آبادی بمقابلہ کمیونسٹ پارٹی ممبری: ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۷ء

رہائش	مردم شماری	پارٹی کے شمارات	کمیونسٹ فی دس ہزار اشخاص
	۲۸ اگست ۱۹۲۰	۱ جولائی ۱۹۲۲	
شہروں میں	۲,۰۲,۳۹,۵۰۰	۳,۱۳,۷۸۰	۱۵۵٫۰
دیہاتوں میں	۱۰,۹۱,۵۲,۲۰۰	۲,۰۰,۷۴۹	۱۸٫۴
کل	۱۲,۹۳,۹۱,۷۰۰	۵,۱۴,۵۲۹	۳۹٫۸
	۱۷ دسمبر ۱۹۲۶	۱۰ جنوری ۱۹۲۷	
شہروں میں	۲,۶۲,۹۷,۲۰۰	۸,۳۹,۶۱۷	۳۱۹٫۳
دیہاتوں میں	۱۲,۰۷,۱۶,۳۰۰	۳,۰۷,۴۵۷	۲۵٫۵
کل	۱۴,۷۰,۱۳,۶۰۰	۱۱,۴۷,۰۷۴	۷۸٫۰

ماخذ: ۱۹۲۷ء کی پارٹی کی مردم شماری صفحہ ۱۰۱ (روسی زبان میں)۔

دیہی علاقے میں پارٹی کی کمزوری سے اجتماعیت کی مہم کو زبردست نقصان پہونچا۔ حالانکہ پارٹی کے رہنماؤں نے اس سلسلے میں ایک سخت قدم بھی اُٹھایا۔ وہ یہ تھا کہ سنہ ۱۹۳۰ میں ۲۵۰۰۰ متحرک اور جوشیلے کارکنوں کو دیہی علاقہ کی طرف بھیجا گیا۔ تاکہ وہ دیہی کارکنوں کے ہاتھ مضبوط کرسکیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی پارٹی کی طاقتیں ناکافی ہی رہیں۔ اجتماعیت کی مہم کی رفتار میں تیزی آتے ہی بہت سخت کوشش اس بات کی بھی کی گئی کہ مقامی پارٹی تنظیموں میں نئے اجتماعی کسانوں کو داخل کیا جائے۔ ان کوششوں میں بہت معمولی سی کامیابی حاصل

ہو سکی۔ ۱۹۲۲ء کے درمیان تک دیہی تنظیموں میں کمیونسٹوں کی کل تعداد ۸۰۰,۰۰۰ تک پہنچ سکی تھی۔ (۹) یعنی ہر ۱۵۰ دیہی اشخاص میں ایک شخص کمیونسٹ تھا۔ ان دیہی کمیونسٹوں میں بھی ایک بڑی تعداد زیادہ تر نئے داخلوں کی تھی۔ جن کی وفاداری بھی اتنی یقینی نہیں تھی۔ اور انھیں غیر متعین درجے کا کمیونسٹ کہا جا سکتا تھا۔

پارٹی کی اصلی طاقت حقیقت میں صنعتی میدان سے تعلق رکھتی تھی۔ ۱۹۲۷ء کی مردم شماری سے پتہ چلا کہ تمام صنعتی مزدوروں کا ۱۱٫۶ فی صدی حصہ کمیونسٹ تھا۔ لیکن یہ اوسط الگ الگ صنعتی شاخوں میں بہت مختلف تھا۔ تیل کی صنعت میں یہ تناسب ۱۸ فی صدی تھا۔ پولی گرافی صنعت میں ۱۷٫۹ فی صدی اور چمڑے کی صنعت میں ۱۶٫۹ فی صدی تھا۔ دوسری حد پر کپڑے کی صنعت تھی جس میں یہ اوسط صرف ۳٫۷ فی صدی، کچی دھاتیں نکالنے کی صنعت میں ۸٫۹ فی صدی اور کوئلے کی صنعت میں ۹٫۳ فی صدی تھا۔ درمیانی درجے پر اہم صنعتیں جیسے دھات ڈھلائی کی صنعتیں (۱۲٫۸ فی صدی) اور غذا کی صنعتیں ۱۴٫۶ فی صدی کا تناسب رکھتی تھیں (۱۰)

تیسری دہائی کے ابتدائی حصے کے لئے تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ لیکن یکم جنوری ۱۹۲۲ء کو تمام صنعتی مزدور طبقے میں پارٹی کا حصہ ۱۲٫۳ فی صدی بتلایا گیا تھا۔ (۱۱)

سب سے کم شمار بڑے بڑے نئے تعمیری منصوبوں کے مزدوروں میں تھا۔ یہاں پارٹی کا تناسب صرف ۱٫۲ فی صدی سے ۷ فی صدی تک تھا۔ (۱۲)

دیہی علاقوں سے آنے والے مزدوروں کے ایک مستقل سلسلے کی وجہ سے تعمیری منصوبوں کے مزدوروں

میں پارٹی کا حصہ بہت تھوڑا رہ جاتا تھا۔ بہرحال صنعتی مزدور طبقے میں پارٹی کی نمائندگی مجموعی طور پر کافی اور اہم رہی

حالانکہ اس دوران پارٹی کی ساخت میں پوری طرح مردوں کا ہی غلبہ رہا۔ لیکن پارٹی میں عورتوں کا شمار بھی مستقل بڑھتا چلا گیا۔ یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو پارٹی کے کل ممبروں کا ۸ء۲ فی صدی عورتیں تھیں۔ یہ شرح یکم جولائی ۱۹۳۲ء تک بڑھ کر ۱۵ء۹ فی صدی تک پہنچ گئی۔ لیکن اگر اسے صرف عددوں میں دیکھا جائے تو یہ تعداد اور بھی متاثر کن تھی۔ یکم جولائی ۱۹۳۲ء کو کل کمیونسٹ عورتوں کا شمار ۵,۰۰۰ تھا۔ جس کے مقابلے میں یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو صرف ۲۸,۵۰۰ ہی تھا۔ سماجی ساخت اور پیشوں کے اعتبار سے کمیونسٹ عورتوں کی تفصیلات پوری پارٹی سے بہت مختلف نظر آتی ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۲۶ء میں پارٹی کے ۲۵ء۴ فی صدی ممبر ایسے افراد تھے جو بنیادی طور پر کسان تھے، لیکن اسی طبقے کا شمار عورتوں میں صرف ۱۴ء۹ فی صدی تھا۔ ملازمین اور دوسرے پیشوں سے متعلق عورتوں کی تعداد ۲۷ء۳ فی صدی تھی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پوری پارٹی میں اس حصے سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد صرف ۱۷ء۴ فی صدی تھی۔ بالکل ایسے تناسب پیشوں کی تفصیل میں بھی نظر آتے ہیں۔ زرعی ملازمتوں سے متعلق عورتوں کی نمائندگی پارٹی میں بہت کمزور تھی۔ لیکن غیر جسمانی کام والے پیشوں سے متعلق عورتیں پارٹی میں بہتر حیثیت میں تھیں، دوسری دہائی کے آخر میں یہ تفریق ذرا کم نظر آتی ہے۔ چونکہ پارٹی کی طرف سے دیہی علاقوں میں عورتوں کے داخلے کے لئے مہم چلائی گئی تھی۔ ۱۹۳۰ء تک پیشوں کے اعتبار سے پارٹی میں کم و بیش عورتوں کی بھی وہی حیثیت تھی، جو کل پارٹی کا اندازہ تھا۔ لیکن سماجی ساخت کے اعتبار سے بہرحال کم و بیش وہی فرق جاری رہا جو ۱۹۲۶ء میں موجود تھا۔

گوشوارہ نمبر ۵: مختلف لسانی/قومی گروپوں میں کمیونسٹ عورتیں ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۷ء کے پارٹی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق

لسانی رقومی گروپ	کل تعداد	لسانی رقومی گروپوں کے کمیونسٹوں کی فی صد شرح	فی صد حصے کے اعتبار سے حیثیت	کل تعداد	لسانی رقومی گروپوں کے کمیونسٹوں کی فی صد شرح	فی صد حصے کے اعتبار سے حیثیت
یہودی	۴٫۷۱۷	۲۴٫۱	۱	۸٫۶۸۴	۲۳۱۰	۱
فینشیائی	۱۸۵	۱۹٫۸	۲	۲۷۱	۱۷٫۶	۳
لاٹیویائی	۱٫۷۷۵	۱۸٫۷	۳	۲٫۱۱۹	۱۸٫۱	۲
استھونیائی	۲۸۵	۱۴٫۵	۴	۴۷۶	۱۵٫۲	۴
پولش	۶۴۱	۱۱٫۳	۵	۱٫۲۴۵	۱۲٫۲	۵
چیرکیسی	۴	۱۱٫۱	۶	۹	۷٫۰	۱۱
جرمن	۲۳۰	۱۰٫۴	۷	۴۱۴	۱۰٫۸	۷

لتصوانی	۱۲۶	۸٫۶	۸	۲۳۲	۱۰٫۶۰	۸
روسی	۱۹٬۵۵۸	۷٫۲	۹	۵۸٬۲۸۳	۱۱٫۳	۶
آرمینیائی	۲۱۹	۵٫۷	۱۰	۵۴۳	۴٫۴	۲۰
بوریات	۵	۴٫۹	۱۱	۲۹	۸٫۲	۹
یوکرینی	۱۴٬۰۱	۴٫۷	۱۲	۵٬۵۸۰	۶٫۷	۱۳
کومی	۲۱	۲٫۴	۱۳	۷۶	۷٫۵	۱۰
بائیلوروسی	۱۸۳	۲٫۳	۱۴	۱٬۲۴۷	۵٫۰	۱۷
کاٹلیک	۵	۳٫۴	۱۵	۱۷	۴٫۶	۱۹
ترکی تاتاری کومی	۱۷۴	۲٫۷	۱۶ (تتاس)	۴۲۵	۴٫۷	۱۸
مولڈویائی	۴۳	۲٫۶	۱۷	۸۸	۳٫۸	—
جارجیائی	۱۷۸	۲٫۵	۱۸	۳۷۶	۳٫۷	—

بشکیر	۱۱	۲،۳	۱۹	۳۴	۲،۵	—
چوواش	۲۴	۲،۲	۲۰	۸۵	۴،۴	—
ووٹیاک	۷	۲،۱	—	۲۹	۶،۹	۱۲
ماریات	۲	۰،۹	—	۳۰	۵،۹	۱۴
آدار	—	—	—	۱۷	۵،۴	۱۵
کاریلیائی	۵	۲،۱	—	۲	۵،۱	۱۶

ماخذ: "کمیونسٹ پارٹی کی سماجی اور قومیت کی ساخت" صفحہ ۱۳۹ (روسی زبان میں)

ماسکو ۱۹۲۸ء

قومیتوں کے اعتبار سے پارٹی کی ساخت میں کمیونسٹ عورتوں کی کیفیت کچھ اس طرح تھی کہ صرف عددوں کے اعتبار سے عظیم روس کی عورتیں پوری طرح غالب رہیں اور یہودی، فنیشیائی 'لائتھویائی' 'ایستھونیائی' اور پولش عورتوں کی نمائندگی ممتاز طور پر زیادہ تھی۔ (ملاحظہ ہو گوشوارہ ۵) ان گروپوں میں کمیونسٹ عورتوں کے تناسب کی زیادتی کی وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ یہاں تعلیم کے فوائد زیادہ حاصل ہو سکتے تھے۔ اور مغربی سرحدی علاقوں میں آزادی کی تحریک کی نشوونما بھی بہتر ہوئی تھی۔ جیسا کہ گوشوارہ ۱۵ سے وضاحت ہوتی ہے پارٹی میں عورتوں کو شامل کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ دقت کا سامنا اُن علاقوں میں ہوا جہاں دقیانوسی مذہبی اور سماجی رسم و رواج انقلاب کے بعد بھی اپنی گرفت برقرار رکھے ہوئے تھے۔ عورتوں کو کمتر درجے کی مخلوق سمجھنے کا خیال ایسے علاقوں میں پارٹی کی زندگی میں بھی سرایت کر گیا۔

قومیتوں کے اعتبار سے پارٹی کی ساخت میں دوسری دہائی کے دوران مجموعی طور پر عظیم روسی عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔ جیسا کہ گوشوارہ ۷ سے ظاہر ہوتا ہے۔ عظیم روسی کمیونسٹوں کی تعداد ۱۹۲۲ء میں پارٹی کے کل ممبروں کا ۷۲ فی صدی تھی۔ اس بات کی بہت کوششوں کے بعد بھی قومیتوں کے اعتبار سے پارٹی کی بنیادوں کو وسیع کیا جا سکے۔ ۱۹۲۷ء تک بھی اُن کا حصہ ۶۵ فی صدی پر رہا۔ حالانکہ کل آبادی میں عظیم روسی قوم صرف ۵۳ فی صدی سے بھی کم تھی۔ ۱۹۲۷ء میں پارٹی کی مردم شماری کے تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودی "لاٹویائی" "ایستھونیائی" "پولش" آرمینیائی اور جارجیائی ممبران کمیونسٹ پارٹی میں اپنی آبادی کے تناسب سے زیادہ حصہ رکھتے تھے۔ اس کے مقابلے میں "یوکرینی، قزاق، ازبیک تاتار اور دوسری اقلیتیں سوویت یونین میں اپنی آبادی کے تناسب سے کافی کم تھیں۔

گوشوارہ نمبر ۶، کل کمیونسٹ تعداد میں قومی لسانی گروپوں کی فی صد شرح

قومی لسانی گروپ	کل آبادی میں فی صدی شرح ۱۷ دسمبر ۱۹۲۷	فی صد حصے کے اعتبار سے حیثیت	ممبر	پارٹی کی مردم شماری ۱۹۲۲ تعداد کے حساب سے حیثیت	ممبر	پارٹی کی مردم شماری ۱۹۲۷ تعداد کے حساب سے حیثیت
روسی	۵۲٫۹۱	۱	۷۲٫۰۰	۱	۶۵٫۰۰	۱
یوکرینی	۲۱٫۲۲	۲	۵٫۸۸	۲	۱۱٫۷۲	۲
بائیلوروسی	۳٫۲۲	۳	۱٫۴۷	۷	۳٫۱۸	۴
قزاق	۲٫۷۰	۴	—	—	۱٫۱۵	۱۱
ازبک	۲٫۶۵	۵	۰٫۵۴	۱۲	۱٫۱۹	۸
تاتار	۲٫۰۲	۶	۱٫۵	۹	۱٫۳۷	۷
یہودی	۱٫۸۲	۷	۵٫۲۰	۳	۴٫۳۴	۳
جارجیائی	۱٫۲۴	۸	۱٫۹۶	۵	۱٫۴۹	۶
ترکی	۱٫۱۶	۹	۰٫۶۵	۱۱	۰٫۹۸	۱۲

آرمینیائی	۱٫۰۷	۱۰	۱٫۰۲	۱۰	۱٫۴۴	۵
موردویائی	۰٫۹۱	۱۱	۰٫۴۳	۱۶	۰٫۲۴	۱۶
جرمنی	۰٫۸۴	۱۲	۰٫۵۹	۱۲	۰٫۴۹	۱۳
چوواش	۰٫۷۶	۱۳	۰٫۲۸	۱۸	۰٫۳۲	۱۷
پولش	۰٫۵۳	۱۴	۱٫۵۰	۶	۱٫۰۶	۱۰
کرغیز	۰٫۵۳	۱۵	۱٫۳۲	۸	۰٫۲۴	۱۹
بشکیر	۰٫۴۹	۱۶	۰٫۱۳	۲۱	۰٫۲۱	۲۰
اوسیتیائی	۰٫۱۹	۱۷	۰٫۴۵	۱۵	۰٫۴۰	۱۴
کاریلیائی	۰٫۱۷	۱۸	۰٫۰۶	۲۷	۰٫۰۷	۲۱
ایستھونیائی	۰٫۱۰	۱۹	۰٫۵۳	۱۴	۰٫۲۵	۱۵
لاٹیویائی	۰٫۰۹	۲۰	۲٫۵۴	۴	۱٫۱۷	۹

ماخذ :- آبادی کے لئے : سوویت یونین کی آبادی ۔ فرینک لاریمر ۔ تاریخ اور مستقبل، جینوا (۱۹۴۶)
صفحہ ۵۵ تا ۶۱ پارٹی کے لئے "RKP" کی قومی ساخت کے سوال پر ازوستیا R. T نمبر ۷ ۔ ۸ (۵۵-۵۶) اگست ستمبر ۱۹۲۳ صفحہ ۶۱ صفحہ ۷۵۶ ۔
(روسی زبان میں)

حالانکہ موازنے کے لئے بعد کے سالوں کے اعداد و شمار شائع نہیں کیے گئے ہیں۔ لیکن ۱۹۳۰ء کی سولہویں پارٹی کانگریس میں شریک ملازمین کی قومیتوں کے اعتبار سے الحاق سے کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُس وقت کے تناسب کیا تھا۔ کانگریس کے شرکاء میں عظیم روسی گروپ ۵۷٫۴ فی صدی تھا جبکہ ۱۹۲۷ء کی پندرہویں کانگریس میں یہ تناسب ۶۲ فی صدی تھا۔

یہودی گروپ ۱۹۲۷ء میں ۴٫۷ فی صدی کے مقابلے میں ۱۹۳۰ء میں ۱۰٫۶ فی صدی ہو گیا تھا، یوکرینیوں کا تناسب ۹٫۸ فی صدی سے ۸٫۶ فی صدی تک گھٹ گیا، لاٹیویائی ۴٫۷ سے ۲٫۴ فی صدی رہ گئے اور بائیلو روسی تناسب ۲٫۹ سے ۲٫۸ ہو گیا (۱۳)۔ آرمینیائی اور جارجیائی دونوں وفد سولہویں کانگریس میں آبادی کے تناسب کے اعتبار سے کافی زیادہ تھے۔ اس کے مقابلے میں ازبیک، قزاق اور ترکمان اور دوسری اقلیتوں کے وفد کافی حد تک کم تناسب رکھتے تھے۔

اقلیتی قومیتوں میں پارٹی کی بنیادوں کو زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کو بہت معمولی کامیابی حاصل ہو سکی۔ حالانکہ چوبیس (۲۴) قومی پارٹی تنظیموں میں ممبروں کی تعداد ۷۶۲،۰۰۰ سے بڑھ کر یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو ۱،۰۸۷،۰۰۰ ہو گئی۔ لیکن ان میں مقامی قومی ممبروں کی تعداد ۵۰٫۱ سے ۵۲٫۸ تک ہی بڑھ سکی (۱۴)۔

لیکن ان اوسط تعدادوں میں مختلف قومیتوں میں الگ الگ بہت فرق موجود ہے۔ ۱۹۳۰ء کے جو اعداد و شمار موجود ہیں۔ اُن سے ان کی وضاحت بخوبی ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر یکم جولائی ۱۹۳۰ء کو آرمینیائی پارٹی تنظیم میں ۸۹ فی صدی آرمینی تھے جبکہ بشکیر تنظیم میں صرف ۱۷٫۸ فی صدی ممبر بشکیر تھے۔

دوسری قومی تنظیمیں جن میں خاص اُن قوموں کے کمیونسٹ کم تعداد میں یہ تھے۔ کاریلیائی (۲۵٫۳ فی صدی) بوریات منگول (۳۱٫۶) فی صدی، تاتار (۳۶٫۲) فی صدی، آذربائیجانی (۳۹٫۵) فی صدی کرغیز (۴۲٫۸) فی صدی ترکمان (۴۲٫۲) فی صدی، قزاق (۴۵٫۲) فی صدی، تاجیک (۴۷٫۹) فی صدی اور اُزبیک (۴۸٫۵) فی صدی تنظیمیں تھیں (۱۵)۔

ایسی قومی تنظیموں میں عام طور پہ عظیم روسی یا دوسری بڑی قومیتوں کے ایسے لوگ بڑی تعداد میں ہوتے۔ جو اُن علاقوں میں رہائش اختیار کئے ہوئے تھے۔ پارٹی پریس میں اس قسم کے حوالے بہت نظر آتے ہیں کہ ان علاقائی اقلیتوں کے ممبر بہت پسماندہ تھے۔ سنہ ۱۹۲۲ تک (۴۶٫۷) فی صدی تاجکی اور (۲۴٫۹) فی صدی اُزبکی پارٹی تنظیموں کو پارٹی مرکزی کمیٹی کے دفتری ریکارڈ میں ناخواندہ ہی لکھا جاتا تھا (۱۶)۔

اس دور کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ بھی رہی کہ اس میں نوجوان عمر کے لوگ بہت زیادہ تھے۔ سنہ ۱۹۲۷ کی پارٹی مردم شماری کے مطابق ۲۵٫۳ فی صدی ممبر پچیس سال سے کم عمر کے تھے۔ پارٹی کے معمولی ممبروں میں نوجوانوں کی یہ زیادتی اسکی اعلیٰ کمان میں بھی اسی طرح نظر آتی تھی سنہ ۱۹۲۲ کی پندرھویں پارٹی کانگریس میں منتخب شدہ مرکزی کمیٹی میں (۱۲۱) ممبروں اور اُمیدواروں میں کل ۵۶ یا ۴۶٫۳ فی صدی چالیس سال سے کم عمر کے تھے۔ ۹۰ یا ۷۴٫۴ فی صدی پینتالیس سال سے کم کے اور ۱۰۵ یعنی ۸۶٫۸ فی صدی پچاس سے کم عمر کے تھے۔ (۱۷)

اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پارٹی کا رخ پوری طرح نوجوانوں کی طرف پھیر دیا گیا تھا۔ اور پارٹی کے رہنماؤں کو اپنے لئے مضبوط ترین حمایت نوجوانوں میں مل رہی تھی۔

دوسری دہائی کے دوران پارٹی کے ممبروں کا اوسط تعلیمی معیار بہت نیچا تھا۔ جیسا کہ گوشوارہ (۷) سے ظاہر ہوتا ہے، مجموعی طور پر پارٹی میں درمیانی اور اونچے درجے کی تعلیم کا تناسب ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۷ء کے درمیان کسی قدر بڑھا تھا، اور ناخواندگی میں کچھ کمی آئی تھی۔ لیکن اسی دوران پیداواری مزدوروں سے پارٹی میں داخلے کی مہم کے تحت پارٹی کے ایسے ممبروں کی تعداد میں گراوٹ نظر آئی، جنہوں نے باقاعدہ طور پر کسی اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی۔

گوشوارہ نمبر ۷، سماجی بنیادوں کے اعتبار سے پارٹی ممبروں کی تعلیمی استعداد کے مطابق تقسیم ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء فی صدی میں

سماجی بنیاد	اعلیٰ تعلیم		درمیانی تعلیم		ادنیٰ تعلیم		گھریلو تعلیم		ناخواندہ		نامعلوم
	۱۹۲۲	۱۹۲۷	۱۹۲۲	۱۹۲۷	۱۹۲۲	۱۹۲۷	۱۹۲۲	۱۹۲۷	۱۹۲۲	۱۹۲۷	۱۹۲۲ صرف
مزدور	—	۱٫۰	۱٫۰	۳٫۹	۸۰٫۵	۶۳٫۹	۱۵٫۴	۳۰٫۳	۲٫۷	۱٫۸	۰٫۴
کسان	—	۱٫۰	۰٫۶	۳٫۶	۷۰٫۳	۶۰٫۹	۱۷٫۱	۲۸٫۵	۱۱٫۳	۶٫۹	۰٫۷
ملازمین	۲٫۲	۳٫۰	۱۹٫۸	۲۰٫۹	۷۲٫۸	۶۲٫۸	۴٫۷	۱۲٫۸	۰٫۳	۰٫۵	۰٫۲
دیگر	۱٫۸	۱٫۶	۱۹٫۶	۱۲٫۷	۶۵٫۴	۵۱٫۹	۷٫۹	۳۰٫۵	۴٫۵	۳٫۳	۰٫۸
کل	۰٫۶	۰٫۸	۶٫۳	۷٫۹	۷۵٫۱	۶۲٫۸	۱۳٫۰	۲۶٫۱	۴٫۶	۲٫۴	۰٫۴

ماخذ :- مرکزی کمیٹی کا ازوستیا (ماسکو) جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۵؛ دسمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۸ (روسی زبان میں)۔

ادنیٰ درجے کے تعلیم یافتہ لوگ جو اس زمانے میں پارٹی میں داخل کیے گئے تھے۔ اُن کی تعلیمی استعداد ان کو مینجری یا انتظامیہ کے عہدوں کے لئے استعمال کرنے میں ایک رکاوٹ بن رہی تھی۔ جو متضاد مسائل اس وقت پارٹی کے سامنے تھے اس کا کچھ اندازہ پارٹی کے پریس میں شائع ہونے والے تبصروں سے ہوتا ہے۔ پارٹی تنظیموں پر بار بار ناخواندہ لوگوں کو بھرتی کرنے اور ان کی سیاسی تربیت کو نظرانداز کرنے کے سلسلے میں تنقید کی جاتی تھی۔ زیادہ توجہ شیلے کمیونسٹوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ تکنیکی اداروں میں زیادہ سے زیادہ داخل ہوں تاکہ وہ اپنی تکنیکی قابلیت میں اضافہ کرسکیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے اپنے گھروں پر مطالعہ اور تکنیکی اسکولوں میں داخلے پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ تاکہ تربیت یافتہ کارکن زیادہ سے زیادہ فراہم ہوسکیں۔ اور جیسے جیسے صنعتی ترقی اور اجتماعیت کے پروگراموں میں اضافے کے اثر سے انجینروں تکنیکی ماہروں دیہی معاشیات کے ماہرین، سائینٹفک کارکنوں۔ اور مینجری کی صلاحیتیں رکھنے والے کارکنوں کی مانگ بڑھی ، پریس وغیرہ کے ذریعے اس قسم کے اشارے نظر آئے کہ پارٹی میں تکنیکی دانشوروں کا خیرمقدم کیا جائے گا۔ اور اس سلسلے میں انکے داخلے میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے پارٹی کے قواعد وضوابط میں بھی ترمیم کی جاسکتی ہے (۱۸)

حالانکہ اس زمانے میں کوئی خاص قدم اس سلسلے میں نہیں اُٹھایا گیا لیکن یہ اشارے ۱۹۲۹ء میں آنے والی زبردست تبدیلی کا پیش خیمہ ضرور ہو گئے۔ پارٹی رہنما مینجری جگہوں کے لئے سند یافتہ اشخاص کے داخلے کے سلسلے میں جو مشکل محسوس کر رہے تھے۔ اس کا اندازہ حکومت کے معاشی اور صنعتی اداروں کے

ڈائرکٹروں کے علمی پس منظر سے ہو جاتا ہے۔ جس کا تجربہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو کیا گیا تھا۔ زیر مطالعہ ڈائرکٹروں میں سے ۸۹٫۳ فی صدی پارٹی سے متعلق تھے۔ اور باقی ۱۰٫۷ فی صدی پارٹی کے ممبر نہیں تھے۔ پارٹی سے متعلق ڈائرکٹروں میں سے صرف ۲٫۸ فی صدی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ باقی سے متعلق ڈائرکٹروں میں سے ۷ ۸۱٫۶ فی صدی نے صرف نچلے درجے کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کی تھی۔ دوسری طرف پارٹی سے باہر کے ڈائرکٹروں میں یہ تعداد صرف ۱۴٫۸ فی صدی ہی تھی۔ پارٹی سے متعلق ۷۰ فی صدی ایسے ڈائرکٹر تھے جو بنیادی طور پر مزدور تھے (۱۹)۔

اور انہیں ترقی دے کر منیجری کے عہدوں پر پہنچا دیا گیا تھا۔ اعلیٰ تکنیکی اور منیجری کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے ٹریننگ دینے کا مسئلہ اب بھی حل نہیں ہوا تھا۔

خود پارٹی کی تنظیم کے اندر ہی اہم عہدوں پر اب بھی پرانے بالشویکوں کا اجارا تھا۔ ۱۲۱ ممبروں اور امیدواروں میں سے جو ۱۹۲۷ء میں پارٹی کی پندرھویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کے لئے چنے گئے تھے، صرف دس کے علاوہ باقی سب ۱۹۱۷ء سے پہلے پارٹی میں داخل ہوئے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر پچھلے پیشہ ور انقلابی اور روپوش کارکن تھے۔ جن کی ذاتی تحریک زار شاہی کو اتار پھینکنے کی مرہون احسان تھی۔ لیکن پارٹی کی نچلے حصے کی تنظیموں میں پرانے بالشویک اس تعداد میں موجود نہ تھے۔ ۱۹۲۷ء میں قومی ریپبلکوں کی مرکزی کمیٹیوں میں ان کی شرح صرف ۲۲٫۶ فی صدی ہی تھی۔

ان کمیٹیوں کے ممبروں میں سے ۵۸٫۲ فی صدی ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیانی وقفے میں پارٹی میں آئے تھے اوبلاسٹ اور ضلعوں کی کمیٹیوں میں پرانے بالشویکوں کی

نمائندگی صرف ۱۲۱ فی صدی ہی تھی۔

۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۰ء کی خانہ جنگی کے آزمودہ کار ۴۲۱۹ فی صدی تھے۔ صوبائی کمیٹیوں (Ob Kom) میں پرانے بالشویکوں کی شرح ۱۹۱۱ فی صدی تک گھٹ گئی تھی۔ اور سرکل کمیٹیوں (Og Kom) میں صرف ۱۲ ۵ فی صدی تھی۔ ان دونوں قسم کی کمیٹیوں میں زیادہ تر ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان پارٹی میں داخل ہونے والے اشخاص کا غلبہ تھا۔ بنیادی سیلون (Cells) کے اکتیس ہزار سے زیادہ سکریٹریوں کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں شرح بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں ایک فی صدی سے بھی کم ایسے اشخاص تھے جو ۱۹۱۷ء سے پہلے پارٹی میں داخل ہوئے تھے۔ اکثریت (۵۰٫۹ فی صدی) ایسے لوگوں کی تھی جو پارٹی میں ۱۹۲۲ء یا اس کے بھی بعد داخل ہوئے تھے (۲۰)۔ پارٹی آلۂ کار کی بنیادوں یعنی سکریٹریٹ کے عملے میں پہلے ہی سے انقلاب کے بعد کی نسل موجود تھی۔ جس کی مدد سے اسٹالن کو اپنا تسلط اور اقتدار مضبوط کرنا تھا۔

دوسری دہائی کے آخری اور تیسری دہائی کے ابتدائی حصے کے درمیانی عرصے میں پارٹی کو مختصراً مندرجہ ذیل طریقے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ سماجی بنیادوں کے اعتبار سے مجموعی طور پر اس ممبروں میں مزدوروں کا عنصر زیادہ غالب تھا۔ پیشوں کے اعتبار سے باقاعدہ طور پر کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد انتظامیہ کے کاموں میں مصروف اور دوسرے غیر جسمانی کام کرنے والوں کے مقابلے میں تھوڑی سی ہی زیادہ تھی۔

ساخت کے اعتبار سے پارٹی پر شہری ممبروں کا غلبہ تھا۔ اور دیہی آبادی کی نمائندگی بہت کمزور تھی۔ پارٹی

کی بنیادی طاقت بڑے بڑے صنعتی مرکزوں اور بھاری صنعتوں کے بڑے کارخانوں میں مرکوز تھی۔ حالانکہ عورتوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۲۲ء میں پارٹی کے کل ممبروں کا یہ صرف چھٹا حصہ ہی تھی۔ اور اس میں سے بھی ایک بہت بڑا حصہ صرف عظیم روسی آبادی یہودی اور مغربی سرحدی قومیتوں کی عورتوں پر مشتمل تھا۔ قومیتوں پر مبنی ساخت کے اعتبار سے اس کے ممبروں کا بڑا حصہ عظیم روسی، یہودی، لاٹویائی، ایستھونیائی، پولش، آرمینیائی، اور جارجیائی قوموں میں مرکوز تھا۔ یوکرینی، وسط ایشیائی گروپوں، اور یورپی روس کی دوسری اقلیتی قومیتوں کی نمائندگی اب بھی بڑی حد تک ناکافی تھی۔ عمر کے اعتبار سے پارٹی میں حیرت ناک طور پر نوجوان اشخاص کی زیادتی تھی۔ حالانکہ پارٹی کے اہم عہدے اب بھی زیادہ تر انقلاب کی جدوجہد کے آزمودہ کار اشخاص کے لئے وقف تھے تعلیمی اعتبار سے پارٹی کا درجہ اونچا نہیں تھا۔ اور اس کے اثرات میں ایک اہم اثر یہ تھا کہ ایسے تربیت یافتہ کارکنوں کی سخت کمی محسوس ہو رہی تھی جو صنعتی ترقی اور اجتماعیت کی بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ ساتھ ان کی مینیجری کے لایق کارکنوں کی مانگوں کو پورا کر سکیں۔

تیسری دہائی میں پارٹی ممبری

تیسری دہائی میں پارٹی ممبروں کی تعداد سب سے اونچے نقطے پر سنہ ۱۹۳۳ء میں پہنچی اس وقت پارٹی میں کل ممبروں اور امیدواروں کی تعداد پینتیس لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ تیسری دہائی کے ابتدائی حصہ میں پارٹی میں بڑی تعداد میں داخلوں اور اس کے پھیلاؤ کے اثر سے یکسانیت کے اہم مسائل سامنے آئے۔

نئے ممبر جو عام طور پر کارخانوں اور اجتماعی فارموں سے پارٹی میں
بھرتی کئے گئے تھے۔ یہ اپنی قابلیت اور قدر کے اعتبار سے کچھ
بہت اچھے نہیں تھے۔ نظریاتی اعتبار سے اُن کی قابلیت بہت
کم تھی۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو مرکزی کمیٹی نے داخلوں کو بند کرنے
کا اعلان کر دیا۔ اور ساتھ ہی تمام ممبروں اور امیدواروں میں
صفائی کا بھی حکم دیا۔ پارٹی میں داخلوں پر پابندیاں عائد کرنے
کے فیصلے کو ۱۹۳۴ء کی سترہویں پارٹی کانگریس سے جاری کیے
گئے پارٹی کے نئے قواعد وضوابط سے اور تقویت ملی داخلوں

میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لیے چار قسمیں بنائی گئیں (۱) صنعتی مزدور جنھوں نے کم از کم گزشتہ پانچ
سالوں میں پیداوار کے سلسلے میں مستقل کام کیا ہو (۲) صنعتی
مزدور جو پانچ سال سے کم پیداواری کاموں میں مصروف
رہے ہوں زراعتی مزدوروں اور اجتماعی فارم مزدوروں
میں وہ لوگ جو سرخ فوج کے سپاہی رہے ہوں۔ انجینیر اور
تکنیکی کارکن جو براہ راست صنعتی اداروں اور اُن کے شعبوں

میں کام کر رہے ہوں (۳) اجتماعی فارموں کے کسان، دستکاروں
اور ہاتھ کے صنعتی اداروں کے ممبر ابتدائی اسکولوں کے
اُستاد، (۴) دوسرے ملازمین پہلی قسم کے لوگوں کو کم از کم
ایسے تین ممبروں کی سفارشیں حاصل کرنا ضروری تھیں جو پارٹی
میں کم از کم پانچ سال سے موجود رہے ہوں۔ اور اُن کے لئے کم
از کم ایک سال ممبری کے لئے امیدوار رہنا ضروری تھا باقی
تین قسموں کے افراد کے لئے اُمیدواری کا عرصہ دو سال
مقرر کیا گیا تھا۔ دوسری قسم کے لوگوں کو کم از کم ایسے پانچ

ممبروں کی سفارش حاصل کرنا ضروری نہیں تھا جو کم از کم پانچ سال سے ممبر ہوں۔ تیسری قسم کے لوگوں کو صرف پانچ ایسے ممبروں کی سفارش ہی حاصل کر لینا ضروری نہیں تھا، جو کم از کم پانچ سال سے ممبر ہوں۔ بلکہ اس کے ساتھ انہیں میشین۔ ٹریکٹر اسٹیشن کے سیاسی شعبے کے قائم مقام یا ضلع کی پارٹی کمیٹی کی سفارش بھی حاصل کرنی ہوتی تھی۔ اور چوتھی قسم کے لوگوں کو پانچ ایسے ممبروں کی سفارش حاصل کرنا ضروری تھی۔ جو کم از کم دس سال سے پارٹی کے ممبر ہوں (۲۱)۔

حالانکہ سنہ ۱۹۳۴ کے نئے قواعد ضوابط سے انجینیری اور تکنیکی کارکنوں کی حیثیت میں کسی قدر بہتری ضرور نظر آئی۔ (اور یہ ایک ایسا فیصلہ تھا۔ جو صنعتی ترقی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر کیا گیا تھا۔) لیکن داخلے میں پابندیوں اور سختیوں کے اضافے نے کچھ ایسی نئی رکاوٹیں کھڑی کر دی تھیں۔ جن پر وہ گروپ بھی آسانی سے قابو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جو اہم رہنماؤں کی حمایت رکھتے تھے۔

سنہ ۱۹۳۳ سے 'پارٹی صفائی' کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس کے اثر سے پارٹی ممبری کی تعداد یکم جنوری سنہ ۱۹۳۳ کو ۲۲٫۰۳٫۹۵۱ ممبروں سے گھٹ کر یکم جنوری سنہ ۱۹۳۸ کو ۱۴٫۰۵٫۸۲۹ رہ گئی۔ اسی عرصے میں امیدواروں کی تعداد بھی ۱۳٫۵۱٫۳۸۷ سے صرف ۳۴٫۱۲۲٫۱۴٫۵ رہ گئی۔ سنہ ۱۹۳۳ کی پارٹی صفائی کے اثرات خاص طور پر بہت سخت ظاہر ہوئے۔ اس نے یکم جنوری سنہ ۱۹۳۳ کو کل ممبری ۳۵٫۰۰٫۰۰۰ سے بھی کچھ زیادہ تھی گھٹ یکم جنوری سنہ ۱۹۳۴ کو ۲۷٫۰۰٫۰۰۰ سے کچھ اوپر رہ گئی۔ سنہ ۱۹۳۳ کی پارٹی صفائی کا اثر اجتماعی کسانوں اور کسان بنیادوں کے نئے صنعتی مزدور طبقے پر جو پہلے پنج سالہ منصوبے میں بہت بڑی

تعداد میں پارٹی میں داخل ہوئے تھے، سب سے گہرا پڑا پرانے صنعتی ------- مراکز، جیسے ماسکو، اور لینن گراڈ وغیرہ اس کا اثر اتنا شدید نہیں تھا جو نئے ترقی یافتہ علاقوں جیسے یورال اور مشرقی سائبیریا وغیرہ میں نظر آیا۔

حصے سنہ ۱۹۲۳ کی 'پارٹی صفائی' صرف دس بڑے خطے اور علاقائی کمیٹیوں کی تنظیموں تک محدود تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۲۴ میں اسے پارٹی کے باقی حصوں تک بڑھا دیا گیا۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۲۵ کو کل ممبروں اور امیدواروں کی تعداد ۱،۴۱،۷ ۸،۵۳،۲۲ تک گھٹ چکی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ ایک سال کے عرصے میں ۲،۴۰،۰۰۰ سے زیادہ افراد کی کٹوتی۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ میں کیروف کے قتل نے اس صفائی کو اور زیادہ تیزی اور عجلت بخش دی۔ اور اس طوفان کا دھارا خاص طور پر گذشتہ مخالفت گروپ کے ممبروں کی طرف پھیر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۳ سے سنہ ۱۹۲۴ کی پارٹی صفائی کے دوران، پارٹی کے رہنماؤں کو معلوم ہوا کہ پارٹی کے ریکارڈ ابتر حالت میں ہیں۔ اور پارٹی کارڈوں اور دوسری دستاویزوں پر کوئی موثر گرفت نہیں رکھی جا رہی ہے۔ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۵ کو مرکزی کمیٹی نے مانگ کی کہ پارٹی کی تمام دستاویزات اور کاغذوں پر چھان بین کی جائے تاکہ ہماری پارٹی کے گھریلو نظام میں "ایک بالشویک نظم و ضبط پیدا کیا جا سکے"۔ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ کو اس نے ایک دوسرا حکم جاری کیا کہ اس چھان بین کے کام کو یکم فروری سنہ ۱۹۲۶ تک بالکل مکمل کر لیا جائے۔ اور اس وقت سے علاقائی پارٹی تنظیمیں پارٹی کے پرانے کارڈوں کے بدلے میں نئے کارڈ جاری کرنا شروع کر دیں۔ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ کے حکم میں ہی مرکزی کمیٹی نے 'پارٹی صفائی' کی مہم کو ردّ کئے

کا اعلان کیا۔ لیکن حقیقت میں پارٹی کے کاغذات کی چھان بین میں اور پرانے سے نئے کارڈوں کی تبدیلی بھی اس صفائی کی توسیع کا دوسرا نام تھا (۲۲)۔

مقامی تنظیموں نے اس موقع کو اپنے "دشمنوں" کو ظاہر کرنے کے سلسلے میں استعمال کیا جو پارٹی میں گھس آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی ایسے ناکارہ اور تساہل پسند عناصر کو بھی نکال دیا گیا جو "پارٹی ممبری کے اعزاز کے قابل نہیں تھے"۔ یکم جنوری ۱۹۳۷ء کو کل ممبروں اور امیدواروں کی تعداد صرف ۲۰,۰۰,۰۰۰ سے بھی کچھ کم رہ گئی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ ۰۰۰,۰۰۰,۲,۵ سے بھی زیادہ افراد کم کر دیئے گئے تھے۔

یکم جون ۱۹۳۶ء سے نئے داخلوں کی اجازت اصل میں ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کے حکم نامے میں ہی دی گئی تھی بعد میں اسے یکم نومبر تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ ۱۹۳۷ء کا سال 'پارٹی صفائی' کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔

پارٹی میں برطرفی اور بدنامیوں کا ایک زبردست طوفان سا آیا ہوا تھا۔ یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو باوجود نئے داخلوں کے پارٹی ممبری کی تعداد ۱۹,۲۰,۰۰۲ تک گھٹ چکی تھی۔ یہ تیسری دہائی میں پارٹی ممبری کا سب سے نچلا نقطہ تھا پارٹی صفائی (Purges...) کے خاتمے کا اشارہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے جنوری ۱۹۳۸ء میں اپنے ایک فرمان کے ذریعے دیا۔ اس فرمان کا عنوان تھا۔ "پارٹی سے کمیونسٹوں کے اخراج کے سلسلے میں پارٹی تنظیموں کی غلطیوں پر اور اس کے اس روایتی افسر شاہی رویے پر جو اس نے نکالے ہوئے کمیونسٹوں کی اپیلوں کے سلسلے میں اپنایا" (۲۳) ان زیادتیوں کا سارا الزام شخصیت کے

معیار قسم کے کمیونسٹوں" پر رکھا گیا۔ جن کا مقصد پارٹی میں اُن کی اپنی راہ میں حائل ہونے والوں کو بدنام کر کے غیر ذمہ دارانہ الزام تراشیوں کے ذریعے صرف ترقی کرنا تھا۔

چنانچہ اس فرمان کا فوری اثر اس قسم کے "شخصیت معیار" کمیونسٹوں کی صفائی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد کچھ ایسے ممبر پارٹی میں دوبارہ شامل کر لئے گئے۔ جن کو پارٹی سے برطرفی کے وقت ناانصافی سے کام لیا گیا تھا۔ اور اس سے داخلوں کی تعداد میں بہت تیز اضافہ نظر آیا۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۳۹ تک ممبروں اور امیدواروں کی تعداد پھر ۲۲۳،۰۷۹،۶ تک پہنچ گئی۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۴۱ کو یہ تعداد ۳۲۳،۹۹،۵۷۹ درج کی گئی۔ اس تعداد میں ۴۰ فی صدی سے زیادہ ایسے نئے ممبر اور امیدوار تھے جو پارٹی میں پچھلے دو سالوں کے دوران داخل ہوئے تھے۔ اس زبردست اضافے میں سنہ ۱۹۳۹ کی اٹھارویں پارٹی کانگریس میں طے شدہ نئی پارٹی کے نئے قواعد و ضوابط سے بہت آسانی ہوئی نہیں۔ نئے قواعد کے مطابق مزدوروں، کسانوں، اور دانشوروں کے درمیان تمام امتیازات ختم کر دیئے گئے تھے۔ سب کے لئے یکساں طور پر امیدواری کا ایک سال مقرر کیا گیا۔ اور تمام اُمیدواروں کے لئے یکساں طور پر پابندی عائد کی گئی کہ وہ کسی ایسے تین پارٹی ممبروں کی سفارش حاصل کریں۔ جو تین سال سے پارٹی کے ممبر ہوں اور اُمیدوار کے ساتھ کم از کم ایک سال کام کر چکے ہوں۔

دانشوروں کا داخلہ

تیسری دہائی کے آخری حصے میں پارٹی کی سماجی ساخت میں زبردست تبدیلی پیدا ہوئی۔ حالانکہ سنہ ۱۹۳۲ کے بعد سے

پارٹی کے ممبروں کے سلسلے میں تفصیلی اعداد و شمار شائع نہیں کئے گئے تھے۔ لیکن پھر بھی پارٹی پریس میں نظر آنے والے تھوڑے بہت مواد سے پارٹی میں موجود مختلف رُخوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم تبدیلی یہی تھی، کہ سوویت تربیت یافتہ دانشوروں کا پارٹی میں خیر مقدم کیا گیا۔

پنج سالہ منصوبوں نے کارخانوں کے منیجروں انجینیروں، تکنیکی ماہروں اور سائینٹفک ماہروں کا ایک نیا طبقہ سا پیدا کر دیا تھا جو ملک کی معاشیات کی رفتار اور اُٹھان میں اہم ترین حصّہ لے رہے تھے۔ رہنماؤں کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اگر یہ نیا سماجی عنصر پارٹی کی بندشوں کی وجہ سے ممبری پارٹی سے علیحدہ رکھا گیا، تو یہ منیجری افسری گروپ جس پر اسے مخصر بھی رہنا ہے، مستقبل میں ایک ایسی مقابل طاقت نہ بن جائے، جو پارٹی کے اثر سے باہر ہو۔ اس خطرے سے محفوظ رہنے کے لئے اس منیجری اور تکنیکی گروپ کو پارٹی میں ___ اور پارٹی کو اس روایتی نظریے سے علیحدہ کرنا ضروری تھا۔ یہ پرولتاری طبقہ سوویت سوسائیٹی میں ایک ممتاز حیثیت کا مالک ہے۔

پارٹی کے رویے میں اس تبدیلی کا احساس اسٹالن کی اُس تقریر سے ہونا شروع ہوگیا تھا۔ جو اُس نے ۲۳ جون ۱۹۳۱ء کو ممتاز تجارتی کارکنوں کی ایک کانفرنس میں کی تھی۔ اُس نے اعلان کیا کہ کوئی حکومت کرنے والا طبقہ خود اپنے دانشوروں بغیر کام نہیں چلا سکتا۔ ہماری پالیسی یہ نہیں ہے۔ کہ ہم پارٹی کو ایک علیحدہ طبقے میں تبدیل کر دیں" اُس نے محنت کش طبقے سے مانگ کی کہ وہ خود اپنے اندر صنعتی اور تکنیکی دانشور پیدا کرے"(۲۴)۔

"سوویت یونین کے دستورِ اساسی پر"

۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو سوویتوں کی غیر معمولی آٹھویں کانگریس کے

سامنے تقریر کرتے ہوئے۔ اُس نے اس مقصد کو ایک قدم آگے اور بڑھایا (۲۴)

"ہمارے سوویت دانشور اب ایک بالکل نیا دانشور طبقہ ہیں۔ جس کی جڑیں پوری طرح محنت کش اور کسان طبقے میں جمی ہوئی ہیں۔ ـــــ سوویت دانشوروں میں سے ۸۰ سے ۹۰ فی صدی تک افراد ہیں۔ جو محنت کش طبقے یا کسانوں یا محنت کش آبادی کے دوسرے حصّوں سے آئے ہیں۔ پہلے انہیں دولت مند طبقے کی خدمت کرنی پڑتی تھی۔ لیکن اب انہیں عوام کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ـــــ اور مختصراً یہی وجہ ہے کہ اب یہ لوگ بھی سوویت سوسائٹی میں برابر کے ممبر ہیں۔

اس سوسائٹی میں مزدوروں اور کسانوں کے شانہ بشانہ یہ ایک نئی طبقاتی امتیازات سے آزاد اور سوشلسٹ سوسائٹی کی تعمیر میں مصروف ہیں" (۲۵)۔

جب ۱۹۳۸ء میں پارٹی نے بڑے پیمانے پر داخلے شروع کئے تو پارٹی ممبری کے لئے تکنیکی دانشوروں کا بڑی خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ تکنیکی دانشوروں کے داخلے نے باقاعدہ ایک مہم کی سی شکل اختیار کر لی۔ پارٹی کی مقامی تنظیمیں اپنی رپورٹوں میں پارٹی میں تکنیکی افراد کے داخلے کے سلسلے میں حاصل ہوئی کامیابی کو ممتاز ترین جگہ دیتیں۔ لیکن پارٹی کی ساخت میں اس بنیادی تبدیلی نے اپنے دباؤ بھی پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اسٹالن نے اٹھارویں پارٹی کانگریس میں اظہار کیا "اس حقیقت کے باوجود کہ سوویت دانشوروں کے سوال پر پارٹی کا موقف بالکل واضح ہے۔' اب بھی ہماری پارٹی میں ایسے تصورات اور خیالات موجود ہیں جو دانشوروں کے خلاف ہیں۔ اور اس طرح پارٹی کے موقف کے بھی متوازی

نہیں ہیں جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں، وہ جو یہ غلط خیالات اپنے ذہنوں میں رکھتے ہیں۔ اُن کے رویے میں ایک تکبر اور سوویت دانشوروں کے خلاف ایک نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ اور یہ لوگ انہیں ایک ایسی علیحدہ طاقت سمجھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ جو مزدور اور کسان طبقے کی مخالفت ہے۔

یہ نظریہ نہ اب وقت کے مطابق ہے نہ ہمارے نئے دانشوروں پر لاگو ہو سکتا ہے۔ ہمارے نئے دانشوروں کے لئے اب نئے نظریے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسا نظریہ جو لوگوں میں ان کے لئے ایک محبت اور قربت کا رویہ پیدا کرے۔ ان کی قدر اور ان کی عزت کرنا سکھائے، اور مزدور اور کسان طبقے کے مفادات کے دائرے میں ان سے مل جل کر کام کرنے کا جذبہ پیدا کرے" (۲۶)۔

۱۹۳۹ کی اٹھارویں پارٹی کانگریس میں داخلے کے سلسلے میں مختلف لوگوں کے لئے مختلف شرائط کے خاتمے سے اُس پالیسی کی جو پہلے ہی سے بروئے کار تھی پوری طرح باقاعدہ تصدیق ہوگئی۔ ژدانوف نے اس نئی پالیسی کو پیش کرتے ہوئے، جس میں ہر قسم کے لوگوں کے لئے داخلے کے لئے یکساں شرائط رکھی گئی تھیں، ان نئے قواعد کے مقاصد کو بالکل واضح طور پر بیان کر دیا۔

"ہمارے بہترین استاخونو (sta Khanovite) جب وہ ایک بار فورمین یا ڈائرکٹر بن جاتے ہیں، یعنی اپنی خدمات اور قابلیت کی وجہ سے ترقی حاصل کر کے انتظامیہ کے عہدے پر پہنچ جاتے ہیں، تو پارٹی میں داخلے کے وقت وہ خود کو دوسرے درجے کے افراد کی حیثیت پر محسوس کرتے ہیں۔

ان فرسودہ روایات سے وہی رجعت پسند
افراد لپٹے رہنا چاہتے ہیں جو نئی اور صحت مند طاقتوں کی اٹھان
کے لیئے اپنے دل میں کسی قسم کی بے چینی نہیں رکھتے۔
یہ لوگ اپنے اس رویے اسے جو
ترقی پسند افراد کے خلاف ایک کھنچاؤ کی صورت پیدا کر لیا
ہے جو اپنی علمیت اور خدمات کی وجہ سے ممتاز عہدوں پر پہنچ
گئے ہیں یہ اس کو ایک عذر کے طور پر پیش کرتے ہیں"(۲۷)
اگلے سالوں کے دوران پارٹی کی یہ
کوشش مستقل جاری رہی کہ یہ اپنے اندر زیادہ سے زیادہ
نئے دانشوروں کو داخل کرتی رہے حالانکہ کل سوویت یونین
کے لیئے اعداد و شمار موجود نہیں ہیں۔ لیکن اس رخ کا اظہار
مقامی تنظیموں کے اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے۔ مثال کے
طور پر چیلیابنسک صوبے میں سنہ ۱۹۴۱ کے دوران اور سنہ ۱۹۴۲ کے ابتدائی

دو مہینوں میں پارٹی کے نئے امیدواروں میں ۶۰۰ مزدور ۲۸۹
اجتماعی کسان اور ۲۰۲۵ سفید پوش ملازمین شامل تھے۔ اسی
زمانے میں جن ممبروں کو داخلہ ملا۔ ان میں کل ۹۰۳ مزدور ۲۹۹
اجتماعی کسان اور ۳،۵۱۵ سفید پوش ملازمین شامل تھے (۲۸)
نئے امیدواروں اور ممبروں میں تقریباً ۷۰ فی
صدی کو نئے دانشوروں کے حلقے میں رکھا جا سکتا تھا۔ پارٹی
کی سماجی ساخت میں یہ تبدیلی ظاہر ہے کہ صنعتی ترقی اور اجتماعیت
کی بڑھتی ہوئی رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی تھی۔ پارٹی
اور اس نئے دانشور حلقے کے درمیان رشتہ پیدا کرنے کے
مسئلے کو اس طرح حل کر لیا گیا کہ اس کو پارٹی میں داخل ہونے

میں آسانیاں فراہم کردی گئیں۔ ۱۹۲۶ اور ۱۹۲۸ کے درمیان عظیم پارٹی صفائی (Purges) کے دوران پرانے بالشویکوں کو نکالے جانے کے بعد پارٹی کو ایک نئے ڈھنگ سے تشکیل دیا گیا۔ اور افسروں، انجینیروں، کارخانے کے ڈائرکٹروں اجتماعی فارموں کے سربراہوں فورمینوں اور استاخونوف مزدوروں کے داخلے سے اسے ایک نئی طاقت بخشی گئی۔ اس عمل میں ایک اہم بات یہ ضرور پیدا ہوئی کہ کم از کم عملے کی حد تک ہی انتظامیہ اور پارٹی کے درمیان ایک رابطے اور تال میل بڑھتا ہوا نظر آیا۔

لیکن پارٹی کا کردار اب بھی بہت بڑی حد تک شہری ہی تھا۔ تیسری دہائی کے ابتدائی حصے میں ایک مہم کوشش اس بات کے لئے کی گئی کہ پارٹی تنظیموں میں دیہی طاقت بڑھائی جائے۔ سترہویں پارٹی کانگریس میں کاگانووچ نے اشارہ کیا تھا کہ سنہ ۱۹۳۰ء سنہ ۱۹۳۴ء کے درمیان تقریباً ۵۰،۰۰۰ شہری کارکنوں کو دیہی ضلعوں میں پارٹی کی مہموں پر بھیجا گیا تھا۔ ان کارکنوں میں سے ۱۸،۰۰۰ سے بھی زیادہ افراد کو مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں اور سرکاری فارموں کے سیاسی شعبوں میں لیجایا گیا (۲۹)۔

سنہ ۱۹۳۰ کی سولہویں اور سنہ ۱۹۳۴ کی سترہویں کانگریسوں درمیانی عرصے میں دیہی ممبروں کی تعداد ۴۰۰،۰۰۰ سے بڑھ کر ۸۰۰،۰۰۰ سے بھی کچھ زیادہ ہو گئی۔ یہ پارٹی کے کل ممبروں کا تقریباً ۲۰ فی صدی تھی۔ اتنے زبردست اضافے کے باوجود بھی اجتماعی فارموں میں ۵۰ فی صدی فارم ایسے تھے جن میں ایک بھی کمیونسٹ موجود نہیں تھا (۳۰)۔

تیسری دہائی کے درمیانی حصے کی پارٹی صفائی کا سب سے سخت اثر دیہی علاقوں پر ہی پڑا۔ یکم جنوری

سنہ ۱۹۳۳ کو اجتماعی فارموں میں کل ۲،۶۱۹۶ پارٹی کی تنظیمیں موجود تھیں۔ یکم نومبر سنہ ۱۹۳۴ کو ان کی تعداد ۲۴،۳۳۴ تک گھٹ گئی۔ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۳۵ کو صرف ۱۸،۳۱۳ رہ گئی۔

یکم نومبر سنہ ۱۹۳۴ اور یکم جنوری سنہ ۱۹۳۵ کے درمیان دیہی علاقوں میں ٹیریٹوریل تنظیمیں ۱۱،۱۹۲ سے گھٹ کر ۸،۶۹۶ رہ گئیں۔ اس کشمکش سے اجتماعی اور دیہی علاقے ایسے ہو گئے کہ یا تو اُن میں کوئی بھی پارٹی ممبر موجود نہیں تھا۔ یا اُس میں صرف ایک کمیونسٹ باقی تھا جس کا پارٹی سے علیحدہ ہونا خود ایک تشویش کا باعث تھا (۳۱)۔

اگلے سالوں میں حالت اور خراب ہی ہوتی گئی۔ سنہ ۱۹۳۹ میں اٹھارویں پارٹی کانگریس میں اینڈریئیو نے اجتماعی فارموں میں بنیادی پارٹی تنظیموں اور کمیونسٹ پارٹی ممبروں کی تعداد کی غیر اطمینان بخش صورتِ حال کا حوالہ دیا۔ اُس نے اعلان کیا "گذشتہ سال کے دوران اجتماعی فارموں میں پارٹی ممبروں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوا تھا۔ لیکن ہم اس صورتِ حال کو اطمینانی نہیں کہہ سکتے کہ کل ۲،۴۲،۰۰۰ اجتماعی فارموں میں صرف ۱۲،۰۰۰ بنیادی پارٹی تنظیمیں موجود ہیں۔ اور اُن میں ۱۵۳،۰۰۰ ممبر ہیں۔ جن میں امیدوار بھی شامل ہیں (۳۲)۔

دیہی علاقوں کے کمیونسٹوں کی ایک کافی بڑی اکثریت انتظامیہ اور مینیجری کے عملے پر مشتمل تھی۔ اُن میں ... بھی دیہی سوویتوں اور دیہی امداد باہمی انجمنوں کے سربراہ اُستاد اور زرعی ماہرین اجتماعی فارموں کے سربراہ محاسب، بریگیڈیر اور سرکاری فارموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے کارکن شامل تھے۔ اجتماعی فارموں میں کام کرنے والے نچلے درجے کے مزدوروں کی نمائندگی

بہت ہی کم تھی ۔ پارٹی کی دیہی ممبری میں بھی سرکاری آلہ کار
کے اس عملے کی اکثریت تھی جو دیہی علاقوں میں رہائش
اختیار کئے ہوئے تھے۔

حالانکہ پارٹی کی شناخت میں شہری عنصر
کا ہی غلبہ رہا۔ لیکن تیسری دہائی کے دوران اس میں اصل مزدوروں
کی تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ تکنیکی دانشوروں کے داخلے پر
اہمیت بڑھ جانے سے کارخانے کے اصل مزدوروں
کی حیثیت دوسرے درجہ پر پہنچ گئی۔ نئے محنت کش طبقے
کو داخل کرنے کے سلسلے میں پارٹی نے اپنی توجہ "ممتاز"
مزدوروں کارخانے کے مختلف شعبوں کے اعلیٰ کارکنوں،
فور مینوں اور استاخونو ـــــ مزدوروں کی طرف لگادی،
جو صنعتی مزدوروں میں امرا یا اشراف سمجھے جاتے تھے۔

تیسری دہائی کے بعد سے لیے ممبروں کے
متعلق جو براہ راست پیداواری کاموں میں مصروف تھے۔
باقاعدہ اعداد وشمار کے گوشوارے جاری کرنا ختم کر
دیا گیا۔ پارٹی پریس نے ایسی باتوں کی اشاعت بند کردی
جس سے پارٹی میں معمولی مزدوروں کی شمولیت میں
کمی کا اظہار ہو سکے۔ لیکن شدہ شدہ ظاہر ہوتے والے
بے حد ناکافی مواد سے بھی اس رخ کا اندازہ بہرحال لگایا
جا سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۳۴ کی سترہویں پارٹی کانگریس میں کاگانوچ
نے کچھ ایسے اعداد وشمار پیش کئے جن سے ایسے کمیونسٹوں
کے اونچے تناسب کو ظاہر کیا جا سکے۔ جو صنعتی میدانوں
سے الحاق رکھتے ہیں۔ ۸۵ سب سے بڑے کارخانوں کے
۷,۰۰,۰۰۰ مزدوروں میں سے ۹۴,۰۰۰ یا ۱۴ فی صدی سے

سے کچھ کم پارٹی کے ممبر تھے (۴۳).

اس کے بعد سامنے آنے والے مواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزدور کمیونسٹوں کے تناسب میں کافی گراوٹ آئی۔ مثال کے طور پر ۱۹۴۳ء میں لینن گراڈ دھات کے کارخانے کی پارٹی تنظیم میں ۱۰۷۶ افراد شامل تھے۔ جب کہ اس کارخانے میں کل مزدوروں کی تعداد ۱۰۰۰۰ تھی۔ اس گروپ میں سے ۱۷۰ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اور ۲۷۷ نے ثانوی درجے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس سے نتیجہ یہی نکالا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر پیداوار کے کام میں مشغول تھے۔ وہ غالباً ۶ یا ۷ فی صدی سے زیادہ نہ ہوں گے (۴۴).

پارٹی کی ساخت پر پہلے ہی سے شہری کارنگ کافی غالب تھا۔ اور اب اس کا محور پیداواری مزدوروں سے ہٹ کر واضح طور پر نئے مینیجری اور تکنیکی دانشور طبقے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تیسری دہائی میں پارٹی کے کاموں میں عورتوں کی شمولیت کے بارے میں اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسکی اٹھان میں ٹھہراؤ اور رکاوٹ سی پیدا ہو گئی تھی جولائی ۱۹۴۳ء میں پارٹی کے کل ممبروں کا ۱۶ فی صدی حصہ عورتوں پر مشتمل تھا جب کہ یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو یہ شرح صرف ۸ فی صدی تھی۔ لیکن یکم جنوری ۱۹۴۱ء تک یہ شرح گھٹ کر ۱۴٫۹ فی صدی رہ گئی تھی۔ (۳۵)۔ پارٹی کے بالکل نچلے درجوں کے عملے میں کل جگہوں کے چھٹے حصے پر عورتیں موجود تھیں (۳۶)

لیکن عورتوں کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچنے میں بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن پھر بھی اس زمانے میں اس سلسلے میں کچھ ترقی ضرور ہوئی تھی۔ سنہ ۱۹۲۴ کی پارٹی کانگریس میں ۱۲۷ فی صدی عورتیں ایسے نمائندوں کی حیثیت سے موجود تھیں جنھیں ووٹ دینے کا حق تھا۔ سنہ ۱۹۲۹ کی کانگریس میں یہ شرح ۱۱۹ فی صدی تک پہنچ گئی (۴۷)۔

مجموعی طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ سوفیت زندگی کے دوسرے معاشی، سماجی، اور علمی پہلوؤں میں عورتوں کا جو اہم حصہ تھا، اُس کے مقابلے میں پارٹی میں وہ کافی پیچھے تھیں۔ اعلیٰ رہنمائی کا کام اب بھی مردوں کے لئے ہی وقف تھا۔

چونکہ تیسری دہائی کے دوران اعداد و شمار کی اشاعت اس سلسلے میں بالکل ہی بند کر دی گئی تھی، اس لئے پارٹی کی قومی/لسانی ساخت کا تجزیہ کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ کچھ بہت کام سے نتیجے نیچے دیئے ہوئے گوشوارہ (۸)۔ سے بہر حال اخذ کئے جا سکتے ہیں

یہ اطلاعات اٹھارویں پارٹی کانگریس میں جاری کی گئی تھیں۔ جیسا کہ اس گوشوارے سے ظاہر ہوتا ہے ماسکو، لینن گراڈ، آئیوانوو، اور یاروسلاول جیسی علاقائی تنظیموں میں ممبری کی تعداد میں اب بھی عظیم روسی قوم کا غلبہ تھا۔ عظیم روسی علاقے کے باہر کے حصوں میں پارٹی خاص طور پر آرمنیا کے ٹرانس کاکیشیائی علاقے، آرمینیا، جارجیا اور آذربائیجان میں کافی مضبوط تھی۔ یوکرینی پارٹی تنظیم میں وہاں کی آبادی کے تناسب کے اعتبار سے اس کی نمائندگی کم

تھے۔ بائیلو روسی اور وسط ایشیا کی ریپبلکوں، اُزبکستان، تاجکستان، ترکمان اور قزاقستان میں قومی پارٹی تنظیموں کی کمزوری خاص طور پر نظر آئی۔

گوشوارہ نمبر۸

چند منتخب خطوں اور قومی ری پبلکوں میں آبادی کے تناسب اور پارٹی ممبری کا موازنہ

خطے یا ری پبلک	ووٹ کے حقدار مندوبین کی تعداد اٹھارویں پارٹی کانگریں	کل آبادی میں فی صدی شرح
ماسکو اوبلاسٹ	۱۳٫۳	۵٫۲
لین گراڈ اوبلاسٹ	۹٫۱	۲٫۸
آئیوودا اوبلاسٹ	۲٫۴	۱٫۶
یاردسلواول اوبلاسٹ	۱٫۷	۱٫۳
آرمینیا	۱٫۲۳	۰٫-۴
جارجیا	۲٫۳۶	۲٫۰۸
آذربائیجان	۲٫۸	۱٫۸۸
یوکرین	۱۷٫۳	۱۸٫۲
بیلوروس	۲٫۳۶	۳٫۲۷
ازبکستان	۱٫۴۰	۳٫۶۸
تاجکستان	۰٫۲۵	۱٫۹۱
ترکمنستان	۰٫۳۱	۰٫۷۳
قزاقستان	۲٫۴۲	۳٫۱۶

ماخذ: اٹھارویں پارٹی کانگریس کی رپورٹ
صفحہ ۱۴۷ ـــ ۱۴۶ (روسی زبان میں)

اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ گوشوارہ نمبر ۸ میں دیئے ہوئے اعداد وشمار سے پارٹی میں عظیم روسی عنصر کے شمولیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر وسط ایشیا کی ریپبلکوں میں عظیم روسی اور دوسری قومیتیں مقامی تنظیموں میں کافی بڑی حد تک بڑی تعداد میں نمائندگی رکھتی تھیں۔ اور پارٹی کے اونچے عہدوں پر غلبہ حاصل کر لینے کی طرف رجحان موجود تھا۔ لیکن پھر بھی اپنے اپنے علاقوں میں وہاں کی قومیتوں کی نمائندگی پچھلے دور کے مقابلے میں آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔ سنہ ۱۹۲۵ میں ازبکستان کی ریپبلک پارٹی تنظیم میں ۶۵ فی صدی ممبر دیسی ازبیک تھے۔ اس کے مقابلے میں سنہ ۱۹۳۰ میں یہ تناسب ۴۸٫۵ فی صدی ہی تھا۔ تاجکستان میں یہ تناسب ۵۰ فی صدی تھا۔ جب کہ سنہ ۱۹۳۰ میں ۴۷٫۹ فی صدی تھا۔ اسی طرح ترکمان ۵۰ فی صدی تھے جب کہ اس سے پہلے سنہ ۱۹۳۰ میں ۴۲٫۲ فی صدی تھے (۴۸) دوسرے گروہوں کے لئے موازنے کے قابل اعداد وشمار موجود نہیں ہیں۔ تیسری دہائی کے آخری حصے کی 'پارٹی صفائی' میں یہودی کمیونسٹوں نے غالباً اپنی طاقت کافی حد تک کھودی تھی۔ سنہ ۱۹۳۸ میں قومی ریپبلکوں کی سپریم سوویتوں کی ساخت کے ایک مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ منتخب لوگوں میں صرف ۲٫۵ فی صدی یہودی تھے (۴۹)۔

آٹھ سال پہلے سولہویں پارٹی کانگریس میں ۱۰ فی صدی مندوبین یہودی تھے۔ تیسری دہائی کے آخر تک پارٹی کے لسانی و قومی گروہوں میں سب سے زیادہ محفوظ اور مضبوط عظیم روسی اور ٹرانس کاکیشیائی

کمیونسٹ ثابت ہوئے۔

حالانکہ مجموعی طور پر تیسری دہائی کے دوران بھی پارٹی میں نوجوان نسل کا ہی غلبہ رہا۔ لیکن پھر بھی تیسری دہائی کے درمیان تک پارٹی ممبروں کے لئے سب سے زیادہ کی اوسط عمر میں ایک واضح اضافہ نظر آنے لگا تھا۔ ۲۴-۱۹۲۳ کی 'پارٹی صفائی'، پارٹی کے نئے ممبروں کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی چونکہ اس میں زیادہ تر نوجوان عمر سے تعلق رکھنے والے ممبر تھے (۴۰)۔

حالانکہ اس عرصے میں پوری پارٹی میں عمر کے اعتبار سے تجزیے کے لئے کوئی باقاعدہ مواد موجود نہیں ہے۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں ٹولا (Tula) پارٹی تنظیم کی ساخت پر ایک رپورٹ اس طرف روشنی ضرور ڈالتی ہے۔ اور اس سے کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے (۴۱)

ٹولا کے ممبروں میں صرف تین فی صدی ممبر پچیس سال سے کم عمر کے تھے۔ جب کہ ۱۹۲۷ء میں پارٹی میں مجموعی طور پر اس عمر کے ممبروں کی شرح ۱۲ء ۲۵ فی صدی تھی۔ ۲۷ فی صدی تیس سال سے کم عمر کے ممبر تھے۔ جب کہ ۱۹۲۷ء میں کل پارٹی میں یہ شرح ۸ء ۵۲ فی صدی تھی۔ ۳۸-۱۹۳۶ کے درمیان 'پارٹی صفائی' کی مہم نے اس رخ کو پلٹ دیا۔ پرانے بالشویکوں کی برطرفی اور خانہ جنگی میں شامل نسل کے خاتمے سے ایک بار پھر نئی نسل کے لئے پارٹی میں داخل ہونے کے مواقع کھل گئے اور پارٹی میں نوجوان خون پھر بڑھ گیا۔

۱۹۳۹ء کی پارٹی کانگریس میں مالینکوف نے

بیان کیا کہ پارٹی میں ۷۰ فی صدی ------- ممبروں کا داخلہ
سنہ ۱۹۲۹ یا اس سے کچھ بعد میں ہوا تھا۔ صرف ۳،۸ فی صدی ممبر
ایسے تھے جو پارٹی میں سنہ ۱۹۲۰ سے پہلے داخل ہوئے تھے۔
سنہ ۱۹۲۰ کی پارٹی کانگریس میں ۸۰ فی صدی مندوبین سنہ ۱۹۲۰ سے
پہلے پارٹی میں موجود تھے۔ لیکن یہی شرح ۱۹۲۹ میں صرف
۱۹،۴ رہ گئی تھی۔ سنہ ۱۹۲۹ کی کانگریس میں مندوبین کا گروپ
حیرت ناک طور پر نوجوان عمر کا تھا۔ ۴۹،۵ فی صدی
پینتیس ۳۵ سال سے کم عمر کے تھے۔ ۸۱،۵ فی صدی چالیس[۴۰] سال
سے کم عمر کے تھے۔ ۹۷ فی صدی پچاس سے کم تھے (۴۲)۔
پارٹی کے سکریٹریٹ کے عملے میں نوجوانوں
کا عنصر اور بھی زیادہ ممتاز نظر آتا ہے (ملاحظہ چھٹا باب ۱۹۶)۔
اعداد و شمار کا جو مواد موجود ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا
ہے کہ پارٹی میں ادنیٰ ممبروں اور افسروں دونوں درجوں
پر یہی نوجوانوں کا عنصر غالب تھا۔ جو بات خاص اہمیت
رکھتی ہے، وہ یہ ہے کہ پارٹی کے ممتاز کارکن عام طور پر
پارٹی میں لینن کی موت کے بعد داخل کئے گئے تھے۔ اور
پارٹی آہستہ آہستہ ایسی راہ پر لگ گئی تھی، جس کے ذریعہ
اس پر انقلاب کے بعد کی نسل کا مکمل تسلط کچھ بہت دور
نہیں تھا۔ اور جسے اسٹالن کی رہنمائی اور اس کی طاقت کے
ارد گرد متحد ہونا تھا۔

تیسری دہائی کے دوران پارٹی ممبروں میں
تعلیمی استعداد کے اعتبار سے بڑی نمایاں ترقی نظر آئی۔ پارٹی
میں ٹیکنیکی دانشوروں کے خیر مقدم سے پارٹی میں اعلیٰ یا ثانوی
درجہ تک تعلیم یافتہ ممبروں کا تناسب بہت تیزی سے بڑھ
گیا۔

۱۹۲۸ء میں اعلیٰ تعلیم یافتہ کمیونسٹوں کی تعداد تقریباً ۹۰۰۰ تھی۔ ۱۹۳۹ء میں ۱۲۷,۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ اسی عرصے میں ثانوی درجوں تک تعلیم یافتہ ممبروں کی تعداد ۱۰۱,۰۰۰ سے بڑھ کر ۲۳۵,۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ (۴۳)

یہ ترقی خاص طور پر پارٹی کے ممتاز ممبروں اور کارکنوں میں بہت زیادہ واضح تھی۔ ۱۹۲۴ء کی سترہویں کانگریس میں تقریباً ۱ فی صدی مندوبین اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ ۱۹۳۹ء کی اٹھارویں کانگریس میں یہ شرح ۲۶.۵ فی صدی تھی (۴۴)۔

۱۹۳۹ء میں خطوں کی کمیٹیوں اور ٹیریٹوریل اور ریپبلک پارٹی کمیٹیوں کے ۲۸.۶ فی صدی سکریٹری یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کر چکے تھے۔ اور ۲۰ فی صدی ایسے تھے جنھوں نے یا تو ثانوی تعلیم پوری کر لی تھی۔ یا یونیورسٹی کی تعلیم ادھوری حاصل کر سکے تھے۔ ضلعوں شہروں اور علاقوں کی کمیٹیوں کے ۵ فی صدی سکریٹری یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے اور ۲۳.۵ فی صدی ایسے تھے جنھوں نے یا تو یونیورسٹی کی تعلیم درمیان میں چھوڑ دی تھی یا پھر ثانوی کی تعلیم مکمل کر لی تھی (۴۵)۔

اٹھارویں کانگریس میں آنڈریو نے بیان کیا تھا کہ سوویت انتظامیہ اور معاشی اداروں کے افراد کی تعلیمی استعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے سوویت یونین اور روسی فیڈریشن کے عوامی کیمساروں میں یونیورسٹی گریجویٹ افراد کا تناسب ۵۷ فی صدی ہے نائب عوامی کیمساروں میں ۶۸ فی صدی عوامی کیمساریٹ سنڈیکیٹوں اور چیف بورڈوں کے ڈائریکٹروں میں ۱۰ فی صدی اور معاشی اداروں کے ڈائریکٹروں میں یہ

تناسب ۲۷ء۶ فی صدی ہے (۴۶)۔

ان کے مقابلے میں معاشی اداروں اور انتظامیہ میں ادنیٰ درجے کے عملے میں بھی تعلیمی استعداد میں اضافے کی اطلاع دی گئی۔ یہ ترقی الگ مزدوروں اور صلاحیتوں کو پورا کرنے کا نتیجہ تھی۔ جو اس دور میں مختلف اہم عہدوں کو سنبھالنے کے لئے درکار تھیں۔ سوویت دانشوروں کو پارٹی میں داخلے کے ساتھ ہی ساتھ اس گروپ نے اہم جگہوں پر پہنچنا شروع کر دیا۔ پارٹی میں تیسری دہائی ظاہر ہونے والی اہم تبدیلیوں کو مندرجہ ذیل طور پر مختصر بیان کیا جا سکتا ہے۔

اس دہائی کے شروع حصے میں پارٹی میں توسیع کی ایک چھوٹی سی مست کے بعد پارٹی میں 'صفائی' کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس سے اس کی ممبری کی تعداد میں تقریباً نصف کمی ہو گئی۔ سنہ ۱۹۳۸ میں پھر اضافہ شروع ہوا اور سنہ ۱۹۴۰ کی ابتدا میں پارٹی کی ممبری تقریباً پھر اسی نقطۂ عروج پر پہنچ گئی جو سنہ ۱۹۳۳ میں حاصل ہو سکی تھی۔ سب سے اہم سماجی تبدیلی اس دہائی میں نظر آتی ہے جب پارٹی میں سوویت ٹریننگ یافتہ دانشوروں کو داخل کیا گیا۔ صنعتی مزدوروں کی ترجیحی حیثیت جاتی رہی۔ اور سنہ ۱۹۳۲ کے بعد کسانوں کی طاقت میں بھی بڑی حد تک کمی آگئی۔ حالانکہ پارٹی کی ساخت مجموعی طور پر شہری ہی رہی۔ لیکن اس میں بھی شہروں اور دیہاتوں دونوں جگہوں پر انتظامیہ کے کارکنوں، تکنیکی ماہروں اور ممتاز مزدوروں کو زیادہ ترجیحی حیثیت حاصل تھی۔ عورتوں کا حصہ پارٹی میں کسی قدر کم ہو گیا۔ ان کی پہنچ پارٹی کے اعلیٰ حصوں میں، جن پر مردوں کا تسلط تھا، نسبتاً کم تھی اس کے مقابلے میں ادنیٰ حیثیتوں پر عورتیں نسبتاً آسانی سے پہنچ سکتی

تھیں۔ عظیم روسی اور ٹرانس کاکیشیائی کمیونسٹ اپنی مضبوط حیثیت کو پارٹی میں بچا کے رکھنے میں کامیاب رہے۔ دوسری طرف پارٹی میں یہودی کمیونسٹ ممبروں کی اہمیت کم ہوگئی اور یوکرینی اور بائیلو روسی نمائندگی پہلے کی طرح ان کی آبادی کے تناسب کے اعتبار سے کم رہی۔ حالانکہ دوسری دہائی کے مقابلے میں وسط ایشیا کی ریپبلکوں میں کمیونسٹوں کی تعداد میں اضافہ ضرور ہوا، لیکن پھر بھی یہ کمزور علاقے رہے۔ پارٹی میں نئی نسل بہت مضبوط رہی۔ تیسری دہائی کے پہلے نصف میں پارٹی ممبروں کی اوسط عمر میں کچھ اضافہ نظر آیا لیکن اس کے بعد یہ رخ پلٹ گیا۔ چونکہ 'عظیم صفائی' کے دوران پرانے بالشویکوں کی نسل کو پوری طرح الگ کر دیا گیا تھا۔
پارٹی میں نئے خون کی آمیزش کے ساتھ ہی
ساتھ پارٹی ممبروں کی علمی استعداد میں ایک ممتاز ترقی نظر آئی علمی استعداد میں سب سے زیادہ اضافہ 'معاشی' انتظامیہ اور سیاسی آلۂ کار کے اعلیٰ اداروں میں نظر آیا۔

جنگ اور جنگ کے بعد پارٹی کی وسعت

'عظیم صفائی' کے بعد پارٹی ایک بار پھر ایسے دور میں داخل ہوئی جس سے یہ بہت تیزی سے پھیلی سنہ ۱۹۳۸ سے سنہ ۱۹۴۱ کے درمیانی تین سالوں میں پارٹی کی ممبری دو گنی ہو گئی۔ اٹھارویں پارٹی کانفرنس کے وقت، جو فروری سنہ ۱۹۴۱ میں منعقد ہوئی، کل ۳۸،۷۶،۸۸۵ ممبروں اور امیدواروں کی نمائندگی کی گئی۔ جنگ کے دوران پارٹی کی ممبری ایک نئے نقطۂ عروج کو چھو رہی تھی۔ جنگ کے ابتدائی زمانے میں پارٹی کے داخلے کی شرائط کو کافی ہلکا کر دیا گیا تاکہ فوجی جوان

اور خاص طور پر مورچوں پر لگے ہوئے سپاہی بھی آسانی سے ممبری کی درخواست دے سکیں (۴۷)۔

ایک سوویت عہدے دار کے مطابق صرف ۱۹۴۲ء میں ہی ۱۲،۴۰،۰۰۰ نئے ممبروں کو داخل کیا گیا (۴۸)۔

بہت سے نئے ممبران کی سیاسی تربیت یا نظریاتی تعلیم کا خیال کئے بغیر ہی پارٹی میں داخل کر لئے گئے۔ اس وقت پارٹی کی پہلی توجہ صرف اس بات پر مرکوز تھی کہ اہم فوجی مقامات پر پارٹی کی عوامی بنیاد کسی طرح مضبوط کی جا سکے۔ یکم جنوری ۱۹۴۵ء تک پارٹی ممبری کی تعداد ۵۷،۶۰،۲۶۹ تک پہنچ گئی تھی جسکی نظیر اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی۔

ستمبر ۱۹۴۷ء تک یہ تعداد اور بڑھ کر ۶۱،۰۰،۰۰۰ (۶۱ لاکھ) ہو گئی۔ ان میں سے تقریباً آدھے ممبر وہی تھے جو پارٹی میں جنگ کے دوران یا اس کے بعد داخل ہوئے تھے۔

۱۹۴۷ء کے بعد اس اضافے کی شرح میں کافی کمی آگئی۔ چنانچہ انیسویں پارٹی کانگریس میں جاری کئے گئے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء کو پارٹی ممبری کی تعداد ۶۸،۸۲،۱۴۵ تھی۔ جن میں سے ۶۰،۱۳،۱۵۲ مکمل طور پر ممبر تھے۔ اور ۸،۶۸،۸۸۶ اُمیدوار (۴۹)۔

جنگ کے بعد پارٹی میں نئے ممبروں کے داخلے کے سلسلے میں کافی احتیاط اور باقاعدگی برتی جانی شروع کر دی گئی۔ پارٹی نے زیادہ توجہ اُن نئے ممبروں کو چھانٹنے پر دی جن کے سیاسی معلومات کو ناکافی پایا گیا۔ — — — — — — یا جو بے اعتبار اور نا اہل ثابت ہوئے۔ ایسے لوگوں کو بھی الگ کیا گیا جنہوں نے انتظامیہ یا پارٹی کے کاموں میں لالچ یا طمع کا اظہار کیا تھا۔ حالانکہ جنگ کے بعد کے دور

میں پارٹی سے برطرفی کے سلسلے میں کوئی اعداد و شمار شائع نہیں کئے گئے ۔ لیکن ایک اشارہ ایسا پھر بھی موجود ہے، جس سے پارٹی میں برطرفی اور نئے داخلوں میں کمی کا کس قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ آذربائیجان کی پارٹی تنظیم میں جس میں یکم اپریل ۱۹۵۱ء کو کل ممبروں کی تعداد ۸۱،۷۳۷ ۔ ۱، تھی جنوری ۱۹۴۹ء اور اپریل ۱۹۵۱ء کے درمیانی عرصے میں کل ۱۲،۸۶۵ ۔ افراد یا ۱۰ فی صدی سے زیادہ نے ممبری سے ہاتھ دھویا تھا ۔ اسی عرصے میں ۱۰،۲۴۹ نئے ممبر شامل بھی ہوئے تھے (۵۰) حالانکہ یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ یہ اعداد وشمار اور شرحیں کل پارٹی پر پوری طرح لاگو ہوتی ہیں ۔ لیکن ان سے کافی حد تک اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ پارٹی میں کس حد تک نئے ممبر آ رہے تھے اور پرانے ممبر پارٹی سے الگ ہو رہے تھے ۔

جنگ کے درمیانی سالوں میں پارٹی میں جو زبردست وسعت پیدا ہوئی، اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کی سماجی ساخت میں بھی تبدیلی آئی ۔ جنگ سے پہلے کے دور میں تکنیکی دانشوروں کے داخلے کو جو ترجیحی حیثیت دی جا رہی تھی اُسے وقتی طور پر روک دیا گیا ۔ جنگ کے دوران پارٹی میں جتنے لوگوں کو امیدوار کی حیثیت سے داخل کیا گیا اُن سے ۲۲،۱ فی صدی مزدور تھے ۔ اس مقابلے میں جنگ سے پہلے اتنی مدت میں یہ شرح ۴۴،۴ فی صدی تھی ۔ (۵۱)

حالانکہ اجتماعی کسانوں کے لیے ایسے اعداد وشمار موجود نہیں ہیں ۔ لیکن قیاس یہی ہے کہ سرخ فوج کے توسط سے پارٹی میں ان کی تعداد خود اجتماعی فارموں کے ذریعے کے داخلوں کے مقابلے میں زیادہ ہوئی ۔ یہ بات اس لئے

بھی زیادہ قرین قیاس لگتی ہے کہ جنگ کے بعد "پارٹی صفائی" میں مزدور اور کسان کمیونسٹوں کی چھٹائی زیادہ ہوئی، چونکہ سیاسی معلومات میں ان کی کمزوری ان کی برطرفی کے لئے ہمیشہ ایک خطرہ رہتی تھی۔

بہر حال جنگ کے بعد نئے سوویت دانشور طبقے کو پارٹی میں داخل کرنے اور انتظامیہ، مینیجری اور تکنیکی افراد کو پارٹی میں قریب لانے کی مہم پھر شروع کی گئی۔ پارٹی میں مزدور امیدواروں کے داخلے کی کافی حد تک تعداد کم ہوگئی۔ سنہ ۱۹۴۹ میں منسک سے اطلاع دی گئی کہ جنگ کے بعد داخل ہوئے پارٹی ممبروں میں صرف ۱۱٫۶ فی صدی مزدور تھے۔ کرغیزیا میں یہ شرح ۱۵٫۹ فی صدی تھی۔ سنہ ۱۹۵۱ میں 'بالشویک' کے شمارے میں کسی نے لکھا تھا "گذشتہ ۱۸ مہینوں میں جتنے لوگوں کو یاروسلاول پارٹی میں داخل کیا گیا اُس میں ۲۲٫۷ فی صدی مزدور تھے"۔ (۵۲)

دسمبر سنہ ۱۹۵۱ میں ہی قزاقستان پارٹی کانگریس میں پارٹی میں مزدوروں کی شرح کو ۲۶ فی صدی بتلایا گیا تھا (۵۳)۔ جب کہ ملازمین ۴۶ فی صدی تھے۔ پارٹی میں جنگ کے دوران اور اسکے بعد بھی شہری عنصر غالب رہا۔ لیکن دیہی علاقوں میں بھی اس کی طاقت بڑھ ضرور رہی تھی۔ سنہ ۱۹۴۷ تک دیہی علاقوں میں کمیونسٹوں کی تعداد ۱۷٫۱۴۰۰۰ تک پہنچ گئی تھی۔ جو پارٹی میں ممبروں کی کل تعداد کا ۲۷ فی صدی تھی (۵۴)۔ لیکن اس تعداد میں بھی ایک کافی بڑی مقدار دیہی علاقوں میں رہائش پذیر انتظامیہ تکنیکی اور اجتماعی فارموں، سرکاری فارموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے افسروں کی تھی۔ اجتماعی فارموں میں کمیونسٹوں کے متعلق اعداد و شمار کا بالکل شائع

نہ کیا جانا ممکن ہے اس سبب سے کہ پارٹی میں ان کی نمائندگی بہت ہی کمزور رہی ہو۔ اس قیاس کو تقویت اس لیے بھی ہوتی ہے کہ ایسی صورتوں میں جہاں تصویر کا روشن رخ پیش کیا جا سکتا ہے اعداد و شمار باقاعدہ طور پر جاری کئے جاتے ہیں۔

مئی ۱۹۵۱ء میں آذربائیجان کی پارٹی کانگریس میں "ایم، ڈی، باگیروو نے بڑے فخریہ انداز میں بیان کیا کہ آذربائیجان پارٹی میں جنوری ۱۹۴۹ء سے اپریل ۱۹۵۱ء تک کے عرصے میں جن ۲۷۶۷ دیہی امیدواروں کو پارٹی میں داخل کیا گیا، ۲۲۶ یا ۳۶ فی صدی اجتماعی فارموں سے متعلق تھے (۵۵)۔

۱۹۴۸ء میں خروشچیف کے مطابق جو اس وقت یوکرین پارٹی کا سکریٹری تھا، کل ۱۲۳،۷ ۲۸ اجتماعی کسانوں میں سے صرف ۸۹۵،۱۱ کسی پارٹی تنظیم میں شامل تھے۔ ۱۹۵۰ء میں کئے گئے اس فیصلے کی کہ اجتماعی فارموں کو بڑے فارموں میں ضم کر دیا جائے ایک بڑی وجہ یہی یہ تھی کہ پرانے اجتماعی فارموں کی نمائندگی پارٹی میں بہت کم تھی۔ یکم جنوری ۱۹۵۱ء کے کل ۲۵۴،۰۰۰ اجتماعی فارموں کی تعداد اکتوبر ۱۹۵۲ء تک تقریباً ۹۷،۰۰۰ تک گھٹا دینے سے (۵۶) یہ بات ممکن ہو گئی کہ اجتماعی فارموں میں سے زیادہ تر میں پارٹی تنظیمیں قائم ہو سکیں۔ اور اس طرح ان پر پارٹی کی براہ راست گرفت مضبوط ہو گئی۔ حالانکہ اب بھی پارٹی آلۂ کار میں دیہی پارٹی تنظیمیں کمزور ترین حصہ تھیں لیکن ان کو ختم کر دینے سے اُنکا حلقۂ عمل دیہی علاقوں میں بہر حال کافی بڑھ گیا۔

جنگ کے درمیانی عرصہ میں ایک اور اہم بات

نظر آئی۔ وہ یہ تھی کہ پارٹی میں عورتوں کا حصہ کافی بڑھ گیا۔ یکم جنوری ۱۹۴۱ء کو عورتوں کی پارٹی ممبری میں شرح ۱۴٫۹ فی صدی تھی۔ یکم جنوری ۱۹۴۵ء کو ۱۷ فی صدی ہو گئی۔ اور جولائی ۱۹۵۰ء کو یہ اور بڑھ کر ۲۰٫۷ فی صدی تک پہنچ گئی۔ (۵۸)

جنگ کے دوران امور خارجہ کے سلسلے کی ذمہ داریاں عورتوں پر آگئیں۔ چنانچہ پارٹی میں بہت سی عورتیں ترقی کر کے اُن جگہوں پر پہنچ گئیں۔ جو اس سے پہلے صرف مردوں کے لئے ہی وقف سمجھی جاتی تھیں۔ ٹیرٹیوریل (غیر فوجی) پارٹی تنظیموں میں جتنے ممبر دوران جنگ داخل ہوئے ان میں سے ۴۱٫۲ فی صدی عورتیں تھیں۔ (۵۹)

جنگ کے دوران شروع ہونے والا یہ پلان اس کے بعد بھی باقی رہا۔ اور پارٹی کے انتظامیہ آلۂ کار میں عورتوں کی خدمات کے اور زیادہ استعمال سے بھی اس کا اظہار ہوا۔

یکم جنوری ۱۹۴۵ء کو ۷۰،۲۴ عورتیں بنیادی پارٹی اکائیوں کی سکریٹری کی حیثیت سے کام کر رہی تھیں۔ اور یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو یہ تعداد ۹۷،۱۰۶ تک پہنچ گئی تھی۔ اسی طرح یکم جنوری ۱۹۴۵ء کو ۱۵۹ عورتیں ضلع کی شہری علاقائی صوبوں ٹیرٹیوریل اور ریپبلک کمیٹیوں کی سکریٹری تھیں۔ اور یکم جنوری ۱۹۵۰ء تک ان عہدوں پر مامور عورتوں کی تعداد ۱۲،۸۶۱ ہو گئی تھی۔ (۶۰)

اکتوبر ۱۹۵۲ء میں انیسویں پارٹی کانگریس میں عورت یا مندوبین کی تعداد کل ووٹ کے حق دار مندوبین کا ۱۲٫۳ فی صدی تھی۔ جب کہ ۱۹۲۹ء کی اٹھارویں کانگریس میں یہ شرح ۱۱٫۹ فی صدی ہی تھی۔ لیکن وہ ادارے جن کو ہدایت کار

یا کرخت رکھنے والے شعبے کہا جا سکتا تھا، اُن میں اب بھی مردوں کا ہی غلبہ رہا۔ تئے پریسیڈیم میں کسی عورت کا نام نہیں رکھا گیا۔ انیسویں پارٹی کانگریس میں چنی گئی مرکزی کمیٹی کے کل ۱۲۵ مکمل ممبروں میں صرف دو عورتیں تھیں۔ اور ۱۱۱ متبادل ممبروں میں صرف چار عورتوں کے نام تھے۔ کچھ علاقوں میں عورتوں کا حصہ محض محکوموں کا سا ہی تھا (۶۱)۔

پارٹی رسالے "بالشویک" نے اپنے یکم جنوری ۱۹۵۱ء کے شمارے میں لکھا تھا کہ تازہ طور پر حاصل شدہ علاقوں جیسے لیتھوانیا، لاٹویا، ایستونیا اور یوکرین اور بیلوروس کے مغربی صوبوں میں اور ساتھ ہی ساتھ وسط ایشیائی سوویت ریپبلکوں میں بھی پارٹی کارکن عورتیں اب بھی بہت کم ہیں۔ ۔۔۔۔ مختلف قومیتوں میں عورت کارکنوں کی تربیت کا کام اب بھی بہت پیچھے ہے (۶۲)۔

پارٹی کا رکن اسی عرصے میں پارٹی کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار میں قومی یا رکنی لسانی عنصر کا کوئی حوالہ خاص طور پر کہیں نہیں دیا گیا۔ لسانی اعتبار سے پارٹی کے رخ کا کسی قدر اندازہ صرف مختلف قومی ریپبلکوں اور عظیم روسی علاقوں میں پارٹی ممبروں کے مجموعی اعداد و شمار سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ گوشوارہ (۹) میں اس مواد کو مختصراً پیش کیا گیا ہے۔

گوشوارہ ۹ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

گوشوارہ ۹ : منتخب جگہوں میں پارٹی ممبروں اور آبادی کا تناسب ۱۹۵۲ء

علاقہ	اکیسویں پارٹی کانگریس میں ووٹ کے حقدار مندوبین ۵۰۰۰ ممبروں پر	ممبر پارٹی امیدوار شامل نہیں ہیں	آبادی کا تخمینہ ۱۹۵۰ء	پارٹی ممبروں کا تناسب فی ہزار آبادی میں
یو ایس ایس آر	۱,۱۹۲	۶۰,۱۲,۲۵۹	۲۰,۱۲,۰۰۰۰	۲۹ء۹۱
ماسکو	۱۲۹	۶,۴۶,۰۰۰	۹۴,۵۰,۰۰۰	۶۸ء۳۶
لینن گراڈ	۶۰	۳,۰۰,۰۰۰	۴۸,۰۰,۰۰۰	۶۲ء۵۰
گورکی	۲۵	۱,۲۵,۰۰۰	۲۶,۰۰,۰۰۰	۴۴ء۷۲
سورولووسک	۲۳	۱,۱۵,۰۰۰	۲۰,۰۰,۰۰۰	۲۸ء۲۲
روسٹود	۱۸	۹۰,۰۰۰	۲۵,۵۰,۰۰۰	۳۵ء۲۹
سارا ٹود	۱۸	۹۰,۰۰۰	۲۴,۰۰,۰۰۰	۲۷ء۵۰
خباروورسک	۱۸	۹۰,۰۰۰	۱۲,۵۰,۰۰۰	۷۲ء۰۰

کراسنوڈارسک	۱۷	۸۵/۰۰۰	۳۰/۰۰/۰۰۰	۲۸٫۳۳
واردنیژ	۱۷	۸۵/۰۰۰	۲۴/۵۰/۰۰۰	۲۴٫۶۴
برزموراے	۱۷	۸۵/۰۰۰	۱۴/۷۵/۰۰۰	۵۷٫۶۴
چلیابینک	۱۶	۸۰/۰۰۰	۲۱/۰۰/۰۰۰	۳۸٫۰۹
کوئی بیشیو	۱۶	۸۰ ۰۰۰	۱۹/۵۰/۰۰۰	۴۱٫۰۲
باشکیریا	۱۵	۷۵ ۰۰۰	۳۰/۰۰/۰۰۰	۲۵٫۰۰
تاتار	۱۵	۷۵/۰۰۰	۲۸/۵۰/۰۰۰	۲۶٫۳۱
مولوٹود	۱۴	۷۰/۰۰۰	۲۲/۵۰/۰۰۰	۳۱٫۱۱
کیمیرووا	۱۴	۷۰/۰۰۰	۱۹/۵۰/۰۰۰	۲۵٫۸۹
التائی	۱۴	۷۰/۰۰۰	۲۴/۰۰/۰۰۰	۲۹٫۱۷
یوکرین	۱۵۲	۷/۶۵/۰۰۰	۴/۰۵/۰۰/۰۰۰	۱۸٫۸۸
کیسو	۲۰	۱/۰۰/۰۰۰	۳۵/۰۰/۰۰۰	۲۸٫۵۷
کھارکود	۱۶	۸۰/۰۰۰	۲۵/۰۰/۰۰۰	۳۲٫۰۰
ستالنسک	۱۵	۷۵/۰۰۰	۳۰/۰۰/۰۰۰	۲۵٫۰۰
دنیپر دیٹرسک	۱۲	۶۰/۰۰۰	۲۲/۰۰/۰۰۰	۲۷٫۲۷

قزاقستان	۴۲	۲/۱۰/۰۰۰	۶۰/۰۰/۰۰۰	۳۵٫۰۰
جارجیا	۳۲	۱/۶۰/۰۰۰	۲۵/۵۵/۰۰۰	۴۵٫۰۰
بیلوروس	۲۸	۱/۴۰/۰۰۰	۷۲ ۲۰/۰۰۰	۱۹٫۳۹
ازبکستان	۲۵	۱/۲۵/۰۰۰	۶۰/۰۰/۰۰۰	۲۰٫۸۲
آذربائیجان	۲۲	۱/۱۵/۰۰۰	۲۱/۰۰/۰۰۰	۷٫۰۹
آرمینیا	—	۶۱/۴۰	۱۲/۴۵/۰۰۰	۴۵٫۴۹
لاتویا	—	۵۰/۰۰۰	۱۸/۰۰/۰۰۰	۲۷٫۲۸
لیتھونیا	—	۳۶/۰۰۰	۲۷/۰۰/۰۰۰	۱۲٫۳۳
ایستھونیا	—	۳۱/۰۰۰	۱۰/۰۰/۰۰۰	۲۱٫۰۰
مولداویا	—	۲۲/۲۹۹	۲/۶۶/۰۰۰	۸٫۰۰

ماخذ : پرودا' اکتوبر ۹' ۱۹۵۲' صفحہ ۲ (روسی زبان میں)
یہ گوشوارہ ۱۹۵۲ء کی انیسویں پارٹی کانگریس کے ہدایتی کمیشن کی رپورٹ سے اخذ کیا گیا ہے۔

لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس گوشوارے میں دی ہوئی مختلف علاقوں اور قومی ریپبلکوں کے ممبروں کی تعداد محض کل تعداد ہیں۔ ان سے اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ کس علاقے کی پارٹی میں خود اسکے علاقے کے دیسی باشندے اور دوسری مختلف قوموں کے باشندے جو ان پارٹیوں کے ممبر تھے، ان کی تقسیم کس طرح تھی۔ جیسا کہ گوشوارہ ۹،۵ سے ظاہر ہوتا ہے عظیم روسی...

اوبلاست یا صوبے اور کرائی یا خطے میں عام طور پر پارٹی ممبروں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی۔ اس کا اظہار خاص طور پر راجدھانی کے علاقے ماسکو سے ہوتا ہے جہاں تمام عہدے دار جمع تھے۔ لیکن ایسا ہی سرخ لینن گراڈ اور دوسرے اہم صنعتی مرکزوں میں موجود تھا۔ دیہی صوبوں (Rural Krai) میں پارٹی کی نمائندگی بہرحال کم تھی۔ مثال کے طور پر کالی مٹی کے علاقے مرکزی دار وینیش میں ہر ایک ہزار باشندوں میں صرف ۲۴،۴۴ ممبر موجود تھے یہ تناسب کل پارٹی کے ۲۹،۹۱ ممبر فی ہزار باشندوں کے تناسب سے کافی کم تھا۔

ٹرانس کاکیشیائی کمیونسٹ پارٹی تنظیموں نے اپنی اس مضبوط حیثیت کو برقرار رکھا جو انہیں پہلے حاصل ہو چکی تھی۔ آرمینیائی پارٹی میں فی ہزار باشندوں پر ۴۵،۶۹ کمیونسٹ نمائندگی کر رہے تھے۔ جارجیائی پارٹی میں یہ تناسب ۴۵ فی ہزار تھا۔ اور آذربائیجان میں ۲۷،۹ فی ہزار تھا۔ یہ تمام علاقے کل قومی تناسب کے اعتبار سے بہت اوپر تھے۔ گوشوارہ نمبر ۱ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قزاقستان پارٹی اپنے ۲۵ ممبر فی ہزار کے تناسب

سے کافی قریب تھی۔ یوکرین میں پارٹی نمائندگی کی کمزوری کی بنیادی وجہ یہاں اس کے دیہی علاقوں میں پارٹی ممبری کی کمزوری تھی۔ دوسرے ایسے علاقے جہاں یہ تناسب کل قومی تناسب کے مقابلے میں کم تھا، ان میں مولڈاویا (۸ ممبر فی ہزار باشندے) لیتھوانیا (۱۲٫۲۳) ممبر فی ہزار) بیلوروس (۱۹٫۳۹) ممبر فی ہزار اور وسط ایشیا کی ازبیک ریپبلک (۲۰٫۸۴ ممبر فی ہزار باشندے) کے علاقے شامل تھے۔ یہ سب وہ علاقے تھے جہاں پارٹی پہلے بھی کمزور تھی۔ لاٹویائی اور ایستھونیائی پارٹیاں، جو جنگ کے فوراً بعد کے زمانے میں کمزور گنی جاتی تھیں، ان کی ممبری میں سنہ ۱۹۴۹ میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۹۵۲ تک ان ریپبلکوں میں پارٹی کافی حد تک بڑھ گئی۔ اور ان کا تناسب بھی کل قومی تناسب کے قریب پہنچ گیا۔

حالانکہ یہودی پارٹی ممبری کے سلسلے میں گزشتہ چند سالوں کی تعداد موجود نہیں ہے۔ لیکن جنگ کے بعد پردیسی بے اصلوں' کے خلاف چلائی جانے والی مہم جس کا رخ خاص طور یہودیوں کے خلاف تھا، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۳۰ میں یہودیوں کے خلاف پارٹی میں جو انداز اپنایا گیا تھا۔ وہ اب کافی تیز ہوگیا ہوگا۔

جنگ کے سالوں کے دوران پارٹی نے اپنے نوجوان روپ کو برقرار رکھا۔ پارٹی میں سرخ فوج کے سپاہیوں کے بڑی تعداد میں داخلے کے اثر سے پارٹی ممبروں کی اوسط عمر میں کافی کمی ہوئی۔ سنہ ۱۹۴۶ تک کل پارٹی ممبروں میں ۱۸٫۳ فی صدی افراد پچیس سال سے کم عمر کے

تھے۔ جبکہ جنگ سے پہلے یہ شرح صرف ۹ء۸ فی صدی تک
پہنچی تھی۔ سنہ ۱۹۴۶ میں ایسے ممبروں کی شرح جو پچیس ۲۵ سال سے
کم عمر کے تھے۔ ۶ء۴۳ فی صدی تک پہنچ گئی تھی (۶۳)

حالانکہ پارٹی ادنیٰ ممبروں کی تعداد کے
اعتبار سے نوجوان ہی تھی۔ لیکن اس کے اعلیٰ ممبروں
اور رہنماؤں کی عمر کا تناسب کچھ بڑھ ہی رہا تھا۔ سنہ ۱۹۲۹ کی
اٹھارویں کانگریس میں ووٹ کے حق دار مندوبین میں
۱۵ء۹ فی صدی ۲۵ سال سے کم عمر کے تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۵۲ کی
انیسویں کانگریس میں صرف ۹ء۵ فی صدی مندوبین اس عمر
کے تھے۔ سنہ ۱۹۲۹ میں ووٹ کے حق دار مندوبین میں سے
۳۲ فی افراد ایسے تھے۔ جن کی عمر چھتیس سے چالیس سال کے
درمیان تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۵۲ میں اس درمیانی عمر کے مندوبین کی
۱۷ء۷ فی صدی رہ گئی تھی۔ سنہ ۱۹۵۲ میں ۴۱ء۱ فی صدی مندوبین
چالیس اور پچاس کی درمیانی عمر کے تھے جب کہ سنہ ۱۹۲۹ میں
یہ گروپ صرف ۱۵ء۵ فی صدی تھا۔ اسی طرح پچاس
سال اور پر والے مندوبین کی شرح سنہ ۱۹۵۲ میں ۱۵ء۳ فی
صدی تھی۔ جب کہ سنہ ۱۹۲۹ میں صرف ۳ فی صدی مندوبین
اس عمر سے تعلق رکھتے تھے ۶۴۔

پارٹی ممبروں میں علمی استعداد بہرحال بڑھتی
رہی۔ سنہ ۱۹۴۷ میں پارٹی میں ۴،۰۰،۰۰۰ ایسے ممبر تھے جو اعلیٰ
سندیں رکھتے تھے (۶۵)۔ یہ شرح سنہ ۱۹۲۹ کی ۸ء۵ فی صدی کے
مقابلے میں ۶ء۳۲ فی صدی تھی۔ سنہ ۱۹۴۷ میں تقریباً ۱۲،۰۰،۰۰۰
یا ۲۰ء۵۴ فی صدی ممبر ایسے درج تھے، جو ثانوی تعلیم
حاصل کر چکے تھے (۶۶)۔

اس کے مقابلے میں سنہ ۱۹۲۹ء میں یہ شرح ۱۲ء۴ فی صدی تھی۔ پارٹی کے اوپری حصے میں یہ ترقی اور بھی زیادہ نظر آتی ہے۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں اٹھارویں پارٹی کانگریس میں صرف ۲۶ء۵ فی صدی مندوبین اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے (۶۷)۔

انیسویں پارٹی کانگریس میں ۱۱۹۲ ووٹ کے حق دار مندوبین میں سے ۷۰۹ یا ۵۸ فی صدی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ ان ۷۰۹ اعلیٰ تعلیم یافتہ مندوبین میں سے ۲۸۲ انجینئر تھے (۶۸)۔

اس سے نئی سوویت تکنیکی نسل کے پارٹی کے اندرونی حلقوں میں داخلے کا اندازہ ہوتا ہے (۶۹)۔

اسٹالن حکومت کے آخری حصے میں سوویت سوسائٹی کے بہت سے حصوں کے ساتھ پارٹی کے خدوخال بھی ایک حد تک کافی سخت ہو چکے تھے۔ بہت تھوڑے سے نئے افراد داخل کئے جا رہے تھے۔ اور تعداد کے اعتبار سے "ترقی" کی طرف بہت کم توجہ باقی رہ گئی تھی۔ پارٹی کے سماجی ڈھانچے کو وسعت دینے کی کوششوں کے باوجود، جن میں ممتاز قسم کے مزدوروں اور اجتماعی کسانوں کو پارٹی میں داخل کیا گیا، پارٹی میں انتظامیہ، انجینئری اور تکنیکی دانشوروں کے زمرہ سے متعلق افراد کو ہی پارٹی کا مضبوط ترین جزو یا مرکزی نکتہ کہا جا سکتا تھا۔ پارٹی میں دیہی نمائندگی میں وسعت ضرور پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اب بھی اسے شہری نمائندگی کی برابر آنے کے لئے بہت مدت درکار تھی۔ جنگ کے بہت سے اثرات میں سے ایک خاص اثر یہ تھا کہ پارٹی میں عورتوں کو زیادہ مواقع حاصل ہوئے۔ جنگ سے پہلے کے عرصے کے مقابلے میں اس زمانے میں پارٹی کے نسبتاً نچلے آلۂ کار میں

عورتوں کی نمائندگی میں مخصوص اضافہ نظر آیا۔

جنگ کے زمانے میں سرخ فوج میں نوجوانوں کی زبردست اور عام بھرتی کے نتیجے میں پارٹی کے عام ممبروں میں مجموعی طور پر نئے خون کا اضافہ ہوا۔ لیکن پارٹی کے رہنما حلقے میں عمریں اور بڑھیں۔ پارٹی میں علمی استعداد میں متواتر اضافے کا رجحان جاری رہا ہے۔ پارٹی کی قومی لسانی ساخت تقریباً وہی رہی جو پہلی دہائی میں موجود تھی، جس میں عظیم روسی اور ٹرانس کاکیشیا کے علاقوں میں ممبری میں اندراج کی شرح زیادہ تھی۔ اور مرکزی ایشیائی ریپبلکن، بیلوروس، یوکرین اور کچھ نو مقبوضہ خطے اس میں بہت پیچھے نظر آتے تھے۔

اسٹالن کے بعد کے رجحانات

اسٹالن کی موت سے پارٹی کی ممبری پالیسی میں تبدیلی کے سلسلے میں کچھ راہیں ہموار ہوئیں۔ اس کوشش میں کہ یہ اپنے رشتوں کو عوام میں کسی قدر مضبوط اور مستحکم کرلیں، نئے رہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ پارٹی کو بھی وسعت دی جائے اور اس کی سماجی بنیادوں میں بھی پھیلاؤ پیدا کیا جائے۔ ۱۹۵۴ء سے پارٹی کے پھیلاؤ پر زور بڑھنا شروع ہوا۔ انیسویں اور بیسویں پارٹی کانگریسوں کے درمیان ساڑھے تین سال عرصے میں تقریباً ۲۶۰،۰۰۰ نئے ممبر پارٹی میں بھرتی کئے گئے (۷۰)۔ فروری ۱۹۵۶ء میں بیسویں کانگریس اور اکتوبر ۱۹۶۱ء میں منعقدہ بائیسویں کانگریس کے درمیان لگ بھگ ۲۵،۰۰،۰۰۰ ممبروں اور امیدواروں سے زیادہ افراد پارٹی میں داخل ہوئے (۷۱)۔

بائیسویں کانگریس کے موقع پر پارٹی کے ممبروں کی کل تعداد ۸۸،۷۲،۵۱۶ ممبر اور ۸،۴۳،۴۸۹ اُمیدواروں پر مشتمل تھی (۷۲). جو اس وقت تک کی تاریخ کا سب سے اونچا نکتہ تھا۔ پارٹی کی سماجی ساخت کو وسیع کرنے کے فیصلے نے ایک مہم کا روپ اختیار کر لیا۔ سنہ ۱۹۵۴ تک کے دور میں جب داخلے پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد تھیں، سفید پوش کارکنوں کے داخلے پر پہلے سے کہیں زیادہ ترجیح دیئے جانے کے رجحانات نظر آتے تھے۔ مثال کے طور پر بیلوروس میں اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ اور جنوری سنہ ۱۹۵۴ کے درمیان پارٹی کے اُمیدواروں میں سے ۴۷.۵ فی صدی ملازم پیشہ افراد تھے جو سنہ ۱۹۵۲ کے ابتدائی نصف میں صرف ۱۲.۵ فی صدی تھے۔ (۷۳)۔ لیکن اب اس انداز کو بالکل پلٹ دیا گیا۔ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۵۴ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے نئے رُخ کا اعلان کیا۔ اس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہ سنہ ۱۹۵۳ میں صرف ۱۶،۶۲۰ اجتماعی کسان پارٹی میں داخل کئے گئے ہیں اور تمام اجتماعی فارموں میں تین چوتھائی بنیادی پارٹی اکائیاں اور ۵۵۵ دیہی ضلعوں کی کمیٹیاں اس سال کے دوران ایک بھی اجتماعی کسان کو داخل کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ خروشچیف نے اعلان کیا "بہت سے رائیکوم اجتماعی کسانوں کو پارٹی میں داخل کرنے کے سلسلے میں بالکل دلچسپی نہیں لیتے۔ یقینی طور پر گذشتہ چند سالوں میں پارٹی نے داخلے کے سلسلے میں پابندیوں کی پالیسی کو اپنایا اور اس پر زور دیا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل آگے رہنے والے اور ممتاز اجتماعی کسانوں کی بھرتی کو بھی

بالکل ہی روک دیا جائے .... اس کمزوری کو ختم کیا جانا چاہیئے" (۷۴)۔

نئی پالیسی کی وضاحت بیسویں پارٹی کانگریس میں اُس وقت اور پوری طرح ہوئی، جب سوسلوو نے پارٹی تنظیمی کاموں پر خاص اور اہم ترین تقریر کی۔ اپنی تقریر کے دوران اصرار کیا" پارٹی تنظیموں کے لئے ضروری ہے ..... کہ وہ نئے داخلوں میں اجتماعی فارموں میں مزدوروں کا تناسب بنیادی طور پر بڑھائیں" (۷۵)۔

ان نئی ہدایتوں کا اثر بھی جلدی ہی نظر آنا شروع ہو گیا۔ ۱۹۵۵ء میں روسی جمہوریہ کی پارٹی میں کل اُمیدوار داخلوں میں ۴۳،۲ فی صدی مزدوروں کی نمائندگی تھی، ۱۷،۵ فی صدی اجتماعی کسانوں کی اور ملازمین ۴۶ فی صدی تھے۔ ۱۹۵۷ء میں یہ تناسب کافی حد تک بدل گیا تھا نئے امیدواروں میں ۴۰،۸ فی صدی مزدور تھے۔ ۳۲ فی صدی اجتماعی کسان اور ملازمین ۲۷،۸ فی صدی تھے۔ ۱۹۵۸ء کے پہلے نو مہینوں کے دوران نئے داخلوں میں مزدور حصّہ ۵۵ فی صدی تک پہنچ گیا، جن میں سے آدھے افراد کو جسمانی مزدوری سے متعلق دکھلایا گیا تھا (۷۶)۔

دوسری یونین ریپبلکوں میں بھی اسی قسم کی تبدیلیوں کے اثرات نظر آئے۔ مثال کے طور پر ۱۹۵۷ء میں یوکرینی پارٹی میں نئے داخلوں میں مزدور اور اجتماعی کسان مجموعی طور پر ۶۵ فی صدی سے بھی زیادہ کے حصّے دار تھے (۷۷)۔ اُن افراد میں جو بیسویں اور بائیسویں پارٹی کانگریسوں کے درمیانی عرصے میں پارٹی میں داخل کئے

گئے ۷ء۰۴ فی صدی مزدور تھے، اجتماعی کسان ۷ء۲۳ فی صدی، ملازمین ۲۵ء۶ فی صدی اور طالب علم ۱ فی صدی تھے (۷۸)۔

حالانکہ داخلوں کے سلسلے میں حالیہ پالیسی میں عوام سے دور ہو جانے کے خدشات پر تشویش کا احساس مزدور نظر آتا ہے۔ لیکن اب بھی "ممتاز" مزدوروں اور اجتماعی کسانوں کے داخلے پر ہی زور دیا جاتا اور مزدوروں اور اجتماعی کسانوں دونوں کی تعریف ہی کچھ اس حد تک لچک دار کر دی گئی کہ اس میں بہت سے فورمین، پروپیگنڈہ اور انتظامیہ کے ایسے افسران اور مخصوص میدانوں کے ماہرین شامل ہو جاتے ہیں، جو بذات خود جسمانی مزدوری میں شریک نہیں ہوتے۔

داخلے کے سلسلے میں پارٹی کی ساخت کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں نئی ہدایات کے اثرات کسی قدر مبالغے کے ساتھ پیش کیا جانا بھی ممکن ہے۔ پارٹی میں مزدوروں اور اجتماعی کسانوں کے داخلے میں تیزی پیدا کرنے کے باوجود پارٹی کے اعداد و شمار سے بھی اظہار ہوتا ہے کہ جنوری ۱۹۵۶ء سے جولائی ۱۹۶۱ء کے درمیانی عرصے میں اجتماعی فارموں کا گروپ ۱۷ء۱ سے صرف ۱۷ء۵ فی صدی تک ہی بڑھ سکا۔ اور مزدوروں کا حصہ ۳۲ء۰ سے بڑھ کر ۳۴ء۵ فی صدی ہی ہو پایا (۷۹)۔

اسی عرصے میں "ملازمین اور دیگر" ممبروں کی تعداد میں جو گراوٹ نظر آئی (۸۰)۔

اس سے دھوکا بھی ہو سکتا ہے کیمونسٹ پارٹی کے اعداد و شمار میں سماجی حد و بندی آج کل پارٹی

میں داخلے کے وقت اس کے پیشے کے اعتبار سے متعین کی جاتی ہے۔ اور مزدور یا اجتماعی کسانوں کے زمرے سے متعلق داخل ہونے والے افراد میں سے ایک خاصہ بڑا حصہ خود پارٹی کی ممبری کی بنیاد پر ہی انتظامیہ عہدوں پر منتقل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ تازہ طور پر اس پشدتم کا جھکاؤ پارٹی میں عوامی بنیادوں کی توسیع کی طرف ہی نظر آتا ہے۔ لیکن اب بھی پارٹی کی ساخت میں انتظامیہ، مینیجری اور تکنیکی دانشور زمرے کے افراد کا ہی غلبہ نظر آتا ہے۔ اور خاص طور پر اہم اور ممتاز حیثیتوں اور عہدوں پر ان کا غلبہ زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

حالانکہ اب بھی پارٹی کا خاص جماؤ شہری صنعتی مراکز میں ہی زیادہ ہے۔ لیکن دیہی پارٹی کی طاقت کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں خروشچیف کی جد جہد کو بھی کسی حد تک ضرور کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

۱۹۵۳ء میں اجتماعی فارموں میں کمیونسٹوں کی کل تعداد ۹,۳۰,۰۰۰ تھی۔ ۵۵-۱۹۵۴ کے درمیان تقریباً ایک لاکھ شہری کمیونسٹوں کو دیہی علاقوں کی طرف منتقل کیا گیا۔ اور اجتماعی کسانوں کو بھرتی کرنے کے سلسلے میں تاکیدی ہدایات پر بھی عمل شروع ہو گیا۔ پہلی جنوری ۱۹۵۶ء تک کمیونسٹ اجتماعی کسانوں کی تعداد ۱۱,۶۰,۰۰۰ تک پہنچ گئی، اور پہلی جولائی ۱۹۶۱ء تک ۳,۰۰,۰۰۰ مزید ممبر شامل ہو گئے۔ لیکن ان میں سے بہت سے افراد مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں سے اس طرف منتقل ہوئے تھے(۸۱)۔

اسی تاریخ کو سرکاری فارم تنظیموں نے بھی ۵,۷۷,۸۰۰ ممبروں کی تعداد کا دعویٰ کیا، جو

پہلی جنوری ۱۹۶۱ء سے اب تک پانچ گنا اضافہ تھا۔ اور اس سے "اچھوتی زمینوں" پر کھیتی باڑی کے پھیلاؤ اور اجتماعی فارموں کے سرکاری فارموں میں منتقل ہونے کا بھی اظہار ہوتا تھا(۸۲)

گوشوارہ نمبر ۱۰ سوویت یونین کمیونسٹ پارٹی کی ٹیرٹیوریل پارٹی تنظیموں میں پیشہ ورانہ تقسیم یکم جولائی ۱۹۶۱ء

پیشہ	فی صدی شرح
صنعت اور تعمیرات	۳۴٫۵
زراعت اور جنگلات	۲۳٫۳
ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل	۹٫۲
سامان اور تکنیکی اشیاء کی فراہمی اور فروخت، تجارت اور عوامی غذائی تقسیم	۵٫۴
تعلیم، سائنس، صحت عامہ	۱۵٫۶
حکومت اور معاشی شعبوں اور پارٹی اور عوامی تنظیموں کے اعلیٰ کار	۱۰٫۸
آبادی کے مختلف حصوں کی معاشیات اور دوسری شاخیں	۲٫۲
	۱۰۰٫۰

ماخذ: پارٹی نا یا ژزن نمبر ۱، ۱۹۶۲ء، صفحہ ۵۰ (روسی زبان میں)

جیسا کہ اُمید کی جا سکتی ہے، سوئیت سوسائیٹی میں متواتر صنعتی ترقی کے نتیجے میں شہری صنعتی مراکز میں پارٹی ممبری کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے ------- مندرجہ بالا گوشوارہ نمبر ۱۰ میں قومی معاشی ڈھانچے میں ٹیرٹیوریل درجے پر پارٹی تنظیموں میں کمیونسٹوں کی تقسیم دکھلائی گئی ہے۔

فروری ۱۹۵۶ء اور جولائی ۱۹۶۱ء کے درمیان صنعت، ذریعے آمد و رفت اور رسل رسائل میں کمیونسٹوں کی تعداد ۸,۷۶,۰۰۰ بڑھ گئی، خاص طور پر تکنیکی دانشور وزمرے میں اہم اضافہ ہوا۔ یہ گوشوارہ نمبر ۱۱ میں بتایا گیا ہے۔ یکم دسمبر ۱۹۶۰ء تک کل ۸۷,۸۴,۰۰۰ ایسے افراد میں سے جن کو سوئیت معاشیات میں مختلف ماہرین کے زمرے میں شمار کیا جاتا تھا ۲۴,۹۵,۰۰۰ پارٹی ممبر تھے (۸۲)۔

گوشوارہ نمبر ۱۱، سوویت یونین کمیونسٹ پارٹی میں ملازم زمرے کی تقسیم، ۶۱-۱۹۵۶ء

ملازم زمرہ	یکم جنوری ۱۹۵۶ء تعداد	یکم جنوری ۱۹۵۶ء فی صد	یکم جنوری ۱۹۶۱ء تعداد	یکم جنوری ۱۹۶۱ء فی صد
کل ملازمین	۳۴،۱۰،۲۰۰	۱۰۰	۴۲،۲۴،۰۰۰	۱۰۰
تنظیموں، اداروں، معاشی اداروں، تعمیراتی پروجیکٹوں سرکاری فارموں، مرمتی اور تکنیکی اسٹیشنوں اور ان کے سب ڈویژنوں کے سربراہ	۴،۸۰،۸۵۲	۱۴٫۱	۴،۳۰،۸۵۲	۱۰٫۲
انجینئر، تکنیکی ماہرین، زرعی ماہرین، ماہرین معاشیات اور تعمیری ماہرین	۶،۸۵،۴۷۰	۲۰٫۱	۱۲،۳۳،۴۴۸	۲۹٫۲

سرکاری خدمات کا عملہ، تعلیم، صحت عامہ، فنون لطیفہ اور ادب	۶،۴۱،۱۲۶	۱۸،۸	۹،۰۸،۱۴۰	۲۱،۵
تجارت اور عوام کے غذائی فراہمی کا عملہ	۱۴،۱۰،۲۸۳	۴،۷	۲،۰۶،۹۷۶	۴،۹
، معائنے کا عملہ، محاسبی اور کلرک کی خدمات	۴،۵۰،۱۴۰	۱۲،۲	۵،۰۲،۶۵۶	۱۱،۹
دیگر ملازمین، رسل و رسائل خدمات وغیرہ	۹،۹۲،۳۹۷	۲۹،۱	۹،۴۱،۸۵۲	۲۲،۲

ماخذ: پارٹنا یاژزن، ایضاً، صفحہ ۴۸۔

دوسری عالمی جنگ اور اس کے بعد کے ابتدائی
چند سالوں کے دوران پارٹی میں عورتوں کے داخلے میں جتنی
تیزی سے اضافہ ہوا تھا، وہ اب کم ہو گیا۔ لیکن تعداد بڑھتی گئی۔ اور پہلی
جنوری سنہ ۱۹۵۶ کو یہ تعداد ۱۴،۱۴،۴۵۶ تک اور اکتوبر سنہ ۱۹۶۱ میں
۱۸،۹۸،۷۵۹ تک پہنچ گئی۔ لیکن پارٹی میں ان کا تناسب کم و بیش
ایک جگہ پر قائم رہا۔ جو پارٹی کی ممبری کی کل تعداد کا لگ بھگ پانچواں
حصہ تھا۔ (۸۴)۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پارٹی کے درجاتی زینے
پر عورتیں آہستہ آہستہ نسبتاً زیادہ ذمے دار جگہوں پر پہنچی ہوئی نظر
آئیں۔ بائیسویں کانگریس میں ووٹ دینے کا حقدار مندوبین میں
۲۲،۳ فی صدی عورتیں تھیں۔ جب کہ اکیسویں پارٹی کانگریس میں
ان کی شرح ۱۷،۲ فی صدی بیسویں کانگریس میں ۱۴،۲ فی صدی اور
انیسویں کانگریس میں صرف ۱۲،۳ فی صدی تھی۔ جون سنہ ۱۹۵۷ میں
مادام فورت سیوا کے پریسیڈیم کی مکمل ممبری پر تقرری ایک
ایسا پہلا موقع تھا، جب کسی عورت نے اتنی عظیم الشان جگہ
حاصل کی تھی۔ حالانکہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۱ میں اپنی اس حیثیت سے
محروم ہونا پڑا تھا۔ حالانکہ فورت سیوا کو عارضی طور پر یہ اعزاز
مرور بخش دیا گیا تھا۔ لیکن پارٹی کی اعلیٰ کادسلوں میں عورتیں
شاذ و نادر ہی نظر آتی تھیں۔ بائیسویں پارٹی کانگریس میں جو
مرکزی کمیٹی منتخب کی گئی، اس میں صرف چودہ عورتیں
شامل تھیں۔ جن میں چھ مکمل ممبر کی خدمات انجام دے رہی
تھیں اور آٹھ متبادل ممبر تھیں۔
پہلی جولائی سنہ ۱۹۶۱ کو پارٹی میں مختلف قومی
لسانی گروپوں کی طاقت کو گوشوارہ (۱۲) میں دکھلایا گیا ہے۔
جیسا کہ اس گوشوارہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پارٹی میں روسی،
جارجیائی، اور آرمینیائی افراد نسبتاً زیادہ نمائندگی رکھتے ہیں۔

گوشوارہ نمبر ۱۲، سوویت یونین کمیونسٹ پارٹی کی قومی لسانی ساخت، یکم جولائی ۱۹۶۱ء

قومیت	پارٹی میں تعداد	پارٹی میں فی شرح	کل آبادی میں تعداد (مردم شماری)	یکم جولائی ۱۹۶۱ء آبادی میں فی شرح
روسی	۶۱,۱۶,۷۰۰	۶۳٫۳	۱۱,۴۱,۱۴,۰۰۰	۵۴٫۵
یوکرینی	۱۴,۱۲,۲۰۰	۱۴٫۷	۳,۷۲,۵۳,۰۰۰	۱۸٫۰
بیلوروسی	۲,۸۷,۰۰۰	۳٫۰	۷۹,۱۳,۰۰۰	۳٫۸
ازبک	۱,۴۲,۷۰۰	۱٫۵	۶۰,۱۵,۰۰۰	۲٫۹
قزاق	۱,۴۹,۲۰۰	۱٫۶	۳۶,۲۲,۰۰۰	۱٫۷
جارجیائی	۱,۷۰,۴۰۰	۱٫۸	۲۶,۹۲,۰۰۰	۱٫۳

آذربائیجانی	۱,۰۶,۱۰۰	۱۱ر۱	۳۹,۴۰,۰۰۰	۴ر۱
ایستھوانیائی	۴۲,۸۰۰	۴۴ر	۲۳,۲۶,۰۰۰	۱ر۱
مولڈاویائی	۲۶,۷۰۰	۲۷ر	۲۲,۱۴,۰۰۰	۱ر۱
کرغیزی	۲۷,۳۰۰	۲۸ر	۹,۶۹,۰۰۰	۷ر
لاٹویائی	۲۳,۹۰۰	۲۵ر	۱۴,۰۰,۰۰۰	۵ر
تاجیکی	۲۲,۷۰۰	۲۵ر	۱۳,۹۷,۰۰۰	۷ر
آرمینیائی	۱,۶۱,۲۰۰	۱۷ر۱	۲۷,۸۷,۰۰۰	۴ر۱
ترکمانی	۲۷,۳۰۰	۲۸ر	۱۰,۰۲,۰۰۰	۵ر
ایستھونیائی	۲۴,۴۰۰	۲۶ر	۹,۸۹,۰۰۰	۵ر
کل ممبر اور امیدوار	۹۶,۲۶,۷۰۰	۱۰۰		

ماخذ: پارٹی نایا ژزن، ایضاً صفحہ ۴۹ (روسی زبان میں)

جن قومیتوں کی نمائندگی آبادی کے تناسب کے اعتبار سے نسبتاً کم تھی ان میں مولڈاویائی، لیتھوانیائی، ازبیکی، تاجیکی، کرغیزی اور ترکمانی گروپ شامل تھے۔ گذشتہ چند سالوں میں اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ان قومی ریپبلکوں میں سے کچھ میں پارٹی تنظیموں کو مضبوط کیا جائے۔ پہلی جنوری ۱۹۵۷ء اور پہلی اکتوبر ۱۹۶۱ء کے درمیان، جب کہ پارٹی کی کل ممبری تقریباً ایک تہائی حد تک بڑھی، بہت سی ریپبلکوں میں پارٹی تنظیموں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ یوکرین میں ۵۹ فی صدی، بیلوروس میں ۵۵ فی صدی، لیتھوانیا میں ۵۴ فی صدی، مولڈاویا میں ۵۰ فی صدی، تاجیکستان میں ۴۹ فی صدی، ازبیکستان ۴۸ فی صدی اور کرغیزیا میں ۴۲ فی صدی (۸۵)۔

اور دوسری طرف آرمینیائی، جارجیائی علاقوں میں جو پارٹی کے مضبوط ترین گڑھ شمار کئے جاتے تھے پارٹی تنظیموں کی تعداد بالترتیب صرف ۲۲ فی صدی اور تیرہ ۱/۲ فی صدی تک ہی بڑھی۔ پارٹی میں اور زیادہ متناسب اور مختلف التنوع نمائندگی کے حصول کی ان کوششوں کے باوجود اب بھی کافی اہم حد تک فرق موجود ہے۔ جیسا کہ گوشوارہ نمبر ۱۳ سے ظاہر کیا ہے۔

گوشوارہ نمبر ۱۲، سوویت یونین ری پبلکوں میں آبادی اور کمیونسٹوں کا تناسب ۱۹۶۱ء

ری پبلک	آبادی جنوری ۱۹۶۱	پارٹی ممبر اور امیدوار اکتوبر ۱۹۶۱	فی ہزار آبادی
۱۔ آر ایس ایف ایس آر	۱۲،۰۵،۵۴،۰۰۰	۶۵،۳۴،۰۰۰	۵۴،۱۹
۲۔ یوکرین	۴،۲۰،۹۱،۰۰۰	۱۴،۴۷،۰۰۰	۳۳،۵۸
۳۔ قزاقستان	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰	۳،۶۶،۰۰۰	۳۵،۲۲
۴۔ ازبکستان	۸۶،۶۵،۰۰۰	۲،۳۹،۰۰۰	۲۷،۵۸
۵۔ بیلوروس	۸۲،۲۶،۰۰۰	۲،۴۳،۰۰۰	۲۹،۵۴
۶۔ جارجیا	۴۲،۰۰،۰۰۰	۲،۲۲،۰۰۰	۵۲،۸۵
۷۔ آذربائیجان	۳۹،۷۲،۰۰۰	۱،۶۰،۰۰۰	۴۲،۲۸
۸۔ مولڈادیا	۳۰،۴۰،۰۰۰	۶۳،۰۰۰	۲۰،۷۲
۹۔ لیتھوانیا	۲۸،۰۴،۰۰۰	۶۵،۰۰۰	۲۳،۱۸
۱۰۔ کرغیزیا	۲۲،۲۵،۰۰۰	۶۸،۰۰۰	۳۰،۵۶
۱۱۔ لاٹویا	۲۱،۴۲،۰۰۰	۷۶،۰۰۰	۳۵،۴۸
۱۲۔ تاجکستان	۲۱،۰۴،۰۰۰	۵۵،۰۰۰	۲۶،۱۴
۱۳۔ آرمینیا	۱۸،۹۳،۰۰۰	۸۸،۰۰۰	۴۶،۴۸
۱۴۔ ترکمانستان	۱۶،۲۶،۰۰۰	۴۹،۰۰۰	۳۰،۱۴
۱۵۔ ایسٹھونیا	۱۲،۲۱،۰۰۰	۴۱،۰۰۰	۳۳،۵۷
کل سوویت یونین	۲۱،۶۲،۰۰،۰۰۰	۹۷،۱۶،۰۰۰	۴۴،۹۳

ماخذ: پارٹی تایاٹزن، ایضاً، صفحہ ۴۴ (روسی زبان میں)

گوشوارہ نمبر۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسبتاً کمزور یونین ری پبلک پارٹی تنظیموں کو مضبوط کرنے کی تازہ ترین کوششوں کے باوجود بھی وہ علاقے جو ہمیشہ سے مضبوط تھے اب بھی مضبوط ہیں۔ اور جو روایتی طور پر کمزور تھے، وہ اب بھی ویسے ہی ہیں۔ روسی جمہوریہ جارجیا، اور آرمینیا زیادہ ممبری کی شرح پر اب بھی فخر کر سکتے ہیں۔ آذربائیجان پارٹی تنظیم ہمیشہ کی طرح اب بھی مضبوط ہے۔

دوسری طرف اس زینے کے نچلے درجے پر اب مولڈاویا اور ایستھونیا کے نام ہی آتے ہیں بیلوروسی پارٹی تنظیم آبادی کے تناسب سے کمزور ہے 'یوکرین پارٹی' ابھی تازہ ترین اٹھان کے باوجود اب بھی یو ایس ایس آر کے اوسط سے بہت کافی نیچے ہے۔ وسط ایشیا کے علاقے میں ازبیکی اور تاجیکی تنظیمیں سب سے پیچھے نظر آتی ہیں۔ لیکن ترکمان اور کرغیز تنظیموں میں ممبری کی شرح کچھ اونچی ہے۔ قزاقستان کی پارٹی تنظیم میں ممبری کی شرح نسبتاً کچھ اونچی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بہت سے روسی، اور غیر قزاقستانی افراد بہت بڑی تعداد میں اس علاقے میں تیز صنعتی ترقی اور "اچھوتی زمینوں کو زیر کاشت لائے جانے کے سلسلے میں باہر سے آ گئے تھے۔ اور پارٹی ممبر بن گئے تھے۔

حالانکہ ریپبلک کی پارٹی تنظیموں میں مقامی لسانی گروہوں کے افراد کی بھرتی بڑھ ضرور رہی ہے لیکن روسی پارٹی ممبروں کا حصہ اب بھی تناسب سے زیادہ ہے۔ اسی لئے سنہ ۱۹۵۸ میں منعقد ہونے والی بہت سی یونین ریپبلک کی پارٹی کانگریسوں میں سے مولڈاویائی کانگریس میں

شریک مندوبین میں سے تقریباً ایک تہائی روسی تھے۔ ترکمان کانگریس میں ۲۶ فی صدی اور ازبکستان کانگریس میں ۱۵ فی صدی مندوبین روسی تھے (۸۶)۔

حالانکہ تازہ طور پر یہ رجحان بھی نظر آیا ہے کہ مقامی رہنماؤں کو سامنے لایا جائے۔ لیکن نسبتاً کمزور ریپبلک تنظیموں میں روسی اب بھی اہم ترین عہدوں اور حیثیتوں پر قائم ہیں۔ پارٹی میں عمر کے تقسیم کے اعتبار سے آج اُسکی ساخت اتنی نوجوان نہیں نظر آتی، جتنی جنگ کے دوران اور اسکے فوراً بعد چند سالوں میں نظر آئی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں ۱۸.۳ فی صدی پارٹی ممبر پچیس سال سے کم عمر کے تھے۔ حالانکہ اس کے مقابلے کے لئے پورے یو ایس ایس آر کی پارٹی کی کوئی شرح موجود نہیں ہے۔ لیکن یوکرینی پارٹی جسے کافی حد تک نمائندہ یا نمونہ کہا جا سکتا ہے، اس میں پچیس سال سے کم عمر کا گروپ ۱۹۵۸ء میں کل ممبروں کا صرف ۴ فی صدی تھا۔ کم عمر گروپ میں اتنی زبردست تخفیف کے باوجود بھی پارٹی کے عام ممبر کافی نوجوان عمر سے متعلق تھے۔ ۱۹۵۸ء میں ۵۵ فی صدی سے زیادہ ممبر چالیس سال یا اس سے کم عمر کے گروپ میں آتے تھے (۸۷)۔

پارٹی کے معمر ہونے اور زیادہ تجربے کار افراد پر اس کے انحصار کے بڑھنے کا ایک اور عمومی اظہار پارٹی ممبروں کے پارٹی میں قیام کی مدت سے ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو گوشوارہ نمبر ۴

گوشوارہ نمبر۴ ممبروں کے پارٹی میں قیام کی مدت

پارٹی میں ممبر کی حیثیت سے سال	۱۹۵۲	۱۹۵۶	۱۹۶۱
دس سال یا دس سال سے کم	۴۶ فیصدی	۴۲ فیصدی	۴۰ فیصدی
گیارہ سال سے پچیس سال	۴۹ ″	۵۱ ″	۵۲ ″
پچیس سال سے زیادہ	۵ ″	۷ ″	۸ ″
	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

ماخذ: پارٹی ناپاژزن، ایضاً، صفحہ ۴۹ (روسی زبان میں)

بائیسویں کانگریس اکتوبر ۱۹۶۱ء کے موقع پر ۷ء۶ فی صدی یا کل ممبروں کے ایک تہائی ممبر ایسے تھے جو سوویت حکومت میں ہی پیدا ہوئے اور اسی دور میں پلے بڑھے تھے (۸۸)۔

کم و بیش یہی رجحان رہنماؤں کے درجے پر بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ بائیسویں کانگریس تک پرانے بالشویک اور خانہ جنگی آزمودہ کار افراد بہت تیزی سے غائب ہوتے جا رہے تھے۔ ووٹ کے حقدار مندوبین میں صرف بیالیس افراد ایسے تھے جو پارٹی میں اکتوبر انقلاب سے پہلے داخل ہوئے تھے۔ اور صرف ۱۲ء۳ فی صدی وہ افراد تھے جو خانہ جنگی کے ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۱ء دور میں ممبر بنے تھے۔ ووٹ کے حقدار مندوبین میں دو تہائی سے زیادہ لوگ پارٹی کے حلقے میں ۱۹۴۱ء میں یا اس کے بھی بعد میں کبھی شامل ہوئے تھے (۸۹)۔

جیسا کہ ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے، جلد ہی پارٹی میں ایسے افراد کی اکثریت ہو جائے گی جن کے لئے دوسری عالمی جنگ کا دور ہی وہ حصہ ہوگا جسے وہ کوئی پہلا اور معنی خیز سیاسی تجربہ کہہ سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ انقلاب سے کافی دور ہوں گے۔ اپنی فتح پر احساس فخر اور ایک گنجلک معاشیات کے انتظام میں ان کا انہماک اتنا نہ ہوگا جتنا ان سے پہلی نسلوں میں ہو سکتا تھا۔

پارٹی ممبروں کی علمی استعداد اسٹالن کے بعد کے دور میں متواتر بڑھتی رہی ہے۔ ایسے پارٹی ممبروں اور اُمیدواروں کا تناسب، جو ثانوی تعلیم مکمل کر چکے تھے،

یا اس سے آگے بڑھ چکے تھے ۔ جنوری ۱۹۵۶ء میں ۷۔۳ فی صدی سے بڑھ کر پہلی جنوری ۱۹۶۱ء کو ۷۔۲۲۷،۶۔۷۔۳۰۳ ہو گئی تھی (۹۰)۔
پارٹی کے آلۂ کار میں بھی یہی رجحان دیکھا جا سکتا تھا لیکن اس بات کی شعوری کوشش کے نتیجے میں کہ اسٹالن کے بعد منعقد ہونے والی کانگریسوں میں اجتماعی کسانوں اور مزدوروں کی شرکت اور شمولیت کو خاص طور سے بڑھایا جائے اعلیٰ تعلیم یافتہ مندوبین کی فی صد شرح جو انیسویں پارٹی کانگریس میں ۵۹،۵ فی صدی تھی گھٹ کر بائیسویں کانگریس میں ۵۲،۵ فی صدی رہ گئی۔ (۹۱)۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مندوبین میں سب سے بڑا واحد گروپ انجینروں پر ہی مشتمل تھا۔
پارٹی کی ممبری پارٹی کی مضبوطیوں اور کمزوریوں کا ہی اظہار کرتی ہے۔ تیسری دہائی کے آخری حصے میں اپنے بنیادی حصے میں تکنیکی انتظامیہ کے نئے دانشور زمرے کو داخل کرنے سے پارٹی کے عام اور معمولی ممبروں میں اس کی حیثیت میں نسبتاً کمزوری پیدا ہونے کا میلان پیدا ہوا۔ اور اس سے پیداواری میدان سے دور ہو جانے یا کٹ جانے کا بھی خدشہ بڑھا۔
تازہ طور پر ممتاز قسم کے مزدوروں کی بھرتی پر جو زور نظر آتا ہے اس سے اس کوشش کا اظہار بخوبی ہو جاتا ہے کہ تمام سماجی اور پیشہ ورانہ گروپوں میں سے ایک مناسب نمائندگی حاصل کر کے پارٹی میں ایک توازن پیدا کر لیا جائے۔ پارٹی میں داخلے کے سلسلے میں تازہ ہدایات کے باوجود معمولی مزدوروں اور کسانوں میں پارٹی ممبری اب بھی کافی کم ہے۔ اور ایک معمولی اجتماعی مزدور خود کارخانے کے مزدوروں کے مقابلے میں بھی پارٹی کے چیدہ افراد کے حلقے سے باہر ہی نظر آتا ہے۔

حالانکہ پارٹی نے عورتوں میں اپنی حیثیت نسبتاً زیادہ مضبوط ضرور کر لی ہے۔ لیکن عورتیں پارٹی کے کاموں میں جتنا حصہ حقیقت میں لیتی ہیں وہ بہت محدود ہے۔ اور مرکز سے دور دراز علاقوں جیسے وسط ایشیا وغیرہ میں یہ اب بھی پارٹی امور میں کافی حد تک غیر متحرک ہی نظر آتی ہیں۔ قومیت کے اعتبار سے پارٹی میں جو کمزوریاں اب بھی موجود ہیں وہ عظیم روسی، جارجیائی، اور آرمینیائی تنظیموں کی مضبوطی کو متوازن کرنے کے لئے کافی ہیں۔ مولڈاویا، لیتھوانیا اور بیلوروس اب بھی علاقے کہے جا سکتے ہیں جس سے اُن حصوں کے دیہی علاقوں میں کمیونسٹ تحریک کی رسائی کی سست رفتار کا احساس ہوتا ہے۔ جو دوسری جنگ کے ساتھ حاصل کئے گئے ہیں۔

حالانکہ وسط ایشیائی ری پبلکوں میں گزشتہ سالوں میں پارٹی ممبری میں توسیع ہوئی ہے۔ قزاخستان کو چھوڑ کر یہ علاقے بھی کمیونسٹ حلقۂ اثر کے کمزور حصوں کی نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے صنعتی مراکز سے جتنا بھی دور ہو جائیں اور ان سے جتنے بھی افتادہ سرحدی قومی علاقوں اور زرعی علاقوں کی طرف بڑھتے جائیں، پارٹی کی گرفتیں اتنی ہی کمزور اور بے اثر ہوتی نظر آتی ہیں۔

ممبری کے سلسلے میں پارٹی کی پالیسی ایک ایسا مسئلہ پیدا کرتی ہے جس کو حل کر لینا آسان نہیں ہے۔ سوویت سوسائیٹی میں ایک مضبوط ترین اور غالب طاقت کی حیثیت سے پارٹی انتظامیہ اور حکومت کے کاموں کی ذمے داری کو موثر طور پر صرف اسی صورت میں پورا کر سکتی ہے جب یہ اپنے ساتھ نوعمر نسل کے اعلیٰ ترین

تعلیم و تربیت یافتہ حصے کو اپنے ساتھ شامل کرے۔ حکومت چلانے والے ایک مخصوص اور چیدہ جوہر کو مستحکم اور مضبوط کرتے ہوئے پارٹی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ سوویت سوسائٹی کے اٹھتے ہوئے حصے کو ساتھ لے جس میں انجینئر، تکنیکی ماہرین، کارخانوں کے منیجر، حکومت کے افسر اور نئے تکنیکی انتظامیہ اور ثقافتی دانشور زمرے کے دوسرے نمائندے شامل ہوں۔ اور چونکہ پارٹی کی اپنی طاقت کا انحصار صرف انہی گروپوں کی حمایت اور شمولیت حاصل کر لینے پر ہوتا ہے۔ اس لئے پارٹی کو مزدور اور کسان عوام سے دور ہوتے رہنے اور کٹ جانے کے خطرات بھی کسی حد تک برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ انہی خطرات کے پیش نظر گذشتہ چند سال کے عرصے میں پارٹی نے ہر قسم کے مزدوروں اور اجتماعی کسانوں کو پارٹی میں داخل کر کے اپنی بنیادوں کو وسیع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک عملی جوہر کی حیثیت سے پارٹی کی بقاء کا انحصار اس کی اس صلاحیت اور قابلیت پر ہی ہے کہ یہ ایک طرف رہنما کارکردگی اور دوسری طرف عوامی حمایت کے درمیان کسی حد تک توازن برقرار رکھے۔

نواں باب

کومسومول

سوویت نوجوان نسل

نوجوان کمیونسٹ لیگ یا کومسومول (Komsomol) اور اس کے بھی کم عمر نوخیزوں کی ملحقہ تنظیموں پائنیر (Pioneer) کے ذریعے حکومت کے رہنما اس بات کے لئے مستقل کوشاں رہتے ہیں کہ نوجوان نسل کی صلاحیت اور اس کی طاقت کو اپنے ساتھ لیکر آگے بڑھیں اور ان میں سے جوشیلے اور وفادار کارکنوں کو پارٹی کی اہم ذمے داریاں سنبھالنے کے لئے تیار کرتے رہیں چنانچہ اس وقت کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے افراد کی موجود ہے جنھوں نے ابتدائی تربیت نوخیز پائنیر اور کومسومول میں ہی حاصل کی تھی۔ تقریباً ایک کروڑ نوے لاکھ افراد جو کومسومول سے متعلق ہیں اور ایک کروڑ اسی لاکھ افراد جو نوخیز پائنیر تنظیموں سے تعلق رکھتے تھے آج ایک ایسی جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں سے وہ حکومت کے با اقتدار حلقے میں داخل ہونے کی امید کر سکتے ہیں[1] اور وہ عنصر بھی یہی ہے جس سے ممتاز اور آگے بڑھنے با اقتدار حلقے میں داخل ہو۔ کمیونسٹوں کا وہ حلقہ بھی چنا جاتا ہے جسے مستقبل میں اقتدار کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔

نوجوان نسل کو اپنے ساتھ شامل کیے رہنے اور اس کی ذہنی تربیت کے لئے اس جد و جہد کی کیا تاریخ رہی ہے؟ کس قسم کی تربیت اور ٹریننگ اس نوجوان نسل کو دی جاتی ہے؟ وہ قدریں کیا ہیں جو آج کے رہنما ان میں پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ محرکات کیا ہیں جن کے زیر اثر یہ نوجوان کومسومول سے تعلق پیدا کرتے ہیں؟ کومسومول تنظیم کیا ہوتی ہے؟ اس کے

ممبروں کے کیا کام ہوتے ہیں؟ نئی نسلوں کی یہ لہریں جو سماج میں داخل ہوتی رہتی ہیں یہ اس سوسائیٹی سے کس انداز سے ملحق ہوتی ہیں جس نے انھیں جنم دیا تھا؟ موجودہ حکومت پر قابض حلقے کے یہ کس حد تک وفادار ہیں؟ کیا کچھ موقعوں پر ان کی طرف سے بددلی اور کھچاؤ کا اظہار بھی ہو جاتا ہے اور اگر ایسا ہے تو کیا اس بددلی اور کھچاؤ نے کبھی موجودہ حکومت کے لئے کسی قسم کے خطرے کا احساس بھی پیدا کیا ہے۔ ان سوالوں کی فہرست پیش کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس سلسلے میں موجودہ مواد سے کوئی مکمل اور مستحکم جواب یا اس سے ملتی جلتی کوئی چیز بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ سوویت نوجوان نسل کے مزاج اور طبیعتوں کی وضاحت چند الفاظ میں ممکن نہیں ہے بجو داس موضوع کے لیے الگ ایک وسیع کتاب درکار ہے لیکن یہ بات ضرور صاف ہے کہ سوویت یونین کے پیچھے مقتدرین اور حامیوں کی تعلیم و تربیت میں کومسومول تنظیم اب بھی ایک بہت اہم حیثیت کی مالک ہے۔

کومسومول کی ابتدا اور اس کی نشو ونما

سوویت سوسائٹی میں مختلف نسلوں کے درمیانی فرق کا مسئلے کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس تاریخی پس منظر پر نگاہ ڈالی جائے جس میں اس کا جنم ہوا تھا۔ ہر نسل پر اپنے دور کے مختلف تجربات کے کچھ اثرات ہوتے ہیں اور اپنے وقت کی ایک کبھی نہ مٹنے والی چھاپ اس پر نظر آتی ہے۔ سوویت نوجوان نسل بلکہ پوری سوویت سوسائیٹی کی تاریخ ایک پریشان اور پراگندہ دور کی عجیب سی داستان ہے۔ انقلاب، خانہ جنگی، اور جنگی دور کی کیمونزم، جدید معاشی پالیسی، پنج سالہ منصوبے، اشتراکیت ۱۹۳۶ تا ۱۹۳۸ کی عظیم پارٹی صفائی، دوسری عالمی جنگ اور پھر اس کے بعد کے چند سالوں میں اس جنگ کے اثرات اور ان کا دباؤ۔ ان سب نے اپنے گہرے نشانات اس آنے والی نسل پر بہر حال چھوڑے ہیں۔ اس پورے دور میں زیادہ عرصہ ایسا رہا جس میں زندگی کسی نہ کسی بحرانی کیفیت سے دوچار رہی جس میں کچھ اصلی خطرات تو موجود تھے ہی لیکن کچھ ایسے مبہم خدشات بھی تھے جنھیں عموماً پیدا

کیا گیا تھا۔ نوجوان نسل سے ایسی توقعات اور ایسی مانگیں وابستہ رہیں جنھیں شاید انسان سے بھی کوئی بلند تر مخلوق پورا کر سکے۔ غیر معمولی مصالحت کا ایک لامتناہی سلسلہ، اور ایک مستقل کشمکش اور ذہنی اُلجھن کا دور اس زمانے کی خصوصیات تھیں۔ اس پراگندگی میں کام آجانے والوں کی تعداد بہت زیادہ رہی۔ اور انقلاب کے اس سیلاب میں، خود اس کے پیدا کرنے والے اور اس کے پیدا کئے ہوئے دونوں ہی کام آگئے۔ عام انقلابیوں کی طرح عوام سے بالکل قطع تعلق کر لینا چاہتے ہیں کمیونسٹ رہنماؤں نے بھی مکمل طور پر نوجوان نسل پر انحصار رکھا تا کہ اختراعات اور تبدیلیوں کی اس رفتار میں تیزی ہی پیدا ہوتی رہے لینن نے انقلاب سے بہت پہلے لکھا تھا "ہم تینتیس سال بڈھے دقیانوسی تھکے ماندے انقلابی مجمع کو چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ انقلابی جنھیں اب کچھ کچھ ہوش آچلا ہے سوشل جمہوریت پرست بدعتیوں سے لے کر اور آئینی جمہوریت پسند افراد تک، ہر حالت میں اس بات کے خواہاں ہیں کہ ہم ایک پارٹی رہیں جو نوجوانوں کی پارٹی ہو، اس طبقے کی پارٹی جس سے مستقبل وابستہ ہے (۲)۔ انقلاب سے پہلے بالشویکوں نے نوجوانوں کے لئے کوئی علیحدہ تنظیم نہیں بنائی تھی۔ اس کی وجہ بھی بالکل صاف تھی۔ پارٹی میں عام ممبر زیادہ تر نوجوان نسل سے ہی داخل کیے گئے تھے۔ ان کارکنوں کے ذریعے پارٹی نے نوجوان طالب علموں اور مزدوروں کے اُن حلقوں میں گھسنا اور ان پر اثر انداز ہونا شروع کیا جو ۱۹۰۵ کے انقلاب کے بعد کے چند سالوں میں وقتی جوش کے تحت اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ (۳) طالب علموں میں اس قسم کی تحریک کی ابتدا کے سلسلے میں ایک قرارداد ۱۹۰۲ میں روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی دوسری کانگریس میں لینن نے خود پیش کی تھی (اس وقت بالشویک اور مینشویک دونوں گروپ ابھی متحد ہی تھے۔) اس قرارداد کو اس سلسلے کی سب سے پہلی باقاعدہ کوشش کہا جا سکتا ہے۔ (۴) لیکن ۱۹۱۷ تک امیدیں موجودہ حقیقت سے کہیں آگے بڑھ چکی تھیں۔ اور اس وقت تک بالشویک پارٹی ایک چھوٹے سے محدود گروپ سے زیادہ کوئی حیثیت حاصل نہ کر سکی تھی جس کا عوام کے جوانوں یا عمر رسیدہ لوگوں میں سے کسی پر بھی کوئی بہت اہم اثر نہ تھا۔

مارچ انقلاب کی ابتدا کے بعد بھی بالشویک کو طلباء باقاعدہ ملحقہ نوجوان تحریک یا تنظیم بنانے کے لئے خاص طور پر متحرک نظر نہیں آئے پیٹروگریڈ میں جو

اس وقت انقلابی تحریک کا مرکز تھا' نوجوان تنظیم کی رہنمائی ایک ایسے تصوراتی طالب علم پی شیوتسوو (P. Shavtsov) کے ہاتھوں میں تھی، جو نوجوانوں کی توجہ اور انکی صلاحیتوں کو ثقافتی اور غیر سیاسی دلچسپیوں کی طرف موڑنا چاہتا تھا۔ اس کے زیر اثر پیٹروگریڈ کے چند کارکنوں میں کچھ نوجوان مزدور ایک چھوٹی سی لیگ میں منظم ہو گئے تھے جس کا نام تھا "کام اور روشنی" (WORK & LIGHT)۔ لیگ طبقاتی جدوجہد سے الگ رہنا چاہتی تھی اور نوجوانوں سے مانگ کرتی تھی کہ "ہم کسی پارٹی سے ملحق نہ ہوں۔ بلکہ باہمی بھائی چارے کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود آپس میں مل جل کر کام کریں۔" (۵) اس لیگ کے پروگرام میں اسکولوں کی تعداد بڑھانے پر بہت زور دیا گیا تھا، مزدور طبقے کے نوجوانوں کے لئے ایک یونیورسٹی کھولنے کی مانگ تھی، کلب اور تھیٹر اور نوجوانوں کے ہوسٹل قائم کرنے کی خواہش تھی، اور یہ خواہش تھی کہ قدرتی مناظر کی خوبصورتیوں کا لطف اٹھانے کے لئے وقتاً فوقتاً نوجوان باہر نکل سکیں۔

یہ پروگرام کچھ اتنا مبہم اور بے معنی اور موجودہ سیاسی اور معاشی جدوجہد کی حقیقتوں سے کچھ اتنا دور تھا کہ اس سے بالشویکوں کے ہاتھ ایک بہت اچھا موقع آگیا کہ وہ مزدور طبقے کے سامنے اس کے برعکس اپیل کر سکیں۔ بالشویکوں نے کام اور روشنی لیگ' (WORK & LIGHT LEAGUE) میں اپنے نمائندے بھیجے تاکہ وہ اس کے پروگرام کے خلاف آواز اٹھائیں، شیوتسوو کو بدنام کریں۔ اور خود اپنے مقاصد کے لیے حمایت حاصل کریں۔ ایک اکیس سالہ بالشویک نوجوان وی الیکسی ایو (V. Alekseyev) کی رہنمائی میں نوجوان مزدوروں کی سوشلسٹ ایسوسی ایشن (Socialist Association of young Workers) کی تنظیم کی گئی۔ اس کے مقاصد میں طبقاتی جدوجہد کو پسند کرنا اور نوجوان مزدوروں کے کام کے حالات میں فوری طور پر بہتری لانے کی مانگیں شامل تھیں۔ اس نئے گروپ کی منظم جدوجہد کے سامنے شیوتسوو کی گرفت خود اپنی ہی پیدا کردہ لیگ پر سے ڈھیلی ہونی شروع ہو گئی اور اگست ۱۹۱۷ میں خود اس کے ممبروں کے ووٹ سے "کام اور روشنی لیگ" ختم کر دی گئی۔ اس عرصے میں نوجوان مزدوروں کی سوشلسٹ ایسوسی ایشن نوجوان مزدور طبقے کی ایک کل شہری تنظیم کے روپ میں پھیل گئی،

جس کا پروگرام بالشویک پارٹی کے پروگرام کا بالکل صحیح چربہ تھا۔ دسمبر ۱۹۱۷ تک اس میں کل ممبروں کی تعداد لگ بھگ ۵۰٬۰۰۰ تک پہنچ چکی تھی(۶)۔ بڑے بڑے صنعتی مرکزوں کے نوجوانوں میں اپنی اپیل کو اور زیادہ موثر بنانے کی کوشش میں اس میں کچھ ایسی اصلاحات کو بھی شامل کر لیا گیا تھا جو وقت کا تقاضہ تھیں جیسے بچوں کی مزدوری کی مخالفت، نوجوان مزدوروں کے لئے چھ گھنٹے کام کا دن، مقررہ تنخواہ، مزدور پیشے کی مراعات اور اٹھارہ سال کی عمر میں ووٹ کا حق۔ پھر ۱۹۱۷ میں اقتدار کی دوڑ میں بالشویکوں نے نوجوان مزدوروں کی مخصوص معاشی مشکلات اور شکایات کے اظہار کے لئے خود کو ان کا ترجمان بنا کر پیش کیا جس سے انھیں نوجوان طبقے کی اور زیادہ حمایت حاصل ہوگئی۔ کل روسی پیمانے پر کمیونسٹ پارٹی کی نوجوان ملحقہ تنظیموں کا کام نومبر ۱۹۱۷ کے انقلاب کے تقریباً ایک سال بعد پورا کیا گیا۔ کل ۱۷۶ ملازمین جو کومسومول کی پہلی کانگریس یا نوجوانوں کی کمیونسٹ ایسوسی ایشن (منعقدہ ۲۹ اکتوبر تا ۴ نومبر ۱۹۱۸) کے لئے جمع ہوئے تھے، وہ صرف ابتدائی ۲۲٫۱۰۰ ممبروں کی نمائندگی کر رہے تھے (۷)۔ جیسا کہ ان کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے، یہ سیاسی ہمدردیوں کے اعتبار سے پوری طرح کمیونسٹ تھے لیکن ان کے ساتھ کچھ نوجوان ایسے تھے جو پارٹی سے متعلق نہیں تھے۔ یا کچھ ایسے ملازمین تھے جو بائیں بازو کی پارٹیوں سے متعلق تھے جو اب بھی کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھیں۔ اس کانگریس میں سب سے زیادہ کشمکش اسی نقطے پر نظر آئی کہ اس میں تنظیم کو کمیونسٹ تنظیم کا نام دیا جائے یا نہیں۔ بعض نے اس میں خدشے کا اظہار کیا کہ اگر اسے یہ نام دیا جائے تو بہت سے نوجوان صرف اس کے نام سے گھبرا کر اس سے دور رہیں گے۔ لیکن ان کے یہ خدشات اکثریت کی رائے کے سامنے موثر ثابت نہ ہو سکیں گے۔ کانگریس نے حالانکہ خود کو ایک "آزاد" تنظیم ہی کہا لیکن پھر بھی پارٹی سے پوری طرح متفق اور متحد ہونے کا اعلان ضرور کر دیا اور ایک بہت بڑی اکثریت کے ساتھ لیتے ہیے کمیونسٹ خطاب کو اپنایا۔ دوسری کانگریس جو اکتوبر ۱۹۱۹ میں منعقد ہوئی اس میں کل ۹۶٫۰۰۰ ممبروں کی نمائندگی موجود تھی۔ اور اس میں پارٹی کی بندشوں کو اور سخت کر دیا گیا۔ کانگریس نے پارٹی کے پروگرام اور اس کی پالیسیوں پر مکمل یقین کا اظہار کیا اور خود اپنی مرکزی کمیٹی کے لیے مکمل طور پر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ماتحت ہونے کی منظوری دے دی۔ خانہ جنگی کے دوران کومسومول کی تمام طاقتوں

کو "گوروں" (Whites) کے خلاف جدوجہد پر مرکوز کر دیا گیا۔ اس دوران میں جب جب ضرورت پیش آئی کومسومولوں کو محاذوں پر بھیج دیا گیا۔ وہاں کمیساروں، اور کم معتبر قسم کے سپاہی دستوں میں ہلچل پیدا کرنے اور رہنمائی فراہم کرنے میں ان کا استعمال کیا جاتا۔ لیکن پھر بھی ۱۹۱۹ کے آخر تک کومسومول ایک چھوٹے گروپ سے زیادہ اپنی حیثیت نہ بنا سکے لیکن پھر بھی جب ۱۹۲۰ میں فتح کی امید پیدا ہونی شروع ہوئی تو اس تنظیم میں بھی ایک وسیع عوامی تنظیم کے سے اثرات نظر آئے اور جب اکتوبر ۱۹۲۰ میں تیسری کانگریس منعقد ہوئی تو اس کے ممبروں کی کل تعداد ۴۸۰،۰۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔

ممبروں کی تعداد میں اس اضافے سے کچھ نئے مسائل بھی پیدا ہوئے۔ اس وقت کومسومول پر گرفت اتنی سخت نہیں تھی جتنی بعد میں پیدا کی گئی اب اس میں بھی انحرافات کی جھلک نظر آنی شروع ہو گئی تھی (۸۱) دوسری کانگریس سے پہلے بھی دونایوسکی (Dunayevsky) کی قیادت میں ایک گروپ ایسا موجود تھا جو ٹریڈ یونینوں میں مخصوص نوجوان تنظیموں پر زور دے رہا تھا جسے پارٹی یہ کہہ کر مسترد کر رہی تھی کہ یہ کوشش نوجوان مزدوروں کے مفادات کے مقابل کھڑا کر دینے اور خود کومسومول (Syndicalism) تنظیم کے حلقۂ اختیار سے منحرف ہو کر ایک علٰحدہ گروپ بندی کے مترادف ہوگی دونایوسکی اور کچھ اور نوجوان کومسومول کی پالیسیوں کو متعین کرنے میں مزید عوامی حصے کی مانگ پر جمے ہوئے تھے لیکن اُن کی ان مانگوں کو فیصلہ کن انداز میں مسترد کر دیا گیا۔ اور ان منحرف عناصر کے خلاف تادیبی اقدامات اٹھائے گئے مرکزی گرفت کے خلاف یہ بے چینی اور ہلچل جو کومسومول میں پہلے ہی سے پک رہی تھی۔ اب اس نے تنظیمی جمہوریت اور مختلف علاقوں میں کومسومول کی مزید خود مختاری کی نئی مانگوں میں راہ تلاش کر لی۔ یہ رخ خاص طور پر اس حصے نے اپنایا جسے یوکرینی مخالفت کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کا اصرار یہ بھی تھا کہ اس تنظیم سے دانشور اور اعلٰی تعلیم یافتہ لوگوں کو الگ رہنا چاہئے۔ یہی اختلافی رجحانات جو خود پارٹی میں مزدور مخالفت کے روپ میں نظر آ رہے تھے۔ ان پر تیسری کومسومول کانگریس میں سختی سے حملہ کیا گیا۔ اور ان کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔

تیسری کانگریس اس وقت منعقد ہوئی جب حالات جنگ

سے امن کی طرف پلٹ رہے تھے چنانچہ اب اس کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے
لینن نے ایک نیا نعرہ لگایا۔ اس نے اعلان کیا کہ "انقلابیوں میں عمر رسیدہ نسل کے
سپرد جو کام تھا' وہ نسبتاً آسان تھا۔ انھیں بورژوا طبقے کو مسترد کرنا تھا عوام میں ان کے
خلاف نفرت کے جذبے کو ہوا دینا تھا۔ اور مزدور طبقے میں طبقاتی شعور پیدا کرنا تھا لیکن
وہ کام جواب آپ کی نسل کے سپرد ہے۔ وہ مقابلتاً بے حد مشکل اور زیادہ کٹھن ہے۔
یہ کام ہے کمیونسٹ سوسائیٹی کی تخلیق اور نشوونما" (۹) کانگریس کے لئے لینن کی بار
بار تاکید سیکھو، سیکھو، سیکھو" اور یہ ہدایت کہ اس معلومات اور مہارت کو حاصل کرو جو
ذلیل سرمایہ دار سوسائیٹی نے اپنے اندر جمع کرلی تھی۔ ڈسپلن کی عادت ڈالنے کی یہ تاکید
کہ اسکول تجربہ گاہوں اور ورکشاپ غیر شاعرانہ کاموں میں پوری پوری دستگاہ
حاصل کی جائے ۔ وغیرہ وغیرہ اس سے نوجوان نسل کو ایک غیر متوقع جھٹکا سا لگا۔ اور ۱۹۲۱
میں نئی معاشی پالیسی کے اپنائے جانے سے اس جھٹکے میں اور شدت پیدا ہو گئی۔
خانہ جنگی اور جنگی کمیونزم کے دلیرانہ کاموں کے بعد نئی معاشی
پالیسی کے ساتھ تال میل آسانی سے پیدا نہ ہو سکا۔ بہت سے دماغوں کو نئی معاشی
پالیسی، سوشلزم کے راستے سے انحراف محسوس ہوئی۔ ان کے لئے یہ مکمل فتح حاصل
کر چکنے کے بعد ہتھیار ڈال دینے کے مترادف تھا۔ کومسومول حلقوں میں نئی معاشی پالیسی
کی مخالفت میں کافی جان تھی۔ اور بعض موقعوں پر اس میں شدت بھی آئی۔ کچھ بہت
کٹر افراد نے تو احتجاج میں خودکشی تک کرلی۔ کچھ دوسرے افراد جو فوجی کارناموں
کی سپاہی کے بعد خود کو سماجی زندگی اپنا لینے کے قابل نہ بنا سکے' وہ اپنے ہی پیدا کیے
ہوئے انقلاب کا شکار ہو کر ناامیدی اور دل شکستگی کی زندگی میں کھو گئے۔ امید وں
کے خلاف جب کام کی حالت میں کوئی سدھار نظر نہ آیا اور بے روزگاری بڑھتی
ہوئی دکھائی دی' تو نوجوان مزدوروں میں بے چینی اور اضطراب بھی زیادہ نظر آنے
لگا۔ جوش و ولولے کی جگہ بددلی نے لے لی۔ چنانچہ خود کومسومول کی تنظیم کو بھی ایک
بحران سے گزرنا پڑا۔ اکتوبر ۱۹۲۲ میں جب پانچویں کانگریس منعقد ہوئی تو ممبری
کی تعداد ...،۴۷،۲ تک گھٹ چکی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ کمی رہنماؤں کے لئے بڑی
تشویش کا باعث تھی (۱۰)۔ ۱۹۲۲ کے بعد دوبارہ زبردست کوشش کی گئی کہ

نوجوان نسل کی وفاداری کو ایک بار پھر حاصل کر کے اسے ایک نقطے پر مرکوز کر دیا جائے۔ چنانچہ پانچویں کانگریس میں منظور کی گئی قرار دادوں میں سے ایک قرار داد میں نوخیزوں کی تنظیموں (Pioneer Association) کو منظم کرنے پر زور دیا گیا تاکہ کوسومول کی ممبری کے لئے تیار کیا جا سکے۔ ایسے اقدامات بھی اٹھائے گئے کہ نوجوان مزدوروں کے کام کی حالت میں بہتری پیدا ہو اور ہر صنعتی ادارے میں کچھ جگہیں نوجوانوں کے لئے وقف کر کے ان میں بے روزگاری سے کسی قدر تحفظ کا یقین پیدا کیا جا سکے (۱۱) کارخانے کے اسکولوں (FSU) کے طریقے کو اور پھیلایا گیا تاکہ انھیں تھوڑی بہت تعلیم دی جا سکے۔ دیہی علاقوں میں تنظیمی کمزوری پر قابو پانے کے لئے کوسومول کے متحرک کارکنوں کو دیہی مراکز میں بھیجا گیا تاکہ یہ وہاں نوجوانوں کو ممبر بنائیں اور ان علاقوں میں نوجوان تنظیمیں قائم کریں۔ سرخ فوج کے اندر سیاسی اور نظریاتی تعلیم اور تربیت پر زیادہ زور دیا گیا۔ چونکہ وہ دیہی نوجوان جو سرخ فوج میں بلا لئے جاتے تھے۔ ان پر کوسومول کا اثر زیادہ آسانی سے ڈالا جا سکتا تھا۔ اس کے برخلاف جب یہ نوجوان خود اپنے دیہی علاقوں میں ہوتے تو ان پر وہاں کے مقامی متضاد اثرات اس کام میں خاطر خواہ کامیابی نہ حاصل ہونے دیتے۔ ان کوششوں کے نتیجے میں اس مخالف دھارے میں کسی قدر تبدیلی نظر آئی۔ اور یکم جنوری ۱۹۲۴ کو کوسومول کی ممبری پھر ۴۰۰۰۰۰ سے اوپر ہو گئی۔ (۱۲) یکم جنوری ۱۹۲۵ کو لینن کی مانگ (Lenindevy) کے نعرے کے تحت پارٹی نے لینن کی موت کی یادگار کے طور پر، نوجوانوں سے متحد ہو جانے کی اپیل کی تھی۔ کوسومول کی ممبری کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور دوسرے دس لاکھ کا نشانہ پانچ سالہ پلان کی ابتدا میں ۱۹۲۷ تک حاصل ہو گیا۔

نئی معاشی پالیسی کے آخری دور میں جس وقت کوسومول کی ممبری میں کافی اضافہ ہو رہا تھا۔ کچھ مسائل بھی سامنے آ رہے تھے کوسومول میں عام طور پر سیاسی معلومات کم تھی، یہ صورت دیہی علاقوں میں خاص طور پر زیادہ نظر آئی تھی۔ جو لوگ سیاسی اعتبار سے زیادہ باشعور تھے۔ ان میں نئی معاشی پالیسی کے بوجھ نے ایک تھکاوٹ پیدا کر دی تھی۔ اور ان کا جوش و ولولہ کچھ ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔ اس پس منظر کے ساتھ اس بات کی بھی وضاحت ہو جاتی

ہے کہ کوسومول میں زیادہ سیاسی شعور رکھنے والے ممبروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی زبردست حمایت ٹراٹسکی اور بائیں بازو کی مخالفت کو کس طرح حاصل ہوگی ٹراٹسکی کے عالمی انقلاب کے نعرے سے انقلاب کے ابتدائی دنوں کی یاد ذہنوں میں پھر اُبھرنے لگتی تھی۔ اور یہ نعرہ جد وجہد اور زبردست تحریک کی اُن دیرینہ روایتوں کو ایک بار پھر دل میں ابھارتا تھا جنھیں جدید معاشی پالیسی کی ضرورتوں کے تحت بُھلا دیا گیا تھا۔ پارٹی کے اندر بائیں بازو مخالفت کی صفائی نے کوسومول پر بھی گہرا داغ چھوڑا لیکن بعد میں حالات نے کچھ ایسا رُخ اختیار کیا کہ جلدی ہی یہ زخم بھی بھر گیا۔

۱۹۲۸ میں پانچ سالہ منصوبے کے آغاز نے ایک بار پھر کوسومول میں جوش و ولولے کی وہ نئی روح پھونکی، جس کی مثال اس سے پہلے صرف انقلاب میں یا خانہ جنگی کے دور میں ہی نظر آتی تھی۔ (۱۴) اب پھر ایک ایسی مہم سامنے تھی۔ جو اپنی عظمت کے اعتبار سے قربانیوں کی مانگ کے اعتبار سے اور مستقبل میں اس سے حاصل ہونے والے فائدوں کے اعتبار سے نوجوانوں کے تصورات کے لئے ایک خاص کشش اپنے اندر رکھتی تھی ہزاروں کی تعداد میں کوسومول کے ممبروں کو بڑے بڑے صنعتی کارخانوں، جیسے اسٹالن گراڈ ٹریکٹر فیکٹری، دنیپر وپیٹروسک کا بجلی کا اسٹیشن، اور یورال اور سائبیریا کے علاقوں میں نئے نئے کارخانوں کی تعمیر کے اہم کام پر لگایا گیا جب کوئلے کی پیداوار میں کمی پڑی تو انھیں ڈون کی وادی (Don Basin) میں کام سپرد کیا گیا۔ انھیں نوجوانوں نے مشرق بعید میں آمور دریا کے پاس ایک زبردست صنعتی مرکز تعمیر کیا جس کے اعتراف میں اس کا نام کوسومولسک (Komsomolsk) رکھا گیا۔ اجتماعی فارموں کی مہم میں بھی انھیں کو ہزاروں کی تعداد میں بھیجا گیا۔ بڑے بڑے زمینداروں (Kulaks) کو ختم کرنے کا کام ان کے سپرد کیا گیا، اجتماعی فارموں کے قیام میں مدد دینے کا کام دیا گیا۔ اور انھیں نئے مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں میں رکھا گیا۔ ان نوجوانوں نے مثالی اور ناقابل یقین حد تک بہترین سپاہیوں کا نمونہ پیش کیا۔ اور سوشلسٹ مقابلے میں رہنمائی کی۔ یہی لوگ نا تواندگی

کوڑے کباڑ پھینکنے اور پس ماندہ طبقوں میں مذہب کے خلاف پروپگنڈے کے بھی ذمے دار تھے۔ نئے نئے تکنیکی اداروں میں یہ بہت بڑی تعداد میں داخل ہوئے اور خود کو آنے والے وقت کے لئے انجینروں اور صنعتی اداروں کے منیجروں کی حیثیت سے پوری طرح تیار کیا۔

حالانکہ ان نوجوانوں میں جوش اور ولولے کی ایک زبردست روح ضرور پھونک دی گئی تھی لیکن ان سے جو توقعات وابستہ کی گئیں۔ اور پنج سالہ منصوبوں کے جو تقاضے ان پر عائد کیے گئے وہ بہرحال انسان سے بالاتر کسی مخلوق کے لئے ہی مناسب کہے جا سکتے تھے۔ ان میں سے بہت سے نوجوان اسے برداشت نہ کر سکے اور پیچھے رہ گئے۔ ابتدائی ایمان اور وقتی جوش کے ساتھ ساتھ روزمرہ کی سخت کشمکش اور صعوبتیں تھیں، خراب کھانا تھا، گھٹے ہوئے گھروں میں زیادہ لوگوں کی رہائش تھی، اور کم ذرائع کے ساتھ زیادہ پیداوار مہیا کرنے کے لئے ہر وقت کی سختی تھی چنانچہ کومسومل کے ان نوجوانوں میں جو لوگ بہت سخت جان نہ تھے۔ وہ بڑے بڑے زمینداروں کے استیصال اور دیہاتوں میں قحط کی تاب نہ لا سکے۔ اور دل برداشتہ ہو گئے۔ سوویت ناول نگار نے لکھا تھا۔ ”یہ سال ہمارے نوجوانوں کے لئے بہت مشکل ہے۔ یہ بڑی تیزی سے سلگ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی طاقتوں سے زیادہ ان پر کام کا بوجھ ہے۔ یہ اعصابی مرضوں کا شکار ہیں، اٹھارہ یا انیس سال کی عمر میں ہی ان میں سے بہت سے نوجوان پژمردہ نظر آتے ہیں۔ اور ان کی روح میں بڑھاپا جھلکنے لگتا ہے۔ سینیٹوریم کے مریضوں میں نوجوانوں کی تعداد ایک تہائی سے کسی طرح کم نہیں ملے گی۔ سارے نوجوان عمر رسیدہ لگتے ہیں، جیسے ان کو نچوڑ لیا گیا ہو۔ یا جیسے وہ زندگی کی سختیوں کا بڑا اضطراب تک جھیل چکے ہوں۔“ (۱۵) صرف وہ نوجوان جو بہت مضبوط طبیعتوں کے مالک یا کچھ سخت جان تھے وہی اسے جھیل سکے نسبتاً حساس اور صنعت اور اشتراکیت کی ترقی کے سلسلے میں جبر یہ کام کی سختی کو کمزور طبیعتوں کے لوگ برداشت نہ کر سکے۔ اور پیچھے چھوڑ دیے گئے۔ ان کی جگہوں کو نئی نسل کے پائیز تنظیموں کے نئے نمائندوں کے ذریعے پُر کیا گیا۔ کومسومول تنظیم کی

ممبری کی تعداد بڑھتی رہی چنانچہ ۱۹۲۲ میں نویں کوسومول کانگریس میں ان کی تعداد ۵ ۴لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ اور اپریل ۱۹۲۶ میں دسویں کانگریس کے موقع پر یہ تعداد تقریباً ۵ ۴ لاکھ تھی (۱۶)۔

تیسری دہائی کے درمیانی حصے میں کوسومول ممبری کی پالیسی اور پروگرام میں بہت اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس وقت تک کوسومول کو طبقے کی ایک الگ تنظیم سمجھا جاتا تھا۔ اس کے قواعد و ضوابط میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی تھی: "ایک عوامی تنظیم، خصوصیات کے اعتبار سے پرولتاری ہے۔ اور نوجوانوں میں طبقاتی شعور اور سیاسی معلومات رکھنے والے ممتاز ترین طبقے کو متحد کرتی ہے۔" (۱۷) عام طور پر اس میں شہری پرولتاری نوجوان عنصر کو اور دیہاتوں سے غریب کسان خاندانوں کے نوجوان کو داخل کیا جاتا تھا۔ ۱۹۲۶ کی کانگریس میں قوائد کو تبدیل کرکے داخلے کی شرائط میں کسی قدر نرمی پیدا کی گئی۔ اس کے بعد سے کوسومول کمیونسٹ پارٹی سے ملحق ایک عوامی غیر پارٹی تنظیم ہے، جو اپنے اندر ترقی پسندوں کی سیاسی معلومات رکھنے والوں، شہروں اور دیہاتوں کے محنت کش نوجوانوں کے وسیع طبقے کو نہیں متحد کرتی ہے۔" داخلے کے لئے اب صرف سماجی بنیادیں ہی فیصلہ کن خصوصیات نہیں تھیں، نئے قوائد و ضوابط میں زیادہ اہمیت سوویت حکومت سے وفاداری کی خصوصیت کو دی گئی تھی (۱۸)۔

اس کی بنیادوں میں وسعت پیدا کرنے کے شعوری فیصلے کے ساتھ ساتھ کوسومول تنظیم کے پروگرام میں بھی ایک واضح تبدیلی نظر آئی پہلے پانچ سالہ منصوبے کے درمیان ایسے معاشی کاموں اور منصوبوں پر زور دیا گیا جو ملک کے لئے بے حد اہم بھی تھے۔ اور اُن کو فوری طور پر پورا کیا جانا بھی ضروری تھا۔ لیکن اس کے نتیجے میں نوجوانوں کی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا کوسومول کے پہلے سکریٹری اے ادی، کوسارلیو نے بیان کیا۔ "ہماری علاقائی (REGIONAL) کمیٹیوں میں کچھ کمیٹیوں کی صورت ایسی ہو گئی ہے کہ انہیں چھوٹی موٹی، لیکن ہمارے معاشی وزارتیں (NARKO MATS) کہا جا سکتا ہے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا اولین کام نوجوانوں کی اور بچوں کی تعلیم اور کمیونسٹ تعلیم و تربیت کا ہے ۔"(۱۹) اسٹالن کے اس نئے نعرے "ہر چیز کا فیصلہ ادنیٰ ممبروں کے ہاتھوں میں" کے تحت کوسومول کے اہم ترین فرض کو ایک بار پھر متعین کیا گیا اور نوجوانوں میں نظریاتی تربیت کا نام دیا گیا۔ کوسومول کے رہنماؤں پر زور دیا گیا کہ وہ "ثقافتی" اور اس کے ساتھ سیاسی کام کو اہمیت دیں۔ اسپورٹس اور کھیلوں کے مقابلے کرائیں۔ برف کے کھیل منظم کریں۔ موسیقی۔ ڈرامے۔ رقص اور شام کو ادبی مباحثے کروائیں، تاکہ نوجوانوں کی مختلف دلچسپیوں کو بروئے کار لایا جا سکے۔ اور اُن کے لئے دلچسپیاں پیدا کر کے اُن کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہو سکے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں کوسومول کی ممبری میں تیزی سے اضافہ ہوا چنانچہ اکتوبر ۱۹۳۹ تک یہ تعداد نو ۹ لاکھ تک پہنچ چکی تھی (۲۰)

تیسری دہائی کا آخری حصہ آزمائشوں اور مصیبتوں کا دور ضرور تھا لیکن ساتھ ہی کچھ لوگوں کے لیے کامیابیوں کا دروازہ بھی کھل رہا تھا۔ پارٹی میں عظیم صفائی کا اثر ویسے تو زیادہ تر خود پارٹی پر ہی پڑا لیکن کوسومول پر بھی اس کی چوٹ کچھ کم نہ تھی۔ کوسومول کے مرکزی آلۂ کار کو بری طرح چھانٹا گیا۔ خود اے، وی کوسارلو، پہلے سکریٹری، کو برطرف کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ تنظیم کے اعلیٰ ترین کارکن بھی باہر نکال دیئے گئے۔(۲۱)

کے دور کے عروج کے وقت کوسومول اور پارٹی کے ممبروں میں زبردست خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ تمام مقامی تنظیموں نے ایک دوسرے کو بدنام کرنا، شکائتیں اور عیب جوئی عام تھی، ہزاروں کی تعداد میں افراد پارٹی سے نکال دیئے گئے چونکہ (NKVD) بُری طرح ایسے افراد کے پیچھے لگ گئی تھی جنھیں "ٹراٹسکی نواز، بخارن نواز، جرمن اور جاپانی فاشسٹ جاسوس، منحرف، قاتل، منافق، دکینہ پرور اور عوام دشمن" کے القاب دیئے گئے تھے۔ ان پر یہ الزام تھا کہ یہ لوگ کوسومول اور پارٹی میں چوری چھپے گھس کر پارٹی کو تباہ کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۸ کے موسم بہار تک پارٹی کے رہنما اس بات کا اقرار

کرنے کے لئے تیار تھے کہ ان برطرفیوں میں بہت سی غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں چنانچہ غیر ذمہ دار بہتان طرازشوں کو۔۔۔۔۔۔ ان کے عائد کردہ "الزاموں" کے سلسلے میں سزا دے کر اس نقصان کی تلافی کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کچھ پرانے مظلوموں کو کومسوموں کی تنظیموں میں ان کی پرانی حیثیتوں پر بحال بھی کر دیا گیا (۲۲) لیکن اس 'صفائی' سے پیدا ہوئی تلخی ضرور باقی رہ گئی۔ اور یہی تلخی آن بہت سے محرکات میں سب سے اہم کہی جا سکتی ہے۔ جس کے اثر سے دوسری عالمی جنگ کے دوران اور اس کے بعد کچھ لوگ سوویت یونین چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں نکل گئے۔

لیکن اس صفائی کے سارے نتائج صرف نقصان دہ ہی نہیں تھے۔ اس تباہی کے اثرات نوجوان نسل کے مقابلے میں عمر رسیدہ نسل پر زیادہ نظر آئے۔ اس طویل سلسلے کے دوران حکومت اور پارٹی کے افسری زینوں میں بہت سی اہم جگہیں خالی ہوئیں۔ جس سے کومسوموں کے ان پر جوش اور متحرک کارکنوں کے لئے جو اس 'صفائی' کو جھیل گئے تھے۔ بااثر اور ذمہ دار جگہوں پر پہنچنے کا نادر موقع حاصل ہو گیا۔ وہ نوجوان جو اپنے بزرگوں کی جگہوں پر پہنچ سکے، انھیں بااقتدار زمرہ میں شامل کر لیا گیا اور اب ان کا شمار بھی رہنماؤں کے گروپ میں ہونے لگا۔

جنگ سے پہلے کے کچھ سالوں میں کچھ اور ایسی باتیں بھی رونما ہوئیں جن سے کومسوموں کے ادنیٰ ممبروں میں بے چینی اور بددلی پیدا ہوئی ۲ اکتوبر ۱۹۴۵ کے ثانوی اور اعلیٰ اسکولوں کے آخری تین سالوں میں حکومت نے تعلیمی فیس مقرر کر دی (۲۳) مزدور ریزرو (Labour Reserve) کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا جس کے تحت چودہ سے سترہ سال کی عمر کے دس لاکھ نوجوانوں کو ہر سال صنعتی مزدوروں کی ٹریننگ دی جاتی تھی (۲۴) 'تعلیمی فیس' کے شروع کرنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ طالب علم جو وظیفے کے امتحانات پاس نہ کر سکیں یا جن خاندانوں کے پاس فیس ادا کرنے کے لئے آمدنی کے کافی ذرائع نہ ہوں، اُن کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کی امیدیں ختم کر دینی چاہئیں۔ اس کے جو فوائد بلاواسطہ طور پر بہتر آمدنی والے طالب علموں کو پہنچ رہے تھے، اُن کے اثر سے

غریب طالب علموں میں ایک تلخی جمع ہوتی چلی گئی چونکہ انھیں اس نئے حکم کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کے اسکول چھوڑنے پڑے تھے۔ دوسری طرف 'مزدور لازرو' میں جبریہ طور پر شامل کیے جانے کی وجہ سے ان کی اپنی خواہش کے مطابق پیشے چننے کی آزادی سلب ہوئی جس نے اُن میں بے چینی اور ایک احساس محرومی پیدا کیا۔ حالانکہ ان اقدامات کے اثرات و نتائج اور اُن کی اہمیت کا صحیح صحیح اندازہ لگانا تو بہت مشکل ہے لیکن سوویت یونین چھوڑ کر نکل آنے والے افراد کے بیانات اس پر پوری طرح متفق تھے کہ سوویت نوجوانوں کے اس حصّے میں جس پر ان اقدامات کا اثر سب سے خراب پڑا تھا، ایک بددلی اور ناامیدی کا احساس صاف طور پر نظر آسکتا تھا۔

نازی حملوں کا کارگر جواب دینے اور پھر ان پر مکمل فتح حاصل کر لینے سے یہ نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ یہ احساس وقتی اور عارضی ہی تھا، یا نوجوانوں کی طبیعت میں یہ تلخی اتنی گہرائی میں سرایت نہیں کر سکی تھی کہ اُن کے عزم و ارادوں پر کسی طرح اثر انداز ہوئی ہو۔ لیکن سوویت فتح کی اس اٹل حقیقت کے باوجود بھی سوویت نوجوانوں کی موجودہ حکومت سے مکمل وفاداری کا مسئلہ حل نہیں ہوجاتا۔ جنگ کے ابتدائی دنوں میں متعدد بار ہتھیار ڈالنا کافی حد تک عزم کی تھکاوٹ اور فوجی اعلیٰ صلاحیتوں اور سامان کی فراہمی میں کمی کی طرف واضح طور پر اشارہ کرتا ہے۔ لوگوں سے گفتگو کے ذریعے جتنی بھی شہادتیں ملی ہیں، ان سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ روس پر حملوں کے دوران نازیوں نے روسیوں کے ساتھ جن مظالم اور بربریت کا مظاہرہ کیا تھا اور جس نفرت کی نگاہ سے وہ روسی سلاو قوم کو دیکھتے تھے، ان کا اثر روسی مدافعت پر سب سے زیادہ پڑا۔ نازیوں کے دلوں میں روسیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ تھا خود اُس نے روسیوں میں ایک قومی جذبے کی زبردست لہر پیدا کی جس کو پارٹی کے رہنماؤں نے پوری ہوشیاری کے ساتھ بڑھاوا بھی دیا۔ اور اُسے استحصال بھی کیا۔ کمیونسٹ نعروں کو وقت کے تقاضوں کے تحت عارضی طور پر دبا دیا گیا اور اُٹھتے ہوئے قومی جذبے کو پوری طرح اُبھرنے کا موقع دیا گیا۔

پارٹی اور کوسوسول کی ممبری کے سلسلے میں فوجی سپاہیوں کے داخلے سے تمام پابندیاں ختم کر دی گئیں وہ لاکھوں ممبر جو دوران جنگ پارٹی میں داخل ہوئے، اصل میں وہ صرف قومی اپیلوں کے جواب میں پارٹی کے ساتھ شامل ہوئے تھے اکتوبر ۱۹۴۵ میں کوسوسول ممبروں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ ہو گئی تھی جو اس عمر کی کل آبادی کے تقریباً نصف کے برابر تھی (۲۵).

جنگ کے بعد کوسوسول کی ممبری میں بہت تیزی سے کمی نظر آئی تھی۔ مارچ ۱۹۴۹ میں کوسوسول کی گیارہویں کانگریس کے موقع پر جو اعداد و شمار جاری کیے گئے۔ ان میں کل ممبروں کی تعداد ۹۲،۸۳،۲۸۹ دکھلائی گئی جو ۱۹۳۹ کی تعداد کے تقریباً برابر ہی تھی (۲۶) اس کانگریس میں کوسوسول کے مقامی قواعد و ضوابط میں تبدیلی بھی کی گئی۔ جس میں داخلے کی کم از کم عمر پندرہ سال کو گھٹا کر چودہ سال کر دیا گیا۔ اور امیدواری کے مرحلے کو بالکل ختم کر دیا گیا۔

گیارہویں کانگریس کے بعد کوسوسول کی ممبری بڑھانے کی ایک زبردست مہم پھر شروع ہو گئی چنانچہ اگست ۱۹۵۲ تک ایک کروڑ ساٹھ لاکھ سے زیادہ نوجوان کوسوسول کے ممبر بن گئے (۲۷) این میخائیلوو کے قول کے مطابق، جو اس زمانے میں کوسوسول کا پہلا سکریٹری تھا، اس تنظیم نے یونیورسٹی کے تمام طالب علموں میں سے تقریباً ۷۵ فیصدی کو اپنا ممبر بنا لیا۔ صنعتی اسکولوں کے کل طالب علموں کا ۶۱ فیصدی حصہ اس میں شامل ہو گیا۔ اور سات سالہ۔ دس سالہ اسکولوں میں داخلے کے قابل عمر رکھنے والے طالب علموں کا ۶۵ فی صدی حصہ کوسوسول تنظیم کا ممبر بن گیا۔ (۲۸) اب کوسوسول کی ظاہری شکل بھی سوویت نوجوانوں کی ایک ایسی عوامی تنظیم کی سی ہوتی جا رہی تھی۔ جس میں ہر قسم کے نوجوان شامل تھے۔ اور یہ صرف چیدہ اشخاص کا ایک گروہ نہیں تھا، جو پارٹی سے ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔

اسٹالن کی موت کے بعد شروع میں کوسوسول کی ممبری میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ اور یہ تعداد مارچ ۱۹۵۴ میں ۱۸۸،۲۵،۲۲۷ تک پہنچ

گئی (۲۹) اس کے بعد سے غالباً دوسری عالمی جنگ کے دوران خود شرح پیداوار میں نسبتاً گراوٹ کے اثر سے، اس تنظیم میں توسیع کچھ کم رہی ہے۔ اپریل ۱۹۶۲ کی چودہویں کومسومول کانگریس میں کل ممبری کی تعداد ۱۹۴۰۰۰۰۰ ظاہر کی گئی تھی (۳۰)۔

اسٹالن کے بعد پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا اثر جتنا سوویت زندگی کے دوسرے رخوں پر نظر آیا، اتنا ہی کومسومول تنظیم پر بھی ہوا۔ خروشچیف کی سرپرستی میں کومسومول کے کاموں میں بھی معاشی رنگ پیدا کیا گیا۔ اور سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں اس کے ممبروں کو نئی زمینوں پر آباد کیا گیا۔ تاکہ یہ لوگ شمال اور سائبیریا کے مشرقی دور دراز علاقوں میں عمارتی منصوبوں کا کام سنبھال سکیں۔ دور ن وادی میں نئی کانیں کھودیں۔ اور دوسرے انتہائی مشکل ایسے کام انجام دیں جس میں جوش و ولولے کی سخت ضرورت تھی۔ کومسومول میں نئی روح پھونکنے اور پہلے پانچ سالہ منصوبے کے اضطرابی سالوں میں پیدا ہوئے جوش و ولولے کو دوبارہ حاصل کر لینے کی کوشش میں خاطر خواہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ کومسومولیکا پیراودا نے اظہار افسوس کے ساتھ بد دل قسم کے رضاکاروں کو جھنجھوڑنے کے لئے لکھا تھا، نوجوانوں کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ آج کل اس بات کو بار بار سنتے ہیں آج کومسومول میں ایسے پژمردہ اور بے تعلق قسم کے افراد اتنی بڑی تعداد میں کیوں موجود ہیں۔ اس بات سے انکار کرنا بہرحال ناممکن ہے کہ پچھلی نسل کے کومسومول کی زندگیوں میں زیادہ اٹھان اور زیادہ جوش موجود تھا۔ اُن کی روحوں میں کومسومول چنگاری بہتر طور پر زیادہ تھی (۳۱)۔

اسٹالن پرستی کو بیسویں کانگریس نے جس طرح توڑا یہ جھٹکا ہنگری کی بغاوت کو سرخ فوج کے ذریعے کچلا جانا۔ اور پولینڈ میں اور اسٹالن نما رہنمائی کی تنسیخ۔ ان تمام واقعات نے کومسومول کے ذہنوں میں شبہات اور سوالات کا ایک طوفان سا پیدا کر دیا۔ اور کچھ عرصے تک تو ایسا محسوس ہوا جیسے یہ طوفان بالکل بے قابو ہو کر ہاتھ سے نکل جائے گا۔ خاص طور پر طالب علم حلقوں میں پرانے مضبوط عقیدوں کو مسترد کیا گیا۔ اور منکرانہ تخیلات ابھرنے شروع ہو گئے۔ 'جمہوریت پسندی' کا ایک بے مثال مظاہرہ اُس وقت نظر آیا، جب

بنیادی تنظیموں کے انتخابات میں دفتری اُمیدواروں کو مقابلے کے لئے للکارا گیا۔ اور بحث و مباحثے مقررہ حدود سے تجاوز کرنے لگے لیکن یہ جوش اور اُٹھان یونیورسٹیوں میں بہت تھوڑے عرصے موجود رہ سکا۔ اعلیٰ تعلیم گاہوں کے ارباب حل و عقد نے ان منحرف عناصر کی تادیبی اصلاح کے لئے فوراً حرکت کی اور پارٹی نقطۂ نگاہ کے کبھی غلط نہ ہوسکنے کے نظریے کو ایک بار پھر قائم کر دیا گیا۔ ۵۹ - ۱۹۵۸ کی تعلیمی اصلاحات، جن میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ طالب علموں کی درسی تعلیم اور عملی کاموں کو ایک دوسرے میں سمو دینا چاہیئے، ان مضطرب اور بے چین دماغوں کے لیے ایک مزید یاد دہانی تھی۔ کہ ان کا بنیادی فرض صرف کمیونسٹ مقاصد سے منسلک ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی اسپوتنیک کی کامیاب اُڑان اور فضا میں دوسری کامیابیوں نے قومی غرور کے جذبے اور وطن پرستی کے احساس کو بھی اُبھارا۔ جس نے کم از کم وقتی طور پر منحرف عناصر کی آواز کو دبا دینے میں مدد کی۔ اور نوجوانوں کی وفاداریاں ایک بار پھر حکومت سے وابستہ ہوگئیں۔

کومسومول تنظیم کی تاریخ پارٹی رہنماؤں کی اس مسلسل اور انتھک کوششوں کی ایک دستاویز کہی جاسکتی ہے جو یہ نوجوانوں کو مجسم رکھنے، اور ان کی صلاحیتوں کو حکومت اور پارٹی مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر صرف کرتے رہے تھے۔ جب بھی ضرورت محسوس ہوئی ہے پارٹی نے ڈسپلن کی خاطر دباؤ کے طریقوں کو اپنانے سے بھی گریز نہیں کیا چونکہ اسے اپنی بقاء کی بنیاد نئی سوویت نسلوں پر رکھنی تھی۔ اس لئے اسے زبردست ذہن سازی کا بھی سہارا لینا ضروری تھا۔ ہر نئی نسل جب جو بن بلوغ کو پہنچتی ہے وہ پارٹی رہنماؤں کو ایک نیا موقع فراہم کر دیتی ہے کہ وہ سوویت روس کے مستقبل پر اپنے اثر کو اور زیادہ گہرا کر دیں۔ آمری نظام کے ہاتھوں میں ایک یہ ہتھیار بہت کارگر ہے کہ یہ اثر پذیر نوجوانوں کے دماغوں کو اپنے مطابق ڈھال لے۔ اس طاقت کو کسی طرح کم نہیں سمجھنا چاہیئے۔

نوجوانوں کی تربیت

یہ تربیتی سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب بچّے کنڈرگارٹن کے کھیل میں گانوں اور کہانیوں کو "سوویت پدر وطن" اس کے عوام اور اس کے لیڈروں اور سوویت فوج کی طرف سے دلوں میں محبت پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (۴۲) سب سے پہلے بچّے کو اکتوبری نونہالوں (Little octoberist) میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور یہیں سے اُس کی نظریاتی تربیت کا کام شروع ہوتا ہے۔ دس سال کی عمر میں یہ نوخیز پائنیر میں شامل ہو جاتا ہے۔ نوخیز پائنیر جس کی ممبری کی تعداد اپریل ۱۹۶۴ میں ایک کروڑ پچاسی لاکھ (۱۸۵۰۰۰۰۰) سے زیادہ تھی۔ اس میں دس سال سے ۱۵ سال کی عمر کے داخلے کے قابل تقریباً تمام روسی بچّے شامل تھے (۴۳) اس اثر پذیر عمر میں بچوں کو اس تنظیم سے ملحق کر لینے کے سلسلے میں جو کوشش کی جاتی ہے، وہ کچھ اتنی مصمم اور متاثر کن ہوتی ہے کہ خود اس سے علیحدگی کا خدشہ ہی نافرمانوں کے لیے ایک زبردست تادیبی کارروائی محسوس ہوتا ہے۔ پائنیر تنظیم میں داخلے کو بذات خود ایک تقریب کہا جا سکتا ہے۔ جس کے ساتھ نوخیز کو بہت سے ایمبلم، تمغے اور نشانات ملتے ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ کچی عمر کے دماغوں کے لیے کشش پیدا کر سکیں۔

تنظیم میں داخل ہونے کے بعد، نیا ممبر پائنیر بریگیڈ کا ایک عنصر ہو جاتا ہے (۴۴) جس پر بریگیڈ میں بیس سے زیادہ ممبر ہوتے ہیں انھیں ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جس میں عام طور پر ایک ہی جماعت کے طالب علم ہوتے ہیں۔ ایسی ٹکڑیاں جن میں دس یا دس سے زیادہ ممبر ہوں انھیں حلقوں (Units) میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر بریگیڈ اپنی نمائندگی کے لئے پانچ نوخیزوں کی ایک کاؤنسل چن لیتا ہے اور کونسل کے لیڈر کی نگرانی میں کام شروع کر دیتا ہے۔ ان کے کام نوخیزوں کی عمر کے مطابق ہوتے ہیں۔ کم عمر جماعتوں میں، میٹنگوں کے دوران، لینن اور دوسرے رہنماؤں کی بچپن کی کہانیاں سنانے کا

موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ یا نازیوں کے خلاف جنگ میں پائنیر نوخیزوں کی دلیری کے کارنامے سنائے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ عمر کے نوخیزوں میں سیاسی ہدایت کاری کا کام اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے لینن اور اسٹالن کی سوانح عمری اور زیادہ توجہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اور اب ان رہنماؤں کے انقلابی کاموں پر بھی زور بڑھ جاتا ہے۔ سوویت فوج کے کارناموں کو پیش کیا جاتا ہے۔ سوویت آئین پر لیکچر ہوتے ہیں۔ اور قومی اور بین الاقوامی واقعات کی، پارٹی کے نقطۂ نگاہ کی روشنی میں وضاحت کی جاتی ہے۔ پائنیر کے پروگرام میں سیاسی ہدایت کا کام، اگر اسے صرف محدود انداز میں لیا جائے تو یہ اس کے بہت سے دوسرے کاموں میں سے ایک کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور منظم قسم کے کام بھی ہیں۔ جیسے قدرت کے مطالعے کے لئے باہر جانا۔ میوزیم اور تاریخی مقامات کی سیر، اسپورٹس کے مقابلے، ادبی موسیقی اور ڈراموں کے پروگرام، اور اسکولوں یا پائنیر ہاؤس، جو نوخیزوں کی غیر درسی دلچسپیوں کے مرکزوں کے طور پر بالکل الگ قائم کیے گئے ہیں۔ ان کے تحت نوخیزوں کو اپنی ہابیوں کو پورا کرنے کا موقع فراہم کرنا۔ ان نوخیزوں کو سماجی مفاد کے کاموں میں لگانے کی ضرورت بھی ہوتی ہے چنانچہ اس سلسلے میں بھی بہت سے مختلف کام ہو سکتے ہیں۔ کتر نیں جمع کرنا، اسکول کے باغ یا قریب کے ی فارم میں کام کرنا' یا خود اپنے گھر میں "مذہبی تعصبات" کے خلاف جدوجہد میں مدد پہنچانا وغیرہ اسکول کے پروگرام میں اتنی مداخلت کے نتیجے میں اسکول کی ذمہ دار شخصیتوں کی طرف سے موقع بموقع احتجاج بھی نظر آجاتے ہیں۔ ان میں شکایت کی جاتی ہے۔ کہ بچوں پر بیرونی کام کا بوجھ ضرورت سے زیادہ ڈالا جا رہا ہے۔ ان احتجاجوں کے باوجود تازہ رجحان یہی ہے کہ نوخیز پائنیروں کو سماجی زندگی میں اور زیادہ داخل ہونے کا موقع دیا جائے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ انھیں سماجی اعتبار سے فائدہ مند محنت مشقت کے کاموں میں منہمک کیا جائے" (۵۳) پائنیر لیڈروں کو ہدایت یہ ہیں کہ یہ اپنی ٹولیوں کے لئے "باقاعدہ طور پر کاموں کی تعریفیں" کریں اور صنعتی اداروں کارخانوں' اور اجتماعی فارموں سے اور قریبی رشتے قائم کرنے کی کوشش کریں'۔ پائنیروں' کی تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے نوعمروں

کی نگہداشت کی جائے۔ ایک نوجوان چودہ سال کی عمر میں کوسومول کا ممبر بننے کا حق دار ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ ممبری کی باقی اور شرائط کو پورا کرتا ہو (۴۶) ان شرائط میں کمیونسٹ پارٹی کے ایک ممبر کی یا ایسے دو کوسومول ممبروں کی سفارش جو کم از کم ایک سال سے ممبر ہوں، شامل ہے۔ بریگیڈ کی کاؤنسل کی سفارش کوسومول کے ایک ممبر کی سفارش کے برابر مانی جاتی ہے۔ اور کوسومول میں ہر پائنیر کے داخلے کے لئے اس کا حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اُمید وار کی منظوری خود اس علاقائی کوسومول کی تنظیم کو بھی کرنا ضروری ہے جس کا ممبر اُمید وار بننا چاہتا ہے اور اُس ضلع یا قصبے کی کمیٹی کی منظوری بھی ضروری ہے۔ جس کے حلقۂ اختیار میں یہ تنظیم آتی ہے۔ جو ممبر کوسومول کے قواعد و ضوابط کو توڑتے ہیں، یا دوسرے جرموں کے مرتکب ہوتے ہیں انھیں بنیادی تنظیم کے کسی جلسے میں موجود ممبروں کی دو تہائی اکثریت سے ممبری سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس عمل کی تصدیق، یا قصبے کی کوسومول کمیٹی کو بھی کرنا ضروری ہے۔ نکالے جانے کے دو مہینے کے عرصے میں، خارج شدہ ممبر کو کوسومول کے اعلیٰ شعبوں کے سامنے اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ جس میں مرکزی کمیٹی بھی شامل ہے۔ کوسومول کی ممبری کی مقررہ عمر چودہ سے اٹھائیس سال کے درمیان ہے۔ وہ ممبر جو کوسومول کے ممبر رہتے ہوئے اٹھائیس سال کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں، اور کوسومول کے کسی اعلیٰ شعبے میں منتخب بھی نہیں ہو پاتے ہیں انھیں خود بخود ممبری سے علٰحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح پائنیرز میں شامل ہونے کے مقابلے میں کوسومول میں داخلہ کافی چھان بین کے بعد ہوتا ہے۔ کوسومول ایک ایسا ذخیرہ ہے۔ جس سے بعد میں پارٹی ممبر چنے جاتے ہیں۔ اور کم از کم پارٹی رہنماؤں کی نگاہ میں یہ عرصہ ایک ایسی نگرانی اور سرپرستی کا وقت سمجھا جاتا ہے۔ جس میں اس کی استعداد اور سیاسی مضبوطی کو پوری طرح پرکھا جا سکتا ہے۔ تنظیم کے قواعد و ضوابط میں مانگ کی گئی ہے کہ ہر ممبر مارکسزم لینن ازم کا مطالعہ کرے، سیاسی شعور اور معلومات میں اضافے کی متواتر کوشش کرتا رہے۔ پارٹی اور کوسومول تنظیم کی پالیسوں اور نقطۂ نگاہ کی توضیح و تشریح کرے، ملک کی سیاسی زندگی میں پوری طرح دلچسپی کے ساتھ حصّہ لے، کام اور حصول

تعلیم کے سلسلے میں سوشلسٹ انداز فکر کا نمونہ پیش کرے، سوشلسٹ ملکیت کا تحفظ کرے، اور سوشلسٹ قوانین کو توڑنے کے خلاف کوشش کرتا ہے۔ ایک کومسومول کا یہ بھی فرض ہے کہ فوج اور حکومت کے رازوں کو محفوظ رکھنے کے لئے پورے سیاسی شعور کا ثبوت دے۔ ثقافتی، سائنٹیفک اور تکنیکی میدانوں میں پوری مہارت حاصل کرے چونکہ یہ مہارت اس کی استعداد کی تکمیل کرتی ہے ہر وقت اپنے سوشلسٹ پدر وطن کی حفاظت کے لئے اپنی تمام تر طاقت اپنے سپرد کیے گئے تمام کاموں کو بالکل صحیح صحیح اور ہنرمندی کے ساتھ پورا کرے، ذاتی مفاد کے مقابلے میں سماج کے مفادات کو افضلیت دے، اور بورژوا نظریے کے خلاف ایک مستقل جد و جہد میں لگا رہے مالیت عیش لوٹ کھسوٹ عوام کا خون چوسنے، مذہبی تعصبات اور "ماضی کی دوسری باقی ماندہ" (۲۷) برائیوں کے خلاف جنگ میں معروف رہے۔ یہ مانگیں اور ان کو صحیح طریقے سے پورا کرنے والا شخص پارٹی کا ایک فرضی اور تصوراتی کردار تو ضرور کہا جا سکتا ہے لیکن اسے کومسومول میں تازہ طور پر داخل ہونے والے ممبر کی حقیقی تصویر نہیں کہا جا سکتا ہر حال کچھ ایسے جوشیلے نوجوان کارکن ضرور موجود ہیں، جو اس تصوراتی کردار پر پورا اترنے کی اور اپنے رویے میں اتنا انہماک اور لگن دکھانے کی کوشش کرتے ہیں یہ اس تصور میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ مستقبل میں لیڈر بننے کے لئے انھوں نے ممتاز حیثیت حاصل کر لی ہے دوسرے عام نوجوانوں کو اس تنظیم سے ملحق رکھنے کے سلسلے میں جو تحریکیں ان کے دماغوں میں کار فرما ہوتی ہیں، وہ تخیلک بھی ہیں اور دنیاوی بھی۔ ان میں سے بڑی تعداد کے لئے خود اپنی حیثیت اور شخصیت کی تعمیر سب سے زیادہ اہم تحریک ہوتی ہے کومسومول اور پارٹی کی ممبری انھیں پارٹی اور سوویت نظام میں آگے بڑھاتی ہے اور ایک ترجیحی حیثیت بخشتی ہے۔ اس حقیقت کا علم ہی متحرک اور کچھ صلاحیت رکھنے والوں کو اس تنظیم سے ملحق رکھنے کے لئے کافی اہم ترغیب ہے خواہ ان کے دل کی گہرائیوں میں کوئی تصوراتی یا رومانی لگن کتنی بھی معدوم کیوں نہ ہو۔ کبھی کبھی یہ کشش اور دلچسپی محض سماجی وجوہات پر بھی مبنی ہوتی ہے۔ کومسومول کی طرف سے فراہم کئے جانے والے سیر و تفریح کے مواقع رقص و موسیقی کے پروگرام، بحث و مباحثے

بذات خود ممبروں کے لئے ایک کشش کا باعث ہوتے ہیں۔ کچھ دوسرے نوجوانوں
کو کوسومول سے پہلے کی منزل میں ہی نظریاتی اعتبار سے کچھ اس انداز میں جوڑ لیا
جاتا ہے اور اُن کی ذہنی تربیت کچھ اس ڈھنگ سے کی گئی ہوتی ہے کہ وہ
بالکل غیر ارادی یا غیر شعوری طور پر کوسومول کے ممبر ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہی ایک
راہ انھیں اپنی زندگی کے لئے قدرتی اور لازمی محسوس ہوتی ہے۔ موجودہ اقتدار اور
طاقت کے ڈھانچے کو بغیر کسی تنقید کے منظور کر لینا ہی اس سلسلے میں غالباً سب
سے زیادہ عام انداز کہا جا سکتا ہے۔ کم از کم جب تک سوویت سوسائٹی میں رہنے
والوں کے تلخ تجربات میں انداز کے خلاف آواز نہیں بلند کرتے یا دوسرے
متبادل نظام اُن کے سامنے نہیں آتے، اُس وقت تک یہ انداز برقرار رہے گا۔

کوسومول کی تنظیم

کوسومول کا تنظیمی ڈھانچہ اپنے سے اعلیٰ یعنی کمیونسٹ
پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے کی کافی حد تک نقل ہی ہے۔ اس اہرام نما ڈھانچے کے
سب سے نچلے حصے میں فیکٹریوں، اجتماعی اور سرکاری فارموں تعلیمی اور دوسرے
سرکاری اداروں کی بنیادی تنظیمیں ہیں۔ ہر بنیادی تنظیم میں کم از کم تین ممبر ہونا ضروری
ہیں۔ اور اس کی نگرانی میں یا قصبے کی کمیٹی کی منظوری ضروری ہے جب کسی کارخانے
یا دفتر یا تعلیمی ادارے میں سو سے زیادہ ممبر ہو جائیں یا کسی اجتماعی یا سرکاری فارم
میں پچاس سے زیادہ ممبر ہوں وہاں بنیادی کوسومول تنظیم ٹاپ، بریگیڈ
جماعت، یا اور ایسی ہی چھوٹی ضمنی اکائیوں میں توڑا جا سکتا ہے۔ یہ ضمنی اکائیاں بھی
کوسومول گروپوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ جس پر ایک سال کے لیے ایک گروپ
منظم مقرر کر دیا جاتا ہے۔ وہ کوسومول اکائیاں جس میں دس سے کم ممبر ہوتے
ہیں ایک سکریٹری اور ایک نائب سکریٹری چن لیتی ہیں جو اُن کے روزمرہ کے
کاموں میں ہدایتیں دیتا ہے۔ نسبتاً بڑی اکائیوں میں ایک کمیٹی بیورو اور اس
کے ساتھ ہی ایک سکریٹری بھی ہدایت کاری کے فرائض انجام دیتا ہے اس
درجے پر تنخواہ دار کارکنوں کو کم کرنے کے لئے اپریل ۱۹۶۲ میں کوسومول کے

جو نئے قواعد منظور کیے گئے اُن کے رو سے تمام بنیادی تنظیموں کے منتظمین کو کومسومول کے کاموں کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی کل وقتی ملازمت میں مصروف رہنا بھی ضروری ہے (۲۸) کومسومول کے تنظیمی ڈھانچے میں عہدے داریت کا ترینہ بھی پارٹی کے کم و بیش متوازی ہی ہے۔ اور یہاں بھی وہی درجے یعنی مرکزی، ریپبلک، علاقائی (REGIONAL) اور ضلعوں کی تنظیمیں موجود ہیں۔ جو پیداوار کی بنیادوں پر تقسیم کی گئی ہیں۔ فوج کے علاوہ بنیادی کومسومول تنظیمیں دیہی قصبوں کی کومسومول کمیٹیوں اور ان کے سکریٹریوں کے تحت کام کرتی ہیں۔ لیکن فوجوں میں بھی کومسومول آکائیاں فوج اور بحری فوج کے بنیادی سیاسی انتظامیہ کے زیر ہدایت کام انجام دیتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں یہ بھی ہدایت ہوتی ہے کہ اپنے علاقے کی پیداواری کومسومول تنظیموں سے بھی ایک گہرا رشتہ قائم رکھیں اور "مقامی کمیٹیوں کے ساتھ مل کر کام کریں"

ضلع اور قصبے کے درجے پر سب سے اعلیٰ باقاعدہ شعبہ 'کانفرنس' ہے یہی کومسومول کمیٹی منتخب کرتی ہے۔ جو بعد میں ایک بیورو اور بہت سے سکریٹری چنتی ہے پہلے سکریٹری کو مسومول کم از کم دو سال کی خدمات انجام دے چکنے کے ساتھ ساتھ پارٹی کا ممبر یا اُمیدوار ممبر ہونا ضروری ہے۔ ۱۹۵۸ میں جب قواعد و ضوابط پر نظر ثانی کی گئی تو اس مقصد کو خاص طور پر پیش نگاہ رکھا گیا کہ تنخواہ دار کارکنوں کی تعداد کو کسی طرح کم کر دیا جائے چنانچہ ضلعوں اور قصبوں کی کمیٹیوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ پیشہ ور کل وقتی سکریٹریوں کی معاونت کے لئے کچھ غیر ملازم سکریٹری بھی مقرر کریں۔ جو اپنے پیداواری کاموں یا اپنی تعلیم میں بھی مشغول رہیں (۳۹)۔ اپریل ۱۹۶۲ کی چودھویں کومسومول کانگریس میں ظاہر کیا گیا کہ رائیکوم (RAI KOM) اور گورکوم (GOR KOM) کے غیر ملازم سکریٹریوں کی تعداد میں تیرھویں اور چودھویں کانگریس کے درمیانی چار سال کے عرصے میں ۳۲ء۲۸ فی صدی کی کمی واقع ہوئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ کومسومول آلۂ کار میں پیشہ ور سکریٹریوں کی موجودہ تعداد کو ظاہر نہیں کیا گیا (۴۰)۔ ضلع اور گورکوم کے پہلے سکریٹری اب بھی کل وقتی پیشہ ور سکریٹری ہیں جنھیں ان کے اس عہدے

پر عام طور پر اوپر سے ہی مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ جس کمیٹیوں میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ اُن میں خود بخود "چن" لئے جاتے ہیں۔ کوسومول کا پہلا سکریٹری اپنے قصبے یا ضلع کی پارٹی تنظیم کے ساتھ پوری طرح مل کر کام کرتا ہے۔ اور یہ اسی کی ذمہ داری ہے کہ وہ نگاہ رکھے کہ کوسومول کے تمام کام پارٹی کی طے کردہ ترجیحات اور لائحہ عمل کے مطابق انجام پا رہے ہیں۔ اپنے سپرد کئے گئے علاقے میں کوسومول کے کاموں کی مکمل نگرانی میں ضلع یا کوسومول کے آلۂ کار کے ممبر اس کی اعانت کرتے ہیں۔ اور اسے متحرک کارکن بھی اس کو مدد پہنچاتے ہیں جن کے سپرد مخصوص فرائض کئے جاتے ہیں۔

کوسومول کے درجاتی زینے میں اگلا اعلیٰ درجہ علاقائی (Regional) اور اس سے اوپر ریپبلک تنظیموں کا ہوتا ہے حقیقت میں یہ ضلع اور قصبے کی تنظیموں کی ہی ایک توسیع شدہ شکل ہوتی ہے۔ اس میں بھی ویسی ہی کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ جو ریپبلک میں کانگریس کے نام سے مانی جاتی ہیں۔ کانفرنس یا کانگریس کمیٹیاں چنتی ہے جو بعد میں بیورو اور سکریٹری منتخب کرتی ہیں۔ اس درجے پر تمام سکریٹریوں کا پارٹی ممبر ہونا لازمی ہے۔ اور ساتھ ہی کوسومول کا تین سال کا تجربہ بھی ضروری ہے۔ عام صورتوں میں یہ ملازم کارکن ہی ہوتے ہیں، جن کی تقرری پر پارٹی اور کوسومول کے اعلیٰ شعبوں کی گرفت ہوتی ہے۔

کوسومول کا مرکزی ہدایتی آلۂ کار ۱۹۶۲ میں ایک مرکزی کمیٹی جس میں ۱۴۵ ممبر اور ۶۸ امیدوار تھے۔ ایک مرکزی آڈٹ کمیشن جس میں ۴۵ ممبر تھے۔ ایک بیورو جس میں ۱۶ ممبر اور ۶ امیدوار تھے، ۷ سکریٹریوں اور ایک کافی بڑے سکریٹریٹ پر مشتمل تھا (۴۱) یہ تمام شعبے پہلے سکریٹری ایس پی، پاولووکی عمومی ہدایت میں کام کرتے ہیں۔ پاولووف نے مرکزی رہنمائی تک پہنچنے سے پہلے سکریٹری کی تربیت ماسکو شہر کوسومول تنظیم میں حاصل کی تھی۔ قواعد کے مطابق مرکزی کمیٹی دو کانگریسوں کے درمیانی وقفے میں کوسومول کے کاموں کی ہدایت کرتی ہے مرکزی آڈٹ کمیشن کارگزاری، مالی لین دین، اور مرکزی آلۂ کار کے بجٹ وغیرہ پر نگاہ رکھتا ہے۔ مرکزی کمیٹی بیورو اور سکریٹری چنتی ہے۔ (یہ تمام سکریٹری بیورو کے ممبر بھی ہوتے ہیں۔) لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس چناؤ میں پارٹی سکریٹریوں کی

طرف سے منظور شدہ فہرست کی صرف تصدیق ہی کی جاتی ہے
اصولی اعتبار سے کومسومول کا اعلیٰ ترین شعبہ کانگریس ہے
جس کے لیے چار سال میں کم از کم ایک بار مجتمع ہونا ضروری ہے۔۱۹۳۶ کی دسویں کانگریس تک کے اجلاس عام طور پر کافی باقاعدگی سے منعقد ہوتے رہے۔ لیکن اس کے بعد ۱۹۴۹ کی گیارہویں کانگریس منعقد ہونے میں تیرہ سال کا عرصہ لگ گیا۔ اور پھر ۱۹۵۴ کی بارہویں کانگریس پانچ سال بعد منعقد ہوئی ۔۱۹۵۸ میں منعقدہ تیرہویں

اور ۱۹۶۲ میں چودہویں کانگریس کے ساتھ اس کاروباری باقاعدگی کو پھر قائم کر دیا گیا لیکن اب بھی قواعد و ضوابط کی رو سے جو قانونی طاقت کانگریس کو بخشی گئی ہے اور جو اس کی عملی صورت ہے۔ اُس کے درمیان ایک کافی بڑی خلا موجود ہے۔ اصولی اعتبار سے کومسومول کے اعلیٰ ترین اختیارات کا حامل کانگریس ہی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ کومسومول کارکنوں اور دوسرے معزز مہمانوں کا ایک زبردست اور غیر منظم سا اجتماع ہے جو ہر چوتھے سال رہنماؤں کے فیصلوں کی تصدیق اور انھیں خراجِ تحسین دینے کے لئے ماسکو میں جمع ہو جاتے ہیں۔
تازہ ترین کومسومول کانگریس میں پیش کی گئی ہدایتی کمیشن (Mandate Commission) کی رپورٹیں حقیقت کی بہترین آئینہ دار ہیں (۴۲)۔
تیرہویں کانگریس میں شریک کل ۲۲۳۸، امندوبین میں سے ۸۳۳ کومسومول کارکن تھے۔ صرف ۶۹۱ مندوبین کو مزدوروں کے شعبہ میں رکھا گیا تھا۔ ۲۷ ا اجتماعی کسان یا فارموں کے مخصوص تربیت یافتہ کارکن تھے۔ ۵۳۷ مندوبین یا کل تعداد کا تقریباً ۶۰ فیصدی، یا تو پارٹی ممبر تھے یا اُمیدوار تھے۔ اس حقیقت کے باوجود اس وقت ممبری کے لئے آخری عمر چھبیس[۲۶] سال تھی (جسے اس کانگریس میں بڑھا کر اٹھائیس کر دیا گیا۔) ۶۴۴ مندوبین چھبیس سال یا اس سے بھی زیادہ عمر والے تھے ان میں سے ۱۶۷ تیس سال سے اوپر تھے۔ حالانکہ اس کانگریس میں کل اڑتالیس قومیتوں کی نمائندگی موجود تھی، لیکن اس میں ۶۹۰ مندوبین صرف روسی ریپبلک کے تھے، جو کل تعداد کا تقریباً ۵۶ فی صدی ہوتے ہیں۔ ظاہر طور پر اس سے جو

اثر لیا جا سکتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ یہ ایک ایسا اجتماع تھا جس پر پارٹی کے ممبر دکارکن عمر رسیدہ کوسومول ممبر کاردسی لیادہ ڈالے غالب ہیں۔ یا چودھویں کانگریس میں کسی حد تک اس بات کی بھی کوشش کی گئی کہ اس اثر کو کسی قدر کم کیا جائے۔ اس کانگریس میں موجود ۲۸۶۲ مندوبین میں سے ۸۵۵ کوسومول کارکن تھے۔ جس کا مطلب ہے کہ فیصدی شرح میں پچھلی کانگریس کے مقابلے میں کافی کمی واقع ہوئی تھی۔ ۲۲.۷ مزدوروں اور ۷.۰۸ اجتماعی کسانوں، سرکاری فارم کارکنوں اور زرعی ماہرین کی شمولیت عوامی شرکت کی نشاندہی کر رہی تھی۔ چھبیس[۲۶] سال یا اس سے زیادہ عمر کے مندوبین کے اعداد و شمار نہیں ظاہر کیے گئے۔ حالانکہ ۲۹۲ مندوبین میں روسی ریپبلک کی شرکت کم و بیش پہلے ہی کی طرح برقرار تھی، جو ۵۵ فی صدی سے کچھ زیادہ تھی۔ حالانکہ بائیسویں پارٹی کانگریس کی طرح جو اس سے تھوڑے ہی عرصے پہلے منعقد ہوئی تھی، کوسومول چودھویں کانگریس کی ساخت بھی اسی طرح تشکیل کی گئی تھی کہ اس میں عام اور معمولی ممبروں کی نمائندگی کا زیادہ اظہار ہو۔ لیکن حقیقت میں کانگریس کی پوری کارروائی میں پارٹی اور کوسومول کے کارکن ہی پوری طرح چھائے رہے۔

کوسومول کے کام

کوسومول کے کاموں میں بہت سے مختلف قسم کے کام شامل ہیں۔ ان میں سے ہر کام کی وقت کے ساتھ ساتھ اہمیت بڑھتی گھٹتی رہی ہے۔ اور اس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اس وقت حکومت میں کن کاموں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ کوسومول کے کاموں میں (۱) کوسومول کے ممبروں میں سیاسی ہدایت اور تعلیم، (۲) پائنیر کی تنظیموں اور غیر متعلق نوجوانوں کے دوسرے گروپوں کی سیاسی ہدایت اور رہنمائی، (۳) فوجی اور نیم فوجی ٹریننگ اور جسمانی ورزشوں اور اسپورٹس کا انتظام، (۴) پارٹی اور حکومت کے پروگراموں میں رہنمائی اور امداد، اور (۵) سماجی اور ثقافتی کام شامل ہیں۔

کوسومول ممبروں کی سیاسی نظریاتی تربیت پارٹی کا

بنیادی اور سب سے اہم کام ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ یہ کام پوری سنجیدگی کے ساتھ پائینیر تنظیم میں ہی شروع ہو جاتا ہے اور جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں گہرائی اور زیادتی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ خود اسکول کے کاموں میں بھی کوئی ترخ ایسا بچا ہوا نہیں ہے جس میں کچھ نہ کچھ سیاسی مواد موجود نہ ہو۔ اعلیٰ درجوں میں تاریخ کی تعلیم اور ۱۹۶۰ء میں ایک نیا مضمون "سیاسی تعلیم کے بنیادی اصول" کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ ان مضامین کو پارٹی شعور اور وفاداری پیدا کرنے کے لئے بنیادی ذرائع کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے (۴۳) پہلے سکریٹری پادلو دنے چودھویں کانگریس کے سامنے پیش کی جانے والی رپورٹ میں مخریہ انداز میں بیان کیا تھا۔ کہ تقریباً ۹ لاکھ نوجوان مرد اور عورتیں اپنے سیاسی تعلیمی حلقوں میں بائیسویں پارٹی کانگریس کی دستاویزات کے مطالعے میں معروف ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا تھا۔ کہ نوجوان اس خشک حصے یا اعلانیہ حصول کو بخوشی قبول نہیں کر لیتے، اور وہ اس وقت اپنی ناخوشگواری کے اظہار میں شاید حق بجانب ہی ہوتے ہیں جب پروپیگنڈا کارکن جانی پہچانی حقیقتوں کو بار بار ان کے سامنے نئے نئے ڈھنگ سے پیش کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۴۴) اے این شیلپن جو کوسومول کا گذشتہ پہلا سکریٹری تھا، اس نے تیرہویں کانگریس میں اپنی رپورٹ میں اور بھی زیادہ تنقیدی انداز اپنایا تھا۔ "اس بات کو ماننا پڑے گا کہ کوسومول

کا سیاسی جال اب بھی پوری کامیابی کے ساتھ کام انجام نہیں دے رہا۔ اور یہ کہ ہدایت اور تعلیم عمل کے ساتھ پوری طرح منسلک نہیں ہے، زندگی سے دور ہے، اور عقیدہ پرستی اور نظریہ پرستی اب بھی مکمل طور پر ختم نہیں کی جا سکی ہے۔ بہت سے تربیتی حلقے اور سیاسی اسکول اب بھی صرف کاغذ پر ہی اپنا وجود رکھتے ہیں۔ سیاسی حلقوں کے کاموں میں کمزوری کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کام کی صحیح اہمیت کو نہیں سمجھا گیا ہے۔ ان کی رہنمائی کمزور ہے اور پروپیگنڈا کارکنوں کا انتخاب صحیح نہیں ہے" (۴۵) ایک مخصوص شعبہ نشر و اشاعت صرف کوسومول اور پائنیرز کی نظریاتی تربیت کے لئے وقف تھا کوسومول کا یا پرادو دا

کوسومول کے مرکزی ترجمان اس (Komosomolskaya Pravda) جریدے کی اشاعت کے سلسلے میں ۱۹۵۸ میں تیس لاکھ کی اشاعت کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ پائینرسکایا پراودا (Pioneerskaya Pravda) جو پائینر کا مرکزی ترجمان ہے اس کا ہر ایڈیشن دس لاکھ سے زیادہ کا ہوتا تھا (۴۶) ۱۹۶۲ میں کوسومول کل ۲۰۰ اخبار اور جریدے شائع کر رہا تھا۔ جن کی کل دو کروڑ پچیس (۲،۲۵) لاکھ کاپیاں تقسیم ہوتی تھیں (۴۷) کوسومول کے ممبروں کی صرف اتنی ہی سیاسی تربیت نہیں کی جاتی بلکہ ان سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ یہ کمیونسٹ مقصد کی اشاعت اور ایجی ٹیشن کے لئے بھی کام کریں گے۔ ہر کوسومول ممبر کی ایک مخصوص ذمہ داری نوخیز پائینر کے سلسلے میں بھی ہے۔ پائینر بریگیڈوں کے کوسومول ممبر رہنما صرف ان کے کھیل کود اور سماجی قانون کی نگرانی ہی نہیں کرتے۔ بلکہ ان لوگوں سے یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ یہ اپنے زیرِ نوخیزوں میں کمیونسٹ شعور پیدا کرتے رہیں گے۔ پائینروں کے موسم گرما کے کیمپوں میں کوسومول کے ممبر ایک مشیر اور ہدایت کار فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ اسکولوں کے جلسوں میں موجودہ سیاسی حالات پر تقریریں اور رپورٹیں پیش کرنے میں رہنمائی کرتے ہیں۔ "پسماندہ" عوام میں پارٹی پالیسیوں کی وضاحت اور تشریح کرنا اور ان کو عوام کے ذہن نشین کرانا بھی انہی کا فرض ہے۔ الیکشن کی مہموں میں حصہ لینا قومی قرضوں کے حصول میں مدد پہنچانا اور مختلف انقلابی مقاصد کیلئے چندوں کی وصولیابی کے سلسلے میں بھی یہ لوگ حصہ لیتے ہیں۔

اپنے اپنے علاقوں میں جسمانی ورزشوں اسپورٹس اور فوجی ٹریننگ میں بھی کوسومول ممبروں سے رہنمائی کی توقع کی جاتی ہے۔ ایک تازہ سوویت تحریر کے مطابق، ایک کوسومول ممبر کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہر وقت سوویت فوج میں خدمت انجام دینے کے لئے تیار رہے۔ کوسومول ممبر کو جسمانی ورزشوں کا ایک اچھا ماہر ہونا چاہئے (۴۸) فوجی خدمات کے لئے تیاری کے طور پر کوسومول ممبر کو نیم فوجی شہری دفاعی ایجنسی (DOSAFF) میں آگے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ یہ ایجنسی فوج کی مختلف

شاخوں کے لیے خدمات انجام دیتی ہے۔ اس حیثیت سے انھیں گولی چلانے کی مشق، ہوائی حملوں کی مشقیں، پہلی طبی امداد (First Aid)، طویل پیدل سفر، پیراشوٹ اور گلائڈر ٹریننگ وغیرہ میں مصروف رکھا جاتا ہے۔ اور ایسی سیاسی میٹنگوں میں شامل کیا جاتا ہے جن میں فوجی تیاری پر زور دیا جاتا ہے۔

کومسومول سے یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ پارٹی اور حکومت کی ہر طرح مدد کرے تا کہ اپنے کردار سے نوجوانوں کے سامنے ایک مثالی نمونہ پیش کرے گا۔ سخت اور ناپسندیدہ کاموں کے لئے پوری طرح تیار رہے گا فصلوں کی کٹائی میں مدد دے گا۔ تعمیر کے کاموں میں آگے بڑھ کر خود کو پیش کرے گا، گاؤں میں کام کرے یا ہر اس جگہ کام کرنے کے لئے تیار ہو۔ جہاں اسکی تنظیم اسے بھیجنا چاہتی ہے۔ خواہ وہ کسی فیکٹری میں کام کرتا ہو یا کسی اسکول میں اس سے ایک مثالی کارکن کا کردار پیش کرے، ڈسپلن کا مکمل نمونہ ہوتے، اپنے ساتھیوں میں کام کی ترغیب پیدا کرنے اور اپنے افسروں کو ان کے فرائض کی ادائیگی میں ہر موقع پر مددگار ہونے کی اس سے امید کی جاتی ہے۔ عوام میں قانون کی پابندی اور امن عامہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اس پر بھی انحصار کیا جاتا ہے۔ ۱۹۵۹ سے لاکھوں کومسومول ممبروں کو عوامی رضاکار ٹولیوں میں (Dru zhiny) شامل کیا جا چکا ہے

کے پہرے عام جگہوں پر شرابیوں کی بدعنوانیوں اور عام غنڈہ گردی کی روک تھام، شاہراہوں پر آمدورفت کے قواعد کی پابندی کرانے۔ اور چھوٹے موٹے جرموں کے خلاف کاروائی میں وہ پولیس کی مدد کریں۔ اور آخر میں کومسومول ممبر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اندر مختلف قسم کی دلچسپیوں اور صلاحیتوں کو بیدار کرکے ان کی پرورش کرے تاکہ وہ ایک مکمل انسان بن سکے۔ کومسومول کے مختلف کاموں میں یہ ایک ایسا پہلو ہے جس میں نسبتاً کم جوشیلے ممبر سب سے زیادہ دلچسپی محسوس کرتے ہیں چونکہ یہ پہلو سیاسی کشمکش

سے کسی قدر دور نظر آتا ہے۔ کوسومول کی طرف سے منظم کیے گئے ادبی، ڈرامائی، رقص اور گانے کے گروپوں میں اُن نوجوانوں کو نسبتاً آزادی سے سانس لینے کا موقع مل جاتا ہے جن پر سیاسی تربیت کا دباؤ مستقل رہتا ہے۔ لیکن یہ ثقافتی اور سماجی کام بھی پوری طرح غیر سیاسی نہیں ہوتے چنانچہ کوسومول کے وہ ممبر جو پشکن کے سلسلے میں منظم کی گئی بہت سی ادبی شاخوں میں شریک ہوئے اُنھوں نے "پشکن اور دسمبر بغاوت"، "پشکن اور سرمایہ داریت" "وطن پرست"، "پشکن اور موجودہ دور"، اور "امریکہ پر پشکن کی تنقید" (۴۹) وغیرہ قسم کے موضوعات پر بحث و مباحثے کیے۔ ڈرامے سے متعلق گروپ ایسے ڈرامے پڑھتے اور پیش کرتے ہیں جو موجودہ دور کے ادیبوں نے لکھے ہیں اور اُن میں سیاسی اور نظریاتی مواد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے یہاں تک کہ رقص اور گانے بھی سیاسی مواد کو مدنظر رکھ کر مرتب کیے جاتے ہیں بہرحال سوویت ریاست میں نظریاتی گرفت سے بچنے کے حقیقی طور پر کہیں بھی مفر ممکن نہیں ہے۔

وفاداری اور بے چینی کے مسائل

کوسومول تنظیم کس قسم کا انسان پیدا کرنا چاہتی ہے اور وہ کون سی قدریں ہیں، جن کو پارٹی کے رہنما سوویت نوجوان کے ذہنوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ سوویت یونین میں چھپے ایک تازہ پمفلٹ، "یو، ایس، ایس، آر میں نوجوان کمیونسٹ" جس میں اُن مانگوں اور توقعات کی وضاحت کی گئی ہے، جو کوسومول سے کی جاتی ہیں۔ پارٹی کے مقاصد اور اُسکی منزلوں پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے اِس رسالے میں وضاحت کی گئی ہے کہ "کوسومول تنظیم کا سب سے اہم کام تمام سوویت نوجوانوں میں سوویت قوم پرستی کا جذبہ، سوویت قوم پر فخر اور غرور کا احساس اور یہ خواہش پیدا کرنا ہے کہ ہم سوویت حکومت اور ملک کو ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر بناتے رہیں گے" (۵۰)۔ "کوسومول کچھ بھی کر رہا ہو، وہ کسی کام میں لگا ہو یا مطالعے میں معروف ہو، اُسے ہر وقت پارٹی اور حکومت کی آواز پر سوویت فوج میں داخل

ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔" (۵۱) عام شہری یا فوجی زندگی دونوں میں ہی اُسے اپنے عمل سے قربانی اور ڈسپلن کی ایک جیتی جاگتی مثال پیش کرنی چاہئے۔ کوسومول کو بتلایا جاتا ہے کہ وہ دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور عظیم ترین ملک میں رہتا ہے اور اس کے ملک کو جس چیز نے یہ عظمت بخشی ہے وہ صرف کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی ہے۔ جس کی ہدایت مارکس، اینگلس، لینن اور اسٹالن نے کی ہے۔ ہر کوسومول پر یہ ذمہ داری عائد ہے کہ وہ پارٹی کی پالیسیوں کو استقلال اور مضبوطی کے ساتھ کاربند رہے۔ "اُس کی پوری زندگی کو اُس عظیم مقصد کے تحت ہونا چاہئے۔ کمیونزم کے لئے جدوجہد" (۵۲) اس مثالی اور نمونے کے کوسومول کے تصور میں جس میں پارٹی کے احکامات کو بے چون وچرا مان لینے کی خصوصیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسی میں وہ اقدار بھی مضمر ہیں جو پارٹی رہنما اس تصوراتی شخصیت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن نوجوانوں کی اٹھتی ہوئی طبیعتیں اور اُن کی مچلتی ہوئی طاقتیں ڈکٹیٹرشپ میں بھی ان بندشوں اور پابندیوں سے بچ کر نکلنا چاہتی ہیں "یو۔ایس۔ایس۔آر میں نوجوان کمیونسٹ" کے نامعلوم مصنف کے الفاظ ہیں۔ "گذشتہ زندگی کے وہ پرانے اور دقیانوسی طریقے جو اب بھی باقی ہیں۔ اُن پر ابھی تک پوری طرح قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔۔۔ بورژوا ذہنیت کے کچھ خطرناک اثرات ہمارے نوجوانوں میں بھی سرایت کر جاتے ہیں (۵۳)

سوویت نوجوان نسل کی ذہنی کیفیات کا صحیح اندازہ کر لینا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس سلسلے میں کیا جانے والا ہر فیصلہ بہر حال سوویت اشاعتوں میں ظاہر ہونے والے مواد پر ہی مبنی ہونا ضروری ہے یا پھر گذشتہ کوسومول ممبروں یا ایسے سوویت شہریوں سے گفت وشنید سے کچھ مواد مل سکتا ہے جو سوویت نوجوانوں سے کافی گہرا تعلق رکھ چکے ہیں۔ کچھ اندازہ سوویت روس میں گھومنے والے ایسے سیاحوں کی رپورٹوں سے بھی ہو سکتا ہے جو اپنے سفر کے درمیان کسی نہ کسی طرح سوویت نوجوانوں سے ملنے اور بے تکلفی سے گفتگو کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ان ماخذوں سے کچھ مواد حاصل ہوتا ہے اُس سے بھی حتمی فیصلے کرنا یا ٹھیک اعداد وشمار تیار کر لینا ممکن نہیں ہے اگر بہت

محتاط ہوکر تجزیہ اخذ کیا جائے تب بھی زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کے بیانات سے اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ سوویت نوجوانوں کی حمایت حاصل کرنے میں سوویت حکومت کو کسی حد تک پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

نوجوان نسل میں سے کچھ ایسے حصے بآسانی پہچانے جا سکتے ہیں جن کے مکمل انہماک اور وفاداری کو کم از کم مشتبہ تو کہا ہی جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ نوجوان جو عین اس وقت خود کو جسمانی مزدوری اور مشقت پر مقرر کیا ہوا پاتے ہیں جس وقت وہ اپنی اعلیٰ تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ یا یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل نوجوان جو دیہی علاقوں یا کسی دور افتادہ مقام پر بھیج دیئے جاتے ہیں اور ماسکو لینن گراڈ یا کیو کی چمکتی ہوئی روشنیاں ان کے لئے محض ایک خواب رہ جاتی ہیں۔ آزادی پسند وہ دانشور نوجوان جنہیں اپنے تصورات اور خیالات کا گلا گھونٹنا پڑتا ہے چونکہ دوسری صورت میں خود ان کی جنبشوں اور عہدوں پر حرف آنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ الزام تراشیوں اور افواہوں کے شکار نوجوان، سیاسی اعتبار سے "پسماندہ" نوجوان جو اپنے گرد و پیش کے مستقل پروپیگنڈے سے الجھنا شروع کر دیتے ہیں اور "بورژوا" طرز زندگی کی تن آسانیوں اور سہولتوں کی خواہش ان کے دلوں کو گدگدانے لگتی ہے۔ یہ سوویت زندگی کے چند ایسے نمونے ہیں جو الجھنوں اور ناامیدی کی جھنجھلاہٹوں کو جنم دیتے ہیں حالانکہ عام صورت میں یہ جذبات و احساسات سیاسی عقیدتمندی اور فرمانبرداری کے پردوں میں پوری طرح چھپے رہتے ہیں۔

سوویت نوجوانوں میں اس طرز فکر کی نشاندہی سوویت سرکاری ذرائع سے بھی کسی حد تک ہو جاتی ہے۔ تیرہویں کوموسومول کانگریس میں اے این شیلیپن نے اپنی اہم ترین تقریر میں اشارہ کیا تھا۔

"کچھ نوجوان شیشہ خانوں کے ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ یہ زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی پریشانیوں کو بھی جھیل لینے کے لئے ناموزوں ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ہر ابتدائی اور چھوٹی سے چھوٹی مصیبت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اپنے حقوق کی مانگ کے ساتھ یہ سوسائٹی

کی طرف سے اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں۔ حکومت سے ان کی مانگیں بہت ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے عوض یہ حکومت کو دیتے بہت کم ہیں۔ ہمارے نوجوان عوام میں کام چور اور شرابی اب بھی موجود ہیں، ایسے لوگ جو بدزبانی کرتے ہیں۔ اور کمیونسٹ اخلاقی قدروں کو توڑتے ہیں۔ بہت سے بڑے بڑے شہروں میں ایسے بہت سے نوجوان موجود ہیں جو کہیں کام نہیں کرتے اور بیکار زندگی گذار رہے ہیں۔ اسے ایک بے جا خودپرستی اور خودغرضی کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا" (۵۴) بیسویں پارٹی کانگریس کے بعد پیدا ہونے ابھان کا حوالہ دیتے ہوئے اُس نے اپنی تقریر میں آگے کہا تھا" کچھ نوجوان اور عورتوں نے خاص طور پر طالب علموں میں سے کچھ افراد نے منکرانہ بیانات دیے۔ جس میں سوویت عوام کی کامیابیوں اور حصول کو حقیر اور ناچیز ظاہر کیا گیا تھا! اور ہماری سوویت حقیقتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ کومسومول ______ کی کچھ تنظمیں بعض موقعوں پر سوویت یونین کے خلاف اس سامراجی پروپیگنڈے کے وحشتناک اور دیوانہ کن اثرات کو بھول جاتی ہیں۔ جس میں یہ سامراجی حکومتیں متواتر منہمک ہیں۔ اب بھی کچھ لوگ ایسے باقی ہیں۔ جو بہ آسانی بورژوا پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو اُن لذتوں کے خواہش مند ہیں۔ جو ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ یہ لوگ گھٹیا ناچوں، ابسٹرکٹ مصوری اور سنگ تراشی کی کشش میں بہہ جاتے ہیں۔ اپنے لباس تک میں دوسروں کی نقل کرتے ہیں۔ ---" (۵۵) اس ہی انداز کی مضحکہ خیز صورت جو سوویت زندگی کی بدسلیقگی اور پھوہڑپن کے خلاف ایک احتجاج کے طور پر اپنائی جاتی ہے اور جس کا اظہار مغربی فیشنوں کی نقالی اور امریکی جاز کے شوق سے ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ اہم چیز کچھ سوویت نوجوانوں کا وہ رویہ ہے۔ جو یہ لوگ سوویت زندگی کے بارے میں رکھتے ہیں یہ انداز سوویت حکومت کی پیش کردہ امید پروری سے بہرحال تضاد رکھتا ہے۔ اس مذبذب رویے کا اشارہ بہت سے سوویت نوجوان ادیبوں کی تحریروں میں بہ آسانی مل جاتا ہے۔ اور اُن سخت ترین جوابی حملوں میں بھی نظر آتا ہے۔ جو ان تحریروں کے خلاف نوجوانوں کے اخلاقی معیاروں پر نگاہ رکھنے والے پارٹی اور

کومسومول کے اتالیقوں نے دیئے ہیں۔ چودہویں کومسومول کانگریس کی ایک رپورٹ میں پہلے سکریٹری پاولوف نے اعلان کیا تھا "کچھ عرصے سے ادیبوں کے انداز بیان میں زندگی کی پیچیدگیوں کی طرف اشارہ بڑھنا شروع ہوگیا ہے - - - - ان کے انداز فکر میں ہر نوجوان ہیرو ایک قسم کا عجوبہ ہے۔ کوئی ہیرو ایسا ہے ہی نہیں جسے گھن نہ لگا ہو۔ کوئی حسن ایسا حسن نہیں جس میں چند جھریاں نظر نہ آتی ہوں۔ کوئی رجائیت یا امید ایسی نہیں ہے جس میں دلشکستگی اور یاس کا رنگ نہ جھلکتا ہو۔ ۔ ۔ ہم نے ایسی تحریروں کی مخالفت کی ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے جس میں پڑھنے والا ایسے لکھنے والوں کے خیالات اور انداز سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو اگر آپ لوگ مجھے اس اصطلاح کے لئے معاف کریں، وہ ہر طرح کے ذہنی بیمار نوجوان ہیں جو وقت سے پہلے بوڑھے ہوگئے ہیں اور جو شک و شبہات اور دلبواسے پن کا شکار ہیں۔" (۵۶)

اس صورت حال کا جواز یا وجہ تلاش کرتے ہوئے ۱۹۵۷ میں کومسومول مرکزی کمیٹی کی ایک قرارداد میں اعلان کیا گیا تھا "یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ موجودہ نوجوان نسل انقلابی جدوجہد کی سخت ترین منزلوں سے نہیں گذری ہے۔ اسے ان محرومیوں اور مشکلات کا تجربہ نہیں ہے جو گذشتہ عمر نسلوں کے حصے میں آئی تھیں - - - - یہ بات بہت زیادہ حیرتناک نہیں ہے کہ ہماری نوجوان نسل کا ایک حصہ اس بات کو نہ سوچ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے کہ کتنی قیمت چکا کر - - - وہ حالات پیدا کیے گئے ہیں جس میں وہ آج زندگی گذار رہا ہے - - - - بعض موقعوں پر لوگ سوویت عوام کی عظیم کامیابیوں اور زبردست حصول کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔" لیکن کمیٹی نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا تھا کہ زیادہ تر نوجوان "حکومت اور ملک کے تصور کو کافی اہمیت دیتے ہیں اور اپنے پدر وطن کے لئے جو ذمہ داریاں اُن پر عائد ہوتی ہیں، اُن کو بخوبی سمجھتے ہیں" (۵۷)۔ سوویت رپورٹوں اور سوویت روس چھوڑ کر نکل آنے والے شہریوں اور اُن لوگوں کے بیانات سے جو سوویت روس ہو آئے ہیں جو اطلاعات فراہم ہو سکی ہیں، اُن سب سے یہ

اظہار ہوتا ہے کہ سوویت نوجوانوں میں کچھ نہ کچھ بددلی ضرور موجود ہے۔ لیکن ان میلانات کی حدیں ظاہر کرتے ہیں۔ یہ تمام ذرائع بہت مختلف نظر آتے ہیں۔ سرکاری اعلانات کے مطابق سوویت نوجوان پوری طرح وفادار اور اس مقصد میں پورا انہماک رکھتے ہیں۔ ایسے عنصر کو بہرحال ایک بہت چھوٹی اقلیت ہی کہا جا سکتا ہے، جو ابھی کچھ بہت زیادہ آگے نہیں بڑھ سکا ہے، یا کسی قسم کی بے تعلقی اور مخالفت کا اظہار کرتا ہے۔ دوسری طرف دوسرے ذرائع سے جو کچھ اظہار ہوتا ہے، وہ اور بھی مبہم اور بے معنی سا ہے۔ یا اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ کوسومول تنظیم میں ایسے متحرک نوجوانوں کا ایک عنصر یا جوہر ضرور موجود ہے جو نظریاتی اعتبار سے حقیقی طور پر بدل چکا ہے۔ اس زمرے کے عقیدوں میں شاید ہی کبھی جنبش پیدا ہوئی ہو۔ بلکہ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھ رہی ہے، اس کے اندر کٹرپن بھی بڑھ رہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس حصے کا شعور بڑھ ہی رہا ہے۔ اس جوہر کے چاروں طرف نوجوانوں کا ایک اور وسیع حلقہ ہے جو کوسومول تنظیم میں صرف اس لئے داخل ہوئے ہیں کہ انھیں صرف اپنی حیثیت اور زندگی کی تعمیر کرنا مقصود ہوتی ہے۔ ظاہری طور پر یہ لوگ سوویت نظام اور حکومت کے موافق نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں کی سیاسی زندگی میں پورے انہماک کے ساتھ حصہ بھی لیتے ہیں۔ اور فرمانبرداری اور ہر حکم کو بے چون و چرا مان لینے کا بھی اظہار کرتے ہیں تاکہ انھیں سوویت سوسائٹی میں اپنے لئے راہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ لیکن ان میں پہلے گروپ جیسا جوش و خروش اور کٹرپن نہیں ہوتا۔ ان کا داخلی اور "اصلی" سیاسی اطلاق بہت سے مختلف رویوں کے تحت رکھا جا سکتا ہے مثال کے طور پر خاموشی اور بزدلی کے ساتھ حکومت کو قبول کر لینا، مردہ دلی، تنک چڑھاپن، یا ماحول اور اس طرزِ زندگی کے خلاف اپنے جذبات کو گھونٹ دینا اور اس کی تلخی کو برداشت کرتے رہنا وغیرہ وغیرہ ایسی اصطلاحات جو اس کیفیت کا بہت ہی مناسب انداز میں اظہار کرتی ہیں جیسے "بیرونی خول" اور "سرخی مائل" وغیرہ اس قسم کے نوجوانوں کے لئے اختراع کی گئی ہیں۔ جو محض اپنی زندگی کی تعمیر کے پیشِ نظر اس بات میں شامل ہوئے ہیں۔ ان اصطلاحات کا مطلب یہی

ہے کہ اصلی جسم یا جوہر کو دیکھنے کے لئے خول کو بہت زیادہ کریدنا نہیں پڑتا۔ لیکن جہاں تک ان کے ظاہری اور سطحی انداز کا تعلق ہے یہ لوگ صرف اتنی ہی بات کا اظہار نہیں کرتے کہ یہ حکومت سے وفادار ہیں، بلکہ یہ ثبوت بھی فراہم کرتے ہیں کہ یہ پرجوش اور متحرک سوویت شہری بھی ہیں۔

لاکھوں سوویت نوجوان ایسے بھی ہیں جو کوموسومول تنظیم میں کبھی شامل نہیں ہوتے۔ اس زمرے میں اکثریت اجتماعی کسانوں کی ہے، کارخانے میں کام کرنے والوں کا ایک خاصا بڑا حصہ ہے، اور کچھ ایسے نوجوان دانشور شامل ہیں، جو اس خطرے کے باوجود کہ کوموسومول کا ممبر نہ بننا اُن کے مستقبل کی اٹھان اور ترقی کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے۔ اس میں شامل نہیں ہوتے۔ ایسے نوجوانوں کے سیاسی رویے اور رجحانات کے لئے کوئی عام یا مجموعی خاکہ پیش کرنا آسان نہیں ہے۔ ان میں سے زیادہ تر افراد حکومت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ اپنی زندگی کی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں ہو پاتے۔ یا اُن میں وہ جوش و ولولہ اور وہ جنون نہیں پیدا ہوتا۔

لیکن سوویت اور غیر سوویت دونوں ہی نوجوانوں میں نظریاتی جوش و ولولے میں کمی پیدا ہو جانے کا ضرور اظہار کرتے ہیں۔ خاص طور پر جب اس جذبہ کا موازنہ خانہ جنگی کے دور میں نظر آنے والے جوش و خروش اور پہلے پانچ سالہ منصوبے کے دور میں پیدا ہونے والے ایک عام انہماک اور لگن سے کیا جائے تو اس میں خاصہ فرق محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ایک نوجوان شاعر یوگینی یوتوشینکو کی ایک تازہ نظم " سردیوں کا ٹھہراؤ " (zima: Junction) اس سوویت رخ کے اظہار کی بہترین مثال کہی جا سکتی ہے۔ نوجوان نسل کے ایک فرد کو خطاب کرتے ہوئے اس نظم کا ایک بوڑھا کچھ یوں کہتا ہے۔

" مجھے تمہاری ماں کے دوستوں کے جذبات اور ان کی گرم جوشی خوب یاد ہیں، جب وہ نوجوان تھے، اور جب کچھ پیدا کرنے کی خواہش سے ان کے دل آبلے پڑ رہے تھے، ہاں مجھے یاد ہیں، ان

کے بلند مقصد اور عظیم آواز جذبات سے پُر تخیلات اور اُن کی سمت بخشیں، ہاں وہ کبھی کبھی مضحکہ خیز حد تک لگنے لگتے تھے، یہ بھی ٹھیک ہے،
اُن کے تصورات اور خیالات کبھی کبھی نقصان دہ بھی ہو جاتے تھے، یہ بھی میں جانتا ہوں۔ لیکن میں بات کو صاف ضرور کہوں گا کہ آج میں اس بات سے پریشان ہو جاتا ہوں کہ تم، یا تم جیسے نوجوان، ان میں حرکت کا فقدان ہے، اور آگے بڑھنے کی خواہش نہیں ہے اور بدترین بات ہے۔ ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں، میرے دوست۔ آج تمہارے نوجوان تصورات اور خیالات کو پالنا بہت مشکل ہے اور پھر یہ بھی ٹھیک ہے کہ اب ایک انسان اپنے خاتمے تک پہنچ گیا ہے۔ اور ساتھ ہی عمر اور وہ تصورات جو اس بوڑھے کے ذہن میں بھرے ہوئے ہیں۔ بہر صورت میں یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ ہمارے پاس نوجوان ہیں، مگر نوجوان دل نہیں ہیں" (۵۸) ان نسلوں کا اختلاف اور اس کے میلانات کا تضاد کبھی کبھی اعلیٰ ترین سیاسی حلقوں میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ خروشچیف نے چودھویں کو مگل کانگریس میں تنبیہ کی تھی۔
"نوجوانو! خود بین اور مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہم نے اپنی زندگیاں بیکار نہیں گنوائی ہیں، یہ تمہیں بھی معلوم ہے۔ ہم نے اپنا وقت کہاوت کے مطابق مکھیاں مارنے میں ضائع نہیں کیا ہے۔ میں اپنی نسل پر فخر کرتا ہوں۔ اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ کچھ وقت کے لئے ہم ولادیمیر ایلیچ لینن کے ساتھ رہ چکے ہیں۔ اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ ہم نے اکتوبر انقلاب میں حصہ لیا ہے خانہ جنگی کے دور میں کام کیا ہے - - - - - - - گذشتہ عمر نسل کے لوگ بھوک اور تباہیوں میں زندہ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی دلیرانہ ہمتوں اور کوششوں سے ملک کی اقتصادی حالت کو بچایا ہے۔ پانچ سالہ منصوبوں کے تعمیری کاموں میں نئے مقاصد کے لئے جمے رہے ہیں۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں سپاہیوں کی خدمات انجام دی ہیں۔ اور انسانیت کے بدترین دشمن فاشزم کو شکست دی ہے - - - - - ہاں! ہمیں اپنے دور پر ناز ہے۔ اور تمہیں بھی ہمارے زمانے پر فخر کرنا چاہیئے" (۵۹) لیکن جس

بات کا ذکر خروشچیف نے نہیں کیا وہ اس درمیانی سماجی اور سیاسی تبدیلیاں تھیں اب جبکہ سوویت سوسائٹی ایک ایسی تہذیب بن کر ابھر آئی ہے جو مکمل طور پر فوجی بنیادوں پر مبنی ہے۔ اور اسٹالن کے دور میں اس میں ایک درجاتی نظام پوری طرح مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس میں آزاد اور غیر طبقاتی نظام کا وہ کمیونسٹ یوٹوپیائی اور تصوراتی خواب بری طرح مسخ ہو چکا ہے۔ اب اس میں اتنی طاقت باقی نہیں ہے کہ وہ ان ذہنوں میں ایک خلش اور جوش و ولولہ بیدار کر سکے۔ جو سوویت زندگی کی حقیقتوں کو پوری طرح سمجھ سکے ہیں خروشچیف کے دور میں اب بھی اس بات کو ہر شخص محسوس کر سکتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ایک خواہش دبی ہوئی ہے کہ کسی طرح اپنے ارد گرد اس نظریاتی محیط کو ایک بار پھر واپس لوٹایا جا سکے۔ اپنے نقطہ نگاہ اور مطمح نظر کو نئی روشنی بخشی جائے۔ انقلابی دور کی مساوات اور پنج سالہ منصوبوں کے زمانے میں پیدا ہوئی اس روح کو جسے اسٹالن کی چلائی ہوئی 'صفائی کی مہموں' نے مردہ کر ڈالا ہے اور روس کے چہرے پر سیاہی مل دی ہے اس جذبے اور اس روح کو ایک بار پھر بیدار کر لیا جائے۔ لیکن اب وقت کے دھارے میں وہ تیزی باقی نہیں رہی۔ ملک کے نوجوان موجودہ سوویت سوسائٹی میں اپنی شخصیتوں کے مفاد کے زبردست مقابلے میں پھنس چکے ہیں۔ اور وہ اپنے دلوں میں یوٹوپیائی تصورات کے لئے وہ کشش اور انہماک نہیں پاتے بلا انتظار وہ عہدے اور زندگی کی وہ حیثیت کے خواہاں ہیں، جو انھیں مراعات یافتہ درجے تک پہنچا سکتے ہیں۔

لیکن بہر حال یہ وطن پرستی کی اپیلوں کا ضرور اثر لیتے ہیں۔ اور سوویت تکنیکی ترقی اور سائنسی حصول کے لئے سمجھا فخر بھی ان کے دلوں میں موجود ہے جس نے سوویت یونین کو ایک عظیم طاقت بنا دیا ہے۔ حکومت کے سامنے مسئلہ یہی ہے کہ اس وطن پرستی کے جذبے کو کس طرح بروئے کار لایا جائے۔ پیداواری انداز فکر کو کس طرح برقرار رکھا جائے، اور کمیونسٹ مستقبل کی تعمیر میں سوویت نوجوانوں کی صلاحیتوں اور طاقتوں کو کس طرح استعمال

کیا جائے۔ اس مسئلے کے حل کی تلاش میں نظریات کو بہت سے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار یا ذریعہ تو کہا جا سکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ صرف نظریاتی تربیت کو ہی ایک واحد ذریعہ سمجھ لیا جائے۔

شاید اس سلسلے میں حکومت کے پاس سب سے کارگر نسخہ نوجوانوں کی زندگیوں کے مستقبل پر پورا قابو اور اُن کی اپنی خواہشوں کے متعلق اُمیدوں پر مکمل گرفت ہے۔ اس سلسلے میں رہنماؤں کے مقاصد کی تکمیل پر انھیں زبردست انعام واکرام سے نوازا جا سکتا ہے۔ اور ان سے انحراف اور چشم پوشی پر سخت ترین سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ ترغیب وتحریک کا نظام سب سے قیمتی صلہ اور انعام اُن کو بخشتا ہے۔ جو خود کو پارٹی رہنماؤں کے طرزِ فکر سے ہم آہنگ کر لیتے ہیں۔ خفیہ پولیس، فوج اور انتظامیہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ اُن دانشوروں کو نوازتا ہے۔ جو حکومت کے ہم آواز ہونے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اُن مینیجروں کو انجینئروں اور ایسے مزدور بریگیڈروں کو جو پیداوار میں حیرتناک طور پر کام کر کے دکھاتے ہیں، زبردست بونس دیتا ہے۔ یہ افرادوں کے ایک منظم سلسلے کے ذریعے ایسے مالی فوائد پہنچاتا ہے۔ جو نسبتاً کم ہنرمند اور غیر مستعد لوگوں کے لئے زبردست کشش کا باعث بن سکتے ہیں۔

اس تصویر کا دوسرا اور تاریک رُخ سیاسی ہتھیار کا استعمال ہے۔ جس سے خوف وہراس پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت یہ بھی جانتی ہے کہ انعام واکرام اور سزاؤں کا جواز نظریاتی بنا دینا ضروری ہے۔ تاکہ نوجوان دماغوں کو قابو میں رکھا جا سکے۔ بائیسویں کانگریس میں منظور کیے گئے نئے پارٹی پروگرام میں یوٹوپیائی مقاصد اور تصورات کو ایک بار پھر نئی زندگی بخشنے کی کوشش کا اظہار بخوبی ہو جاتا ہے۔ ان تصورات میں کسی قدر حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے غذا، رہائشی مکانوں اور معمولی استعمالی اشیاء کی فراہمی اور بہتری کو اہمیت دی گئی ہے اور ظاہر ہے یہ سب کچھ کمیونزم کی فتح کے ساتھ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بہتات کے ان رنگین خوابوں کو بہت سے موجودہ خدشات اور خطرات کی تشبیہوں سے محدود کر دیا گیا ہے

عام معیارِ زندگی میں نسبتاً کم ترقی کا الزام سامراجی بیرونی دشمن کے پیدا کیے ہوئے مستقبل خطرے پر رکھا گیا ہے۔ سوویت یونین کے لئے اپنے صنعتی ترقی کے پروگرام کو بہتر کرنا ضروری ہے۔ اور اگر اسے سرمایہ دار دنیا کے مقابلے میں باقی رہنا ہے اور اس پر فتح حاصل کرنی ہے تو اسے اپنی حیثیت ایک ناقابلِ تسخیر قلعے کی سی بنائے رکھنا لازمی ہے۔ اس درمیانی عرصے میں دنیا میں کمیونسٹ طاقت کی اٹھان اور گذشتہ عرصے میں حاصل کی ہوئی ترقی کو اس نظریے کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں کمیونسٹ فتح کو بہت زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ اور مستقبل کی آواز کمیونزم کی آواز ہے۔ آج کی قربانیاں اُس جنت کے لئے راہیں تیار کرتی ہیں، جس میں امن و سکون ہو گا ہر چیز کی فراوانی ہو گی۔

اس کے ساتھ ہی سوویت نوجوان کو تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ کام میں منہمک سپے تابعدار رہے، اور اپنی تمام تر کوششوں اور صلاحیتوں کو مستقبل کی تعمیر کے لئے وقف کر دے۔ انھیں اپنے گھر، خاندان اور پدر وطن کی حفاظت کے لئے سخت ترین قربانیاں دینے کی تلقین کی جاتی ہے۔ انھیں بتلایا جاتا ہے کہ سوویت کامیابیاں اور مادی حصول سرمایہ دار ملکوں میں دبے اور کچلے ہوئے عوام کی آزادی اور امیدوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ یہ اس نظریاتی تعلیم و تربیت کا ایک بنیادی خاکہ ہے جو سوویت نوجوانوں کو مستقل دی جاتی ہے۔ اسی کو ہر قسم کے عوامی پرچار کے ذریعے جوشیلی تقریروں، سوویت تعلیم اور پروپیگنڈے کے ہر پہلو میں بار بار دہرایا جاتا ہے لیکن یہ سب حدا سے آگے تھیل جاسکتی ہیں۔

سوویت اور غیر سوویت ماخذ دونوں سے ہی اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ طالب علم حلقوں میں آزاد خیالی کی جنبش اور تحریک موجود ہے لیکن ان تمام رجحانات کے باوجود وطن پرستی کا جوش بھی موجود ہے۔ سوویت روس کی تازہ کامیابیوں اور حصول پر ایک احساسِ فخر بھی نظر آتا ہے۔ اور یہ جذبہ سوویت نوجوانوں کی حمایت اور وفاداری کو حکومت سے ملحق رکھنے کے لئے ایک بہت امید افزا نظریاتی وسیلہ ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے

بعد جو نسل جوان ہوئی ہے، اُسے اپنے مطابق موڑ لینے کی صلاحیت اور طاقت کریملن کے پاس موجود ہے۔ اسے کم اہم نہ سمجھنا چاہیئے۔ ان کی نشو و نما پر پارٹی رہنماؤں کی بہت مخصوص توجہ رہتی ہے۔

اب یہ ذہن سازی اور نظریاتی تربیت آنے والی زندگی کی کیفیات سے گزر کر باقی رہ سکتی ہے یا نہیں یہ ایک الگ سوال ہے۔ لیکن بہرحال اس نے اپنا وہ اہم کردار ضرور ادا کیا ہے۔ اور شاید آئندہ بھی کرتی رہے گی یہ حکومت کی بقا اور اس کے حیاتی جوہر کو باقی اور تازہ رکھنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

دسواں باب

پارٹی کمان

پولٹ بیورو اور پریسیڈیم

سوویت سوسائٹی میں کمیونسٹ پارٹی کے اعلیٰ کمان کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ سنہ ۱۹۵۲ کی انیسویں کانگریس میں اس کا نام پولٹ بیورو سے بدل کر پریسیڈیم ہوا اور پھر ۱۹۶۶ میں دوبارہ پولٹ بیورو اور اب اس کی حیثیت پارٹی اور حکومت کے افسری نظام میں سب سے اوپر ہے۔ یہی اُن پالیسیوں اور اُن منصوبوں کے نشانوں کو بھی مقرر کرتا ہے جن سے سویت ترقی کی راہیں متعین ہوئی ہیں اور اسی کو کمیونسٹ دنیا میں وہ اعلیٰ ترین شعبہ سمجھا جاتا ہے۔ جو اہم فیصلے کر سکتا ہے۔ اس شعبہ کی اس اہمیت کی وجہ سے کہ یہ سویت اور کمیونسٹ دنیا میں تحریک کا سب سے اہم مرکز ہے اس کی ساخت اور کارگذاریوں کا گہرا مطالعہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن شاید ہی کسی اور عملی مطالعے میں ایسی امید شکن پیچیدگیاں سامنے آتی ہوں جیسی اس شعبے کے مطالعے کے سلسلے میں پیش آتی ہیں دوسری دہائی کے آخری حصے میں اسٹالن کی طاقت اور گرفت کے استحکام کے بعد سے سوویت اعلیٰ کمان کے اندرونی معاملات ایک ایسا راز ہو کر رہ گئے ہیں جو شاید ہی کبھی کھل کر سامنے آ سکے۔ اس کی کارگذاریوں کی روداد تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اور اس کا طرز عمل سوویت زندگی کے بہترین رازوں میں سے ایک کہا جا سکتا ہے۔ جن کاموں کی توقع پریسیڈیم سے کی جا سکتی ہے۔ اُن کا کچھ تھوڑا بہت اندازہ اس کے اہم ترین پیش رو شعبے پولٹ بیورو جو سوویت زندگی میں اس سے پہلے اہم ترین حیثیت کا حامل تھا اس کی تاریخ کو کھنگالنے سے شاید لگایا جا سکے۔

پولٹ بیورو کی ابتدا اور نشوونما

کسی سیاسی بیورو کی تنظیم کا حوالہ سب سے پہلے ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ کی مرکزی کمیٹی کی جس تک ایک میٹنگ کی روداد میں ملتا ہے۔ زیر بحث کی تحریک پر ایک پولٹ بیورو قائم کیا گیا جس کا کام بغاوت میں سیاسی رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ اس

کے ممبروں میں اُس وقت لینن زینووف ٹراٹسکی اسٹالن سوکولنیکوو اور بوبنوو شامل تھے (۱) بغاوت کی کامیابی کے ساتھ اس کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بیورو کا وجود بھی اپنے ابتدائی انداز کے اعتبار سے ختم ہو گیا۔ اس کے بعد مارچ 1919 کی آٹھویں پارٹی کانگریس میں پولٹ بیورو کو دوبارہ قائم کیا گیا۔ اب اسے پارٹی رہنمائی کے لئے ایک مستقل شعبہ بنا دیا گیا۔ شروع سے ہی پارٹی کے معاملات میں پولٹ بیورو کی اہمیت کافی ممتاز رہی ہے پھر خانہ جنگی کی ضرورتوں اور متحدہ افواج کے حملوں نے اس کی طاقتوں کو مرکوز اور مجتمع رکھنے میں بہت مدد دی بحرانی صورتوں میں مرکزی کمیٹی اجلاس چونکہ بہت جلدی جلدی منعقد نہ ہو سکتے تھے اس لئے پالیسی اور انتظامیہ کے سلسلے میں ہدایات اور رہنمائی کے فرائض پولٹ بیورو" کو منتقل کر دیئے گئے۔

جنگی کمیونزم دور میں اپنائے گئے طریقوں کو نئی معاشی پالیسی کے دور میں بھی اپنا لیا گیا بالکل معمولی اور چھوٹے چھوٹے مسائل بھی پولٹ بیورو" کے سامنے پیش کئے بغیر طے نہ ہو پاتے مارچ ۱۹۲۲ کی گیارہویں کانگریس میں پیش کی گئی لینن کی سیاسی رپورٹ میں اس سلسلے میں ایک دلچسپ مثال پیش کی گئی تھی۔ ماسکو کنزیومر کوآپریٹیو سوسائٹی کسی فرانسیسی سے کچھ تھوڑا سا ڈبہ بند سامان خرید نا چاہتی تھی۔ اس تاجر کا تجارتی سامان (لیباؤ) (LIBAU) میں موجود تھا۔ اور یہ سوویت سکے ہی میں قیمت وصول کر لینے کے لئے تیار تھا (۲) لیکن یہ سودا اُس وقت تک طے نہ کیا جا سکا جب تک پولٹ بیورو نے اجازت نامے کی ایک باقاعدہ تحریک پیش کر کے اسے منظور نہ کر دیا اور بیرونی تجارت کے کمیسار کراسین نے پولٹ بیورو کے ممبر کامینوف سے اس سلسلے میں گفتگو نہ کر لی۔ "میں نے آپ کے سامنے ایک مثال پیش کی ہے" لینن نے رپورٹ میں کہا تھا "یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ چھوٹے موٹے مسئلے بھی پولٹ بیورو کے سامنے کھینچ لئے جاتے ہیں۔۔۔۔ عوامی کمیساروں کی کونسل کے سامنے جو بھی مسئلہ آتا ہے۔ اُسے پولٹ بیورو میں کھینچ لیا جاتا ہے۔" اُس نے آگے کہا "مجھے اُمید ہے کہ کانگریس ۔۔۔ اس تحریک کو منظور کرے گی۔ کہ سیاسی بیورو اور مرکزی کمیٹی کو معمولی اور چھوٹے موٹے مسئلوں کی ذمہ داری سے آزاد کر دیا جائے اور ذمے دار افسروں کو اور زیادہ بڑی ذمے داریاں خود ہی سنبھالنی چاہییں (۳) لینن کے اس احتجاج کے باوجود اُس کی

موت کے بعد بھی پولٹ بیورو کے کاموں کی بھرمار کا وہی انداز جاری رہا۔ ۱۹۲۷ تک جب تک اس قسم کی اطلاعات شائع ہو رہی تھیں؛ (Kursky) کرسکی مرکزی آڈٹ کمیشن کے سربراہ نے پندرھویں پارٹی کانگریس کے سامنے بیان کیا کہ گذشتہ سال کے دوران پولٹ بیورو کے ہر ممبر کو ۶,۶۹۲ صفحوں کا مواد پڑھنا تھا تاکہ وہ پولٹ بیورو کے ایجنڈے پر صحیح طریقے سے غور کر سکے (۴) پولٹ بیورو کے کاموں کا منصوبہ جو ۱۹۲۶ سے ۱۹۲۸ تک کے درمیانی عرصے کے لئے شائع کیا گیا تھا اُس میں سوویت زندگی کے کم و بیش عام اہم حصے نظر آجاتے تھے۔

۱۹۲۶ کے منصوبے میں جو اہم پہلو شامل کئے گئے تھے۔ اُن میں اگلے پانچ سال کا منصوبہ بجلی پہنچانے کا منصوبہ ۲۷-۱۹۲۶ کے منصوبے میں کنٹرول کے اعداد و شمار، جنگی صنعتوں کی کیفیت؛ دھاتوں کی صنعتوں کی ایک رپورٹ، حکومت کا بجٹ، سرمایہ اور مالیات کی صورت حال، درآمد و برآمد کی ایک رپورٹ، غلے کا حصول، تجارتی پھیلاؤ کی صورت حال، مراعات پر ایک رپورٹ، ٹریڈ یونین کی کارگذاریاں، تنخواہوں کی ادائیگی، مزدور، ڈسپلن، ٹیریٹوریل علاقوں میں انتظامیہ کے ڈھانچے کی نئی تشکیل، سوویتوں کے انتخابات، سرخ فوج کی حالت، صنعت خانے (ملوں) کنزیومر کوآپریٹو، سرکاری اور اجتماعی فارم، یوکرینی، ماسکو اور شمالی کاکیشیائی پارٹی تنظیموں کی رپورٹیں اور اُن کے کام، پارٹی اور حکومت کے ڈھانچے کے ساتھ آگ بیورو کے رشتے پر ایک رپورٹ وغیرہ وغیرہ شامل تھے (۵) اس فہرست میں صرف بیرونی ممالک سے متعلق معاملات کے سلسلے میں کوئی حوالہ نظر نہیں آتا۔ اس کے عنوان کے فہرست میں شامل نہ ہونے سے یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ پولٹ بیورو کے حلقے اختیار میں اتنا اہم شعبہ نہیں تھا۔ یا وہ اس پر کوئی کم توجہ دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی اور میدان ایسا ہو جس کے سلسلے میں پولٹ بیورو اتنا منہمک اور سرگرم عمل رہتا ہو۔ جتنا یہ بیرونی ملک سے تعلقات کے سلسلے میں رہتا تھا۔

جیسا کہ لینن نے ۱۹۲۲ میں حوالہ دیا تھا۔ "کیا ہم نے پولٹ بیورو میں اس چھوٹے بڑے ہر قسم کے بہت سے سوالوں پر پارٹی کے نقطہ نگاہ سے بحث نہیں کی۔ اور اُن مسائل پر پارٹی کے طرز عمل کو طے نہیں کیا جن کا تعلق غیر ملکیوں کی اپنائی ہوئی پالیسیوں سے تھا۔ اُن حرکتوں سے جنھیں اگر ہم اس سے کم باعزت اصطلاح نہ بھی دیں تب بھی کم سے کم چال بازیاں تو کہا ہی جا سکتا ہے۔ اگر پارٹی کے ایک شعبہ کو سوویت کے ایک ادارے سے اتنے لچکدار انداز میں ختم کر دینے سے کیا ہماری سیاست میں ایک زبردست طاقت کا اضافہ نہیں ہو جاتا" (۶)۔

جیساکہ ۱۹۲۶ کے کاموں کے منصوبے سے ظاہر ہوتا ہے پولٹ بیورو کے طریقۂ کار کردگی میں کسی مخصوص میدان سے متعلق شعبے کی پیش کردہ رپورٹ پر بحث اور اس رپورٹ کی بنیاد پر عمل کرنا شامل تھا۔ اگر رپورٹ حکومت کے کسی شعبے یا کمیساریٹ کی طرف سے پیش کی جاتی تو عام طور پر ایک ایسی ہی رپورٹ مرکزی کنٹرول کمیشن اور مزدوروں اور کسانوں کے نگرانی کمیساریٹ کو دی جاتی۔ اگر موضوع کمیساریت کے حلقۂ اختیار سے باہر ہوتا یا اس کا تعلق پارٹی کے معاملات سے ہوتا تو پولٹ بیورو خود اپنی مقرر کردہ تحتی کمیٹیوں مرکزی کمیٹی کے مخصوص کمیشنوں آرگ بیورو کی سفارشوں اور ریپبلک اور علاقائی پارٹی تنظیموں کے بیانات کی بنیاد پر عمل کرتا۔ بعض صورتوں میں کسی مسئلے پر اگلی بحث کے لئے مرکزی کمیٹی کے پلینم میں لے جایا جاتا۔ لیکن زیادہ تر معاملات میں خود پولٹ بیورو ہی عام طور پر آخری فیصلے کرلیتا۔ ۱۹۲۸ کے منصوبے میں جس کے کچھ اقتباسات موجود ہیں، وہی انداز نظر آتا ہے جو ۱۹۲۶ کے کاموں کے منصوبے میں تھا۔ حالانکہ اب یہ زیادہ مختصر ہے اور اس سے نسبتاً کم معلومات حاصل ہوسکتی ہے (۷)۔ اس منصوبے سے احساس ہوتا ہے کہ پولٹ بیورو کی دلچسپیوں کا دائرہ پہلے ہی کی طرح اب بھی بہت وسیع تھا۔ اس فہرست میں فیصلوں کی تقسیم اور ۲۹-۱۹۲۸ میں مالیاتی اور صنعتی منصوبوں سے لے کر کمیونسٹ انٹرنیشنل کے پروگرام کل آبادی میں ضروری ابتدائی تعلیم اور ریڈیو اور سینما پروگراموں کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات جیسے موضوعات تک شامل ہیں۔

دوسری دہائی کے اس وقفے کے لئے بھی جس کے متعلق اطلاعات نسبتاً بہتر طور پر موجود ہیں، ایسا باقاعدہ دفتری مواد جس سے پولٹ بیورو کی داخلی کاروائیوں پر خاطر خواہ روشنی پڑ سکے بہت ہی کم ہے۔ پولٹ بیورو کی رپورٹوں کے وہ اقتباسات جو ہارورڈ کالج لائبریری میں ٹراٹسکی کی دستاویزات (Trotsky Archives) کی صورت میں موجود ہیں وہ بھی محض بے جان تحریریں ہیں۔ جن میں حاضرین کی فہرست پیش کی گئی ہے اور مختلف تحریکوں، قراردادوں اور ان پر کارگذاریوں کی تفصیل سے زیادہ کچھ مواد نہیں ہے۔ اس میں پولٹ بیورو کی میٹنگوں کے دوران ہونے والی گفتگو اور اکثر گرم تلخ بحثوں کا خلاصہ نہیں ملتا۔ جس سے ان اضطرابی سالوں کے دوران پولٹ بیورو کی بنیادیں تک ہل گئی تھیں۔ اگر آج اقتدار کی اس جدوجہد کا کچھ معنی خیز خاکہ موجود ہے جو پولٹ بیورو میں اس دوران جاری تھی تو وہ صرف اس لئے کہ اس تنازعے کے اثرات خود پولٹ بیورو میں

نظر آئے، اس میں خود مرکزی کمیٹی اور پارٹی کے دوسرے شعبے ملوث ہوئے اور اس کے اثرات پارٹی کانگریسوں اور کانفرنسوں میں ظاہر ہوئے اور اس طرح انھیں پارٹی کے پریس اور مخالف گروپوں کی اشاعتوں میں جگہ مل گئی۔ دوسری دہائی کے آخری حصے میں بائیں اور دائیں بازو کی مخالفتوں کو ختم کر دینے کے بعد اور اسٹالن کی گرفت کے استحکام کے ساتھ پولٹ بیورو کی داخلی کارروائیوں پر ایک موٹا سیاہ پردہ کھینچ دیا گیا۔ ایک آہنی پولٹ بیورو کا تصور خود آہنی پارٹی کے تصور کو قائم کرنے کے لئے پیش کیا گیا۔ اور جیسے جیسے اسٹالن پرستی کو فروغ ہوا اور اس کی اعلیٰ حیثیت کو وہ جگہ حاصل ہوئی جسکا نہ کوئی مقابلہ کر سکتا تھا نہ کوئی اُسے للکار سکتا تھا۔ ویسے ویسے ہی پولٹ بیورو میں اُس کے نائب بھی اندھیرے میں آتے چلے گئے۔ اب ان کی حیثیت ایسے مدھم ستاروں کی سی تھی جو خود اُسکی روشنی کی وجہ سے چمک رہے تھے اور انکی روشنی کا دھندلا پن خود اُسکی روشنی کو ممتاز کر رہا تھا۔ اسٹالن نے پولٹ بیورو پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے جن افراد کو اپنے چاروں طرف جمع کیا تھا وہ اپنی ظاہرہ حیثیت اور پس منظر کے اعتبار سے اُن لوگوں سے جو دوسری دہائی کی اس تلخ جدوجہد میں اس حلقے سے باہر نکال کر پھینک دیئے گئے تھے۔ ہر طرح مختلف تھے۔ ہارے ہوئے یا پیچھے رہ جانے والے گروپ میں کریسٹنسکی، ٹراٹسکی، زینوویو، مینیو و، بخارن ٹامسکی اور رائیکوو تھے۔ ٹامسکی کو چھوڑ کر باقی تمام افراد کو ایسا دانشور کہا جا سکتا تھا۔ جو متنوع دلچسپیوں کے حامل تھے اور بہت عرصے تک روس سے باہر شہر بدری کی زندگی میں تجربات حاصل کر چکے تھے۔ خود ٹامسکی جس نے ایک لیتھوگرافی کارکن کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ اور جلدی ہی ٹریڈ یونین کا ایک بالشویک منتظم ہو گیا تھا۔ وہ بھی ۱۹۰۷ میں لندن کانگریس میں ایک مندوب کی حیثیت سے شریک تھا۔ اور ۱۹۰۹ میں "پرولتاری" (Prole-tarii) کے ایڈیٹروں کی پریس کانفرنس میں بھی شامل تھا۔ ایک گروپ کی حیثیت سے یہ ایک گٹھا ہوا، مدلل اور آزاد گروہ تھا۔ ان سب میں سے جن میں ٹامسکی بھی شامل تھا اپنے پارٹی کارکن کے کردار میں کسی نہ کسی وقت خود لینن کی بھی مخالفت کی تھی۔ انقلابی تیاری کے دور میں یہ سب بنیادی طور پر ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا کرنے والوں خطیبوں صحافیوں کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ یہ لوگ صاحب زبان اور صاحب قلم تھے۔ اور ان کی بنیادی دلچسپیاں خطابت اور ادبی میدانوں سے متعلق تھیں۔ بالشویک اقتدار کے

بعد یہ لوگ بہت تیزی سے عوام میں ممتاز حیثیتوں پر پہنچ گئے۔ ٹراٹسکی، کامینیو، رائیکوو اور ٹامسکی نے زبردست تنظیمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ لیکن ایک گروپ کی حیثیت سے ان لوگوں نے حکومت کے انتظامیہ اور امور خارجہ کی اُن حیثیتوں اور عہدوں کی طرف زیادہ کشش محسوس کی جن کا تعلق پالیسی کی تشکیل سے تھا۔ اس کے مقابلے میں ان لوگوں نے پارٹی کی تنظیم میں داخلی گھٹیا ذمے داریوں سے دور رہنا پسند کیا۔ کریسٹینکی نے ایک چھوٹے سے ۱۹۲۱۔۱۹۱۹ عرصے کے لئے مرکزی کمیٹی کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ لیکن اسکا یہ تجربہ ناکام رہا۔ چنانچہ اسکی عملی زندگی کا بڑا حصہ جرمنی میں سفیر اور امور خارجہ کے نائب کمیسار کی حیثیت سے گذرا۔ ٹراٹسکی تھوڑے سے عرصے کے لئے امور خارجہ کا کمیسار رہا۔ اور پھر اس کے بعد جنگی کمیسار کے فرائض بڑی ممتاز حیثیت سے انجام دیئے۔ زینوویو کا سب سے پہلا اہم کام کمیونسٹ انٹرنیشنل کی سربراہی کے فرائض انجام دینا تھا۔ کامینیو نے انتظامیہ کے کئی مختلف اہم عہدوں پر کام کیا۔ جن میں ماسکو سوویت کی سربراہی عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کی نائب سربراہی مزدور اور دفاعی کاؤنسل کی سربراہی اور قومی معاشیاتی سپریم کاؤنسل کی ڈائریکٹر کی حیثیتیں شامل تھیں۔ تھوڑے عرصے میں ۲۷۔۱۹۲۶ اس نے اٹلی میں روسی سفیر کے فرائض بھی انجام دئے۔ بخارن کی ذمہ داریوں میں پراودا اخبار کی ایڈیٹری ۱۹۲۹۔۱۹۱۷ زینوویو کے زوال کے بعد کمیونسٹ انٹرنیشنل کی ذمہ داریاں اور خود اپنے زوال کے بعد ازوستیا کی ایڈیٹری شامل تھیں۔ تامسکی نے اپنی خدمات کو کم بیش مکمل طور پر ٹریڈ یونین کے معاملات کے لیے وقف کر دیا تھا۔ کل روسی ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کاؤنسل کے سربراہ کی حیثیت سے اپنے اس عہدے کی برخاستگی تک اُس نے ٹریڈ یونین کی پالیسی کی تشکیل میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ یو ایس ایس آر اور (RSFSR) دونوں کے عوامی کمیساروں کی کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے رائیکوو کی تقریباً تمام تر صلاحیتیں حکومت کے آلہ کار میں تال میل پیدا کرنے اور اس کی راہیں متعین کرنے میں صرف ہوئیں۔ غالباً اس گروپ کی اہم ترین خصوصیت (جو اُن کی ناکامی کی بھی اہم ترین وجہ کہی جا سکتی ہے) اس حقیقت پر مبنی تھی کہ ۱۹۲۱ کے بعد سے ان میں سے کوئی بھی پارٹی کے انتظامی امور اور اس کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ میں کسی اہم حیثیت سے شامل نہیں تھا۔ اسٹالن کی تمام ہمدردیاں پارٹی آلۂ کار کے "عملی" کارکنوں کے ساتھ تھیں ۱۹۲۵ میں جرمن کمیونسٹ لیڈر ماسلوو (Maslow) کو ایک خط میں (جو اس کی مطبوعہ تحریروں میں شامل نہیں ہے) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے

لکھا تھا روس میں ہمارے ساتھ "پرانے لیڈر" جو علماء کے زمرے سے تعلق رکھتے ہیں، رجھا رجھا کر غایب ہو جاتے ہیں۔ یہ انداز انقلابی بحرانی دور میں ذرا بڑھ گیا تھا۔ اور جب بہت سی طاقتیں مجتمع ہو کر ٹھوس حیثیت اختیار کر رہی تھیں اس وقت اس کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ لیکن بہر حال یہ جاری ضرور رہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ طرز عمل اور رفتار ایک زندہ اور ابھرتی ہوئی پارٹی میں کارکنوں کی تجدید کے لئے ضروری بھی ہے" (۸) عالم فاضل زمرے کے لئے اسٹالن کی ناپسندیدگی بہت شدید تھی۔ وہ بہت آسانی اور پورے سکون کے ساتھ "روپوش" کارکنوں (apparatchiks) کے ساتھ نبھا سکتا تھا۔ جو عام طور پر خود اس کی طرح نچلے حصے سے تعلق رکھتے تھے جنہیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور دوسرے ملکوں میں جانے کے بہت کم مواقع مل سکے تھے جنہیں نظریاتی قضیوں سے کم دلچسپی تھی۔ اور جن لوگوں نے اپنی ذاتی تربیت کا دور صرف پارٹی تنظیموں میں ہی گزارا تھا (تفصیلات گوشوارہ نمبر ا میں)

اسٹالن کے نائب

پولٹ بیورو کے ان نائبوں کا تجزیہ جیسے اسٹالن نے دائیں اور بائیں بازو کے مخالفین کو صاف کرنے کے بعد اپنے حلقے میں شامل کیا تھا۔ اس نکتے کی اچھی طرح وضاحت کر دیتا ہے ۱۹۲۱ کے پولٹ بیورو کے دس ممبروں میں سے صرف تین، کوئی بی شیو، اور راجو نیکیزے اور مولوٹوو کو یقینی طور پر اوسط طبقے یا اعلیٰ طبقے سے ملحق کہا جا سکتا ہے۔ یہ تینوں ہی اسٹالن کی طرح پارٹی کے انتظامی کاموں میں دلچسپی کا رجحان رکھتے تھے۔ ۱۹۲۱ کے پولٹ بیورو کے ممبروں کے تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آلۂ کار سے وفاداری اور پورے ڈسپلن کے ساتھ اس کی خدمت یہ دو خصوصیتیں اسٹالن کے اس حلقے میں داخل ہونے میں بہت مددگار ثابت ہوئیں۔ وار وشیلو اور کالینن کے علاوہ جنھوں نے پولٹ بیورو میں داخلے سے پہلے سکریٹریٹ کے حلقے سے باہر بھی کچھ عزت و وقار حاصل کر لیا تھا۔ باقی سب کے لئے یہ ایک ایسا رشتہ تھا جس میں سب کی زندگیاں یکساں طور پر بندھی ہوئی تھیں۔ مولوٹوو ابتدا سے ہی ایک بہت اچھا "روپوش" کارکن ثابت ہو چکا تھا۔ اس کی دلچسپیاں اور خداداد صلاحیتیں تنظیمی امور سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور سکریٹریٹ کے کاموں کے لئے اس نے خود کو وقف کر دیا تھا۔ ۱۹۱۶ میں آسے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے روسی بیورو کی ذمہ داری سپرد کی۔ ۱۹۱۸ میں تھوڑے سے وقفے کے لئے قومی معاشیاتی کاؤنسل کے سربراہ

اور پھر نووگروڈ علاقے کی مجلس عاملہ کے سربراہ کی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۲۰ میں یوکرینی کیمونسٹ پارٹی کا سکریٹری ہوگیا تھا۔ اس کے بعد یہ ۱۹۲۱ میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا سکریٹری ہوا۔ پھر جب ۱۹۲۲ میں اسٹالن کو پارٹی کا جنرل سکریٹری بنایا گیا تو مولوٹو ایک معاون سکریٹری اور ایک وفادار نائب کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ ۱۹۲۵ کے پولٹ بیورو میں اس کا انتخاب پارٹی آرگنائزر میں قابل تعریف کام اور جنرل سکریٹری سے مکمل وفاداری کا ہی صلہ تھا۔ ایل، ایم، کاگانووچ ۱۹۱۹ میں نژنی نووگوروڈ صوبے (Nizhni Novogorod Gubernija) کی کمیٹی کے سربراہ رہ چکنے کے بعد مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کے تنظیمی ہدایتی شعبے کا ڈائریکٹر ہوا۔ اور ۱۹۲۲ میں مرکزی کمیٹی کے ترکستان بیورو کا ممبر ہوگیا تھا۔ ۱۹۲۴ میں اسے مرکزی کمیٹی کا ایک سکریٹری نامزد کردیا گیا۔ اس سے اگلے سال وہ یوکرینی پارٹی تنظیم کا جنرل سکریٹری ہوا۔ ۱۹۲۸ میں یہ مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے واپس لوٹا اور آرگ بیورو کا بھی ممبر بنادیا گیا۔ ۱۹۳۰ میں اسے ماسکو پارٹی تنظیم کا سربراہ مقرر کیا گیا

گوشوارہ نمبر ۱۔ پولٹ بیورو کے ممبران ۱۹۱۹-۱۹۵۲

لینن۔ وی۔ آئی	۱۹۱۹ تا ۱۹۲۴	رودزر وٹاک۔ آئی۔ اے	۱۹۲۶ تا ۱۹۳۲
اسٹالن۔ جے۔ وی	۱۹۱۹ تا ۱۹۵۲	کوئی بی شیو۔ وی۔ وی	۱۹۲۷ تا ۳۵
ٹراٹسکی۔ ایل۔ ڈی	۱۹۱۹ تا ۱۹۲۶	کگانووچ۔ ایل۔ ایم	۱۹۳۰ تا ۵۲
کامینیو۔ ایل۔ بی	۱۹۱۹ تا ۲۵	کیروو۔ ایس۔ ایم	۱۹۳۰ تا ۳۴
کریسٹینسکی، این۔ این	۱۹۱۹ تا ۲۱	کوسیور۔ ایس۔ وی	۱۹۳۰ تا ۳۸
زینوویو۔ جی، ای	۱۹۲۱ تا ۲۶	اورڈ جھونی کیڈ۔ جے۔ کے	۱۹۳۰ تا ۳۷
رائی کوو۔ اے۔ سائی	۱۹۲۲ تا ۳۰	انڈرری ایو۔ اے۔ اے	۱۹۳۲ تا ۵۲
ٹامسکی۔ ایم۔ پی	۱۹۲۲ تا ۳۰	چوبار۔ وی۔ آئی	۱۹۳۵ تا ۳۸
بخارن۔ این۔ آئی	۱۹۲۴ تا ۲۹	میکویان۔ اے۔ آئی	۱۹۳۵ تا ۵۲
مولوٹو۔ وی۔ ایم	۱۹۲۵ تا ۵۲	ژدانوو۔ اے۔ اے	۱۹۳۹ تا ۴۸
وارو شیلوو۔ کے۔ ای	۱۹۲۵ تا ۵۲	خروشچیف۔ این۔ ایس	۱۹۳۹ تا ۵۲
کالینن۔ ایم۔ آئی	۱۹۲۵ تا ۴۶	بیریا۔ ایل۔ پی	۱۹۴۶ تا ۵۲

مالینکوو۔ جی۔ ایم	۱۹۴۶ تا ۵۲
وزنے سینیکی۔ این۔ ایے	۱۹۴۷ تا ۴۹
بلگانن۔ این۔ اے	۱۹۴۸ تا ۵۲
کوسیگن۔ اے۔ این	۱۹۴۹ تا ۵۲

اور پولٹ بیورو میں بھی مکمل ممبر کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا۔ کیرو و کے عروج کی رفتار کا بھی کچھ ایسا ہی انداز تھا۔ انقلاب سے پہلے دور میں پارٹی کے خفیہ کام کے ایک طویل تجربے کے بعد ۱۹۲۱ میں اسے آذربائجان پارٹی تنظیم کا سکریٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۶ میں مرکزی کمیٹی کے شمال مغربی بیورو کا سکریٹری مقرر ہوا۔ موخرالذکر سال میں اسے پہلے سکریٹری کی حیثیت سے لینن گراڈ تبدیل کر دیا گیا۔ اور اسی اہم جگہ سے ترقی حاصل کر کے ۱۹۳۰ میں پولٹ بیورو میں شامل کیا گیا۔ ایس۔ وی۔ کوسیور کی شخصیت کی نشوونما کی راہیں بھی کچھ ایسی ہی تھیں۔ یوکرین میں مقامی پارٹی کے سکریٹری اور مرکزی کمیٹی کے ممبر کی خدمات انجام دینے کے بعد اسے ۱۹۲۲ میں مرکزی کمیٹی کے سائبیریائی بیورو کا سکریٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۵ میں یہ بھی مرکزی کمیٹی کے سکریٹریوں میں سے ایک تھا۔ ۱۹۲۸ میں اسے یوکرینی پارٹی تنظیم کے پہلے سکریٹری کی حیثیت پر مقرر کیا گیا۔ اور پھر ۱۹۳۰ میں اس کو ترقی دے کر پولٹ بیورو کا ممبر بنا دیا گیا۔ کوئی بیشیو کو ۱۹۲۲۔۱۹۲۳ میں مرکزی کمیٹی کے سکریٹریوں میں سے امتیاز حاصل ہوا۔ پھر ۱۹۲۳ میں پارٹی کے مرکزی کنٹرول کمیشن کا سربراہ اور مزدوروں، کسانوں کے معائنے کا کیسار رہا۔ اور اسی جگہ سے اسے ۱۹۲۷ میں پولٹ بیورو میں داخلے کا راستہ مل گیا۔

اور رڈ جونی کیزے کی اٹھان بھی کم و بیش ایسی ہی تھی ٹرانس کاکیشیائی پارٹی تنظیم کے سکریٹری کی جگہ پر کام کرنے کے بعد اسے ۱۹۲۶ میں کوئی بیشیو کی جگہ پارٹی کے مرکزی کنٹرول کمیشن کے سربراہ اور مزدوروں کسانوں کے معائنے کے کیسار کی حیثیت پر مقرر کیا گیا۔ اور پھر ۱۹۳۰ میں اسے بھی پولٹ بیورو کا ممبر بنا دیا گیا۔

روڈزوٹاک نے ۱۹۲۱ سے ۱۹۲۴ تک پارٹی کے وسط ایشیائی بیورو کے سربراہ کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۳۔۲۴ میں یہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے منظر عام پر آیا۔ ۱۹۲۴ میں یہ عوامی کمیساروں کی کاؤنسل اور مزدوروں اور

دفاع کی کاؤنسل کا نائب سربراہ ہوا۔ اسی دوران اس نے ذرائع آمدورفت کے کیسار کی خدمات انجام دیں اور ۱۹۲۷ میں اسے اور ترقی دے کر پولٹ بیورو میں داخل کرلیا گیا۔ وارد شیلوو، کالینن کی شخصیتوں کی نشوونما کا انداز ذرا مختلف تھا۔ حالانکہ ۲۴۔۱۹۲۱ کے دوران اس آرڈ کار میں وارد شیلوو کی تربیت مرکزی کمیٹی کے جنوب مشرقی بیورو کے ممبر کی حیثیت سے ہوچکی تھی۔ لیکن اس کی حقیقی ترقی اصل میں فوجی راستوں کی مرہون احسان تھی۔ خانہ جنگی کے دوران ایک بہترین گوریلا لیڈر کی حیثیت سے یہ زار تسین (Tsaritsyn) کے تحفظ میں اسٹالن کے دوش بدوش رہا تھا۔ خانہ جنگی کے بعد ۱۹۲۴ تک شمالی کاکیشیائی فوجی ضلع اسی کی کمان میں رہا۔ پھر یہاں سے یہ ماسکو فوجی ضلع میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور ۱۹۲۵ میں اس نے جنگی کیسار کی حیثیت سے فرونزے کی جگہ لے لی۔ اور اگلے ہی سال یہ پولٹ بیورو کا ممبر ہو گیا۔

کالینن صرف ایسا ہی شخص تھا جو اس گروپ سے متعلق تھا، جس کا تعلق زرعی کاموں سے تھا۔ اور جس نے اپنے کام اور شخصیت کی ابتدائی منتظم اور ریولیوشن کارکن کی حیثیت سے کی تھی۔ ۱۹۱۹ میں سیورد لودکی جگہ پر اسے کل روسی مرکزی عاملہ کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے چنا گیا تھا۔ اس نے یہی خدمات ۱۹۲۴ کے یو، ایس، ایس، آر کی مرکزی عاملہ کمیٹی میں انجام دیں اور ۱۹۲۶ میں اسے پولٹ بیورو کے لئے نامزد کر دیا گیا۔ ابتدا سے ہی اس کی شخصیت میں اپنا حقیقی اثر ڈالنے سے زیادہ رکھ رکھاؤ کا انداز نمایاں تھا۔ اس بات کی ایک نشانی کے طور پر کسان کے پاس بھی طاقت پہنچ گئی ہے کالینن نے دیہی علاقوں سے ایک رشتے کا کام انجام دیا اور اسٹالن اس کو پہچان لینے اور اسے استعمال کرنے میں پیچھے نہ رہا۔ بیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے خروشچیف کی خفیہ تقریر اور بائیسویں کانگریس میں اس کے افتتاحیہ خطاب کے باوجود تیسری دہائی کے دوران کی پالٹ بیورو کی تاریخ ابھی تاریکی میں ہی ہے۔ ۱۹۲۱ میں اسٹالن کے نو عزیز ترین شاگردوں میں سے کیردو کو ۱۹۳۴ میں قتل کر دیا گیا۔ جسے خروشچیف نے ناقابل بیان اور پراسرار عمل کہا تھا (۹)۔ ۱۹۳۵ میں کوئی بی شیو کی موت بذات خود ایک ایسا راز ہے جسے اب تک نہیں کھولا جا سکا۔ اگر اس سلسلے میں ۱۹۳۸ کے ماسکو مقدمے میں دی شنسکی کے دیئے گئے انتہائی مشتبہ بیان پر یقین کر لیا جائے

توکیرو و کا قتل اور کوئی بی شیو کا مبنیہ طبی قتل دونوں خفیہ پولیس (NKVD) کے سربراہ یاگوڈا نے ہی منظم کئے حالانکہ کم از کم کیروو کے سلسلے میں خروشچیف کی طرف سے بعد میں کی گئی تصدیق کے مطابق اس کا حکم اسٹالن کی طرف سے آیا تھا۔ ۱۹۳۷ میں خالج کے حملے سے اور ڈجونی کیندے کی موت کا اعلان کیا گیا (۱۰) خروشچیف کے قول کے مطابق اسٹالن نے اور ڈجونی کینڈے کے بھائی کے خاتمے کی اجازت دی۔ اور خود اور ڈنی کینڈے کو اس حد تک لے آیا۔ جہاں وہ گولی مار کر مر جانے پر مجبور ہو گیا۔ (۱۱) پولٹ بیورو کے دو اور ممبر روڈزوٹاک اور کوسیور ۱۹۳۸ کے آس پاس عظیم صفائی میں غائب ہو گئے۔ اور ان کا قتل جھوٹے اور ہتک آمیز مواد کی بنیاد پر باقاعدہ دفتری طور پر تصدیق ہو گیا ہے۔ خروشچیف کے قول کے مطابق کامریڈ روڈزوٹاک ۔۔۔۔ جبریہ حاصل کئے ہوئے اپنے اعتراف جرم سے عدالت میں بالکل پلٹ گیا تھا۔۔۔۔ (اور) اور وہ بالکل بلایا تک نہیں گیا تھا۔۔۔۔ پولٹ بیورو کے سامنے اس کی سزا بیس منٹ کے وقفے کے اندر اندر سنا دی گئی تھی۔ اور اسے گولی مار دی گئی تھی (۱۲) چوبار جیسے پولٹ بیورو میں ۱۹۲۵ میں داخل کیا گیا تھا اس کا انجام بھی کچھ ایسا ہی ہوا (۱۳) اس کے علاوہ پولٹ بیورو کے امیدوار ممبر بھی اسی عرصے میں غائب ہو گئے۔ یازووجیس نے یاگوڈا کے بعد (NKVD) کی سربراہی کی جگہ سنبھالی تھی صفائی کی "زیادتیوں" کے لئے قربان گاہ پر چڑھا دیا گیا۔ یوکرینی بورژوا قوم پرستی" کو ابھارنے کا مضحکہ خیز الزام پوسٹی شیو کے خلاف عائد کیا گیا۔ جو خود ایک عظیم روسی تھا۔ لیکن خروشچیف کے مطابق اس کا اصلی جرم یہ تھا کہ اس نے فروری مارچ ۱۹۳۷ میں مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں عمومی طوف ہراس کے دور دورے کے خلاف اعتراض کیا تھا (۱۵) خروشچیف نے ظاہر کیا کہ ایکھے (EKhe) کو ۲۹ اپریل ۱۹۳۸ کو ہتک آمیز مواد کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا (۱۴) اور اذیت رسانی کے دباؤ میں مجبور کیا گیا کہ ایک جعلی اور جھوٹے اقبال جرم پر دستخط کرے، اور پھر آخر میں ۴ فروری ۱۹۴۰ کو اسے گولی مار دی گئی (۱۵) وقتی طور پر اسٹالن کے اتنے قریبی ساتھیوں کے خاتمے یا غایب ہو جانے کا چرچا بھی نہیں ہوا۔ اور اس کی کوئی وجہ بھی بیان نہیں کی گئی ۱۹۳۶-۱۹۳۸ کے عظیم ماسکو مقدمے میں بھی ان کا نام نہیں آیا جب وہ نظام جس کی بنیاد غیر تحفظ اور غیر یقینی کیفیت پر رکھی گئی تھی اور جس پر خود اسٹالن کی اپنی مضبوطی کا انحصار تھا۔ لٹ بیورو میں

اس کے اندرونی حلقے کے افراد کو کھا کر ختم ہو گیا۔

پولٹ بیورو میں داخل ہونے والے چار اشخاص ایسے تھے جو تیسری دہائی کی درمیانی مدت میں پارٹی صفائی جھیل کر بچ سکے۔ اندریو جو ۱۹۲۲ میں داخل کیا گیا تھا، میکویان جو ۱۹۲۵ میں داخل کیا گیا تھا اور ژدانوو اور خروشچیف دونوں ۱۹۳۹ میں پولٹ بیورو میں داخل کیے گئے تھے۔ پولٹ بیورو کے ان ممبروں کی شخصیت کی نشوونما میں بھی وہی روایتی انداز موجود تھا کہ انھوں نے اداکار میں نیچے سے اوپر ترقی کی تھی۔ اندریو جس نے ٹریڈ یونین معاملات میں ایک ماہر کی حیثیت سے ابتدا کی تھی اور ۲۸ - ۱۹۲۰ کے درمیان ریلوے مزدور یونین کا سربراہ رہ چکا تھا پارٹی کے اہم عہدوں پر بھی کام کیا تھا۔ ۱۹۲۴ میں یہ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریوں میں سے ایک تھا۔ ۲۹ - ۱۹۲۸ میں اسے شمالی کاکیشیائی پارٹی تنظیم کے سکریٹری کے عہدے پر مقرر کیا گیا۔ ۳۱ - ۱۹۳۰ میں یہ مرکزی کنٹرول کمیشن کا سربراہ ہو گیا۔ اور اسی عہدے سے ترقی دے کر اسے پولٹ بیورو کا ممبر منتخب کیا گیا۔ میکویان جو ۱۹۱۷ میں باکو کی بالشویک کمیٹی کا آزمودہ کار ممبر تھا۔ یہ بھی ۱۹۲۰ تک کاکیشیا کی انقلابی تحریکوں میں پوری طرح منہمک رہا تھا۔ ۱۹۲۰ سے ۱۹۲۲ تک یہ نزنی نووگورود صوبے کی پارٹی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے پر فائز رہا۔ ۱۹۲۲ سے ۱۹۲۶ تک اس نے شمالی کاکیشیائی پارٹی تنظیم کے سکریٹری کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۶ میں یہ تجارت کا عوامی کمیسار ہو گیا۔ ۲۲ - ۱۹۳۱ میں سپلائی کا کمیسار اور ۱۹۳۵ میں غذائی صنعتوں کا کمیسار ہوا اور اسی موقع پر اسے پولٹ بیورو کا ممبر بھی بنا دیا گیا۔ ژدانوو کے سپرد کیے گئے پارٹی کے اہم کاموں میں سب سے پہلا نزنی نووگورود پارٹی تنظیم کے سکریٹری کا عہدہ تھا جو اس کے پاس ۱۹۲۲ سے ۱۹۳۴ تک بارہ سال کی طویل مدت تک رہا۔ ۱۹۳۴ میں کیروف کے قتل کے بعد اسے پارٹی سکریٹری کی حیثیت سے لینن گراڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ اگلے سال اسے پولٹ بیورو کا امیدوار ممبر منتخب کیا گیا۔ اور پھر ۱۹۳۹ میں ترقی دیکر مکمل ممبر بنا دیا گیا۔ --- خروشچیف پولٹ بیورو کی نئی نسل کا ہراول تھا۔ یہ اس کے اندرونی حلقے میں داخل ہونے والا ایسا پہلا شخص تھا جو خود پارٹی میں انقلاب کے بعد داخل ہوا تھا۔ یہ ایک کوئلے کی کان میں کام کرنے والے باپ کا بیٹا تھا۔ اور شروع میں خود بھی یہی کام کرتا تھا۔ اور غیر تعلیم یافتہ تھا۔ خروشچیف پارٹی میں ۱۹۱۸ میں داخل ہوا تھا۔ اور اس نے مزدوروں

کی تعلیم کے شعبے میں اپنا نام درج کرالیا تھا۔ جو بالغوں کو ابتدائی تعلیم دیا کرتا تھا۔ وہاں تعلیم مکمل کر لینے کے بعد اسے اسٹالینو اور کیو میں "ترقی یافتہ" مزدور کی حیثیت سے پارٹی کا کام سپرد کیا گیا۔ ۱۹۲۹ میں اسے صنعتی اکاڈمی میں صنعتی انتظامیہ کی ٹریننگ کے لیے بھیج دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اکاڈمی کی پارٹی تنظیم کا بھی سربراہ رہا۔ اس نصاب کی تکمیل کے بعد اسے پارٹی کے کام میں ہی منہمک رکھا گیا۔ اور ۱۹۳۴ میں کگانووچ نے جو ماسکو پارٹی تنظیم کا سربراہ تھا اسے دوسرے سکریٹری کی حیثیت سے منتخب کیا اور دوسرے ہی سال اس نے کگانووچ کی جگہ لے لی ۱۹۳۸ میں اسے پہلا سکریٹری بنا کر یوکرین منتقل کر دیا گیا۔ اور اگلے سال یہ پولٹ بیورو کا باقاعدہ ممبر منتخب ہو گیا۔

چوتھی دہائی میں پانچ اور نئے ممبروں کو پارٹی میں شامل کیا گیا۔ بیریا اور مالینکوف ۱۹۴۶ میں دونے سینسکی ۱۹۴۷ میں بلگانن ۱۹۴۸ اور کوسیگن ۱۹۴۹ میں داخل ہوئے۔ ان پانچ میں سے دو افراد مالینکوف اور بیریا روپوش کارکنوں کے اس زمرے میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔ جو اس درجے تک سکریٹریٹ کے مدارج طے کر کے پہنچے تھے۔ جہاں تک بیریا کا تعلق ہے پارٹی سکریٹری کے عہدے پر فائز ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی یہ خفیہ پولیس میں کافی عرصے تک فرائض انجام دے چکا تھا۔ باقی تین' بلگانن، کوسگین اور و ترنے سینسکی بنیادی طور پر پارٹی منتظمین کی حیثیت سے اتنے اہم نہیں تھے جتنے ملکی انتظامیہ کے کارکنوں کی حیثیت سے ممتاز تھے۔ ملکی اور معاشی انتظامیہ کے تجربے کو ان ترقیوں کے سلسلے میں جو اہمیت دی گئی تھی، اس سے اس کا پوری طرح اظہار ہو جاتا ہے۔ اب ان کامیاب "روپوش" کارکنوں کو وہ ممتاز حیثیت حاصل نہیں تھی جو اسکے پہلے بیورو میں انھیں حاصل رہ چکی تھی۔ تیز رفتار معاشی ترقی کی راہوں پر گامزن سوویت سوسائٹی کی وہ ضروریات اور گنجلک مسائل جن سے پارٹی اعلیٰ کمان اس وقت دوچار تھی، ان کو مد نظر رکھتے ہوئے پالیسی میں اس تبدیلی کا اثر کافی دیرپا اور بہت اہم ہوا

ان ترقیوں میں ایک اور اہم بات جو محسوس کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے معاشی پسماندگی کو ترقی کے سلسلے میں جو اہمیت دی جاتی تھی۔ وہ اب نظر نہیں آئی حالانکہ بیریا سوویت تحریروں میں ایک غریب کسان کا بیٹا ہی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس بیان میں کچھ شبہ اس حقیقت سے پیدا ہو جاتا ہے

کہ اس نے باکو پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی جو اس دور میں کسی غریب کسان کے لئے ایک انتہائی مشکل کام تھا مالینکوف کی سماجی بنیادیں کسی قدر مبہم ہیں، لیکن یہ حقیقت کہ اس نے ۱۹۱۲ اور ۱۹۱۷ کے درمیان جمنیزیم میں تعلیم و تربیت حاصل کی تھی، اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسکے خاندان کے پاس بھی ذرائع کی کمی نہ تھی۔ وزنے سینسکی اور بلگانن دونوں کا شمار سفید پوش کارکنوں کے بیٹوں میں ہوتا تھا صرف کوسیگن ہی ایک ایسا فرد تھا جو مزدور طبقے کے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

اس گروپ کے افراد میں تکنیکی تربیت کی خصوصیت پر بھی کسی قدر اہمیت نظر آتی ہے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بیریا نے ایک پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ میں اعلیٰ تربیت حاصل کی تھی۔ مالینکوو نے بھی ۱۹۲۲ اور ۱۹۲۵ کے درمیان تین سال ماسکو کے ایک انجینیرنگ انسٹیٹیوٹ میں گزارے تھے۔ کوسیگن کی تربیت بھی انجینیر کی حیثیت سے ہوئی تھی۔ وزنے سینسکی نے ماسکو میں سرخ پروفیسر انسٹیٹیوٹ (Institute of Red Professors) سے معاشیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور اسکے بعد (Economic Planner) معاشی منصوبہ کار بھی رہا تھا۔ بلگانن کی تعلیمی استعداد کے متعلق معلومات نہیں ہے لیکن ۱۹۲۲ اور ۱۹۳۱ کے درمیان صنعتی منیجر کی حیثیت سے اسکی اعلیٰ صلاحیتوں کا ثبوت اُس وقت مل گیا جب یہ پہلے یہ تعمیرات کے شعبے کا سربراہ رہا۔ اور اس کے بعد ماسکو میں بجلی کا سامان تیار کرنے والے ایک اہم سوویت کارخانے (Elektrozavod) کا منیجر رہا۔ اُس ایک دفتری سوانح نگار نے بیان کیا ہے کہ بلگانن نے انتہائی مشغولیت کے زمانے میں اپنے ماتحت کام کرنے والے تکنیکی ماہرین سے اپنی تعلیم مکمل کی (۱۶) ایک اور خصوصیت جو ان پانچوں افراد میں مشترک تھی، وہ یہ تھی کہ ان میں سے کسی کو بھی پرانا بالشویک نہیں کہا جا سکتا۔ بیریا اور بلگانن ۱۹۱۷ میں پارٹی میں داخل ہوئے تھے۔ وزنے سینسکی ۱۹۱۹ مالینکوو ۱۹۲۰ میں کوسیگن جو اس گروپ میں سب سے چھوٹا تھا، ۱۹۲۷ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ بیریا، بلگانن اور مالینکوو کے دلوں میں انقلابی جوش خانہ جنگی کے دور میں پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی اس بحرانی دور میں کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا۔ خانہ جنگی کے دوران وزنے سینسکی کے کاموں کے سلسلے میں کوئی اطلاعات نہیں ہیں۔ اس کی دفتری سوانح عمری میں صرف اس قدر ذکر ملتا ہے کہ ۱۹۲۱ میں اسے اعلیٰ تعلیم

کے لئے "سورڈلوف سک پارٹی یونیورسٹی" میں بھیج دیا گیا تھا۔ کوسیگن جو ۱۹۱۷ میں بالشویکوں کے برسر اقتدار آنے کے وقت صرف بارہ سال کا ایک لڑکا تھا۔ سوویت دور کی پیداوار ہے۔

اگر ان پانچوں افراد کی ذاتی حیثیتوں کی اٹھان پر نظر ڈالی جائے تو ان میں سے ہر ایک مختلف رخ پر نظر آتا ہے۔ مالینکو و پارٹی' کارکنوں ' ـــــــ ' (apparat chik) کے جوہر اور روح کی نمائندگی کرتا ہے۔ خانہ جنگی کے زمانے میں مشرقی اور ترکستانی مورچوں پر اس نے سیاسی کیمسار کے فرائض انجام دیے۔ اور ترکستانی فوج کے سیاسی شعبے کا سربراہ رہا۔ ۱۹۲۲ اور ۱۹۲۵ کے درمیان اس نے ماسکو میں اعلیٰ تکنیکی اسکول میں تعلیم حاصل کی اور اس دوران اسکول کی پارٹی تنظیم کا سکریٹری بھی رہا۔ ۱۹۲۵ میں یہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے آلۂ کار میں داخل ہوا۔ اور اسٹالن کے ذاتی سکریٹریٹ کا ایک ممبر بن گیا۔ ۱۹۳۰ اور ۱۹۳۴ کے درمیان اس نے ماسکو پارٹی تنظیم میں تنظیمی ہدایتی شعبے کی سربراہی کے فرائض انجام دیئے اور ۱۹۳۴ سے ۱۹۳۹ تک اس نے مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ میں پارٹی کے اہم ارکان کے شعبے کی ہدایت کے فرائض انجام دیئے جہاں اسکی ذمے داریوں میں پارٹی کارکنوں کی تقرری اور مقامی تنظیموں کی نگرانی اور نگہداشت کے کام بھی شامل تھے۔ ۱۹۳۹ میں یہ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریوں میں سے ایک تھا۔ اس حیثیت کے ساتھ ساتھ یہ کارکنوں کے سلسلے میں اٹھنے والے مسائل کی نگہداشت کے فرائض بھی انجام دیتا رہا۔ ۱۹۴۱ میں اسے پولٹ بیورو کا امیدوار ممبر بنا دیا گیا۔ جنگ کے زمانے میں حکومت کی دفاعی کمیٹی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اس نے بہت کام انجام دیئے۔ خود اس کمیٹی کی حیثیت کابینہ کی طرح جنگ کے دوران اور اسکے بعد جو اہم کام اسکی سپرد کئے گئے ان میں ہوائی جہازوں کی پیداوار کی ذمہ داری اور آزاد کرائے گئے علاقوں کی معاشی بحالی کمیٹی کی سربراہی کے فرائض شامل تھے۔ ۱۹۴۶ میں وزیروں کی کاؤنسل کا مددگار سربراہ اور پولٹ بیورو کا ممبر ہو گیا۔

بیریا کی شخصیت کی نشو و نما میں ایک کامیاب خفیہ پولیس اور پارٹی سکریٹری کی آمیزش تھی۔ ۱۹۲۱ میں وہ چیکا (Cheka) میں داخل ہوا اور اگلے دس سالوں میں بہت تیزی سے خفیہ پولیس کے افسری مدارج پر چڑھتا چلا گیا۔ اور آخر میں جارجیائی اور ٹرانس کاکیشیائی دونوں علاقوں کی خفیہ پولیس

(GPU) کی تنظیموں کا سربراہ ہو گیا۔ پھر ۱۹۲۱ میں اسے پارٹی کاموں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اگلے سات سال اس نے جارجیائی اور ٹرانس کاکیشیائی پارٹی تنظیموں کے فرائض انجام دیئے ۱۹۳۸ میں اسے یازوو (Yazhov) کی جگہ (NKVD) خفیہ پولیس کی سربراہی کے عہدے پر پہنچا دیا گیا۔ اگلے سال اسے پولٹ بیورو کا اُمیدوار ممبر بنا دیا گیا جنگ کے دوران اس نے خفیہ پولس کے سربراہ کے فرائض انجام دیئے حکومتی دفاعی کمیٹی کا ممبر رہا۔ اور جنگی ہتھیار اور بارود وغیرہ کی پیداوار میں اہم ترین کام بھی اس کے سپرد کیا گیا۔ پھر ۱۹۴۶ میں اس کی ان گوناگوں خدمات کے صلہ میں پولٹ بیورو کا مکمل ممبر بنا دیا گیا۔ پارٹی مدارج میں خدمات انجام دے کر تیزی سے ترقی حاصل کرنے کے عام طریقے سے مختلف وزنے سینسکی کی مثال ہے۔ حالانکہ ۱۹۲۴ میں سیوردیولوسک پارٹی یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد وزنے سینسکی نے بھی پارٹی افسر کی حیثیت سے ڈونیٹس کی کانوں کے علاقے میں خدمات انجام دی تھیں۔ لیکن پولٹ بیورو میں داخل کیے جانے کا صلہ اُسے معاشی منصوبہ کاری میں قابل قدر صلاحیتوں کے سلسلے میں ملا تھا۔ سُرخ پروفیسر انسٹیٹیوٹ سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہ وہیں پروفیسر ہو گیا۔ اور ۱۹۳۴ میں صرف اکتیس ۳۱ سال کی عمر میں اس کا صدر بن گیا اگلے سال ژدانوو کی دعوت پر جو اس وقت لینن گراڈ پارٹی تنظیم کا سکریٹری تھا وہ اس علاقے کے پلاننگ کمیشن کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ ژدانوو کی سرپرستی اور پارٹی کی 'تنظیم صفائی' سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کی ترقی بہت تیز ہوئی۔ ۱۹۳۸ میں یہ سوویت یونین کے پلاننگ کمیشن کا سربراہ ہوا۔ اور ۱۹۴۱ پولٹ بیورو کا اُمیدوار ممبر بنا دیا گیا۔ اور ۱۹۴۱ میں ہی اس کا نام امور معاشیات میں ایک نئے عہدے نائب سربراہ کے لئے پیش کر دیا گیا۔ اور پھر اگلے سال حکومتی دفاعی کمیٹی میں بھی لے لیا گیا۔ ۱۹۴۷ میں یہ پولٹ بیورو کا مکمل ممبر ہوا۔ لیکن ۱۹۴۹ میں یہ بغیر کسی توضیح کے یہ عوامی زندگی سے ایک دم غائب ہو گیا۔

خردشیف کی بتائی ہوئی کہانی کے مطابق وزنے سینسکی کو لینن گراڈ مقدمے کے نام سے موسوم قضیئے میں شریک ہونے کے الزام میں الگ کر دیا گیا۔ مرکزی کمیٹی کا ایک سکریٹری اے اے کزنیٹسو جو حکومتی تحفظی شعبوں پر نگاہ رکھتا تھا۔ ایم۔ آئی رودینو جو روسی فیڈریشن کی ۱ وزیروں کی کاؤنسل کا صدر تھا۔

پی ایس پوپکو ولیفن گراڈ پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری اور بہت سے دوسرے لوگ اس کے ساتھ ہی غایب ہو گئے خروشچیف کے ہی قول کے مطابق وزنے سینکی اور کرزنیتسیو کی ترقی نے بیریا کو چونکا دیا تھا۔ اور اُس نے اسٹالن کے خلاف ان لوگوں کے سازش میں شریک ہونے کے ثبوت تراشنے شروع کر دیے خروشچیف نے آگے کہا کہ اس جعلی اور فتنہ پرواز مواد کو پوری طرح دیکھے بغیر ہی اُس (اسٹالن) نے وزنے سینکی اور کرزنیتسیو سلسلے کی تفتیش کا حکم دے دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی قسمتوں پر مہریں لگ گئیں۔

(۱۷) بلگانن اور کوسیگن کی ترقی اور اسکے اونچے اعلیٰ حیثیت تک پہنچنے میں اس بات کا ثبوت اور واضح طور پر مل جاتا ہے کہ انتظامیہ کی کامیابیاں پارٹی میں حاصل کی ہوئی کامیابیوں سے افضل سمجھی جاتی ہیں حالانکہ بلگانن نے خفیہ پولس میں ایک افسر کے عہدے سے ابتدا کی تھی۔ لیکن ۱۹۲۲ میں اسے معاشی کام کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اور اگلی دہائی میں اس کی صلاحیتوں کے سبب ایک اچھے صنعتی منتظم کی حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی ۱۹۳۷ تک اسنے ماسکو سوویت کے سربراہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۸ میں یہ اسٹیٹ بینک کا سربراہ ہوا جنگ کے زمانے میں اس نے ماسکو مورچے پر سیاسی کمیسار کے فرائض انجام دیئے۔ ماسکو کے کامیاب دفاع میں حصہ لینے کے صلے میں اسے ۱۹۴۲ میں لفٹیننٹ جنرل کا فوجی اعزاز قرار دیا گیا۔ ۱۹۴۴ میں باقاعدہ جنرل ہوا اور حکومتی دفاعی کمیٹی میں وار وشیلوو کی جگہ ممبر بنا دیا گیا دو سال بعد یہ فوج کا وزیر نامزد کیا گیا۔ اور ساتھ ہی پولٹ بیورو کا امیدوار ممبر بنا دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۸ میں پولٹ بیورو کا مکمل ممبر ہو گیا کوسیگن کی تیز ترقی ۱۹۳۸ میں شروع ہوئی جب 'صفائی' کے دور میں یہ کپڑے کی صنعت کا کیسار نامزد ہوا۔ ۱۹۴۰ میں یہ عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ ہوا اور تمام استعمالی اشیا کی صنعتوں کی مخصوص ذمہ داری بھی اس کے سپرد کی گئی۔ ایک سال بعد اسے

Russian Soviet Federated Socialist Republic (RSFSR)

کا سربراہ نامزد کیا گیا اور جنگ کے دوران اسی حیثیت پر کام کرتا رہا۔ ۱۹۴۶ میں پولٹ بیورو کا امیدوار ممبر ہوا اسکے ساتھ ہی وزیروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ بھی رہا۔ ۱۹۴۸ میں عارضی طور پر اس نے وزیر مالیات کی خدمات بھی انجام دیں۔ ۱۹۴۹ میں اسے ہلکی صنعتوں کی وزارت میں منتقل کر دیا گیا۔ لیکن وزیروں کی کونسل کے نائب سربراہ

کا عہدہ بھی اس کے پاس رہا۔ اسی سال اسے پولٹ بیورو کا مکمل ممبر بھی بنا دیا گیا۔ کچھ وجوہات کی بنا پر جنھیں ظاہر نہیں کیا گیا، اکتوبر ۱۹۵۲ میں نئے پریسیڈیم میں اس کی حیثیت کو گھٹا کر امیدوار ممبر کر دیا گیا اور پھر جب اسٹالن کی موت کے بعد اس ادارے کی نئی تنظیم کی گئی تو اسے بالکل ہی علیحدہ کر دیا گیا۔

پولٹ بیورو میں تقسیم کار

اکتوبر ۱۹۵۲ میں انیسویں پارٹی کانگریس میں اس ادارے کو ختم کیے جانے سے پہلے پولٹ بیورو گیارہ مکمل اور ایک امیدوار ممبروں پر مشتمل تھا۔ حیثیت کے اعتبار سے سب سے پہلے اسٹالن تھا۔ اور پھر مولوٹوو، واروشیلوو، کگانووچ، آنڈریہو، میکویان، خروشچیف، بیریا، بلگانن، اور کوسیگن تھے۔ ایک امیدوار شیورنک ——— اسی حیثیت پر ۱۹۳۹ سے جما ہوا تھا۔ اسٹالن کی حیثیت بالکل یکتا اور سب سے افضل تھی۔ پارٹی کے جنرل سکریٹری اور وزیروں کی کاؤنسل کے سربراہ کی حیثیت سے پارٹی اور حکومت کے تمام معاملات میں یہ فیصلہ کن طاقت کا مالک تھا۔ خروشچیف کے علاوہ پولٹ بیورو کے باقی ممبر وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کہے جاتے تھے مولوٹوو کو عام طور پر حکومت کے انتظامیہ کے سلسلے میں اسٹالن کا نائب سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے پاس امور خارجہ کے سلسلے میں بھی مخصوص ذمہ داری تھی۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کی دہائی میں اس نے عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کے سربراہ کی خدمات بھی انجام دی تھیں۔ اور ۱۹۳۹ اور ۱۹۴۹ کے درمیان یہ امور خارجہ میں کمیسار (اور بعد میں وزیر) کے عہدے پر بھی رہا تھا۔ اس عہدے سے اس کی علیحدگی بھی محض اس عام پالیسی کے تحت ہوئی تھی۔ پولٹ بیورو کے ممبروں کو وزارتی خدمات سے الگ کر لیا جائے تاکہ ان کی تمام تر صلاحیتوں کو پالیسی کی تشکیل میں توازن پیدا کرنے اور عام نگرانی کے سلسلے میں پوری طرح استعمال کیا جا سکے واروشیلوو کی حیثیت ایک بڑے فوجی مشیر کی تھی۔ جون ۱۹۴۰ تک اس نے دفاعی کمیسار کی خدمات انجام دی تھیں۔ فن لینڈ کے ساتھ جنگ کے پہلے حصے میں شکست کے بعد اس کی جگہ پر ٹیموشینکو (Timoshenko) کو مقرر کیا گیا۔ جنگ کے دوران ۱۹۴۴ تک یہ

حکومتی دفاعی کمیٹی کا ممبر رہا۔ ۱۹۴۴ میں اُس جگہ بلگانن نے لی اور اسے مشرق بعید میں جاپان پر سوویت حملہ کی تیاری میں مدد کے لئے پہنچا دیا گیا۔ وارو شیلو وجو ۱۸۸۱ میں پیدا ہوا تھا۔ پولٹ بیورو کے گروپ میں اسٹالن کے بعد سب سے معمر ممبر تھا۔ حالانکہ فوجی فیصلوں کے سلسلے میں اس کی اہمیت برقرار رہی۔ لیکن اس حلقے میں اس کی ذمے داریوں میں بلگانن کا حصہ بڑھتا چلا گیا۔ پولٹ بیورو میں کگانووچ کی حیثیت جھگڑے چکانے یا ثالث کی سی رہی۔ اس کی کارکردگی کا سارا زمانہ تقریباً اسی کام میں گذرا کہ جہاں کہیں کوئی رخنہ یا پریشانی پیدا ہوتی یہ وہاں پہنچ جاتا۔ جہاں کہیں نظام میں خلل نظر آتا اُسے ٹھیک کرنے کے لئے اُسے بھیجا دیا جاتا۔ ۱۹۲۵ اور ۱۹۲۸ کے درمیان یوکرینی کمیونسٹ پارٹی کے پہلے سکریٹری کی حیثیت سے ڈنیپروسٹرائے (D.neprostroe) کی تعمیر میں اپنی بہترین صلاحیتوں کی وجہ سے پوری قوم کی نگاہوں کے سامنے اُبھر کر آگیا۔ پھر ۱۹۳۰ اور ۱۹۳۵ کے درمیان ماسکو پارٹی تنظیم کے سکریٹری کی حیثیت سے اُس کی سب سے بڑی کامیابی ماسکو زمین دوز شاہراہ (Sub.way) کی تعمیر کا کام تھا۔ ۱۹۳۲ میں اسے عارضی طور پر زراعت کی طرف تبدیل کر دیا گیا۔ جس کی حالت اس وقت پریشان کن مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ یہاں اس کی ذمے داری مشین۔ ٹریکٹر اسٹیشنوں میں سیاسی حصے کی تنظیم تھی۔ جس کے ذریعے اُس وقت بگڑے ہوئے اجتماعی فارموں کے ڈھانچے کی مرمت کر کے اسے ایک بار پھر بچا لیا گیا۔ ۱۹۳۵ میں اسے ریل روڈ کا کیسار مقرر کیا گیا۔ یہاں بھی اُسنے کچھ وہی طریقے استعمال کئے جس سے سوویت یونین کے ذرائع آمدورفت کو جن پر اس وقت زبردست بوجھ جمع ہو گیا تھا اور انتظامی اعتبار سے انتہائی خراب حالت میں تھا۔ اُس کی کارکردگی کو بہتر بنایا پھر ۱۹۳۷ میں اورڈ جونیکیزے کی موت کے بعد کگانووچ کو بھاری صنعتوں کے کیسار کی حیثیت سے اُس کی جگہ پر مقرر کیا گیا جنگ سے قبل کچھ سالوں میں جب تیل کی پیداوار کی کمی پیدا ہوئی تو اسے تیل کی صنعت کو ٹھیک کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ ۱۹۳۸ میں یہ پھر ذرائع آمدورفت کی طرف منتقل کر دیا گیا اور جنگ کے دوران حکومتی دفاعی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے یہ تمام جنگی آمدورفت کے کام کا ذمہ دار رہا جنگ کے بعد اسے ایک نئی وزارت تعمیری سامان سپرد کی گئی جب ۱۹۴۶ میں خشک سالی کی وجہ سے یوکرین میں غیر معمولی حالات پیدا ہوئے تو اسے فوراً خروشچیف کی جگہ پہلے سکریٹری

کی حیثیت سے پہنچا دیا گیا۔ تاکہ یہ وہاں کی تعمیرِ نو کی رہنمائی کرے۔ دسمبر ۱۹۴۷ میں یہ ماسکو واپس لوٹا۔ جہاں وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کی حیثیت سے اس کے سپرد کیا گیا کہ یہ ذرائع آمد و رفت اور بھاری صنعتوں کی وزارتوں کے گروپ پر نگہداشت کے فرائض انجام دیتا رہے۔ کگانووچ کی انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے پولٹ بیورو میں اس کی حیثیت کو ایک مخصوص اہمیت حاصل رہی۔ لیکن جنگ کے بعد کے دور میں اس کی وہ ممتاز حیثیت نہ رہی جو اسے تیسری دہائی کے شروع میں حاصل تھی جب اسے اسٹالن کا عزیز ترین شاگرد کہا جاتا تھا۔

پولٹ بیورو میں آندریئیو کی ذمہ داریاں دوہری تھیں۔ پارٹی کنٹرول کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے اس کی ذمے مستقل ذمے داری پارٹی ڈسپلن پر نگاہ رکھنے کی تھی۔ دوسری طرف وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ اجتماعی فارموں کے امور کی کاؤنسل کے سربراہ کی حیثیت سے پولٹ بیورو میں یہ اعلیٰ ترین زرعی ماہر کی حیثیت سے بھی کام کرتا تھا۔ اندریئیو کا بنیادی کام ٹریڈ یونین کے کاموں کو دیکھنا تھا چنانچہ یہ اس میدان میں ۱۹۲۸ تک منہمک بھی رہا۔ ۲۱-۱۹۲۰ کے ٹریڈ یونین مباحثے میں اس نے ٹراٹسکی اور بخارن کی قیادت قبول کی جلدی ہی یہ دونوں سے الگ ہو کر پھر اسٹالن کے ساتھ شامل ہو گیا۔ پھر بھی پولٹ بیورو میں یہی ایک ایسا ممبر تھا جو اپنے رکارڈ کے اعتبار سے حزبِ مخالف کے ساتھ کچھ تعلق رکھتا تھا۔ یہی ایک ایسا ممبر بھی تھا جس کے خلاف جنگ کے بعد کے سالوں میں کھلی تنبیہہ جاری کی گئی تھی۔ ۱۹ فروری ۱۹۵۰ کو پراودا میں بغیر دستخطوں کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں زراعت کے انتظامیہ میں اس کے کئی کاموں پر سخت تنقید کی گئی۔

کچھ دن بعد ۲۸ فروری کو پراودا میں آندریئیو کا خط شائع ہوا جس میں اس نے اپنی غلطیوں کا "اعتراف" کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ پراودا میں جو کچھ شائع ہوا اس پر پولٹ بیورو میں پہلے ہی بحث مباحثہ ہو چکا تھا۔ اور یہ صرف اس کی صدائے بازگشت تھی۔ آندریئیو کو قربانی کے بکرے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ لیکن اس کا مقصد پالیسی میں آئی ہوئی تبدیلی کی طرف اشارہ کرنا تھا۔ اور اس کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت اقدامات اٹھائے گئے تھے۔

کانگریس میں اسے پارٹی کنٹرول کمیٹی کی سربراہی سے برطرف کیا گیا۔ اور نئے قائم کیے گئے پریسیڈیم میں بھی اسے نہ ممبر رکھا گیا نہ اُمیدوار۔ لیکن یہ پارٹی مرکزی کمیٹی کا ممبر ضرور برقرار رہا۔ پھر بھی اُس کی حیثیت میں اس تنزل کے اثر سے اُس کے سیاسی کردار کی اہمیت مزید ختم ہو گئی۔ میکویان پولٹ بیورو میں ملکی اور بیرونی تجارت کے ماہر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ ۱۹۴۹ سے پہلے دس سال تک یہ بیرونی تجارت وزارت (جو پہلے کیساریٹ تھی) کا سربراہ رہا تھا۔ اس سے بھی پہلے مختلف وقفوں میں وہ تجارت کے عوامی کیسار کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کی حیثیت سے یہ مستقل طور پر سوویت ملکی اور بیرونی تجارت کی دیکھ بھال کرتا رہا تھا۔

خروشچیف نے زیادہ تر خود کو پارٹی معاملات میں منہمک رکھا۔ ایک عرصے تک یہ پولٹ بیورو میں یوکرینی معاملات کے ماہر کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ ۱۹۳۸ سے ۱۹۴۹ تک یہ یوکرینی پارٹی تنظیم کے پہلے سکریٹری کی حیثیت میں خدمات انجام دیتا رہا تھا۔ اس عرصے میں صرف ۴۷-۱۹۴۶ کے دوران اس کی جگہ پر کگانوویچ کو مقرر کیا گیا تھا۔ دسمبر ۱۹۴۹ میں خروشچیف کو ماسکو پارٹی تنظیم کے پہلے سکریٹری کی حیثیت سے منتقل کر دیا گیا۔ اسی دوران اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹریوں میں بھی شامل کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پولٹ بیورو میں اسے زرعی پالیسی کے ترجمان کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ ۷ مارچ ۱۹۵۰ کو اس کی الیکشن کی تقریر سے اجتماعی فارموں کو ضم کرنے کے سلسلے میں ایک طویل مہم کا آغاز ہوا۔ اپنے پیش رو آنڈریئیو کی طرح جلدی ہی خروشچیف نے بھی خود کو پریشانیوں میں گھرا ہوا پایا۔ آنڈریئیو کو عوام میں کھلے طور پر اُس کی قدامت پرستی کے لئے ملزم ٹھہرایا گیا تھا چونکہ اُس نے زراعتی پیداوار کو سلسلے وار ریت کے انداز پر منظم کرنے کا رجحان پیش کیا تھا۔ لیکن خروشچیف کو جس ناراضگی و ناخوش گواری کا سامنا کرنا پڑا، وہ اس کے بالکل متضاد تھی۔ اس نے دیہی آبادی کو بڑے بڑے دیہی قصبوں اور شہروں (Agro - gorods) میں آباد کرنے کی ضرورت سے زیادہ ترقی پسندانہ تحریک پیش کی تھی لیکن اس کے خیالات کے خلاف بالواسطہ مہم چلائی گئی اور اسکی ذاتی حیثیت پر کوئی ناخوش گوار اثر نہ پڑا۔ یہ نئے پریسیڈیم کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ اور

انیسویں پارٹی کانگریس میں اس نے قواعد و ضوابط کی نئی تشکیل میں پارٹی کے ترجمان کی حیثیت سے کافی اہم حصہ لیا بیرا پولٹ بیورو میں پولیس اور حکومت کے دباؤ خوف دہراس کے آلۂ کار کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ حالانکہ ۱۹۴۶ میں اس نے اپنے وزارتی عہدے کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن وزارت داخلہ (MVD) اور حکومتی تحفظ کی وزارت دونوں ہی اس کی نگرانی میں کام کرتی رہیں۔ یہ بھی عام طور پر فرض کیا جاتا ہے کہ ایٹمی طاقت کی نشوونما کا کام بھی چونکہ اس سلسلے میں بیرا کی ہی نگرانی میں انجام پایا۔ اس کی مخصوص دلچسپی جارجیا پارٹی تنظیم سے بھی تھی۔ - - - - - مالینکوو کا حلقہ اختیار بنیادی طور پر پارٹی آلۂ کار میں پھیلا ہوا تھا جنگ کے بعد کے چند سالوں میں اس کی حیثیت و وقار میں عارضی طور پر کسی قدر تنزل نظر آیا۔ اور ۱۹۴۶ میں اسے پارٹی سکریٹریوں میں بھی شمار نہیں کیا گیا۔ اس دوران ژدانوو روشنی میں آیا۔ اور اسے پارٹی کے اصول اور تصورات کا ترجمان سمجھا جانے لگا لیکن ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ کو پراودا میں انکشاف کیا گیا کہ مالینکوو کو پھر سکریٹری کے عہدے پر بحال کر دیا گیا ہے۔ ۳۱ اگست ۱۹۴۸ کو ژدانوو کی موت کے ساتھ ہی آلۂ کار میں اس کے مقتدیوں اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی صفائی کی بہت تیز مہم چلائی گئی۔ ان میں سے بہت سے لینن گراڈ مقدمے میں ماخوذ کئے جانے کے بعد اپنی جگہوں سے ہٹا دیئے گئے۔ اس طرح خالی ہوئی زیادہ تر جگہوں پر مالینکوو کے حمایتیوں کے آجانے سے مالینکوو نے پارٹی آلۂ کار میں اپنی حیثیت مضبوط کر لی، حالانکہ ۱۹۴۹ میں خروشچیف کے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے پر مقرر ہو جانے کے بعد اس کی حیثیت میں کمی آئی، چونکہ خروشچیف کو پارٹی کے تنظیمی معاملات میں بھی کچھ اختیار سونپے گئے تھے۔ بلگانن کے کام مجموعی طور پر قومی تحفظ اور دفاع کے نکتے پر مرکوز تھے۔ اس میدان میں وہ وروشیلوو کے ساتھ مل کر پولٹ بیورو کو فوجی امور میں مشورے دیتا تھا۔ ۱۹۴۹ میں بلگانن فوجی وزیر کے عہدے سے مارشل واسیلیوسکی کے حق میں دست بردار ہو گیا۔ لیکن وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کی حیثیت سے پولٹ بیورو کی طرف سے دفاعی انتظامیہ کی نگرانی اور اس میں توازن برقرار رکھنے کے سلسلے میں اہم فرائض ضرور انجام دیتا رہا۔ کوسیگن کی ذمہ داریوں کا حلقہ ہلکی

صنعتوں سے متعلق تھا۔ چھوٹی صنعتوں کے وزیر کی حیثیت سے پولٹ بیورو میں ایک واحد ایسا ممبر تھا جو اپنا وزارتی عہدہ بھی سنبھالے ہوئے تھا۔ وزیروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کی حیثیت سے اس کا حلقۂ اختیار خود اپنی وزارت کے علاوہ اس سے قریبی اور ملحقہ وزارتوں تک بھی پھیلایا گیا تھا۔

شویرنک (Shvernik) جو پولٹ بیورو کا واحد اُمیدوار ممبر تھا۔ کافی عرصے تک ٹریڈ یونینوں کے سلسلے میں پارٹی کے ماہر کی حیثیت سے برقرار رہا۔ ۱۹۲۰ میں یہ ٹامسکی کی جگہ پر ٹریڈ یونینوں کی کل یونین مرکزی کاؤنسل کا سربراہ مقرر ہوا اور اس حیثیت پر پندرہ سال کام کرتا رہا جب کالینن نے ۱۹۴۶ میں اپنی موت سے کچھ ہی عرصے پہلے صدر ریاست کے برائے نام سربراہ کے عہدے سے استعفیٰ دیا تو شویرنک اس جگہ پہنچ گیا۔ سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے سربراہ کی حیثیت سے اس نے اس عہدے کے نمائشی فرائض کا بوجھ سنبھالا۔

اس تفصیل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پولٹ بیورو میں اسٹالن کے نائبوں میں سے ہر ایک کو کچھ مخصوص ذمے داریاں سپرد تھیں جن میں وہ اس ادارے سے مجموعی طور پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر بھی معروف رہتا تھا۔ مالنکوو اور اس سے کچھ کم درجے پر خروشچیف پارٹی اور سکریٹریٹ کے اہلکار کے درمیان رشتہ فراہم کرتے تھے بیریا پولیس سے متعلق تھا۔ بلگانن اور وارشیلاف فوج کے درمیان ایک تعلق تھے۔ اور مولوٹوو اور دوسرے ممبران انتظامیہ اور معاشی پالیسی کے ذمہ دار تھے۔ پولٹ بیورو کے اندر تقسیم کار کچھ اس انداز میں تھی کہ سوویت سوسائٹی میں اسٹالن کی گرفت کو مضبوط رکھنے میں مدد پہنچاتی تھی۔

پولٹ بیورو کی اس حیثیت میں جس میں اجتماعی رہنمائی کا ایک شعبہ تصور کیا جاتا تھا۔ دراصل اسٹالن دور کے آخری چند سالوں میں ہی تنزل نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کو جو ثانوی حیثیت دی جا چکی تھی اس کی دفتری تصدیق خروشچیف کی خفیہ تقریر میں باقاعدہ طور پر کر دی گئی۔ خروشچیف کا بیان تھا کہ پولٹ بیورو کا اجلاس شاذ و نادر ہی کبھی ہوتا تھا۔ بہت سے فیصلے یا تو صرف ایک شخص خود ہی کر لیتا یا کسی اجتماعی گفتگو کے بغیر کھا

پھر اکر وہ ایسے ہی لے جاتے ـــــ اس کے کاموں میں افراط تفریط تھی چونکہ خود پولٹ بیورو کے اندر بھی بہت سے سیکشن قائم کر دیئے گئے تھے: "پنج نفری" "شش نفری" "ہفت نفری" اور "نو نفری" کے ناموں سے موسوم ـ ـ ـ ـ ـ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ پولٹ بیورو کے کچھ ممبر حکومت کے اہم معاملات میں حصہ لے سکنے سے الگ کیے جا سکتے تھے۔ ہماری پارٹی کے سب سے پرانے ممبروں میں سے ایک کلائمنٹ یفریموورچ وارو شیلوو (Kliment yeferemovich Voroshilov) ایک ایسی صورت حال میں گھر گیا تھا جس کا یقین بھی مشکل سے کیا جا سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اُسے پولٹ بیورو کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے نہ آنے کے پاس اس سے متعلق کاغذات بھیجے جاتے اور جب پولٹ بیورو کے اجلاس کے دوران وارو شیلوو کو اس کی اطلاع ہوتی تو وہ ٹیلیفون پر پوچھتا کہ اُسے اُس میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ اگر اسٹالن نے اجازت دی بھی تو اس کے ساتھ اپنی بے اطمینانی کا بھی اظہار کر دیا۔ اپنی انتہائی مشتبہ طبیعت کی وجہ سے اسٹالن کی طبیعت میں یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تھا کہ وارو شیلوو ایک برطانوی جاسوس ہے ـ ـ ـ ـ ـ ـ مخبری کیلئے ایک مخصوص آلہ اُس کے گھر میں نصب کر دیا گیا تھا تاکہ اُس کے گھر میں ہونے والی گفتگو سنی جا سکے بالکل اسی طرح کی یکطرفہ کارروائی کے ذریعے اسٹالن نے پولٹ بیورو کے کام سے ایک اور شخص کو علیحدہ کر رکھا تھا۔ آنڈری آنڈری یوچ آنڈر ینئو۔ اسٹالن کی خودرائی اور ضدی طبیعت کے بے ضابطہ کاموں میں سے یہ بدترین فعل تھا" (۱۸)۔ اپنے نائبوں میں اسٹالن نے جو خوف و دہشت پیدا کر دی تھی۔ وہ خروشچیف کے اس مقولے میں پوری طرح سموئی ہوئی نظر آتی ہے۔ کہ ہم سب مکمل تباہی کے خوف میں زندہ رہتے تھے! اُس نے آگے کہا تھا "یہ بات صاف ہے کہ ان حالات میں پولٹ بیورو کا ہر ممبر بڑی مشکل صورت حال سے دوچار تھا (۱۹)

پریسیڈیم (پولٹ بیورو)

۱۹۵۲ میں انیسویں پارٹی کانگریس میں پولٹ بیورو اور

آرگ بیورو دونوں کو ختم کر دیا گیا۔ اور ان کی جگہ کافی وسیع پریسیڈیم کا قیام وجود میں آیا۔ اس اتنی اہم اور حیرت ناک تبدیلی کی کوئی قابل اطمینان وجہ بھی بیان نہیں کی گئی یا سٹی قواعد و ضوابط کی تبدیلی کے سلسلے میں خروشچیف کے تجزیے میں صرف اس قدر توضیح کی گئی "مناسب یہی ہے کہ پولٹ بیورو کو پارٹی مرکزی کمیٹی کے پریسیڈیم میں بدل دیا جائے اور اسے اس طرح منظم کیا جائے کہ یہ مرکزی کمیٹی کے دو پلینری اجلاسوں کے درمیان اس کے کاموں میں ہدایت فراہم کرتا ہے یہ نام دینا اس لئے موزوں لگتا ہے کہ پولٹ بیورو فی الحال یہی کام انجام دیتا ہے۔ جہاں تک مرکزی کمیٹی کے حالیہ تنظیمی کام کا سوال ہے جیسا کہ عملی صورت حال سے ظاہر ہوا ہے۔ مناسب اور موزوں یہی ہے۔ کہ اسے کسی ایک تنظیم کے پاس مرکوز کر دیا جائے۔ یعنی سکریٹریٹ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آئندہ مرکزی کمیٹی کا کوئی آرگ بیورو (تنظیمی بیورو) بھی نہ ہوگا"(۲۹)

پچیس ممبروں اور گیارہ متبادل ممبروں پر مشتمل یہ نیا پریسیڈیم بہت حد تک سوویت اعلیٰ کمان کو کسی قدر وسعت دینے کی کوشش لگتا تھا۔ اس کے ممبروں اور متبادل ممبروں میں مرکزی کمیٹی کے دسیوں سکریٹری شامل تھے۔ اور یو ایس ایس آر وزیروں کی کاؤنسل کے تیرہ کے تیرہ نائب سربراہ موجود تھے۔ اس کے ساتھ پارٹی اور حکومت انتظامیہ کو شامل کرنے کی غرض سے پریسیڈیم میں ٹریڈ یونینوں کے سربراہ کو سوموں کے گذشتہ سکریٹری یوکرین سے دو نمائندے بائیلو روسی پارٹی کا پہلا سکریٹری علاقائی (Regional) پارٹی لیڈروں میں سے کچھ لوگ پارٹی کے اصول نگاروں میں سے دو اعلیٰ افراد کومنٹرن کا ایک ماہر اور سوویت یونین کے کچھ ممتاز معاشی منتظم شامل کیے گئے تھے (۳۰) پریسیڈیم میں تقرری کا انداز ایک ایسی کوشش کہی جاسکتی تھی اور اسکی اسی انداز میں توجیہ کی بھی گئی۔ جسکے ذریعے سوویت سوسائٹی کے اقتداری ڈھانچے کی اعلیٰ ترین منزل جس پر پارٹی اور حکومت کے چند اہم ترین رہنماؤں کا قبضہ تھا اس حلقہ کی اور زیادہ مضبوطی اور استحکام کے لئے استعمال کیا جاسکے حقیقت میں اگر خروشچیف کی تصدیق کو تسلیم کر لیا جائے تو اسٹالن کے محرکات میں برائی زیادہ تھی خروشچیف کے مطابق اسٹالن ظاہرہ طور پر پولٹ بیورو کے تمام پرانے ممبروں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے متعدد

بار کہا بھی تھا پولٹ بیورو کے ممبروں کو نئے ممبروں سے تبدیل کرنا چاہئے۔ مرکزی کمیٹی کے پریسیڈیم کے لئے پچیس ممبروں کو منتخب کرنے کے سلسلے میں انیسویں کانگریس کے بعد اُس کی پیش کش کے پیچھے مقصد یہی پنہاں تھا کہ پولٹ بیورو کے پرانے ممبروں کو ہٹا کر اُن کی جگہوں پر تجربہ کار افراد کو لایا جائے۔ تاکہ وہ اُس کے ہر کام میں اُس کی حمایت کرتے رہیں۔ ہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ یہی سازش مستقبل میں بھی تمام پرانے ممبروں کو علیحدہ کر دینے میں کام میں لایا جاتا اور اسی کے ذریعے اسٹالن کی تمام شرمناک حرکتوں پر پردہ بھی ڈالا جا سکتا تھا، وہی حرکتیں جن پر آج ہم غور کر رہے ہیں۔(۲۱)

۵ مارچ ۱۹۵۳ کو اسٹالن کی اچانک موت سے اس منصوبے یا سازش کا ایک دم خاتمہ ہو گیا اور پارٹی اور حکومت کے اقتداری ڈھانچے میں تبدیلی لانا ضروری ہو گئی۔ غیر معمولی حالات کے پیش نظر پریسیڈیم میں پرانے پولٹ بیورو کے ممبر متحد نظر آنے لگے تاکہ قوم اور پوری دنیا کے سامنے ایک مضبوط مورچہ پیش کیا جا سکے۔ اسٹالن کی موت کی اطلاع کے چوبیس گھنٹے اندر ہی پارٹی مرکزی کمیٹی یو ایس ایس آر وزیروں کی کاؤنسل، اور یو ایس ایس آر سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے متحدہ اجلاس کے فیصلے کے طور پر انتظامات نئے اور طریقہ کار اور کا ایک نیا سلسلہ شائع کیا گیا۔ پارٹی پریسیڈیم کو گھٹا کر صرف دس ممبروں اور چار متبادل ممبروں پر مشتمل رکھا گیا۔ ان کے سپرد کیے گئے کام گوشوارہ نمبر ۲ میں دیئے گئے ہیں۔

گوشوارہ نمبر۲: پریسیڈیم کے ممبراوران کے فرائض ۵، مارچ ۱۹۵۳ء

ممبران	فرائض
(۱) جی. ایم مالینکوو	وزیروں کی کونسل کا سربراہ
(۲) ایل پی بیریا	امور داخلہ کا وزیر اور وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب وزیر
(۳) وی ایم مولوٹوو	امور خارجہ کا وزیر اور وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب وزیر
(۴) کے ای وارو شیلوو	یو ایس ایس آر سپریم سویت کے پریسیڈیم کا سربراہ
(۵) این. ایس خروشچیف	پارٹی کی مرکزی کیٹی کا پہلا سکریٹری
(۶) این اے بلگانن	وزیر دفاع اور وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب وزیر
(۷) ایل ایم کگانووچ	وزیروں کی کونسل کا پہلا نائب وزیر
(۸) اے. جی. میکویان	داخلی اور خارجی تجارت کا وزیر اور وزیروں کی کاؤنسل کا نائب وزیر
(۹) ایم زیڈ سابورو	شینوں کی صنعت کا وزیر
(۱۰) ایم جی پیرووخین	برقی طاقت اسٹیشنوں اور بجلی کی صنعت کا وزیر

متبادل ممبران

این ایم شیورنیک	کل یونین ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کاؤنسل کا سربراہ
پی کے پونو مارینکو	ثقافتی امور کا وزیر
ایل جی میلنکو	یوکرینی پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری
ایم ڈی باگیروو	آذربائیجان پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری

اس گوشوارے میں ممبروں اور متبادل ممبروں کے نام انہی حیثیتوں کے مطابق درج ہیں جن کے مطابق دفتری طور پر اطلاع دی گئی تھی جیسا

گوشوارہ نمبر، سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ عارضی طور پر ہی صحیح مالینکوو اس نئے پریسیڈیم میں سب سے اوپر ابھر کر آیا پولس پر بیریا کی گرفت ہونے کی وجہ سے مالینکوو کے بعد بیریا کو دوسرا درجہ حاصل ہوا مولوٹوو امور خارجہ کا وزیر اور وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب سربراہ مقرر ہوا۔ اسٹالن کے قریب ترین پرانے ساتھی وار وشیلوو کے محض تعظیمی اعزاز حکومت کے سربراہ سے نوازہ گیا۔ یہ وہ حیثیت تھی جس پر لینن اور شیورنیک بھی قابض رہ چکے تھے۔ خروشچیف کو ماسکو پارٹی تنظیم کی سربراہی سے ہٹا دیا گیا۔ لیکن یہ مرکزی کمیٹی کا سربراہ ضرور رہا۔ مالینکوو کے سکریٹریٹ کی خدمات سے آزاد ہو جانے سے خروشچیف پارٹی کا سینیر سکریٹری ہو گیا اور اسی حیثیت میں اسے وہ اہم ترین موقع فراہم ہو گیا کہ اس نے اعلیٰ ترین رہنما کی حیثیت حاصل کر لی۔ بلگانن نے وزیر دفاع کا اہم عہدہ سنبھالا اور مالینکوو بیریا اور مولوٹوو اور کگانووچ کے ساتھ ——— وزیروں کی کاؤنسل کے اندرونی ہدایتی حلقے کا ممبر رہا۔ پہلے نائب وزیروں میں ایک کی حیثیت سے کگانووچ کی ذمہ داریوں کو واضح نہیں کیا گیا۔ حالانکہ عام طور پر یہ بھی فرض کیا جاتا تھا کہ اس کا حلقہ اختیار ذرائع آمد و رفت اور غالباً بھاری صنعتوں سے متعلق تھا میکویان اندرونی اور بیرونی تجارت کا وزیر ہوا اور یہ سوویت زندگی کے وہ حصے تھے۔ جو بہت عرصے سے اس کی نگرانی میں کام کر رہے تھے۔ لیکن اس کے نام کو وزیروں کی کاؤنسل کے پہلے نائب سربراہ کی بجائے محض ڈپٹی کر دیئے جانے سے اس کی حیثیت میں تنزل کا اظہار ہوتا تھا۔ پریسیڈیم کے باقی دو ممبر سابوروو اور پیروخین۔ بھاری صنعتوں کے میدان میں کامیاب معاشی سمجھے جاتے تھے اس کے اندرونی حلقے میں ان کی شمولیت اس بات کا اظہار اور ثبوت کہی جا سکتی ہے کہ نئے رہنما اس میدان میں کامیابیوں اور حصول کو کتنی اہمیت دیتے تھے

شیورنیک کو سوویت ٹریڈ یونینوں کے آلاکار کی سربراہی حاصل ہو جانے سے وہ پھر اپنی جگہ پر پہنچ گیا جہاں وہ ۱۹۳۰ سے ۱۹۴۶ تک رہا تھا۔ اس وقت اسے کالینن کی جگہ پر حکومت کے سربراہ کا برائے نام عہدہ سپرد کیا گیا تھا۔ پونوماریکو مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے سے برطرف کیا گیا۔ اور اپنی پرانی جگہ وزیر حصول یابی سے ہٹا کر نئی ثقافتی وزارت کی سربراہی پر منتقل کر دیا گیا۔ مالینکوو یوکرینی پارٹی

اُرکار کے درمیان واسطے کے فرائض انجام دیتا تھا۔ ایم۔ڈی باگیرودو جو آذربائیجان میں خفیہ پولس کی سربراہی پر مامور تھا۔ اور ساتھ ہی ۱۹۴۲ کے بعد سے آذربائیجان پارٹی تنظیم کے پہلے سکریٹری کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔ پہلا ترکی اور مسلمان ______ ______ جو رہنماؤں کے گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اس نے یو ایس ایس آر عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کے نائب سربراہ کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۰ سے ۱۹۴۴ تک اس نے بجلی اور ایندھن کی یو ایس ایس آر کاؤنسل کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ۱۹۴۲ سے ۱۹۵۰ تک یہ کیمیادی صنعتوں کا وزیر اور کمیسار رہا اور ۱۹۵۰ میں وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ مقرر ہوا۔

پریسیڈیم کی ممبری میں تبدیلیاں دس سال سے کم عرصے میں ہی اس ابتدائی حلقے کے چودہ[14] ممبران میں سے صرف تین کو چھوڑ کر باقی تمام ممبران اپنے پریسیڈیم کے مختلف عہدوں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ ملاحظہ ہو گوشوارہ نمبر ۲ جانشینی کی جدوجہد میں باقی بچے اُن میں خروشچیف تھا۔ یہ سب سے اوپر ابھر کر آیا۔ اور اسکے علاوہ میکویان اور شوونیک تھے۔

گوشوارہ نمبر پریسیڈیم کے ممبران ۵ ارمارچ ۱۹۵۳ تا یکم دسمبر ۱۹۶۲

ممبران	مدت		ممبران	مدت	
جی ایم مالینکوو	۱۹۵۳	۱۹۵۷	این ایم شیوزنیک	۱۹۵۳	۱۹۵۷
ایل پی بیریا	۱۹۵۳	۱۹۵۴			
وی ایم مولوٹوو	۱۹۵۳	۱۹۵۷	پی کے پونومیرنکو	۱۹۵۳	۱۹۵۶
کے ای وارشیلوو	۱۹۵۳	۱۹۶۰	ایل جی میلنیکوو	۱۹۵۳	۱۹۵۳
این ایس خروشچیف	۱۹۵۳		ایم ڈی باگیرود	۱۹۵۳	۱۹۵۳
این اے بلگانن	۱۹۵۳	۱۹۵۸	جی کے ژوکوو	۱۹۵۶	۱۹۵۷
ایل ایم	۱۹۵۳	۱۹۵۷	ایل ای بریژنیو	۱۹۵۶	۱۹۵۷
اے ائی میکویان	۱۹۵۳		ایم اے مخینیت دنیود	۱۹۵۶	۱۹۵۷

ایم زیڈ سبورد	۱۹۵۴	۱۹۵۷	ڈی ٹی شیپیلوو	۱۹۵۶	۱۹۵۷
ایم جی پیروخین	۱۹۵۳	۱۹۵۷	پی اے فورتسیوا	۱۹۵۶	۱۹۵۷
ایم اے کوسلوو	۱۹۵۵	۱۹۶۰	الیف آر کوزلوو	۱۹۵۶	۱۹۵۷
اے ائی کیریچینکو	۱۹۵۵	۱۹۶۰	پی این پوسپیلوو	۱۹۵۷	۱۹۶۱
جی کے ژوخوو	۱۹۵۷	۱۹۵۷	ڈی ایس کوروچینکو	۱۹۵۷	۱۹۶۱
او وی کوسینن	۱۹۵۷		جے ای کالن برزین	۱۹۵۷	۱۹۶۱
اے بی ارسٹوو	۱۹۵۷	۱۹۶۱	اے پی کیریلینکو	۱۹۵۷	۱۹۶۱
این آئی بیلیایو	۱۹۵۷	۱۹۶۰	اے این کوسیگن	۱۹۵۷	۱۹۶۰
این جی اگناتوو	۱۹۵۷	۱۹۶۱	کے ٹی مازوروو	۱۹۵۷	
الیف آر کوزلو	۱۹۵۷		وی پی مژاوانڈزے	۱۹۵۷	
پی اے فورتسیوا	۱۹۵۷	۱۹۶۱	ایم جی پیروخین	۱۹۵۷	۱۹۶۱
ایل ائی برزنیو	۱۹۵۷		این وی پوڈگورنی	۱۹۵۸	۱۹۶۰
این ایم شیوزنیک	۱۹۵۷		ڈی ایس پولیانسکی	۱۹۵۸	۱۹۶۰
ایم اے تخیت دنوو	۱۹۵۷	۱۹۶۱	جی آئی ورونوو	۱۹۶۱	۱۹۶۱
این وی پودگورنی	۱۹۶۰		وی وی گریشین	۱۹۶۱	
ڈی ایس پولیانسکی	۱۹۶۰		شی آر رشیدوو	۱۹۶۱	
اے این کوسیگن	۱۹۶۰		وی وی شیربٹسکی		۱۹۶۱
جی آئی ورونوو	۱۹۶۱		ایل این لیفریموو	۱۹۶۲	
اے پی کیریلینکو	۱۹۶۲				

میلینکو ۱۹۵۷ میں اس حلقے سے باہر کیا گیا کہ اس نے لینن اور اسٹالن کی قومی پالیسی کو مسخ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یوکرینی پارٹی کے پہلے سکریٹری کے عہدے سے بھی برطرف کر دیا گیا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۵۳ کو بیریا کی گرفتاری کے اعلان کے ساتھ ہی ساتھ اسکے پرانے ساتھی باگیروف کی صفائی بھی عمل میں آئی اور بعد میں دونوں کو موت کی سزا دے دی گئی۔ پونومرنکو جسے ۱۹۵۴ میں سفیر کی حیثیت سے پولینڈ منتقل کر دیا گیا۔ اس نے بیسویں کانگریس کے بعد پریسیڈیم کی متبادل ممبر کی حیثیت بھی کھو دی۔

مالینکوو، مولوتوو، کگانووچ، سابوروو، پیرووخین، بلگانن، اور وارو شیلوو کو ۱۹۵۷ میں خروشچیف کو معزول کرنے کے لئے پارٹی مخالف سازش کے سلسلے میں ملوث قرار دیا گیا۔ ان میں اوّل الذکر چار کو جون ۱۹۵۷ میں منعقدہ مرکزی کمیٹی کے ایک پلینیم میں پریسیڈیم سے نکالا گیا۔ اسی پلینم نے پیرووخین کو پریسیڈیم میں ممبری کے عہدے سے گھٹا کر متبادل ممبر کے عہدے پر مقرر کرنے کا بھی فرمان جاری کیا۔ بائیسویں کانگریس کے بعد مرکزی کمیٹی سے معزولی کے ساتھ ساتھ اس عہدے سے بھی برطرف کر دیا گیا۔ بلگانن کے ساتھ کچھ عجب طرح کا سلوک ہوا۔

جون کے پلینم کے بعد ویسے تو اس کے پاس پریسیڈیم کی ممبری اور وزیروں کی کاؤنسل کے سربراہ کی دونوں حیثیتیں موجود رہیں لیکن خاص طور پر اس عوامی کردار میں گراوٹ نظر آئی۔ ۲۷ مارچ ۱۹۵۸ تک اسے وزیروں کی کاؤنسل کی سربراہی سے بھی برطرف نہیں کیا گیا۔ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ کو اسے پریسیڈیم سے تو برطرف کیا گیا۔ لیکن اب بھی اسے پارٹی مخالف گروپ میں باقاعدہ طور پر ملوث نہیں قرار دیا گیا۔ آخر میں ۱۴ نومبر ۱۹۵۸ کو خروشچیف کی تقریر میں اسے بھی اس گروپ میں شامل ٹھہرا دیا گیا۔ وارو شیلوو کو پارٹی پریسیڈیم کی ممبری اور سپریم سوویت کے سربراہ کے عہدوں سے جولائی ۱۹۶۰ میں معزول کیا گیا۔ ظاہری طور پر یہ عمل اس کی اپنی درخواست پر ہی کیا گیا تھا۔ اور بائیسویں کانگریس تک اسے پارٹی مخالف سازش، میں بھی ملوث ہونے کا باقاعدہ طور پر اظہار نہیں کیا گیا تھا۔ اس صفائی میں پیدا ہونے والی جگہوں پر پریسیڈیم میں نئی تقرری کا ایک طویل سلسلہ پیدا ہوا۔ جولائی ۱۹۵۵ میں مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں ایم اے سوسلوو اور اے ای کیریچینکو کو پریسیڈیم کی مکمل ممبری تک ترقی دے دی گئی۔ سوسلوو جو ۱۹۲۱ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ اسٹالن کے دور میں ایک پرانا خفیہ کارکن یہ ایک زمانے میں مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کے پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کے شعبے کا سربراہ بھی رہ چکا تھا۔ انیسویں پارٹی کانگریس اور اسٹالن کی موت کے درمیانی وقفے میں یہ کچھ عرصے کے لئے توسیع شدہ پریسیڈیم کا ممبر بھی رہا تھا۔ حالانکہ اس وقت اسے پریسیڈیم سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ لیکن مرکزی کمیٹی کے عہدے پر بدستور قائم رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی نظریاتی میدان میں بھی اس کے پاس مخصوص ذمے داریاں تھیں۔ کیریچینکو پارٹی کے خفیہ کارکنوں کی نئی نسل کی ترجمانی کرتا تھا اور ۱۹۳۰ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ یہ ریلوے میں کام کرنے والے ایک مزدور کا بیٹا تھا۔ اس نے ٹریکٹر میکنک اسکول میں تربیت حاصل

کی، یوکرین میں سرکاری فارم میں میکینک کی حیثیت سے کام کیا۔ اور ۱۹۳۱ میں آزاد بلیک سی انسٹیٹیوٹ سے فارم انجینیرنگ کی ڈگری لی یوکرینی پارٹی آلاکا سکی حیثیت سے اکی تیز رفتاری اُسی زمانے کی ذہین تھی جب اس ریپبلک میں خروشچیف کا عمل دخل عروج پر تھا۔ اود ڈلیتااو بکوم میں سب سے پہلے سکریٹری کی خدمات انجام دینے کے بعد یہ ۱۹۴۹ میں یوکرینی مرکزی کمیٹی کا دوسرا سکریٹری ہوا۔ اور مالینکو کی جگہ پر ۱۹۵۲ میں پہلا سکریٹری ہو گیا۔ ۱۹۵۷ میں یہ ماسکو منتقل کر دیا' جہاں اسے مرکزی کمیٹی کے ایک سکریٹری کی حیثیت دی گئی۔ اور اس کے ساتھ تنظیم اور کارکنوں کے سلسلے میں کچھ مخصوص ذمے داریاں سونپی گئیں۔ اس طرح اسے پارٹی مدراج میں خروشچیف کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہو گیا لیکن اس نقطۂ عروج پر اس کا قیام بہت مختصر تھا۔ جنوری ۱۹۶۰ میں بغیر کسی توضیح و صفائی کے اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے سے برطرف - - - - - - - - -

کیا گیا اور ردسشود میں اد بکوم سکریٹری کی حیثیت سے منتقل کیا گیا۔ مئی ۱۹۶۰ میں پریسیڈیم سے علیحدہ کیا گیا اور بائیسویں کانگریس کے بعد مرکزی کمیٹی سے بھی نکال دیا گیا۔ جون ۱۹۵۷ میں پارٹی مخالف گروپ کو نکالے جانے کے بعد جب اس کی ساخت میں تبدیلی پیدا کی گئی تو اس کے پریسیڈیم میں نو نئے ممبر شامل ہوئے۔ ان میں سے مارشل ژوخو جو دوسری جنگ عظیم کا ہیرو تھا۔ اس کی یہ حیثیت بہت تھوڑے عرصے تک رہی جنگ کے بعد کے چند سالوں میں یہ اسٹالن کے حسد اور جلن کا شکار ہو کر معدوم ہوتا چلا گیا۔ اب ایک بار پھر اس نے ابھرنا شروع کیا۔ اور تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا پھر جیسے ہی بلگانن وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ ہوا۔ یہ اس جگہ پر وزیر دفاع مقرر ہوا بیسویں کانگریس کے بعد اسے پریسیڈیم کا متبادل ممبر نامزد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر ترقی معکوس شروع کی۔ اکتوبر ۱۹۵۷ میں اس الزام میں کہ اس کا دماغ نپیولینی عزائم

The biographical materials on recent Presidium appointees is deirued from data in (Year-book of the Great Soviet Encyclopedia - Moscow, 1957 - 1961)

کا شکار ہے اور جس کا اظہار افواج میں پارٹی کی گرفت کو کمزور کرنے کی پالیسی میں نظر آتا ہے۔ اسے مرکزی کمیٹی اور پریسیڈیم دونوں سے برطرف کر دیا گیا۔ باقی آٹھ ترقیاب تھے۔ پارٹی اراکین میں وفاداری اور خدمات کا نتیجہ تھیں اور پریسیڈیم کی حد تک ترقی حاصل کر لینے میں ان میں سے زیادہ تر افراد کسی کے مرہون احسان نہیں تھے۔ ان میں سے دو پرانے بالشویک تھے۔ این ایم شیورنیک، جو ۱۹۰۵ میں پارٹی میں داخل ہوا۔ اور او ۔ وی ۔ کوسیگن جس کی پارٹی ممبری ۱۹۰۴ سے شروع درج تھی۔ شیورنیک سے کے لئے ممبر کی حیثیت سے ایک طویل عرصے تک خدمات انجام دینے کے بعد پریسیڈیم کا مکمل ممبر بن جانا ایک ایسی کامیابی تھی جو بہت تاخیر سے حاصل ہوئی تھی۔ اور چھپنٹ سال کی عمر میں کوسیگن کا پریسیڈیم کی ممبری پہ فائز ہونا بھی کافی حیرت ناک بات تھی۔ یہ فن لینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں ایک تھا۔ کومنٹرن کے بنیادی اور ابتدائی کارکنوں میں مانا جاتا تھا۔ اس نے کاریلو فینش سپریم سوویت کے سربراہ کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا۔ پریسیڈیم ممبری تک اس کی ترقی اور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے پر فائز ہونے سے برسر اقتدار گروپ کو ایک پرانا تجربہ کار اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کا جانکار حاصل ہو گیا۔

دوسرے دو افراد تھی آرسٹوو اور این بیلیایو خانہ جنگی دور کی نسل کے نمائندے تھے دونوں ہی ۱۹۲۱ میں پارٹی میں شامل ہوئے تھے۔ ارسٹوو نے جو ایک مچھیرے کا بیٹا تھا۔ ۱۹۲۲ میں لینن گراڈ پولیٹیکنک انسٹیٹیوٹ سے ڈگری حاصل کی۔ اگلے پانچ سالوں میں یہ سائنس کاموں اور پڑھانے کے کاموں میں لینن گراڈ میں بھی مشغول رہا اور اس کے بعد اس کے سپرد کئے گئے چیلیابینسک پارٹی تنظیم کے سکریٹری کی خدمات انجام دے چکنے کے بعد ۵۳ ۔ ۱۹۵۲ کے درمیانی چھوٹے سے عرصے میں یہ توسیع شدہ پریسیڈیم کا ممبر رہا کر اسٹو دار کرائی کو ام کا ۵۵ ۔ ۱۹۵۴ میں پہلا سکریٹری رہا۔ اس کے بعد ۱۹۵۵ میں اسے مرکزی کمیٹی میں سکریٹری بنایا گیا۔ اور صنعتی میدان میں کچھ مخصوص ذمے داریاں اسے سونپی گئیں جس کے بعد ۱۹۵۷ میں اسے ترقی دے کر پریسیڈیم میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۹۶۰ میں اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اس نے تھوڑے عرصے روسی ریپبلک کے لئے مرکزی کمیٹی کے بیورو میں خدمات انجام دیں اور اس کے بعد اسے وارسا میں سفیر کی حیثیت پر منتقل

کر دیا گیا۔ پانسیویں کانگریس کے بعد اسے پریسیڈیم سے تو ہٹا دیا گیا۔ لیکن مرکزی کمیٹی میں اس کی جگہ محفوظ رہی۔ پریسیڈیم میں پیلیاشیو کا قیام اور بھی تھوڑے عرصے کے لئے تھا۔ اس کی تربیت ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے ہوئی تھی لیکن جلد ہی اسے پارٹی کے کاموں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ الناٹی کرائی کوم میں پہلے سکریٹری کی خدمات انجام دینے کے بعد یہ ۱۹۵۵ میں مرکزی کمیٹی کا سکریٹری ہو گیا تھا۔ اور اس کے بعد ۱۹۵۷ میں اس کو ترقی دیکر پریسیڈیم میں شامل کر لیا گیا۔ اور پھر فوراً قزاق پارٹی کا سیکریٹری مقرر ہوا۔ قزاق زراعت کی بدنظمی کے سلسلے میں ۱۹۵۹ء میں خروشچیف نے اس پر کھلا تنقیدی حملہ کیا۔ اس کے بعد جنوری ۱۹۶۰ میں اس کا تنزل شروع ہوا اور اسے استادر وپول کی مقامی پارٹی کا سکریٹری بنایا گیا لیکن بعد میں اسے اس جگہ سے بھی معزول کیا گیا۔ اور مئی ۱۹۶۰ میں اسے پریسیڈیم سے بھی برطرف کر دیا گیا۔ اس گروپ کے دو ممبران جی اگنا تووا اور ایف آر کوزلووپارٹی میں دوسری دہائی کے درمیان عرصے میں داخل ہونے والی نسل کے نمائندے تھے۔ اگنا تووایک مزدور کا بیٹا تھا۔ اور اپنی نوجوانی میں خود بھی بڑھئی کی حیثیت سے ملازم رہا۔ خانہ جنگی کے زمانے میں یہ سرخ فوج میں لڑا تھا۔ اور ۱۹۲۳ میں پارٹی میں شامل ہوا تھا اور ۱۹۳۳ تک مستقل خفیہ پولس (Cheka) اور (OGPU) میں کام کرتا رہا تھا۔ اگلے دو سالوں میں اس نے مرکزی کمیٹی کی طرف سے چلائے گئے نصابوں میں مارکسزم لینن ازم کی تعلیم حاصل کی۔ اور اسکے بعد اسے پارٹی کا کام سونپ دیا گیا۔ لینن گراڈ، کوئی بی شیو، اوریل، کراسوداد، وورونیش اور گورکی میں سکریٹری کے مختلف عہدوں پر کام کرتے رہنے کے بعد اسے ترقی دے کر جون ۱۹۵۷ میں پریسیڈیم میں شامل کیا گیا۔ اور دسمبر میں مرکزی کمیٹی کا سکریٹری ہوا۔ اور زراعت کے میدان میں اس کے ذمے چند مخصوص ذمہ داریاں کی گئی تھیں۔ مئی ۱۹۶۰ میں اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے سے سبکدوش کیا گیا۔ اور بائیسویں کانگریس کے بعد پریسیڈیم سے بھی برطرف کر دیا گیا۔

کوزلوو جو مرکزی کمیٹی کا سکریٹری ہے اور تنظیم اور کارکنوں کے معاملات کا بھی منتظم ہے۔ اسی کے نام کا حوالہ خروشچیف کے ممکنہ جانشین کی حیثیت سے دیا جاتا رہا ہے۔ یہ کسان بنیادوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ۱۹۲۶ میں پارٹی

میں شامل ہوا تھا۔ ارستووہ کی طرح اس نے بھی لینن گراڈ پولیٹیکنک انسٹیٹیوٹ سے ڈگری حاصل کی تھی۔ اور جلد ہی پارٹی کے کاموں میں لگ گیا تھا۔ پارٹی کے زینے پر قابل ذکر درجہ حاصل کرنے کے لئے اس کا راستہ کچھ اس طرح تھا کہ ۵۲-۱۹۴۹ میں لینن گراڈ گورکوم کا سکریٹری رہا۔ ۵۷-۱۹۵۲ میں لینن گراڈ اوبکوم کا دوسرا سکریٹری رہا۔ اس کے بعد ۱۹۵۳ سے ۱۹۵۷ تک پہلا سکریٹری رہا۔ یہاں سے یہ پریسیڈیم میں پہنچا۔ RSFSR کے وزیروں کی کاؤنسل کے سربراہ کی خدمات انجام دینے کے بعد مارچ ۱۹۵۸ میں خروشچیف کے ماتحت یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب سربراہ مقرر ہوا۔ اور مئی ۱۹۶۰ میں اس عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور کرچلیکو جگہ پر مرکزی کمیٹی کا سکریٹری مقرر ہوا۔ پی اے فورتسیوا (Y. A. Furtseva) اور ایل آئی بریژنیو پارٹی کی اور زیادہ نوجوان نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ فورتسیوا پہلی وہ خاتون ہے جو پریسیڈیم کی ممبر ہوئی ہے۔ یہ بیس سال کی عمر میں ۱۹۳۰ میں پارٹی میں شامل ہوئی تھی کپڑے کی صنعت میں کام کرنے والے ایک مزدور خاندان میں پیدا ہوئی اپنی ابتدائی تعلیم لینن گراڈ میں شہری ہوا بازی میں حاصل کی ۱۹۴۲ میں ماسکو فائن کیمیکل انسٹیٹیوٹ سے ڈگری حاصل کی اور مرکزی کمیٹی کی طرف سے چلائے گئے اعلیٰ پارٹی اسکول سے مراسلاتی نصاب بھی پورے کیے۔ اسنے اپنا پارٹی کردار ۳۷-۱۹۳۶ میں کوموسول مرکزی کمیٹی میں ایک ہدایت کار (Instructor) کی حیثیت سے شروع کیا تھا۔ پھر ۱۹۴۲ سے ۱۹۵۰ تک ماسکو راٹیکوم میں سکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ اسکے بعد اسے ماسکو گورکوم کے دوسرے سکریٹری کے عہدے پر ترقی دی گئی اور ۱۹۵۴ سے ۱۹۵۷ تک گورکوم کے پہلے سکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بیسویں پارٹی کانگریس کے بعد اسے پریسیڈیم کا متبادل ممبر بنایا گیا۔ اور یہ مرکزی کمیٹی کی ایک سکریٹری بھی ہوئی۔ مئی ۱۹۶۰ میں اسے اس مرکزی کمیٹی کی سکریٹری کی حیثیت سے سبکدوش کیا گیا۔ اور اسکا تقرر ثقافت کے وزیر کی حیثیت سے ہوا۔ بائیسویں کانگریس کے بعد اسے پریسیڈیم سے ہٹا دیا گیا۔ لیکن یہ مرکزی کمیٹی کی ممبر بھی رہی۔ اور اس کا وزراتی عہدہ بھی برقرار رہا۔ بریژنیوک مثال بھی ایک ایسی ہی صورت پیش کرتی ہے کہ اس نے ایک انجینئر کی تربیت حاصل کی تھی۔ اور اسے پارٹی کے کام کی طرف منتقل کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۵۲ میں دنیپرودزرزنسک میٹلرجیکل انسٹیٹیوٹ سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد اسے پارٹی کے کام سونپے جانے لگے۔ اور یہ ۱۹۲۹ میں

دنیر و پٹر و سک اوبکوم کا پروپیگنڈا سکریٹری ہو گیا جنگ کے دوران یہ صنعتی کاموں کی طرف پلٹا اور یوراال میں ایک میٹلرجی کے کارخانے کا انتظام سنبھالا۔ لیکن جنگ ہونے کے بعد ہی پھر مولداوی پارٹی کا پہلا سکریٹری بنا دیا گیا۔ اسٹالن کی موت کے بعد اس نے کچھ عرصے تک تربیت میں سیاسی انتظامیہ کے سربراہ کے فرائض بھی انجام دیئے۔ اور اس کے بعد اسے قزاقستان بھیج دیا گیا جہاں یہ دوسرے سکریٹری اور اس کے بعد پہلے سکریٹری کے عہدے ۱۹۵۶ تک سنبھالے رہا۔ ۱۹۵۷ میں پریسیڈیم تک اس کی ترقی کے ساتھ ہی اسے مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کا عہدہ بھی دیا گیا۔ اس حیثیت کو اسے جولائی ۱۹۶۰ میں چھوڑنا پڑا۔ اور اسے والروشیلوو کی جگہ پر یو ایس ایس آر سپریم سوویت کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

این، اے، محتت دینوو جسے دسمبر ۱۹۵۷ میں پریسیڈیم کے درجے تک لے آیا گیا، صرف پہلا ایسا ازبیک ہی نہیں تھا جو اس اعلیٰ تنظیم میں داخل ہوا، بلکہ یہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ممبروں میں داخل ہونے والی نسل کا بھی ایسا پہلا نمائندہ تھا جو پریسیڈیم میں لیا گیا تھا۔ غریب کسان خاندان میں پیدا ہوا، اس نے ایک امداد باہمی کے تکنیکی ادارے (Tekhnikum) سے ڈگری حاصل کی، کنزیومر کوآپریٹیو میں کچھ دن کام کیا ایک تجارتی اور معاشی انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لیا۔ اور ساتھ ہی استادوں کے لیے کچھ نصاب بھی مکمل کیے۔ اس نے سوویت فوج میں بھی ۱۹۴۰ سے ۱۹۴۵ تک خدمات انجام دیں۔ پارٹی میں ۱۹۴۲ میں داخل ہوا اور اپنے سپرد کی گئی کومسومول اور دیگر سیاسی ذمے داریاں پوری کیں جنگ کے بعد پارٹی کے ترقی کے نتیجے کو اس نے ازبکستان میں پورا کیا۔ سب سے پہلے ۱۹۵۰ میں تاشقند اوبکوم کا پہلا سکریٹری مقرر ہوا، ۱۹۵۱ میں ازبیک وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ ہوا۔ اور پھر ۱۹۵۵ میں ازبیک پارٹی کا پہلا سکریٹری ہو گیا۔ ۱۹۵۶ میں اسے پریسیڈیم کا ایک متبادل ممبر چنا گیا۔ دسمبر ۱۹۵۷ میں اس کو ترقی دے کر مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کا عہدہ دیا گیا۔ اور اسی وقت اسے پریسیڈیم کا مکمل ممبر بھی بنا دیا گیا۔ لیکن اس کی یہ حیرت ناک، ترقی طویل یا مستقل ثابت نہ ہو سکی۔ بائیسویں کانگریس کے بعد اس کو پریسیڈیم سے ہٹا یا گیا۔ اور اسے کنزیومر کوآپریٹیو کی مرکزی یونین کی نائب

سربراہی کا نسبتاً کم درجے کا عہدہ دیا گیا۔ لیکن پھر بھی یہ مرکزی کمیٹی میں ممبر ضرور رہا۔ ۴ مئی ۱۹۶۰ کو مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس میں نئے ممبر نامزد ہوئے اسے این کوسیگن جو اسٹالن کے پولٹ بیورو میں انیسویں پارٹی کانگریس کے بعد توسیع شدہ پریسیڈیم کے قیام کے وقت اسے مکمل ممبری سے گھٹا کر متبادل ممبر کر دیا گیا۔ اور اسٹالن کی موت کے بعد اسے پریسیڈیم سے بالکل ہی خارج کر دیا گیا، جون ۱۹۵۷ سے اس کا ستارہ پھر چمکنا شروع ہوا۔ سب سے پہلے اسے پریسیڈیم میں ایک متبادل ممبر بنایا گیا۔ اور ساتھ ہی وزیروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ مقرر کیا گیا۔ مارچ ۱۹۵۹ میں پلان کمیٹی (GOSPLAN) کے سربراہ کی حیثیت سے ای ای کزمین کی جگہ سنبھالی اور مئی ۱۹۶۰ میں جس وقت اسے پریسیڈیم کا مکمل ممبر بنایا گیا۔ اسے منصوبہ بندی کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کیا گیا۔ اور اس کے بجائے یہ یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ مقرر ہوا۔ یہ ایک ایسا عہدہ تھا جس میں اس کا شریک صرف میکویان تھا۔

پوڈگورنی جو یوکرینی پارٹی کا پہلا سکریٹری تھا۔ یہ نسبتاً زیادہ عمر یعنی ۲۷ سال کی عمر میں ۱۹۳۰ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ کیو ٹیکنولوجیکل انسٹیٹیوٹ سے اس نے ڈگری حاصل کی تھی۔ اور اس نے مختلف معاشی عہدوں پر کئی سال تک کام کیا تھا اور ۱۹۴۰ سے ۱۹۴۶ تک یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل میں یوکرینی وزیروں کی کاؤنسل کے نمائندے کے فرائض انجام دے تھے۔ ۱۹۵۰ سے ۱۹۵۲ تک خارکوو اوبکوم کا پہلا سکریٹری رہا تھا۔ یہ ۱۹۵۲ میں یوکرینی پارٹی تنظیم کا دوسرا سکریٹری مقرر ہوا اور پھر جب کرچینکو کو ماسکو میں بلایا گیا تو یہ وہیں پر سکریٹری ہو گیا۔ پریسیڈیم کی مکمل ممبری کا اعزاز اسے ۱۹۵۸ سے ۱۹۶۰ تک دو سال متبادل ممبر رہ چکنے کے بعد حاصل ہوا۔

ڈی، ایس، پولیانسکی جو پریسیڈیم کے سب سے کم عمر ممبروں میں سے ایک ہے، ۱۹۱۷ میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۹ میں پارٹی میں شامل ہوا۔ یہ خارکوو زرعی انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ ہے۔ اس نے مرکزی کمیٹی کے اعلیٰ پارٹی اسکول میں تربیت حاصل کی اور پھر التائی کرائی اور مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کے آلکار میں اسے پارٹی سے متعلق کام سونپے گئے۔ ۱۹۴۹ سے ۱۹۵۲ تک کریمیائی پارٹی تنظیم میں دوسرے سکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اور پھر یہیں ۱۹۵۲ سے ۱۹۵۵ تک پہلا سکریٹری رہا۔ ۱۹۵۵ سے ۱۹۵۷ تک یہ چکالوو اوبکوم کا پہلا سکریٹری رہا۔ اور پھر اسی حیثیت میں

۵۸ - ۱۹۵۷ میں کراسنودار کرائی کوم میں خدمت انجام دی۔ مارچ ۱۹۵۸ میں اسے (RSFSR) کے وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ مقرر کیا گیا اور ساتھ ہی اسے پریسیڈیم کا متبادل ممبر بھی بنا دیا گیا۔ پریسیڈیم کے ممبروں میں تازہ ترین دو داخلے جی آئی دورونووا اور اے پی کیری لینکو کے ہیں۔ دورونوو جو ۱۹۲۱ پارٹی میں داخل ہوا تھا، مڈل اسکول کی تعلیم کے بعد تعمیری اور صنعتی کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔ بعد میں اس نے ٹومسک انسٹیٹیوٹ میں تعلیم حاصل کی اور یہاں سے اسے مارکس لینن ازم کے نووسی برسک انسٹیٹیوٹ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس کا پارٹی کردار ٹومسک کے ایجی ٹیشن شعبے کے آرگنائزر سے شروع ہوا۔ اس نے ۱۹۲۹ سے ۱۹۵۵ تک چیلیابنسک اوبکوم میں کام کیا جس میں ۱۹۴۸ کے بعد سے پہلے سکریٹری کا عہدہ بھی شامل تھا۔ ۱۹۵۵ سے ۱۹۵۷ تک یہ یو ایس ایس آر زراعت کا نائب وزیر رہا۔ اور ۱۹۵۷ سے ۱۹۶۱ تک یہ اورینبرگ اوبکوم کے پہلے سکریٹری کے عہدے پر کام کرتا رہا جس میں زراعتی میدان میں اس کی کامیابیوں نے خروشچیف سے خراج تحسین حاصل کیا چنانچہ جنوری ۱۹۶۱ میں اسے پریسیڈیم کا متبادل ممبر مقرر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی مرکزی کمیٹی کے روسی ریپبلک کے بیورو کا پہلا نائب سربراہ بھی مقرر کیا گیا۔ اے پی کیری لینکو بھی پارٹی میں ۱۹۲۱ میں داخل ہوا تھا۔ یہ ہوا بازی کے انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ تھا۔ اور پارٹی کے کاموں کی بتدریج ذمے داریاں اس کو سونپی جاتی رہی تھیں۔ اسے ۱۹۵۵ کے بعد سے سوردلووسک جیسی اہم پارٹی تنظیم میں پہلے سکریٹری کے فرائض بھی سونپے گئے تھے۔ جون ۱۹۵۷ میں یہ پریسیڈیم کے متبادل ممبر کی حیثیت سے منتخب ہوا۔ یہ بائیسویں کانگریس کے بعد پریسیڈیم کے مکمل ممبر کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے مرکزی کمیٹی کے روسی معاملات سے متعلق بیورو کا پہلا نائب سربراہ بھی مقرر کیا گیا۔ اس حیثیت میں اس وقت اس کا شریک کار صرف وارونوو تھا۔

اسٹالن کی موت سے ۱۹۶۲ کے آخری حصے تک تئے پریسیڈیم میں پچیس[25] پارٹی رہنماؤں نے متبادل ممبروں کی حیثیت سے کام کیا۔ ان میں سے آٹھ اشیورنیک، بریژنیو، کوسیگن، پودگورنی، پولیانسکی، کوزلوو، وارونووُ اور کیری لینکو۔ یہ سب آج کل مکمل ممبر کی حیثیت سے پریسیڈیم میں موجود رہے۔ پانچ۔ مخینت دینوو فورتسیوا

اور پوسپیلوو، کورچینکو اور کالن برزن کو گھٹا کر صرف مرکزی کمیٹی کا ممبر رکھا گیا۔ پانچ اور پونومیرنیکو، ملینکوو، خود شیپیلوو اور پیروخین کی حیثیتوں میں اور بھی زیادہ گراوٹ آئی اور ایک۔ باگیروو، کو بیریا سے تعلق رکھنے کے الزام میں گولی مار دی گئی۔ باقی چھ جو متبادل ممبری کی حیثیت پر اب بھی برقرار تھے۔ ان میں سے دو افراد مازوروو اور مزاواناڈزے (Mzhavanadze) ۱۹۵۷ء میں امیدوار ممبر ہوئے تھے ایک اور۔ وی وی گریشین بھی جنوری ۱۹۶۱ میں امیدوار ہو گیا تھا۔ دو افراد شیخ آر، راشیدوو اور وی وی شیچرسکی بامسویں کانگریس کے بعد اکتوبر ۱۹۶۱ میں ایک یافریمو و نومبر ۱۹۶۲ میں امیدوار ممبر ہو گئے تھے۔

مازوروو، جو بیلوروسی پہلا سکریٹری تھا، پارٹی میں ۱۹۴۰ میں داخل ہوا تھا اس نے دوسری جنگ عظیم میں جرمن لائین کے پیچھے وطن پرستوں کے ساتھ خدمات انجام دی تھیں۔ پارٹی کے اعلیٰ اسکول سے سند حاصل کی تھی اور اس کے بعد اسے پارٹی اور کوسوسول کا کام سونپا گیا تھا۔ ۵۰-۱۹۴۹ میں منسک گورکوم کے پہلے سکریٹری کے عہدے پر، ۱۹۵۰ سے ۱۹۵۲ تک منسک اوبکوم کے پہلے سکریٹری کے عہدوں پر کام کرنے کے بعد یہ ۱۹۵۲ میں بیلوروسی وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ مقرر ہوا تھا۔ اور ۱۹۵۶ میں بیلوروسی پہلا سکریٹری ہو گیا تھا۔ مزاواناڈزے، جو جارجیائی پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری تھا۔ یہ پارٹی میں ۱۹۲۷ میں داخل ہوا تھا۔ مزاواناڈزے لینن گراد فوجی سیاسی اکادمی کا سند یافتہ تھا۔ یہ یوکرین میں سوویت فوج کے ساتھ کافی ذمہ دار سیاسی عہدوں پر کام کرتا رہا تھا۔ بعد میں اسے ۱۹۵۲ میں جارجیا منتقل کر دیا گیا۔ گریشین، جو برسر اقتدار حلقے میں ٹریڈ یونین کے معاملات میں شیورنیک کا جانشین سمجھا جاتا تھا، ۱۹۲۸ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ ماسکو ٹکنیکی ادارے (Tekhni Kum) کا سند یافتہ مشین اور ریلوے کے کام میں ڈپٹی چیف کی حیثیت سے کام کر چکا تھا۔ پارٹی کے کام میں منتقل ہونے کے بعد ۴۲-۱۹۴۱ میں سرپوکھوو ریلوے ملازمین کی پارٹی کمیٹی میں سکریٹری کی حیثیت سے کام کیا تھا، ۱۹۴۲ میں سٹی گورکوم کا سکریٹری ہوا۔ ۱۹۵۰ میں ماسکو پارٹی آلۂ کار میں شامل ہوا۔ اور ۱۹۵۲ سے ۱۹۵۶ تک ماسکو کمیٹی میں سکریٹری کی خدمات انجام دیں بعد کے چند سالوں میں اسے ٹریڈ یونینوں کی کل یونین مرکزی کاؤنسل کا سربراہ بھی مقرر کیا گیا تھا۔ رشیدوو، جو ازبک پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری

تھا۔ بحیثیت دینوو کی جگہ پر وسط ایشیا کے نمائندے کی حیثیت سے پارٹی کے اس اعلیٰ ترین حلقے میں آیا تھا۔ یہ ۱۹۲۹ سے پارٹی ممبر تھا۔ اس نے ۱۹۴۱ میں سمرقند یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی اور ۱۹۴۴ سے ۱۹۴۷ تک سمرقند اوبکوم میں سکریٹری کی خدمات انجام دیں۔ اسکلے چند سالوں میں یہ ایک صحافی کاموں میں مشغول رہا۔ ۵۰-۱۹۴۹ میں ازبیک ادیبوں کی یونین کا سربراہ رہا۔ ۱۹۵۰ میں ازبیک سپریم سوویت کے پریسیڈیم کا سربراہ ہوا۔ جہاں یہ مارچ ۱۹۵۹ تک رہا۔ اور اس وقت اسے ازبیک پہلا سکریٹری مقرر کر دیا گیا۔ شیرپتسکی، جو فروری ۱۹۶۱ میں یوکرینی وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ ہو گیا تھا۔ یہ ۱۹۴۱ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ دنیپروپیٹروسک کیمیکل ٹیکنولوجیکل انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں سوویت فوج میں بھی خدمات انجام دی تھیں۔ اور جنگ کے بعد چند سالوں میں انجینیری عہدوں پر بھی کام کر چکا تھا۔ ۱۹۴۸ میں اسے پارٹی کا کام سونپا گیا۔ ۱۹۵۲ میں دنیپروپیٹروسک اوبکوم کا دوسرا سکریٹری مقرر ہوا۔ اور پھر یہیں ۱۹۵۵ میں پہلا سکریٹری ہو گیا۔ ۱۹۵۷ سے ۱۹۶۱ تک اس نے یوکرینی مرکزی کمیٹی میں سکریٹری کی خدمات انجام دیں۔ اور یہاں سے اپنے وزارتی عہدے کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ ایل۔ این یافرمود جو پریسیڈیم میں متبادل ممبری پر ترقی حاصل کرتے وقت گورکی اوبکوم کا پہلا سکریٹری تھا ۱۹۴۱ میں پارٹی میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت اسکی عمر انتیس [29] سال ہو چکی تھی جو داخلے کے لئے کچھ زیادہ سمجھی جا سکتی تھی۔ ۱۹۵۸ میں گورکی میں منتقل ہونے سے پہلے اس نے کئی سال تک کرسک اور بلاسٹ میں سکریٹری کی خدمات بھی انجام دی تھیں جس میں خروشچیف کا آبائی گاؤں کالی نووکا بھی واقع ہے

خروشچیف کے پریسیڈیم اور اسٹالن بیورو کا موازنہ

اگر آج کے پریسیڈیم کی ساخت (گوشوارہ ۳ج) اور اسٹالن بیورو، یا اکتوبر ۱۹۵۲ کے توسیع شدہ پریسیڈیم جو عارضی طور پر انیسویں کانگریس کے بعد تشکیل دیا گیا تھا۔ ان کا موازنہ کیا جائے۔ تو کچھ بہت ہی دلچسپ تضاد نظر آئیں گے۔ اسٹالن کے دور کی اعلیٰ کمان میں پولیس کی نمائندگی نظر آتی تھی۔ جو ابتدا میں بیریا اور اس کے بعد ایس ڈی اگناٹیو کے ذریعے ہوئی۔ لیکن آج پولیس کی وزارتوں کا کوئی نمائندہ پریسیڈیم میں نظر نہیں آتا۔ اسٹالن کے اندرونی حلقے میں کوئی باقاعدہ پیشہ ور فوجی

افسر موجود نہیں تھا۔ (بشرطیکہ وار وشیلوو کو اس زمرے سے باہر تصور کیا جائے) خروشچیف نے تھوڑے سے عرصے کے لئے اپنی فہرست میں مارشل ژوخوف کو شامل کیا۔ لیکن جیسے ہی اس کی شخصیت میں مستقبل کے ایک سیاسی حریف کا شبہ پیدا ہوا وہ برطرف کر دیا گیا۔ اسٹالن کے پریسیڈیم میں سوویت یونین کے ممتاز اور چوٹی کے معاشی منتظمین کے نام بھی نظر آتے ہیں لیکن خروشچیف نے ان کو گھٹا کر پارٹی کے درجاتی نظام میں نچلے درجوں اور نسبتاً کم اثر رکھنے والی حیثیتوں کو رکھنا پسند کیا۔ پارٹی کارکنوں کے لیے پریسیڈیم کی حیثیت ایک مقدس خلوت خانے کی سی تھی جتنی خروشچیف کے زمانے میں نظر آئی اتنی اس سے پہلے کبھی نظر نہ آئی تھی۔

پریسیڈیم کی موجودہ ساخت پارٹی کارکنوں کی فوقیت اور افضلیت کو بڑے ڈرامائی انداز سے پیش کرتی ہے۔ ۱۹۶۲ کے آخری حصے میں پریسیڈیم میں بارہ[12] مکمل ممبروں اور چھ[6] متبادل ممبروں میں سے بارہ[12] افراد پارٹی عہدوں پر فائز تھے باقی چھ[6] میں سے کوسیگن کو مستثنیٰ کرنے کے بعد تمام افراد حکومتی ذمے داریاں سونپے جانے سے پہلے پارٹی کے درجاتی نظام میں طویل تربیتی دور گذار چکے تھے پریسیڈیم کی ساخت خروشچیف کے طرزِ حکومت کے اس خاص پہلو کی پوری طرح وضاحت کر دیتی ہے جس میں پارٹی آلۂ کار کو بنیادی اور مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ پریسیڈیم کے ممبروں کی سوانح حیات کا بغور مطالعہ اس گروپ کی کچھ اور خصوصیات کا بھی اظہار کرتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر سماجی اعتبار سے نچلے طبقے سے متعلق نظر آتے ہیں، مزدوروں اور غریب کسانوں کی اولادیں جن کا اس اعلیٰ درجے تک پہنچ سکنا سوویت نظام کی دی ہوئی مراعات اور مواقع کا مرہونِ احسان تھا۔ ان میں سے بہت سے افراد خروشچیف کی طرح "آگے بڑھائے ہوئے مزدور" ہونے کا امتیاز رکھتے تھے جنھیں پارٹی نے مخصوص ٹریننگ کے لئے چن لیا تھا۔ اور جلدی ہی یہ لوگ پارٹی کی اعلیٰ حیثیتوں تک پہنچ گئے تھے۔ ان میں ایک خاصی بڑی تعداد ایسے افراد کی بھی تھی جو خروشچیف کے ساتھ یوکرین یا ماسکو میں کام کر چکے تھے۔ اور اُن کو اتنی تیز ترقی اس حقیقت کی وجہ سے کچھ اور نصیب ہوگئی تھی کہ خروشچیف کو ان پر اعتماد تھا۔ اس حلقے میں پیدا ہونے والے ذاتی عظمت کے اس احساس کو کہ یہ خروشچیف کے حلقے کا ایک حصہ ہیں اس حقیقت نے کسی

حد تک کم کر دیا تھا کہ یہ سوسائٹی کی نچلی سطح اور عوام کی معمولی زندگی کے تجربات میں بھی شریک رہ چکے تھے۔ موجودہ پریسیڈیم میں کم از کم چار ممتاز نسلوں کی نمائندگی موجود تھی۔ پرانے بالشویک، خانہ جنگی کے دور کا حلقہ، دوسری دہائی اور تیسری دہائی کے ابتدائی حصے میں ابھرنے والی نسل اور نوجوان نسل جو پارٹی میں صفائی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد داخل ہوئی تھی۔ شیورنیک، میکویان اور کوسینن جیسے پرانے بالشویک اب بتدریج اسٹیج کے مرکزی حصے سے ہٹتے جا رہے تھے۔ بس ایک میکویان خاص طور پر اب بھی کچھ باا‌ثر حیثیت رکھتا تھا۔ خانہ جنگی کے دور کی نسل کا ممتاز ترین نمائندہ خروشچیف ہی تھا۔ ویسے سوسلوو بھی اسی دور کے آخر ۱۹۲۱ میں پارٹی میں شامل ہوا تھا۔ اور اب بھی کافی اہم شخصیت کا مالک تھا۔ لیکن ان سے کہیں بڑا گروپ سات ایسے ممبروں اور متبادل ممبروں پر مشتمل تھا۔ جو دوسری اور تیسری دہائی میں پارٹی میں داخل ہوئے تھے۔ کوزلوو، بریژنیو، ورودنو، کریچینکو، کوسیگن، مژاوانڈزے اور پودگورنی۔ ایک طریقے سے یہ وہ نسل تھی جو آگے چل کر جانشینی حاصل کرنے والی تھی لیکن ساتھ ہی یہ اس امتیاز کے لیے جو انھیں سرا ہے حاصل ہو گیا تھا، خروشچیف کے مرہون احسان بھی تھے۔ یہی وہ لوگ جن کی بالغ زندگیاں سوویت دور میں گذری تھیں اور جن کے لئے انقلاب بچپن کی صرف ایک یادگار تھی۔ اور زارشاہی دور تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہوا ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ اس گروپ کے کافی پیچھے درمیان میں "عظیم صفائی" دور کی نسل کو چھوڑتا ہوا آنے والے رہنماؤں کی نسل کا ایک ہراول دستہ تھا۔ جس میں پولیانسکی، مازوروو، گریشین، رشیدوو، یغزیموو، اور ستینیکی شامل تھے۔ ان کے پارٹی میں داخل ہونے کا زمانہ ۱۹۲۸ سے ۱۹۴۱ تک کا تھا۔ اس گروپ کے لئے اجتماعیت اور صنعتی ترقی ان کے ماضی کی دین تھیں۔ اور دوسری جنگ عظیم ایک ایسی حد فاصل تھی جو انھیں ایک نئے مستقبل میں داخل کرتی تھی۔

پریسیڈیم کے نسبتاً نئے ممبروں میں ہی کسی حد تک وہ تکنیکی تربیت اور قابلیت بھی مل سکتی تھی جس کا اسٹالن کا داخل کردہ پارٹی کارکنوں میں خاص طور پر فقدان تھا جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ کوزلوو لینن گراد پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ، وارونوو نے ٹومسک صنعتی انسٹیٹیوٹ سے تربیت

حاصل کی تھی۔ برژنیو ایک میٹلرجی انجینیر تھا۔ اور پہلے ایک کارخانے کا ڈائرکٹر بھی رہ چکا تھا۔ کوسیگن کپڑے کی صنعت کا انجینیر تھا۔ پودگورنی کیمو ٹیکنولوجیکل انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ تھا۔ کیریلنکو ہوابازی کا انجینیر تھا۔ پولیانسکی نے خارکوو زرعتی انسٹیٹیوٹ سے ڈگری لی تھی۔ اور شیلیپن، دنیپروپیٹروسک کیمیکل ٹیکنولوجیکل انسٹیٹیوٹ کا سند یافتہ تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم الثبوت ہے کہ ان میں سے زیادہ تر افراد کی اٹھان پارٹی کارکنوں کی حیثیت سے ہی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے سپرد کیے گئے کاموں میں ایک تکنیکی پختگی پیدا کی۔ اور وہ فہم فراست حاصل کی جو صنعت اور زراعت میں ایسا ہی کام کرنے والوں سے رابطہ قائم رکھنے میں آسانی پیدا کرتی تھی۔ اور جو اتنی گنجلک صنعتی سوسائٹی کی رہنمائی کے لئے ایک ناگریز ضرورت تھی۔

پریسیڈیم کے عملی کام

پریسیڈیم کا طرز کارکردگی پریسیڈیم کے گروپ میں مختلف افراد کی ذمے داریوں کی تقسیم کا کچھ اندازہ اُن حیثیتوں کے مطالعے سے جو اسکے ممبر باقاعدہ طور پر سنبھالے ہوئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو گوشوارہ نمبر۲) اور ان کی کارگذاریوں کے رکارڈ اور ان کے اپنے کیے ہوئے اعلانات سے ہو سکتا ہے۔

گوشوارہ نمبر۲ - پریسیڈیم کے ممبر اور ان کے سپرد فرائض، دسمبر ۱۹۶۶ء

ممبران	فرائض
(۱) این ایس خروشچیف	پاسٹی مرکزی کمیٹی کا پہلا سکریٹری اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ
(۲) ایف۔ آر۔ کوزلوو	مرکزی کمیٹی کا سکریٹری
(۳) اے۔ آئی۔ میکویان	یو ایس ایس آر وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب سربراہ
(۴) ایم۔ اے۔ سوسلوو	مرکزی کمیٹی کا سکریٹری
(۵) او۔ دی۔ کوسینن	مرکزی کمیٹی کا سکریٹری
(۶) ایل۔ آئی۔ برژنیو	سپریم سوویت کے پریسیڈیم کا سربراہ
(۷) این ایم شیوزنیک	مرکزی کمیٹی کے پارٹی کمیشن کا سربراہ

(۸)	این وی پود گورنی	یوکرینی پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری
(۹)	ڈی ایس پولیانسکی	یو ایس ایس آر وزیروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ
(۱۰)	اے ۔این ۔کوسیگن	یو ایس ایس آر وزیروں کی کاؤنسل کا پہلا نائب سربراہ
(۱۱)	جی آئی ۔وارونوو	آر ایس ایف ایس آر وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ
(۱۲)	اے پی کیریلینکو	مرکزی کمیٹی کے روسی ریپبلک کے لئے بیورو کا پہلا نائب وزیر

متبادل ممبران

(۱)	کے ٹی ۔ مازوروو	بائیلوروسی پارٹی کا پہلا سکریٹری
(۲)	وی پی مزاوانادزے	جارجیائی پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری
(۳)	وی ۔وی ۔گرشین	ٹریڈ یونین کی کل یونین مرکزی کاؤنسل کا سربراہ
(۴)	شیخ آر ۔ رشیدوو	ازبک پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری
(۵)	وی وی شیربتسکی	یوکرینی وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ
(۶)	ایل این یافریموو	مرکزی کمیٹی کے روسی ریپبلک کے لئے بیورو کا پہلا نائب سربراہ

مرکزی کمیٹی کے پہلے سکریٹری اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کے سربراہ دونوں حیثیتوں سے رہنمائی کے سلسلے میں ظاہر ہے خروشچیف ہی مرکزی نقطے کی حیثیت رکھتا ہے ۔پارٹی کے معاملات میں کوزلوو اس کا اہم ترین جانشین ہے جو مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کی عام نگرانی کے فرائض انجام دیتا ہے ۔اور پارٹی تنظیم اور اس کے کارکنوں وغیرہ کے سلسلے میں بنیادی اور اہم ذمہ داریاں بھی اسی کے سپرد ہیں ۔سوسلوو کے حلقۂ عمل میں نظریاتی میدان ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا اور

بلاک اور غیر ملکی کمیونسٹ پارٹیوں سے رشتہ قائم رکھنے کے کام شامل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ موخرالذکر میدان میں کولینن بھی کافی متحرک نظر آتا ہے۔ شیورنیک پارٹی کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے پارٹی کے قواعد اور ضوابط کی پابندی اور ڈسپلن کے سلسلے کے کاموں کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے۔ یافریمو اور کیریلینکو مرکزی کمیٹی کے روسی ریپبلک کے لئے بیورو کے معاملات میں خروشچیف کے نائبوں کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی زراعتی مسائل کے سلسلے میں یافریمو آگے رہتا ہے۔ اور کریلینکو صنعتی معاملات میں کام کرتا ہے۔ وارونوو ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ RSFSR کے وزیروں کی کاؤنسل کا سربراہ پارٹی کے کام چھوڑ کر ہوا اور اس کی جگہ یافریمو نے کیا میکویان اور کوسیگن وزاری کاؤنسل میں خروشچیف کے نائب ہیں اور پولیانسکی اس وقت یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کا نائب سربراہ ہے۔ برزنیو سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے سربراہ کی حیثیت سے حکومت کے سربراہ کے آرائشی عہدے پر فائز ہے۔

گریشین کا مخصوص حلقۂ عمل ٹریڈ یونین کے معاملات سے متعلق ہے کچھ غیر روسی ریپبلکوں کی نمائندگی (لیکن ان میں تمام اہم ریپبلکیں شامل نہیں ہیں۔) یوکرین سے متعلق پوڈگورنی اور شیلپنسکی کے ذریعے بائیلوروس سے متعلق مازوروو، جارجیا سے متعلق مژاوانادزے اور ازبکستان سے متعلق رشیدوو کے ذریعے ہوتی ہے۔ پریسیڈیم ایک مجموعی تنظیم کی حیثیت سے کس طرح کام انجام دیتا ہے۔ اس سلسلے میں اطلاعات بہت کم موجود ہیں۔ کیونکہ اسکے جلسوں کی اطلاع عام طور پر نہیں دی جاتی۔ اور اس کا ایجنڈا اور جلسے کی روداد بھی عوام کے لئے شائع نہیں کی جاتی۔ چونکہ سوویت نظام میں پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں پریسیڈیم اعلیٰ ترین تنظیم کی حیثیت کا مالک ہے۔ اس لئے یہ بات فرض کی جاسکتی ہے کہ اس کے حلقۂ عمل میں مقاصد اور نشانوں کو مقرر کرنا اور ان کی توضیح، داخلی اور خارجی دونوں پالیسیوں میں ترجیحات کو متعین کرنا، متضاد شعبہ داری مفادات اور اس نظام میں ایک دوسرے سے ٹکراؤ رکھنے والے معاملات میں یکسانیت اور مصالحت پیدا کرنا، اہم ترین مسائل کو پہچان کر ان کا تعین کرنا پالیسی کے سلسلے میں بحیثیت مجموعی ہدایات تیار کرنا ان کی تعمیل پر نگاہ رکھنا اور پارٹی اور حکومت کے اہم عہدوں پر تقرر وغیرہ کے کام شامل ہیں۔ سوویت

زندگی کے سلسلے میں بنیادی فیصلے یا تو پریسیڈیم کے درجے پر ہی کیے جاتے ہیں یا کم از کم ان کی منظوری نہیں دی جاتی ہے۔ ان میں معاشی ترقی کی رفتار، بھاری اور ہلکی صنعتوں میں سرمایہ کاری کے لئے معیار اور درجوں کا تعین، فوجی اور سائنسی ضروریات، عام صارفین کی ضروریات کے لئے اشیاء کی فراہمی، زراعتی پالیسی کی ہدایات کاری اور غیر ملکی معاملات کے انتظام وغیرہ شامل ہیں چونکہ ذرائع محدود ہیں اور ترجیحات، اور متبادل ضرورتوں میں چناؤ کو پہلے سے طے کر کے بنوانا ضروری ہے۔ اس لئے پریسیڈیم ہی وہ میدان جنگ بنتا ہے جہاں سوویت سوسائٹی میں شعبہ داری نظام کے متضاد مفادات ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اپنا حصہ حاصل کر لیں۔ یہ بات بھی غیر معمولی نہیں ہے کہ اس کشمکش میں خود پریسیڈیم ممبر اپنے زیر نگرانی شعبوں کے ترجمان کے فرائض انجام دیتے نظر آئیں۔ مثال کے طور پر جب موتوتوو ریلوے آمد و رفت کا نگران تھا تو خروشچیف کے قول کے مطابق "اس نے ریلوے کے لئے ہر چیز حاصل کر لینے کی کوشش کی" (۴۲) اسی طرح یہ بھی کوئی حیرت ناک بات نہیں کہی جا سکتی کہ خروشچیف کے حلقے کے افراد جن کے سپرد مخصوص قسم کی ذمہ داریاں ہیں کچھ ایسا ہی عمل کرتے نظر آئیں۔ اس طرح پریسیڈیم ہی ایک ایسا بازار ہے جہاں سودے بازی بھی ہوتی ہے اور جہاں مصالحتیں اور آپسی معاہدے بھی عمل میں آتے ہیں۔ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کس کے پاس کس قسم کی ذمہ داریاں ہیں۔ اور خود پریسیڈیم کے اندر طاقت اور اثر کا توازن کس طرح قائم ہے۔ اسٹالن کے دور حکومت کی آخری دو دہائیوں میں پولٹ بیورو کا کوئی ممبر ایسے خیالات کا اظہار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا جو لیڈر یا اعظم کو ناگوار ہوں۔ لیکن اس سے اس بات میں بھی کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنے مفادات اور ایسے پروگراموں پر زور نہ دے سکیں جو بحیثیت مجموعی اسٹالن کے منصوبوں کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔ اسٹالن کی موت کے بعد جانشینی کی جدوجہد کے ابتدائی حصے میں پریسیڈیم لفرح کا بینہ میں تبدیل ہو گیا تھا ——— جو شروع میں اکثریت بیریا کو نکال دینے اور بعد میں مالینکوو کی طاقت کو محدود رکھنے میں مصروف تھی۔ خروشچیف کچھ عارضی گٹھ جوڑوں کے ذریعے اور پریسیڈیم میں اپنے مخالفین کو تقسیم کر کے بتدریج حیثیت اور اختیار حاصل کرتا

رہا۔ اور اس کے ساتھ ہی پارٹی آلۂ کار میں اپنی طاقت اور گرفت کو مضبوط کرتا رہا۔ اور جب تک پریسیڈیم کی اکثریت متحد ہو کر خروشچیف پر پابندیاں عائد کرے یا اُس گرفت کو محدود کرنے کی کوشش کرے۔ وقت بیت چکا تھا۔ خود بعد میں خروشچیف کے کہے ہوئے الفاظ کے مطابق پریسیڈیم میں اپنے خلاف "عددی اکثریت" کے مقابلے میں خروشچیف نے مرکزی کمیٹی میں اپیل کی۔ جس میں اُس کی حیثیت بہت محفوظ تھی۔ چنانچہ ۱۹۵۷ میں جس پریسیڈیم کی نئی تشکیل کی گئی۔ اُس میں خروشچیف کے حامی بھرے ہوئے تھے۔ اور ان لوگوں نے بااقتدار گروپ میں اس کی افضلیت پر مہر ثبت کر دی۔ خروشچیف کے اقتدار کے استحکام کے ساتھ پریسیڈیم ایک نئے دور میں داخل ہوا۔ اب خروشچیف کی اعلیٰ حیثیت کو للکارنے والا کوئی نہیں تھا۔ لیکن اُس نے اپنے اس اقتدار اور اعلیٰ حیثیت کو جس انداز میں استعمال کیا۔ وہ اسٹالن سے بہت مختلف تھا۔ پریسیڈیم کا اجلاس اب باقاعدگی کے ساتھ متعینہ اوقات پر منعقد ہوتا۔ خروشچیف نے اپنے انداز میں کچھ ایسے میلان کا اظہار کیا کہ وہ اپنے کچھ عملی اختیارات اور حیثیت اپنے کچھ ساتھیوں کو سونپنا چاہتا ہے۔ اور ان کی رائے اور مشورے حاصل کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس طرح پریسیڈیم ایک ایسا پلیٹ فارم بن کر اُبھرا جہاں مشورے اور مباحثے ہو سکتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ فیصلہ کرنے کا آخری حق خروشچیف کے پاس ہی ہوتا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس کی رائے اور فیصلوں پر اُس کے اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کے مشورے بھی اثرانداز ہوتے جو کسی خاص میدان میں مخصوص مہارت کے حامل ہوتے۔

خود پریسیڈیم کے اندر فیصلے کرنے کا کیا انداز ہے، اس سلسلے میں بہت کم مواد یا اطلاعات موجود ہیں۔ لیکن یہ بات بہرحال صاف ہے کہ ضروری اور فوری حل طلب مسائل مختلف ذرائع سے اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ جن مسائل پر پریسیڈیم میں غور کیا جانا ہوتا ہے۔ یا جن کے فیصلے پریسیڈیم کرتا ہے، وہ عام طور پر حکومت کی ایجنسیاں یا ماتحت پارٹی تنظیمیں پریسیڈیم میں غور کیا جانا ہوتا ہے یا جن کے فیصلے پریسیڈیم کرتا ہے۔ وہ عام طور پر حکومت کی مختلف ایجنسیاں یا ماتحت پارٹی تنظیمیں پریسیڈیم میں اُٹھاتی ہیں۔ لیکن پریسیڈیم خود بھی ایسے مختلف ذرائع سے

یا وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے رخنوں کے سلسلے میں ابتدا کر سکتا ہے جس کی اطلاع اسے کسی اور ذریعے سے مل جائے۔ پریسیڈیم کے پاس صرف انتظامیہ کے شعبوں یا ایسی ہی دوسری تنظیموں کی رپوٹوں کے ذریعے ہی اطلاعات نہیں پہنچیں بلکہ پارٹی کے عملے کے ذریعے، پولس، پریس، اور ایسے شکایتی خطوں کے ذریعہ بھی پہنچتی ہیں، جس میں مقامی حالات اور وہاں کی بدعنوانیوں کی اطلاع دی جاتی ہے۔ مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ، جو بنیادی طور پر پریسیڈیم کے عملے کے لیے ایک ایجنسی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ وہ ایسی اطلاعات کی فراہمی بھی پریسیڈیم کے زیر غور آنے والی قرار دادوں کی جانچ پرتال، اس کے اجلاسوں کے ایجنڈے کی تیاری، اور اسے مختلف مسائل اور فیصلوں سے متعلق مواد اور پس منظر کی تیاری کے کام بھی انجام دیتا ہے۔ جن کی بنیاد پر پریسیڈیم عمل کر سکے۔

کسی خاص مسئلے پر جتنی توجہ پریسیڈیم دیتا ہے، اُس سے قدرتی طور پر اُس مسئلے کی موجودہ اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ موجودہ ہر قسم کے مواد سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خروشچیف، میکویان اور پریسیڈیم کے دوسرے متعدد ممبر مستقل طور پر خارجہ پالیسی کے روزانہ پیدا ہونے والے اور عام قسم کے معاملات میں منہمک رہتے ہیں اور حالانکہ اُن کے فیصلوں پر وزیر خارجہ گرومیکو اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے تکنیکی مشوروں کا بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس میں بنیادی تحریک بہر حال پریسیڈیم گروپ کی ہی ہوتی ہے۔ زراعت بہت عرصے سے خروشچیف کی توجہ کا مرکز رہی ہے، اور اگر گذشتہ چند سالوں میں مرکزی کمیٹی کے پلینم (اجلاس) جو صرف اسی میدان کے لئے وقف رہے ہیں، اس کی اہمیت کا اظہار کرتے ہیں تو بلاشبہ پریسیڈیم کے ایجنڈے میں بھی اس اہمیت کا پوری طرح احساس ہو جاتا ہے ایک ادارے کی حیثیت سے پریسیڈیم کے کاموں کے تجربے میں یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ وہ فیصلے جو صرف سکریٹریٹ کے درجے پر کیے جاتے ہیں یا جو پریسیڈیم ممبر ذاتی حیثیت سے کرتے ہیں۔ اور ایسے مسائل جن کے لئے پریسیڈیم میں بحث مباحثہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان امتیاز کر لیا جائے۔ اٹلی کمیونسٹ پارٹی کے عہدے داروں کے ایک اعلیٰ وفد کے سامنے سکریٹریٹ کے ایک کارکن کی طرف سے پیش کی ہوئی مثال سکریٹریٹ کی حیثیت کو پوری طرح واضح کر دیتی ہیں

کافی مددگار ثابت ہوگی۔ زیر بحث مسئلے میں ایک رسالے تاریخ کے مسائل (Voprosi Istorii) کو اس کی نظریاتی غلطیوں پر تنقید کیا گیا تھا۔ اور اسکے بعد ایک فیصلہ بھی کیا گیا کہ اس رسالے سے متعلق عملے کی از سر نو تنظیم کی جائے۔ سکریٹریٹ کے ممبر نے سکریٹریٹ کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے کہا تھا "اس کا انحصار مسئلے کی اہمیت پر ہے مرکزی کمیٹی کے کسی ممبر کو زبانی اطلاع بھی دی جا سکتی ہے۔ دوسری صورت میں سکریٹریوں یا پریسیڈیم کی کسی ایسی باقاعدہ اور مناسب میٹنگ میں بھی اطلاع دی جا سکتی ہے۔ جس میں سے بعض میں ادیبوں اور فنکاروں کے نمائندے شرکت کرتے ہیں۔

ہمارا اپنا شعبہ (ثقافتی اور سائنسی شعبہ) محض اطلاعات فراہم کرنے کی حد تک ہی ثقافتی مباحثے کے لئے مرکزی کمیٹی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ان منصوبوں کی تشکیل اور سکریٹریٹ اور مرکزی کمیٹی میں اس سلسلے میں کئے جانے والے فیصلوں میں بھی شریک ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر (Voprosi Istorii) رسالے کے سلسلے میں مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کے اندر بہت طویل بحث مباحثے کے بعد فیصلہ کیا گیا تھا جس کی بنیاد خود اس شعبے کا تیار کردہ منصوبہ تھی۔ اس منصوبے کی تیاری میں شروع میں ہم نے اس رسالے کے اداریہ کے ساتھیوں کو اس شعبے میں مدعو کیا۔ اس کے بعد جنوری ۱۹۵۷ میں ہم نے ایک اور بڑی میٹنگ کی جسے ہمارے شعبے نے ہی بلایا تھا۔ اور پروپیگنڈے کا شعبہ بھی اس میں شامل تھا۔ اس میٹنگ میں محض رسالے کے اداریہ کے ممبروں نے ہی شرکت نہیں کی بلکہ اس میں سائنس اکادمی کے صدر اور نائب صدر اور سائنس اکادمی کے نمائندے بھی موجود تھے۔ دو دن ہم آٹھ گھنٹے روز اس سلسلے میں بحثیں کرتے رہے۔ اگلی میٹنگ میں سکریٹریٹ اداریہ کے ممبر ہمارے اپنے اور پروپیگنڈا شعبوں کے نمائندے سب ہی لوگ بولے۔ اور آخر میں کامریڈ پوسپیلوو اور سوسلوو نے بھی تقریر کی۔ اس مباحثے کے بعد اس رسالے کے اداریہ کو بدل دینے کے فیصلے کی منظوری دی گئی۔" (۲۴) چونکہ یہ فیصلہ مرکزی کمیٹی کے اس فیصلے میں شامل تھا جس کو خود مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں صادر نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے اسکے سلسلے میں یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ اسے کم از کم پریسیڈیم نے باضابطہ طور پر منظوری ضروری تھی لیکن

غالباً اس سلسلے میں پریسیڈیم میں کوئی مباحثہ نہیں ہوا تھا جیسا کہ تفصیلات سے وضاحت ہوتی ہے۔ یہ متاثر کن فیصلہ محض سکریٹریٹ کے درجے پر ہی کر لیا گیا تھا اور اسے پریسیڈیم کے ممبر اور پارٹی سکریٹری سوسلوو نے منظوری دے دی تھی۔ جو نظریاتی مسائل میں آخری سے پہلی عدالت کی خدمات انجام دیتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے بہت سے مسائل جو نسبتاً معمولی اور کم اہمیت کے حامل ہوتے ہیں حقیقت میں محض سکریٹریٹ یا پریسیڈیم کے کسی ایک ممبر کی حد تک ہی طے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ پریسیڈیم کے پاس تمام مسائل حل کرنے کے تمام تر اختیارات محفوظ ہیں۔ لیکن اس میں کوئی باقاعدہ شعبہ داریت پیدا نہ کی گئی اور ان کے ذریعے اہم اور نسبتاً کم اہم مسائل کے درمیان امتیاز نہ کیا گیا تو اس کے طریقۂ کار کردگی اور خاص طور پر اُن طریقوں میں جن میں غور و فکر اور مشوروں کا راستہ اپنانا پڑتا ہے۔ ایسے رخنے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جن کی تلافی ممکن نہ ہو ایسی صورتوں میں مرکزی کمیٹی کا سکریٹریٹ بہت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتا ہے، حالانکہ اعلیٰ رہنما بہر حال اس بات کو ہی یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ سکریٹریٹ کی جانچ پڑتال اُن کی اپنی تحریک کے راستہ میں حائل نہیں ہوگی۔ کیا ملک اور بیرون ملک میں رونما ہونے والے تمام واقعات و کیفیات سے اعلیٰ کمان پوری طرح باخبر رکھی جاتی ہے۔ کیا یہ پورا انتظام جس کی کمان اُس کے اپنے ہاتھوں میں ہے، اپنی ساخت کے اعتبار سے اعلیٰ کمان اور حقیقتوں کے درمیان میں ایک مصنوعی پردہ کھڑا کر دیتا ہے۔ یا اطلاعات کے حصول کے لئے جو آسانیاں اس نے اپنے لئے پیدا کی ہیں اُن کی موجودہ کیفیت سے با امیدوں اور توقعات کا جو ماحول اس حلقے نے اپنے ارد گرد خود ہی پیدا کر لیا ہے، اس کے اثر سے یہ حقیقت سے دور رہتی ہے۔ یہ سوال اہم بہر حال کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو کچھ مواد وقت موجود ہے، اس کی روشنی میں ان کا کوئی پختہ جواب نہیں دیا جا سکتا ہے۔ خود سرکاری اور دفتری اطلاعات سے ہی یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ سوویت نظام میں ہی ایسے دباؤ اور تناؤ موجود ہیں۔ جن سے اطلاعات کے موصول ہونے اور مختلف حصوں کے درمیان معلومات۔ کی آمد و رفت میں رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اُن صورتوں میں جہاں سوویت کارخانوں یا صنعتی اور معاشی اداروں یا اجتماعی فارموں سے ایسی مانگیں کی جاتی ہیں۔ جن کو وہ پورا نہیں کر سکتے۔ وہاں ایسی

متعدد شہادتیں اور ثبوت موجود ہیں کہ کچھ منیجر اور افسر اپنی ناکامیوں اور کارگذاریوں کو چھپائے رکھنے کے لئے گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔ اور اعداد و شمار کی جو رپورٹیں اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ ان کی غلط خانہ پری کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس غلط بیانی اور گول مال کی صحیح مقدار متعین کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن یہ بات بھی بہرحال ایک حقیقت ہے اور اسے پوری طرح ختم نہیں کیا جا سکتا۔ سوویت زراعت میں وسیع پیمانے پر اعداد و شمار کی غلط بیانی کی جو شہادتیں بہت عرصے بعد سامنے آئی ہیں، یقیناً اسی کے اثر سے جنوری ۱۹۶۱ کے مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں خروشچیف کو کہنا پڑا تھا۔ "اگر ہم باقاعدگی اور ضابطہ پیدا نہیں کر پاتے تو منصوبے اعداد و شمار کے اعتبار سے تو مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن جہاں تک پیدا شدہ اشیاء کا سوال ہے وہ کبھی کافی نہ ہو سکیں گی۔ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ اعداد و شمار سے پکوان نہیں تیار کیے جا سکتے" (۴۴) لیکن اس قسم کے رخنوں کو پر کرنے ۔۔۔۔۔ اور اس قسم کی غلط بیانی کرنے والوں کے راز فاش کرتے رہنے کی ہر اس کوشش کے باوجود جو مرکز کی طرف سے کی جاتی رہی ہے۔ وہ مستقل دباؤ اور تناؤ جس کے تحت مقامی افسر کام کرتے ہیں، انہیں مجبور کرتا ہے کہ اپنی کوتاہیوں اور پیداوار میں کمی کو چھپانے کے لئے نئی نئی ترکیبیں اور فریبی چالیں اختراع کرتے رہیں۔

سوویت رہنماؤں کے مقاصد

سوویت حکمران اپنے مقاصد اور منزلیں کس طرح متعین کرتے ہیں۔ اپنے "سامراجی" مخالفوں کے لئے ان کا رویہ کیا ہے لینن کا دیا ہوا وہ کلاسکی فارمولا جسے ۱۹۲۸ میں اسٹالن نے ایوانوو کے ایک خط میں دہرایا تھا اس میں جنگ کو ایک ناگزیر حقیقت تسلیم کیا گیا تھا۔ ــــــــــ خود لینن نے اُسے اس طرح رکھا تھا: ہم صرف ایک ریاست میں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ریاستوں کے ایک نظام میں رہتے ہیں۔ اور سوویت ریپبلک کی مستقل آشفتان جبکہ وہ چاروں طرف سے سامراجی ریاستوں سے گھری ہوئی ہو، ایک ناقابل فہم بات ہے۔ آخر میں ان میں سے کسی ایک کی فتح ضروری ہے۔ جب تک یہ آخری وقت نہیں آتا۔ اس وقت تک ان بورژوا حکومتوں اور سوویت

ریپبلک کے درمیان شدید ٹکراؤ کا ایک مستقل سلسلہ ناگزیر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت کرنے والا طبقہ یعنی پرولتاری طبقہ، اگر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اور ایسا ہوگا بھی، تو اُسے اُس بات کو اپنی فوجی تنظیم سے ثابت کرنا پڑے گا" (۲۶) اس انداز میں خروشچیف نے بیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے پیش کی جانے والی اپنی رپورٹ میں بڑی حد تک ترمیم کی تھی: "جب تک سامراجیت باقی ہے۔ اس وقت تک وہ معاشی بنیاد بھی باقی رہے گی۔ جو جنگوں کو جنم دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں بہت زیادہ ہشیاری اور چوکسی کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ جب تک سرمایہ داریت دنیا میں باقی رہتی ہے رجعت پسند طاقتیں، جو سرمایہ دار اجارہ داریت کی نمائندگی کرتی ہیں، فوجی طاقت آزمائیوں متواتر حملوں کی جوئے بازی کی طرف بڑھتی ہوئی اور جنگ کھڑی کر دینے کی کوششوں میں مصروف رہیں گی۔ لیکن پھر بھی جنگ موت کی طرح ناگزیر حقیقت نہیں ہے۔ آج دنیا میں بہت سے سماجی دھارے اور سیاسی طاقتیں ایسے موجود ہیں۔ اور ان کے پاس ایسی مضبوط اور قابل عمل ذرائع بھی ہیں۔ جو سامراجی طاقتوں کو جنگ سے باز رکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ سامراجی طاقتیں جنگ شروع کرنے کی کوشش کریں تو یہ حملہ آوروں کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اور انکے حوصلوں اور قسمت آزمائی کے منصوبوں کو ناکام بھی بنا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے تمام جنگ مخالف طاقتوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہشیار رہیں اور تیار رہیں۔ انہیں ایک متحدہ مورچہ بن کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اسکے حصول کی جدوجہد میں تھکاوٹ یا ڈھیل دکھانے کا موقع نہیں ہے جس قدر تحریک اور انہماک کے ساتھ لوگ انکی حفاظت کریں گے۔ اتنی ہی یہ بات یقینی ہوگی کہ جنگ نہیں ہوگی"

(۲۷) یہ نیا خیال ہوا کہ جنگ موت کی طرح ایک ناگزیر حقیقت نہیں ہے۔ اور ایک ایسا اعلان جا سکتا ہے جس نے پرامن بقا کے نظریے کے لئے میدان تیار کیا لیکن جیسا کہ خروشچیف نے خود ہی واضح کیا ہے کہ پرامن بقا کا مطلب یہ ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ کمیونزم اور سرمایہ داری کے درمیان آپسی رشتہ آج جو ہے اُس کو اسی طرح ہمیشہ کے لئے مان لیا جائے یا طاقت کا جو توازن آج بن چکا ہے اسے جامد اور ساکت کر دیا جائے جیسا کہ اُس نے ایک امریکی شہری کے ساتھ ۱۹۵۷ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا "سوسائٹی کی نشوونما اُس کے قوانین کے مطابق ہوتی ہے" اور اب وہ وقت

آگیا ہے جب سرمایہ داریت کو اپنے سے ایک اعلیٰ اور بہتر نظام یعنی سوشلزم کو آگے بڑھنے کے لئے راستہ دینا ہوگا۔ (۲۸) اس نے اس بات کی بھی یقین دہانی نہیں کی تھی کہ ہر جگہ یہ تبدیلیاں پُرامن طریقے سے ہی رونما ہونگی۔ بیسویں کانگریس کے سامنے پیش کی جانے والی رپورٹ میں اس نے کہا تھا۔ "یقیناً اُن ممالک میں جہاں سرمایہ داریت اب بھی طاقتور اور مضبوط ہے، جہاں اس کے پاس ایک زبردست فوج اور پولیس کا آلۂ کار موجود ہے۔ وہاں رجعت پسند طاقتوں کی طرف سے مدافعت بھی لازمی چیز ہے۔ سرمایہ داریت سے سوشلزم کی طرف ارتقاء ان ممالک میں زبردست انقلابی طبقاتی جدوجہد کے ساتھ ہوگا" (۲۹) کسی جنگ کی سبقت کے امکان یا ارادے کی تردید کے ساتھ ہی اس نے نوآبادیوں کے عوام کو سوویت یونین کی مکمل حمایت کا بھی وعدہ کیا ہے۔ اس کے الفاظ کے مطابق یہ لوگ اپنی قومی آزادی کی جنگ میں مصروف ہیں۔ جنوری ۱۹۶۱ کو اعلیٰ پارٹی اسکول کی پارٹی تنظیم عمرانیات کی اکادمی اور مارکسزم لینن ازم انسٹیٹیوٹ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اُس نے اعلان کیا تھا۔ "مارکسی نظریات پر یقین رکھنے والے ان جدوجہدوں کے لئے کیا انداز رکھتے ہیں جو بہت موافق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کمیونسٹوں کو پوری طرح اور بلا جھجک ان جائز جنگوں کی حمایت کرنی چاہئے۔ اور آزادی کی جنگوں کے سپاہیوں کے قدم بہ قدم چلنا چاہئے" (۳۰) اسی تقریر میں اس نے آگے کہا تھا۔ سامراج کے خلاف جدوجہد صرف اسی صورت میں کامیاب ہوسکتی ہے جب سامراجیت کے تمام جارحانہ اقدامات کا جم کر مقابلہ کیا جائے۔ محض زبانی حملے اور دشنام طرازیاں ان سامراجی جوئے بازوں کو نہیں روک سکتیں۔ سامراجیت کو کچل ڈالنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ سوشلسٹ حکومتوں کو معاشی، سیاسی اور فوجی اعتبار سے مضبوط کرتے رہنے کے لئے ان تھک کوشش کرنا، عالمی انقلابی تحریک کے ساتھ شامل ہوکر اسے ہر طرح سے مضبوط کرنا اور جنگ کے خطرے کو دور ہٹائے رکھنے کے لئے عوام کو ساتھ مجتمع رکھنا (۳۱) حالانکہ خروشچیف کے پریسیڈیم کی اپنائی ہوئی حکمت عملی میں اسٹالن کے دور کی حکمت عملیوں سے کافی حد تک مختلف ہیں۔ لیکن ان دونوں کے مقاصد اور منزلیں پھر بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہیں خروشچیف اور اُنکے ساتھیوں نے اپنے عوام پر جو بنیادی فرض عائد کیا ہے، کافی عرصے پہلے اس کا لب لباب اسٹالن نے اِن

الفاظ میں پیش کر دیا تھا۔ کہ انہیں انتہائی ترقی یافتہ ملکوں سے اتنے کم عرصے میں آگے بڑھ جانا ہے کہ تاریخ میں اسے یاد رکھا جائے۔ دوسرے الفاظ میں انہیں جتنے بھی جلد ہی ممکن ہو سکے صنعتی اعتبار سے ایک بہترین ترقی یافتہ قوم بننا ہے۔ اپنے پیش رو اسٹالن کی طرح یہ بھی اس نکتے پر مجتمع ہیں کہ یہ مغرب کے ساتھ ایک ایسی امید شکن دوڑ میں مصروف ہیں جس میں انہیں صنعتی اور فوجی افضلیت حاصل کرنی ہے خواہ انکے عوام کو اس کے لئے کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں۔ انھیں یہ دوڑ ہر حال میں جیتنی ہے۔ یہ کیمونسٹ مقصد کے ایک ناقابل فتح نظریہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آسکے جانے پہچانے مارکسی لینی اصول کے حامی ہیں۔ کہ دنیا کا سرمایہ داری نظام آہستہ آہستہ منتشر ہوگا۔ اور تمام بنی نوع انسان کو کمیونزم کی طرف بڑھنے سے نہیں روکا جاسکتا۔ ان کا اعلان یقیناً یہی ہے کہ سرمایہ داریت اور کمیونزم کے درمیان جنگ موت کی طرح لازمی نہیں ہے۔ لیکن اس کے لئے جو امیدیں اور توقعات یہ پیش کرتے ہیں۔ وہ اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ "سرمایہ دار" دشمن اس منظر سے پُرامن انداز میں آہستہ آہستہ خود غائب ہوتا چلا جائیگا۔ اور اپنی مکمل تباہی میں ان کی مدد کریگا۔ کمیونزم کو مستقبل کی ایک لہر جاننا ان کے عقیدوں کا ایک اہم جزو ہے۔
لیکن دنیا پر اقتدار کے حاصل کر لینے کا کمیونسٹ خوابوں کا انحصار صرف معاشی اور فوجی طاقت ہی نہیں ہے۔ یہ اس بات کو بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ ایک نیا سماجی نظام تعمیر کر رہے ہیں جو مغرب کے نظام سے افضل اور برتر ہے۔ اور اس میں دنیا کے ہر حصے کی عوام کے لئے ایک بڑھتی ہوئی مقناطیسی کشش ہے۔ یہ تیز رفتار معاشی ترقی کے لئے ایک ایسا قارمولا پیش کرتے ہیں جس کی تشکیل میں اس کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی نیم ترقی یافتہ قوموں کے لئے ایک مخصوص کشش موجود ہو۔ یہ اس بات پر بھی پورا یقین رکھتے ہیں کہ سرمایہ داری نظام کی مکمل تباہی، بیروزگاری اور مزدور طبقے کا استحصال مستقبل کی تاریخ میں ثبت ہو چکا ہے۔ ان کی امید یہ بھی ہے کہ مغربی ملکوں کے عام معیار زندگی سے آگے بڑھ جائینگے۔ خردشچیف نے ------...... ایک گفتگو میں اس بات کو اس طرح پیش کیا تھا۔ "زیادہ گوشت، مکھن، کپڑے اور جوتے پیدا کرنے کے مقابلے میں اچھے گھروں کی تعمیر میں زیادہ ٹیلی وژن اور ریڈیو بنانے میں اور دوسری ایسی چیزوں کی پیداوار میں، جو انسانوں

کے لیے ضروری ہیں، ان سب کے لیے امریکہ کو دیے گئے چیلنج میں سوویت عوام اپنی فتح کا پورا یقین رکھتے ہیں یہ مقابلہ خود ثابت کر دے گا کہ کون سا نظام بہتر ہے (۴۲) لیکن خود خروشچیف بھی اس بات کو مانتا ہوا نظر آتا ہے کہ یہ سب "مستقبل کے راگ" ہیں۔ انقلاب کی چالیسویں سالگرہ کے موقع پر پریسیڈیم کے سامنے بولتے ہوئے اس نے اشارہ کیا تھا کہ فوجی اخراجات میں کٹوتی سے عوام کے معیار زندگی کی اٹھان میں کچھ اور تیز رفتاری کا امکان پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس نے آگے کہا تھا "سامراجی ملکوں کے سربراہ اقتدار حلقوں کی معاندانہ پالیسیاں اور محاصمانہ حرکتیں ہمیں ایسا کرنے کا موقع نہیں دے رہی ہیں" (۴۳) کمیونسٹ رہنماؤں کے سامنے ایک مشکل مسئلہ یہ بھی ہے کہ انہیں وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے مقاصد اور منزلوں کو اس دنیا میں آگے بڑھاتے رہنا ہے جس کے سامنے آج ہر وقت ایٹمی تباہی کا خدشہ بھی لاحق ہے۔ خروشچیف اس اصرار کے باوجود کہ ایسی جنگ میں "سرمایہ داری نظام ختم ہو جائے گا" اور "سوشلسٹ نظام فتح ہو گا" اس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جنگ تمام نوع انسان کے لیے زبردست خطرہ اور تباہی لائیگی! (۴۴) اس لیے اس نے ہر ممکن طور پر اس سے بچے رہنے کی ہی سفارش کی ہے۔ ایک مکمل جنگ کے خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوویت یونین چاہتا ہے کہ میزائل کی طاقت کو کسی طرح سیاسی جوڑ توڑ میں تبدیل کر دیا جائے۔ اور اس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ یہ خود کو امن آشتی اور پرامن بقاء کے لئے علمبردار کے روپ میں پیش کر کے اپنے امکانی مخالفوں اور دشمنوں کے خوف و ہراس کو سلا دینا چاہتا ہے۔ یہ ایشیا اور افریقہ کی نئی ابھرتی ہوئی قوموں میں ان کی قومی خواہشات اور امنگوں کا سہارا بن کر اور نو آبادیاتی نظام کے خلاف ابھرتے ہوئے جذبات کا ساتھ دے کر انھیں تجارتی اور مالی امداد اور تکنیکی سہولیتیں دے کر ان پر اثر انداز ہونا چاہتا ہے۔ اس کی کوشش یہ ہے کہ یہ دنیا میں ایک ایسا سیاسی خط پیدا کر لے جسے اس کے قول کے مطابق پرامن علاقہ یا ایشیا، افریقہ اور یوروپ میں ایک ایسا عظیم معتدل خط کہا جا سکے، جس پر مغرب اثر انداز نہ ہو سکے۔ یہاں مستقبل میں کمیونسٹ مداخلت اور فتح کے لئے میدان تیار ہو جائے۔ یہ پوری دنیا کے کمیونسٹ اور ہم نوا ملکوں میں اپنے زیر اثر عوامی حصوں کو سوویت خارجہ پالیسی کے لئے حمایت حاصل کرنے

میں استعمال کر رہا ہے یہ اثر پذیر علاقوں میں مقامی کمیونسٹوں کی جدوجہد کو مدد پہنچا رہا ہے۔ وہاں کے علاقائی اضطراب کو بھڑکا کر ان کمیونسٹوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے ہر "ولولے" کو ابھارنے کے لئے پوری طرح تیار رہتا ہے۔

یہ حکمت عملی اور چالیں کامیاب ہوتی ہیں یا نہیں، یہ ابھی دیکھنا باقی ہے۔ اگر یہ ناکام رہتی ہیں۔ تو اس بات میں بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ خود ان میں ترمیم کر دی جائے گی۔ آخری فتح کے کمیونسٹ عقیدے میں آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے دونوں کی گنجائش موجود ہے۔ انقلاب کی لہر کے رکنے اور اس میں تیزی پیدا ہونے دونوں صورتوں کی گنجائش موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر شدید حملے کرنے کے دور بھی آسکتے ہیں۔ اور نسبتاً سکون اور خاموشی کا وقت بھی آسکتا ہے جب کریملن کا مقابلہ کسی ایسے دشمن سے ہوتا ہے جس کی طاقت کو سوویت حلقے کی طاقت کے مقابلے میں زیادہ سمجھا جاتا ہے تو اس وقت ایک دفاعی اور استقلال واستحکام کا دور ہوتا ہے۔ اب یہ پرسکون وقفہ طویل ہوگا یا اسے کسی زبردست توسیعی حملے کی تیاریوں کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس کا انحصار اس درمیانی وقفے میں رونما ہونے والے حالات، واقعات پر ہے اگر کریملن ایک مضبوط اور طاقتور حیثیت حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو امید یہی کی جا سکتی ہے کہ وہ اس نئی طاقت کو مزید حصول کے لئے ہی استعمال کرے گا۔ لیکن اگر آنے والے چند سالوں میں اسکی طاقت نسبتاً کمزور ہوتی ہے اور اسکی بڑھتی ہوئی رفتار میں کامیابی کے ساتھ رکاوٹیں پیدا کر دی جاتی ہیں تو ایسی صورت میں ایک ایسے مستقبل کی توقع ممکن ہے جس میں سوویت رہنماؤں کا یہ عقیدت مندانہ جوش ولولہ اور یہ شاہانہ اختیار اقتدار بھی کچھ کم ہو جائے۔ اور یہ اپنی کارگذاریوں کو ایک ایسے لائحہ عمل میں محدود کر دیں جس کے مقاصد اور منزلیں محدود ہوں۔

تیسرا حصّہ

سیاسی نظام اور حکومت

سنہ ۱۹۶۵ء کے بعد ردوبدل، خاص طور پر حالیہ تبدیلیوں،
کے لئے اس کتاب کے آخری دو ابواب ملاحظہ ہوں۔

گیارھواں باب

آئینی تصوّرات اور سیاسی حقیقتیں

ہمارے ذہنوں کے مطابق آئین کا مقصد یہ ہوتا کہ اس کے ذریعے خود ان بنیادوں پر بنی حکومتوں پر کسی قدر پابندیاں عائد کی جا سکیں۔ اور ان کی کچھ حدیں مقرر کی جا سکیں۔

خواہ یہ آئین باقاعدہ دستاویز یا تحریری شکل میں موجود ہوں۔ یا محض عملی روایات کی شکل میں ہوں، ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ یہ حکومت کے ہر شعبے کو اس کی مقررہ حدوں میں محصور کئے رہیں، حکومت کے افسروں کو اپنی طاقت کے ناجائز استعمال سے روکتے رہیں۔ حکومت کے ارباب حل عقد پر نگاہ رکھیں کہ اُن پر اُن کے چننے والوں کے حق میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انھیں وہ مستقل پورا کرتے رہیں۔ اس کو اگر اور واضح طور پر کہا جائے تو کسی ملک کے آئین کے تحت مختلف سیاسی طاقتوں کو ایک آزادی بخشی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کر دیتا ہے۔ جس پر تمام مقابل سیاسی طاقتوں کو آزادانہ خیال کا موقع ملتا ہے اور جس میں موجودہ حکومت پر اُس کے مخالفوں کی طرف سے مستقل تنقید اور نکتہ چینی ہوتی رہتی ہے۔ اس کے ذریعہ انتخابی حلقوں کے فیصلوں میں تبدیلی کے اثر سے خود حکومت یا عوامی پالیسیوں میں بھی تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ جس سوسائٹی میں آئینیت پوری طرح رچ بس جاتی ہے وہاں یہ ایک طریقۂ زندگی بن جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے خود ایک فردِ واحد کی رفعت اور حیثیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی سوسائٹی میں انسان آزادانہ زندگی گزارتے ہیں اور اپنے حکمرانوں کے نظریوں اور تصورات سے اختلاف کے اظہار کی ہمت کر سکتے ہیں۔

لیکن جہاں تک سوویت یونین کا سوال ہے ایک آئین کا یہ تصور بالکل اجنبی خیال کہا جا سکتا ہے۔ سوویت یونین کا با اقتدار گروپ ایک دائمی گروپ ہے۔ اور اس کی یہ حیثیت خود اس کی اپنی ہی دین ہے۔ اسے کسی نئے انقلاب کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔ اسے مکمل اختیارات حاصل ہیں اور ان کی حدیں بھی متعین نہیں ہیں۔ "آئینی" قوانین کے نام سے موسوم قوانین کو بھی جو طاقت دی گئی ہے وہ بھی اسی با اقتدار گروپ کی تصدیق و توثیق کی مرہون احسان ہے۔

حکومت اور انتظامیہ کا کل آلۂ کار محض اس گروپ کے احکامات اور اشاروں پر کام کرتا ہے۔

حکومت کے رہنما ہر میدان میں ایک خاص عقیدہ تمندی کا لائحہ عمل اور ایک معیار متعین کردیتے ہیں جس سے بچ کر چلنا کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا۔ ہر قسم کی مخالفت غیر قانونی مانی جاتی ہے۔ اور اس پر غداری اور سازش کی مہر لگا دی جاتی ہے۔ آزادی میں تابعداری اور شہریوں کیلئے فرائض اور پابندیاں ہوتی ہیں وہ حقوق جو انہیں عطا ہوتے ہیں ان میں بااقتدار گروپ کی عنائتیں ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ انفرادی قدروں کو بھی اعلےٰ رہنماؤں کی متعین کردہ عمومی قدروں کے متوازی ہونا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ہر ایک اس طاقت کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور اسکے خلاف اظہار خیال کی ہمت بھی نہیں کر سکتا۔ سوویت حکمرانوں کے نقطہ نظر سے یو ایس ایس آر اور ریپبلکوں کے آئین بہت سے اہم کام انجام دیتے ہیں۔ سب سے پہلی بات ہے کہ ان کے ذریعے حکومتوں کے باقاعدہ اور منظم ڈھانچے کی پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے۔ مرکزی اور علاقائی گورنمنٹ میں ایک ایسے درجاتی عملے کا تعین جو ڈکٹیٹر شپ کی تمام خواہشات اور منشاؤں کی تکمیل کے لئے جواب دہ اور ذمہ دار ہو ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ہر ڈکٹیٹر شپ کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان انتظامات کو برائے نام آئینی انداز میں منظم کر کے بااقتدار گروپ سے ایک قسم کا جواز اور استحکام بھی بخش دیتا ہے۔ اتنا اہم کام محض انتظامیہ کی طرف سے جاری کئے گئے فرمانوں کے ذریعے انجام نہیں دیا جا سکتا پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ خود اندرون ملک اور غیر ملک دونوں جگہوں پر پروپیگنڈا کے لئے ان آئینوں کی افادیت بہت زبردست ہے۔ ان آئینوں پر چلنے والوں کا عمومی اجتماع (mass mobilization) اور سوویتوں کے کاموں میں عوام کی زبردست شرکت' پر جو اہمیت دی گئی ہے۔ اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات جمائی جا سکے کہ ڈکٹیٹر شپ کو زبردست عوامی حمایت حاصل ہے۔ اس جمہوریت میں جسے " رائے عامہ " کے اظہار کی بنا پر جمہوری نام دیا گیا ہے' جوڑ توڑ اور ترکیبوں کے ذریعہ حاصل شدہ اتفاق رائے اور اتحاد سے صرف یہ اظہار مقصود ہے کہ حکومت کی مخالفت اب بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اور موجودہ بااقتدار گروپ عوام کی خواہشات اور امیدوں کا ایک واحد ترجمان اور مظہر ہے۔ اس پلیٹ فارم سے حکومت کے ترجمان یہ دعوے کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں ان کا آئین سب سے زیادہ جمہوری ہے۔ اور مغربی ممالک کے آئین اجارہ داری سرمایہ داریت

کی ڈکٹیٹر شپ کے لئے محض ایک پردہ فراہم کرتے ہیں اور صرف سوویت آئین ہی ایسا آئین ہے جس میں عوامی بہتری اور خوشحالی کی ضمانت موجود ہے۔ پھر آئین کو پروپیگنڈے کے ہتھیار کے طور پر صرف اندرون ملک ہی میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کے آئین کو کچھ اس انداز سے تیار کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سوویت نظام میں جس معاشی ضمانت اور تحفظ کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس کو پوری طرح اجاگر کیا جاسکے۔ لوگوں کے ذہنوں پر یہ اثر جمایا جاسکے کہ آخری طاقت حکومت پر قابض ایک چھوٹے سے حلقے کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے کے بجائے محنت کش عوام کے پاس ہے۔ اور ایک ایسی تصوراتی سوسائٹی کا نقش ابھارا جاسکے جس میں تمام تنازعے اور کشمکش ختم کی جاچکی ہیں اور اسمیں تمام مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

مجلس آئین ساز کا خاتمہ

سوویت آئین کی نشوونما کی ابتدائی تاریخ بذات خود اس بات کی یاد دہانی کرادیتی ہے کہ بالشیوزم میں آئینی لطافتوں اور نزاکتوں کی طرف کوئی بہت خاص توجہ موجود نہیں تھی۔ جب ۷ رنومبر ۱۹۱۷ء کو بالشیویک برسراقتدار آئے تو اُن کے اوّلین کاموں میں سے کل روسی سوویتوں کی کانگریس کے ذریعے "مزدوروں اور کسانوں کی ایک عارضی حکومت" کی تشکیل کرنا' اسے عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کا نام دینا" اور مجلسِ آئین ساز کی تشکیل نہ ہونے تک ملک پر حکومت کرنا تھا۔ اقتدار کے حصول سے پہلے بالشیویکوں نے کیرنسکی حکومت پر مجلسِ قانون ساز کی تشکیل میں التوا کے لئے زبردست حملے کیے تھے۔ بالشیویکوں اور دوسری پارٹیوں کے دباؤ کے نتیجے میں کیرنسکی حکومت نے مجلسِ آئین ساز کے انتخابات کے لئے ۲۵ رنومبر ۱۹۱۷ء کی تاریخ مقرر کی۔ لیکن جیسے ہی بالشیویک برسراقتدار آئے۔ اُس وقت ان کے سامنے سب سے پہلا یہی سوال اٹھا کہ کیا الیکشن کروائے جائیں۔ اور اگر الیکشن ہوں اور مجلسِ قانون ساز بن بھی جائے تو کیا اُسے جمع ہو کر اپنا کام مکمل کرنے کا موقع بھی دیا جائے۔ بالشیویک ایک عجیب مخمصے میں گرفتار تھے۔ ان لوگوں نے عارضی حکومت پر اس کی التوائی ترکیبوں کے خلاف اتنے سخت حملے کیے تھے کہ اب انتخابات کو منسوخ کرنا یا اس میں دیر کرنا سیاسی اعتبار سے اُن کے لئے بہت نامناسب تھا۔ دوسری طرف وہ اپنی اس تازہ حاصل شدہ طاقت کو ایک ناموافق بلکہ مخالف مجلسِ آئین ساز کے سپرد بھی کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لینن نے انتخابات کے التوا کی پیش کش کی۔ لیکن پارٹی کے اندر ہی ایک بہت گرم بحث و مباحثے کے

بعد اس کے مخالف نقطۂ نظر کی جیت ہوئی۔ انتخابات کو منظوری دی گئی اور جیسا کہ ایک بالشیوک نے کہا اس بات کو مانا گیا کہ اگر مجلسِ قانون ساز منحرف یا بے قابو ہو تو ہمیں اسے سنگینوں کی مدد سے توڑنا پڑے گا۔

انتخابات بہر طور نسبتاً آزادانہ ماحول میں ہوئے۔ بالشیویکوں کو کم و بیش پچیس فیصدی ووٹ حاصل ہوئے۔ باسٹھ[۶۲] فیصدی ووٹ متوسط سوشلسٹوں کے مختلف گروپوں کو حاصل ہوئے اور سوشلسٹ انقلابیوں کو سب سے زیادہ اکثریت حاصل ہوئی باقی تیرہ فیصدی ووٹ کیڈٹ اور دوسری اوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی اور اعتدال پسند پارٹیوں کو ملے[۲۲]۔

بالشیویکوں کے ووٹ ماسکو پیٹروگریڈ اور دوسرے صنعتی مراکز میں مرکوز تھے۔ سوشلسٹ انقلابیوں کو زیادہ تر ووٹ دیہی علاقوں سے ملے تھے۔ جہاں تک بالشیویکوں کو ابھی گھسٹنا تھا اور اپنی حیثیت کو مستحکم کرنا تھا۔

۱۸ر جنوری ۱۹۱۸ء کو ٹورائیڈ پیلس (Tauride Palace) پیٹروگریڈ میں مجلس قانون ساز کا پہلا اور واحد اجلاس ہوا۔ اس عمارت کے چاروں طرف بالشیویک بحری سپاہیوں اور سرخ محافظوں کا زبردست پہرا تھا۔ بالشیویک گروپ اجلاس کی کارروائی پر مکمل قابو حاصل کر لینے میں ناکام رہا' اپنے ساتھ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کو شامل کر لینے کے بعد بھی بالشیویکوں کو صرف ۱۳۶ ووٹ مل سکے۔

جبکہ اُس روز کی کارروائی کے سلسلے میں اہم ترین قرارداد پر دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے پاس ۲۳۷ ووٹ تھے[۲۳]۔ اس کے ساتھ ہی بالشیویک اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اسمبلی سے باہر نکل آئے اور باقی نمائندے کافی رات تک گفتگو میں مشغول رہے۔ صبح کے پانچ بجے ایک بحری سپاہی جو اس عمارت کے پہرے داروں کا سربراہ تھا۔ اسمبلی کے سربراہ چیرنوو اور ان کے حامیوں سے ہال خالی کرنے کے لئے کہا" چونکہ پہرے دار تھک گئے تھے[۲۴] نمائندے ہال چھوڑ کر چلے گئے۔ غالباً اگلے دن پھر جمع ہونا طے کیا گیا۔

لیکن اس کا دوسرا اجلاس پھر کبھی منعقد نہ ہو سکا۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی مرکزی عاملہ کمیٹی نے' جس پر بالشیویکوں کا غلبہ تھا' اس جواز پر مجلس قانون ساز کو توڑ دینے کا فرمان جاری کیا کہ "سوویتوں کی طاقت کو کچلنے اور ختم کرنے کیلئے بورژوا انقلاب

مخالف طاقتوں کو[۵۳] یہ مجلس قانون ساز اپنے پردے میں پناہ دے رہی ہے۔ ۱۹ تاریخ کو جن نمائندوں نے پھر جمع ہونے کی کوشش کی انہیں پیلس میں داخلے کی اجازت نہیں دی گئی ۱۹۱۷ء کے بعد آئین سازی کے سلسلے میں پہلے تجربے کا اختتام یہیں ہو گیا۔

۲۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی مرکزی عاملہ کمیٹی نے جس پر بالشیویک اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی گرفت رکھتے تھے۔ مجلسِ قانون ساز کو توڑنے کی تصدیق کے لئے اجلاس کیا۔ سیوردلود جو کانگریس بالشیویک کا سربراہ تھا اس نے اعلان کیا۔ یہ وہ واحد اور عظیم ترین تنظیم اور طاقت ہے جو مزدوروں اور کسانوں کی حقیقی مفادات کی بالکل صحیح ترجمانی کرتی ہے۔۔۔

مرکزی عاملہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل نے یقینی طور پر محنت کش طبقوں کی ڈکٹیٹر شپ کا موقف اپنایا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ سوشلسٹ تعمیر کے درمیانی وقفے میں ایک ڈکٹیٹر شپ کا ہونا ضروری ہے۔۔۔ تاکہ سوشلزم کی فتح یقینی ہو سکے[۵۴]

ظاہر ہے کہ اس موقف کا ناگزیر اور منطقی نتیجہ ایک پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کے استحکام کے روپ میں ہی پیدا ہو سکتا تھا۔ عبوری حکومت اور مجلسِ قانون ساز دونوں کو ختم کرنے کے بعد اور سوویتوں کی کانگریس اور حکومت کی مشینری پر پوری گرفت حاصل کر لینے کے بعد ان زبردست تبدیلیوں کو ایک برائے نام ایسی صورت بخشنے کا اہم مسئلہ بالشیویکوں کے سامنے آیا۔ چنانچہ اس نئے آئینی نظام کے خدوخال بھی جلدی ہی ابھرنے شروع ہوئے۔ مجلسِ قانون ساز کی تنسیخ کے فوراً بعد سوویتوں کی تیسری کل روسی کانگریس نے حکومت کے تمام فرائض باقاعدہ طور پر سنبھال لئے۔ ۳۱ جنوری کو کانگریس کے آخری اجلاس میں حاضرین نے مکمل اتفاق رائے سے "مزدوروں اور کسانوں کی عارضی حکومت" کے نام کو منسوخ کر دینے کی قرارداد کو منظوری دے دی اور عظیم ترین طاقت کے مرکز کو روسی اور کسانوں کی حکومت کا نام دے دیا گیا۔

۱۹۱۸ء کا آئین

۲۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی کانگریس نے ان تبدیلیوں کو آئینی شکل دینے کی ابتدا کی۔ ایک قرارداد کے ذریعے روسی سوشلسٹ سوویت ری پبلک کو روسی عوام کے آزادانہ اتحاد

کے اصول پر مبنی سوویت ریپبلکوں" کے وفاق کا اعلان کیا گیا۔ اس کا اعلیٰ ترین شعبہ سوویتوں کی کل روسی کانگریس کو قرار دیا گیا۔ سوویتوں کی کانگریس کو ایک مرکزی عاملہ کمیٹی منتخب کرنا تھی۔ ایسی مرکزی کمیٹی کو سوویتوں کی کانگریسوں کے دیہاتی وقفے میں تمام اعلیٰ اختیارات سپرد کئے جاتے تھے۔ عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کے کسی حصے یا پوری کاؤنسل کا چننا یا معزول کیا جانا خود کانگریس یا اس مرکزی عاملہ کمیٹی کے سپرد تھا۔ "تمام مقامی معاملات" مکمل طور پر علاقائی سوویتوں کو سلجھانے تھے۔ لیکن مقامی سوویتوں کے درمیان پیدا ہونے والے مسائل اور خود اپنے اندر اٹھنے والے مسائل کے حل تلاش کرنے کے حقوق اعلیٰ سوویتوں کے پاس محفوظ تھے۔

مرکزی عاملہ کمیٹی کو ان طے کردہ اصولوں کی بنیاد پر آئین کا مسودہ تیار کرنے اور اسے سوویتوں کی اگلی کانگریس کے سامنے پیش کرنے کا کام سونپا گیا۔

یکم اپریل ۱۹۱۸ء کو اس نے پندرہ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد کی جس کی سربراہی یورد لوو کر رہا تھا۔ اور اس میں دو بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور ایک **میکسیمالسٹ** (MAXIMALIST) شامل تھے۔ اس کمیٹی کا کام باقاعدہ اور آخری آئینی دستاویز تیار کرنا تھا۔[9]

اس کمیٹی میں غیر بالشیویک ممبروں کی موجودگی اور اس عرصے میں پارٹی ڈسپلن میں نسبتاً ڈھیل نظر آنے سے اس بات کا احساس ہوتا تھا کہ اظہار خیال کے لئے کھلے طور پر موقع دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے کی بحثوں میں نقطہ نگاہ میں کافی اختلاف بھی رونما ہوتے۔ بنیادی اختلافات خاص طور پر ان عناصر کے درمیان نظر آئے جن میں سے ایک عنصر مرکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کے حق میں تھا۔ اور دوسرا عنصر تھا جو مختلف سوویتوں کی خودمختاری کے تحفظ کے حق میں تھا۔ کچھ اور بھی تھے جو آئینی (LEGISLATIVE) اور انتظامیہ طاقتوں کو حکومت کے اعلیٰ ترین شعبوں میں مرکوز کر دینے کے طرفدار تھے اور کچھ اس سے اختلاف رکھتے ہوئے اس کو الگ الگ تقسیم کرنے اور ان کی حد بندی کے موافق تھے۔ اختلافات کچھ اور گروپوں کے درمیان بھی نظر آ رہے تھے کچھ وہ تھے جو خودمختار ٹریڈ یونینوں کی فیڈریشن کی بنیاد پر مشترکہ (SYNDICALIST) حل تلاش کرنا چاہتے تھے۔ اس کے برخلاف کچھ اس قسم کے اشتراک (SYNDICALISM) کو مسترد کر کے سیاسی مرکزیت کے حامی تھے۔ کچھ ایسے وفاق کے حامی تھے جو قومیتوں اور ٹیریٹوریل

علاقائی بنیادوں پر مبنی اور کچھ ایسی فیڈرل ریپبلکوں کی تشکیل چاہتے تھے جو معاشی اور علاقائی ٹیریٹوریل مفادات کے پیشِ نظر منظّم کی جائیں۔ کچھ کا خیال تھا کہ کسانوں اور صنعتی مزدوروں کو مساوی حقوقِ نمائندگی حاصل ہوں۔ اور کچھ وہ تھے جو ترجیحی انتخابی مراعات کے ذریعے صنعتی مزدوروں کے امتیاز کو محفوظ کر دینے کے حق میں تھے۔ سیورڈلووا اور اسٹالن کے فیصلہ کن اثر نے جنہوں نے اس کمیٹی کی کارروائیوں میں اہم کردار ادا کیا اس بحث و مباحثے کو محدود رکھ کر قابو سے باہر نہ ہونے دیا۔ اور آئین کے مسودے میں بالشیویک بنیادی پالیسیوں کے نقوش ابھر آئے۔ اب نقوش میں مقامی سوویتوں کو مرکزی طاقت کے تحت رکھا جاتا، حکومت کے اعلیٰ ترین شعبوں میں آئینی اور انتظامیہ کی طاقتوں کا مرکوز ہونا، اشتراک (SYNDICALISM) کی طرف انحراف کو مسترد کرنا۔ فیڈرل ریپبلکوں کو قومی ٹیریٹوریل علاقائی بنیادوں پر منظّم کرنا، اور صنعتی مزدور طبقے کو حکومت کے بنیادی ستون کی حیثیت دیا جانا شامل تھے۔

روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت ریپبلک (RSFSR) کے آئین کو ۱۰ جولائی ۱۹۱۸ء کو جس طرح سوویتوں کی پانچویں کل روسی کانگریس نے منظور کیا، اُس میں دو حصے تھے۔ پہلا جو محنت کش اور کچلے ہوئے عوام کے حقوق کے اعلان کے طور پر تھا۔ اُس میں نئی حکومت کی پالیسیوں کو بیان کیا گیا تھا۔ اور ان مخصوص کاموں کی تصدیق کی گئی تھی جو حکومت اس سلسلے میں اب تک انجام دے چکی تھی۔ باقی ابواب میں نئے آئین کے عام اصولوں کی وضاحت کی گئی تھی۔ اور حکومت کے نئے ڈھانچے کی شکل بیان کی گئی تھی۔ اسٹیکلووا (STEKLOV) کے الفاظ کے مطابق بنیادی مقصد پرولتاری ڈکٹیٹر شپ اور ایک مضبوط مرکز کا قیام تھا۔ "استحصال کرنے والے" طبقے سے موسوم تاجر، راہب، پادری، مذہبی پیشوا، اور ہر قسم کے اور ہر نام کے گذشتہ حکومت کے پولس ایجنٹ اور اسی قسم کے کچھ اور زمرے۔ انہیں ووٹ کے حق اور حکومت کے عہدوں سے محروم کر دیا گیا۔ تمام مرکزی اور مقامی حیثیتوں اور مکمل اقتدار کو مزدور عوام اور ان کی طرف سے بھیجے گئے سوویتوں کے مختارِ کل نمائندوں کے لئے وقف کر دیا گیا۔

حقوق کے بل (THE BILL OF RIGHTS) کی طبقاتی اصطلاحات میں دوبارہ توضیح کی گئی۔ آزادیٔ تقریر، پریس، جمع ہونے اور انجمنیں بنانے کا حق، تعلیم تک رسائی وغیرہ

کو محنت کش طبقے کے لئے وقف کیا گیا۔ "مزدوروں" کو ضمیر کی آزادی کی ضمانت دی گئی جس کیلئے مذہبی اداروں کو حکومت اور سکولوں سے الگ کیا گیا۔ مذہبی اور مذہب مخالف پروپیگنڈے کی آزادی کا حق ہر شہری کو دیا گیا۔ قومی اقلیتوں کے خلاف امتیازی رویئے کو غیر قانونی ٹھہرایا۔ مخصوص قومی کردار کی حامل اور مختلف رسم و رواج رکھنے والے علاقوں کی سوویتوں کو "خود مختار" علاقائی یونینوں میں مجتمع ہونے کی اجازت دی گئی۔ جو وفاقی نظام کے تحت (R S F S R) میں داخل ہوں گی۔ پوری آبادی کے لئے قومی خدمات کو ضروری قرار دیا گیا اور "انقلاب کے تحفظ میں ہتھیار سنبھالنے کے اعزاز" کو مزدور طبقے کے لئے وقف کر دیا گیا۔ کام کو فرض قرار دیا گیا۔ آئین نے اعلان کیا کہ جو کام نہیں کرے گا وہ کھائے گا بھی نہیں۔

آئین میں حکومت کے نظام کا جو ڈھانچہ پیش کیا گیا تھا۔ اس میں اصل میں اُن اداروں کو صرف نام ہی دیا گیا تھا جو پہلے سے ہی وجود میں آچکے تھے۔ سوویتوں کی کل روسی کانگریس کو سب سے اہم طاقت قرار دیا گیا۔ یہ کانگریس شہری سوویتوں میں... ۲۵ ووٹروں پر ایک ڈپٹی کی نمائندگی کی بنیاد پر مشتمل ہوتی اور سوویتوں کی صوبائی کانگریس... ۱۲۵ کی آبادی پر ایک ڈپٹی نمائندگی کرتا۔ شہری کارکنوں کے تناسب میں زیادتی اور دیہی ڈپٹیوں کے بالواسطہ چناؤ کا طریقہ اس بات کو مدنظر رکھ کر اپنایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ آبادی میں کسانوں کی زیادتی سے پیدا ہونے والے اثر کو کم کیا جائے۔ تاکہ یہ زیادتی حکومت کی مشینری پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔

کل روسی کانگریسوں کے درمیان وقفے میں اعلیٰ ترین طاقت مرکزی عاملہ کمیٹی (V T S I K) کے پاس ہوتی جس میں کانگریس کے چنے ہوئے زیادہ سے زیادہ دو سو ممبر ہوتے۔ مرکزی عاملہ کمیٹی (V T S I K) عوامی کمیساروں کی ایک کاؤنسل مقرر کرنے کی مجاز تھی جس کا کام حکومت اور انتظامیہ کی مختلف شاخوں کی ہدایت کرنا ہوتا۔ اٹھارہ کمیساریت میں ہر ایک کا ایک علیحدہ عوامی کمیسار ہوتا اور ہر کمیساریت کے ساتھ ایک اجتماعی کمیٹی (کالیجیم) (COLLEGIUM) ملحق ہوتا۔ فیصلے کرنے کے کل اختیارات عوامی کمیسار کے حق میں محفوظ ہوتے۔ اگر کالیجیم کو اس کے فیصلے سے اختلاف ہوتا تو وہ کمیساروں کی کاؤنسل یا مرکزی عاملہ کمیٹی (V T S I K) کے پریسیڈیم کے سامنے اُس کے فیصلے کے

خلاف اپیل کر سکتا تھا۔ سوویتوں کی کل روسی کانگریس اور مرکزی عاملہ کمیٹی کو اختیارات میں اس بات سے مزید اضافہ کر دیا گیا کہ اگر کسی معاملے کو یہ اپنے حلقہ اختیار میں داخل کیا جانا مناسب سمجھتی ہیں تو اس سلسلے میں فیصلہ بھی کر سکتی ہیں۔

کل روسی، مرکزی اداروں سے نچلے درجے پر آئین نے مقامی سوویتوں کا ایک درجاتی نظام پیدا کیا تھا۔ یہ سب سے اوپر علاقائی ———— (OBLAST) سے شروع ہو کر نیچے صوبائی (GUBERNIYA) کاؤنٹی (UEZD) دیہی ضلعوں (VOLOST) اور گاؤں کی سوویتوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ نسبتاً بڑی شہری سوویتوں کی نمائندگی (OBLAST) یا (GUBERNIYA) سوویتوں کی کانگریس میں براہ راست ہوئی تھی۔ لیکن ایسے قصبوں کی شہری سوویتیں، جہاں دس ہزار سے کم آبادی ہو اپنے نمائندے کاؤنٹی (UEZD) سوویتوں میں بھیجتی تھیں۔ یہ چھوٹی مقامی انتظامیہ حکومتیں دیہی ضلعوں کی نچلی حد تک، اپنی سوویتوں کی کانگریس منعقد کرتی تھیں، اور اس کی اپنی عاملہ کمیٹی ہوتی تھی۔ قصبوں اور دیہاتوں کی سوویتیں بھی اپنی الگ عاملہ کمیٹیاں مقرر کرتیں۔ مقامی افسروں اور عہدے داروں کی ذمہ داریوں کو عمداً مبہم طور پر بیان کیا گیا تھا۔ ایک طرف اپنے علاقے کی ثقافتی اور معاشی زندگی کی نشوونما میں ہر طرح کے اقدامات اٹھانے" اور "عام مقامی مسائل میں" مناسب کارگزاری کے ذمے دار ہوتے لیکن ساتھ ہی انہیں سوویت درجاتی نظام کا بھی پوری طرح پابند کر دیا گیا تھا اور اپنے اوپر نچلے درجوں کی سوویتوں کی جاری کردہ ہدایات کو پورا کرنا بھی ان کی ذمہ داری قرار دیا گیا تھا۔ پھر چونکہ اعلیٰ ترین سوویتوں کے اداروں کی حیثیتیں اور اختیارات بھی کچھ ایسے تھے جن کو یہ خود ہی مقرر کرتے تھے اس لئے آئین میں مرکزیت کی چھاپ پوری طرح مکمل ہو گئی تھی۔ اصل میں مقامی انتظامیہ کی ایک مشینری پیدا کر لینے کو پیش نظر رکھ کر مقامی سوویتوں کا نظام قائم رکھا گیا تھا۔ انقلاب کے ابتدائی بحرانی دور میں" کل طاقت مقامی سوویتوں کے لئے" کے نعرے نے خود پارٹی میں داخلی طور پر بھی اپنا اثر چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ آئین نے اس بات کی کوشش کی کہ خود مختار اور بہکے ہوئے انداز کو کسی قدر محدود کر لیا جائے۔ چنانچہ اس وقت میں بجٹ کے سلسلے میں تفصیلات کے حصے نے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ ایک قومی بجٹ کی منظوری آئین میں دی گئی۔ اور تمام وصولیابیوں کا مرکز اور مقامی

اداروں کے درمیان تقسیم کرنے کی مکمل ذمے داری سوویتوں کی کل روسی کانگریس اور مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) کے سپرد کی گئی۔ حالانکہ مقامی سوویتوں کو "صرف داخلی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن ان کے تمام بجٹ تخمینوں کو اعلٰے سوویتوں کی منظوری حاصل کر لینا ضروری تھا۔ اسی طرح تمام قصبوں، صوبائی اور علاقائی سوویتوں کے بجٹ تخمینوں کی تصدیق مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) اور عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کو کرنا ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں نئے روسی آئین میں "وفاق" کا حوالہ محض الفاظ کے گورکھ دھندے سے زیادہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کے تمام اہم نکتے اور اختیارات وغیرہ ایک اعلٰی درجے کی مرکزی اور واحد اکائی پر مبنی طرز حکومت کے لئے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

سوویتوں کی کل روسی پانچویں کانگریس کے سامنے اس آئین کو تصدیق کے لئے پیش کرتے ہوئے سٹیکلوو (STEKLOV) نے اسے نیم پختہ پیداوار[11] کہا تھا۔ اس کی نیم پختگی کی اہم ترین مثال یہ تھی کہ اس میں کسی جگہ بھی بالشیویکوں کی پارٹی کا کوئی حوالہ موجود نہیں تھا، حالانکہ یہی اس آئین کے واحد معمار تھے۔ اور سوویت حکومت میں اقتدار کے واحد مالک بھی تھے۔ ۱۹۱۸ء کے آئین کو ایک ایسا ڈرامہ کہا جاسکتا ہے جس کا اہم ترین کردار یا تو موجود نہ ہو یا وہ اسٹیج کے ادھر اُدھر پھر رہا ہو سوویتوں اور محنت کش عوام جیسی اصلاحوں کے پردے کے پیچھے پارٹی کا چھوٹا سا گروپ کارفرما تھا۔ جس کے پاس خود سوویتوں کی تشکیل اور شناخت کے اختیارات بھی موجود تھے اور خود کو عوام کا واحد ترجمان بنا کر پیش کرنے کا حق بھی موجود تھا۔ حالانکہ اس عرصے میں دوسری سوشلسٹ پارٹیاں اب بھی برائے نام باقی ضرور تھیں۔ لیکن بالشیویکوں کی سیاسی اجارہ داری بہت تیزی سے مستحکم ہوتی جارہی تھی۔ اور حکومت کی باقاعدہ مشینری پر اس کی گرفت پوری طرح مکمل ہو چکی تھی۔

زارشاہی ورثے کے حصول کی کوشش

خانہ جنگی اور اتحادی مداخلت ALLIED INTERVENTION کے حالات

نے اس آئین کو عارضی طور پر ایک عبوری صورت دے دی تھی۔ بالشیویک اقتدار کا پھیلاؤ زیادہ تر عظیم روسی علاقے میں محدود تھا۔ لیکن زارشاہی دور کی وسعت اور ورثہ کو حاصل کر لینے کا کام ابھی باقی تھا

بالشیویک حکومت ابھی خود اپنی بقاء کی زبردست مہم میں مصروف تھی۔ ابھی بہت سے

غیر واضع اور مبہم ایسے مورچے موجود تھے جہاں بار بار انقلاب مخالف اور باغیانہ شورشیں نظر آتی رہتی تھیں اور حکومت کو اُن سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ جنگوں میں فتح و شکست اور دشمنوں کی بدلتی ہوئی طاقت کے ساتھ ساتھ خود اس کے اثر اقتدار کی حدیں بھی مستقل بدلتی رہتی تھیں۔ مخالف طاقتوں کے ایک مسلسل اور طویل مقابلے کے دوران جب بھی موقع مل جاتا بالشیویک اپنے اقتدار اور حکومت کو مسلط کر دیتے لیکن جب کوئی اور متبادل صورت موجود نہ ہوتی تو ان علاقوں کو آزادی دے دیتے۔ ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو بالشیویکوں کی طرف سے فن لینڈ کی آزادی کی منظوری دیئے جانے کے بعد سوویت فوجیں فینش سرخ محافظوں کے ساتھ مل گئیں اور ہیل سنکی پر قبضہ کر کے ۲۸ر جنوری ۱۹۱۸ء کو فنیش سوشلسٹ مزدور حکومت قائم کر دی۔ سوویت حکومت اور اس نئی حکومت کے درمیان یکم مارچ ۱۹۱۸ء کو ایک دوستی کا معاہدہ مکمل ہوا لیکن اقتدار پر تسلط کی تحریک کو ایسی سخت مداخلت کا سامنا کرنا پڑا جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آخر میں بالشیویکوں کو نکال دیا گیا۔ اور نتیجے میں ۱۹۲۰ء میں ایک امن معاہدے کے ذریعے فن لینڈ کی آزادی کی آخری تصدیق کر دی گئی۔

بالٹک ریاستوں کا تجربہ بھی کچھ اسی انداز کا تھا۔ بالشیویک انقلاب کے وقت لتھوانیا جرمنی کے قبضے میں تھا۔ لائیٹویا اور ایستھونیا میں سوویت حکومتیں قائم کی گئیں۔ لیکن بڑھتی ہوئی جرمن فوجوں کے مقابلے میں ختم ہو گئیں۔ نومبر ۱۹۱۸ء میں جرمنی کی شکست کے بعد وہاں سوویت مخالف قومی حکومتیں اُبھریں۔ لیکن جرمنی کی پسپائی سے جو خلا پیدا ہوا تھا اُس کو پُر کرنے کے لئے تیزی سے سوویت فوجیں پھر بڑھیں اور تمام بالٹک ریاستوں میں سوویت ریپبلکین قائم کر دی گئیں جنہیں بہت جلدی ہی RSFSR نے بھی منظوری دے دی۔ بالکل فن لینڈ کی طرح بالٹک ریاستوں کی قسمت کا فیصلہ بھی میدان جنگ میں کیا گیا۔ وہاں کی علاقائی فوجی طاقتیں جو برطانوی اور اتحادی طاقتوں کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔ انہوں نے سوویت فوجوں کو سرحدوں سے باہر دھکیل دینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اور ۱۹۲۰ء میں لائیٹویا، ایستھونیا اور لتھوانیا کی آزادی کی منظوری پر معاہدے مکمل کر دیئے گئے۔

بیلوروس اور یوکرین میں سوویت طاقت، کو مضبوط کر لینے اور بالادستی ثابت

کر دینے کا موقع حاصل ہوگیا۔

دسمبر ۱۹۱۷ء کے آخر میں بیلوروسی رادا (BELORUSSIAN RADA) کو ہٹادیا گیا اور اس کی جگہ پر سودیت حکومت قائم ہوگئی۔ لیکن جلدی ہی فروری ۱۹۱۸ء میں جرمن فوجوں کے ہاتھوں یہ حکومت بھی ختم کر دی گئی اور انہوں نے خود ایک بیلوروسی رادا (حکومت) قائم کی۔ نومبر ۱۹۱۸ء میں عارضی جنگ بندی کے بعد سودیت فوجوں نے پھر بیلوروس پر قبضہ کر لیا' رادا (حکومت) کو معزول کر دیا' اور یکم جنوری ۱۹۱۹ء کو ایک عارضی بیلوروسی سوشلسٹ سودیت ری پبلک قائم کی۔ یہ نئی بیلوروسی سوشلسٹ سودیت ریپبلک محض بالشیویک پیداوار تھی۔ اس حکومت کو روسی کمیونسٹ پارٹی کی چھٹی شمال مغربی علاقائی کانفرنس کی تصدیق کے بعد قائم کیا گیا تھا۔ جس نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے خود کو بیلوروسی کمیونسٹ پارٹی کی پہلی کانگریس کا نام دے دیا تھا۔ اور بیلوروسی سوشلسٹ سودیت ریپبلک کے قیام کے لئے منظوری دے دی تھی۔

یوکرین کے حالات کچھ اور زیادہ گنجلک تھے۔ مرکزی رادا (حکومت) ابتدا میں ۱۹۱۷ء کے موسم بہار میں قائم کی گئی تھی جس میں یوکرین کے تمام ایسے سیاسی گروپوں کی نمائندگی تھی جو روسی ریاستوں کی ریپبلکوں سے وفاقی الحاق کے ساتھ خود مختاری کے حامی تھے۔ اس کے نمائندے اور ترجمان ہونے کی تصدیق خود اسٹالن نے اس وقت کر دی تھی جب اس نے "رادا" کو ایک طرف بورژوا اور دوسری طرف پرولتاری اور کسانوں کے درمیان طاقت میں مشترک حصہ دار ہونے کے اصول پر ایک تنظیم[۱۲] کہا تھا۔ چونکہ "رادا" سودیت ادارہ نہیں تھی، اور بالشیویک تسلط کی مخالفت کر رہی تھی۔ اس لئے جلدی ہی بالشیویک رہنماؤں نے مضبوط فیصلہ کر لیا کہ اس کے اقتدار کو کمزور کر دیا جائے۔ ۱۹۱۷ء میں یوکرین کے بعض علاقوں میں سودیتیں ابھر آئیں تھیں۔ ان کو بنیاد بنا کر بالشیویکوں نے ان کو متحد کر کے ایک ایسی سیاسی طاقت بنانے کی کوشش کی جو یوکرین میں "رادا" کی جگہ لے کر حکومت قائم کر سکے۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو اسٹالن نے کیو کی سودیت کو مندرجہ ذیل ہدایت بھیجی "ملک میں حکومت کی طاقت' ریاست کے دوسرے حصوں کی طرح' مزدوروں اور سپاہیوں' اور کسانوں کے ڈپٹیوں کے پاس ہونی چاہیئے ۔۔۔ فوراً یوکرین کے مزدور' سپاہی اور کسانوں کے ڈپٹیوں کی علاقائی کانگریس منعقد کرو ۔۔۔ موضوع سودیتوں کی طاقت ہو ۔۔۔

اس میں کسی قسم کی ڈھیل اور تساہل روا نہیں رکھا جا سکتا[۴۳] چنانچہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو کل یوکرینی سوویت کانگریس کھارکوو (KHARKOV) میں منعقد ہوئی تھی اور اس نے اعلان کیا تھا کہ حکومت کے تمام اختیارات اس نے سنبھال لئے ہیں لیکن چونکہ حقیقی طاقت اور اقتدار اب بھی 'رادا' کے پاس ہی تھا اور سوویتوں کے سامنے جھک جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے بالشیویکوں نے طاقت کے زور پر سوویت حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا کیو پر سرخ فوج کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ۲۲ر جنوری ۱۹۱۸ء کو 'رادا' نے یوکرین کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ ۸ر فروری ۱۹۱۸ء کو سوویت فوج نے کیو پر قبضہ کر کے سوویت حکومت قائم کر دی۔

اس پر 'رادا' نے جرمنی سے مدد کی درخواست کی۔ جس نے جلدی ہی نئی سوویت یوکرینی حکومت کو ہٹا دیا۔ لیکن ساتھ ہی 'رادا' کو بھی معزول کیا اور ہیٹ مین سکوروپاڈسکی (HETMAN SKOROPADSKY) ———— کی شکل میں خود اپنی ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر دی۔ جرمنی کی فوجی شکست کے بعد پرانے رادا عناصر نے پھر کیو میں ایک یوکرینی ڈائرکٹوریٹ کا اعلان کیا دوسری طرف سوویت فوجیں پھر ایک بار یوکرین کے علاقوں میں بڑھیں اور کھارکوو اور کیو پر قبضہ کر لیا۔ ۵ر مارچ ۱۹۱۹ء کو کل یوکرینی سوویتوں کی تیسری کانگریس کھارکوو منعقد ہوئی اور اس نے یوکرین سوشلسٹ سوویت ریپبلک کا آئین منظور کیا جو کافی حد تک RSFSR کے آئین کا ہی چربہ تھا۔

اگلے دو سالوں کے دوران یوکرین ایک ایسا علاقہ ہو کر رہ گیا جس میں کبھی ایک فوج چڑھ آتی اور کبھی دوسری فوج اُسے ہٹا کر قابض ہو جاتی۔ اور سرخ فوجی (REDS)، گورے فوجی (WHITES) اور ہرے کسان (PEASANT GREENS) ایک افراتفری کی جنگ میں مشغول نظر آئے۔ جولائی ۱۹۱۹ء میں ڈینیکن (DENIKIN) کی گوری فوجوں نے کیو پر قبضہ کر لیا اور شمال کی طرف بڑھیں۔ دسمبر میں ڈینیکن کی شکست کے بعد سرخ فوجوں نے کیو پر قبضہ کر لیا۔ اگلے سال 'ڈائریکٹوریٹ' کا ڈکٹیٹر پیٹلورا (PETLURA) پولش فوجوں کے ساتھ مل گیا اور یوکرین پر ایک تازہ حملے کے بعد مئی، جون ۱۹۲۰ء میں کیو پر قابض ہو گیا۔ پولش حملے کی شکست کے ساتھ یوکرین علاقے میں ایک عجیب غیر یقینی سی صلح رہی۔ لیکن دوسری طرف اگلے سال کے دوران سوویت حکومت کے

خلاف ایک حصے کی جدّ و جہد بھی جاری رہی۔ آخر میں ۱۹۲۱ء کے درمیانی حصے تک یوکرین میں سوویت طاقت کم و بیش پوری طرح پیر جمانے میں کامیاب ہو گئی۔

کچھ اسی قسم کے حالات ٹرانس کاکیشیائی علاقے میں بھی رونما ہوئے۔ اکتوبر انقلاب کے وقت ٹرانس کاکیشیائی صوبوں بالشیویکوں کی طاقت بہت کمزور سمجھی جاتی تھی۔ یہاں انہوں نے تھوڑے سے عرصے کے لئے ایک علاقائی بالشیویک حکومت بھی قائم کر لی تھی لیکن دوسرے علاقوں میں ان کے پاس چھوٹے چھوٹے اقلیتی گروپوں سے زیادہ کچھ موجود نہیں تھا۔ جو بیرونی امداد کے بغیر اقتدار حاصل کر لینے کے خواب نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جارجیا میں اہم ترین پارٹی مینشویکوں کی تھی۔ آرمینیا میں داشناک (DASHNAKS) کا زور تھا اور آذربائیجان میں مساوات پارٹی اہم سمجھی جاتی تھی۔ یہ تمام پارٹیاں بالشیویکوں کی مخالف تھیں ٹرانس کاکیشیائی وفاقی ریپبلک کی حکومت قائم کرنے کی ایک ناکام کوشش کے بعد اس کے تین شریکوں جارجیا، آرمینیا اور آذربائیجان نے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لیکن ان نئی ریپبلکوں کی زندگی بہت چھوٹی ثابت ہوئی ۱۹۱۸ء کے درمیانی حصے میں ترکی فوجوں نے آرمینیا اور آذربائیجان کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ اور دوسری طرف خود جارجیا کی دعوت پر، جرمنی فوج کے ایک ٹکڑے نے جارجیا کو حاصل کر لیا تاکہ اس پر ترکی فوجوں کا قبضہ نہ ہو جائے۔ عارضی جنگ بندی کے تحت ترکی اور جرمنی فوجیں پیچھے ہٹ گئیں جس کے اثر سے پیدا ہوئے خلاء کو پُر کرنے کے لئے وقتی طور پر برطانوی فوجیں بڑھ آئیں۔ لیکن ۱۹۱۹ء کے آخری حصے میں برطانوی فوجوں کے ہٹ جانے سے ٹرانس کاکیشیا کی آزاد ریپبلکوں کو ایک بار پھر سوویت روسی طاقت کے مقابل آنا پڑا۔

بالشیویک رہنماؤں نے موقع سے فائدہ اٹھانے میں ذرا بھی وقت ضائع نہیں کیا اس کا سب سے پہلا شکار آذربائیجان ہوا۔ ۱۹۲۰ء کے موسم بہار میں باکو میں ایک کمیونسٹ بغاوت ہوئی۔ جس نے آذربائیجان کی حکومت سے ٹکر لی۔ اس بغاوت کی سربراہی ایک فوجی انقلابی کمیٹی کر رہی تھی اس نے لینن سے ایک خودی اپیل کی "چونکہ اب ہماری اپنی طاقت اندرونی اور غیر ملکی انقلاب مخالف دشمنوں کی متحدہ ٹولیوں کے متواتر حملوں کو برداشت نہیں کر سکتی، اس لئے فوجی انقلابی کمیٹی روسی سوویت ریپبلک کے سامنے عالمی

سامراجیت کے خلاف جدّوجہد میں ایک دوستانہ اتحاد کی پیش کش کرتی ہے۔ ہم مدد کی درخواست کرتے ہیں۔" فوراً ہی مدد پہنچائی گئی۔ سرخ فوج آذربائیجان پر پھیلتی چلی گئی۔ آخرکار آذربائیجان میں سوشلسٹ سوویت ریپبلک قائم ہوگئی۔ اگلا نمبر آرمینیا کا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں نومبر کے آخر میں آذربائیجان اور آرمینیا کی سرحد پہ ایک اور بغاوت کھڑی کی گئی۔ اس موقع پر بھی فوجی انقلابی کمیٹی نے جو اس بغاوت کی سربراہ تھی "عظیم" سرخ فوج کو مدد کے لئے پکارا۔ ۲ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو نئی آرمینیائی سوویت ریپبلک کو ماسکو کی منظوری مل گئی۔ درمیان فروری ۱۹۲۱ء میں اس میں پھر ایک زبردست بغاوت اٹھی جس میں بالشیویک مخالفوں نے اریوان (ERIVAN) اور دوسرے چند اہم شہروں پر قبضہ کر لیا' لیکن اس بار سرخ فوج مدد کے لئے آگئی اور نئی سوویت حکومت کو بچا لیا۔

اب جارجیا کی باری تھی۔ ۷ر مئی ۱۹۲۰ء کو سوویت حکومت نے جارجیا کے ساتھ جن شرائط پر معاہدہ کیا تھا' اور دوسرے چونکہ روس اس وقت پولینڈ کی جنگ میں بری طرح پھنسا ہوا تھا اس لئے جارجیا پر قبضہ کسی قدر مشکل ہوا۔ اس معاہدے کی پہلی شق میں کہا گیا تھا کہ روس جارجیا ملک کی موجودگی اور اس کی آزادی کو بلا شرط مانتا ہے۔ اور اس کی آبادی پر فرماں روائی کے حقوق جتنے روس کے پاس موجود ہیں اُنہیں رضا کارانہ طور پر چھوڑتا ہے۔ دوسری شق میں روس نے یہ بات مان لی تھی کہ وہ جارجیا کے داخلی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت سے احتراز کرے گا۔[15] اس معاہدے کے باوجود فروری ۱۹۲۱ء میں ایک کمیونسٹ بغاوت کھڑی ہوئی۔ اب بھی سوویت امداد مانگی گئی۔ ۱۲ر فروری ۱۹۲۱ء کو سوویت فوجوں نے سرحدیں پار کر لیں۔ تفلیس (TIFLIS) پر چار دن بعد قبضہ کیا اور فوراً جارجیائی سوشلسٹ سوویت ریپبلک کا اعلان کر دیا۔

اس علاقے میں کمیونسٹ طاقت کے استحکام کے سلسلے میں دوسرا قدم ۱۹۲۲ء میں ٹرانس کاکیشیائی وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کا قیام تھا۔ اس اقدام کی مخالفت خود ایک جارجیائی کمیونسٹ گروپ کی طرف سے بھی کافی سخت ہوئی جس کی قیادت (بودو مدیوانی BUDU MADIVANI) کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آرمینیا اور آذربائیجان میں بھی تشدد

کچھ مخالفت ہوئی۔ مدیوانی اور اس کے ساتھی پارٹی کے عہدوں سے برطرف کئے گئے اور پارٹی کی صفائی ہوئی۔

اسٹالن کے الفاظ کے مطابق "انہوں نے صرف حکم عدولی ہی نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے پارٹی کے فیصلوں کے خلاف جد و جہد بھی کی تھی۔"[نمبر ۱۹] اس طرح علاقائی وطن پرستی کی خواہ وہ پارٹی کے پردوں میں ہی کیوں نہ چھپائی ہو۔ پارٹی رہنماؤں کے مرکزیت پسندی کے رجحانات کے سامنے جھک جانا پڑا۔

خانہ جنگی کے دوران دوسرے علاقوں میں سوویت طاقت کا پھیلاؤ بالشیویک فوجی کامیابیوں پر ہی منحصر تھا۔ جیسے جیسے اتحادی فوجیں اپنے دستے ہٹاتی جاتیں اور گوری فوجیں شکست کھا کھا کر منتشر ہوتیں اُن علاقوں کے بچے کھچے منتظم مدافعت کے مرکزوں کو توڑ کر ختم کر دینے کا کام بالشیویکوں کے لئے آسان ہوتا چلا جاتا۔ تازہ طور پر حاصل شدہ علاقوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے طریقے ہر علاقے کے اپنے مخصوص حالات کی مناسبت سے مختلف ہوتے ۱۹۲۰ء کے دوران مرکزی عاملہ کمیٹی (VTsIK) نے باشکیر، تاتار اور قزاقستان میں علیحدہ اور خود مختار سوشلسٹ سوویت ریپبلکوں کے قیام کے فرمان جاری کئے اس کے ساتھ چوواش اور کالمیک علاقوں کو بھی خود مختار علاقے کہا گیا۔ ان سب کو (RSFSR) کے دائرۂ عمل میں شمار کیا گیا۔ شمالی کاکیشس کے علاقے میں سوویت اقتدار کی ابتداء میں ہی دو اور نئی سوشلسٹ سوویت ریپبلکوں کو جنوری ۱۹۲۱ء میں قائم کر کے انہیں بھی RSFSR کا حصہ بنا دیا گیا۔ داغستان اور پہاڑیوں کی ریپبلکوں موخر الذکر کو چند اور خود مختار علاقوں میں بانٹا گیا۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں کریمیا میں شورہ پشت تیاریوں کو قابو میں کر لینے کے بعد اس علاقے کو کریمیائی خود مختار سوویت سوشلسٹ ریپبلک کا حصہ بنا دیا گیا جو خود RSFSR سے ملحق تھی۔

وسط ایشیا میں سوویت تسلط کے لئے ۱۹۲۰ء تک سرخ فوج کی آمد کا انتظار کرنا پڑا ان فوجوں کی مدد سے خیوا (KHIVA) آزاد ریاست کو توڑ دیا گیا۔ اور اس کی جگہ پر خوارزم (KHOREZM) کی سوویت ریپبلک قائم کی گئی جس نے جلد ہی فوجی اور سیاسی اختیارات کو (RSFSR) کو سونپ دیئے جانے کے معاہدے پر

دستخط کر دیئے۔ اسی دوران سرخ فوج نے بخارا پر بھی حملہ کر دیا' وہاں کے امیر کو نکال کر سودیت بخارا کا اعلان کیا' اور اختیارات کو تازہ طور پر قائم کیا گیا اور انہیں ایک ناقابل اعتبار بخارا کمیونسٹ پارٹی کو سونپ دیئے گئے جس کی رہنمائی فیض اللہ خواجائیو (FAIZ ALLAH KHAOJAEV) نے کی۔ یہ مارچ ۱۹۲۱ء کے ایک معاہدے کے تحت کام کر رہا تھا سودیت بخارا نے بھی خوارزم کی طرح فوجی اور معاشی اختیارات کو RSFSR کے تحت کر دیا۔ اس معاہدے میں اس ریپبلک کے ساتھ برائے نام کامل آزادی کی یقین دہانی کی گئی تھی۔ سودیت وسط ایشیا میں حکومت کا نیا ڈھانچہ اپریل ۱۹۲۱ء میں مکمل ہو گیا۔ جب مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) نے ایک خود مختار ترکستانی سودیت سوشلسٹ ریپبلک کا فرمان جاری کیا جس میں دارالسلطنت تاشقند مقرر ہوا اور اسے (RSFSR) کی ایک اکائی تصور کیا گیا[21]۔ سرخ فوج کی موجودگی کے باوجود شورشیں اٹھتی رہیں۔ جنہوں نے ایک باقاعدہ سودیت مخالف بغاوت کا روپ اختیار کر لیا جس کی رہنمائی انور پاشا اور بسماچی (BASMACHI) نے کی تھی۔ کافی جنگ کے بعد بغاوت کچل دی گئی اور ۴ اگست ۱۹۲۲ء کو انور پاشا مارا گیا۔ ۱۹۲۲ء کے موسم خزاں تک وسط ایشیا کے ایک بڑے علاقے میں سودیت تسلط پوری طرح مستحکم ہو چکا تھا حالانکہ اگلے چند سالوں کے دوران ضرورت کے تحت بعض کچھ علاقوں میں کچھ سرخ فوجی ٹکڑیاں رکھنی پڑیں۔

سائبیریا میں سودیت طاقت کے استحکام میں کافی اور مسلسل دشواریاں پیش آئیں ان مشکلات نے کبھی چیک فوجوں کا روپ اختیار کر لیا اور کبھی بالشیویک مخالف علاقائی افسروں کی شکل میں سر اٹھایا۔ ان میں کولچاک فوجیں (KOLCHAK) سیمینوو (SEMENOV) کے دستے سائبیریا کے کوسیک کے (ATAMAN) اور ساحلی صوبوں میں پڑی ہوئی ٹکڑیاں سب ہی شامل تھیں ۱۹۱۹ء کے آخر تک چیک فوجوں کی واپسی اور کولچاک فوجوں کے انتشار نے مغربی سائبیریا میں بالشیویک طاقت کے داخلے کے لئے دروازے کھول دیئے۔ اسی دوران مشرق بعید کی ریپبلک جو جاپان اور روس کی فوجوں کے درمیان ایک حد فاصل ریاست سمجھی جاتی تھی' اس نے اپنا اقتدار مشرقی سائبیریا کے ٹرانس بیکال (TRANS-BAIKAL) علاقے میں مضبوط کر لیا۔ حالانکہ ظاہرہ طور پر یہ ایک

آزاد ریاست تھی اور اس کو اس حیثیت سے سوویت روس نے مئی ۱۹۲۰ء کو تسلیم بھی کیا تھا۔ لیکن مشرق بعید کی ریپبلک جلدی ہی بالشیویکوں کی ایک کٹھ پتلی حکومت میں تبدیل ہو گئی اور ۱۵ نومبر ۱۹۲۲ء کو مرکزی مجلس عاملہ VTSIK کے ایک فرمان کے ذریعے اسے (RSFSR) سے ملحق کر دیا گیا۔ جاپانی فوجیں اور اُن کا حمایتی سیمینوو آخر اکتوبر ۱۹۲۲ء تک ولاڈی واسٹک اور ساحلی صوبے پر قابض رہے۔ اس کے بعد جاپانی فوجیں واپس ہو گئیں اور سائبیریا پر سوویت روس کا قبضہ مکمل ہو گیا۔

زار شاہی ورثے اور اُس دور کی وسعت عظمت حاصل کر لینے کے لئے بالشیویک پوری طرح سرخ فوج کی طاقت پر انحصار رکھتے تھے، لیکن ان کا ہتھیار صرف فوجی طاقت ہی نہیں تھا۔ غیر ملکی فوجوں کا روس کے علاقے میں موجود ہونا عوام میں وطن پرستی کا جذبہ پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوا جسے بالشیویکوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے پوری طرح استعمال کیا۔ گورے جنرلوں کی رجعت پسندانہ پالیسیوں نے خود اُن لوگوں کو بھی ان کا دشمن بنا دیا جو بالشیویکوں سے دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ یہ لوگ بالشیویکوں کے نظریئے کو مجبوراً صرف اس وجہ سے اپنانے کے لئے تیار ہو گئے کہ انہیں اس کی متبادل رجعت پسند حکومت کچھ اور زیادہ ناقابل برداشت محسوس ہوتی تھی۔ غریب کسانوں اور قومی اقلیتوں کے پسماندہ حصوں کو بالشیویکوں کا روپ کبھی کبھی ایسا نظر آتا تھا جیسے یہی انہیں آزادی دلانے والے ہوں اور انکے وعدے گورے جنرلوں کے ظلم کے مقابلے میں بہرحال امید افزا نظر آتے تھے۔

قومیت کی سوویت پالیسی

سوویت قومی پالیسی کی تشکیل کچھ اس ڈھنگ سے کی گئی تھی کہ ملک کے اُن چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جنہیں سرخ فوج فتح کرتے جا رہی تھی۔ انہیں مضبوطی کے ساتھ ملک سے ملحق کیا جا سکے۔ ۱۹۱۸ء کے روسی آئین میں "تمام شہریوں میں بلا تفرقہ نسل، قوم مساوات" کا اعلان کیا تھا۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ ریپبلک کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہو گا اگر "قومی اقلیتوں کو دبایا جائے گا یا ان کے حقوق کو کسی نہ کسی طرح محدود کیا جائے گا۔" "مختلف امتیازی رسم و رواج یا قومی خصوصیات رکھنے والے" علاقوں کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ "خود مختار علاقائی یونینوں" میں متحد ہو سکتے ہیں جو "وفاقی بنیادوں پر" (RSFSR) میں داخل ہو سکتی ہیں۔ لیکن قومیتوں کے کمیسار اسٹالن کے مطابق

خودمختاری بذاتِ خود ایک تقسیم کرنے والا تصور بھی ہو سکتی ہے۔ اور متحد کرنے والا بھی۔ اسٹالن نے اس خودمختاری کا سرکاری تصور مئی ۱۹۱۸ء میں بالکل صاف طور پر بیان کردیا تھا: "خودمختاری خود ایک طریقہ کار یا لائحہ عمل ہے۔ اصلی سوال یہ ہے کہ اس طریقے کار پر کون سا طبقہ حاوی ہے۔ سوویت طاقت خودمختاری کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ خودمختاری کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن صرف وہ خودمختاری جہاں کل طاقت مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھوں میں ہو۔ جہاں تمام قومیتوں کے بورژوا طبقے کو صرف طاقت سے محروم ہی نہ کردیا جائے، بلکہ انہیں سرکاری شعبوں کے چناؤ میں حصہ لینے سے بھی محروم کیا جائے"[۱۸] (RSFSR) کے اندر خودمختار سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں یا علاقوں کو پیدا کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ مختلف قومیتوں میں بورژوا طبقے کو حکومت اور اقتدار سے ہٹایا جاسکے۔ اور ایسے محنت کش عوام کے نمائندوں کے ہاتھوں میں سونپا جاسکے۔ جس کا مطلب ہے کمیونسٹ پارٹی سے اس بنیادی اصول سے انحراف کی اجازت صرف ضرورت اور مجبوری کے تحت ہی دی جاسکتی تھی۔ مثال کے طور پر وسط ایشیا میں حکومت کے ابتدائی دور میں تاجروں اور ملاؤں کو قابل ذکر مراعات دی گئیں تاکہ سوویت طاقت کو قبول کرانے میں آسانی پیدا ہو۔ بالشیویکوں کے اقتدار کے استحکام کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے مختلف قومیتوں پر حکومت کرنے کے سلسلے میں نئے نئے مسائل سامنے آئے۔ مختلف طرز فکر اور تصورات نے بھی جنم لیا۔ اس سلسلے میں ایک حد پر نظریاتی بین الاقوامیت کا تصوّر رکھنے والے وہ بالشیویک مفکر تھے جن کے نزدیک قومی شعور کا ذرا سا اظہار بھی ایک فرسودہ تصور تھا۔ اس گروپ کا نقطۂ اختلاف لینن کے ۱۹۱۳ء کے اُس مقولے پر مبنی تھا کہ "... پرولتاری کی ذمہ داری صرف اتنی ہی نہیں کہ وہ قوموں کی قومی نشوونما کی جدوجہد میں حصہ نہ لے بلکہ... وہ عوام کو اس قسم کے باطل توہمات کے خلاف چوکنا بھی کرتا رہے۔"[۱۹] اس نقطہ کے موافقین بعض صورتوں میں صرف 'عظیم روسی' قوم سے متعلق افراد ہی نظر آتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ کچھ ایسے غیر روسی افراد بھی شامل ہوگئے تھے جن کے ذہنوں پر عظیم روسی قوم کی ایک گہری چھاپ پڑ چکی تھی جو لکسمبرگ کی اس "بدعت" کے شکار ہو چکے تھے اور ان کے نزدیک پس ماندہ عوام میں قومی بیداری سے رجعت پسندی کا خطرہ پیدا ہوتا تھا۔ اب

چونکہ یہ لوگ قومی اقلیتوں کی ہر ایسی مانگ پر کسی بھی قسم کی مراعات دیئے جانے کے مخالف تھے۔ جس میں خود مختاری یا آزادی کے جذبے کو ذرا بھی ترغیب ملتی ہے۔ اس لئے عملی صورت میں ان کا ہر پروگرام عظیم روسی، شاونیت کے حق میں پوری طرح مددگار ثابت ہوتا اور حکومت کے نظام اُس کے مفادات اور افسروں کے طرز فکر سے مطابقت رکھتا۔ اس موجودہ نظام حکومت کا ایک بڑا حصہ بھی بہرحال سابقہ نظام کا بچا کچا حصہ ہی تھا۔ اور اپنی ساخت کے اعتبار سے اس پر عظیم روسی قوم کی چھاپ بہت گہری تھی۔ عظیم روسی افضلیت کا احساس پارٹی کے اعلیٰ ترین حلقوں تک بھی سرایت کر چکا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کو پیٹروگریڈ سوویت کے سامنے بولتے ہوئے زینوویونے "گورے آدمی کے بوجھ" کے سوویت طرز ادا کو اپنے الفاظ میں اس طرح ظاہر کر دیا تھا۔

"ہم آذربائیجان کے پیٹرول کے بغیر یا ترکستان کی کپاس کے بغیر کام نہیں چلا سکتے۔ ہم ان پیداواروں کو جو ہمارے لئے ضروری لازمی ہیں ان سے لیتے ہیں۔ لیکن گزشتہ منافع خوروں کی طرح نہیں، بلکہ ان کے بڑے بھائیوں کی طرح جو اپنے ہاتھوں میں تہذیب و تمدن کی مشعل سنبھالے ہوئے ہیں"[20]۔ ۱۹۱۹ء میں جب آٹھویں پارٹی کانگریس کے موقع پر لینن نے کہا تھا کہ بہت سے کمیونسٹ ذہنوں کی گہرائیوں میں سے جھانک کر دیکھئے تو ان میں آپ کو عظیم روسی شاونیت کا جذبہ مل جائے گا[21] اس وقت اُس کے اس خیال میں اسی طرز فکر کی طرف اشارہ موجود تھا۔ دوسری حد پر قومی ریپبلکوں کے کمیونسٹ تھے جیسے یوکرین میں سکریپنک (SKRYPNIK) یا جارجیا میں مڈی وانی (MDIVANI) جو قومی اقلیتوں کی ثقافتی اور معاشی خواہشات کے صرف طرفدار اور حامی ہی نہیں تھے بلکہ عمومی طور پر ان کی خود مختاری کے بھی خواہشمند اور دعویدار تھے۔ اگر اس تصور کو آخری حدوں تک پھیلا یا جائے تو اس کی حدیں علاقائی قوم پرستی کی بدعت سے جا ملتی ہیں۔ اس پس منظر میں یہ بات صرف اتفاقی نہیں مجموعی ہو گی کہ بہت جلدی ہی مڈی وانی کو پارٹی صفائی کی نذر ہونا پڑا اور سکریپنک کا انجام خودکشی پر ہوا۔

لیکن اکثریتی انداز فکر جو اس دور میں پارٹی کی منظور کردہ قرار دادوں میں نظر آتا ہے اس سے ان دونوں حدوں سے بچ کر نکلنے کی کوشش کا احساس ہوتا ہے۔ پارٹی کا کام یہ ہے کہ غیر عظیم روسی، محنت کش عوام

کو مرکزی روس کے برابر آجانے کی جدو جہد میں سہارا دے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور انکی مدد کرے۔

(الف) ان کے لئے اپنے سوویت نظاموں کی نشو ونما اور استحکام میں اور نظاموں کو ایسی شکل اختیار کر لینے میں جو ان لوگوں کے قومی طرز زندگی کے موافق اور مطابق ہو۔

(ب) ان کی اپنی عدالتوں، انتظامیہ شعبوں، معاشی اداروں اور حکومت کے شعبوں کی اٹھان اور مضبوطی حاصل کرنے میں علاقائی زبانوں کے استعمال ہو اور مقامی افراد کی تقرری میں جو علاقائی رسم و رواج اور علاقائی آبادی نفسیاتی خصوصیات اور رجحانات سے پوری طرح واقف ہوں۔

(ج) ان کے اپنے پریس قائم کرنے میں اور ایسے اسکولوں، تھیٹروں، سماجی مرکزوں اور ثقافتی اور تعلیمی اداروں کی نشوونما میں سے عام طور پر علاقائی زبانوں کا استعمال کیا جائے۔

(د) تعلیمی اور تربیتی اسکولوں کے ایک باقاعدہ نظام کی تنظیم میں جس میں بنیادی طور پر توجہ کرغیزی، باشکیر، ترکمان، اُزبکی، تاجیکی، آذربائیجانی، تاتاری اور داغستانی عوام پر مرکوز ہو۔ اس کا مقصد عام تعلیم و تربیت اور پیشہ ورانہ اور تکنیکی تربیت کی فراہمی ہو۔ اور اسے وہاں کی علاقائی زبان میں ہی فراہم کیا جائے تاکہ ان علاقوں سے اچھے تربیت یافتہ کارکنوں اور سوویت پارٹی کے عہدے داروں کی مکمل تربیت کے بعد انہیں انتظامیہ کے شعبوں اور خاص طور پر تعلیم کے عام میدانوں میں لگایا جاسکے۔[22]

جیسا کہ اس قرارداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ پارٹی رہنما قومی اقلیتوں میں علاقائی زبانوں کے استحصال اور اُس کی اٹھان کو ترغیب دینا چاہتے تھے اور اس کے اثر سے ان لوگوں کی تعلیمی استعداد کو بڑھانا چاہتے تھے۔ لیکن اس کے پیچھے بہر حال جو مقصد بنیادی طور پر کارفرما تھا وہ یہی تھا کہ علاقائی زبان ہو تمدن اور تعلیمی نظام کو ان اقلیتوں میں سوویت نظام کی توسیع کے لئے کام میں لایا جائے۔ جیسا کہ اسٹالن نے اشارہ کیا تھا ان غیر روسی قوموں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ سرحدی علاقوں میں تمام سوویت ادارے، عدالتیں، انتظامیہ شعبے، معاشی ادارے، براہ راست سرکاری شعبے اور ساتھ ہی پارٹی

نسے بھی) جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے مقامی لوگوں پر مشتمل ہوں جو وہاں کی طرز زندگی' انداز' رسم و رواج اور عوامی زبان سے پوری طرح واقف ہوں[۲۶]۔ 'جڑوں سے تعلق رکھنے کی یہ پالیسی (KORENIZATSIA) جس کے تحت مختلف علاقوں کی دیسی عوام یا وہاں "جمے" ہوئے لوگوں کو استعمال کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ اس کا اعلان تو یقیناً بہت سہل تھا لیکن اس پر عمل پیرا ہونا اتنا آسان نہیں تھا۔ لیکن جہاں جہاں بھی اور جس حد تک بھی اس پر عمل ہو سکا۔ اس نے اقلیتی قومیتوں میں سوویت نظام کے استحکام اور جماؤ میں مدد ہی کی ———— لیکن ثقافتی نشو و نما کے اس تصور میں بھی سوویت قومی پالیسی کے تصوراتی اور عملی پہلوؤں کے درمیان ایک زبردست فرق نظر آتا ہے۔ ۱۸ر مئی ۱۹۲۵ء کو مشرق کے محنت کشوں کی کمیونسٹ یونیورسٹی کو خطاب کرتے ہوئے اسٹالن نے کہا تھا۔

"ہمیں اپنے قومی تمدن کی تعمیر کس ڈھنگ سے کرنی ہے؟ علاقائی زبانوں میں اسکولوں اور نصاب ... کی ترقی مقامی افراد میں سے ہی اچھے کارکنوں کی تعلیم و تربیت ان تمام چیزوں کی اس انداز میں نشو و نما جو سوشلزم کی تعمیر کے متوازی اور پرولتاری تمدن کے مطابق ہو؟ کیا اس میں ایک ناقابل حل تضاد نظر نہیں آتا؟ نہیں ہرگز نہیں! ہم ایک پرولتاری تمدن کی تعمیر کر رہے ہیں۔ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ پرولتاری تمدن' جو اپنی ماہیت اور عملی پہلو کے اعتبار سے سوشلسٹ تمدن ہے۔ اس نظام کی تعمیر میں مصروف مختلف افراد کے سامنے اس کا تصور اور انداز کبھی کبھی مختلف بھی ہو جاتا ہے اور اس کا اظہار مختلف شکلوں میں ہوتا ہے۔ کبھی زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے' کبھی طرز زندگی میں فرق کی وجہ سے۔ وغیرہ وغیرہ پھر بھی یہ اپنی ماہیت اور عملی صورت میں پرولتاری ہوتا ہے اور تصوراتی طور پر قومی شکل کا حامل ہوتا ہے۔ یہ ایک عالمی انسانی تمدن ہے جس کی طرف سوشلزم گامزن ہے"[۲۷]۔

جیسا کہ اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے اسٹالن کثیر قومی ملک اور حکومت کا وہ تصور رکھتا تھا جو اپنے جوہر کے اعتبار سے ایک مضبوط کمیونسٹ حکومت ہو۔ اس تصور میں ہدایت اور رہنمائی کے سلسلے میں کمیونسٹ مرکز کی اجارہ داری کسی طرح کمزور نہیں ہوتی۔

پارٹی رہنما اس بات کو تو منظور کر سکتے تھے کہ بعض علاقوں کے قومی تمدّن کے پیش نظر وہاں کی حکومت کی کارکردگی کے انداز میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر لی جائیں لیکن وہ اس بات کے لئے تیار نہیں ہو سکتے تھے کہ مرکزیت کے اُس اصول کو ہی یکسر ختم کر دیا جائے جس کو بنیاد بنا کر خود پارٹی تنظیم وجود میں آئی تھی۔ "بنڈ" اور دوسرے ایسے قومی گروپوں کے خلاف جدوجہد کے دوران جنہوں نے خود پارٹی کی تشکیل وفاقی اور قومی انداز پر کرنی چاہی تھی۔ خود لینن اور اسٹالن نے تنظیمی وفاقیت کو یہ کہہ کر پوری طرح مسترد اور منسوخ کر دیا تھا کہ اس میں "علیحدگی" اور تباہی کے عناصر" چھپے ہوئے ہیں[25]۔ اقتدار کے ساتھ آنے والی ذمہ داریوں اور اُن سے پیدا شدہ مسائل کے پیش نظر یہ ایک "واحد، ناقابل تقسیم، پرولتاری اشتراکی تنظیم اور کسی خاص علاقے میں موجود تمام قومیتوں کے پرولتاریوں کی ایک واحد پارٹی[26] کے تصور پر جمے رہے۔ اور پھر جیسے جیسے پرولتاریوں کا تسلط سرحدی علاقوں پر بڑھا برائے نام علیحدہ کمیونسٹ پارٹیاں ضرور وجود میں آئیں۔

مثال کے طور پر یوکرین کے کمیونسٹوں کی بالشویک پارٹی یا بیلو روسی کی کمیونسٹ پارٹی۔ لیکن بنیادی طور پر ان پارٹیوں نے ہی کل روسی کمیونسٹ پارٹی کی انتظامی اکائیوں کی حیثیت سے ہی کام انجام دیا۔

کل روسی کمیونسٹ پارٹی کی کانگریسوں میں ان کے نمائندے ضرور پہنچتے جاتے تھے۔ لیکن ان پارٹیوں سے توقع یہی کی جاتی تھی کہ یہ مرکزی کمیٹی اور کل روسی پارٹی کے دوسرے مرکزی شعبوں کی طرف سے جاری شدہ تمام ہدایات کی پابندی کرتی رہیں گی۔ چودھویں پارٹی کانگریس میں آنڈریئو کے اعلان کے مطابق ہماری پارٹی ... مرکزیت پر مبنی ایک پارٹی ہے۔ تمام قومی پارٹیاں جو ہمارے درمیان موجود ہیں یوکرینی ٹرانس کاکیشیائی، وسط ایشیائی۔ یہ تمام پارٹیاں علاقائی یا صوبائی کمیٹیوں کو قانونی اختیارات دینے کی وجہ سے موجود ہیں۔ لیکن پارٹی بہر حال مرکزیت پر مبنی ہے جس میں اوپر سے نیچے تک اتحاد موجود ہے۔ مقامی پارٹیوں کے جن رہنماؤں نے اس مرکزی ڈسپلن کے خلاف کسی قدر اضطراب ظاہر کیا یا جنہوں نے مرکزی پارٹی کے رہنماؤں کے احکامات[27] کی خلاف ورزی کی وہ زیادہ عرصے تک اپنی پارٹیوں کے رہنما باقی نہ رہ سکے

پارٹی کے اعلیٰ ترین شعبے کسی قسم کا چیلنج برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ قومی پارٹی گروپ کل روسی پارٹی میں ۱۹۲۵ء کی چودھویں کانگریس تک ملے جلے رہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پارٹی کے نام کو بالشیویک روسی کمیونسٹ پارٹی (R K P b) سے بدل کر کل یونین بالشیویک کمیونسٹ پارٹی (V K P b) رکھ دیا گیا۔ اس نام کی تبدیلی سے مرکز اور دوسری علاقائی پارٹیوں کے رشتے میں کوئی خاص فرق پیدا نہیں ہوا۔ اس کے ذریعے پارٹی کی طرف سے صرف سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین کے باقاعدہ وجود میں آجانے کا ضرور اظہار ہوگیا ——————

—————— چونکہ نئی سوویت حکومت خانہ جنگی کے اور بیرونی مداخلت کے اضطراری دور میں پیدا ہوئی تھی اور اب تک اسے زار شاہی ورعظمت حاصل کرلینے میں بھی کسی حد تک کامیابی حاصل ہوگئی تھی اس لئے اب اس کے سامنے جو مسئلہ تھا وہ یہی تھا کہ حکومت کا ایک ایسا متحدہ ڈھانچہ پیدا کرلیا جائے جس میں ان نئے حاصل شدہ علاقوں اور اس نظام کو اپنے اندر سمو کر اسے ایک آئینی شکل بخشی جاسکے۔ اختلافات اور ہلچل کے دور میں جو حل پیش کیے گئے یا جن طریقوں کو اپنایا گیا وہ نئے نہیں تھے بلکہ پرانے طریقوں میں ردّ و بدل اور اختراعات کے بعد انہیں بنا لیا گیا۔ دوبارہ فتح کیے ہوئے بعض علاقوں کو R S F S R میں خود مختار ریاستوں یا علاقوں کی حیثیت سے شامل کرلیا گیا۔ بعض دوسری صورتوں میں جیسے یوکرین، بیلوروس اور ٹرانس کاکیشیا کے سلسلے میں ہوا برائے نام آزاد سوویت سوشلسٹ ریپبلکیں وجود میں آئیں جن کے ساتھ (R S F S R) نے بھی الحاق کے معاہدے کرلئے جو حقیقت میں ان ریپبلکوں کو اپنے تسلط میں لے لینے کا دوسرا نام تھا۔ یوکرین سے ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو جو معاہدہ ہوا اس میں بنیادی طور پر صرف فوجی اور معاشی اتحاد ہی پر دستخط کئے گئے تھے[۳۲] روسی اور یوکرینی ریپبلکوں نے جنگ اور بحریہ کے کمیساریٹ، وسائل آمدورفت اور ڈاک تار کے کمیساریٹ کو ایک دوسرے میں ضم کردیا تھا۔ اسی انداز کو تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ بیلوروس اور ٹرانس کاکیشیا کے سلسلے میں اپنایا گیا۔ وسط ایشیا میں بخارا اور خوارزم ریاستوں کو جس سطح پر رکھا گیا تھا اس میں کسی قدر زیادہ خود مختاری موجود تھی۔ ان ریاستوں کے سلسلے میں ضم شدہ متحدہ کمیساریٹ نہیں تھے بلکہ

اُن سے کئے گئے معاہدوں کی رو سے ایک فوجی الحاق شامل تھا اور معاشی معاملات میں (RSFSR) محض ایک ترجیحی فوقیت دی گئی تھی۔ لیکن بخارا اور خوارزم کی آزادی بہت دن باقی نہ رہی۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں بخارا ایک سوشلسٹ ریاست میں تبدیل ہوگیا اور ۱۹۲۴ء میں خوارزم کا نمبر بھی آگیا۔ اسی سال ترکستانی خودمختار سوشلسٹ ریاست (ASSR) کو بھی ختم کیا گیا اور سوویت وسط ایشیا کو دو نئی ریپبلک میں ضم کر دیا گیا۔ خوارزم کو تقسیم کر کے کچھ حصّہ ازبیک ریپبلک اور کچھ قزاق ریپبلک (ASSR) میں شامل کر دیا گیا۔

سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین کا قیام اور ۱۹۲۴ء کا آئین

نئی سوویت حکومت کو پوری طرح اور باقاعدہ طور پر متحد کرنے کا اشارہ سب سے پہلے ۱۹۲۱ء کو دسویں پارٹی کانگریس میں قومی مسئلے پر قرارداد کے روپ میں ہی دے دیا گیا تھا۔ اس قرارداد میں "سوویت ریپبلکوں کو ایک متحدہ یونین کو اپنے کندھے سے سامراجی جوا اتار پھینکنے اور قومی استبداد کے خلاف جنگ کے لئے ایک واحد راستہ" [29] کہا گیا تھا۔ دسمبر ۱۹۲۱ء میں سوویتوں کی کل روسی نویں کانگریس میں بظاہر یوکرین، بیلوروس، آذربائیجان، جارجیا اور آرمینیا کی علیحدہ علیحدہ ریپبلکوں سے نمائندے آئے اور اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی اعتراض کبھی نہیں اٹھایا گیا۔ ان کے نمائندوں کو روسی کانگریس کی مجلس عاملہ (VTsIK) میں بھی شامل کیا گیا۔ اور اس کے جاری کئے ہوئے احکامات اور فرمانوں کو الحاقی ریپبلکوں کے علاقوں میں بھی عائد سمجھا گیا۔[30] اسی دوران کچھ ایسے حالات پیدا کئے جا چکے تھے کہ ان کے اثر سے مکمل اتحاد کی مانگ خود ان قومی ریپبلکوں کی طرف سے اٹھائی جائے۔[31] چنانچہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ٹرانس کاکیشیائی سوویتوں کی پہلی کانگریس، جو ابھی تازہ طور پر ہی مدیوانی اور دوسرے جارجیائی کمیونسٹوں کے بہت سخت اعتراضات کے بعد منظم کی گئی تھی، اس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی ایک متحدہ یونین کی مانگ کی گئی تھی۔ اسی دن یوکرین کی سوویتوں کی کانگریس نے بھی ایک ایسی ہی قرارداد منظور کی، اگلے دن بیلوروسی سوویتوں کی کانگریس بھی ہم آواز ہوگئی۔ ۲۶ دسمبر کو سوویتوں کی کل روسی دسویں کانگریس نے اسٹالن کے ایماء پر اسے منظوری دے دی۔

چار دن بعد ان چار ریپبلکوں کے نمائندے جو حقیقت میں سوویتوں کی کل روسی کانگریس میں پہلے سے ہی نمائندگی کر رہے تھے۔ انہوں نے خود کو یو ایس ایس آر کی سوویتوں کی پہلی کانگریس کی شکل دے دی۔ اس حیثیت سے انہوں نے ایک باقاعدہ اعلان منظور کیا جس میں یو ایس ایس آر کی تشکیل کو تسلیم کیا گیا تھا اور ایک معاہدے کا مسودہ تیار کیا جو بعد میں اس نئی یونین کے آئین کی بنیاد کے طور پر کام میں آیا۔ شروع سے ہی اس میں پارٹی کا رہنمایانہ کردار صاف طور پر نظر آ جاتا تھا۔ اس پہلی کانگریس کے مندوبین میں ۸،۴۴ ۹ فیصدی پارٹی ممبر تھے۔

پہلی کانگریس نے ایک نئی مرکزی عاملہ کمیٹی (VTsIK) چنی اور اس کے پریسیڈیم نے ایک کمیشن مقرر کیا جسے نئے آئین کا آخری مسودہ تیار کرنے کا کام دیا گیا۔ جلد ہی اس کمیشن کے ممبروں کے درمیان نظریاتی اختلافات بھی منظر عام پر آنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ایک ایسی طویل جنگ کا سلسلہ شروع ہوا جو بارہویں پارٹی کانگریس اور مرکزی کمیٹی تک پھیل گئی اور آخر میں خود پولٹ بیورو ہی اس کا فیصلہ کر سکا۔ اس سلسلے کی بحث میں اس نئی یونین کی تشکیل کے سلسلے میں کم از کم تین مختلف رخ ابھر کر سامنے آئے۔ ایک حد پر وفاقیت کے مخالفین تھے، جو بارہویں پارٹی کانگریس کی قومی مسئلے پر طے کردہ قرارداد کے مطابق ریپبلکوں کی یونین کو "یکساں اور برابر سطح پر ریاستوں کی ایک ایسی یونین نہیں تصور کرتے تھے جو قومی ریپبلکوں کی آزادانہ نشو و نما کی ضمانت لے سکے بلکہ اسے ریپبلکوں کے ختم کر دیئے جانے اور ایک متحدہ اور ناقابل تقسیم ریپبلک اکائی کے قیام کی طرف پہلا قدم" مانتے تھے اس گروپ نے اس دوسرے چیمبر کی تشکیل کی بھی مخالفت کی جس ثانوی چیمبر (SECOND CHAMBER) میں مختلف قومیتوں کو علیحدہ علیحدہ نمائندگی کے حقوق دیئے جاتے تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ پوری سوویت حکومت ایک مضبوط اور متحدہ اکائی کی شکل اختیار کر لے۔ بارہویں پارٹی کانگریس میں اسٹالن نے انہیں "عظیم اقتدار کے شاذنیت (GREAT POWER CHAUVINISTS) پرست کا نام دے کر منسوخ کیا۔ اس انداز فکر کے حامیوں اور مقرروں کا نام لئے بغیر اس نے فروری ۱۹۲۳ء میں منعقد مرکزی کمیٹی کے پلینم کی تقریروں کا حوالہ دیا تھا کہ "ان میں کمیونزم سے کوئی مشابہت نظر نہیں آتی۔ اور ان تقریروں اور بین الاقوامیت کے تصور میں کوئی چیز یکساں نہیں ہے"

دوسری طرف یوکرینی پارٹی لیڈر جیسے رکووسکی (RAKOVSKY) اور سکرپینک اور

دوسری اقلیتی قومیتوں کے نمائندے شامل تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ ایک ایسی یونین وجود میں آئے جو غیر روسی ریپبلکوں کو کافی حد تک حقیقی خود مختاری کی ضمانت دے۔ یہ گروپ ایک دوسرے چیمبر کی تشکیل کے حق میں تھا۔ جس میں چار یونین ریپبلکوں کے نمائندے ہوں اس کی خواہش تھی کہ ایک دوسرے چیمبر کو R S F S R کے غلبے سے محفوظ رکھا جائے۔ ریکووسکی نے پیش کش کی کہ کل ووٹوں کے دو بٹا پانچ سے زیادہ ووٹوں کا حق کسی ایک ریپبلک کو حاصل نہ ہو۔ یوکرینی مندوبین کا خیال تھا کہ یونین سوویت اور قومیتوں کی سوویت دونوں کے الگ الگ پریسیڈیم ہونے چاہئیں۔ امور خارجہ میں جو کچھ مراعات انہیں اس سے پہلے حاصل ہو چکی تھیں انہیں اپنے ہی پاس محفوظ رکھنے کی غرض سے ان لوگوں نے یہ بھی مانگ رکھی کہ امور خارجہ اور بیرونی تجارت کے کمیساریت نہ بنائے جائیں۔ دفتری مسودے میں اس کا اظہار اسی انداز میں کیا گیا تھا۔

۱۲ رجون ۱۹۲۳ء کو اسٹالن نے ایک تقریر کے دوران، جو قومی ریپبلکوں اور اوبلاسٹ کے ذمہ دار کارکنوں کے ایک اجتماع میں کی گئی تھی۔ ان زبردست مشکلات کا حوالہ دیا جو یوکرینی مندوبین پیدا کر رہے تھے۔

"مجھے یہ بات کہنی پڑے گی کہ پولٹ بیورو کو یوکرینی ساتھیوں سے کسی قدر اختلاف ہے۔۔۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وفاقیت یا مکمل اتحاد کا سوال کوئی معمولی سوال ہے۔ کیا اسے صرف اتفاقی اور یا حادثہ ہی کہا جائے گا کہ یوکرینی ساتھیوں نے آئین میں سے یہ جملہ حذف کر دیا کہ ریپبلکس ایک یونین حکومت میں متحد ہو جائیں؟۔۔۔ کیا یہ بھی ایک اتفاق تھا کہ یوکرینی ساتھیوں نے اپنی اختلافی قرارداد میں یہ پیش کش کی تھی کہ بیرونی تجارت اور امور خارجہ کے کمیساریت کو متحد نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں کمیساریتوں کی اس فہرست میں رکھا جائے جو ہدایتوں کے تحت کام کریں گے۔ وہ واحد یونین حکومت کون سی ہو گی جہاں ہر ریپبلک اپنی الگ NKID اور D V K N بھی برقرار رکھے گی؟
۔۔۔ اپنے یوکرینی ساتھیوں کے اتنے اصرار کی بنیاد پر میں تو یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ یہ لوگ یونین کو مکمل اتحاد (CONFEDERATION) اور وفاقیت (FEDERATION) کی درمیانی کوئی چیز دیکھنے کے خواہشمند ہیں جس میں ظاہرا میلان مکمل اتحاد۔ CONFED- ERATION کی طرف ہی ہو۔۔۔ ہم ایک مکمل اتحاد CONFEDERATION کی تعمیر نہیں کر رہے

بلکہ وفاقی ریپبلک کی تشکیل کر رہے ہیں۔ ایک یونین حکومت، جس میں فوج اور امور خارجہ متحد اور یکجا ہوں اور بیرونی تجارت اور دوسرے معاملات بھی شامل ہوں۔[۲۵]

یو ایس ایس آر کا آئین جسے آخر میں مرکزی عاملہ کمیٹی نے ۶ جولائی ۱۹۲۳ء کو منظور کیا۔ اور اس کے بعد اس کی تصدیق ۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو سوویتوں کی کل یونین کانگریس نے کی۔ اس میں اسٹالن اور پولٹ بیورو کے تمام نظریات اور تصورات موجود تھے۔

اس کا پہلا حصہ صرف ایک مینی فیسٹو کی سی حیثیت رکھتا تھا جس میں بیان کیا گیا تھا کہ پوری دنیا کا معاشرہ دو حصوں میں بٹا ہوا ہے جس میں سے ایک سامراجی کیمپ ہے اور دوسرا سوشلسٹ کیمپ ہے۔ اس میں سوویت ریپبلکوں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ یہ سب متحد ہو کر سامراجی محاصرے کے خلاف ایک مضبوط اور متحد محاذ بنالیں۔ اس میں یو ایس ایس آر کی تنظیم کو بہت پُر زور الفاظ میں "تمام دنیا کے مزدوروں کے لئے ایک عالمی سوشلسٹ سوویت ریپبلک کے متحد کر لینے کی طرف ایک نیا اور فیصلہ کن قدم کہا گیا تھا۔ آئین کے دوسرے حصے میں یونین میں شریک روسی، یوکرینی، بیلوروسی، اور ٹرانس کاکیشیا اور ری پبلکوں کے درمیان ظہور میں آنے والا معاہدہ تھا۔ اور ان سب کی طرف سے "واحد یونین ملک" میں متحد ہونے پر اتفاق کا اعلان کیا گیا تھا۔ یو ایس ایس آر کے اعلیٰ ترین شعبوں کے اختیارات کا ایک خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ اس فہرست میں کم و بیش ہر قسم کے اہم شعبے موجود تھے۔ مثلاً امور خارجہ بیرونی تجارت اور جنگ اور اس کے تمام مسائل، قومی معاشیات کے سلسلے میں ہدایت مالیات کی پالیسی، حکومت کا بجٹ، مسلح افواج کی گرفت، اور اس کے علاوہ نسبتاً کم اہم معاملات بھی اس میں شامل کر لئے گئے۔

یونین ریپبلکوں کے اختیارات کو ضمنی طور پر الگ بیان کیا گیا تھا۔ ریپبلکوں کو صرف وہی طاقتیں سونپی گئی تھیں جو یو ایس ایس آر کی حکومت کے پاس نہیں تھیں۔ چونکہ مرکزی حکومت کے اختیارات میں تعلیم، صحت عامہ، عدالتیں اور ایسے ہی دوسرے شعبے جنہیں عام طور پر مقامی انتظامیہ کے حلقہ اختیار میں سمجھا جاتا ہے، سب کچھ شامل تھے۔ اس لئے ریپبلکوں کے پاس ایک بہت ہی محدود میدان ایسا باقی تھا جس میں وہ خود اپنی تحریک پر کام کر سکیں۔ پھر بھی اتنی جگہ ضرور رکھی گئی تھی کہ یونین ریپبلکوں کے حلقہ اختیار میں خود اُن ریپبلکوں سے اجازت حاصل کئے بغیر کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس کے ساتھ

ہی آئین نے اُس کا بھی بالکل واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ ہر یونین ریپبلک کو یونین سے "آزادانہ طور پر" علیحدہ ہونے کا پورا اختیار ہے۔ لیکن اس حق کے حقیقی معنوں کی وضاحت ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کے پراودا کے شمارے میں اسٹالن نے خود کر دی "یقیناً روس کے سرحدی علاقے' وہ قومیں اور قبیلے جو ان علاقوں میں آباد ہیں۔۔۔ روس سے علیحدگی اختیار کر لینے کا ناقابل تنسیخ حق رکھتے ہیں' لیکن' علیحدگی کی مانگ۔۔۔ انقلاب کے موجودہ دور میں بالکل انقلاب مخالف مانگ ہوگئی ہے۔"[29]

آئین نے سوویتوں کی کانگریس کو سوویت روس میں اقتدار و اختیار کا اعلیٰ ترین منصب مقرر کیا۔ ۱۹۱۸ء کے روسی آئین کی مثال کو سامنے رکھ کر اس کانگریس کی ممبری شہروں اور قصبوں کی سوویتوں پر مشتمل تھی۔ اس میں ۲۵۰۰۰ ووٹروں پر ایک ڈپٹی' اور صوبائی ضلعوں کی سوویتوں کی کانگریس کے نمائندوں کے لئے وہاں کی آبادی میں ہر ۱۲۵۰۰۰ افراد پر ایک ڈپٹی کا تناسب مقرر کیا گیا۔ سوویتوں کی کانگریس ایک مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) مقرر کرتی جو دو چیمبروں پر مشتمل ہوتی۔ ان میں سے ایک یونین کی کاؤنسل کہلاتی جو آبادی کے تناسب کے اعتبار سے چنی جاتی۔ اور دوسری قومیتوں کی کاؤنسل کہلاتی جس میں ہر یونین اور خود مختار ریپبلک سے پانچ پانچ نمائندے ہوتے اور ہر خود مختار علاقے سے ایک نمائندہ شامل کیا جاتا۔ مرکزی عاملہ کمیٹی کو ملی ہوئی طاقت ان دونوں چیمبروں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) دو کانگریسوں کے درمیان یو ایس ایس آر میں عظیم ترین اختیارات اور طاقت کی مالک تسلیم کی جاتی۔ مرکزی عاملہ کمیٹی کی طرف سے جاری ہونے والے احکامات اور فرمانوں کے لئے ان دونوں چیمبروں کی منظوری ضروری ہوتی۔ مرکزی عاملہ کمیٹی کے اجلاس کے درمیان وقفوں میں اس کا پریسیڈیم' جس میں دونوں چیمبروں کے نمائندے ہوتے۔ تمام اُن اختیارات اور طاقتوں کا مالک ہوتا جو مرکزی عاملہ کمیٹی کو سپرد ہوتے۔

آئین نے عوامی کمیساروں کو تین درجوں میں تقسیم کیا تھا۔ پہلا درجہ کل یونین کمیساریت کا تھا۔ یہ درجہ صرف یو ایس ایس آر کے عوامی کمیساروں کی کاؤنسل (SOVNARKOM) کو حاصل تھا۔ اس میں امور خارجہ' فوجی اور بحریہ کے معاملات' بیرونی تجارت' رسل و رسائل اور ڈاک تار شامل تھے۔ دوسرے درجے کے یونین ریپبلک

یا متحدہ کمیساریت یو ایس ایس آر اور یونین ریپبلک دونوں حکومتوں میں موجود تھے ان میں یونین ریپبلکوں کے کمیساریت مرکز میں کیئے گئے فیصلوں کی تکمیل و تعمیل کے ذمہ دار تھے اس زمرے میں فوجی معاشیات کی سپریم کاؤنسل غذا، مزدور، مالیات اور مزدوروں اور کسانوں پر نگہداشت شامل تھے۔ متحدہ حکومت کا سیاسی انتظامیہ UNIFIED STATE POLITICAL ADMINISTRATION جسے آئین نے ہی قائم کیا تھا۔ اسے یو ایس ایس آر کی عوامی کیساروں کی کاؤنسل (سورناکوم) سے ملحق کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ مختلف علاقوں میں یونین ریپبلکوں کے سورناکوموں میں بھیجے ہوئے اپنے نمائندوں کے ذریعے کام کرتا تھا۔ تیسرے درجے پر ریپبلک کمیساریت تھے جو صرف ریپبلکوں میں تھے۔ یو ایس ایس آر کی حکومت میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ ان کمیساریت میں امور داخلہ، انصاف، تعلیم، صحت عامہ اور سماجی فلاح و بہبود کے شعبے شامل تھے۔ یو ایس ایس آر کی حکومت کے پاس بہرحال ان تمام شعبوں کے لئے بنیادی ہدایتیں اور قواعد و ضوابط وضع کرنیکا حق محفوظ تھا۔ ان انتظامات کے اثر سے حکومت کے مختلف انتظامی امور میں تو بعض بعض صورتوں میں تھوڑی بہت غیر مرکزیت ضرور پیدا ہوئی۔ لیکن جہاں تک پالیسی کی گرفت کا سوال ہے وہ پوری طرح مرکزی ہی رہی وفاقی تنظیم کے پردے میں ایک متحدہ پارٹی کا آہنی ڈسپلن پوری طرح مسلط رہا۔ لیکن جہاں تک آئین کی دستاویز کا سوال ہے اس میں پارٹی کی سیاسی اجارہ داری اور اس کی موجودگی کا ذکر کہیں نہیں کیا گیا۔

۱۹۱۸ء کے آئین کے برعکس یو ایس ایس آر کے آئین میں ایک عدالت عالیہ سپریم کورٹ کا ضرور اضافہ کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ یو ایس ایس آر کی مرکزی عاملہ کمیٹی میں ایک مختار کار (PROCURATOR) بھی مقرر کیا گیا۔ عدالت عالیہ کے حلقہ اختیار میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ تمام یونین ریپبلکوں کی اعلیٰ عدالتوں کو یونین کے قوانین سے متعلق مسئلوں میں رائے دیتی رہیں گی ادنیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے جانچنے اور پرکھنے کا کام بھی اسی کے سپرد تھا۔ تاکہ اگر ان کے فیصلوں میں یونین کے قوانین کے خلاف کوئی فیصلہ صادر ہوا ہو تو اس کی جانچ پڑتال بھی کی جا سکے۔ یونین ریپبلکوں کے منظور کیے ہوئے قوانین کو آئینی اعتبار سے پرکھنا اور انکے تصفیوں کا فیصلہ کرنا بھی سپریم کورٹ کی ذمہ داری تھی۔ لیکن سپریم کورٹ کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ خود یونین کے قوانین کو آئینی اعتبار سے پرکھ سکے۔

یا اس کے کسی شعبے کے کسی عمل کو غیر قانونی یا غیر آئینی قرار دے سکے اگر مختار کار۔ PROCU RATOR سپریم کورٹ کے کسی فیصلے سے متفق نہ ہو تو اسے یو ایس ایس آر کی مرکزی عاملہ کمیٹی کے پریسیڈیم کے سامنے احتجاج کرنے کا حق حاصل تھا۔ سپریم کورٹ پوری طرح مرکزی عاملہ کمیٹی VTsIK کے ماتحت تھا، چونکہ مرکزی عاملہ کمیٹی کو عدالتی قانون سازی اور انتظامیہ کے تمام اعلیٰ ترین اختیارات حاصل تھے۔

پچھلے روسی آئین کی طرح ۱۹۲۴ء کا یو ایس ایس آر کا آئین بھی فرضی روپ اور ترکیبوں کا ایک نیا دفتر تھا۔ اس میں نئی یونین حکومت کے ڈھانچے کا باقاعدہ خاکہ دیا گیا تھا۔ لیکن سوویت نظام میں طاقت کا اختیار کہاں سے ابھرتا۔ اُن ذریعوں کو یا اس کے حقیقی ماخذ کیا ہیں، کو مخفی رکھا گیا تھا۔ پارٹی جو ہر چیز پر غالب اور مسلط تھی اُس کے اس کردار کو ایسے شعبوں کے پردوں میں چھپا کر پیش کیا گیا تھا جن کی تشکیل برائے نام نمائندگی کے اصولوں پر ہوتی تھی۔ اور ان شعبوں کو ایک ایسی حیثیت دے دی گئی تھی کہ یہ پارٹی رہنماؤں کی خواہشات کو پیش نظر رکھیں۔

بہرحال اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آئینی طریقہ کار اور یہ نیا نظام کسی طرح با اقتدار گروپ کے لیے فائدہ مند نہیں تھا۔ ڈکٹیٹر شپ عام طور پر یہی چاہتی ہے کہ وہ پوری طرح کھل کر سامنے نہ آئے۔ ایک آئینی روپ اختیار کرنے کے بعد یہ خود اختیاری طاقت کو قانون اور روایت کا لباس پہنا دیتی ہے۔ یہ حکومت کے آمری انداز کو چھپانے کے لئے اسے آئینی پردہ فراہم کر دیتی ہے۔

آئین کے مسودے کی تیاری کے سلسلے میں خود پارٹی کے حلقوں میں جو بحثیں ہوئیں وہ بھی اہمیت سے خالی نہیں ہیں۔ ان سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ خود یونین کی تشکیل میں جو تناؤ اور کشمکشیں موجود تھیں پارٹی اب بھی اُن سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکی ہے۔ یوکرینی اور غیر روسی کمیونسٹوں کی اس کوشش سے کہ کسی قدر خود مختاری برقرار رکھی جائے جذبات کا بھی اظہار ہو جاتا ہے جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سوویت نظام میں اس احساس کی جڑیں کتنی گہری تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسٹالن اور پولٹ بیورو میں اُس کے ساتھیوں کا یہ فیصلہ کہ اس مسئلے کا کوئی واحد اور ناقابل تردید حل نہ تلاش کیا جائے اور اپنی آئینی تنظیم میں قومیتوں کی ایک کونسل اور یونین ریپبلکوں کے ایک وفاق

کے لئے جگہ نکال لینا ان کی سیاسی دور رسی کا اظہار کرتا ہے۔ حالانکہ آئین نے قومیتوں کی نمائندگی کے لئے ایک علیحدہ جگہ رکھنے کے پیچھے دو مقصد کارفرما تھے۔ ایک طرف اس کے ذریعے قومیت کے جذبے کی تسکین کی جاسکتی تھی اور دوسری طرف مشرق کی کچھ معدوم قومیتوں کی حمایت بھی حاصل کی جاسکتی تھی۔

اس کے بعد کے چند سالوں میں یو ایس ایس آر میں نئی نئی ریپبلکوں کے شامل ہو جانے سے اس کامیابی کا اظہار ہوتا ہے۔ ترکمانستان اور ازبکستان سوشلسٹ ریپبلک میں ۱۹۲۵ء میں داخل ہوئے تاجکستان کو یہ اعلیٰ حیثیت ۱۹۲۹ء میں عطا کی گئی۔ اسی دوران کچھ نئی خود مختار ریپبلکن۔ اور علاقے اور بھی پیدا کیے گئے تاکہ اقلیتی قومیتوں کی خواہشات کو باقاعدہ تسلیم کیا جاسکے۔

بیسویں صدی کی تیسری دہائی اور چوتھی دہائی کے پہلے حصے میں سوویت روس کی قومیتوں کے سلسلے کی پالیسی ایک ایسی اختراعی کوشش کہی جاسکتی ہے۔ جس کے ذریعے ایک طرف مرکزی گرفت اور دوسری طرف علاقائی خود مختاری کی ایک مخصوص شکل دونوں کو یکجا کیا جاسکے۔ خاص طور پر دوسری دہائی میں وہ باقاعدہ ایسی۔ یہی ممکن ہے وہ ہر صورت میں کامیاب نہ بھی ہو سکی ہو کہ قومی ریپبلکوں اور علاقوں میں مقامی زبان کی بنیاد کو وسعت دی جائے، پارٹی میں مقامی لوگوں کو زیادہ سے زیادہ داخل کیا جائے۔ اور انہیں انتظامیہ میں ملازم رکھا جائے خواہ کبھی کبھی ان کا تقرر کسی اہم جگہوں پر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ مرکزی پارٹی کے عہدے دار کسی قسم کی آزادی کے اظہار اور ان علاقوں کے رہنماؤں کی طرف سے کسی قسم کی علاقائی شاذ نیت کے اظہار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں بھی دیر نہیں کرتے تھے۔ ۲۶ اپریل ۱۹۲۶ء کو کاگانووچ اور یوکرین بھی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو لکھے گئے اسٹالن کے ایک کھلے خط میں جو بعد میں پہلی بار ۱۹۴۸ء میں عوام کے لئے بھی شائع کر دیا گیا تھا۔ اس دور کی سوویت قومی پالیسی کا صاف طور پر اظہار ہو جاتا ہے [۴۶]۔ حالانکہ اسٹالن نے خود کو پارٹی اور حکومت کے آلہ کار بتدریج یوکرینی غلبے کا طرفدار ظاہر کیا تھا۔ لیکن اُس نے اس بات کی صفائی بھی کر دی تھی کہ وہ اس غلبے کو جبریہ طور پر مسلط کرنے کے خلاف تھا۔ خاص طور پر کسی ایسی یوکرینی تحریک کے خلاف ہے جو آگے بڑھ کر یوکرینی تہذیب اور یوکرینی سماجی زندگی کو سوویت

تہذیب اور سماجی زندگی سے علیحدہ ختم کر دینے کی جدوجہد میں تبدیل ہو جائے۔ اس نے یوکرینی ناول نگار مائی کولا کھیوری لووی (MIKOLA KHVILOVY) پر یوکرینی دانشوروں کے لئے دیئے ہوئے نعرے "ماسکو سے دور" کے سلسلے میں بڑا تلخ تنقیدی حملہ کیا اُس نے متنبہ کیا کہ ایسا "غیر مارکسی نعرہ" عمومی طور پر ماسکو کے خلاف اور غیر عمومی طور پر روسیوں کے خلاف اور روسی تہذیب اور اس کے عظیم ترین حصول لینن ازم کے خلاف ایک عمومی جدوجہد کو جنم دے سکتا ہے۔ کھیوری لووی کا مربّی شومسکی (SHUMSKY) جو تعلیم کا یوکرینی کمیسار تھا۔ جلدی ہی اپنے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ یوکرینی شاذنیت کے خلاف ۱۹۲۹ء میں چلائی گئی ایک مہم کے نتیجے میں بہت سے ایسے بڑے بڑے دانشور گرفتار ہوئے جنہوں نے خانہ جنگی کے دور میں بالشویکوں کی مخالفت کی تھی۔ اور جن کے خلاف یہ الزام تھا کہ یہ لوگ یوکرین آزادی کی یونین (SVU) کی سازشی تنظیم کے ممبر رہ چکے تھے۔ سکرپینیک جو شومسکی کے بعد تعلیم کا یوکرینی کمیسار مقرر کیا گیا۔ اُس نے بھی ۱۹۳۳ء میں خودکشی کر لی۔ چونکہ اس پر بھی یوکرینی شاذنیت پرست ہونے کا الزام تھا۔

تیسری دہائی کے آخری حصے میں کچھ دوسری قومی ریپبلکوں سے بھی علاقائی شاذنیت کے مرکزوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ایک مصمم کوشش شروع کی گئی۔ بیلوروس میں ۱۹۲۹ء میں دانشوروں اور افسروں کی ایک اچھی خاصی تعداد کو گرفتار کیا گیا چونکہ ان کے خلاف قومی جمہوری پارٹی (NATIONAL DEMOCRATIC PARTY) کے ممبروں کا الزام تھا۔ یہ پارٹی کمیونسٹ حکومت کے خلاف ایک پوشیدہ تنظیم تھی۔ "قوم پرستوں" کی صفائی کی تحریک کو آرمینیا، کریمیا، ترکستان اور دوسرے علاقوں میں بھی پھیلایا گیا۔ جس کی زد میں پارٹی ممبر اور غیر ممبر دانشور دونوں ہی آئے۔ پارٹی اور حکومت کے آلۂ کار پر اسٹالن کی گرفت مستحکم ہونے کے ساتھ ہی ساتھ قومی ریپبلکوں پر بھی ماسکو کی نگاہ سخت ہوتی چلی گئی۔

تیسری دہائی کے آخری حصے میں صنعتی ترقی کے پروگرام کی ابتدا نے مرکزیت کو کچھ اور مضبوطی اور استواری بخشی۔ نئے صنعتی کمیساریت جس کے سپرد صنعتی پروگرام کے سلسلے کے انتظامات کیے گئے تھے۔ انہیں "کل یونین" یا متحدہ بنیادوں پر منظم کیا گیا۔ صرف چھوٹے پیمانے کی مقامی صنعتوں کو ہی پوری طرح یونین ریپبلکوں کے حلقۂ اختیار

میں چھوڑا گیا۔ چنانچہ نتیجہ کے طور پر چوتھی دہائی کے درمیانی حصے تک سوویت دفاقیت محض ایک تصوّر یا افسانوی خیال سے زیادہ کچھ نہیں۔

یو ایس ایس آر کا ۱۹۳۶ء کا آئین

اس موقع پر یو ایس ایس آر کی آئینی تاریخ میں ایک دم ایک نیا باب کھول دیا گیا۔ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پلینم نے مولوٹو و کو ہدایت جاری کی کہ وہ سوویتوں کی کل یونین ساتویں کانگریس میں شامل ہو۔ اور آئین میں ترمیمیں پیش کرے۔ ان ترمیموں کے مندرجہ ذیل رخ ہونے چاہئیں۔

(الف) انتخابی نظام میں اور زیادہ جمہوری طریقہ پیدا کیا جاسکے۔ اس کا اندازہ ایسا ہو کہ غیر مساوی انتخابات میں بہت سے درجے موجود نہ ہوں اُن میں براہ راست انتخابات کا طریقہ شروع ہو۔ اور کھلے ہوئے انتخابات کی جگہ خفیہ انتخابات لے لیں۔

(ب) اور آئین کی سماجی معاشی بنیادوں کی اور وضاحت کی جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ یو ایس ایس آر میں طبقاتی طاقتوں کے درمیان جو نیا رشتہ قائم ہوا ہے ذہنی سوشلسٹ صف کی ابتداء بڑے بڑے زمینداروں کا خاتمہ اور اشتراکی ملکیت جو سوویت سوسائٹی کی بنیاد بن چکی ہے۔ اُس کی تصدیق کی جائے وغیرہ۔ نئے آئین کو ان تبدیلیوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ سوویتوں کی کانگریس نے مالوٹوو کی پیش کشوں کو اتفاق رائے سے منظوری دے دی اور اس کی مرکزی عاملہ کمیٹی نے اسٹالن کی سربراہی میں نئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ایک آئینی کمیشن مقرر کیا۔ اس کمیشن کے ممبروں میں بخارن اور راڈیک (RADEK) بھی تھے جنہوں نے جلدی ہی اُن آئینی "تحفظوں" کا صحیح مطلب اور ان کی قدر کو بھی سمجھ لیا جن کی وضاحت میں وہ مصروف تھے۔

یکم جون ۱۹۳۶ء کو اسٹالن نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پلینم کے سامنے نئے قانون کا مسودہ پیش کر دیا۔ پلینم نے اسے منظوری دی اور سوویتوں کی کل یونین کانگریس کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد کرنے کا حکم جاری کیا گیا کہ وہ اس متن پر قومی پیمانے پر

بحث مباحثہ شروع کریں۔ وائی شنیسکی کے قول کے مطابق۔ ۔ ۔آئین کو بڑی دلچسپی اور خوشی کے اظہار کے ساتھ پڑھایا گیا۔ تمام صنعتی ذرائع آمد و رفت کے اداروں، اجتماعی اور سرکاری فارموں اور سرکاری دفتروں میں اس پر بحثیں ہوئیں۔ ۔ ۔ سوویت عوام نے بڑی امنگوں اور جوش و خروش کے ساتھ یو ایس ایس آر کے نئے آئین کی اشاعت پر ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور بالکل متفقہ طور پر اس کو قبول کیا۔[۶۹] ظاہر ہے کہ اسٹالن اس بات کا بے چینی سے خواہش مند تھا کہ ساری دنیا یہ بات دیکھے کہ آئین پر ایک عام بحث مباحثہ جاری ہے اور سوویت یونین کے عوام اپنے رہنماؤں کے کام کو منظور کر رہے ہیں۔

۲۵ر نومبر ۱۹۳۶ء کو سوویتوں کی کل یونین غیر معمولی کانگریس منعقد ہوئی اور آئین کے آخری مسودے کو پیش کرنے کے لئے اسٹالن خود سامنے آیا۔ اس مسودے میں کچھ وہ مشورے بھی شامل کر لیے گئے تھے۔ تو اس بحث مباحثے کے نتیجے میں سامنے آئے تھے۔ ۵ر دسمبر ۱۹۳۶ء کو اس مسودہ کا آخری روپ کانگریس نے اتفاق رائے سے منظور کر لیا۔

کانگریس کے سامنے کی گئی اسٹالن کی تقریر میں کسی حد تک اس محرک کی طرف اشارہ ضرور مل جاتا ہے جس کے تحت آئین پر نظر ثانی کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اور اس کے ساتھ بڑے پیمانے پر ایک بحث مباحثہ ہوا تھا۔ اسٹالن کی تقریر میں ابتداء میں ہی یہ اشارہ موجود تھا۔ ایک نئے آئین کی اس لئے ضرورت ہے کہ سوویت نظام کے بنیادی قوانین کو سوویت یونین میں ۱۹۲۴ء کے بعد سے آنے والی سماجی اور معاشی تبدیلیوں کے مطابق ڈھالا جا سکے۔ جن تبدیلیوں کا اُس نے خاص طور پر ذکر کیا اُن میں پنج سالہ منصوبوں کے تحت صنعتوں کی سوشلسٹ انداز پر تنظیم تھی جو قومی معاشی پالیسی میں ملی جلی اقتصادیات' کے مقابلے میں بالکل مختلف تھی۔ اسی طرح زراعت میں اشتراکیت بڑے بڑے زمینداروں کا پوری طرح خاتمہ' اور اشتراکی فارموں کے ایک نظام کا وجود میں آنا وغیرہ قسم کی تبدیلیاں شامل تھیں۔ اسٹالن کے مطابق ان کی تبدیلیوں کے نتیجے میں سوویت سوسائٹی کا طبقاتی ڈھانچہ بالکل بدل چکا تھا۔ زمین کے مالک بڑے بڑے جاگیردار، سرمایہ دار اور تاجر ختم ہو چکے تھے۔ اور اب صرف محنت کش، کسان اور دانشور باقی تھے جو ایک واحد مفاد کے حصول کے لئے مل کر ایک ہو گئے تھے۔ اسٹالن

نے بیان کیا کہ نیا آئین۔۔۔اس حقیقت کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتا ہے کہ اب سوسائٹی میں متضاد طبقے موجود نہیں ہیں۔اب سوسائٹی میں صرف دو برادرانہ طبقے موجود ہیں، مزدور اور کسان' اور یہی محنت کش طبقے' جو برسر اقتدار ہیں[42] اسٹالن نے دلیل کے طور پر کہا کہ اب یہ بات ممکن ہے کہ عوامی حق رائے دہندگی کو بغیر کسی روک ٹوک کے اور جھجک کے شروع کر دیا جائے اور کوئی ایسا طبقہ نہ چھوڑا جائے جو ووٹ دینے کے حق سے محروم ہو۔ اب یہ بات بھی ممکن ہے کہ مزدوروں اور کسانوں کے درمیان سے ہر قسم کے امتیاز اور نامساوات ختم کر دی جائے۔اب بالواسطہ انتخابات کے طریقے اور شہری مزدوروں کے ووٹوں کو دیہی کسانوں کے ووٹوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دیئے جانے کے طریقے کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اب یہ بھی ممکن ہے کہ پوشیدہ انتخابات کے طریقے کو رائج کر دیا جائے. چونکہ اب سوسائٹی کے تمام طبقے اس نظام حکومت کے پوری طرح وفادار ہو چکے ہیں۔ اُس نے اپنی تقریر میں اس آئین کے اُن ناقدوں کو جواب دینے کے لئے تھوڑا سا وقت صرف کیا۔ جن کے مطابق اس آئین نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی۔ چونکہ اس میں بھی کمیونسٹ پارٹی کے سیاسی اجارہ داری پر کوئی حرف نہیں آیا تھا۔ اُس نے کہا مجھے اعتراف کرنا چاہئے کہ نئے آئین کے مسودے۔۔۔نے بھی یو ایس ایس آر کی کمیونسٹ پارٹی کی موجودہ رہنمائی کی حیثیت کو محفوظ رکھا ہے۔۔۔ یو ایس ایس آر میں صرف ایک پارٹی باقی رہ سکتی ہے کمیونسٹ پارٹی، جو پوری جرأت اور مضبوطی کے ساتھ مزدوروں اور کسانوں کے مفادات کی آخری حد تک حفاظت کرتی ہے۔ اُس کی دلیل تھی کہ پارٹی محنت کش عوام کے مفادات کی محافظ ہے۔" یہ محنت کش عوام کو جمہوریت بخشتی ہے' جس کا مطلب سب کے لئے جمہوریت ہے۔۔۔ اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ آئین یو ایس ایس آر کا آئین پوری دنیا میں مکمل جمہوری آئین ہے[43] الفاظ کے اس گورکھ دھندے کی اہمیت کا صحیح احساس اسٹالن کی تقریر کے آخری حصے میں اُس وقت ہوا جب اُس نے آئین کو سوویت خارجہ پالیسی کے سلسلے میں اہم اور کارگر ہتھیار بتلایا۔

"نئے آئین کی بین الاقوامی اہمیت کو۔۔۔کسی طرح بھی مبالغہ نہیں کہا جا سکتا۔ آج جب فاشزم کی ایک مبہم سی لہر محنت کش طبقے کی سوشلسٹ تحریک کو بدنام اور داغ دار

بنانے پر تلی ہوئی ہے اور تہذیب یافتہ دنیا کی بہترین آبادی کی کوششوں کو دھندلا کر دینے کے لئے کوشاں ہے' اس وقت یو ایس ایس آر کا نیا آئین فاشزم کے خلاف ایک جوابی اعلان ثابت ہوگا اس میں اعلان ہوگا کہ سوشلزم اور جمہوریت ناقابل تسخیر طاقتیں ہیں۔ یو ایس ایس آر کا نیا آئین تمام اُن طاقتوں کے لئے ایک اخلاقی سہارا ہے اور ایک حقیقی حمایت ثابت ہوگا جو آج فاشسٹ بربریت سے جنگ میں مصروف ہیں۔[24] یہ وہ دور تھا جس میں دنیا کے ہر حصے میں عوامی محاذ بنے ہوئے تھے۔ اور اس وقت سوویت یونین اس بات کی متلاشی تھی کہ سرمایہ دار جمہوریتوں میں آزاد خیال لوگوں کی رائے کو مطمئن رکھ کر اپنا ہمدرد بنایا جا سکے' اس وقت سوویت حکومت مشترکہ تحفظ کی تبلیغ میں مصروف تھی اور معاہدوں اور صلح ناموں کا ایک ایسا نظام پیدا کر لینے کے لئے کوشاں تھی۔ جیسے ہٹلر اور اس کے اتحادیوں کے خلاف کام میں لایا جا سکے۔ ۱۹۳۶ء کے آئین اور اس سلسلے میں وسیع عوامی بحث مباحثے کے بعد اسے قبول کئے جانے کے پیچھے یہی مقصد کارفرما تھا کہ مغربی جمہوریتوں کو یہ بات باور کرائی جا سکے کہ سوویت یونین بھی ایک حقیقی جمہوریت ہے یا کم از کم یہ جمہوریت کی طرف گامزن ہے اور اسے سوویت عوام کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ خارجہ پالیسی کے نقطہ نظر سے ۱۹۳۶ء کے آئین کے مقاصد میں سے ایک یہ خواہش غالباً اہم ترین تھی کہ نازی' فاشسٹ اور جاپانی حملوں کے مقابلے کے لئے مغربی طاقتوں سے یکجہتی پیدا کی جا سکے۔ اور اس سلسلے میں اُنکی حمایت حاصل کی جا سکے۔ اس آئین کی منظوری کے قدم بہ قدم عظیم صفائی کی مہم جو چلی ہے اُس نے اس کے اس اثر کو بہت حد تک زائل کر دیا اور یکجہتی کی وہ کوشش جو اس کے ذریعہ سے کی گئی تھی اس وقت تک کامیاب نہ ہو سکی جب تک سوویت یونین پر نازی حملہ باقاعدہ نہ ہو گیا۔ اسکے پیش کردہ نظام کو مختصراً مندرجہ ذیل انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے۔[25] پہلے باب میں سوسائٹی کی تنظیم کو بیان کیا گیا تھا۔ اس میں یو ایس ایس آر کو مزدوروں اور کسانوں کا نام دیا گیا' اس کے ساتھ حکومت کے اجتماعی فارموں اور شخصی ملکیت کے کرداروں کا ایک عمومی خاکہ دیا گیا ہے۔

آئین کے اگلے آٹھ بابوں میں حکومت کے سیاسی ڈھانچے کی وضاحت کی گئی۔ اس بات کو دہرانے کے بعد کہ یو ایس ایس آر کی حکومت ایک وفاقی حکومت ہے اور ہر یونین

کو "علیحدگی کا حق" حاصل ہے۔ مرکزی حکومت کے شعبوں کی گرفت اور اختیارات کو اتنی وسعت دی گئی ہے اور انہیں اتنا ہمہ گیر بنا دیا گیا ہے کہ اس سے پورے وفاقی کردار کی نفی ہو جاتی ہے جس پر پوری حکومت کی بنیاد بتلائی گئی ہے حکومت کا اعلیٰ ترین با اقتدار شعبہ یو ایس ایس آر کے سپریم سوویت کو بتلایا گیا ہے حالیہ تنظیم کے مطابق سپریم سوویت کو دو چیمبروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا یونین کی کاؤنسل جس کے انتخابات براہ راست تین لاکھ آبادی پر ایک ڈپٹی کے تناسب سے ہوتے ہیں۔ اور دوسرا چیمبر قومیتوں کی کاؤنسل ہے اسکا انتخاب بھی براہ راست ہی ہوتا ہے۔ اور اس میں پچیس ڈپٹی ہر یونین ریپبلک سے گیارہ ڈپٹی ہر خودمختار ریپبلک سے پانچ ڈپٹی ہر خودمختار علاقے سے اور قومی علاقے سے ایک ڈپٹی لیا جاتا ہے۔ دونوں چیمبروں کی مدتِ کارکردگی چار سال مقرر کی گئی ہے اور انہیں قانون سازی اور اس میں تحریک کرنے کے مساوی حقوق دیئے گئے ہیں ایسی صورت میں جب یہ دونوں کسی نکتے پر متفق نہ ہوسکیں اور اس اختلاف کا حل بھی نہ تلاش کیا جاسکے۔ (اور ایک پارٹی کی حکومت میں ایسا موقع شاید ہی کبھی آسکے) اس وقت سپریم سوویت کے پریسیڈیم کو سوویت کے منسوخ کر دیئے اور نئے انتخابات کے اعلان کر دینے کا اختیار ہے۔ پریسیڈیم کا انتخاب دونوں چیمبروں کے ملے جلے اجلاس میں ہوتا ہے ۱۹۳۶ء میں کی گئی پریسیڈیم کی تشکیل کے مطابق اس کا ایک سربراہ ہوتا تھا۔ گیارہ نائب سربراہ ایک سکریٹری اور چوبیس ۲۴ ممبر ہوتے تھے۔ لیکن اب اس کی ممبری میں کچھ تبدیلی آگئی ہے۔ اب یہ ایک سربراہ یونین ریپبلکوں کی حکومت ایک چیمبر کے سپریم سوویت پر مشتمل ہوتی ہے، جو اس کا پریسیڈیم ہوتا ہے اور ایک وزیروں کی کاؤنسل ہوتی ہے جس میں یونین ریپبلک اور ریپبلک دونوں کی دو وزارتیں شامل ہوتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی انتظامیہ کی کوششوں اور مختلف کمیٹیوں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ یونین ریپبلک کی وزارتیں یونین ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل اس کی سپریم سوویت، اور ساتھ ہی اس کے متوازی مرکزی وزارتوں کے تحت ہوتی ہیں۔ ریپبلک کی وزارتیں براہ راست طور پر یونین کے وزیروں کی کاؤنسل اور اس کے سپریم سوویت کے تحت ہوتی ہیں۔ خودمختار ریپبلکوں کی بھی خود اپنی سپریم سوویت، پریسیڈیم۔ اور وزیروں

کی کاؤنسل ہوتی ہے۔ حکومت کے اقتدار کے مقامی ادارے (علاقے، ضلع، شہر دیہی علاقے وغیرہ) میں دو سال کے لئے چنی گئی سوویتیں اور عاملہ کمیٹیاں (IZSPOLKOMS) شامل ہیں۔ جو قاعدے کے اعتبار سے سوویتوں کے سامنے جوابدہ ہوتی ہیں۔ اور یہی یونین انہیں منتخب بھی کرتی ہے۔ تازہ طور پر پارٹی کی تشکیل کچھ اس انداز میں کی گئی ہے کہ اس میں صنعتی زراعتی میدانوں کے مختلف شعبوں کے متوازی درجے قائم ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سوویت شعبوں کو بھی بالکل اسی ڈھنگ سے منظم کیا گیا ہے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۶۲ء کو مرکزی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے خروشچیف نے اعلان کیا تھا تمام اپنے علاقوں (REGIONS) اور مملکتوں (TERRITORIES) میں جہاں صنعتی زراعتی پیداوار کے مطابق ریجنل اور ٹیریٹوریل پارٹی کمیٹیاں قائم کی جاتی ہیں، وہاں مزدوروں کے ڈپٹیوں کی دو خود مختار یونین اور ان کی مجالس عاملہ Executive Committees قائم کی جائیں گی ان میں سے ایک اُس آبادی سے متعلق ہوگی جو صنعتی پیداوار میں مصروف ہے اور دوسری اُس آبادی سے تعلق رکھے گی جو زراعتی پیداوار میں لگے ہوئے ہیں۔ اس آئین نے ایک عدلیہ کا نظام بھی دیا ہے جس میں یو ایس ایس آر کی عدالت عالیہ (Supreme Court) یونین ریپبلکوں کے سپریم کورٹ، ٹیریٹوریل اور ریجنل عدالتیں خود مختار ریپبلکوں کی عدالتیں ہے، دوسری خود مختار علاقوں کی عدالتیں عوامی عدالتیں اور فوجی ٹریبونل شامل ہیں۔ عوامی عدالتوں کے جج عوام کے ذریعے پانچ سال کے عرصے کے لئے چنے جاتے ہیں۔ عوامی ثالث یا پنچ جوان ججوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ دو سال کے لئے چنے جاتے ہیں۔ دوسری عدالتوں کے جج اپنی اپنی سوویتوں کے ذریعے پانچ سال کے لئے نامزد کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فوجی ٹریبونل کے ممبر بھی پانچ سال کا کام کرتے ہیں اور ان کے ناموں کی باقاعدہ منظوری سپریم سوویتوں کے پریسیڈیم کی طرف سے دی جاتی ہے۔ مقدموں کی سماعت عام طور پر عوام کے سامنے ہی ہوتی ہے بشرطیکہ اس کے خلاف قانونی ہدایت ہو۔ مجرم کو کاؤنسل کی طرف سے تحفظ کے حق کی ضمانت دی گئی ہے مگر یہ وہ حق ہے جس کے متعلق "عظیم صفائی" سے بچے کچھے افراد کا کہنا ہے کہ آئین کی شق میں اس سلسلے میں لفظ بہ لفظ وضاحت کے باوجود بھی اس کو وقتی طور پر معطل کر دیا گیا تھا آئین کی شق ۱۱۲ کے مطابق "جج آزاد ہیں اور صرف قانون کے پابند ہیں" اس فارمولے کی ایک سوویت قانونی ماہر این۔ این۔ پولیانسکی نے واضح طور پر وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

ججوں کی آزادی، جس کا حوالہ اسٹالن کے آئین کی شق ۱۱۲ میں دیا گیا ہے، وہ اُن کی سیاسی آزادی پر لاحق نہیں ہوتی. جج صرف قانون کے پابند ہیں. یہ قانونی وقفہ ججوں کو سوویت حکومت کی پالیسی پر پابندی کرنے کا اظہار کرتا ہے جس کا اظہار قانون میں کردیا گیا ہے۔

یہ مانگ کہ جج کا ہر فعل قانون کا پابند ہونا چاہئیے اور یہ مانگ کہ اسے کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کا بھی پابند ہونا چاہیئے. یہ دونوں چیزیں ہمارے ملک میں متضاد نہیں ہوسکتیں[۴۴]

مختار کل (Procurator - General) جسے یو ایس ایس آر کی سپریم سوویت سات سال کی مدت کے لئے مقرر کرتی ہے اور نچلے حلقوں کے مختار کار جو اس مختار کل کے تحت کام کرتے ہیں ان کے پاس" ان حلقۂ اختیار کی تمام وزارتوں کے تحت تمام شعبوں سرکاری ملازموں اور یو ایس ایس آر کی عوام میں قانون کی سخت ترین پابندی پر نگہداشت" کے اختیارات ہوتے ہیں. آئین کی شق ۱۲۷ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی شخص بھی عدالت کے فیصلے یا کسی مختار کے حکم کے بغیر حراست میں نہیں رکھا جاسکتا" لیکن جیسا کہ خرد شچیف نے بیسویں کانگریس میں اپنی خفیہ تقریر میں کھلے الفاظ میں اقرار کیا تھا. یہ پابندی اور اس کے ساتھ ہی آئین میں دی گئی اور بہت سی یقین دہانیاں کچھ ایسی ہی تھیں. جن کی عزت اسٹالن دور میں اُن کو توڑ کر کی جاتی تھی. کوسیور، رودزوٹاک، پوسٹی شیو، کوسار لیو اور دوسرے کارکنوں کی موت کی سزا پر اظہار رائے کرتے ہوئے، اس نے کہا تھا. اور دوسرے ساتھیوں کی طرح یہ لوگ بھی مختار عام کی اطلاع کے بغیر ہی گرفتار کئے گئے تھے[۴۵] مختاری کے شعبے کو جو وسیع اختیارات دیئے گئے تھے انہیں آئینی انداز کی بجائے قانونی انداز میں بیان کیا گیا تھا. ان اختیارات میں یو ایس ایس آر سپریم کورٹ کے فیصلوں کے خلاف سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے سامنے احتجاج کرنے کا حق فوجداری مقدموں میں حکومت کے وکیل کی حیثیت سے کام کرنے اور اسے دیوانی مقدموں میں مداخلت کرنے کے حقوق شامل ہیں جن میں حکومت کے مفادات پر اثر پڑ سکتا ہے۔

آئین کا دسواں باب شہریوں کے بنیادی حقوق اور اُن کے فرائض کی وضاحت کرتا ہے. حقوق کی فہرست میں کام کا حق، آرام اور فرصت کا حق، بڑھاپے اور بیماری میں کام کرنے کی طاقت ختم ہوجانے کی صورت میں بقاء کا حق، تعلیم کا حق، مرد عورت میں مساوات کا حق نسل یا قومیت کے اختلافات کی وجہ سے اختیارات کا خاتمہ، ضمیر کی آزادی، تقریر کی آزادی،

اشاعت کی آزادی، جمع ہونے اور جلسے کرنے کا حق، سڑکوں پر مظاہرے اور جلوس نکالنے کا حق، عوامی تنظیموں میں متحد اور منظم ہونے کا حق، شہریوں کی شخصیتوں اور ان کے گھروں پر کسی قسم کا اختیار نہ ہو اور خط و کتابت کو خفیہ رکھنے کا حق شامل ہیں۔ لیکن "حقوق" کی اتنی متاثر کن فہرست کی وضاحت حقائق کی روشنی میں کرنا ضروری ہے۔ کام کرنے کے حق سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی شخص آزادانہ طور پر کوئی بھی کام چن سکتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کام کرنے کے حق سے پورے ڈسپلن کی پابندی کے ساتھ حکومت کے مقاصد کے تحت کام کرنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب ہے صرف اس جگہ اور اُس عہدے پر کام کرنا جس پر کوئی شخص مقرر کیا گیا ہے اُس تنخواہ پر اور اُن حالات میں کام کرنا جو اُس کے اعلیٰ افسروں نے مقرر کئے ہیں جن پر خود کام کرنے والے کا کوئی اختیار نہیں ہے ہڑتال کا کوئی حق موجود نہیں ہے۔ اور ٹریڈ یونین بنیادی طور پر سرکاری کمیٹیوں کی اعزاز یافتہ یونینوں کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو پندرھواں باب۔

سوویت آبادی کے کم از کم کروڑوں شہریوں کے لئے اسٹالن کے دور میں کام کرنے کے حق کا مطلب محض مقررہ کیمپوں میں ناگفتہ بہ حالات میں جبریہ مزدوری تھا۔

دنیا کے اور حصوں کی طرح سوویت یونین میں بھی فرصت اور آرام کو لطف کے ساتھ گزارنے کا حق ذرائع کی موجودگی پر منحصر ہے۔ حالانکہ گزشتہ چند سالوں میں مکانوں کی سخت قلت کو کم کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے لیکن بہرحال رہائشی مکان کا رقبہ اب بھی ایک مسئلہ ہے اور معمولی سوویت شہری جس گھٹے ہوئے مکان اور جتنے آدمیوں کے ساتھ عام طور پر زندگی گزارنے پر مجبور ہے اُسے آرام اور سکون کے لئے تو کسی طرح مناسب نہیں کہا جا سکتا۔ سوویت سوسائٹی کے نسبتاً زیادہ خوش حال اور اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد کو تعطیلات کی آرام گاہوں اور سیر و تفریح کے مقامات میں جگہ حاصل کر لینا آسان ہے لیکن وہ لوگ جن کے ذرائع کم ہیں یا جو اتنے اچھے اور اونچے عہدوں پر نہیں ہیں انہیں اس قسم کی جگہوں میں داخلہ اتنی آسانی سے نہیں مل پاتا لیکن دوسری طرف ہفتہ کے مقررہ کام کے گھنٹوں میں جو کمی تازہ طور پر کی گئی ہے، یا عوامی بیمے اور اس کے فوائد میں جو ترقی ہوئی ہے، اور مفت طبی امداد سے اس حق کے حصول میں بھی بہتری پیدا ہوئی ہے۔

تعلیم کے حق کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے۔ سوویت حکومت کے تحت تعلیم کے

سلسلے میں فراہم کی جانے والی آسانیوں میں جتنی توسیع ہوئی ہے وہ یقیناً متاثر کن ہے خاص طور پر سائنس اور تکنیکی میدانوں میں، لیکن حکومت کا یہ وعدہ کہ وہ سب کے لئے مفت تعلیم کا انتظام کر دے گی۔ یہ اب تک صرف پہلی آٹھ جماعتوں یا اس کے ساتھ ایسی عملی ٹریننگ جو نوجوانوں کو کسی صنعت یا زراعت یا سوویت سوسائٹی کے دوسرے حصوں میں کام کرنے کے قابل کر سکے صرف اسی حد تک محدود ہے۔ وہ طالب علم جو اعلیٰ تعلیم گاہوں میں داخلہ حاصل کر لیتے ہیں انہیں بھی حکومت سے کافی امداد مل سکتی ہے۔ انہیں کسی قسم کی ٹیوشن فیس نہیں ادا کرنی ہوتی اور لائق اور ضرورت مند طالب علموں کو حکومت کی طرف سے مالی امداد یا وظائف بھی مل جاتے ہیں، جو اُن کی تعلیمی کامیابی اور اُن کی ذاتی ضرورت کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت سے طالب علموں کے لئے یہ امداد اُن کی زندگی کی بنیادی ضروریات کے اعتبار سے کم ہوتی ہے۔ اور اس میں جو فرق ہوتا ہے وہ بہرحال والدین ہی کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ حقیقی دشواریاں اُن لوگوں کے سامنے کھڑی ہوتی ہیں جن کے پاس یہ بیرونی مالی امداد موجود نہ ہو ان کے لئے ان اعلیٰ تعلیمی اداروں میں کل وقتی نصابوں میں شریک ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔ سوویت تعلیمی پالیسی میں جو تازہ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اُن کا ایک خاص اثر یہ ہے کہ نوجوانوں میں سے ایک بڑے حصے کو نسبتاً کم تر درجے کی صنعتی اور زراعتی جگہوں کے لئے الگ کر لیا جاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم کے مواقع بہتر تعلیمی استعداد رکھنے والے ایسے طالب علموں کے لئے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں جو ذرائع پر بھی عبور رکھتے ہیں۔

آئین کے اس متن میں جس میں عورتوں کو مساویانہ حق دیا گیا ہے (دفعہ ۱۲۲) اس حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سوویت صنعتی زراعتی مزدور طاقت میں عورت بھی ایک برابر کی حصہ بن چکی ہے جیسا مرد ہے۔ اور یہ کہ حکومت نے ایک مصمم کوشش اس بات کی ہے کہ ان صلاحیتوں اور پیداواری قابلیتوں کو حکومت کے کاموں میں لگایا جائے۔ لیکن بہت سی ایسی خانہ دار عورتوں کے لئے جو باہر نکل کر کام کرنے کے لئے مجبور ہیں گھر کی ذمے داریوں کے ساتھ ایک بوجھ اور بڑھ گیا ہے اور ایسی صورت میں برابر حقوق کا دیا جانا محض دعویٰ ہی لگتا ہے۔ حالانکہ حکومت اور پارٹی کے دفتروں میں اعلیٰ عہدوں پر عورتوں کا تناسب کم ہے۔ لیکن انتظامیہ اور مختلف پیشوں میں نسبتاً کم اہم جگہوں پر عورتوں کی تعداد میں کافی اضافہ نظر آیا ہے۔ عورتوں کے متعلق یہ نیا رویہ اور طرز فکر خاص طور پر سوویت وسط ایشیا کے علاقوں

میں بہت انقلابی انداز میں اثر انداز ہو رہی ہے۔ جہاں ایک طرح سے عورتیں سوسائٹی سے الگ تھلگ اور محکوم حیثیت رکھتی تھیں۔ آئین میں نسلی اور قومی امتیاز برتنے کے سلسلے میں کی گئی ممانعت (دفعہ ۱۲۳) کو بھی اس رجحان کی روشنی میں دیکھا جائے جس کے اثر سے عظیم روسی کو ایک افضلیت حاصل ہوئی ہے اور غیر عظیم روسی قومیتوں میں مقامی وطن پرستی کے اظہار کو پوری سوویت حکومت کے لئے ایک خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ ضمیر کی آزادی کی ضمانت جو آئین (دفعہ ۱۲۴) میں دی گئی ہے، اسے بھی مشروط حق ہی کہا جا سکتا ہے۔ سوویت یونین میں تمام مذہبی تنظیمیں کلیساؤں کے معاملات کی سرکاری کاؤنسل کی سرپرستی میں رہ کر کام کرتی ہیں۔ ان تنظیموں کو مذہبی رسوم کی ادائیگی کے علاوہ کسی دوسرے کاموں میں حصہ لینے کی ممانعت ہے ان پر ایک زبردست دباؤ یہ بھی موجود ہے کہ انہیں حکومت کے لاحقات میں تبدیل کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی پارٹی کے رہنماؤں کی پالیسی مذہب کے کسی بھی اظہار کی ہر طرح مخالف ہے۔ پورے تعلیمی نظام کا زور مذہبی عقائد سے لوگوں کو بددل کرنے پر صرف کیا جاتا ہے۔ پارٹی اور کمیونسٹ نوجوانوں کی تنظیموں کے ممبروں کو ہر قسم کی مذہبی رسومات میں شرکت کرنے کی ممانعت ہے۔ اور کمیونسٹ نظریاتی تربیت میں مذہب مخالف تبلیغ ایک بنیادی جز مان لی گئی ہے۔ وائی شینسکی کے قول کے مطابق اصل مقصد محنت کش عوام کی سماجی تعلیم، مذہب مخالف پروپیگنڈا سائنٹفک معلومات کو ذہن نشین کرانے اور تعلیم کے پھیلاؤ کے ذریعے، مذہب کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا ہے۔[49] آئین میں (دفعہ ۱۲۵ کی) وہ تحتی شق جن میں تقریر کی آزادی، اشاعت (PRESS) کی آزادی اور شاہراہوں پر مظاہروں اور جلوسوں کی آزادی کا ذکر کیا گیا ہے اُن سے پہلے پیش لفظ کے طور پر ان شرائط کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ ان حقوق کا استعمال صرف اُسی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ یہ کام "محنت کش طبقے کے مفادات کے متوازی ہوں اور سوشلسٹ نظام کی مضبوطی کے لیے کئے جائیں"۔ اگر اس بات کو اور زیادہ صاف لفظوں میں ادا کیا جائے تو یہ حقوق پارٹی رہنماؤں کی مسلمہ حیثیت اور ان کی عظمت کو چیلنج کرنے کے لئے استعمال میں نہیں لائے جا سکتے اور جب کہ آئین کی متعدد وضاحتی تحریروں سے واضح ہوتا ہے۔ "یہ آزادیاں" صرف موافقین کے لئے موجود ہیں، حکومت کے مخالفین کے لئے نہیں۔ سوویت آئین کے لغت میں آزادی کے معنی حکومت میں با اقتدار گروپ کی پالیسیوں کی تصدیق کے ہیں اُن پر تنقید کے لئے نہیں ہیں۔ "عوامی تنظیموں میں متحد ہونے کا حق" (دفعہ ۱۲۶) اس کو بھی اسی قسم کی شرطوں سے محدود کر دیا گیا ہے۔ یہ صرف اتنا حق

بخشتا ہے کہ عوام کو اُن تنظیموں میں متحد ہونے کا حق حاصل ہے. جنہیں حکومت نے قائم کیا ہے یا جنہیں حکومت منظوری دے چکی ہے۔

آئین کے وہ حصے جن میں شخصیت کی حیثیت کو ناقابل تسخیر بتلایا گیا ہے (دفعہ ۱۲۸) ان کی عملی حیثیت بھی مشتبہ رہی ہے۔ 'عظیم صفائی' کے بحران میں یہ حقوق محض ایک کھوکھلا مذاق بن کر رہ گئے تھے. اور اس 'عظیم صفائی کے انتہائی عروج کا وقت. اتفاق سے اس نئے قانون کا پہلا سال ہی تھا۔ اسٹالن کے دور میں یہ صرف ایسے لفظ کہے جا سکتے تھے جن میں کوئی روح نہیں تھی اور ان کی وہ اہمیت جو انہیں آج کسی قدر حاصل ہے وہ بھی محض اسٹالن کے جانشینوں کے اس رواداری انداز کی وجہ سے نظر آتی ہے جس کا ان لوگوں نے اب تک مظاہرہ کیا ہے۔ سوویت طرز فکر میں کسی کام کو کئے جانے کے باقاعدہ عملی طریقے آئینی وضاحتوں پر مبنی نہیں ہیں. بلکہ عام طور پر یہ کسی ڈکٹیٹر کے انداز فکر کی پیداوار ہوتے ہیں آئین کے دسویں باب کے باقی حصوں میں سوویت شہریوں پر عائد ذمہ داریوں کی تفصیلات دی گئی ہیں ان میں آئین کی پابندی' قانون کی پابندی' مزدوروں میں ڈسپلن کی پابندی (دفعہ ۱۳۰) عوامی سوشلسٹ ملکیت کا تحفظ اور اس کا استحکام (دفعہ ۱۳۱) اور اپنے پدر وطن کے "تحفظ" کے فرائض (دفعہ ۱۳۳) شامل ہیں۔ (دفعہ ۱۳۲) میں ہر شخص ہر فوجی خدمات کی پابندی کو بنیادی قانون کا حصہ بتلایا گیا ہے آئین میں عوام حقوق کے اعلان کی بجائے اس حصے میں جس میں شہریوں پر عائد ہونے والے فرائض کا ذکر کیا گیا ہے. ان کی پابندی کو یقینی بنانے کے لئے باقاعدہ قوانین بھی دیئے گئے ہیں۔

آئین کے باقی اہم ابواب انتخابات کے طریقوں اور آئین میں ترمیم کے طریقوں سے متعلق ہیں۔ انتخابات سے متعلق باب میں' براہ راست' ہر بالغ کو ووٹ دینے اور خفیہ طریقہ انتخابات کا ذکر کیا گیا ہے (دفعہ ۱۳۴) اس میں ووٹ دے سکنے کی کم سے کم عمر اٹھارہ سال رکھی گئی ہے. اور ہر شخص کو ووٹ کے حق کی ضمانت دی گئی ہے. پاگلوں یا ایسے افراد کے علاوہ جنہیں کسی عدالت سے باقاعدہ سزا مل چکی ہو اور اس سزا میں ووٹ کے حق سے محرومی کو بھی شامل کیا گیا ہو (دفعہ ۱۳۵' ۱۴۱) کے مطابق امیدواروں کو نامزد کرنے کا حق عوامی تنظیموں اور مزدوروں کی انجمنوں کے لئے محفوظ ہے' (جس میں) کمیونسٹ پارٹی تنظیمیں' ٹریڈ یونینیں' امداد باہمی یونینیں' نوجوانوں کی تنظیمیں اور ثقافتی انجمنیں" شامل ہیں. اس مبہم سے بیان میں نامزدگی کے اختیارات کی عامل متعدد عوامی تنظیموں کی ایک طویل فہرست میں پارٹی کو بھی معمولی سی جگہ دے دی گئی ہے. اس کا مقصد

اس حقیقت پر محض ایک پردہ ڈال دینا ہی محسوس ہوتا ہے کہ حقیقی انتخاب سے پہلے ہی پارٹی کی طرف سے چنے ہوئے لوگوں کی ایک برائے نام فہرست ووٹروں کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ آئین میں اس بات کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ ڈپٹیوں کو چننے والوں کی اکثریت کے فیصلے کو منسوخ کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ (دفعہ ۱۴۲) لیکن اصل میں ایسا عمل پارٹی کی تحریک پر ہی منحصر ہے۔ آئین میں ترمیم کے لئے سپریم سوویت کے ہر چیمبر میں کل دیئے گئے ووٹوں کی کم از کم دو تہائی اکثریت درکار ہے۔ (دفعہ ۱۴۶) لیکن چونکہ پارٹی ڈسپلن کی پابندی کے ساتھ اتفاق رائے یعنی یقینی طور پر حاصل ہو جاتا ہے اس لئے انہیں کسی ترمیم کو قانون بنا دینے میں بھی کسی وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا شاید اسی لئے کسی بھی آئینی ترمیم کے سلسلے میں ایک بھی منفی ووٹ کا حوالہ نہیں ملتا اس سے پہلی آئینی کوششوں کے مقابلے میں ۱۹۳۶ء کا آئین کم از کم ایک اہم سلسلے میں ضرور بہت آگے نظر آتا ہے۔ یہ ایک ایسی پہلی بار کی آئینی دستاویز ہے جس میں پارٹی کی موجودگی کو باقاعدہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے' (دفعہ ۱۴۴) میں پارٹی کو بھی اُن تنظیموں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے جنہیں عوامی عہدوں پر امیدواروں کی نامزدگی کا حق دیا گیا ہے (دفعہ ۱۲۶) میں وضاحت کی گئی ہے کہ مزدور طبقوں اور محنت کش عوام کے دوسرے حصوں کے متحرک ترین اور سیاسی اعتبار سے بیدار مغز افراد سوویت یونین کی کمیونسٹ بالشیویک پارٹی میں متحد ہیں' جو سوشلسٹ نظام کو قائم کرنے اور اُس کو مضبوط کرنے کی جدوجہد میں ایک ہراول دستے کی طرح مصروف ہے اور یہی محنت کش عوام کی' عوامی حکومتی' تمام تنظیموں میں رہنمائی فراہم کرنے والا حصہ ہے۔ پارٹی کی یہ تعریف کہ یہ عوامی اور حکومتی دونوں تنظیموں میں رہنمائی فراہم کرنے والا حصہ ہے اس کی آئینی حیثیت کا پہلی بار صاف طور پر اقرار ہے حالانکہ آئین کے دوسرے حصوں کو پوری کوشش کے ساتھ اسی انداز سے تیار کیا گیا تھا کہ اس حقیقت کا کم سے کم اظہار ہو سکے بلکہ اسے پوری طرح چھپایا جا سکے۔ ۱۹۳۶ء کے آئین کے مسودے کی تیاری سے پہلے یو ایس ایس آر سات یونین ریپبلکوں پر مشتمل تھا روسی' یوکرینی' بیلوروسی' ٹرانس کاکیشیائی' ترکمانی' ازبیکی اور تاجیکی سوویت سوشلسٹ ریپبلکیں ۱۹۳۶ء میں ٹرانس کاکیشیائی وفاقی سوویت ریپبلک کو ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے حصوں آذربائیجان' جارجیا اور آرمینیا کو یو ایس ایس آر میں یونین ریپبلکوں کی حیثیت سے داخل کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دو نئی ریپبلکیں قزاق اور کرغیز سوویت سوشلسٹ ریپبلکیں یو ایس ایس آر میں داخل کی گئیں جن سے ریپبلکوں کی کل تعداد

گیارہ ہوگئی۔ توسیع کا اگلا دور جس میں پانچ ریپبلکیں شامل کی گئیں ۱۹۴۰ء میں نظر آیا۔ روسی فنیشیائی جنگوں کے نتیجے کے طور پر، کاریلین خود مختار ریپبلک، جو اب تک RSFSR کا ایک حصہ تھی، اسے بھی کاریلو فنیشیائی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ جون ۱۹۴۰ء میں رومانیہ نے بیسارابیا (Bessarabia) اور شمالی بوکووینا (Burovina) کو بھی سوویت یونین کے حق میں چھوڑ دیا اور ۲؍ اگست ۱۹۴۰ء کو مولڈاویائی خود مختار ریپبلک، جو اس سے پہلے یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کا حصہ تھی تازہ حاصل کئے ہوئے حصے علاقے کو اپنے ساتھ شامل کر کے ایک یونین ریپبلک بن گئی۔ اگست ۱۹۴۰ء میں بالٹک علاقے کی تین ریاستیں لاتویا، لتھوانیا اور ایستھونیا کو علیحدہ یونین ریپبلکوں کی حیثیت سے سوویت یونین میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں کاریلو فینش ریپبلک کے کچھ حصے کو RSFSR میں منتقل کر دیا گیا اور ۱۹۵۶ء میں ریپبلک کو بھی RSFSR میں دوبارہ شامل کر لیا گیا اور اس طرح سوویت یونین موجودہ حالت یعنی پندرہ ریپبلکوں کی حد تک آگئی۔

۱۹۳۶ء کے بعد کے سالوں میں یو ایس ایس آر کے آئین میں بہت سی چھوٹی چھوٹی ترمیمیں کی جا چکی ہیں لیکن ان میں سے کسی ترمیم نے آئین کے بنیادی خاکے میں تبدیلی پیدا نہیں کی۔ یا اس سے حکومت کی سیاسی ہیئت میں تبدیلی نہیں آئی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر تبدیلیاں بہت معمولی تھیں اور ان کے ذریعے نئی ریپبلکوں کو داخل کیا گیا تھا، سیاسی چھوٹی اکائیوں میں تبدیلی، اور انتظامیہ کی ساخت میں کچھ رد و بدل کر کے انہیں پھر سے منظم کیا گیا تھا۔ غالباً سب سے زیادہ حیرتناک ترمیمیں فروری ۱۹۴۴ء میں رونما ہوئیں جن کے ذریعے ایسے قوانین کا اجرا ہوا جس میں اجازت دی گئی کہ کسی بھی یونین ریپبلک کو کسی غیر ملکی حکومت سے براہ راست تعلق پیدا کرنے، معاہدے کرنے اور اپنے سفیروں کو وہاں بھیجنے اور ان ملکوں سے سفیر اپنے یہاں بلانے کا حق حاصل ہے" (دفعہ ۱۸ الف) اس کے ساتھ اس بات کی بھی اجازت دی گئی کہ "ہر یونین اپنی علیحدہ ریپبلکن فوجی تنظیم رکھ سکتی ہے"۔ (دفعہ ۱۸-ب) پھر دفاعی اور امور خارجہ کی کمیساریٹوں کو کل یونین کمیساریت کی بجائے یونین ریپبلک کی کمیساریت میں تبدیل کر دیا گیا۔ سپریم سوویت کی منظوری حاصل کر لینے کے لئے ان ترمیموں کو پیش کرتے ہوئے مالوٹوو نے انہیں یونین ریپبلکوں کے حلقہ عمل میں توسیع پیدا کرنے کا نام دیا جو ان سیاسی، اور معاشی اور ثقافتی نشوونما کے بعد ہی ممکن ہو سکا تھا۔

حلقۂ عمل کی یہ توسیع" جس کا ذکر مالوٹوو نے بڑی خوشی کے ساتھ کیا تھا۔ اسٹالن کے زمانے میں بہت زیادہ آگے نہ بڑھ سکی تھی۔ یوکرین اور بیلوروس کی نمائندگی اقوام متحدہ میں الگ ہے جس سے یو ایس ایس آر کے موافق ووٹوں میں دو کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سولہ ریپبلکوں میں سے کسی کو بھی غیر ملکیوں سے سفارتی تعلقات قائم کرنے یا ان سے معاہدے کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ یوکرین سے کسی سفارتی تعلقات قائم کرنے کی برطانیہ کی پیش کش' جو اگست ۱۹۴۴ء میں کی گئی تھی اُسے بہت سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا گیا۔ اب اگر گذشتہ حالات پر نگاہ ڈالی جائے تو کچھ ایسا لگتا ہے کہ ۱۹۴۴ء کی ترمیموں کے ذریعے یونین ریپبلکوں کو ایسی شکل دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ یہ ریپبلکیں دوسرے ملکوں کو ایک مکمل ریاست محسوس ہوں تاکہ انہیں اقوام متحدہ ایک الگ اور خود مختار اکائی ماننے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور جب اس خواہش میں ناکامی ہوئی تو ان ترمیموں کے اصلی معنی بھی معدوم ہوتے چلے گئے۔ لیکن یہ ریکارڈ کی کتابوں میں بہرحال اب بھی موجود ہیں۔ اور سیاسی جوڑ توڑ کی یاد دہانی کرتی رہتی ہیں۔

اتنی ہی حیرتناک مارچ ۱۹۴۶ء میں کی گئی آئینی ترمیم تھی حالانکہ اتنی اہم نہیں تھی۔ اس کے ذریعے کیساروں کی کاؤنسل کے نام کو بدل کر "وزیروں کی کاؤنسل" کر دیا گیا۔[۴۸] زار شاہی اور بورژوا اصطلاحات کی طرف ایک بار پھر رجوع ہونے کی کوشش کو بعض حلقوں میں روایت پسندی کہا گیا۔ بعض نے اسے وقار اور معقولیت کی تلاش کا نام دیا۔ اور کچھ نے اسے مغربی ذہنوں کے حساس کو تسکین دینے کے لئے ایک اور میکاولی سیاسی گٹھ جوڑ کا نام دیا۔ بہرحال خواہ اس کے پیچھے کچھ بھی تحریک کارفرما ہو حقیقت یہی تھی کہ شراب وہی پرانی تھی صرف بوتلیں بدلی جا رہی تھیں۔

اسٹالن کی موت کے بعد لائی جانے والی تبدیلیوں کو آئینی حیثیت بہت آہستہ آہستہ حاصل ہوئی۔ اکیسویں پارٹی کانگریس میں خروشچیف نے رائے ظاہر کی کہ آئین پر نظر ثانی ضروری ہو گئی ہے۔[۴۹] اور بائیسویں کانگریس میں اس نے "یو ایس ایس آر کے ایک نئے آئین جسے ہم تیار کر رہے ہیں" کا ذکر کیا۔[۵۰] لیکن ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو سپریم سوویت میں تقریر کرتے ہوئے جب اس نے سوویت یونین کے نئے آئین کا مسودہ تیار کرنے کے ایک کمیشن کی تشکیل[۵۱] کی پیش بندی کی۔ اُس وقت یہ مسئلہ کھل کر سامنے آیا حالانکہ اس نے کہا یہی تھا کہ اس کی تفصیلات کی وضاحت کرنا

یا یہ بتلانا کہ نئے آئین میں کیا ہوگا، "ابھی" "قبل از وقت" بات ہوگی لیکن اُس نے اس کے بنیادی نکتوں کی مندرجہ ذیل الفاظ میں توضیح کی تھی اُن بنیادی نکتوں کو سوویت سوسائٹی اور سوویت ریپبلک کے ارتقاء میں اس نئی حد اور موجودہ درجے کا اظہار کرنا ہے، سوشلسٹ جمہوریت کو اور اعلیٰ درجے تک پہنچانا ہے محنت کش عوام کی آزادی اور انہیں حاصل ہونے والے جمہوری حقوق کے لئے زیادہ مضبوط اور بہتر ضمانتیں دینی ہیں، اور سوشلسٹ قوانین کے سخت نفاذ کے لئے اور زیادہ مضبوط ضمانتیں مہیا کرنی ہیں اور ایسے حالات پیدا کرنے ہیں جن میں کمیونسٹ عوامی خود اختیاری حکومت پیدا ہو سکے[95]۔ اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس نئے آئین میں پارٹی پروگرام کے اصولوں کا بھی عکس نظر آئے گا۔ اور سوویت امور خارجہ کی پالیسی کے سلسلے میں بنیادی اصول اور مقاصد کی بھی توضیح کی جائے گی۔ امید کے مطابق سپریم سوویت نے خروشچیف کی تجویز کو اتفاق رائے سے منظوری دے دی اور ایک آئینی کمیشن جس کی سربراہی خروشچیف کے سپرد تھی اور اس کے علاوہ چھیانوے[96] دوسرے عمائدین شامل تھے آئین کے مسودے کی تیاری کے لئے نامزد کر دیا گیا۔ ۱۵ جون ۱۹۶۲ء کو اس کی پہلی نشست میں مندرجہ ذیل تحتی کمیشن قائم کئے گئے۔ آئین کے عام سیاسی اور نظریاتی مسائل کے لئے، عوامی اور حکومتی ڈھانچے کے مسائل کے لئے حکومت کے انتظامیہ سوویت اور دوسری عوامی تنظیموں کے کاموں سے متعلق مسائل کے لئے، معاشی مسائل کے لئے اور قومی معاشیات کے انتظامیہ کے لئے، قومیت کی پالیسی کے مسائل اور قومی، حکومتی تعمیر کے لئے۔ سائنسی ثقافتی، عوامی تعلیم اور صحت عامہ سے متعلق مسائل کے لئے، خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی رشتوں کے مسائل کے لئے، سوشلسٹ نظم و ضبط اور عوام کی طرف سے نگرانی اور جانچ پڑتال کے مسائل کے لئے۔ ادارتی تحتی کمیشن[97] جب تک آئینی کمیشن کو اپنی روداد پیش نہیں کر دیتا اُس وقت تک اس کے نتائج پر قیاس آرائی کرنا قبل از وقت ہوگا۔ لیکن ایک پیش گوئی بہرحال پھر بھی بے جھجک طور پر کی جا سکتی ہے۔ آئین سازی کے سلسلے میں کئے گئے سوویت تجربات، انتخابات اور سوویتوں کے اجلاس کی پیش بندیاں، ان سب کا ایک پارٹی ڈکٹیٹرشپ کے ساتھ موجود ہونا کچھ دلچسپ سوالات کو جنم دیتا ہے۔ مغربی پارلیمانی انداز کو ذہن میں رکھنے والے کے لئے، جو سوویت انتخابات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو۔ یہ انداز بہرحال ایک ایسی بے معنی اور کھوکھلی ظاہرداری سے زیادہ کچھ محسوس نہ ہوگا۔ جس میں سوویت ووٹر کے سامنے ایک ایسی فہرست پیش کر دی جاتی ہے جس میں

متبادل موجود نہیں ہوتے۔ اور اسے پارٹی رہنماؤں کی طرف سے پہلے ہی چنے ہوئے امیدواروں کی طرف تصدیق کرنا ہوتی ہے۔ ظاہرہ تبدیلیاں خواہ کتنی بھی زبردست کیوں نہ ہوں بہرحال پارٹی کی وہ حیثیت جس میں وہ سوویت سوسائٹی کی ہدایت کاری اور رہنمائی کی اجارہ دار ہے اسے کسی طرح نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔

روپیہ کیوں خرچ کرتی ہے اور عوام پر اتناد باؤ کیوں ڈالا جاتا ہے کہ وہ پہلے سے چنے ہوئے افراد کے ناموں کی تصدیق کرائیں؟ پھر کیا ایسی صورت میں انتخابات ایک غیر ضروری اور قابل فراموش تضیع اوقات نہیں ہیں؟

مگر سوویت حکومت کے رہنما اس طرح نہیں سوچتے وائی شنسکی کے قول کے مطابق اُن کے خیال میں سوویت طریقہ انتخاب عوام کی مزید سیاسی تعلیم و تربیت اور اُن کو ایک نقطہ پر مجتمع کرنے کے لئے ایک موثر آلۂ کار ہے، حکومت کے آلۂ کار اور عوام کے درمیانی رشتے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کا ایک طریقہ ہے اور حکومت کے آلۂ کار کو بہتر بنانے اور افسر شاہی کے باقی ماندہ عنصر کو نکال پھینکنے کے لئے ایک بہترین راستہ ہے۔ انتخابات سے اظہار ہوتا ہے کہ سوویت ملک کی تمام آبادی اپنی روح کے اعتبار سے پوری طرح متحد ہے۔

یہ بیانات سوویت انتخابات کے طریقے کی عملی حیثیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں ان کے ذریعے سوویت نظام کو پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کی مہم کے لئے ایک ڈرامائی موقع مل جاتا ہے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کے شعبے کے ایک ترجمان جریدے "ثقافت اور زندگی" (*Kultura-i-Zhizn*) کے الفاظ ہیں:-

انتخابات کی تیاری کے سلسلے میں پارٹی تنظیموں کا کام عوام اور پارٹی کے درمیانی رشتے کو مضبوط کرنا ہے، محنت کش مزدوروں کی سیاسی تحریک اور کام میں ایک نیا پن پیدا کرنا اسے تیزی سے آگے بڑھانا ہے اور اس تحریک کا رخ جنگ کے بعد اسٹالن کے پیش کردہ نئے پنج سالہ منصوبے کو مقررہ وقت سے پہلے پورا کرنے کی طرف موڑ دینا ہے۔

پارٹی تنظیموں کو ٹھوس حقیقتوں اور مثالوں کے ساتھ سرمایہ داری نظام کے مقابلے میں سوویت سماجی اور حکومتی نظام کے فوائد کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ اور بورژوا جمہوریت کے مقابلے میں سوویت جمہوریت کی فوقیت اور افضلیت کو ثابت کرنا چاہیئے۔ انہیں یو ایس ایس آر کے آئین کی بنیادوں کی وضاحت کرنی چاہیئے۔ اور سوویت نظام کے عظیم محرکات،

سوویت وطن پرستی، سوویت سوسائٹی میں اخلاقی سیاسی اتحاد اور ایکتا اور عوام کے درمیان دوستی وغیرہ کو عوام کے ذہن نشین کرانا چاہیے۔[۹۵] سوویت انتخابات اصل میں پوری قوم کو ایک نقطے پر مجتمع کر لینے کا مقصد انجام دیتے ہیں۔ اس طرح، رائے عامہ کے حاصل کرنے کا ایک ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ اس طرح اُن کا مقصد بھی صرف اتنا ہوتا ہے کہ دنیا کے خارجی اور داخلی دشمنوں کے سامنے اس بات کا مظاہرہ کیا جا سکے کہ سوویت یونین کے عوام پوری طرح سوویت حکومت کے ساتھ ہیں۔ مثال کے طور پر سپریم سوویت ۱۹۵۰ء کے انتخابات کے نتیجے میں اعلان کیا گیا کہ ووٹ دینے کے قابل افراد میں ۹۵ء۹۹ فی صدی لوگوں نے اپنے حق کا استعمال کیا اور ان میں سے ۴۴ء۹۹ فی صدی نے یونین کی کاؤنسل کے لئے پارٹی اور غیر پارٹی کمیونسٹ بلاک کے امیدواروں کو ووٹ دیئے۔ قومیتوں کی کونسل کے لئے یہ تناسب ۰۶ء۹۹ فی صدی تھا۔[۹۶] ظاہر ہے کہ اعداد و شمار کی اتنی زبردست فتح سوویت پریس میں "سوویت عوام" کے اتحاد کے عظیم الشان مظاہرے کے نام سے اُسے خوب خوب اشاعت دی گئی کاٹ چھانٹ اور ترکیبوں سے حاصل کئے ہوئے اس اتفاق رائے سے آمریت پر مبنی حکومتیں کچھ ایسا اثر چھوڑنا چاہتی ہیں کہ جیسے انہیں عوام کی زبردست اور ایک ایسی حمایت حاصل ہے جس میں کبھی تنزل پیدا نہیں ہو سکتا۔ سوویت انتخابات کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اُن سے ایک جھوٹا سچا خیال یہ پیدا کر دیا جائے کہ چناؤ میں حصہ لینے والے امیدوار لوگوں کے مختلف گروہوں سے ملتے ہیں اُن کے سامنے تقریریں کرتے ہیں اور اُن سے "ہدایات" حاصل کرتے ہیں جن کا عام طور پر رخ صرف اس طرف ہوتا ہے کہ افسر شاہی کی بچی کھچی کمزوریوں کو ہٹایا جائے یا مقامی انتظامات اور سرکاری کاموں میں کچھ اصلاحات کی جائیں۔ کچھ مزید مراعات حاصل کی جائیں، مثال کے طور پر کوئی نیا اسکول یا اسپتال کھولا جائے، یا پانی اور بجلی کی فراہمی میں بہتری کی جائے حالانکہ یہ ہدایات بھی بالکل محدود ہوتی ہیں اور انہیں کسی طرح بھی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کے اظہار کا نام نہیں دیا جا سکتا، لیکن بہر حال ان سے مختلف علاقوں کو اپنی شکایات اور اپیلیں پیش کرنے کے لئے ایک راستہ ضرور مل جاتا ہے کم از کم اس حد تک، یہ مقامی نمائندگی کا ایک محدود سا متبادل ضرور پیش کر دیتے ہیں۔ چونکہ بعض موقعوں پر چنے ہوئے ڈپٹی با اثر افراد بھی ہوتے ہیں اور وزارتوں کے سامنے اپنے علاقوں کے لئے ان شکایات کے ازالے کے

سلسلے میں سفارشیں بھی کر سکتے ہیں مگر ان مداخلتوں کی بھی حدود مقرر ہیں۔ جیسا کہ ایک گذشتہ ڈپٹی' پی' کے' اگنا تو وتے اپنی یاد داشتوں میں فلسفیانہ انداز میں کہا تھا" ہر شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مختلف چیزوں کو حکومت کے مجموعی نقطہ نگاہ سے دیکھنے کی عادت پیدا کرے' ہر چیز کو دوسرے انداز میں نہیں جانچنا چاہیئے۔"[97]

چونکہ مختلف علاقوں کے مفادات زیادہ اہم اور پہلے مقرر شدہ منصوبوں سے مختلف ہو سکتے ہیں اس لئے کسی علاقے کے مقامی مفادات کے ترجمان کی حیثیت سے ایک ڈپٹی کی حیثیت بہت محدود ہوتی ہے اس کا اولین فرض پارٹی ہدایات کی پابندی اور پارٹی کے رہنماؤں کے احکامات کی تعمیل ہوتا ہے۔ پھر آخر میں حکومت کے رہنما خود کو پوری سوویت عوام اور ووٹ دینے والوں کے کل مفادات کے محافظ کے روپ میں دیکھتے ہیں۔

سوویتوں کو حکومت کے ایک آلۂ کار کے طور پر استعمال کئے جانے کے لئے بھی ایک الگ توجیہہ موجود ہے۔ اسٹالن کے متاثر کن الفاظ میں سوویتیں ایک درمیانی رشتہ ہیں جو پارٹی کو عوام سے ملحق رکھتی ہیں ایسی تنظیمیں ہیں جو محنت کش عوام کو مجتمع رکھتی ہیں۔ پارٹی رہنماؤں کے تحت[98] اسٹالن کے مطابق ہی" یہ عوام کی سب سے زیادہ طاقتور تنظیمیں" بھی ہیں جو نئی حکومت کی تعمیر اور اس کے انتظامیہ کی تشکیل میں عوامی شرکت کے سلسلے میں پوری مدد پہنچاتی ہیں۔ اور جو عوام کی انقلابی طاقتوں کو پوری طرح بروئے کار لانے میں مددگار ہوتی ہیں۔ جو پرانے نظام کی تباہی اور نئے پرولتاری نظام کی تعمیر میں عوام کی تحریک اور تخلیقی صلاحیتوں کو پوری طرح کام میں لانے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔[99]

اگر اس قسم کے بیانات میں سے الفاظ کے پُرزور استعمال اور فصاحت' بلاغت کو کم کر دیا جائے تو ان سے کمیونسٹ نظام میں سیاسی گرفت کے لئے' سوویتیں جو اہم کردار ادا کرتی ہیں اُس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ سوویتوں پر خود پارٹی کا قبضہ ہے۔ سوویتوں کی ممبری کے لئے انتخاب اور اُن کے کاموں میں ہدایت دینے کی ذمے داری بھی پارٹی کی ہی ہے۔ ہر سوویت میں اندرونی کنٹرول بورڈ بہر حال کمیونسٹوں پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ پارٹی رہنما' سوویتوں کے آلۂ کار کو عوام میں خود اپنا اثر بڑھانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ انتظامیہ اور حکومت کے کاموں میں پارٹی کے غیر متعلق عناصر کی ہمدردیاں حاصل کرتے اور کچھ لوگوں کو اُن کی ممتاز کارگذاریوں پر صلہ دینے کے لئے سوویتوں کی ممبری پر

اُن کی تقرری کو بھی کام میں لاتے ہیں۔

حکومت کے نظام کے نچلے درجوں پر سوویتیں ایک اور اہم فرض بھی انجام دیتی ہیں۔ ان کے ذریعے سماجی اور عوامی کاموں میں بڑے پیمانے پر عوام کی شرکت یقینی ہو جاتی ہے۔ سنہ ۱۹۵۹ء اور سنہ ۱۹۶۱ء کے انتخابات میں مقامی سوویتوں کے لئے ۱۸،۰۰۰،۰۰۰ ڈپٹی چنے گئے تھے۔ ہر سوویت میں ڈپٹیوں کی مختلف اسٹینڈنگ کمیٹیوں میں منظم کیا جاتا ہے اور انہیں اپنی خدمات انجام دینے میں ایسے متحرک کارکنوں کو فراہم کیا جاتا ہے جنہیں یا تو مقرر کیا جاتا ہے یا یہ خود رضاکارانہ طور پر کام کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ روزمرہ کے انتظامیہ میں ہدایت کاری کا کام ڈپٹیوں یا کمیشنوں کے ممبروں کی بجائے، سوویتوں کی مجلس عاملہ (Ispolkoms) کے لئے وقف ہے۔ لیکن مقامی آبادی کی تحریکوں اور منصوبوں پر غور و فکر کرنے کے لئے سوویت ڈپٹیوں کو ہی مدعو کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ منتخبہ ڈپٹی سوویت افسروں کے سپرد کئے گئے کاموں کی تکمیل کی جانچ پڑتال، شہری ترقی کے لئے رضاکارانہ مزدوری کو جمع کرنے اور سوویت مقاصد کی تکمیل میں عوامی جوش و خروش اور انہماک حاصل کرنے کے لئے ایجی ٹیشن کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اب چونکہ مقامی سوویتوں کے کام کے منصوبوں کا خاصا بڑا حصہ مقامی آبادی کے لئے سہولتیں مہیا کرنے اور ان میں توسیع کرنے سے متعلق ہوتا ہے۔ اور اس میں ووٹروں کی ایسی روزانہ ضروریات۔ جیسے رہائشی مکان، شہری صفائی ذرائع آمد و رفت اور تفریحی مشاغل وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے کاموں میں دلچسپی پیدا کر لینا اور اسے استعمال کر لینا بہت زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ حکومت کے اس درجے پر پارٹی رہنمائی کے ساتھ شامل ہونے کا حقیقی سبب آبادی کی ضرورتوں میں دلچسپی اور لگن ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف سپریم سوویت کا کردار نسبتاً زیادہ آرائشی نظر آتا ہے سوویت کے دو چیمبروں میں بہت سی اسٹینڈنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں جو قانونی بجٹ اور امور خارجہ وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُن کے ساتھ ہی قومیتوں کی کاؤنسل کی معاشیاتی کمیٹی ہوتی ہے اور اس میں تمام ریپبلکوں کے ڈپٹی نامزد کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کمیٹیاں بہت ہی محدود حدوں میں کام انجام دیتی ہیں اور ان کا حصہ ایک رسمی یا سرسری ہوتا ہے۔ ان کمیٹیوں کے زیر غور جو مسائل ہوتے ہیں وہ امور خارجہ میں دقیق مسائل شامل ہوتے ہیں۔ لیکن سپریم سوویت کے جلسوں کی روئدادوں سے جو اثر مرتب ہوتا ہے، وہ کچھ اس طرح کا ہے جیسے مکمل تیاری کے بعد کسی ڈرامے کا کوئی منظر اسٹیج پر پیش کیا جا رہا ہو۔ اور اس میں سے تضاد اور اختلاف کے تمام مناظر ختم کئے جا چکے ہوں۔ بجٹ میں وہ معمولی ترمیمیں جنکی اجازت

سپریم سوویت کو دی جاتی ہے۔ یا ایسی وزارتوں کی کارکردگی پر جو اپنے کاموں سے پیچھے نظر آتی ہے۔ معمولی سی تنقید جو یہاں کی جاتی ہے اس سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پہلے سے تیار شدہ مواد کا ہی ایک حصہ ہیں۔ انتخابات کی طرح سپریم سوویت کے اجلاس بھی قومی اتفاق رائے کے اظہار کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔

حکومت کی پیش کی ہوئی تجویزوں پر اتفاق رائے سے تحسین و آفریں ہوتی ہے۔ اور اتفاق رائے سے ہی انہیں منظوری دی جاتی ہے۔

خود سپریم سوویت کی ساخت ہی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ یہ عقیدتمندوں کا ایک اجتماع ہے حالانکہ اس میں جتنے بھی بڑے بڑے گروپ ہیں وہ پارٹی اور حکومت کے افسروں پر ہی مشتمل ہیں لیکن اس کی ممبری کی تشکیل کچھ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے کہ اس میں سوویت سوسائٹی کے مختلف حصوں کی نمائندگی نظر آئے۔ چنانچہ "ممتاز" اور اجتماعی کسان بھی سائنس دانوں، انجنیئروں، معاشی اداروں کے منیجروں، ڈاکٹروں، استادوں، مزدوروں، ادیبوں اور فوجی افسروں وغیرہ کے ساتھ شامل کرلئے گئے ہیں۔ سپریم سوویت میں سوسائٹی کی ممتاز شخصیتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ لیکن جس تنظیمی ڈھانچے میں یہ لوگ کام انجام دیتے ہیں خود اسی میں تخلیقی صلاحیتوں کی کمی ہوتی ہے۔ تمام اہم فیصلے پارٹی رہنماؤں کی طرف سے تیار کرکے بھیجے جاتے ہیں۔ اب اس کے بعد سپریم سوویت کا کام ان کی چھان بین کرنا یا ان پر حرف رکھنا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانا ہوتا ہے پارٹی کے نظریوں اور تجربوں کو آئینی لباس پہنانا ہی ان کا کام رہ جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے اسکا نتیجہ صرف یہ ہوتا ہے کہ سوویتوں کے پورے ڈھانچے کا اقتدار اور اختیار گھٹ جاتا ہے۔ جب تک پارٹی کی اعلیٰ کمان سوویت سوسائٹی میں طاقت کا اصل مرکز اور محور بنی ہوئی ہے۔ اس وقت تک سوویت اور پورا آئینی ڈھانچہ جو انکے اردگرد تعمیر کیا گیا ہے۔ ایک حقیقی خودمختار شعبے کی بجائے ایک ظاہری رخ سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ چیدہ اشخاص کی وہ ڈکٹیٹرانہ حیثیت جو سوویت سوسائٹی پر پوری طرح مسلط ہوچکی ہے اس پر سوویت حکومت نے ایک عوامی جمہوریت کا پردہ ڈال دینے میں بہترین صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ عوامی شرکت اور عوامی گرفت کا اثر پیدا کرنے کیلئے آئینی عقیدوں اور اشاروں کو استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن سوویت نظام میں طاقت اور اقتدار کے اصلی سرچشموں اور مرکزوں کو چھپائے رکھنا بہت مشکل ہے۔ سوویت زندگی کے سیاسی حقائق پوری طرح پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کو ظاہر کردیتے ہیں جسمیں آخری طاقت کریملن میں بیٹھے ہوئے ایک چھوٹے سے بااقتدار گروپ کے ہاتھوں میں نظر آتی ہے۔

بارھواں باب

افسر شاہی کی گرفت

سوویت یونین میں انتظام عامہ

جدید آمریت کی ایک ممتاز خصوصیت اقتدار کی شعبہ واری تنظیم ہے۔ آمری نظام میں اعلیٰ ترین رہنما خود بھی بہت سی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ وہ خود تمام باتوں کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسی چند صورتوں میں جہاں وہ کچھ فیصلوں کے لئے اپنی طاقت کو استعمال بھی کرتا ہے۔ وہاں بھی اپنی منشاء کے اظہار کے لئے اُسے شعبہ داری نظام کے مختلف اداروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تمام اختیارات مختلف شعبوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ شعبوں کے بعد یہ اختیارات کچھ اور چھوٹے شعبوں میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں لیکن ان تمام چھوٹے بڑے شعبوں کے کاموں کا مجموعی اثر ذہنوں پر بھی پڑتا ہے کہ آمری نظام یا اس کا سربراہ ہی تمام طاقت کا سرچشمہ ہے۔

شعبے واریت کے نظام کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ آمری یا غیر آمری رویہ کو بہم بنا کر پیش کرتے ہیں۔

تمام شعبہ اپنی اپنی جگہ لوگوں میں اپنے لئے کچھ مخصوص قسم کی دلچسپیاں اور کشش پیدا کر لیتے ہیں۔ اور لوگ اپنی امیدیں ان سے وابستہ کر لیتے ہیں۔ یہ شعبے مخصوص میدانوں کی مہارتوں اور ان کے ماہرین کا تحفظ کرتے ہیں چونکہ یہی وہ ایک ہاتھ ہے جس کے ذریعہ انہیں اپنا مخصوص مقام اور طاقت حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں غیر ضرورت اور ناپسندیدہ عناصر کا تدارک کیا جائے۔ سوویت نقادوں کی اصطلاح کے مطابق ان کا نقطہ نظر بڑا محدود اور شعبہ داریت سے جکڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کی وفاداری اور تمام امیدیں انہی اداروں اور اُن کے گرد و پیش تک محدود ہوتی ہیں جو اُن کے لئے سپرد کئے گئے ہوں۔ یہ اپنا ایک الگ نظام الاوقات اور کام کی عادتیں بنا لیتے ہیں اور ایک بار جب یہ کسی جگہ جم جائیں تو وہاں سے جانے کے لئے انہیں آسانی سے تیار نہیں کیا جا سکتا۔ سوویت

شعبہ داری نظام بھی عام طور پر انہی طور طریقوں کا حامل نظر آتا ہے جو دوسرے شعبہ داری نظاموں کا خاتمہ ہیں ایک دوسرا رخ یہ ہے کہ سوویت آمیری نظام اپنی مخصوص ضروریات کے پیش نظر شعبہ داری نظام پر کچھ پابندیاں عائد کرتا ہے سوویت انتظام عامہ میں کچھ ایسی خصوصیتیں بھی نظر آتی ہیں جو اسے مغربی آئینی جمہوری نظام سے بالکل علیحدہ کر کے دکھلاتی ہیں۔ اس نظام کی کوشش یہ ہے کہ سوویت سوسائٹی میں انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو منظم کر کے اپنے اندر سموئے' سوسائٹی کے تمام معاشی اور سماجی پہلو آرٹ نویسی اور خطوط نویسی سے کھیل کود اور سرکس تک سب کچھ انتظامیہ کی طرف سے جاری کئے گئے قوانین اور ضابطوں کی حدود میں آجاتے ہیں۔ اس آمرانہ انداز فکر سے جس خواہش کا نقشہ ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ پوری قوم کو سرکاری ملازموں کے ایسے نظام میں بدل دیا جائے جس میں ہر شخص پورے ضابطے اور ڈسپلن کے ساتھ حکومت کے مقاصد کی تکمیل میں کوشاں نظر آئے۔

سوویت انتظام عامہ پر ایک واحد پارٹی کا تسلط ہے۔ ایک مکمل غیر جانب دار سرکاری ملازم کا وہ تصور جو ہمیشہ بدلتے رہنے والے سیاسی مختاروں کے ساتھ "پوری وفاداری اور مکمل نصرت کے ساتھ کام کرتا ہے۔" سوویت نظام میں یہ ایک بالکل اجنبی تصور کہا جا سکتا ہے۔ انتظامیہ کے ہر میدان میں خواہ وہ میدان کتنا بھی تکنیکی کیوں نہ ہو۔ سرکاری ملازم کو پارٹی اور اعلیٰ رہنماؤں کے نقطۂ نظر کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر اسٹالن نے خود کہا تھا۔ کسی اہم سیاسی یا تنظیمی سوال پر ہماری سوویت اور دوسری عوامی تنظیموں میں اُس وقت تک فیصلہ نہیں کیا جاتا جب تک اس سلسلے میں رہنمائی کے لئے پارٹی کی ہدایتیں نہ موجود ہوں[1]۔ پارٹی خود اعلیٰ کمان کی ہی ایک تخلیق ہے اس حیثیت سے یہ سوویت سوسائٹی کے ہر رُخ میں پوری طرح داخل ہو چکی ہے، حکومتی انتظامیہ میں اسے ایک فیصلہ کن مقام حاصل ہے یہی اس پالیسی کے لئے ہدایات جاری کرتی ہے جن سے انتظامیہ کے کاموں کی راہیں متعین ہوتی ہیں ان کی تعمیل پر نگاہ رکھتی ہے۔ اور گرفت اور ڈسپلن کو مضبوط رکھنے کے لئے ایک مستقل ذریعہ بھی پارٹی ہی کہی جا سکتی ہے۔

عملی اعتبار سے اس آہنی اتحاد کا تصور بڑی ناقص حد تک حاصل ہوا ہے۔ کلیت کے اس ظاہرہ رخ کے پیچھے سوویت سوسائٹی چند چیدہ اشخاص کے ایک مخصوص گروپ کی یہ کوشش بہر حال مستقل ظاہر ہوتی رہتی ہے کہ اقتدار اور سوسائٹی کے با اثر حلقوں پر اس کا قبضہ متواتر

بنا ہے۔ پارٹی آلہ کار، پولیس، فوج اور انتظامیہ کا عملہ ممتاز جگہیں حاصل کر لینے کے لئے مستقل کوشاں رہتا ہے اور اس دوڑ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ افسر شاہی ڈھانچے میں مختلف حصوں اور چھوٹے چھوٹے شعبوں کے اپنے انفرادی مفادات خود پارٹی پر اپنے متضاد اثرات ڈالتے نظر آتے ہیں۔ مکمل اتفاق و اتحاد کے ان اعلانات سے جن کو آمریت اور کلیت پر مبنی تمام حکومتیں دہراتی رہی ہیں۔

ایسے مفادات کے نفاذ کو مبہم کر دیا جاتا ہے جن کو نہ یہ حکومت پوری طرح ختم کر سکتی ہے نہ ان کے موجود ہونے کا کھل کر اعلان ہی کر سکتی ہے۔ حالانکہ سوویت آمری نظام ان مفادات کو کچھ پابندیوں اور ضابطوں کی مدد سے غیر قانونیت کے زمرے میں لا کر کسی حد تک معدوم کر دینے میں کامیاب ضرور ہو جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی انکے مفادات کسی نہ کسی شکل میں ضرور نظر آتے رہتے ہیں۔ بعض صورتوں میں افسر شاہی جوڑ توڑ اور عہدے داروں کی طرف سے کی گئی اپیلوں کے ایک مستقل سلسلے میں ان کا اظہار ہو جاتا ہے۔ کبھی اس دباؤ کا اثر حکومت کے طے شدہ کاموں میں رہنماؤں کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں اور حدود کے اندر موجود رہتا ہے۔ پارٹی اعلیٰ کمان کی آہنی گرفت عام طور پر اس کی طے کردہ ترجیحات اور اس کی طرف سے مقرر کئے گئے کاموں کی شکل میں نظر آتی ہے۔ یا ان کاموں کی تعمیل کے سلسلے میں جو جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اُن کو چکانے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اوپر سے ڈالا جانے والا دباؤ سخت بھی ہوتا ہے۔ اور نچلے درجوں میں اس دباؤ سے کوئی بچ بھی نہیں سکتا۔ دوسری طرف نچلے درجوں میں اس کو ٹال دینے کے ذرائع بھی ہیں اور اس کا اثر کم کر دینے کے لئے ترکیبیں بھی اختراع کر لی گئی ہیں۔ سوویت انتظامیہ تخصصی حقوق کو نسبتاً کم اہمیت دیتا ہے حالانکہ اسٹالن کے دور میں پولس کو اپنی من مانی کرنے کے جو اختیارات حاصل تھے وہ اب ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف عدالتوں اور مختاری شعبے کے اختیارات کو مضبوط بھی کر دیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی عوام کے سلسلے میں جو پالیسی موجود ہے اس کی بنیاد پارٹی اور حکومت کے مفادات پر ہی مبنی ہے۔ اور حکومت کا ہر شعبہ ان مفادات کے حصول کے لئے خود کو پوری طرح وقف کئے ہوئے ہے۔ انتظامیہ کے اختیارات کے بے جا اور نامناسب استعمال کے خلاف انفرادی حقوق کے تحفظ کے وہ ذرائع جو انگلش امریکی اور پورے یورپ کے قوانین میں اہم ترین حیثیت رکھتے ہیں۔ روس کے آئین میں اسکی نشوونما

بہت کمزور نظر آتی ہے۔ جب سوویت قانون داں انتظامیہ کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے ذہنوں میں حکومت کی خدمات اور حکومت کی گرفتوں کا ایک ایسا تصور ہوتا ہے جس کے ذریعے سرکاری کاموں کو پورے انہماک اور چستی کے ساتھ انجام دیا جانا یقینی ہو سکے۔ اُن کے یہاں خود انتظامیہ پر عائد ہونے والی آئینی یا قانونی ایسی بندشیں نہیں ہوتیں جن کے ذریعے حکومت کی بے جا مداخلتوں سے شخصی آزادی کا تحفظ ہو سکے[۴۸] اگر سوویت انتظامیہ کے قوانین کا مکمل تجزیہ کیا جائے تو یہ اجتماعیت کے ان مفادات پر مبنی نظر آئے گا جن کی توضیح خود پارٹی کے رہنماؤں نے ہی کی ہے۔

سوویت افسر شاہی نظام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اپنی گرفت کے ذرائع اور اس کی مختلف ایجنسیوں کو کچھ اس انداز میں پھیلاتی اور بڑھاتی رہتی ہے کہ اس جیسی مثال مغرب کے نظام میں نہیں ملتی۔ سوویت انتظامیہ کا ایک معمولی اور عام کارکن کچھ ایسے ماحول میں اپنے کام انجام دیتا ہے۔ کہ اس کے کئے ہوئے ہر اہم فیصلے پر نظرِ ثانی 'جانچ پڑتال' اور پھر اس کی نگرانی کا امکان بھی موجود ہوتا ہے اس طویل مدتی منصوبے کو جس کے تحت یہ کام کرتا ہے۔ حکومت کے منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کی منظوری ضروری ہے۔ دوسری طرف قلیل مدتی منصوبے کی منظوری قومی معاشیات کی کل یونین کاؤنسل کرتی ہے۔ اُس کے عملے کے سلسلے میں انتظامات اور مالی لین دین پر وزیر مالیات کی نگرانی رہتی ہے۔ ایک طرف پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی اس کی کارگزاری اور مستعدی پر مستقل نگاہ رکھتی ہے۔ دھوکے بازی اور جعل سازی کی روک تھام کرتی ہے۔ اور اس بات پر نگاہ رکھتی ہے کہ وہ حکومت کے تمام احکامات کی پابندی پوری طرح کرتا رہے۔ مختارِ عام (Procurator) اس کے کاموں کی قانونی نگرانی کرتا ہے۔ حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) اُس پر تحفظی قوانین عائد کرتی ہے اور اُس کے سیاسی اعتبار اور وفاداری پر مستقل نگراں ہوتی ہے۔ خود اس کے تمام کاموں پر اور اس کے پاس گرفت کے جتنے ذرائع ہوتے ہیں۔ ان پر بھی پارٹی کے نمائندوں کی بھی متواتر نگرانی موجود رہتی ہے۔ گرفت اور کنٹرول کے اس گنجلک سلسلے کو اقتدار کے ایک ایسے نظام کا نام دینا جو آپسی شبہات اور بے اعتمادیوں کے ایک منظم شعبہ واری نظام پر قائم ہے جو کوئی بعید از قیاس استعارہ ہی کہا جا سکتا۔ ان کیفیات میں ہر شخص کو اپنی جگہ غیر محفوظ ہونے کا جو احساس پیدا ہوتا ہے اس سے اپنے بچاؤ کے لئے وہ خود کچھ نسخے بھی تلاش کر لیتا ہے۔ بے اعتمادی اور شبہات کا یہ ناقابل برداشت

بوجھ جو یہ نظام اسے ادنیٰ اور اعلیٰ تمام کارکنوں پر مسلط کئے رہتا ہے اس سے بچنے کے لئے یہ لوگ مشترکہ ذمہ داریوں میں ایک دوسرے کی خامیوں اور کوتاہیوں کو چھپائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک پُرسکون اور محفوظ ضامن حاصل کر لینے کی خواہش سوویت انتظامیہ کے کارکنوں میں بہت گہری ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ صورت با اقتدار گروپ کے اس بنیادی نظریئے کے عین خلاف ہوتی ہے جس میں ہر شخص دوسرے کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوتا ہے اور جس پر اس با اختیار گروپ کی خود اپنی گرفت اور اپنے تحفظ کا انحصار ہوتا ہے۔ سوویت انتظامیہ پر جو کچھ مواد موجود ہے وہ انتظامیہ کے ان افسروں پر نکتہ چینی سے پُر ہے جو اپنے اردگرد کے اہم شعبوں میں "خاندانی حلقے" بنا لیتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً نظر آنے والی ان تنقیدوں اور ڈانٹ پھٹکار کے باوجود یہ انداز مستقل جاری ہے۔ حکومت اپنی طاقت اور اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے جو پابندیاں نگرانی کے طریقے اور مداخلتیں پیدا کرتی ہیں اُن کے خلاف یہ انداز رکاوٹیں کھڑی کر دینے کے شدید احساس کا اظہار کرتا ہے۔ ہر آمری حکومت میں کچھ ایسی خلائیں ضرور موجود ہوتی ہیں جن میں افسرانہ مدافعت کے یہ نکتے بھی چھپے رہتے ہیں۔ سوویت حکمران مستقل طور پر اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ ان مدافعتوں کو ہر ممکن طریقے سے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور انتظامیہ کو اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق ایک قابل اعتماد آلۂ کار بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

سوویت انتظام عامہ کا پس منظر

سوویت انتظامیہ کی تاریخ ایک ایسے فارمولے کی تلاش و تحقیق کی دستاویز کہی جا سکتی ہے جس میں آلۂ کار کی وفاداری اور کارکردگی دونوں چیزیں حاصل ہو سکیں۔ اقتدار حاصل کرنے کے فوراً بعد سوویت حکومت کے سامنے سب سے بڑی پریشانی ہی یہ تھی کہ انہیں ایسے تربیت یافتہ انتظامیہ افسروں کا فقدان نظر آ رہا تھا جن پر قابل اعتماد رکھ سکیں۔ انقلاب سے پہلے کا عملہ محض دفتری نظام عمل اور سرکاری ضابطوں اور دفتری کارروائیوں کا حامل ضرور تھا لیکن اس کی صلاحیتوں کو فوری طور پر نئے انداز اور نئے نظام کے مطابق تبدیل نہیں

کیاجاسکتا تھا. پھران میں سے بہت سے اپنے نئے مالکوں کو مخاصمانہ نگاہوں سے بھی دیکھتے تھے. خود پارٹی بھی انتظام عامہ سے متعلق افراد کو بڑی مقدار میں اپنے اندر داخل کر لینے میں کامیاب نہیں ہوسکی تھی. ایک انقلابی پارٹی کو حکومت کرنے والی پارٹی میں تبدیل کر دینے کا مسئلہ خود اور بہت سے مسائل کو جنم دے رہا تھا خصوصیات سے جو پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کے کاموں میں کامیابی عطا کرسکتی. اُن کا کسی صنعت کے انتظام یا دوسری انتظامی ذمہ دار لیور، میں کامیاب ہوجانا ضروری نہیں ہے. انقلاب کے پانچ سال بعد لینن نے کہا تھا.

"ہمارے پاس حکومت کے ملازموں کی ایک زبردست فوج موجود ہے لیکن ان میں تعلیم یافتہ افراد کی کمی ہے جو ان پر حقیقی گرفت رکھ سکیں. حقیقت میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چوٹی پر، جہاں ہماری سیاسی طاقت مرکوز ہے. یہ آلۂ کار کسی طرح کام چلاتا رہتا ہے لیکن نیچے کے درجوں پر، جہاں یہ ریاستی حکومت کے افسر گرفت رکھتے ہیں. یہ لوگ بعض بعض موقعوں پر کچھ اس انداز میں کام کرتے نظر آتے ہیں جیسے یہ ہمارے اقدامات کو باطل کرنے کیلئے کوشاں ہوں. چوٹی کی جگہوں پر، مجھے تعداد کا توصحیح علم نہیں ہے. لیکن بہرحال میرا خیال ہے ہمارے پاس کئی ہزار افراد موجود ہیں. اور اس سے باہر کے حلقوں میں کئی لاکھ آدمی ہمارے اپنے موجود ہیں. نچلے درجوں پر بہرحال دسیوں لاکھ ایسے پرانے دفتری کارکن ہیں جو ہمیں زارشاہی اور بورژوا سوسائٹی سے ملے ہیں. اور جو کبھی دانستہ اور کبھی نادانستہ طور پر ہمارے خلاف کام کرتے ہیں. یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہاں کوئی چیز بھی تھوڑی سی مدت میں نہیں حاصل کی جاسکتی. سخت محنت و مشقت کے نامعلوم کتنے سال ہمیں اپنے آلۂ کار کو سدھارنے میں لگ جائیں گے. اس کی اصلاح میں اور نئی طاقتوں کو اکٹھا کرنے میں."

پارٹی رہنماؤں نے انتظامیہ میں ذرائع کی اس کمی کے پیش نظر کچھ بہت سی ترکیبیں اور راہیں ڈھونڈ لی تھیں. چونکہ یہ گذشتہ حکومت کے افسروں اور ماہروں کو یک قلم چھوڑ بھی نہ سکتے تھے. اس لئے انہیں ان کی خدمات پہ برقرار رکھا گیا. لیکن ان کے گرد پارٹی اور پولیس گرفتوں کا ایک ایسا جال سا بچھا دیا کہ ان کی وفاداری میں کوئی شبہ نہ پیدا ہوسکے. ایسے پارٹی ممبر جنہوں نے انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا. انہیں مخصوص "صنعتی اکادمیوں" میں اعلیٰ ٹریننگ کے لئے بھیج دیا گیا. اور ذمہ دار انتظامی جگہوں پر مقرر کیا گیا. لیکن صنعتی اور انتظامی تعلیم و تربیت کے لئے اس سلسلے کا طویل مدتی اہم مقصد یہ صرف آنے والی نئی نسل کے لئے

وقف رکھا گیا۔

صنعتی ترقی اور اشتراکیت کے حصول کے نشانے، جو پہلے پنج سالہ منصوبے میں مقرر کیے گئے تھے۔ ان کے سلسلے میں بہت بڑی حد تک انتظامی مجبوریاں سامنے آئیں۔ تیز صنعتی ترقی، اشتراکیت کے پروگراموں اور زراعت میں مشینوں کے استعمال کے پروگرام کو پورا کرنے کے لئے تکنیکی اور منیجری صلاحیتوں کی قیمت کافی بڑھا کر ادا کرنی پڑی۔ چنانچہ تکنیکی تعلیم بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھی، اور جلدی ہی سوویت تربیت یافتہ تکنیکی دانشور اعلیٰ تعلیمی اداروں سے نکل کر صنعتی اور انتظامی ضرورتوں میں جتتے چلے گئے۔ حالانکہ تکنیکی تعلیم کا معیار بعض صورتوں میں مغربی معیار سے کسی قدر کم ہوتا تھا۔ لیکن خود سوویت نظام میں گذشتہ کچھ عرصے کی پیداوار کے مقابلے میں بہت وسعت نظر آئی اور تکنیکی اور منیجری افراد کے زمرے میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا۔ مینیجمنٹ کی اہمیت کو بھی زبردست مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی بہت سی مختلف شکلیں تھیں۔ گذشتہ دور حکومت کے تکنیکی کارکن اور ماہرین جو صنعتی ترقی کی پہلی جدوجہد کے دوران استعمال کیے گئے تھے، ان کے ساتھ کچھ اتنا اچھا سلوک کیا گیا جس کی مثال اس سے پہلے نظر نہیں آئی تھی۔ نئی نسل سے آنے والے انجینیروں اور منیجروں کے لئے جو میدان کھلا تھا اس میں مواقع بہت تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ اور یہ لوگ اپنی تیز رفتار ترقی کی امیدوں کے ساتھ داخل ہو رہے تھے۔ منیجری کے کاموں کی تنخواہیں اور بونس وغیرہ میں تیزی سے اضافہ ہوا اور پورے منیجر طبقے کے اقتدار اور حیثیت کو اور زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی۔ تیسری دہائی کے ابتدائی حصے میں ایک رجحان یہ بھی نظر آیا کہ مشترکہ مینیجمنٹ کی بجائے ایک منیجر کے تحت کام کیے جائیں۔ وہ اختیارات جنہیں عملی شاخوں کے اعتبار سے اب تک بہت سے ماہرین کے درمیان بانٹا جاتا تھا۔ اب ایک منتظم کو حاصل ہوئے۔ اب یہی ایک فرد کسی کارخانے یا ادارے کے تمام کاموں یا کسی کمیساریت کے ایک مقررہ حلقۂ اختیار کی تمام کارگذاری کے لئے تنہا جوابدہ ہوتا۔ اور اس تنظیم یا ادارے کے نام سے جاری ہونے والے تمام احکامات پر اس کی منظوری ضرور ہوتی۔ افسر شاہی نظام اور ماہرین فن کے درمیان رقابت اور تضاد کے سلسلے میں افسروں کو زیادہ افضل اور برتر سمجھا جاتا۔ روزمرہ کے کاموں میں کسی تنظیم کو ملے ہوئے اختیارات میں اور زیادہ وسعت پیدا کی گئی۔ لیکن پھر بھی اس کے کاموں کے نتیجوں پر پوری طرح گرفت رکھی جاتی اور ان کی کڑی

نگرانی ہوتی رہتی۔

منتظم پر ذمہ داریوں اور ان کے بدلے میں حاصل ہونے والے مفادات اور صلوں کے طومار کے ساتھ کچھ خدشات اور پریشانیاں بھی موجود تھیں۔ پارٹی کے نمائندے اور خفیہ پولس کے کارکن ہر وقت اس پر پوری طرح نگاہ رکھتے اور ان کی نگاہ میں گر جانے کا نتیجہ گرفتاری؛ سزا اور جبریہ مزدور کیمپ کی سخت مشقت یا کوئی اس سے بھی بدترین صورت کی شکل میں رونما ہو سکتا تھا۔ عظیم صفائی کی رَو نے صنعتی مینیجمنٹ اور انتظامیہ کے افسروں میں سے کسی کو بھی نہ بخشا۔ لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ مینیجری اور تکنیکی گروپ کی ناگزیر حیثیت کچھ اور زیادہ ابھر کر سامنے آئی جس کے نتیجے میں ۱۹۳۹ء میں پارٹی داخلے کے قوانین اس بات کو پیش نگاہ رکھ کر وضع کیے گئے کہ پارٹی میں تنظیمی اور مینیجری کی صلاحیتیں رکھنے والے اشخاص کو داخل ہونے میں آسانی ہو سکے۔ تیسری دہائی کے آخر میں اس سلسلے میں باقاعدہ کوشش کی گئی۔ اس نے پارٹی کو بڑی حد تک مینیجری اور انتظامی صلاحیتوں کے حامل چیدہ اشخاص کی پارٹی میں بدل دیا۔ اور حکومت کا انتظامیہ اور پارٹی متحد ہو گئے

تیسری دہائی کے آخری حصے تک سوویت یونین ضابطے اور سخت ڈسپلن کے پابند افسر شاہی نظام کی تعمیر میں بہت آگے بڑھ چکی تھی۔ اس لئے اب انتظامیہ تکنیکی اور مینیجری صلاحیتیں رکھنے والوں پر توجہ بڑھ رہی ہے۔ اب حیثیتوں اور درجوں کو مقرر کرنے غیر معمولی حصول کے لئے صلے دینے اور نالائقیوں پر جرمانوں اور سزاؤں کے سلسلے میں معاوضوں کے فرق پر زور بڑھتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس نظام سے جو بھی بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا ہوگا۔ اس کے کھل کر سامنے آنے کا موقع ہی نہیں تھا۔ نظریاتی اتحاد اور یکسانیت کو بڑی سختی کے ساتھ مسلط کیا جا چکا تھا۔ 'صفائی' کے ایک طویل سلسلے میں جسے ۳۸ - ۱۹۳۶ء کی تنظیم صفائی کہا جاتا ہے۔ پرانی اور نئی مخالفتوں کے تمام عناصر پوری طرح ختم ہو گئے۔ اسٹالن اور اُن کے گروپ کے افراد اس عقیدت کے ایسے ترجمان کی حیثیت سے ابھر آئے جن سے کبھی غلطی سرزد ہو ہی نہیں سکتی اور اب یہ گروپ پارٹی اور حکومت کا ایسا مالک و مختار ہو چکا تھا جس کی حیثیت کو کوئی للکار بھی نہیں سکتا تھا۔

جنگ اور جنگ سے پہلے کی کیفیت

ہٹلر کی پیدا کردہ پریشانیوں کے ساتھ ساتھ موجودہ معاشی اور انتظامی ذرائع کو

تیزی سے ہتھیار پیدا کرنے والی صنعتوں اور فوجی تیاریوں کی طرف منتقل کرنا ضروری ہوگیا۔ جنگ سے پہلے کے دور میں انتظامی ڈھانچے کو اس طرح منظم کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ اس میں زیادہ سے زیادہ (Rationalization) مقبولیت پیدا ہو اور اس میں صرف اتنے ہی افراد موجود ہوں جتنے کی حقیقت میں ضرورت ہو۔ بہت سے نئے کمیساریت خاص طور پر بھاری صنعتوں کے میدان میں قائم کیے گئے۔ پرانے صنعتی کمیساریوں کو توڑ کر چھوٹی چھوٹی ایسی اکائیوں میں تقسیم کیا گیا جن پر آسانی سے گرفت رکھی جا سکے۔ بنیادی پیداوار اکائیوں اور ساکو اور دوسری ریپبلکوں کے مرکزی کمیساریوں کے درمیان نگہداشت اور دیکھ بھال کرتے والے درمیانی وسیلوں کو ختم کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ حاصل شدہ معیار کا حصول ہی نہیں تھا۔ بلکہ اس معیار سے آگے بڑھ جانا تھا۔ طویل مدتی منصوبوں کا خاکہ بھی تیار کیا گیا جس میں جنگ سے قبل حاصل کیے گئے صنعتی پیداوار کے معیار سے تین گنا معیار حاصل کر لینے کا نشانہ مقرر کیا گیا۔

ان زبردست معاشی نشانوں کے اعلان کے ساتھ ساتھ ہی انتظامیہ کے ڈھانچے میں بھی حیرتناک قسم کی تبدیلیاں نظر آئیں۔ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو آئین میں ترمیم کے ذریعے کمیساریوں کا نام پھر بدل کر انہیں وزارتوں کا نام دیا گیا۔ لیکن اس تبدیلی اور ایک بار پھر روایتی انداز پر پلٹ جانے کے ساتھ ان کے کاموں اور ذمہ داریوں میں کسی قسم کی تبدیلیوں کا اظہار نہیں کیا گیا۔[۴۴] لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ ۱۹۴۸ء میں ایک مہم کا آغاز کیا گیا۔ جس کے تحت وزارتوں کی تعداد کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس رجحان کی وضاحت مندرجہ ذیل گوشوارے سے ہو جاتی ہے۔[۴۵]

	۱۹۲۴ء	۱۹۳۶ء	۱۹۴۷ء	۱۹۴۹ء (ابتدائی حصہ)	۱۹۵۲ء	۱۹۵۳ء ۱۵ مارچ
کل یونین وزارتیں:	۵	۸	۳۶	۲۸	۳۰	۱۲
یونین ریپبلک وزارتیں:	۵	۱۰	۲۳	۲۰	۲۱	۱۳
کل:	۱۰	۱۸	۵۹	۴۸	۵۱	۲۵

۱۹۴۷ء میں کل ۵۹ وزارتوں سے ۱۹۴۹ء میں کل ۴۸ وزارتوں تک تخفیف، بعض صنعتی وزارتوں کو (جو ۱۹۳۶ء کے بعد بہت زیادہ ہوگئی تھیں) ایک دوسرے میں ضم کر کے یا کچھ کو بالکل ختم کر کے حاصل کی گئی۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے شعبوں کے لئے

وزارتیں قائم کرنے کا رجحان ضرورت سے زیادہ بڑھ چکا ہے اور انسانی صلاحیتوں اور محنت کا بہت سا حصہ وزارتوں میں غیر ضروری انتظام اور نگرانی وغیرہ کے سلسلے میں ضائع ہو رہا ہے۔ اس ضرورت کا احساس بھی نظر آتا ہے کہ تعلق پیدا کرنے کے کام کا زیادہ بڑا حصہ خود انتظامیہ درجے پر کام کرنے والوں کے ہی سپرد کیا جانا چاہیے۔ ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۲ء کے درمیانی عرصے میں پھر کچھ نئی وزارتیں قائم کی گئیں۔ لیکن ان کی کل تعداد پھر بھی ۱۹۴۷ء کی تعداد سے کم رہی۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں اسٹالن کی موت کے بعد وزارتوں کو ایک دوسرے میں ضم کرنے کے کام کو بہت تیزی سے بڑھایا گیا۔ اور کل وزارتوں کی تعداد صرف ۲۵ تک گھٹا دی گئی۔ سپریم سوویت نے کر دی' وزیروں کی کاونسل مندرجہ ذیل وزارتوں پر مشتمل تھی۔ ۱۔ امور خارجہ' ۲۔ امور داخلہ ۳۔ دفاع' ۴۔ داخلی اور بیرونی تجارت ۵۔ زراعت' ۶۔ ثقافت' ۷۔ ہلکی صنعتیں اور غذائی صنعتیں' ۸۔ مشینری ۹۔ مشین سازی ۱۰۔ ذرائع آمد و رفت کا سامان اور بھاری مشین سازی' ۱۱۔ برقی طاقت اسٹیشن اور بجلی کے سامان کی صنعت' ۱۲۔ کوئلہ' ۱۳۔ تیل' ۱۴۔ کیمیاوی اشیاء' ۱۵۔ دفاعی صنعت' ۱۶۔ تعمیری سامان کی صنعت' ۱۷۔ عمارتی لکڑی اور کاغذ' ۱۸۔ بھاری صنعتوں کی تعمیر اور مشین سازی کے کارخانے' ۱۹۔ ذرائع آمد و رفت' ۲۰۔ رسل و رسائل' ۲۱۔ بحری اور دریائی آمد و رفت' ۲۲۔ صحت' ۲۳۔ عدلیہ' ۲۴۔ مالیات' ۲۵۔ حکومتی کنٹرول۔

اسٹالن کی موت کے بعد وزارتوں کی تنظیم نو کا جو قدم اٹھایا گیا یہ تحریک بھی بہت عرصے تک نہ چل سکی۔ نئی وزارتیں کچھ ضرورت سے زیادہ بڑی ثابت ہوئیں۔ اور ان پر کام کا بوجھ بھی ضرورت سے زیادہ محسوس ہوا۔ سپریم سوویت میں اپریل ۱۹۵۴ء کو دی گئی خروشچیف کی تقریر کے الفاظ میں "بڑی بڑی وزارتوں کے لئے جو قومی معاشیات کی بہت سی شاخوں اور معاشی اداروں کی ایک بڑی تعداد کو یکجا کر کے اپنے ساتھ شامل کیے ہوئے ہیں۔ ان شاخوں اور اداروں کو پوری مستعدی کے ساتھ ہدایتیں دینا اور ان کی رہنمائی کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ بات مناسب سمجھی گئی کہ ان بڑی وزارتوں کو کچھ اکائیوں میں تقسیم کر دیا جائے"۔[9] اس وقت تک وزارتوں کی تعداد پچیس سے بڑھ کر چھیالیس تک پہنچ چکی تھی اور جنوری ۱۹۵۷ء تک ان کی کل تعداد چھپن ہو گئی تھی۔

مرکزی وزارتوں میں اضافے کے لئے جواز یہی تھا کہ ملک کی معاشیات روز بروز گنجلک

ہوتی جارہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وزارتوں میں اضافہ ضروری ہورہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسٹالن کے جانشینوں نے اسٹالن کے دور کی ضرورت سے زیادہ مرکزیت کو بھی ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔ اسٹالن کی موت کے بعد دو مہینے سے بھی کم عرصے میں وزارتوں کے اختیارات میں توسیع کی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی وزیروں کو بھی ان کے تحت اداروں کے سلسلے میں اور انہیں مالیات اور ذرائع بہم پہنچانے میں زیادہ اختیارات اور لچک دی گئی۔ لیکن ۱۹۵۴ء سے انتظامیہ میں غیر مرکزیت پیدا کرنے کے سلسلے میں بہت محتاط قدم اٹھائے گئے۔ اسٹالن کی حکومت میں بھاری صنعتوں پر کل یونین وزارتوں کی سخت گرفت تھی۔ مئی ۱۹۵۴ء میں یوکرین ریپبلک میں کوئلے کی پیداوار کی ایک علیحدہ وزارت کا قیام' اور پھر اس کے بعد وزارت رسل و رسائل (Communication) کو کل یونین وزارت سے یونین ریپبلک وزارت میں تبدیل کیا جانا جس کی شاخوں کو تمام ریپبلکوں میں قیام کیا جانا' گزشتہ عمل سے ایک اہم انحراف تھا اور آنیوالے سالوں میں اس عمل میں کچھ اور تیزی پیدا ہوئی۔

اب جو مسئلہ اسٹالن کے جانشینوں کے سامنے درپیش تھا۔ وہ مرکزی کنٹرول اور غیر مرکزی اختیارات کے درمیان ایک ایسا توازن تلاش کرنا تھا کہ جس سے حکومت کا کام چلایا جاسکے مگر ساتھ ہی یہ بھی طے کیا جانا تھا کہ آخری اختیارات ان میں سے کس کے پاس رہیں۔ اور اس مسئلے نے خود پریسیڈیم تک میں اختلاف اور پھوٹ پیدا کردی۔ ایک وہ حصہ جو حکومت کے انتظامیہ آلۂ کار میں پوری طرح گھرا ہوا تھا۔ اور اپنا تحفظ اسی میں محسوس کرتا تھا۔ وزارتی نظام اور اس کے مکمل اختیارات کے حق میں تھا' وہ چاہتا تھا کہ مقررہ حدوں میں رہتے ہوئے' ریپبلکوں کو دیے گئے اختیارات میں غیر مرکزیت پیدا کی جائے اور ایک ایسے مضبوط وزارتی گروپ پر انحصار کیا جائے جو معاشیات کے مختلف شعبوں میں تال میل بھی پیدا کرتا رہے۔ اور اس کی رہنمائی بھی کرے۔ جیسے جیسے یہ اختلاف اور جدوجہد بڑھی' دوسرے حصے نے زیادہ سے زیادہ غیر مرکزیت پر زور دینا شروع کیا۔ یہ گروپ مرکزی وزارتوں میں سے زیادہ تر کو ختم کردینے کے حق میں تھا' اور حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) پر انحصار رکھنا چاہتا تھا۔ اور سب سے زیادہ اس بات کے حق میں تھا کہ مختلف علاقوں میں مرکز کی طے کردہ ترجیحات کی تعمیل کے لئے پارٹی کی گرفتوں کو کام میں لایا جائے۔ حالانکہ یہ دونوں گروپ بنیادی طور پر اپنے اپنے نظریے کے حق میں محض اس کے فوائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اختلاف رکھتے تھے' لیکن بہرحال اس اختلاف میں کسی حد تک سیاسی کشمکش بھی شامل تھی' وہ لوگ جو خروشچیف کے مخالف تھے' جنہیں

بعد میں پارٹی مخالف گروپ کا نام دے کر رد کیا گیا' اس بات پر بڑی سختی سے جمے ہوئے تھے کہ خرد شچیف کو پارٹی آلہ کار میں جو مضبوط جگہ حاصل ہے۔ وہ اس حیثیت کو قومی معاشیات پر گرفت حاصل کر لینے میں استعمال نہ کر سکے۔ دوسری طرف خرد شچیف خود اس بات کا خواہاں تھا کہ اپنے مخالفین کو وزارتی اہم جگہوں سے ہٹا دینے میں کامیاب ہو جائے۔

اس جد و جہد کے پہلے دور میں خرد شچیف کے مخالفین کو عارضی طور پر فتح بھی حاصل ہوئی دسمبر ۱۹۵۶ء میں مرکزی کمیٹی کے پلینیم میں ایک فیصلہ کیا گیا جس کے تحت یو ایس ایس آر کے موجودہ منصوبہ بندی کے حکومتی معاشی کمیشن (State Eco. Commn. for Current Planing) کے اختیارات میں توسیع کی جانی تھی اور اس میں پیروخین اور دوسرے ممتاز معاشی منتظمین کو مضبوط اور اہم جگہوں پر نامور کیا جانا تھا۔ اس تحریک کا اثر صرف یہ ہوتا کہ پریسیڈیم میں وہ عناصر جو حکومتی آلہ کار میں شریک تھے اور مقابلتاً پارٹی آلہ کار میں ان کا حصہ بہت کم تھا' ان کے اختیارات اور اقتدار کو مضبوطی حاصل ہو جاتی۔ لیکن بعد میں رونما ہونے والے حالات کے پس منظر میں' اب یہ بات واضح طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ منصوبہ خرد شچیف کو ناگوار ہوا۔ اپنے پرانے انداز کے خلاف' اس نے دسمبر کے پلینیم میں کوئی رپورٹ بھی پیش نہیں کی اور نہ اُس نے اس منصوبے میں کسی قسم کا حصہ لیا یا دلچسپی کا اظہار کیا۔ ہنگری اور پولینڈ کے واقعات میں شکست اٹھانے کے بعد شاید وہ کسی نئے قضیے میں اتنی جلدی نہیں پھنسنا چاہتا تھا۔ اسی لئے ظاہری طور پر اس نے پریسیڈیم میں اپنے مخالفین کی ان مانگوں کو خاموشی سے مان لیا۔ اور انہیں معاشی کمیشن میں اپنی حیثیتوں کو مضبوط کر لینے دیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ۱۲ فروری ۱۹۵۷ء کو سپریم سوویت کو بھی اس نئی تنظیم کی تصدیق کرنے دی۔

لیکن اگلے ہی دن مینیجری سے متعلق مسائل پر خرد شچیف کی اہم رپورٹ کی سماعت کیلئے مرکزی کمیٹی کا ایک غیر معمولی اجلاس طلب کیا گیا۔ اس رپورٹ میں اس مسئلے کو ایک بالکل مختلف انداز اور رخ میں پیش کیا گیا تھا چونکہ مرکزی کمیٹی میں اسے زیادہ مضبوط حمایت حاصل کر لینے کا یقین تھا اس لئے خرد شچیف نے اس منصوبے پر جوابی حملہ کیا جسے معاشی کمیشن کو زیادہ اختیارات اور مضبوطی بخشنے کی غرض سے تیار کیا گیا تھا۔ اس کی بجائے معاشیات پر گرفت کو پوری طرح پارٹی آلہ کار میں محفوظ کیا جانا تھا۔

مرکزی کمیٹی کی منظور کردہ قرارداد کو بہت محتاط الفاظ میں تیار کیا گیا تھا۔ اس میں حکومتی

معاشی کمیشن کے کاموں کی نئی تنظیم اور ملک کی قومی معاشیات کے انتظام اور اس کی منصوبہ بندی پر حکومتی منصوبہ بندی کمیشن کے حصے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش ضرورت کا محض ذکر ہی کیا گیا تھا۔ اس قرار داد میں وزارتوں کے مرکزی آلۂ کار میں کمی کرنے کی مانگ تھی، اور ان سے نئے علاقائی انتظامیہ شعبوں کی طرف کچھ کاموں اور کارکنوں کو منتقل کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ چونکہ نئے انتظامیہ شعبے پیداوار سے قریب ہوں گے۔ اور مختلف معاشی علاقوں کی مجموعی اٹھان کے لیے بہتر موقع فراہم کرسکیں گے۔ لیکن اس کا سیاسی اثر بہرحال بالکل ایک دوسرے رُخ پر پڑ رہا تھا۔ مرکزی افسر شاہی کی طاقت اور اختیارات کو کمزور کرنے سے اور منصوبوں کے مرکزی شعبوں کی نئی تنظیم سے خروشچیف کے مخالفین کی 'صفائی' کے لیے راستہ تیار ہو رہا تھا۔ اور ظاہر ہے ان کے بجائے خاص خاص اور اہم جگہوں پر اُس کے دوست لائے جاسکتے تھے مختلف مقامی اور (ریجنل) کے مینیجری افراد کو مرکزی وزارتوں کے مدِ مقابل کھڑا کر دینے سے خروشچیف کو ایک نادر موقع یہ ہاتھ آ رہا تھا کہ وہ ملک گیر پیمانے پر اپنے لئے حمایت جمع کرے اور سب سے بڑی بات یہ کہ مختلف علاقوں میں مینیجری کے اختیارات اور افراد کو منتشر کر دینے سے خود پارٹی آلۂ کار کو ایک کھلا میدان ہاتھ آ رہا تھا کہ وہ مرکزیت اور ربط و ضبط کے سلسلے میں ایک بنیادی رشتے کی خدمات انجام دے۔ صنعتوں کی تنظیم نو کا منصوبہ جب کچھ عرصے بعد اور کھل کر سامنے آیا تو اس میں کسی شبہے کا بھی امکان نہ رہا۔ ۱۰ رمئی ۱۹۵۷ء کو سپریم سوویت نے جس قانون کو منظوری دی اُس کے ذریعے معاشی کمیشن کو بالکل ختم کر دیا گیا اور اس کی جگہ حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کو ملک کی معاشی منصوبہ بندی کے لیے اہم ترین شعبہ قرار دے دیا گیا۔[11] ۱۴۰ کل یونین، یونین ریپبلک اور ریپبلک وزارتوں کو یک قلم ختم کئے جانے سے صنعتی انتظامیہ میں وزارتی نظام حقیقت میں بالکل ہی ختم ہو گیا۔ ان کی جگہ ۱۰۵ علاقائی معاشی کاؤنسلوں یا سوونارخوزی (Sovnar Khozi) نے لے لی (جو بعد میں ۱۹۶۵ء میں گھٹ کر ۱۰۱ رہ گئی) ختم کی گئی وزارتوں کے تحت آنے والے تمام شعبے اور شاخیں بھی اُنہی کاؤنسلوں کے سپرد کر دی گئیں اور ساتھ ہی کل یونین وزارتوں کے تحت آنے والے اور دوسرے کارخانے بھی ان کاؤنسلوں کے سپرد کر دیے گئے۔ عام طور پر معاشی علاقوں خطوں کی حدود اوبلاسٹ (Oblast) کی حدود کے متوازی ہی ہوتیں اور اس طرح (اوبکوم) کے پہلے سکریٹری کے ان اختیارات میں کچھ اور مضبوطی پیدا ہو جاتی تھی جن کی رو سے وہ معاشی معاملات میں تال میل پیدا کرتا تھا۔

صنعتی انتظامیہ کے وزارتی نظام پر اس بھرپور حملے کی وجوہات ان بدعنوانیوں میں تلاش کی جاسکتی ہیں جن کے ساتھ یہ نظام گذشتہ چند سالوں سے چل رہا تھا۔ ان خرابیوں میں مندرجہ ذیل قسم کی چیزیں شامل تھیں۔ ماسکو میں طاقت اور امتیاز ضرورت سے زیادہ مرکوز ہو گیا تھا۔ مقامی تحریک اور کاموں میں دلچسپی کچلی جاچکی تھی۔ ایک ہی صنعتی میدان کے مختلف شعبوں اور اداروں کے درمیان رشتوں میں لے جانا تاخیر اور ٹال مٹول ایک خاصیت بن چکی تھی۔ ایسے اداروں کے درمیان صحیح تال میل اور تعلق نہیں پیدا ہو پاتا تھا۔ جو ایک ہی علاقے میں کام کرتے تھے۔ لیکن اُن پر مختلف وزارتوں کی گرفت ہوتی تھی۔ اور ہر وزارت میں ایک ایسا رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ وہ مختلف امدادی اور ضمنی ادارے قائم کر کے ایک خود کفیل حکومت سی اپنے گرد بنانا تاکہ اسے کسی دوسری وزارت پر منحصر ہونے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ ایسے اداروں کا قیام کارکردگی یا مستعدی کے نقطۂ نگاہ سے بھی جائز قرار دیا جائے۔ اس نظام میں بنیادی اصلاحات کی کوشش اس لئے رک گئی تھی کہ اسٹالن کے ذہن پر مرکزیت پسندی شدت سے جمی ہوئی تھی۔ جس کے اثر سے اس کے کچھ جانشین بھی اس بات سے ڈر گئے تھے کہ مرکزی گرفت میں ذرا سی ڈھیل دے دینے سے مقامیت پسندی کا جذبہ قابو سے باہر ہو جائے گا۔

خروشچیف بھی اس امکانی خطرے سے بالکل بے خبر نہیں تھا۔ چنانچہ ۷ رمئی ۱۹۵۷ء کو سپریم سوویت کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس نے ان الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کر دیا تھا کہ مینجمنٹ کے اس نئے ڈھانچے کے تحت جس میں مقامی اداروں کو زبردست حقوق دیئے گئے ہیں۔ خود اختیاری کے رجحانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کی خواہشات ابھرتی ہیں خواہ اس میں حکومت اور ملک کے مفادات کو نقصان بھی پہنچا ہو۔ اس نے اس بات کو بھی صاف کر دیا تھا کہ پارٹی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تحت آنے والے تمام اداروں کے اہم ترین کاموں میں سے ایک یہ بھی ہو گا کہ وہ ان نقصان دہ۔۔۔ رجحانات کے خلاف جدوجہد کریں گے لیکن وہ ایک متحرک اور عین موقع پر مینجمنٹ میں حصہ لینے والی علاقائی معاشی کاؤنسل (Sovonar Khozi) کے فوائد بھی بہت محسوس کرتا تھا۔ خطوں کی کاؤنسلوں (ریجنل) کا وہ عملہ جو اپنے تحت کام کرنے والے اداروں کے قریب ہو گا اور ان کے پیداواری ذرائع اور صلاحیتوں سے پوری طرح واقف ہو گا۔ اس سے یہ توقع کی جاسکتی

تھی کہ وہ زیادہ مستعدی اور زیادہ عجلت کے ساتھ کام انجام دے گا، اور اپنے حلقۂ اختیار میں آنے والے اداروں میں زیادہ بہتر طور پر تعلق اور تال میل برقرار رکھ سکے گا۔ یہ انتظامیہ کی مختلف شاخوں میں کمی کر کے ان پر ہونے والے اخراجات میں بھی کافی حد تک بچت کر سکے گا، کسی ادارے میں استعمال نہ ہونے والے پیداواری ذرائع کو دوسرے ادارے کی طرف منتقل کر کے علیحدہ علیحدہ اداروں کے گوداموں کے بجائے پورے علاقے کے مجموعی گوداموں کے استعمال سے، اور وزارتوں کے غیر ضروری اور ملحقہ کاموں میں ہونے والے اخراجات میں بچت کرنا اس نئے نظام کے تحت ممکن ہو سکے گا۔

اس نئی تنظیم کے منصوبے کو بروئے کار لانے کے ساتھ ہی مینیجری کے سلسلے میں ذمہ داریوں کا بار مرکز سے خطوں (ریجن) کی طرف کافی حد تک منتقل ہوا۔ اپریل ۱۹۵۸ء میں آئی آئی کزمِن (I. I. Kuzmin) جو اس وقت یو۔ ایس ایس آر کے حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کا سربراہ تھا، اس نے بیان کیا کہ وہ صنعتی ادارے جنہیں خطوں (ریجنل) کی معاشی کاؤنسلوں کی طرف منتقل کیا گیا ہے۔ ان سے ملک کی صنعتی پیداوار کا تقریباً تین چوتھائی حصہ[۱۲] حاصل ہوتا ہے۔ اس نئے منصوبے کے نتیجے کے طور پر بہت وسیع پیمانے پر بچت کا بھی اظہار کیا گیا۔ حالانکہ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozi) کے عملے میں بھی کم و بیش اسی انداز میں اضافہ ہوتا نظر آیا۔ جیسا گذشتہ وزارتوں کے تحت نظر آتا تھا۔ لیکن بعد میں پیدا ہونے والی مشکلات کچھ اور بھی زیادہ اہم تھیں۔ غالباً ان میں سے سب سے بڑی مشکل مقامیت پسندی (Localism) (Mestnechestvo) کی نشو و نما تھی۔ اس رخ نے مختلف صورتوں اور مختلف طریقوں سے سر اٹھایا۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں پر الزام رکھا گیا کہ یہ مالی ذرائع کو اہم اور ترجیحی منصوبوں سے ہٹا کر مقامی فضول قسم کے اخراجات کی طرف منتقل کر دیتی ہیں۔ کچھ کاؤنسلوں نے خود اختیارانہ رجحان کا بھی مظاہرہ کیا۔ ان کاؤنسلوں نے قومی ضروریات کو پیش نظر رکھنے کے بجائے خود اپنی ہی ایک خود کفیل معاشی دنیا پیدا کر لینے کی کوشش کی۔ انہوں نے "دوسرے" خطوں (Regions) کے لئے فراہمیوں کے مقابلے میں خود اپنے کارخانے کی ضروریات اور مانگوں کو فوقیت دی اور مختلف خطوں کے درمیان جو معاہدے ہوتے تھے ان کو پورا کرنے میں کوتاہی برتی۔ اس کے ساتھ ہی خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے افسروں نے اس پر بھی احتجاج کیا کہ حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) گذشتہ وزارتوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں اب بھی

بہت سخت بندشوں میں جکڑے ہوئے ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ سخت تنقید (RSFSR) کے منصوبہ بندی کمیشن کے خلاف یہ تھی کہ یہ غیر مستعدی اور کارکردگی میں روڑے اٹکانے اور تاخیر کے منصوبے تیار کرتا ہے۔

مرکز کے ارباب حل وعقد کا ردّعمل اس سلسلے میں یہی ہوا کہ انہوں نے مرکزی ترجیحات کی تکمیل کے لئے اپنی گرفت کو اور سخت کیا۔ ان علاقائی افسروں کے خلاف، جنہوں نے غیر قانونی طور پر مرکزی سرمائے کو مقامی مقاصد میں بے جا خرچ کیا تھا۔ تادیبی کارروائیاں ہوئیں اور انہیں سزائیں دی گئیں۔ اپریل ۱۹۵۸ء میں سپریم سوویت نے حکم جاری کیا کہ ایسے افسران جو مختلف علاقوں اور مختلف ریپبلکوں کے درمیان کی جانے والی فراہمیوں کو پورا کرنے میں ناکام رہیں گے اور اس کی کوئی مناسب وجہ بھی نہ دے سکیں گے۔ ان پر اُن کی تین مہینے کی تنخواہ تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ یا اسی قسم کی سخت تادیبی کارروائیاں ان کے خلاف عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس سلسلے میں بار بار کوتاہی کو تعزیراتی جرم قرار دے دیا گیا[112]۔ بڑی تین ریپبلکوں RSFSR یوکرین اور قزاقستان ــــ میں جنوری اور جولائی ۱۹۶۵ء میں ریپبلک کے درجے پر نئی خطّوں کی معاشی کاؤنسلیں (Sovnar Khozi) قائم کی گئیں تاکہ وہ اپنے ماتحت خطّوں کی معاشی کاؤنسلوں کے کاموں کی نگرانی کرتی رہیں اور ان میں تعلق اور رشتہ برقرار رکھیں اور خاص طور پر مختلف علاقوں اور ریپبلکوں کے درمیان کی جانے والی فراہمیوں کے مسائل پر نگاہ رکھیں۔ مزید براں مئی ۱۹۶۱ء میں پورے ملک کو سترہ بڑے معاشی حصوں یا خطّوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان میں سے دس RSFSR میں تھے۔ اور تین یوکرین میں ایک خطہ قزاقستان ایک خطہ چار چھوٹی وسط ایشیائی ریپبلکوں، ایک تین بالٹک ریاستوں اور ایک خطہ تین ٹرانس کاکیشیائی ریپبلکوں کو اپنے محیط میں رکھتا تھا۔ اس منصوبے کے تحت بیلوروس مولڈاویا، حالانکہ یہ نسبتاً چھوٹی اکائیاں تھیں، لیکن یہ ایک آزاد معاشی خطّہ بنی رہیں۔ تعلق اور تال میل پیدا کرنے والی اور منصوبہ بندی کی کچھ ایسی کاؤنسلیں بھی مقرر کی گئیں جو ان قدرتی حصوں میں سے ایک خطّے کے لئے معاشی ترقی اور نشوونما کا ایک طویل مدتی منصوبہ تیار کریں۔ قزاقستان میں یہ ذمہ داری ریپبلک کے معاشی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کو سونپی گئی۔ ان کاؤنسلوں کو (Gosekonomsovet) کے پورے اشتراک اور تعلق کے ساتھ کام کرنا تھا (Gosekonomsovet) یہی وہ شعبہ تھا جسے طویل منصوبہ بندی کا کام سونپا گیا تھا۔ اور یہی

ضرورت سے زیادہ مقامیت پسندی کے خلاف اصلاحی راہیں اور تحفظ تلاش کرنے کا ذمہ دار تھا۔

مرکزی کمیٹی کے نومبر ۱۹۶۲ء کے اجلاس میں دوبارہ مرکزیت کے حصول کو ایک نئی رفتار اور تحریک بخشی گئی۔ خروشچیف نے اعلان کیا کہ RSFSR میں موجودہ ۶۷ معاشی کاؤنسلوں کو گھٹا کر ۲۲ یا ۲۴ کیا جائے گا۔ یوکرین کی ۱۴ کاؤنسلوں کی جگہ پر ۷ کاؤنسلیں ہوں گی۔ اور وسط ایشیائی ریپبلکوں ازبیکستان، ترکمانستان، تاجیکستان اور کرغیزیا کی چار کاؤنسلوں کو ایک یعنی وسط ایشیائی معاشی کاؤنسل (Sovnar Khoz) میں ضم کیا جائے گا۔ اس طرح سے جو توسیع شدہ معاشی خطے وجود میں آئیں گے۔ وہ پورے یو ایس ایس آر میں ۱۰۰ سے کچھ زیادہ کی جگہ پر صرف ۴۰ یا ۴۲ ہوں گے۔ اُن کے قیام کا مقصد مقامیت پرستی کو ایک دھکا پہنچانا اور معاشی انتظامیہ کے اعتبار سے مجموعی طور پر بہتر اکائیاں تشکیل کرنا تھا اس کے ساتھ ہی خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozi) کو تعمیری کاموں پر گرفت رکھنے، نئے ڈیزائن تیار کرنے اور نئی تکنیک اپنانے کے اختیارات سے بھی محروم کیا جا رہا تھا۔ صنعتی سلسلے میں ہر قسم کی تعمیر پر تعمیر کے لیے یو ایس ایس آر کی حکومتی کمیٹی (Gosstroi) کی واحد مرکزی گرفت تھی۔ اس کمیٹی کے سپرد ان تعمیری تنظیموں کے کاموں پر نگاہ رکھنا اور ان کی نگرانی کرتے رہنا تھا جو آزادانہ طور پر منظم کی گئی ہوں۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozi) کا تعمیری کام ٹھیکے پر کر رہی ہوں۔ اس طرح نئی تکنیک کے استعمال اور کسی نئے ڈیزائن کی منظوری وغیرہ کی ذمہ داری اور اختیارات کو یو ایس ایس آر کی حکومتی صنعتی کمیٹی کو سپرد کر کے مرکزیت دی گئی تھی۔ یہ کمیٹی خروشچیف کے اپنے الفاظ کے مطابق: نئی مشینری کے اپنائے جانے کے سلسلے میں منصوبوں پر آخری اور فیصلہ کن اختیارات کی حامل ہو گی۔ طویل مدتی منصوبہ بندی شعبے (Gosekonom Sovet) کو ختم کر کے اس کی جگہ حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کو دی گئی۔ اور اس کے اختیارات صرف طویل مدتی منصوبہ بندی تک محدود کر دیئے گئے۔ ایک اور نیا شعبہ، کل یونین معاشی کاؤنسل بھی وجود میں آیا جس نے حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کے قلیل مدتی منصوبہ بندی کے سلسلے کے تمام کاموں اور ذمہ داریوں کو اپنے ذمے لے لیا۔ خروشچیف کے مطابق اس نئی کل یونین معاشی کاؤنسل کو بنیادی طور پر سالانہ منصوبوں کی تکمیل سے تعلق رکھنا تھا۔ اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ اس کے انتظامی اختیارات کو اور مضبوط کیا جائے گا۔ اور اسے ایسے اختیارات بھی سونپے

جائیں گے جن سے یہ ذرائع پیداوار کی نئی تقسیم کر سکے۔ اور منظور شدہ سالانہ منصوبے کی حدود میں رہتے ہوئے انتظامی امور میں بھی ردعمل بدل سکے۔

مرکزی گرفت کو دوبارہ مضبوط کرنے کی اس کوشش کے باوجود' اور پارٹی کی چوٹی کے رہنماؤں کے اس اصرار کے باوجود کہ ان کی تیار کردہ پالیسی کی ترجیحات برقرار رہیں۔ مختلف علاقوں اور مرکز کے درمیان رسا کشی کی امید اب بھی باقی ہے۔ علاقوں کو اور ان کی تحتی اکائیوں کو عملی سلسلوں میں فیصلے کر لینے کے اختیارات دے دینے سے انتشاری رجحانات خود بخود پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بنیادی طور پر ان سے پارٹی اعلیٰ کمان کے لئے کسی قسم کا سیاسی چیلنج پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کی وجہ سے انتظامی امور میں مستقل ایک رد و بدل ضرور پیدا ہوتا رہتا ہے جس میں مرکز کی دی ہوئی ترجیحات پر مقامی خواہشات اور دباؤ کے خلاف متواتر زد دیا جاتا ہے۔

سوویت انتظامیہ کا ڈھانچہ

سوویت انتظامیہ کا مختصر سا خاکہ مندرجہ ذیل انداز میں دیا جا سکتا ہے۔ یہ انتظامیہ کے اہرام کی چوٹی پر یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل ہے جو ایک بہت بڑی تنظیم ہے اور اس کے ۵۰ سے زیادہ ممبر ہیں۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو یہ مندرجہ ذیل ممبروں پر مشتمل تھی۔

کاؤنسل کا صدر

دو پہلے نائب صدر

نو نائب صدر

پانچ کل یونین وزیر۔ بیرونی تجارت، تجارتی بحریہ' ذرائع آمدورفت۔ درمیانی مشینوں کی پیداوار' ذرائع آمدورفت کے سامان کی پیداوار۔

دس یونین ریپبلک وزیر اعلیٰ اور مخصوص ثانوی تعلیم' علم الارض (جیالوجی) اور قدرتی ذرائع کا تحفظ' صحت عامہ' امور خارجہ' ثقافت' دفاع' رسل و رسائل' زراعت' مالیات' برقی طاقت اور بجلی کا پھیلاؤ۔

مندرجہ ذیل کمیٹیوں' کمیشنوں' کاؤنسلوں اور انتظامیہ شعبوں کے اکیس سربراہ: حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کل یونین معاشی کاؤنسل' سائنسی تحقیقات میں تعلق اور

تال میل برقرار رکھنے والی کمیٹی، حکومتی حصول (Procurement) کمیٹی، پارٹی، حکومتی کنٹرول کمیٹی، حکومتی تنخواہ اور مزدور کمیٹی۔ پیشہ وری اور تکنیکی تعلیم کی حکومتی کمیٹی۔ خود کاری (آٹومیشن) اور مشین سازی کی حکومتی کمیٹی، ہوا بازی ٹیکنالوجی کی حکومتی کمیٹی، دفاعی ٹیکنالوجی کی حکومتی کمیٹی، ریڈیو الیکٹرانکس کی حکومتی کمیٹی، الیکٹرانکس ٹیکنالوجی کی حکومتی کمیٹی، جہاز سازی کی حکومتی کمیٹی، کیمسٹری کی حکومتی کمیٹی۔ آہنی اور غیر آہنی دھاتوں کی صفائی کی حکومتی کمیٹی، ایندھن کی صنعتوں کی حکومتی کمیٹی، عمارتی لکڑی کے لئے حکومتی کمیٹی۔ لگدی (پلپ)، کاغذ، جنگلات اور لکڑی کی صنعت کی حکومتی کمیٹی۔ حکومتی تعمیراتی کمیٹی، مچھلی کے سلسلے میں معاشیاتی کمیٹی، غیر ممالک سے ثقافتی تعلقات کی حکومتی کمیٹی، حکومتی تحفظی کمیٹی، کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن، یو ایس ایس آر کا اسٹیٹ بنک، مرکزی اعداد و شمار کا انتظامیہ شعبہ۔ برقی ساز و سامان کی حکومتی کمیٹی۔ ہلکی صنعتوں کی حکومتی کمیٹی۔ غذائی صنعتوں کی حکومتی کمیٹی۔ اندرونی تجارت کی حکومتی کمیٹی۔ ان کے علاوہ یونین ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل کے پندرہ صدر بھی یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل میں بہ حیثیت منصب (Ex-officio) خدمات انجام دیتے ہیں۔ حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی اور کل یونین معاشی کاؤنسل کے ممتاز اور اہم افسران اور ان کے ساتھ حکومتی وصولیابی (Procurement) کمیٹی کا پہلا نائب صدر ان سب کو بھی وزارتی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

وزیروں کی کاؤنسل میں آپسی تعلق اور تال میل اس کے پریسیڈیم کے ذریعے پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ پریسیڈیم ایک داخلی کابینہ کی سی حیثیت کا مالک ہوتا ہے۔ اور اس میں ایک صدر پہلے نائب صدر دیگر نائب صدر، اور کچھ اور ایسی "شخصیتیں" شامل ہوتی ہیں جنہیں انفرادی طور پر وزیروں کی کاؤنسل مقرر کر دیتی ہے[15] وہ انتظامیہ شعبہ جن سے یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کی تشکیل ہوتی ہے مختلف قسم کے ہیں وزارتیں، حکومتی کمیٹیاں اور دوسری مخصوص میدانوں کی مخصوص ایجنسیاں[16] ملک کے معاشی، سیاسی، فوجی اور سماجی ثقافتی زندگی کے مختلف حصوں کے انتظامیہ کی وزارتیں ذمہ دار ہوتی ہیں۔ عام طور سے ان کے ناموں سے ہی اُس میدان کا اندازہ ہو جاتا ہے جس کے سلسلے میں یہ کام کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بہر حال اس سلسلے میں استثناء درمیانی مشین سازی کے میدان میں نظر آتا ہے۔ جسے حسنِ تعبیر سے اٹامک انرجی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ وزارتیں دو قسم کی ہوتی ہیں

کل یونین اور یونین ریپبلک۔ ان میں سے اوالذکر جنہیں بہت اعلیٰ پیمانے پر مرکزی انداز میں منظم کیا گیا ہے، یہ اپنے تحت آنے والے تمام کاموں اور تمام شعبوں کو براہ راست دیکھتی ہیں خواہ وہ کہیں بھی واقع ہوں۔ اس کے مقابلے میں یونین ریپبلک وزارتیں کچھ کام براہ راست بھی انجام دے سکتی ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ اپنے کام ریپبلکوں میں موجود انہی کی تمام وزارتوں کے ذریعے انجام دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر یو ایس ایس آر کی وزارت ثقافت اپنی ہدایات کو تکمیل اور تعمیل کے لئے ہر ریپبلک میں وزیر ثقافت کے توسط سے ہی بھیجے گی۔ قانونی اعتبار سے، ہر ریپبلک میں یونین ریپبلک وزارتیں ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل اور دوسرے آئینی اداروں اور اس کے ساتھ ہی ماسکو میں اپنی اعلیٰ وزارت کے سامنے بھی جواب دہ ہوتی ہیں۔ لیکن ایسے موقعوں پر جن میں مرکز اور ریپبلک کے ارباب حل و عقد کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو جائے۔ گو کہ ایسی کیفیت پیدا ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ بہرحال اس بات پر یقین کر لینے میں کسی بہت بڑی غلطی سرزد ہونے کا امکان نہیں ہے کہ اسی صورت میں مرکز کا نقطہ نگاہ ہی افضل سمجھا جائے گا۔

حکومتی کمیٹیاں اور مخصوص میدانوں کے لئے مخصوص ایجنسیاں اپنے کام کے اعتبار سے وزارتوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ چونکہ ان کی ذمہ داریاں عام طور پر ان مخصوص میدانوں کی ترقی، آپسی تعلق اور تال میل اور منصوبوں سے متعلق ہوتی ہیں۔ اور ان کا کام براہ راست انتظامیہ سے تعلق نہیں رکھتا لیکن اس سلسلے میں بھی مستثنات ضرور موجود ہیں۔ مثال کے طور پر حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کی تنظیم تقریباً کل یونین وزارت کے انداز پر ہی ہوتی ہے۔ اور ہر علاقے میں اس کے کارکن اور نمائندہ ہوتے ہیں۔ جو اپنی رپورٹیں براہ راست اس تک پہنچاتے ہیں۔ اس طرح حکومتی بینک بھی پوری طرح مرکزیت پر مبنی ہیں۔ حکومتی تعمیری کمیٹی (Gosstroi) کو بھی نومبر ۱۹۶۲ء میں مرکزی کمیٹی کے اجلاس کے فیصلے کی رو سے یونین ریپبلک وزارت کے ڈھانچے کے مطابق نئے سرے سے منظم کیا جاتا ہے۔ اس کی شاخیں ہر ریپبلک میں ہوں گی جن کے تحت تمام تعمیری تنظیمیں اپنے کام انجام دیں گی۔

غیر وزارتی ایجنسیوں کو غالباً ان کے سپرد ذمہ داریوں کے اعتبار سے تقسیم کرنا سب سے مناسب طریقہ ہوگا۔ ان میں سے کچھ جیسے حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی، یا کل یونین معاشی کمیٹی مجموعی طور پر منصوبہ بندی کے شعبے میں کچھ دوسری کمیٹیاں۔ ان کمیٹیوں کے منصوبہ بندی یا تعلق اور تال میل رکھنے کے سلسلے میں کاموں کی حدود، اپنی مخصوص صنعتوں یا میدانوں تک محدود ہوتی ہیں۔ کچھ اور ایسی کمیٹیاں ہیں۔

جیسے سائنسی تحقیق میں تعلق اور تال میل رکھنے کی حکومتی کمیٹی یا خود کاری (آٹومیشن) اور مشین سازی کی حکومتی کمیٹی، مزدور اور تنخواہوں سے متعلق حکومتی کمیٹی، حکومتی تعمیراتی کمیٹی، غیر ممالک سے معاشی تعلقات رکھنے کے سلسلے میں حکومتی کمیٹی وغیرہ یہ ایسے مسائل سے متعلق ہیں جن کا کئی وزارتوں یا بہت سے علاقوں سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ان میں منصوبہ بندی، ترقیاتی کام، تعلق اور تال میل پیدا کرنے کے کام اور ہدایت دینے کے مخصوص اور مشکل کام شامل ہوتے ہیں۔ کچھ اور جیسے پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی، حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) اور بعض کاموں کے اعتبار سے مرکزی اعداد و شمار کا انتظامیہ بنیادی طور پر کنٹرول رکھنے والے شعبے ہیں۔ اس کوشش کے باوجود کہ جن میں موقعوں پر عملی فیصلوں کی ضرورت ہو وہاں اس کے اختیارات میں مرکزیت کو تقسیم کر دیا جائے۔ اب بھی مرکزی انتظامیہ کا شعبہ بہت زبردست اور مرعوب کن حیثیت کا مالک ہے اور یہ کچھ ایسے ناگزیر دباؤ اور بوجھوں کا اظہار کرتا ہے جو اُن سوسائٹیوں کی مخصوص دین کہے جا سکتے ہیں جن پر کلی نظام تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے

یو ایس ایس آر کی ہر ریپبلک کی اپنی الگ ایک وزیروں کی کاؤنسل ہوتی ہے۔ جس میں حکومتی کمیٹیوں اور مخصوص ایجنسیوں کے نمائندے بھی موجود ہوتے ہیں۔ ریپبلک کے درجے پر دو قسم کی وزارتیں ہوتی ہیں۔ یونین ریپبلک وزارتیں جن کا پہلے ذکر آچکا ہے اور دوسری ریپبلک وزارتیں جو ہر ریپبلک میں اپنی ساخت، کردار اور تعداد کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن عام طور پر ان کے میدانوں میں کم از کم تعلیم سماجی تحفظ (Social Security) عوام میں امن و ضبط کا تحفظ (Defence of Public Order) موٹر کے ذریعے آمد و رفت اور شاہراہیں، تجارت، مقامی صنعت اور میونسپل خدمات وغیرہ ضرور شامل ہوتے ہیں۔ ریپبلک وزارتوں کے متوازی وزراء کل یونین وزیروں کی کاؤنسل میں نہیں ہوتے۔ اور یہ اپنی ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل اور دیگر قانون ساز اداروں کے تحت براہ راست کام کرتی ہیں۔

ریپبلک درجے سے نیچے عام طور پر کم از کم انتظامیہ کی تین تہیں اور ہوتی ہیں۔ خود مختار ریپبلکیں (Autonomous Republics) اوبلاسٹ یا کرائی جنہیں خطوں (ریجنل) کی انتظامیہ اکائیاں کہا جا سکتا ہے اور ٹیریٹوریل پیداواری یا توسیع شدہ دیہی ضلعوں کی اکائیاں اور قصبوں گاؤں اور قریوں کی اکائیاں جنہیں مقامی اکائیاں کہا جا سکتا ہے۔ شہری علاقے ایک علیحدہ انتظامی نظام کے تحت ہوتے ہیں۔ بہت بڑے بڑے شہر براہ راست ریپبلک

کے تحت ہوتے ہیں۔ اور ریجنوں ضلعوں (Raions) میں تقسیم ہوتے ہیں۔ درمیانی وسعت کے شہر اوبلاسٹ اور کرائی کے تحت ہوتے ہیں اور قصبے اور دیہی علاقے توسیع شدہ دیہی ضلعوں کے تحت آتے ہیں۔ جب نومبر ۱۹۶۲ء کے مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں منظور شدہ نئی تنظیم بروئے کار لائی گئی تو خطوں (Regional) اور مقامی درجوں پر بھی صنعت اور زراعت کے لئے الگ سوویتیں اور عاملہ کمیٹیاں ہوئیں۔

اس درجاتی تقسیم کے ہر زینے پر مختلف شعبے اور انتظامی ادارے ہوتے ہیں جو اس درجے پر منتخبہ سوویت کی عاملہ کمیٹی (Ispolkom) اور اسی قسم کے کام انجام دینے والے اس سے اگلے درجے کے انتظامیہ کے افسران، دونوں کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اس دوہری نگرانی کے نتیجے میں اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اعلیٰ سوویتوں کے شعبوں کو اس کا فیصلہ کرنے کا حق دیا گیا ہے جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے۔ جیسے جیسے انتظامیہ کا ڈھانچہ خطے (Region) سے مقامی حد (Locality) کی طرف بڑھتا ہے۔ یہ کم سے کم گنجلک ہوتا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر (RSFSR) میں صحت، مقامی معاشیات، تعلیم، تعمیر اور طرز تعمیر (Architecture) مالیات، سماجی تحفظ اور امور عاملہ کے لئے خطوں (ریجنل) کے شعبے ہیں۔ موٹر کے ذریعے آمد و رفت اور شاہراہوں۔ عوامی ضبط و قانون کا تحفظ، ثقافت، مقامی صنعت، تعمیری ساز و سامان کی صنعت۔ ایندھن کی صنعت۔ تجارت منصوبہ بندی۔ زرعی پیداوار اور اس کی وصولیابی خطوں (ریجنل) کے انتظامیہ شعبے ہیں۔ حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) بھی خطوں (ریجنل) کے نمائندے رکھتی ہے اور ان کے علاوہ کچھ اور ایسے خطوں (ریجنل) کے شعبے یا انتظامیہ شعبے بھی قائم کیے جا سکتے ہیں جن کی اجازت ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل دے دے۔

نومبر ۱۹۶۲ء کی نئی تنظیم کے وجود میں آنے تک (Raion) کی حکومت خود اپنے انتظامی ادارے بھی رکھتی تھی۔ لیکن یہ اتنے ممکن نہیں ہوتے تھے جتنے خطوں (Region) کی حکومتوں کے ہوتے تھے۔ ۔ ۔ (Raion) کے انتظامی ادارے خطوں (Regions) کے انتظامی اداروں کی نقل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ تعداد میں بھی کم ہوتے تھے اور ان کا عملہ بھی خطوں (Regions) کے اداروں کے عملے کے مقابلے میں کم ہوتا تھا۔

شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں انتظامیہ کی تنظیم وہاں کی آبادی کی تعداد اور ان کاموں پر مبنی ہے جو اس آبادی کے لیے کیے جاتے ہیں ان بڑے شہروں میں جو براہ راست

ریپبلکوں یا خطّوں کی حکومتوں کے تحت آتے ہیں۔ انتظامیہ کے کام کے میدان اور اس کے شعبوں کی تعداد او بلاسٹ حکومت کے مقابل یا برابر ہوسکتی ہے۔ مقامی کام یا خدمات اور مقامی تجارت ان میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ نسبتاً چھوٹے شہروں یا قصبوں میں انتظامی کاموں کا میدان بھی یقیناً محدود ہوتا ہے۔ بہت تھوڑی آبادی والے دیہاتوں یا چھوٹے چھوٹے قریوں میں انتظامی خدمات دیہات کی سوویتوں کی مجلس عاملہ کے سربراہ اور سکریٹری کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔

خطّوں (ریجنل) اور مقامی انتظامیہ شعبوں کے اس ڈھانچے پر اوپر سے مسلط اور ان کے کاموں میں دخل زراعتی اور صنعتی میدانوں کی کچھ مخصوص ایجنسیاں اور بھی ہیں جن کے پاس آزادانہ اختیارات ہیں۔ مارچ ۱۹۶۲ء میں پارٹی مرکزی کمیٹی کے پلینم میں کی گئی اصلاحات جو زراعتی انتظامیہ سے متعلق تھیں ان کے تحت یونین ریپبلکوں میں صنعتوں کے درمیانی ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے قائم کیے گئے، جن کا کام زراعتی پیداوار کی وصولیابی کے کام کو نئے انداز میں منظم کرنا اور سرکاری اور اجتماعی فارموں کی زیادہ باا ثر طریقے سے نگرانی کرنا تھا[۴۴]۔ یہ تنظیمیں اُن خطّوں (Rigional) کی ایجنسیوں کے تحت کام کرتی ہیں جن کے سپرد زرعی پیداوار کی دیکھ بھال اور اس کی وصولیابی کا کام ہوتا ہے۔ ان کے قائم کرنے کا اثر یہ تھا کہ ... (racion) کے اختیارات محدود ہوئے اور زراعتی انتظامیہ کا مرکزی نقطہ ..... (raion) سے خطّوں کے درمیان قائم ہونے والی پیداواری اکائیوں کی طرف تبدیل ہوا۔

• لیکن علاقائی پیداواری انتظام کاروں کی جون ۱۹۶۲ء کی کانفرنس میں خروشچیف نے نئی تجاویز رکھیں اور نومبر میں موجودہ ضلعے (Raion) ختم کر دیئے گئے اور انہیں بڑے ضلعوں میں ضم کر دیا گیا جن کی حدود ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبوں کے متوازی ہوتی تھیں[۴۵]۔ غالباً ان توسیع شدہ ضلعوں کے پاس وہ تمام انتظامیہ کے کام آجائیں گے جو پہلے (Raions) انجام دیتے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں کی گئی صنعتی تنظیم کے نتیجے میں جو خطّوں کی معاشی کاؤنسلیں (Sovnar Khoz) وجود میں آئیں اُن تنظیموں اور حکومت کی سابقہ ٹیریٹوریل اکائیوں کے درمیان ربط و ضبط رکھنے کے سلسلے میں مسائل کھڑے ہوئے۔ ۱۹۶۲ء کے آخر میں خطّوں کی معاشی کاؤنسلوں Sovnar Khozi

RSFSR کی سطح سے کچھ زیادہ تعداد کو گھٹا کر تقریباً تعداد کو تقریباً چالیس[۴] کر دینے کے اثر سے یوکرین اور قزاقستان میں ان کاؤنسلوں سے زیادہ تر کی حدود اب ان خطوں (Regions) کے متوازی نہیں ہوں گی جن میں وہ موجود ہیں۔ اور ان کی گرفت کی حد میں بھی اب براہ راست ریپبلک کی معاشی کاؤنسلوں اور اس درجے پر پارٹی کمیٹیوں سے گزریں گی۔ وسط ایشیا کی چار ریپبلکیں اب وسط ایشیا کی واحد خطے کی معاشی کاؤنسل (Sovnarkhozi) کے تحت ہوں گی۔ یہ خطے کی کاؤنسل وسط ایشیا کے بیورو کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔ اور یہ بیورو ماسکو میں مرکزی کمیٹی کے پریسیڈیم کی نگرانی میں کام کرے گا جیسا کہ موجودہ طور پر منصوبہ ہے۔ باقی ریپبلکیں اپنی علیحدہ علیحدہ معاشی کاؤنسلیں (Sovnarkhozi) رکھیں گی جو اس ریپبلک کے وزیروں کی کاؤنسل اور پارٹی کے اراکین کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔

خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnarkhozis) اور مقامی حکومتی شعبوں کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم سے حلقۂ اختیار کے سلسلے میں کافی مشکل مسائل کھڑے ہو گئے ہیں[۹]۔

بہت سے شہروں اور (Oblast) اور بلاسٹ میں خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے شعبے سوویتوں کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ رہائشی مکانوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ اور میونسپل خدمات میں سے زیادہ کی ذمہ داریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ اور یہ سوویت شعبوں کے صلاح و مشورے کے بغیر ہی اپنے کام انجام دیتے ہیں۔ ابھی کچھ عرصے پہلے تک مقامی صنعتیں، جو یو ایس ایس آر کی کل صنعتی پیداوار کا ۱۱ فیصدی حصہ پیدا کرتی تھیں۔ وہ سوویتوں کی گرفت میں تھی اور سوویتوں کو ان معاشی کاؤنسلوں کے مقابلے میں ذرائع کی فراہمی میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ چونکہ یہ کاؤنسلیں زیادہ مضبوط حیثیت کی مالک تھیں ۱۹ رنومبر ۱۹۶۲ء کو مرکزی کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے اعلان کیا تھا۔ "کچھ عرصے پہلے یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل نے فیصلہ کیا تھا کہ ایسے مقامی صنعتی اداروں کو جو لباس اور جوتے بنانے کا کام کرتی ہیں معاشی کاؤنسلوں کو سونپ دیا جائے گا۔ اب اس کام کو پورا کیا جانا چاہئے۔ مقامی سوویتوں کا سب سے اہم کام ۔۔۔۔۔ جو اب مقامی صنعتوں کو چلاتی ہیں۔ یہ ہے کہ وہ عوامی کاموں کو بہتر بنانے کی طرف لگیں۔ اور عوام کے لئے اشیاء کی پیداوار کا کام معاشی کاؤنسلوں کو چلانا چاہئے اور ان کاؤنسلوں کو مقامی ضروریات کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔" لیکن بہرحال رہائشی مکانوں اور ایسی خدمات کو سوویتوں کی طرف منتقل کرنے کے لئے کوئی حکم یا فرمان جاری نہیں کیا گیا۔

یہ اب بھی معاشی کاؤنسلوں کے شعبوں کے پاس ہیں۔

جیسا کہ اس خاکے سے ظاہر ہوتا ہے سوویت انتظام عامہ کا ڈھانچہ کچھ ایسی بنیادوں پر کھڑا کیا گیا ہے جس میں انتظامی سلسلے کے مختلف کاموں کو مختلف انداز سے اہمیت دی جاتی ہے کل یونین وزارت اور اسی انداز پر منظم کی گئی مرکزی ایجنسیوں میں آخری حد تک مرکزیت کا انداز نظر آتا ہے جس کی میدانی تنظیمیں (Field Organizations) بھی براہ راست ماسکو کو جواب دہ ہوتی ہیں۔ یونین ریپبلک وزارتوں میں صرف پالیسی کی گرفت کے سلسلے میں مرکزیت ہوتی ہے۔ لیکن انتظامی اعتبار سے ریپبلک اور اس کے تحت حکومتی تہوں کو نگہداشت اور کاموں کی تکمیل کے سلسلے میں استعمال کر کے کسی قدر انتظامی غیر مرکزیت حاصل کر لی جاتی ہے۔ جہاں انتظامی امور مختلف قسم کی مقامی اہمیت رکھتے ہیں وہاں پالیسی گرفت کا مرکزی نقطہ ریپبلک ہوتی ہے لیکن عملی ذمہ داریاں خطوں (ریجنل) کی مقامی کاؤنسلوں کو برداشت کرنی ہوتی ہیں۔ جبکہ زراعتی میدان میں مختلف ضلعوں کے درمیان ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے اور ان سے اعلیٰ شعبے یہ کام انجام دیتے ہیں۔

حکومت کے ہر درجے پر تمام انتظامی کاموں میں اصولی طور پر ان سوویتوں کو آگاہ رکھنی ضروری ہے۔ جنہیں اس درجے کی عوام منتخب کرتی ہے۔ سوویت قانون داں اس نگہداشت اور جانچ پڑتال کو انتظامی امور میں عوامی شرکت اور گرفت کا عنصر پیدا کر دینے کا نام دیتے ہیں۔ سوویتیں جو اسٹالن کے دور میں بالکل دم توڑ رہی تھیں۔ انہیں خروشچیف نے پھر زندہ کیا ہے۔ اور انہیں کچھ اور وسیع کام اور ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ خاص طور پر مقامی درجوں پر ان کے کاموں میں اضافہ ہوا ہے۔ حالانکہ ان سے حکومت کے کاموں میں اور زیادہ وسیع پیمانے پر عوامی شرکت کا موقع فراہم ہو جاتا ہے۔ اور مقامی افسر شاہی پر تنقید اور نکتہ چینی کے لیے ایک راستہ مل جاتا ہے۔ لیکن اس نکتہ چینی سے عام طور پر یہی اظہار ہوتا ہے کہ اسے پارٹی اراکین نے بہت احتیاط کے ساتھ پہلے ہی تیار کر لیتے ہیں۔ حکومت کے نقطۂ نگاہ کے مطابق سوویتوں کے کاموں میں وسعت دیئے جانے کے نتیجے میں پارٹی پالیسیوں کے لیے حمایت حاصل کرنے، عوام سے اور قریبی تعلق پیدا کرنے، اور اعلیٰ رہنماؤں پر ہونے والی تنقید اور نکتہ چینی کے رخ کو مقامی افسروں کی طرف موڑ دینے کے تین مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ آج سوویتیں اگر کسی قدر زیادہ متحرک نظر آتی ہیں یا یہ "سوشلسٹ جمہوریت" کا محض کنایہ یا آرائشی لباس نہیں محسوس ہوتیں، تو یہ اس بات کا اظہار ہیں کہ عوامی گرفت کے عنصر نے ابھی صرف جڑ پکڑی ہے جو ممکن ہے

مختلف حالات اور کسی مختلف سرپرستی میں کچھ اور اہمیت حاصل کرے۔ فی الوقت تو سوویت انتظامیہ نے آلۂ کار پر عوامی گرفت کے بجائے کچھ اور کنٹرول اور دوسری گرفتیں اہم حیثیت کی حامل نظر آتی ہیں۔

اس کنٹرول کے ذرائع ہیں۔ ① پارٹی ② تحفظی پولیس ③ منصوبہ ④ مالی کنٹرول ⑤ پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی ⑥ قانونی کنٹرول اور ⑦ تخصصی کنٹرول۔ پارٹی اور پولس کنٹرول کے سلسلے کو دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہوں باب ۶، ۷، ۱۳، ۱۵ اور ۱۶) اس موقع پر سوویت انتظامیہ میں پارٹی اور پولس کے علاوہ دوسری گرفتوں کا تذکرہ کیا جائیگا۔

منصوبہ بندی کا کنٹرول

گذشتہ سالوں میں مرکزی منصوبہ بندی کے آلۂ کار میں کئی بار تنظیمی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں اسٹالن کی موت کے بعد منصوبہ بندی کے سلسلے میں تمام کام حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کے پاس مرکوز کر دیئے گئے تھے اور اسے ہر قسم کی طویل مدتی منصوبہ بندی کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک قلیل مدتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosekonomkomissiya) بھی وجود میں آیا۔ ۱۹۵۷ء میں صنعتی انتظامیہ میں جو زبردست تبدیلی رونما ہوئی اس کے تحت حکومتی معاشی کمیشن ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے کاموں کو حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک بار پھر اس کو منصوبہ بندی کے سلسلے میں اعلیٰ ترین تنظیم کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اپریل ۱۹۶۵ء میں اس کے کاموں کو دوبارہ تقسیم کیا گیا۔ حکومتی سائنسی۔ معاشی کاؤنسل مارچ ۱۹۵۹ء میں قائم ہوئی اور اسے طویل مدتی منصوبہ بندی کا کام سونپا گیا اور حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) صرف قلیل مدتی منصوبوں کے لئے محدود کر دی گئی۔ نومبر ۱۹۶۲ء کو مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں خروشچیف نے حکومتی سائنسی۔ معاشی کاؤنسل کو ختم کر دینے کا اعلان کیا۔ اور اس کی جگہ حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کو طویل مدتی منصوبہ بندی کے لئے بھی واحد ذمے دار ٹھہرایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ایک نئی ایجنسی 'کل یونین معاشی کاؤنسل' سالانہ منصوبوں کے سلسلے میں وہ کام انجام دے گی جو اس سے پہلے حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کے سپرد تھے۔ منصوبہ بندی کے کاموں میں بار بار یہ تبدیلیاں جن میں کبھی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی

تھی اور کبھی ان کو تقسیم کیا جاتا تھا اس کیفیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں قلیل مدتی منصوبوں اور طویل مدتی منصوبہ بندی کے سلسلے میں انتظامی ضروریات کے الجھیڑے کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو جاری ہونے والے پارٹی اور حکومت کے فرمان میں جس میں طویل منصوبہ بندی کے کاموں کو حکومتی سائنسی۔ معاشی کاؤنسل کو سونپا گیا تھا۔ معاشی ترقی کے لئے بیس سالہ منصوبہ اور ساتھ ہی پانچ سے سات سال تک کے منصوبے تیار کرنے کی ذمہ داری اس کو سونپی گئی تھی۔[19] اس کے بعد بہت سی تحقیق کے کام اور مختلف پروجیکٹوں کی تنظیمیں بھی اس کے حلقۂ اختیار میں شامل کر دی گئیں جن میں سائنسی معاشی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور پیداواری ذرائع کے مطالعے کی کاؤنسلیں (Council for the Study of Productive resources) بھی شامل تھیں جو اس سے پہلے حکومتی منصوبہ بندی کمیشن کے پاس تھیں۔ علاقائی معاشی اور تال میل رکھنے والی کاؤنسلیں جو ۱۹۶۱ء میں قائم ہوتی تھیں۔ انہیں بھی حکومتی سائنسی۔ معاشی کاؤنسل (Gosekonomsovet) سے ملحق کر دیا گیا اور انہیں یہ بھی ہدایت دی گئی تھی کہ یہ بڑے معاشی خطوں (Regions) کی معاشی ترقی کے لئے طویل مدتی منصوبے تیار کریں۔ غالباً اب یہ کام حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی کو ورثے میں مل گئے ہیں۔

آج کل منصوبہ بندی کے سلسلے میں بنیادی ذمہ داری کل یونین معاشی کاؤنسل کی ہے۔ اس کے کاموں میں، حکومت کے منظور کردہ کنٹرول کے نشانوں سے مطابقت رکھتے ہوئے منصوبے کی مقررہ مدت میں اس کے نشانوں کا تعین۔ یونین ریپبلکوں اور مرکزی وزارتوں اور مختلف ایجنسیوں کے منصوبوں میں تال میل اور رشتہ پیدا کرنا' پیداوار کی مختلف شاخوں میں کل فراہمی کے لئے تخمینے تیار کرنا اور اس کے ساتھ تجارت' مالیات، تنخواہوں، برآمدات اور درآمدات وغیرہ کے تقابلی اعداد و شمار تیار کرنا' اور منصوبوں کی تکمیل پر نگاہ رکھنا وغیرہ کام شامل ہیں۔ مختلف ریپبلکوں کے درمیان اشیا کا لین دین اور آمد و رفت پر گرفت رکھنا اور ان کا منصوبہ تیار کرنا جو اس سے پہلے حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کی ذمہ داری تھی۔ اب یہ کام کل یونین کاؤنسل کے پاس ہیں۔

چارٹ نمبر ۷

یو ایس ایس آر کی حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی کی تنظیم

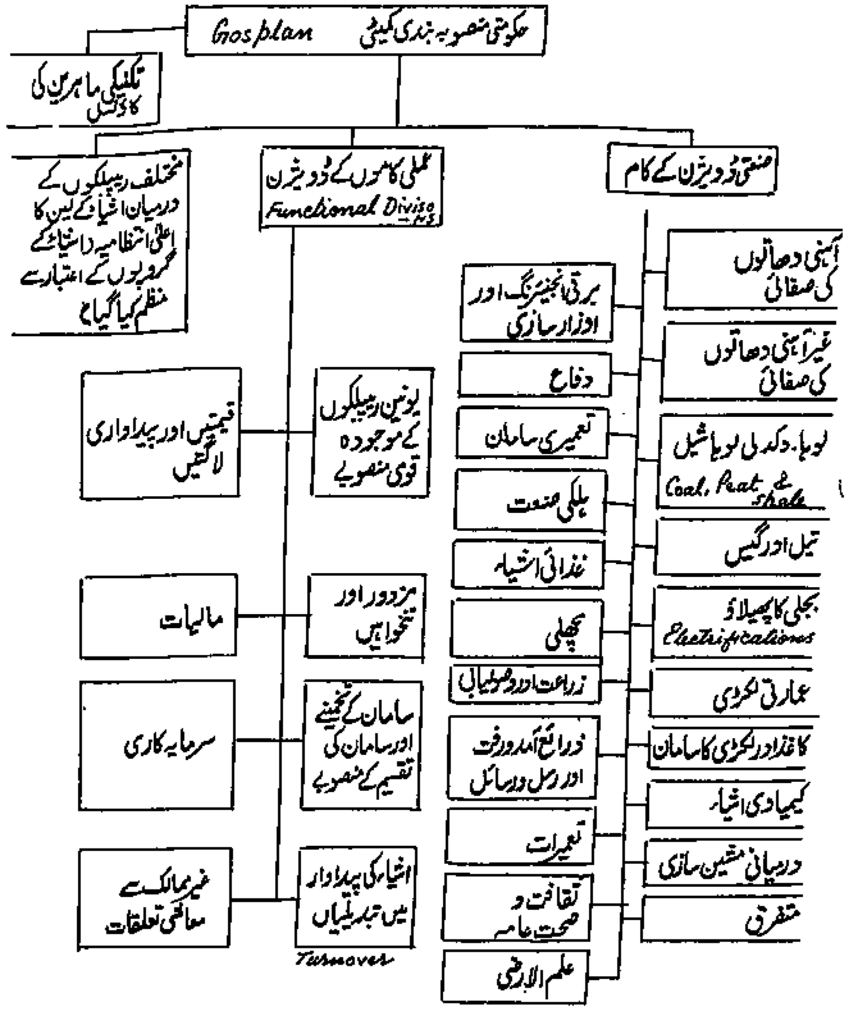

چارٹ نمبر ۲ جس میں ۱۹۶۵ء کی تنظیم نو کے بعد حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کی داخلی تقسیم کا خاکہ دیا گیا ہے۔ یہ اس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ کل یونین معاشی کاؤنسل کا امکانی خاکہ کیا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا چارٹ سے وضاحت ہوتی ہے۔ حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کی مرکزی تنظیم چھوٹے پیمانے پر حکومت کے تمام کاموں کا ایک عکس پیش کرتی ہے۔ ماسکو میں زیادہ تر معاشی وزارتیں ختم کر دیئے جانے سے، حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی کا کردار منصوبہ بندی اور مختلف تنظیموں میں تعلق اور رشتہ قائم رکھنے والی ایک تنظیم کی حیثیت سے بہت اہمیت حاصل کر گیا ہے۔ ایک طرح سے حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی نے پوری سوویت سوسائٹی کو محیط کر رکھا ہے اور اس کے نمائندے دور افتادہ علاقوں اور بڑے بڑے شہروں پر موجود رہتے ہیں۔ ہر یونین ریپبلک بھی اپنی ایک منصوبہ بندی تنظیم کے تحت اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔ تمام خطوں (ریجن) میں منصوبہ بندی کمیٹیاں ہیں۔ . . . (Sovnar-Khozes) ضلعوں، شہروں، اہم قصبوں اور ہر وزارت کے منصوبہ بندی کے شعبے اور تمام ایجنسیاں اور معاشی ادارے اس کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔

سوویت نظام میں طویل اور قلیل مدتی منصوبے، کم از کم اصولی اعتبار سے، ایک دوسرے سے بہت گہرا رشتہ رکھتے ہیں۔ طویل مدتی منصوبوں کے ذریعے مجموعی مقاصد اور نشانے دیئے جاتے ہیں اور قلیل مدتی منصوبوں میں ان کی تعمیل اور تکمیل کی تفصیلات فراہم کی جاتی ہیں۔ مستقبل کی منصوبہ بندی کا سلسلہ موجودہ منصوبے کی تکمیل کے اعداد و شمار کے جمع کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ اگلے منصوبے کی مدت کے لئے خاص نشانوں کو مقرر کیے جانے کا کام ہوتا ہے اور ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے موجودہ ذرائع کے تخمینے کا گوشوارہ تیار کیا جاتا ہے۔ بنیادی ہدایتی نظریئے اور پالیسیاں، پارٹی اعلیٰ کمان کی طرف سے مقرر کی جاتی ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں مزید تفصیلات اور وضاحتیں، حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی اور کل یونین معاشی کاؤنسل ہی کرتی ہیں۔ ان کے سامنے مختلف وزارتوں معاشی شعبوں، مختلف ریپبلکوں سرحدی علاقوں (Territories) اور خطوں (ریجنوں) کے پیش کردہ منصوبے ہوتے ہیں جن کے پیش نظر یہ تفصیلی منصوبے تیار کرتی ہیں۔ یہ منصوبے ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو موجودہ ذرائع کے پیش نظر یا پارٹی رہنماؤں کی منشاء کے مطابق ان میں ترمیم و تنسیخ بھی کر دی جاتی ہے۔ عام طور پر مختلف وزارتوں،

معاشیات کی مختلف شاخوں اور خطوں (ریجن) وغیرہ کے منصوبوں کے نچتے اور آخری نشانے' منصوبہ بندی سے متعلق اراکین اور ان ایجنسیوں کے درمیان جن پر ان کا براہ راست اثر پڑتا ہے۔ طویل اور کافی سخت بحث و مباحثے کے بعد ہی طے ہو پاتے ہیں۔ اس کشمکش کے دوران ظاہر ہے کہ یہ ایجنسیاں زیادہ سے زیادہ ذرائع مزدور اور مالیت جھپٹ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے اعلیٰ افسروں کے دباؤ میں یہ اراکین اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ذرائع کے کم سے کم خرچ کے ساتھ پیداواری نشانوں کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے میں کامیابی حاصل ہو جائے کچھ معاشی اداروں کے ڈائرکٹر' اجتماعی فارموں کے صدر اور سرکاری فارموں اور دوسرے شعبوں کے سربراہ ایسے بھی ہیں جیسا' خروشچیف نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں کھلے طور پر ذکر کیا تھا' جو ہر سال خصوصی طور پر یہ درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے مقرر شدہ پیداواری نشانے کم کر دیئے جائیں اور تنخواہوں اور سرمایہ کاری کے گوشوارے بڑھا دیئے جائیں۔[20] اور آذربائیجان کی معاشی کاؤنسل کے صدر ایس وزیروو (S. Vegenov) نے اپنے ایک تازہ مضمون میں منصوبہ بندی کے اراکین کا حوالہ ان الفاظ میں دیا تھا: "صنعتی انتظامیہ کے تیار کردہ ضرورتوں کے گوشواروں کو گھٹانا اور ان میں تخفیف کرنا ایک عام دستور ہے" "اور اس طریقے کو جانتے پہچانتے ہوئے" اس نے آگے کہا تھا۔ "ان انتظامیہ شعبوں نے بھی اپنا معمول بنا لیا ہے کہ یہ اپنی ضروریات کے گوشواروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ طریقہ صحیح صحیح منصوبہ بندی کے بنیادی اصول کو ہی کھوکھلا کر دیتا ہے۔"[21] دفتر شاہی سیڑھی کے ہر درجے پر اعلیٰ اور ادنیٰ تمام شعبے ترجیحی فوائد حاصل کر لینے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ منصوبہ بندی کے اس اہرامی نظام میں سب سے نیچے آنے والے ادارے اور ایجنسیاں ہی وہ نقطے بچتے ہیں جن کے لئے مقررہ کام ہوتے ہیں اور منصوبے کی مقررہ مدت میں ان کی تکمیل ہی اُن کی کارکردگی کا تعین کرتی ہے۔ حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی اور کل یونین کاؤنسل کے تیار کردہ قومی معاشی منصوبے کو وزیروں کی کاؤنسل کی منظوری حاصل کر لینا ضروری ہوتی ہے۔ جب یہ منظوری دے دی جاتی ہے تو پھر اس منصوبے کو ایک ہدایتی حکم کے طور پر جاری کیا جاتا ہے جس کی تعمیل ماتحت ایجنسیوں کے لئے لازمی ہوتی ہے۔ ابتدا میں حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی صرف منصوبہ تیار کرنے ہی کو بنیادی اہمیت دیتی تھی۔ لیکن تازہ طور پر اس کی تکمیل کی نگہداشت پر زیادہ توجہ دی جانے لگی ہے۔

اس سلسلے میں کاموں کی رفتار اور ان کی فرو گذاشت پر نگاہ رکھنے کے لئے رپورٹیں فراہم کرنے اور موقعوں پر معائنے کرنے کے طریقے میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ سوویت کارخانوں کے منیجروں اور افسروں نے منصوبوں کے حصول کو کانٹ چھانٹ کر اس طرح پیش کرنے میں ایک حیرتناک اور قابل ذکر صلاحیت اور مہارت پیدا کر لی ہے کہ جیسے مجموعی طور پر مکمل کامیابی مل گئی ہے۔ سوویت سرکاری حلقے اس حرکت کے خلاف جنگ کرتے رہنے کی ضرورت پر متواتر زور دیتے رہتے ہیں" یہ ضروری ہے"

اے۔ بُرسکی نے سوویت منصوبہ بندی پر اپنی کتاب میں لکھا ہے،

کہ" ایسی ملک دشمن حرکتوں کا پوری سختی اور بے دردی کے ساتھ بھانڈا پھوڑا جائے۔ جیسے کارخانوں کے لئے ان کی صلاحیت سے کم پیداواری منصوبہ عمداً تیار کرنا، فیصلوں کے نشانے صلاحیت سے کم مقرر کرنا، اور معیار کو نقصان پہنچا کر مقدار کے اعتبار سے منصوبوں کی تکمیل کر دینا بعض معاشی اداروں کے افسر اس طرف بھی مائل ہیں کہ وہ مجموعی پیداوار کے منصوبوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں وہ ایسی اشیاء پیدا کرتے ہیں جس میں کم مزدور درکار ہوں، جبکہ وہ منصوبے میں مقرر شدہ اشیاء پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ یا پھر پیداواری لاگت کو گھٹانے کے نشانے کی تکمیل میں ناکام رہتے ہیں۔ یا گھٹیا قسم کی چیزیں پیدا کرتے ہیں۔

منصوبہ بندی کی تنظیموں کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسی صورتوں کو صحیح وقت پر ظاہر کر دیں اور حکومت کے منصوبوں کی ان کے تمام معیاروں کے اعتبار سے تکمیل حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

خطوں (ریجنل) کی معاشی کاؤنسلوں کے اس نئے نظام میں "مقامیت" کا جو عنصر پیدا ہوا ہے۔ اس نے معاشی منصوبہ بندی کے مرکزی اراکین کے کاموں میں کچھ اور مشکل اور الجھاؤ سا پیدا ہو گیا ہے۔ ۲۹ جون ۱۹۵۹ء کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے شکایت کی تھی؛

" ایسی افسوسناک حقیقتوں کو بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ کچھ معاشی اداروں کے منیجر دوسری معاشی کاؤنسلوں کو مقررہ اشیاء کی فراہمی کے سلسلے میں اپنے فرائض کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ کچھ افسر حکومت کے مفادات کو سمجھنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ اپنے اختیارات اور حقوق کی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور کچھ ایسا انداز اپناتے ہیں جیسے قوانین ان کے لئے بنے ہی نہیں ہیں۔ یہ لوگ کچھ اس اصول پر کام کرتے ہیں: جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ متعدد تنبیہوں کے باوجود بھی آرکینگل (Archangel) معاشی کاؤنسل (Prefabricated housing) عمارتی اور غیر عمارتی لکڑی اور رہائشی گھروں کا سامان دوسری معاشی کاؤنسلوں کو فراہم کرنے میں

پوری پابندی کے ساتھ متواتر ناکام رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس سامان کا ایک خاصا بڑا حصہ منصوبے کے تحت مقررہ مقدار سے زیادہ خود اس معاشی خطے میں صرف ہوتا رہا ہے۔ پارٹی مرکزی کمیٹی نے بھی تازہ طور پر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مشرقی قزاقستان کی معاشی کاؤنسل نے ذرائع کی ایک کافی بڑی مقدار ایسے کاموں پر خرچ کی ہے جن کی منصوبے میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس کی وجہ سے ان ذرائع میں کمی کرنی پڑی جو غیر آہنی دھاتوں کی صفائی کے لئے استعمال ہوتے۔ اور اس کا نقصان ان کی آئندہ ترقی اور معاشی اٹھان کو پہنچا۔

حکومت اور پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی اور مقامی خود غرضانہ مفادات کا مظاہرہ لینن گراڈ صوبے لاٹویائی، کرغیز اور ازبیک ریپبلکوں کی طرف سے بھی ہوا ہے۔[۲۳] ان بدعنوانیوں کے ردعمل کے طور پر، جن سے خود مرکزی منصوبے اور پالیسیوں میں خلل پیدا ہو جانے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسے افسروں کے خلاف جو اس سلسلے میں مجرم قرار پاتے ہیں، تادیبی کاروائیاں اور پابندیاں بھی عائد کرنی پڑی ہیں۔ اور مرکزی منصوبے کی اس فہرست میں جس میں تکنیکی اور خام مال (Material Teachnicals) سے متعلق فراہم کی جانے والی اشیاء درج ہیں۔ ان کی تعداد کو ۱۹۵۸ء کی ۶،۰۰۰ اشیاء سے بڑھا کر ۱۹۶۱ء میں ۱۴،۰۰۰ کر دیا گیا ہے۔[۲۴]

دوبارہ مرکزیت پیدا کرنے کی اس کوشش کے باوجود ضرورت سے زیادہ مرکزیت پر مبنی منصوبہ بندی کے دباؤ سے بچ نکلنے کا مستقل رجحان بھی نظر آجاتا ہے۔ معاشیات کی بڑھتی ہوئی پیچیدگی نے سوویت رہنماؤں کو مجبور کیا ہے کہ وہ فیصلے کرنے کے عمل میں کسی حد تک تقسیم کار پیدا کریں۔ نچلے درجے کے منصوبہ بندی شعبوں اور کارخانوں کے منیجروں کے اختیارات میں اضافہ اور وسعت پیدا کی گئی ہے۔ خطوں (ریجنل) کی معاشی کاؤنسلیں اور ریپبلکیں اب بہت سے ایسے اختیارات کی بھی مالک ہیں جو پہلے صرف مرکزی وزارتوں کے لئے وقف تھے لیکن بنیادی ڈھانچہ اب بھی اعلیٰ درجے کی مرکزیت پر مبنی ہے اور نومبر ۱۹۶۲ء میں جن انتظامیہ اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔ اُن سے اس کو کچھ اور مضبوطی ہی حاصل ہوئی ہے۔ کارخانوں کے مالکوں کو شکایت ہے کہ خطوں کی معاشی کاؤنسلیں (Sovnarkhozs) انہیں ایک طرف سے کھینچتی ہیں جبکہ دوسری طرف حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) کے لیے معاشی کاؤنسلوں کی تنقید یہ نظر آتی ہے کہ یہ ان کے کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے۔ بڑی ریپبلکوں مثال کے طور پر RSFSR میں حکومتی معاشی کمیٹی (Gosplan) اور کل روسی معاشی کاؤنسل ایک

دوسرے کے کاموں کو دہراتے ہیں جیسا کہ بوریات (Buryat) خطے کی معاشی کاؤنسل کے صدر نے۔ ڈاوڈیوو نے تازہ طور پر اظہار کیا: "دو درجوں (حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) اور روسی معاشی کاؤنسل) پر منصوبہ بندی کے لئے دوہرے تعلق اور تال میل رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس سے کبھی کبھی الجھنیں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اور کاموں میں لال فیتہ بھی آڑے آتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خطے کی معاشی کاؤنسل (Sovnarkhoz) سنہ ۱۹۶۲ء کے منصوبے آخری شکل میں جنوری (سنہ ۱۹۶۲ء) تک بھی حاصل نہیں ہو سکے ہیں۔۔۔ خطے کی معاشی کاؤنسل (Sovnarkhoz) اور روسی معاشی کاؤنسل کے درمیان منصوبوں کے منصوبے، جن پر اتنا وقت صرف ہوا ہے اور کتنے آدمیوں نے ان پر کام کیا ہے بالکل بے کار ہو گئے ہیں۔ چونکہ روسی معاشی کاؤنسل کے نائب صدر کے طے کردہ معاہدوں کی زیادہ تر دفعات کو حکومتی منصوبہ بندی کمیٹی (Gosplan) نے سختی سے ختم کر دیا ہے۔۔۔۔۔" [۲۵] مرکزی ترجیحات کے محافظ کی حیثیت سے بعض صورتوں میں منصوبہ بندی کمیٹی کو قومی مفادات کے محافظ کے طور پر بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے ان فیصلوں سے مقامی عملی آزادی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس تنظیم کے لئے جو مقصد مقرر کیا گیا ہے، وہ محدود ذرائع کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنا ہے، اس لئے اس کو ایک ایسا راستہ اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے جس میں معاشی درجاتی نظام میں مینجمینٹ کے ہر درجے پر زبردست دباؤ ڈالنا پڑتا ہے۔ نچلے معاشی شعبوں کی توقعات اور خواہشات میں اس کی دخل اندازی کی وجہ سے اس کے خلاف مدافعت کا نظر آنا بھی ایک لازمی امر ہے، اور ان کے کاموں میں ضرورت سے زیادہ مداخلت سے یہ بھی ممکن ہے کہ خود اس کے بنیادی مقاصد میں ہی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ لیکن جب تک اس کا مقصد مرکزی پالیسیوں اور منصوبوں کو عائد کرنا ہے اس وقت تک اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہ ان لوگوں پر کڑی نگرانی رکھے اور مرکزی مفادات کی حفاظت کرتی رہے جو مقامی پیداوار کی صلاحیتوں کو چھپانے یا کم کر کے دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مقامی حقوق اور مرکزیت کے لفظوں کے درمیان توازن پیدا کرنے کے کام میں ظاہر ہے کہ اس کا جھکاؤ مرکزی اقتدار کی طرف ہی رہتا ہے۔

منصوبے کے طے ہو چکنے کے بعد بھی اس کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ منصوبے کے تیار شدہ خاکے اور اس پر عمل میں آنے کے درمیان بھی فرق یا خلاء پیدا ہو سکتی ہے۔ اور بعض

موقعوں پر ایسا ہوتا بھی ہے۔ ایسی صورتوں میں اس پورے سلسلے میں بڑی عجلت کے ساتھ تبدیلیاں کرنا، کاٹ چھانٹ اور اختراعات کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ سوویت منصوبہ بندی کا عمل ایک خود کار گھڑی کا مشینی عمل نہیں ہے جس سے پیداوار کا نظام اور مینجمینٹ کا عمل خود بخود بالکل ٹھیک ٹھیک انداز میں منظم ہوتا چلا جائے۔ دوسرے ان رہنماؤں کے پیدا کردہ تناؤ اور کشمکشوں کو بھی برداشت کرنا ہوتا ہے جو ہر صورت میں بہت تیز رفتار صنعتی ترقی کے خواہشمند ہیں۔ اور اس افسرشاہی اور مینجمینٹ کے دباؤ کو بھی جھیلنا ہوتا ہے جو اپنے اوپر عائد زبردست مانگوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی ان میں کاٹ چھانٹ کی راہیں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوویت منصوبہ زبردست جد و جہد اور تیز عمل کے لئے ایک مزید تازیانے کا کام دیتا ہے۔ اور اس طرح یہ سوویت انتظامیہ کے تمام ملحقہ رخوں میں کچھ اپنی الگ خصوصیات کا بھی حامل نظر آتا ہے۔

مالی گرفت

سوویت مالی گرفت یا کنٹرول کا پورا نظام ایک ایسا اہم اوزار فراہم کر دیتا ہے جس کے ذریعے مکمل مالی ڈسپلن، منصوبے کی تکمیل میں مالی رخوں کی پوری نگرانی، اور مجموعی طور پر انتظامیہ کی کارکردگی کی نگہداشت بخوبی ہو سکتی ہے۔ مالی اختیارات وزارتِ مالیات، اسٹیٹ بینک اور سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والے کل یونین بینک کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں۔ یہ دونوں بینک وزارت مالیات کے تحت نہیں ہوتے اور آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاونسل کے سامنے براہ راست جوابدہ ہوتے ہیں۔
(All-union bank for financing Capital Investment)

وزارتِ مالیات کے کنٹرول کے کاموں میں پوری حکومتوں کے بجٹ تیار کرنا، بجٹ کی تعمیل میں ڈسپلن عائد کرنا، اور انتظامی شعبوں کے مشتبہ مالی لین دین کے سلسلے میں تحقیق اور تفتیش کے کام شامل ہوتے ہیں۔ بجٹ کے سلسلے میں وزارت مال کے اتنے اہم حصے کی وجہ سے کنٹرول اور گرفت رکھنے والے شعبوں میں وزارت مال کو ایک اہم اور مخصوص جگہ حاصل ہو جاتی ہے[۲۴]

سوویت یونین میں بجٹ بذاتِ خود پورے منصوبے کا ایک مالی رخ یا مظہر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس وزارت کے اہم کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ یہ منصوبوں کے مادی مقاصد کو

مالی شکل وصورت دیتی ہے۔ تمام بجٹ وزارت مالیات کی ہدایات کے مطابق ہی تیار کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں سے لے کر مرکزی حکومت تک حکومت کی ہر اکائی کے لئے ایک بجٹ کے خاکے اور اس کی حدود میں رہ کر کام کرنا ضروری ہے حکومت کے ہر درجے کے پاس اس کے مقررہ اخراجات اور ان کی حدیں اور اسی طرح مقررہ وصولیابی کی حدیں ہوتی ہیں۔ گذشتہ چند سالوں کے دوران خاص طور پر ۱۹۵۷ء کی صنعتی تنظیم نو کے نتیجے میں یو ایس ایس آر کے بجٹ میں یونین ریپبلکوں کے حصے میں بڑی حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اسٹالن کے دور میں اخراجات اور وصولیابیوں کا بڑا حصہ مرکزی حکومت کو حاصل ہوتا تھا۔ ۱۹۵۱ء میں یہ ۸۱ فی صدی کے قریب تھا۔ ۱۹۶۲ء میں یہ تناسب گھٹ کر صرف ۴۳ فی صد رہ گیا جو ریپبلکوں اور مرکز کے درمیان مالی توازن کی تبدیلی کا ایک بہت اہم اظہار ہے۔[۳۵]

یو ایس ایس آر کے متحدہ بجٹ میں تمام مقامی اور مرکزی شعبوں کے بجٹ شامل ہوتے ہیں۔ وزارتِ مال کی طرف سے بنیادی تیاری کے کام کے بعد اسے سب سے پہلے وزیروں کی کاؤنسل کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر بجٹ کو منظوری مل جاتی ہے تو پھر اسے سپریم سوویت کے دونوں ایوانوں کے سامنے رکھا جاتا ہے اور پھر یہ ان کے بجٹ کمیشنوں کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کمیشن تبدیلی کے لئے سفارشیں یا سمجھاؤ دے سکتے ہیں۔ لیکن ان کی سفارشوں کو مسترد کر دینے کا حق وزیروں کی کاؤنسل کو ہوتا ہے۔ سپریم سوویت میں اس بجٹ پر بحث کے بعد اسے اتفاق رائے سے منظوری دے دی جاتی ہے۔ یہی طریقہ حکومت کے نچلے درجوں میں بھی اپنایا جاتا ہے۔

جب بجٹ پاس ہو جاتے ہیں اور مختلف وزارتوں اور حکومت کی دوسری اکائیوں کو حاصل ہونے والے مالی حصے طے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وزارتِ مال کی گرفت کا آلۂ کار اپنا کام شروع کرتا ہے۔ تجزئی، مالی معاملات کی رپورٹیں مقررہ وقت اور طے شدہ انداز میں وزارتِ مال کے پاس پہنچنا ضروری ہیں۔ اس کے ساتھ ہی خود بھی وزارت کنٹرول اور معائنے کے لئے ایک آلۂ کار رکھتی ہے۔ اس کے انسپکٹر کسی بھی وقت کسی ادارے یا حکومت کے کسی شعبے میں پہنچ سکتے ہیں اور موقع پر تفتیش اور معائنہ کر سکتے ہیں۔ اور انہیں تمام مالی اور دیگر اعداد وشمار اور مواد حاصل کر لینے کا آزادانہ اختیار ہوتا ہے۔ انسپکٹر کی تیار کردہ رپورٹ زیر تفتیش ایجنسی یا ادارے کو بھی دی جاتی ہے تاکہ اگر وہ کسی معاملے کی وضاحت یا

وجہ بیان کرنا چاہے تو اس رپورٹ کے ساتھ شامل کر سکے۔ اس کے ساتھ اس رپورٹ کو اگلی کارروائی کے لیے وزارت کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ اگر بجٹ میں دیئے گئے اختیارات یا قانون کی خلاف ورزی نظر آتی ہے۔ تو یہ رپورٹ تادیبی کارروائی کی بنیاد بھی بن سکتی ہے۔

بینکوں کے ذریعے بھی کافی سخت کنٹرول پیدا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والا کل یونین بینک' بنیادی تعمیر (Capital Construction) کے لئے طویل مدتی قرضے دیتا ہے۔ قرضے دیتے وقت اسے جس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ وہ اس بات کا یقین ہے کہ سرمائے کا استعمال ٹھیک اور کارآمد طریقے پر ہوگا۔ بنیادی منصوبوں' اور منصوبوں میں طے شدہ پیداواری صلاحیت کے حصول کے سلسلے میں کامیابی حاصل ہوگی۔ اور تعمیری لاگت میں تخفیف عمل میں آئے گی[25]۔

اسٹیٹ بینک جو بنیادی طور پر قلیل مدتی قرضوں کی فراہمی کے لیے ہے۔ اس کے پاس بھی کنٹرول اور گرفت کے کچھ اہم اختیارات موجود ہیں۔ اور چونکہ قرضے منصوبوں کی تکمیل کے لیے دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان اداروں کو جنہیں اسٹیٹ بینک سے قرض دیا جاتا ہے۔ اُن پر اس بینک کے افسران کی طرف سے کڑی نگرانی کی بھی توقع کی جاتی ہے تاکہ مختلف کاموں میں ضرورت سے زیادہ خرچ کو روکے اور ایسی مدوں پر خرچ نہ ہونے دینے کی ضمانت ہو سکے جن پر خرچ کے لیے اختیارات نہیں دیئے گئے۔ ایسی صورتوں میں جب کوئی ادارہ قرضے کی ادائگی میں دیر کرتا ہے یا اپنی ذمہ داریوں اور کاموں کو صحیح طرح پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ تو بینک ایک مقررہ وقفے کے بعد آئندہ دیئے جانے والے تمام قرضوں کو منسوخ کر سکتا ہے اور بینک میں اُن اداروں کی جمع شدہ رقم میں سے بینک کے قرضوں کو وصول کر لیتا ہے۔

پارٹی۔حکومتی کنٹرول کمیٹی

سوویت حکومت میں شروع سے ہی' پارٹی کی ہدایات اور حکومت کے فیصلوں کی تعمیل پر نگرانی رکھنے کے لئے مخصوص کنٹرول ایجنسیاں قائم کی گئی تھیں۔ ان ایجنسیوں کے انتظامیہ کی تاریخ خود کافی الجھن کا باعث رہی ہے۔ شروع میں یہ پارٹی اور حکومت کی دو الگ الگ تنظیمیں تھیں۔ لیکن بعد میں لینن کے ایما پر پارٹی مرکزی کنٹرول کمیشن اور حکومتی منصوبوں اور کسانوں کے انسپکشن کے انتظامیہ (CCC - WPI) کو ضم کر کے ایک کر دیا گیا۔ اسٹالن

کے دور میں انہیں پھر حکومتی تنظیموں میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا گیا۔ اور یہ ۱۹۶۲ء کے مرکزی اجلاس تک الگ الگ تنظیموں کے روپ میں ہی کام کرتی رہیں۔ اس اجلاس نے انہیں پھر ایک دوسرے میں ملا کر موجودہ پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی کی شکل دے دی[29]۔

موجودہ نئی تنظیم متواتر پیدا ہوتی رہنے والی ان مشکلات اور مسائل کا اظہار کرتی ہے جو حکومت کو غبن، رشوت خوری، بد انتظامیوں، بے ایمانیوں اور سامان کے ضائع ہونے کے سلسلے میں درپیش ہوتی ہیں جب پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی' کا پیش رفتہ شعبہ حکومتی کنٹرول کمیشن قائم کیا گیا تھا تو اس کو مندرجہ ذیل ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔

"قومی معاشیات کے اہم ترین مسائل کے سلسلے میں کئے گئے حکومت کے فیصلوں کی تعمیل اور تکمیل پر حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے نگاہ رکھنا اور مالی آمدنی کے ذرائع اور قیمتی سامان کو محفوظ رکھنے اور ان کے صرف کے سلسلے میں حکومت کے دیئے ہوئے ڈسپلن کی مکمل پابندی کرانا۔ کل یونین ذخیرے میں اور ریپبلکوں کے لئے صنعتوں کی پیدا کردہ اشیاء، فارموں کی پیداوار، مشینوں کے ضروری سامان وغیرہ کی فراہمی کے سلسلے میں حکومت کے طے کردہ منصوبے کی تکمیل کی نگرانی کرنا، حکومتی رپورٹوں اور حسابات پر کنٹرول رکھنا، غلط بیانی دھوکے بازی پر گرفت رکھنا اور ساتھ ہی مقامیت پرستی، شعبہ پرستی، افسر شاہی اور لال فیتہ گردی کے خلاف جد وجہد کرنا اور حکومت کے انتظامیہ کے آلۂ کار میں ترقی کے کاموں پر نگاہ رکھنا اور اس پر ہونے والے اخراجات میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کرنا[30]۔"

۱۹ نومبر ۱۹۶۲ء کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے سخت ترین بدعنوانیوں کے انسداد میں اس کی ناکامی پر اس کی مذمت کی۔ اس نے بتایا کہ حکومت اور امداد باہمی کی ملکیت میں ۵۶,۰۰۰,۰۰۰ روبل (56 millione) سے زیادہ کی خرد برد اور غبن صرف ۱۹۶۲ء کے پہلے نصف حصے میں ہو چکا ہے۔ اور یہ تخمینہ بھی صرف ان مقدمات کی بنیادوں پر ہے جو باقاعدہ طور پر عدالتوں میں پہنچ چکے ہیں۔" "نسبتاً وسیع پیمانے" پر پھیلی ہوئی بدعنوانیوں کی مثال دیتے ہوئے اس نے بتلایا کہ ۱۱۴۰ ایسے مقدمات اس وقت موجود ہیں جن میں ۱۹۶۲ء کے صرف پہلے چوتھائی حصے میں کالینن خطے (ریجن) کے اجتماعی اور سرکاری فارموں سے حکومت کو یا تو بڑھا چڑھا کر رپورٹیں پیش کی گئی ہیں یا انہیں کسی نہ کسی طرح توڑا مروڑا گیا ہے" اور "موجودہ سال کے پہلے چھ مہینوں میں کے

زاپوروژے (Zaporozhe) خطّے (ریجن) کے سرکاری اور اجتماعی فارموں میں ۱۱۶ ایسی مثالیں موجود ہیں"۔۔۔۔۔۔

ان بدعنوانیوں کو ختم کر دینے کے لیے اس نئی تنظیم پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی کو جدوجہد کے لیے تیار کرتے ہوئے، اس نے اس امید کا اظہار بھی کیا تھا کہ یہ کمیٹی پارٹی، کومسومول اور ٹریڈ یونین ممبروں میں سے متحرک اور جوشیلے کارکنوں کو اپنے ساتھ لے کر ایسے تحفظی اقدامات اٹھانے میں کامیابی حاصل کر سکے گی جن سے اس کے معلومات میں آئے بغیر ایک مچھر بھی نہ اڑ سکے گا" اس نے اس پر بھی اصرار کیا کہ تمام ریپبلکوں، سرحدی علاقوں (Territories) اور معاشی خطوں (Regions) میں یو ایس ایس آر کی کنٹرول کمیٹی کے مقامی تحتی شعبوں کی حیثیت سے پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹیاں قائم ہوں اور یہ تنظیمیں "بے ایمانیوں، جوئے بازیوں، غبنوں اور سٹے بازیوں کے سلسلوں کی تحقیق و تفتیش کے لیے باقاعدہ اور سند یافتہ انسپکٹروں کی ٹیمیں اپنے پاس رکھیں"۔

نئی کنٹرول کمیٹی چونکہ ابھی تازہ طور پر ہی قائم ہوئی ہے۔ اس لئے ابھی اس کے متعلق یہ کہنا بہت قبل از وقت ہوگا کہ یہ اپنی پیش رفتہ تنظیموں کی کارگزاریوں کے رکارڈ میں کسی طرح کی ترقی یا بہتری کا مظاہرہ کر سکے گی۔ چونکہ ان بدعنوانیوں میں سے جنہیں یہ ختم کرنا چاہتی ہے، بہت سی ایسی ہیں جو اس پورے نظام کا ایک حصہ ہیں۔ اس کے سامنے جو کام ہے وہ کوئی بہت آسان کام محسوس نہیں ہوتا۔

قانونی گرفتیں

انتظامیہ پر قانونی گرفت بنیادی طور پر تین ذریعوں سے عائد ہوتی ہیں:۱۔ مختار عام (Procuracy) کے ذریعے، ۲۔ عدالتوں کے ذریعے اور حکومتی ثالثی (Gosarbitrazh) کے ذریعہ حکومت کے مختلف شعبوں اور کارخانوں کے درمیان اٹھنے والے جھگڑے کے فیصلے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یو ایس ایس آر کے آئین (دفعہ ۱۱۳) میں مختار عام (Procurator General) کو تمام وزارتوں اور ان کے تحت آنے والے "تمام اداروں اور ان کے ساتھ ہی یو ایس ایس آر کے تمام ملازمین اور شہریوں میں قوانین کی سخت سے سخت ترین پابندی رکھوانے کے" مکمل اختیارات سونپے گئے ہیں۔ مختار عام (Procurator Gen) کو سپریم سوویت کی طرف سے سات سال کی مدت کے لئے چنا جاتا ہے۔ یہ اپنے تحت ریپبلکوں، سرحدی علاقوں (Territories)

اور دوسرے خطوں (ریجنوں) میں مختار (Procurator) مقرر کرتا ہے اور ریپبلکوں کے مقرر کردہ ضلعوں، علاقوں اور شہروں کے مختاروں کے ناموں کی منظوری دیتا ہے۔ مختاروں کا یہ درجاتی عملہ مقامی افسروں اور عدالتوں سے علیحدہ رہ کر آزادانہ طور پر کام کرتا ہے اور صرف یو ایس ایس آر کے مختار عام (Procurator General) کے ہی ماتحت ہوتا ہے۔ خود مختار عام یو ایس ایس آر کی سپریم سوویت، اور اس کے پریسیڈیم کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے جو اس کے فیصلوں اور احکامات کو اگر وہ قوانین کے مطابق نہ ہوں تو بدل بھی سکتے ہیں۔

مختار عامہ کے اس شعبے (Procuracy) کے نگرانی کے سلسلے کے اختیارات، انتظامیہ کے بہت وسیع میدان پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ شعبے سوویت حکومتی شعبوں کو ان کی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کر دینے کے سلسلے میں ایک عمومی اختیار کے تحت کام کرتے ہیں۔ انتظامیہ شعبوں کی طرف سے جاری کردہ تمام احکامات اور ہدایات کی ایک نقل اس شعبے کو حاصل کرنے کا ایک اختیار ہے ان سے مختلف قسم کی معلومات حاصل کرنے، مختلف اداروں کے کاموں کی تفتیش اور تحقیق کرنے اور ان کے خلاف قانون کی خلاف ورزی اور دوسری شکایات کی چھان بین کرنے کا اختیار بھی انہی کو حاصل ہے۔

غیر قانونی فیصلوں کے خلاف یہ شعبے ذمہ دار ایجنسیوں یا اعلیٰ ایجنسیوں کے سامنے اپنا احتجاج بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اس قسم کے احتجاجوں کے سلسلے میں ان ایجنسیوں کو دس دن کی مدت میں چھان بین کرنا ضروری ہے۔ اور اس مدت میں اس احتجاج کے نتیجے میں ایسے افراد یا ایسے شعبوں کے خلاف تمام کارروائیاں معطل کر دی جاتی ہیں جن کے خلاف غیر قانونی فیصلوں یا کاموں کا الزام عائد ہوتا ہے۔ اگر کوئی انتظامیہ ایجنسی اس احتجاج کو ناقابل سماعت قرار دیتی ہے تو مختاری کا شعبہ اس مقدمے کے سلسلے میں اس ایجنسی کے اعلیٰ افسران کے سامنے اپیل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

مختار عامہ کے شعبے کے نگرانی کے اختیارات عدالتوں، انصاف کے انتظامیہ اور حراست میں لیے گئے افراد کے سلسلے میں قانون کے تحفظ وغیرہ کو بھی اپنی حدود میں لیے ہوتے ہیں۔ مجرمانہ مقدمات میں مختار عام سرکاری وکیلوں کے فرائض بھی انجام دینے میں کسی شخص کی گرفتاری کے سلسلے میں بھی مختاری کے شعبے (پروکیوریسی) کی منظوری حاصل کر لینا ضروری ہوتی ہے اور اس شعبے کے ذمے مجرمانہ تفتیش و تحقیق اور مقدمات سے پہلے کی تفتیش میں، قانونی معیار کو

برقرار رکھے جاتے پر نگاہ رکھنے کا کام بھی ہوتا ہے۔ مختار (پروکیوریٹر) کے پاس تمام دیوانی مقدمات کی نگرانی کا ایک عوامی اختیار بھی ہوتا ہے اور یہ جب چاہے کسی بھی مقدمے میں دخل دے سکتا ہے۔ دیوانی اور فوجداری نچلی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف یہ کسی وقت اپیل کرنے کا حق رکھتا ہے اور اپیلوں کی سماعت کرنے والی عدالتوں کو کوئی بھی فیصلہ صادر کرنے سے پہلے اس کی رائے کو سننا بھی ضروری ہوتا ہے۔

حالانکہ مختاروں (پروکیوریٹروں) کے اختیارات بہت اہم اور وسیع محسوس ہوتے ہیں لیکن انتظامیہ پر اس کا حقیقت میں کتنا اثر پڑا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اب اس بات کو سرکاری طور پر بھی تسلیم کیا جاچکا ہے کہ اسٹالن دور میں تحفظی پولس کے من مانے اختیارات کی موافقت کے سلسلے میں عملی طور پر یہ شعبے کوئی خاص اثر نہیں رکھتے تھے آج کل بھی تحفظی شعبوں پر کنٹرول رکھنے کا کام ان کے سپرد ہے۔ لیکن اس سلسلے میں معلومات بہت کم موجود ہے کہ یہ کنٹرول کس طرح برقرار رکھا جاتا ہے۔ پورے سوویت افسری نظام کی طرح مختاری (پروکیوریسی) کا شعبہ بھی پارٹی سے ہدایات حاصل کرتا ہے، اور خود اس کے کام اور اس کی طرف سے جاری ہونے والے بیانات پارٹی کی بدلتی ہوئی پالیسیوں اور ضرورتوں ہی کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومت کے درجاتی نظام میں اس کو حاصل ہونے والی نسبتاً آزادانہ حیثیت، اس کو اس مقصد کے پیش نظر بخشی گئی ہے کہ یہ مقامی اثرات اور دباؤ سے محفوظ رہ سکے اور اسے ان کوششوں میں کسی قدر آسانی حاصل ہوسکے جو یہ افسروں کی انتظامیہ بدعنوانیوں اور طاقت کے ناجائز استعمال کو روکے رکھنے کے سلسلے میں جاری رکھتا ہے۔ بہرحال، وقتاً فوقتاً نظر آنے والی پریس رپورٹوں سے یہی اظہار ہوتا ہے کہ بعض مختار (پروکیوریٹر) خود بھی رشوت خوری اور بے ایمانیوں سے بچے ہوئے نہیں ہیں اور کچھ دوسرے مقامی افسروں کے ساتھ "خاندانی رشتوں" کے ایک وسیع جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مقامی اثرات قبول کرنے سے اس شعبے کو بالکل محفوظ رکھنے کے لیے اسے مکمل طور پر مرکز کے ماتحت رکھ کر جو کوشش کی گئی ہے، اس میں بھی ظاہرہ طور پر مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوسکی بہرحال، ان تمام باتوں کے باوجود مختاری (پروکیوریسی) کا شعبہ مجموعی طور پر حکومت کے مفادات کا محافظ سمجھا جاتا ہے اور اس نظام کے رہنما اسے ایک ایسا غیر جانب دار آلۂ کار تصور کرتے ہیں جو افسر شاہی زیادتیوں کو روکے رکھ سکتا ہے اور انہیں حکومت اور ملک کے مقاصد میں پوری

طرح منہمک رکھنے کا کام انجام دے سکتا ہے۔ انتظامیہ پر قانونی پابندیاں عدالتوں کے ذریعے بھی عائد ہوتی ہیں۔ اسٹالن کے دور میں اُن افسروں کے لیے جو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے تھے، بہت سخت سزائیں مقرر تھیں۔ اُس کی موت کے بعد ابتدائی چند سالوں میں نئے رہنماؤں نے اُن افسروں میں سے بہت سوں کو معافیاں بھی دیں جنہیں "معاشی" جرموں کے سلسلے میں مزدور کیمپوں کی سزائیں دی گئی تھیں سرکاری کاموں میں تساہل اور غیر مستعدی دکھلانے کے سلسلے میں دی گئی سزاؤں میں کمی کی، اور انتظامیہ کے ذمہ دار افسروں کو چھوٹی اور معمولی غلطیوں کے سلسلے میں، گرفتاری کے خدشے سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی تحفظی اقدامات اٹھائے۔ ۱۹۴۷ء میں جاری کیے گئے اُس قانون کو، جس میں ضرورت سے زائد سامان کو غیر قانونی انداز میں فروخت کرنے پر مجرمانہ مقدمات شروع کیے جانے کا حکم تھا ختم کیا گیا۔ اور جنوری ۱۹۵۵ء کو ایک نیا حکم جاری کیا گیا جس میں حکومت کی ملکیت میں چھوٹی ہوئی چوری کے لئے سزاؤں کو نرم کیا گیا تھا۔ لیکن جیسے جیسے نئی بدعنوانیوں نے سر اٹھانا شروع کیا، سزاؤں میں بھی سختی پیدا کرنی پڑی جیسا کہ پہلے ظاہر کیا جا چکا ہے۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے افسروں کی طرف سے مختلف خطوں اور ریپبلکوں کو ہر وقت سامان کی فراہمی میں ناکامی کے نتیجے میں، پریسیڈیم کو ۱۹۵۹ء میں ایک حکم جاری کرنا پڑا تھا جس کے تحت بار بار ایسی کوتاہیوں کو قانونی جرم قرار دے دیا گیا تھا۔ زراعتی پیداوار کی فراہمی کے سلسلے میں ظاہر ہونے والے کچھ شرمناک واقعات نے، جس میں بہت سے افسر بھی ملوث تھے، وہ میدان تیار کیا جس میں بہت سے مجرمانہ قوانین کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا۔ ۵ رمئی ۱۹۶۱ء کو یو ایس ایس آر کی سپریم سوویت کے پریسیڈیم نے، حکومت یا عوامی ملکیت کی خرد برد کے سلسلے میں خاص طور پر جب اس میں بڑی مالیت شامل ہو، موت کی سزا کا حکم جاری کیا۔[۴۳] ۲۰ رمئی کو حکومتی رپورٹوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے جرم میں تین سال کی مدت تک آزادی کے سلب کئے جانے کی سزا مقرر کی گئی۔[۴۴] ۲۹ ردسمبر کو فارم کی مشینوں کی دیکھ بھال میں کوتاہی کے لیے ایک سال تک آزادی سلب کیے جانے یا اصلاحی کیمپوں کی سزا مقرر ہوئی، اور اگر اس جرم کا ارتکاب بار بار ہو تو تین سال تک آزادی سلب کیے جانے کی سزا دی جا سکتی تھی۔ فروری ۱۹۶۲ء کو رشوت خوری کے سلسلے میں سزاؤں کو کافی سخت کیا گیا، اور اب یہ کم سے کم دو سال کی سزا سے موت کی سزا تک دی جا سکتی ہے۔[۴۵] ان احکامات کی اشاعت کے ساتھ ہی مقامی افسروں کو

دی جانے والی سزاؤں کا بھی ایک سلسلہ شروع ہوا جس سے حکومت کی طرف سے ان بدعنوانیوں کی شدت اور ان سے پیدا ہونے والے نقصانات کو ختم کرنے کی خواہش کا اظہار ہوتا ہے۔ سوویت کنٹرول کے آلۂ کار کے باقی اداروں کی طرح، عدالتیں بھی، مختلف مہموں کے تحت یا کچھ مثالوں کو بنیاد بنا کر کام کرتی ہیں۔ سوویت سوسائٹی کے کسی حصے میں بھی جب کچھ سخت مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں تو عدالتوں کی تمام تر صلاحیتوں کو ان کے خلاف کام کرنے پر لگا دیا جاتا ہے۔ افسری بے ایمانیوں کے خلاف تازہ طور پر جاری کیے گئے قوانین اور ایسے مقدمات جن میں سخت سزائیں سنائی گئیں ہیں، اُن کی اشاعت سے اس بات کا بخوبی اظہار ہو سکتا ہے کہ حکومت کو اس سے کتنی تشویش ہے ان سے اس کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ حکومت اور ملک کے مفادات کے لیے افسر شاہی کی پوری دلچسپی اور انہماک حاصل کر لینے اور اس کی بے ایمانیوں اور بدعنوانیوں کو روکے رکھنے کے لیے اب بھی سخت ترین سزاؤں کی ضرورت ہے۔

افسر شاہی پر قانونی گرفت رکھنے کی ایک اور شکل ثالثی کے ذریعے نظر آتی ہے جسے (Gosarbitrazh) کہا جاتا ہے۔ ثالثِ اعلیٰ (Chief Arbitrator) جو یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل سے ملحق ہوتا ہے، بہت سے ثالثوں کے ایک درجاتی نظام کی نگہداشت کرتا ہے جو سوویت صنعت کے اہم حصوں سے چل کر ریپبلکوں، سرحدی علاقوں (Territories) اور خطوں (Regions) کی حد تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ثالثِ اعلیٰ کو ایسی ہدایات جاری کرنے کے اختیارات ہوتے ہیں، جن کے ذریعے یہ اتحاد اور یکجہتی پیدا کرتا ہے اور یونین ریپبلکوں کے وزیروں کی کاؤنسل کی درخواست پر اپیلیں سننے کے فرائض انجام دیتا ہے۔ ۲۳ر جولائی ۱۹۵۹ء کو وزیروں کی کاؤنسل کے ایک حکم میں دی گئی صورتوں کے تحت، جن کے ذریعے مرکزی ثالثی شعبے سے کام کے بوجھ کو کچھ ہلکا کرنا مقصود تھا۔ نچلے اور ریپبلک ثالثی شعبوں میں کچھ اختیارات تقسیم کیے گئے، اور اس کے ساتھ ہی مرکزی شعبے کے ثالثی کو صرف بہت زیادہ مالیت والے اور اہم معاملات کو صرف اہم معاملات کے لیے محدود کر دیا گیا۔ ثالثی شعبے کے افسروں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozy) کی طرف سے کی جانے والی مختلف خطوں اور مختلف ریپبلکوں کے درمیان سامان کی فراہمی کے سلسلے میں خاص طور پر توجہ مبذول رکھیں۔

ثالثی شعبے کے حلقہ اختیار میں "ٹھیکوں کو پورا کرنے یا پیدا شدہ اشیاء کے معیار کے

سلسلے میں اٹھنے والے جھگڑے، مختلف اداروں اور شعبوں قومی معاشیات میں سوشلسٹ طریقوں پر کام کرنے والے مختلف حصوں کے درمیان پیدا ہونے والے ملکیت کے جھگڑے آتے ہیں۔ حقیقت میں ثالثی شعبوں (Gosarbitrazh) ایک "کاروباری عدالت" کی حیثیت میں کام کرتا ہے۔ ٹھیکوں اور منصوبوں کے سلسلے میں ڈسپلن کی پابندی کرانا اسی کے ذمہ داری ہوتی ہے۔ مختلف فیصلوں کے سلسلے میں اس کی رہنمائی اور ہدایت "قوانین اور حکومت کے مرکزی اور مقامی شعبوں کے کاموں اور ساتھ ہی یو۔ ایس۔ ایس آر۔ کی معاشیات کی عمومی پالیسی کے اصولوں" سے ہوتی ہے۔ یو۔ ایس۔ ایس۔ آر۔ میں مختلف معاشی اداروں کے درمیان اٹھنے والے ہر قسم کے معاملات ثالثی شعبے کے حلقہ اختیار میں آتے ہیں۔ سامان کی بروقت فراہم نہ کرنے یا بالکل نہ کرنے کے سلسلے میں پیدا ہونے والے جھگڑے، سامان کو وصول نہ کرنے یا اس کی مطلوبہ قیمت کو منظور نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل۔ فراہم شدہ اشیاء کے معیار کے جھگڑے اور بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیانی گنجلک رشتوں میں پیدا ہونے والے تمام مسائل، اسی شعبے کے حلقہ اختیار میں آتے ہیں۔ ثالثی شعبے کے دیئے ہوئے فیصلوں میں کچھ ٹھیکوں کو بیکار قرار دیا جاسکتا ہے، بعض کے سلسلے میں تفصیلات کو متعین کیا جاسکتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں نقصان کا اندازہ کرنے کے بعد جرمانے یا تاوان بھی مقرر کیے جاسکتے ہیں۔ ثالثی شعبوں کے سامنے پیش ہونے والے مقدمات کی کارروائی کے دوران اداروں کے منیجروں اور دوسرے ذمہ دار افسروں کی غیر قانونی حرکتیں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ ثالثی شعبہ (GOSARBITRAZH) براہ راست ایسے افسروں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی ابتدا کرنیکا حق نہیں رکھتا لیکن اسکا یہ بھی مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ انکی حرکتوں پر سزا نہیں ملتی۔ اگر وہ معاشی جرم سخت یا سنگین ہوتا ہے تو پروکیوریٹر اس مجرم افسر کی گرفتاری کا حکم دے سکتا ہے، اور اس سلسلے میں سزائیں عدالتوں کی طرف سے دی جاسکتی ہیں۔

عملے پر گرفت

انتظامیہ عملے پر سوویت گرفت کا انحصار بہت سی مختلف چیزوں پر ہے، اس میں جبر اور دباؤ، ترغیب و تحریک اور انتظامیہ کی کارکردگی کو بڑھانے اور اسمیں وفاداری پیدا کرنے کیلئے وعظ و نصیحت، سب کچھ شامل ہے۔ کارکردگی میں مستعدی اور چستی پیدا کرنے کے ساتھ عملے کو صرف عقلی حدوں تک محدود رکھنے اور محض فردیت کے مطابق توسیع دینے پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ سوویت انتظامیہ کے سامنے جو اہم ترین

مسائل درپیش ہیں، ان میں سے سوویت سرکاری ملازمین ایک ایسے رجحان کی موجودگی بھی ایک اہم مسئلہ رہا ہے کہ وہ مرکزی وزارت کے ارد گرد ہی مرکوز رہنا چاہتے ہیں' اور مختلف میدانوں میں عملی کاموں حصہ نہیں لینا چاہتے، یا انہیں سفید پوش کاموں سے رغبت ہے اور براہ راست کارخانوں میں یا مشینوں پر کام نہیں کرنا چاہتے خود اپنے کاموں پر نکتہ چینی اور تنقید کے سلسلے میں شائع ہونیوالے مواد میں تازہ طور پھر ایک بار پھر انتظامیہ کے اخراجات میں اضافے کے خلاف زور نظر آیا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں مزدوروں، کسانوں کے معائنے کی کمیساریت کا قیام ان افسر شاہی زیادتیوں پر کسی حد تک روک لگانے یا انہیں محدود رکھنے کی کوششوں میں سے ایک ابتدائی کوشش تھی۔ اس کمیساریت کے ذریعے مختلف قسم کے عملے کو علیحدہ علیحدہ نام دینے کا ابتدائی طریقہ بھی شروع کیا گیا تھا اور حکومت کے مختلف شعبوں میں ہر قسم کے عملے کی تقرری کے لئے ایک مخصوص تعداد مقرر کی گئی تھی اور اس سے زیادہ تعداد پر پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ لیکن تازہ طور پر حکومت میں عملے کے سلسلے کے تمام کاموں پر کنٹرول رکھنے کی ذمہ داری' یو ایس ایس آر کی وزارت مال۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے مرکزی محکموں کے انتظامیہ (Administration) اور ریپبلکوں میں اس کے ماتحت شعبوں کے سپرد کی گئی ہے۔[26]

اس کے سپرد کیے گئے کاموں میں تمام سرکاری ملازمین کے فرائض کے سلسلے میں تفصیلی عملی معیاروں کا تعین، کسی شعبے میں زیادہ سے زیادہ عملے کی تعداد کی حد بندی، تنظیمی ڈھانچوں میں تبدیلیوں کی منظوری' انتظامی شعبوں میں غیر ضروری یا ضرورت سے زائد عملے کے طریقوں کی تلاش اور ابتدار اور حکومت کی مختلف انتظامیہ اکائیوں میں انتظامی عام ڈھانچے کا تیار کرنا اور تنظیمی نقشے تیار کرنا شامل ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں محکموں کا انتظامیہ وزیروں کی کاؤنسل اور مزدوروں اور تنخواہوں کی حکومتی کمیٹی کے پورے تعاون کے ساتھ کام کرتا ہے۔ نسبتاً اہم قسم کے شعبوں کی تقسیم کے نظام کو وزیروں کی کاؤنسل کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے' اور اس کا باقاعدہ اجراء وزیروں کی کاؤنسل اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے متحدہ طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ وزارتوں اور مرکزی حکومت کے مختلف شعبوں میں تنخواہوں کے معیار' اور عملے کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے تعین کے لئے بھی وزیروں کی کاؤنسل کی منظوری حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اور ان کا اجراء بھی اسی تنظیم کی طرف سے ایک قانون کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ محکموں کا انتظامیہ اپنے احکامات کی تعمیل کے سلسلے میں وزارت مال کے معائنے کے عملے پر پوری طرح انحصار کرتا ہے۔ حکومت

کے تمام شعبوں کو اپنے پورے عملے کا اندراج وزارتِ مال میں کرانا ضروری ہوتا ہے اندراج کے اس طریقے کو اس مقصد سے رکھا گیا ہے کہ اس سلسلے کے تمام قوانین کی پابندی کو یقینی بنایا جاسکے۔

امریکی سول سروس کمیشن کے برخلاف محکموں کا انتظامیہ عملے کے انتخاب اور تقرری کا شعبہ نہیں ہے۔ اعلیٰ سند یافتہ انتظامیہ اور تکنیکی کارکنوں کی تقرری خود مختلف وزارتوں اور شعبوں کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ صنعت اور انتظامیہ کا ہر حصہ اپنے متوازی اعلیٰ اسکولوں اور تعلیمی اداروں کا پورا سلسلہ چلتا ہے۔ جہاں کے تعلیم یافتہ ان ملازمتوں میں براہ راست داخل کر لیے جاتے ہیں جن کی انہیں تربیت دی گئی ہے۔ ہر اسکول میں سالانہ داخلوں کی ایک تعداد متعین کردی گئی ہے۔ وہ طالب علم جو ان اداروں میں داخلہ حاصل کرکے ایک خاص اطمینان بخش ریکارڈ کے ساتھ تعلیم حاصل کرچکے ہیں۔ انہیں ان کی تعلیمی تربیت کے مطابق حکومت کے شعبوں یا کارخانوں میں کسی کام پر تقرر کے لئے بھیج دیا جاتا ہے انہیں ان کے مقررہ کام پر عام طور پر کم سے کم تین سال کی مدت تک کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اصولی طور پر زیادہ پسندیدہ قسم کی جگہیں اور حیثیتیں زیادہ قابل طالب علموں کو دی جاتی ہیں، لیکن سوویت پریس میں ظاہر ہونے والی اطلاعات سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ کچھ با اثر شخصیتیں اخلاقی اعتبار سے بہت اوپر نہیں اٹھ سکی ہیں اور یہ کہ اپنے اثر ورسوخ کو اپنے بچوں کو اچھی حیثیتوں پر مقرر کرانے کے سلسلے میں استعمال کرلیتے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں مقرر ہونے کے خلاف کچھ نوجوانوں کی طرف سے کی جانے والی مدافعت کے نتیجے میں ترجیحی جگہوں کو حاصل کرلینے کے لئے ہر سال ایک رسہ کشی بھی نظر آتی ہے۔ سوویت درجاتی نظام کے ہر زینے پر عملے کی تقرری اور کسی خاص جگہ پر تعین پورے تعلیمی نظام سے پوری طرح گتھا ہوا ہے۔ ۱۹۵۸ء کی خروشچیف کی شروع کی ہوئی اصلاحات "جن میں" زندگی اور اسکول کے رشتوں کو مضبوط کیے جانے پر زور دیا گیا تھا' ان کے اثر سے گذشتہ سالوں کے مقابلے میں اس رشتے کے اور زیادہ مضبوط ہوجانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ صنعت' زراعت اور انتظامیہ میں زیادہ ذمہ دار قسم کی جگہیں غالباً یونیورسٹیوں اور خاص میدانوں کے مخصوص شعبوں کے فارغ التحصیل طالب علموں کے لئے وقف رہیں گی۔ اور تعلیم ختم کرنے سے پہلے ہی طالب علم اپنے متعینہ میدانوں میں پیداواری یا دوسرے قسم کا عملی تجربہ حاصل کرچکے ہوں گے۔ تکنیکی ماہرین' تربیت یافتہ مزدور' اور نیم پیشہ ور قسم کے کارکن ثانوی مزدور' پالیٹیکنک اداروں اور سوویت

معاشیات کے مختلف حصوں میں کام کرنے والے مخصوص تکنیکی اداروں (Tekhnikums) سے لئے جائیں گے مبہم تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ فرد ان شہروں اور دیہی پیشہ وری کے اسکولوں سے فراہم کیے جاتیں گے جو انہیں صنعت زراعت میں نچلے درجے کی تکنیکی تربیت دیتے ہیں۔ ان نئے اسکولوں نے گزشتہ مزدور ریزرو اسکولوں ہر قسم کے کارخانوں میں کام سکھانے والے اسکولوں کی جگہ لی ہے اور یہ یو ایس ایس آر کی پیشہ وری اور تکنیکی تعلیم کی حکومتی کمیٹی کے تحت کام کرتے ہیں۔ ان سے توقع کی جاتی ہے کہ یہ اپنے قریب کے کارخانوں فیکٹریوں، اجتماعی سرکاری فارموں کو اپنے تعلیم یافتہ افراد فراہم کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔

جیسا کہ ان انتظامات سے ظاہر ہوتا ہے عملے کے سلسلے میں سوویت پالیسی حکومت کے مفادات اور مقاصد کو پوری طرح نگاہ میں رکھتی ہے۔ اور حکومت کی اُن ترجیحات کا اظہار کرتی ہے جن کے تحت انسانی مزدور طاقت کو مجتمع کرنے کے کام کو منظم کیا جاتا ہے حالانکہ اسٹالن۔۔۔ دور میں نظر آنے والے فوجی ڈسپلن کے مقابلے میں تو اس گرفت اور کنٹرول میں نرمی اور ڈھیل پیدا ہوئی ہے۔ لیکن سوویت مزدور بہر حال اب بھی بہت حد تک پوری نگرانی اور ہدایات کے تحت کام کرتا ہے جس کی مثال سوویت مغربی سوسائٹی میں ملنا مشکل ہے۔ ہر ملازم کو اپنے ساتھ ایک مزدور کتابچہ رکھنا ضروری ہوتا ہے جس میں اس کی پچھلی ملازمتوں کا پورا پورا ریکارڈ اور اس جگہ سے منتقلی کی وجہ درج ہوتی ہے۔ ضرورت کی جگہوں پر مزدوروں کو بھیجنے، اور انہیں ان کاموں کو چھوڑ کر چلے آنے سے روکے رکھنے کے لیے، پارٹی اور کوموسول کی طرف سے دباؤ رکھا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور مختلف اداروں کے تعلیم یافتہ لوگوں کو ایک طریقے سے دور دراز علاقوں میں بھیجے جانے کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ اور حالانکہ بعض صورتوں میں وہ اس قسم کی تقرری سے بچ نکلنے کی ترکیبیں بھی تلاش کر لیتے ہیں۔ لیکن پارٹی اور حکومت کے پاس اس سلسلے میں جو اختیارات اور پابندیاں موجود ہیں اُن سے اس قسم کی کوششیں عام طور پر بہت سود مند نہیں تصور کی جاتیں۔ لیکن پابندی اور جبر ہی سوویت مزدور پالیسی میں آخری طریقہ نہیں ہے۔ مختلف تنخواہوں کے معیار بھی اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کیے گئے ہیں کہ کسی فرد کے زیادہ کام اور زیادہ پیداوار کو ممتاز کر کے تحریک اور ترغیب بھی پیدا کی جا سکے۔ بونس، انعامات، اعزازات، تمغوں اور

امدادی ترغیبات کے ایک باقاعدہ نظام کو ممتاز کارگزاریوں کا صلہ دینے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مختلف اداروں اور افراد "سوشلسٹ مقابلے" کی مہمیں چلا کر ان میں مقابلے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی روح پیدا کی جاتی ہے اور اس قسم کے مقابلوں میں جیتنے والوں کو ظاہر امتیازات پر اور پروپیگنڈے کے ساتھ صلے بھی دیئے جاتے ہیں۔ ذہنی تربیت اور تحریک کے ذریعے پارٹی رہنماؤں کی طرف سے مستقل یہ کوشش رہتی ہے کہ افسر اور ادنیٰ کارکن دونوں اپنے اور حکومت کے مفادات کو واحد اور یکساں تصور کرنے لگیں اور مستقبل میں حاصل ہونے والی جنت کے لیے آج کی سہولتوں کو قربان کر دینے کے لیے اپنے ذہنوں کو تیار کر سکیں بہر حال عملے کے سلسلے میں سوویت پالیسی کے بہت سے رخ ہیں اور اس میں ایک واحد نقطۂ مشترک صرف یہی ہے کہ کسی قیمت پر اور کسی بھی طریقے سے پیداوار میں اضافہ حاصل کیا جاتا رہے۔

آمری نظام میں شعبہ واریت کی سیاست

سوویت شعبہ واری نظام کو ایک مضبوط اور مرکزیت پر مبنی انتظامیہ کا افسر شاہی نظام کہا جا سکتا ہے اس میں فیصلے کرنے اور کاموں کے سلسلے میں تحریک پیدا کرنے کے تمام اختیارات صرف اعلیٰ رہنماؤں کے پاس ہوتے ہیں اور نچلے درجے کے افسر اور دوسرے معمولی کارکن صرف مشین کے ایک پرزے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ با اقتدار گروپ کی خواہشات اور پالیسیوں کی تعمیل میں کوشاں رہتے ہیں۔ ایک طرف یہ ناقابل تبدیل نظام اس زبردست مرکزیت کو جو سوویت نظام کا اہم ترین نقطہ ہے' اہمیت دینے کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ ایک آہنی اور ظاہرہ طور پر پُرسکون آمری نظام کی تہہ میں شعبہ واریت کی اندرونی سیاست کے اختلافی دھاروں کو بھی اپنے اندر چھپائے رہتا ہے۔

سوویت شعبہ واری نظام ایک مخصوص دباؤ کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ دباؤ اعلیٰ رہنماؤں کی وہ خواہش ہے کہ صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز سے تیز کیا جا سکے۔ حکومت اس کا وعدہ کر چکی ہے۔ اس پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت فوجی ضروریات اور بھاری صنعتوں کو دی گئی ہے۔ قومی معاشیات کے محدود ذرائع کو بنیادی ترجیحات کے پیش نظر ہی تقسیم کیا جاتا ہے۔ بنیادی حصے (Key Sectors) جنہیں وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے چنا گیا ہے

انہیں سوویت معاشیات میں ایک ترجیحی حیثیت حاصل ہے لیکن پھر بھی سوویت شعبہ واری نظام کا کوئی حصہ رہنماؤں کی اس کبھی نہ ختم ہونے والی مانگ سے آزاد نہیں ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے ایک انتھک جدوجہد متواتر جاری رکھی جائے۔

افسروں اور شعبوں کی کامیابی کا معیار ان مانگوں کی تفصیل سے ہی ناپا جاتا ہے۔ اب چونکہ مانگیں بہت وسیع اور اونچی ہیں اور موجودہ ذرائع عام حالات میں ان مانگوں کے مقابلے میں ناکافی ہیں اس لیے اس شعبہ واری نظام کا ہر حصہ ایک ایسے منصوبے کو حاصل کر لینے کی کوشش میں لگا رہتا ہے جسے وہ آسانی سے پورا کر سکے اور اتنے ذرائع کے حصول کے لئے لڑتا ہے جو اس پر عائد ذمہ واریوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو سکیں۔ یہ جدوجہد اور کھینچ تان اپنے جوہر کے اعتبار سے خالص سیاسی ہے۔ حالانکہ یہ رسہ کشی عام طور پر رہنماؤں کی طے کردہ ترجیحات اور حکومت کی بنیادی اور اہم ضرورتوں کے خاکے میں ہی محدود رہتی ہے لیکن پھر بھی اس جوڑ توڑ اور سیاسی چالوں کے لیے کافی جگہ موجود ہوتی ہے۔ منصوبے کے ماہرین، جو بنیادی طور پر اس شعبہ واریت کے مختلف حصوں کے کام اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ وہ بھی اس شعبہ واریت کی اندرونی کھینچ تان اور سیاسی کھیل سے بالکل علیحدہ نہیں ہوتے۔ حقیقت میں منصوبہ بندی کمیشن (*Gosplan*) ہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس کے ارد گرد امتیازات اور مخصوص آسانیوں کے حصول کی جنگ لڑی جاتی ہے۔ اس جنگ میں گفت و شنید کام میں آتی ہے، ذاتی اثر رسوخ استعمال میں لایا جاتا ہے، اور با اقتدار اور طاقتور اشخاص اور ان کی اعلیٰ حیثیتوں کی مدد حاصل کی جاتی ہے۔ ہر شعبہ واری افسری گروپ مستقل اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ پارٹی پریسیڈیم میں اس مخصوص کام سے متعلق ممبر تک رسائی حاصل کر کے اس کے ذریعے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ حمایت جمع کرے۔

سوویت نظام میں شعبہ واری نمائندگی زیادہ سے زیادہ ترجیحی فوائد اور امتیازات حاصل کر لینے کی کوشش کا دوسرا نام ہے۔ چونکہ ہر شعبہ، اور شعبے کا افسر، صرف اس بات کو پیش نظر رکھ کر عمل کرتا ہے کہ اس پر عائد کی گئی مانگوں کو پورا کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور امکانات کس طرح حاصل کیے جا سکتے ہیں، اس لئے یہ خود کو اپنے سپرد سوویت زندگی کے اس حصے کے تمام تر مفادات کا واحد ترجمان بنا کر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے خود اپنی بقاء کی مجبوریاں اسے دو مختلف دباؤ اور کشمکشوں کے درمیان بیچ کا راستہ چن لینے

پر مجبور کیے رہتی ہیں ایک کھنچاؤ اور پرے ہوتا ہے جس کے تحت آبادی کی آخری صلاحیت اور طاقت کو استعمال کر لینے کی مانگ ہوتی ہے جس کے تحت اسے اپنے وعدوں کو موجودہ امکانات اور ذرائع کی حدود میں کاٹنا چھانٹنا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرز عمل میں سوویت انتظامیہ افسر اور تنظیمیں اپنے اندر ایک ایسی چستی اور مستعدی پیدا کر لیتے ہیں کہ وہ اس کشمکش کے درمیان بھی کام کرتے رہیں ان میں سے زیادہ با اقتدار افسر دوسرے کسی شعبہ واری نظام یا معاشیات کے دوسرے حصوں پر بھی کسی قدر گرفت رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یہ متضاد دباؤ اور مختلف سمتوں کی کشمکش اس افسرانہ درجاتی نظام کے ہر حصے پر موجود رہتی ہیں۔ جب ایک بار منصوبہ طے ہو چکتا ہے تو وہی وزارت یا خطہ کی معاشی کونسل جو ایک معقول" منصوبے اور" اپنے موافق" ذرائع کی تقسیم کے لیے لڑتی رہی تھی اب اپنے تحت شعبوں کی اس کوشش کے خلاف مدافعت پر مجبور ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے لیے ایک محفوظ جگہ پیدا کر لینا چاہتے ہیں اور اپنی کچھ ذمے داریوں کا بوجھ اسی وزارت کے دوسرے شعبوں پر منتقل کر دینا چاہتے ہیں۔ وزارتوں اور خطوں کی معاشی کونسلوں کی طرح ان کے تحت ادارے بھی ہر ممکن طور پر کوشش کرتے ہیں کہ منصوبوں کے تحت خام مال اور دوسرے ذرائع پیداوار کی ایسی مقدار میں اپنے نام پر لکھوالیں جن کی مدد سے منصوبے کی تکمیل میں آسانی پیدا ہو۔ کسی ادارے کی ذمہ داری صرف اس کی اپنی کارکردگی اور کامیابی تک ہی محدود ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف کسی وزارت یا معاشی کاؤنسل (Sonar Khoz) کی کارکردگی کا پیمانہ اُس کے تحت آنے والے تمام شعبوں اور اداروں کی کامیابی پر منحصر ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ادارہ اپنے تحت تمام شعبوں اور شاخوں سے ہی تعلق رکھتا ہے۔

صنعتی ترقی کی تیز رفتاری کے سلسلے میں پیدا ہوئے تناؤ نے مرکزی رہنماؤں اور سرکاری کارکنوں کے درمیان ایک مستقل رسہ کشی کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس نظام کے رہنماؤں کو ایک مستقل خدشہ یہ بھی لگا رہتا ہے کہ وہ دباؤ جو یہ اس افسر شاہی اہرام پر ڈالتے ہیں وہ فی الحقیقت حقیقی بنیادوں تک بھی پہنچ پاتا ہے یا افسرانہ جوڑ توڑ ترکیبیں اور ان کی طرف سے کی جانے والی مدافعت اسے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس اثر کو زائل کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں با اقتدار گروپ نے کچھ ایسے شاطرانہ طریقے بھی اختراع کر لیے ہیں کہ اس کی گرفت افسر شاہی کے ممتاز اور چیدہ حصے میں منصوبے سے زیادہ پیداوار کے لیے

بڑے بڑے انعامات اور صلے دے کر اُن کے ذاتی مفادات کے احساس کو جگاتا ہے۔ یہ مثبت تحریکوں اور ناکامی کے لیے سخت سزاؤں کے منفی طریقے دونوں کا ملا جلا انداز اپناتا ہے۔ کبھی افسر شاہی کی کسی ایک شاخ کو دوسری شاخ سے بھڑا دیتا ہے اور اپنی مانگیں ان دونوں پر مسلط کرنے کے لیے ان کی اس آپسی رقابت کو استعمال کرتا ہے۔ انتظامیہ پر گرفت مکمل رکھنے کے لیے پارٹی اور پولس کی الگ الگ تنظیموں پر پوری طرح انحصار رکھتا ہے اس قسم کے دباؤ کو قائم رکھنے اور مستقل نگرانی کے لیے منصوبہ بندی ــــ مالیات، عملے قانون اور ان تفتیشی گرفتوں سے جو پورے انتظامیہ ڈھانچے میں اپنا اثر رکھتی ہیں، سے بھی مدد لیتا ہے۔ اس کی متواتر یہ بھی کوشش رہتی ہے کہ کنٹرول رکھنے والوں اور ان حصوں کے درمیان جن پر گرفت رکھی جاتی ہے، "خاندانی حلقے" قائم نہ ہو سکیں۔ اس کے لیے افسروں کو مستقل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے اور ایسے افسروں کے خلاف، جو ایک دوسرے کی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ایسی مہیں، یہاں متحرک اور جوشیلے کارکنوں کے جذبات سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے جو "منصوبے سے زیادہ" پیداوار کے عہد اور قسموں کے ذریعے اور منصوبے کی آڑ میں روڑے اٹکانے والے، اور کاہل قسم کے افسروں کے راز افشا کر کے سوویت نظام میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اس قسم کے جوشیلے کارکنوں اور اپنی شخصیتوں کی تعمیر کے خواہاں افراد کی ایسے افسروں سے حفاظت کرتا ہے جو تنقید اور نکتہ چینی کو دبا کر اور اس خدشے سے آزاد ہو کر مختلف گرفتوں سے بچ نکلنا چاہتے ہیں اور تنقید کرنے والوں کو سزائیں دینا چاہتے ہیں۔

سوویت نظام میں اس شعبہ واری سیاست کا جوہر ایک ایسے نقطۂ توازن کی تلاش کہا جا سکتا ہے جو زیادہ پیداوار کے لیے اوپر سے پڑتے رہنے والے دباؤ، اور دوسری طرف ذرائع کی کمیابی اور انسانی کمزوریوں کی حدود کے درمیان، کہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک کامیاب سوویت انتظامیہ افسر یا منتظم کے لیے وفاداری اور مستعدی سے بھی کچھ زیادہ خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہوتا ہے اُسے اپنے اوپر عائد کی گئی مانگوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے گرد و پیش کے حالات میں کاٹ چھانٹ کا فن پوری طرح سیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر قانون اور قواعد و ضوابط کی پابندی کا مطلب مقررہ منصوبے اور متعینہ نشانوں کے حصول میں ناکامی ہے تو پھر اسے ان قواعد و ضوابط کی پابندی میں بہت باریک بین نہیں ہونا چاہیے۔

اور اس کے پیش نظر مقاصد میں سب سے پہلا مقصد ہر ممکن طریقے پر منصوبے کی تکمیل حاصل کرنا ہوتا ہے اور اس آسمانی فرمان اور عظیم مقصد کو پورا کرنے کے لیے طریقہ جائز قرار دیا جاتا ہے۔ سوویت قوانین کی کتاب میں کامیابی کی صورت میں کچھ معاف ہوسکتا ہے۔ لیکن ناکامی کی صورت میں کچھ معاف نہیں کیا جاتا۔۔۔ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کاٹ چھانٹ اور بہترین شاطرانہ صلاحیتوں کے اظہار کے باوجود پورے افسر شاہی نظام کو بحیثیت مجموعی، حکومت کی تیز رفتار صنعتی پیداوار کی مانگ کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔ اوپر سے پڑنے والے دباؤ کی تقسیم غیر متوازن ہوسکتی ہے چونکہ یہ افسر شاہی زینے سے ہوکر ہر حصے میں پہنچتی ہے لیکن بہر حال یہ تقسیم موجود ضرور ہوتی ہے۔ وہ افسر اور منتظمین جو رہنماؤں کی امیدوں پر پورے نہیں اتر پاتے وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان مانگوں کو کسی نہ کسی طرح پورا کرنے والے اور شاطرانہ چالوں کے ماہر بہر حال باقی رہ جاتے ہیں۔

سوویت انتظامیہ میں اس زبردست دباؤ کے نظام کو اپنی قیمت بھی چکانی پڑتی ہے۔ جو منتظمین دوسروں کو متحرک رکھتے ہیں خود ان کو بھی اوپر سے متحرک رکھا جاتا ہے۔ اور انکی طاقت اور اعصاب پر اس کا زبردست اثر پڑنا بھی لازمی ہے وہ دباؤ جو ان پر اوپر سے پڑتا ہے یہ اسے اپنے سے نچلے درجے پر منتقل کرتے ہیں اور اس کا آخری شکار منتظمین اور منیجروں کے طبقے سے متعلق افراد نہیں ہوتے، بلکہ اجتماعی فارم میں کام کرنے والے اور تربیت یافتہ اور نیم تربیت یافتہ مزدور عوام ہوتے ہیں؛ جو اس صنعتی ترقی کی جدوجہد کا پورا بوجھ سنبھالتے ہیں۔ ایک مستقل تناؤ اور بے چینی ہی اس منصوبے بند اور جبریہ صنعتی ترقی کی قیمت ہے جو اس نظام کو ادا کرنی ہوتی ہے۔ پارٹی کا رہنما طبقہ مثبت اور منفی دونوں قسم کے اقدامات کے ذریعے ان اثرات سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک طرف نگہداری اور ریاستی دباؤ کا زبردست اور مضبوط آلہ کار غداری اور بے وفائی کے کسی کھلے اظہار کو روکے رکھتا ہے۔ دوسری طرف مثبت قدم کے طور پر خود مزدوروں میں ہی ایک اعلیٰ طبقہ پیدا کردیا ہے جس میں ممتاز مزدوروں (Stakhanovites) اور بہتر تربیت یافتہ کارکنوں کے لیے مخصوص قسم کے حقوق محفوظ کردیئے گئے ہیں۔ نئے سوویت دانشوروں کی وفاداری کو حکومت سے ملحق رکھنے کو بھی زبردست اہمیت دی گئی ہے۔ افسروں میں ممتاز اور چیدہ افراد کو ایک ممتاز حیثیت دی گئی ہے اور سب سے زیادہ وفادار اور نئی نسل کے ہونہار اور اعلیٰ

صلاحیتیں رکھنے والے افراد کے لیے تیز ترقی اور کامیابی کے وعدے اور لالچ مہیا کیے گئے ہیں۔ حکومت کی یہ شعوری کوشش کہ اپنے اور سوویت عوام کے درمیان افسروں کی ایک ایسی تہہ پیدا کر دے کہ ایک طرف پوری طرح اس کی محکوم بھی ہو اور دوسری طرف اسے کچھ امتیازی حقوق بھی حاصل ہوں' اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ یہ اب بھی استحکام اور مضبوطی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اس حکومت نے جو عملی راہ اختیار کی ہے وہ یہی ہے کہ عوام کی طاقتوں کو حاصل کرنے اور اُن کے اضطراب اور ناراضگی کو دبائے رکھنے کے لیے بنیادی طور پر یہ افسر شاہی اور پولس کی گرفتوں پر ہی کامل اعتماد رکھتی ہے۔ یہ اپنی طاقت کی بنیاد انہی چیدہ اشخاص کے زمرے پر رکھے ہوئے ہے۔ عوامی حمایت کی ایک کم سے کم مقدار کے حصول کے لیے جس کی موجودگی آمری ڈکٹیٹرشپ کو چلاتے رہنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یہ اپنی پوری بازی انہی چیدہ اشخاص کی صلاحیتوں پر لگا دیتی ہے۔

تیرھواں باب

خوف وہیبت کا نظامِ اقتدار

ہر حکومت کے لیے اپنی گرفت کے نظام میں خوف و ہراس کو کچھ نہ کچھ جگہ ضرور دینی ہوتی ہے۔ خواہ یہ اسٹالن دور کے ایک عمودی خوف و ہراس کی فضا کی شکل میں ہو۔ یا خروشچیف دور کا محدود اور خاموش سا انداز ہو بہر حال اس کی صلاحیتوں اور اس کے فوائد کا اثر خود حکومت میں رہنے والے عوام کے اپنے انداز میں بھی جھلکنے لگتا ہے۔

خوف وہیبت کے لئے جواز

کمیونسٹ نظریے میں تشدّد کو طبقاتی جدوجہد کے ایک بنیادی جزو کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔

خوف و دہشت کے ہتھیار کو عقلی جواز دینے میں بنیادی طور پر دو نکتے پیش نگاہ ہوتے ہیں۔ پہلے نکتے میں اس بات پر زور ہوتا ہے کہ انقلاب کو ایک اعلیٰ ترین اور بہترین قانون کی حیثیت میں بچانا ضروری ہے۔ لینن کے الفاظ کے مطابق "سوویت ریپبلک ایک ایسا قلعہ ہے، جس کا سرمایہ داروں نے ہر طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے اس تشدّد سے ہمیں حق ملتا ہے بلکہ ہمارا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ہم آبادی کے ہر فرد کو جنگ میں حصہ لینے والے ایک سپاہی میں تبدیل کر دیں[1]۔ دوسرے نکتے میں انقلاب کے دشمنوں کے کٹر پن اور سختی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کی رو سے اگر خود انقلاب کو تباہی

سے بچانا ہے تو ان دشمنوں کو پوری طرح نیست نابود کرنا لازمی ہے ۔ لینن نے سوال کیا تھا "وہ کونسا غذائی وسیلہ ہے جو انقلاب مخالف اداروں اور تحریکوں کو جنم دیتا ہے شورشیں، بغاوتیں وغیرہ وغیرہ ... یہ وسیلہ بورژوا تصوّر ہے" ـــــ دانشوروں کا وسیلہ ہے دیہی علاقوں میں بڑے بڑے زمیندار اور ہر جگہ پارٹی سے غیر متعلق عوام ہیں اور ان ہی کے ساتھ سوشلسٹ انقلابی، مینشویک بھی ہیں ہمیں اس وسیلہ پر تین گنی نگاہ اور چوکسی رکھنی چاہیئے ۔ بلکہ اسے دس سے ضرب دے دینا چاہیئے ہمیں اپنی نگہداری کو اس لئے ضرب دینا اور بڑھانا ہوگا، چونکہ خود اس عنصر کے لیئے انقلاب مخالف جدوجہد بالکل ناگزیر ہے خاص طور پر آج کے دور میں اور مستقبل قریب میں ان کے لئے یہ عمل لازمی ہے"[۲۸]

خوف و ہیبت کے ماحول کے جواز کے لیئے ۵ نومبر ۱۹۲۷ء کو غیر ملکی مزدوروں کے ایک وفد کے سامنے دیا ہوا اسٹالن کا بیان اپنی روح کے اعتبار سے بالکل اپنے نقوش کی پیروی کرتا ہے، ہاں اس کے الفاظ میں وہ صفائی اور بے تکلفی نہیں ہے ۔

"[۲۹] (G.P.U) حکومتی سیاسی انتظامیہ یا خفیہ پولیس (cheka) سوویت حکومت کا ایک تعزیری ہتھیار ہے اسے فرانسیسی انقلاب کے زمانے میں قائم کی گئی پبلک تحفظی کمیٹی Public Safety Committee کے کم و بیش متوازی ایک تنظیم کہا جا سکتا ہے اسے کسی حد تک فوجی سیاسی ٹریبونل، کی ایک شکل بھی کہا جا سکتا ہے ۔ جسے انقلاب مخالف بورژوا طاقتوں اور ان کے گرگوں کے حملوں سے انقلاب کے مفادات کو محفوظ رکھنے کی غرض سے منظم کیا گیا ہے ..... لوگ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ ڈھیل دینے کی وکالت کرتے ہیں، ان کا مشورہ ہے کہ حکومتی سیاسی انتظامیہ (G.P.U) کو توڑ دیا جائے ۔

. . . لیکن کیا کوئی اس بات کی ضمانت لینے کو تیار ہے کہ دوسرے ملکوں کے تمام انقلاب دشمن عناصر بھی سازشی ٹولوں، دہشت پسندوں، آتش زنوں

اور بم پھینکنے والے گروپوں کی تنظیم اداروں کو مالی امداد پہنچانے کے کام کو (G.P.U) حکومتی سیاسی انتظامیہ کے خاتمے کے بعد ختم کردیں گے ....؟

ہمارا ملک ایک ایسا ملک ہے جسے چاروں طرف سے سرمایہ داروں نے گھیر رکھا ہے۔ ہمارے ملک میں اندرونی انقلاب دشمن عناصر اور تمام ملکوں کے سرمایہ داروں کے گرگے موجود ہیں... خود ملک کے اندرونی انقلاب دشمنوں سے لڑنے کے لئے ہم تمام ملکوں کے انقلاب دشمن عناصر سے لڑتے ہیں ...

نہیں ساتھیو! ہمیں ایسی کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہم بھی وہی غلطی دہرائیں جو پیرس کمیون کے کارکنوں نے کی تھی۔ (G.P.U) حکومتی سیاسی انتظامیہ انقلاب کے لیے لازمی ہے اور یہ پرولتاری دشمن عناصر کے دلوں میں خوف و ہیبت کے لئے ہمیشہ قائم رہے گی۔"[۳]

سوویت خوف وہراس کے سلسلے میں اسٹالن کے نظریے کی صحیح اہمیت چوتھی دہائی کی 'عظیم صفائی' مہم تک پوری طرح کھل کر سامنے نہ آسکی تھی۔ پرانے بالشویک گروپ کو پوری طرح ختم کردیے جانے سے اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ اسٹالن کے تصور میں خوف وہراس کے ماحول کو جو مخصوص جگہ حاصل ہے، اصل میں اسے پارٹی میں خود اپنی رہنمایانہ حیثیت کے تحفظ کے لیے استعمال کیا جانا مقصود ہے۔ اب چونکہ اس کے لئے پارٹی میں بھی خوف و دہشت کا ماحول پیدا کرنا ضروری تھا۔ اس لیے اسٹالن کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ وہ ایک طرف اپنی ایجاد کردہ بدعت اور دوسری طرف روایتی نظریے یعنی تشدد جو صرف طبقاتی دشمنوں کے لیے وقف ہے، اب دونوں میں کس طرح یکسانیت اور یکجہتی پیدا کرسکتا ہے۔ اس مسئلے کا حل بہت صاف لیکن بہت سفاکانہ انداز میں تلاش کرلیا گیا تھا کوئی بھی ایسی مخالفت کو جو اسٹالن کے خلاف ہوتی، اسے انقلاب مخالف خبر رسانی اور جاسوسی کے مترادف کہہ دیا جاتا۔ سرمایہ داروں کی ناکہ بندی کے فارمولے میں اتنی لچک موجود تھی کہ اسے پارٹی کے اندر اور باہر دونوں قسم کے دشمنوں سے نمٹنے میں کام میں لایا جاسکے۔ خود اسٹالن نے اسے اس طرح رکھا تھا۔

"اس بات کو یاد رکھنا چاہئے اور کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ جب تک

سرمایہ داری ناکہ بندی اور محاصرہ موجود رہے گا، تباہ کار، انحراف پسند، جاسوس، دہشت پسند، سب کا موجود ہونا لازمی ہے۔ جو دوسرے ممالک کے خبر رساں اداروں کی طرف سے یونین کی سرحدوں میں بھیجے جاتے رہیں گے۔

پارٹی کے ساتھیوں کے سامنے اس بات کی بھی وضاحت کر دینی چاہئے۔ ٹراٹسکی نواز انحراف پسندوں میں متحرک عنصر کی نمائندگی کرتے ہیں اور غیر ملکی جاسوس ایجنسیوں کے لیے مخبری اور جاسوسی کا کام انجام دیتے ہیں... ایک عرصہ ہوا کہ یہ لوگ ایسے مقصد کے لیے، جو محنت کش طبقے کے متوازی ہو کام کرنا بند کر چکے ہیں اور یہ لوگ انحراف پسند، جاسوس، قاتل اور تباہ کار لوگوں کے ایک ایسے ٹولے میں بدل چکے ہیں جن کے سامنے نہ کوئی تصور ہے نہ کوئی اصول، یہ غیر ملکی جاسوسی اداروں کے لیے کام کرتے ہیں...

اس کی بھی وضاحت کر دینی ضروری ہے کہ اس جدید دور کی ٹراٹسکی ازم کے خلاف پرانے طریقے یعنی گفت و شنید اور بحث مباحثوں کا استعمال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اب بالکل نئے طریقے۔ ان سے کے خلاف استعمال کرنا ضروری ہیں، وہ طریقے جو اسے بالکل کچل ڈالیں، اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں" (Great Purges) عظیم صفائی کے بعد ایک بار پھر یہ مسئلہ اسٹالن کے سامنے موجود تھا کہ ان سخت اور تشدد آمیز قسم کے طریقوں اور دعووں میں کس طرح تال میل پیدا کرے کہ سوویت یونین میں تمام مخاصمانہ اور متضاد طبقے ختم ہو چکے ہیں۔ ۱۹۳۹ء کی اٹھارویں پارٹی کانگریس کے سامنے اپنی رپورٹ میں اسٹالن نے اس مسئلے پر ان الفاظ میں اظہار رائے کیا تھا: "کبھی کبھی ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ ہم عوام کا خون چوسنے والے طبقوں کا خاتمہ کر چکے ہیں، اب ملک بھر میں کوئی متضاد اور ایک دوسرے کے دشمن طبقے موجود نہیں ہیں اب کوئی ایسی طاقت باقی نہیں ہے جسے ہمیں دبانا یا ختم کرنا ہو، اس لیے اب خود حکومت کی موجودگی کی بھی ضرورت باقی نہیں ہے اب اسے بھی ختم ہو جانا چاہئے پھر ہم اپنی سوشلسٹ حکومت کی موت کے لیے کیوں منہمک نہیں ہو جاتے کیا اب وہ وقت نہیں جب ہم حکومت کے شعبے کو بھی پرانے نوادرات کے ساتھ طاق میں اٹھا کر رکھ دیں؟ اور ایک بار پھر اس اور ہیبت کو باقی رکھنے

کے لیے اسٹالن کو سرمایہ دارانہ محاصرے کا سہارا لینا پڑا۔

ایسے سوالات سرمایہ دارانہ محاصرے کی اہمیت اور اس کے خطرے کو پوری طرح محسوس نہ کرنے کا ہی اظہار نہیں کرتے بلکہ بورژوا حکومتوں اور ان کے شعبوں اور ہتھیاروں کی پوری اہمیت کو بھی مکمل طور پر نہ سمجھ سکنے کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ حکومتیں جاسوس قاتل اور تباہ کار ہمارے ملک میں بھیجتی ہیں، اور اس مناسب موقع کی منتظر ہیں جب یہ باقاعدہ طور پر ہمارے ملک پر مسلح حملہ کر سکیں پھر بالکل اسی طرح، یہ لوگ ہماری سوشلسٹ حکومت کی اہمیت اس کی فوج اور اس کے ان تعزیری اور مخبری شعبوں وغیرہ کے صحیح حصوں اور ان کی اہمیت کو بھی پوری طرح نہ سمجھ سکنے کا اظہار کرتے ہیں۔" جو سوشلسٹ ملک کو غیر ملکی حملے سے محفوظ رکھنے کے لیے لازمی ہیں" ۵ه۔ بعد میں خروشچیف نے اسٹالن کے اس نظریے کو غلط بتایا کہ سوشلزم کے دور میں بھی طبقاتی جنگ کے جاری رہنے کی وجہ سے خوف و ہراس کا استعمال ضروری ہے ۵ه۔ اس نے یہ جواز پیش کیا کہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی سازشوں سے تحفظ کے لئے حفاظتی محکمے ضروری ہیں ۵ه۔

خفیہ پولیس (Cheka) کا قیام

بالشویک خوف و ہراس کے آلۂ کار کی بنیاد اقتدار حاصل ہونے کے چند ہفتے بعد کے دور میں ہی نظر آجاتی ہے انقلاب سے پہلے کے دور میں، بالشویکوں کو بارہا زار شاہی خفیہ پولیس (OKHRANA) سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اور یہ لوگ اس کارکردگی کے انداز سے کافی حد تک واقف بھی تھے۔ وہ سبق جو انھوں نے اس سے حاصل کیے تھے بعد میں انھیں صرف اپنے طور پر عمل میں لانا تھا اور ان کی کچھ اور توسیع کرنی تھی خود لینن نے جلد ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ بالشویکوں کو خود اپنی ایک خفیہ پولیس (OKHRAN.A) کی تنظیم کرنا ہوگی۔ ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کی ایک قرارداد میں اس نے ژیرژنیکی جو سومولنی کا کمانڈر تھا، اس کے سپرد یہ کام کیا تھا کہ وہ انقلاب مخالف اور اجتماعی رخنوں کے خلاف ایک مہم کی تنظیم کرے ۵ه۔

[illegible] نفری کمیشن کا صدر ژیرژنیکی کو مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن کے سب سے پہلے

کاموں میں ایک اپیل بھی شامل تھی جس کے ذریعے تمام مقامی سوویتوں کو اپنے اپنے علاقوں میں فوری طور پر اسی قسم کے کمیشنوں کی تنظیم کی ہدایت دی گئی تھی" مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ "ایسی تنظیموں اور افراد کے متعلق جو انقلاب مخالف کاموں میں مصروف ہوں" خفیہ پولیس کو اطلاعات فراہم کریں[59] اس کے ساتھ ہی ساتھ انقلاب دشمن اور اجتماعی حرکتوں اور جرموں کی تفتیش اور ان کے سلسلے میں مقدمے چلانے کے لیے ایک سلسلہ انقلابی ٹربیونلوں کا بھی قائم کیا گیا۔ ان انقلابی ٹربیونلوں کے ججوں کو مختلف "مقدموں میں واقعات اور حالات کے پیش نظر اور انقلابی روح کو سامنے رکھ کر" سزائیں مقرر کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔

بالشویک انقلاب کے بحرانی ابتدائی چند مہینوں میں خوف و دہشت کے کام صرف اس کے ماہرین کا ہی حصہ نہیں تھا۔ خفیہ پولیس ابھی ابتدائی تنظیمی منزلوں میں تھی اور ابھی اس کی گرفت اور حلقہ عمل بعد میں نظر آنے والی صورت حال کے مقابلے میں بہت ہی محدود تھا، بورژوا طبقے کے خلاف جبر و تشدد کے واقعات عام تھے۔ لیکن یہ عام طور پر انقلابی ہجوموں اور غیر منظم سپاہیوں اور بحریہ کے سپاہیوں کی طرف سے کیے جاتے تھے۔ ان کی تحریک یا تنظیم کو کوئی باقاعدہ اجازت حاصل نہ ہوئی تھی۔ شروع کے دور میں خفیہ پولیس نے صرف ڈاکوؤں اور مجرموں کو ہی موت کی سزائیں دی تھیں لیکن جیسے جیسے گوری فوجوں کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے خفیہ پولیس کے جال میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اور اس نے بھی زیادہ سخت اقدامات لینے شروع کیے۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۸ء کو خفیہ پولیس نے تمام مقامی سوویتوں کو حکم دیا کہ وہ "ڈھونڈ نکالیں گرفتار کریں اور ان تمام ممبروں کو گولی ماردیں ... جو کسی نہ کسی طرح کسی ایک انقلاب مخالف تنظیم سے متعلق ہوں .. (۱) دشمن کے گرگے اور جاسوس (۲) انقلاب مخالف ایجی ٹیشن کرنے والے (۳) سٹے باز (۴) بغاوت کے منتظمین ... جو حکومت کے خلاف ہوں (۵) ان لوگوں کو جو ڈان کی طرف جا رہے ہوں، کالیدین کورنیلوف کے ٹولے اور پولش انقلاب مخالف ٹولوں میں شرکت کی غرض سے (۶) انقلاب مخالف بورژوا طاقتوں کے لیے ہتھیار خریدنے اور بیچنے والوں کو ... ان لوگوں کو وہیں موقع پر ہی گولی ماردینی چاہیے ... جب وہ اپنی حرکتوں میں

مصروف رنگے ہاتھوں پکڑے جائیں۔" [15]

خوف وہراس میں خاص طور پر تیزی اس وقت پیدا کی گئی جب ۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کو جرمن سفیر میبراخ کے قتل کے بعد بائیں بازو کے انقلاب (S R) نے ماسکو میں طاقت پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی۔ بہت وسیع پیمانے پر بائیں بازو کے انقلاب (S R) کی گرفتاریاں عمل میں آئیں اور کم از کم سترہ کو گولی مار دی گئی [16] جیسے جیسے چیکا کی تعزیری کارگزاریاں بڑھتی گئیں بائیں بازو کی اس پارٹی نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ ۳۰ر اگست ۱۹۱۸ء کو پیٹروگریڈ چیکا کا افسر اعلیٰ یورٹسکی قتل ہوا اور لینن شدید طور پر زخمی ہوا۔ یورٹسکی اور لینن پر حملے سے وسیع پیمانے پر جبر و تشدد کا چکر چل پڑا۔ صرف پیٹروگریڈ میں ہی پانچ ہزار سے زیادہ "انقلاب مخالف اور گورے محافظوں کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ ماسکو کے قتل عام میں بہت سے زارشاہی افسر اور بہت بڑی تعداد اونچی شخصیتوں کی شامل تھی" پینزا (Penza) کی صوبائی سوویت کے صدر نے اطلاع دی "پیٹروگریڈ مزدوروں کی طرف سے لگائی گئی ایک گھات میں شریک ایک کارکن ایگوروو کے قتل کی قیمت گوروں کو ۱۵۲ جانوں سے چکانی پڑی [17]

لینن پر حملوں کے بعد قتل عام کے جو مظاہرے کیے گئے ان کا مقصد تمام بالشویک مخالفین کے دلوں میں خوف وہراس پیدا کرنا ہی تھا۔ اس خوف و دہشت کا رخ براہ راست گزشتہ دور کے اشراف، بورژوا زمینداروں اور گورے محافظوں اور پادریوں کی طرف تھا۔ لیکن بہر حال یہ ان زمروں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بائیں بازو کے انقلابیوں (Left SR) اور مینشویکوں نے بھی اس تیز دھار کو دیکھ لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کسان بھی جنھوں نے غلّہ کی جبریہ وصولی کی مدافعت کی تھی یا سرخ فوج کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے یہ سب بھی اس کا شکار ہونے لگے۔ سرخ خوف و دہشت کا جواب گورے محافظین کے پاس موجود تھا اور اس وحشت ناک مقابلے کا شکار دسیوں ہزار بلکہ غالباً لاکھوں افراد ہوئے۔ جیسے جیسے چیکا نے اپنے میدانِ عمل میں وسعت پیدا کی ویسے ویسے ہی اس نے اپنے مخصوص حلقۂ اختیار میں کسی قسم کی مداخلت پر ایک قسم کی جلن اور مدافعت کا اظہار کیا۔ اس کا یہ کچھ

ایسا انداز بن گیا تھا کہ جیسے یہ خود کو قانون سے بھی افضل اعلیٰ محسوس کرتی ہو اور اس سے خود بالشویک حلقوں میں تشویش پیدا ہو گئی۔ ماسکو میں ۲ر تا ۶ جولائی ۱۹۱۸ء کے درمیان منعقد ہونے والی کل روسی چیکوں کے کیساروں کی دوسری کانفرنس میں کامریڈ لیبیڈیو (Lebedev) نے اشارہ کیا کہ غیر معمولی کمیٹیوں کے وجود کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی بہر حال یہ بات بہت اہم ہے کہ ان کی کارکردگی کی حدیں مقرر کرنی ہوں گی۔ ورنہ ہمارے سامنے ایک حکومت کے اند ایک اور حکومت ہوگی۔ جس میں موخر الذکر کا رجحان اپنے حلقہ اختیار عمل کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرتے رہنے کی طرف ہوگا"[14]۔

کامریڈ ٹیراسٹ واٹسا ٹوروو (Terastvatsatunav) نے کہا کہ ... مختلف صوبوں میں غیر معمولی کمیشنوں کی کارکردگی کا سوال سخت ترین اہمیت رکھتا ہے کمیشن وہ سب کچھ کرتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں ... اوریل (Orel) میں ہماری چیکا کے صدر نے کہا تھا "میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں میرے پاس ایسے اختیارات ہیں کہ کسی کو بھی گولی مار سکتا ہوں"[14]۔

انصاف کے کیسار کریسٹنکی کے جواب میں چیکا پر پابندیاں عائد کرنے کے سلسلے میں دشواریوں پر بھی زور دیا گیا: "جب تک چیکا سرگرم عمل ہے، اس وقت تک عدلیہ کے کام کو ایک ثانوی حیثیت حاصل ہے اور اس حلقہ عمل کو کافی حد تک کم کرنا پڑے گا"۔ چیکا اپنی حاصل شدہ مراعات کو مقامی سوویت کارکنوں اور عدلیہ کے کیساریت دونوں کے خلاف پوری مضبوطی اور اثر کے ساتھ استعمال کرتی تھی چیکا کے افسر پیٹرز نے اس بات کو بالکل صاف الفاظ میں کہا تھا "اپنی کارگزاری میں چیکا بالکل آزاد ہے، یہ تلاشیاں لیتی ہے، گرفتاریاں کرتی ہے گولیوں کا نشانہ بناتی ہے، اور اس کے بعد عوامی کیساروں کی کاؤنسل اور سوویت مرکزی عاملہ کمیٹی کو اطلاع بھیج دیتی ہے"[15]۔

خانہ جنگی کے بعد اور نئی معاشی پالیسی کے افتتاح کے وقت اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ چیکا پر قانونی پابندیاں اور حدود عائد کر دی جائیں۔ وی۔ ایم۔ ہیمیر نوم کی تحریک پر جو بائیں بازو کی مخالفت سے تعلق رکھنے والا ایک پرانا بالشویک تھا،

دسمبر ۱۹۲۱ء میں منعقدہ نویں سویت کانگریس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں "چیکا" کے دلیرانہ کاموں پر خراج تحسین دینے کے بعد جو اس نے سب سے کٹھن اور خطرناک وقت میں انجام دیئے تھے یہ سفارش کی تھی کہ اس کے اختیارات پر پابندیاں عائد کی جائیں

جی پی یو (GPU) حکومتی سیاسی انتظامیہ

۸ فروری ۱۹۲۲ء کو کل روسی مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) نے ایک فرمان کے اجراء کے ذریعے چیکا اور اس کے مقامی اداروں اور شعبوں کو ختم کر دیا اور اس کی تمام کارگزاریوں کو ایک نئی تشکیل شدہ حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کے سپرد کر دیا جسے "امور داخلہ کے عوامی کمیسار یا اس کے نائب کی ذاتی نگرانی" میں کام کرنا تھا۔ مندرجہ ذیل کام اس کے سپرد کیے گیے" (الف) کھلے انقلاب مخالف شورشوں کا دبانا، جس میں ڈکیتی وغیرہ بھی شامل ہیں (ب) جاسوسی کے خلاف کارروائیاں کرنا اور ایسے اقدامات اٹھانا جن کے ذریعے جاسوسی کا سلسلہ شروع نہ ہو سکے (ج) ریل اور آبی ذرائع آمدورفت کی حفاظت کرنا (د) (RSFSR) کی سرحدوں کی سیاسی نگرانی اور حفاظت کرنا (ر) ناجائز تجارت کی روک تھام اور ریپبلکوں کی سرحدوں میں بغیر اجازت آمدورفت پر پابندی رکھنا (س) مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSIK) یا سووِنارکوم کے پریسیڈیم کے ان احکامات کی تعمیل کرنا جن سے انقلاب کی رفتار کی حفاظت ہوتی ہے" حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کو کچھ مخصوص فوجی دستے بھی سونپ دیئے گئے اور تمام میدانی تنظیم مرکزی حکومتی سیاسی انتظامیہ کے "براہ راست ماتحت" کیا گیا، حالانکہ حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کو تلاشی لینے، سامان پر قبضہ کرنے اور گرفتاریوں کے مکمل اختیارات بھی دے دیئے گئے تھے لیکن اس پر کچھ عملی پابندیاں بھی ضرور عائد کر دی گئی تھیں۔ گرفتار شدگان افراد کو فرد جرم کی ایک نقل گرفتاری سے زیادہ سے زیادہ دو مہینے کی مدت میں دی جانی ضروری تھی۔ کسی قیدی کو دو مہینے کی مدت تک قید رکھنے کے بعد حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کو یا تو اسے رہا کرنا ضروری تھا یا پھر اسے عدالت کے سپرد کرنا ہوتا تھا ملزم کے خلاف حراست کی مدت

صرف اس صورت میں بڑھائی جا سکتی تھی جب کہ مرکزی عاملہ کمیٹی (VTSK) کے پریسیڈیم کی اجازت حاصل کر لی گئی ہو۔ اس فرمان سے اور آگے یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس فرمان کے اجرا کے بعد سے سوویت انتظامیہ کے غیر موافق یا (RSFSR) کے قوانین کے خلاف تمام مجرمانہ مقدموں کی سماعت کا اختیار صرف عدالتوں کو ہی حاصل ہو گا۔ اور عدالتی عوامی کمیساریت کو ان قاعدوں کی پابندی پر نگرانی کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔[16]

USSR کے قیام کے بعد حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کو پورے یونین ادارے (OGPU) میں تبدیل کر دیا گیا اور اس کے سپرد کل یونین کے کام کر دیئے گئے۔ یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کے نئے آئین میں اس ادارے (OGPU) کو عوامی کمیساروں کی کاؤنسل سے براہ راست ملحق کر دیا گیا۔ اور اس کے سربراہ کو اس منظم تحریک کے لیے مشاورتی ووٹ کا حقدار بھی بنایا گیا اس آئین نے سپریم کورٹ کے مختار (Procurator) کو (OGPU) کے تمام کاموں کی قانونی حیثیت پر نگرانی کا ذمے دار بنایا گیا۔[17] یو ایس ایس آر کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی (TSZK) کے ایک غیر معمولی فرمان مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء کے ذریعے ان تمام قوانین کی باقاعدہ ترتیب دی گئی۔[18]

لیکن حکومتی سیاسی کمیٹی (GPU — OGPU) پر جو پابندیاں ان فرمانوں کے ذریعے عائد کی گئی تھیں، وہ صرف زبانی جمع خرچ ہی ثابت ہوئیں ان کا کوئی حقیقی اثر نظر نہ آیا۔ حالانکہ حکومتی سیاسی انتظامیہ (GPU) کو جو وسیع اختیارات دیئے گئے تھے ان سے پارٹی کے حلقوں تک میں بے چینی کافی وسیع پیمانے پر موجود تھی، لیکن لینن کو یہ بات باور کر لینے پر مجبور کیا گیا کہ حکومت خوف و ہراس کا ماحول برقرار رکھنے پر مجبور رہے۔ ۱۷ مئی ۱۹۲۲ء کو اس نے کرسکی (KURSKY) کو ایک مراسلے میں تعزیری قوانین (Criminal Code) کے بارے میں لکھا "عدالتوں کو خوف و ہراس کو بالکل ختم نہیں کر دینا چاہیئے ایسی کسی چیز کا وعدہ کر لینا یا تو خود کو پھنسا لینا ہو گا" یا دوسروں کو بے وقوف بنانے کے مترادف ہو گا۔"[19]

پارٹی رہنماؤں کی نگاہ میں (OGPU) ناگزیر حیثیت رکھتی تھی۔ اس کو ملا ہوا وہ حقیقی اختیار کہ یہ حکومت کے دشمنوں کے خلاف سرسری طور پر خود ہی کارروائی کر سکتی

ہے ایک ایسا ہتھیار تھا جسے حکومت کسی طرح چھوڑ دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی تھی۔

نئی معاشی پالیسی کے دوران حکومتی سیاسی انتظامیہ کی نگہداشت کو خاص طور پر دو طرفہ انقلاب مخالفوں یا ـــــ انقلاب سے پہلے کے دور کے سیاسی افراد کی طرف مبذول کر دیا گیا تھا۔ انقلاب مخالفوں ـــــ میں انقلاب سے پہلے کے دور میں دائیں بازو کی پارٹیوں سے متعلق افراد اور گزشتہ کیڈٹ پارٹی کے ممبران، زارشاہی دور کے افسر گورے محافظ، پادری اور مذہبی رہنما، زمیندار، اشراف، صنعت کار یا کارخانے دار اور متمول طبقوں کے دوسرے افراد شامل کیے گیے تھے۔ "سیاسی افراد" میں بائیں بازو کی پارٹیوں۔ مینشویک، سوشل انقلابی (SRs) اور سامراجیت پسند افراد شامل تھے۔ جو بالشویکوں کے ساتھ زارشاہی قیدوں کی صعوبتیں بھی جھیل چکے تھے۔ بالشویکوں کے مخالف ہوتے ہوئے بھی چونکہ یہ پرانے ساتھی تھے اور قدم بہ قدم لڑے تھے اس لئے انھیں (OGPU) کے قید خانوں اور کیمپوں میں نسبتاً بہتر سلوک مل سکا لیکن معاشی پالیسی کے دور میں ان کی یہ مراعات اور آسانیاں بھی ختم کر دی گئیں، اور انقلاب سے پہلے دور کی جذباتیت کے باقی ماندہ نشانات بھی مکمل طور پر غائب ہو گئے [12] اگر گزشتہ حالات پر غور کیا جائے تو نئی معاشی پالیسی کا دور پھر بھی کچھ غنیمت اور نسبتاً زیادہ پر امن اور "حریت پسند" محسوس ہوتا ہے؛ ۱۹۱۷ء کے بعد سے سوویت حکومت نے جو مستقل ایک قلعہ بندی کی سی کیفیت پیدا کر رکھی ہے اس میں کسی قدر وقفے کا احساس ہوتا ہے ایسے گزشتہ سوویت شہری دوسری جنگ عظیم سے پہلے اور اس کے دوران اپنے ملک کو خیر باد کہہ کر باہر چلے آئے ہیں، وہ اب بھی اس دور کو سوویت حکومت کا عہد زریں کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ تیسری دہائی کے دوران جب (OGPU) اپنے اختیارات اور گرفتوں کو مضبوط کر رہی تھی، اس کا اثر ان عام سوویت شہریوں پر کم پڑا جو انقلاب سے پہلے کے دور میں بائیں بازو کی پارٹیوں یا کسی پارٹی میں شامل نہیں تھے حالانکہ اس طرح OGPU ان لوگوں کے دلوں میں بھی اپنی ہیبت اور خوف بہر حال پیدا کر رہی تھی، جو اس تعزیری گرفت میں نہیں آتے تھے۔ تعزیری کارگزاریوں کا اثر جو محدود حلقے کے لیے وقف تھیں عوام کے دلوں میں ایک اور امن کا خیال خام پیدا کرنے

میں کامیاب تھا۔

اس دور کی (O.G.P.U) کی کارگزاریوں میں اس بات کا پوری طرح اظہار ہو جاتا ہے کہ اس وقت پارٹی رہنماؤں کے ذہنوں پر کیا بات سب سے زیادہ مسلط تھی ۔ کلیسا کے کاموں کی طرف مخصوص توجہ دی گئی غیر موافق سماجی بنیادوں سے متعلق افراد اور گزشتہ حزب مخالف پارٹیوں کے ممبروں کو خاص طور پر نگاہ میں رکھا گیا، جیسے جیسے ٹراٹسکی مخالفت کی مہم تیز ہوتی ویسے ویسے (O.G.P.U) نے اپنی توجہ خود پارٹی کے اندرونی انحراف اور پارٹی کی پالیسیوں کی مکمل نگہداشت کی طرف مبذول کر دی۔ اس کے حلقہ نگہداشت میں غیر ملکی سفارت خانے اور مہمان بھی شامل تھے ۔ اس کے معاشی انتظامیہ کے ذریعے، یہ معاشی بدعنوانیوں اور صنعتوں میں اجتماع اور گڑبڑ کرنے کی کوششوں پر قابو رکھنے کی کوشش کرتی۔ اس کا مخصوص شعبہ فوج میں بھی دخیل ہوتا اور ان کے اخلاقی نظم وضبط وفاداری اور کارکردگی پر کڑی نگاہ رکھتا۔ اس کا غیر ملکی شعبہ دوسرے ملکوں میں جاسوسی کے فرائض انجام دیتا، روسی تارک وطن حلقوں کی نگرانی کرتا' اور سوویت سفارت خانوں میں ملازمین کی کارگزاریوں کی اطلاعات مرتب کر کے صدر مقام کو بھیجتا' اس کے مخصوص سپاہی ریل اور آبی ذرائع آمدورفت کی حفاظت کرتے تھے یا سوویت یونین کی سرحدوں پر پہرداری کے فرائض انجام دیتے اور ہر قسم کی انقلابی شورش اور بغاوت کو کچلنے کے سلسلے میں کام میں لائے جاتے تھے ۔

نئی معاشی پالیسی (NEP) کے خاتمے اور تیز رفتار صنعتی زرعی اور اشتراکی ترقی کی مہم کے ساتھ (O.G.P.U) کے کاموں میں بھی ایک زبردست اہمیت پیدا ہوئی ۔ اس کی تمام تر طاقتوں کو تین قسم کے افراد کے لیئے وقف کر دیا گیا۔ نجی اور شخصی طور پر تجارت کرنے والے، جنھیں نئی معاشی پالیسی کے دور میں پھولنے پھلنے کا موقع دیا گیا تھا، گزشتہ دور کے دانشوروں کا زمرہ جنھیں گزشتہ صنعتی ترقی کی مہم کی ناکامی کے سلسلے میں قربانی کا بکرا بنا کر تمام ذمہ داری ان پر رکھی گئی تھی اور بڑے بڑے زمیندار جنھوں نے اشتراکیت کی تحریک کے سلسلے میں متحرک یا خاموش مخالفت کی تھی۔ ان مہموں کے مجموعی نتیجے کے طور پر (O G P U) لاکھوں کی جگہ کروڑوں افراد کی

قسمتوں کی محافظ اور نگراں ہوگئی۔

نجی اور انفرادی تجارت کرنے والوں کی گرفتاری اور ان پر دباؤ کی مہم ''نئی معاشی پالیسی'' کے ختم ہوتے ہوتے بہت تیز ہوگئی جس وقت ۱۹۲۴ء میں نئی معاشی پالیسی اپنے عروج پر تھی اس وقت شخصی ملکیت میں آنے والی دکانوں کی تعداد ۴۲،۳۶۶ تھی لیکن ان دکانوں کے مالک (OGPU) کی توجہ کا خاص مرکز بن گئے کوئی ایسا ذریعہ موجود نہیں ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ ان میں سے کتنے افراد کو قید کیا گیا کتنے افراد کو انتظامیہ بندوبست کے تحت شہر بدر کیا گیا اور کتنے افراد اپنے پیشے بدل کر تیز صنعتی ترقی کے کاموں میں مصروف مزدوروں کے طبقے میں شامل ہوگئے اور OGPU کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ ایک خاصی بڑی تعداد OGPU کی اس مہم میں پھنس گئی۔ جس کے تحت دوسرے ملکوں سے مشینیں خریدنے کی غرض سے سونا اور غیر ملکی ایکسچینج حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع جمع کیے جا رہے تھے نجی تاجر پچھلے متموّل طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد یا اور دوسرے افراد جس کے متعلق سونا یا دوسری قیمتی اشیا کی ذخیرہ اندوزی کا شبہ کیا جاسکتا تھا، انھیں بہت بڑی تعداد میں گرفتار کیا گیا اور ان کی ملکیتوں کو غصب کرلیا گیا۔

گزشتہ دور کے دانشوروں کو ختم کیے جانے کی مہم جسے پنج سالہ منصوبوں کی ابتدا کے ساتھ نئی زندگی اور تیزی بخشی گئی، اسے اس الزام کے ساتھ نئی روح مل گئی کہ یہ لوگ سوویت حکومت کے وفادار نہیں ہیں۔ جیسے جیسے عوام کے لیے دقتیں بڑھیں اور روزمرہ کی زندگی میں دشواریاں زیادہ پیدا ہونی شروع ہوئیں پارٹی رہنماؤں نے ان دانشوروں کو قربانی کا بکرا بنایا تاکہ عام بے چینی اور تکلیفوں کا رخ دوسری طرف موڑا جاسکے۔ پیداوار میں ہر رکاوٹ کو اجتماعی کارروائی مانا جانے لگا جس کے لیے گزشتہ دور کے انجینئر کو ذاتی طور پر ذمہ دار ٹھہرایا جاتا۔ پھر ''اجتماعی'' حرکتوں کو سوویت اقتدار کو اتار پھینکنے کی سازش کا نام دیا ہی جاتا تھا۔ جس میں یو ایس ایس آر کے غیر ملکی سرمایہ دار دشمن بہت گہرائی میں شریک دکھلائے جاتے تھے۔

(OGPU) کے سپرد یہ کام بھی کیا گیا کہ وہ چند ظاہری مقدموں کا سلسلہ شروع کرے۔ تاکہ ان کی مدد سے جھوٹے سچّے افرادوں کو ایک حقیقت کا رنگ

دیا جاسکے۔ ۲۸-۱۹۲۷ء میں ڈونیٹس کوئلہ وادی (Donets coal Basin) میں پیداوار میں کمی پیدا ہوئی۔ اور اس نے روسی تکنیکی ماہرین اور گزشتہ دور کے انجینئروں کے خلاف "شاختی" سزاؤں کا وہ مشہور سلسلہ کھڑا کر دیا جس میں ان افراد پر جرمنی سے سازش کرکے اجتماعی حرکتوں اور جاسوسی کارروائیوں کا الزام لگایا گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء کے موسم خزاں میں غذائی صنعت میں کام کرنے والے اڑتالیس ماہرین کو گرفتار کرکے گولی سے اڑا دیا گیا۔ ان پر یہ الزام تھا کہ یہ ایک انقلاب مخالف تنظیم کے ممبر تھے۔ اور ان لوگوں نے مزدوروں کو غذا کی فراہمی میں سبوتاژ کرکے روڑے اٹکائے تھے۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں صنعتی پارٹی کا مشہور مقدمہ منظر آیا، جس میں پروفیسر رامزین Ramzin اور سات دوسرے اہم انجینئروں کے خلاف یہ الزام عائد کرکے انھیں سزائیں دی گئیں کہ انھوں نے ایک خفیہ سیاسی پارٹی کی تنظیم کی تھی، اجتماعی حرکتیں کی تھیں اور —— سوویت حکومت کا تختہ پلٹنے کے لئے فرانس کے ساتھ سازش کی تھی۔ ان ملزموں میں سے چھ کو موت کی سزا کا حکم ہوا تھا۔ جس میں بعد میں تخفیف کر دی گئی تھی۔ باقی دو کو دس دس سال کی سزا ہوئی تھی۔ مارچ ۱۹۳۱ء میں ایک اور مقدمہ کا ڈرامہ کھیلا گیا۔ اس میں چودہ پروفیسر اور افسروں پر انقلاب مخالف حرکتوں، اجتماعی کارروائیوں کا الزام لگایا۔ ان میں حکومتی منصوبہ بند کمیٹی جس میں (Gosplan) کے ممبر پروفیسر گرومان (Groman) بھی شامل تھے، جن کا حقیقی جرم غیر ممالک میں مقیم مینشویکوں کے ساتھ مل کر ظاہرہ طور پر صرف یہ تھا کہ ان کا اصرار تھا کہ پہلے پنج سالہ منصوبے میں مقرر کیے گیے نشانے ضرورت سے بہت زیادہ اور غیر حقیقی حد تک اونچے تھے۔

دانشوروں کے خلاف یہ مہم صرف مقدموں کی ظاہر داری تک ہی محدود نہیں تھی جیسا کہ سڈنی اور بیٹریس ویب (Sidney and Beatrice.webb) نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جس کا انداز عام طور پر سوویت کامیابیوں اور حصول کے سلسلے میں بہت موافق مانا جاتا ہے "پروفیسر رامزین اور اس کے ساتھیوں پر اس مقدمے نے جس کا کافی چرچا رہا تھا۔ دانشوروں کے خلاف ایک خوف و دہشت کا حقیقی ماحول پیدا کر دیا۔ اب کوئی دشمن خود کو شبہ اور شک سے محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ مرد عورت گویا کہ ہر شخص حراست اور گرفتاری کے خوف میں زندگی گزار رہے تھے۔ ہزاروں کو انتظامیہ

بندوبست کے تحت ملک کے دور دراز مقاموں میں شہر بدر کر دیا گیا۔ شہادتیں ضروری نہیں تھیں خود انجینئر کا خطاب یا عہدہ ہی سزا اور ملامت کے لیے کافی تھا جیلیں بھر گئی تھیں۔ کارخانے تکنیکی رہنمائی کے لیے ترس رہے تھے۔ اور آخر سپریم معاشی کاؤنسل کے سربراہوں کو یہ شکایت کرنی پڑی کہ انجینئروں کی وسیع پیمانے پر گرفتاری سے حکومتی سیاسی کمیٹی (GPU) صنعتی ترقی کی رفتار میں مخل ہو رہی ہے[22]۔

۲۳ جون ۱۹۳۱ء کو اسٹالن نے ماہرین کے شکار پر روک لگانے کا اعلان کیا۔ (ملاحظہ ہو چوتھا باب)۔ دانشوروں کو خوف زدہ کرکے انھیں پوری طرح اپنی طرف جھکا لینے کے مقصد میں کامیابی حاصل کر لینے کے بعد اب اس کے سامنے ان کی ناگزیر صلاحیتوں اور قابلیتوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ موجود تھا۔ اس سلسلے میں اسٹالن نے جس نئی پالیسی کا اعلان کیا اسے نچلے درجے کے نسبتاً اہم عملے میں بار بار دہرایا گیا۔ پارٹی کی مرکزی کنٹرول کمیٹی کے ایک ممبر سولٹز (Soltz) نے اعلان کیا "ہم انسان کی قدر و منزلت سمجھنے اور اس کی قدر کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ صنعت اور سول ملازمتوں کے اہم عہدوں سے لوگوں کو نکال لینے، ان کو گرفتار کرنے اور انھیں سزائیں دینے سے حکومت کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا ہے"[23]۔ اسٹالن کے اس اعلان کے فوراً بعد تھوڑے ہی عرصے میں انجینئروں کی ایک بڑی تعداد کو جیلوں سے آزاد کر دیا گیا۔ یا انھیں شہر بدری سے واپس بلا لیا گیا۔ پروفیسر رامزین، جنھیں فرانسیسی جنرل اسٹاف کا "ایجنٹ" مان کر سزا دی گئی تھی پھر تھرموڈائینمکس انسٹی ٹیوٹ میں لکچر دینے لگے۔ دوسرے "غدار" اور "اجتماعی محرک" انجینئروں کو بھی اس قسم کے سلوک سے نوازا گیا۔ کچھ بہتر اور امید افزا ماحول کی امیدوں کے ساتھ گزشتہ تکنیکی دانشوروں نے صنعتی میدانوں میں اپنی جگہیں پھر سنبھالنی شروع کر دیں، اپنی کھوئی ہمتوں کو ایک بار پھر مجتمع کیا اور ان "پیداواری خدشات" کو جھیلنے کے لیے پھر تیار ہو گئے، جن سے یہ پہلے دوچار تھے۔

لیکن اس آزادی اور اس کا وقفہ بہت طویل عرصے تک باقی نہ رہ سکا۔ ۳۳-۱۹۳۲ء میں عام معیار زندگی میں تیزی سے گراوٹ نظر آنے کے ساتھ ہی قربانی کے بکرے تلاش کر لینا ناگزیر ہو گیا اور پرانے دانشوروں کے خلاف دباؤ اور سزاؤں کا ایک

نیا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔ جنوری ۱۹۳۳ء میں ایک اور مقدمے کا مظاہرہ ہوا۔ اس مرتبہ اس میں برطانوی فرم (Metro-vickers) کے چھ انجینئروں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ دس روسی تکنیکی ماہرین اور ایک عورت سکریٹری شامل تھی جو ان کے ساتھ کام کرتی تھی۔ ان سب پر برقی طاقت کے اسٹیشنوں میں اجتماعی حرکتیں، سازش اور جاسوسی کے روایتی الزامات عائد کیے گیے تھے دو مہینے بعد OGPU نے زراعت اور سرکاری فارمنگ کی کیمساریت میں ایک بڑی سازش کا انکشاف کیا اور اس کے ساتھ ہی سزاؤں کا اعلان کیا گیا۔ ملزمین پر الزام یہ تھا کہ ان لوگوں نے اپنی سرکاری مشینوں کو اور ٹریکٹروں کو تباہ کرنے اور بوائی کٹائی اور غلے کی صفائی کی تنظیم میں گڑبڑ پیدا کرنے، اس مقصد کے تحت گڑبڑ پیدا کی کہ ملک میں قحط برپا کیا جائے خوف و ہراس کے اس لبادے کو پرانے دانشوروں پر ڈالا گیا تھا۔ ملزمین میں سے ۳۵ افراد کو گولی ماردی گئی، ۲۲ کو دس سال کی سزا ہوئی اور اٹھارہ افراد کو آٹھ آٹھ سال کی سزا ہوئی۔ اس سلسلے کے تمام مجرموں کو بورژوا اور زمیندار طبقوں سے متعلق بتایا گیا تھا۔ ۱۹۳۳ء میں اچھی فصل کے بعد کچھ عرصے کے لیے ایک بار پھر پرانے دانشوروں پر سے یہ لبادہ تھوڑا سا ہٹایا گیا۔ جولائی ۱۹۳۴ء میں آنڈری وائی شینسکی نے، جو اس وقت نائب سرکاری وکیل تھا، علاقائی سرکاری وکیلوں کو حکم دیا کہ وہ انجینئروں اور ڈائرکٹروں کے خلاف انتظامی کوتاہیوں اور ناکامیوں کے سلسلے میں بلا امتیاز مقدموں کی کارروائیاں اور سزائیں نہ شروع کریں۔

پہلے پانچ سالہ منصوبے کے دوران OGPU کی طرف سے وسیع پیمانے پر کی گئی گرفتاریوں کا سخت ترین اثر دیہی علاقوں میں نظر آیا۔ زراعت میں اجتماعیت پیدا کرنے اور مشینوں کے استعمال میں لائے جانے کے فیصلے کے ساتھ ہی بڑے بڑے زمینداروں کو بحیثیت ایک طبقے کے ختم کر دیا جانا بھی ضروری سمجھا گیا۔ اس کے لیے یہ جواز پیش کیا گیا کہ یہ سوویت اقتدار کے جانی دشمن ہیں اور ان سے اجتماعیت کے خلاف اجتماعی حرکتیں کرنے کا خطرہ ہر وقت باقی رہے گا۔ اسٹالن نے نومبر ۱۹۲۸ء میں تخمینہ لگایا تھا کہ کل دیہی آبادی میں تقریباً پانچ فی صدی حصہ ان بڑے بڑے زمینداروں کا تھا۔ یعنی کل دو کروڑ پچاس لاکھ کسان خاندانوں میں سے دس لاکھ سے

کچھ زیادہ خاندان اس زمرے میں آتے تھے ـــــ OGPU کے سپرد ان کو زمینوں سے بے دخل کر دینے کا کام سونپا گیا۔ ان کی ملکیت کو غصب کر کے انھیں شمالی علاقوں اور سائبیریا کی طرف دھکیل دیا گیا۔ ان میں سے جو کسان کچھ زیادہ ضدی قسم کے تھے اور جنھوں نے گرفتاری کے سلسلے میں مدافعت کا مظاہرہ کیا یا بے دخلی کے خلاف طاقت کا استعمال کیا انھیں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ ان میں اکثریت بہر حال ـــــ OGPU کے ہاتھ آگئی جنھیں عمارتی لکڑی کی فراہمی کے جبریہ کیمپوں، کوئلے کی کانوں، نہروں کی کھدائی، ریلوے اور دوسرے رفاہ عام کے کاموں میں لگا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی OGPU سوویت یونین میں مزدوروں کے سب سے بڑے ذخیرے کی ایک دم مالک بن گئی خود اس کے تحت آنے والے ادارے تیزی سے پھیل رہے تھے چنانچہ انہی اداروں میں ان لوگوں کو بھی جذب کر لیا گیا لیکن جنھیں ـــــ OGPU کے صنعتی اداروں میں نہ رکھا جا سکا انھیں ایسے دوسرے سوویت اداروں کو مستعار دے دیا گیا جو مفت مزدوروں کی فراہمی میں دقت محسوس کر رہے تھے۔

وزارت امور داخلہ (NKVD) عظیم صفائی (Great Purges)

OGPU کے اختیارات کو اور وسعت دی گئی اسے اس بات کا بھی اختیار حاصل ہو گیا کہ یہ لازمی پاسپورٹ کے نئے سلسلے پر بھی گرفت رکھے جو ۱۹۳۲ء کے آخری حصے میں سوویت یونین کے بڑے علاقوں میں جاری کیا گیا تھا۔ جولائی ۱۹۳۴ء کو OGPU وزارت امور داخلہ یا امور داخلہ کی عوامی کیساریت (NKVD) میں تبدیل کر دیا گیا۔ وزارت امور داخلہ کی توسیع شدہ ذمہ داریوں میں ملکی تحفظ، تمام قانونی ادارے، آگ بجھانے کے شعبے، پولیس (ملیشیا)، سامان کی فراہمی کے لئے فوجی دستے، داخلی تحفظی دستے، بڑی شاہراہوں کا انتظام اور سول رجسٹری کے دفاتر، مردم شماری شامل تھے ۳۵-۱۹۳۴ء کی تنظیم نو میں سوویت حکومت کے انسدادی آلہ کار کو پھر سے منظم اور مضبوط کرنے کا کام بھی شامل تھا۔ پہلی بار تمام ایسے شعبوں کو جو گرفتاری یا حراست میں لینے کے کام انجام دیتے تھے۔ ایک واحد حلقہ اختیار میں دے دیا گیا۔ خفیہ پولیس اور اس کی فوجی شاخوں کو عام پولیس میں متحد کر دیا گیا اور اس طرح اور طاقت کا ایک مضبوط اور منظم ڈھانچہ وجود میں آگیا۔

اس وقت کے کچھ تبصرہ نگاروں نے اس تنظیم نو کو ایک ایسی کوشش بھی کہا ہے

جس کے ذریعے خفیہ پولیس کے خود مختارانہ اختیارات اور رویے کو کسی قدر محدود کر دینا مقصود تھا[25]۔ اس قسم کی امیدوں کی دو بنیادیں تھیں۔ جولائی ۱۹۳۴ء میں ایک نیا دفتر یو ایس ایس آر کا مختار عام قائم کیا گیا۔ جس کی ذمہ داریوں میں ــــــ OGPU کے کاموں میں قانونی حیثیت اور نظم و نسق پر نگاہ رکھنا بھی شامل تھا۔ جس فرمان کے ذریعے وزارت امور داخلہ NKVD کو قائم کیا گیا تھا، اسی میں ان قانونی طاقتوں کو بھی محدود کر دیا گیا تھا۔ وزارت امور داخلہ سے ایک کاؤنسل کو بھی ملحق کیا گیا تھا کہ وہ انتظامی شہر بدری، عام دیس نکالا، اور پانچ سال سے زیادہ مدت کے لیے جبریہ مزدور کیمپوں میں بھیج دیئے جانے کی سزاؤں کے سلسلے میں احکامات جاری کرے[26]۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) کے لیے سزائے موت کے اختیارات کا کہیں بھی حوالہ موجود نہیں تھا۔ اس فرمان میں صاف طور پر یہ بات مضمر تھی کہ ایسے مجرمانہ مقدمات جنہیں وزارت امور داخلہ NKVD انتظامی طور پر طے نہیں کرے گی ان پر کارروائی کے لیے انھیں عدالتوں میں منتقل کر دیا جائے گا اور غداری اور جاسوسی سے تعلق رکھنے والے مقدمات جن میں موت کی سزائیں دیئے جانے کے بھی امکانات ہو سکتے ہیں ان پر کارروائی سپریم کورٹ کا فوجی کالیجیم یا دوسرے فوجی ٹریبونل کریں گے۔ وزارت امور داخلہ کے اختیارات کو محدود کر دینے کے پیچھے جو مقصد یا منشا بھی کارفرما رہا ہو بہرحال آنے والے واقعات نے ان اقدامات کی ناکامی ثابت کر دی۔ عظیم صفائی مہم کے دوران ہر قسم کی قانونی پیش بندیوں کی اہمیت ختم ہو گئی تھی اور وزارت امور داخلہ کے من مانے اختیارات اپنی حدود کو چھو گئے جو اس سے پہلے کبھی مشاہدے میں نہیں آئی تھی۔ یہ اصطلاح عظیم صفائی یژوو بسچینا بدترین دور وزارت امور داخلہ کے سربراہ یژووف کے نام سے منسوب کرتے ہوئے دی گئی تھی، جس کے معنی ہی غیر قانونیت اور فتنہ اور فساد کے ہو گئے تھے۔

۱۹۳۴ء سے پہلے OGPU - NKVD کے شکار عام طور پر گورے محافظ، بورژوا طبقے کے افراد، بالشویکوں کے سیاسی مخالفین، نجی تاجر، پچھلے دانشور زمرے کے افراد اور بڑے بڑے زمیندار ہوتے تھے۔ تیسری دہائی کے اور چوتھی دہائی کے ابتدائی حصے میں ٹراٹسکی، زینوویو اور دائیں بازو کی مخالفت کے کچھ ممبروں کو بھی OGPU نے قید کیا تھا انھیں یا تو شہر بدری یا سیاسی نظربندی کی سزائیں دی گئی تھیں۔ لیکن

اینٹن سی لیگا جسے موخر الذکر سزا دی گئی تھی اُکے بیان کے مطابق سیاسی قیدیوں کے ساتھ مخصوص سلوک کیا جاتا تھا، انھیں کتابیں فراہم کی جاتی تھیں، یہ لوگ میٹنگیں اور بحث و مباحثے قید خانے کی خبریں ایک کاغذ پر چھاپ سکتے تھے، اور جبر یہ کیمپوں میں بھیجے گئے لوگوں کی ناگفتہ بہ حالات کے مقابلے میں یہ لوگ نسبتاً بہتر زندگی گزارتے تھے۔ ۱۹۳۴ء تک عام طور پر پارٹی NKVD - OGPU کے خوف و ہیبت کے اثر سے مستثنیٰ تھی۔ اور جو تھوڑے سے سیاسی مخالفین ایسے تھے جنھیں (OGPU) کے قید خانوں میں قید کیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ بہر حال کسی قدر انسانی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔

دسمبر ۱۹۳۴ء میں جب نیکولائیو نے جس پر گزشتہ زینوویو گروپ کا ممبر ہونے کا الزام تھا، کیروف کو قتل کیا تو اس کے ساتھ ہی وزارت امور داخلہ کی تاریخ میں ایک نئے باب کی ابتدا ہوئی۔ نسبتاً "حریت پسندانہ" رویہ جو اب تک سیاسی مخالف قیدیوں کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا ایک دم ختم ہو گیا۔ وزارت امور داخلہ کی مجموعی طاقت کو پارٹی میں موجود یا آئندہ سر اٹھانے والی ہر طاقت کو کچل ڈالنے اور اکھاڑ پھینکنے کی طرف صرف کیا جانے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلی بار خوف و ہراس کے دباؤ کو بھی پوری طرح محسوس کر لیا گیا۔ کیروف کے قتل کے بعد سخت ترین انسدادی اقدامات کی بھی ابتدا ہوئی۔ نیکولائیو اور اس کے کچھ ساتھیوں پر الزام رکھا گیا کہ انھوں نے لینن گراڈ سینٹر کے نام سے اس قتل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک تنظیم منظم کی تھی۔ اور انھیں موت کی سزائیں دی گئیں جو "انقلاب مخالفوں" کی حیثیت سے کیروف کے قتل سے پہلے ہی گرفتار کیے جا چکے تھے انھیں فوراً یو ایس ایس آر کے سپریم کورٹ کے فوجی کمیشنوں کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ تاکہ ان پر مقدمات چلائے جائیں۔ ان کمیشنوں کے ذریعے انھیں دہشت پسندانہ حرکات کی تیاری اور ان کو عملی شکل دینے کا مرتکب ثابت کیا گیا اور فوراً گولی مار دی گئی۔ اس قتل عام کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ لینن گراڈ میں وزارت امور داخلہ کے بارہ اعلیٰ افسروں کو اپنے فرائض کی تعمیل میں کوتاہی اور چشم پوشی ہونے کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور قید کر دیا گیا۔ ۱۹۳۵ء کے موسم بہار میں لینن گراڈ میں ہزاروں بلکہ اس سے بھی زیادہ شہریوں کو جن پر سیاسی مخالف

جذبات کا حامل ہونے کا شبہ تھا، گرفتار کر کے سائبیریا کی طرف شہر بدر کر دیا گیا۔ شہر بدری اور اجتماعی کیمپوں کے اس مضحکہ خیز چکر میں مجموعی طور پر کیروف کے قاتلوں کا نام دیا گیا تھا۔ زینوویف کا مینو گروپ کے تمام بنیادی اور اہم لیڈروں کو گرفتار کر کے ورخنے یورالسک (Verkhne-Uralsk) بھیج دیا گیا۔ ۱۹۳۵ء کے موسم گرما میں زینوویف کا مینو ان کے علاوہ کچھ نسبتاً چھوٹی شخصیات پر ایک خفیہ عدالت میں اسٹالن کو قتل کرنے کی سازش کے سلسلے میں مقدمہ چلایا گیا۔ اسٹالن نے ۴ مئی ۱۹۳۵ء کو سرخ فوج اکادمی کے فارغ التحصیل طلبا کے سامنے بولتے ہوئے کہا!

"یہ ساتھی صرف تنقید اور خاموش مدافعت کی حد تک ہی محدود نہیں رہے۔ انھوں نے پارٹی میں مرکزی کمیٹی کے خلاف بغاوت کرنے کی دھمکی دی تھی مزید برآں انھوں نے ہم میں سے کچھ کو بندوق کی گولیوں کی بھی دھمکی دی۔ ظاہر ہے ان کا مقصد ہمیں خوف زدہ کرنا اور لینن کے بتلائے ہوئے راستوں سے ہٹ جانے پر مجبور کر دینا تھا..... ہم مجبور تھے کہ ان میں سے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ذرا کھرا برتاؤ کریں اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ اس میں میں خود شریک تھا۔"[28]

۱۹۳۵ء کے دوران صفائی مہم کی رفتار تیز ہوئی مگر اب اس کی پہنچ نسبتاً محدود تھی۔ ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء کو بالشویکوں کی انجمن کا توڑا جانا آنے والے واقعات کے لیے ایک فال بد تھا۔[29] ۱۳ مئی کو کوئی دو ہفتے پہلے پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ایک حکم جاری کیا کہ پارٹی کی تمام دستاویزات کی پوری طرح جانچ پڑتال کی جائے تاکہ پارٹی کو تمام مخالف عناصر سے "پاک صاف" کیا جا سکے۔[29] جیسا کہ ژدانوف نے سراتوو کرائی کوم کے پلینم کی ایک رپورٹ میں کہا "تازہ واقعات" خاص طور پر کیروف کا قتل ظاہر کرتے ہیں کہ چوکسی اور متواتر نگہداری کو بھول جانا پارٹی کے لیے کتنا خطرناک ہوتا ہے۔

مجھے یاد دہانی کرائی ہے کہ کامریڈ کیروف کے قاتل نیکولائیو نے یہ سنگین جرم پارٹی کارڈ کو استعمال کرتے ہوئے کیا ہے۔"[30] یکم دسمبر ۱۹۳۵ء تک پارٹی کے ۸۱ فی صدی ممبروں کی چھان بین مکمل ہو چکی تھی اور ان میں سے ۹ء۱ فی صدی کو پارٹی سے خارج کیا جانا بھی درج کر دیا تھا۔[31] ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے جو پارٹی دستاویزات کی جانچ پڑتال کے نتیجوں سے پوری طرح مطمئن نہیں تھی ایک نئی

صفائی" کا حکم دیا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء تک تمام پرانے پارٹی کارڈوں کو نئے کارڈوں سے تبدیل کرا لینا ضروری کر دیا گیا۔ نئے کاغذات کا اجرا تمام ان دشمنوں کو پوری طرح چن لینے کے سلسلے میں استعمال کیا گیا ــــ جو گزشتہ جانچ پڑتال میں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے[21] اس صفائی کے پہلے حصے کا اثر پارٹی کی کل ممبری کی تعداد میں گراوٹ سے ظاہر ہوتا ہے، جو جنوری ۱۹۳۴ء کی ۲۸،۰۷،۷۸۶ افراد سے گھٹ کر اپریل ۱۹۳۴ء میں ۲۰،۴۴،۴۱۲ رہ گئی[22] دو سال سے کچھ زیادہ ہی عرصے میں ہر چار ممبروں اور امیدوار ممبروں میں سے اوسطاً ایک سے کچھ زیادہ پارٹی کی فہرست سے غائب ہو چکے تھے۔ ان کی قسمتوں کا کچھ اندازہ ان تجزیہ بیانات سے ہو سکتا ہے "ایسے تباہ کار، جاسوس، انحراف پسند اور قاتل جو پارٹی کارڈ کی آڑ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور بالشویک روپ بھرے ہوئے تھے[23] ۔ یہ اس وقت کی سوویت اشاعتوں میں نظر آئے۔

"عظیم صفائی" کی مہم اپنے شباب پر ۳۸-۱۹۳۶ء کے درمیانی عرصے میں پہنچی۔ اس کا سب سے زیادہ ڈرامائی رخ ان مقدموں کا مظاہرہ کہا جا سکتا ہے جن کے درمیان بالشویکوں کی پرانی مخالفتوں سے خفیف سا بھی تعلق رکھنے والے ہر رہنما کو دفتری طور پر بدنام کیا گیا اور پارٹی سے برطرف کر دیا گیا۔ ان عظیم عوامی مقدموں میں سے پہلا مقدمہ اگست ۱۹۳۶ء میں ہوا۔ زینوویو، کامینیو، ایوان سمیرنوو اور ان کے تیرہ دوسرے ساتھیوں پر ٹراٹسکی کی ہدایت کے تحت ایک خفیہ دہشت مرکز منظم کرنے کا الزام عائد کیا گیا۔ یہ مرکز کیروو کے قتل کا کام پورا کر چکا تھا اور پارٹی کے دوسرے رہنماؤں کے سلسلے میں ایسی ہی تیاریوں میں مشغول تھا۔ تمام سولہ ملزموں کو موت کی سزا دی گئی۔ مقدمے کے دوران ملزموں کی شہادتوں میں پرانے بالشویک محافظوں میں سے اور بہت سے افراد کے نام بھی شامل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی گرفتاریوں کی ایک نئی لہر شروع ہو گئی[24] ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء کو ٹامسکی نے جس کے دماغ پر اپنی تباہی پوری طرح مسلط ہو چکی تھی خودکشی کر لی۔

جنوری ۱۹۳۷ء میں پھر سترہ آدمیوں کے خلاف مقدمہ شروع ہوا۔ اسے سوویت مخالف ٹراٹسکی نواز مرکز کا نام دیا گیا۔ اس میں پیاتاکوو، رادیک، سوکولنیکوو

سیریبیریاکوو، اور مورالوو جیسی اہم شخصیتیں شامل تھیں۔ اس بار ملزمین پر جرمنی اور جاپان کے ساتھ مل کر سوویت حکومت کو طاقت کے زور سے ختم کر دینے کے منصوبہ کا الزام رکھا گیا۔ اس منصوبے کا مقصد یہ تھا کہ سوویت روس میں ایک بار پھر سرمایہ داری نظام قائم ہو۔ اس کے لیے یہ لوگ غیر ملکوں کی طرف سے جاسوسی، توڑ پھوڑ، انحرافی اور تشدد دانہ حرکات میں مصروف تھے۔ اس بار بھی مقدمے کو اس انداز سے مرتب کیا گیا کہ اس میں ٹراٹسکی کو ہی ان تمام حرکتوں اور جرموں کے لیے اکسانے والا ظاہر کیا گیا۔ اسی نے لوگوں کو تربیت دی۔ اسی نے لوگوں کو ترغیب دی منظم کیا، اور اسی نے انتقام حرکتوں کے لیے ہدایت کاری کے فرائض انجام دیئے۔ کٹہرے میں کھڑے ملزمین اپنی جانوں کو بچانے کے لیے ڈرامے میں اپنے سپرد کیئے گئے کردار ادا کر رہے تھے۔ اور ٹراٹسکی کی عظمت اور شخصیت کو تباہ کر رہے تھے۔ راڈیک اور سوکولینکوو کو دس دس سال قید کی سزا ہوئی اور باقی تیرہ کو گولی مار دی گئی۔

۱۲ جون ۱۹۳۷ء کو پراودا نے مارشل تخاچیوسکی اور سرخ فوج کے سات دوسرے اہم جرنلوں نے جنھیں موت کی سزا دی جا چکی تھی بتایا کہ انھوں نے سوویت حکومت کا تختہ پلٹنے اور زمینداروں اور کارخانہ داروں کا جوا پھر سے رکھ دینے کی کوشش کی تھی۔ ان سازشیوں پر یہ الزام تھا کہ یہ ایک غیر ملکی حکومت کے فوجی جاسوسی شعبے سے مل گئے تھے اور سوویت یوکرین کا علاقہ اس سمجھوتے کے ساتھ اسے دینے کا وعدہ کر لیا تھا کہ یہ حکومت سوویت حکومت کے زوال اور خاتمے کی کوششوں میں ان کی مدد کرے گی۔ دفاع کے نائب عوامی کمیسار مارشل تخاچیوسکی کے علاوہ جن لوگوں کو موت کی سزا دی جا چکی تھی اس فہرست میں لینن گراڈ فوجی ضلع کا کمانڈر جنرل یاکیر (Yakir) مغربی ضلع کا کمانڈر جنرل اوبورے وچ (Uborevich) جنگی تعلیم کے کالج کا کمانڈر جنرل کورک (Kork) بوڈینی (Budenny) کی سوار فوج کا نائب کمانڈر جنرل پریماکوو (Primakov) دفاعی کمیساریت میں کمان کے عملے کے انتظامیہ کا سربراہ فیلڈمین (Feldman) برطانیہ میں گزشتہ سوویت فوجی اتاشی پٹنا (Putna) اور شہری دفاعی شعبے (OSAVIAKHIM) کی مرکزی کاؤنسل کا صدر ایڈمین (Eideman) بھی شامل تھے۔ گارمانیک، جو سرخ فوج کے سیاسی انتظامیہ (PUR) میں سربراہ کی حیثیت سے پارٹی

ی طرف سے نگہداری کی خدمات انجام دے رہا تھا۔ اس نے گرفتاری اور بے عزتی سے بچنے کے لئے خودکشی کرلی۔ تخاچیوسکی اور اس کے ساتھیوں کی سزا سوویت فوجوں میں ایک زبردست اور وسیع پیمانے پر "صفائی" کی مہم کا پیش خیمہ تھی جس سے اعلیٰ کمان کے عملے پر بدترین اثر پڑا۔

پرانے بالشویک حضرات کے قتل کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ مارچ ۱۹۳۸ء میں دائیں بازو اور ٹراٹسکی نواز سوویت مخالف بلاک کے نام سے ایک اور مقدمہ اکیس آدمیوں پر چلایا گیا۔ اب کی بار ملزموں کے کٹہرے میں بخارن، رائی کوو، اور کریسٹنکی تھے جو سب پالٹ بیورو کے پرانے ممبر رہ چکے تھے۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) کا گزشتہ سربراہ یاگوڈا (Yagoda)، یوکرین میں عوامی کیساروں کی کاؤنسل کا سربراہ اور انگلینڈ اور فرانس میں گزشتہ سفیر راکووسکی، بیرونی تجارت کا گزشتہ عوامی کیسار روسن گولز (Rosengoltz)، مالیات کا گزشتہ عوامی کیسار گرینکو (Grinko) اور ازبکستان کے عوامی کیساروں کی کاؤنسل کا گزشتہ سربراہ خوجائیو

بائیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے انھیں "بحال" کردیا اور اس سلسلے میں واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا "اتنے اہم اور نمایاں فوجی کمانڈر جیسے تخاچیوسکی، یاکیر (Yakir)، اُبریوچ (Uborevich)، کورک (Kork)، پیگورود (Pagohvov)، ایڈے مین (Eideman) اور دوسرے افراد عمومی ظلم اور دباؤ کے شکار ہوگئے ۔ ۔ ۔ ۔ ایک حیرتناک رپورٹ غیر ملکی پریس میں نظر آئی جس میں اظہار کیا گیا تھا کہ ہمارے ملک پر حملے کی تیاری کے سلسلے میں ہٹلر نے اپنے جاسوسی محکمے کے ذریعے ایک ایسی جعلی دستاویز ہمارے ملک میں پہنچادی جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ فوجی کمانڈر یاکیر اور تخاچیوسکی اور کچھ اور لوگ جرمنی کے جنرل اسٹاف کے جاسوس تھے۔ یہ دستاویز جسے مبینہ طور پر خفیہ رکھا گیا تھا چیکوسلاواکیہ کے صدر بنیس (Benes) کے ہاتھ لگ گئی اور اس نے پوری نیک نیتی سے اسے اسٹالن کے پاس بھیج دیا۔ یاکیر، تخاچیوسکی اور دوسرے کامریڈ گرفتار ہوئے اور پھر مار ڈالے گئے۔ سرخ فوج کے کتنے ہی نمایاں کمانڈر اور سیاسی افسروں کو سزا دی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ (پراودا، ۲۹ راکتوبر ۱۹۶۱ء)

بھی شامل تھے ان کے فیصلے میں بھی تمام روایتی جرم موجود تھے۔ سازش، جاسوسی، انحراف پسندی خوف دہشت پھیلانا اور تباہ کاری۔

اس زمرے کے خلاف جس کی رہنمائی کی ذمے داری بخارن اور زائیکو وپر رکھی گئی تھی، اس پر الزام تھا کہ اس نے انقلاب کے ابتدائی دنوں سے ہی غیر ملکی طاقتوں کے لئے جاسوسی کے فرائض انجام دیئے تھے، سوویت حکومت کو ختم کرنے کے لئے نازیوں اور جاپانیوں کے ساتھ خفیہ معاہدے کئے تھے، انھوں نے اسٹالن اور پالٹ بیورو کے دوسرے ممبروں کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اور سوویت یونین کی معاشی اور سیاسی طاقت کو تباہ کرنے کے لئے بہت سی اجتماعی اور انحرافی حرکتیں کرتے رہے تھے اگر یگودا کی شہادت پر یقین کیا جائے تو اس نے اپنے عہدے پر مامور صرف اپنے پیش رفت مینزنیسکی کو ہی قتل نہیں کیا تھا بلکہ اپنے بعد آنے والے یازوو کو بھی قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ اس نے کیرووکے قتل میں بھی آسانیاں فراہم کی تھیں۔ اور یہ گورکی اور ان کے بیٹے اور کوئی بیشیو کے قتل کا بھی ذمے دار تھا اس نے اپنی تنظیم میں غیر ملکی جاسوسوں کو داخل کیا اور ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتا رہا اور کریملن میں ایک سازش کی جس میں پورے پولٹ بیورو کو قتل کرنے کا منصوبہ تھا۔

اس مہم کی اٹھان کو آسانی سے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے پہلا حصہ کیرود کے قتل سے شروع ہوکر ستمبر ۱۹۳۶ء کے آخر میں یگودا کے وزارت امور داخلہ (NKVD) کی سربراہی سے علیحدگی تک کہا جاسکتا ہے۔ اس عرصے میں ابھی "صفائی" کی مہم صرف اپنی رفتار میں تیزی حاصل کر رہی تھی لیکن اس کی زبردست کاٹ کو صرف ٹراٹسکی، زینوویو گروپ اور دوسرے پارٹی اور بیرون پارٹی میں دوسرے بائیں بازو کے مخالفین کے لئے ہی وقف رکھا گیا تھا "صفائی" کی مہم کے اس حصے کا علامتی نشان اگست ۱۹۳۶ء کا زینوویو کامینو کا مقدمہ تھا اس دور میں اسٹالن اپنے بائیں بازو کے مخالفین سے حساب چکاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور حالانکہ اس کی زد میں آنے والے افراد صرف پرانے بالشویک حضرات کے اس زمرے تک ہی محدود نہ تھے جس پر ٹراٹسکی یا زینوویو سے ہمدردیاں رکھنے کا الزام تھا لیکن پھر بھی بنیادی طور پر یہی افراد زد میں آئے تھے۔ زینوویو کامینو کے مقدمے سے اس صفائی کی مہم کو عوام میں پھیلائے

جانے کا اشارہ دے دیا گیا۔ پہلے سے تیار کی گئی شہادتوں کے ذریعے اسٹالن کو ہٹا دینے کے "سازشی منصوبے" میں دائیں بازو اور بائیں بازو دونوں کو ہی لپیٹ لیا گیا۔ بیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے اپنی خفیہ تقریر میں خروشچیف نے ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء کے ایک تار کا حوالہ دیا جو اسٹالن اور ژدانوو کی طرف سے سوچی سے پالٹ بیورو کو بھیجا گیا تھا اس کے الفاظ تھے: "ہم اس بات کو اشد ضروری اور فوری سمجھتے ہیں کہ امور داخلہ کے عوامی کیسار کے عہدے پر کامریڈ یژوو (Yezhov) کا تقرر کر دیا جائے یگوڈا اس کام میں بالکل ناکام ثابت ہوا ہے کہ ٹراٹسکی زینوویو بلاک کو پوری طرح منظر عام پر لا سکے" پرانے بالشویک حضرات کا پورا کا پورا دستہ ایک سازشی معاہدے میں ملوث نظر آیا۔ مہم کے اس حصے کا انتہائی نقطۂ عروج یگوڈا کی وزارت امور داخلہ کی سربراہی سے برطرفی اور اس کے قریبی ساتھیوں کو خفیہ پولیس کے آلۂ کار میں اہم عہدوں سے ہٹائے جانے کے ساتھ نظر آیا یگوڈا کے تنزل کے راز کو بعد میں ایک سرکاری بیان کے ساتھ اس طرح کھولا گیا۔ کہ خود اس نے ہی اس سازش کی بنیاد رکھی تھی۔ یگوڈا کے تنزل کا اصل سبب بہر حال اب بھی ایک معمہ ہی ہے ایک امکانی تجزیہ صرف اس طرف ضرور اشارہ کر سکتا ہے کہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں اس کی ہمدردیاں دائیں بازو کے مخالفین کے ساتھ تھیں اور وزارت امور داخلہ میں اس کی محفوظ حیثیت اسٹالن کے لیے ایک خطرہ کا سبب بن سکتی تھی اور خود اسٹالن کے اپنے نقطۂ نظر سے ایک ایسے اہم عہدے دار کو علیحدہ کر دیا جانا ہی زیادہ مناسب تھا، جو ضرورت سے زیادہ معلومات کا حامل ہو۔

عظیم صفائی کی پوری اٹھان دوسرے دور میں نظر آتی ہے جو ستمبر، ۱۹۳۶ء کے آخری حصے سے شروع ہو کر جب یژوو وزارت امور داخلہ کا سربراہ مقرر کیا گیا، جولائی ۱۹۳۸ء کے آخری حصے تک پہنچتی ہے جب لیونٹی بیریا کو یژوو کا نائب اور آخر کار اس کا جانشین بنایا گیا۔ خود یژوو کی برطرفی کا اعلان دسمبر تک نہیں کیا گیا لیکن اس دوران بیریا نے حقیقی طور پر وزارت امور داخلہ (NKVD) کی کمان سنبھال لی اور ۱۹۳۹ء کے ابتدائی حصے میں یژوو غائب ہو گیا اور غالباً ختم کر دیا گیا۔ یژووسچینا (Yezhov Shchina) کا حصہ خوف و ہراس کا ایک ایسا دور تھا جس کی سوویت تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ گرفتاریاں، قیدیوں قتل کئے جانے والوں میں ایک

اچھا خاصہ حصّہ خود پارٹی اور حکومت کے عہدے دار اہم شخصیتوں کا بھی تھا پرانے بالشویک حضرات تو ختم ہی کر دیئے گئے۔ یژووکی فہرست میں پرانے مخالفین بھی شامل نہ تھے! بلکہ اسٹالن کے بہت سے موافقین اور ساتھی بھی موجود تھے۔ جو حزب مخالف سے طویل جدوجہد کے دوران اس کے شانہ بشانہ ساتھ رہے تھے لیکن اس دور میں سوویت زندگی کا کوئی بھی حصّہ خواہ وہ کتنا نیک کیوں نہ تھا اس 'صفائی' کے اثر سے بچا نہ چھوڑا گیا۔ اس مہم میں کام آجانے والے اسٹالن پرستوں میں تین گزشتہ پالٹ بیورو کے ممبر بھی تھے روڈزوتاک، چوبار (Chubar) اور ایس، وی، کوسیور، اور دو امیدوار ممبر، پوسٹی شیو (Postyshev) اور ایخے (Eikhe) مرکزی کمیٹی کے ممبروں اور امیدوار ممبروں کی ایک کافی بڑی اکثریت اس صفائی کے اثر سے غائب ہوگئی۔ فوج کے اعلیٰ افسروں پر اس کا بدترین اثر پڑا۔ ایک بہت ہی معتدل اندازے کے مطابق "سوویت یونین کے پانچ میں سے صرف دو مارشل گرفتاری سے بچ سکے۔ فوج کے پندرہ میں سے صرف دو کمانڈر، اٹھاون میں سے صرف اٹھائیس کور کمانڈر، ایک سو پچانوے میں سے صرف پچاسی ڈویژنل کمانڈر، اور چار سو چھ میں سے صرف ایک سو پچانوے ریجمنٹ کمانڈر گرفتاری سے بچ سکے۔"[13] اسی طرح بحری کمان کے عملے میں جو تباہ کاری نظر آئی وہ بھی اتنی ہی سنگین تھی۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) کی سربراہی سے یاگوڈا کی برطرفی کے ساتھ ہی ساتھ اس کے ساتھی سازشیوں اگرانوو (Agranov)، پروکوفیو (Prokofiev)، بالیٹسکی (Belitsky)، میسنگ (Messing)، پوکیر (Pauker)، ٹریلیسر (Trilisser) اور دوسروں کو بھی برخواست کر دیا گیا۔ امور خارجہ کی کیساریت اور سفارتی سروس پر بھی کافی اثر پڑا پرانے حضرات میں صرف لیٹوینو (Litvinov)، میسکی (Maisky)، ٹرویانووسکی (Troyanovsky) اور کچھ نسبتاً معمولی ہی شخصیتیں بچ سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تقریباً تمام کیساریتوں پر 'صفائی مہم' کا کافی اثر ہوا۔ صفائی کا دائرہ متواتر بڑھتا جا رہا تھا اور یونین ریپبلکوں کے عہدے داروں میں اہم شخصیتیں وسیع پیمانے پر گرفتار ہو رہی تھیں۔ ان میں پارٹی سکریٹری کومسومول اور ٹریڈ یونین آلہ کار کے عہدے دار، صنعتی ٹرسٹوں اور اداروں کے سربراہ کومنٹرن کے کارکن اور غیر ملکی کمیونسٹ، بڑے بڑے ادیب، علماء، انجینئر اور سائنس داں

سب شامل تھے۔ کسی ایک اہم شخصیت کی گرفتاری کے ساتھ اس کے اردگرد جمع رہنے والے ساتھیوں اور حواریوں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ اس حلقے کی گرفتاری کے بعد ان لوگوں کے دوستوں اور شناساؤں کی گرفتاری عمل میں آتی تھی۔ دوستوں، ساتھیوں اور شناساؤں کا یہ ایک لامتناہی سلسلہ کبھی کبھی سوویت سوسائٹی کے کسی ایک پورے طبقے کو اپنے گھیرے میں لے لینے کا خطرہ پیش کر دیتا تھا۔ گرفتاری کا خوف، جاسوسی اور نگہداری کی نصیحتیں اور ہدایتیں اور ترقی کی مسخ شدہ خواہشوں اور امیدوں کے ساتھ اعتراف جرم اور اپنی گزشتہ حرکتوں پر اظہار پشیمانی کا بار بار ایک نیا سیلاب سا آجاتا جو نئے سرے سے تفتیش اور حراستوں کے دروازے کھول دیتا۔ کبھی کبھی سوویت شہریوں کا ایک پورا کا پورا گروہ خود کو اپنی حقیقت پسندانہ خصوصیات کی بنا پر گرفتاریوں کے لیے منتخب پاتا۔ پرانے بالشویک، سرخ حامی، جرمنی آسٹریا اور پولینڈ سے تعلق رکھنے والے غیر ملکی کمیونسٹ، ایسے سوویت شہری جو کبھی دوسرے ملکوں میں رہ چکے تھے یا دوسرے ملکوں یا وہاں کے لوگوں سے کسی قسم کا تعلق اور رشتہ رکھتے تھے، اور "کچلے ہوئے عناصر" خود بخود وزارت امور داخلہ (NKVD) کے وسیع پیمانے کی گرفتاریوں کے جال میں پھنس جاتے۔ گرفتاریوں کی تعداد دسیوں لاکھ تک پہنچ گئی۔ جو لوگ ان سے بچ نکل آئے ہیں وہ اس تصدیق میں متفق الرائے ہیں کہ قید خانوں کی کوٹھریوں میں بھیڑ نظر آتی تھی اور جبریہ مزدوری کیمپوں میں زبردست ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ زیادہ تر قیدی اپنی اس بدقسمتی پر جو ان پر نامعلوم کہاں سے نازل ہو گئی تھی خود حیران تھے۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) کے وسیع ذرائع صرف ایک مقصد کے حصول پر مرکوز کر دیئے گئے تھے۔ سوویت طاقت کو ناکارہ اور کمزور کر دینے کے لیے ایک عظیم سازش کی موجودگی کو ثابت کر دینا۔ خیالی جرموں کے لئے حقیقی اعترافات کو جمع کر لینا ایک زبردست کاروبار بن گیا تھا۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) کے جوشیلے اور بے رحم تفتیشی عملے کی کارروائیوں اور ترکیبوں کے نتیجے میں لاکھوں بے گناہ غدار، دہشت پسند اور عوام کے دشمن بنا دیئے گئے۔

ان غیر معمولی حالات کے جوش اور اٹھان کی بھی ایک ایسی حد آئی کہ اسٹالن اور اس کے

قریبی ساتھی بھی کچھ چونک پڑے کچھ ایسی باتیں جمع ہوتی چلی گئیں جن سے یہ حقیقت روشن ہونے لگی کہ صفائی کی مہم اب ضرورت سے زیادہ آگے بڑھ چلی اور ایسی صلاحیتیں جن کی حکومت کو اشد ضرورت تھی ناقابل تلافی حد تک ضائع ہو رہی ہیں چنانچہ پالیسی میں تبدیلی کا پہلا اشارہ جنوری ۱۹۳۸ء میں مرکزی کمیٹی کے پلینم میں پاس کی گئی ایک قرارداد میں نظر آیا "اس کو کمیونسٹوں کو پارٹی سے نکالنے کے سلسلے میں پارٹی تنظیموں کی غلطیوں"۔

ممبروں کو نکالے جانے کے سلسلے میں اپیلوں پر روایتی افسرشاہی رویے اور ان تمام کوتاہیوں کو ختم کرنے سے متعلق عنوان دیا گیا تھا۔[۲۸] لیکن اس قرارداد نے بھی ایک نئے شکار کو نشانہ بنایا کہ اپنی شخصیت کی تعمیر کے کوشاں کمیونسٹوں نے اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیتوں پر جھوٹی سچی الزام تراشیاں کر کے اس صفائی کی مہم کو اپنی ترقی کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس قرارداد میں الزام لگایا گیا تھا کہ اپنی شخصیتوں کے معمار ہی وہ اشخاص تھے جنھیں پارٹی کے ادنیٰ اور اعلیٰ حصوں میں شبہات اور بدگمانیوں کے بیج بونے کے لیے بنیادی طور پر ذمے دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اور پارٹی ممبروں میں تخفیف انہی کی حرکتوں کا نتیجہ تھی۔ اس قرارداد کا خاتمہ دس نکاتی پروگرام پر ہوتا تھا جس میں وسیع پیمانے پر پارٹی سے نکالے جانے کے عمل کو ختم کرنے کا طریقہ اور ان غیر ذمے دار فریب کاروں کی حرکتوں کے نتیجے میں نکالے گئے ممبروں کو پھر سے پارٹی میں داخل کر لینے کے سلسلے میں راہیں بتلائی گئی تھیں۔ اس قرارداد کا فوری نتیجہ تو اپنی شخصیت کے معمار کمیونسٹوں کے خلاف ایک نئی صفائی کی مہم میں ہی ظاہر ہوا ساتھ ہی ساتھ پارٹی پریس نے ایسے ایماندار قسم کے کمیونسٹوں کے دوبارہ داخلے کی کہانیاں بھی شائع کرنی شروع کر دیں جو بے جا مذمتوں اور بدنامیوں کا شکار ہو چکے تھے[۲۹] صفائی کے تیسرے اور آخری حصے میں خود صفائی کرنے والوں کے خلاف مہم چلی۔ جولائی ۱۹۳۸ء میں یژوو کا سورج اس وقت ڈھلنا شروع ہوا جب بیریا نے اس کے نائب کی جگہ سنبھالی، دسمبر میں اس کو وزارت امور داخلہ کی سربراہی سے برطرف کر کے اسے اندرون ملک آبی ذرائع آمد و رفت کا کمیسار مقرر کیا گیا جہاں سے یہ جلد ہی غائب ہو گیا۔ اس پر کبھی آنسو تو نہ بہائے گئے لیکن اسے کبھی فراموش بھی نہ کیا جا سکا اسی مہینے میں مولداویا کی وزارت امور داخلہ کے سربراہ اور اس کے ساتھ تفتیشی عملے کے ایک پورے گروپ کی گرفتاری بے گناہ افراد سے جھوٹے الزامات اور اقبال جرم حاصل کرنے کے لیے گرفتاری مقدمے اور گولی

مار دیئے جانے کی سنسنی خیز اطلاع دی گئی۔ اب یہ بھی ظاہر ہوا کہ عوام دشمن عناصر خود وزارت امور داخلہ میں بھی گھس چکے ہیں۔ اور انھوں نے بے گناہوں کو سنگین سزائیں دے دے کر عوام میں بے چینی اور اضطراب کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے۔

اس مرتبہ یژوو اور اس کے حواریوں کی باری تھی کہ وہ ضرورت سے زیادہ صفائی کے لیے قربانی کے بکرے کا کردار ادا کریں۔ اب خود وزارت امور داخلہ کی تنظیم میں گرفتاریوں کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اب ایک بار پھر قید خانے خود وزارت امور داخلہ کے تفتیشی عملے سے بھرنے شروع ہو گئے۔ بہت سے قیدیوں کو جنھیں اسی تفتیشی عملے کے افراد نے اذیتیں پہنچائی تھیں اپنے اذیت رسانوں کو قید خانے کی کوٹھریوں اور جبریہ کیمپوں میں خوش آمدید کہنے کا خوشگوار تجربہ بھی حاصل ہوا۔

اس عظیم تبدیلی سے قید خانوں کی حالت میں ایک بین فرق یا نرمی نظر آئی اور تفتیشی طریقے بھی بدل گئے۔ بیک اور گوڈن کے قول کے مطابق "قیدیوں کو ہزاروں کی تعداد میں رہا کیا گیا۔ اور بہت سوں کو ان کی پرانی جگہوں پر بحال کیا گیا۔ بلکہ بعض کو ترقیاں بھی دی گئیں۔" اب پھر ایک نئے دور کی صبح طلوع ہو رہی تھی۔ اسٹالن نے اس وقت خود کو رحم و کرم اور عدل و انصاف کے معمار کے روپ میں پیش کیا "صفائی" کی زیادتیوں کا الزام ماتحت افسروں پر رکھا گیا جنھوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا تھا۔ اجتماعی رخنہ اندازوں، سبوتاژیوں کو ذمے دار ٹھہرایا گیا کہ انھوں نے رہنما اور عوام کے درمیان ایک کبھی نہ ختم ہونے والے رشتے کو توڑنے کی کوشش کی تھی، اپنی شخصیتوں کے معمار اور انقلاب مخالف عناصر کے سر الزام رکھا گیا۔ جو سوویت حکومت کو کمزور کرنے اور برباد کرنے کی غرض سے پارٹی اور وزارت امور داخلہ کی تنظیموں میں گھس آئے تھے۔ ۱۹۳۹ء کی اٹھارویں کانگریس ژدانوو نے ایسے کتنے ہی واقعات بیان کیے جن میں دھوکے بازوں اور خود اپنی شخصیتوں کے معماروں نے پارٹی میں ایماندار پارٹی ممبروں کو وسیع پیمانے پر نکلوا کر خود اونچی حیثیتوں پر پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ اسٹالن کے الفاظ کو اس نے دہرایا "ہمارے کچھ رہنما ایسے مرض میں مبتلا ہیں جس کے اثر سے ان میں عوام سے لگاؤ اور دلچسپی کم ہے۔ پارٹی ممبروں سے، مزدوروں سے .... جس نے عوام میں ایک سخت قلبی بد دلی کا رویہ .... اور پارٹی کے ایک حصے میں بالکل مصنوعی اور بے اطمینانی اور تلخی پیدا کر دی ہے مکار دغا باز ٹراٹسکی نواز عناصر ان تلخ اور بے چین ساتھیوں

کو اپنے ساتھ الجھا کر بڑی ترکیبوں سے انھیں ان تباہ کاریوں کی دلدل میں پھنسا لیتے ہیں جو ٹراٹسکی نواز افراد کے مخصوص طریقے ہیں[۴۲]۔ ژدانوو نے مشورتاً پارٹی قواعد و ضوابط میں تبدیلیاں کرنے کے لیے کہا تھا تاکہ پارٹی ممبروں کے خلاف عائد کیے گیے الزامات کی تفتیش میں احتیاط برتی جاتے اور پوری توجہ دیئے جانے کو یقینی بنایا جاسکے۔ جس سے پارٹی ممبروں کو تمام خود مختارانہ کارگزاریوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اور معمولی اور چھوٹے چھوٹے جرموں کے لیے .... پارٹی سے نکال دیئے جانے کے طریقۂ کار کا خاتمہ کیا جاسکے[۴۳]۔ چنانچہ عارضی طور پر "صفائی" کا دباؤ کسی قدر کم ہوا چونکہ اسٹالن چاہتا تھا کہ حکومت کے عملے میں ان با اقتدار افراد کی صلاحیتوں اور وفاداری کی آزمائش کر سکے جو اپنے پیش رفتہ افراد کی ذمے دار جگہوں پر ترقیاں دے دے کر مقرر کیے گئے تھے۔ بالکل اسی انداز میں جس میں اس نے پہلے بھی اجتماعی کھیتی کو قائم کرنے کے بحرانی دور میں اس نے اپنی وجدانی حس کا اظہار کیا تھا۔ اب بھی اسٹالن نے مکمل تباہی سے پہلے ہی اس رفتار کو نہ صرف روک لیا بلکہ اس کا رخ موڑ دیا۔

جیسے جیسے عظیم صفائی کی مہم اختتام کی طرف بڑھی وزارت امور داخلہ NKVD کی کوشش صرف ان عناصر کے خلاف مرکوز ہوتی چلی گئی جو اس صورت میں بے اعتبار یا پریشان کن ثابت ہو سکتے تھے، جب سوویت روس کسی جنگ میں پھنسا ہوا ہو نازیوں اور سوویت روس کے درمیان معاہدے اور پولینڈ کی تقسیم کے بعد وزارت امور داخلہ نے ان علاقوں میں جو تازہ طور پر سوویت حکومت کے تحت آئے تھے وسیع پیمانے پر گرفتاریاں شروع کیں اس کا شمار لاکھوں کی تعداد تک پہنچ گیا اور عوام کے بعض پورے ایسے حصے اس کی زد میں آئے جن کی "تصوراتی خصوصیت" صرف یہ کہی جاسکتی تھی کہ یہ لوگ سوویت طرز عمل کے خلاف رجحانات کے حامل تھے ان میں ایک خاصی بڑی اکثریت کو شمالی سوویت یونین کے جبریہ مزدور کیمپوں میں بھیج دیا گیا جو لوگ ان کیمپوں میں بچ رہے تھے انھیں نازیوں کے سوویت روس پر حملے کے بعد پولینڈ اور روس کے درمیان معاہدے کی مدد سے یہاں سے نکالا گیا۔

نازی حملے کے بعد وزارت امور داخلہ گزشتہ کچلے ہوئے افراد اور دوسرے ایسے عناصر کی گرفتاریوں میں مصروف رہی جن کے ریکارڈ سے سوویت حکومت کے ساتھ ان کی

وفاداری میں شبہ پیدا ہوسکتا تھا۔ والگا جرمن خودمختار ری پبلک (Volga German - Autonomous Republic) کو ختم کیا گیا۔ اور اس میں آباد لوگوں کو یا تو جبریہ مزدور کیمپوں میں بھیج دیا گیا یا سائبیریا کے دور دراز حصّوں کی طرف شہر بدر کر دیا گیا۔ اسٹالن گراڈ کی جنگ میں روس کے حق میں پانسا پلٹنے اور سوویت فوجوں کے مغرب کی طرف بڑھنے کے ساتھ ہی وزارت امور داخلہ کو نومقبوضہ علاقوں میں نئے نئے شکار ملنے شروع ہو گئے۔ بہت سوں کو جرمن کے ساتھ حقیقی یا مفروضہ سازش کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور جبریہ مزدور کیمپوں کو پھر ایک نئی فصل کاٹنے کا موقع مل گیا۔ بہت سی قومی اقلیتوں کو وزارت امور داخلہ نے مخصوص نشانہ بنایا۔ چونکہ ان پر وفادار نہ ہونے کا الزام تھا۔ خروشچیف نے بعد میں خود ہی اس بات کو مان لیا تھا۔ "۱۹۴۳ء کے خاتمہ پر ہی ...... یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا اور اس کو عملی جامہ پہنایا گیا تھا کہ تمام کرچی افراد کو جہاں جہاں بھی وہ رہتے ہیں وہاں سے نکال دیا جائے۔ اسی دوران، دسمبر ۱۹۴۳ء کے آخر میں کالمیک خودمختار ری پبلک کی پوری کی پوری آبادی پر بھی یہ آفت نازل ہوئی۔ مارچ ۱۹۴۴ء میں تمام چیچین (chechen) اور انگوشش (ingush) آبادی کو بھی نکال دیا گیا۔ اور چیچین، انگوشش ری پبلک کو ختم کر دیا گیا۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں تمام بلقار لوگوں کو کابار دینو بلقار خودمختار ری پبلک کی حدود سے نکال کر دور دراز علاقوں میں منتقل کر دیا گیا۔ یوکرینی لوگ اس انجام سے بچ نکلنے میں صرف اس لیے کامیاب ہو گئے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان کے پاس کوئی ایسی جگہ موجود نہیں تھی جہاں انھیں منتقل کیا جا سکتا۔ ورنہ (اسٹالن) نے انھیں بھی نکال باہر کیا ہوتا۔" اسی دوران جرمنی سے جنگ کے قیدی بھی جمع ہو گئے تھے اور وزارت امور داخلہ نے ان کیمپوں کو چلانے کی ذمے داری بھی اپنے ذمے لے لی تھی جن میں یہ قیدی رکھے گئے تھے۔

نازیوں کی غیر مشروط اطاعت کے معاہدے کے بعد وزارت امور داخلہ کے سپرد جنگ کے خاتمے پر جرمنی اور آسٹریا میں پھنسے ہوئے ان لاکھوں سوویت شہریوں کی جانچ پڑتال کا کام سپرد کیا گیا۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ جنگی قیدی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھیں جرمنی کے جبریہ کیمپوں کی مغرب کی طرف بھیج دیا تھا۔ ان میں سے کچھ تو جرمنی فوجوں کی پسپائی کے ساتھ خود انھیں کے ساتھ پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے تاکہ سوویت حکومت سے بچ سکیں اور کچھ لوگ یا خود نازی فوجوں کے شانہ بشانہ روسی فوجوں سے لڑے تھے۔ یا دوسرے روس مخالف

فوجی دستوں جیسے ولاسوفوج میں شامل رہے تھے دوسرے حصّے سے متعلّق جو افراد گرفتار ہوتے انھیں بہت تھوڑی سی مہلت مل سکی اور ان میں سے اکثریت کو سزائیں دی گئیں۔[25]

ان عناصر میں سے جن جن پر بھی وزارت امور داخلہ ہاتھ ڈال سکی انھیں بڑے بڑے مجموں اور گروپوں میں گرفتار کیا گیا اور سوویت یونین کی طرف روانہ کیے جانے سے پہلے انھیں زبردست تفتیش اور پوچھ تاچھ کی منزلوں سے گزرنا پڑا۔ وزارت امور داخلہ نے "ان واپس ہونے والوں" کے لیے ایک متعینہ پالیسی پر عمل کیا۔ مغرب سے متعلق رہنے کی وجہ سے انھیں بگڑا ہوا تصور کیا گیا اور سوویت آبادی سے الگ رکھنے کی غرض سے ان کی ایک بڑی تعداد کو غیر وفاداری اور غدّارانہ رویے کے شبہ میں جبریہ کیمپوں میں بھیج دیا گیا۔[26] سرحدی علاقوں استھونیا لاٹویا لیتھوانیا، کاریلیا اور مغربی یوکرین وغیرہ سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو شہر بدر کیے جانے کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔ یہاں کی علاقائی آبادی کو سائبیریا کے دور دراز علاقوں کی طرف بھیج دیا گیا۔ اور یہاں روسیوں کو آباد کر دیا گیا ان نو آباد شدہ افراد میں بھی زیادہ تر لوگ فوج کے آزمودہ کار تھے۔ خرد شچیف کے مطابق "جنگ کے بعد اسٹالن اور بھی زیادہ وہمی اور بدمزاج ہو گیا۔ اس کی سخت مزاجی اور کٹرپن میں بھی اضافہ ہوا خاص طور پر اس میں بے اعتباری اور شبہے کا عنصر تو بہت ہی بڑھ گیا تھا"۔[27] وزارت امور داخلہ کی جانشین تنظیم M GB اسٹالن کی سزائیں دینے کی بھوک کو نئے نئے دشمن پیدا کر کے جنھیں کچل ڈالنا چاہتا تھا، متواتر غذا فراہم کرتی رہی۔ لینن گراڈ مقدمے کے نام سے موسوم سلسلہ جو ۳۱ اگست ۱۹۴۸ء کو ژدانوو کی موت کے فوراً بعد شروع ہوا، اس میں ژدانوو کے ساتھیوں کی پوری طرح صفائی کر دی گئی۔ اس کی زد میں آنے والوں میں پولٹ بیورو کا ممبر این اے وازنیسینسکی مرکزی کمیٹی کا سکریٹری اے۔ اے کزنیتسو وجسے اسٹالن نے خود ہی حکومتی تحفظی تنظیموں کی نگرانی کا کام سپرد کیا تھا۔

R S F S R کے وزیروں کی کاؤنسل کا صدر ایم۔ ای۔ روڈیانوو، لینن گراڈ پارٹی تنظیم کا پہلا سکریٹری پی۔ ایس، پوپکوو اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے افراد شامل تھے۔ اس پورے مقدمے کی کیفیات اب بھی مشتبہ ہیں۔ خروشچیف نے بیسویں کانگریس میں اپنی تقریر میں اتنی تصدیق ضرور کر دی تھی کہ یہ پورا سلسلہ

شروع سے آخر تک مصنوعی تھا۔ اس کے الفاظ میں "وازنے سنیکی اور کوبلسو کی ترقی نے بیریا کو چوکنا کر دیا" اس نے اسٹالن کی مشتبہ طبیعت سے فائدہ اٹھایا اور اسے اپنے سیاسی دشمنوں کے خاتمے کے لیے استعمال کیا[48] اسی تقریر کے دوران خروشچیف نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جارجیا میں ۵۲ - ۱۹۵۱ء میں منگریلیائی قوم پرست تنظیم کے نام سے موسوم مقدمہ M G B کی اختراعات کا ایک اور کارنامہ تھا خروشچیف کے ہی الفاظ میں "جھوٹی شہادتوں اور دستاویزات کی مدد سے یہ بات ثابت کی گئی کہ جارجیا میں ایک ایسی مفروضہ قوم پرست تنظیم موجود تھی جس کا مقصد اس ری پبلک میں سامراجی طاقتوں کے ساتھ مل کر سوویت حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں جارجیا میں پارٹی اور سوویت کے کافی ذمہ دار لوگ بڑی تعداد میں گرفتار ہوئے .... لیکن بعد میں جو کچھ سامنے آیا وہ یہی تھا کہ جارجیا میں ایسی کوئی تنظیم موجود نہیں تھی۔ لیکن اس سلسلے میں ہزاروں کی تعداد میں معصوم لوگ خود رائی اور غیر قانونیت کا شکار ہوگئے[49] بہر حال خروشچیف نے ۵۳-۱۹۵۲ء کی ڈاکٹروں کی سازش کو من گھڑت کہا اور اس کی مذمت ضرور کی لیکن اس نے اس سلسلے کے یہودی مخالف رخ کا ذکر نہیں کیا اس سلسلے میں کریملن کے کچھ ڈاکٹروں کے خلاف (جو زیادہ تر یہودی تھے) ژدانوو اور شیر باکوو کو جان سے مار ڈالنے اور بہت سے ممتاز سوویت فوجی افسروں کی صحتوں کو خراب کرنے کی سازش کا الزام تھا خروشچیف نے بیان کیا تھا۔ "حقیقت میں اس کے علاوہ یہ کوئی سلسلہ ہی نہیں تھا کہ ایک خاتون ڈاکٹر تماشوک نے ایک بیان دیا تھا۔ اس ڈاکٹر پر یا تو زور ڈالا گیا تھا یا کسی نے اس قسم کا بیان دینے کا حکم دیا تھا۔ (بہر حال یہ حکومتی تحفظی تنظیموں سے مل گئی تھی اور ان کی طرف سے سرکاری گواہ بھی تھی) اس نے اسٹالن کو ایک خط لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ ڈاکٹر طبی علاج میں نامناسب طریقے اپنا رہے ہیں۔ ایسا خط ایک بھی اسٹالن کو ان آخری نتائج تک پہنچا دینے کے لیے کافی تھا کہ سوویت یونین میں ڈاکٹر سازش کر رہے ہیں چنانچہ اس نے کچھ مشہور اور ممتاز سوویت ماہر ڈاکٹروں کی گرفتاری کا حکم دے دیا .... اس کانگریس میں ایک مندوب کی حیثیت سے حکومتی تحفظ کا ایک سابق وزیر کامریڈ اگناتیسو بھی موجود ہے۔ اسٹالن نے اس سے بڑی سختی سے کہا تھا "اگر تم ڈاکٹروں سے اقبال جرم نہیں کرا لیتے

تو ہم تمہاری لمبائی میں ایک سر کے برابر کمی کر دیں گے۔"

اسٹالن نے تفتیش کرنے والے جج کو خود اپنے سامنے طلب کیا اسے ہدایات دیں، یہ مشورہ دیا کہ تفتیش کے کون کون سے طریقے اپنائے جائیں گے یہ طریقے بہت آسان تھے، پیٹو پیٹو، اور ایک بار پھر پیٹو۔

جب ہم نے اسٹالن کی موت کے بعد اس مقدمے کی چھان بین کی تو ہم نے الف سے یے تک اسے مصنوعی پایا۔[65] ڈاکٹروں کی سازش کے مقدمے کے دوران کریملن کے اعلیٰ حلقوں میں خوف و ہراس کی جو کیفیت موجود تھی وہ عظیم صفائی مہم کے ماحول کی باقی ماندہ یادگار محسوس ہوتی تھی۔ اس کا اظہار خروشچیف کے ایک انکشاف سے ہوتا ہے اس کے قول کے مطابق "اسٹالن پولٹ بیورو کے تمام پرانے ممبروں کو ختم کرنا چاہتا تھا"۔ آنڈریو کو پولٹ بیورو سے نکالا گیا[66] وار وشیلو کو پولٹ بیورو کے جلسوں میں شرکت کی ممانعت کر دی گئی، اس پر جاسوسی ہونے لگی، اور اسٹالن نے اس پر انگریزی جاسوس ہونے کا الزام لگایا۔ مالوٹوو اور میکویان بھی مشتبہ افراد سمجھے جاتے تھے اور انیسویں کانگریس کے بعد پچیس ممبروں پر مشتمل ایک نئے پولٹ بیورو کو تشکیل کرنے کے فیصلے میں بھی یہ مقصد کارفرما تھا کہ اس کی آڑ میں "مستقبل میں پولٹ بیورو کے باقی ممبروں کو نکالا جا سکے"[67] اگر خروشچیف کے انکشافات اور تصدیقوں کا یقین کیا جائے تو صرف اسٹالن کے مرض الموت نے کریملن کے اعلیٰ حلقوں میں ایک زبردست خون خرابے کو روک لیا۔

اسٹالن کے بعد کی اصلاحات

اسٹالن کی موت کے بعد خوف و ہراس کے اس ماحول کو کم کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے گئے، ۲۷ مارچ ۱۹۵۳ء کو عام معافی نامے کے فرمان کو خوش آمدید کہا گیا اور عوام میں اسے ایک نئے نظام کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔ ۳ اپریل کو کریملن کے ڈاکٹر رہا ہوئے اور تین دن کے بعد پراودا کے اداریہ میں وعدہ کیا گیا کہ افسر شاہی کی زبردستیوں اور "غیر قانونیت" کے تمام مقدمات کی پھر سے چھان بین کی جائے گی اور آئین میں دیئے گئے تمام تحفظات کی پوری طرح حفاظت کی جائے گی۔ اس کے بعد بہت وسیع پیمانے پر اصلاحات کا ایک سلسلہ شروع ہوا جن میں اور باتوں کے علاوہ تحفظی پولیس کے

پاس عدلیہ سے باہر کے جتنے بھی اختیارات تھے ان کا سلب کیا جانا، پولیس پر پارٹی کا کنٹرول پھر سے قائم کیا جانا، پولیس کے پاس جو معاشی طاقت اور ایک طرح کی حکومت سی بن گئی تھی اس کو توڑنا، جبریہ مزدور کیمپوں سے ہزاروں لاکھوں افراد کو آزاد کیا جانا اور مجرموں کے سلسلے میں عدلیہ کے نظام میں ایک معقولیت پیدا کرنا وغیرہ قسم کے اقدامات شامل تھے۔

اصلاحات کی مہم کا پہلا حصہ تو جانشینی کی رسہ کشی میں پھنس کر رہ گیا۔ جب (M V D) کے سربراہ بیریا پر اس کے پریسیڈیم کے ساتھیوں نے یہ الزام عائد کیا کہ وہ M V D کو پارٹی اور حکومت کے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہے (ملاحظہ ہو پانچواں باب) جولائی ۱۹۵۳ء میں اس کی گرفتاری کی خبر کے کچھ دن بعد ۲۳ دسمبر ۱۹۵۳ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ بیریا اور اس کے چھ دوسرے ساتھیوں کو ایک خفیہ مقدمے کی کارروائی کے بعد گولی سے اڑا دیئے جانے کی سزا دی گئی ہے۔ بیریا کے تنزل کے ساتھ اس کے ماتحتوں اور ساتھیوں کو بڑی سختی سے کچل ڈالنے کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ جولائی ۱۹۵۴ء میں M G B کا سابق نائب سربراہ ریومین، جو ڈاکٹروں کی سازش کی تفتیش کا ذمے دار رہ چکا تھا، اس کو موت کی سزا دی گئی۔ دسمبر ۱۹۵۴ء میں M G B کے سابق سربراہ اباکوموو (Abakumov) اور اس کے بہت سے ساتھیوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ ان لوگوں کو لینن گراڈ سلسلے کی اختراع کا ذمے دار ٹھہرایا گیا۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں جارجیا خفیہ پولیس کے خلاف مقدمے اور سزاؤں کا اعلان ہوا۔ اگلے سال اپریل میں ایم ڈی باگیروو جو پریسیڈیم کا سابق متبادل ممبر تھا، اور بہت عرصے تک بیریا کے ساتھ کام کر چکا تھا، اسے اور اس کے بہت سے ماتحتوں کو موت کی سزا دی گئی۔ بیریا اور اس کے ساتھیوں کو سیاسی منظر سے ہٹائے جانے کے کام کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی کوشش جاری رکھی گئی کہ اسٹالن کے دور کے تمام جرائم اور بدعنوانیوں کا ان سب کو ذمہ دار ٹھہرا کر قربانی کا بکرا بنا دیا جائے۔ اس نئے عقیدے کے مطابق بیریا پارٹی کا ایک ایسا سخت ترین دشمن اور غیر ملکی جاسوس ایجنسیوں کا ایجنٹ تھا۔ جس نے اسٹالن کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔ اس کی مشتبہ طبیعت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا۔ اور "ہزاروں لاکھوں پارٹی اور سوویت کارکنوں کو ختم کر دینے کے لیے پوری طرح ذمے دار تھا۔"

بیریا کی صفائی کے دوران پارٹی نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ وہ پولیس پر ایک بار پھر مکمل گرفت حاصل کر کے اسے سخت کر دے پولیس آلہ کار کے ہر درجہ پر پارٹی تنظیموں کو ایک بار پھر متحرک کیا گیا مارچ ۱۹۵۴ء میں وزارت امور داخلہ MVD کی حکومتی تحفظی تنظیم (سابق MGB) کو اپنی اعلیٰ تنظیم سے پھر الگ کر کے ایک علیحدہ تنظیم کا روپ دیا گیا اور اس کا نام حکومتی تحفظی کمیٹی KGB رکھا گیا۔ شروع میں وزارت امور داخلہ MVB اور حکومتی تحفظی کمیٹی KGB کی سربراہی پیشہ ور پولیس افسران کے ہی سپرد ہوتی تھی لیکن جلد ہی ان کی جگہوں پر پارٹی کارکنوں کو مقرر کر دیا گیا فروری ۱۹۵۶ء میں MVD کے سربراہ کی حیثیت سے ایس۔ این۔ کروگلوو (S.N. Kruglov) کی جگہ ایل۔ پی۔ ڈیوڈ ورو (L.P. Dudorov) نے لے لی، جو پارٹی سکرٹیریٹ کا ایک پرانا کارکن تھا پھر دسمبر ۱۹۵۸ء میں حکومتی تحفظی کمیٹی کی سربراہ کی حیثیت سے جنرل آئی۔ اے۔ سیرو و ــــــــ ــــــــ کو اے۔ این۔ شیلیپن کے حق میں دست بردار ہونا پڑا۔ اے۔ این۔ شیلیپن کومسومول کا سابق پہلا سکرٹری رہ چکا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں اسے بھی وائی۔ ای۔ سیمی چاسٹری (Y.Ye. Semechastry) کے لیئے یہ جگہ خالی کرنی پڑی۔ یہ بھی کومسومول کا سابق کارکن تھا۔

اسی دوران خود وزارت امور داخلہ (MVB) اور حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے اختیارات میں بھی کاٹ چھانٹ کی گئی۔ ۱۹۵۳ء کے ایک خفیہ حکم کے ذریعہ جس کی اشاعت ۱۹۵۶ء تک سوویت پریس میں نہیں کی گئی، وزارت امور داخلہ (MVD) کے اس اسپیشل بورڈ کو ختم کر دیا گیا جس کے پاس وزارت امور داخلہ کے ہاتھوں میں پھنس جانے والوں کو سزائیں دینے کے اختیارات حقیقت میں لامتناہی حدوں تک رہے تھے[54]۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۶ء کے ایک ایکٹ کے ذریعے کیر دد قوانین کے نام سے موسوم تمام ان احکامات کو ختم کیا گیا جن کے ذریعے پولیس کو عظیم صفائی مہم اور امن کے بعد کے زمانے میں عمومی سزائیں دینے کے اختیارات کی بنیاد فراہم کی گئی تھی[55]۔ مختار کے شعبے پروکیوریسی کو ۳۰ اپریل ۱۹۵۶ء کے ایک حکم نامے کے ذریعے اختیار دیا گیا کہ وہ تحفظی پولیس کے کاموں کی نگرانی کے لیئے ایک مخصوص شعبہ قائم کرے۔ اس حکم نامے سے نسبتاً بہتر اور سخت کنٹرول کی امیدیں پیدا کی گئی تھیں[56]۔

۱۹۵۳ء کے درمیانی حصے سے ایسے سلسلے کی ابتدا ہوئی جس کے اثر سے وہ کام جو اس سے پہلے وزارت امور داخلہ (MVD) کے پاس تھے وہ دوسرے شعبوں کو منتقل ہونے لگے وزارت امور داخلہ (MVD) کے تحت کام کرنے والے سرحدی علاقوں اور اندرون ملک کے فوجی دستوں کو وزارت دفاع کی طرف منتقل کیا گیا۔ حالانکہ بعد میں انھیں حکومتی تحفظی کمیٹی KGB کو ہی سونپ دیا گیا۔ اگست ۱۹۵۳ء میں ذرائع آمد و رفت اور شاہراہوں کی ایک نئی وزارت کا قیام وجود میں آیا جس نے سڑکوں کی تعمیر شاہراہوں کی دیکھ بھال کا کام اپنے ذمے لیا جو اس سے پہلے وزارت امور داخلہ (MVD) کے ہی سپرد تھا۔ بہت سے معاشی ادارے جو پہلے وزارت امور داخلہ (MVD) کے اصلاحی مزدور کیمپوں کے انتظامی شعبے (GULAG) کی نگرانی میں کام کرتے تھے انھیں معاشی وزارتوں کے تحت دیا گیا۔ جو کیمپ باقی بچے تھے انھیں پہلے وزارت انصاف کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں ایک نئے شعبے کو سونپ دیا گیا، جس کا نام تھا اصلاحی مزدور آبادیوں کا پہلا انتظامیہ (GUITK)۔ غالباً یہ شعبہ مختلف خطوں (ریجن) میں سوویت افسروں اور یونین ری پبلک کے وزیروں کی کاؤنسلوں کے سامنے جواب دہ ہے۔

ایسے اقدامات کی بھی ابتدا کی گئی جن سے جبریہ مزدور کیمپوں کی حالت میں سدھار لایا جا سکے اور بعض قسم کے قیدیوں کی وسیع پیمانے پر رہائی بھی عمل میں آئی۔ اسٹالن کے بعد پہلی عام معافی جس کا اعلان ۲۷ مارچ ۱۹۵۳ء کو کیا گیا۔ اس کے تحت ان قیدیوں کو رہائی ملی جنھیں پانچ سال یا اس سے کم مدت کی سزا ہوئی تھی، اس سے زیادہ مدت کے لئے قیدیوں کی سزا کے وقفے کو آدھا کر دیا گیا اور ایسی عورتوں کو بلا شرط رہا کر دیا گیا جن کے پاس دس سال سے کم عمر کے بچے موجود تھے، یا وہ حاملہ تھیں۔ وہ قیدی جو اٹھارہ سے کم عمر کے تھے، ۵۵ سال سے زیادہ عمر کے مرد اور پچاس سال سے زیادہ عمر کی عورتیں اور وہ تمام لوگ جو سخت ناقابل علاج امراض میں مبتلا تھے آزاد کر دیئے گئے[۲۹]۔ بہر حال اس معافی کا اطلاق ان قیدیوں پر نہیں ہوتا تھا جن کو انقلاب مخالف حرکتوں، سوشلسٹ ملکیت کی بڑی بڑی چوریوں، ڈکیتیوں اور عمداً قتل کے جرموں کے سلسلے میں سزا ہوئی تھی۔ اس طرح تمام سیاسی مجرموں کے نام سے موسوم زمرہ اس کا فائدہ اٹھانے سے محروم رہا۔ ان ناامیدی اور غم و غصے کا اظہار کیمپوں میں ہونے والی ہڑتالوں اور شورشوں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جن

کی مثال اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آئی تھی۔ ان کی مثالیں نورلسک (Norilsk) میں ۱۹۵۲ء کی وارکیوٹا میں (Vorkuta) ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۴ء کی اور کنگیر (Kingir) کی شورشوں میں دیکھی جاسکتی تھی۔ حالانکہ ان تمام شورشوں کو کافی خون خرابہ کے ساتھ کچل دیا گیا لیکن ان کے اثر سے کیمپوں کے انتظام میں بہرحال کافی حد تک سدھار بھی ہوا اور ممکن ہے ان سے وہ میدان بھی تیار ہوا ہو جس کے اثر سے آئندہ عام معافیوں کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ مختاروں کی ٹیمیں کیمپوں میں بھیجی گئیں تاکہ وہ "سیاسی مجرموں" کے معاملات کی مزید تحقیق کریں، اور ان میں سے کافی بڑی تعداد کو رہا بھی کیا گیا۔ اور ان کو پھر سے بسایا بھی گیا۔ اپریل ۱۹۵۴ء میں ایک دوسرے معافی نامے کے اثر سے تمام ایسے نوجوانوں کو رہائی ملی جو ارتکاب جرم کے وقت اٹھارہ سال سے کم عمر کے تھے، اس کے بعد ستمبر ۱۹۵۵ء میں ایک اور عام معافی نامہ کا اعلان کیا گیا، ان سوویت شہریوں کے لیے تھا جو ۴۵-۱۹۴۱ء کو عظیم قومی جنگ کے دوران قابض طاقتوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ لیکن اس معافی نامے میں بھی کچھ مخصوص اور اہم استثنا موجود تھے۔ ان میں وہ لوگ شامل نہیں تھے جو سوویت شہریوں کے قتل اور اذیت رسانی میں ماخوذ تھے۔ جو سبوتاژ میں ملوث تھے، جنھوں نے سوویت مخالف تنظیموں میں حصہ لیا تھا، حکومت کی ملکیت اور سامان توڑ پھوڑ کے سلسلے میں جنھیں سزائیں ہوئی تھیں یا جو کسی دوسری انقلاب مخالف حرکتوں میں شامل تھے۔ ۱۹۵۷ء کے معافی نامے کے ذریعے سابقہ فوج کے وہ تمام سپاہی بھی رہا کر دیئے گئے جنھوں نے دشمنوں کے آگے ہتھیار ڈالے تھے۔ اور ۷ نومبر ۱۹۵۷ء کو انقلاب کی چالیسویں سالگرہ نے پھر ایسا موقع فراہم کیا جس سے کچھ اور قیدی چھوڑے گئے

متذکرہ بالا اقدامات کے اثر سے اسٹالن دور میں پیدا ہونے والے خوف و ہراس کے ماحول میں قابل ذکر کمی پیدا ہوئی۔ لیکن ان اقدامات سے اس ماحول کو بالکل ختم کر دینا مقصود نہیں تھا۔ ان مزدور کیمپوں سے چھوٹے ہوئے افراد کا حشر ہی اس بات کی طرف اشارہ کر دینے کے لیے کافی ہے۔ رہا شدہ کچھ افراد کو توفی الحقیقت ان کی پرانی کیفیت پر بحال کر کے ان کو اپنے گھر واپس ہو جانے کی اجازت دے دی گئی لیکن کچھ ایسے بھی تھے جنھیں ان جگہوں سے جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی جہاں وہ قید تھے یا انھیں چند مقررہ ضلعوں کی حدود سے بغیر اجازت حاصل کیے باہر جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی یہاں

بھی یہ لوگ پولیس کی نگرانی میں رہتے تھے یہاں تک کہ کچھ سابقہ سیاسی قیدی جنھیں اپنے گھر جانے کی بھی اجازت مل گئی تھی انھیں بھی ایک خاص مقررہ مدت کے بعد پولیس کے سامنے حاضری دینی ضروری تھی لیکن اس کے ساتھ ہی مزدور کیمپ یا تو بالکل ختم کر دیئے گئے یا انھیں اصلاحی مزدور آبادیوں میں تبدیل کر دیا گیا لیکن بہر حال اب اس میں رہنے والوں پر نسبتاً زیادہ نرم اور ایک زیادہ انسانی نظام کی گرفت تھی سوویت حکومت کی طرف سے زیر حراست لوگوں اور ان کے زمروں کی تفصیلات کے سرکاری اعداد و شمار کا اعلان کرنا ابھی باقی ہے۔ باہر کے لوگوں کو ان آبادیوں کے دیکھنے اور یہاں کی موجودہ کیفیات کا بذات خود مطالعہ کرنے کے مواقع چند ایسے قید خانوں کو چھوڑ کر جنھیں صرف ظاہر داری کے لیے تیار رکھا جاتا ہے، حقیقت میں بھی موجود نہیں ہیں۔

سوویت یونین میں جانے والے اور یہاں کے حالات سے باخبر افراد بہر حال اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ اب سوویت یونین کا شہری حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) سے اتنا خوف زدہ نظر نہیں آتا جو اسٹالن کے دور کی پیش رفتہ تنظیموں کے دور میں نظر آتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ حکومتی تحفظی کمیٹی اب بھی بہر حال متحرک ہے، اور سیاسی اعتبار سے مشتبہ افراد کی پوری احتیاط کے ساتھ نگرانی کرتی رہتی ہے پہلے کی طرح یہ بھی غیر وفادارانہ افعال کی دیکھ بھال کے لئے اپنے ہر طرف پھیلے ہوئے ممبروں اور جاسوسوں پر ہی اعتبار کرتی ہے۔ وزارت امور داخلہ (MVD) کا اسپیشل بورڈ ختم کر دیا گیا ہے اور عدالتوں کے اختیارات کو پھر بحال کر دیا گیا ہے۔ لیکن ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کو جاری کیئے گئے حکومت کے خلاف جرموں کے لیے سزاؤں کے قانون میں سبوتاژ، تخریبی کارروائیوں اور توڑ پھوڑ، سوویت مخالف ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے، اور دوسرے انقلاب مخالف جرموں کے لیے اب بھی وہی ہمہ گیر نسخے موجود ہیں جو اس سے پہلے کے تعزیرات جرم کی شق ۵۸ میں نظر آتے تھے ؁۵۸ خروشچیف کے دور میں خوف و ہراس کی لگامیں کھنچی ہوئی ہیں لیکن بہر حال یہ موجود اب بھی ہیں۔ اور اگر پارٹی رہنما اس کے استعمال کو کسی وقت ضروری سمجھیں تو اسے ڈھیل دی جا سکتی ہے جیسا کہ یو ایس ایس آر کے نائب مختار عام (Dy Procurator General) پی آئی کدریاوٹسیو (P. I. Kudriavtsev) نے مئی ۱۹۵۶ء

میں ہارورڈ قانون کے اسکول کے ہیرولڈ جے برمن (Harold J. Berman) سے ایک انٹرویو کے درمیان اظہار کیا تھا۔ "یہ مت بھولیے کہ ہمارے سوویت یونین میں پرولتاریوں کی ڈکٹیٹر شپ ہے اور قانون کو حکومت کے اقتدار اور اختیار کی خدمت کرنی ہے .... جبر ضروری بھی ہو سکتا ہے۔ وزارت امور داخلہ (MVD) کا اسپیشل بورڈ اپنے وقت یعنی چوتھی دہائی کے آخری حصے میں ضروری تھا۔ صرف بعد کے عرصے میں اس کا استعمال ناجائز طریقے پر ہوا۔ خفیہ پولیس (Cheka) جسے لینن نے قائم کیا تھا، وہ بھی اشد ضروری تھی۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو ہم پرانے طریقے پھر اپنا لیں گے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اب اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی"[59]

خروشچیف نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ وہ حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کو ایک نئی اور نسبتاً زیادہ نرم شکل بخش دے۔ نئی حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے سلسلے میں سرکاری نظریے کی غالباً بہترین عکاسی خود حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے سابق صدر شیلیپین کے الفاظ میں ہی ہو جاتی ہے جو اس نے بائیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہے تھے۔

"حکومتی تحفظی کمیٹی کی تمام ایجنسیوں کے تمام کام اب مستقل طور پر پارٹی اور حکومت کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں اور ان کی بنیاد سوویت عوام پر مکمل اعتماد اور ان کے حقوق اور وقار کے پورے لحاظ اور احترام پر ہے ..... خفیہ پولیس کے کارکنوں (Chekists) کو عوام کی پوری حمایت حاصل ہے۔ اور یہ لوگ محنت کرنے والے افراد سے مکمل رشتہ قائم کیے ہوئے ہیں اور سوویت عوام سے عمومی طور پر ان کا تعلق برقرار ہے حکومتی تحفظی شعبے اب وہ ہوّا نہیں ہیں جنھیں دشمن بیریا اور اس کے حمایتی ابھی کچھ ہی عرصے پہلے یہ شکل دینے کی کوشش کر رہے تھے بلکہ اب یہ حقیقت میں عوام کے شعبے ہیں۔ حقیقی معنوں میں یہ ہماری پارٹی کی سیاسی ایجنسیاں ہیں .... حکومتی کاموں میں جو چیز بنیادی اعتبار سے نئی ہے وہ یہ ہے کہ ان شعبوں نے مخبروں اور جاسوس ایجنٹوں کے کاموں کے خلاف اپنی کوششوں کو تیز کرنے کے ساتھ ساتھ خود سوویت شہریوں میں بھی انتظامی اور تعلیمی اور تربیتی قسم کے اقدامات اٹھانے کی ابتدا کی ہے۔ جو سیاسی اعتبار سے کچھ ناجائز حرکتیں کر گزرتے ہیں ان حرکتوں میں مخاصمانہ یا مخالفانہ نیت کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اس میں سیاسی خامی یا

بے توجہی کو دخل ہوتا ہے[۹۷] مرکزی کمیٹی کے تنظیمی شعبوں کے ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ این میرونوو (N. Mironov) نے کمیونسٹ (Kommunist) جریدے میں ایک مضمون میں ان احتیاطی کارروائیوں اور طریقوں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا تھا "مثال کے طور پر حکومتی تحفظی ایجنسی میں کسی شخص کو اس غرض سے بلایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے غیر سماجی قسم کے کاموں کی وجہ بیان کرے یا اسے اس بات کی تنبیہ کے لیے بلایا جا سکتا ہے کہ اسے متنبہ کر دیا جائے کہ وہ کسی غلط یا خطرناک راستے پر لگ گیا ہے .... زیادہ تر صورتوں میں جن لوگوں کو گفتگو کے لیے طلب کیا جاتا ہے، وہ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ حکومتی تحفظی ایجنسیاں ان کے سلسلے میں صدق دلی اور نیک نیتی سے دلچسپی لے رہی ہیں اور ان کی مدد کرنا چاہتی ہیں، اپنی غلطیوں یا جرموں کا اعتراف کھلے دل کے ساتھ کر لیتے ہیں، اپنی اصلاح کا وعدہ کرتے ہیں اور اس وعدے کو پورا کرتے ہیں . . . . دوسرا طریقہ جو استعمال میں لایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے معاملات کو جو سیاسی حماقت میں کوئی سماج دشمن حرکت کر گزرتے ہیں، پارٹی، ٹریڈ یونین اور کومسومول تنظیموں اور مزدوروں کے گروپوں کے سامنے تحقیق کے لیے پیش کر دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے عوامی دباؤ کا طریقہ اب اہم ترین اور بنیادی طریقہ بنتا جا رہا ہے احتیاطی تعلیم و تربیت کرنے کے اس طریقے کو حکومت یا ملک کے مجرموں کے حق میں رواداری اور نرمی کی پالیسی کا مطلب نہیں دیا جا سکتا جہاں تک سوویت ملک یا حکومت کے دشمنوں کا تعلق ہے انھیں اپنے جرموں کا پوری طرح ذمے دار ہونا پڑے گا اور ان پر سوویت قوانین پوری سختی کے ساتھ عائد ہوں گے"[۹۸]

سیاسی یکسانیت اور ہم آہنگی کے حصول کے لیے خروشچیف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ پولیس کے دباؤ میں مدد پہنچانے یا اس کے متبادل کی حیثیت سے سماجی جبر و تشدد کے دباؤ کو استعمال کیا جا سکے۔ کامریڈ عدالتوں کا احیا، طفیلیوں اور کاسہ لیسوں کے خلاف وضع کیے گئے[۹۹] قوانین جن کی بنیاد پڑوسیوں کے اجتماع پر رکھی گئی ہے جن کے ذریعے ان افراد کو پہچان کر جو سماجی اعتبار سے کسی سودمند کام میں مشغول نہیں ہوتے انھیں شہر بدر کیا جاتا ہے اور رضاکار عوامی دستوں (druzhinniki) کا امن عام برقرار رکھنے کے سلسلے میں ملیشیا کی مدد کے لیے استعمال کیا جانا، یہ سب چیزیں

خروشچیف کی ان کوششوں کا اظہار کرتی ہیں کہ وہ سوویت سوسائٹی کے "متحرک" کارکنوں کی صلاحیتوں اور طاقت کو اپنے ساتھ ملاکر انھیں اس خاص مہم میں استعمال کرنا چاہتا ہے جو شراب خوری، غنڈہ گردی، سٹے بازی، کاہلی اور بیکاری، مغربی لباسوں کی نقل، سماجی طور طریقوں کے تمام انحرافات سوویت نظریات نگار سوویت عوام کے شعور میں سامراجیت کے باقی ماندہ اثرات کا نام دیتے ہیں، وغیرہ کے خلاف چلائی جارہی ہے۔ سماجی گرفتوں کے دائرے، اور ان کی پہنچ میں وسعت پیدا کرنے اور سوویت شہریوں میں ایک نظم و ضبط اور ڈسپلن کی عادت پیدا کر دینے کی ان کوششوں کو پارٹی نظریات نگاروں نے اکیسویں پارٹی کانگریس میں ایک ایسے طریقے کار اور نظام عمل کا حصہ کہا تھا۔ جس میں "جبر" کی جگہ "ترغیب" کو لینی تھی۔ اور گرفت کو انتظامیہ کے شعبوں سے عوامی شعبوں کے ہاتھوں منتقل ہونا تھا۔[؟] اس کے ساتھ ہی ساتھ ۵۹-۱۹۵۸ء میں تعزیرات جرم میں بھی اصلاحات لائی گئیں جن کے ذریعے سزاؤں میں تخفیف کی گئی۔ سزا دینے والے اداروں اور اصلاحی مزدور آبادیوں میں مجرموں کے ساتھ زیادہ بہتر اور معقول سلوک فراہم کیا گیا۔ عارضی رہائی کے طریقوں کے استعمال میں اور اضافہ کیا گیا۔ اور یہ بات بھی بہت غیر معمولی نہیں سمجھی گئی کہ معمولی غلطیاں یا چھوٹے موٹے جرم کرنے والوں کی اصلاح کے لیے انھیں قید خانوں کی بجائے خود ان اجتماعی تنظیموں کو لوٹا دیا جائے جہاں سے وہ متعلق تھے۔

پولیس آلۂ کار کی تنظیم

گزشتہ چند سال کے عرصے میں سوویت حکومت کا پولیس آلۂ کار کچھ ایسے بدلتے ہوئے رخوں سے گزرا ہے جس میں کبھی اس نے مختلف حصوں کو جنم دیا ہے اور کبھی کچھ حصوں کو اپنے اندر ضم کیا ہے۔ وزارت امور داخلہ (NKVD) جو ۱۹۳۴ء میں OGPU کے جانشین شعبے کی حیثیت سے قائم کی گئی تھی اس نے پولیس کے تمام کاموں کو اپنے تحت منظم کیا۔ فروری ۱۹۴۱ء میں اعلان کیا گیا کہ وزارت امور داخلہ (NKVD) کو دو مختلف کیساریتوں میں تقسیم کر دیا جائے گا ایک حکومتی تحفظ کی عوامی کیساریت (NKGB) اور دوسری امور داخلہ کی عوامی کیساریت (NKVD)۔[؟] لیکن جنگ کی ابتدا کے ساتھ ہی

ان دونوں کیساریٹوں کو پھر متحد کر دیا گیا اور اس تقسیم کا جو منصوبہ بنایا گیا تھا وہ اپریل ۱۹۴۳ء تک عمل میں نہ آسکا۔ ۱۹۴۶ء میں ان کیساریٹوں کو وزارتوں کا نام دیا گیا۔ اور یہ حکومتی تحفظی وزارت M G B اور امور داخلہ کی وزارت N V D ہو گئیں۔ حکومتی تحفظی وزارت M G B کو خفیہ پولیس کے کاموں کا وہ ترکہ ملا جو اس سے پہلے وزارت امور داخلہ N K V D کے پاس تھا۔ اور باقی تمام کام امور داخلہ کی وزارت M G B کو سونپے گئے۔ ۱۹۴۹-۵۰ء میں سرحدی دستے اور اندرونی تحفظ کے دستے بھی حکومتی تحفظی وزارت M G B کے حلقہ اختیار میں دے دیے گئے۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں اسٹالن کی موت کے بعد حکومتی تحفظ کی وزارت M G B اور امور داخلہ کی وزارت M V D کو پھر متحد کیا گیا اور انھیں ایک نئی امور داخلہ کی افادت M V D کا نام دیدیا گیا۔ یہ وزارت بیریا کی نگرانی میں کام کرتی تھی۔ مگر یہ اتحاد بھی دیرپا ثابت نہ ہو سکا۔ مارچ ۱۹۵۴ء میں امور داخلہ کی وزارت کے حکومتی تحفظی آلہ کار کو اپنی اعلیٰ وزارت سے ایک بار پھر علیحدہ کیا گیا اور اس بار یہ حکومتی تحفظی کمیٹی K G B کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب آج کل تحفظی پولیس، سرحدی دستے اور اندرونی تحفظی دستے اسی حکومتی تحفظی کمیٹی K G B کے کنٹرول میں کام کرتے ہیں۔ حکومتی تحفظی کمیٹی یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کے تحت ایک حکومتی کمیٹی کی حیثیت میں کام کرتی ہے۔ ۱۹۶۰ء تک ملیشیا یا معمولی پولیس یونین ری پبلک کی امور داخلہ کی ایک وزارت M V D کے حلقہ اختیار میں کام کرتی تھیں۔ ۱۹۶۲ء میں اس یونین ری پبلک وزارت کو ختم کر دیا گیا۔ اور ان جگہوں پر ری پبلکوں کے تحت امور داخلہ کی وزارتوں کا قیام وجود میں آیا۔ اگست، ستمبر ۱۹۶۲ء میں ان کے ناموں کو بدل کر عوامی نظم و ضبط کے تحفظ کی وزارتیں (Ministries for Defence of Public order) کر دیا گیا۔

حکومتی تحفظی کمیٹی K G B اپنی نگرانی کارروائیوں کے سلسلے میں خاص طور پر اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی ذمہ داریوں میں بہت سے کام شامل ہیں۔ مثال کے طور پر پارٹی اور حکومت کی اصلی شخصیتوں کا تحفظ، ملکی تحفظ کے سلسلے میں تمام قوانین کی تعمیل کروانا، دوسرے ملکوں میں جاسوسی کا کام، دوسرے ملکوں کے جاسوس ایجنٹوں کی سوویت یونین میں دیکھ بھال اور ان کا خاتمہ، اندرون ملک اور بیرون ملک خط و کتابت پر نظر

رکھنا اور اس کا سنسر، اور مخبروں کے اس جال کی نگرانی کرنا جو سیاسی تذبذب اور غیر وفاداری کی تلاش میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور جس کے کارکن سوویت حکومت کے لیے اس کے عوام میں جو رویہ اور انداز نظر آتا ہے اس کی اطلاعات حکومت کو پہنچاتے رہتے ہیں۔

(KGB) حکومتی تحفظی کمیٹی کو یونین ری پبلک وزارت کے انداز پر تشکیل کیا گیا ہے اس کی بنیادی تنظیم مرکز میں ہے اور اس کی شاخیں باقی تمام پندرہ ری پبلکوں میں موجود ہیں۔ اس کی وسیع میدانی تنظیم، جو اور زیادہ مرکزی کنٹرول کے تحت کام کرتی ہیں، جیسا کہ عام طور پر یونین ری پبلک وزارتوں میں کسی اور جگہ دستور نہیں ہے اور اس میدانی تنظیم کی پہنچ خطوں (ریجنل)، شہروں اور ضلعوں کی حد تک ہوتی ہے۔ بائیسویں پارٹی کانگریس میں ایک رپورٹ میں شیلیپن نے جو اس وقت حکومتی تحفظی کمیٹی KGB کا سربراہ تھا، اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اس کی وسعت میں کافی حد تک کمی کر دی گئی ہے لیکن شاید جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے، اس کے اعداد و شمار نہیں پیش کیے گئے تھے[۱۵] حالانکہ حکومتی تحفظی کمیٹی کے داخلی آلۂ کار کے بارے میں کوئی باوثوق مواد اور اعداد شمار تو موجود نہیں ہے، لیکن وزارت امور داخلہ NKVD میں اس کے پیش رفتہ شعبے کے متعلق کچھ معلومات کا ذریعہ روس چھوڑ کر بھاگ نکلنے والوں کے بیانات ہیں، خاص طور پر ان لوگوں کے بیانات جو اس کے کاموں سے کسی حد تک واقفیت رکھتے تھے، اس سلسلے میں روشنی ڈالتے ہوئے[۱۶] مختلف لوگوں کی دی ہوئی اطلاعات میں بہرحال اس بات کا اتفاق ضرور نظر آتا ہے کہ اس حکومتی تحفظی کمیٹی کے بہت سے بنیادی سلسلے وہی تھے جنھیں سوویت اصطلاحات میں اہم شعبے (Main Adminis-trations) کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک مخصوص انتظامیہ شعبہ پارٹی اور حکومت کے اعلیٰ افسروں کے تحفظ سے تعلق رکھتا تھا۔ معاشی انتظامیہ EKU تباہ کاری، توڑ پھوڑ، سبوتاژ، پیداوار میں رکاوٹوں اور سوویت زراعت اور صنعت میں دوسری "انقلاب مخالف" حرکتوں پر نگاہ رکھنے اور کارروائی کرنے کا ذمے دار تھا۔ سوویت معاشی زندگی میں تمام اہم حیثیتوں پر متعین اشخاص کی جانچ پڑتال اور ان کی تقرری کی منظوری، معاشی انتظامیہ EKU کو دینا ضروری ہوتی تھی یہ کام تمام اہم صنعتی اداروں

میں مخصوص شعبوں کے توسط سے ہوتا تھا۔

معاشی انتظامیہ (EKU) غیر ملکیوں سے تمام معاشی اطلاعات فراہم کرنے کا بھی ذمے دار تھا۔ خفیہ سیاسی انتظامیہ اپنی تمام تر توجہات ٹراٹسکی، زینیودیو، اور دائیں بازو کے مخالفین پر مرکوز رکھتا تھا۔ اس زمرے میں گزشتہ مینشویک، سوشلسٹ انقلابی (S R s) اور دوسری بالشویک مخالف پارٹیوں کے ممبر، کلیسا اور مذہبی فرقوں کے رہنما، قومی انحراف پسند اور دانشور طبقے کے وہ افراد جن کی وفاداری سوویت حکومت کے حق میں کسی طرح بھی مشتبہ خیال کی جاسکتی تھی، یہ سب شامل تھے۔ مخصوص شعبے کو فوج کی وفاداری پہ نگاہ رکھنے کا کام دیا گیا تھا۔ اس کے کارندے تمام بری اور بحری فوج کے شعبوں میں موجود تھے۔ اور ان کا ایک علیحدہ افسری زینہ موجود تھا جس پر براہ راست وزارت امور داخلہ (N K V D) کی گرفت ہوتی تھی جاسوس مخالف انتظامیہ یو ایس ایس آر میں کام کرنے والے غیر ملکی جاسوسوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھتا تھا۔ اس کی ذمے داریوں میں غیر ملکی سیاحوں اور روس میں غیر ملکی سفارت خانوں اور قونصلوں کی نگرانی شامل تھی۔ آمد و رفت کے انتظامیہ کا کام سامان کی نقل و حرکت کا تحفظ اور سامان کی آمد و رفت کے سلسلے میں حکومت کے منصوبوں کی تکمیل اور ذرائع آمد و رفت میں سبوتاژ اور نقصان پہنچانے کی حرکتوں وغیرہ کی دیکھ بھال بھی شامل تھی غیر ملکی انتظامیہ اپنی بنیادی کوشش سوویت یونین سے باہر کے علاقوں میں جاسوسی کے کاموں پر وقف رکھتا تھا۔ دوسرے ملکوں میں مقیم سوویت عملے پر گرفت، سوویت مخالف تارک وطن افراد کی تنظیموں میں گھسنا، سوویت رہنماؤں کے لئے قابل قدر اطلاعات کی فراہمی اور غیر ملکی کمیونسٹوں، ہمدردوں اور دوسرے ایسے اشخاص کی بھرتی جو سوویت روس کے لیے کام کرنے والے جاسوسی حلقوں میں کار آمد ثابت ہوسکیں، یہ تمام ذمے داریاں اسی شعبے کے پاس تھیں۔

تحفظی تنظیم کے مرکزی انتظامیہ شعبوں کے متوازی شعبے یونین ری پبلکوں، کرائی اور اوبلاست، بڑے شہری مرکزوں میں بھی موجود تھے اس پورے نظام میں آخری کڑی ضلع ________ درجے کی تنظیم ہوتی تھی۔ اور ان کے کام اس ضلع کے کاموں کے مطابق ہوتے تھے۔ دیہی ضلعوں ________ میں حکومتی تحفظی کارندے

خبر رسانوں کے ان حلقوں کے ذریعے کام کرتے تھے جو اجتماعی اور سرکاری فارموں مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں اور علاقے کے گاؤں میں گھسے ہوتے تھے شہری ضلعوں (Raion) میں جن کے متوازی امریکی شہروں میں بڑے بڑے وارڈ ہوتے ہیں؛ صدر مقام کا عملہ اپنے کارندوں کا ایک پورا جال پھیلا دیتا تھا، جو کارخانوں، دفتروں، رہائشی مکانات اور ضلع کے دوسرے علاقائی شعبوں میں انتہائی اہم اور مخصوص جگہوں پر متعین ہوتے تھے۔ تحفظی سروس کا عملہ جن خبر رسانوں کو اس سلسلے میں استعمال کرتا، ان میں سے اکثریت بغیر معاوضہ لئے یہ کام انجام دیتی تھی عام طور پر یہ پارٹی کو مسومول تنظیموں کے جوشیلے کارکن ہوتے تھے یا ایسے افراد ہوتے تھے جن سے وزارت اموز داخلہ NKVD سانٹھ گانٹھ کر لیتی اور ان پر مخصوص انداز میں گرفت رکھتی کچھ اور ایسے لوگ بھی اس حلقے میں موجود تھے جنہیں اس لئے خفیہ پولیس میں کام انجام دینے پر تیار کر لیا گیا تھا کہ یہ اگر ان فرائض کو انجام دینے اور مدد پہنچانے میں حصہ نہ لیتے تو اس کے خراب نتائج برداشت کرنے کا خطرہ مول لینا پڑتا۔

تحفظی عملے کے پیشہ ور کارکنوں کی بھرتی اور ان سے متعلق جو کچھ بھی تھوڑا بہت مواد موجود ہے وہ ان ہی اطلاعات پر مبنی ہے جنھیں خفیہ پولیس کے پرانے کارکنوں نے بہم پہنچایا ہے۔ عظیم صفائی سے پہلے وزارت امور داخلہ (NKVD) کے اعلیٰ تنظیمی حلقوں میں پرانے خفیہ پولیس کارکنوں Chekists کا غلبہ تھا جنھوں نے خانہ جنگی کے دور میں عروج حاصل کیا تھا۔ اور تیلبسری دہائی کے دوران دائیں اور بائیں بازو کی مخالفتوں سے جدوجہد کے سلسلے میں اسٹالن کی حمایت کی تھی۔ وزارت امور داخلہ NKVD کے لیئے افسر زیادہ تر پارٹی کے انتہائی معتبر اور وفادار قسم کے ممبروں میں سے چنے گئے تھے۔ خود پارٹی کی مرکزی کمیٹی یا نچلے شعبوں کے سکریٹریٹ کے عملے نے متعلق شعبوں نے انھیں کام سپرد کیا تھا یا گوڈا اور اس کے ساتھیوں کی صفائی کے ساتھ ہی بہت سے پرانے، خفیہ کارکنوں کو بھی اہم جگہوں سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے نتیجے میں خود نچلے عملے سے بہت تیز ترقیاں ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی وزارت امور داخلہ کو کافی بڑی تعداد میں نئے عملے کو بھرتی کرنے پر بھی مجبور ہونا پڑا چونکہ اب یاژووشیچنا کی طوفانی رو میں ان کی ضرورت تھی۔ اس موقع پر بھی کارکنوں کے چناؤ اور ان کی مختلف

قسم کے کاموں پر تقرری کے سلسلے میں پارٹی کو ہی کام میں لایا گیا۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کے احکامات کے ذریعے علاقائی پارٹی اور کومسومول تنظیموں کے سپرد کارکنوں کی فراہمی کے لیے ایک متعینہ مقدار مقرر کر دی گئی اور اس کے نتیجے میں پارٹی ممبر اور ایسے کومسومول ممبر جن پر وفاداری اور استقلال کا یقین کیا جا سکتا تھا، انھیں وزارت امور داخلہ کی خدمات کی طرف تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے بعد خود یژوو اور اس کے پیروکاروں کی صفائی سے وزارت امور داخلہ کے عملے میں پھر ایک نیا بحران پیدا ہوا۔ اس بار پھر اوپر چڑھنے کی رفتار تیز ہوئی۔ اور خالی جگہوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں پارٹی کے کارکنوں کو حاصل کر لیا گیا۔ بیریا کی سربراہی کے زمانے میں وزارت امور داخلہ N K V D میں بھرتی کے لیے پیشہ ورانہ صلاحیتوں پر زیادہ زور دیا گیا۔ نئے ملازمین کو سوویت زندگی کے ان ہی حصوں پر گرفت رکھنے کا کام سونپا گیا جن سے وہ پوری طرح واقف تھے یا کسی طرح متعلق رہ چکے تھے۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ صنعتی اداروں کے مخصوص شعبوں میں خود انجینیروں کو بھی اس سلسلے میں استعمال کیا گیا۔ بیریا اور خود اس کے گروپ کی صفائی سے حکومتی تحفظی جگہوں میں پارٹی کارکنوں کا ایک نیا اضافہ ہوا جیسا کہ شیلیپن نے بائیسویں پارٹی کانگریس کے سامنے اظہار کیا تھا "پارٹی نے سوویت کومسومول اور پارٹی کے کارکنوں کے ایک کافی بڑے حلقے کو ان حیثیتوں پر بھیج دیا ہے"۔

عظیم صفائی کے دوران کارکنوں کو تیزی سے عملی کاموں پر لگانے کی اشد ضرورت کے تحت ان کی مکمل پیشہ ورانہ ٹریننگ کے کام بھی وقتی طور پر چھوڑنا پڑ گیا تھا۔ لیکن بہر حال اس دور میں بھی ایسے مخصوص اسکولوں کا ایک بہت بڑا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ جن میں وزارت امور داخلہ کے کاموں کے لیے چنے ہوتے افراد کو ہدایتیں اور ٹریننگ دی جاتی تھی۔ نصاب کو بہت تیزی سے پورا کیا جاتا تھا۔ اور ادنی درجے کے عملے سے متعلق افراد کو ٹریننگ صرف ماسکو، لینن گراڈ، کھارکوو، کیو، اوڈیسا، باکو، تیفلیس اور دوسرے بڑے مرکزوں میں قائم اسکولوں میں ہوتی تھیں — — — — — — ان اسکولوں میں طالب علموں کی ہر طرح سے سیاسی ذہنی تربیت کی جاتی تھی۔ فوجی ٹریننگ دی جاتی تھی اور فوج داری قوانین اور اس سلسلے کی کارروائیوں اور طریقہ کار کی تعلیم دی جاتی تھی تفتیش کے طریقے، اطلاعات فراہم کرنا، جاسوسی کی کارگزاریوں اور جاسوس مخالف کارگزاریوں

کے سلسلے میں تربیت ہوتی۔ خود آلۂ کار میں وزارت امور داخلہ کے وہ کارکن جنھیں اگلی ترقی کے لیے چن لیا گیا ہوتا، انھیں ماسکو میں وزارت امور داخلہ (N K V D) کے مخصوص کاموں کی اور زیادہ سخت ٹریننگ دی جاتی۔

وزارت امور داخلہ (N K V D) کو رنگروٹ بھرتی کر لینے میں کبھی دقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اس وزارت کو جو ترجیحی حیثیت حاصل تھی اور جو آسانیاں اپنے عملے کو دے سکتی تھی ان کی وجہ سے اس میں خدمات انجام دینے کو ایک مخصوص اور ممتاز کام سمجھا جاتا تھا۔ حکومتی تحفظی تنظیم کے کسی میجر کو وہی آسانیاں اور حیثیت حاصل ہوتی تھی جو کسی فوجی بریگیڈ میں کمانڈر کو حاصل تھیں۔ اسی طرح حکومتی تحفظی تنظیم کا کرنل اس حیثیت کا مالک ہوتا تھا جو کسی فوجی ڈویژن کے کمانڈر کو مل سکتی تھی۔ ایسے معاشی ماحول میں جس میں کمیابی کا عنصر غالب ہو، وزارت امور داخلہ کے افسر ایک ایسے جزیرے کے باشندے ہوتے تھے جس میں ہر قسم کی اشیا کی فراوانی رہتی لہٰذا اس سے الحاق کے فوائد کو نہ تو وہ افراد چھوڑنے کے خواہشمند تھے جنھیں صرف اپنی شخصیتوں کا معمار کہا جا سکتا تھا، نہ سوویت یونین کے کٹر اور راسخ عقیدہ قسم کے جوشیلے نوجوان ان سے محروم رہنا چاہتے تھے۔ پارٹی رہنما خود بھی وزارت امور داخلہ کو اپنی بقا کے لیے ایک اہم اور بنیادی ستون سمجھتے تھے۔ بڑے بڑے صلے اور انعامات جن کے اس سلسلے میں لالچ دیے جاتے تھے ان کا مقصد یہی تھا کہ وزارت امور داخلہ کی وفاداریوں کو اپنے حق میں یقینی طور پر حاصل کیا جا سکے۔

خفیہ پولیس کی کارکردگی کے طریقے

اسٹالن کے دور میں خفیہ پولیس آلۂ کار کی پہنچ سوویت زندگی کے ہر منظم شعبے تک بالکل براہ راست موجود تھی خواہ وہ کسی کارخانے کے مخصوص شعبے کا سربراہ ہو جو کسی فوجی رجمنٹ میں خفیہ پولیس کا مختار کل ہو یا کسی دیہی علاقے میں ضلع کا سربراہ ہو۔ ہر شخص صرف ایک ہی ہدایت کے تحت کام کرتا تھا کہ سوویت عوام پر حکومت کے لیے مکمل وفاداری حاصل کرنے کے سلسلے میں کڑی نگرانی رکھی جائے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر سوویت شہری یکساں طور پر خفیہ پولیس کی

کی نگاہوں میں رہتا تھا۔ کچھ حصوں کو مخصوص نگرانی کے لیے علیحدہ چن لیا جاتا تھا۔ ان میں وہ عناصر تھے جو کسی زمانے میں مخالف سماجی طبقوں یا سیاسی پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے، گزشتہ دور کے مخالفین تھے، کچلے ہوئے لوگ تھے اور کچھ ایسے ہی افراد تھے جن کی سیاسی خدمات کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ سوویت زندگی کے کچھ حصوں پر کچھ دوسرے حصوں کے مقابلے میں بہت کڑی اور محتاط نگاہ رکھی جاتی تھی۔ ہتھیار بند فوج، فوجی کارخانے ایسی صنعتیں جو فوجی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہیں، ذرائع آمدورفت، تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں اور دانشور طبقے کے لوگ عام طور پر مخصوص نگرانی کا نشانہ ہوتے تھے۔

نگرانی اور تفتیش کے عمل میں خفیہ پولیس کچھ مختلف تکنیکوں پر عمل پیرا ہوتی تھی۔ ہر ایسے موضوع پر جو خفیہ پولیس کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے، یادداشت کا ایک مکمل فائل رکھا جاتا تھا۔ ایسے کارخانے جو فوجی اعتبار سے اہمیت رکھتے، ان میں اہم حیثیتوں پر اس وقت تک کسی شخص کا تقرر ہو ہی نہیں سکتا تھا جب تک اسے پولیس منظوری نہ دے۔ ایسے تمام ملازمین کو ایک سوال نامہ بھرنا ہوتا تھا اور اپنی زندگی کے واقعات کی مکمل تفصیل پولیس کو بھیجنی ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کارخانے کے مخصوص شعبے کا سربراہ یا دوسری جگہوں پر اس کے متوازی حیثیت رکھنے والا افسر خبر رسانوں کے ایک پھیلے ہوئے جال کو استعمال کرتا تھا تاکہ ان کے ذریعے ان خبر رسانوں سے قریب رہنے والے افراد کے متعلق اطلاعات اور مواد ملتا رہے۔ اپنے کاموں اور گزشتہ حرکتوں کے سلسلے میں اپنی مذمت اور بداعمالیوں کے انحراف کے لیے ترغیب دی جاتی تھی۔ یہ کام کبھی صرف احتیاطی تدبیروں کے طور پر اور کبھی ان کو مفصل فائل میں درج کر لینے کی غرض سے کیا جاتا تھا تاکہ اسے بعد میں ضرورت کے وقت استعمال کیا جا سکے۔ خود تفتیش اور پوچھ تاچھ ہی ڈرانے دھمکانے کے لیے ایک کارگر طریقہ تھی چونکہ ملزم کے ساتھ اس کی وجوہات شاید ہی بیان کی جاتی — وہ لوگ جنھیں تفتیش کے لیے طلب کیا جاتا تھا وہ اس خیال سے ہی بالکل ٹوٹ جاتے تھے کہ حراست کا ایک ناگزیر سایہ ان پر پڑ چکا ہے۔

کسی گرفتاری کے سلسلے میں جو طریقہ اختیار کیا جاتا تھا وہ خود کچھ ایسا تھا جو ملزم کے دل میں ایک خوف ہیبت پیدا کر دینے کے لئے کافی تھا۔ عظیم صفائی کے درمیان تقریباً ساری ہی گرفتاریاں رات کی مکمل خاموشی میں آئی تھیں۔ سرکاری کارندے رات کے وقت ملزم کے

گھر میں اس حکمنامے کے ساتھ آجاتے جس میں انھیں ملزم کو گرفتار کرنے اور اس کے گھر کی تلاشی لینے کے اختیارات دیئے گئے ہوتے تھے۔ تمام اس مواد کو جسے مشتبہ سمجھا جاتا فوراً قبضے میں کر لیا جاتا۔ اسی وقت قبضے میں لیے گئے تمام سامان کی فہرست تیار کی جاتی اور اس کی حراست کی ایک رسید انھیں دے دی جاتی تلاشی کے خاتمے پر کارندے ملزم کو اپنے ساتھ مقررہ جگہ تک لے جاتے، جہاں اس کا پیسہ اس کے پاس جو بھی ایسا سامان موجود ہوتا جس سے وہ خود کو نقصان پہنچا سکتا تھا وہ بھی قبضے میں کر لیا جاتا۔ یہاں بھی اسے بڑی باقاعدگی کے ساتھ اس تمام سامان کی ایک رسید ضرور دی جاتی۔ اس کے بعد ملزم کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا جاتا جہاں وہ اس تفتیش کرنے والے کا منتظر رہتا، جس کے سپرد اس مقدمے کو کیا گیا ہے۔ عظیم صفائی کے دوران انتظامیہ کا یہ وقفہ بعض بعض صورتوں میں ہفتوں بلکہ مہینوں کی مدت تک کھنچ جاتا تھا۔

پھر جب آخر میں قیدی کو تفتیش کے لیے بلایا جاتا جو عام طور پر رات کے وقت ہی ہوتی تو تفتیش کرنے والا کارندہ ابتدا ایسی کوشش سے کرتا کہ ملزم کو خود اختیاری طور پر اپنے جرموں کا اعتراف کر لینے پر مجبور کر دے۔ یہ تفتیش تقریباً ہمیشہ اس مفروضے پر ہوتی کہ ملزم جرم کا ارتکاب کر چکا ہے اس لیے سوال و جواب کرتے جانے کا بنیادی کام یہی ہوتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح ملزم سے اقبال جرم کرا لے اور جرم میں تمام شرکا کے ناموں کو ظاہر کر دینے پر مجبور کر دیا جائے۔ اگر ملزم اس دباؤ اور تفتیش کے سامنے نہ جھکتا تو تفتیش کرنے والا دھمکیوں اور جسمانی تشدد کا سہارا لیتا۔ ملزم کو متنبہ کیا جا سکتا تھا کہ اعتراف اور اقبال جرم نہ کرنے کی صورت میں خود اس کے خاندان پر برے اثرات بھی پڑ سکتے ہیں۔ اور ملزم اقبال جرم میں جتنی دیر بھی کرے گا اتنی ہی سزا سخت ہوتی چلی جائے گی۔ اگر ملزم اب بھی اپنی بات پر جما رہتا تو پھر اعصاب شکن تفتیش کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اور یہ کئی کئی ہفتے کھنچ سکتا تھا۔ اس عرصے میں اسے نیند سے محروم رکھا جاتا تھا، تفتیش کرنے والوں کا ایک پورا گروہ باری باری اس سے سوال جواب کرتا رہتا، تفتیش کے دوران اسے "بوشیلا" کی صورت میں کھڑا رکھا جاتا اور اگر وہ تھک کر گر پڑتا تو اسے ہوش میں لانے کے لیے مارا پیٹا جاتا۔ ان زبردست حملوں سے صرف آہنی قوت ارادی رکھنے والے ہی بچ نکل سکتے تھے آخر میں بہرحال ایک "اقبال جرم" پر دستخط ہو جاتے، اور ملزم مقدمے یا پھر سزا کے لیے تیار کر دیا جاتا۔

عظیم صفائی کے دوران زیادہ تر سیاسی قیدیوں کے لیے فرد جرم عام طور پر R S F S R کی دفعہ ۵۸ کے تحت ہوتی یا دوسری ری پبلکوں کی ایسی ہی متوازی دفعوں کے تحت ہوتی۔ اس دفعہ کے پیراگرافوں میں ان جرموں کی بہت مبہم اور گنجلک سی تعریف کی گئی ہے۔ اور انھیں زبردست سازش، مسلح بغاوت، جاسوسی، احتجاجی سبوتاژ حرکتیں، تشدد، انقلاب دشمن شورش اور انقلاب مخالف تنظیموں سے تعلق رکھنے وغیرہ کا نام دیا گیا تھا۔ تفتیش کرنے والے کا فرض یہ ہوتا تھا، کہ وہ ایک ایسا "اقبال جرم" کو اگلوانے میں کامیابی حاصل کرے جو اس دفعہ کے اندر آتا ہو۔ اقبال جرم حاصل کر لینے کے بعد سزا کا اعلان صرف جرم کی سنگینی پر منحصر ہوتا تھا۔ زیادہ تر صورتوں میں ملزم کی سزاؤں کا اعلان وزارت امور داخلہ سے ملحق مخصوص بورڈوں کے ذریعے ملزم کی غیر موجودگی میں ہی ہوتا تھا اور ان بورڈوں کو صوبوں میں ٹروئیکا (Troika) یعنی تین افراد پر مشتمل کمیٹی کا نام دیا جاتا تھا۔ ماسکو میں ان سزاؤں کے سنانے کے لیے ایک مخصوص کاؤنسل تھی۔ بیک اور گوڈن کی تحریر کے مطابق جس وقت یژوو کا دور اپنے پورے عروج پر تھا اس وقت پانچ سال مدت کی جبریہ مزدوری کی سزا بہت کم ہوتی تھی۔ عام طور پر یہ آٹھ یا دس سال کے لیے ہوتی تھی لیکن پچیس سال کی جبریہ مزدوری کی سزا یا قید بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔[41] بعض صورتوں میں کچھ مقدمے سپریم کورٹ کے فوجی ٹربیونل کے سامنے خفیہ طور بھی چلائے جاتے حالانکہ ان مقدموں میں ملزم موجود ضرور ہوتا تھا۔ لیکن اسے وکیل اور قانونی مشورہ نہ دیا جاتا اور کوئی ایسا موقع فراہم نہ کیا جاتا کہ اس کی بے گناہی یا جرم ثابت کرنے کے لیے گواہ پیش کیے جا سکیں۔ فوجی ٹربیونل کے سنائے ہوئے موت کے فیصلوں میں بہت سے اعلیٰ فوجی افسروں، وزارت امور داخلہ کے بڑے بڑے افسران اور پارٹی کے اہم عہدیداروں وغیرہ کے نام بھی شامل ہیں۔ بہت تھوڑے مقدمات کو جو نسبتاً چھوٹے مجرموں سے تعلق رکھتے تھے معمولی علاقائی عدالتوں کے سپرد بھی کیا گیا تھا۔[42]

خوف و ہراس کے ماحول کے خطرات

خوف و ہیبت کو حکومت اور اقتدار کا ایک کار آمد ہتھیار بنا لینے میں کچھ خطرات بھی ضرور ہوتے ہیں اس پر قابو اور مکمل گرفت رکھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ خفیہ پولیس خود

اپنی ترقی اور نشو نما کو پیش نظر رکھ کر خود کچھ اپنے ہی قوانین اختراع کر لیتی ہے۔ جتنی نااتفاقی اور جھگڑا یہ پیدا کرے گی یا اس کا جتنا اظہار کرے گی اتنا ہی اس کی حیثیت ناگزیر ہوگی۔ اس کا رجحان ہمیشہ خود اپنے اقتدار اور دباؤ کو بڑھاتے رہنے کی طرف رہتا ہے تاکہ یہ تمام بیرونی گرفتوں اور ہر قسم کے خارجی کنٹرول سے خود کو آزاد رکھنے میں کامیاب ہو جائے حکومت کے اندر خود اپنی ایک اور حکومت قائم کرے اور مستقل طور پر غیر معمولی حالات اور قلعہ بندی کی سی کیفیت کو برقرار رکھے چونکہ ان حالات پر خود اس کی اپنی طاقت کی وسعت کا انحصار ہوتا ہے۔

رہنماؤں کے نقطۂ نگاہ سے ایک اور اس سے بھی بڑی پریشانی موجود ہوتی ہے؛ وہ یہ خوف ہے کہ خفیہ پولیس آلۂ کار خود پارٹی کے اعلیٰ ترین رہنماؤں کے تحفظ کے لیے بھی باعث پریشانی ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا خدشہ ہے جس سے پارٹی رہنما شروع سے باخبر رہے ہیں۔ اور اس کے سلسلے میں احتیاطی کارروائیاں بھی کرتے رہے ہیں۔ ہر ممکن کوشش اس نقطۂ نگاہ سے کی گئی ہے کہ حکومتی تحفظی کمیٹی K G B مرکزی پارٹی تنظیم کے ماتحت رہے۔ اس کے خاص اور اہم ملازمین کے لیے پارٹی ممبر ہونا ضروری ہے۔ تمام تقرریوں اور ترقیوں کے لیے مرکزی کمیٹی سکریٹریٹ کے انتظامیہ شعبوں کے ڈیپارٹمنٹ کی تصدیق ضروری ہے جو حکومتی تحفظی کمیٹی پر ہمیشہ کڑی نگاہ رکھتا ہے۔ حکومتی تحفظی کمیٹی میں پارٹی تنظیموں کے سکریٹری مرکزی کمیٹی کے آنکھ اور کان کا کام دیتے ہیں۔ مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کے مخصوص شعبے سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ خفیہ پولیس سے کڑی ایک نگرانی کا گہرا رشتہ برقرار رکھے گا۔ پارٹی حکومتی کنٹرول کمیٹی کے مخصوص گروپوں کو حکومتی تحفظی کمیٹی K G B پر کڑی نگاہ رکھنے کا کام سونپا گیا ہے۔ ان ذریعوں سے اور غالباً ایسے ہی بہت سے طریقوں سے پارٹی رہنما خود کو "انقلاب کی اس" انتقامی تلوار" سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا خود انقلابی رہنماؤں کی طرف پلٹ پڑ دفاع ممکن ہوتا ہے۔

بہر حال اب تک تو سوویت خفیہ پولیس کا کوئی سربراہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوا ہے کہ وہ اپنی حیثیت کو اعلیٰ ترین اقتدار اور طاقت کو چھین لینے کے لیے استعمال کر سکے خفیہ پولیس (Cheka) اور (OGPU) کا پہلا ڈائرکٹر فیلکس زیرژنسکی (Felix

(Dzerzhinsky) پرانا بالشویک تھا۔ اور ایسا بے داغ اور کٹر تصور پرست تھا کہ اس کی خدمات کا پورا ریکارڈ اس بات کے لیے ایک ثبوت کہا جا سکتا ہے کہ کوئی عقیدہ اتنا وحشتناک نہیں ہو سکتا جتنا کسی خالص تصوراتی انسان کا کٹرپن ہوتا ہے۔ زیرژنیکس کے یہاں کبھی نپولین کی سی امید کی رمق پیدا نہیں ہوئی اور وہ ۱۹۲۶ء میں پولٹ بیورو کی ممبری حاصل کیے بغیر ہی مر گیا۔ اس کا جانشین منیژنسکی (Menzhinsky) ہوا جو بہت معمولی حیثیت رکھتا تھا اور حالانکہ یہ ۱۹۳۴ء تک (OGPU) کا سربراہ رہا لیکن پارٹی رہنماؤں میں یہ دوسرے درجے سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکا۔ یگوڈا جو اس کے بعد اس عہدے پر مقرر ہوا وہ ۱۹۳۶ء میں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا گیا اور پھر ۱۹۳۸ء میں قتل کر دیا گیا۔ اس کا جانشین یژوو تھا جس کو ۱۹۳۸ء میں برطرف کیا گیا اور ۱۹۳۹ء میں وہ غائب ہو گیا۔ یگوڈا اور یژوو میں سے کوئی بھی پارٹی رہنماؤں کی پہلی صف میں شمار کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔ بیریا جو یژوو کے بعد آیا وزارت امور داخلہ (NKVD) کا یہ پہلا ایسا سربراہ تھا جو پولٹ بیورو کا ممبر ہو سکا۔ لیکن اسے بھی اسٹالن کے بعد نظر آنے والی جانشینی کی رسہ کشی میں موت کی سزا دی گئی۔ اس کے دو جانشین پیشہ ور پولیس تھے کروگلوو (Kruglov) جو (MVD) کا سربراہ تھا اور سیروو (Serov) جو حکومتی تحفظی کمیٹی KGB کا سربراہ تھا۔ ان میں سے کوئی بھی برسراقتدار گروپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں بن سکتا تھا۔ لیکن جلد ہی ان دونوں کی جگہ بھی پارٹی کے دو کارکنوں نے لے لی۔ ڈودروا وو اور شیلیپن یہ دونوں پارٹی کے اس چوٹی کے حلقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے جو پریسیڈیم پر قابض تھا۔ ۱۹۶۱ء کے آخر میں شیلیپن کو مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کے عہدے پر ترقی دے دی گئی اور یہ اپنے عہدے سے سمی چاستنی کے حق میں سبکدوش ہو گیا جو کومسومول کا سابق پہلا سکریٹری رہ چکا تھا۔ اب تک تو بہر حال پارٹی رہنماؤں کی نگرانی اس بات میں کامیاب ہی رہی ہے کہ پولیس آلۂ کار کو اعلیٰ ترین طاقت کے حصول میں ایک مناسب اور بار آور راستہ بنا دینے کا خواب پورا نہ ہو سکے۔ بہر صورت اگر پارٹی رہنما خفیہ پولیس پر اپنا مکمل اختیار اور گرفت رکھنے میں کامیاب بھی ہیں۔ تب بھی پولیس کی نگرانی کے نظام کے کچھ ایسے نقصانات بھی ہیں جو بہترین شاطرانہ جوڑ توڑ کے باوجود بھی پوری طرح قابو میں نہیں آپائے۔ ایک ایسا نظام جو ایک بہت وسیع

خفیہ پولیس آلۂ کار کو اپنی طاقت کی بنیاد بنا لیتا ہے وہ بہرحال انسانی طاقت کو بہت بڑے پیمانے پر ضائع کرتا ہے۔ شبہ اور بے اعتباری کا ماحول جو اس مستقل نگرانی کی پیداوار ہے وہ عام حالات میں تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ اور اس کے اثر سے انفرادی تحریک اور ترغیب مردہ ہو جاتی ہے۔ ہر وقت اس بات کا خدشہ بھی موجود ہوتا ہے کہ خفیہ پولیس بے قابو ہو جائے گی اور دیوانے پن کا مظاہرہ کرے گی جیسا کہ عظیم صفائی کے دوران دیکھنے میں آیا تھا۔ اس سے غیر ارادی طور پر ہونے والے یہ سنگین نقصانات حکومت کے پیداواری اور انتظامیہ آلۂ کار کو پہنچیں گے یہ بات بہت آسان نہیں ہے کہ خوف و ہراس کے طریقے کو استعمال بھی کیا جائے اور پھر اس کی تنابیں بھی کھینچ رکھی جائیں۔

بہرحال ۱۹۲۰ء کی دہائی سے خوف و ہراس کی پرانی بنیادیں ختم ہونے لگیں اور اب آج کے سوویت نظام میں خوف و ہراس کا استعمال ہر قسم کی قانونی پابندیوں سے جکڑ دیا گیا ہے اور اس طرح اس کا استعمال اسی حد تک ہو سکتا ہے جتنا ہر سیاسی نظام جو پائیدار رہے اور عوام سے متعلق رہے کر سکتا ہے۔

سوویت سوسائٹی آج انتہائی تعلیم یافتہ، تجربہ کار اور سوشلسٹ نظام کی بنیادی اچھائیوں سے بالکل ہی منحرف نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اوائل انقلاب کے اسٹالن کے زمانے کا خوف و ہراس اب اس کے لیے محض ایک پراگندہ خواب ہی نہیں بلکہ ایسا تلخ ترین تجربہ ہے جس سے اسے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ نویں دہائی میں گورباچوف کی قیادت نے اس اہم نکتے کو پوری طرح سمجھ لیا ہے۔

چودھواں باب

پارٹی اور فوج

اقتدار حاصل کرنے والی ہر تحریک کے سامنے اپنی فتوحات کو مستحکم اور مضبوط رکھنے کے لیے ایک وفادار، قابل اعتماد اور متحرک فوج کے قیام کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ مکمل وفاداری اور اعتماد کو پوری طرح یقینی طور پر حاصل کر لینے کے لیے اس کے رہنما فوج کو اپنے ہمدرد اور موافقین سے بھر دیتے ہیں اس میں مستعدی اور تحریک پیدا کرنے کے لیے انھیں ملک کی فوجی طاقت میں ایک پیشہ ورانہ صلاحیت کی نشوونما کرنا بھی ضروری ہوتی ہے۔ لیکن انقلاب جیسے بڑے سماجی بحران اور ردوبدل کے اثر سے یہ دونوں مقاصد ایک دوسرے میں پوری طرح ضم کرنا مشکل تر ہوتا ہے۔ انقلابی فوجوں کو فوجی تکنیکی صلاحیت اور پیشہ ورانہ رہنمائی اور تحریک ان فوجوں کے اپنی پیش رفتہ فوجوں کے ورثے کے طور پر نہیں مل پاتی پرانی فوج کی تباہی کے ساتھ اس کے اعلیٰ اور افسری درجے کے افراد بھی بہرحال منتشر ہو جاتے ہیں۔ افسری درجے کے عملے کی ہمدردیاں ویسے بھی عام طور پر انقلابی طاقتوں کے ساتھ نہیں ہوتیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب اعتماد اور وفاداری ہی یقینی نہ ہو تو صرف تکنیکی صلاحیتوں اور استعداد پہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا انقلابی فوجوں کو ملکی انہماک اور ایک جذبے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو انھیں ان ہی نئے عناصر میں مل پاتا ہے جن کو یہ اپنے ساتھ ملا کر چلتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ڈسپلن پابندی اور پیشہ ورانہ ہدایت اور رہنمائی کی طرف سے بھی بالکل آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔

سرخ فوج کی تخلیق

نومبر ۱۹۱۷ء میں اقتدار حاصل کر لینے کے بعد بالشویکوں کو ایک ایسی فوج ورثے میں ملی تھی جو خود بخود منتشر ہو رہی تھی اس انتشار کو بالشویکوں کے ایک پروپیگنڈے نے کچھ اور تیز کر دیا جس کے اثر سے جنگ سے ایک عام تھکاوٹ کا احساس پیدا ہوا۔ فوجی سپاہیوں کے کسان طبقے میں زمین کے حصول کے لیے ایک زبردست خواہش تیزی سے بڑھی۔ پرانی فوج کے انتشار کے ساتھ بالشویکوں کے سامنے ایک نئی فوج پیدا کرنے کا مسئلہ درپیش تھا ایک ایسی فوج جس کی بنیاد پر یہ خود اپنی طاقت کی تعمیر کر سکیں اس وقت جو فوجی دستے ان کے پاس موجود تھے اور جن پر یہ اعتبار کر سکتے تھے۔ وہ بہت مختلف عناصر سے مل کر بنے تھے۔ ان میں ماسکو اور پیٹرو گریڈ کے کارخانوں میں بھرتی ہوئے مسلح مزدور تھے جنھیں منظم کر کے سرخ محافظوں کا نام دیا گیا۔ بالٹک بیڑے کے بحری سپاہی اور پیٹرو گریڈ گیریسن کے کچھ فوجی دستے بھی شامل تھے۔ بالشویک فوری طور پر انھیں جمع کرنے میں کامیاب ہو سکے تھے اور اسی بنیاد پر ایک طرف انھیں جرمن فوجوں کی بہت تیز پیش قدمیوں کو بھی روکنا تھا۔ اور انقلاب مخالف طاقتوں کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔

لہٰذا اس سلسلے میں بالشویکوں نے پہلا فیصلہ جرمن طاقتوں سے صلح کر لینے کا کیا ظاہر ہے کہ اس وقت اس کا مطلب صرف یہی ہو سکتا تھا کہ جرمن شرائط پر صلح کی جائے یہ شرائط بہت سخت تھیں اور بہت سے بالشویک رہنما ان کو ماننے کے لیے ذہنی طور پر تیار بھی نہیں تھے لیکن بہت طویل بحث مباحثہ کے بعد لینن کی اس دلیل کو بہر حال مان لینا پڑا کہ اس کے علاوہ کوئی اور راہ موجود نہیں ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بالشویکوں نے بریسٹ لیٹووسک (Brest Litovsk) معاہدے پر دستخط کر دیے جس کے تحت روس ۳۴ فی صدی روسی آبادی سے دست بردار ہوا۔ ۳۲ فی صد زرعی زمین چھوڑی۔ ۵۴ فی صدی صنعتیں اور ۸۹ فی صدی کوئلے کی کانیں روس کے ہاتھ سے نکل گئیں۔ حالانکہ یہ نقصانات بہت بڑے تھے مگر اس قیمت کو ادا کرنے کے بعد بہر حال بالشویکوں کو یہ موقع ضرور مل گیا کہ وہ اپنی پوری طاقت کو آزادی کے ساتھ گوروں (Whites) اور متحدہ

فوجوں (Allied Interventionst) کے خلاف مرکوز کرسکیں اور یہی وہ مکتب تھا جس میں سرخ فوج کی بنیاد پڑی۔

اس نئی فوج کی تشکیل میں سب سے پہلے قدم کے طور پر ایک ایسا تصوراتی اور مرکب ماحول پیدا کرنا تھا جس میں ایک طرف یوٹوپیائی تصورات اور رومانیت تھی اور دوسری طرف آہستہ آہستہ بڑھنے والی حقیقت پسندی۔ مشاورت اور یکسانیت پر مبنی ایک عوامی فوج کا تصور جو پیرس کی کمیونوں سے لیا گیا تھا۔ بالشویک رہنماؤں کے ذہنوں پر چھایا ہوا تھا۔ اور ابتدائی فوجی فرمانوں میں اس کی رہنمائی کی جھلک صاف طور پر نظر بھی آئی۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۷ء کو جاری کیے گئے حکم[51] میں فوجی عہدوں اور درجوں کو ختم کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۲ جنوری ۱۹۱۸ء کو عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کا ایک فرمان جاری ہوا جس کے ذریعے ایک ایسی سوشلسٹ فوج کے قیام کا اعلان کیا گیا جسے نچلے حصے میں تشکیل کیا جانا تھا۔ اور اس میں افسروں کا تقرر چناؤ کے اصول پر کیا جانا تھا[52]

فوج میں رضاکارانہ انداز میں بھرتی ہوتی ۲۸ جنوری ۱۹۱۸ء کے فرمان کے مطابق ایک نئی "مزدور کسان سرخ فوج" کو محنت کش عوام کے نسبتاً زیادہ منظم اور زیادہ طبقاتی شعور رکھنے والے عناصر" سے تشکیل دیا جانا تھا۔ ان عناصر پر اعتماد ان کی وفاداری کی تصدیق اور ضمانت خود پارٹی، ٹریڈ یونین اور فوجی کمیٹیاں کر سکتی تھیں یا وہ جمہوری تنظیمیں کر سکتی تھیں جو سوویت حکومت کے پلیٹ فارم پر موجود ہوتیں[53]۔ رضاکاروں کو کم از کم تین مہینے فوجی خدمات انجام دینا ضروری تھا۔ ان سپاہیوں کو پچاس روبل ماہانہ دیا جاتا اور ان کے خاندان کو ضروریات زندگی کا سامان فراہم کیا جاتا۔ اگلے چند مہینوں میں صرف ۱,۰۶,۰۰۰ افراد سرخ فوج میں شامل ہوئے اور نتیجے میں بھرتی کی یہ مہم ناکام ثابت ہوئی۔

پیشہ ورانہ نقطہ نگاہ سے ابتدائی سرخ فوج ایک بہت خستہ حال تنظیم کہی جا سکتی تھی۔ اس میں حقیقی ڈسپلن موجود ہی نہیں تھا۔ سپاہی اپنا زیادہ وقت میٹنگوں اور جلسوں میں گزارتے، احکامات پر بحث ہوتی اور ہر شخص سودے بازی کے لیے اپنی مانگیں تیار کرنے میں مصروف نظر آتا۔ مارچ ۱۹۱۸ء کے آخر میں پیٹروگریڈ کے سپاہیوں کی ایک کانفرنس میں شریک ایک سپاہی نمائندے کی تقریر فوجی سپاہیوں کے مزاج

اور طرزِ فکر کی پوری طرح عکاسی کر دیتی ہے۔ وہ پورے جوش کے ساتھ بولا تھا۔ "یا تو ہمیں تین سو روبل ماہوار کھانا و کپڑے اور رہنے کی جگہ دو ورنہ ہم عوامی کیساروں کی کاؤنسل کو یہ دکھلا دیں گے کہ ہم اپنے مفادات کی خود بھی حفاظت کرنے کے قابل ہیں"۔ وہ لوگ جو سرخ فوج میں کھنچ آئے تھے ضروری نہیں کہ وہ سب محض تصوراتی لگاؤ کی بنا پر ہی اس میں شامل ہوئے ہوں۔ ٹراٹسکی نے بڑی صفائی سے اس کا اعلان کیا تھا۔ "حالانکہ ہمیں قربانیاں دینے والے نوجوان خاصی بڑی تعداد میں مل گئے ہیں لیکن جن لوگوں کے نام درج ہیں ان میں سے اکثریت بدترین آوارہ قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے"۔ سرخ فوجی اکائیاں نیم خود مختار ریاستوں کے سے انداز میں کام کرتی تھیں جو اپنے سے اعلیٰ کمان کے تحت نہیں بلکہ آپسی مفادات کی یکسانیت اور ہم آہنگی کی بنیادوں پر ایک دوسرے سے جڑی رہنے پر مجبور تھیں۔ انھیں سپاہیوں میں سے افسروں کا چناؤ ہو جاتا۔ ایسے ایک خط میں ذکر تھا جسے اس کا مثالی نمونہ کہا جا سکتا تھا۔ "ایک معمولی سپاہی کو.... ہمارے بریگیڈ کا کمانڈر چن لیا گیا... بریگیڈ کو ایک کمیٹی چلاتی ہے... جس میں ایک افسر بھی موجود نہیں ہے۔ حالات بالکل بگڑے ہوتے ہیں۔ اور ہر بٹری خود اپنے ہی انداز میں رہتی ہے"۔

یہی افراط و تفریط اور گڑبڑ تھی جس نے ٹراٹسکی کو یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ "ایک حقیقی فوج منتخبہ کمیٹی اور ایسے منتخبہ افسروں کی بنیاد پر نہیں چلائی جا سکتی جنھیں جب بھی ان کے ماتحت چاہیں برخاست کر دیں"۔ اگر ۱۹۱۸ء کے ابتدائی مہینوں میں بالشویک حکومت باقی بچ سکی تو اس میں اس کی فوجی طاقت کا حصہ کم تھا۔ حقیقت میں خود اس کے مخالفین کے درمیان انتشار اور کمزوری کو زیادہ دخل تھا۔

ٹراٹسکی کی اصلاحات

مارچ ۱۹۱۸ء میں لیون ٹراٹسکی (Leon Trotsky) جنگ کا عوامی کیسار مقرر کیا گیا اور اسے فوج کی نئی تنظیم کا کام سونپا گیا۔ ان اصلاحات کے طویل سلسلے نے جن کی ابتدا ٹراٹسکی نے کی تھی سرخ فوج میں پیشہ واریت کی خصوصیت کا سنگ بنیاد رکھا اور فوج کو ایک با اثر اور وفادار جنگی طاقت میں تبدیل کر دیا۔

ٹراٹسکی کی اہم کامیابیوں میں اولین کام مرکزی فوجی نقطے کا قیام تھا جو اس پر

پوری طرح گرفت رکھتا تھا۔ ۱۹۱۸ء کے ابتدائی حصے میں فوجی پیش قدمیاں اور دوسری فوجی کاموں میں زبردست انتشار موجود تھا۔ اور کوئی مرکزیت نظر نہیں آتی تھی۔ سرخ فوجی اکائیوں کی تنظیم کی ذمے داری مقامی سوویتوں کے فوجی شعبوں پر تھی مقامی سوویتیں صرف بھرتی کے کام تک ہی محدود رہتیں یہ اپنی جمع کی ہوئی فوجوں پر پورا کنٹرول اور مکمل گرفت بھی رکھتیں ایسی صورت میں مقامی وطن پرستی کبھی کبھی بڑا تلخ اور زہریلا انداز اختیار کرلیتی۔ ٹراٹسکی نے شکایت کی کہ ہر ریاست بلکہ ہر شہر کا یہ یقین ہے کہ اس مخصوص شہر پر توجہ مرکوز کرکے اور ہوائی طاقت، سامان جنگ ریڈیو اور رسل ورسائل کے ذریعوں، رائفلوں اور مسلح کاروں کو ہر ممکن طور پر زیادہ سے زیادہ حاصل کرکے سوویت طاقت کا بہترین طور پر تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ سب ہی کوشش کرتے ہیں کہ اس سامان کو چھپا لیا جائے۔ صرف صوبوں میں ہی نہیں، مرکزوں میں بلکہ پیٹروگریڈ کی علاقائی تنظیموں تک میں مقامی فوجی کمانڈروں کا اصرار تھا کہ انھیں اپنے کاموں کے سلسلے میں آزادی حاصل ہو اور یہ لوگ ماسکو سے جاری ہونے والے احکامات کی مدافعت کرتے تھے بلکہ ان کی حکم عدولی پر تیار رہتے تھے۔

ٹراٹسکی نے اپنے ذمے یہ کام لیا کہ مرکز سے انحراف کے ان رجحانات پر متحدہ قوت عمل اور حکمت عملی کے ان رجحانات پر متحدہ قوت عمل اور حکمت عملی کے مفادات کی خاطر، قابو حاصل کرے لے سپریم فوجی کاؤنسل جس کا قیام یکم مارچ ۱۹۱۸ء کو عمل میں آیا۔ اس کا دائرہ عمل صرف جرمن مورچے تک ہی محدود تھا مئی ۱۹۱۸ء میں ایک فوجی نقل وحرکت کے شعبے (Operation Deptt.) کی تخلیق کی گئی جسے خانہ جنگی موریچوں پر سرخ فوج کی حکمت عملی کے سلسلے میں رہنمائی کے فرائض سپرد کیے گئے لیکن اس شعبے کو زبردست طور پر مقامی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جولائی میں پوری مسلح فوج کی کمان زارشاہی دور کے کرنل آئی۔آئی، واٹ ٹیس (I.I. Vatsetis) کو دی گئی ہر ستمبر کو ٹراٹسکی کی سربراہی میں ایک انقلابی جنگی کاؤنسل وجود میں آئی جسے تمام فوجی نقل وحرکت، اس کے انتظامیہ اور سرخ فوج کے لیے سامان کی فراہمی کے کاموں میں تال میل پیدا کرنا تھا۔ کاؤنسل کے ایک ممبر

کو کمانڈر ان چیف کے تمام احکامات پر تصدیقی دستخط کرنے ضروری تھے۔ لیکن بہر حال کمانڈر ان چیف کو جنگی حکمت عملی کے مسائل میں پوری آزادی تھی۔

۳۰ نومبر ۱۹۱۸ء کو مرکزی اختیار کے ڈھانچے کی تعمیر دفاعی کاؤنسل کے قیام سے مکمل کر دی گئی اُس کے کاموں میں دفاعی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک کی تمام طاقتوں اور ذرائع کو یکجا کرنا شامل تھا۔ سرخ فوج کو ایک متحد اور یکجہت جنگی طاقت میں تبدیل کرنے کے عمل میں مرکزی گرفت کے آلۂ کار کو مضبوط کرنا ایک اولین اور اہم ترین جزو تھا۔

فوج کے لیے تربیت یافتہ افراد کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ٹراٹسکی لازمی فوجی تربیت اور لازمی بھرتی کا زبردست حامی تھا۔ ۱۹۱۸ء کے موسم بہار تک رضاکارانہ بھرتی پوری طرح بے اثر اور ناکام ثابت ہو چکی تھی۔ جنھوں نے تھوڑے عرصے کے لیے اپنے نام درج کروائے تھے اور رضاکارانہ طور پر ان کا متبادل حاصل کر لینا بہت مشکل تھا۔ چنانچہ ۲۲ اپریل کو سوویت حکومت نے لازمی فوجی تربیت کا اعلان کر دیا۔ اس کی رو سے وہ کسان جو خود مزدوروں کو ملازم نہیں رکھتے تھے اور تمام مزدور جو اٹھارہ سال سے چالیس سال کی عمر کے تھے۔ ان کے لیے کم از کم آٹھ ہفتے تک ہفتہ میں کم از کم بارہ گھنٹے فوجی تربیت حاصل کرنا ضروری تھا۔ جلد ہی بورژوا طبقے کے وہ افراد جنھیں اس فوج میں بھرتی سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ انھیں بھی ملک کے اندرونی علاقوں میں غیر جنگی خدمات کے لیے بلایا گیا۔ ٹراٹسکی نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا "ہمارے باپ داداؤں نے تمہارے باپ داداؤں کی خدمت کی گندگیاں اٹھائیں، صفائی کی، اب ہم تمہیں مجبور کریں گے کہ تم لوگ گندگی کی صفائی کرو۔"

۱۲ جون ۱۹۱۸ء کو والگا (Volga) یورال، اور مغربی سائبیریا کی ______ کاؤنٹیوں میں جہاں گوروں کے حملے کا خطرہ بہت شدید ہو گیا تھا (اکیس اور پچیس سال کی درمیانی عمر کے) جوانوں کی لازمی بھرتی شروع ہوئی اس کے فوراً بعد ماسکو اور پیٹروگریڈ کے علاقوں میں بھی کسی حد تک یہی کام ہوا۔ آخر میں ۲۹ جون کے فرمان نے اٹھارہ سے چالیس کے تمام مزدوروں کو فوجی خدمات کے لیے مجبور کر دیا اور اس کے فوراً بعد سال کے خاتمے تک سرخ فوج کی تعداد آٹھ لاکھ تک پہنچ گئی۔ پہلی جنوری ۱۹۲۰ء تک اس کی تعداد

تیس لاکھ ہو چکی تھی۔ اسی سال کے دوران یہ تعداد اپنی اعلیٰ ترین حد پر پہنچ کر ساڑھے پچاس لاکھ تھی اور متاثر کن انسانی طاقت کا یہ زبردست اجتماع خانہ جنگی کے نتیجوں کو متعین کرنے میں ایک زبردست عنصر ثابت ہوا۔

ٹراٹسکی نے فوج میں ڈسپلن اور قواعد کی پابندی کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں بھی ابتدائی تحریک کی۔ ۱۹۱۸ء کے موسم گرما میں افسران کے چناؤ کا طریقہ ختم کیا گیا اور مقرر کردہ افسروں کے اختیارات میں سختی اور مضبوطی پیدا کی گئی فوج سے بھاگنے والوں، باغیوں اور بزدلوں کے لیے سخت سزائیں دی گئیں۔ ٹراٹسکی کا اصرار تھا کہ "ہر ممکن طریقے سے اور ہر قیمت پر سرخ فوج میں ڈسپلن اور پابندی کی جڑوں کو جماتا ہے"[13] سوویت فوج میں نظریاتی معیے باز خطیبوں نے فوج میں ان نئے فوجی نظریات اور تصورات کی تشکیل پر بحثیں شروع کیں جن کے ذریعے سرخ فوج کی نقل و حرکت وغیرہ میں رہنمائی حاصل کرتی تھی تو ٹراٹسکی نے ان خطیبوں کی اصل حقیقتوں کی طرف یاددہانی کرائی۔

"اب ہمیں محض تصوراتی نئی تنظیم کے منصوبوں سے ہٹ کر اپنی تمام تر توجہ موجود ذرائع کو بہتر بنانے پر مرکوز کر دینی چاہیئے تاکہ یہ اور زیادہ کار آمد بن سکیں۔ ہر فوجی اکائی کو اس کا مقررہ راشن مقررہ وقت پر ملنا چاہیئے۔ غذائی سامان کو خراب اور ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کھانا ڈھنگ سے پکنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے سپاہیوں کو ذاتی صفائی سکھانی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم حشرات الارض اور نقصان دہ جانوروں کو ختم کر دیں۔ سپاہیوں کو اپنے قواعد اور جسمانی ورزشیں صحیح طرح سیکھنی چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو یہ سب کچھ کھلی ہوئی ہوا میں ہونا چاہیئے۔ انھیں اپنی سیاسی تقریروں میں اختصار اور معقولیت پیدا کرنے کی تعلیم دینی چاہیئے۔ انھیں اپنی بندوقیں صاف کرنا اور جوتوں پر پالش کرنا آنا چاہیئے۔ انھیں رائفل چلانی آنی چاہیئے اور میدان جنگ میں موجود دوسری اکائیوں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے تمام قواعد اور ضوابط کی پوری پابندی کر کے اپنے افسروں کی مدد کرنی چاہیئے، جاسوسی، خبر رسانی اور پہرے کا کام... انھیں اپنی ٹانگوں کی پٹیاں صحیح ڈھنگ سے باندھنی آنی چاہئیں تاکہ یہ اپنی ٹانگوں کو زخموں سے محفوظ رکھ سکیں اور ایک بار پھر انھیں اپنے جوتوں پر پالش کرنا سیکھنا چاہیئے۔ ہمارا

اگلے سال کے لیے عمومی طور پر اور آنے والے موسم گرما کے لیے خصوصی طور پر یہی پروگرام ہے اور کوئی شخص اس عملی پروگرام کی وضاحت کرنے کے لیے کسی خاص اور باقاعدہ موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اس کے اس عمل کو بھی خوش آمدید کہیں گے[149] پارٹی حکمت عملی کے ناقص اور ادھورے ماہرین کو چت کرنے کا انداز صرف اس لیے اختیار کیا گیا تھا کہ تربیت یا پابندی اور ڈسپلن کی بنیادی اہمیت کو ذہن نشین کرایا جا سکے. یہ وہ خصوصیات تھیں جنھیں بالشویک جنگ بازوں کا ایک بڑا طبقہ بورژوا دور کی فرسودہ یادگاریں کہہ کر بالکل مسترد کر دینے کے لیے تیار تھا. فوجی قواعد وضوابط کی پابندی غیرہ ان خصوصیات نے جنھیں ٹراٹسکی کی دین کہا جا سکتا ہے سرخ فوج پر ایک نہ مٹنے والا اثر چھوڑا. فوجی تنظیم کی عملی تفصیلات، ذرائع آمد و رفت سامان کی فراہمی، تربیت اور ڈسپلن وغیرہ پر اگر اس کی اتنی گہری توجہ نہ ہوتی تو سرخ فوج محض گوریلا دستوں کے ایک ڈھیلے گٹھ جوڑ سے زیادہ کچھ نہ بن پاتی.

شاید ٹراٹسکی کی اصلاحات میں اہم ترین حصہ اس بات پر سخت ترین اس کا اصرار تھا کہ بہترین تربیت یافتہ فوجی کمانڈروں کے دستے کو سرخ فوج کا محور بنا دیا جائے. وہ ذرائع جن سے یہ دستہ تخلیق کیا جا سکتا ہے، زارشاہی دور کے افسروں کا وہ طبقہ ہی ہو سکتا تھا جو بالشویک ملک میں ابھی تک باقی رہ گیا تھا، اس میں پرانی فوج کے غیر کمیشن یافتہ افسر شامل تھے پیشہ ور انقلابی اور سرخ محافظوں کے لیڈر تھے جنھوں نے فوجی معاملات میں اپنی فطری صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا، اور سرخ فوج کے وہ ممتاز سپاہی تھے جنھیں کمان کی ذمے داریاں سونپنے کے لیے تیزی کے ساتھ تربیت دی جا سکتی تھی. اس وقت سرخ فوج میں سب سے بڑی کمی یا کمزوری ایسے تربیت یافتہ افراد کا فقدان کہا جا سکتا تھا جنھیں اعلیٰ کمان اور عملے کی اعلیٰ حیثیتوں پر مقرر کیا جا سکے. ٹراٹسکی کے سامنے مسئلے کا اصل جوہر بالکل واضح تھا. سرخ فوج کو پرانے افسروں کی صلاحیتوں اور ان کے ڈسپلن اور قواعد کو اس وقت تک اپنے لیے استعمال کرنا تھا جب تک سرخ فوج اپنے اندر معتبر اور تربیت یافتہ افراد نہ پیدا کر لے.

زارشاہی دور کے افسروں کی خدمات کو حاصل کرنے کے سلسلے میں خود پارٹی

کے اندر ہی زبردست مخالفت نظر آئی۔ اس مخالفت میں عملی پریشانیاں اور نظریاتی اور اصولی دونوں قسم کی وجوہات شامل تھیں۔ اس پر تنقید کرنے والوں کی دلیل یہ تھی کہ پرانے افسروں کا دستہ خود سوویت حکومت کا دشمن ہے اور فوجی کمان کی ذمہ داریاں سونپی جانے کے لیے کوئی معتبر عنصر نہیں ہے۔ اور یہ لوگ پہلے مناسب موقع پر سوویت مقصد کو دھوکہ دے جائیں گے۔ اس سلسلے میں ٹراٹسکی کا جواب تھا "خطرہ تو بہرحال ہر چیز میں موجود ہے ہمیں ایسے ماہرین کا حاصل کر لینا ضروری ہے جو جنگ کی سائنس سے کچھ تھوڑی بہت معلومات رکھتے ہوں۔ ہم ان جنرلوں سے پوری صفائی سے بات کرتے ہیں ہم نے انھیں تبلا دیا ہے۔ اب ملک کی زمین کا ایک نیا مالک ہے، مزدور طبقہ۔ اسے محنت کشوں کی تعلیم و تربیت کے لیے استادوں اور ہدایت کاروں کی ضرورت ہے . . . . کس طرح بورژوائی نظام سے لڑا جائے . . . اگر یہ جنرل پوری طرح وفاداری کے ساتھ ہمارے لئے خدمات انجام دیتے ہیں تو ہم بھی انھیں پوری حمایت دیں گے . . . . اگر یہ کوشش کرتے ہیں . . . انقلاب معکوس کی تو ہم ان سے نپٹنے کا طریقہ بھی ڈھونڈ لیں گے۔[۵۱]

پارٹی میں زبردست عمومی مخالفت کے باوجود چونکہ ٹراٹسکی کو لینن کی حمایت حاصل تھی اس لیے وہ پرانے زارشاہی افسروں کے تقرر کے فیصلے کی تعمیل میں آگے بڑھتا رہا۔ جون ۱۹۱۸ء سے اگست ۱۹۲۰ء تک تقریباً اڑتالیس ہزار سے زیادہ افسروں کا یا تو تقرر کیا گیا یا فوجی خدمات کے لیئے انھوں نے رضاکارانہ طور پر خود اپنا نام درج کرالیا[۵۲]۔ اس فہرست میں ایس کامینیو شامل تھا جو پرانی زارشاہی فوج کے عملے میں کرنل تھا یہ سرخ فوج میں 1919 میں کمانڈر انچیف کے عہدے پر قابض ہو گیا۔ کرنل بورس شاپوشنیکو و Boris Shaposhnikov تھا جو بعد میں سرخ فوج میں مارشل ہوا چیف آف اسٹاف بھی مقرر ہوا۔

اے۔ اے۔ سویچن A.A. Svechn جو شاہی جنرل اسٹاف میں میجر جنرل تھا یہ سرخ فوج کے جنرل اسٹاف کا سربراہ مقرر ہوا اور بعد میں سوویت جنگی کالج میں فوجی تاریخ کے شعبے کی سربراہی پر بھی مقرر کیا گیا ان اونچی شخصیتوں کے علاوہ کچھ نوجوان افسروں کا گروپ بھی تھا جس میں تخاچیوسکی (Tukhachaov sky) اور بورووچ

(u b o n e v i c h) پیریماکوو (Phi makov) کورک (kork) اور پٹنا (putna) شامل تھے۔ اِن میں سے سب کے سب خانہ جنگی کے دور میں بہت تیزی سے اعلیٰ کمان کے عہدوں تک پہنچ گئے پھر سرخ فوج میں ۱۹۳۷ء کی عام "صفائی" اور برطرفی تک، سرخ فوج کی اہم ترین جگہیں سنبھالے رہے۔

ٹراٹسکی نے بیان کیا کہ فسروں کا ایک چھوٹے سے گروپ نے ... انقلاب اور نئے دور کی اصلی روح اور جوہر کو حاصل کر لیا ہے۔ اور ... یہ سوویت ری پبلک کی فوجی طاقت میں اضافے کے لیے ہر وہ کام کر رہے ہیں، جو ان کے بس میں ہے۔ ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیئے اور انھیں ہر طرح کی حمایت دینی چاہیئے[۱۸] لیکن یہ سارے افسر یکساں طور پر کار آمد ثابت نہ ہوئے۔ ٹراٹسکی نے کہا کہ ان میں سے بہت سوں کو "وقت گزارنے والے" غیر متحرک، اختراعات کرنے کی صلاحیتوں سے عاری، بے اصول اور ایسے افراد جو گوری فوجوں تک کے ساتھ مل کر عمل کرنے کی صلاحیت اور طاقت سے محروم تھے، جیسے خطاب دیئے۔ اسٹالن نے لینن سے شکایت کی، "اسٹاف کے کارکن صرف اتنا جانتے ہیں کہ چالیں کس طرح تیار ہوتی ہیں۔ منصوبے کس طرح پیش کیے جاتے ہیں ... فوجی نقل و حرکت اور پیش قدمی کے عملی کاموں سے یہ لوگ بالکل بے بہرہ ہیں ... عام طور پر یہ لوگ خود کو بالکل اجنبی اور مہمان محسوس کرتے ہیں[۱۹]" ٹراٹسکی نے بہت صفائی کے ساتھ اعتراف کیا، "بہت سوں نے ہمیں دھوکہ دیا اور دشمنوں سے جا ملے[۲۰]" لیکن اس کے باوجود بھی ٹراٹسکی اس بات پر مصر رہا کہ پرانے افسروں کی موجودگی ناگزیر ہے۔ اس سلسلے میں وہ دلیل کے طور پر مثال دیتا تھا کہ چند افسروں کی انفرادی حیثیت سے غداری کے عمل سے تمام فوجی ماہروں کی خدمات کے حصول سے منکر ہو جانا اتنا ہی نامعقول عمل ہو گا جتنا تمام ریلوے انجینیروں کو نکال دینا ... چونکہ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اجتماعی حرکتوں اور تباہ کاری میں شریک ہوتے ہیں۔

سرخ فوج کی خدمات میں جن پرانے افسروں کو شامل کیا گیا تھا ان کی "وفاداری" کو یقینی طور پر حاصل کرتے رہنے کے لیے سخت ترین اقدامات بھی اٹھائے گئے۔ یرغمال اور ضمانتوں کا ایک پورا نظام شروع کیا گیا۔ ٹراٹسکی نے متنبہ کیا کہ اگر یہ افسر سرخ فوج کو دھوکہ دیں گے یا غداری کریں گے تو ان کے خاندانوں کو اس کے نتیجے بھگتنے پڑیں گے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کو فوج چھوڑ کر بھاگ جانے والوں اور غداروں کے خاندانوں کو فوری طور پر گرفتار کیے جانے کا سخت حکم جاری کیا گیا۔ ٹراٹسکی نے اعلان کیا ان لوگوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ یہ سرخ فوج کے ساتھ ساتھ خود اپنے خاندانوں کے ساتھ غداری کر رہے ہیں، ماں باپ، بہن، بھائی، بیوی اور بچوں کے ساتھ۔

سیاسی کیساروں کے نظام کی ابتدا بھی غداری اور اجتماعی حرکتوں کے تحفظ کی غرض سے ہی کی گئی تھی۔ فوج میں سیاسی کیسار حکومت کے براہ راست نمائندے کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ ۶ اپریل ۱۹۱۸ء کو جاری کیے گئے ٹراٹسکی کے فرمان میں اس کی بنیادی ذمے داری کا خاکہ کچھ اس طرح پیش کیا گیا تھا۔[21] فوجی اداروں کو سازش گاہیں بننے سے بچانا اور مزدوروں اور کسانوں کے خلاف ہتھیاروں کے استعمال کو روکنا۔[22] کیساروں کو فوج میں پارٹی کے کاموں کے سلسلے میں ہدایات اور نگرانی کا کام سونپا گیا تھا، انھیں کسان اور مزدور نئے اور کچے رنگروٹوں میں سیاسی پروپیگنڈے کے کام کو چلانا تھا اور کمان کے افسروں کے کاموں پر بھی گرفت رکھنی تھی۔ تمام احکامات اور رپورٹوں پر کمانڈر اور کیسار دونوں دستخط کرتے لیکن فوجی اور نقل و حرکت سے متعلق احکامات اور فیصلوں کا اختیار بہرحال کمان کے عملے کے پاس ہی ہوتا تھا۔ کیساروں کے دستخط کرنے میں صرف یہ ضمانت اور ذمہ داری مدنظر تھی کہ ان سے اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ یہ احکامات انقلاب مخالف منصوبوں کے تحت جاری نہیں کیے گئے ہیں جن موقعوں پر کیسار احکامات کی منظوری نہیں دے سکتے تھے وہاں انھیں اعلیٰ افسروں کے پاس اپنی رائے کا اظہار ایک الگ رپورٹ کے ذریعے کرنا ہوتا تھا اس فرمان میں آگے وضاحت کی گئی تھی کہ کوئی کیسار کسی فوجی حکم کو صرف اس صورت روک سکتا ہے جب اس کے پاس اس بات کو باور کر لینے کے لیے وجوہات موجود ہوں کہ اس کے پیچھے انقلاب مخالف تحریکیں کارفرما ہیں۔[23] شاہی فوج کے افسروں اور کمیونسٹ کیساروں کو شانہ بشانہ رکھنے کے نتیجے میں اختلافات اور جھگڑے پیدا ہونا ضروری تھے، چونکہ ان کے اختیارات کے درمیان کوئی واضح اور پختہ خط کھینچنا ناممکن تھا۔ آپسی بے اعتباری اور شبہات نے ایک دوسرے کی طرف سے ذہنوں میں زہر بھرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف ٹراٹسکی بھی اپنی اس دو گھوڑوں

کی سواری کو مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا۔ کوئی کیسار جو اپنی کمان کے افسروں کو چھوڑ کر بھاگنے سے باز نہیں رکھ سکتا اس نے تنبیہہ کی اسے اپنی اس کوتاہی کے لیے خود اپنی جان کی قیمت ادا کر کے جوابدہ ہونا پڑے گا۔[۲۵] ساتھ ہی کیساروں کو ہدایت کی گئی کہ "وہ احکامات جاری نہ کریں بلکہ وہ صرف نگاہ رکھیں جھگڑوں اور مخالفتوں سے باز رہیں اور ایسے فوجی افسروں کے ساتھ جو اپنے فرائض کو صدق دلی اور تن دہی سے انجام دے رہے ہوں عزت اور احترام سے پیش آئیں۔"[۲۶]

ان ہدایات کا جاری کر دینا تو آسان تھا لیکن ان کو عملی جامہ پہنانا اتنا آسان نہیں تھا۔ جیسے جیسے کیسار فوجی قابلیت اور تجربہ حاصل کرتے گئے فوجی معاملات پر ان کی گرفت کا دائرہ بھی وسیع ہوتا چلا گیا۔ پرانی فوج کے افسروں کو عام طور پر ناقابل اعتبار اور بے وفائی کی صلاحیتوں کا حامل تصور کیا جاتا تھا انھیں ان کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی وجہ سے استعمال کیا جانا ضروری تھا لیکن جیسے ہی سرخ فوج پرولتاری متبادل تیار کرنے کے قابل ہو جاتے ان کو فوراً منسوخ کر کے برطرف کر دیا جاتا تھا سرخ کمانڈروں کی نئی نسل کی ترقی کے ساتھ ہی زارشاہی دور کے بہت سے افسروں سے چھٹکارا پایا جا سکتا تھا۔ خود سرخ فوج کے کمانڈروں کا نیا دستہ بھی گزشتہ فوج کے غیر کمیشن یافتہ افسروں کی ایک بہت بڑی تعداد پر مشتمل تھا۔ ۱۲ اگست ۱۹۱۸ء کو ٹراٹسکی نے اعلان کیا: "غیر کمیشن یافتہ افسرو! حکومت نے تمہیں کمان کے افسروں کے عہدوں ... سوویت کے لیے بلایا ہے .... تم لوگ محنت کش عوام کی اولادیں ہو، مزدور کسانوں کی فوج تمہاری فوج ... ہے ... سرخ فوج میں غیر کمیشن یافتہ افسری کی خدمات انجام دینے والے ہر افسر کو .... اس اعلان کے ساتھ ہی سکواڈ کمانڈر کے درجے کی ترقی دی جا رہی ہے۔ سوویت حکومت تمہیں موقع دے رہی ہے .... کہ فوجی فن میں آخری بلندی تک پہنچ جاؤ۔"[۲۷] ۱۲ جون ۱۹۱۸ء اور ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کے درمیانی وقفے میں زارشاہی فوج کے ۲،۱۴،۷۱۷ غیر کمیشن یافتہ افسر اور ۲۶،۶۶ نچلے درجے کے طبی اور طب حیوانی سے متعلق افراد سرخ فوج میں داخل ہوئے۔[۲۸] اس تعداد میں آنے والے زمانے کے لیے سرخ فوج کے کم از کم تین مارشل، وارو شیلوو، بڈینی اور بلوچیر بھی شامل تھے۔

ٹراٹسکی نے کمان کے کچھ قلیل مدتی تربیتی نصابوں کی ابتدا بھی کی ان میں سرخ محافظ دستوں میں خدمات انجام دیتے ہوئے مزدوروں اور دوسرے افراد کو جنھوں نے معمولی حیثیت سے نمایاں صلاحیتوں اور قابلیتوں کا اظہار کیا تھا سرخ کمانڈر کی قلیل مدتی ٹریننگ کے لیے بھیج دیا گیا خانہ جنگی کے سالوں کے دوران ان نصابوں سے تقریباً چالیس ہزار سپاہی تربیت پا کر نکلے۔[29] ٹراٹسکی نے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ نصاب بالکل ناکافی تھے، لیکن اس نے آگے کہا اس بات کو خیال میں رکھتے ہوئے کہ فوج میں بہت سے لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ رائفل کس طرح پکڑی جاتی ہے۔ یہ چار مہینے کی قلیل مدتی نصاب کو پورا کر چکنے والے لوگ (رچے رہے) اور انھیں افسر بھی بنایا گیا۔[30] کمان کے کورس کو پورا کر کے نکلنے والوں میں کمیونسٹوں کی تعداد بہت تھی۔ ۱۹۱۸ء میں یہ پاس ہونے والی کل تعداد ۷۰ فی صد تھی۔ ۱۹۱۹ء میں ۵۴ فی صدی ۱۹۲۰ء میں ۶۲ فی صدی اور ۱۹۲۱ء میں ۶۵ فی صدی۔[31] ان نوآمدہ سپاہیوں کا جوش و خروش اور اپنے کام میں انہماک ان کی فوجی معلومات اور قابلیت کی کمی کو پورا کر دیتا تھا۔ سوویت فوجی تعلیم کے ڈائریکٹر نے بیان کیا۔

"نوجوان سرخ کمانڈروں کی ہر طرف انقلابی ثابت قدمی کے جذبہ ایثار کی تعریف ہوتی تھی۔"[32] سرخ فوج میں روح جذبہ اور قوت عمل پیدا کرنے کے لیئے ٹراٹسکی پارٹی پر پوری طرح بھروسہ کرتا تھا۔ خانہ جنگی کے دور میں کمیونسٹ پارٹی کے کل ممبروں میں سے ایک تہائی سے نصف تک کی تعداد کو فوج میں پہنچا دیا گیا۔ سوویت فوجی تاریخ نویس' ایف نیکونوو (F.NIkoNOV) کے قول کے مطابق سرخ فوجی اکائیوں کی جنگی صلاحیت کا اندازہ اس کے سپاہیوں میں کمیونسٹوں کی موجودہ فی صدی شرح سے لگایا جاتا تھا۔ وہ اکائیاں جس میں ۴ سے ۵ فی صدی تک کمیونسٹ ہوتے تھے انھیں کمزور مانا جاتا تھا' جس میں ۶ سے ۸ فی صدی تک کمیونسٹ موجود ہوتے تھے انھیں اوسط درجے پر اور ۱۲ سے ۱۵ فی صدی کمیونسٹ رکھنے والی اکائیوں کو Shock Troops مانا جاتا تھا۔[33] چنانچہ ٹراٹسکی نے دعویٰ کیا کہ سرخ فوج میں کمیونسٹوں کا طرز عمل ان اکائیوں کے اخلاقی معیار اور جنگی قابلیت اور صلاحیت کو متعین کرنے کے لیئے ایک فیصلہ کن اہمیت کا حامل ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ کمیونسٹوں کو منظم انداز میں تقسیم کیا جائے۔

پوری توجہ کے ساتھ ان کو ہدایتیں دی جائیں اور ان کے کاموں پر پوری احتیاط کے ساتھ نگاہ رکھی جاتے ..... ہر پلٹن ہر سیکشن اور ہر گروپ میں کم از کم ایک کمیونسٹ ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ نوجوان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اپنے مقصد میں پورا انہماک رکھتا ہو۔ اسے اپنے قریب ترین سپاہیوں کی اخلاقی کیفیت پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔ ان کو جنگ کا مقصد اور اس کے مسائل سمجھانے چاہئیں اور اگر وہ خود ہی پریشان ہو اور مذبذب ہو تو اسے اپنی معلومات اور تعلیم و تربیت کے لیئے اپنی اکائی کے کمیساریا کسی ذمے دار کارکن کے پاس پہنچنا چاہیئے۔ اس اندرونی غیر دفتری ذاتی اور روزانہ بلکہ ہر ہر گھنٹے کے متواتر عمل اور ترغیب کے بغیر۔۔۔ جنگ کی ہر کیفیت اور ہر حالت میں مضمونوں اور تقریروں کے ذریعے پیدا کی گئی محض دفتری اور سرکاری ترغیب خاطر خواہ نتیجے پیدا نہیں کر سکی"[۳۴]

جیسے جیسے خانہ جنگی اپنے اگلے دور میں ہوئی ایک واضح پارٹی تنظیم کا وجود عمل میں آتا گیا۔ تمام فوجی اکائیوں میں پارٹی سیل اور گروپ (cell & collectives) قائم ہوئے یہ پارٹی سیل سیاسی کیسار کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔ جن کے لیئے اب پارٹی کا ممبر ہونا ایک لازمی شرط تھی اور یہی سیل سرخ فوج میں تمام پروپیگنڈے اور "ثقافتی نشوونما" کے کاموں کی نگرانی کرتے تھے ان کیساروں کے تحت کمان کا ایک علیحدہ اور آزاد سلسلہ ہوتا تھا فوجی کیساروں کا کل روسی بیورو ____ (All-Russian Bureau of Military Commissars) جو بنیادی طور پر ان کے کاموں میں تعلق اور تال میل پیدا کرتا تھا۔ اس کی جگہ جلد ہی انقلابی جنگی کاؤنسل کے سیاسی شعبے نے لے لی لیکن یہ خود بھی جلد ہی مٹ گئی ۱۹۱۹ء میں سرخ فوج کے سیاسی انتظامیہ میں تبدیل کر دیا گیا اور ایسے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی براہ راست نگرانی میں دے دیا گیا[۳۵]

اگر ایک طرف پارٹی وہ بنیادی خمیر فراہم کرتی تھی جس کے بغیر فوج خاک میں مل گئی ہوتی تو دوسری طرف کیساروں کا کام تھا کہ انھوں نے فوج میں وہ کٹر عقیدہ اور زبردست جوش خروش بھر دیا جس نے پارٹی کے ممبروں کو میدان جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیئے اکسایا۔ ٹراٹسکی نے کہا ہمارے کیساروں میں مورچوں

پر سب سے آگے بڑھ کر لڑنے والے کمیونسٹوں میں ہمیں... (Samurau)
کمیونسٹوں کا ایک ایسا نیا درجہ حاصل ہو گیا ہے جو کسی نسلی امتیاز اور مفاد کے بغیر۔ مرنا جانتا ہے ۔۔ اور مزدور طبقے کے مفاد کے لئے دوسروں کو جان دینے کا سبق دے سکتا ہے۔ لینن نے ۲۳ مارچ 1919 کو پارٹی کی آٹھویں کانگریس میں یہ کہتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ اگرچہ یہ جنگ دوہرے جوش و خروش اور ولولے اور مثالی بہادری کے کارناموں کے ساتھ لڑی جا رہی ہے۔ تو یہ صرف اس لیے ہے کہ تاریخ میں پہلی بار ایک ایسی فوج کی تخلیق کی گئی ہے۔ جو یہ جانتی ہے کہ وہ کس مقصد کے لیے لڑ رہی ہے۔ حالانکہ یہ قصیدہ خوانی اُس کسان کے ایک بڑے حصے سے بہت کم تعلق رکھتی تھی، جو خانہ جنگی کے دور میں سرخ فوج میں لازمی بھرتی کے حکم کے تحت زبردستی گھسیٹ لیے گئے تھے۔ لیکن بہر حال ان پارٹی ممبروں پر یہ ضرور صادق آتی تھی جو پارٹی کی پابندی ڈسپلن اور نظریاتی تربیت کے زیر اثر سرخ فوج کو متحد رکھے ہوئے تھے اور اسے تحریک کی طاقت اور ایک آہنی عزم بخش رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں سرخ فوج فتحیاب ہو رہی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں موسم بہار کے خاتمے تک بالشویک پورے روس کے بلا شرکت غیرے مالک ہو چکے تھے۔ گوری فوجوں کو شکست دی جا چکی تھی، متحدہ فوجیں مستقل پیچھے ہٹ رہی تھیں، نئی سوویت حکومت کے لیے خانہ جنگی دور نے فوجی معاملات کی تربیت کے سلسلے میں ایک بہت اچھے مکتب کا کام دیا۔ فوجی رہنماؤں کا ایک اچھا نیا گروپ اوپر ابھر آیا ٹراٹسکی، فرونزے، بڈنی، واروشیلوو، ٹیموشینکو اور پارٹی میں خود اسٹالن اور تخاچیوسکی، شاپوشنیکو، ریگورود، اور زار شاہی دور کے دوسرے بہت سے افسر اس گروپ میں شامل تھے خانہ جنگی اور فوجی مداخلتوں کے دور نے اپنے ورثے کے طور پر ایک فوجی ذہن چھوڑ دیا تھا اور دماغوں میں ایک ایسا اثر پیدا کر دیا تھا جس کے نتیجے میں جنگ کے لیے مستقل طور پہ تیار رہنے کی ضرورت کا احساس باقی رہا۔ کمیونسٹ رہنما ذہنوں پر اس کے اثر سے ایک علیحدگی اور چاروں طرف سے گھرے ہونے کا احساس اور شدید ہو گیا۔ اس نے ان کے اس تصور کو اور ہوا دی کہ پوری دنیا دو مسلح کیمپوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور سوشلسٹ کیمپ پر اس وقت تک خطرہ موجود ہے جب تک کہ یہ خواتین حفاظت

اور بقا کے لیے فوجی اعتبار سے پوری طرح تیار نہیں ہوتا۔ ۱۹۲۰ء کے آخر میں سوویتوں کی آٹھویں کانگریس میں لینن نے اعلان کیا کہ "ہمیں اپنی فوجی تیاری کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ ہمیں اس شکست سے جو ہم نے تازہ طور پر سامراجیت کو دی ہے، یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا کام ختم ہو گیا بلکہ ہمیں پوری طاقت اور اپنی آخری کوشش سرخ فوج کی مکمل فوجی تیاری اور اس تیاری کے معیار کو مستقل اونچا اٹھائے رکھنے میں صرف کرنی چاہیئے۔ لیکن اس سے فوج کے ایک حصے کو تیزی کے ساتھ ہٹا دینے اور فوج سے آزاد کر دینے کا کام سے کوئی مداخلت یا فرق پیدا نہیں ہوتا۔"[۳]

امن کے زمانے میں فوجی نظام

حالانکہ اگلے چند سالوں میں فوج میں سے ایک کافی بڑے حصے کو ہٹایا گیا۔ لیکن جنگی دور سے امن کے دور میں داخل ہونے کے عبوری زمانے میں سوویت فوج کے انداز اور ملک میں مستقبل کے فوجی نظام پالیسی میں کافی سخت اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ پچھلی شاہی فوج کے پیشہ ور افسر جو سرخ فوج میں اعلیٰ حیثیتوں تک پہنچ چکے تھے وہ ایک باقاعدہ اور باضابطہ قسم کی بڑی فوج کو برقرار رکھنے کے حق میں تقریباً متفق الرائے ہی تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ فوج ایک شہری فوج یا ملیشیا کے مقابلے میں زیادہ چست اور زیادہ بہتر ثابت ہوگی بلکہ ان کی صلاحیتوں کے بہتر حصول کے لیے بھی یہی بڑی فوج زیادہ بہتر ماحول پیدا کر سکے گی۔ ان میں کچھ لوگ جیسے تخاچیوسکی، جس میں انقلابی جوش و خروش کا بھی کافی اثر پڑ چکا تھا، کچھ اور وجوہات کی بنا پر بھی ایک باقاعدہ فوج کے حق میں تھے۔ تخاچیوسکی کے ذہن میں ایک ایسی پیشہ ور فوج کا تصور تھا جس میں پرولتاری طبقے کے وہ نوجوان شامل ہوں جو خود کو اس مقصد کے لیے وقف کر چکے ہوں۔ اس کا یقین تھا کہ ایک ایسی فوج دوسرے ملکوں پر انقلابی حملے کے لیے انتہائی مناسب ہوگی اس میں سرخ فوج کے مقبوضہ علاقوں میں رہنے والے مزدور شامل ہو کر . . . . اسے کمک پہنچائیں گے۔ اس کا قول تھا کہ اس بین الاقوامی جنگی طاقت کے دھارے کا پھیلاؤ ہی سرخ فوج کے طریقۂ جنگ کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

پارٹی رہنما علاقائی ملیشیائی بنیادوں پر ایک شہری فوج کے حق میں نظر آ رہے تھے۔ قومی معاشی پالیسی کے اثر سے پیدا ہوئے، سانس لینے کی مہلت کے ماحول تھا جیو سکی کے تشدد پسندانہ بین الاقومیت کا تصور کچھ بعید از قیاس اور وقت کے مطابق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ ایک پیشہ ور فوج کی موجودگی میں جنگی توسیع کا مستقل تصور یا بونا پارٹ ازم کا سا ماحول پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ پارٹی صرف ایک ایسی فوج کی تخلیق کرنے پر مائل تھی جس پر اس کی پوری گرفت اور کنٹرول بھی ہو۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں پارٹی کانگریس میں پیداواری عمل کے اردگرد ایک ملیشیا کی تنظیم کا اختراعی منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبے کے مطابق کام صنعتی مرکزوں میں ملیشیا اکائیاں قائم کی جائیں اور کمانڈروں کی بھرتی مقامی پرولتاریوں میں سے بہترین عناصر سے کی جاتی۔ یہ منصوبہ اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ اس میں پرولتاری طبقہ جو تعداد کے اعتبار سے کمزور تھا، اس کی فوقیت اور برتری یقینی ہو سکے اس منصوبے کی کمزوریوں میں خاص بات یہ کہی جا سکتی تھی کہ دیہی علاقوں کی انسانی طاقت کے ایک بہت اہم اور بڑے ذریعے سے یہ ملیشیا محروم ہی رہتی اور دوسرے یہ کہ اس میں چونکہ افراد شامل ہوتے جو بنیادی طور پر اپنی صلاحیتوں اور طاقت کو پیداواری کاموں پر لگائے ہوئے تھے اس لیے اس میں صحیح فوجی چستی اور صلاحیت پیدا ہونے میں بھی شبہ تھا حالانکہ نویں پارٹی کانگریس نے ٹراٹسکی کے منصوبے کو منظوری دے دی تھی لیکن بعد میں اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔

کرونستات بغاوت اور خانہ جنگی کے بعد کسانوں کی شورشوں کے سلسلے نے ملیشیا کے حامیوں اور ان کے پیش کردہ تصور کو نقصان پہنچایا۔ دسویں پارٹی کانگریس نے ۱۹۲۱ء میں فیصلہ کیا کہ موجودہ وقت میں کچھ کامریڈوں کا یہ خیال اور کوشش کہ موجودہ سرخ فوج کو ختم کر کے فوری طور پر ایک ملیشیا میں تبدیل کر دیا جائے ایک بالکل غلط اور عملی اعتبار سے خطرناک ہے۔[12] قومی معاشی پالیسی کی ابتدا کے بعد دیہی علاقوں سے تعلق میں اضافہ ہوا اور کسانوں کو ملیشیا خدمات کے لیے بھرتی کرنے میں جو خدشات نظر آئے تھے ان میں کچھ کمی محسوس ہونے لگی تھی لیکن ساتھ ہی کسان شورشوں نے بھی ایک مستقل اور دیرپا اثر چھوڑا اور پارٹی رہنماؤں نے اپنی پوری طاقت کو صرف

علاقائی ملیشیا پر چھوڑ دینے کو مناسب خیال کرنا شروع کر دیا۔

امن کے دور میں فوجی نظام کے سلسلے میں اختلاف رائے کو آخر میں ۱۹۲۳-۲۴ء میں ایک درمیانی راستہ تلاش کر کے ختم کیا گیا۔ فوج کو دو حصوں پر مشتمل ہونا تھا۔ ایک باقاعدہ ملیشیا ضابطہ پورا نظام رکھنے والی فوج اور دوسری علاقائی فوج جو ملیشیا نظام پر مبنی ہے۔ باقاعدہ نظام کے تحت فوج کی تعداد ۵,۶۲,۰۰۰ متعین کی گئی جو ۱۹۳۵ء تک اسی حد پر قائم رہی۔ اس باقاعدہ فوج میں خدمات کی مدت مختلف تھی۔ ۱۹۲۴-۲۵ء کے قواعد کے مطابق پیدل فوج، سوار فوج اور توپ خانے کی فوج میں یہ مدت دو سال تھی، ہوائی فوج اور ساحلی تحفظ کی اکائیوں میں تین سال اور بحری فوج میں ۴ سال مقرر کی گئی تھی۔ ان کے علاوہ ..... (OGPU) کے تحت بھی کچھ فوجی دستے منظم کیے گئے تھے ان میں تقریباً ۱,۰۰,۰۰۰ سرحدی محافظ اور ۱,۵۰,۰۰۰ داخلی تحفظ کے سپاہی تھے۔ علاقائی فوج میں متحرک خدمات کی مدت آٹھ سے گیارہ ماہ کے درمیان تھی۔ اسے عام طور پر پانچ سال کی مدت میں پھیلا دیا گیا تھا جس میں ہر سال چھ ہفتوں سے تین مہینے کے عرصے تک کیمپوں میں رہنا ہوتا تھا یا فوجی کاموں میں شریک ہونا ہوتا تھا[۴۴]۔

لازمی فوجی خدمات جنھیں ۱۹۲۳-۲۴ء میں باقاعدہ شروع کیا گیا اس کے تحت آنے والے تمام مزدوروں کو خود اصلی فوجی خدمات سے پہلے ایک ٹریننگ حاصل کرنی ہوتی تھی۔ اس پروگرام میں ۴۲۰ گھنٹے کی سیاسی نظریاتی اور بنیادی فوجی ٹریننگ شامل تھی جنھیں دو گھنٹے کی مدت میں پھیلایا جاتا تھا۔ ہر سال تقریباً ۱۴,۰۰,۰۰۰ مرد فوجی خدمات کے قابل عمر میں داخل ہو جاتے ان میں سے تقریباً ۸,۵۰,۰۰۰ سے ۹,۰۰,۰۰۰ افراد کو جسمانی اعتبار سے فوجی خدمات کے لیے مستعد قرار دے دیا جاتا۔ صرف وہ لوگ جن کی سماجی بنیادیں پرولتاری یا نیم پرولتاری طبقوں سے تعلق رکھتی تھیں انھیں ہی فوجی خدمات کے لیے مناسب سمجھا جاتا تھا۔ "غیر محنت کش" عناصر اور ایسے دوسرے افراد جن کی سماجی بنیادیں مشتبہ تھیں ان کو خدمات کا وہ حصہ سونپا جاتا تھا جو نچلے اور گھٹیا درجے کے کاموں سے تعلق رکھتا تھا۔ ایسے بھرتی ہوئے افراد جن کے متعلقین بھی موجود ہوتے، ایسے لوگ جو حکومت کے اہم کاموں میں مصروف ہوتے، یا وہ جو باقاعدہ فوج میں خدمات کے قابل نہ سمجھے جاتے انھیں علاقائی فوج میں رکھا جاتا۔ باقی رنگروٹ باقاعدہ

فوج کی کسی شاخ میں خدمت کے لیے بھیج دیئے جاتے تھے۔ امتیازی نشانات کے حصول کے ساتھ خدمت کی مدت پوری کرنے کے بعد سرخ فوج کا سپاہی ریزرو میں رکھا جاتا جہاں سے جنگ کی صورت میں باقاعدہ فوجی خدمت پر مامور کیئے جانے کے لیئے کسی وقت بھی بلایا جاسکتا تھا۔ اس نئی تنظیم کے نتیجے میں باقاعدہ فوج کی تعداد کسی قدر کم ہوگئی۔ ایرک وولن برگ (Erich wollenberg) کے قول کے مطابق ۱۹۳۴ء تک سرخ فوج کے ۷۴ فی صد ڈویژن صرف علاقائی (Territorial) تھے اور باقاعدہ فوج میں صرف ۲۶ فی صدی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ لیکن یہ فی صدی شرحیں دھوکے میں ڈال سکتی ہیں ہر علاقائی اکائی کے اندر باقاعدہ فوج کے سپاہی (Troops trained) کل تعداد کے دسویں حصے سے چھٹے حصے تک ہوتے تھے تکنیکی میدان سے متعلق جیسے ہوائی فوج، ٹینک اور مسلح گاڑیوں کے دستے، انجینئر اور سگنل کے دستے کم و بیش مکمل طور پر صرف باقاعدہ فوجی اکائیوں سے تعلق رکھتے تھے، علاقائی فوج کا بڑا حصہ پیدل فوج پر مشتمل ہوتا تھا۔

فوجی نئی تنظیم کے نتیجے میں کچھ اور نئی اور اہم باتیں بھی وجود میں آئیں اس کا بنیادی مقصد بہر حال وہی رہا کہ فوجی طاقت کو پارٹی رہنماؤں کے لیئے قابل اعتبار اور اچھا ہتھیار بنایا جاسکے اسی غرض سے کمان کے عہدے داروں کی ٹریننگ اور تربیت کو مخصوص اہمیت دی گئی خانہ جنگی کے دور میں شروع کیے گئے کمان کے قلیل مدتی نصاب ختم کردیئے گئے اور "نچلے درجے کے کمان افسروں" کی ٹریننگ کے لیے ریجمنٹ اسکول کھولے گئے۔ فوجی اکائیوں کا ایک نیا جال سا بچھا دیا گیا جن میں تین سے چار سال کی مدت کے نصاب ہوتے تھے اور یہاں اعلیٰ کمان کے افسروں کو ٹریننگ دی جاتی تھی۔ داخلے کے سلسلے میں ان اکائیوں میں سپاہیوں سے ترقی کرکے سرخ کمانڈروں کی حد تک پہنچنے والے افراد کو ترجیح اور اہمیت دی جاتی تھی۔ مزدور اور کسان طبقے سے متعلق افسروں کو جنھوں نے خانہ جنگی کے دور میں نمایاں کارنامے انجام دیے تھے انھیں مخصوص ٹریننگ اور ترقی کے لیے چن لیا جاتا تھا، اس کے برخلاف گزشتہ شاہی فوج کے افسروں کو کافی بڑی تعداد میں علیحدہ کردیا گیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں صرف چار ہزار پانچ سو افسر باقی رہ گئے تھے یہ کل افسروں کی تعداد کا صرف ۱۰ فی صد حصہ تھے جبکہ

۱۹۱۸ء میں ان کا حصہ ۷ء۷ فی صدی تھا۔ ۱۹۲۷ء تک کمیونسٹ پارٹی کے امیدوار کومسومول سب ملا کر فوج کے افسروں میں ۵۵ فی صدی کے حصے دار تھے۔ اگلے چند سالوں کے دوران پارٹی سے متعلق کمانڈروں کی تعداد بڑھتی ہی رہی ۱۹۳۱ء تک سرخ فوج کے ۵۱، فی صدی افسر کمیونسٹ تھے ۱۹۳۴ء تک پارٹی ممبروں کا حصہ ۶۸،۳ فی صدی تک بڑھ چکا تھا۔ ۱۹۲۸ء تک ۵۳،۶ فی صدی ریجمنٹ کمانڈر ۷۱،۹ فی صدی ڈویژن کمانڈر اور سو فی صدی کور کمانڈر (corps commander) پارٹی ممبر تھے۔ فوج میں کمان کے عہدوں پر کمیونسٹ عنصر کے قبضے میں اضافے کے ساتھ ساتھ سیاسی کیساروں کی حیثیت مبہم ہوتی چلی گئی۔ اس بات سے بھی ان کی حالت میں کچھ اور خرابی پیدا ہوئی کہ ان میں سے زیادہ تر افراد نے ۱۹۲۳ء میں پارٹی میں اسٹالن کامینیو اور زینو دیو کی مثلث کے خلاف جدوجہد میں ٹراٹسکی کا ساتھ دیا تھا۔ جنگی کیساریت سے ٹراٹسکی اور اس کے نائب اسکلیانسکی کی برطرفی کے فوراً بعد سیاسی انتظامیہ کے عملے کی صفائی عمل میں آئی۔ فرونزے جو ۱۹۲۴ء میں جنگی کیساریت میں ٹراٹسکی کی جگہ پر قابض ہوا، اگلے سال ہی مر گیا۔ اور اس کی جگہ پر وارو شیلوو آیا جو اسٹالن کا زبردست حمایتی تھا۔ سیاسی انتظامیہ کے نئے سربراہ بوبنوو (Bubnov) نے ایسے اقدامات اٹھائے جن کی مدد سے سیاسی انتظامیہ کو فوج میں اسٹالن کے حامیوں کا ایک مضبوط گڑھ بنایا جا سکے چنانچہ اس نے تمام اہم ذمے دار عہدوں پر اسٹالن کے معتبر اور فرمان بردار پیروکاروں کا تقرر کیا۔

جون ۱۹۲۴ء میں پارٹی کے تنظیمی بیورو نے ایک حکم جاری کیا جس میں اصولی طور پر فوجی کمان میں اتحاد پر زور دیا گیا تھا۔ ۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو مرکزی کمیٹی کے ایک گشتی اعلانیہ میں تنظیمی بیورو کے اس اعلان کی وضاحت کی گئی تھی۔ کمان میں (edino nachalie) اتحاد کے دو طریقوں کو جائز قرار دیا گیا۔ ایک طریقے میں کمانڈر کے پاس تمام جنگی ٹریننگ اور معاشی اور انتظامیہ کے مکمل اختیارات محفوظ ہوتے تھے اور کیسار کو پارٹی کے کاموں، سیاسی کاموں اور اکائی میں اخلاقی ہدایت کی ذمہ داریاں دی جاتی تھیں۔ دوسرے طریقے میں جسے صرف اس صورت میں اپنایا جاتا تھا جہاں کمانڈر خصوصی طور پر قابل اعتبار اور مضبوط شخصیت کا مالک ہوتا تھا کیسار کے کام

بھی کمانڈر کے سپرد کر دیے جاتے تھے۔ سیاسی کاموں میں عمومی ہدایت کے فرائض سیاسی انتظامیہ کے پاس ہی رہتے، جو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی نگرانی میں کام کرتا تھا۔

حالانکہ نئے افسری دستے کے کمان کے اختیارات ان اقدامات کے نتیجے میں کافی حد تک بڑھ گئے تھے۔ لیکن عملی اعتبار سے "کمان کا اتحاد" اب بھی بہت محدود تھا۔ کیسار اب بھی زیادہ تر اکائیوں میں رکھے گئے تھے۔ اور سیاسی شعور پیدا کرنے کے سلسلے میں مکمل خود مختاری اور آزادی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہتے تھے۔ پارٹی میں ان کی حیثیت اور ان کی کمان کا آزاد سلسلہ انھیں ایسی اہمیت بخشے ہوئے تھا جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا خاص طور پر ان کی اہمیت اس صورت میں اور زیادہ ہو جاتی تھی جب کمانڈر رہا تو پارٹی کا ممبر نہ ہوتا یا اگر ممبر بھی ہوتا تو وہ پارٹی میں نو آمدہ ہوتا۔ ترقیاں عام طور پر سیاسی کارکنوں کی سفارش پر ہی عمل میں آتیں اسٹالن اور اس کے زمرے کے رہنما جیسے ہی سیاسی انتظامیہ کو خود اپنی تخلیق اور ملکیت میں بدل دینے میں کامیاب ہو گئے انھیں کیساروں کے روپ میں ایک ایسا آلۂ کار ہاتھ آگیا جو کمانڈروں میں پیشہ ورانہ شان و شوکت اور عظمت کے احساس کو متوازی رکھ سکتا تھا۔ یہ وہ احساس تھا جو کبھی کبھی فوجی خدمات میں منہمک کمیونسٹ کمانڈروں کو بھی اپنا شکار بنا لیتا تھا۔ کمان کے "اتحاد" کو فوج کے درمیان (OGPU) کے شعبوں نے اور بھی محدود کر دیا تھا ..... (OGPU) کے مخصوص شعبے فوجی کمان سے بالکل آزاد رہ کر اپنے کام انجام دیتے اور سپاہیوں اور کمان کے افسر دونوں کی وفاداری پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔

تیسری دہائی کے دوران فوج میں پارٹی کو جو اہمیت دی گئی اس سے سیاسی انتظامیہ کو نئے سرے سے مرکزی حیثیت اور اہمیت حاصل ہو گئی۔ اس سرپرستی کے اثر سے فوجی بارکیں کیمونزم کے مکتبوں میں تبدیل ہو گئیں ہر سال ٹریننگ پر آنے والے کسان رنگروٹوں کی نظریاتی تعلیم و تربیت کا ذمے دار ان سیاسی کارکنوں کو ہی ٹھہرایا گیا۔ دن بھر کے نظام الاوقات میں کم از کم دو گھنٹے سیاسی اور اس سے ملحقہ مضامین کی تعلیم کے لیے وقف ہوتے اس مستقل تعلیم کا اثر بہر حال نظر بھی آیا۔ ۱۹۲۴ء میں نئی جماعت کو بھرتی کیا گیا تو اس میں ۲۴,۰۰۰ کیمونسٹ شامل تھے اور جب دو سال

بعد تعلیم ختم کر کے یہ جماعت باہر آئی تو اس میں پارٹی ممبروں کی تعداد ۶۶،۰۰۰ تک پہنچ چکی تھی ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۸ء کے درمیانی وقفے میں فوج میں کمیونسٹوں، امیدوار ممبروں اور کومسومول کی تعداد ۱۶ فی صدی سے بڑھ کر ۲۷ فی صدی تک پہنچ گئی تھی[شہ]

لیکن فوج کی ساخت میں کسان غلبہ پھر بھی رہنماؤں کے لیے ایک خلش کا باعث تھا۔ رنگروٹوں میں طبقیت اور انداز کی زیادتی پارٹی پروپیگنڈے کے خاطر خواہ اثر پیدا کرنے میں ایک مستقل رکاوٹ تھی۔ دیہی علاقوں کی بے چینی اور بے اطمینانی ان ہی کے ذریعے فوجی حلقوں میں داخل ہوتی تھی۔ ایسی صورت میں جب فوج کو کسان شورشوں اور دیہی بغاوتوں کو کچلنے کا کام سونپا جاتا تو ان عناصر پر مکمل اعتماد کر لینا بہر حال محال نظر آتا۔ حالانکہ پارٹی نظریاتی تعلیم و تربیت کی مہم کو پورے جوش و خروش سے انتھک ہمت کے ساتھ چلاتی رہی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے فوج کی اہم ترین شاخوں میں پرولتاری عنصر کو مضبوط کرنے کی احتیاطی تدابیر کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بھاری اسلحوں کے استعمال کرنے والے زرہ (armored) اور ذرائع آمدورفت سے متعلق دستوں میں کم از کم ۵۰ فی صد پرولتاری سپاہی رکھے گئے۔ ہوائی فوج میں یہ تناسب چالیس فی صدی، سگنل سے متعلق دستوں میں ۳۰ فی صدی ۔ ۔ ۔ ۔ (OGPU) اکائیوں میں ۲۵ فی صدی، سوار دستوں میں ۱۲ فی صدی اور پیدل دستوں میں یہ شرح صرف آٹھ فی صدی رکھی گئی[شہ]۔ یہ حصے داری تقسیم کا نظام (quota system) جس کی بنیادیں ٹراٹسکی کی اس پیش گوئی میں ملتی ہیں کہ فوج کو مضبوط پرولتاری بنیادوں پر منظم ہونا چاہیئے۔ اس مقصد کے تحت رائج کیا گیا کہ پرولتاری طاقت کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ اس سے زیادہ اثر اور بہتر سے بہتر نتائج حاصل کیے جا سکیں۔

مشینوں کا استعمال اور جنگی تیاری

سرخ فوج کی تاریخ میں تیسری دہائی کا درمیانی اور آخری حصہ ایک ایسا دور تھا جب بنیادی اہمیت ٹریننگ اور پارٹی کو فوج میں داخل کر لینے پر دی گئی۔ افسر دستوں میں سرخ کمانڈروں کی افضلیت اور برتری اب مستحکم ہوتی جا رہی تھی حالانکہ باقاعدہ فوج کو تو بہتر ٹریننگ حاصل ہو چکی تھی لیکن علاقائی ملیشیا کو معتبر نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن دونوں حصوں میں سیاسی تبلیغ اور پروپیگنڈا بہر حال بڑی شدت سے کیا گیا اور ان پر پوری

گرفت رکھی گئی تیسری دہائی کے آخر تک حکومت فوج کو ایک معتبر سیاسی ہتھیار کا روپ دے دینے میں کافی آگے بڑھ چکی تھی۔ مشینوں کا استعمال اور فوجوں کی جنگی تیاری اس میں سرخ فوج کی ایک بڑی کمزوری تھے تکنیکی جنگی طریقوں اور ذریعوں کا استعمال نہ کر سکنا تھا۔ یہ کمزوری روسی صنعتی ترقی میں کمی کا بھی اظہار کرتی تھی ۱۹۲۴ء میں ہی فرونزے، جنگی کیسار نے متنبہ کر دیا تھا کہ سرخ فوج 'زبردست انسانی طاقت اپنے قبضے میں رکھنے کے باوجود' مغربی فوجوں سے مقابلہ کرنے میں ابھی بہت پیچھے ہیں' جن کی پشت پر ایک مضبوط صنعتی ترقی یافتہ بنیاد موجود ہے۔ اس کی پیش گوئی تھی کہ "مستقبل میں جنگ، اگر مکمل طور پر مشینی نہ بھی ہو تب بھی کافی بڑی حد تک یہ مشینوں کی ہی جنگ ہوگی"[۲۱۵]

صنعتی ترقی کی سست رفتار اور سوویت خود کار صنعتوں کے پچھڑے اور فرسودہ انداز کی وجہ سے سرخ فوج نے نئی معاشی پالیسی کے دور میں مشینوں کے استعمال میں بہت کم ترقی کی۔ معمولی سپاہی میں تکنیکی ٹریننگ کی کمی ہوتی تھی' اور اسے حاصل کر لینے کا موقع بھی اس کے پاس بہت کم تھا۔ تخاچیوسکی اور دوسرے سوویت کمانڈروں نے دوسری دہائی میں بار بار اس کا اعلان کیا کہ اگر سرخ فوج کو مستقبل میں جنگوں میں شکست سے بچنا ہے تو صنعتی پسماندگی کو ہر حال میں ختم کرنا ہوگا۔ پنج سالہ منصوبوں میں تیز رفتار ترقی کے پروگراموں کے پیچھے ایک بہت بڑا مقصد یہی مجبوری اور معذوری تھی۔ پہلے پنج سالہ منصوبے میں اسلحہ سازی کی مضبوط حقیقت کو بنیادی مقصد بنایا گیا۔ شروع سے ہی سرخ فوج کے جنگی سامان کو تمام دوسری مانگوں پر فوقیت اور ترجیح دی گئی۔ چنانچہ جلدی ہی کافی حد تک فوجی تکنیک میں ترقی نظر آنے لگی حالانکہ فوج کی تعداد تو بہر حال وہی رہی لیکن اس کی جنگی صلاحیت اور اس کے استعمال میں آنے والے ہتھیاروں میں بہت بہتری ہوئی۔ دوسرے پنج سالہ منصوبے ۱۹۳۳-۳۸ء کے دوران جنگی صنعتوں نے ملک کی باقی کل صنعتوں کے مقابلے میں تقریباً ڈھائی گنا زیادہ ترقی کی۔ سرخ فوج کو جدید ہتھیار حاصل ہوئے اور اب یہ فوج بھی پہیوں اور آہنی پردوں کا استعمال کرنے لگی۔ اس ترقی میں خاص توجہ توپ خانے، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں پر مرکوز رکھی گئی۔ ظاہر ہے کہ فوج میں مشینوں کے اس تیز استعمال کے سلسلے میں دفاعی مصارف میں بھی بہت اضافہ ہونا ضروری تھا۔ بری اور بحری فوج کا بجٹ

جو ۱۹۳۳ء میں ۱،۴۲۰،۷۰۰،۰۰۰ روبل تھا ۱۹۳۸ء ۲۳،۲۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ہوگیا۔[۳۵] ۱۹۴۰ء تک یہ رقم ۵۶،۸۰۰،۰۰۰،۰۰۰ روبل تک پہنچ چکی تھی۔[۳۶] دفاعی مصارف میں اضافہ کے ساتھ ساتھ صنعتی خودکفالت کو بھی بہت اہمیت دی گئی۔ یورال سے بھی آگے کے علاقوں میں نئے نئے صنعتی مراکز قائم کیے گئے اور جنگی ضروریات کے پیش نظر خود دفاعی صنعتوں کو بھی پورے علاقے میں پھیلا دیا گیا۔

اس کے ساتھ ہی سوویت عوام کو نفسیاتی اور تکنیکی اعتبار سے بھی جنگ کے لیے تیار رکھنے پر اہمیت بڑھتی گئی۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت کی سرپرستی میں کام کرنے والی بہت سی تنظیمیں جو فوجی اداروں کی مختلف شاخوں کے کاموں میں مدد پہنچاتی تھیں ان سب کو ایک واحد تنظیم میں جوڑ دیا گیا۔ اس کو دفاعی، فضائی ذرائع آمدورفت اور کیمیاوی جنگ کو ترقی دینے والی سوسائٹی (Osaviakkhim) اس سوسائٹی کو عام شہریوں میں دفاعی ٹریننگ کے اور تال میل پیدا کرنے کے لیے قائم کیا گیا۔ ۱۹۳۹ء تک ایک کروڑ بیس لاکھ افراد اور اس کے سپاہیوں کی فہرست میں داخل ہوچکے تھے۔ یہ دفاعی سوسائٹی فوج سے متعلق کھیل کودوں کی تنظیم کرتی تھی۔ فوجی حملوں کے لیے مختلف علاقوں کے وارڈنوں کو موٹر چلانے، پیراشوٹ سے اترنے، مشین گن چلانے، شبخون مارنے، نشان دہی کرنے اور فوجی دفاع کے سلسلے میں ہر قسم کی مہارتوں کی ٹریننگ فراہم کرتی تھی۔ اپنی روح کے اعتبار سے اس کا مقصد پورے روسی عوام کو مکمل اور آخری جنگ کے لیے پوری طرح تیار کر دینا تھا۔ سوویت عوام کو تکنیکی اور جنگی ذہنوں میں تبدیل کر دینے کے لیے یہی سوسائٹی واحد ذمے دار تھی۔ جنگ کے لیے عوام کو پوری طرح تیار رکھنے اور ان کے ذہنوں کو جذباتی طور پر اس رنگ میں ڈھالنے کے لیے اس دفاعی سوسائٹی کی طرف سے دی جانے والی تکنیکی تربیت کے ساتھ ساتھ قوم پرستی کی اپیلوں کا بھی سہارا لیا گیا۔ تیسری دہائی کے آخری حصے میں سوویت پروپیگنڈا آلہ کار کے تمام تر ذرائع کو قوم پرستی کے جذبات ابھارنے پر مرکوز کر دیا گیا تھا۔ روس کی تاریخ کے تمام فوجی اہم واقعات اور کامیابیوں کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ سوورووز (Suvorov) اور کوتوزوو جیسے زارشاہی جنرلوں کو عوامی ہیرو کے روپ دیئے گئے اور انہیں روسی فوجی ورثوں کے لیے لڑنے والوں کا

نام دیا گیا اس قومی جذبے کو ابھارنے میں جو مقصد کارفرما تھا وہ یہ تھا کہ ہٹلر کے وقت جرمنی سے پیدا ہونے والے خطرے کے لیے قوم کو متحد اور یکجا کیا جا سکے۔

سرخ فوج کے سپاہیوں سے جو نیا عہد یا قسم لی جاتی تھی اس میں اب بین الاقوامی پرولتاری طبقے سے وفاداری کا کوئی حوالہ نہیں ہوتا تھا۔ اب نیا رنگروٹ اپنے ملک سوویت سوشلسٹ ری پبلکوں کے تحفظ کے لیے قسم کھاتا تھا۔ قومی اتحاد کی خاطر پرولتاری طبقاتی شعور کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔

اسی دوران سرخ فوج میں کچھ بنیادی زبردست تبدیلیاں بھی پیدا ہو رہی تھیں۔ ان میں سے اہم ترین تبدیلی یہ تھی کہ باقاعدہ جنگ کے لیے تیار فوج کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ۱۹۳۴ء میں اس کی تعداد کو ۵،۶۲،۰۰۰ سے بڑھا کر ۹،۴۰،۰۰۰ کر دیا گیا، اگلے سال اس کی تعداد ۱۳،۰۰،۰۰۰ ہو گئی اور ۱۹۳۹ء تک پوری فوج کو صرف باقاعدہ فوج میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس سال اٹھارویں پارٹی کانگریس کے سامنے واروشیلوف نے بیان دیا تھا:

"علاقائی ویٹریٹوریل کا نظام ..... جیسے ہی بڑے بڑے سامراجی ملکوں نے اپنی فوج میں توسیع شروع کی اور امن کے زمانے میں خود کو جنگی تیاری کی حالت میں رکھنا شروع کیا.... ملک کی دفاعی ضرورتوں سے ٹکرانے لگا ... نتیجے میں یہ بات ضروری سمجھی گئی کہ اپنے فوجی ڈھانچے میں بنیادی حیثیت سے علاقائی (ٹیریٹوریل) فوجی نظام کو ختم کر دیا جائے اور باقاعدہ منظم فوج کے طریقے کو اپنا لیا جائے۔ آج ہماری پوری فوج بالکل یکساں طور پر مکمل اور باقاعدہ فوجی تنظیم کے اصولوں کے تحت ہے۔" پھر اس کے ساتھ ہی فوج میں قومیتوں کی بنیاد پر قائم تمام اکائیوں کو بھی ختم کیا گیا اور ان کے سپاہیوں کو مختلف جگہوں پر منتشر کر کے باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۹۳۹ء کے تمام آبادی پر عائد ہونے والے فوجی خدمات کے ایکٹ نے یو ایس ایس آر کی تمام آبادی کے لئے فوجی کاموں کو لازمی قرار دے دیا۔ طبقاتی بنیادوں پر فوج میں داخل کیے جانے کے اصول کو ختم کر دیا گیا۔ فوجی خدمات کی مدت کو بھی کافی بڑھا دیا گیا۔ اب زمینی فوج کے سپاہیوں کو دو سال تک خدمات انجام دینا ضروری تھیں، جونیئر کمانڈروں کو تین سال ہوائی فوج کے سپاہیوں، جونیئر کمانڈروں اور زمینی سرحدی محافظوں کے لیے تین سال

ساحلی دفاعی فوجی سپاہیوں کے لیے چار سال، اور بحری فوج کے لیے پانچ سال کی مدت مقرر ہوئی۔ جنگ کے فوری خطرے اور جدید ہتھیار کی تکنیکی مشکلات نے اس تبدیلی پر مجبور کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی فوج میں بھرتی کی مقررہ عمر گھٹا کر انیس سال اور ریزرو میں رکھنے والے سپاہیوں کی عمر چالیس سے بڑھا کر پچاس سال کر دی۔

ایک طرف تو فوج میں زبردست تکنیکی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں اور اس کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس میں ایک زبردست سیاسی بحران بھی نشو نما پا رہا تھا۔ ۱۲ جون ۱۹۳۷ء کو مارشل تخاچیوسکی اور اس کے ساتھ اعلیٰ جنرلوں کی سزائے موت کا اعلان کیا گیا جن پر "پدر وطن کے ساتھ غداری اور جاسوسی" کا الزام لگایا گیا تھا اور گارمارنیک (Garmanik) جو دفاعی عوامی کیسار کا نائب سربراہ اور فوج کے سیاسی انتظامیہ کا سربراہ تھا۔ اس نے خودکشی کی۔ فوج میں موجود پارٹی آلۂ کار اور سوویت فوجی اعلیٰ کمان میں اور خود پارٹی کے آلۂ کار میں "صفائی" (Purge) کی ایک بڑی مہم کا پیش خیمہ تھے۔

فوجی اعلیٰ کمان میں "صفائی" کے فوراً بعد کچھ ایسے اہم اقدامات بھی اٹھائے گئے جن کے ذریعے فوج پر پارٹی رہنماؤں کی گرفت اور زیادہ مضبوط اور یقینی ہو سکے۔ گارمارنیک کی جگہ سیاسی انتظامیہ کی سربراہی پر ایل مخلیس L. Mekhlis کو مقرر کیا گیا جو اسٹالن کا زبردست حمایتی تھا۔ اور اس نے اس عہدے پر پہنچتے ہی گارمارنیک کے باقی ساتھیوں کو بھی فوج میں پارٹی آلۂ کار کے اعلیٰ عہدوں سے برطرف کر دیا۔ فوج میں سیاسی آلۂ کار کی نئی تنظیم نچلے درجے کے کارکنوں کے لیے ایک خداداد اور نادر موقع ثابت ہوا۔ اٹھارویں پارٹی کانگریس کے دوران مخلیس نے دعویٰ کیا "لینن اسٹالن نظریات کے ہزاروں شاندار بالشویکوں کو نچلے عہدوں سے ترقی دے کر اعلیٰ عہدوں پر پہنچا دیا گیا ہے"[۲۶] قابل اعتبار کارکنوں کو اہم عہدوں پر مامور کرنے کے ساتھ ہی سیاسی کیساروں کی گزشتہ حیثیت کو بھی دوبارہ بحال کیا گیا۔ ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء کے حکمنامے نے کیساروں کی حیثیت کو سیاسی اور فوجی دونوں معاملات میں کمانڈروں کے متوازی کر دیا۔ اس نئے رشتے کی وضاحت اٹھارویں پارٹی کانگریس میں وارو شیلوو نے اس طرح کی "اپنی اپنی فوجی اکائیوں

میں کمانڈر اور فوجی کیسار جنگی ہدایت اور سیاسی تعلیم و تربیت میں ایک متحدہ اور واحد اکائی بنا لیتے ہیں... کمانڈر اور فوجی کیسار دونوں اپنی اکائی کی رہنمائی کریں گے اور جنگ میں اپنے دستوں کو ہدایتیں دیں گے"۔ کمان کا یہ دوسرا طریقہ جس کے تحت تمام حکموں پر کمانڈر اور کیسار دونوں ہی کے دستخط ہوتے تھے جو عظیم صفائی کے بعد پیدا ہونے والے خدشات کے احساس اور پریشانی کی نشاندہی کرتا ہے۔ فوج کو سیاسی اعتبار سے پوری طرح نگاہ میں رکھنے کے فیصلے سے پارٹی کے رہنماؤں کے خوف اور خدشات کا اندازہ ہوتا ہے...

پارٹی کے رہنما اس کے ساتھ ہی ساتھ ان نوجوان کمانڈروں کی حمایت بھی حاصل کرنا چاہتے تھے جو اس عظیم صفائی کی نذر ہوئے افراد کی جگہ پر ترقی دے کر تازہ طور پر مقرر کیے گئے تھے حالانکہ ان افسروں میں سے جو بہت تیزی سے اہم ذمہ داریوں پر فائز کر دیئے گئے تھے۔ بہت سوں کے پاس اعلیٰ کمان کا تجربہ نہیں تھا۔ لیکن نئے تکنیکی جنگی طریقوں اور ہتھیاروں کے استعمال کے سلسلے میں ان کے پاس وہ معلومات اور مہارت عام طور پر زیادہ تھی جو خانہ جنگی کے دور میں لڑی ہوئی نسل کے پاس نہیں تھی، اور یہ پرانے لوگ ان نئے طریقوں کو آسانی سے حاصل کرنے کے قابل بھی نہیں تھے پھر پارٹی سے ان کا لگاؤ اور انہماک بھی اس لئے یقینی تھا کہ ان کے پاس موجودہ صلاحیتوں کو تسلیم کیا جا رہا تھا اور اسے وقعت حاصل ہو رہی تھی۔

افسروں کے اس نئے دستے کی وفاداری کو اور زیادہ مستحکم اور یقینی رکھنے کے لیے ان کو دی جانے والی مراعات، تنخواہوں کی شرحیں اور طرز زندگی میں بھی کافی بہتری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی جیسا کہ مندرجہ ذیل گوشوارے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے تنخواہوں میں کافی اضافہ ہوا، حالانکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پورے معاشرے میں روپے پیسے کی زیادتی سے تنخواہوں میں اس اضافے کا اثر بہت حد تک زائل ہو گیا تھا۔ شرح تنخواہ (روبل)

عہدہ	۱۹۳۴ء	۱۹۳۹ء	فی صد اضافہ
پلٹن کمانڈر	۲۶۰	۶۲۵	۲۴۰
کمپنی کمانڈر	۲۸۵	۷۵۰	۲۶۳

بٹالین کمانڈر	۳۳۵	۸۵۰	۲۵۴
ریجمنٹ کمانڈر	۴۰۰	۱۲۰۰	۳۰۰
ڈیویژن کمانڈر	۴۷۵	۱۶۰۰	۳۳۷
کور کمانڈر	۵۵۰	۲۰۰۰	۳۶۴

کمان کے عملے کی خوشحالی کو فوجی امداد باہمی کے ایک رسد کے ادارے سے اور زیادہ یقینی بنانے کی بھی کوشش کی گئی تھی جس کے ذریعے افسروں کے دستوں اور ان کے خاندانوں کے لیے مختلف قسم کی غذاؤں، کپڑوں اور دوسری ایسی ضروریات زندگی اور خدمات فراہمی کی ضمانت ہو جاتی تھی جو عام آبادی کو میسر نہیں تھیں۔ افسروں کو اپنے خاندانوں کے لیے رہائشی مکان حاصل کرتے میں بھی ترجیح اور بہت آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ اعلیٰ عہدے، شہری پٹیاں، اونچی تنخواہیں اور بہترین سلی ہوئی یونیفارم کمان کے عملے کو تازہ حاصل ہونے کے وقار کے صرف بیرونی اظہار تھے۔ افسروں اور سپاہیوں کے درمیان تعلقات کو دوبارہ نئے ڈھنگ سے قائم کیا گیا تھا۔ جو اب صرف افسر شاہی بنیادوں پر ہی منحصر تھے، ڈسپلن کو سخت کیا گیا تھا۔ اپنے افسروں کو سلام کرنا قانونی طور پر ضروری قرار دے دیا گیا تھا۔ سپاہیوں میں حکم عدولی کے سلسلے میں بڑی سخت اور بے رحمانہ سزائیں دیئے جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے شروع ہوتے ہی افسروں کے دستے کے وقار و اختیار اور ان کو حاصل مراعات کو ہر رخ سے بڑھایا گیا۔ اب پیشہ ورانہ انداز سے لڑنے والے آلہ کار نے بھی اپنی اہمیت اور صحیح جگہ احساس پیدا کرا دیا۔

لیکن ایک اہم مسئلہ اب بھی باقی تھا۔ پیشہ ور جنگ بازوں کی مانگوں اور پارٹی کی گرفت کے درمیان صحیح توازن برقرار رکھنے کا پرانا مسئلہ۔ کمان کا وہ طریقہ جس میں کمان کے اختیارات میں کمانڈر اور کمیسار برابر کے حصے دار ہوتے تھے۔ اس میں ظاہری طور پر بھی بہت سے نقصانات موجود تھے۔ جو فوجی اور جنگی اعتبار سے اہم کہے جا سکتے تھے۔ اور اس کے اثر سے کمانڈر کی حیثیت اور اختیارات میں کمی پیدا ہوتی تھی اور تنازعے اور ٹکراؤ کا ایک دائمی خدشہ موجود رہتا تھا پھر بھی پارٹی رہنما بغیر اس خطرے کو مول لیے کہ افسروں کا دستہ ایک خود مختار اور آزاد

طاقت کا مرکز بن سکتا ہے۔ فوج سے پارٹی کی گرفت کو ڈھیلا نہیں کرا سکتے تھے۔ وہی مراعات جو پارٹی رہنماؤں نے افسروں کو بخشی تھیں وہ خود ہی اب اس خطرے میں اضافے کا باعث ہو رہی تھیں اعلیٰ کمان کے افراد میں سے زیادہ تر کو پارٹی حلقوں میں لے لینے سے بھی اس بات کی پوری طرح ضمانت نہیں ہو سکتی تھی کہ پیشہ ورانہ فوجی شان و شوکت اور عظمت کا جذبہ پارٹی ممبری کے مقابلے میں زیادہ پر زور اور فیصلہ کن طاقت نہ بن جائے گا۔

روس۔فن لینڈ جنگ میں ابتدائی ہزیمتوں کے ساتھ اس الجھن میں اور شدت پیدا ہوئی۔ بہت سی ایسی مثالیں سامنے آئیں جس میں عین دوران جنگ کمانڈروں اور کمیساروں کے درمیان تنازعہ اور اختلاف رائے پیدا ہوا اور اس سے دوہرے نظام کے ناکارہ ہونے کا اندازہ صاف طور پر ہو گیا۔ عوامی دفاعی کمیسار کے عہدے پر واروشیلوو کی جگہ مارشل ٹیموشینکو کے مقرر ہونے کے ساتھ ہی فوج کو ایک بار پھر واحد کمان کے اصول کی طرف لوٹا دیا گیا۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۰ء کو ایک حکم نامے کے ذریعے سیاسی کمیساروں کو بالکل ختم کر دیا گیا اور ان کی جگہ سیاسی معاملات کے لئے ایک نائب کمانڈر کو مقرر کیا گیا جس کی کارگذاری کو قانونی حیثیت سے عمومی طور پر صرف سیاسی پروپیگنڈے اور سیاسی تعلیم و تربیت تک محدود کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ اس کے حکم کے ذریعے فوجی معاملات میں فوجی کمانڈروں کی حیثیت اور اختیارات بہت حد تک مضبوط ہو گئے تھے۔ لیکن فوج میں سیاسی کام کرنے والوں کا درجاتی نظام اب بھی فوج کے سیاسی انتظامیہ کے ہاتھوں میں مرکوز تھا جیسا کہ اس کے ایک اعلیٰ افسر اے آئی زاپوروزہیٹس (A.I. Zaporozhets) نے ۱۳ دسمبر ۱۹۴۰ء کو ایک تقریر میں کہا تھا۔ "ہم بالشویک سیاسی تعلیم و تربیت کے کام کو فوجی تیاری کے کام سے علیحدہ کر ہی نہیں سکتے پارٹی کے تمام سیاسی کام کا رخ جس میں پروپیگنڈے کا کام بھی شامل ہے، اس کو صرف اپنی فوجی اکائی کی جنگی صلاحیت اور قابلیت کو بڑھانے کی طرف ہونا چاہئے۔ ہر سیاسی رکن کو فوجی تیاری میں منہمک ہونا چاہئے اس کے انتظام میں اور تمام ایسے کاموں میں لگا رہنا چاہئے جن کا تعلق اس کی فوجی اکائی کی زندگی سے ہوتا ہے"۔ پارٹی رہنما واحد کمان کا یہ مطلب مان

لینے کے لئے تیار نہیں تھے کہ مسلح فوج کی نگرانی سے دست بردار ہو جائے حالانکہ اس حکم کے خاتمے سے جس کے تحت کمانڈروں کے احکامات پر کیساروں کے تصدیقی دستخط لیے جانے ضروری ہوتے تھے۔ ذاتی تحریک اور فوجی رہنمائی کو کافی حد تک ترغیب اور بڑھاوا ضرور ملا لیکن پھر بھی سیاسی کارکن فوج میں پارٹی کے آنکھ اور کان کے فرائض انجام دیتے رہے۔ افسروں کا حلقہ ان کی موجودگی اور اس اختیار اور حیثیت کو جس کی یہ لوگ نمائندگی کرتے تھے ضرور محسوس کرتا رہا۔

۱۶ جولائی ۱۹۴۱ء کو سوویت یونین پر نازی حملے کے فوراً بعد سیاسی کیساروں کے ادارے کو پھر قائم کر دیا گیا۔ یہ قدم ظاہراً طور پر جنگ کے ابتدائی حصے میں بڑے پیمانے پر ہتھیار ڈال دینے اور مدافعتوں کی شکستوں کو مد نظر رکھ کر اٹھایا گیا تھا۔ کیساروں کو دوبارہ اختیارات بخشنے کا مقصد یہی تھا کہ مدافعت کے لیے قوت ارادی کو ان کے ذریعے مضبوط کیا جائے اور افسری حلقے میں سازش اور دھوکے کے امکانات پر پوری طرح نگاہ رکھی جا سکے۔ اس بحرانی دور میں یہ عمل اس لیے کیا گیا کہ پارٹی کے سب سے زیادہ وفادار حصے کو ہر امکانی حد تک مضبوط کر دیا جائے

لیکن جیسے ہی جنگ کا رخ بدلا تو پارٹی پھر پہلے نظام کی طرف متوجہ ہوئی۔

۹ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو سیاسی نائب کمانڈروں نے کیساروں کی جگہ ایک بار پھر لے لی اور ایک بار پھر فوجی معاملات میں واحد کمان کے اصول کو رائج کر دیا گیا۔ اس وقت تک افسری حلقے کی وفاداری اور اعتماد بھی امتحانی دور سے کامیاب طور پر گزر چکا تھا اب پارٹی ایک ایسے نظام کا تجربہ کر سکتی تھی جس کے تحت ایک ایسا فوجی سیاسی رشتہ قائم کیا جائے جس میں فوجی اعلیٰ کمان کو جنگ اور حملوں کے سلسلے میں پوری آزادی دیئے جانے اور سیاسی کارکن اپنی تمام تر توجہات فوجیوں میں وطن پرستی کا جذبہ جنگی اخلاقی معیار کو ابھارنے پر مرکوز کر سکیں۔

جنگ کے دوران پارٹی یا فوج میں اپنی حیثیت کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی کوشش میں بڑے انتھک انداز میں منہمک رہی۔ اٹھارویں کانگریس میں وارشیلو و کی تقریر کے مطابق عین جنگ کے زمانے میں آدھی سے زیادہ فوج کمیونسٹوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں پر مشتمل تھی۔ افسری دستوں میں یہ تناسب

حیرتناک طور پر زیادہ تھا ۱۹۳۹ء میں فوج میں سیاسی کارکنوں کی کل تعداد ۳۴،۰۰۰ تھی جبکہ ۱۹۳۴ء میں یہ تعداد ۱۵،۰۰۰ اور نومبر ۱۹۱۸ء میں جبکہ خانہ جنگی اپنے عروج پر تھی، صرف ۶،۳۸۹ تھی۔ جنگ کے ابتدائی حصے میں جس وقت فوج میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا، پارٹی نے اپنے داخلے کے معیاروں میں کچھ نرمی پیدا کر لی تھی تاکہ فوجیوں کو اور خاص طور پر مورچوں پر جنگ میں مصروف سپاہیوں کو پارٹی میں آسانی سے داخل کیا جا سکے۔ صرف ۱۹۴۲ء میں ہی ۱۳۴،۰۰۰ نئے ممبر پارٹی میں بھرتی کیے گئے۔ ان میں سے ایک بڑی اکثریت فوج سے تعلق رکھتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس وقت پارٹی پوری طرح اس کوشش میں مصروف تھی کہ اس دور کی سب سے اہم طاقت یعنی فوج میں اپنی بنیادوں کو پھیلا دے۔

پارٹی کے رہنماؤں نے اس وقت اس بات کو مناسب اور سود مند سمجھا کہ فوج اور عوام دونوں کے سامنے کچھ ایسی اپیلیں زیادہ کی جائیں جن میں انقلاب اور طبقاتی شعور کے نظریوں کے سلسلے میں نسبتاً خاموشی اختیار کی جائے اور اس کے بجائے سماجی اتحاد کی بنیادیں قوم اور وطن پرستی کے جذبے پر رکھی جائیں۔ فوج اور اعلیٰ کمان عظمت اور شان و شوکت کو ہی قوم کو متوجہ رکھنے کے لیے اہم نقطہ سمجھا گیا۔ جیسے جیسے جنگ خاتمے کی طرف بڑھی، پارٹی نے پھر اپنی فوقیت اور سبقت پر زور بڑھانا شروع کر دیا۔ عوامی رسل و رسائل کے اہم ذریعوں نے فتح کا اہم ترین وسیلہ پارٹی ہی کو بنا کر پیش کرنا شروع کیا۔ اور سوویت مارشلوں اور جنرلوں کے دلیرانہ کارناموں کو اس انداز سے پیش کیا جانے لگا کہ اب ان کے رنگ پھیکے نظر آنے لگے۔ ایسی احتیاطی تدابیر بھی اختیار کی گئیں کہ جن کی مدد سے کسی فوجی اعلیٰ افسروں میں تسلط حاصل کر لینے کے امکانات کو بھی کم کیا جا سکے۔ جب جنگ کے خاتمے پر کچھ اس قسم کی کیفیت کا احساس ہوا کہ مارشل ژوکوف کچھ ضرورت سے زیادہ اہمیت اور شہرت حاصل کر رہا ہے تو اسے فوراً اتنی اہم جگہ سے ہٹا کر یوکرین میں کافی غیر اہم جگہ پر بھیج دیا گیا۔ فوج کی نظریاتی تعلیم و تربیت اور سیاسی ذہن سازی کے کام

کو جسے جنگ کے دوران کسی قدر مدھم کر دیا گیا تھا۔ اسے پھر زندگی بخش دی گئی اور اب یہ کام اور تیزی سے شروع کیا گیا۔ پارٹی رہنماؤں نے ایک بار پھر فوج پر اپنی گرفت کو کس لیا۔ اب افسری حلقے سے صرف مستعدی اور ہوشیاری کی ہی توقع نہیں تھی بلکہ اسے خود حکومت سے لگاؤ اور انہماک کی ایک لاجواب مثال بھی پیش کرنی تھی۔

اسٹالن کے بعد پارٹی اور فوج

اسٹالن کی موت کے بعد فوج پر گرفت کے سلسلے کی کھینچ تان ایک نئے دور میں داخل ہوئی لیکن جانشینی کی رسہ کشی کے دوران مختلف قسم کے جوڑ توڑ اور سیاست کی شطرنجی چالوں میں فوج سیاسی اسٹیج کے مرکزی نقطے پر پہنچ گئی۔ اسٹالن کی موت کے بعد قوم کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کے نعرے کے تحت "قومی اجتماع" کے ایک حصے کے طور پر ہر دل عزیز اور مشہور ژوکوف کو ایک ممتاز حیثیت عطا کی گئی اور یہ دفاع کے پہلے دو نائب وزیروں جیسے ایک عہدے پر فائض ہوا۔ پھر جب بیریا نے تحفظی پولیس پر اپنی گرفت کو پارٹی میں اپنا اثر و اختیار بڑھانے کے لیے استعمال کرنا چاہا تو اس کے مخالفوں نے اس کی ٹکر کا اختیار اور وزن حاصل کرنے کے لیے فوج کی طرف رخ کیا۔ وفادار قسم کی فوجی اکائیوں کو کافی بڑی تعداد میں ماسکو لایا گیا۔ اس عمل کو بیریا کی گرفتاری کے وقت ایک احتیاطی قدم کہا گیا۔[ⁱ] اس کے صلے کے طور پر بیریا کی خالی کی ہوئی مرکزی کمیٹی کی جگہ مارشل ژوکوف کو عطا ہوئی۔ اور بیریا کی صفائی کے موقع پر فوجی جنرلوں اور ایڈمیرلوں کو ترقیاں بھی حاصل ہوئیں۔

بیریا کے خاتمے اور تحفظی پولیس کے درجے میں تنزلی کے نتیجے کے طور پر سوویت سیاسی منظر میں فوج کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ اب وہ موقع موجود تھا جس میں فوجی افسران اپنی پیشہ ورانہ اہمیت اور دباؤ کا احساس دلا سکتے تھے یہ وہ کیفیت تھی جو اسٹالن کے دور میں ممکن نہ تھی۔ سرحدی تحفظی دستوں اور داخلی دستوں پر گرفت میں بھی عارضی طور پر تبدیلی پیدا ہوئی اور یہ (MVD) سے وزارت دفاع کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔ فوج میں پولیس اور پارٹی کے عمل دخل میں بھی گراوٹ نظر آئی اور

جانشینی کی جدوجہد میں بھی فوج کا حصہ بڑھا۔

خروشچیف اور مالینکوو کے ٹکراؤ سے ژوکوو اور اس کے ساتھی مارشلوں نے خروشچیف کا ساتھ دیا۔ ان کے اس فیصلے میں خروشچیف کا وہ رخ کارفرما تھا۔ جس میں اس نے ان کے اور اپنے مفاد کو یکساں بنا لیا تھا۔ اور مالینکوو کے پروگرام کے اس رخ کی مخالفت کی تھی جس کے تحت فوجی مفادات کو خطرہ لاحق ہوتا نظر آتا تھا۔ استعمالی اشیاء کی پیداوار کی مہم جو مالینکوو نے شروع کی تھی اس کے اثر سے فوجی اخراجات میں کمی کی جانی تھی۔ چنانچہ وزارت دفاع کے لیے بجٹ میں جو رقم ۱۹۵۳ء میں ۱۱۰ بلین روبل تھی اسے ۱۹۵۴ء میں گھٹا کر ۱۰۰ء۳ بلین روبل کر دیا گیا تھا اس کے علاوہ مالینکوو کی یہ تحریک کہ صرفین کے مفادات کو تیزی سے پورا کرنے کے لیے ملک کے ریزرو ذخیروں میں سے سامان حاصل کر لیا جائے اس سے ان ذخیروں پر بھی اثر پڑنے کا خطرہ تھا جس کو فوج اپنی دفاعی صلاحیتوں کو برقرار رکھنے کے لیے لازمی اور ضروری تصور کرتی تھی۔ بھاری صنعتوں میں کٹوتی کر کے عام استعمال کی اشیاء کی پیداوار کی اہمیت بڑھانے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس معاشی بنیاد کو بھی کھوکھلا کر دے گا جس پر سوویت فوجی طاقت کی توسیع کا انحصار تھا۔ جب ۱۹۵۴ء کے آخری حصے میں خروشچیف نے مالینکوو پر بھاری صنعتوں کی اہمیت کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے سلسلے میں ایک بالواسطہ حملے کی ابتدا کی تو اس کے خیالات کی تصدیق فوجی پریس کی طرف سے پوری طرح کی گئی اور غالباً اس سے فوج کے مارشلوں کے خیالات کی صحیح نمائندگی ہوتی تھی۔

فروری ۱۹۵۵ء میں وزیروں کی کاؤنسل کی صدارت کے عہدے سے مالینکوو کی برطرفی کے ساتھ ہی ساتھ فوج کو بھی یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ اس کے مفادات کا پوری طرح تحفظ کیا جائے گا۔ مالینکوو کا جانشین بلگانن نے جو اس وقت خروشچیف کا قریبی ساتھی تھا سپریم سوویت کے سامنے اعلان کیا بھاری صنعتیں ملک کی ناقابل شکست دفاعی صلاحیتوں کی بنیاد ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہوئے کہ ریزرو ذخیرے ہماری طاقت ہیں۔ اس نے اس کی بھی یقین دہانی کر دی کہ "ہمارا سب سے اہم کام ان ریزرو ذخیروں میں اضافہ کرنا ہے۔"[21] سپریم سوویت کے اسی اجلاس میں فوجی

بجٹ میں ۱۲ فی صدی کا اضافہ کیا گیا۔ اور ژوکوو نے وزیر دفاع کی حیثیت سے بلگانن کی جگہ سنبھال لی۔

پارٹی اور فوج کی اس گنجلک داستان میں اگلی حد اس وقت نظر آتی ہے جب مارشل ژوکوو نے اس بات کے لیے ایک مصمم کوشش شروع کی کہ فوج کا وقار اور اس کا درجہ اوپر اٹھایا جائے۔ اس کے رہنماؤں کے لیے ایک ایسا مقام حاصل کر لیا جائے جس میں یہ زیادہ مختار ہوں، اور پارٹی کی مانگوں اور منشاؤں کے مقابلے میں فوج کی پیشہ ورانہ مانگوں اور منشاؤں کو فوقیت اور ترجیح حاصل ہو۔ جب تک اسٹالن زندہ تھا اس وقت تک دوسری جنگ عظیم میں سوویت فوج کے سائنسی حصولوں کو ہر شخص خود اسٹالن کی فوجی "صلاحیت اور جوہر" کی دین سمجھتا تھا۔ اور اس وقت میدان میں لڑنے والے کمانڈروں کو نسبتاً نیچی جگہ دی جاتی تھی لیکن اسٹالن کی موت کے بعد بڑے محتاط انداز میں اس توازن میں کسی قدر بہتری پیدا کرنے کی کوشش شروع کی گئی۔ لیکن پھر بھی جب تک بیسویں کانگریس میں خروشچیف نے پوری طرح کھل کر اسٹالن کی مذمت نہیں کی اس وقت تک کوئی ایسا راستہ نہ کھل سکا جس کے ذریعے فوجوں کو وہ نیک نامی حاصل ہو سکے جس کی وہ تاریخی اعتبار سے حقیقت میں مستحق تھی۔ تقریر کے دوران خروشچیف نے صرف فوجی کمانڈروں کی تعریفوں کی ہی بھرمار نہیں کی بلکہ وہ اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ اس نے خود کو ژوکوو کے وفادار اور بہترین دوست کی حیثیت سے پیش کیا چونکہ ژوکوف نے اس وقت اس کی حفاظت کی تھی جب اسٹالن نے اس کے خلاف ایک اچھا سپاہی نہ ہونے کے سلسلے میں مذمت کی تھی۔[۱۷]

کانگریس کے خاتمے پر مارشل ژوکوف کو پریسیڈیم کا ایک متبادل ممبر نامزد کیا گیا، یہ پہلا باقاعدہ پیشہ ور فوجی افسر تھا جو یہ اعلیٰ اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں منتخب کی گئی مرکزی کمیٹی میں چھ مکمل ممبر اور باقاعدہ بارہ متبادل ممبر سوویت فوج اور افسروں میں سے تھے یہ سب کے سب باقاعدہ پیشہ ور فوجی عہدوں پر قابض تھے اور اس میں کوئی سیاسی عہدہ ان کے پاس نہیں تھا۔ اسی کانگریس کے دوران ان فوجی افسروں کی حیثیت اور شہرت کو بھی بحال کیا گیا جو صفائی کی نذر ہو چکے تھے یا ختم کر دیئے گئے تھے اور فوجی ہائی کمان کو وہ وقت اور وہ اعلیٰ حیثیت

حاصل ہوئی جس کا مظاہرہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

اسی دوران ژوکوو اور اس کے ساتھیوں نے سوویت فوج کے تصورات میں تبدیلی اور نیا پن پیدا کرنے کے سلسلے میں ضرورت سے زیادہ آزادروی کا مظاہرہ کرنا شروع کیا۔ اسٹالن دور کے پرانے نظریات کو منسوخ کیا گیا اور فوجی حکمت عملیوں اور چالوں میں ایٹمی دور کی تکنیک کے ساتھ مطابقت پیدا کی گئی لیکن شاید اس سے بھی زیادہ قابل ذکر اور حیرت ناک بات یہ تھی کہ مارشل ژوکوو نے فوجی معاملات میں سیاسی کارکنوں کی مداخلت کو روک دینے کے لئے قدم اٹھائے ۱۹۵۵ء میں سیاسی لیڈر (Politruk) کی جگہ کو 'کپنی' کے درجے سے ختم کر دیا گیا۔ اس سے بھی پہلے افسروں کو اس بات کی اجازت دی جا چکی تھی کہ وہ نظریاتی مطالعے کو رضاکارانہ طور پر جاری رکھ سکتے ہیں۔

جنوری ۱۹۵۶ء میں ماسکو فوجی دائرہ (Okrug) کی پارٹی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مارشل ژوکوو نے فوجی کمانڈروں کو حاصل ہونے والی مراعات کی بڑے پرزور الفاظ میں حمایت کی تھی "ڈ Okrug) میں کچھ ایسی کوششیں بھی کی گئی ہیں کہ کمانڈروں کے سرکاری کاموں کو (پارٹی) جلسوں میں تنقید کیا جائے۔ یہ سراسر غلط ہے ہمارا فرض ہے کہ کمانڈروں کے اختیارات میں بحیثیت مجموعی مضبوطی پیدا کریں اور سخت گیر افسروں اور جنرلوں کے ہاتھ مضبوط کریں"[۲۵] اپریل ۱۹۵۶ء میں سیاسی کارکنوں کی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس نے ان پر زور دیا تھا کہ پہلے یہ لوگ اچھے سپاہی بنیں اور اس کے بعد نظریات پرست یا نظریات نگار ہوں۔ "پروپیگنڈے کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ محض مارکسزم لینن ازم کا پرچار کیا جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کے عملی طور پر کام میں بھی ہاتھ بٹایا جائے پروپیگنڈے کے نظریاتی رخ میں مسائل کو زیادہ جگہ دی جانی چاہئے ۔۔۔ وہ مسائل جو سپاہیوں کے عملی کاموں سے متعلق ہیں ۔۔۔۔ وہ سیاسی افسر جو اپنے فوجی فرائض کو نہیں جانتا ان کاموں کو پورا نہیں کر سکتا جن پر اسے فائز کیا گیا ہے"[۲۶]

مارشل ژوکوو جس تصور اور نظریے کو اہمیت دے رہا تھا اس کا صاف صاف مطلب یہ نکلتا تھا کہ فوج میں پارٹی کے سیاسی کارکنوں کا اثر اور اقتدار کم ہو جائے۔ اس طرز فکر سے خود خروشچیف کا چونکنا بھی ایک لازمی بات تھی چونکہ خود اس کا

اپنا اثر اقتدار بھی پارٹی کی طاقت اور اس کے آلۂ کار کے ڈسپلن اور مضبوطی پر ہی منحصر تھا۔ لیکن جب تک جانشینی کی جدوجہد کا آخری نتیجہ یقینی طور پر کھل کر سامنے نہ آجائے اور ژوکوو کی حمایت اس میں ایک کارآمد ذریعے کی حیثیت رکھتی ہو، خروشچیف اس امکانی خطرے اور چیلنج کو برداشت کرنے کے لئے تیار تھا۔ لیکن اس دوران اس نے فوجی کمان میں اپنی مربیانہ طاقتوں کو پوری چابکدستی سے خود اپنی طاقت کے مضبوط کر لینے کے لیے استعمال کیا اور فوج کے اندر موجود رہنماؤں کی وفاداریوں سے فائدہ اٹھایا۔ مارشل کونیو (Konev) موسکالینکو (Moskalenko) گریچکو اور دوسرے افراد جو یوکرین کی جنگ میں خروشچیف کے قریبی ساتھی رہ چکے تھے ان کو مخصوص عنایتوں کے لیے چن لیا گیا۔ خود ژوکوو کو بھی زبردست عزت و احترام دیا گیا۔ اور اسے پریسیڈیم کے حصے میں داخل کر لیا گیا۔ ۱۹۵۷ء کے موسم بہار میں جب خروشچیف کی مخالفت آخری اور فیصلہ کن مقابلے کے لیے ہر طرف سے اپنی طاقت مضبوط کرنے میں کوشاں تھی، خروشچیف نے اپنے انداز سے ہٹ کر ایک طرح سے صلح سی کر لی اور فوج میں پارٹی کی کارگزاریوں کے سلسلے میں ژوکوو کا ہم آواز ہو گیا۔

اپریل ۱۹۵۷ء میں مرکزی کمیٹی کے ایک فرمان میں جو سوویت فوج اور بحری فوج میں پارٹی تنظیموں کو ہدایات کے سلسلے میں جاری کیا گیا تھا اس میں اس صلح کے تمام اظہار موجود تھے۔ حالانکہ اس کی پوری عبارت کو شائع نہیں کیا گیا۔ لیکن سوویت پریس میں جو سوالات نظر آئے ان میں سے اس کے متن کا کچھ اظہار ہوتا تھا۔ ان ہدایات میں پارٹی کی حیثیت کو یقیناً اعلیٰ ترین تبلایا گیا تھا۔ اور اس بات کو بھی دہرایا گیا تھا کہ مخصوص سیاسی انتظامیہ آزادانہ طور پر مرکزی کمیٹی کے ایک شعبے کی حیثیت سے کام کرتا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ فوجی اور سیاسی دونوں قسم کی تربیت کے لئے فوجی کمانڈر ہی ذمہ دار ہے اور یہ کہ پارٹی میٹنگوں میں کمانڈر کے فیصلوں اور احکامات پر تنقید کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ آخری مدبیشہ واریت کو دی گئی۔ ایک ایسی رعایت تھی جسے مارشل ژوکوف صرف خوش آمدید ہی کہہ سکتا تھا۔

جون ۱۹۵۷ء میں خروشچیف کو پریسیڈیم میں ایک ایسی اکثریت کا سامنا کرنا پڑا جو اس کی سخت مخالف تھی۔ مرکزی کمیٹی کے سامنے اس نے جو اپیل کی اور جسے کامیابی حاصل

ہوئی اس میں مارشل ژوکوو اور فوج کی طرف سے حاصل ہونے والی حمایت نے اور زور پیدا کر دیا۔ ژوکوو کو اس کی حمایت کا صلہ پریسیڈیم کی مکمل ممبری کی شکل میں عطا کیا گیا اور اس میں شک نہیں کہ اس وقت وہ ایسی حیثیت کا مالک تھا جس کو للکارا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن اپنے پارٹی کے مخالفوں سے نپٹ چکنے کے بعد خروشچیف کسی قیمت پر اس بات کے لیے تیار نہیں ہو سکتا تھا کہ فوج میں طاقت کا ایک خود مختار زمرہ باقی چھوڑ دیا جائے اور اس روز حساب کے ظاہر ہونے میں بھی زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

۴ اکتوبر، ۱۹۵۷ء کو مارشل ژوکوو البانیہ اور یوگوسلاویہ کے سرکاری اور تعطیلی دورے پر یو، ایس، ایس، آر چھوڑ کر باہر نکلا۔ ۲۶ اکتوبر کو اس کی واپسی کے ایک گھنٹے بعد تاس نے اس کے وزیر دفاع کے عہدے سے برطرف کیے جانے اور اس کی جگہ پر مالینوسکی (Malinovsky) کے تقرر کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ۳ نومبر کو سوویت پریس نے انکشاف کیا کہ اکتوبر کے آخر میں مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس نے ژوکوو کو پریسیڈیم اور مرکزی کمیٹی سے بھی نکال دیا تھا۔ مرکزی کمیٹی کی جو قرارداد اس زمانے میں شائع کی گئی اس میں مارشل پر الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے "پارٹی تنظیموں، سیاسی ایجنسیوں، فوجی کاؤنسلوں میں تخفیف کرنے کی پالیسی اختیار کی تھی اور فوج اور بحری فوج میں پارٹی اس کی مرکزی کمیٹی، اس کی رہنمائی کی گرفت اور حکومت کے کنٹرول کو ختم کیا تھا۔"[48] خوشامدیوں اور چاپلوسوں سے گھرا رہنے کے لیے بھی اس کی مذمت کی گئی۔ ان خوشامدی اور چاپلوس لوگوں نے بھی اس کی طرف سے شہ پا کر ایک شخصیت پرستی کا جذبہ پیدا کیا۔ اور آخر میں اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ ایک "سیاسی اعتبار سے کمزور شخصیت تھا۔ جو سوویت یونین کی بیرونی پالیسی کے اہم کاموں کی سمجھ بوجھ میں اور وزارت دفاع کی رہنمائی میں بے جا منچلے پن کا مظاہرہ کرتا تھا۔"[49]

آخری الزام میں جس میں پولینڈ میں ۱۹۵۶ء کی مداخلت کے سلسلے میں مارشل کی مبینہ حمایت کی طرف حوالہ تھا اس کی کبھی کوئی تفصیل نہیں بیان کی گئی لیکن باقی الزامات کو بار بار دہرایا بھی گیا اور پوری نفرت کے ساتھ اس کی برطرفی کے موقع پر ان کی تفصیلات بھی بیان کی گئیں۔ پراودا نے فخریہ انداز میں رپورٹ دی کہ بہت سی ممتاز شخصیتیں، جن میں مارشل مالینوسکی اور کونیو بھی شامل تھے ان لوگوں نے مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس میں

ژوکوو کی زبردست کمزوریوں کی طرف اشارہ کیا۔کونیو کا ایک مضمون جو اسی زمانے میں شائع ہوا تھا یہ خاص طور پر ژوکوو کو بدنام کرنے کے لیے سخت ترین حملہ تھا۔[۲۸] ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن ہے کہ ژوکوو کی برطرفی کے مناسب میدان تیار کرنے میں خروشچیف کو مارشلوں کی آپسی رقابتوں اور ترقی کی خواہشات اور امیدوں کو استعمال کر لینے میں بہت زیادہ دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ظاہر ہے کہ ژوکوو کے پاس ایسا موقع نہیں تھا کہ وہ جوابی حملہ کر سکتا۔جو کچھ اس کی طرف سے نظر آیا وہ پراودا میں شائع ہوتی ایک رپورٹ تھی جس میں بیان کیا گیا تھا کہ اس نے اپنے اوپر تنقید کے سلسلے میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس میں ایک بڑا حصہ صحیح ہے اور اس نے مرکزی کمیٹی سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔[۲۹]

ژوکوو کی برطرفی اس بات کی طرف ایک واضح اشارہ تھا۔کہ فوج پر ایک بار پھر پارٹی کی فوقیت قائم ہوگی۔اکتوبر، ۱۹۵۷ء کو مرکزی کمیٹی کی قرارداد کے مطابق "ہماری بری اور بحری فوج کی طاقت کا سرچشمہ اس حقیقت میں مضمر ہے کہ کمیونسٹ پارٹی جو سوویت سوسائٹی کی رہنمائی اور ہدایت کاری کے لیئے بنیادی طاقت ہے، ان فوجوں کی منتظم ہے، ان کی رہنما ہے اور ان کی ہدایت کار ہے۔ہمیں اس سلسلے میں وی، آئی لینن کی ہدایتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فوجی شعبے کی پالیسی جیسا کہ اور دوسرے شعبوں اور اداروں کی پالیسی ہوتی ہے۔پارٹی کی دی ہوئی ان عمومی ہدایات کے عین مطابق ہونا چاہیئے، جنھیں مرکزی کمیٹی نے پارٹی کی براہ راست گرفت میں رہتے ہوئے جاری کیا ہو۔[۳۰] ژوکوو کے باقی ماندہ اثرات کو ختم کرنے کی مہم نے کچھ ایسی شکل اختیار کی کہ فوج کے سیاسی انتظامیہ میں زبردست ردوبدل ہوا اور فوج میں پارٹی گرفت اور سیاسی ذہن سازی میں زبردست اضافہ نظر آیا۔کرنل جنرل، ایف، آئی گولیکوو کو (جو جلد ہی مارشل ہو گیا) اے۔ایس۔ژیلٹو کی جگہ پر اعلیٰ سیاسی انتظامیہ کا سربراہ مقرر کیا گیا۔اور اہم قسم کے فوجی ضلعوں میں بھی تبادلے کیے گئے۔اکتوبر، ۱۹۵۷ء کے بعد مرکزی کمیٹی کے اجلاس کی طرف سے افسروں کے لیے جو ایک نیا ہدایت نامہ جاری کیا گیا اس میں تربیت کے مقررہ وقت میں سے پچاس گھنٹے مارکسی لینی مطالعے

اور تعلیم کے لیے الگ کر دیئے گئے جبکہ اس سے پہلے ڈیوٹی کے مقررہ وقت کے بعد اس اس کے لیے وقت دیا جاتا تھا۔ ان تربیتی جماعتوں میں حاضری کو لازمی قرار دیا گیا اور سینئر افسروں کو سختی سے تاکید کر دی گئی کہ وہ اپنے دن کے کاموں کا نظام الاوقات اس طرح تیار کریں کہ اس مطالعے کے لیے مناسب کیفیات فراہم کرنے کے لیے بھی وقت رکھا گیا ہو۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ سیاسی افسروں کی حیثیت وقار اور ان کی مراعات میں اضافے کے لیے بھی قدم اٹھائے گئے۔ نوجوان فوجی کمانڈروں کو سیاسی کام کی طرف منتقل کیا گیا اور سیاسی کارکنوں کی تربیت میں بھی اس انداز سے ترمیم کی گئی کہ اب اس میں فوجی سائنس پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ مارشل گولیکوو کی سرپرستی میں ایک نئی پالیسی کا بھی اعلان کیا گیا جس میں فوجی اور سیاسی خدمات انجام دینے والوں کو ایک سے دوسری جگہ تبدیل کیا جا سکتا تھا اس بات کی پوری طرح وضاحت کر دی گئی کہ کوئی بھی فوجی افسر خود کو سیاسی ذہن سازی کے کام کی ذمہ داری سے بری نہیں کر سکتا اور فوج میں ترقیوں کا انحصار فوجی لیاقت اور سیاسی معلومات دونوں ہی کی بنیاد پر ہوگا۔ گولیکوو کے الفاظ میں "سیاسی ایجنسیوں کو افسروں، جنرلوں اور ایڈمیرلوں کی بھرتی ان کی تقرری اور ان کی تصدیق کے سلسلے میں اپنے کاموں کو کافی حد تک آگے بڑھانا ضروری ہے" اس نے زور دیا تھا کہ فوجی اور سیاسی تربیت کے تمام پہلوؤں سے ۔۔۔۔ سیاسی ایجنسیوں کو تعلق رکھنا اور توجہ دینا ضروری ہے"[۳۴]

فوج میں پارٹی اور کومسومول تنظیموں کو مضبوط کرنے کی طرف بھی اقدامات اٹھائے گئے۔ بھرتی کی ایک مخصوص مہم شروع کی گئی جس میں غیر کمیشن یافتہ افسروں اور معمولی سپاہیوں کو پارٹی سے لیا جاتا تھا۔ اور اس کے نتیجے میں فوجی پارٹی تنظیموں میں ان کا تناسب بہت تیزی سے بڑھ گیا۔ پارٹی ممبری میں اضافے کے نتیجے میں بنیادی پارٹی تنظیمیں رجمنٹ سے اتر کر بٹالین درجہ پر آ گئیں اور آرمی سے زیادہ فوجی کمپنیوں بلکہ بعض صورتوں میں پلٹنوں کی حد تک پارٹی گروپ قائم ہوئے کہا گیا کہ "ہر درجے پر پارٹی سیکرٹریوں کا تقرر ایسے افراد کا ہوا جو یا تو فوجی افسر تھے یا فوجی تجربہ رکھتے تھے اور انہیں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اکائی کی زندگی کے تمام رخوں میں داخل ہو اس کے پاس تمام معاملات

کی پوری معلومات ہو جس میں فوجی مطالعہ اور فوجیوں میں موجود ڈسپلن بھی شامل ہوئی۔ اس خدشے کو بھی ختم کیا گیا کہ کمانڈروں کی حیثیت اور اقتدار کو ختم کر دیا جائے گا لیکن ساتھ ہی مارشل ژوکوم کے اس مقولے کو بھی پوری طرح رد کیا گیا کہ پارٹی کے جلسوں میں کمانڈروں پر تنقید نہیں ہونا چاہیے۔ افسروں کو سمجھایا گیا کہ انھیں تنقید کو خوش آمدید کہنا چاہیئے خواہ وہ ان کے ماتحتوں کی طرف سے ہی کیوں نہ کی جا رہی ہو۔ اب پارٹی کارکن جو تصویر ابھارنا چاہتے تھے اس میں کمانڈر کو پارٹی کی بنیادوں سے متعلق ہوتے ہوئے اجتماعیت کی طرف پوری طرح میلان رکھنا تھا۔ اور اپنی اکائی میں کمیونسٹ اور کومسومول گروپوں کو ساتھ لے کر اور ان کے ذریعے اپنے کام انجام دینے تھے۔ اب فوجی افراد کا کام صرف یہیں تک محدود نہیں تھا کہ وہ اپنے ماتحتوں کو نقل و حرکت اور فوجی کاموں کے سلسلے میں روایتی فوجی رہنے کے ذریعے احکامات جاری کر دیں۔ ان کے لیے صرف یہی ضروری نہیں تھا کہ وہ ان کو سیاسی میدان میں جو ذمہ داریاں سونپی جا رہی ہیں انھیں وہ محض منظور کر لیں، بلکہ ان کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ پارٹی کے کارکنوں اور سیاسی کارکنوں کی' ان فوجی فرائض کو پورا کرنے میں بھی مدد کریں۔ متحدہ کمان کے اصول کو ایک بار پھر تسلیم ضرور کر لیا گیا تھا لیکن کسی فرق کے ساتھ۔ جیسا کہ ۱۹۵۹ء میں اعلیٰ سیاسی انتظامیہ نے اس کی تشریح کی تھی۔ اس اصول پر سوویت ملک کے قوانین اور کمیونسٹ پارٹی کے فیصلوں سے مکمل ہم آہنگی اور یکسانیت کے ساتھ عمل کیا جاتا تھا۔ کمانڈروں کو یہ بات بھی یاد دلائی گئی کہ اپنے فرائض کی تعمیل اور فوجی ڈسپلن کو قائم کرنے کے سلسلے میں پارٹی تنظیموں کو استعمال کرنے کے لیے مرکزی کمیٹی کی واضح اور بالکل صاف ہدایات موجود ہیں۔ اس طرح اب توازنی نقطے کو پارٹی کی طرف جھکا دیا گیا اور پارٹی ہی آخری مالک و مختار رہی۔

سوویت فوج اور تھرمونیوکلیر جنگ

سوویت فوج میں جدید تکنیک بہت تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ نیوکلیر دور کی ابتدا میں تو سوویت یونین اس حالت میں نہیں تھا کہ وہ اپنی ایٹمی طاقت میں امریکی اجارہ داری کو للکار سکے اس لیے اس کی کوشش یہ تھی کہ وہ اپنی اس کمزوری کو ایک بڑی زمینی

فوج سے پوری کرے لیکن جلد ہی ایک زبردست کوشش یہ بھی شروع کی گئی کہ نیوکلیر طریقۂ جنگ کے جدید ترین ہتھیار حاصل کر لیے جائیں اور اس سلسلے میں بھی روس امریکہ سے آگے بڑھ جائے۔ ۱۹۴۹ء میں سوویت یونین پہلے ایٹم بم کے دھماکے کے قدم بقدم ۱۹۵۳ء میں تھرمونیوکلیر ہتھیار بھی حاصل ہونے شروع ہو گئے، ۱۹۵۴ء میں انٹرکونٹینینٹل جیٹ بمبار طیارہ تیار ہوا۔ اس سلسلے میں سب سے عظیم اور حیرت ناک کامیابی ۱۹۵۷ء میں انٹرکونٹینینٹل بیلسٹک میزائیل کی تیاری تھی۔

حالانکہ ہتھیاروں کا یہ مقابلہ جاری تھا لیکن سوویت یونین نے اپنا مکمل انحصار اپنی ایک زبردست فوج پر ہی رکھا۔ خروشچیف کے قول کے مطابق ۱۹۵۵ء تک سوویت مسلح افواج کی کل تعداد ۵۷،۶۳،۰۰۰ تھی۔ اس وقت کے بعد سے سوویت رہنماؤں نے فوج کی چھٹنی کا پروگرام شروع کیا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۸ء کے درمیانی وقفے میں سوویت ماخذوں کے مطابق مسلح افواج کی تعداد میں ۲۱،۴۰،۰۰۰ افراد کی کمی کی جا چکی تھی۔ جنوری ۱۹۶۰ء میں خروشچیف نے ۱۲ لاکھ کی تخفیف کا پھر وعدہ کیا جسے اگلے دو سال میں عمل میں لایا جانا تھا، جس کے اثر سے ۱۹۶۱ء تک سوویت مسلح افواج کی کل تعداد صرف ۲۴،۲۳،۰۰۰ افراد رہ جاتی تھی۔

ان ڈرامائی اطلاعات سے بہت سے مختلف مقاصد حاصل ہو رہے تھے۔ اس زبردست تخفیف سے سوویت یونین کے رہنما اپنی امن و آشتی کے ارادوں کی سچائی کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے اور اس کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے کہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں خروشچیف نے اقوام متحدہ کے سامنے جو رپورٹ پیش کی تھی، اس پر عمل کرتے ہوئے ایک مکمل عالمی ترک اسلحہ کے پروگرام میں وہ یک طرفہ طور پر ہی کس قدر حصہ لے رہے ہیں۔ فوج میں تخفیف کے ہر اعلان کو عالمی پروپیگنڈے کی مہم کے آغاز کے لیے ایک بہترین موقع بنا لیا گیا تاکہ یہ مظاہرہ کیا جائے کہ سوویت یونین اور اس کے حلیف امن پسند قومیں ہیں اور اسلحے کی ذخیرہ اندوزی کے مقابلے کو ختم کرنے اور کسی نئی جنگ کو روکے رکھنے کے لیے ایک انتھک جنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن فوج کی انسانی طاقت میں تخفیف کے پروگرام کی کچھ اور وجوہات بھی موجود تھیں جو اتنی تصوراتی تھیں اور نہ اتنی اعلیٰ۔ سوویت رہنما اس تھرمونیوکلیر دور کی جنگ کے طریقوں میں بدلتے ہوئے ساز د

سامان پر زیادہ زور دے رہے تھے۔ راکٹوں اور نیوکلیر ہتھیاروں کی طرف منتقلی کے مصارف، فوجی افراد کی تخفیف سے ممکنہ بچت، ان افراد کو عام شہری زندگی میں ملازمتیں فراہم کر کے صنعتی ترقی میں اضافہ، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس تخفیف سے سوویت یونین کی دفاعی صلاحیتوں میں کسی قسم کی کمی یا کمزوری پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں تھا، یہ تمام باتیں ان کے پیش نگاہ تھیں۔ جنوری ۱۹۶۰ء میں سپریم سوویت کے سامنے خروشچیف نے اسے جس طرح پیش کیا تھا وہ ان الفاظ میں تھا کہ "فوج کی تعداد میں تخفیف ملک کی دفاعی صلاحیت کو ایک مناسب معیار یا درجے پر برقرار رکھنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ ہم نے ان تمام ذرائع کو برابر حاصل کرتے رہیں گے جو ملک کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں، اور ہمارا کوئی مخالف اس سے بخوبی واقف ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو ہم اسے متنبہ کیے دیتے ہیں اور کھلے طور پر اعلان کرتے ہیں کہ مسلح فوج کی کم سے کم تعداد میں تخفیف کرتے ہوئے ہم اس کی جنگی طاقت کو کم نہیں کر رہے ہیں بلکہ جنگی معیار کے اعتبار سے یہ کئی گنا بڑھ جائے گی"۔[۵۵]

ممکن ہے ایسے موقع پر خروشچیف کے اعلانات بہت سے ایسے پیشہ ور فوجی افسروں کو چبھے بھی ہوں اور ان کے مفادات کو حقیقت میں ٹھیس پہنچاتے ہوئے محسوس ہوئے ہوں جو زیادہ روایتی جنگ اور ہتھیاروں کے عادی تھے۔ اس نے بحری فوج کی سمندری سطح کے پورے بیڑے کو بڑی حقارت کے ساتھ دقیانوسی کہا تھا۔ اور یہ بھی اعلان کیا تھا کہ "تقریباً ساری کی ساری ہوائی طاقت کو راکٹ کے ساز و سامان کے ساتھ تبدیل کر دیا جائے گا"۔ مستقبل پر نگاہ رکھتے ہوئے اس نے اس طرف اشارہ کر دیا کہ پیدل فوج کی تعداد بہت حد تک کم کر دی جائے گی۔ اور ان کی جگہ بہت حد تک علاقائی (ٹیریٹوریل) اکائیاں لیں گی جن میں ایسے افراد شامل کیے جائیں گے جو "اپنے معمولی اور باقاعدہ کام میں خلل ڈالے بغیر" فوجی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ فوری طور پر اس نے تقریباً دس لاکھ افراد کو فوج سے نکال لینے کی تجویز پیش کی تھی جس میں ڈھائی لاکھ کے قریب افسر بھی شامل تھے۔ ان میں سے بہت سے افراد ایسے تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگیاں فوج میں بتا دی تھیں اور ان میں عام شہری زندگی کے عہدے سنبھال لینے کی بہت کم تربیت اور صلاحیت موجود تھی۔

خروشچیف کے تصورات کے اظہار کے ساتھ ساتھ فوج کی پیشہ ورانہ بے چینی کا اظہار بھی دبے دبے انداز میں نظر آیا۔ جنوری ۱۹۶۰ء کے سپریم سوویت کے اسی اجلاس میں جس میں خروشچیف نے یہ ڈرامائی اعلانات کیے تھے مارشل مالینووسکی جو وزیر دفاع کی حیثیت سے ژوکوو کا جانشین تھا۔ اس نے بھی تقریر کی[9]۔ حالانکہ اس نے فوج میں تخفیف کے سلسلے میں خروشچیف کی تجویز کی حمایت ہی کی، لیکن اس نے اتنے وسیع پیمانے پر تخفیف کے ساتھ شامل ہونے والی مشکلات کا بھی ذکر کیا۔ اس کا یہ اصرار کہ کسی ایک قسم کا جنگی ہتھیار کسی جنگ کو پوری طرح نہیں جیت سکتا اور فتح کے لیے ہر قسم کے ہتھیاروں کی مدد درکار ہوتی ہے، خروشچیف کے ان اعلانات پر کسی حد تک بندشیں عائد کرنے کے مقصد سے کیا گیا تھا جو حد سے تجاوز کر رہے تھے۔

شروع میں ان تخفیفوں کو جس طرح پیش کیا گیا تھا وہ حقیقت میں عمل میں نہیں آئیں پیشہ ور فوجی افراد کی طرف سے جو مخالفت بھی اس سلسلے میں کی گئی ہو، بہر حال اس مخالفت میں خارجی حالات و واقعات نے اور زور پیدا کر دیا۔ کینیڈی حکومت کے اس فیصلے سے جس کے تحت اس نے برلن بحران میں دلچسپی دکھائی اور جنوب مشرقی ایشیا میں بگڑتی ہوئی فوجی حالت، جس کی وجہ سے فوجی بجٹ میں اضافہ کیا گیا۔ ان تمام باتوں کے اثر سے سوویت نے بھی اپنی فوجوں کی تخفیف کے پروگرام کو فوراً روک لیا۔ اور اسے بھی اپنے بجٹ میں ایک تہائی کا اضافہ کرنا پڑا اور نیوکلیر ٹیسٹ پھر سے شروع کرنے پڑے[10]

آج کل سوویت فوجی نظریے میں مرکزی اہمیت اور بنیاد نیوکلیر ہتھیار ہی ہیں۔ کراسنایا زویزدا (Kbasnaya zbezda) جریدے میں شائع ہوتے ایک مضمون کے الفاظ میں "یو، ایس، ایس، آر کی مسلح افواج کی ہر شاخ میں نیوکلیر میزائل ہی اب جنگی قوت کی بنیاد بنے[11]۔ ۱۹۶۰ء میں راکٹ بردار فوج کی ایک مخصوص کمان قائم کی گئی جو جنگی حکمت عملیوں کے اعتبار سے اہم ترین راکٹ بردار دستوں اور میزائلوں پر کنٹرول رکھتی ہے[12]۔ مارشل مالینووسکی کے قول کے مطابق فوجی اعلیٰ تعلیم کے بہت سے ادارے اب راکٹ کے طریقہ جنگ میں مخصوص تربیت کی طرف منتقل کر دیئے گئے ہیں اور اب بہت زیادہ توجہ فوجی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں طبقاتی اور ریاضی سے متعلق سائنسوں کی تعلیم اور

کیمسٹری کی تعلیم[33] بھی دی جارہی ہے حالات و کیفیات میں اس تبدیلی سے اس طرف واضح اشارہ مل جاتا ہے کہ مسلح افواج کی بھرتی کے سلسلے میں فوجی عملے کی تکنیکی تربیت اور پیشہ واریت پر پورا زور دیا جارہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سوویت فوجی مبصرین اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ جنگ میں نیوکلیر میزائلوں کو جو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے اس سے دوسرے قسم کے ہتھیاروں کی اہمیت کسی طرح کم نہیں ہو جاتی[34]۔ کراسنا یا زیونیز دانے بیان دیا: "سامراجی حملہ آوروں پر مکمل اور ایک فیصلہ کن فتح صرف اسی طرح حاصل کی جاسکتی ہے کہ فوج کی تمام شاخوں اور ہر قسم کے گروپوں کی طرف سے ایک بھرپور فیصلہ کن، متحد اور گٹھا ہوا حملہ کیا جائے گا۔ نیوکلیر میزائل کی جنگ دسیوں لاکھ افراد پر مشتمل فوج کی مدد سے لڑی جائے گی"۔ حالانکہ اس نے اس کے ساتھ یہ بات بھی شامل کر دی تھی کہ وہ لوگ جو پرانے ہتھیار استعمال کرتے ہیں انھیں خود کو "نیوکلیر میزائلوں کی جنگ کی کیفیات" کے ساتھ مطابقت پیدا کرنی پڑے گی[35]۔ اس طرح اب سوویت فوجی پیشہ وروں کا رجحان اسی طرف ہے عوامی فوج کے روایتی لگاؤ کے ساتھ تکنیکی جدت کو سمو دیا جائے۔ وہی عوامی فوج جس میں اچھے تربیت یافتہ سپاہی اور ایک اچھا خاصا بڑا افسری حلقہ موجود ہے دوسری طرف پارٹی کے رہنماؤں کے سامنے یہ مسئلہ در پیش ہے کہ فوجی اخراجات کی وجہ سے جو مالی مصارف ہوتے ہیں انھیں کچھ اس طرح محدود کیا جائے کہ ان سے ملک کے دفاع کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے خروشچیف کی طرف سے پیش کی گئی وہ تجویز جو اس نے ۱۹۶۰ء میں پیش کی تھی، جس میں اس نے سابقہ ٹیریٹوریل فوجی نظام کی طرف پھر پلٹ جانے کی سفارش کی تھی اور جس کے تحت معمولی اور باقاعدہ کام کے ساتھ فوجی تربیت کو شامل کیا جانا تھا، اس سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ کم سے کم لاگت پر ایک خاصی بڑی ریزرو فوج رکھی جاسکتی تھی لیکن اس طریقہ کو اپنا کر جو فوج تیار ہوتی اس کا فوجی معیار ضرور مشتبہ ہوتا خروشچیف کی تجویز کے پیچھے کچھ اور خیالات بھی کارفرما ہو سکتے تھے جب تیسری دہائی میں علاقائی مسلح فوج میں پیشہ ورانہ حصے کے مقابلے میں ٹیریٹوریل فوجی نظام شروع کیا گیا تو اس وقت اس کے قیام کے پیچھے کسی حد تک یہ مقصد کارفرما تھا کہ یہ کل مسلح افواج میں پیشہ ور حصے کے مقابلے میں ایک تقابلی وزن پیدا کر دے گا۔

اور یہ بات بھی یقینی ہو جائے گی کہ سرخ فوج ایک عوامی فوج ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ پارٹی کا مظہر ہے ژوکوو کے معاملات کے پس منظر میں ٹیریٹوریل افواج کا خیال اور نظریہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سوویت سیاسی منظر سے فوجی اولوالعزمی کا خواب پوری طرح فراموش نہیں ہوا ہے۔

فوج میں پارٹی اور پولیس کی گرفت

سوویت فوج کی وفاداری کو یقینی بنانے کے لیے پارٹی نے ایک انتہائی گنجلک نظام پیدا کر لیا ہے جو فوجی زندگی کے تمام رخوں میں اپنی رسائی رکھتا ہے اس کے تحت دو علیٰحدہ علیحدہ افسرانہ درجاتی نظام اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں جو پیشہ ور فوجی کمان سے بالکل علیٰحدہ اور آزادانہ طور پر کام انجام دیتے رہتے ہیں ایک نظام جسے سیاسی کہا جا سکتا ہے، یہ سیاسی کارکنوں اور سرخ فوج میں پھیلے ہوئے پارٹی اور کومسومول تنظیموں کے ایک جال پر مشتمل ہے یہ نظام فوج میں پارٹی کی روح پیدا کرنے کے فرائض انجام دیتا ہے اس کے کاموں میں نظریاتی تعلیم و تربیت اور ایجی ٹیشن بھی شامل ہیں۔ دوسرا انتظام جسے عقوبتی یا تعزیری کہا جا سکتا ہے یہ حکومتی تحفظی کیٹی (KGB) کے مختلف تحفظی شعبوں پر مشتمل ہے اس کے فرائض میں فوج میں پیدا ہو سکنے والی غداری یا بددلی کی جڑیں کھودنا ہے۔

سوویت فوج میں سیاسی کام پر گرفت ، بنیادی سیاسی انتظامیہ (Main Political Administration) (M.P.A) کے پاس مرکوز ہے۔ یہ دونوں حیثیتوں میں کام کرتا ہے۔ بنیادی سیاسی انتظامیہ کے کاموں میں فوج میں کیا جانے والا پروپیگنڈا اور تعلیمی کام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ پارٹی اور کومسومول تنظیموں کی بھی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی مرکزی تنظیم اس سیاسی ہدایت کاری کے پروگرام اور منصوبے تیار کرتی ہے جو فوج میں چلاتے جاتے ہیں پروپیگنڈے اور تعلیم و تربیت سے متعلق تمام فوجی اشاعتوں کو تیار کرتی ہے اور فوجی کلبوں، سینماؤں، تعلیمی حلقوں، لائبریریوں اور فوجی زندگی کے دوسرے تنظیمی اور سماجی اور ایسے کاموں کی نگرانی کرتی ہے جس کے ذریعے پارٹی پالیسیوں کا پرچار کیا جاتا ہے۔ سیاسی ہدایت

کاروں اور انسپکٹروں کے عملے کے ذریعے فوج میں اخلاقی معیار اور جنگ کے لیے ذہنی تیاری کی مستقل اطلاع رکھی جاتی ہے اور ان کے متعلق پارٹی رہنماؤں کو باقاعدہ رپورٹیں بھیجی جاتی ہیں۔ یہ کچھ مخصوص اسکولوں کا سلسلہ بھی قائم کیے ہوتے ہے جن میں ادنیٰ درجے کے سیاسی کارکنوں کو تربیت دی جاتی ہے اور اعلیٰ درجے کے سیاسی افسروں کی ٹریننگ کے لیے ماسکو کی لینن فوجی سیاسی اکادمی کو بھی اسی کے تحت کر دیا گیا ہے۔ ان اسکولوں میں عام طور پر ایسے پارٹی ممبروں کو داخل کیا جاتا ہے جو باقاعدہ طور پہ فوج میں بھی ہوتے ہیں اور کسی فوجی اکائی میں سیاسی کام بھی انجام دے رہے ہوتے ہیں۔

بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کا تنظیمی ڈھانچہ بالکل فوجی کمان کے سلسلے کے مطابق منظم کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سیاسی انتظامیہ (MPA) کے نمائندے فوجی تنظیم کے ہر درجے یعنی ریجمنٹ سے ہوتے ہوتے بٹالین تک مقرر کیے جاتے ہیں۔ ملک کے اندرونی علاقوں میں بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) فوجی ضلعوں کے سیاسی انتظامیہ (PluDKR) کے ذریعے کام انجام دیتا ہے۔ جنگ میں مصروف فوجی حصے میں اس کی تعلیم فوجی گروپ (PluARM) کے سیاسی انتظامیہ سے بٹالین کی حد تک اتر آتی ہے۔ فوجی ضلعوں کے سیاسی انتظامیہ (PluOKR) اور فوجی گروپ کے سیاسی انتظامیہ (PluARM) کے سربراہوں کا تقرر بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کرتا ہے اور ان کی منظوری مرکزی کمیٹی دیتی ہے۔ قوانین کے مطابق انھیں کم از کم پانچ سال سے ممبر ہونا ضروری ہے۔ فوجی درجوں میں نسبتاً نچلے حصوں میں بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کی نمائندگی کور (corps) کے سیاسی معاملات کے نائب کمانڈر (zampolit) کرتے ہیں جو کور (corps) کے سیاسی شعبے کے سربراہ ہوتے ہیں، ڈویژن میں ڈویژن کے سیاسی شعبے کے سربراہ ڈویژن کے سیاسی معاملات کے نائب کمانڈر (zampolit) ——— اور کبھی کبھی بٹالین کے نائب کمانڈر (zampolit) اور آخر میں کمپنی اور ریجمنٹ میں ان کے [illegible] اپنے اپنے یونٹ کے سیاسی کاموں کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

سیاسی افسروں کے کام درجاتی نظام میں ان کی حیثیتوں اور ان کے عملے کے حلقہ اختیار کے مطابق ہوتے ہیں۔ فوجی ضلعے کے درجے تک بلکہ فوجی گروپ، اور حتیٰ کہ کور

3 مارہ ء اور ڈویژن کی حد تک سیاسی شعبوں کی ذمے داریاں نچلے درجوں میں سیاسی افسروں کے کاموں کی دیکھ بھال اور ان کو ہدایت دینے پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ٹریننگ اور سیاسی افسروں کو کاموں کی تفویض کے مسائل، سیاسی تربیت کے کاموں کے معیار اور نچلی اکائیوں میں سیاسی کام کا مستقل معائنہ کلاسیں چلائے جانے والے پروگرام اور اس کے سامان کی تیاری اور فراہمی، اخباروں کی اداریت، پمفلٹوں اور دوسری اشاعتوں کی تیاری، کتابوں، رسالوں، سینماؤں اور مقرروں کو فوجی انداز میں ڈھالنے کے سلسلے میں اس کے عملے کی تمام تر توجہات مرکوز ہوتی ہیں۔ ریجمنٹ اور اس سے نچلے درجوں میں سیاسی ایجی ٹیشن کا کام اور زیادہ عملی حیثیت اختیار کر لیتا۔ ریجمنٹ کا نائب سیاسی کمانڈر Zampolit ایک سیاسی شعبے (Politchast) کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ شعبہ عام طور پر اس نائب کمانڈر کے سکریٹری، پروپیگنڈے کے ایک ہدایت کار، کلب ڈائرکٹر اور ریجمنٹ کے پارٹی بیورو کے سکریٹری پر مشتمل ہوتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر ڈویژن کے عملے سے متعلق ہدایت کاروں کا تعاون بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ریجمنٹ کا نائب سیاسی کمانڈر (Zampolit) ریجمنٹ کی سیاسی صحت مندی کا ذمہ دار مانا جاتا ہے۔ یہی پارٹی کے تمام سیاسی کاموں، ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کا نگہ دار ہوتا ہے۔ ریجمنٹ کے تمام سپاہیوں اور افسروں کی نظریاتی تربیت پر پوری طرح نگاہ رکھنا اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پارٹی اور کومسومول تنظیموں کی نشو نما تفریحی مشاغل کی صحیح طور پر فراہمی اور اکائی کے فرصت کے اوقات کو "تعمیری" سیاسی راہوں کی طرف مرکوز کیے جانے کی مکمل نگرانی اسی کا فرض ہوتا ہے۔ اسے ڈویژن کے نائب سیاسی کمانڈر Zampolit کے سامنے اپنی ہفتہ واری رپورٹ پیش کرنا ہوتی ہے۔ جس میں ریجمنٹ کے جنگی حوصلے اور اعتماد کی کیفیت بیان کی جاتی ہے اور جس اکائی سے وہ ملحق ہوتا ہے اس کے سیاسی اعتماد پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ بٹالین کے نائب کمانڈر جہاں وہ موجود ہوتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں۔

سرخ فوج میں لازمی بھرتی کیے گئے سپاہی کی سیاسی ذہن سازی کا کام اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب سے یہ پہلی بار حقیقی فوجی زندگی سے روشناس ہوتا

ہے فوجی کام پر مامور کیے جانے سے پہلے ہی حکومتی تحفظی کمیٹی (K G B) اور ضلع کی فوجی ایجنسی (Raivoenkomat) دونوں اس کے ریکارڈ کی پوری طرح چھان بین کرتے ہیں اس کے بعد رنگروٹوں کو فوجی کیمپوں میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں انھیں سیاسی نظریاتی تربیت کے لیے پچیس پچیس یا تیس تیس کے حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اس مرحلے میں ان کے ساتھ ایک سیاسی کارکن رہتا ہے جو سیاسی بحث و مباحثہ کرواتا ہے اور اس گروپ کے سیاسی رجحانات کی معلومات حاصل کرتا ہے۔

سیاسی نظریاتی تربیت کے پہلے منہمک دور کے بعد ایک سپاہی کی سیاسی زندگی رجمنٹ کی سیاسی زندگی کے ساتھ رہتی ہے۔ فوجیوں کے مطالعے کا وہ منصوبہ جو ژوکوو کی برطرفی کے بعد شروع کیا گیا اس میں سیاسی کلاسوں یا سیاسی گفتگو کے لیے کل ایک سو بیس گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں۔ جو موضوعات اس میں شامل ہوتے ہیں وہ فوجی خدمات کے فرائض یا فوج میں داخلے کے وقت لیے گئے عہد و پیمان، غیر ملکی جاسوسوں کی حرکتوں سے پیدا ہونے والے خطرات ہوتے ہیں۔ ایسے موضوعات پر لیکچر شامل ہوتے ہیں جیسے "سوویت عوام: کمیونزم کے معمار"۔ "وی آئی لینن۔ کمیونسٹ پارٹی کا منتظم اور رہنما اور سوویت ملک کا بانی" "یو ایس ایس آر افواج مادر وطن کے محافظ" اور اسی قسم کے دوسرے موضوعات۔ سیاسی کارکن بھی اس بات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ سپاہیوں کے خالی اوقات میں بھی سیاسی مواد ان تک پہنچایا جائے۔ فوجی کلبوں یا سرخ فوجی ہاؤسوں میں جو فلمیں دکھلائی جاتی ہیں وہ اسی نقطے کو مدنظر رکھ کر دکھلائی جاتی ہیں کہ ان کے ذریعہ پارٹی پالیسی کی موجودہ مانگوں کو سپاہیوں کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اکائی کا اخبار، کتابیں اور پمفلٹ جو رجمنٹ کے دارالمطالعوں یا "لیننی گوشوں" (Leninist Corners) میں موجود ہوتے ہیں وہ بھی اسی مقصد کو پیش نگاہ رکھ کر تیار کیے جاتے ہیں کہ سپاہیوں کا میلان زیادہ سے زیادہ پارٹی کے نظریات اور عقائد کی طرف مبذول کیا جا سکے۔ وہ سیاسی ماحول جس میں یہ لوگ رہتے ہیں کچھ اسی انداز سے پیدا کیا جاتا ہے کہ حکومت کے لیے پورے انہماک اور لگن کے مظاہرے کے علاوہ ان کے پاس کوئی متبادل صورت بچتی ہی نہیں۔

سیاسی نظریاتی ذہن سازی کے سلسلے میں افسری حلقوں کو نظر انداز نہیں کیا

جاتا یہ کوشش مستقل طور پر جاری رہتی ہے کہ افسروں میں پارٹی کے ممبروں کا تناسب بڑھتا رہے یا رکسی لینن نظریات اور ملکی اور بین الاقوامی اہم مسائل پر باقاعدہ اور ترتیب وار نصاب فراہم کیئے جاتے ہیں۔ تاکہ افسروں میں سیاسی معلومات اور سیاسی شعور کو بڑھایا جا سکے۔ سوویت فوج کے افسروں کی حیثیت سے ان سے امید کی جاتی ہے کہ یہ اپنی اپنی فوجی اکائیوں کی سیاسی ذہن سازی اور تیاری میں حصہ لیتے رہیں گے۔

فوج میں سیاسی کارگزاریوں کے معیار کی نگرانی کی غرض سے بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کے افسر مقررہ اوقات پر فوجی یونٹوں کا معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ سیاسی کلاسوں میں آتے ہیں سیاسی مسائل پر افسروں اور دوسرے سپاہیوں سے سوال جواب کرتے ہیں اور سیاسی معیار کا مطالعہ اور اندازہ لگاتے رہتے ہیں۔ ناموافق رپورٹوں کا اثر کمانڈر اور سیاسی نائب کمانڈر (zampolitr) دونوں پر ہی پڑتا ہے۔ اور سیاسی شعور کے معیار کو اونچا کرتے رہنے کا دباؤ متواتر جاری رہتا ہے۔

پارٹی کے اثر کو فوج میں موثر انداز میں پیدا کرنے کے لیے بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) اور کوسومول تنظیموں کے ہر طرف پھیلے ہوئے جال پر بھروسہ کرتا ہے چونکہ یہ تنظیمیں فوج کی ہر اکائی میں موجود ہوتی ہیں۔ پارٹی اور کوسومول تنظیمیں بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) اور مرکزی کمیٹی کے سامنے براہ راست جواب دہ ہوتی ہیں اور اپنے علاقے میں علاقائی (Territorials) پارٹی شعبوں سے آزاد ہوتی ہیں لیکن اس پر یہ تاکید بہرحال متواتر رہتی ہے کہ یہ ان ایجنسیوں سے بہت گہرا رشتہ اور تعلق رکھیں اور فوجی اکائیوں میں ہونے والے سیاسی کاموں کے متعلق مقررہ اوقات پر اطلاعات دیتی رہیں"۔ پارٹی قواعد کے مطابق فوج میں پارٹی تنظیموں کے سکرٹیری اور سیاسی تنظیموں کے رہنما مقامی پارٹی کمیٹیوں کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ فوجی اکائیوں کے پارٹی سکرٹیری رجمنٹ کی حد تک جس میں رجمنٹ بھی شامل ہے اپنے وقت کا زیادہ حصہ پارٹی کاموں میں صرف کرتے ہیں ایک طرح سے یہ لوگ بنیادی سیاسی انتظامیہ کے آلۂ کار کے ایک حصے کی حیثیت سے ہی کام کرتے ہیں۔ بنیادی پارٹی تنظیموں کی بٹالین اور کمپنیوں کے گروپوں کے سکرٹیری (Partorgy)

اپنے پارٹی کے کام کو باقاعدہ فوجی فرائض کے ساتھ ساتھ ہی انجام دیتے ہیں۔

پارٹی سکریٹری کی ایک مخصوص ذمے داری بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ فوج میں پارٹی تنظیم کی ترقی اور نشو نما میں مدد فراہم کریں اور پارٹی ممبروں میں حکومت کے لیے وفاداری اور لگن پیدا کریں۔ یہ لوگ پارٹی تعلیم و تربیت کے بھی ذمہ دار ہیں، پارٹی کے جلسوں کو منعقد کرنا اور ان کی کارروائیوں کو چلانا، پارٹی کے تمام احکامات کی تعمیل و تکمیل کرنا اور فوجی اکائی میں پارٹی کے ڈسپلن کی پابندی پر نگاہ رکھنا ان ہی کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ ان کا فرض یہ بھی ہے کہ یہ سیاسی نائب کمانڈر (zampolits) کی مدد کے لیے پارٹی ممبروں کو مجتمع کریں اور انھیں پارٹی سے باہر کے فوجیوں میں سیاسی کام اور پروپیگنڈے کے لیے تیار کریں۔ پارٹی ممبروں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مثالی کردار اور نمونے کے عمل سے دوسروں میں باقاعدگی، ڈسپلن، سیاسی شعور اور خود کو ملکی مفادات کی خاطر قربان کر دینے کا جذبہ پیدا کرنے میں ترغیب دیں۔ گے پارٹی ممبر ہی وہ بنیادی اینٹ کہے جا سکتے ہیں جن پر فوج کے سیاسی انتظامیہ کی پوری عمارت کا دارومدار ہے۔

فوج میں پارٹی کے کاموں کو کمیونسٹ نوجوان تنظیموں سے اور مدد پہنچائی جاتی ہے۔ فوجی کوموسولوں کی ہدایت بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کا کوموسومول شعبہ کرتا ہے۔ پارٹی کے شعبوں کی طرح یہ بھی اپنی اپنی اکائیوں میں سیاسی نائب کمانڈروں (zampolits) کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں رجمنٹ اور اس اونچے درجوں تک کوموسومول تنظیموں کے سکریٹریوں کے لیے پارٹی ممبر یا امیدوار ممبر ہونا ضروری ہے۔ اور ان کی تقرری کے لیے سیاسی نائب کمانڈر (zampolits) کی تصدیق حاصل کر لینا ضروری ہے بنیادی کوموسومول تنظیمیں کمپنی اور بٹالین تک کے درجوں پر کام کرتی ہیں ۱۹۵۹ء تک فوج کے کل سپاہیوں اور کارکنوں میں سے تقریباً ۷۰ فی صدی افراد کوموسومول کے ممبر رہ چکے ہیں[۴۵]

پارٹی کی طرح کوموسومول تنظیمیں بھی متحرک کارکنوں کا ایک گروپ اپنے پاس محفوظ رکھتی ہیں جس سے سیاسی انتظامیہ کارکن حاصل کرتا ہے اور ان میں سے زیادہ قابل اور بہتر صلاحیتیں رکھنے والوں کو پلاٹون کے درجوں اور مطالعے، بحث مباحثے کے

حلقوں کی رہنمائی کے فرائض سونپ دیے جاتے ہیں کومسومول ممبروں کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے نسبتاً خاموش اور کم متحرک ساتھیوں میں ثقافتی تربیت کا کام کرتے رہیں۔ اپنی اکائیوں کے اخباروں کی تیاری میں مدد کریں، رجمنٹ کے کلب کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں "لینن حلقوں" کے کاموں کی مقبولیت بڑھانے میں مدد کریں اور فوج کے عام سپاہیوں میں سیاسی شعور کی نشوونما اور ترقی میں اپنی ذات سے ایک ترغیبی اور مثالی نمونہ پیش کریں متحرک اور اولوالعزم اور ان کے ساتھ ہی منطقی اعتبار سے پختہ ذہنوں کے جذبات کو اپنے ساتھ لے کر سیاسی انتظامیہ کو کومسومول ممبروں کی صلاحیت اور طاقت کے مستقل بہاؤ کو اپنے ساتھ شامل کر لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس طاقت سے فوج میں پارٹی کا جوش و خروش اور جذبہ پیدا کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔

سرخ فوج کے اندر پارٹی تنظیموں کو ایک ایسا مرکز یا متواتر پھیلنے والے دائروں کا ایک سلسلہ کہا جا سکتا ہے جس کے ذریعے غیر متحرک سے غیر متحرک اور کم سے کم سیاسی شعور کا حامل بھی پارٹی کے حلقہ اثر میں آ جاتا ہے۔ ان کے مرکز میں بنیادی سیاسی انتظامیہ کا آلۂ کار اور معاوضہ پانے والے پارٹی سکریٹری ہوتے ہیں۔ جو تمام سیاسی کاموں کی ہدایت کرتے ہیں اور ان میں تعلق اور تال میل پیدا کرتے ہیں، ان کے چاروں طرف پارٹی ممبروں اور امیدوار ممبروں کا ایک بہت بڑا دائرہ ہوتا ہے جن کی نمائندگی خاص طور پر افسری دستے میں زیادہ ہوتی ہے لیکن ان کا دباؤ غیر کمیشن یافتہ افسروں اور معمولی سپاہی حلقوں میں بھی کافی حد تک محسوس کیا جاتا ہے اور پارٹی کے چاروں طرف ایک اور زیادہ وسیع حلقہ کومسومول ممبروں کا ہوتا ہے۔ جو ابتدا میں نسبتاً نوجوان سپاہیوں اور غیر کمیشن یافتہ افسروں میں سے بھرتی کیے جاتے ہیں۔ یہ بیرونی وسیع حلقہ غیر متحرک عناصر پر مشتمل ہوتا ہے جو کسی بھی تنظیم سے ملحق نہیں ہوتے اور ان پر پارٹی اور کومسومول تنظیموں کا کوئی خاص اثر نہیں ہوتا ۔۔ لیکن ان میں بنیادی سیاسی انتظامیہ کی طرف سے سیاسی پروپیگنڈے اور ایجی ٹیشن کا کام متواتر جاری رکھا جاتا ہے۔ فوج پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے پارٹی اس بات کے لیے مستقل کوشاں رہتی ہے

کہ وہ اپنے حلقہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرتی رہے۔ وہ سپاہی جو اپنے دستے میں ممتاز ہو جاتا ہے یا رہنمائی کی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتا ہے اسے کوموسومول یا پارٹی میں کھینچ لیا جاتا ہے۔ وہ فوجی کوموسومول جو نسبتاً متحرک نظر آتا ہے اسے پارٹی کی ممبری میں ترقی دے دی جاتی ہے۔ اولوالعزم افسر یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ پارٹی کی ممبری کی ترقی میں آسانیاں پیدا کرے گی ایک طرف اپنے ذاتی مفادات کی کشش اور دوسری طرف نظریاتی ذہن سازی، دونوں مل کر پارٹی اور کوموسومول ممبروں کو پارٹی مقاصد سے متحد کر دیتی ہیں۔ سوویت نظام کی سیاسی گرفتوں کی طاقت اور مضبوطی کا انحصار اسی مصمم کوشش پر ہے کہ کس طرح مسلح افواج کی ثبت وفاداری پر پوری طرح قبضہ کر لیا جائے اور ان میں سے متحرک ترین عناصر کو حکومت کرنے والے چند اور چیدہ اشخاص کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔

ان مثبت اپیلوں کے ساتھ ساتھ تحفظی گرفتوں کا ایک مکمل نظام بھی قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد مسلح افواج میں بد دلی کی جڑیں کھودنا ہے مسلح افواج میں حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کی تنظیم بھی فوجی اور سیاسی درجاتی نظام کے بالکل متوازی رکھی گئی ہے۔ اور یہ اپنا کام ان شعبوں کے ذریعے چلاتی ہے جنھیں جاسوس مخالف شعبوں کا نام دیا جاتا ہے اور یہ رجمنٹ کی حد تک موجود ہوتے ہیں۔ حالانکہ تحفظی کمیٹی (KGB) کے نمائندے اپنی اپنی اکائیوں کی وردی پہنتے ہیں اور اسی کو نشان بھی لگاتے ہیں، جس سے وہ ملحق کئے گئے ہیں اور برائے نام ان اکائیوں کے کمانڈروں کے ماتحت بھی کہے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ حکومتی تحفظی کمیٹی کے سامنے ہی جواب دہ ہوتے ہیں۔ اسٹالن کے دور حکومت میں یہ اپنی خود اختیارانہ حیثیت اور من مانے اختیارات کے لیے کافی بدنام تھے اور لوگ ان سے خوف زدہ بھی رہتے تھے۔ اسٹالن کی موت اور بیریا کے ہٹائے جانے کے بعد سے ان کی طرف سے کی جانے والی دخل اندازی میں بھی ضرور کمی آ گئی ہے لیکن ان کی موجودگی کا احساس بہر حال اب بھی رہتا ہے۔ اسٹالن کے دور میں یہ لوگ اپنی نگرانی کے سلسلے کے کاموں کو پورا کرنے میں

حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے نمائندے کو مسوہول اور پارٹی کے ان متحرک کارکنوں کے پھیلے ہوئے ایک جال کو کام میں لاتے تھے جنھیں اسی مقصد سے بھرتی کیا جاتا تھا ان کے ساتھ ہی کچھ کو پچھلی غلطیوں کے عوض اس خدمت کی طرف کھینچ لیا جاتا تھا۔ اب بھی اس قسم کے طریقے حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کی کارگزاریوں میں اپنائے جاتے ہیں یا نہیں، ان کے متعلق معلومات موجود نہیں ہے حکومتی تحفظی کمیٹی کی گرفت افسروں اور سپاہیوں پارٹی ممبروں اور پارٹی سے غیر متعلق افراد سب پر ہی موجود ہوتی ہے۔ فوج میں کام کرنے والے ہر شخص کے متعلق ایک فائل تیار کی جاتی ہے اور اگر ماضی کی کسی سوویت مخالف حرکت کا پتہ چلتا ہے تو اس فرد کی ذاتی فائل کی پوری طرح چھان بین کی جاتی ہے۔ تمام کاغذات اور دستاویزوں کی حفاظت کے لیے خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی ہے کسی خاص مقام پر پہنچنے کی آسانیوں اور خفیہ اور اہم مقامات کی پوری طرح حفاظت رہتی ہے اور غیر ملکی جاسوسی کے خلاف حفاظت کے لیے بہترین اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ ملک یا حکومت کے خلاف جرموں اور فوجی قواعد و ضوابط توڑنے کے سلسلے میں سخت سزائیں مقرر ہیں۔ زبردست غداری جس کی تعریف میں "دشمن سے جا ملنا، جاسوسی کرنا اور ملک یا فوج کے رازوں کو غیر ملکیوں کو دے دینا" شامل ہیں اس کے لیے دس سے پندرہ سال کی آزادی کا سلب کر لیا جاتا یا موت کی سزا مقرر کی گئی ہے[9]۔ فوجی راز کو اس طرح افشا کر دینا جس میں زبردست غداری کا عنصر موجود نہ ہو اسے پانچ سال تک کی آزادی سلب کر لیے جانے کا خطرہ موجود ہے۔ اس عمل کے اگر نتائج شدید ظاہر ہوں تو اس سلسلے میں پانچ سے آٹھ سال تک آزادی سلب کر لیے جانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ سوویت مخالف ایجی ٹیشن یا پروپیگنڈا کرنے کے سلسلے میں چھ مہینے سے سات سال تک آزادی سلب کرنے کی سزا مقرر ہے یا اسے پانچ سال کی مدت کے لیے شہر بدر کیا جا سکتا ہے۔ حکم عدولی یا امن کے زمانے میں اپنی فوجی اکائی کے ڈیوٹی اسٹیشن کو تین دن کے لیے چھوڑ کر چلے جانے کے لیے ایک سے پانچ سال تک کی آزادی سلب کر لیے جانے کی سزا ہے لیکن جنگ کے زمانے میں یا خاص اس حالت میں کہ فوجی اکائی لڑائی میں مصروف ہو اور

اس جرم کی سزا زیادہ سے زیادہ موت ہو سکتی ہے۔ معمولی حفاظتی ڈیوٹی میں فوجی قواعد کی پابندی نہ کرنے کے جرم میں سزا تین سے چھ مہینے کی قید مقرر کی گئی ہے اور میدان جنگ کو کسی خاص اور جائز وجہ کے بغیر چھوڑنے، جنگ کے دوران کسی ہتھیار کو استعمال کرنے سے انکار کرنے یا خود اپنی مرضی سے ہتھیار ڈالنے کی سزا موت یا پندرہ سال کے عرصے کی آزادی سلب کر لیا جاتا ہے۔ ڈسپلن اور فوجی ملازمتوں کے قواعد (Desciplinary & Service Regulations) جنھیں ۱۹۶۰ء میں عائد کیا گیا[9] ان میں تاکید کر دی گئی ہے کہ کوئی سوویت سپاہی صرف اسی صورت میں قیدی بنایا جا سکتا ہے جب وہ بالکل مجبوری کی حالت میں ہو جو یا تو بری طرح زخمی ہونے یا دھماکے کے اثر سے بے ہوشی کے نتیجے میں ہو سکتا ہے[9]۔ موت کا خطرہ ہتھیار ڈال دینے کے لیے جائز وجہ نہیں مانی گئی۔

جس فارمولے کے تحت پارٹی رہنما مسلح افواج پر اپنی منشا کو مسلط کرتے ہیں اس میں بہت سے عناصر شامل ہیں۔ ان میں تعزیری اور تادیبی گرفتیں بھی ایک عنصر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حقیقی اور مثبت وفاداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے رہنما نظریاتی ذہن سازی یا قدرتی محرکات کی کانٹ چھانٹ پر انحصار کرتے ہیں۔ دوسری طرف وطن پرستی اور سوویت کامیابیوں اور حصول کے لیے فخر و غرور کا جذبہ بھی ایک ایسا عنصر ہے جو انھیں اس نظام سے وابستہ رکھتا ہے اور ایک طرف افسروں کو دی گئی مراعات سے بھی یہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ برسر اقتدار گروپ صرف ایسی فوج کو برقرار رکھنے میں ہی دلچسپی نہیں رکھتا جو محض اپنے کاموں میں ہشیار ہو اور مضبوط ہو بلکہ وہ اسے پوری طرح اپنا وفادار اور محکوم بھی رکھنا چاہتا ہے۔ فوجی کمان پر بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) دونوں ہی اپنی نگرانی رکھتے ہیں۔ اور خود حکومتی تحفظی کمیٹی کی نگاہیں پارٹی کی طرف سے گرفت رکھنے والوں کے کاموں پر لگی رہتی ہیں۔ اقتدار اور حیثیتوں کے ایک دوسرے سے مقابل اور آزاد سلسلوں اور خود کمانڈروں کی ترقی کے جذبات سے فائدہ اٹھا کر پارٹی رہنما اس بات کی بھی کوشش کرتے

ہیں کہ فوج بذات خود کسی خود مختار سیاسی طاقت کا روپ اختیار نہ کر سکے۔ مسلح افواج کے اندر کمان اور اختیارات کے علیحدہ سلسلے پریسیڈیم کی حدوں تک جاملتے ہیں۔ فوج پر برسراقتدار گروپ کی مرکزیت اور فوقیت برقرار رکھنے کا انحصار ہی اس بات پر ہے کہ فوج میں طاقت اور اقتدار کو کس طرح منتشر رکھا جا سکتا ہے۔ فوجی کمان کو سیاسی اعتبار سے غیر محفوظ ہونے کا احساس ہی سیاسی کمان کے لیے فوجی تحفظ کی ضمانت ہے۔

سوویت فوج میں تناؤ

مختلف گرفتوں کا یہ نظام جو تناؤ اور دباؤ پیدا کرتا ہے اسے سوویت فوج کی ایک ممتاز خصوصیت کہا جا سکتا ہے۔ فوجی کمان کے سلسلے میں بالکل آزادانہ طور پر سیاسی اور پولیس شعبوں کی مداخلت سے متضاد اور ٹکرانے والے اختیارات کے الگ الگ گوشے پیدا ہو جاتے ہیں جن کے نتائج آپسی رقابت اور مستقل تناؤ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سوویت فوجی افسر خود کو کچھ ایسے متضاد دباؤ اور کشمکشوں کے بیچ میں پھنسا ہوا پاتا ہے جن کو آسانی سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ پیشہ ور فوجی افسر کی حیثیت سے اس کی بنیادی ذمے داری اپنی فوجی اکائی کی کارکردگی پر نگاہ رکھنا ہوتی ہے۔ خواہ وہ پارٹی کا ممبر ہو یا نہ ہو اسے بھی سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) کے ساتھ ساتھ اپنے سپاہیوں کی سیاسی تعلیم کا ذمہ دار مانا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تنبیہہ، تادیبی کارروائی یا اس سے بھی زیادہ سخت سزا کے خدشات مول لیے بغیر فوجی یا سیاسی ذہنی تیاری کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ پارٹی ممبر ہو تو اس پر دوہری ذمہ داری خاص طور پر عائد ہوتی ہے کہ یہ اپنے فرصت کے اوقات کو ایسے سیاسی کاموں میں صرف کرے جن کی اس زمرے کے لوگوں سے توقع کی جاتی ہے اپنے رکھ رکھاؤ اور عمومی انداز سے ایک مثالی نمونہ پیش کرنے کی امید کی جاتی ہے اور اسے مستقل طور پر اس معلومات کے ساتھ زندگی گزارنا ہوتی ہے کہ اس کی ہر ہر بات اور ہر ہر عمل پر اس کے سیاسی افسر یا حکومتی تحفظی کمیٹی

(KGB) کے کسی نمائندے کی نگاہ رہتی ہے۔

سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) کے ساتھ تعلقات کی نوعیت اس تناؤ میں اضافے کے سلسلے میں الگ الگ زرخیز زمین کہی جا سکتی ہے۔ سپاہیوں کا فوجی افسر، اگر پارٹی ممبر بھی ہو تب بھی اپنے ذہن میں فوجی فرائض کو مقدم اور زیادہ اہم جگہ دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) اپنے سپرد کیے گئے کام کے تقاضوں کے تحت سپاہیوں میں سیاسی کام کو زیادہ اہمیت دیتا ہے ایسی صورت میں کمانڈر اور نائب سیاسی کمانڈر (zampolit) کے درمیان اپنے سپرد اکائی کے سپاہیوں کی صلاحیتوں اور اوقات کو حاصل کر لینے کے سلسلے میں متواتر تضاد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کمانڈر جو کمان کے سلسلے میں اپنے خصوصی اختیارات کے لیے پوری طرح چوکنا رہتا ہے، اسے سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) کے ادب میں ایک پختہ رقیب سے دوچار ہونا ہوتا ہے جو اپنے اعلیٰ افسروں کو اطلاع دے سکتا ہے کہ کمانڈر سیاسی تعلیم و تربیت اور ذہن سازی کے کام کو نظر انداز کر رہا ہے۔ فوجی افسر یہ بھی جانتا ہے کہ خود اس کی ترقی ایک طرف سیاسی وفاداری اور دوسری طرف فوجی قابلیت اور ہوشیاری دونوں پر ہی منحصر ہے اور اس کی وفاداری کے لیے ایک اہم چیز وہ رپورٹ ہے جو سیاسی نائب کمانڈر اس کے بارے میں اوپر بھیجتا ہے اس کے نتیجے میں کمانڈر خود کو ایک ایسی امید شکن حالات میں گھرا ہوا پاتا ہے کہ وہ خود اس سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) کے نیچے ہے جس پر اصولی طور سے اسے کمان کا حق حاصل ہے۔ اگر سیاسی نائب کمانڈر کی طرف اس کا رویہ اور انداز ضرورت سے زیادہ فرمانبرداری کا ہے تو اسے اپنے ماتحت سپاہیوں میں اپنی حیثیت خراب کر لینے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر وہ سیاسی نائب کمانڈر (zampolit) کو ضرورت سے زیادہ دبانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ جوابی کارروائی کو دعوت دیتا ہے۔

ژوکوو کی صفائی کے بعد ان میں سے بہت سے مسائل کو کافی بے جھجک انداز میں ظاہر بھی کیا گیا۔ ایسے جنرلوں اور اعلیٰ افسروں کی بہت سی مثالیں بھی دی گئیں، ژوکوف کے دور میں سیاسی کام کو یا تو نامکمل چھوڑ دیتے تھے یا اس میں دلچسپی

نہ لیتے تھے۔ جب ایک افسر سے ایک سیاسی موضوع پر تقریر کرنے کے لیئے کہا گیا تو اس نے کہا: "میں وقت ضائع کرنے والا آدمی نہیں ہوں"۔ ایک اور ایسے ہی افسر نے جو مشرقی جرمنی میں فوجی خدمات پر مامور تھا۔ ایک موقع پر تقریر کی درخواست کے جواب میں بڑے خشک انداز میں جواب دیا تھا "کیا آپ لوگ مجھے ایک موقع پر تقریر کی درخواست سے اپنا لیڈر بنانا چاہتے ہیں؟" پیشہ ور فوجی سپاہی سیاسی کارکنوں کی تنقید کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کبھی کبھی کھل کر بھی کر دیتے تھے "تنقید یا نکتہ چینی کسی اعلیٰ افسر کی طرف سے اپنے ماتحت کے کاموں پر ہونا چاہیئے۔ اس کے الٹ نہیں ہو"۔ ایک اور افسر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا تھا "تنقید اور نکتہ چینی کا یہ طریقہ ایک افسر کی حیثیت اور وقار کو دھکا پہنچاتا ہے"۔

ژوکوو کے واقعات کے بعد مسلح افواج میں پارٹی کی بالادستی کو پھر سے مسلط کر دینے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی بھی کوشش کی گئی کہ پیشہ ور فوجیوں اور سیاسی کارکنوں کے درمیان جو دوری اور خلاء پیدا ہو گئی تھی اس کو بھی پر کر دیا جائے مارشل گولیکو جو اس وقت بنیادی سیاسی انتظامیہ کا ڈائرکٹر تھا اس نے پارٹی کی حیثیت کا صحیح صحیح نقشہ پیش کرنے کی کوشش کی۔

"فوجی اکائیوں اور بحریہ کے جہازوں میں کمانڈروں اور سیاسی کارکنوں کے درمیان ایک تخلیقی تعلق اور تال میل، اب کچھ عرصے سے کافی حد تک بڑھ گیا ہے۔ لیکن کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ رشتہ اور زیادہ بڑھے اور ان کے کاموں میں مستقل رشتہ ہو۔ کسی اکائی یا بحریہ کے جہاز کی زندگی کے معاملات کے فیصلوں کے لیئے کمانڈروں اور سیاسی کارکنوں کو بار بار اور زیادہ ملتے رہنا چاہیئے اور فوجی تربیت کے منصوبوں کی تکمیل اور تعمیل میں مقصد اور عمل کی ہم آہنگی اور اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ کمانڈروں اور سیاسی کارکنوں کے متحدہ کاموں میں ایک دوسرے کے لیئے عزت و احترام پوری طرح نظر آنا چاہیئے۔ اور سیاسی کارکنوں کے متحدہ کاموں اور اصولوں کی پوری پابندی کے ساتھ ساتھ آپسی تعلقات میں ایک دوستی اور قربت کا احساس اور کمیونسٹ پارٹی کے دیئے ہوئے ایک واحد مقصد کی طرف متحدہ جدوجہد ان تمام باتوں کے لیئے فطری ضرورت کا احساس ہونا چاہیئے اس مقصد

کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسا باقاعدہ طریقہ تشکیل دیا جانا چاہیئے جس میں کمانڈروں کو سیاسی کام تفویض کیے جائیں اور سیاسی کارکنوں کو کمان کے سلسلے کے عہدے دیئے جائیں۔ فوجی کمان، انجینئری اور عملے کے عہدوں سے کمیونسٹوں کو ترقی دے کر پارٹی بیورو کے سکریٹری کے عہدے پر بھیجے جانے کے سلسلے میں بہت زیادہ جرأت اور مضبوطی دکھلائی جانی چاہیئے۔[۸۲]

فوج کے افسروں اور حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے نمائندوں کے درمیان رشتہ اور تعلق بھی ایک اہم اور مشکل مسئلہ پیدا کرتا ہے۔ اسٹالن کے دور میں یہ تعلقات اور بھی زیادہ تلخ ہو گئے تھے۔ سوویت شہریوں کی طرح زیادہ تر افسروں نے بھی خود کو ایک ایسے ماحول میں زندہ رہنے کا عادی بنا لیا تھا جس میں ایک مخبر جاسوس کی موجودگی کا امکان موجود تھا۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس کیفیت سے لطف اندوز ہونا بھی سیکھ لیا تھا۔ وہ لوگ جو مغرب کی طرف بھاگ نکل آئے ہیں ان میں سے ایک کافی بڑی تعداد نے سوویت سوسائٹی سے اپنے قطع تعلق کی وجہ یہی ایک خواہش ٹھہرائی کہ وہ پولیس کے پیدا کردہ ایک شعبہ بے اختیاری اور مستقل محکومی کے ماحول سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ اسٹالن کی موت سے حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کا خوف کچھ کم ضرور نظر آتا ہے لیکن مسلح افواج میں حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کے نمائندوں کی موجودگی متواتر اس بات کی یاد دہانی کراتی رہتی ہے کہ حکومت کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ وہ افسر جو فوج میں اپنی حیثیت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس میں ترقی کے زینوں پر چڑھنا چاہتا ہے۔ اس کو اپنے باغیانہ تصورات اور خیالات کو دبائے رکھنا بھی سیکھنا پڑتا ہے۔ اپنی زبان پر قابو رکھنا پڑتا ہے اور ملک اور پارٹی سے اپنی وفاداری کا کھلے طور پر اعلان کرنا پڑتا ہے تاکہ اس کے مکمل انہماک اور لگن کا اظہار ہوتا رہے ژوکوو کی "صفائی" سے جو چیز سب سے زیادہ ابھر کر سامنے آئی وہ اس خطرے کا احساس تھا جو آزادانہ سیاسی اظہار خیال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

فوجی سپاہیوں کی تکلیفوں، شکایات، پریشانیاں اپنے اظہار سے ذرا مختلف شکل اختیار کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ بھی اپنی نگرانی کو فراموش نہیں کر دیتے

لیکن ان پر حکومتی تحفظی کمیٹی (K.G.B) کی نگاہ پڑنے کا امکان نسبتاً کچھ کم ہوتا ہے عام سپاہیوں کی شکایات کا تعلق زیادہ تر ان مخصوص مراعات سے ہوتا ہے جو افسروں کے زمرے کو ملتی ہیں یہ شکایات ان کی خراب رہائش یا ان کے فرصت کے اوقات تک میں سیاسی ذہن سازی کی بھرمار سے تعلق رکھتی ہیں۔

دوسری دہائی کی سرخ فوج میں کمانڈر نسبتاً سادہ زندگی گزارتے تھے، جو بہت سی صورتوں میں ان کے تحت کام کرنے والے سپاہیوں سے خاص طور پر قابل امتیاز بھی نہ ہوتی تھی۔ ان کی تنخواہیں بھی کم تھیں ۱۹۲۴ء میں ایک کور کمانڈر کو ۱۵۰ روبل ماہوار ملتے تھے، جو دھاتوں کے ایک تربیت یافتہ مزدور کی تنخواہ کے کم و بیش برابر تھی۔ افسروں کا مطبخ بھی علیحدہ نہیں تھا، سرخ فوج کلب کی فراہم کردہ دلچسپیوں میں افسر اور سپاہی برابر کے شریک ہوتے تھے۔ فوجی درجاتی نظام میں مساوات کا لگاؤ موجود تھا، سپاہی اور افسر آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے ملتے تھے، اور ان کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں بانٹنے والی کوئی سماجی رکاوٹ موجود نہ تھی۔

لیکن آج کی سوویت فوج بالکل مختلف بنیادوں پر منظم ہے۔ اب افسری حلقہ ایک الگ ایسی ذات ہے جسے مخصوص مراعات حاصل ہیں۔ ان کے معیارِ زندگی اور معمولی سپاہی کے معیارِ زندگی کے درمیان جو فرق موجود ہے وہ کافی اہم ہے۔ افسروں کے مطبخ الگ ہیں۔ اب افسروں اور سپاہیوں کے درمیان رشتوں میں باقاعدگی اور ضابطہ بھی بڑھ گیا ہے۔ اور ان میں یہ شعبہ واریت پیدا ہو گئی ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں سوویت رہنماؤں نے اس فرق کے امکانی نقصان دہ نتائج کا احساس بھی کر لیا ہے چنانچہ کمانڈروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ "سوویت سپاہیوں کے ساتھ پدرانہ شفقت اور توجہ کا مظاہرہ کریں" اور مسلح افواج کے عام اور روزمرہ طرز زندگی میں بہتری پیدا کرنے کے اقدامات بھی اٹھائے گئے ہیں، جون ۱۹۶۰ء میں مارشل آئی، خے، باگرامیان (I. Kh. Bagramyan) نے بیان کیا کہ "ڈیڑھ سال سے پہلے فوجیوں کے بنیادی راشن میں سفید ڈبل روٹی کو شامل کر دیا گیا تھا۔ گھی اور شکر کی مقررہ مقدار میں اضافہ کر دیا گیا ہے . . . زمینی فوج اور بحریہ کے لباس کی

فراہمی میں ترقی ہوئی ہے۔ آج کل سرجینٹ اور معمولی سپاہی (پرائیوٹ) کے پاس بیک وقت تین وردیاں موجود ہوتی ہیں۔۔۔ سپاہیوں کے ٹھہرانے اور ان کی قیام گاہ کے سلسلے میں بہت کافی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں اب انھیں ایسی بارکیں فراہم کی جاتی ہیں جن میں درازیں ہیں گودام ہیں، اور مطالعے کے لیے بہت اچھے کمرے ہیں[40]۔ لیکن مارشل نے کچھ کمیوں کا بھی ذکر کیا تھا۔

*مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ سپاہیوں کی عام زندگی کو مادی اعتبار سے بہتر بنانے کے لیے جو کچھ مواقع بھی فراہم کیے گئے ہیں ہم ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں اب بھی بہت پیچھے ہیں۔ متعدد صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ فوجی مطبخوں کو بہت اچھا راشن ملتا ہے لیکن اس راشن سے تیار کیے ہوتے کھانے میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ یا وہ اتنا خوش ذائقہ نہیں ہوتا۔ اپنے سپاہیوں کی مادی خوشحالی اور بہتری کے کاموں کے سلسلے میں ہمیں اب بھی کافی حد تک روایت پرستی اور فرسودہ طریقہ کار کا سامنا کرنا پڑتا ہے[41]" کوئی دو سال بعد بنیادی سیاسی انتظامیہ (MPA) کی سربراہی کے عہدے سے مارشل گولیکوو کی جگہ ایک پارٹی افسر اے۔ اے یاپی شیو (A-A-yepeshev) کی تقرری کے فوراً بعد فوج کی عام زندگی میں سدھار لانے کے لیے ایک زبردست مہم کی ابتدا کی گئی۔ ماسکو میں کوارٹر ماسٹر عملے کی ایک کانفرنس منعقدہ ۶۲ ۱۹ء جولائی کو ایک ایسے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا گیا جہاں سے فوج اور سیاسی میدان کے اعلیٰ اور ممتاز رہنماؤں نے فوج کے گھٹیا رہائشی مکانوں کی حالت، خراب کھانے اور چوکیوں کی دکانوں پر استعمالی اشیا کی کمی کی طرف توجہ دلائی۔ پہلے نائب وزیر دفاع مارشل اے اے گریچکو نے انکشاف کیا کہ گرمیوں کی وردیوں میں سے تقریباً ۳۰ فی صدی وردیاں سپاہیوں کو موسم خزاں یا سردیوں میں فراہم کی گئی تھیں۔ اور اسی طرح سردیوں کی وردیاں موسم بہار میں اور گرمیوں میں دی گئی تھیں[42]۔ یاپی شیو کے نائب پی آئی یافیمو نے ناکافی بستر، گندے مطبخوں اور بہت سی فوجی چوکیوں میں ایسے کھانے کا ذکر کیا تھا جو ہمیشہ بالکل ایک مزے کا ہوتا تھا۔ یا جسے دیکھ کر کھانے کی خواہش نہیں پیدا ہو سکتی تھی۔ اس نے "سیاسی

افسروں یا پارٹی اکائیوں کی کارکردگی کی کمزوری" پر بھی تنقید کی تھی جو ان خرابیوں کا تدارک کرنے میں ناکام رہی تھیں[95]

اس تنقید کے پیچھے بنیادی طور پر وہ تشویش صاف طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ جو فوج کے حوصلے اور ہمت کے سلسلے میں رہنماؤں میں موجود تھی۔ اور اس بات کا اعتراف بھی نظر آ سکتا تھا کہ فوجی عملے پر سیاسی اعتبار سے مکمل اعتماد حاصل کر لینے کے لیے انھیں بہتر حالات فراہم کرنے ناگزیر ہوں گے۔

فوجی عملے میں سیاسی تعلیم و تربیت کے پروگرام کا خیر مقدم بھی کسی قدر بے تعلقی اور غیر دلچسپی کے رویے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ سپاہیوں کو شکایت رہتی ہے کہ سیاسی ایجی ٹیشن اور جلسے بالکل تھکا دینے والے کام ہیں جو ان کے خالی اوقات کو بھی ان سے چھین لیتے ہیں اور انھیں آرام اور تفریح وغیرہ کے لیے کوئی وقت نہیں مل پاتا۔ متواتر پروپیگنڈے کی بھرمار، جس کا شکار سوویت فوجی سپاہی ہمیشہ ہی رہتے ہیں، خود کچھ ایسے رویے اور حرکتوں کو جنم دیتا ہے، جن کے ذریعہ سپاہی اس سے کسی قدر محفوظ رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک بھاگ نکلنے والے سرخ فوج کے سپاہی کے بیان کے مطابق، سپاہی تقریروں کے دوران آنکھیں کھول کر سونے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ بہت کم سپاہی ایسے ہوتے ہیں جو سیاسی کارکنوں کی کارگزاریوں اور اس کے دباؤ کے خلاف زبان کھولنے کی جرارت کر سکیں۔ وہ لوگ بھی جن کے دل میں شکوک اور شبہات موجود ہوتے ہیں انھیں اپنے اندر ہی چھپائے رکھنے کی عقلمندی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس قسم کی مدافعت یا بددلی ایک قسم کے تساہل خاموشی اور ریا۔ سا کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

لیکن یہ تناؤ اور کشیدگیاں جو بلاشبہ فوج میں موجود ہیں ان سے کسی طرح یہ مطلب اخذ نہیں۔ یا سکتا کہ پارٹی رہنما فوج پر اپنی گرفت سے محروم ہو جانے کے خطرات سے دوچار ہیں۔ فوجی افسروں کا حلقہ سیاسی کارکنوں کی کمان کی ذمہ داریوں میں مداخلت پر ناخوش گواری محسوس کر سکتا ہے یا اسے حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کی مستقل نگرانی بھی بری لگ سکتی ہے۔ لیکن عام حالات میں یہ اس صورت حال کو تبدیل کر دینے کی طاقت ہی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ فوجی زندگی کے منفی رخوں کا اثر

اوران سے پیدا ہونے والی بدمزگی ان ذاتی مفادات سے زائل ہو جاتی ہے جو یہ حلقہ سوویت اقتدار کی بقا اور اس کی توسیع و ترقی سے وابستہ رکھتا ہے۔ مارشل آر ینئ مالینوسکی (R-yai Malinovsky) کے قول کے مطابق اکتوبر ۱۹۶۲ء میں تقریباً ۹۰ فی صدی فوجی افسر یا کمیونسٹ تھے یا کوموسومول کے ممبر تھے، اور کل فوج کی تعداد میں ۸۲ فی صد کوموسومول یا پارٹی ممبر تھے۔[92] اعلیٰ کمان مکمل طور پر کمیونسٹوں پر ہی مشتمل ہے۔ ترقی اور فوجی زندگی میں آگے بڑھنے کا انحصار اس پورے نظام سے یکجہتی اور یکسانیت کے مظاہرے پر ہی ہے۔ سوویت فوجی افسری حلقہ پورے سوویت سماجی نظام میں ایک مراعات یافتہ اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ اس کو دیئے گئے مادی فوائد اور اسے بخشی گئی عظمت و وقار اسے سوویت زندگی کا اہم ترین اور پرکشش حصہ بناتے ہوتے ہیں۔

عام فوجی سپاہیوں کی پریشانیاں، شکایات یا بے چینیاں کبھی برسر اقتدار گروپ کے تسلط کے لیے کوئی خطرناک اثر نہیں پیدا کر سکیں۔ سخت ترین ڈسپلن، افسروں اور معمولی سپاہیوں کے درمیان بُعد اور خلاء اور عام زندگی کی آسائشوں کی طرف سے بے توجہی کا رویہ، جھنجلاہٹ اور ناخوشگواری ضرور پیدا کرتا ہے لیکن ان کے نقصان دہ اثرات کو زائل کرنے کے لیئے فوج میں کچھ ایسے دھارے بھی موجود ہیں جو فرماں برداری اور وفاداری کو حکومت کے حق میں حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسٹالن کی موت کے بعد سے عام معیار زندگی میں بہتری، صنعتی ترقی، سوویت طاقت میں اضافہ اور فضا میں زبردست کامیابیاں اور حصول اور قومی فخر اور غرور کا احساس پیدا کرنے میں یہ دھارے بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ سوویت وطن پرستی اور پدروطن سے محبت پر متواتر زور جو تازہ سوویت فوجی پروپیگنڈے میں مخصوص اہمیت رکھتا ہے۔ وہ متحد رکھنے میں ایک اہم ترین عنصر ہے۔ ذہنی تربیت کی مہم جو سوویت فوج میں مستقل جاری رہتی ہے اس کا تھوڑا بہت اثر کسی نہ کسی حصے میں ضرور جمع رہتا ہے حالانکہ کچھ سپاہی اس پروپیگنڈے کی متواتر بھرمار سے کم و بیش بے تعلق ہی رہتے ہیں لیکن پھر بھی ایک خاصہ بڑا حصہ ایسے سپاہیوں کا بھی موجود ہے جو بالکل شعوری طور پر بیرونی دنیا کا ایک ایسا تصور

اپنے ذہن میں پیدا کر لیتا ہے جس میں اسے یہ دشمنی نظر آتی ہے۔ اور اسے سوویت کامیابیوں اور حصول پر ایک فخر محسوس ہونے لگتا ہے۔ متحرک کارکن سپاہی جو کومسومول یا پارٹی کے ممبر بن جاتے ہیں وہ ایک ایسا انداز پیدا کر دیتے ہیں جس میں نسبتاً خاموش حمایت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ پھر فوجی ڈسپلن اور حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) کی کڑی نگرانی اطاعت اور فرماں برداری کو اور یقینی بنا دیتی ہے۔ پھر کوئی ایسی راہ بھی موجود نہیں ہے جس کے ذریعے فوجی سپاہیوں میں پیدا ہونے والی بے چینی اور اضطراب کا منظم طور پر اظہار ہو سکے یا یہ حکومت کے لیے کوئی حقیقی اور با اثر خطرہ پیدا کر سکے۔

جب تک فوج پر گرفت' ایک متحدہ پارٹی کے رہنماؤں کے ہاتھ میں موجود ہے اس وقت تک بہر حال یہ بات ناقابل قیاس ہے کہ سوویت فوج کوئی باقاعدہ منظم سیاسی طاقت کے روپ میں ابھر کر سامنے آ سکے گی۔ خود فوج کے اندر طاقت اور اختیار کو منتشر کر دیتے' اور ایک آپسی شبہے اور بے اعتباری کا ماحول پیدا کر دینے سے الٹری حلقے میں طاقت کا چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو جانا ایک یقینی امر ہوتا ہے۔ اور غیر وفاداری اور بے اعتمادی کے مرکز خود بہت رخوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ سوویت فوج میں کسی ذاتی منچلے پن کا اظہار یا خود اپنی طاقت و اختیار میں توسیع کا خیال' اس کا انحصار اس پر ہے کہ فوج میں ایک پیشہ وری گٹھاؤ اور ہم آہنگی پیدا ہو جائے۔ جو پارٹی وفاداری کی حدود سے بھی تجاوز کر جائے۔ دوسری طرف فوج میں پارٹی اور پولیس کی گرفت میں کمزوری پیدا ہو جاتے۔ جو اس وقت تک ممکن نظر نہیں آتی۔ آٹھویں اور نویں دہائی میں سوویت فوج میں ایسی بے شمار نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں کہ مندرجہ بالا احوال اب محض تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ آج سوویت فوج میں پارٹی' KGB' اور پولیس کی گرفت برائے نام رہ گئی ہے اور یہ جدید تر ہتھیاروں سے لیس ایک پیشہ ور فوج بن چکی ہے۔

چوتھا حصّہ

مسائل اور توقعات

پندرھواں باب

سوویت صنعتوں میں انتظامیہ اور مزدور

صنعتی ترقی کی خود اپنی کچھ پابندیاں ہوتی ہیں اور اپنا ایک الگ ڈسپلن ہوتا ہے۔ اسے ایک ایسی تربیت یافتہ مزدور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے جو مشینوں کی گنگناہٹ کے ساتھ کام کرنے کا پوری طرح عادی ہو۔ ایک ایسے گنجلک نظام عمل میں جس میں تمام کاموں کو صنعتی بنیادوں پر تقسیم کیا جاتا ہو۔ اور ہر کام کو ایک مکمل منصوبے کی پابندیوں کے ساتھ آگے بڑھایا جاتا ہو، اپنے کارکنوں کی ان صلاحیتوں کو ایک مخصوص اہمیت بخش دی جاتی ہے۔ جن کے تحت وہ ایک دوسرے پر منحصر نازک ترین رشتوں کو قائم رکھنے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں اور چونکہ اس قسم کی راہیں متعین کرنے اور ہدایتیں دینے میں انتظامیہ اور مینیجمنٹ کو ایک بنیادی اور ممتاز حیثیت حاصل ہو جاتی ہے، سوویت ریاست کی کارکردگی میں ان کا فیصلہ کن رول ہے۔

مینیجمنٹ کی اہم اور قطعی حیثیت

مینیجری اور تکنیکی ممتاز ذہنوں پر حکومت کا اس قدر انحصار سوویت برسراقتدار گروپ کے سامنے بہت سے مشکل مسائل پیدا کرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ رہنما اس زمرے کی صلاحیت کے ساتھ ہی ان کی وفاداری سے بھی دلچسپی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کارکردگی کی خصوصیات کو اس لیے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے صنعتی آلہ کار کی پیداواری صلاحیت خود مینیجمنٹ کی کارگزاری کے معیار پر منحصر

ہے۔ لیکن ساتھ ہی اگر رہنماؤں کو اپنی اعلیٰ حیثیت اور طاقت کو آہستہ آہستہ کمزور ہونے سے بچانا ہے تو انھیں اپنے منیجروں اور تکنیکی ماہرین کی مکمل وفاداری اور کامل اعتبار پر بھی پورا بھروسہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کارکردگی اور وفاداری دونوں کو پوری طرح یقینی بنانے کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں بہت سے متضاد اور مخالف تنظیمی دباؤ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ کارکردگی میں بہتری پیدا کرنے کے سلسلے میں کی گئی کوششیں، ایک نفری منیجمنٹ کے طریقے کو ابھارتی ہیں اور منیجری طبقے کی حیثیت اختیارات اور انھیں حاصل مراعات میں اضافہ کرتی ہیں، لیکن دوسری طرف ان کی وفاداری کو یقینی طور پر حاصل کر لینے کے لیے تکنیکی اور منیجری دانشوروں کو پارٹی میں شامل رکھنے کی سخت ترین کوشش کی جاتی ہے اور منیجری ممتاز طبقے میں بڑھتی ہوئی طاقت پر قابو رکھنے کی غرض سے پارٹی اور پولیس کی گرفتوں کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے چنانچہ سوویت کارخانوں میں اختیارات کی تقسیم ان متضاد دباؤ اور کوششوں کی ہی پیداوار کہی جا سکتی ہے۔

سوویت کارخانوں میں موجودہ صورت حال اور جدید نظام کی وضاحت میں گزشتہ نظام کا کچھ حوالہ شاید بہت مددگار ثابت ہوگا۔ سوویت حکومت کے ابتدائی چند سالوں میں کمیونسٹ پارٹی کے پاس ایسے افراد کی تعداد بہت کم تھی جو صنعت کے مینجمنٹ کو سنبھالنے کے لیے ضروری استعداد اور لیاقت کے حامل ہوں۔ پچھلی حکومت میں کام کرنے والے بہت سے منیجر اور تکنیکی ماہرین دوسرے ملکوں میں بھاگ گئے تھے۔ وہ لوگ بھی جو روس میں باقی رہ گئے تھے ان پر بھی اعتماد اور بھروسہ بہت کم تھا لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو استعمال کیا جانا بھی ضروری تھا۔ اب تازہ طور پر قومیائی گئی ان صنعتوں کو رواں رکھنے کے مسئلے کے پیش نظر پارٹی کو بہت سی مختلف حکمت عملیوں اور پالیسیوں کا سہارا لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ عام طور پر وہ کمیونسٹ یا کوئی اور بھی ایسا معتبر کارکن جس نے تحریک اور جلیت بصرت کا مظاہرہ کیا تھا خواہ وہ تکنیکی تربیت کا حامل نہ بھی تھا اسے فیکٹری کا نگہدار مقرر کر دیا جاتا تھا اور اسے سرخ ڈائریکٹر کا نام دے دیا جاتا تھا اور پچھلے دور کا ایک انجینئر اس کا نائب مقرر کیا جاتا تھا جو تکنیکی معاملات

میں اس کو مشورہ دیتا تھا کبھی کبھی یہ کردار الٹ بھی دیئے جاتے تھے۔ انجینئر کو منیجر مقرر کیا جاتا تھا اور ایک معتبر پارٹی ممبر اس کا نائب یا کنٹرولر ہوجاتا تھا تاکہ سبوتاژ اور توڑ پھوڑ کی کارروائیوں کے خلاف حفاظت کرسکے۔ اور اعلیٰ افسر کے احکامات کی تعمیل کو یقینی بناتا رہے۔ ان دونوں ہی صورتوں میں دوہری گرفت رکھی جاتی تھی اور عملی اعتبار سے یہ طریقہ بڑا غلط ثابت ہوتا تھا۔ سرخ ڈائرکٹر، یا کنٹرولر تکنیکی ماہر کو مشتبہ یا مخاصمانہ نگاہوں سے دیکھتے تھے اور تکنیکی ماہرین بھی اس کا جواب بے رخی اور نفرت سے ہی دیتے تھے۔ تکنیکی ماہرین ذمہ داریاں سنبھالنے سے گھبراتے تھے اور پارٹی کے نمائندے انھیں ذمہ داریاں سونپنے میں اتنی ہی مزاحمت کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ تناؤ اور کشمکش ہی ہوسکتا تھا۔

اس صورت حال میں معاملات کچھ اور گنجلک ہوجاتے تھے جسے "مثلث" کا نام دیا جاتا تھا۔ اس طرز عمل میں پارٹی افسر، ٹریڈ یونینوں کے نمائندے اور منیجمنٹ تینوں کارخانے کے چلانے کی ذمہ داریوں میں شریک ہوتے سوویت حکومت کے ابتدائی چند سالوں میں کئی بار کوشش کی گئی کہ ان میں سے ہر ایک کے حلقۂ اختیار کی حدیں متعین کردی جائیں، لیکن ان میں سے کسی کوشش کو بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں حاصل ہوسکی۔ فیکٹریوں میں پارٹی سکریٹری منیجمنٹ کے ہر کام کو تنقید اور مخالفت کے لیے موزوں سمجھتے تھے اور دوسری طرف کم از کم ۱۹۲۹ء تک ٹریڈ یونین منیجروں کے ان تمام فیصلوں میں مداخلت کرتی تھیں جن کا اثر مزدوروں پر پڑتا تھا۔

۱۹۲۹ء میں جیسے ہی پہلے پنج سالہ منصوبے میں کچھ تیزی آئی اور اس کی کامیابی کے لیے منیجمنٹ کے قطعی اور فیصلہ کن کردار کی اہمیت کا احساس ہوا تو ایک مصمم کوشش کی گئی کہ منیجمنٹ کے اختیارات اور اقتدار کی حفاظت کی جائے اور اسے استحکام بخشا جائے۔ "ٹریڈ یونین آلۂ کار" کی صفائی کی گئی اور اس کے منیجروں کو متنبہ کردیا گیا کہ وہ کارخانے کے چلانے میں براہ راست مداخلت نہ کریں اور خاص طور پر کارخانے کے منیجمنٹ کو بدلنے کی تو بالکل کوشش نہ کریں۔ ٹریڈ یونین کے نمائندوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ یک نفری" کنٹرول کو قائم کرنے میں مدد دیں اور اپنی تمام تر کوششوں کو مزدوروں میں پابندی اور ڈسپلن اور مزدور عوام میں پیداوار کے لیے ایک اور جوش و ولولہ پیدا کرنے میں مرکوز

کردیں۔ پارٹی کی ایسی قراردادیں جس کے ذریعے یہ احکامات صادر کیے گئے تھے، پارٹی تنظیموں کو۔۔۔ کارخانے کے مینیجمنٹ کے پیداوار کے سلسلے میں عملی اقدامات میں۔۔۔ براہ راست مداخلت کرنے کے خلاف بھی متنبہ کیا گیا پارٹی حلقوں کو پارٹی کی ہدایتوں کی تعمیل پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کرنی تھی اور مزدوروں اور کارکنوں کو حاصل کرنے، کام کی تفویض یا مختلف کاموں کی سپردگی یا مینیجمنٹ کے دوسرے عملی معاشی احکامات" میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی تھی حالانکہ ۱۹۲۹ء کی پارٹی قرارداد نے ٹریڈ یونینوں کے اس عزم وارادے کے خلاف تو ایک فیصلہ کن وار ضرور کیا کہ وہ مینیجری میں بھی کچھ حصہ حاصل کرلیں لیکن اس نے خود پارٹی اور مینیجمنٹ کے درمیان جس رشتہ کی وضاحت کی وہ کوئی بہت بااثر ثابت نہ ہوسکا۔ تمام نگرانی، اور ہر کام میں مداخلت کے درمیان ایک واضح حد فاصل مقرر کردینا آسان بات نہیں تھی۔ اس قرارداد کی منشا صاف طور پر یہی تھی کہ مینیجمنٹ کی حیثیت اور اختیار کو مضبوط کردیا جائے، لیکن پارٹی رہنما اس بات کے لیے تیار نہ تھے کہ وہ اپنی گرفتوں کو بالکل ہی خیرباد کہہ دیں بہرحال پارٹی اپنے مقامی کارکنوں کو کارخانے کی معاشی پیداوار کے لیے ذمہ دار ٹھہراتی رہی۔

مینیجری اختیارات اور حیثیت کو مضبوطی بخشنے کے ساتھ ساتھ خود کمیونسٹ ممبروں کی تکنیکی صلاحیتوں اور استعداد کو بڑھانے کی بھی پوری کوشش کی گئی اور نئے تکنیکی ماہرین کی ایک بہت بڑی تعداد کو ٹریننگ دی گئی۔ پرانے اور تجربہ کار کمیونسٹ ڈائرکٹروں کو چھٹی لے کر صنعتی اکادمی میں داخلہ لینے کی اجازت دی گئی تاکہ یہ اپنے تعلیمی استعداد میں موجودہ خلا پر کرسکیں۔ کچھ مخصوص ایسے نصابی سلسلے بھی شروع کیے گئے جن میں نجی طور پر سبق دیئے جاتے یا ایسے ڈائرکٹروں کو مراسلاتی نصاب کے ذریعے تعلیم دی جاتی جنھیں ان کی کارخانے سے متعلق ذمے داریوں سے سبکدوش نہیں کیا جاسکتا تھا۔

پنج سالہ منصوبوں کے پہلے دور میں ایسے ماہرین کی تیز رفتار ٹریننگ پر بھی بہت زور دیا گیا تھا جنھیں زیادہ تر پرولتاری طبقے سے بھرتی کیا گیا ہو۔ جن نصابوں کی تعلیم انھیں دی جاتی تھی وہ بہت گہرے اور انتہائی مخصوص شعبوں سے متعلق تھے۔ تیز رفتار تعلیم اور انتہائی مخصوص شعبوں میں مہارتیں پیدا کرنے کے سلسلے میں بہت سے مخصوص نقص ظاہر ہوئے بعد میں تیسری دہائی کے درمیانی حصے میں ایسے ایسے نصابوں میں تبدیلی

کرنا پڑی جن میں انجینئری کی زیادہ ہمہ گیر تربیت دی جاتی تھی اور اس میں اتنا وقت دیا جاتا تھا کہ طالب علم انجینئری کے بنیادی اصولوں پر پوری مہارت فراہم کر سکے پھر اس میں داخلے کے لیے سماجی الحاق کی مناسبت کی بجائے داخلے کے سخت امتحانوں پر انحصار رکھا گیا۔

چنانچہ جلد ہی سوویت منیجروں اور تکنیکی استعداد میں ممتاز ترقی نظر آئی لیکن پھر بھی ۱۹۳۴ء تک کارخانوں کے ۵۰ فی صدی ڈائرکٹر صرف پرائمری اسکول تک ہی تعلیم یافتہ تھے ۱۹۳۶ء تک یہ شرح ۴۰ فی صدی تک گھٹ گئی۔ اسی زمانے میں کارخانے کے ایسے ڈائرکٹروں کی شرح جنھوں نے کسی نہ کسی صورت اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی ۲۶ سے ۴۶ فی صدی تک پہنچ گئی۔ اس تیز اضافے سے اس بات کا ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سے پرانے تجربہ کار کمیونسٹ ڈائرکٹروں نے صنعتی اکادمی کے چلاتے ہوئے "رٹائی" کے نصابوں میں کس قدر حصہ لیا اور ساتھ ہی تکنیکی اداروں سے کتنا نیا خون اس دھارے میں شامل ہوا۔

۱۹۳۶-۳۸ء کی عظیم صفائی نے سوویت صنعت میں ڈائرکٹری عملے کی سماجی اور علمی ساخت پر کافی گہرا اثر ڈالا ہے تیسری دہائی کے پہلے حصے کے "سرخ ڈائرکٹر" کافی بڑی تعداد میں اسٹیج پر سے غائب ہو گئے۔ سرخ ماہرین جنھیں پہلے پنج سالہ منصوبے کے ابتدائی دور میں تیز رفتار ٹریننگ دی گئی تھی۔ اور جو تیزی سے بڑی بڑی ذمہ دار حیثیتوں تک پہنچ گئے تھے وہ بھی اس طوفان میں کہیں گم ہو گئے۔ ان کی جگہ تکنیکی اداروں اور یونیورسٹیوں سے تازہ طور پر ڈگری حاصل کرنے والے انجینئروں نے لے لی۔ ظاہر ہے اس نئی نسل کے پاس پچھلی نسل کی طرح عملی تجربہ موجود نہیں تھا۔ لیکن بہر حال ان کی تعلیم و تربیت بہت بہتر منظم انداز میں ہوئی تھی۔ عظیم صفائی کا ایک یہ بھی اثر ظاہر ہوا کہ انجینئری اسکولوں کے تازہ فارغ التحصیل دماغوں کو اوپر اٹھا کر ایسی حیثیتوں پر مامور کر دیا گیا جو صنعت میں انتہائی اہم مقام رکھتی تھی۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء تک دفاعی صنعت اور لوہے کے کارخانوں میں ۸۹ سے ۸۰ فی صدی تک ڈائرکٹروں کا شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں ہوتا تھا۔ عظیم صفائی کے اثر سے ترقی پانے والے نوجوان انجینئروں میں سے زیادہ تر افراد پارٹی سے ملحق ہو گئے۔ ان کے حکومت پر انحصار اور ممنونیت میں اس حقیقت سے

اور اضافہ ہوا کہ یہ نادر مواقع جن پر جانشینی کا شرف انھیں حاصل ہوا تھا۔ انھیں اسی حکومت کی بدولت مل سکے تھے۔ جدید سوویت تکنیکی دانشوروں کے پارٹی میں شامل ہو جانے سے انجینئروں اور ڈائرکٹروں کی حیثیت میں بھی استحکام اور مضبوطی آئی پارٹی کے اعلیٰ حلقوں اور کاؤنسلوں میں اس انجینئر ممتاز زمرے کا اثر روز بروز بڑھ رہا تھا۔ اور اس حلقہ کے افراد کی ایک اچھی خاصی تعداد کو پارٹی کے اہم شعبوں میں اونچی حیثیتوں پر ترقی حاصل ہو رہی تھی صنعتی کارکردگی میں بہتری کی مہم نے بھی منیجروں کی حیثیت اور اختیار و اقتدار کے اضافے میں مدد پہنچائی حالانکہ ۱۹۲۹ء کی پارٹی قرار داد میں سوویت صنعت میں یک نفری مینجمنٹ کی تصدیق کی گئی تھی لیکن اس کا پوری طرح اپنا لیا جانا ایک مختلف بات تھی۔ پیداوار کے سلسلے میں ٹریڈ یونینوں کی مداخلت کو کافی حد تک کم کر دیا گیا تھا۔ اور مقامی پارٹی حلقوں کی طاقت کو بھی کسی قدر گھٹا دیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی زیادہ تر کارخانے اسی نظام کے تحت کام کر رہے تھے جسے "عملی" نظام ــــ (Functional System) کا نام دیا جاتا تھا۔ اس نظام کے منیجری کی مختلف ذمہ داریوں کو بہت سے "عملی" ــــــــ (Functional) شعبوں میں تقسیم کیا جاتا تھا اور ہر شعبے کو اپنے حلقۂ اختیار میں ہدایتیں اور احکامات جاری کرنے کا حق ہوتا تھا۔ کارخانے کے منیجر کو اس نظام میں زیادہ سے زیادہ تال میل اور تعلق پیدا کرنے والا کہا جا سکتا تھا لیکن ان کے ہاتھ میں بہت کم ایسی حقیقی طاقت ہوتی تھی جس سے وہ اپنی مانگوں کو پورا کروا سکتے۔ ذمہ داری بہت سے آزاد اور خود مختار شعبوں میں منقسم تھی جن میں سے ہر ایک شعبہ اپنے حلقہ اختیار میں مختار کل ہوتا تھا۔

سترھویں پارٹی کانگرس نے، جو ۱۹۳۴ء میں منعقد ہوئی تھی، مینجمنٹ کے اس "عملی" (Functional) نظام پر بھرپور حملے کی ابتدا کی۔[۵۸] اس کے نتیجے میں کارخانے کے ڈائرکٹر اور شعبے (Shop) کے چیف کی حیثیت کو کافی حد تک محفوظ کیا گیا۔ "عملی" شعبوں کو بالکل ختم نہیں کیا گیا۔ لیکن ایک اصول قائم کیا گیا کہ ایسی کوئی بھی ہدایت جو یہ شعبے تیار کریں اور جو کارخانے کے کاموں سے متعلق ہو، اسے ڈائرکٹر کی منظوری حاصل کر لینا ضروری ہے۔ کارخانے کے تمام احکامات اسی کے نام جاری

ہونا ضروری ہیں کارخانے کے ڈائرکٹر کو اس کے کارخانے کے تمام کاموں کے لیے ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ شعبوں (Glavki) کے چیف اسی کو براہ راست رپورٹیں دیتے تھے اور اسی سے احکامات حاصل کرتے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ فیکٹری کا ڈائرکٹر اس طرح اپنا کام انجام دیتا تھا کہ اس پر کوئی روک یا پابندی نہیں تھی۔ خود اس پر نگرانی کے لیے بھی بڑا گنجلک سا نظام موجود تھا۔ اسٹالن کے دور میں ان گرفتوں کی چار صورتیں تھیں پہلی شکل وہ تھی جسے منصوبے کی پابندی یا ڈسپلن کہا جا سکتا تھا۔ ہر فیکٹری کے ڈائرکٹر کو ایک پروگرام ملتا تھا جس میں بتلایا جاتا تھا کہ اسے کتنی پیداوار کرنی ہے، اس کی پیداوار کن چیزوں پر مشتمل ہوگی، کتنے مزدور وہ ملازم رکھ سکتا ہے، اور ان کی مزدوری کی ادائیگی کے لیے کتنی رقم اس کے پاس موجود ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی اسے کچھ متعینہ فراہمیوں کے آرڈر بھی دیئے جاتے تھے، جس کی رو سے کم از کم اصولی طور پر وہ اپنی ضرورت کے مطابق ایسی چیزیں یا خام مال خرید سکتا تھا جو کمیاب ہوتا تھا۔ اس کے منصوبے کی مادی اور مالی دونوں اعتبار سے تفصیلات بیان کر دی جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر اسے اشیاء کی ایک مقررہ تعداد پیدا کرنی ہوتی تھی جس کی قیمت روبل میں بھی مقرر کر دی جاتی تھی۔ خرید سے جانے والے سامان اور اشیاء اور قابل فروخت اشیاء دونوں کی قیمتیں حکومت مقرر کرتی تھی اس کا فرض صرف اتنا تھا کہ وہ منصوبے میں طے کردہ چیزیں پیدا کرے۔ بلکہ موجودہ ذرائع سے جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ممکن ہو سکے پیداوار میں اضافہ کرے۔

دوسری شکل یہ تھی کہ فیکٹری کے منیجر کو اعلیٰ پیمانے پر مرکزیت پر مبنی وزارتی کمان کے ایک سلسلے کے تحت کر دیا جاتا تھا۔ اگر اس کا کارخانہ کل یونین وزارت کے حلقہ اختیار میں ہوتا تو وہ اپنی رپورٹیں براہ راست ماسکو میں مقیم وزارت کے اس اعلیٰ انتظامیہ شعبے (Glavk) کو بھیجتا تھا جو صنعتی زندگی کے اس مخصوص حصے کی نگرانی پر قابض ہوتا۔ اگر اس کا کارخانہ یونین ری پبلک وزارت کے تحت آتا تو اس کی رسائی کا پہلا نکتہ ری پبلکوں کی راجدھانیوں میں مقیم اس وزارت کے نمائندوں کے پاس ہوتا۔ بہر حال ان دونوں ہی صورتوں میں اس کے پاس فیصلے کرنے کے جو کچھ اختیارات موجود ہوتے انھیں بھی ہر طرف سے قانونی پابندیاں جکڑے

ہوتیں بلا اصولی اعتبار سے فیکٹری کے ڈائرکٹر کے پاس کاٹ چھانٹ اور اپنی طرف سے اختراع یا تخفیف کے بہت کم مواقع موجود ہوتے۔ لیکن عملی اعتبار سے جیسا کہ آگے چل کر دیکھیں گے، وہ ایسے مواقع فراہم کر لینے کے لیئے مجبور ہو جاتا ہے۔

تیسری صورت پارٹی کی طرف سے عائد ہونے والی گرفتوں کی ہے جو وزارتی گرفتوں کے متوازی ہوتی تھی۔ اور یہ کارخانے میں ایک پارٹی سکرٹیری کے ذریعے عائد کی جاتی تھیں اس سکرٹیری کی بھیجی ہوئی رپورٹیں مرکز میں ایک علیحدہ اور آزاد درجاتی نظام کے ذریعے پہنچتی تھیں پارٹی سکرٹیری کی ذمہ داریاں دوہری تھیں، ایک طرف اسے پیداوار میں اضافے کے سلسلے میں منیجر کی مدد کرنی ہوتی تھی اور دوسری طرف فیکٹری کے انتظام کی خامیوں اور بدعنوانیوں کی اطلاعات پارٹی کے اعلیٰ افسروں کو بھی دینی ہوتی تھیں۔ اور آخری صورت پولیس کی گرفتوں کی تھی۔ تھوڑی سی بھی اہمیت رکھنے والے کارخانوں میں ایک مخصوص یا خفیہ شعبہ ہوتا تھا۔ اس شعبے کا سربراہ تحفظی پولیس کا ایک کارکن ہوتا تھا جو کارخانے کے انتظامیہ سے آزاد رہتے ہوئے کارخانے میں کام انجام دیتا تھا۔ اور اپنی رپورٹیں اعلیٰ پولیس کمان کے سلسلے کو براہ راست بھیجتا تھا۔ مخصوص شعبے کے سربراہ کی ذمے داریوں میں کارخانے کے تمام ملازموں کی سیاسی وفاداری پر نگاہ رکھنا تحفظی قوانین کی تعمیل کروانا اور سبوتاژ کارخانوں میں کام میں رکاوٹ یا ایسے ہی دوسرے معاشی "جرموں" کے سلسلے میں تفتیش کرنا اور مجرموں کو سزائیں دینا وغیرہ شامل تھے۔ مخصوص شعبے کے سربراہ کے پاس مخبروں کا ایک الگ ایسا جال موجود ہوتا تھا۔ جو خفیہ طور پر اس کے پاس اطلاعات پہنچاتے تھے۔ اور خوف شبہات اور بے اعتباریوں کا جو ماحول ان لوگوں نے پیدا کر دیا تھا وہ اسٹالن کے دور حکومت کا ایک نہ مٹ سکنے والا داغ ہے۔

پھر ان زبردست اور پر حوصلہ منصوبوں، فراہمی کی کمیابی اور انتظامی گرفتوں کے ساتھ کسی کارخانے کا ڈائرکٹر اپنے کام کس طرح انجام دیتا تھا۔[۱۶] پہلی بات تو یہ کہ اس کا انحصار کافی حد تک اس پر تھا کہ وہ جس کارخانہ سے متعلق ہے اس کی حیثیت کیا ہے۔ اگر یہ سوویت صنعت کے اس حصے سے تعلق رکھتا ہے جنہیں اعلیٰ ترین ترجیح حاصل ہے مثال کے طور پر ہتھیار سازی یا بھاری صنعتیں تو اس قسم کے کارخانوں کے ڈائرکٹروں

کوسامان کی فراہمی تربیت یافتہ مزدوروں کے حصول اور منصوبے کو پورا کرنے کے لیے ضروری مالیات وغیرہ کے حصول میں نسبتاً کم وقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مرکزی ترجیحات کا سارا زور اور دباؤ ان ذرائع کو قانونی ذریعہ سے حاصل کر لینے پر مرکوز ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر منیجر نچلے درجے کی ترجیحات کے میدان میں لگا ہوتا تو اسے اس کمیابی کی معاشیات میں عائد کی گئی پابندیوں کے ساتھ کام آگے بڑھانے میں نسبتاً بہت زیادہ دقتوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور چونکہ اس کی کامیابی کا پیمانہ منصوبے کی تکمیل سمجھا جاتا تھا' اس لیئے وہ پیداوار کی مقررہ مقدار حاصل کر لینے کے لیے قانونی اور غیر قانونی ہر قسم کی ترکیبیں اور حرکتیں کرنے پر مجبور رہوتا۔ وزارت یا منصوبہ بندی کمیٹی ـــــ (Gosplan.) میں اپنے افسروں سے ایسا منصوبہ حاصل لینے کے لیئے جسے وہ معقول طریقے سے پورا کر سکے، امکانی حد تک ـــــ سودے بازی کی کوشش کرتا تھا' اور مستقبل میں پیدا ہونے والی کمیابیوں کے خطرے سے بچے رہنے کے لیئے یہ بھی کوشش کرتا کہ اس قسم کے کمیاب سامان کا ذخیرہ جمع کر لے تربیت یافتہ مزدوروں کو حاصل کرنے کے بعد جو موجود ہیں انھیں اپنی جگہوں پر برقرار رکھنے کی غرض سے وہ کبھی کبھی کارخانے کے کچھ کاموں کے درجوں کو بھی اوپر اٹھاتا اور تنخواہوں کے لیئے مالیات کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اپنی فیکٹری میں کچھ اس قسم کے امدادی صنعتی ادارے قائم کر لیتا جس کی پیداوار فیکٹری کی اصلی پیداوار میں کام آسکیں اور باہر سے حاصل کیئے جانے والے ایسے سامان پر انحصار کچھ کم ہو جائے جس کی فراہمی یقینی نہیں تھی۔ اگر اس کے لیے منتخبہ اشیاء یا مقررہ سامان کی فراہمی ناکافی ہوتی' یا جن چیزوں کی فراہمی اور حصول کے لیئے اس کے پاس آرڈر بھی موجود ہوتے اور پھر بھی ان کے حصول میں اسے دقت کا سامنا کرنا پڑتا تو اس کے لیئے کارخانے کا منیجر فراہمی ایجنٹ' یا کام نکال لینے والے (TalKachi.) ملازم جن کا مخصوص کام ہر قسم کے طریقے اپنا کر کارخانے کے لیئے ضروری سامان کو حاصل کرنا ہوتا تھا۔ بعض موقعوں پر ان کمیاب اشیاء کو کالے بازار کی قیمتیں ادا کر کے حاصل کیا جاتا، کبھی کچھ کارخانوں کے درمیان برابری کے لین دین کی بنیادوں پر ان چیزوں کو فراہم کیا جاتا۔ فراہمی ایجنٹ ان ضروری اشیاء کو حاصل کر لینے کے

سلسلے میں (Tolkachi) عام طور پر ذاتی اثر ورسوخ (blat) پر انحصار رکھتا تھا۔ یہ فراہمی ایجنٹ اچھے تفریحی مواقع فراہم کر کے تحفے تحائف دے کر، ان کی طرف داریاں کر کے اور بعض موقعوں پر رشوتیں تک دے کر ایسے افراد کی پرورش کرتا رہتا ہے جن سے کبھی سامان کی فراہمی میں مدد حاصل کرنے کی توقع کی جا سکتی تھی۔ ان کاموں پر اخراجات کافی ہوتے اور فیکٹری ڈائرکٹر اور محاسب ان کو کارخانے کے حسابات میں پوشیدہ رکھنے کی ترکیبیں تلاش کرتے۔ بہر حال ان کے ظاہر ہو جانے کی صورت میں قانونی کارروائی اور سزا کا خطرہ بھی باقی رہتا تھا۔

وہ فیکٹری ڈائرکٹر جو اپنے منصوبے کی تکمیل میں پیچھے رہتا وہ بعض موقعوں پر اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے ان طریقوں میں ہی ہیر پھیر یا کانٹ چھانٹ کرنے کی طرف راغب ہو جاتا جن سے منصوبے کی تکمیل کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح منصوبے کی مجموعی کامیابی کو اس کی قیمت روبل میں دکھلا کر یا دوسری طرف پیدا شدہ اشیا کی مقدار یا تعداد کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا تھا۔ جبکہ حقیقت میں ظاہر کردہ پیداوار میں معیار سے گری ہوئی اشیا، نامکمل سامان یا بہت سی چیزوں کی تعداد غلط سلط ایک دوسرے میں ملا کر پیش کر دیا جاتا۔ وہ ڈائرکٹر جو اس منصوبے کی تکمیل میں کسی قسم کی دشواری محسوس کرتا کبھی کبھی اپنی توجہ کو صرف اس قسم کی زیادہ قیمتی اشیا کی پیداوار پر مرکوز کر دیتا۔ جو نسبتاً آسانی سے پیدا کی جا سکتی تھیں جس کا مطلب تھا کہ چھوٹی موٹی یا معمولی قسم کی اشیا کی پیداوار رک جاتی۔ اس بات کو کہنے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے کہ اس قسم کے حیلے بہانے بہت دن تک چھپے نہ رہتے تھے، اور یہ ان لوگوں کے لیے برطرفی اور کبھی کبھی اس سے بھی برے نتائج کے خطرات پیش کرتے تھے۔

ایک اوسط درجے کے فیکٹری ڈائرکٹر کے لیے اسٹالن دور میں کوئی آسان زندگی نہیں تھی۔ ناکامی کے لیے سزائیں بہت سخت تھیں خود اس کی اپنی حیثیت اور اختیارات پر وزارتی اور منصوبہ بندی کمیٹی کی سخت ترین بندشیں تھیں۔ پولیس اور پارٹی کی گرفتیں اسے چاروں طرف سے جکڑے ہوتی تھیں۔ وہ الگ اسے خوف زدہ رکھتیں اور ہر وقت اسے اپنی حیثیت کے غیر محفوظ ہونے کا احساس رہتا۔ زیادہ سے زیادہ پیداوار

حاصل کرنے کے لیے اس پر اوپر سے پڑنے والا دباؤ کبھی ختم نہ ہوتا تھا اور اپنے اوپر عائد مانگوں کو پورا کرنے کی کوشش میں بعض صورتوں میں وہ غیر قانونی حرکتوں کی طرف مائل ہو جانے پر بھی مجبور ہو جاتا تھا لیکن ایک کامیاب منیجر کے لیے کچھ ایسے سکون اور راحتیں بھی موجود تھیں جو ان تناؤ اور کشمکشوں کا نعم البدل فراہم کر دیتی تھیں حصول اور کامیابی پر غرور تھا اور ان مشکلات اور دشواریوں کے ساتھ جو بعض موقعوں پر ناقابل تسخیر لگتی تھیں پیداوار اور تعمیر کی خوشی تھی ہر عہدے کے ساتھ عزت و وقار اور اختیارات تھے اور ان سے ملحق مادی فوائد تھے۔ جو کم از کم اس وقت تک تو موجود رہتے ہی تھے۔ جب تک منیجر اپنے نشانے کو پورا کرتا رہے یا اس سے آگے بڑھ جاتے اور متواتر یہ امید بھی تھی کہ منیجر اپنی حیثیت کو محفوظ کر لینے میں کامیابی حاصل کر لے گا اور اپنی حیثیت کو ناگزیر اور لازمی ثابت کر دینے کے بعد سوویت درجاتی نظام میں ترقی حاصل کر سکے گا۔ اسٹالن دور کے بدترین دنوں میں بھی جس میں خوف و ہراس اور غیر محفوظ ہونے کے احساس کو شعوری طور پر بنیاد بنایا گیا تھا، مایوس کن اثرات کو زائل کرنے میں یہ محرکات اور امیدیں بہر حال کارگر ثابت ہوتی رہی تھیں۔

اسٹالن کے بعد حالات کی تبدیلی

اسٹالن کی موت کے ساتھ کچھ ہوا بدلی اور کچھ تبدیلیاں رونما ہونی شروع ہوئیں۔ ان کے اثرات صنعتی میدان میں بھی جلدی ہی نظر آنے لگے۔ فیکٹری منیجروں کی دو بنیادی خواہشات تھیں جن کی راہ میں اسٹالن ازم مزاحمت پیدا کرتی تھی۔ (۱) پولیس کے پیدا کردہ خوف و ہراس سے تحفظ کی خواہش اور (۲) مینجمنٹ میں آزادی، عملی سلسلوں کے فیصلوں میں زیادہ خود اختیاری اور حکومت کی مانگوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں عملی کاموں میں زیادہ آزادانہ انداز سے کام کرنا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انتظامیہ عملے کی وسعت میں معقولیت پر مبنی حدود کا خیال، اسٹالن کے جانشینوں کو اس بات پر بھی مجبور کیے ہوئے تھا کہ وہ اسٹالنی دور کے انتظامیہ ڈھانچے سے مرکزیت کا میلان ختم کر کے مرکز سے کچھ بوجھ ہلکا کر دیں اور بالکل بنیادی نقطے پر کام کی تحریک کو کچھ اور آزادی بخشی جا سکے۔ بہر حال حکمران گروپ اور منیجروں کا مفاد اسی میں زیادہ

بہتر طور پر حاصل ہو سکتا تھا کہ تبدیلیوں اور اصلاحات کے لیے میدان تیار کیا جائے؛ چنانچہ نئی حکومت نے صنعتی میدان میں اور زیادہ تحفظ کا ماحول پیدا کرنے کے لیے جلد ہی حرکت کی۔ مارچ ۱۹۵۳ء کی عام معافی کا سب سے زیادہ فائدہ جن اشخاص کو پہنچا وہ وہی تھے جو معاشی جرموں کے سلسلے میں سزائیں کاٹ رہے تھے۔ اسی حکم نامے میں آگے اس کی بھی ہدایت کی گئی تھی کہ اس سلسلے کے تمام مقدمات جو اس وقت عدالتوں کے سامنے ہوں انھیں ختم کر دیا جائے اور قوانین کو نئے سرے سے اس طرح تشکیل کیا جائے کہ چھوٹے اور معمولی جرموں میں مجرمانہ سزاؤں کو انتظامیہ اور تادیبی کارروائیوں سے بدل دیا جائے۔[۲۳] ۱۳ مئی ۱۹۵۵ء کو ۱۹۴۱ء کا وہ قانون بھی ختم کر دیا گیا جس کی رو سے باقاعدہ اجازت حاصل کیے بغیر منیجروں کا پیدا شدہ اشیاء یا کارخانے کا سامان بیچنا یا کسی دوسرے سامان سے بدل لینا جرم قرار دیا جاتا تھا، اور اگلے ہی روز ایک اور قانون جاری کیا گیا جس میں اپنی ضرورت سے زیادہ سامان کو نکالنے کے سلسلے کے قوانین کا خاکہ پیش کیا گیا تھا اور ان کو آسان بنایا گیا تھا۔[۲۴] ان اقدامات کے بعد ۹ اگست ۱۹۵۵ء کو یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاونسل کی طرف سے ایک اور فرمان جاری کیا گیا جس کے ذریعے کوشش کی گئی تھی کہ منصوبوں کے سلسلے میں ڈائرکٹروں کی ذاتی رائے اور فیصلوں اور اپنے کارخانے کے تعمیری کاموں، مرمتوں عملے کے معاملات اور اسی قسم کے دوسرے کاموں میں ان کے پاس موجود مالی ذرائع کی تقسیم کے سلسلے کے اختیارات میں وسعت اور آزادی دی جائے۔[۲۵] لیکن ان اقدامات سے بھی جنھیں صرف منیجروں کو خوش کرنے کی غرض سے ہی اٹھایا گیا تھا۔ کچھ منیجر پوری طرح مطمئن نہ ہوتے۔ ایک منیجر نے اسٹالن کی موت کے تقریباً تین سال بعد پہلی دسمبر ۱۹۵۵ء کے Literaturnaya Gazeta میں کھل کر بیان دیا "ہم موجودہ منصوبہ بندی اور انتظامیہ کے نظام کی بندشوں میں پوری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ ڈائرکٹروں کو حاصل ہونے والے حقوق کا ایک باقاعدہ منشور جلد ہی تیار کیا جانا چاہیے۔ اور اس پر عمل کیا جانا چاہیے۔ میں ذمہ داریوں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ مرکز میں موجود ہمارے کامریڈ تقریباً دو تہائی ہمارے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا خیال رکھ لیں گے لیکن میں بحیثیت ایک ڈائرکٹر کے ذمہ داریوں کے منشور کے حاصل

کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق کے لیے کھڑے ہونے کا حق بھی چاہتا ہوں۔ آخری اور سیدھی بات یہ ہے کہ میں انھیں اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتا ہوں"۔

اسٹالن کے جانشین عملی کاموں کی ذمہ داریوں کو نچلے درجے کی طرف منتقل کرکے انتظامیہ کے بوجھ کو مرکز سے کچھ ہلکا کرنا چاہتے تھے قومی معاشی منصوبے میں دی جانے والی تفصیلات کو کافی حد تک کم کیا گیا اور منصوبے کے خاص خاص اور اہم نشانوں کے لیے تفصیلی فہرست اشیا کے لیے جن کے حصول کے لئے مرکز سے باقاعدہ طور پر تعین ہوتا تھا ان کی تعداد کو ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۶ء کے دوران پہلی غیر مرکزیت کی تحریک میں سولہ سو سے گھٹا کر تقریباً آٹھ سو کر دیا گیا۔ بھاری صنعتوں کی بہت سی شاخوں کو کل یونین وزارتوں کی بجائے یونین ری پبلک وزارتوں کے تحت کر دیا گیا۔[8] ۱۹۵۷ء کے آخر میں تقریباً پندرہ ہزار ایسے صنعتی ادارے جو اس سے پہلے مرکزی حکومت کے انتظامیہ کے تحت کام کرتے تھے۔ اب اپنی ری پبلکوں کے سامنے جواب دہ ہو گئے اب اس وقت تک وہ صنعتی ادارے جو ری پبلکوں کی وزیروں کی کاؤنسل کے تحت کام کرتے تھے وہ کل صنعتی پیداوار کا پچپن فی صدی حصہ پیدا کر رہے تھے۔ یہ شرح ۱۹۵۳ء میں صرف ۳۱ فی صدی تھی۔[9] خواہ اس وقت یہ اقدامات کتنے بھی خاص یا اہم محسوس ہوتے ہوں، بہر حال یہ مستقبل میں لائی جانے والی زبردست تبدیلیوں کا صرف پیش خیمہ ہی ثابت ہوتے۔ ۱۹۵۷ء کو منعقدہ مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس میں خروشچیف نے وزارتی نظام پر ایک بھرپور حملے کی ابتدا کی۔[10] اس نے اسے ایک بے ڈھنگا اور بھونڈا طریقہ کہہ کر مسترد کیا۔ جو ماسکو میں مرکزی وزارتوں اور صنعتی اداروں کے درمیان انتظامیہ کی غیر ضروری تہیں پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح آپسی تال میل اور فیصلوں کے کام میں غیر ضروری تاخیر میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ اس نے الزام دیا کہ شعبہ پرستی کا وہ انداز جو وزارتوں پر غلبہ کیے ہوئے ہے ان کی یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ ہر امکانی حد تک اپنے کو خود کفیل بنا لیں تاکہ ان کا منصوبہ پورا ہوتا رہے۔ اس طرز عمل سے اسی خطے کے ایسے مختلف اداروں میں صحیح صحیح تال میل پیدا ہونے میں سخت دشواریاں اور رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں جو مختلف وزارتوں کے تحت کام کرتے ہیں اس نے وزارتوں پر اس لیے بھی تنقید کی کہ ان کے انتظامیہ

کے عملے کی تعداد کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ اس ڈھانچے کو نسبتاً آسان انداز میں اس طرح تشکیل کیا جانا چاہیے جس میں تربیت یافتہ افراد کو صنعتی اداروں اور تعمیراتی کاموں اور ان جگہوں کی طرف جہاں براہ راست اشیا کی پیداوار ہو رہی ہے۔ منتقل کیا جا سکے۔ خروشچیف کی تجویز کے مطابق اس تنظیم نو کے تحت، جسے بہت معمولی ترمیموں کے ساتھ ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء کو سپریم سوویت نے قانون کی شکل دے دی، بہت سی مرکزی معاشی وزارتوں کو ختم کر کے بہت سے خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کو تشکیل کیا جاتا تھا۔ (ملاحظہ ہو بارھواں باب) اس تنظیمی ڈرامائی جدت کا اثر یہ تھا کہ صنعت پر عملی کاموں میں گرفت کے ایک خاصے اہم حصے کو مرکز سے خطوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اس کا براہ راست نتیجہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ سوویت یونین چوتھائی حصہ اپنی خطوں کی معاشی کاؤنسلوں ——— (Sovnarkhozy) کے حلقہ اختیار میں آ گیا۔ خطوں کی ان معاشی کاؤنسلوں کے جن فوائد کا دعوا کیا گیا تھا وہ تہرے تھے۔ پہلی بات یہ کہ نگرانی کا کام زیادہ براہِ راست اور زیادہ چست اور مستعد ہو جائے گا۔ خروشچیف کے بیان کے مطابق معاشی کاؤنسلوں کی تنظیم کے ذریعے ایسے اہم ترین معاشی مسائل کا ہر وقت حل تلاش کر لینا ممکن ہو سکے گا جن میں سے بہت سے مسائل اس سے پہلے صرف مرکزی وزارتوں اور اس کے منتظمین کو طے کرتے ہوتے تھے[۱۲]۔ دوسری بات یہ کہ ایک ہی علاقے میں موجود مختلف معاشی اداروں کے درمیان ان کے ذریعے بہتر اور زیادہ معقولیت پر مبنی تال میل اور تعلق پیدا ہو گا۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں سے امید کی جاتی تھی کہ مقامی ذرائع کو استعمال میں لانے کے لیے نئے نئے راستے تلاش کریں گی، ایک ہی خطے میں موجود مختلف اداروں کے درمیان ایسی اشیاء اور کارخانے کے ایسے سامان کے لین دین کو آسان کریں گی جن کی کسی کارخانے کو ضرورت نہیں ہے یا وہ اس کی ضرورت سے زیادہ ہیں، اور سامان کی نقل و حرکت کے اخراجات میں مختلف اور دور دراز خطوں میں واقع اداروں میں سامان کی غیر ضروری آمد و رفت کو کم کر کے بچت حاصل کریں گی۔ ان سے یہ بھی توقع کی جاتی تھی کہ یہ کارخانے کے ایسے لاحقہ شعبوں کو ختم کرنے میں مدد دیں گی جو مستعدی کے معیار پہ پورے نہیں اترتے اور ان کے بدلے پورے

خطے کے لیے مجموعی طور پر ایسے کام شروع کریں گی جو تعمیرات، گوداموں، فاؤنڈری کے کام اور سامان کے لانے لے جانے سے متعلق ہوں اور آخر میں یہ کہ بہت سے سند یافتہ انتظامیہ کے کارکن اور مخصوص ماہرین مرکزی وزارتوں سے اور انھیں خطوں کی معاشی کاؤنسلوں اور ان سے ملحقہ معاشی اداروں کی طرف منتقل کیا جا سکے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ انھیں پیداواری عمل میں براہ راست استعمال کیا جا سکے گا۔

کوئی ایسا پیمانہ موجود نہیں ہے جس کے ذریعے اس بات کو صحیح صحیح طور پر ناپا جا سکے کہ ان کے متوقع فوائد میں کسی حد تک کامیابی حاصل ہو سکی۔ ان وزارتوں کے توڑے جاتے سے ان کے ملازمین کے لیے بڑے بڑے میٹروپولیٹن شہروں کی آسانیاں اور یہاں حاصل ہونے والا سکون اور اطمینان ختم ہو رہا تھا۔ اور اس کے بدلے میں صوبوں میں جس زندگی کی امید تھی اس کی لذتیں غیر معتبر اور مبہم تھیں، چنانچہ ملازمین کی طرف سے کی جانے والی مزاحمت کا احساس سوویت پریس میں ظاہر ہونے والی اشاعتوں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ پریس میں ایسی شکایتیں بھی متواتر نظر آتی ہیں جن میں ان کے خطوں کی تعمیری تنظیموں میں غیر ضروری دوہرے پن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ فیکٹریاں جنھوں نے کچھ امدادی یا لاحقہ قسم کے ادارے قائم کر لیے تھے، جن پر ان کے منصوبوں کی تکمیل کا انحصار تھا، اب انھیں ختم کر دینے کے لیے کافی مزاحمت اور سختی کے ساتھ کام کر رہی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ چونکہ بہت سے ڈائرکٹر ان خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کی دسترس کو بھی پوری طرح سمجھ گئے تھے اور انھیں اس سلسلے میں وزارتی نظام کے مقابلے میں ترقی یافتہ شکل مانتے تھے، اس لیے ایسے ایسے الزامات بھی نظر آئے جن میں ظاہر کیا جاتا تھا کہ ان کاؤنسلوں کا انتظامیہ اپنی اعلیٰ سطح پر بہت بھاری یا ضرورت سے زیادہ اہم ہو گیا ہے اور وہ اپنے زیر نگرانی اداروں کو کافی اختیارات دینے کے لیے خود کو تیار نہیں کرتا۔ تنظیم نو کے منصوبے کو اپنائے جانے کے پانچ سال بعد بھی لینن نیوسکی مشین سازی کارخانے ــــ (Lenin Nevsky Machine Building Plant) کے ڈائرکٹر وی آنڈری آیو نے کہا تھا "اب میں ڈائرکٹروں کے اختیارات کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ قاعدے کے اعتبار سے یہ اختیارات بہت وسیع ہیں لیکن بہت سے معاملات میں، بلکہ بعض معمولی مسائل تک میں کسی ادارے کا منیجر پوری

سرپرستی اور نگرانی کے تحت کام کرتا ہے۔ کیا میں کسی ادارے کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے ایک بھی ماہر معاشیات ملازم رکھ سکتا ہوں مثال کے طور پر معاشی تجزیے یا منصوبے کے سلسلے میں کیا میں پیداوار میں مشینوں کے استعمال کو بڑھانے کی غرض سے پانچ مزدوروں کو ہٹاکر ایک انجینئر ملازم رکھ سکتا ہوں؟ ان سوالوں یا ایسے دسیوں سوالوں کے لئے صرف ایک جواب ہے۔ میں نہیں کرسکتا۔ یہ سب کچھ کارخانے کے لئے اوپر سے طے کیا جاتا ہے"[۱۲۳]

اگر گزشتہ وزارتی نظام ایک صنعتی میدان کی بنیادوں پر مطلق العنانیت یا اپنی ایک علٰحدہ "سلطنت کی تعمیر" کے رجحانات پیدا کر لینے کی طرف اکساتا تھا تو دوسری طرف اب یہ نئی خطوں کی معاشی کاؤنسلیں اسی قسم کے رجحانات کو علاقائی بنیادوں پر جنم دیتی تھیں۔ مرکزی سخت گرفتوں کی غیر موجودگی کے اثر سے ایک داخلی تعمیر اور مضبوطی کا میلان پیدا ہو جاتا ہے جس کے تحت قومی مفادات کے مقابلے میں خطوں اور علاقوں کے مفادات۔۔۔۔ (Mestnichestvo) کو افضلیت اور فوقیت دی جاتی ہے۔ مقامیت پرستی کی طرف یہ جھکاؤ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کا علاقائی اور خطوں کی بنیاد پر اپنی محدود ساخت کی وجہ سے قومی اور ملکی ضروریات میں دلچسپی نہ لینا ایک قدرتی نتیجہ ہے لا اپنے اپنے خطوں کے منصوبے تیار کرتے وقت وہ قدرتی طور پر اپنے خطے کی ترقی اور نشو نما کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ وہ اس حیثیت میں ہوتی ہی نہیں کہ کل یونین حدوں پر ترقی اور اٹھان کے مختلف اور متبادل طریقوں کا موازنہ اور تقابل کر سکیں پھر اس کے بعد خطوں کے منصوبوں کی تکمیل کا دباؤ ان معاشی کاؤنسلوں کو اس بات پر مجبور کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے مقامی ذرائع کی فراہمی کے سلسلے میں یہ خود اپنے خطوں کو ترجیح دیں خواہ اس کے نتیجے میں دوسرے خطوں کو سامان کی فراہمی میں ان کے وعدے پورے نہ ہو سکیں۔ بعض موقعوں پر ایسی صورتیں بھی سامنے آتی ہیں جب سرمائے اور مال کے موجودہ ذرائع کو غیر قانونی طور پر مقامی سہولتیں فراہم کرنے کی طرف منتقل کیا گیا ہے جب کہ منصوبے میں ایسے کاموں کے لئے جگہ موجود نہیں تھی۔

ان رجحانات کا مقابلہ کرنے اور انھیں ختم کرنے کے لیے حکومت نے مرکزی گرفتوں کو سخت کیا ہے۔ اور خطوں کے ایسے افسروں کے خلاف تادیبی اور قانونی سزائیں بھی مقرر

کی ہیں۔ جو مرکزی فنڈ کو غیر قانونی طور پر مقامی ضروریات کے پورا کرنے میں صرف کرتے ہیں اور مختلف خطوں یا مختلف ری پبلکوں کو فراہم کیے جانے والے سامان کی فراہمی میں ناکام رہتے ہیں۔ ایسے خطوں کے فیکٹری ڈائرکٹر اور معاشی کاؤنسلوں کے افسروں کو منصوبے سے سے زیادہ پیداوار کے باوجود بونس بھی نہیں ادا کیا جاتا جو دوسرے علاقوں کو بھیجے جانے والے مقررہ سامان کو پہنچانے میں ناکام رہتے ہیں۔ حالانکہ ان سخت اقدامات کے نتیجے میں مقامیت پرستی کے رجحانات میں کسی حد تک کمی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ اقدامات بھی انھیں بالکل ختم کر دینے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکے ہیں چونکہ خطوں کی یہ معاشی کاؤنسلیں بہرحال بنیادی طور پر اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہی ذمے دار ہوتی ہیں۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں اور ان کے تحتی اداروں میں موجود اس دباؤ کو کہ انھیں اور زیادہ اختیارات اور آزادی حاصل ہو، ایک ایسے نظام کے ساتھ ہم رنگ ہو جانا اتنا آسان نہیں ہے جس میں ترجیحات کو مرکز کی طرف سے مسلط کیا جاتا ہو، چنانچہ منصوبہ بندی کے مرکزی ذمے دار افراد منصوبے کے خاص خاص اور بڑے نشانوں کو متعین کرنے کا حق اپنے پاس رکھتے ہیں۔ معاشی کاؤنسلوں کے تیار کردہ منصوبوں کی منظوری اور ان میں ترمیم و تنسیخ کے اختیارات، کمیاب اشیاء کی تقسیم اور حصے رسد فراہمی اور مختلف خطوں اور ری پبلکوں کے درمیان ضروری اشیاء اور سامان کے لین دین وغیرہ کے اختیارات ان ہی کے پاس محفوظ رہتے ہیں۔ تین بڑی ری پبلکوں (آر ایس ایف ایس آر RSFSR)، یوکرین اور قزاقستان میں ری پبلک کے درجے پر قومی معاشیات کی نئی معاشی کاؤنسلیں ۱۹۶۰ء میں قائم کی گئیں، جن کا کام اپنے تحت آنے والے خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے کاموں میں تعلق اور تال میل پیدا کرنا تھا۔ مئی ۱۹۶۱ء میں کچھ اور اقدامات بھی اس بات کو مدنظر رکھ کر اٹھائے گئے کہ مقامیت پرستی کے رجحان کے خلاف کچھ اور رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔ انیس "قدرتی" خطوں کی مجموعی معاشی نشو و نما میں طویل مدتی منصوبوں کی تیاری کے لیے تعلق اور تال میل پیدا کرنے والی کاؤنسلیں قائم کی گئیں۔ ان کاؤنسلوں کو، پہلے سے موجود ۱۰۱ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے اوپر مسلط کیا گیا۔

(ملاحظہ ہو بارھواں باب)

نومبر ۱۹۶۲ء کے مرکزی کمیٹی کے فیصلوں میں دوبارہ مرکزیت پیدا کرنے کے سلسلے میں

پھر اور آگے قدم بڑھایا گیا خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کی تعداد کو گھٹا کر تقریباً چالیس کر دیا گیا اور تعمیراتی کاموں، پیداواری معیار بندی اور نئی تکنیکوں کو اپنائے جانے کے سلسلے میں ان کے اختیارات یو ایس ایس آر کی حکومتی کمیٹیوں کی طرف منتقل کر دیا گیا جو اپنے کام علیحدہ اور آزاد تنظیموں کے ذریعے انجام دیتی تھیں۔ ازبکستان، تاجکستان، ترکستان اور کرغیزیا کی جارری پبلکوں کو وسط ایشیا کے خطے کی معاشی کاؤنسلوں کے تحت کر دیا گیا جس پر وسط ایشیائی بیورو مرکزی کمیٹی کے پریسیڈیم کے سامنے براہ راست جواب دہ تھا۔۔۔(RSFSR) یوکرینا اور قزاقستان کی بڑی ری پبلکوں میں خطوں کی معاشی کاؤنسلیں جو پارٹی کے اعتبار سے اس سے پہلے ۔ ۔ ۔ ۔ اوبلاسٹ کمیٹیوں سے متعلق تھیں اب براہ راست ری پبلک کی پارٹی تنظیم کے زیر نگرانی آ گئیں۔

ان اقدامات کے باوجود بھی یہ مسئلہ بہر حال اب بھی مشکلات پیدا کر رہا ہے کہ ایک کارخانے سے دوسرے کارخانے کو سامان کی فراہمی کا ایک ایسا پختہ نظام بن جائے جس میں کوئی خلل پیدا نہ ہو اور وہ خود بخود آسانی سے چلتا رہے۔ بہت سے معاشی ادارے اب بھی فراہمی ایجنٹوں کو ملازم رکھنا بہتر سمجھتے ہیں تاکہ ضروری سامان کی فراہمی میں عجلت پیدا کی جاسکے یا کمیاب سامان کو غیر قانونی طریقوں سے بر وقت حاصل کیا جاسکے۔ ازدیستیا (Isvestiya) میں ۴ اپریل ۱۹۵۹ء کو شائع ہوئے ایک مضمون میں اے۔ برکلشیو (A. Burkalshev) نے جو یو ایس ایس آر کنٹرول کمیشن کا ایک سینئر انسپکٹر تھا، الزام عائد کیا تھا کہ ان ایجنٹوں کی تعداد کم نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ واضح طور پر مثالیں دیتے ہوئے اس نے ظاہر کیا۔

"گیارہ مہینے کے عرصے میں یورال آٹو موبائل کارخانے نے ۲،۶۲ ۲ نمائندوں کو کاروباری دورے پر بھیجا اور کرووائی روگ اسٹیل پلانٹ (Kiwoi. Rog Steel Plant) نے ۲۱۳ ۲ نمائندوں کو ۔ ۔ ۔ آٹھ مہینوں کی مدت میں تقریباً ۳۰۰ نمائندے سرخ سرمووو کارخانے (Red Sormovo Plant) میں باہر سے آئے اور چھ مہینے میں سات سو سے زیادہ نمائندے کوئی بی شیو بیرنگ کارخانے (Kuibyshev Bearing Plant) میں پہنچے! آٹھ معاشی ادارے کوئی بی شیو کیبل پلانٹ (Kuibyshev Cable Plant) میں کل وقتی نمائندے

مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی ۱۵ "مستقل نمائندے" میگنیٹو گورسک میٹلرجی کمبائن (Magnitogork Metullurgy Combine.) میں بھی موجود ہیں' نووو سبرسک شہری عاملہ کمیٹی کا تجارتی (Novosibrisk city Executive Committee) انتظامیہ ۵ نمائندے رکھتا ہے۔ ان کا اندراج "اشیاء کے سینئر ماہرین" کے نام سے کیا گیا ہے اور یہ لوگ کیئو تاشقند ونشا (Vinistsa) میں بھیجے گئے ہیں۔"

اس نے آگے کہا کہ "اس بات کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کام نکالنے والوں کا یہ سیلاب منصوبے کے ڈسپلن کو درہم برہم کرتا ہے۔ اور سامان اور تکنیکی فراہمی کے کاموں میں خلل پیدا کرتا ہے" مگر اس نے اس دباؤ کا اعتراف بھی اتنی ہی صفائی اور بے جھجک انداز میں کیا جس کے اثر سے فیکٹری منیجر اس کام کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔

"بہر حال کارخانوں کے ڈائرکٹران' کام نکالنے والوں کو بھیجنے کے لیے عام طور پر اس لیے مجبور ہوتے ہیں کہ کچھ ادارے اور معاشی کاؤنسلیں سامان کی فراہمی کے سلسلے میں مقررہ اوقات کی پوری طرح پابندی نہیں کرتیں۔"

ازویستیا (Isvestiya) میں شائع ہونے والے ایک تازہ خط میں ایک شخص ایم زبیراک نے M. Zhibrak جس نے خود کو پیشے کے اعتبار سے فراہمی منیجر اور اپنی مرضی کے خلاف "کام نکالنے والا" ظاہر کیا تھا۔ اس سلسلے میں لکھا تھا:

"آپ کے اخبار اور پریس میں عام طور پر ان کام نکالنے والوں کے بارے میں ان ناپسندیدہ کردار اور سوویت آلہ کار میں انھیں غیر ضروری افراد کا نام دے کر لوگ بار بار لکھتے رہتے ہیں۔ ان کو عیار سودے باز' کاموں کو دھکیلنے والا اور توڑ مروڑ کرنے والا لکھا جاتا ہے جو دروازوں سے دھکیلے جانے کے بعد کسی نہ کسی طرح کھڑکیوں یا چور دروازوں سے ہر جگہ پہنچ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے کہ ہمارے کام نکالنے والے بھائی' اعلیٰ انتظامیہ شعبوں کے برآمدوں میں' کارخانوں کے دفتروں' اور ریلوے کے انتظامیہ دفتروں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ہم پوری محنت کے ساتھ کام کو آگے بڑھاتے ہیں' اپنی بقا کو جائز قرار دیتے رہنے کے لیے ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقوں کو استعمال بھی کرتے ہیں اور جن تنظیموں نے ہمیں اس کام پر بھیجا ہے اور جنھیں بعض موقعوں پر اس سامان کی بری طرح ضرورت ہوتی ہے ان کے لئے اگلی کھیپ میں ہی ان کی ضرورت کا سامان بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

Zhmeriulca Lather Plant ـ اس نے آگے بیان کیا تھا کہ "ژمیرنیکا چمڑے کے کارخانے کو جس کی وہ نمائندگی کرتا تھا صرف اس وجہ سے اپنا کام بند رکھنا پڑا تھا کہ ٹرانس والگا کیمیکل کارخانہ (Transvolga Chemical Plant) صرف ۹۰۰ کلوگرام رنگ کی طے شدہ مقدار فراہم کرنے سے متواتر انکار کرتا رہا تھا۔ اس لیے محترم ایڈیٹر صاحب" اس کام نکلنے والے نے جو اپنی منشا کے خلاف جو اس کام پر متعین تھا، آگے سوال کیا تھا: "اب ہم کام نکلنے والوں کی موجودگی کے لیے آپ کو مورد الزام ٹھہرائیں گے" اور پھر جیسا کہ ایک افسر نے اپنے بیان میں کہا تھا، کسی کارخانے کی زندگی میں متعدد بار ایسے بھی وقت آتے ہیں جب اس کے پورے منصوبے کی قسمت کا فیصلہ کسی ایک یا دوسری چیز کے چند کلوگرام مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے ہم تقریباً روز ہی ایسے مسائل سے دوچار ہوتے ہیں کہ کسی وقت کسی معمولی سی چیز کی کافی مقدار موجود نہیں ہوتی تو کبھی کسی دوسری چیز کی۔[قلت]

چنانچہ اس طرح اس نئی تنظیم کے باوجود بھی سوویت صنعت کے منیجروں کو فراہمی کے مسائل متواتر پریشان اور عاجز کیے رہتے ہیں۔ ان مسائل کی حقیقی اور گہری وجوہات حکومت کے اس مستقل اصرار میں تلاش کی جا سکتی، جن میں یہ پیداوار بہت تیز اضافے پر زور دیتی رہتی ہے، کسی واحد منصوبے کی تکمیل میں پیدا ہونے والی کمیوں کو پورا کرنے کی غرض سے کافی مقدار میں ریزرو ذخیرہ بہم پہنچانے کی یہ قابلیت نہیں رکھتی۔ یا خواہشمند نہیں ہوتی کبھی ایسے منصوبہ بند نظام میں جس کی باگ ڈور مرکز کے ہاتھ میں ہو اور اس کی تکمیل میں پیدا ہونے والی کمیوں کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہو، یہ دشواریاں پیدا ہونا ایک لازمی امر ہیں! اس بات کی پیش گوئی بہرحال پورے وثوق کے ساتھ کی جا سکتی ہے کہ جب تک فراہمیوں میں کمی موجود ہے اور فیکٹری منیجروں کی اپنی قسمت کا انحصار محض منصوبوں کی تکمیل اور ان کی کامیابی پر ہے اس وقت تک صنعتی انتظامیہ کا وہ افسر جسے اتنی مشکل راہوں پر کام چلانے کی ذمے داری سونپی گئی ہے، ہر ممکن طریقے اپناتا رہے گا، قانونی غیر قانونی! تاکہ اس کے منصوبوں کی تکمیل ہوتی رہے۔

صنعت پر پارٹی کی گرفت

سوویت صنعتی میدان میں پارٹی کی گرفت میں ساتویں دہائی میں خاصی تبدیلی ہوئی ہے۔ پچھلے وزارتی نظام کے تحت، جس میں اہم ترین کارخانے، اور معاشی ادارے براہ راست مرکز کے تحت کام انجام دیتے تھے، ان حالات میں مقامی پارٹی تنظیموں کی حیثیت کمزور ہونا ایک لازمی بات تھی۔ یہ مقامی تنظیمیں پارٹی کے اعلیٰ افسروں کے پاس صنعتی انتظامیہ کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی اطلاعات ضرور بھیج سکتی تھیں اور کارخانوں کو ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈے کے ذریعے منصوبوں کی تکمیل میں مدد بھی پہنچا سکتی تھیں، پارٹی کے ذرائع کو استعمال کر کے مختلف قسم کے سامان کے حصول میں بھی امداد دے سکتی تھیں۔ لیکن فیکٹری کے ڈائرکٹر بہرحال خود کو وزارتی ارباب حل وعقد کے سامنے جواب دہ محسوس کرتے تھے، چونکہ وزیروں کے ذریعے ہی صنعت کے منتظمین اپنے منظور شدہ منصوبے حاصل کرتے تھے۔ ان کے سلسلے میں واضح اور بالتفصیل ہدایات لیتے تھے، کارکنوں کی تعداد انہی کے ذریعے متعین ہوتی تھی اور ان کے بونس اور ترقیوں غرض تمام چیزوں کا انحصار انہی وزارتی اعلیٰ افسروں پر ہوتا تھا۔

۱۹۵۷ء کی صنعتی تنظیم نو نے ری پبلک اور اوبلاسٹ پارٹی تنظیموں کی حیثیت کو کافی مضبوط کیا اور اس کے ساتھ ان کے تحت آنے والی تنظیموں کی مضبوطی میں بھی اضافہ ہوا۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کی تشکیل سے پہلے بھی ۱۹۵۶ء میں بیسویں پارٹی کانگریس میں خروشچیف نے مقامی پارٹی گروپوں کی توجہ معاشی میدان میں اپنے کاموں کو تیز کرنے کی طرف دلائی تھی۔ پھر خطوں کی معاشی کاؤنسلوں کے قیام اور ایسے بہت سے معاشی اداروں کو ان کے حلقۂ اختیار میں منتقل کیے جانے سے جو اس سے پہلے وزارتی نگرانی میں کام کرتے تھے، خطوں کی پارٹی تنظیموں کو ایک نئی اہمیت اور مخصوص جگہ حاصل ہوئی۔ کسی خطے کی معاشی کاؤنسل (Sovnarkhozi) کی کارگزاریاں عام طور پر کسی اوبلاسٹ یا کسی ایک چھوٹی سی ری پبلک کی حد تک محدود ہوتیں اور کسی اوبلاسٹ یا ری پبلک کے پہلے سکریٹری کے اختیارات اس علاقے میں افضل ترین ہوتے تھے۔ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnarkhozi) اور کاموں کے تحت کام کرنے والے صنعتی اداروں

میں اہم حیثیتوں ۔ آدوبکوم یاری پبلک پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے حلقۂ اختیار (Nomen Klat
ura) میں شامل ہوئیں جس کا مطلب تھا کہ صنعتی میدان کی تمام اہم تقرریوں کو ان ردیون
پر پارٹی آرگنائزر سے ہونا پڑتا یا پارٹی آرگنائزر کو ان کی تصدیق کرنا ضروری ہوتی خطوں اور
ری پبلکوں کے پارٹی شعبوں کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ معاشی کاؤنسلوں (Sov nar Khozes)
کے منصوبوں کی تشکیل میں مدد دیں ان کے پورا ہونے پر نگاہ رکھیں اور ان کی تکمیل میں مدد
دیتے رہیں ان کو یہ بھی ذمے داری سونپی گئی تھی کہ وہ ان خطوں کی معاشی کونسلوں کے کاموں
اور ان علاقوں کے دوسرے متعلقہ کاموں میں تعلق اور تال میل رکھنے میں مدد دیتی رہیں۔
خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sov nar Khozes) کے حلقہ اختیار میں آنے
والے صنعتی اداروں کے علاوہ بہت سے ایسے چھوٹے ادارے اور خدمات بھی تھیں جس کا
انتظام سوویت شعبوں کے تحت ہوتا تھا۔ اور پھر ان کے علاوہ بھی کچھ اور ادارے تھے۔
جیسے ریل روڈ کا نظام جو براہ راست ماسکو میں ایک مرکزی وزارت کے سامنے جواب دہ
ہوتے تھے خطے اور ری پبلک میں ان کے درمیانی رشتے اور تعلق برقرار رکھنے کی آخری ذمے داری
بھی پارٹی پر ہی رکھی گئی تھی۔

نومبر ۱۹۶۲ء کی صنعتی تنظیم نو کے تحت مقامی صنعت کو سوویتوں کے حلقۂ اختیار سے
نکال کر خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozes) کے سپرد کر دیا گیا اس
طرح خطوں کی پارٹی تنظیموں کے پاس تال میل اور تعلق رکھنے کی جو ذمے داری تھی اب
اس کی ضرورت اتنی نہ رہی لیکن اس کے ساتھ ہی بڑی ری پبلکوں میں معاشی کاؤنسلوں
(Sov nar Khozes) کے پھیلاؤ میں اضافے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی حدود چھوٹے
اوبلاسٹ کی حدود کے متوازی نہیں تھیں اور معاشی کاؤنسلوں (Sovnar Khozes)
—— پر پارٹی کی گرفت ری پبلک درجے پر تھی ۔ ۔ ۔ اوبلاسٹ درجے پر نہیں تھی۔
اس اصلاح کے ظاہرہ مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس مقامیت پسندی کے رجحان کو
ختم کر دیا جائے جس میں ۔ ۔ ۔ اوبلاسٹ درجے کے پارٹی شعبے بری طرح مبتلا ہو گئے تھے۔
اس کا اثر پارٹی کے صنعتی انتظامیہ میں ۔ ۔ ۔ اوبلاسٹ کی کرسی کو کمزور کرنا اور ری پبلک
اور مرکزی شعبوں کے اثر کو مضبوطی بخشنا تھا۔

کارخانوں میں پارٹی کی طرف سے کیے جانے والے کاموں میں معاشی گرفت پر زور

اور اہمیت زیادہ نظر آنے لگی۔ ۱۹۵۹ء میں تمام صنعتی شعبوں اور تجارتی اداروں میں بنیادی پارٹی تنظیموں کو ہدایت دی گئی کہ وہ معاشی میدان میں مخصوص کنٹرول کمیشن قائم کریں ۲۹ جون ۱۹۵۹ء کو مرکزی کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے ان کمیشنوں کی ذمے داریوں اور فرائض کی مندرجہ ذیل الفاظ میں وضاحت کی تھی:

"ان کمیشنوں کو پوری باقاعدگی اور ایک مکمل نظام کے تحت معاشی اداروں پر نگاہ رکھنی ہے کہ وہ معینہ وقت پر پیداوار کی مقررہ مقدار حاصل کرتے رہیں، حکومت کے آڈروں اور مقررہ سامان کی فراہمی اور ان کے معیار پر نگاہ رکھیں۔ انھیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ معاشی اداروں کا پورا عملہ حکومت کی طرف سے عائد کیے گئے ڈسپلن کی پوری پابندی کرتا ہے اور مقامی خود غرضانہ مفادات کے ہر قسم کے اظہار کے خلاف جدوجہد اور ملکی مفادات کے لیے محدود شعبے داری نقطۂ نگاہ کو روکے رکھنے کی متواتر کوشش کرتا ہے۔ یہ کمیشن انتظامیہ کے کسی فیصلے کے خلاف احتجاج بھی کرسکتے ہیں اور پارٹی اور سرکاری شعبوں کے سامنے کسی بھی غیر قانونی اور غلط فیصلوں ـــــ یا کاموں کے خلاف، جو قانون یا پارٹی یا حکومت کے فیصلوں کے منافی ہوں، رپورٹ درج کراسکتے ہیں۔"[11]

پارٹی آلۂ کار خود کو مینجمنٹ سے ایک علیحدہ حیثیت دینے کا خواہشمند ہوتا ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ فیکٹری انتظامیہ کے زیادہ تر اعلیٰ افسر پارٹی ممبر بھی ہیں۔ کارخانوں اور معاشی شعبوں میں اپنے سکرٹریوں کے ایک علیحدہ اور آزاد درجاتی نظام کے ساتھ کام کرتے ہوئے پارٹی اپنا ایک ایسا امتیازی نقش یا تصور ابھار لینے کی خواہشمند ہے جو کچھ فیکٹری مینیجروں کے محدود نقطۂ نگاہ کے مقابلے پورے ملک کے مفادات کا محافظ نظر آئے۔ پارٹی آلۂ کار کی یہ مخصوص ہدایت اسے ایک ایسے الجھنے میں پھنسا دیتی ہے جس میں ایک طرف ساتھ مل کر کام کرنا ضروری ہوتا ہے اور دوسری طرف فیکٹری انتظامیہ سے مخالفانہ اور مخاصمانہ تعلق پیدا ہونے کے امکانات موجود ہوتے ہیں۔

پارٹی سکرٹری اور فیکٹری منیجر دونوں ہی کارخانے کی کامیابی میں یکساں طور پر دلچسپی رکھتے ہیں، چونکہ اس کے کاموں کے لیے دونوں کو ہی ذمے دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ

یہ فیکٹری ڈائرکٹر کی کاروباری صلاحیتیں اور اس کی انتظامی امور میں ذاتی قابلیت ہی وہ عنصر ہے جو کسی کارخانے کی مستعدی میں سب سے زیادہ کارفرما ہوتا ہے، اس لیے ایک طرح سے خود پارٹی سکریٹری بھی ڈائرکٹر پر کسی قدر انحصار رکھتا ہے اور اس لیے وہ کچھ بے قاعدگیوں یا بدعنوانیوں کو اس وقت تک نظرانداز کرنے کے لیے بھی تیار ہو سکتا ہے جب تک ڈائرکٹر پیداواری نتائج میں کامیابی حاصل کر رہا ہو۔ سوویت پریس میں دی گئی ایک مثال جس میں تمام قابل برداشت حدود سے تجاوز نظر آتا ہے، اس میں اس مسئلے کے تمام رخوں پر بخوبی روشنی پڑ جاتی ہے استرخان کے جہاز سازی کے کارخانے کے سربراہ وی۔ اے۔ مائیرووا (V.A.Mairov) کو ایک زبردست تردیدی اور تنقیدی حملوں کا نشانہ بنایا گیا۔ چونکہ اس نے عملے کے ڈسپلن میں خلل ڈالا تھا، غیرقانونی طور پر مالی بخششیں کی تھیں، فراہمی ایجنٹوں کو (ملازم رکھا تھا) متعینہ فراہمی کے سامان میں خرد برد[40] کی تھی اور دوسرے جرائم کا مرتکب ہوا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی مقامی پارٹی کمیٹی کی پوری حمایت اسے حاصل رہی تھی، چونکہ اس نے ایک ایک معاشی ادارے کو کامیاب بنایا تھا جو اس سے پہلے اپنے کام میں بہت پیچھے رہتا تھا۔ جب اخباری نمائندوں نے اس سے سوال کیا کہ اسے ان جرموں کی سزا کیوں نہیں ملی تو اس کا جواب اُبکوم کے دوسرے سکریٹری نے یہ دیا تھا: مائیروو کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو خود اپنی جیبوں کو بھر رہا ہو۔ اگر وہ ان بے قاعدگیوں کی اجازت دیتا ہے تو یہ صرف پیداوار کی خاطر ہے ... آپ کوشش کیجئے ایسے کارخانے چلانے کی قوانین توڑے بغیر آپ کے لیے کام آگے بڑھانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے[41] جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے پارٹی سکریٹری اس بات کے لیے مجبور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کامیاب ڈائرکٹر کے ساتھ اپنے آپسی مفادات میں یکسانیت پیدا کر لے، اس حد تک اس سے گٹھ جوڑ پیدا کرنے پر بھی مجبور ہو سکتا ہے کہ خواہ اس میں سے اسے بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کو بھی نظرانداز کرنا پڑے حالانکہ اصولی طور پر اسے ان کے خلاف سخت ترین مزاحمت کرنی چاہیئے لیکن کامیابی کے معیاروں کی توجیہہ بھی مختلف صورتوں میں مختلف ہو سکتی ہے اور یہ توجیہات ان ڈائرکٹروں اور سکریٹریوں کے لیئے اپنی اپنی تنظیموں میں موجود مختلف قسم کے دباؤ کے مطابق ہی ہوں گی۔

ظاہر ہے کہ ایک ایسا منصوبہ حاصل کر لینا جو پورا ہو سکے اور اس سے معتدل انداز میں اضافوں کی تجویز کو جہاں کہ یہ اضافے عمل میں بھی آ سکیں کسی فیکٹری نیجر کے مفاد میں ہوگا ایک اہم کارخانے کے ڈائرکٹر وی۔ آنڈری ایو (V.Andreyev) نے سالانہ منصوبے کی تیاری کے کام کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا: "منصوبہ کار ایجنسیاں کارخانوں کے نیجروں سے بحثیں کرتی ہیں تاکہ انھیں اور زیادہ اونچے منصوبے کو منظور کر لینے کے لیے تیار کر سکیں دوسری طرف ان اداروں کے نمائندے اتنی ہی شدت اور زور کے ساتھ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تفویض ناقابل عمل ہیں"[19] اس کشمکش میں پارٹی سکریٹری کی حیثیت کافی حد تک کچھ دوہری سی ہوتی ہے۔ ایک طرف چونکہ وہ منصوبے کی تکمیل کے لیے فیکٹری ڈائرکٹر کے ساتھ ذمے دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ایک ایسا منصوبہ حاصل کر لیا جائے جو آسانی سے پورا کیا جا سکے اس کے ساتھ ہی دوسری طرف اس پارٹی کے مختلف شعبوں کی طرف سے متواتر یہ دباؤ بھی پڑتا رہتا ہے کہ وہ پیداوار میں اضافے کے لیے ڈائرکٹر کو اکساتا رہے اور منصوبوں کی تکمیل میں تیز رفتاری اور عجلت کے لیے بلکہ منصوبے سے بھی زیادہ پیداوار کے لیے مزدوروں اور نیجمنٹ دونوں سے "خود اختیارانہ" عہد اور قسمیں بھی حاصل کرتا رہے۔ فیکٹری ڈائرکٹر اپنے منصوبے کی تکمیل میں غیر معمولی جدوجہد کے لیے ایجی ٹیشن اور جوش وولولہ پیدا کرنے کو ضرور خوش آمدید کہہ سکتا ہے لیکن ظاہر ہے وہ ایسے وعدے کرنے کی ہر ممکن مخالفت کرے گا جن کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ کسی حال میں پورے نہ ہو سکیں گے۔

کچھ ایسی ہی مشکلات کا سامنا پارٹی سکریٹری کو گرفت سے متعلق امور میں بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ ادارے کے تمام حصوں سے تعلق قائم رکھے اور کارکردگی میں کسی بھی قسم کی ناکامی سے پوری طرح باخبر اور چوکنا رہے۔ پارٹی کے اعلیٰ افسروں کو مشکلات کے سلسلے کی اعلیٰ اور با اختیار حیثیتوں کو پہچانتا رہے پارٹی سکریٹری کارخانے کے ڈائرکٹر سے تعلقات بہتر بنائے رکھنے کے لیے کارکردگی کی کوتاہیوں کو مختلف رنگ دے کر پیش کرنے کی طرف بھی مائل ہو سکتا ہے مزید مراعات حاصل کرنے کے لیے کارخانے کے ڈائرکٹروں کا مرہون

احسان ہو سکتا ہے اور اس کے بدلے میں موافق رپورٹیں دینے سے خود کو باز رکھ سکتا ہے۔ یا اپنی تنقید کو اس انداز میں پیش کر سکتا ہے کہ اصلی صورت حال پر پردہ پڑا رہے۔ لیکن اگر وہ خود ان ترغیبات کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کی ذات کے لیے بھی بہت سے خدشات لاحق ہو جاتے ہیں۔ وہ پارٹی سکریٹری جو کارخانے کے ایسے منتظمین سے بہت گہرا تعلق پیدا کر لیتا ہے، جن پر ظاہری طور پر اس کی گرفت ہونی چاہیے۔ بہر حال پارٹی افسروں اور اپنے سے اعلیٰ حیثیتوں کی نگاہوں میں کوئی بہت اچھی جگہ نہیں پا سکتا۔ اس کی وجوہات بھی بالکل واضح ہیں کہ ایسی صورت میں وہ کوئی قابل اعتبار خبر رساں نہیں رہ جاتا اور با اقتدار حلقہ اب ادارے کی صنعتی ترقی کے بارے میں صحیح کیفیات اور صورت حال جان لینے کے لیے اس پر کامل اعتماد نہیں رکھ سکتا۔ ایسا سکریٹری دباؤ اور گرفت کے ایک ایسے اہم ترین وسیلے کو ناکارہ بنا دیتا ہے جس کے ذریعے سے پارٹی رہنما صنعتی منیجروں پر اپنا مکمل قابو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فیکٹری میں پارٹی سکریٹری جس الجھن میں پھنسا ہوتا ہے وہ بڑی تکلیف دہ حد ہوتی ہے۔ اسے اپنے اور ڈائرکٹر کے درمیانی رشتے کی وضاحت میں حقیقی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ساتھ ہی اسے خود اپنے اور پارٹی کے اعلیٰ افسروں کے درمیانی تعلق کو بھی صاف طور پر متعین کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ اگر پارٹی سکریٹری خود کو کارخانے کے ڈائرکٹر کا پوری طرح فرمانبردار اور ماتحت تصور کرنے لگے تو اس کی وہ حیثیت اور منفعت بہر حال ختم ہو جاتی ہے، جس میں اسے گرفت برقرار رکھنے کا ایک وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے پارٹی کے اعلیٰ عہدے داروں کی طرف سے سخت تنبیہہ یا تادیبی کارروائی کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف اگر وہ اپنی گرفت کو ضرورت سے زیادہ سخت کرتا ہے تو اس پر ڈائرکٹر کے اختیارات میں بے جا دخل اندازی کا الزام عائد ہو سکتا ہے اور اس کی سرزنش بھی کی جا سکتی ہے۔ اس پر معاشی اداروں پر گرفت رکھنے کے بجائے ان کی راہ میں رخنے پیدا کرنے کا الزام بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔ ایک پارٹی سکریٹری نے اس صورت حال کو اس طرح بیان کیا تھا "ہم جانتے ہیں کہ معاشی اور سوویت شعبوں کو ایک دوسرے سے بدل دینا

کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے جس کو پارٹی کی حمایت ہو۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کام خراب ہو تو کیا کیا جائے"۔[illegible]

پارٹی سکریٹری کو کسی نہ کسی طرح ایک ایسا راستہ بنا لینا ضروری ہوتا ہے جس میں وہ ضرورت سے زیادہ مداخلت کرنے کے الزاموں سے بچا رہے اور ناکافی گرفت رکھنے کے طعنوں سے بھی محفوظ رہ سکے۔

خوش قسمتی سے زیادہ تر پارٹی سکریٹریوں کے لیے یہ کوئی ایسا معمہ نہیں ہے جس کا کوئی حل ہی تلاش نہ کیا جا سکے۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ پارٹی سکریٹری اور کارخانے کے ڈائرکٹر کے درمیان رشتہ محض مخاصمانہ ہی ہو۔ اگر کارخانے کا ڈائرکٹر پیداواری مسائل اور اس سلسلے میں اٹھنے والی الجھنوں پر متواتر قابو حاصل کر کے اور کامیابیوں کے مستقل حصول سے پارٹی سکریٹری کی ایک باوقار حیثیت قائم کر دینے میں مدد کر سکتا ہے تو پارٹی سکریٹری بھی بعض صورتوں میں کارخانے کے ڈائرکٹر کا مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ پارٹی کی طرف سے چلائی جانے والی مختلف تحریکوں اور ایجی ٹیشنوں کا رخ اس طرح بھی موڑا جا سکتا ہے کہ منصوبے کی کامیابی میں جو خطرات پیدا ہو رہے ہوں ان کے خلاف ایک نئے جوش اور لگن سے کوشش کی جائے۔ جب کسی بھی ذریعے سے ضروری سامان کی فراہمی ممکن نہ ہو رہی ہو تو اس وقت ایک با اثر پارٹی سکریٹری خود پارٹی کے وسیلوں کو ہی اس کی فراہمی کے لیے استعمال کر لیتا ہے۔ اس قسم کی آپسی امداد اور ساتھ مل کر کام کرنے کا طریقہ، پارٹی سکریٹری کے اتالیق اور کنٹرولر کے کردار میں چھپی ہوئی مخاصمانہ خصوصیات کو بہت حد تک کم کر سکتا ہے۔

لیکن کوئی پارٹی سکریٹری اپنے اس کردار سے جس کے تحت کارخانے میں وہ ایک آزاد طاقت کا مرکز اور محور سمجھا جاتا ہے مکمل طور پر دست بردار ہونے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ ایک سمجھدار سکریٹری اپنے اختیارات کی حدود اور ان کے وزن کو جلدی ہی [illegible] کر لیتا ہے۔ ایک طرف [illegible] ڈائرکٹر [illegible] کر دیں اور [illegible] کر دینے میں تھوڑی سی بھی دیر نہیں [illegible] قابو حاصل [illegible] ڈائرکٹر [illegible] مجبور ہوتا ہے۔ لیکن [illegible] ساتھ ہی [illegible] کارخانے کے مضبوط قسم کے ڈائرکٹر کے ساتھ

خاص طور پر جو کامیابیاں بھی حاصل کر رہا ہو وہ ایک دوستانہ معاہدہ کر لینے کی ضرورت کا بھی پورا احساس رکھتا ہے۔ پارٹی کے ایک کارکن کی حیثیت سے خود اس کی اپنی پیشہ ورانہ حیثیت کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ خود اس پر جو دباؤ پڑ رہے ہوں ان میں وہ کس طرح تناسب پیدا کر سکتا ہے۔ بہر حال وہ جن اختیارات کو استعمال کرتا ہے ان کا تعین اس صورت حال اور ان کیفیات پر ہی مبنی ہوتا ہے جن میں وہ خود کو گھرا ہوا پاتا ہے۔

ٹریڈ یونینوں کا کردار

کارخانوں میں ٹریڈ یونینوں کے کردار میں اس ابتدائی دور سے اب تک کافی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے جب انھیں "مزدوروں کے کنٹرول" میں کہا جاتا تھا۔ اور جب کارخانوں کو مزدوروں کی طرف سے اور مزدوروں کے ذریعے اجتماعی طور پر چلانے کے خواب کو حقیقی شکل دینے کی ایک ناکام کوشش کی جا رہی تھی۔ اسٹالن کے دور میں ٹریڈ یونینوں کو مینجمنٹ اور پارٹی کے شمسی نظام میں نسبتاً کم اہم اور ثانوی قسم کے سیاروں کی سی حیثیت بخش دی گئی تھی[1] لیکن خروشچیف کے دور میں ٹریڈ یونین تحریک میں ایک نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش ضرور نظر آئی۔ لیکن ٹریڈ یونینوں کو حالانکہ زیادہ اختیارات اور زیادہ ذمے داریاں سونپی گئی ہیں، مگر اپنی روح اور جوہر کے اعتبار سے یہ اب بھی خود پارٹی کی ہی ایک ضمنی پیداوار کہی جا سکتی ہے۔

سوویت ٹریڈ یونینوں کے پاس مغرب میں اپنی متوازی یونینوں کے برعکس خود اختیارانہ کارگزاریوں کے لیے کوئی وسیع دائرہ موجود نہیں ہے۔ ٹریڈ یونین قانون کے الفاظ میں "ٹریڈ یونین اپنے تمام کام سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میں انجام دیتی ہیں۔" دسمبر، ۱۹۵ء کے مرکزی کمیٹی کے اجلاس کی قرارداد میں اسے اور بہتر طور پر واضح کیا گیا تھا "اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ کمیونسٹ ممبروں کے

ذریعے ہی پارٹی کا اثر ٹریڈ یونین میں ہے پنیم پارٹی کمیٹیوں کو پارٹی کے تمام ممبروں کے ٹریڈ یونینوں میں کام میں اضافے کے لیے ذمہ دار ٹھہراتا ہے ان پارٹی گروپوں میں جو ٹریڈ یونینوں کے منتخبہ شعبوں میں موجود ہیں پارٹی قوانین کے مطابق عملی تحریکوں میں اضافے کے لیے ذمہ دار ٹھہراتا ہے ٹریڈ یونینوں کے آلہ کار میں نگہداشت کے سلسلے کے ہر درجے پر اہم کارکن پارٹی کے ممبر ہوتے ہیں۔

ان کی تقرری کی شروعات اور منظوری پارٹی ذرائع سے ہی ہوتی ہے۔ ٹریڈ یونینوں کے انتخابات محض اپنا مقصد پورا کرتے ہیں کہ ان فیصلوں کی تصدیق کر دیں جو پارٹی کی طرف سے پہلے ہی کیے جا چکے ہیں۔ لیکن بہر حال سب سے نچلے یعنی شاپ کارخانے یا ایسی ہی دوسری اکائیوں کے درجے پر یونین کے ممبروں کے پاس چناؤ کے کچھ اختیارات ضرور موجود ہوتے ہیں' جن کے ذریعے یہ ان کمیٹیوں کو نامزد اور منتخب کر سکتے ہیں جو ان کی نمائندگی کرتی ہیں۔ جتنی جگہیں پر کی جانی ہوتی ہیں ان کے مقابلے میں عام طور پر نامزد کردہ اشخاص کی فہرست زیادہ ہوتی ہے۔ انتخابات بھی خفیہ بیلیٹ کے طریقے پر ہوتے ہیں' اور ایسی مثالیں بھی سننے میں آئیں کہ جہاں پارٹی کے نامزد کردہ کچھ غیر معروف یا ایسے افراد ہرائے بھی گئے ہیں جنھیں عام طور پر پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن عام حالات میں ایک پہلے سے طے شدہ اور پارٹی تنظیموں کی طرف سے فہرست پیش کر دی جاتی ہے اور پارٹی کا انتخابی گروپ اس بات کو یقینی بنا دینے کے لیے پوری طرح متحرک ہو جاتا ہے کہ "جمہوریت" قابو سے باہر نہ ہو جائے۔

نومبر ۱۹۶۲ء کی اس تنظیم نو کے ساتھ ساتھ جس میں پارٹی کو صنعتی اور زراعتی حصوں میں منقسم کیا گیا تھا' سوویت ٹریڈ یونینوں کے ڈھانچے کو بھی اسی انداز میں تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ پارٹی کے اس نئے ڈھانچے کے مطابق ہو جائے۔ اس اہرامی ڈھانچے میں سب سے اوپر چوٹی پر ٹریڈ یونینوں کی کل یونین مرکزی کاؤنسل (ACCTU) ہے اور اس کا ایک علیحدہ ہدایتی آلہ کار ہے۔ یہ مرکزی کاؤنسل ان بائیس ٹریڈ یونینوں کے نمائندوں کو ایک تنظیم نو میں جمع کرتی ہے جن میں سوویت مزدور طاقت کا بڑا حصہ شامل ہے ہر یونین اپنی ایک علیحدہ مرکزی کمیٹی اور ہر ری پبلک اور

خطے میں اپنی شاخ کا صدر مقام رکھتی ہے۔ خطوں کے درجوں پر یونین کے درمیان تال میل اور تعلق پیدا کرنے کا کام دو علیحدہ کاؤنسلوں کے ذریعے انجام پاتا ہے، جس میں سے ایک ان ٹریڈ یونینوں کو مجتمع کرتی ہے جو صنعتی میدان، تعمیراتی کاموں اور شہری معاشیات سے متعلق اداروں میں مصروف کار ہوتی ہیں اور دوسری ان یونینوں کو متحد کرتی ہے جو زراعت یا دیہی علاقوں میں کام کرتی ہے۔ مرکز اور ری پبلک کے درجے پر، اس نئی تنظیم کے تحت صرف ایک ٹریڈ یونین کاؤنسل کی جگہ رکھی گئی ہے جس میں صنعتی اور زراعتی میدانوں کے لیے علیحدہ علیحدہ بیورو ہو جو ان کی ٹریڈ یونین تنظیموں کو رہنمائی فراہم کریں گے۔

سوویت ٹریڈ یونین مجموعی سودے بازی Collective bargaining کے لیے ایسی اکائیاں نہیں کہی جاسکتیں جیسی اصطلاحی اعتبار سے مغرب میں سمجھی جاتی ہیں۔ ان کو ہڑتال کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، تنخواہوں کی بنیادی شرحوں، پیداوار کے مقررہ معیاروں، مزدوروں کے کام کے مقررہ گھنٹوں اور ایسے ہی دوسرے معاملات میں فیصلے کا حق ٹریڈ یونینوں کے بجائے حکومت کو حاصل ہے۔ قومی اور ملکی پیمانے پر اس قسم کے فیصلے حکومتی کیبنٹ کرتی ہے۔ اس سلسلے میں ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کاؤنسل محض مشاورتی قسم کے فرائض انجام دیتی ہے۔ لیکن کارخانوں اور معاشی اداروں میں نسبتاً نچلے درجوں پر جہاں ان ہدایتوں اور قاعدوں وغیرہ کو عائد کرنے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے وہاں ٹریڈ یونین کمیٹیوں کو نسبتاً زیادہ متحرک انداز میں حصہ لینے کے مواقع بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ مینجمنٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مختلف قسم کے مزدوروں کو تنخواہوں کے مختلف خانوں میں متعین کرنے سے پہلے ان کمیٹیوں کی رضامندی حاصل کرلے اسی طرح کام کی مقدار کے تعین، اجرتی کاموں کے سلسلے میں زیادہ کام پر زیادہ معاوضے کی ادائیگی کے طریقوں کو شروع کرنے، بونس اور تنخواہوں وغیرہ کے سلسلے میں رضامندی حاصل کرلے لیکن ۱۹۵۸ء میں فیکٹری کارخانے اور مقامی ٹریڈ یونینوں کے حقوق کے سلسلے میں جو قواعد منظور کیے گئے ان میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ اس قسم کے تعین موجودہ معیاروں اور قواعد کے مطابق[۲۷] ہونا ضروری ہیں۔ انہی قواعد کے ذریعہ اس بات کی بھی کوشش کی گئی تھی کہ مقامی ٹریڈ یونین کمیٹیوں کے اختیارات اور کاموں

کے سلسلے میں مضبوطی اور وسعت پیدا کر دی جاتے۔ انھیں معاشی اداروں کے پیداواری اور مالی منصوبوں کی تیاری میں شرکت کاموں کا حق دیا گیا تھا، مزدوروں کے سلسلے کے قوانین اور مجموعی معاہدوں کی تعمیل کی نگرانی کرنا، "مینجمنٹ" کے عہدوں پر نام زد کیے جانے والے اشخاص کے لیے اپنی رائے دینا' اور مینجمنٹ کی طرف سے مزدوروں اور دوسرے کارکنوں کی معطلی کو 'ویٹو' کے ذریعے مسترد کرنا وغیرہ، کے حقوق بھی انھیں دینے گئے تھے۔ لیکن یہ حق کسی حد تک موثر انداز میں استعمال کیئے جاتے ہیں اس کو متعین کر لینا آسان نہیں ہے۔

سوویت اجتماعی مزدور قرارداد (Soviet Collective Labour Aghement) اپنی متوازی مغربی قرارداد کے مقابلے میں بہت مختلف آلۂ کار ہے۔ سوویت کارخانے کی رفتار کو متعین کرنے میں جو چیز سب سے اہم کہی جا سکتی ہے وہ پیداوار جاری رکھنے کے لیئے مستقل دباؤ ہے، اور ٹریڈ یونینوں کو اپنے کام میں اسی نقطے کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ قرارداد مینجمنٹ اور ٹریڈ یونینوں کی طرف سے ایک دوطرفہ ایسے وعدے کا اظہار کرتی ہے جو حکومت کے منصوبے میں پیداواری نشانے کی تکمیل اور اس سے آگے بڑھ جانے کے لیئے کیا جاتا ہے۔ ٹریڈ یونین اس بات کا وعدہ کرتی ہیں کہ مزدور ڈسپلن کی پوری طرح پابندی کرتے رہیں گے اپنے پیداواری معیار میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ دوسری طرف مینجمنٹ اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسے حالات برقرار رکھے گا جس میں اس پیداواری اضافے کو ممکن بنایا جا سکے۔ اب اس کے بعد بہت تھوڑا ہی میدان باقی رہ جاتا ہے جس میں تھوڑی بہت سودے بازی کا امکان موجود ہو۔ کارخانے کی شاپ کمیٹی مینجمنٹ پر دباؤ ڈال سکتی ہے کہ وہ رہائشی مکانوں کی تعمیر اور مرمت آگے بڑھائے مزدوروں کے لیئے زیادہ آسانیاں فراہم کرے اور اسی قسم کے دوسرے فلاحی کام شروع کرے اس میدان میں بھی مینجمنٹ ذمہ داریاں اپنے اوپر محسوس کرتا ہے وہ مالیات اور دوسرے سامان کی فراہمی وغیرہ کے ان ذرائع کی وجہ سے کافی محدود ہوتی ہیں جو یہ خطوں کی معاشی کاؤنسلوں (Sov.nar.Khozes) اور منصوبہ اندازی کے شعبوں میں اپنے سے

اعلیٰ عہدے داروں سے حاصل کرسکتا ہے۔ ۱۹۵۹ء میں منعقدہ بارھویں ٹریڈ یونین کانگریس کی ایک رپورٹ میں ٹریڈ یونینوں کی کل یونین مرکزی کاؤنسل (ACCTU) کے صدر نے تازہ صورت حال اور تبدیلیوں کو مختصراً ان الفاظ میں ظاہر کیا تھا ۔

"اجتماعی معاہدوں کو عملی روپ دینے کے سلسلے میں کافی تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔

۱۹۵۷ء میں مقررہ اور معیاری (Standard) اجتماعی معاہدوں کو اوپر بھیجنے کا کام روک لیا گیا تھا۔ اب کارخانے کی ٹریڈ یونین کمیٹی اور منیجری سے متعلق کارکن دونوں مل کر یہ طے کر لیتے ہیں کہ اس معاہدے میں کن کن ذمے داریوں اور پابندیوں کو شامل کر لیا جائے۔ ان کو طے کرتے وقت اس کارخانے کی اہم خصوصیات اور مزدوروں اور کارخانے کے کاموں اور عام زندگی کے حالات کو پیش نگاہ رکھا جاتا ہے۔ بڑی بڑی شاپوں میں کچھ مزید معاہدے بھی کیے جاتے ہیں، جن کے ذریعے کام کے حالات اور کیفیات میں بہتری پیدا کرنے کے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں کچھ ری پبلکوں اور صوبوں میں معاشی کاؤنسلوں اور ٹریڈ یونین کاؤنسلوں کے درمیان ایک مخصوص معاہدہ بھی کیا جاتا ہے . . . لیکن بہر حال کچھ ٹریڈ یونینیں اب بھی اس کام میں کافی حصہ نہیں لے رہی ہیں۔ کچھ معاشی اداروں میں ان مجموعی معاہدوں پر خاص طور پر مزدوروں کے تحفظ اور کام گاروں کو دی جانے والی روزمرہ آسانیوں وغیرہ کے سلسلے میں خاطر خواہ عمل نہیں ہو رہا ہے"[20]

ٹریڈ یونین کے کاموں میں تازہ طور پر جو نئی زندگی اور تیزی پیدا کی گئی ہے اس کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ پیداوار کے سلسلے میں مزدوروں اور کارکنوں کی ذمے داریوں میں اضافہ کیا جاسکے۔ ۱۹۵۸ء کے قواعد و ضوابط کے مطابق، مقامی ٹریڈ یونین کمیٹیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سوشلسٹ مقابلوں کو منظم کریں اور انھیں ترغیب دیں تاکہ نئی ایجادات اور ایسی تجویزوں کو بڑھاوا دیں جس کے ذریعے مزدوروں کی بچت ممکن ہو سکے، اور ایسی پیداواری کانفرنسیں منعقد کریں اور ان کی رہنمائی کریں، جن میں منیجمنٹ کی طرف سے ترقی اور وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے مسائل پر رپورٹیں پیش کی جائیں۔ ٹریڈ یونین کمیٹیوں کو رعایت دی گئی ہے کہ وہ منیجمنٹ پر تنقید کریں اور

بہتری کے سلسلے میں اپنی تجویزیں خود مینیجمنٹ کے سامنے براہ راست یا اعلیٰ شعبوں کے سامنے پیش کریں۔ ٹریڈ یونینوں کو اس قسم کے اختیارات دیے جانے سے صاف طور پر یہی اظہار ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے مزدوروں کی عام پیداواری شرح میں اضافے کو ترغیب دینے کا مقصد کارفرما ہے اس کا ایک اور منصوبہ یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے ذریعے ٹریڈ یونینوں کو مینیجمنٹ کے مقابلے میں لاکر ایک ایسا توازن پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے اثر سے فیکٹری کے ڈائرکٹر پیداوار کی کمی کو چھپانے کی کوشش نہ کر سکیں۔ یا کسی اور طرح اپنے اختیارات اور حیثیتوں کا ناجائز استعمال نہ کر سکیں۔

ٹریڈ یونینوں کا ایک اور کام یہ بھی ہے کہ مزدوروں میں "مزدور ڈسپلن کی پوری پابندی" کو اور بہتر بنایا جا سکے۔ ۱۹۵۶ء میں اسٹالن دور کے ان سخت قوانین کو ختم کرنے کے بعد جن کے تحت بغیر اجازت کام یا ملازمت کو تبدیل کرنے کی مکمل مخالفت کر دی گئی تھی اور کام سے غیر حاضر ہونے کی صورت میں مجرمانہ سزاؤں کی کارروائی شروع کی جاتی تھی اب اگر مزدور کسی کام کو چھوڑنا چاہیں تو وہ اسے قانونی طور پر مینجمنٹ کو ہفتے کا نوٹس دے کر چھوڑ بھی سکتے ہیں صرف ان صورتوں میں اس کی اجازت نہیں ہے جہاں اس عمل سے معاہدے یا ٹھیکے کے معاملات پر اثر پڑتا ہے۔ بہر حال ۱۹۶۰ء تک ملازمت میں تبدیلی کے ساتھ سینیرٹی کے حقوق کا نقصان ضرور ہوتا تھا اور سماجی بیمے سے حاصل ہونے والے فوائد میں بھی کمی آتی تھی[۲۶]۔ حالانکہ یہ تاوان اب ایسی صورت میں عائد نہیں ہوتا جب ملازم ایک مہینے کے عرصے میں کسی دوسرے کام پر چلا جائے، لیکن اس مزدور پر جو اپنا کام بالکل چھوڑ دیتا ہے کچھ ایسی پابندیاں ضرور عائد ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے وہ اس عمل کے لیے آسانی سے تیار نہیں ہوتا۔ اگر فیکٹری نے اسے رہائشی مکان یا باغیچے کا قطعہ بھی دے رکھا ہو تو انھیں اس ادارے سے کام چھوڑتے وقت فوراً ہی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اگر مزدور کتابچے میں جسے اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے، بہت سی ملازمتوں کی تبدیلیاں نظر آتی ہیں تو ایسی صورت میں سب سے زیادہ نقصان اس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی بہتر معاوضے والی ملازمت میں جاتا ہے۔ اگر وہ پارٹی یا کومسومول کا ممبر ہو تو ان سے

نکال دیئے جانے کا خطرہ بھی ایک رکاوٹ ہو سکتا ہے۔

انتظامی اور سماجی دباؤ بھی مزدوروں پر کنٹرول رکھنے میں کام آتے ہیں —
پیداواری ڈسپلن کو مضبوط رکھنے کی غرض سے تمام ایسے کارخانوں اور صنعتی اداروں میں
جہاں پچاس سے زیادہ کام کرنے والے ہوں کامریڈ عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ یہ عدالتیں
جو کم از کم ظاہری شکل کے اعتبار سے خود مزدور ہی منتخب کرتے ہیں اور مزدوروں پر
ہی مشتمل ہیں، ان سے توقع کی جاتی ہے کہ یہ جائز وجہ کے بغیر کام سے غیر حاضری، کام
میں سستی اور کاہلی، حد سے زیادہ شراب نوشی، لاپرواہی، تحفظی قواعد کی فروگذاشت،
حکم عدولی اور ڈسپلن کے خلاف ایسی ہی حرکتوں پر سزائیں دیں گی۔ ان کی ہی دی
ہوئی سزاؤں میں کھلے طور پر تنبیہہ اور ڈانٹ پھٹکار، سو روبل تک جرمانہ اور ملازمت
میں تنزلی یا معطلی کی سفارشیں اور بعض صورتوں میں عدالتی شعبوں کے ذریعے مقدمے
چلائے جانے تک کی سزائیں شامل ہیں۔ اس قسم کے مقدمات کی سماعت فیکٹری میں
ہوتی ہے۔ اور اس کے نتائج کو منیجمنٹ اور ٹریڈ یونین دونوں ہی خوب شہرت
دیتے ہیں۔ اس کے "تعلیمی" اثر کو اس انداز میں اور اتنا ابھار کر پیش کیا جاتا ہے کہ ایسا
محسوس ہوتا ہے جیسے یہ سزائیں منیجمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ خود مزدوروں کی طرف
سے ہی دی گئی ہوں۔ اس طرح کامریڈ عدالتیں، اور خود ٹریڈ یونینیں بھی، جو ان کی
حمایت کرتی ہیں ایک ایسا درمیانی خلاء پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، جس
کے ذریعے منیجروں کے ڈسپلن کو مضبوط رکھنے اور اپنے اختیارات کے استعمال کی
ذمے داری براہ راست خود ان پر محسوس نہیں کی جاتی۔

منیجمنٹ کے خلاف مزدوروں کی شکایات کو طے کرنے کے سلسلے میں بھی ٹریڈ یونینوں
کو ایک بہت محدود کردار سونپا گیا ہے۔ کارخانے کی ٹریڈ یونین کمیٹی منیجمنٹ کے
ساتھ کمزور نزاعی کمیشنوں کی کارروائیوں میں ایک برابر کے شریک کی حیثیت سے
شامل ہوتی ہے۔ ٹریڈ یونین اور منیجمنٹ دونوں کے نمائندے باری باری صدارت
کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان کمیشنوں کا حلقۂ اختیار مزدوروں اور منیجمنٹ کے
درمیان اٹھنے والے تمام فیصلوں کو اپنی حدود میں نہیں لیتا بنیادی طور پر ان کا کام

موجودہ قواعد و قوانین کی تعمیل اجتماعی معاہدوں کام کے ٹھیکوں اور معاہدوں اور ایسے دوسرے قواعد و ضوابط سے تعلق رکھتا ہے جس میں مزدوروں اور مینیجمنٹ کے حقوق کی تعریف کی گئی ہے۔ عام طور پر مزدوروں کی وہ شکایات جن کے سلسلے میں مزدور نزاعی کمیشن عمل کرتے ہیں، ان میں پیداوار کی مقررہ مقدار اور ان کی شرحوں کی پابندی معطلی اور دوسرے کاموں کی طرف منتقل کئے جانے کے معاملات، زیادہ وقت کام کرنے کے لیئے مزید معاوضے کی مانگ، بونس، چھٹیوں اور معطلی کی تنخواہ، اور کارخانے یا ادارے کے سامان کو نقصان پہنچنے کے سلسلے میں معاوضوں میں کٹوتی وغیرہ کے معاملات شامل ہیں۔

عام طور پر کسی معاملے کو مزدور نزاعی کمیشن کے پاس صرف اسی صورت میں بھیجا جاتا ہے جب مینیجمنٹ اور ٹریڈ یونین کے نمائندوں کے درمیان گفتگو کسی نتیجے یا معاہدے پر پہنچنے کے سلسلے میں ناکام ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کمیشن بھی کسی معاہدے تک نہیں پہنچ سکتا یا مزدور اس فیصلے سے مطمئن نہیں ہو پاتا تو پھر یہ اپنی یونین کی مقامی کمیٹی کے سامنے اپیل لے جا سکتا ہے۔ اگر کمیٹی کا فیصلہ بھی مزدور کو مطمئن نہیں کر پاتا یا مینیجمنٹ کے خیال کے مطابق یہ فیصلہ موجودہ قواعد و ضوابط کے خلاف ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ان میں سے کوئی فریق بھی مسئلے کو عوامی عدالت کے پاس لے جا سکتا ہے مزدوروں یا ایسے ملازمین کی برطرفی کے سلسلے کے جھگڑے، جو غیر انتظامیہ حیثیتوں پر کام کر رہے ہوں تو ان میں فیصلہ سنانے کا اختیار صرف عوامی عدالتوں کے حق میں محفوظ ہے عوامی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف بھی عام طریقے کے مطابق اپیل کی جا سکتی ہے۔ شکایات کی شنوائی اور ان کے ازالے کے طریقوں کا حقیقی اثر کتنا ہوا ہے اس سلسلے میں اندازے بہت مختلف ہیں۔ سوویت سرکاری ذرائع سے اس کا تصور پیش کیا گیا ہے وہ بہر حال یہی ہے کہ مزدور نزاعی کمیشن اور عوامی عدالتیں مزدوروں کے جھگڑوں کا فیصلہ زیادہ تر مزدوروں کے حق میں ہی کرتی ہیں۔ لیکن کچھ پرانے سوویت افسر اور کچھ باہر کے مبصرین کا خیال یہ ہے کہ بنیادی تنخواہوں کی شرحیں اور ان کی معیار بندی ان عدالتوں اور کمیشنوں کے حلقۂ اختیار سے باہر ہیں، اور یہ کہ وہ اہم ترین فیصلے

جن کا اثر براہ راست مزدور کی روزانہ زندگی پر پڑتا ہے، بہر حال انتظامی امور اور انداز کو مدنظر رکھ کر ہی کیے جاتے ہیں اور شکایات کے ازالے کے لیے یہ آلۂ کار مزدوروں کی تمام امیدوں اور خواہشات کے پورا کرنے میں بہت کم حصہ لے پاتا ہے۔

موجودہ طریقۂ کار کچھ شکایتوں کے اظہار اور ان کے ازالہ کے لیے جس حد تک بھی راہیں فراہم کرتا ہے وہ رہنماؤں کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے بہر حال کافی ہیں۔ وہ معاملات جن کی کافی اشاعت کی گئی ہے، اور جن میں مزدوروں کی شکایات کے نتیجے میں کچھ اصلاحی اقدامات بھی اٹھائے گئے ہیں، ان کی علامتی اور ظاہر دارانہ اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ لوگوں میں اس عقیدے کو پھر تازہ کر دیتی ہیں کہ حکومت پوری طرح مساوات پسند ہے اور ہر شخص کو یکساں تصور کرتی ہے۔ عوام میں ایک بار پھر اس کی یقین دہانی کرا دینے کے لیے کافی ہوتے ہیں کہ برسر اقتدار لوگ عوام کے ساتھ ایک پدرانہ شفقت اور محبت کا رویہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شکایات ازالہ کا یہ آلۂ کار اپنے حلقۂ عمل میں بہت محدود ہے۔ لیکن جتنی آسانیاں بھی یہ فراہم کر سکتا ہے انھیں عوامی موافقت اور حمایت خوب حاصل ہو جاتی ہے اور اس نظام کی پیداوار کارکردگی اور اس کی طاقت کو مضبوط کرنے میں ضرور کافی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

مزدوروں کے زاویۂ نگاہ سے، ٹریڈ یونینوں کے کاموں میں شاید سب سے اہم کام وہ ہے جو یہ سماجی بھلائی اور فلاح و بہبود کے سلسلے میں انجام دیتی ہیں۔ ان کاموں میں سماجی بیمے کے فنڈ کا انتظام، سینٹوریا اور آرام گاہوں کا انتظام اور دیکھ بھال کارخانوں اور اداروں سے ملحق امدادی رہائشی مکانوں اور باغوں وغیرہ کی ذمے داری مزدور تحفظی قواعد کی تعمیل اور پابندی، عوامی کھیل کود کے مقابلوں کے کاموں میں بڑھاوا اور کلبوں اور کارخانوں وغیرہ کی طرف سے دیے جانے والے دوسرے تفریحی مواقع کے انتظامات شامل ہیں۔

سوویت نظام میں سماجی بہتری اور فلاح و بہبود کے ان خدوخال کی جڑیں اُن حالات و واقعات تک پہنچتی ہیں جو انقلاب کے فوراً بعد بلکہ کچھ اس سے بھی پہلے رونما ہوئے تھے۔ سوویت سماجی فلاح و بہبود کے بجٹ میں بہت عرصے سے زچگی کی آسانیوں"

طبی امداد، بیماری اور معذوری کے لیے آسانیاں، خاندان الاؤنس کی ادائیگی، اور بڑھاپے کی پنشن وغیرہ شامل رہتے ہیں۔ بہرحال کاغذی حد تک اسٹالن کے دور میں بھی ان پروگراموں کا حلقہ خاصہ وسیع اور مرعوب کن تھا لیکن، وہ فوائد جو کسی معمولی مزدور کو حقیقی طور پر مل پاتے تھے، وہ اسٹالن کے دور میں بہت ہی محدود تھے۔ ان کے ناکافی ہونے کے احساس کا ہی نتیجہ تھا کہ اسٹالن کی موت کے بعد ان میں اصلاح کی کوشش کی گئی۔ ۱۹۵۶ء تک بڑھاپے کی زیادہ سے زیادہ پنشن ۲۱۰ روبل ماہوار تھی۔ اسی سال جو قانون جاری کیا گیا اس میں ان لوگوں کے لیے جو اپنی ملازمت کی مدت کے اعتبار سے اس کے حقدار ہوتے ہوں یہ رقم کم سے کم ۳۰۰ روبل کی گئی اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد ۱۲۰۰ روبل مہینہ مقرر کی گئی۔ ان لوگوں کے لیے جو مستقل یا دوامی معذوری کے شکار تھے، اور ان کے متعلقین کو ملنے والی امدادی رقم میں اضافہ کیا گیا۔ زچگی کے سلسلے کی آسانیوں کی مدت میں ۱۱۲ دن تک کا اضافہ کیا گیا۔ تنخواہوں اور کام کے مقررہ اوقات کے سلسلے میں بھی یہی عمل کیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں جاری کیے گئے کم سے کم تنخواہ کے ایک قانون میں، شہری علاقوں کے لیے ۳۰۰ سے ۳۵۰ روبل ماہانہ اور دیہی علاقوں میں ۲۷۰ روبل ماہانہ کی شرح مقرر کی گئی۔ ۶۵ - ۱۹۵۸ء کے درمیان سات سالہ منصوبے میں ایک یہ بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ ۶۲ - ۱۹۵۹ء کے درمیانی وقفے میں کم سے کم تنخواہ ۴۰۰ سے ۴۵۰ روبل ہو جائے گی اور ۶۵-۱۹۶۳ء میں یہ ۵۰۰ سے ۶۰۰ روبل تک بڑھ جائے گی۔ سپریم سوویت کی طرف سے ۷ مئی ۱۹۶۰ء کو منظور کیے گئے ایک قانون میں یہ بھی کوشش کی گئی کہ پہلی اکتوبر ۱۹۶۰ء سے ۵۰۰ روبل سے کم تنخواہ پانے والوں سے آمدنی ٹیکس کی وصولی بند کر کے، نسبتاً کم تنخواہ پانے والوں کی حیثیت کو بہتر کیا جائے۔ اس قانون میں وعدہ کیا گیا تھا کہ پہلی اکتوبر ۱۹۶۱ء سے ۷۰۰ روبل پانے والوں سے آمدنی ٹیکس کی وصولی بند کر دی جائے گی اور پہلی اکتوبر ۱۹۶۲ء سے ۷۰۰ روبل ماہانہ کی آمدنی سے بھی یہ ٹیکس وصول کرنا ختم کر دیا جائے گا۔ اس سے زیادہ آمدنی والوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کی آمدنی ٹیکس کی ادائیگی میں بھی کافی حد تک تخفیف کی جائے گی۔

کام کے مقررہ اوقات میں بھی کمی کی گئی۔ ۱۹۵۶ء میں بیسویں پارٹی کانگریس کے

بعد اوسط کام کے ہفتے کو اڑتالیس گھنٹوں سے گھٹا کر چھیالیس کر دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۵۹ء میں ایک تفصیلی نظام الاوقات کا اعلان کیا گیا جس میں زمین کے نیچے کام کرنے والے مزدوروں کے لیے چھ گھنٹے کام کا دن' اور باقی تمام سوویت کارکنوں کے لیے سات گھنٹے کام کا دن شروع کیا جاتا تھا' اور اس پروگرام کو ۱۹۶۰ء کے آخر تک پورا کیا جانا تھا۔ اس عمل کا اثر جسے بعد میں ، مارچ ۱۹۶۰ء کو سپریم سوویت نے اور استحکام بخشا' یہ ہوا کہ اوسط کام کا ہفتہ اکتالیس گھنٹے کا مقرر ہوا (پیر سے جمعہ تک سات گھنٹے اور سنیچر کو چھ گھنٹے) ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو بائیسویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں خروشچیف نے اعلان کیا: "امید یہ کی جاتی ہے کہ اگلے چند سالوں میں چالیس گھنٹے کام کا ہفتہ شروع کیا جائے گا جس میں تمام مزدور اور کارکن سات گھنٹے روز کام کریں گے"۔ (یہ وعدہ ساتویں دہائی کے آخر میں پورا ہوا) ان اقدامات کے ساتھ ساتھ رہائشی مکانوں کی تعمیر میں بھی بہت تیزی نے ترقی ہوئی' عام استعمال کی اشیاء کی فراہمی اور ان کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ اور مزدور طبقہ کی حقیقی آمدنی میں آہستہ لیکن متواتر ترقی نظر آئی۔ مجموعی حیثیت سے ان لوگوں نے سوویت مزدور کی حالت بہتر بنانے میں یقیناً بہت کام کیا ہے۔ حالانکہ اب بھی بہت کچھ کرنے کے لیے باقی ہے اور رہائشی مکانوں اور استعمالی اشیا کی قلت' اور گھریلو جانوروں سے پیدا ہونے والی چیزوں کی کمی اب بھی سختی سے محسوس کی جاتی ہے' لیکن جو کچھ ترقیاں اب تک ہوئی ہیں انھوں نے بہر حال مزدوروں کی بے اطمینانی اور اضطراب کے دھارے کو ضرور مدھم کر دیا ہے اور اب مزدور اور حکومت نسبتاً زیادہ قریب نظر آتے ہیں۔ مینجمنٹ اور مزدور' دونوں کی حیثیتوں میں اسٹالن کے بعد کے دور میں جو تبدیلی رونما ہوئی ہے' اس سے پارٹی رہنماؤں کی اس کاوش اور تلاش کا ضرور اظہار ہوتا ہے کہ وہ نسبتاً زیادہ معقولیت پر مبنی اور زیادہ مستعد آمری

---

۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء کو ازویستیا ـــــ (Izvestia) نے اعلان کیا کہ آمدنی ٹیکس میں یہ موجودہ تخفیف "دوسری اطلاع تک" روک لی گئی ہے۔ اس سلسلے میں جو وضاحت کی گئی اس میں بین الاقوامی تناؤ'   پر زور دیا گیا تھا اور حکومت کی اس ضرورت کو بیان کیا گیا تھا کہ اسے دفاعی' صنعتی اور زراعتی پیداوار میں اضافے اور مضبوطی کے لیے ذرائع کی ضرورت ہے۔

نظام پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ تاکہ صنعتی ترقی سے پیدا ہونے والے ایک متحرک نظام کار کی ہدایت اور رہنمائی زیادہ بہتر طور پر کی جاسکے۔ تنظیمی میدان میں اسٹالن دور کے ضرورت سے زیادہ مرکزی اور چوٹی پر زیادہ بوجھ برداشت کرنے والے نظام سے بچنے کی کوشش کے تحت خطوں کی معاشی کاؤنسلیں وجود میں آئیں اور نگہداشت کے اختیارات میں علاقوں (ٹیریٹوریل) کی حدوں پر غیر مرکزیت پیدا کرنے کا بالکل نیا تجربہ کیا گیا۔ حالانکہ ان کاؤنسلوں نے خود اپنے طور پر مقامیت پرستی کے رجحانات کا اظہار کیا اور حدود سے تجاوز کا پہلا میلان بھی دکھلایا' لیکن بہر حال ان کاؤنسلوں نے ہی حکومت کو اس بات کا موقع بھی فراہم کیا کہ یہ اپنے تربیت یافتہ منیجری زمرے کی ذاتی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور اپنے دور دور بکھرے ہوئے اور مختلف النوع معاشی اداروں پر زیادہ براہ راست اور زیادہ باا ثر نگہداشت رکھ سکے۔ صنعت کے منیجمنٹ میں تنظیمی تبدیلیوں کے ذریعے اس بات کی کوشش کی گئی کہ بڑھتی ہوئی گنجلک معاشیات میں پیدا ہونے والے مسائل کے مطابق خود کنٹرول اور گرفت کے نظام کو بھی ڈھالا جاسکے۔ اعتدال اور مقبولیت پسندی پیدا کرنے کی کوشش کے ساتھ یہ کوشش بھی شامل تھی کہ اسٹالن دور میں جو خواہشات اور امیدیں کچل دی گئی تھیں ان کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا جائے۔ ایک ایسی آبادی جس کو خوف و ہراس کے ذریعے خاموش کر کے بٹھا دیا گیا تھا اور جس پر مختلف قسم کی محرومیاں مسلط کر دی گئی تھیں اس سے یہ امید بہت کم کی جاسکتی تھی کہ اس میں مستقبل کی ترقی کے بیج آسانی سے جڑ پکڑ سکیں گے۔ اگر ایک ایسی آبادی کی وفاداری اور صلاحیتوں کو حکومت اور پارٹی کے مقاصد کی تکمیل کے لیے حاصل کرنا ہو جس میں بیداری اور تعلیم کو جواب روز بروز بڑھ رہی ہے تو اس کے لیے ترغیبوں اور معاوضوں کا پیش کیا جانا بھی ضروری ہے۔ اسٹالن کے بعد کے رہنماؤں کو بیک وقت بڑھتی ہوئی امیدوں کے انقلاب کا بھی سامنا کرنا تھا اور تیز صنعتی ترقی کے دباؤ کو بھی برقرار رکھنا تھا۔

اسٹالن کے بعد کے دور میں لائی گئی اصلاحات ان دونوں ضرورتوں اور

دباؤ کے ساتھ تصفیے کا اظہار کرتی ہیں۔ ایک ایسے نظام میں جس میں جبریہ صنعتی ترقی اور فوجی اور دفاعی طاقت میں اضافے کے سلسلے میں مرکز کی ترجیحات، معاشی ترقی کی رفتار کو متعین کر رہی ہوں، وہ ذرائع جن سے عام معیار زندگی میں بہتری لائی جا سکتی ہے یقینی طور پر بہت محدود ہوں گے۔ لیکن ان پابندیوں اور حدود کے باوجود بھی اسٹالن کے جانشینوں نے عوامی بہتری پر خرچ کی جانے والی رقموں میں بہر حال اضافہ بھی کیا ہے اور حقیقی تنخواہوں میں بھی بہتری پیدا کی ہے۔ ان لوگوں نے جبر اور دباؤ پر کم از کم انحصار رکھا ہے، اور ترغیب، تحریک کے طریقوں کو اپنایا ہے ۔ تازہ طور پر نظر آنے والی تبدیلیوں کی حقیقی اہمیت، حکومت کے اس یقین پر مبنی ہے کہ ایک طرف عوامی فلاح و بہبود کا زبردست پروگرام اور دوسری طرف ایک جدید صنعتی نظام کی ضروریات کے درمیان توازن میں ہی ملک کا مستقبل مضمر ہے۔

سولھواں باب

سوویت زراعت میں گرفتیں اور تناؤ

کسی ارتقاء پذیر سوسائٹی کے تمام عناصر میں کسان طبقہ ہی تبدیلی سے سب سے زیادہ بدظن ہوتا ہے۔ کسان کی دنیا اس کی اپنی زمین ہے جو ایک گہرے لگاؤ اور تعلق سے گھری ہوتی ہے۔ جب اس کے پاس زمین نہیں ہوتی' یا بہت تھوڑی ہوتی ہے' اس وقت اس کے انقلابی جذبات اور خواہشات ایسا رخ اختیار کرلیتی ہیں جن میں صرف زمین کی بھوک اور مانگ جھلکتی ہے جب وہ اپنی ملکیت پر پوری طرح قابض ہوتا ہے اس وقت وہ پوری ضد کے ساتھ اس پر جمار ہنا چاہتا ہے۔ اور کسی طرح اس بات کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ اسے وہاں سے ہٹاکر اجتماعیت کی گمنامی میں دھکیل دیا جائے' سوویت دور میں لائی جانے والی تمام اہم انقلابی تبدیلیوں میں شاید کسی تبدیلی کو پیر جمانے میں اتنی دقتوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑا جتنا زراعتی اجتماعیت کو کرنا پڑا ہے۔ اس نظام کے پوری طرح شروع ہوجانے کے بعد بھی کسانوں کی طرف سے اس کی پابندیوں سے بچ نکلنے کی کوشش کے خلاف حکومت کی گرفت اور ایسے ہی بہت سے مسائل کا متواتر سامنا کرنا پڑا اور یہ مسائل ابھی تک اطمینانی طور پر حل نہیں ہوسکے ہیں۔

اس قسم کی شروعات میں کسان طبقے کے ساتھ کمیونسٹ طرز عمل بھی کچھ ایسا رہا۔ جس میں بیک وقت اس پر انحصار اور مخاصمانہ انداز دونوں رخ شامل تھے۔ انحصار کی بنیاد اس ضرورت پر تھی جس کے تحت کسان طبقے کی زمین کی بھوک کو اپنے ساتھ شامل کرتا تھا۔ بے اعتمادی اور ان کے ساتھ مخاصمانہ رویّہ وہ ورثہ تھا جو خود مارکس سے ان تک پہنچا تھا۔ اور اس کو یکسر ختم کر دینا آسان نہیں تھا۔ یہ انداز ذہنوں کی گہرائیوں میں جمے ہوئے اس تصور کی پیداوار کہا جاسکتا ہے کہ کسان طبقے کی ادنیٰ بورژوا خواہشات اور امنگیں انھیں کسی قسم کی اجتماعیت کا ایک فطری دشمن بنا دیتی ہیں۔ خود لینن کے

الفاظ میں: "چھوٹے پیمانے کی پیداوار، سرمایہ داریت اور بورژوا ذہنیت دونوں کو روزانہ بلکہ ہر گھنٹے ایک بنیادی طاقت اور ہمہ گیریت کے ساتھ جنم دیتی رہتی ہے" (۱)

کسانوں پر انحصار ان سے مخاصمت کے اس حیرت ناک مرکب رویّے کا اظہار سوویت زراعتی پالیسی میں پوری طرح ہوجاتا ہے جب حکومت کو یقین ہوتا ہے کہ وہ کسان کے جذبات نظر انداز کر دینے کی کافی صلاحیت رکھتی ہے تو اس وقت ہر قسم کی مخالفت کو راہ سے ہٹا دیا جاتا ہے اور اس وقت کمیونسٹ رہنما کسانوں پر اپنی تمام خواہشات کو پوری سختی سے ٹھونپ دینا چاہتے ہیں۔

لیکن ایسی صورت میں جب کسانوں کی حمایت ضروری اور ناگزیر تصور کی جاتی ہے تو اس وقت اس طبقے کو مراعات بھی پیش کی جاتی ہیں۔ حالانکہ حکومت خود اپنی مضبوطی اور کمزوری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس پنڈولم کو دونوں طرف جھلاتی رہی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر نظریاتی جھکاؤ بہرحال اجتماعیت کی طرف ہی رہا ہے۔ ۱۹۶۱ کے پارٹی پروگرام کے الفاظ میں: "معاشی اعتبار سے اجتماعی زراعت کی نشو نما وہ حالات پیدا کر دیتی ہے جن میں اجتماعی فارموں کی ملکیتیں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب ہوتی چلی جائیں گی اور ایک عرصے کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے میں ضم ہو کر واحد کمیونسٹ ملکیت کی شکل اختیار کریں گی"۔

سوویت زرعی پالیسی کا ارتقاء

سوویت زرعی پالیسی کا ارتقاء ایسی رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ ۱۸-۱۹۱۷ کے کسان انقلاب میں جس میں زمینداروں کی جائیدادوں کو غصب کر کے انھیں آزاد کسان کنبوں میں تقسیم کیا جانا شامل تھا۔ ان کاموں کے لیے پوری اجازت دے دی گئی تھی اور ان کی تصدیق، ابتدائی سوویت قوانین میں موجود تھی۔ لیکن پھر بھی اسے صرف ایک وقتی عمل ہی کہا سکتا تھا۔ جیسا کہ لینن نے ۱۹۱۹ میں اس

کے بارے میں خود کہا تھا: "اکتوبر ۱۹۱۷ میں ہم نے پورے کسان طبقے کے ساتھ مل کر طاقت پر قبضہ کیا تھا۔ یہ ایک بورژوا انقلاب تھا، چوں کہ دیہی علاقوں میں ابھی طبقاتی جنگ شروع ہی نہیں ہوئی تھی۔۔۔ دیہی اضلاع میں دیہی پرولتاری انقلاب صرف ۱۹۱۸ کے موسم بہار سے شروع ہوا" (۲) اس جدوجہد کو آگے بڑھانے میں جو دشمن سب سے اہم اور بنیادی نظر آیا تھا وہ بڑا زمیندار یا مال دار کسان تھا۔ جب کہ بالشویکوں کی تحریک کا انحصار غریب کسانوں کی کمیٹیوں پر تھا۔ اور انہی سے سب سے زیادہ حمایت انھیں حاصل ہو رہی تھی۔ اس دور میں درمیانی درجے کے کسانوں کو ایک ایسی طاقت سمجھا جاتا تھا، جو ابھی مذبذب تھی۔ لیکن بالشویک انھیں بھی اس نازک موقع پر کاٹ کر بالکل الگ نہیں کر سکتے تھے۔ لینن بار بار اپنے معتقدین کو اس کی ہدایت کرتا رہا کہ ان کے ساتھ یہ لوگ سختی اور دباؤ نہ اختیار کریں (۳)

عملی طور پر خانہ جنگی کے دباؤ کے تحت سوویت افسر ہر اس جگہ سے غلہ حاصل کر لینے پر مجبور تھے، جہاں سے یہ حاصل ہو سکتا تھا۔ غلے کے حصول کی پالیسی میں اس وقت کسانوں کے مختلف سماجی حصوں اور درجوں میں بہت کم تمیز کی جا رہی تھی۔ اس قسم کے غاصبانہ حصول کی طرف کسانوں کا رویہ ظاہر ہے وہی تھا جس کی امید کی جا سکتی تھی۔ کسانوں نے اپنی کھیتی اور بوائی کو اس حد تک کم کر دیا کہ جس سے صرف ان کی ضرورتیں پوری ہو سکیں غلے کی وصولیابی افسروں سے اپنے ذخیروں کو چھپائے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی، اور بعض موقعوں پر غلے کے کلکٹروں کو تشدد آمیز جواب بھی دیے۔ پیداوار میں اس تباہ کن کمی کے اثر سے شہروں اور دیہی علاقوں دونوں جگہوں پر غذائی سامان کی فراہمی میں کافی خطرناک حد تک کمیابی پیدا ہو گئی جیسے جیسے غذائی سامان کمیاب ہوتا گیا غصہ اور ناراضگی بھی بڑھی۔ بالشویکوں کے سامنے یہ خطرہ حقیقت بن کر سامنے آنے لگا کہ وہ دیہی علاقوں سے بالکل کٹ جائیں گے۔ مارچ ۱۹۲۱ کی کرونسٹافت بغاوت

۲۱-۱۹۲۰ کے موسم سرما میں کرونسٹاٹ کی بغاوت

اور ٹمبو اور دوسرے صوبوں میں کسان بغاوتوں کو اس بحران کا نقطۂ عروج کہا جا سکتا ہے۔ حالانکہ بالشویکوں نے اس افراتفری میں حصہ لینے والوں کو بہت سخت

سزائیں بھی دیں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نتیجہ بھی اخذ کیا کہ زرعی پالیسی میں تبدیلی لانا ضروری ہے۔

جدید معاشی پالیسی جسے ۱۹۲۱ میں شروع کیا گیا اور جو ۲۸-۱۹۲۷ تک باقی رہی، اس دور کو وہ دور کہا جا سکتا ہے جس میں کسانوں کو ایک بار پھر مراعات دی گئیں۔ جس میں ادا کیے جانے والے غلے کے ٹیکس نے غلے کی جبریہ وصولی کی جگہ لے لی، اور کسانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ حکومت کو مقررہ ادائیگی کے بعد اپنی ضرورت سے زیادہ پیداوار کو اپنی مرضی سے فروخت کر سکتے ہیں۔ حالانکہ زمین پر حقِ ملکیت بہر طور حکومت کے نام پر ہی تھا۔ لیکن زمینوں پر قبضہ اور عمل دخل اب بھی کسان کے لیے قانونی طور پر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ کسانوں کو اپنی ضرورت سے زیادہ زمین کو پٹے پر دینے کی بھی اجازت تھی۔ یہ لوگ اس پر کاشت کے لیے مزدوروں کو بھی اجرت پر رکھ سکتے تھے۔ یہ سب وہ چیزیں تھیں جنھیں جنگی کمیونزم کے دور میں ختم کر دیا گیا تھا۔ اس وقت کسان کو پیداوار کے لیے ایک طرح سے ترغیب دی جا رہی تھی۔ جس کے نتیجے میں زرعی پیداوار میں کافی اضافہ نظر آیا۔ کسان کنبوں کے اوسط خرچ میں کافی حد تک اضافہ ہوا۔ اور دیہی علاقوں کے عام معیارِ زندگی میں ایک مجموعی اٹھان اور ترقی نظر آئی۔

اگر ایک طرف جدید معاشی پالیسی (NEP) کے تحت دی گئی مراعات نے کسان طبقے میں ایک طرح کا اطمینان اور سکون پیدا کیا اور انھیں حکومت سے نسبتاً قریب ہونے میں مدد دی تو دوسری طرف کمیونسٹ رہنماؤں کے سامنے کچھ اہم اور پریشان کن مسائل لا کھڑے کیے۔ حالانکہ لینن جدید معاشی پالیسی کی ضرورت کے جواز کو مان لینے کے لیے پوری طرح اڑا تھا لیکن اس کی مدافعت بہرحال صرف اس حد تک تھی کہ وہ اسے مصلحتِ وقت کے تحت ایک وقتی پسپائی سمجھتا تھا اور اسے صرف اس لیے اپنا لینا چاہتا تھا کہ اس سے سوویت حکومت کو اپنی طاقت مضبوط کر لینے کا ایک موقع مل جائے گا۔ اور سوشلزم کی طرف اگلا قدم بڑھانے کے لیے ایک راہ ہموار ہو جائے گی۔ جدید معاشی پالیسی کچھ ایسے رجحانات بھی ظاہر کر رہی تھی جو کمیونسٹ نظریات اور طریقۂ عمل کے بنیادی اصولوں سے ٹکراتے ہوئے نظر آتے تھے چنانچہ جدید معاشی پالیسی کی بالکل ابتداء میں ہی لینن

نے خود کہا تھا۔ ”ہمیں اس حقیقت کی طرف سے اپنی آنکھیں بالکل بند نہیں کر لینی چاہیے، کہ غلے کی جبریہ وصولی کی جگہ ٹیکس کا طریقہ رائج کر دینے سے یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ اس نظام کے تحت زمیندار عنصر کی نشو و نما پہلے سے زیادہ تیزی سے ہوگی یہ ان جگہوں پر بھی پھولے پھلے گا جہاں اس سے پہلے اسے موقع نہ مل سکا آزاد اور مالکانہ حقوق کے حامل ایک الگ اور خاصے بڑے کسان طبقے کی مضبوطی اور استحکام کو، ایک ایسی پارٹی خطرہ کے احساس کے ساتھ ہی دیکھ سکتی تھی، جسے یہ سبق ابتدا ہی میں ہی دیا گیا ہو کہ دیہی علاقوں میں زمیندار بنیادی دشمن ہے اور جو زمین کو قومی ملکیت قرار دیے جانے کو سوشلسٹ زرعی نظام کے وسیع پیمانے پر پھیلاؤ کا پیش خیمہ مانتی ہو۔

زراعت کے سلسلے میں جو نظام جدید معاشی پالیسی کے تحت ابھرا اس نے کچھ نئی مشکلات بھی پیدا کیں۔ جیسے جیسے دیہی آبادی میں اضافہ ہوا، کسانوں کی مقبوضہ زمینوں کا اوسط گھٹنا شروع ہوا۔ چھوٹے چھوٹے اور دور افتادہ قطعات پر لوانی، کھیتی کے روائتی طریقے کو برقرار اور جدید ذرائع پیداوار کی کمی کا نتیجہ ظاہر ہے خراب صورتوں میں ہی ظاہر ہوا۔ نئی کمیٹیاں فارم اکائیوں نے اپنی پیداوار کا بہت تھوڑا سا حصہ بازار میں فروخت کے لیے بھیجا جس کی دو وجوہات تھیں، ایک طرف یہ کہ گھر میں زرعی پیداوار کے اخراجات میں اضافہ ہوا اور دوسری طرف دوسری استعمالی اشیاء کی کمیابی اور ان کی بہت زیادہ قیمتوں میں اضافہ ہوا اور دوسری طرف دوسری استعمالی اشیاء کی کمیابی اور ان کی بہت زیادہ قیمتوں کی وجہ سے کسانوں کو اپنی زائد پیداوار کو فروخت کرنے کے لیے بہت کم ترغیب ملی شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان تجارت میں دیہی علاقوں کو جو نقصان ہوتا تھا یہی حکومت اور کسان کے درمیان تعلق کا سب سے بڑا الجھٹا تھا زرعی پیداوار کو بڑھانے اور کسان کو اپنی پیداوار کا بڑا حصہ کھلے بازار میں لانے کی ترغیب دینے کے لیے حکومت کے لیے یہ بات ضروری تھی کہ وہ استعمالی اشیاء کی فراہمی کو بازاروں میں بڑھائے اور انھیں نسبتاً کم قیمت پر مہیا کرے اگر یہ موجود نہ ہوں گی تو کسان اپنی پیداوار کو کم کرنے کی طرف جھک جائے گا اس کا صرفہ اپنی ذات پر بڑھائے گا یا پھر اس کی ذخیرہ اندوزی کی طرف مائل ہوگا۔

نیز صنعتی ترقی کے پروگرام کو اپنانے اور خاص طور پر اس میں بھی بھاری صنعتوں کو بنیادی اہمیت دینے سے حکومت کے سامنے یہ الجھاؤ اور زیادہ گنجلک ہو گیا اس فیصلہ کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا کہ استعمالی اشیاء کمیاب ہوں گی اور ان کی قیمتیں زیادہ ہوں گی اور کسانوں کو اپنی پیداوار یا زائد پیداوار حکومت کو دے دینے میں ترغیب پیدا کرنے کے لیے حکومت کے پاس کوئی بہت خاص چیز نہ ہو گی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اشد ضروری تھی کہ غلے کی ایک کافی بڑی مقدار کم قیمت پر موجود رہے جو بڑھتی ہوئی صنعتی آبادی کو کھلانے کے بھی کام آئے اور مشینری اور دوسرے صنعتی سامان کی درآمد کے لیے برآمدی اشیاء کے طور پر بھی استعمال کی جا سکے گو کہ حکومت وسیع پیمانے پر اور بہت تیز صنعتی ترقی کے پروگرام کا مصمم ارادہ کر چکی تھی لیکن جلدی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ یہ مقصد جدید معاشی پالیسی کے ڈھانچے میں پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا، چنانچہ برسراقتدار گروپ نے جدید معاشی پالیسی کے سلسلے کو ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا اب پھر وہی مجبوری تھی کہ انھیں ایک بار پھر اسی لازمی حصول کے طریقے کی طرف پلٹنا پڑتا جو جنگی کمیونزم کے دور میں اتنا تباہ کن ثابت ہوا تھا چنانچہ کسانوں کو مراعات دیئے جانے کی پالیسی کو ختم کیا گیا اور کھلی جنگ کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔ اس کا پہلا شکار زمیندار ہی تھے زیادہ خوش حال کسان جن پر جدید معاشی پالیسی کے دوران حکومت کو شہری مصارف کی فراہمی کے لیے منحصر ہونا پڑا تھا اس پروگرام کی زد میں آ گئے زمینداروں نے حکومت کو اپنی ضرورت سے زیادہ غلہ دینے میں اس لیے رکاوٹ پیدا کی کہ وہ اس کی قیمت سے مطمئن نہ تھے، اور اس کا جواب اسٹالن کے الفاظ میں 'فوری اور اشد ضروری اقدام ... عوامی دباؤ'(۵) ''کے طریقے سے دیا گیا۔ صاف الفاظ میں، زمینداروں کے ذخیروں پر قبضہ کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا گیا اور جب زمینداروں نے طاقت سے اس کا مقابلہ کیا تو حکومت نے اپنے عملے کی رفتار کو تیز کر دیا۔

۱۹۲۹ میں حکومت نے زمینداروں کو بحیثیت ایک طبقے کے ختم کر دینے کی پالیسی کی ابتدا، کی اس نعرے کے اثر سے تقریباً دس لاکھ زمیندار کنبوں کو ان کی

زمینوں اور املاک سے محروم کرکے شہر بدر کر دیا گیا یا جبریہ مزدوری پر لگا دیا گیا۔

زمینداروں کی پیداکردہ مقدار کو حاصل کرنے اور اس میں اضافے کی غرض سے، اور جنگی کمیونزم کے دور میں اس جبریہ حصول میں جو مشکلات پیدا ہوئیں انہیں ختم کرنے کے لیے حکومت پوری مضبوطی کے ساتھ اجتماعی اور مشینی زراعت کی طرف متوجہ ہوئی اب سوویت زراعت کو نئے سرے سے دو پیداواری اکائیوں میں منظم کیا جانا تھا، سرکاری فارم (SOVKHOZ) اور اجتماعی فارم (KOLKHOZ) شروع میں سرکاری فارموں سے زیادہ امیدیں وابستہ کی گئیں اور یہ خیال کیا گیا کہ یہ زمینداروں کی پیداوار کا فوری نعم البدل دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سرکاری فارموں کو غلے کی بڑی بڑی فیکٹریوں کا نام دیا گیا، جن میں ٹریکٹر اور دوسری مشینوں کا استعمال ہوگا تربیت یافتہ زراعتی تکنیکی ماہرین اور مزدور کام کریں گے اور انہیں ایسے نمونے کے سوشلسٹ فارموں کے روپ میں کسانوں کے سامنے پیش کیا جائے گا جن میں وسیع پیمانے پر تکنیکی انداز سے پیداوار کی جاتی ہو۔ چنانچہ ۱۹۲۸ سے یو ایس ایس آر کے جنوب مشرقی اور مشرقی اور جنوبی حصوں کی خالی زمینوں پر بڑے بڑے سرکاری فارموں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ لیکن جلدی ہی مشکلات بھی پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ غلے کی پیداوار کے لیے نئے سرکاری فارموں کو جو زمینیں سونپی گئی تھیں، وہ عام طور پر نیم خشک جھاڑ جھنکاڑ سے بھری ہوئی اور علاحدہ علاحدہ ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھیں۔ سوکھے کی وجہ سے فصلوں کی تباہی عام تھی۔ ان زمینوں کی مٹی پر بار بار اور متواتر کھیتی کرنے کی ضرورت تھی اور بار بار غیر ضروری جھاڑ جھنکاڑ اکھاڑے جانے ضروری تھے۔ لیکن مخصوص موسم میں کام کرنے والے مزدوروں کا حصول آسان نہیں تھا۔ اور جو مزدور مل بھی جاتے تھے وہ بھی غیر مستعد اور خراب کارکن ہوتے تھے ٹریکٹروں اور دوسری زراعتی مشینوں کا استعمال بھی ٹھیک ٹھیک نہ ہو پاتا ان مشینوں کے ماہرین اور ان کی مرمت کرنے والوں کی کمی تھی۔ مشینوں میں جھاڑ جھنکاڑ پھنس جاتے اور انہیں ناکارہ کرکے چھوڑ دیا جاتا ٹریکٹر خراب ہو جاتے اور انہیں مرمت کرنے والا نہ مل سکتا۔ سرکاری فارموں کے بہت پھیلاؤ کی وجہ سے ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کا کام بھی مشکل تھا۔ اور ناتجربہ کار منیجر ضروری

تکنیکی رہنمائی کے قابل نہ تھے چنانچہ ان زبردست امیدوں کو جو ان سرکاری فارموں سے وابستہ کی گئی تھیں، بہت تلخ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کے اثر سے ۱۹۳۴ کی سترھویں پارٹی کانگریس میں اس "فرق" کا کھل کر اقرار کیا گیا ہو "جو ان سرکاری فارموں پر حکومت کے زبردست اخراجات اور آج تک حاصل ہونے والے نتائج"[۶] ان کے درمیان نظر آیا ہے۔ اسی موقع پر یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ان بڑے بڑے فارموں کو تقسیم کر کے چھوٹے فارموں میں تبدیل کر دیا جائے۔ اسٹالن حکومت کے باقی ماندہ دور میں سرکاری فارم اپنی اہمیت کے اعتبار سے پس منظر میں آ گئے اور پھر ان کی توسیع کے سلسلے میں بعد میں خروشچیف کو ہی ایک نئی تحریک شروع کرنی پڑی۔ ایسی اکائیوں میں جن کا آسانی سے انتظام کیا جا سکے، اور اس کے ساتھ ہی ان کو مزید وسیع کیے جانے کی ممانعت کر دی گئی اجتماعی فارموں کے بنیادی منصوبے کی ترقی میں شروع میں بہت دھیمی رفتار نظر آئی۔ ۱۹۳۲ تک اشتراکی فارموں کے زیر کاشت علاقہ کا نشانہ صرف ۳،۶۰،۰۰،۰۰۰ ایکڑ مقرر کیا گیا جب کہ اس کے مقابلے میں ۲۹،۸۰،۰۰،۰۰۰ علاقہ ذاتی ملکیت میں زیر کاشت تھا۔[۷] یہ نسبتاً نیچا نشانہ غالباً مشینی طاقت کی کمی کو مدِنظر رکھ کر مقرر کیا گیا تھا۔ جب تک ٹریکٹر اور دوسری زراعتی مشینیں بڑی تعداد میں فراہم نہ کی جا سکیں اجتماعی مہم کی طرف تیز قدم بڑھانے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن جتنے بھی ٹریکٹر اور دوسری زراعتی مشینیں اس وقت موجود تھیں ان سب کو بہرحال مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں (MTS) کے پاس جمع کر دیا گیا۔ ان اسٹیشنوں کو اس مقصد سے منظم کیا گیا تھا کہ یہ ایک ہی علاقے کے پڑوسی اشتراکی فارموں میں کام انجام دے سکیں اور اس طرح جو کچھ مشینی ذرائع بھی موجود ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ بہتر استعمال ممکن ہو سکے۔

زراعتی اجتماعیت کی مہم

۱۹۲۹ کے آخر تک زراعتی اجتماعیت کی مہم میں سست رفتاری کو ایک دم ختم کر دیا گیا۔ تقریروں اور فرمانوں کے ایک سلسلے میں اسٹالن نے زرعی اجتماعی پروگرام میں تیزی لانے کا اشارہ کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ اب یہ بات ضروری نہیں رہی کہ ٹریکٹر اور (Tractor) دوسری زراعتی مشینوں کی ایک بہت بڑی مقدار میں پیداوار کا انتظار کیا جائے "زیر کاشت علاقے کا بہت زبردست پھیلاؤ" اس طرح بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، کہ ذاتی مقبوضہ زمینوں کو جمع کر دیا جائے، بیکار زمین اور کھیتوں کی مینڈھوں پر ہل چلایا جائے اور ایسی زمین کو زیر کاشت لایا جائے جس پر ابھی تک کھیتی نہیں ہوتی ہے (۸) بڑے زمینداروں کی زمینوں کو اجتماعی فارموں میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور اس اضافے "کا لالچ" غریب اور درمیانی کسان کو ان فارموں میں شامل ہونے کے لیے مزید ترغیب فراہم کرے گا۔ زرعی اجتماعیت کی مہم میں تیزی پیدا کرنے کے پیچھے پارٹی رہنمائی کا وہ احساس پیدا ہوا تھا کہ زیادہ تر کسان ان نئے اجتماعی فارموں کے مخالف ہیں جب تک حکومت رضا کارانہ طور پر ان شامل ہونے والے اور سمجھانے بجھانے کے طریقوں پر اعتبار کرتی رہی، ان فارموں کی ترقی بھی بہت تیز نہ ہو سکی۔

اکتوبر ۱۹۲۹ تک کل کسان کنبوں کے صرف ۴،۱ فی صدی حصے نے خود کو اجتماعی فارموں کی شکل میں منظم کیا اور پھر جیسے ہی کریملن سے اشارہ کیا گیا کہ اس سلسلے میں تیز رفتاری میں تیزی لانا ضروری ہے تو فوراً ہی پارٹی اور حکومت کا کل آلۂ کار اس مہم میں لگ گیا کہ کسانوں کو اجتماعی فارموں میں شامل ہونے پر مجبور کیا جائے۔

دباؤ کے استعمال نے کم از کم اعداد و شمار کی حد تک بہت جلد ہی اور تیزی سے اپنا اثر دکھلایا۔ چنانچہ ۲ر مارچ ۱۹۳۰ کو اجتماعی فارموں میں مندرجہ کسان کنبوں کی شرح کل کنبوں کی ۵۸،۱ فی صدی تک پہنچ گئی (۹-۸) لیکن جیسے جیسے یہ اطلاعات جمع ہوئی

شروع ہوئیں کہ کسان اپنے جانوروں اور زراعتی مویشیوں کو حکومت کی طرف سے چھین لیے جانے کے خوف سے ذبح کر رہے ہیں' اور یہ بات نظر آئی کہ یہ نئے اجتماعی فارم محض کاغذ پر ہی تشکیل پا سکے ہیں۔ اور حقیقت میں کسان اپنی محنت اور مزدوری ان میں شامل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں' تو حکومت کے رہنماؤں کو بھی احساس ہوا کہ یہ کامیابی محض ظاہری حصول سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ ۲ مارچ ۱۹۳۰ کو اسٹالن نے اپنے ایک مضمون "کامیابی سے سرور" (۱۱) (Dizziness from Success) میں اس نے روش کو پھر پلٹ دیا۔ اس مضمون اور اس کے بعد جاری ہونے والے بیانات میں اس نے گمراہ قسم کے سوویت اور پارٹی افسروں پر الزام رکھا کہ ان لوگوں نے اجتماعیت کے اقدامات میں اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ اسٹالن کے اس مضمون کی توجیہ بہت سے کسانوں نے اس طرح کی کہ گویا انہیں کامل آزادی کا فرمان عطا ہو گیا ہے اور اب اجتماعی فارموں سے نکل سکتے ہیں۔ چنانچہ اتنی بڑی تعداد میں کسانوں نے اجتماعی فارموں کو خیر باد کہا کہ ان فارموں میں داخل ہوئے کسان کنبوں کی تعداد' جو مارچ ۱۹۳۰ میں ۵۸٫۱ فی صدی تھی' اسی سال جون میں' ۲۳٫۶ فی صدی رہ گئی۔ وسطی سیاہ مٹی کے علاقے میں جہاں یہ شرح مارچ ۱۹۳۰ میں کل کسانوں کا ۸۲ فی صدی بتلائی گئی تھی۔ وہ مئی میں صرف ۱۸ فی صدی رہ گئی۔ ۱۲۔

لیکن اس گراوٹ کے باوجود بھی ۱۹۳۰ کے موسم خزاں میں اجتماعیت کی مہم کو کو پھر زندہ کیا گیا اس مرتبہ "للترغیب" کے طریقے زیادہ ہوشیاری اور احتیاط سے اپنائے گئے لیکن دھمکیوں اور طاقت کے استعمال پر اب بھی اعتماد موجود تھا۔ ذاتی زمین پر کاشت کرنے والوں پر الگ محصول لگائے گئے جب کہ ان کسانوں کو جو اجتماعی فارموں میں داخل ہو گئے تھے' بعض موصولوں سے معافی کی پیش کش بھی کی گئی۔ اور اس کے ساتھ سرمایہ' مشینوں' بیج' اور دوسرے ایسے سلسلوں میں آسانیوں کا لالچ دیا گیا جو ان فارموں کو حاصل تھیں اب کسانوں کو اجتماعی فارموں میں داخل کر لینے پر حکومت کچھ ضد سی پکڑ گئی تھی' اور اجتماعیت سے بچ نکلنے کی کوششوں کا نتیجہ پریشانیاں مول لینا بھی تھا اور خطرناک بھی ۱۹۳۱ کے درمیان تک کل کسان

کنبوں کا ۷۔۵۲ فی صدی حصہ اجتماعیت میں داخل ہو چکا تھا۔ اگلے چند سالوں میں یہ شرح مستقل بڑھتی ہی رہی چنانچہ ۱۹۳۶ میں ۹۰ فی صدی اور ۱۹۴۰ میں ۶۔۹۶ فی صدی تک پہنچ گئی۔

چوتھی دہائی کے ابتدائی حصے میں زرعی اجتماعیت مہم میں جو بحران پیدا ہوا اس کی بہت بڑی قیمت چکانی پڑی۔ (۱۴) بڑے زمینداروں کے خاتمے کے نتیجے میں لاکھوں کسانوں کو اپنی جگہوں سے ہٹانا اور شہر بدر کیا جانا شامل تھا جس کی وجہ سے دیہی علاقے ان بہترین کارکنوں سے محروم ہو گیا جن سے آئندہ کے لیے امیدیں وابستہ کی جا سکتی تھیں۔ کارآمد اور زراعتی استعمال کے جانوروں کے ذبح ہو جانے سے سوویت معاشیات کو ایسا نقصان پہنچا جس کو پورا کرنے میں اسے ایک دہائی کی مدت لگ گئی۔ ان نئے اجتماعی فارموں کی تنظیم میں جو رخنہ پیدا ہوا اس سے ۳۲۔۱۹۳۱ کی فصلیں بری طرح تباہ ہوئیں لیکن پیداوار میں بہت سخت گراوٹ کے باوجود بھی دیہی علاقوں پر افسروں کی مانگوں کا دباؤ ویسا ہی رہا۔ اور بہت سے دیہاتوں میں قحط کے سے حالات پیدا ہو گئے۔ بڑے بڑے صنعتی مراکز کی نشوونما کی مزدوروں کی مجبوری کے تحت، اور برآمد کے دباؤ کے پیش نظر حکومت نے اجتماعی فارموں کو غلے اور دوسری چیزوں کی فراہمی کے لیے ایسے ٹھیکے دئے جنھیں صرف حکومت کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر مقرر کیا گیا تھا۔ اور ان کے تعین میں اس بات کا بھی خیال نہیں رکھا گیا کہ فارموں کے کارکنوں کو بھی اپنی زندگی گزارنی ہے۔ کسانوں کی ایک بہت بڑی لیکن متعین تعداد، جس کا تخمینہ دسیوں لاکھ لگایا گیا ہے، قحط سالی کے چند سالوں میں بھوک کی نذر ہو گئی۔ ان ٹھیکوں کو جن کے تحت حکومت کو سامان کی مقررہ مقدار ہر صورت میں فراہم کی جاتی تھی، ایک طرح سے جنگی کمیونزم دور کی جبریہ وصولی کی ہی ایک دوسری شکل کہی جا سکتی تھی۔ حالانکہ لاکھوں کسان کنبوں کی جگہ پر اجتماعی فارموں کی ایک نسبتاً چھوٹی سی تعداد سے غلے کی وصولی کا کام ضرور آسان ہوا لیکن تیسری دہائی کے ابتدائی حصے میں اس وصولی کے اثر سے خود اجتماعی کسانوں کو پیداوار کے لیے بہت کم ترغیب حاصل ہو سکی۔ اور حکومت کے سامنے یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ پیداوار میں اضافے کے لیے پھر کچھ نئے محرکات اور

ترغیبیں فراہم کی جانی ضروری ہیں۔

۱۹۳۳ سے ایک بار پھر غلے کے حصول کے طریقے میں تبدیلی پیدا کرنی شروع کی گئی تھی۔ زیر کاشت رقبے یا مفروضہ رقبے پر غلے کی مقدار کی فراہمی کو عام طور پر لگائے گئے خود اختیارانہ تخمینوں کی جگہ دی گئی۔ جنھیں اس سے پہلے ٹھیکوں کا نام دیا جاتا تھا اس نئے طریقے سے پیداوار ی ترغیب اور تحریک ضرور بڑھی، چونکہ اب حکومت کو دی جانے والی مقدار متعین تھی اور اشتراکی فارموں کے پاس زاید غلے کا جو ذخیرہ جمع ہو جاتا تھا وہ تمام ممبروں میں ان کے کام کے دنوں کے تناسب سے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس لیے فارموں کی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ ممبروں کے ذاتی مفاد میں بھی بڑھوتری کی صورت پیدا ہوئی تھی۔

جیسے جیسے ان محرکات کا اثر شروع ہوا اور جیسے جیسے ابتدائی دور کی گڑبڑ کچھ کم ہونی شروع ہوئی اجتماعی فارموں کے پیداواری نتائج بھی بہتر ہونے شروع ہوئے۔ ۱۹۳۳ - ۱۹۳۴ اور ۱۹۳۵ کی پیداوار میں سالانہ اضافہ ہوا۔ حالانکہ خشک سالی کی وجہ سے ۱۹۳۶ میں بہت تیز گراوٹ آئی۔ لیکن ۱۹۳۷ میں پھر زبردست فصل پیدا ہوئی. اگلے دو سالوں پیداوار گھٹی ضرور لیکن اس کی شرح جدید معاشی پالیسی دور کی پیداوار سے بہر حال زیادہ رہی۔(۱۵)

چوتھی دہائی کے درمیانی حصے میں اجتماعی فارم استقرار اور استحکام کی منزلوں سے گزرے۔ اجتماعیت کے پہلے دور میں گڑبڑ اور ریل پیل کے بعد اجتماعی فارموں پر حکومت کی گرفت مضبوط ہو گئی اور کسانوں کے ساتھ ایک بہت عارضی اور نازک سا طریقۂ کار پیدا ہو گیا۔ حکومت کو فراہم کیے جانے والے غلے کی بہت نیچی قیمتوں کے عوض اجتماعی کسانوں کو کچھ چھوٹی موٹی رعایات بھی دی جاتی تھیں۔ کسان کنبے کو اپنے گھر سے ملحق ایک چھوٹا سا باغ قطعہ، ذاتی ملکیت کے کچھ جانور، بھیڑ بکریاں اور مرغیاں اور خرگوش رکھنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ فارموں کی پیداوار سے کسانوں کو جو بھی زاید پیداوار فراہم ہوتی اسے کھلے بازاروں میں، وہاں کی قیمت پر ہی بیچنے کی اجازت تھی۔ جو بہر حال حکومت کی مقررہ قیمتوں سے کافی زیادہ ہوتی تھی۔ ۱۹۳۵ میں

اجتماعی فارموں کے لیے تیار کیے گئے منشور میں معاوضے کو کارکردگی اور پیداواری شرح کے اصولوں پر طے کیا گیا تھا۔ اس طرح اجتماعی کسانوں کو ذاتی ترغیب اور تحریک دی گئی۔ تاکہ اس ڈھانچے کی حدود میں رہ کر جس پر تمام ذمے داریوں کو اجتماعی طور پر اٹھایا جاتا تھا، وہ ذاتی لگن کے ساتھ بھی پیداوار کی کوشش کریں۔

حالانکہ زیادہ اجتماعی کسانوں نے ان مراعات کا خیر مقدم کیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ یہ لوگ اجتماعی فارم کے اس جوئے کو برداشت کرنے کے لیے ذہنی طور پر بھی تیار ہو گئے تھے۔ حکومت کی مانگیں بہت زبردست تھیں اور وصول یابی کی مقدار کے منصوبوں کو بغیر اس بات کا خیال رکھے کہ اس سال فصل اچھی ہوئی ہے یا خراب، پورا کیا جانا لازمی تھا۔ خراب فصل کے سالوں میں کسانوں کی حالت ناگفتہ بہ حد تک خراب ہو جاتی، اور اس وقت بھی جب فصل اچھی ہوتی، ایک اوسط کسان کا معیار زندگی محض بسر اوقات سے بہتر نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اجتماعی فارموں کے منشور میں حالانکہ یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ کسانوں کو معاوضہ ان کی پیداوار کے تناسب سے دیا جائے گا، لیکن پھر بھی بعض صورتوں میں فارم کی پیداوار کی تقسیم میں مساوات کا رجحان نظر آتا تھا اور فارم میں زیادہ محنت کرنے کی تحریک ترغیب بہت محدود حد تک اثر انداز ہوتی نظر آتی تھی۔ زیادہ تر کسان اپنی محنت اور طاقت کو اپنے ذاتی باغات پر لگانا چاہتے تھے۔ اجتماعی فارموں کے سلسلے کے لیے فرائض کو یہ لوگ بغیر کسی اندرونی لگن کے پورا کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اجتماعی فارموں کے لیے کسانوں کا رویہ عام طور پر منفی ہی رہا لیکن حکومت کے نقطۂ نگاہ کے مطابق اجتماعیت کی مہم کو آگے بڑھا ہوا ایک کامیاب قدم ہی کہا جاتا تھا۔ اجتماعیت اور مشینوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ دیہی مزدوروں کی ایک خاصی بڑی تعداد دیہی علاقوں سے ہجرت کر کے صنعتی اداروں کی طرف منتقل ہو گئی۔ اور اس سے دیہی پیداوار پر کوئی رکاوٹ بھی پیدا نہیں ہوئی، لیکن اس سے بھی اہم بات یہ تھی کہ اس کی ابتدائی مشکلات پر قابو پا لینے کے بعد زراعتی اجتماعیت نتیجے کے طور پر شہری علاقوں کی غذائی فراہمی کے لیے ایک اچھا اور ترقی یافتہ طریقہ ہاتھ آ گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ اجتماعی فارم چھوٹے کسانوں کے

مقابلے میں غذائی سامان کی وصولی کے لیے بہت زیادہ بہتر ذریعہ تھے۔ دو کروڑ پچاس لاکھ کسان کنبوں سے جنس میں ٹیکس وصول کرنا ظاہر ہے مشکل کام تھا۔ اور خاص طور پر اس صورت میں جب ان میں سے ہر ایک نے اس ٹیکس سے بچ نکلنے کا کوئی نہ کوئی مخصوص طریقہ بھی ایجاد کر رکھا ہو۔ اب اس کی بجائے حکومت کو صرف دو لاکھ پچاس ہزار اشتراکی فارموں کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی تھی۔ انتظامی اعتبار سے ظاہر ہے یہ ایک زبردست ترقی اور کامیابی کہی جا سکتی تھی۔ پھر اس کے علاوہ ادائیگی سے بچ نکلنا بھی اب ناممکن بنا دیا گیا تھا چونکہ فصل کی کٹائی کے وقت کئی کئی فارموں میں اس علاقے کے مشین ٹریکٹر اسٹیشن بھی شریک ہوتے۔ بعض موقعوں پر خود مشین ٹریکٹر اسٹیشن ہی اس وصولی کے لیے ایک ذریعے کے فرائض انجام دیتے، چونکہ یہ اپنی خدمات کے عوض نقد کے بجائے جنس میں معاوضہ وصول کرتے تھے۔ پھر اس کے ساتھ ہی یہ اپنے علاقے کے ان فارموں میں جاسوسی اور یہاں سے اطلاعات کی فراہمی کے لیے بھی ایک بے مثال ذریعے کا کام انجام دیتے تھے۔ چنانچہ حکومت کی وصول یابی کے رخوں میں آہستہ آہستہ وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور یہ سلسلے آہستہ آہستہ بڑھتے ہی چلے گئے۔

اور پھر جیسے جیسے سوویت افسروں کا اثر دیہی علاقوں میں بڑھا اجتماعی فارموں پر ان کی مانگیں بڑھتی چلی گئیں۔ ۱۹۳۹ میں اجتماعی فارموں پر گرفت کو اور سخت کرنے کے لیے ایک نئی مہم چلائی گئی۔ تفتیش سے ظاہر ہوا کہ بیس لاکھ پچاس ہزار ہیکٹیر سے زیادہ زمین غیر قانونی طور سے فارموں سے ذاتی باغات کے قطعوں میں منتقل ہو چکی ہے۔ اور بہت سے ایسے کسان جنھیں اجتماعی کسان کا نام دیا جاتا تھا وہ اجتماعی فارموں سے برائے نام ہی تعلق رکھتے اور اپنا زیادہ وقت ذاتی باغات کی دیکھ بھال میں صرف کرتے تھے۔ ۲۷ مئی ۱۹۳۹ کو اجتماعی زمین کو غصب سے بچانے کی غرض سے پارٹی اور حکومت کی طرف سے جو مشترکہ قرارداد جاری کی گئی تھی اسے اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا کہ اجتماعی فارموں کو اس قسم کی بدعنوانیوں سے محفوظ رکھا جا سکے[16]۔ ذاتی باغات کے تمام قطعوں کے ایک مکمل سروے کا حکم دیا گیا، تاکہ

اجتماعی فارموں سے ناجائز طور پر غصب کی ہوئی زمین کو واپس لیا جا سکے۔ ان کسانوں کے لیے جو غیر قانونی طور پر اس قسم کی زمین پر قبضہ کیے ہوئے تھے، سخت سزائیں مقرر کی گئیں۔ اجتماعی فارم کے ہر ممبر کے لیے بلا تفریق جنس، کام کے دنوں کی ایک کم سے کم تعداد مقرر کی گئی۔ کل یو، ایس، ایس، آر کو تین زونوں میں تقسیم کیا گیا، اور ان میں سے ہر ایک کے لیے سال بھر میں بالترتیب ۱۰۰، ۸۰ اور ۶۰ مزدوری کے دنوں کی تعداد متعین کی گئی۔ اس تعداد کو پورا نہ کرنے کی صورت میں اس ممبر کا فارم سے نام نکال دیے جانے اور اس کے ذاتی قبضے میں موجود باغ کے قطعے کو چھین لیے جانے کی سزا مقرر کی گئی۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۲ کو حکومت اور پارٹی کی ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعے اس کم از کم تعداد کو ۱۵۰، ۱۲۰ اور ۱۰۰ مزدوری کے دنوں تک بڑھا دیا گیا اور ان مزدوری کے دنوں کو مختلف موسموں کے اعتبار سے مقرر کر دیا گیا۔(۱۶-۱۷)

اسی دوران یہ کوشش بھی کی گئی کہ کام میں ڈسپلن کو سخت کیا جائے اور پیداوار میں اضافے کے لیے ذاتی ترغیب کو بھی بڑھایا جائے۔ چنانچہ یکم اگست ۱۹۴۰ کو سوویت زراعتی افسروں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس ناقابل برداشت طرز عمل کو پوری طرح ختم کر دیں کہ بعض اجتماعی فارموں (KOIKhozy)، مشین ٹریکٹر اسٹیشن اور سرکاری فارموں (SOVKhozy) میں کارکن ۴، ۵، ۶ بجے سے کام شروع کرنے کے بجائے، فصل کی کٹائی کے لیے ۸، ۹ بجے کام پر حاضر ہوتے ہیں اور سورج چھپنے سے پہلے ہی کام بند کر دیتے ہیں۔(۱۷) ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ کو جاری ہونے والے حکومت کے ایک قانون میں، جو پہلے صرف یوکرین کے لیے جاری کیا گیا تھا، اور بعد میں تمام علاقے پر اس کی توسیع کر دی گئی تھی منصوبے کے تحت طے کیے گئے نشانوں سے زیادہ پیداوار کرنے کے لیے ایک انعامی سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ اس میں اجتماعی فارم کے وہ بریگیڈ جو طے شدہ منصوبے کے زیادہ نتائج دکھلائیں انھیں اپنی کل پیداوار میں سے ایک حصہ انعام کے طور پر دیا جاتا تھا۔ یہ حصہ انھیں پیداوار کی جنس یا اس کے

عوض مالی رقم کی صورت میں دیا جا سکتا تھا۔

اس کے ساتھ ہی کسانوں پر حکومت کی مانگیں اور بڑھیں۔ ۱۹۴۰ میں حکومت کو غلے کی ادائیگی کے سلسلے میں بنیاد کو ہی بدل دیا گیا پہلے حقیقی طور پر زیر کاشت علاقے کے حساب سے ادائیگی کے لیے تخمینے کی اس بنیاد میں تبدیلی کے ساتھ ہی ساتھ اس مقررہ مقدار میں بھی کافی اضافے کا اعلان کیا گیا، جو ہر فارم کو حکومت کو ادا کرنا ضروری تھا۔ یہ قدم شاید جنگ کی ضروریات کے پیش نظر غلے کا کافی ذخیرہ مہیا رکھنے کی غرض سے اٹھایا گیا تھا، لیکن بہرحال اجتماعی کسانوں میں اس کا اثر کوئی بہت اچھا مرتب نہیں ہوا۔ اور حکومت کے مسلط کیے ہوئے دباؤ کے خلاف ان کے مدافعانہ جذبات کو اس نے کچھ اور ہوا دی۔

دوسری عالمی جنگ اور اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات

سوویت زراعتی پیداوار پر دوسری عالمی جنگ کا اثر بڑا نازک اور خطرناک ہوا۔ جنگ کے ابتدائی حصّے میں نازیوں نے سوویت یونین کے زرخیز ترین حصّے پر قبضہ کر لیا۔ حکومت نے اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے سائبیریا اور وسط ایشیا میں غذائی پیداوار میں اضافے کی کوشش کی لیکن ان کوششوں کے باوجود بھی غذائی کمی کا احساس مستقل پریشان کرتا رہا۔ حالانکہ فوج اور اشد ضروری صنعتوں کی بنیادی ضرورتوں کو پہلے جمع کیے ہوئے غذائی ذخیرے اور غذائی امدادی قرضوں (lend lease aid) وغیرہ سے پورا کیا جاتا رہا، لیکن پھر غذائی خرابی کے نتیجے میں شہروں میں موتیں ہوئیں۔ اور لینن گراڈ جیسے محصور علاقوں میں چند ہی ایسے خاندان باقی بچے جنھیں بھوک نے نظر انداز کر دیا ہو۔

جنگ کے دوران ہل چل اور بحرانی کیفیت کے باوجود اجتماعی فارم ہی وہ بنیاد تھے جن پر روسی زراعت کا ڈھانچہ جما ہوا تھا۔ نازیوں کے مقبوضہ علاقوں میں بہت سے اجتماعی کسان بڑی امیدوں کے ساتھ اس وقت کے منتظر تھے جب وہاں فارموں کا نظام ختم ہو گا لیکن توقعات اس وقت مکمل ناامیدی میں بدل گئیں جب نازیوں

نے فیصلہ کیا کہ وہ ان میں سے زیادہ تر اشتراکی فارموں کو برقرار رکھیں گے، چونکہ ان سے غذائی سامان کی فراہمی میں آسانی ہوتی ہے یہ ناامیدی اس وقت اور بھی شدید ہو کر بالکل شکست کے احساس میں تبدیل ہو گئی۔ جب نازی مانگیں ناقابل برداشت حد تک بڑھنی شروع ہوئیں اور بہت سے دیہی علاقوں نے نازی مظالم اور تشدد کا پورا تجربہ حاصل کرنا شروع کیا۔ نازی جبر و تشدد کے نتیجے میں وطن پرستی کا جو جذبہ پیدا ہوا اس کے اثر سے بہت سے مقبوضہ علاقوں کے اجتماعی کسانوں نے اپنی قسمتوں کو سوویت حکومت کی بقاء کے ساتھ منسلک کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ سوویت افسروں کو اب بھی خوف و ڈر سے دیکھا جاتا رہا ہے۔

لیکن پھر بھی ان کے متعلق جیسا کہ بعض اشتراکی کسانوں کا قول دہرایا جاتا ہے، کم از کم اتنا ضرور کہا جاتا تھا ان علاقوں میں جہاں نازیوں کا قبضہ نہیں تھا، انہی وطن پرستی کے جذبات نے حکومت اور اجتماعی کسانوں کے درمیان خلاء کو کسی قدر کم کر دیا۔ اب چونکہ اجتماعی فارموں سے مزدور اور کارکن کھنچ کھنچ کر فوج میں چلے گئے تھے۔ اس لیے یہاں ان جگہوں پر کام کرنے والی عورتیں بچے، اور بوڑھے لوگ خود کو جنگی مورچوں سے اور زیادہ نزدیک اور ملحق محسوس کرتے تھے اور اس کے اثر سے اور زیادہ محنت اور انہماک کے ساتھ کام کرتے تھے، چونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے شوہر بھائی اور بچے خود انہی کی محنتوں پر انحصار رکھتے ہیں۔ قوم پرستی کے ان جذبات کا وہ ذخیرہ جس سے حکومت اس وقت فائدہ اٹھا رہی تھی، اس نے اشتراکی فارموں کی اس حیثیت میں کچھ اور اضافہ کر دیا۔ جس کے تحت یہ غلے وغیرہ کی وصولی کے لیے ایک بہترین آلۂ کار کا روپ اختیار کیے ہوئے تھے۔

جنگ کا دوسرا اثر یہ بھی بہرحال ہوا کہ اشتراکی فارموں پر گرفتوں کا جو جال بُنا ہوا تھا اس میں وہ مضبوطی نہ رہ سکی جو پہلے تھی۔ وہ علاقے جنھیں نازیوں سے واپس لیا گیا تھا، ان میں انہوں نے تمام کارآمد مویشیوں اور کھیتی کے کام آنے والے جانوروں کو ختم کر دیا تھا۔ اور وہاں دقیانوسی طریقے کی زراعت کا سامان باقی رہ گیا تھا۔ اس افراتفری اور گڑبڑ سے اجتماعی کسانوں نے فائدہ اٹھایا اور فارموں کے

رقبے میں سے اپنے باغات کے رقبے کو کافی حد تک بڑھا لیا۔ چنانچہ ان علاقوں میں جنھیں سوویت یونین نے دوبارہ اپنے قبضے میں کیا تھا، یہاں اجتماعی فارموں کی عام طور پر نئی تنظیم کی جانی تھی نگرانی کے عملے کھیتی کے جانوروں اور مشینی ذرائع اور طاقت کی کمی کے نتیجے میں ذاتی بنیادوں پر کام کرنے کے رجحانات بڑھ گئے تھے مقبوضہ دونوں ہی علاقوں میں اجتماعی کسان مستقل طور پر اس کوشش میں مصروف تھے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اجتماعی کاموں کے بجائے اپنے ذاتی رقبے کی بہتری میں اپنی محنت صرف کریں۔ غذائی سامان کی کمی سے کھلے بازاروں میں قیمتیں آسمان پر پہنچ گئیں باغات کے رقبے سے جو زائد پیداوار ہوتی اسے شہری آبادی کی ملکیتوں کے بدلے میں بہت فائدے کیساتھ بہت آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا تھا۔ وہ کسان جو ایسا کرنے کی استطاعت رکھتے تھے انھوں نے جنگ کے دوران غیر معمولی حالات کو اشیاء اور مال کی ذخیرہ اندوزی کے لیے خوب استعمال کیا اجتماعی فارم کے نظام کے ڈھانچے کے اندر ہی وقتی طور پر ذاتی ملکیت کو پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا۔ جب تک جنگ چلتی رہی اس رجحان کو ختم کرنے کے سلسلے میں بھی بہت کم کاروائی کی گئی۔ دیہاتوں میں اس قسم کی افواہیں خوب پھیلی ہوئی تھیں (اور انہیں حکومت برداشت کر رہی تھی) کہ جنگ کے خاتمے پر اجتماعی فارموں کے نظام میں ایک بنیادی تبدیلی آجائے گی جس سے کسان طبقے کو آزادی کا ایک نیا منشور مل جائے گا۔

ان حسین امیدوں کو بڑا تلخ جواب ملا۔ دوسری جنگ کے بعد اجتماعی فارموں کی تاریخ ایک ایسا دور ہے جب ان پر سخت ترین گرفتیں عاید کی گئیں۔ اس طرح پہلا حملہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۶ کو پارٹی مرکزی کمیٹی اور وزیروں کی کاونسل کی طرف سے ایک مشترکہ قرارداد کی اشاعت سے ہوا، جس کا عنوان تھا، "زراعتی فارموں میں زراعتی نظام کے منشور کی خلاف ورزیوں کو ختم کرنے کے لیے اقدامات"[۱۸]۔

اس قرارداد کا پورا رخ اجتماعی فارموں کی ملکیتوں کی "لوٹ کھسوٹ" کے خلاف تھا جو جنگ کے زمانے میں رہائشی مکانوں اور باغات کے رقبے میں توسیع کے ذریعے کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری بدعنوانیوں اور بے ایمانیوں کو بھی نگاہ میں رکھا گیا۔

اس قرار داد میں کہا گیا تھا کہ اجتماعی فارموں میں انتظامیہ کو بڑھانے کے نتیجے میں "جعل ساز منافع خور کو بے کار، مصنوعی، اور اپنی ہی طرف سے اختراع کیے ہوئے کاموں کے پیچھے چھپا لیا ہے"۔ یہ لوگ پیداواری کام سے بچ نکلتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان اجتماعی کسانوں کی محنت پر عیش کرتے ہیں جو زمینوں پر کام کرتے ہیں یا جانوروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں" (۱۹) مقامی پارٹی اور حکومت کے افسروں پر الزام عائد کیا گیا کہ یہ لوگ اجتماعی فارموں کی ملکیت میں اجتماعی فارموں کے سربراہ مینجمنٹ پر دباؤ ڈال کر، بالکل مفت یا بہت تھوڑی قیمتوں پر فارموں کی ملکیت، جانور، اور دوسری پیداوار وغیرہ کو اپنے ناموں پر جاری کروا کر (۲۰) خرد برد کرتے ہیں کسانوں کو "اجتماعی فارموں کے لین دین میں شریک نہ کر کے ۔ ۔ ۔" اجتماعی فارموں کے منشور کو جھٹلایا جا رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ — اس قرارداد میں بڑی صفائی کے ساتھ اعتراف کیا گیا "کہ صدروں کا تقرر ضلع کی پارٹی اور حکومت کی مختلف تنظیمیں خود ہی کر لیتی ہیں، کسانوں کو اطلاع تک نہیں ہو پاتی" (۲۱)۔

۸ / اکتوبر ۱۹۴۶ کو اجتماعی فارموں کے معاملات کی ایک مخصوص کاونسل کا قیام عمل میں آیا۔ تاکہ ان بدعنوانیوں کو ختم کیا جا سکے اور اشتراکی فارموں میں ایک باقاعدگی پیدا کی جا سکے۔ (۲۲) اس کاونسل کا سربراہ اے اے آنڈریئو نامزد ہوا جو پولٹ بیورو کا ممبر بھی تھا۔ اس کاؤنسل میں پارٹی کے اہم افسر، زراعتی انتظامیہ کے کارکن اور اجتماعی فارموں کے سربراہ شامل تھے۔ یہ کاؤنسل نگرانی اور کنٹرول کے علاحدہ عملے کے ذریعے کام انجام دیتی تھی اور اس کی پہنچ بالکل اوپر مرکز سے شروع ہو کر نچلے حصے میں اوبلاسٹ (Oblast) تک تھی جہاں سے یہ ان زراعتی ایجنسیوں کی باقاعدہ نگرانی کرتی تھی جو اشتراکی فارموں کے انتظامیہ کے ذمے دار تھیں۔

اجتماعی فارموں کے معاملات کاؤنسل کو بڑا وسیع منشور دیا گیا تھا۔ اسے اجتماعی فارموں کے قوانین کو عاید کرنا تھا ان کی زمینی ملکیتوں کی حفاظت کرنی تھی، ڈسپلن کو مضبوط کروانا تھا۔ اجتماعی فارموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے درمیانی تعلقات میں استواری اور باقاعدگی پیدا کرنی تھی۔ اور اس بات کی بھی نگرانی کرنی تھی۔

کہ فارموں پر حکومت کے لیے جو ذمے داریاں عاید کی گئیں ہیں۔ وہ پوری ہوتی رہیں، وزیروں کی کاؤنسل کی تصدیق اور منظوری کے بعد اجتماعی فارموں کے معاملات کی کاؤنسل کو اختیار تھا کہ وہ حکومت کے تمام شعبوں کو اجتماعی فارموں کی زندگی کے سلسلے میں ہدایات جاری کر سکیں۔ اس کی کارکردگی کے نتیجے میں، پراودا میں لکھا گیا کہ ایک کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ زمین، جس پر ناجائز طور پر قبضہ کر لیا گیا تھا،' اسے پھر اجتماعی فارموں نے حاصل کر لیا ہے (۲۳) انتظامیہ کے بہت زیادہ عملے کو بھی کم کرنے کی کوشش کی گئی سوویت زراعت کے ایک ترجمان جریدے نے دعویٰ کیا کہ ستمبر ۱۹۴۶ کے قانون کے اجراء کے دوسال بعد کے عرصے میں ۵٫۳۵۰٫۰۰۰ اجتماعی کارکنوں کو انتظامیہ کے کاموں سے زراعتی پیداوار کے کاموں کی طرف منتقل کیا گیا ان کے علاوہ ۲٫۱۳۰٫۰۰۰ کارکنوں کو تنخواہوں کے گوشوارے سے اس لیے چھانٹا گیا کہ ان کا اجتماعی فارموں سے کوئی حقیقی تعلق نہیں تھا۔ (۲۴) اس ظاہرہ کامیابی سے حصول کے باوجود بھی انتظامیہ کے ضرورت سے زاید عملے کے خلاف شکایات موصول ہوتی رہیں اور ۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ کو اجتماعی فارموں کی افسر شاہی ڈھانچے کی اس دیرینہ بیماری کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کا اعلان کیا گیا۔

حکومت کے رہنماؤں نے اس کاؤنسل اجتماعی فارموں کے انتظامیہ کی گرفت کو سخت کرنے کے سلسلے میں تو استعمال کیا ہی لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی کوشش جاری رکھی کہ دیہی علاقوں میں خود پارٹی کا حلقہ اثر بھی بڑھایا جا سکے اور اس کی گرفت بھی مضبوط ہو سکے پارٹی مرکزی کمیٹی کے فروری ۱۹۴۷ کے عام اجلاس پلینیم میں' آندریہ ہیو نے اجتماعی فارموں اور مشین ٹریکٹر اشٹیشنوں میں پارٹی کے اختیار، اقتدار میں استحکام پیدا کرنے کے سلسلے میں پارٹی منتظمین کو متحد ہو کر منہمک ہو جانے کا نعرہ دیا۔ چنانچہ اس عام اجلاس میں (پلینیم) کے بعد ادر شہری علاقوں کے معتبر اور آزمودہ کار کمیونسٹ خاصی بڑی تعداد میں مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں میں سیاسی امور کے نائب ڈائریکٹر کی خدمات کے لیے بھیجے گئے۔ اتنی اہم جگہ سے مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں اور اجتماعی فارموں میں پارٹی تنظیم کو پھیلانے کی مہم کا آغاز کیا گیا اس کوشش کے باوجود بھی پارٹی میں دیہی

علاقوں کی نمائندگی بہت کمزور ہی رہی۔

حالانکہ ۱۹۳۹ سے ۱۹۴۹ کے درمیانی عرصے میں اجتماعی فارموں کی پارٹی اکائیوں کی تعداد صرف تین گنی ہو گئی لیکن اب بھی تقریباً ۸۵ فی صدی فارم ایسے تھے جن میں پارٹی کی کوئی بنیادی تنظیم موجود نہیں تھی (۵ س)۔ ستمبر ۱۹۵۲ میں یوکرینی کمیونسٹ پارٹی کی سترھویں کانگریس میں، پہلے سکریٹری ایل۔ جی۔ میلنیکو نے اطلاع دی کہ پوری ریپبلک کے کل ممبروں یا امیدواروں میں سے ۵۴ ز ۳۸/ ا یا صرف ۱۷/ ۷ فی صدی ممبر ایسے ہیں جو زراعتی کاموں میں مصروف ہیں۔ (۶۱ س) جنگ کے بعد کے کچھ سالوں میں اس بات کی بھی سخت کوشش کی گئی۔ کہ اجتماعی کسانوں کی ذاتی ملکیت کو ایک خاص متعینہ حد تک گھٹا دیا جائے، اور ان میں فارم کی بجائے اپنی ذاتی ملکیتوں پر زیادہ توجہ دینے اور وقت صرف کرنے کے رجحان کو کسی طرح کم کیا جائے۔ ۱۹۴۷ کی مالیاتی اصلاحات سے ان کسانوں کو سخت ترین دھکا پہنچا۔ جنھوں نے اپنے پاس بہت بڑی بڑی رقمیں جمع کر لی تھیں۔ ان آمدنیوں پر، جو فارموں کے علاوہ کسی دوسرے ذرائع سے ہوتی تھیں، شرح محصول کو ۱۹۴۸ میں کافی بڑھا دیا گیا، اس کے بعد ان میں ۱۹۵۰ اور ۱۹۵۱ میں اور اضافہ کیا گیا۔ باغات کے وہ مالک جو گائیں، بکریاں، اور مرغیاں بھی پالتے تھے، انہیں اپنی پیداوار میں گوشت، دودھ، انڈا، وغیرہ کی زیادہ فیصدی شرح حکومت کو دینی ہوتی تھی یہ فی صدی شرح پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی تھی (۴۷)۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ خود اشتراکی فارموں کے معاوضے کے نظام کو بھی اس انداز سے تبدیل کیا گیا جس سے کم کام کرنے والوں کو کم اور زیادہ کام کرنے والوں کو زیادہ معاوضہ اور صلہ دیا جا سکے مزدوروں کی سات درجوں میں سابقہ تقسیم اور معاوضوں کی اسی حساب سے ادائیگی کو نو درجوں میں تبدیل کر دیا گیا (۴۸)۔ اس نئے انتظام کے تحت آمدنیوں کا فرق کافی حد تک اور بڑھ گیا اور اشتراکی کاموں میں نسبتاً کم صلاحیتوں والے کام جن پر پہلے نسبتاً زیادہ معاوضہ دیا جاتا تھا، اب کم معاوضے والے درجوں میں شامل ہو گئے۔ وہ اشتراکی کسان جو اپنے منصوبوں سے زیادہ پیداوار

کرتے ان کے کام کے دنوں میں کل پیداوار میں اضافے کی فی صدی شرح کے تناسب سے اضافہ کر دیا جاتا تھا، اور ان کا معاوضہ دیا جاتا تھا۔ اس کے برخلاف منصوبوں کی ناکامی کے سلسلے میں کام کے دنوں میں کمی کر کے سزا دی جاتی تھی۔ اس طرح ترغیب اور سزا دونوں حکم ہی کاموں کے کارکنوں میں پیداوار کے لیے ملا دیا گیا۔ ۱۹۴۹ میں کچھ ایسا ہی منصوبہ اجتماعی اور سرکاری فارموں میں علاقائی طور پر مویشیوں کے گلے کی بہتری کے لیے تین سالہ منصوبے کے سلسلے میں بھی اپنایا گیا اس میں ان اجتماعی فارموں کو جو منصوبے کی کم از کم تعداد سے زیادہ مویشی رکھنے میں کامیابی حاصل کر لیتے تھے، اس کا صلہ اس انداز میں دیا جاتا تھا کہ جانوروں کی پیداوار کی اس مقدار میں جو انہیں حکومت کو ہر سال دینی ہوتی تھی دس فی صدی کی چھوٹ دے دی جاتی تھی۔ اس کے برخلاف وہ فارم جو اس نئی مانگ کو پورا کرنے میں ناکام رہتے تھے انہیں مقررہ مقدار سے دس فی صدی زیادہ ادائیگی پر مجبور کیا جاتا تھا (۲۹)۔

جنگ کے بعد کے سالوں میں اجتماعی فارموں پر گرفت کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی گئی کہ زراعتی پیداوار کی بنیادی اکائی کو ایک چھوٹے گروپ (zveno) لفظی معنی حلقے کے ــــــــ ہوتے ہیں، سے ایک بڑے بریگیڈ میں تبدیل کر دیا جائے جو تھی دہائی کے ابتدائی اور درمیانی حصے میں بریگیڈ کو اجتماعی مزدوروں کی ایک تنظیم کے روپ میں منظوری ہو چکی تھی۔ پھر اس دہائی کے آخری حصے میں یہ رجحان بڑھا کہ بریگیڈوں کو دس دس بارہ بارہ مزدور ٹیموں (zvenya) میں تقسیم کیا جانے لگا۔ جو ایک چھوٹے سے قطعہ زمین پر بونے سے فصل کی کٹائی تک، اپنی تمام تر کوششوں اور توجہات کو مرکوز رکھیں۔ ابتدا میں یہ چھوٹی ٹیمیں (zveno) صرف تکنیکی فصلوں کے سلسلے میں استعمال کی جاتیں جیسے شکر کے لیے پیدا کیے جانے والے چقندر اور روئی وغیرہ کی فصلیں جن میں انسانی محنت زیادہ درکار ہوتی ہے۔ لیکن چوتھی دہائی کے آخری حصے میں یہ طریقہ بہت تیزی سے غلے کی فصلوں میں بھی اپنایا جانے لگا۔ ۱۹۳۹ میں پارٹی کی اٹھارویں کانگریس میں آنڈریو و نے، جو پولٹ بیورو کا زرعی ترجمان تھا، اس چھوٹی ٹیم کے طریقے کی پرزور حمایت کی۔

بَرِیگیڈوں میں کام کرتے ہوئے کسانوں کو ان کے کام کے معیار و مقدار کے لیے ذاتی طور پر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا . . . اجتماعی فارموں کے کاموں کو جس قدر زیادہ شخصی بنایا جائے گا، یعنی کسی ٹیم یا علاحدہ اجتماعی کسانوں سے کام لیا جائے گا' اور ان کی ذاتی محنت اور شوق کو جس قدر بھی زیادہ ترغیب دی جائے گی اتنا ہی فصلوں کی پیداوار اور مویشیوں کی درخت پر داخت بہتر اور کارگر ہوگی" (۳۰)

جنگ کے دوران اور اس کے فوراً بعد کے چند سالوں میں ایسی ٹیم (zveno) کے طریقے کو اجتماعی فارم کے مزدوروں کی تنظیم کے لیے سب سے بہتر اور کارگر طریقہ کہا جاتا رہا۔ جنگ میں ٹریکٹروں کی طاقت کے ضائع ہونے اور مزید انسانی محنت کے استعمال کی مجبوری نے اس ٹیم (zveno) کے طریقے کو قوت بخش دی۔ لیکن پرانی روش پر ایک دم پلٹ جانے کا طریقہ' جو سوویت تاریخ کا طرۂ امتیاز کہا جا سکتا ہے' یہاں بھی نظر آیا اور ٹیم کے طریقے (zveno) میں بھی ایک دم ہی کمزوریاں نظر آنے لگیں۔ ۱۹ فروری ۱۹۵۰ کو 'پراودا' میں بغیر دستخطوں کا ایک مضمون "اجتماعی فارم مزدوروں کی تنظیم کی مسخ شدہ صورت کے خلاف" کے عنوان سے شائع ہوا۔ جس میں "اس ٹیم کے طریقے کے اپنانے پر آنڈریوو کی بہت سخت مذمت کی گئی۔ غلے کی فصلوں میں اس طریقے کے اپنائے جانے پر تنقید کی کی گئی اور ایسے ٹریکٹروں، غلے کی صفائی اور دوسری مشینوں کے اجتماعی استعمال میں مزاحم ٹھہرایا گیا۔ اس میں بریگیڈ کو اشتراکی مزدوروں کی بنیادی تنظیم کے لیے اہم ٹھہرایا گیا۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ صرف شکر کے لیے پیدا کیے جانے والے چقندر، ترکاریوں، اور کچھ اور داخلی فصلوں کے لیے عارضی طور پر اس ٹیم کے طریقے کو استعمال کیا جائے گا، چونکہ ان فصلوں کی پیداوار میں مشینی استعمال خاطر خواہ پر آگے نہیں بڑھ سکا"۔ (۳۱)

اس بااختیار قسم کے اعلان کے ظاہر ہونے کے فوراً بعد ۲۵ر فروری کو پراودا میں آنڈریوو کا ایک خط شائع ہوا جس میں اس نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ "عملی طور پر ان کا ازالہ کر دے گا" (۳۲)

یہ غیر معمولی طریقہ جس میں پولٹ بیورو کے ایک ممبر کو پالیسی میں تبدیلی کے اشارے کے لیے اتنے معمولی انداز میں استعمال کیا گیا' اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ ظاہر میں جو چیز اجتماعی فارم مزدوروں کی تنظیم کا غیر اہم مسئلہ نظر آ رہی تھی، اس کے پیچھے کچھ بہت اہم مسائل اور بھی تھے۔ جیسا کہ لازروالن (Lazar volin) نے اشارہ کیا ہے کہ ٹیم کے طریقے پر تنقیدی حملے کے پیچھے خوف پھیلا ہوا تھا کہ یہ چھوٹی ٹیمیں (Zveno) صرف بریگیڈ کو ہی نہیں بلکہ مستقبل میں خود اجتماعی فارموں کے نظام کو بھی کھا سکتی ہیں (۴۳)۔ پراودا میں شائع ہونے والے مضمون میں جس انداز سے اسے پیش کیا گیا تھا' "بریگیڈوں کی جگہ ٹیموں کو دے دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ وسیع پیمانے پر کام کرنے والے بڑے بڑے اجتماعی فارموں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ فارم کی طاقت اور مجموعی قوت کو منتشر کر دیا جائے اور ترقی یافتہ تکنیکی ذرائع اور اجتماعی محنت کے طریقے سے پھر ایک بار شخصی طریقہ کار اور انسانی مشقت کی طرف لوٹ جایا جائے۔ اس کا مطلب ہوگا وسیع پیمانے پر سوسلشٹ اجتماعی پیداوار کی بنیادوں کو متزلزل کر دینا" (۴۴ب)

اس ٹیم کے طریقہ کار کی انتشاری صلاحیتوں سے جو خوف پیدا ہوا تھا اس میں ان ٹیموں پر گرفت اور کنٹرول کے مشکل مسائل نے اور تقویت بخشی۔ بریگیڈ کے مقابلے میں ٹیم کے طریقہ کار کے لیے معتبر قسم کے لیڈروں کی زیادہ بڑی تعداد درکار تھی اور دیہی علاقوں میں ایسے لیڈروں کا فقدان تھا۔ حکومت کے نقطۂ نگاہ سے ایک اجتماعی فارم چند ایسے معتبر بریگیڈیروں کی مدد سے زیادہ بہتر طریقہ سے چلایا جا سکتا تھا' جن پر زیادہ آسانی سے پارٹی کا اثر ڈالا جا سکے۔ اس کے مقابلے میں ٹیم کے لیڈروں کی بہت بڑی ایسی تعداد اتنی کارگر ثابت نہ ہوئی' جن کے خود اپنے مفاد اب عام مزدوروں اور فارم کے کارکنوں سے مماثلت اور یکسانیت رکھتے ہوں۔

ٹیم کے ہر طریقے کار کو بریگیڈوں میں تبدیل کر دینے کے ساتھ ہی ساتھ خود اجتماعی فارموں کی مہم بھی شروع ہوئی۔ ۸ مارچ ۱۹۵۰ کو خروشچیف نے جو پولٹ

بیورو میں زرعی ترجمان کی جگہ لے چکا تھا، اس مہم کی ابتدا کے اشارے کے لیے پراودا کے کالم استعمال کیے۔ ایک دوسرے سے متصل اور ملحق چھوٹے چھوٹے فارموں کو ایک دوسرے میں ملاکر ایک بڑی اکائی بنا لینے کے سلسلے میں خروشچیف نے ایسے بہت سے فوائد گنائے جن کی حکومت کو اس عمل کے نتیجے میں امید تھی اس کے ضم ہو جانے سے مشینی استعمال میں آسانی ہوگی، اور زراعت کے انتہائی ترقی یافتہ طریقے استعمال کیے جاسکیں گے۔ ان سے پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ کسانوں کی آمدنی بڑھے گی، فارم کی پیداوار میں ضرورت سے زیادہ سامان اور زیادہ ہوگا، اور غالباً حکومت کو فراہم کیے جانے والی مقدار میں بھی اضافہ ہوگا اس عمل سے انتظامیہ کے اخراجات میں بھی کافی حد تک کمی کرنے کے امکانات پیدا ہو سکتے تھے اور نئے اجتماعی فارموں کی نگرانی اور رہنمائی کے لیے بہترین فارم مینیجروں اور زرعی ماہرین کے چناؤ میں بھی آسانی پیدا ہوگی۔

چھوٹے اجتماعی فارموں کے ایک دوسرے میں ملا دینے کی مہم کا ایک بنیادی مقصد جسے خروشچیف نے بیان نہیں کیا تھا، حکومت کی وہ خواہش تھی کہ وہ اجتماعی فارموں کے ڈھانچے پر اپنی گرفت مضبوط کر سکے چھوٹے چھوٹے فارموں کو ضم کر دینے کے نتیجے میں ایسے اجتماعی فارموں کی تعداد کافی بڑھ گئی جن میں بنیادی پارٹی تنظیم موجود تھی۔ جس کی مدد سے پارٹی کے اثر میں اضافہ لازمی تھا۔ اسی طرح اجتماعی فارموں کے صدروں کی تعداد میں کمی کا مطلب یہ تھا کہ جو لوگ اس عہدے پر برقرار رہیں گے وہ سیاسی اعتبار سے معتبر ترین حیثیت کے مالک ہوں گے اور ساتھ ہی ان میں تکنیکی صلاحیت اور مہارت بھی اعلیٰ درجے کی ہوگی۔ ایسا لگتا تھا کہ ارباب حل عقد اس بات کے لیے کوشاں تھے کہ اجتماعی فارموں میں مینیجروں کا ایک ایسا زمرہ اور حلقہ مضبوط ہو جائے جو معمولی کسانوں سے زیادہ سے زیادہ الگ اور ممتاز ہو۔

اور جو حکومت کے ہاتھ میں ایک ایسا قابل اعتبار ہتھیار ہو جس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے۔

انضمام کی اس مہم کی ابتدا خروشچیف نے ۱۹۵۰ کے موسم بہار میں کی اور

بہت تیزی سے اس میں اضافہ ہوا۔ سال کے آخر تک آئی' اے' بینے ڈکٹوو (I.A. Bänedik-tov) نے رپورٹ دی کہ اجتماعی فارموں کی کل تعداد ۲,۵۲,۰۰۰ سے گھٹ کر ۱,۲۳,۰۰۰ رہ گئی ہے۔

اکتوبر ۱۹۵۲ میں مالینکو و نے اطلاع دی کہ ان میں سے صرف ۹۷,۰۰۰ باقی رہ گئے ہیں (۳۵) لیکن بہر حال بہت سی صورتوں میں یہ انضمام حقیقی کے بجائے محض "قانونی" ہی تھا مگر ابھی عملی یکجہتی اور میل جول کا کام باقی تھا۔ بعض علاقوں میں، جن میں لینن گراڈ کے علاقے (اوبلاسٹ) بھی شامل تھے، باغات کے قطعوں کا رقبہ کافی حد تک کم ہو گیا تھا۔ جس سے ان علاقوں کے بہت سے اجتماعی کسانوں کے اضطراب اور پریشانی میں اضافہ ہوا تھا (۳۶)۔

جیسے جیسے انضمام کی یہ مہم تیز ہوئی اس کے کچھ اور اہم مقاصد اور شاندار نتائج کو بھی واضح کیا گیا۔ جنوری ۱۹۵۱ میں خروشچیف کی ایک تقریر، میں جو ۴ مارچ کو پراودا میں بھی شائع ہوئی اجتماعی فارم کے علاقوں کی باقاعدہ آبادیوں' یا زرعی شہروں' کی تعمیر کی پیش کش کی گئی جن کے ارد گرد نئے اجتماعی فارموں کو منظم کیا جا سکتا تھا۔ اس نے یہ بھی پیش کش کی تھی کہ باغات کے قطعات کو کم کر دیا جائے اور انہیں آبادیوں کے مضافات میں رکھا جائے اور ان پر بھی عوامی انداز سے کاشت ہو (۳۷)۔

ظاہر طور پر اس اہم اعلان کی بہر حال فوراً تردید کر دی گئی۔ اگلے دن یعنی ۵ مارچ کو پراودا نے اعلان کیا کہ اس کے دفتر میں ایک دفتری فروگذاشت سے ایڈیٹوریل کی طرف سے دیا جانے والا ایک نوٹ شائع ہونا رہ گیا تھا' جس میں اس بات کا اظہار کیا گیا تھا کہ کامریڈ این' ایس' خروشچیف کا مضمون مباحثے کے مواد کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے (۳۸)۔

اس کے فوراً بعد جی' اے' اروٹیونوو (G.A.Arutyunov) جو آرمینیائی پارٹی کا پہلا سکریٹری تھا' اس نے بیان دیا کہ زرعی شہروں میں اشتراکی کسانوں کی رہائش میں تبدیلی کی پیش کش پارٹی اور سوویت حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے۔ باغات کے قطعات کو کم کرنے کے منصوبے کو بھی "ناقابل قبول" اور اشتراکی فارموں کے

قواعد و ضوابط کے خلاف بتلایا گیا[۳۹] انیسویں[۱۹] پارٹی کانگریس میں مالینکو نے اعلان کیا "ہمارے کچھ ممتاز کارکن خاص طور پر چھوٹے اجتماعی فارموں کو ضم کرنے کے سلسلے میں فارموں کی نشوونما کے لیے بہت محدود اور محض افادیت پسندانہ نقطہ نگاہ رکھنے کی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کی پیش کش کہ بڑے بڑے اجتماعی فارم شہر بنانے کے لیے بڑے پیمانے پر گاؤں کو دوبارہ آباد کیا جائے پرانے فارموں کی تمام موجودہ عمارتوں اور کسانوں کے گھروں کو ضائع کر دیا جائے اور بڑے بڑے اجتماعی فارم شہروں" اور "زرعی شہروں" کو نئی نئی جگہوں پر بسایا جائے، محض ان کی عجلت پسندی کا نتیجہ ہے ۔ یہ لوگ اس کو اجتماعی فارموں کی تنظیم اور ان کی معاشی نشوونما اور مضبوطی کے لیے اہم ترین طریقہ سمجھتے ہیں ۔ جو غلطی یہ کامریڈ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ کسی فارم کے بنیادی کام یعنی پیداوار کو نظر انداز کر رہے ہیں اور محدود" فروعی اور محض افادیت پسندانہ امور کو زیادہ اہمیت دے کر پیش نظر رکھ رہے ہیں ان کے پیش نگاہ اجتماعی فارموں میں محض ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کی آسانیاں ہیں ضروریات زندگی میں آسانیاں یقیناً بہت اہمیت رکھتی ہیں لیکن بہرحال یہ فروعی ہیں اور انہیں کسی طرح بھی بنیادی امور نہیں کہا جا سکتا ۔ انہیں عوامی پیداوار کی نشوونما اور اضافے کے ذریعے کامیابی کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے(۴۰)۔

جیسا کہ اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے، حکومت اور ارباب حلِ عقد کی بنیادی اور اولین دل چسپی اجتماعی فارموں کی پیداوار میں اضافہ ہے اس انضمام کی مہم کے نتیجے میں اجتماعی فارموں پر گرفت میں جو مضبوطی پیدا ہوتی ہے اس نے اس مقصد کے حصول میں بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اتنے مضبوط اور مستحکم اقدامات کے باوجود، جو اسٹالن نے جنگ کے بعد کے چند سالوں میں اجتماعی فارموں کی پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں اٹھائے تھے،

سوویت زراعت پھر بھی پس ماندہ اور جامد ہی رہی ۔ اس وقت زراعتی بحران کے تمام رخوں کو عوام پر پوری طرح ظاہر نہیں کیا گیا ۔ یہ کام اس کی موت کے بعد مکمل ہوا ۔ مندرجہ ذیل گوشوارے نمبر (۲۰ اور ۲۱) جو سرکاری اعداد شمار

پر مبنی ہیں اس کی بخوبی وضاحت کر دیتے ہیں۔

گوشوارہ نمبر ۱ سوویت یونین میں مویشیوں کی کل تعداد (دس لاکھ میں)

سال	گائیں	جانور جن میں گائیں شامل ہیں	سور	بھیڑیں بکریاں	گھوڑے
۱۹۱۶	۲۸٫۸	۵۸٫۴	۲۳٫۰	۹۶٫۳	۳۸٫۲
۱۹۲۸	۳۳٫۲	۶۶٫۸	۲۷٫۷	۱۱۴٫۶	۳۶٫۱
۱۹۴۱	۲۷٫۸	۵۴٫۵	۲۷٫۵	۹۱٫۶	۲۱٫۰
۱۹۵۰	۲۴٫۶	۵۸٫۱	۲۲٫۲	۹۳٫۶	۱۲٫۷
۱۹۵۱	۲۴٫۳	۵۷٫۱	۲۴٫۴	۹۹٫۰	۱۳٫۸
۱۹۵۲	۲۴٫۹	۵۸٫۸	۲۷٫۱	۱۰۷٫۶	۱۳٫۷
۱۹۵۳	۲۴٫۳	۵۶٫۶	۲۸٫۵	۱۰۹٫۹	۱۵٫۳

ماخذ: مرکزی کمیٹی کے پلینم کے سامنے خروشچیف کی رپورٹ ۳ ستمبر ۱۹۵۳ء
پراودا ۱۵ ستمبر ۱۹۵۳ء اور (vestnik Stastistiki) ۵ مئی ۱۹۶۱
ص ۶۱ تا ۶۵

گوشوارہ نمبر ۲ چند غذائی اشیا کی خام پیداوار (Gross) (دس لاکھ ٹن)

سال	غلہ	آلو	سبزیاں	دودھ	گوشت	انڈے
۱۹۴۰	۸۳٫۰	۷۵٫۹	۱۳٫۷	۳۳٫۶۴۰	۴٫۶۹۵	۱۲٫۲۱۴
۱۹۵۰	۸۱٫۴	۸۸٫۶	۹٫۳	۳۳٫۳۱۱	۴٫۸۶۷	۱۱٫۶۹۶
۱۹۵۱	۷۸٫۹	۵۹٫۶	۹٫۰	۳۶٫۱۵۴	۴٫۶۷۱	۱۳٫۲۵۲
۲۹۵۲	۹۲٫۰	۶۸٫۴	۱۱٫۰	۳۵٫۷۰۲	۵٫۱۷۰	۱۴٫۴۹۹
۱۹۵۳	۸۲٫۵	۷۲٫۶	۱۱٫۴	۳۶٫۴۷۵	۵٫۸۲۲	۱۶٫۰۵۹

ماخذ جوائنٹ اقتصادی کمیٹی (۸۶ ویں کانگریس پہلا اجلاس) یونائیٹڈ اسٹیٹس
اور سوویت معاشیات کا موازنہ (Comparison of the U.S & Soviet
Economics) واشنگٹن ۱۹۵۹ ۔ صفحہ ۲۳۱ - ۲۳۲

جیساکہ مندرجہ بالا گوشواروں سے ظاہر ہوتا ہے ، اسٹالن کے جانشینوں کو بہت سخت اور بار بار سر اٹھادینے والے مسائل ورثے میں ملے تھے، ۷ ستمبر ۱۹۵۳ کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے پاس شدہ، " یو ایس ایس آر کی زراعت کی مزید ترقی کے لیے اقدامات" کی قرارداد میں جانوروں کی پیداوار کے میدان کو خاص طور پر خراب حالت میں بیان کیا گیا تھا اس قرارداد کے الفاظ کے مطابق " مویشیوں کی صحیح دیکھ بھال نہیں ہوتی ہے گزشتہ چند سالوں کے دوران مویشیوں کی تعداد میں سالانہ اضافہ

بہت کم رہا ہے گوشت اور ڈیری کی پیداوار بہت نیچی رہی ہے مویشیوں میں سے ایک خاصی بڑی تعداد بیماریوں سے مرجاتی ہے بہت سی گابھن خشک ہو چکی ہیں اجتماعی فارموں میں مویشیوں کی پیداوار کے لیے چارے کی فراہمی کی بنیادیں بھی پوری طرح نہیں بن پائی ہیں مویشیوں کو ڈھنگ سے رکھنے کے سلسلے کی آسانیاں بھی ناکافی ہے "۔ (۴۱) ۳ ستمبر کو مرکزی کمیٹی کے لیے اپنی رپورٹ میں خروشچیف نے اظہار کیا تھا "جنگ کے بعد سے گائیوں کی تعداد میں جو اجتماعی کسانوں کی ذاتی ملکیت ہوتی ہیں ۶۵,۰۰,۰۰۰ کی کمی آگئی ہے اجتماعی کسانوں کی ان ملکیتوں کی تعداد میں جن میں ایک گائے بھی موجود نہیں ہے ۵ فی صدی کا اضافہ ہوا ہے" (۴۲) مرکزی کمیٹی کی اس قرارداد میں یہ بھی اعتراف کیا گیا تھا کہ "آلو اور دوسری سبزیوں کے اگانے میں بڑی بھاری کمی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں شہروں اور صنعتی مراکز میں لوگوں کے لیے ان چیزوں کی فراہمی کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے" (۴۳) خروشچیف نے کہا کہ "گذشتہ چند سالوں کے دوران، ان فصلوں کی پیداوار اور (Gross harvest ــــ) خام کٹائی، بڑھنے کی بجائے گھٹی ہی ہے جتنے رقبے میں ۱۹۴۰ میں سبزیوں کی کاشت ہوتی تھی اب وہ ۲,۵۰,۰۰۰ ہیکٹیر کم ہو گیا ہے "۔ (۴۴)

۱۹۵۲ میں غلے کی پیداوار میں اضافے کے باوجود، جس نے انیسویں پارٹی کانگریس میں مالینکوو کو یہ کہنے کی ترغیب دی کہ "غلے کا مسئلہ اب پوری طرح پکے اور اٹل طور پر حل ہوگیا ہے" ۱۹۵۳ کی کل پیداوار میں زبردست گراوٹ آئی اور وہ ۱۹۴۰ کی پیداوار سے بھی نیچے آگئی۔ چند حصول اور کامیابیاں جن کی طرف حکومت اب بھی اشارہ کر سکتی تھی، وہ روئی، چقندر، اور دوسری صنعتی قسم کی فصلوں میں اضافہ تھا۔ زراعت کے دوسرے حصوں میں اب بھی صورت حال میں پورا جمود تھا۔ اور ایک ایسی ناامیدی کا سا ماحول بنا ہوا تھا جس سے چھٹکارے کی مستقبل قریب میں امید نظر نہیں آتی تھی۔

اس مایوس کن حصول کی جو توجیہات پیش کی گئیں ان میں بہت سی مختلف باتوں کو شامل کر لیا گیا تھا۔ ان میں سب سے پہلی اور اہم ترین وجہ یہ دی گئی کہ اجتماعی کسانوں میں اپنے فارموں میں ایک لگن اور جذبے کے ساتھ منہمک ہو جانے کا فقدان ہے۔ حکومت کو کی جانے والی متعینہ فراہمیوں کے لیے اتنی کم قیمت مقرر کی گئی تھی۔ کہ اجتماعی کسانوں کے پاس فارموں میں کام کے معاوضے کے طور پر بہت کم مل پاتا تھا۔ اس کے نتیجے میں یہ اپنی پیداواری صلاحیتوں اور کوششوں کو اپنے ذاتی باغیچوں کی پیداوار پر لگا دیتے تھے جہاں انہیں زیادہ منافع بخش پیداوار کی امید ہوتی تھی، چونکہ ان قطعوں سے پیدا شدہ ضرورت سے زیادہ سامان کھلے بازاروں میں کافی اونچی قیمت پر بیچا جا سکتا تھا۔ تخمینہ لگایا گیا کہ ۱۹۵۲ میں اجتماعی فارموں کی آمدنی میں سے اجتماعی کسانوں میں تقسیم کی جانے والی کل رقم اس رقم کا صرف ایک چوتھائی حصہ تھی جو یہ لوگ اپنے ذاتی قطعوں سے کماتے تھے (۵۴)۔ اجتماعی فارموں میں مزدوری سے آمدنی ـ خواہ جنس میں ہو یا نقد کی صورت میں ـ اوسطاً اتنی کم ہوتی تھی، کہ وہ ان فارموں کی پیداوار میں اضافے کے لیے بہت کم تحریک پیدا کر سکتی تھی۔ زراعت میں بہت محدود سرمایہ کاری بھی فارموں کی کم شرح پیداوار کی ایک وجہ تھی، سوویت معاشیات میں کمیاب ذرائع کی تقسیم میں بھاری صنعتوں کو ترجیحی حیثیت حاصل تھی۔

اس کے مقابلے میں دیہی علاقوں کی مانگوں کو بہت کم اہم جگہ پر رکھا جاتا تھا۔ اچھے اور چیدہ قسم کے بیجوں کے استعمال میں کمی، کھاد اور کیڑے مار دواؤں، ٹریکٹروں زراعتی مشینوں اور دوسرے سامان، مشینوں کے پرزوں اور مرمت خانوں، جانوروں کے لیے سائبانوں، آبپاشی کی سہولتوں، اور دیہی رہائشی مکانوں وغیرہ روسی معاشیات میں زراعتی حصہ پیدا کرنے میں مددگار ہو رہی تھی۔ اسٹالن نے اس دوران اس سلسلے میں بہت کم کوشش کی کہ نئی نئی زمینوں کو زیر کاشت لاکر موجودہ زمینوں سے ناکافی پیداوار کا نعم البدل حاصل کرے اس کے بجائے پوری توجہ ان فصلوں پر مرکوز رکھی گئی جو صنعتی اہمیت رکھتی تھیں اور چارے کی فصلوں جو مویشیوں کی پیداوار کے لیے اہم ترین جزو ہیں وہ مجموعی طور پر نظر انداز کی جاتی رہیں۔

سوویت زراعت کے پچھڑے پن میں تنظیمی کمزوریوں کا بھی کافی بڑا حصہ ہے۔ حالانکہ اچھے تعلیم تربیت یافتہ زراعتی کارکنوں کی ٹریننگ کے لیے مواقع کو بڑھایا جاتا رہا ہے لیکن اکادمیوں کے تعلیم یافتہ لوگوں کو دیہی علاقوں میں ملازمت حاصل کر لینے میں کافی لیت ولعل کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اجتماعی فارموں کے صدروں کی انتظامی قابلیت بھی ابھی توقعات کے مطابق نہیں ہے۔ اور ان کے اثر اختیار میں بار بار تبادلوں اور ملازمتوں میں تبدیلیوں سے کافی نقصان پہنچتا ہے۔ پارٹی میں دیہی علاقوں کے کارکن کمزور ترین حد تک سمجھے جاتے ہیں اور ان کمزوریوں کے خراب نتائج اور نقصانات کو پورا کرنے کے لیے پارٹی کی طرف سے سخت مرکزی منصوبہ بندی اور زیادہ سے زیادہ حصول پر زور دیے جانے کے طریقے عام طور پر ناکام ہی ثابت ہوئے ہیں۔ اجتماعی فارموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے درمیان ذمے داریوں کی جو تقسیم کی گئی ہے اس سے بھی مشکلوں اور دشواریوں میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ جیسا کہ خروشچیف نے مرکزی کمیٹی کے سامنے اپنی ستمبر ۱۹۵۳ کی رپورٹ میں بیان کیا تھا۔ ”گذشتہ سال آدھے سے زیادہ مشین ٹریکٹر اسٹیشن اپنے کام کے منصوبوں کی تکمیل میں ناکام رہے . . . فصل کی کٹائی میں کافی نقصان ہوا ہے، چوں کہ ٹریکٹروں اور فارم کے دوسرے سامان کا کافی بڑا حصہ خاص میدانی کام

کے زمانے میں بے کار پڑا رہا ۔ ۔ ۔ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کی قیمتی اور گنجلک مشینوں کے لیے اچھے تربیت یافتہ کارکنوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ان موسمی مزدوروں کے ہاتھوں میں ہے، جو میدانی کام کے زمانے میں اجتماعی فارموں کی طرف سے کام کرنے کے لیے مقرر کر دیے جاتے ہیں ٹریکٹر ڈرائیور حقیقت میں مشین ٹریکٹر اسٹیشن کے ڈائرکیٹر کے ماتحت نہیں ہوتا اگر اس کی مرضی ہوتی ہے تو وہ کام پر جاتا، اور وہ نہیں جاتا تو ڈائرکیٹر کے لیے اس پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنا مشکل ہے ۔ آج وہ ٹریکٹر چلاتا ہے، اور کل وہ اجتماعی یا کسی صنعتی کام پر واپس لوٹ جاتا ہے بہت حد تک یہ چیز کام کے ڈسپلن کی کمزوری اور کارکنوں کا بار بار بدل جانے کی وضاحت کر دیتی ہے"۔ (۴۶)

اسٹالن کے بعد اصلاحات

اس بحران کے مقابلے کے لیے جس کے بہت سے رخ تھے اسٹالن کے جانشینوں نے جو اقدامات اٹھائے وہ ابتدا میں بالکل عارضی تھے اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ خود بھی ابھی راہ تلاش کرنے میں مصروف ہوں، لیکن بہر حال ان کے عمل میں یہ کوشش ضرور شامل تھی کہ اجتماعی کسانوں کی کچھ شکایات کا تدارک ہو سکے اور ان کے کام میں ان کے مادی مفادات اور دل چسپیوں کو ضرور ابھارا جا سکے ۸ راگست ۱۹۵۳ کو سپریم سوویت کے سامنے تقریر کرتے ہوئے، مالینکوف نے، جو اس وقت یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کا صدر تھا، اجتماعی فارموں کی طرف سے کی جانے والی گوشت، دودھ، آلو اور سبزیوں کی متعینہ فراہمیوں کی قیمت میں اضافے کا اعلان کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ غلے، سبزیوں، آلو، گوشت، دودھ، انڈوں، اور فارم کی دوسری پیداواروں کی زاید مقدار کی فراہمی کی قیمت اور بھی زیادہ دی جائے گی (۴۷)۔

اجتماعی کسانوں کے ذاتی قطعات کے سلسلے میں جو کچھ اہم مراعات دی

نقد محصول اور مویشیوں سے حاصل ہونے والی پیداوار کی متعینہ فراہمیوں کی اوسط مقداروں میں بھی کافی تخفیف کی گئی، ٹیکسوں کی بقیہ رقموں کو منسوخ کر دیا گیا اور ان اجتماعی کسانوں کو جن کے پاس گائیں نہیں تھیں ۱۹۵۳ اور ۱۹۵۴ کے لیے مخصوص چھوٹ بھی دی گئی ...... اس کے ساتھ ساتھ مالینکوو نے اعلان کیا کہ معدنی کھادوں اور زراعتی مشینوں کی فراہمی میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ گاؤں میں بجلی پہنچانے کے کام کو تیز کیا جائے گا، اور مشین ٹریکٹر اسٹیشن کے عملے کے زرعی ماہرین کو ہر اجتماعی فارم پر "متواتر کام" پر متعین کیا جائے گا اور ٹریکٹر ڈرائیوروں اور مشین چلانے والوں کا باقاعدہ اور مستقل عملہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں میں قائم کیا جائے گا۔ مجموعی طور پر مالینکوو نے اندازہ لگایا کہ ان اقدامات سے اجتماعی فارموں اور کسانوں کی آمدنیوں میں، صرف ۱۹۵۳ کے باقی حصے میں ایک کروڑ تیس لاکھ روبل کا اضافہ ممکن ہوگا، اور پورے سال کے دوران کل ۲۰ ارب روبل کی بڑھوتری ہوگی۔ ایک مہینے سے بھی کچھ کم عرصے بعد زراعتی بحران کے سلسلے میں خروشچیف کی ایک مخصوص رپورٹ کو سننے کے لیے مرکزی کمیٹی کا ایک غیر معمولی اجلاس (پلینم) منعقد ہوا۔ وہ لائحۂ عمل جو خروشچیف نے پیش کیا، اور جسے مرکزی کمیٹی نے منظوری بھی دی، بحیثیت مجموعی اسی پروگرام کے مطابق تھا، جو مالینکوو پہلے پیش کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ زراعت میں پیداوار بڑھانے اور سرمایہ کاری میں اضافے کے لیے ترغیب و تحریک کے طریقوں پر زیادہ بھروسہ کرنے کی ضرورت کو مدِنظر رکھتے ہوئے خروشچیف نے یہ بھی سفارش کی کہ ضروری زراعتی تربیت اور صلاحیت پیدا کرنے، زراعتی میدان کے مخصوص ماہرین کو دفتری کاموں سے زراعتی کاموں کی طرف منتقل کرنے اور دیہی علاقوں میں پارٹی اور انتظامیہ کی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے پورے انہماک کے ساتھ کوشش کی جائے گی تربیت یافتہ زراعتی عملے کی ٹریننگ کے کام کو نئے نئے ایسے اسکولی ادارے قائم کر کے پورا کیا جاتا تھا، جو زراعت میں مشینوں کے استعمال اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے انتظامیہ عملے اور ماہرین کے لیے تجدیدی تربیت ریفریشر ٹریننگ فراہم کریں۔ اس کے ساتھ صنعتوں سے انجینئروں اور

مشینوں کے ماہرین کو نکال کر مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے کاموں پر ڈائریکٹر چیف انجینیر اور مرمتی شعبوں کے مینیجر کی حیثیتوں پر متعین کیا جانا تھا۔ ۱۹۵۴ کے موسم بہار تک ایک لاکھ زراعتی ماہرین کو دفتری عہدوں سے آزاد کر کے مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے حوالے کیا جانا تھا۔ ان اقدامات سے امید یہ تھی کہ ہر اجتماعی فارم کو ایک زراعتی ماہر مہیا کر دیا جائے گا۔ اور ہر بڑے زراعتی فارم کے پاس ایک زراعتی ماہر اور ایک مویشیوں کی افزائش نسل کا ماہر موجود ہوگا (۴۸)۔

دیہی انتظامیہ اور پارٹی کی گرفتوں کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی غرض سے ۵۰ ہزار کمیونسٹوں کو شہروں اور ضلعوں کے پارٹی صدر مقاموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے مرکزوں کی طرف منتقل کیا جانا تھا۔ مشین ٹریکٹروں میں سیاسی امور کے نائب ڈائریکٹر کے عہدے کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے بجائے ضلع کی پارٹی کا سکریٹری اور ہدایت کاروں (انسٹرکٹروں) کا ایک گروپ، جو رائیکوم کے پہلے سکریٹری کی نگرانی میں کام کرتے تھے، انہیں ہر مشین ٹریکٹر اسٹیشن میں مقرر کیا گیا۔ ان میں سے ہر ہدایت کار (انسٹرکٹر) کم سے کم ایک یا زیادہ سے زیادہ دو اجتماعی فارموں میں خدمات انجام دیتا تھا اس طرح کم از کم اصولی اعتبار سے، ہر اجتماعی فارم کی ذمہ داری ایک کل وقتی پارٹی کارکن کے ہاتھ میں مرکوز ہو گئی جو اس فارم کی کارگذاریوں کے لیے پوری طرح ذمے دار ٹھہرایا جاسکتا تھا۔

اس نئے پروگرام میں اجتماعی فارموں کے اس نظام سے پیچھے ہٹنے کے متعلق کہیں مؤثر نہیں کیا گیا تھا۔ حالانکہ اجتماعی فارموں دونوں میں پیداوار کے اضافے کے لیے ترغیبیں اور تحریکیں بڑھائی گئیں تھیں لیکن مرکزی کمیٹی کی ۱۹۵۳ کی زراعتی تجویز میں یہ بات صاف طور پر کہہ دی گئی تھی، کہ "اجتماعی معاشیات ایک مرکزی اور فیصلہ کن حیثیت" کی حامل ہے اور ایک "نجی ملکیت کا چھوٹا سا امدادی قطعہ رکھنے کا حق صرف مصرفوں کی ضروریات کو اس وقت تک پورا کرتے رہنے کی غرض سے دیا گیا ہے۔

جب تک اجتماعی معاشیات اس کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتی" (۴۹) پیداوار میں اضافے کی ابتدائی کوششوں میں مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو سب سے پہلا توجہ کا مرکز بنایا گیا، ۔ اور انہیں تربیت یافتہ عملے اور سامان دونوں کے ذریعہ مضبوط کیا گیا ۔ ٹریکٹر ڈرائیور جو اس سے پہلے مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں میں موسمی کارکنوں کی حیثیت سے کام کرتے تھے اور ان کی ممبری اجتماعی فارموں میں بھی برقرار رہتی تھی، اب وہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے کل وقتی ملازم ہو گئے ۔ اب ان کی ملازمت اور روزی ان سے ہی ملحق تھی ۔ اور انھیں اب اس کام کے لیے اس سے زیادہ اجرت دی جانے لگی جتنی وہ اجتماعی کسان کی حیثیت سے حاصل کرتے تھے ۔ لیکن اجتماعی کسانوں کو جو مراعات، ترغیبوں اور تحریکوں میں اضافے کے ذریعے دی گئیں تھیں ، ان کا اثر پارٹی اور انتظامیہ کی ان گرفتوں سے زائل ہو گیا جن کو پیداوار میں اضافے کی غرض سے عاید کیا گیا تھا

اچھوتی زمینوں کا پروگرام

اسٹالن کی موت کے بعد پہلے سال میں سوویت زراعت کا نیا پروگرام، مویشیوں سے حاصل ہونے والی پیداوار، آلو سبزیاں اور دوسری ایسی ہی اشیاء کی پیداوار پر مرکوز تھا ' جو انتہائی کمیاب تھیں غلے کی پیداوار کی طرف نسبتاً" کم توجہ دی گئی تھی ۔ چونکہ اس وقت اس مسئلے کو پوری طرح قابو میں سمجھا جا رہا تھا، مگر یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا گزشتہ سال کے مقابلے میں ۱۹۵۳ کے غلے کی فصل کی گراوٹ نے ناکامی کا پوری طرح اظہار کر دیا ۔ چنانچہ اب غلے کا مسئلہ اہم ہو کر سامنے آیا ۔ اور ۲۳ ر فروری ۱۹۵۴ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے کی گئی ایک تقریر میں خروشچیف نے ایک زبردست پروگرام کا اظہار کیا جس میں قزاقستان، سائبیریا، شمالی کاکیشیا، والگا اور مشرقی خطوں میں اچھوتی زمینوں، کے نام سے موسمی زمینوں کو حاصل کرنے اور ان پر کھیتی باڑی کرنے کا پروگرام تھا (۵۰) ابتدا میں جس پروگرام کا بنیادی

طور پر اعلان کیا گیا تھا، اس سے اس میں تین کروڑ بیس لاکھ ایکڑ زمین کو زیر کاشت لانا تھا۔ ۱۹۶۰ تک اس میں دس کروڑ دس لاکھ ایکڑ تک توسیع کی گئی، جو ۱۹۵۳ میں غلے کے لیے کل زیر کاشت زمین ایک تہائی حصے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور امریکہ میں گیہوں پیدا کرنے والی کل زمین سے بھی کافی زیادہ ہے۔ ان نئی زمینوں پر عام طور موسم بہار میں تخم ریزی کی گئی اور فصلیں اگانے کا کام زیادہ تر ٹریکٹروں کی طاقت سے کیا گیا۔ اس زبردست توسیع کے حصول کے لیے انتظامیہ کی جو شکل پسند کی گئی اس میں اجتماعی فارموں کے مقابلے میں سرکاری فارموں کو زیادہ استعمال کیا گیا۔

۵۰٫۰۰۰٫ را سے زیادہ مزدور اور تکنیکی کارکن۔ جن میں زیادہ تر نوجوان افراد تھے۔ شروع میں ان نئی زمینوں میں آباد ہونے کے لیے جمع کیے گئے۔ اس ہجرت کی ترغیب پیدا کرنے کے لیے مخصوص مالی لالچ بھی فراہم کیے گئے لیکن ساتھ ہی ان میں ثابت قدمی پیدا کرنے کے لیے قربانیوں کی اپیلوں کا بھی سہارا لیا گیا اور کوموال ذرائع سے دباؤ بھی ڈالا گیا، تاکہ لوگ اچھوتی زمینوں پر کام کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس مہم کو پورے جوش خروش اور دھوم دھام کے ساتھ شروع کیا گیا۔ سوویت یونین کے ہر کونے سے لاکھوں طالب علم فصل کی کٹائی میں مدد کے لیے ان اچھوتی زمینوں پر بھیجے گئے اور ان لوگوں کے شاندار کارناموں کو، جنھوں نے اس کام کی شروعات میں حصہ لیا تھا ہر ہر کونے میں عزت احترام بخشا گیا۔ لیکن ان رضا کاروں یا ان افراد میں سے جنھیں حکومت کی طرف سے بھیجا گیا تھا زیادہ تر افراد وہاں ٹھہرے نہیں، 'پراودا' کے مطابق" (Combine) ۱۹۶۰ اور ۱۹۶۱ میں ۴۵۵ ر۰۳ و ا ٹریکٹر ڈرائیور اور دوسری زراعتی مشین چلانے والوں کو [قزاقستان میں] ٹریننگ دی گئی

تھی اور مختلف آلات کو استعمال کرنے والے ۴۴۷ ر۵۳ افراد ملک کے دوسرے حصوں سے یہاں مستقل ملازمت کی غرض سے یہاں آئے تھے۔ اسی مدت کے دوران ۱٫۸۰٫۰۰۰ ایسے ہی کارکن اس ریاست اور اجتماعی فارموں کو چھوڑ کر

چلے گئے (۵۱)
زندگی کی مشکلات اور رہائشی ٹھکانوں اور دوسری آسانیوں کی کمی نے انھیں اس نئے مورچے کو چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔ اور اب حکومت کے سامنے یہ چیلنج تھا کہ اسے ان اچھوتی زمینوں' میں ایسے حالات اور کیفیات پیدا کرنی تھیں جن میں کشش ہو اور مزدوروں میں جب ابتدائی جوش خروش اور قربانیاں دینے کا جذبہ کم ہو جائے انھیں وہاں روکے رکھا جا سکے۔ نئی زمینوں پر کاشت نے کچھ اور بہت سے سخت مسائل بھی کھڑے کیے اور یہ مسائل اب بھی موجود ہیں۔ قزاقستان اور سائیبریا کے کچھ علاقوں میں زیر کاشت زمین اپنی افادیت کے اعتبار سے سب سے نچلے درجے کی زمین تھی۔ جو ایسے علاقوں میں واقع تھی کے موسمی حالات بہت ناموافق ہیں یہاں سردیاں بہت سخت ہوتی ہیں' اور فصل کے اگنے کے لیے وقت بہت مختصر ہوتا ہے' اور ہر وقت موسم بہار کے آخری' اور خزاں کے ابتدائی حصے کے پالے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ بارش بھی بہت کم ہوتی ہے۔ بعض حصوں میں بارش کا اوسط سولہ انچ سے کم اور بعض میں تو صرف دس انچ کے قریب ہی ہے خشک سالی اور دھول بھری آندھیاں بھی کوئی غیر معمولی بات نہیں ہیں۔ بہر حال بعض علاقوں میں آبپاشی کے ذریعے اس مسئلے کا کچھ حل ضرور نکل آیا ہے۔ موسم کی ان پریشانیوں کا نتیجہ کم پیداوار دینے والی فصلوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور پیداوار میں سال بہ سال زبردست فرق اور کمی بیشی کا خطرہ لگا رہتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل گوشوارہ نمبر ۳ سے ظاہر ہوتا ہے تازہ ریکارڈ بھی اسی قسم کی صورت حال کو ظاہر کرتا ہے۔

گوشوارہ نمبر ۲۳۔ غلے کی فصلیں۔ ۱۹۵۳ تا ۱۹۶۱

لاکھ میٹرک ٹنوں میں

فصلیں	۱۹۵۳	۱۹۵۴	۱۹۵۵	۱۹۵۶	۱۹۵۷	۱۹۵۸	۱۹۵۹	۱۹۶۰	۱۹۶۱
غلے کی کل فصل	۸۲٫۵	۸۵٫۶	۱۰۶٫۸	۱۲۷٫۶	۱۰۵٫۰	۱۴۱٫۲	۱۲۵٫۹	۱۳۴٫۳	۱۳۷٫۳
اچھوتی زمینوں میں غلے کی فصل	۲۷٫۱۱	۳۷٫۶	۲۸٫۰	۶۳٫۶	۳۵٫۸	۵۸٫۸	۵۵٫۳	۵۹٫۱	نامعلوم
قزاقستان میں غلے کی فصل	۵٫۴	۷٫۷	۴٫۷	۲۳٫۸	۱۰٫۵	۲۲٫۰	۱۹٫۱	۱۸٫۸	۱۴٫۸

ماخذ: ۱۹۳۵ سے ۱۹۶۰ تک Norodnoye Khozyaistvossr 1960 اور 1961 کے لیے پراودا ۶ مارچ ۱۹۶۲ لزوپلے کے مضمون "سوویت زراعت وقت کاٹ رہی ہے" سے نقل کیا گیا۔ Foriegn affairs July 1962

۱۹۵۴ میں نئی زمینوں پر بہت اچھی بارشیں ہوئیں۔ اور نتیجے میں بہت اچھی فصلیں کاٹی گئیں اس کی وجہ سے یوکرین، والگا خطے کے جنوبی (Lower) حصے میں خشک سالی سے جو کمی پیدا ہوئی تھی وہ پوری کی جا سکی۔ جیسا کہ گوشوارہ نمبر ۲۲ سے ظاہر ہوتا ہے ۱۹۳۵ کے مقابلے میں ۱۹۵۴ کی کل فصل میں تقریباً ۴ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن ۱۹۵۵ میں ان نئی زمینوں پر خشک سالی کا دور رہا لیکن یوکرین کی پرانی زمینوں پر اچھی فصل کے نتیجے میں فصل کی کل پیداوار میں تیزی سے اضافہ نظر آیا۔

اگلے سال یعنی ۱۹۵۶ میں نئی زمینوں میں بہت اچھی فصلیں ہوئیں، اور اس کے نتیجے میں یوکرین کے کچھ علاقوں میں خشک سالی کے باوجود یہ بہترین فصل کا سال رہا۔ ۱۹۵۷ میں قزاقستان کے وسیع علاقے میں خشکی رہی جنوبی یورال اور والگا کے نچلے اور وسطی علاقے میں بھی بارشیں کم ہوئیں۔ ۱۹۵۸ میں سوویت یونین نے غیر معمولی طور پر زبردست فصل حاصل کی، جو تاریخ کی بہترین فصل تھی، چونکہ اس سال نئی اور پرانی ہر طرح کی زمینوں پر موسمی کیفیات بہت مناسب اور موافق

تھیں ان حصول کی بنیاد ہی پر ہی ۱۹۵۹ میں منظور کیے گئے سات سالہ منصوبے میں ۱۹۵۹ تک غلے کی فصل کے لیے ۱۶ کروڑ پچاس لاکھ سے اٹھارہ کروڑ ۸۰ لاکھ ٹن کا نشانہ مقرر کیا گیا۔ لیکن ۱۹۵۹ میں ہی پیداوار ۱۹۵۸ کی پیداوار سے بہت پیچھے تھی۔

باوجودیکہ نئی زمینوں پر خشک سالی کا اثر دوسرے زراعتی خطوں کے مقابلے میں نسبتاً کم پڑا تھا، ۱۹۶۰ کی فصل میں تھوڑی سی بہتری نظر آئی، حالانکہ قزاقستان میں اس سال دھول بھری آندھیاں خاص طور پر بہت آئی تھیں پالے کی وجہ سے بوائی کا کام بھی تاخیر سے ہوا تھا اور ناموافق موسمی حالات، مشینوں کی کمی اور گوداموں کی آسانیوں کی قلت کی وجہ سے فصل کو زبردست نقصان پہونچے تھے۔ ۱۹۶۱ میں غلے کی فصل پھر تھوڑی سی بڑھی، لیکن قزاقستان کی اچھوتی زمینوں کی پیداوار کی حالت اب بھی خراب ہوتی چلی گئی بہرحال نئی زمینوں پر جوئے کی جو بازی لگائی گئی ہے اس نے اس وقت تک تو منافع ہی دیا ہے حالانکہ قزاقستان کے علاقے میں ۱۹۵۹ سے ۱۹۶۱ تک کے عرصے کا رکارڈ خراب رہا ہے۔ وہ وسیع خطے جو تازہ طور پر زیر کاشت لائے گئے ہیں، ان سے صرف کل اوسط سالانہ پیداوار میں اضافے کی امیدیں ہی نہیں ٹوٹیں بلکہ ان کے اثر سے سوویت زراعت کو جو خدشات، خطرات لاحق ہیں ان کی حدود بھی کچھ بڑھ گئی ہیں یقینی طور پر اس وقت بھی سوویت زراعت کو خطرہ لاحق ہے کہ ان خشک چٹیل میدانوں میں اگر ذرا بھی بداحتیاطی سے کاشت کی گئی، اور اگر متواتر چند سال خشکی کے گذرے تو یہ حصے بالکل ریگستان بھی بن سکتے ہیں اور اس کا نتیجہ فصلوں کی مکمل تباہی میں بھی نظر آسکتا ہے لیکن بہرحال خروشچیف نے اس خطرے کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے بیسویں پارٹی کانگریس میں یاد دہانی کی تھی" کچھ کامریڈ سوال کرسکتے ہیں، کیا ہم ان علاقوں میں جہاں خشک سالی کا دور دورہ رہتا ہے اچھوتی زمینوں کو بہتر بنانے کے لیے صحیح کام کر رہے ہیں اور پھر اس نے خود ہی جواب بھی دیا تھا۔

اگر گذشتہ پانچ سال کے عرصے میں ہم نے دو اچھی ایک اوسط اور دو خراب فصلیں حاصل کرلی ہیں تو ایسی صورت میں، جب کہ غلے کی زراعت میں نسبتاً

کم ذرائع کو داخل کرنے کی صورت ہوتی ہے، یہ ممکن ہے کہ تھوڑے سے اضافے کے ساتھ کافی منافع بخش زراعت کرلیں اور تھوڑی لاگت پر زیادہ غلہ پیدا کرلیں۔ اچھی زمینوں کی ترقی کے سلسلے میں ہمارے کاموں کے نتیجوں سے ایک ایسے مسلّم فیصلے تک پہنچنا ممکن ہے کہ پارٹی کا لائحۂ عمل صحیح ہے اس پالیسی کے نتیجے میں قلیل ترین مدت اور محنت اور ذرائع کے کم سے کم استعمال کے ساتھ غلّے کی پیداوار میں کافی اضافہ حاصل کرلینا یقینی ہوجاتا ہے" (۵۲)۔

لیکن شاید اسے اپنے بیان میں اس بات کو بھی شامل کرنا چاہیے تھا کہ اگر ان زمینوں کی زرخیزی کو برقرار رکھنا ہے اور اس کی پیداواری صلاحیت کی حفاظت کرنی ہے تو نئی زمینوں کے اس پروگرام میں انسانی محنت اور سرمایہ کاری دونوں ہی کو بہت حد تک بڑھانا پڑے گا۔

جوار اور مویشیوں کی افزائش نسل

نئے زراعتی پروگرام کے ایک رخ کی ابتدا جنوری ۱۹۵۵ میں اس وقت ہوئی جب خروشچیف نے جوار کے لیے زیر کاشت زمین میں توسیع کے ایک زبردست پروگرام کا آغاز کیا۔ تاکہ غذائی صورت حال میں جو کمی پیدا ہوچکی ہے، اسے بھی پورا کیا جاسکے۔ (۵۳)۔ یہ اسٹالن کے بعد کے ابتدائی دور کے دو سالوں میں مویشیوں کی افزائش نسل کے میدان میں جن امید شکن نتائج سے دوچار ہونا پڑا تھا یہ نیا پروگرام اسی کے جواب کے طور پر شروع کیا گیا تھا۔ یکم جنوری ۱۹۵۳ سے یکم جنوری ۱۹۵۵ تک گایوں سمیت مویشیوں کی کل تعداد ۵۴۴ لاکھ سے بڑھ کر ۵۶۷ اور سووروں کی تعداد ۲۸۵ لاکھ سے ۳۰۹ لاکھ ہوگئی۔ مگر سووروں کی ۱۹۵۵ کی تعداد میں حقیقت میں پچھلے سال کی تعداد کے مقابلے میں ۲۴ لاکھ کی کمی ہوئی تھی۔

اس نئے پروگرام کا بنیادی مقصد پرانے زرعی خطوں میں جوار اور سووروں

کے فارموں میں توسیع دینا تھا - - - - - - - - - - خروشچیف کو بہت پہلے سے ہی جوار کی پیداوار سے بہت دلچسپی تھی، اور اس دلچسپی اور جوش میں اُس زراعتی وفد کی رپورٹ سے اور اضافہ ہوا، جس نے ۱۹۵۴ میں کناڈا اور امریکا کا دورہ کیا تھا۔ اس نے خاص طور پر غلّے اور سوروں کے فارموں کا مطالعہ کرکے واپسی پر سوویت یونین میں اس کی توسیع کے لیے سفارش کی تھی۔

جب تک خروشچیف نے اس نئے پروگرام کی ابتداء نہیں کی تھی سوویت یونین میں - - - - - - - چارے کے دوسرے غلّوں جیسے جَو اور جئی کے مقابلے میں جوار کی پیداوار بہت معمولی تھی۔ ۱۹۵۴ میں صرف ۱۰ لاکھ ایکڑ زمین جوار کے لیے زیر کاشت تھی۔ ۱۹۵۶ تک جوار کی زمین ۵۹۰ لاکھ ایکڑ ہوگئی، لیکن اس کی ۶۰ فی صدی سے زیادہ فصل کو قبل از وقت کاٹ لیا گیا تھا اور اسے کٹی یا ہرے چارے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اس سے اس بات کا بخوبی اظہار ہوجاتا ہے کہ اس سلسلے میں ابتدائی جوش میں اس فصل کا خاصہ بڑا حصّہ ایسے خطوں میں بو دیا گیا تھا، جہاں آب و ہوا جوار کی فصل کے لیے موزوں نہیں تھی۔ اگلے سال جوار کی زیر کاشت زمین میں تقریباً ایک چوتھائی کی کمی کر دی گئی۔ لیکن ۱۹۵۸ سے ہی اس میں پھر اضافہ نظر آنا شروع ہوا۔ اور ۱۹۶۰ تک یہ رقبہ ۷۰۰ لاکھ ایکڑ تک پہنچ گیا۔ جوار کے زیر کاشت رقبے میں توسیع نے وہ بنیاد پیدا کرنے میں کافی اہم حصّہ لیا جس کے نتیجے میں سوروں کی تعداد یکم جنوری ۱۹۵۵ کی ۳۰۹ لاکھ سے بڑھ کر یکم جنوری ۱۹۶۱ کو ۵۸۶ لاکھ ہوگئی۔ لیکن جوار کی پیداوار کے سلسلے میں اب بھی مشکلات کا متواتر سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ خروشچیف کے مطابق ۱۹۶۰ میں یوکرین میں جوار کے رقبے کے ۶۰ فی صدی حصّے نے صرف ہرا چارہ ہی پیدا کیا۔ جسے اس نے درست الفاظ میں چارہ نہیں "پانی" کہا تھا۔

اس نے ۱۷ رجنوری ۱۹۶۱ کو مرکزی کمیٹی میں شکایتاً کہا تھا۔ "ہمارے پیدا کیے ہوئے چارے کی فصلیں، بہت تھوڑی رہی ہیں" اور "اس کا

زیادہ بڑا حصہ تو دیر سے بونے کی وجہ سے ضائع ہوجاتا ہے یا پھر چوری کر لیا جاتا ہے" (۴۵)۔

مویشیوں کی افزائش نسل کو نئی اہمیت دی جارہی تھی، اس کے ایک حصے کے طور پر خروشچیف نے مئی ۱۹۵۷ میں ہی اعلان کر دیا تھا کہ اس کی تجویز یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمیں گوشت، دودھ، اور مکھن کی فی کس پیداوار کے سلسلے میں جس میدان میں سوویت زراعت روایتی طور پر پس ماندہ سمجھی جاتی ہے آگے بڑھ جانا چاہتا ہے (۵۰)۔

لیکن چونکہ امریکا میں گوشت کی فی کس پیداوار سوویت یونین کی ۱۹۵۱ کی شرح کے مقابلے میں تین گنے سے بھی زیادہ تھی اس لیے خروشچیف کے اپنے بےتکلفانہ اعتراف کے مطابق، اس کے اپنے ماہرین معاشیات نے بھی اس بیان کو بڑے مشتبہ انداز میں خوش آمدید کہا تھا۔ ڈیڑھ سال بعد مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے، اس سلسلے میں خروشچیف کے یہاں اتنا جوش نظر نہیں آتا تھا۔ "اب ہمیں گوشت کی پیداوار کے سلسلے میں اپنے منصوبوں کو دیکھنا ہے

۱۹۵۸ میں سوویت یونین نے ۳۸ کلوگرام فی کس گوشت پیدا کیا۔ امریکا میں یہ مقدار ۹۴ کلوگرام طے کی گئی تھی۔ امریکا سے گوشت کی فی کس مقدار پیدا کرنے میں سبقت لے جانے کے لیے ہمیں اپنی کل گوشت کی پیداوار کو ۲۰۰ یا ۲۱۰ لاکھ ٹن تک بڑھانا ہوگا۔ ہمارا ملک اس وقت تقریباً ۸۰ لاکھ ٹن گوشت پیدا کرتا ہے۔ اور ۱۹۵۹ کے لیے یہ نشانہ ۱۹ لاکھ ٹن متعین کیا گیا ہے

اس سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ گوشت کی پیداوار کی مقدار جو کنٹرول مقداروں میں مقرر کی گئی ہے وہ اس درجے سے بہت کم ہے جو امریکا کی اس سلسلے کی پیداوار تک پہنچنے کے لیے - - - - - - - - - - -

ضروری ہے۔ مگر اس سے کسی طرح اس بات کا اظہار نہیں ہوتا کہ ہمارا ملک ۲۰ یا ۲۱ لاکھ ٹن تک ہی پیداوار بڑھا ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔

لیکن اس کے ساتھ ہی جب ہم مویشیوں کی فی کس پیداوار اور خاص طور پر گوشت کی پیداوار میں امریکا سے سبقت لے جانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ کچھ کام کرنا باقی ہے" (۵۶)۔

۱۹۵۸ کی زبردست فصل کے بعد تین فصلیں متواتر اتنی کامیاب نہ ہو سکیں اور ۱۹۶۰ میں مویشیوں کے ذریعے پیدا ہونے والی اشیا سات سالہ منصوبے کے تخمینوں سے بہت پیچھے رہی ہیں۔ اس کے باوجود بھی خروشچیف اپنے طے کردہ نشانے کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

۱۷ جنوری کو مرکزی کمیٹی کے لیے اپنی رپورٹ میں اس نے اعلان کیا:

"کامریڈ، آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں رجائیت پسند انسان ہوں (optimist) اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ہم فارم کی فی کس پیداوار میں ان پانچ سالوں میں امریکا سے سبقت لے جا سکتے ہیں۔ مگر سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اس کام کی تنظیم کس طرح کی جائے" (۵۷)۔

تنظیمی سوال حکومت کے لیے مشکل ترین مسئلہ رہا۔ اس سلسلے میں بار بار رونما ہونے والی حیرت ناک تبدیلیاں اور بعض موقعوں پر وہ جو اسٹالن کے بعد کے دور میں نظر آئیں، وہ اس کی تصدیق کر دیتی ہیں کہ انتظامیہ نظام کی تلاش و تحقیق متواتر جاری ہے۔ جس کے ذریعے زرعی پیداوار کی کارکردگی اور مستعدی بھی بڑھے اور پیداوار میں اضافے کی ترغیب و تحریک بھی پیدا کی جا سکے۔ ابتدا میں جو اقدامات اٹھائے گئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ فارموں کی منصوبہ بندی میں ضرورت سے زیادہ مرکزیت کا عنصر کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ پارٹی مرکزی کمیٹی اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کی طرف سے ۹ مارچ ۱۹۵۵ کو جاری کیے گئے ایک مشترکہ فرمان میں اشتراکی اور سرکاری فارموں کے مینیجروں کو

زیادہ بڑا حصہ تو دیر سے بونے کی وجہ سے ضائع ہوجاتا ہے یا پھر چوری کر لیا جاتا ہے" (۴ ۵)۔

مویشیوں کی افزائش نسل کو نئی اہمیت دی جارہی تھی، اس کے ایک حصے کے طور پر خروشچیف نے مئی ۱۹۵۷ میں ہی اعلان کر دیا تھا کہ اس کی تجویز یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمیں گوشت، دودھ، اور مکھن کی فی کس پیداوار کے سلسلے میں جس میدان میں سوویت زراعت روایتی طور پر پس ماندہ سمجھی جاتی ہے آگے بڑھ جانا چاہتا ہے (۵ ۵)۔

لیکن چونکہ امریکا میں گوشت کی فی کس پیداوار سوویت یونین کی ۱۹۵۱ کی شرح کے مقابلے میں تین گنے سے بھی زیادہ تھی اس لیے خروشچیف کے اپنے بے تکلفانہ اعتراف کے مطابق، اس کے اپنے ماہرین معاشیات نے بھی اس بیان کو بڑے مشتبہ انداز میں خوش آمدید کہا تھا۔ ڈیڑھ سال بعد مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے، اس سلسلے میں خروشچیف کے یہاں اتنا جوش نظر نہیں آتا تھا۔ "اب ہمیں گوشت کی پیداوار کے سلسلے میں اپنے منصوبوں کو دیکھنا ہے

۱۹۵۸ میں سوویت یونین نے ۳۸ کلوگرام فی کس گوشت پیدا کیا۔ امریکا میں یہ مقدار ۹۴ کلوگرام طے کی گئی تھی۔ امریکا سے گوشت کی فی کس مقدار پیدا کرنے میں سبقت لے جانے کے لیے ہمیں اپنی کل گوشت کی پیداوار کو ۲۰۰ یا ۲۱۰ لاکھ ٹن تک بڑھانا ہوگا۔ ہمارا ملک اس وقت تقریباً ۸۰ لاکھ ٹن گوشت پیدا کرتا ہے۔ اور ۱۹۵۶ کے لیے نشانہ ۱۶ لاکھ ٹن متعین کیا گیا ہے

اس سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ گوشت کی پیداوار کی مقدار جو کنٹرول مقداروں میں مقرر کی گئی ہے وہ اس درجے سے بہت کم ہے جو امریکا کی اس سلسلے کی پیداوار تک پہنچنے کے لیے ---------

ضروری ہے۔ مگر اس سے کسی طرح اس بات کا اظہار نہیں ہوتا کہ ہمارا ملک ۲۰ یا ۲۱ لاکھ ٹن تک ہی پیداوار بڑھا ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔

لیکن اس کے ساتھ ہی جب ہم مویشیوں کی فی کس پیداوار اور خاص طور پر گوشت کی پیداوار میں امریکا سے سبقت لے جانے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ کچھ کام کرنا باقی ہے" (۵۶)۔

۱۹۵۸ کی زبردست فصل کے بعد تین فصلیں متواتر اتنی کامیاب نہ ہو سکیں اور ۱۹۶۰ میں مویشیوں کے ذریعے پیدا ہونے والی اشیا سات سالہ منصوبے کے تخمینوں سے بہت پیچھے رہی ہیں۔ اس کے باوجود بھی خروشچیف اپنے طے کردہ نشانے کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

۱۷ جنوری کو مرکزی کمیٹی کے لیے اپنی رپورٹ میں اس نے اعلان کیا:

"کامریڈ، آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں رجائیت پسند انسان ہوں (Optimist) اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ہم فارم کی فی کس پیداوار میں ان پانچ سالوں میں امریکا سے سبقت لے جا سکتے ہیں۔ مگر سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اس کام کی تنظیم کس طرح کی جائے" (۵۷)۔

تنظیمی سوال حکومت کے لیے مشکل ترین مسئلہ رہا۔ اس سلسلے میں بار بار رونما ہونے والی حیرت ناک تبدیلیاں اور بعض موقعوں پر وہ جو اسٹالن کے بعد کے دور میں نظر آئیں، وہ اس کی تصدیق کر دیتی ہیں کہ انتظامیہ نظام کی تلاش و تحقیق متواتر جاری ہے۔ جس کے ذریعے زرعی پیداوار کی کارکردگی اور مستعدی بھی بڑھے اور پیداوار میں اضافے کی ترغیب و تحریک بھی پیدا کی جا سکے۔ ابتداء میں جو اقدامات اٹھائے گئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ فارموں کی منصوبہ بندی میں ضرورت سے زیادہ مرکزیت کا عنصر کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ پارٹی مرکزی کمیٹی اور یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاؤنسل کی طرف سے ۹ مارچ ۱۹۵۵ کو جاری کیے گئے ایک مشترکہ فرمان میں اشتراکی اور سرکاری فارموں کے مینیجروں کو

پیداوار کی تفصیل منصوبہ بندی کے زیادہ وسیع اختیارات دے کر ان میں ذاتی تحریک کو ابھارنے کی کوشش کی گئی تھی" (۵۸)

اس فرمان میں دی گئی تفصیلات کے تحت منصوبے کے اعلیٰ افسران کو ہر فارم کے لیے فراہمی کی ایک مقررہ مقدار یا حکومت کے لیے حصول کے نشانے مقرر کرنے تھے، جو اس فارم کو پورے کرنا ہوتے تھے۔

ان اعلیٰ افسران کو پرانے طریقے کے مطابق ان تفصیلات کے اجراء سے باز رکھا گیا تھا کہ ہر ایک ایک فصل کی کتنی کتنی مقدار بوئی جائے، کہاں بوئی جائے اور کب بوئی جائے یا کب کاٹی جائے۔ ضلعوں کی عاملہ کمیٹیوں کے لیے اس فرمان کے تحت، اب بھی بہر حال یہ بات ضروری تھی کہ وہ فارم کے منصوبوں پر نگاہ رکھیں۔ اور اگر ضروری ہو تو تبدیلیاں بھی کریں۔ تاکہ ان کے نشانوں کا حصول یقینی رہے۔ اور اس طرح مداخلت کی پرانی عادت کو آسانی سے بالکل ختم بھی نہیں کر دیا گیا ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ مداخلتیں بھی بڑھیں اور فارموں کے مینجمنٹ کے اختیارات میں اضافے پر مختلف قسم کی گرفتوں اور کنٹرول کے ذریعے پابندیاں بھی عائد کی گئیں۔

مشینوں ٹریکٹروں اسٹیشنوں (MTS) کا خاتمہ

زراعتی تنظیم نو کے سلسلے میں ایک اور اہم وہ فیصلہ تھا جس کے تحت مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو توڑا گیا۔ اور اس سے زیادہ تر مشینوں سامان عملے کو اجتماعی فارموں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ یہ ایک بہت زبردست تبدیلی تھی۔ تاریخی اعتبار سے، مشین ٹریکٹر اسٹیشن صرف مشینوں کے ذریعے پیداوار کے لیے ہی ایک آلۂ کار کے طور پر کام انجام نہیں دیتے تھے بلکہ یہ دیہی علاقوں میں پارٹی کی گرفت کے لیے بھی ایک اہم اور کارگر آلۂ کار تھے۔ یہ ایک ایسی ایجنسی کے طور پر بھی کام میں لائے جاتے تھے۔ جو فارموں سے حصول میں مدد پہنچاتی تھی،

چونکہ اجتماعی فارم ان مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو ان کی خدمات کا معاوضہ جنس میں بھی کافی مقدار میں ادا کرتے تھے۔ اجتماعیت کی مہم میں مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں نے ایک رہنما طاقت کا کام دیا تھا۔ یہ ایک ذریعہ بھی تھے۔ جس سے اجتماعی فارموں کا پورا ڈھانچہ منسلک اور متحد طور پر کھڑا ہوا تھا۔

اسٹالن کے زمانے میں کچھ ماہرین معاشیات نے یہ بات کہنے کی جرأت بھی کی تھی کہ زراعتی مشینوں کو خود اجتماعی فارموں کے ہاتھ بیچ دینے یا ان کی طرف منتقل کر دیے جانے سے کام میں زیادہ مستعدی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن اسٹالن نے ایسی دلیلوں کو بہت زیادہ درخور اعتنا نہیں سمجھا تھا۔ اپنی آخری کتاب 'یو ایس ایس آر میں سوشلزم کے معاشی مسائل' میں اس نے کہا تھا' "کیا... اثر ہوگا مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو اجتماعی فارموں کے ہاتھ 'بیچ کر ان کی ملکیت میں دے دینے سے؟ یہ اثر ہوگا کہ اجتماعی فارموں کو زبردست نقصان میں پھنسا دیا جائے گا۔ اور انہیں تباہ کر دیا جائے گا زراعت میں مشینوں کے استعمال کے طریقے کو نقصان پہنچے گا اور اجتماعی فارموں کی پیداوار کی اٹھان میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

.... اجتماعی فارم پیداوار کے بنیادی آلۂ کار کے مالک و مختار ہو جائیں گے۔ ... کیا یہ بات کہنا زیادہ حقیقت نہیں ہوگی کہ ان کی یہ حیثیت اجتماعی فارم کی ملکیت اور عوام کی ملکیت کی درمیانی خلاء کو اور گہرا اور وسیع کر دے گی اور اس سے ہم کمیونزم سے کسی طرح بھی زیادہ نزدیک نہ ہو سکیں گے بلکہ اس کے برخلاف دوری اور بڑھ جائے گی؟" (۵۹)

اسٹالن اجتماعی کسانوں کی طرف سے بے اعتباری رکھتا تھا۔ اور اسی لیے وہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو گرفت اور حکومت کے لیے حصول کے سلسلے میں ایک ناگزیر ہتھیار یا آلۂ کار سمجھتا تھا۔

مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو ختم کرنے کے سلسلے میں خروشچیف کے فیصلے میں بہت سی مختلف باتوں کا اثر تھا۔ پہلی بات یہ کہ ۱۹۵۸ء تک اجتماعی فارموں

میں پارٹی تنظیم اسٹالن کے دور کے مقابلے میں بہت کافی مضبوط ہو گئی تھی۔ ۹۰ فی صدی سے زیادہ اشتراکی فارموں کے صدر اب پارٹی کے ممبر تھے، اور اس لیے اب ان پر کسی قسم کی بیرونی سیاسی گرفت رکھنے کی ضرورت بھی کم ہو گئی تھی۔ انضمام کی تحریک سے اجتماعی فارموں کے پھیلاؤ میں جو زبردست وسعت پیدا ہوئی اس کے نتیجے میں اجتماعی فارم کے ساتھ ایک خود کفیل قسم کے مشینی شعبے کے قیام کے لیے بھی اب زیادہ مضبوط بنیاد موجود تھی۔ اور آخری بات یہ کہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں اور اجتماعی فارموں کے درمیان ذمے داریوں اور اختیارات کی تنظیم کا سلسلہ غیر ضروری طور پر ایک تناؤ اور کشمکش پیدا کرتا رہتا تھا۔ اور اس سے کام کی انجام دہی میں متواتر غیر مستعدی بڑھ رہی تھی۔

خروشچیف کے الفاظ کے مطابق "موجودہ طرز عمل کے معنی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں کہ دو مالک۔ اجتماعی فارم اور مشین ٹریکٹر اسٹیشن ایک ہی قطعۂ زمین پر موجود ہیں اور چونکہ مشین ٹریکٹر اسٹیشن گنجلک قسم کی مشینوں پر کنٹرول رکھتا ہے اس لیے اجتماعی فارم براہِ راست وہ کام نہیں کر سکتے جو وہ ان مشینوں کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں، یا انہیں پوری مستعدی کے ساتھ کام میں نہیں لا سکتے۔ اجتماعی فارموں اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کو بالکل ایک ہی کام انجام دینے کے لیے علاحدہ علاحدہ ایک انتظامیہ آلۂ کار رکھنا پڑتا ہے۔ جس سے فارم کی پیداوار کی لاگت بہت بڑھ جاتی ہے" (۶۰)۔

مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے خاتمے کا اشارہ خروشچیف کی طرف سے ۲۲ جنوری ۱۹۵۸ کو منسک میں ایک تقریر کے دوران دیا گیا تھا۔ جب اس نے اعلان کیا تھا کہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کی زراعتی مشین اجتماعی فارموں کو فروخت کر دی جائیں گی اور مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے عملے کا ایک بڑا حصہ بھی اجتماعی فارموں کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ اور پھر مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں میں جو کچھ باقی بچے گا اسے مرمت اور تکنیکی خدمات کے اسٹیشن (RTS) میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس شعبے کو مشینوں کی مرمت

اجتماعی فارموں کے ہاتھ نیا مشینی سامان زاید پرزے، ایندھن، کھاد، اور دوسری فراہمیوں کو بیچنے کا کام، اور اجتماعی فارموں کے مخصوص قسم کے کاموں اور سڑک بنانے وغیرہ کے سلسلے میں دوسری بھاری مشینوں کو کرائے پر دینے کا کام سونپا جائے گا۔ (۶۱)۔ خروشچیف کی ان تجاویز کو ایک فرمان کے ذریعے ۳۱ مارچ ۱۹۵۸ کو سپریم سوویت نے منظوری بھی دے دی۔(۶۲)

مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کا کل عملہ بیس لاکھ افراد سے بھی زیادہ تھا۔ اس کو اجتماعی فارم کی طرف منتقل کرنے کے کام نے کچھ اور کٹھن مسئلے پیدا کر دیے چونکہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کا عملہ ایک قسم کے دیہی اشراف کے زمرے پر مشتمل تھا جن کی آمدنی اوسط آمدنی اجتماعی فارم کے عملے سے زیادہ تھا، اور ان کی تنخواہوں کے سلسلے میں انھیں ایک کم سے کم مقررّہ مقدار کی ضمانت دی جا چکی تھی۔ اس عبوری دور کی پریشانیوں کو کسی قدر کم کرنے کی غرض سے، خروشچیف نے وعدہ کیا کہ کچھ اور دوسری چیزوں کے ساتھ، وہ ٹریکٹر ڈرائیور جو اجتماعی فارموں کی طرف منتقل کیے جائیں گے انھیں وہی ضمانت شدہ کم سے کم تنخواہ ملتی رہے گی جو انھیں پہلے ملتی تھی — اجتماعی فارموں کے سامنے ایک مسئلہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں سے ان مشینوں کو خریدنے کے لیے ذرایع کی فراہمی کا بھی تھا اور پھر ان شرائط کو بھی طے کیا جانا تھا، جن پر ان مشینوں کی خرید و فروخت عمل میں آتی تھی حالانکہ خریداری کی ان شرائط کی تفصیل پوری طرح موجود نہیں ہے، لیکن پھر بھی اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اجتماعی فارموں کے مالی ریزروکا خاصہ بڑا حصّہ اسی خریداری نے چوس لیا۔ پہلی جولائی ۱۹۵۹ تک ۹۴ فی صدی فارم ان مشینوں کو نقد یا ادھار خرید چکے تھے۔ ان خریداریوں میں ۵,۱۲,۰۰۰ ٹریکٹر اور ۲,۲۱,۰۰۰ غلّے کے کمبائن شامل تھے اور ان کے ساتھ ہی ۱,۰۰,۰۰۰ نئے ٹریکٹر اور ۲۵,۰۰۰ سے زیادہ کمبائن اور کچھ اور نئی مشین بھی شامل تھیں۔ اس کی کل لاگت تقریباً ۲۱،۷ ارب (پرانے) روبل تھی، جن میں سے (billion

۲ء۷ ارب ار مشینوں کی قیمت تھی، جو مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں سے خریدی گئی تھیں (۶۳)۔ تازہ طور پر قایم کیے گئے مرمّتی ـ تکنیکی اسٹیشن (RTS) خواہش کے مطابق کام انجام دینے میں ناکام رہے ضرورت کے وقت مرمّت کی خدمات اور مشین اور پرزے فراہم نہ ہوسکنے سے فراہمی کے نظام میں ایک نئی تبدیلی پیدا کرنی پڑی، جس کا اعلان ۲۱ر فروری ۱۹۶۱ کو کیا گیا (۶۴)۔ کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن (Sozeysel Khoztekhnika) بنایا گیا اسے فارم میں کام آنے والی مشینوں، زاید پرزوں، معدنی کھاد اور دوسرے سامان کی بکری کا کام سونپا گیا اور اجتماعی اور سرکاری فارموں کی مشینوں کی مرمّت کا کام بھی اسی تنظیم کے سپرد ہوا اس نئے نظام کے تحت اجتماعی اور سرکاری فارموں کو اپنی ضرورت کی مشینوں کے لیے پہلے آرڈر بھیجنے ہوتے تھے اور صنعتی پیداوار کے منصوبوں کو اپنی آرڈروں کو مدّنظر رکھ کر تیار کیا جاتا تھا۔ کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن، مختلف علاقوں میں ضلعوں یا بین الاضلاع ایسوسی ایشنوں کے ذریعے سے نمائندگی کرتی تھی۔ ان کے انتظامیہ شعبوں میں اجتماعی اور سرکاری فارموں کے نمائندے بھی شامل ہوتے اور یہ ایسوسی ایشن آرڈر لیتیں، فراہمیوں کی تقسیم کرتیں، اور مرمت کے سلسلے میں وہ کام انجام دیتیں جو ان سے پہلے مرمّتی تکنیکی اسٹیشنوں کے سپرد تھے اس منصوبے کو پیش کرتے ہوئے خروشچیف نے بغیر کسی جھجک کے اس بات کو مان لیا تھا کہ یہ نئی ایسوسی ایشن فوری طور پر تمام آرڈروں کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے گی اور مشینی سامان کی رسد اس کے لیے بہرحال اب بھی ضروری ہوگی۔ اس نے ایندھن اور مشینی سازو سامان کے لیے لی جانے والی قیمت میں تخفیف کا بھی اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے، اس کے اندازے کے مطابق، اجتماعی فارموں کو سال کے دوران تقریباً ۹۰ر۳۵ لاکھ (نئے) روبل کی بچت ہوگی جو اجتماعی فارموں کی ۱۹۵۹ کی کل آمدنی کا تقریباً ۳ر۴ فی صدی ہوگی۔

پیداوار کے حصول کے لیے اصلاحات

زراعتی پیداوار میں اضافے کی مہم کے ساتھ ہی ساتھ حصول کے نظام میں بھی اصلاحات اور تبدیلیاں پیدا کی گئیں۔ ان کے ذریعے اس کا ڈھانچہ تیار کرنے کی کوشش کی گئی جس میں اجتماعی فارم مزدوروں میں اور زیادہ ترغیب و تحریک پیدا کی جاسکے (۶۵) اسٹالن کے دور میں حصول کا نظام مختلف قیمتوں پر مبنی تھا۔ حکومت کو دی جانے والی متعینہ مقدار کی فراہمی کے سلسلے میں، جس کا حساب فی کس قابلِ کاشت زمین کی بنیاد پر کیا جاتا تھا حکومت کی طرف سے بہت کم قیمت دی جاتی تھی۔ اِس متعینہ مقدار سے زیادہ خرید کے لیے حکومت زیادہ قیمت ادا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر اجتماعی فارم مشین ٹریکٹر اسٹیشن کو، اس کی خدمات کے عوض، کچھ جنس میں بھی ادائیگی کرتا تھا۔

۱۹۵۳ کے موسم خزاں میں اصلاحات کے پہلے دور میں متعینہ مقدار اور اس سے زاید دونوں کے لیے فارم کی بہت سی پیداواروں کی قیمتوں کو بڑھایا گیا لیکن غلے کے لیے بہر طور، متعینہ مقدار کی فراہمی کی قیمتیں وہی پرانی اور کم رہیں، لیکن زاید مقدار کے لیے قیمتیں متعینہ مقدار کی قیمت سے تقریباً دس گنا بڑھادی گئیں ۱۹۵۵ تک دونوں قیمتوں میں فرق کم کیا گیا۔ متعینہ مقدار کی فراہمی کی قیمتوں کو لگ بھگ ڈھائی گنا بڑھایا گیا اور متعینہ مقدار سے زاید فراہمی کی قیمت کو کچھ کم کیا گیا۔ اس طرح ایک نیا فرق تعین اور تناسب میں قائم ہوا۔ ۱۹۵۶ میں قیمتوں کے فرق کو کچھ اور کم کیا گیا، لیکن اس کے ساتھ ہی اجتماعی فارم کو اپنی پیداوار کے لیے ملنے والی اوسط قیمت کو کافی بڑھایا گیا۔ ان اصلاحات اور ان کی وجہ سے پیداوار میں جو اضافہ ہوا، ان کے نتیجے میں، اجتماعی فارموں کی نقد آمدنی ۱۹۵۲ اور ۱۹۵۶-۱۹۵۷ کے درمیانی عرصے میں دگنی سے بھی زیادہ ہو کر ان سالوں میں ۴۲ء۸ ارب سے ۹۵ ارب

روبل ہوگئی/ اجتماعی کسانوں کو براہِ راست نقد ادائیگی تین گنی سے بھی زیادہ ہوگئی جو ۱۹۵۲ میں ۴ء۱۲ ارب سے ۱۹۵۶ میں ۲ء۴۲ ارب روبل تک بڑھ گئی (۴۶)۔

۱۹۵۸ میں حصول کے نظام میں ایک بار پھر نظرثانی کی گئی۔ حکومت کی طرف سے مختلف قیمتوں پر حصول کے طریقے کو بالکل ختم کر دیا گیا اور حکومت کی خرید کا صرف ایک واحد طریقہ شروع کیا گیا۔ اس نئے انتظام کے تحت ہیکٹر کی بنیاد پر خریداری کی مقدار متعین کر دی جاتی تھی اور حکومت فارم کی پیداوار کو اجتماعی فارم سے اسی متعینہ مقدار کے مطابق ایک مقررہ قیمت پر خرید لیتی تھی۔ اس قیمت میں خطوں کے اعتبار سے ضرور فرق ہوتا تھا۔ متعینہ مقدار سے زیادہ خرید کے لیے حکومت کی طرف سے زیادہ قیمت کی ادائیگی کا اب کوئی طریقہ موجود نہیں تھا۔ حالانکہ اجتماعی کسانوں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی زاید پیداوار کو کھلے بازار میں جس قیمت پر چاہتے فروخت کر سکتے تھے بشرطیکہ وہ چیز اجتماعی فارموں کے بازاروں میں بیچی جاتی ہو۔ یہ اصلاح زیادہ پیداوار دینے والے فارموں کے مقابلے میں اوسط درجے یا نسبتاً کم خوش حال فارموں کو مدد دینے کی غرض سے عمل میں لائی گئی تھی، چونکہ خطوں میں چلنے والی قیمتوں کو اس طرح مقرر کیا گیا تھا کہ نسبتاً خراب علاقوں میں واقع فارموں کو زیادہ قیمت اور بہتر علاقوں کے فارموں کو نسبتاً کم قیمت ادا کی جا سکے خروشچیف نے اس اصلاح کو جاری کرتے وقت اس طرح بیان کیا تھا۔

"حالانکہ غلّے پر حکومت کی طرف سے خرچ کی جانے والی کل رقم تقریباً وہی رہے گی جتنی پچھلے سال تھی۔ لیکن اس رقم کی تقسیم مختلف اجتماعی فارموں کے درمیان کچھ زیادہ بہتر طور پر عمل میں آسکے گی، اور یہ صرف ان نئی قیمتوں کی وجہ سے ہی ہو سکے گا" (۴۷)۔

اجتماعی فارموں کی آمدنی میں اضافہ اور کسانوں کو معاوضہ کی ادائیگی کے نظام میں بھی کچھ اہم تبدیلیاں اور اصلاحات پیدا کرنا ممکن ہوگیا۔ پرانے طریقے میں، اجتماعی فارموں کے پاس، بیجوں کے حصول اور آبادی کی دوسری مجموعی ضروریات کے لیے رقم علاحدہ کر دینے کے بعد جو کچھ بچتا تھا اسے اجتماعی کسانوں میں ان کے 'کام کے دنوں' کے تناسب سے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ یہ ادائیگی رقم میں اور جنس میں ہوتی تھی۔ ۷ر مارچ ۱۹۵۶ کو مرکزی کمیٹی اور یو ایس ایس آر کی وزیروں کی کاونسل کی ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعے اجتماعی فارموں کو اختیار دیا کہ وہ کسانوں کو پیشگی ماہانہ رقم ادا کر سکتے ہیں۔ جس کا پورا حساب سال کے بعد آخر میں کیا جائے گا اور اگلے چند سالوں میں یہ نظام پوری طرح وسیع پیمانے پر اپنا لیا گیا۔ کچھ اجتماعی فارم اس سلسلے میں اور آگے بڑھ گئے اور ایک ایسا نظام شروع کیا جس میں نقد ادائیگی نہیں کی ضمانت دی جاتی تھی اور اجتماعی کسانوں کو جنس میں ادائیگی نہیں کی جاتی تھی۔ یہ لوگ اپنی آمدنی میں سے اپنی ضرورت کی اشیا، فارموں سے بھی خرید سکتے تھے۔ کچھ فارموں کی آمدنی میں اتنے تیز اضافے سے پارٹی کے اعلیٰ رہنماؤں کو بعض صورتوں میں تشویش بھی پیدا ہوئی۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۹ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے کہا تھا "اب ہمارے اجتماعی فارموں کی حالت کچھ سدھر گئی ہے۔ اور اجتماعی فارموں نے ترقی بھی کرلی شروع کر دی ہے جس کے نتیجے میں اجتماعی فارموں کی آمدنیاں بھی بڑھی ہیں۔ بعض خطوں میں تو یہ آمدنی عام مزدوروں کی آمدنی سے بھی خاصی آگے بڑھ گئی ہے ... یہ فرق بھی صحیح نہیں ہے کسی علاقے میں ایک دن کی تنخواہ کی رقم مقرر ہونی چاہیئے لیکن یہ اس معیار پر مقرر ہونی چاہیے کہ کسی اجتماعی فارم کے مزدور کی تنخواہ، اصولی طور پر کسی ایسے سرکاری فارم کے مزدور کی تنخواہ سے زیادہ نہ ہو جو اسی علاقے میں اسی قسم کے کام میں مصروف ہے۔ ہمیں اجتماعی فارموں میں ادائیگی کا ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہیے جس میں بہت

۲ ، ۷ اارب ان، مشینوں کی قیمت تھی، جو مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں سے خریدی گئی تھیں (۴۳)۔ تازہ طور پر قایم کیے گئے مرمتی۔تکنیکی اسٹیشن (RTS) خواہش کے مطابق کام انجام دینے میں ناکام رہے ضرورت کے وقت مرمت کی خدمات اور مشین اور پرزے فراہم نہ ہوسکنے سے فراہمی کے نظام میں ایک نئی تبدیلی پیدا کرنی پڑی، جس کا اعلان ۲۱ فروری ۱۹۶۱ کو کیا گیا (۴۴)۔ کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن (Sozuysel Khozteknika) بنایا گیا اسے فارم میں کام آنے والی مشینوں، زاید پرزوں، معدنی کھاد اور دوسرے سامان کی بکری کا کام سونپا گیا اور اجتماعی اور سرکاری فارموں کی مشینوں کی مرمت کا کام بھی اسی تنظیم کے سپرد ہوا اس نئے نظام کے تحت اجتماعی اور سرکاری فارموں کو اپنی ضرورت کی مشینوں کے لیے پہلے آرڈر بھیجنے ہوتے تھے اور صنعتی پیداوار کے منصوبوں کو اپنی آرڈروں کو مدنظر رکھ کر تیار کیا جاتا تھا۔ کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن، مختلف علاقوں میں ضلعوں یا بین الاضلاع ایسوسی ایشنوں کے ذریعے سے نمائندگی کرتی تھی۔ ان کے انتظامیہ شعبوں میں اجتماعی اور سرکاری فارموں کے نمائندے بھی شامل ہوتے اور یہ ایسوسی ایشن آرڈر لیتیں، فراہمیوں کی تقسیم کرتیں، اور مرمت کے سلسلے میں وہ کام انجام دیتیں جو ان سے پہلے مرمتی تکنیکی اسٹیشنوں کے سپرد تھے اس منصوبے کو پیش کرتے ہوئے خروشچیف نے بغیر کسی جھجک کے اس بات کو مان لیا تھا کہ یہ نئی ایسوسی ایشن فوری طور پر تمام آرڈروں کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے گی اور مشینی سامان کی رسد اس کے لیے بہرحال اب بھی ضروری ہوگی۔ اس نے ایندھن اور مشینی سازو سامان کے لیے لی جانے والی قیمت میں تخفیف کا بھی اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے، اس کے اندازے کے مطابق، اجتماعی فارموں کو سال کے دوران تقریباً ۹۰۳ر۵ لاکھ (نئے) روبل کی بچت ہوگی جو اجتماعی فارموں کی ۱۹۵۹ کی کل آمدنی کا تقریباً ۴ء۳ فی صدی ہوگی۔

پیداوار کے حصول کے لیے اصلاحات

زراعتی پیداوار میں اضافے کی مہم کے ساتھ ہی ساتھ حصول کے نظام میں بھی اصلاحات اور تبدیلیاں پیدا کی گئیں۔ان کے ذریعے اس کا ڈھانچہ تیار کرنے کی کوشش کی گئی جس میں اجتماعی فارم مزدوروں میں اور زیادہ ترغیب و تحریک پیدا کی جا سکے (۶۵) اسٹالن کے دور میں حصول کا نظام مختلف قیمتوں پر مبنی تھا۔ حکومت کو دی جانے والی متعینہ مقدار کی فراہمی کے سلسلے میں، جس کا حساب فی کس قابلِ کاشت زمین کی بنیاد پر کیا جاتا تھا حکومت کی طرف سے بہت کم قیمت دی جاتی تھی۔ اِس متعینہ مقدار سے زیادہ خرید کے لیے حکومت زیادہ قیمت ادا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر اجتماعی فارم مشین ٹریکٹر اسٹیشن کو، اس کی خدمات کے عوض، کچھ جنس میں بھی ادائیگی کرتا تھا۔

۱۹۵۳ کے موسم خزاں میں اصلاحات کے پہلے دور میں متعینہ مقدار اور اس سے زاید دونوں کے لیے فارم کی بہت سی پیداواروں کی قیمتوں کو بڑھایا گیا لیکن غلے کے لیے بہر طور، متعینہ مقدار کی فراہمی کی قیمتیں وہی پرانی اور کم رہیں، لیکن زاید مقدار کے لیے قیمتیں متعینہ مقدار کی قیمت سے تقریباً دس گنا بڑھا دی گئیں۔ ۱۹۵۵ تک دونوں قیمتوں میں فرق کم کیا گیا۔ متعینہ مقدار کی فراہمی کی قیمتوں کو لگ بھگ ڈھائی گنا بڑھایا گیا اور متعینہ مقدار سے زاید فراہمی کی قیمت کو کچھ کم کیا گیا۔ اس طرح ایک نیا فرق تعین اور تناسب میں قائم ہوا۔ ۱۹۵۶ میں قیمتوں کے فرق کو کچھ اور کم کیا گیا، لیکن اس کے ساتھ ہی اجتماعی فارم کو اپنی پیداوار کے لیے ملنے والی اوسط قیمت کو کافی بڑھایا گیا۔

ان اصلاحات اور ان کی وجہ سے پیداوار میں جو اضافہ ہوا، ان کے نتیجے میں، اجتماعی فارموں کی نقد آمدنی ۱۹۵۲ اور ۱۹۵۷-۱۹۵۶ کے درمیانی عرصے میں دگنی سے بھی زیادہ ہو کر ان سالوں میں ۴۲.۸ ارب سے ۹۵ ارب

روبل ہوگئی اجتماعی کسانوں کو براہِ راست نقد ادائیگی تین گنی سے بھی زیادہ ہوگئی جو ۱۹۵۲ میں ۴ء ۱۲ ارب سے ۱۹۵۶ میں ۲ء ۴۲ ارب روبل تک بڑھ گئی (۴۶)۔

۱۹۵۸ میں حصول کے نظام میں ایک بار پھر نظر ثانی کی گئی۔ حکومت کی طرف سے مختلف قیمتوں پر حصول کے طریقے کو بالکل ختم کر دیا گیا اور حکومت کی خرید کا صرف ایک واحد طریقہ شروع کیا گیا اس نئے انتظام کے تحت ہیکٹر کی بنیاد پر خریداری کی مقدار متعین کر دی جاتی تھی اور حکومت فارم کی پیداوار کو اجتماعی فارم سے اسی متعینہ مقدار کے مطابق ایک مقررہ قیمت پر خرید لیتی تھی۔ اس قیمت میں خطوں کے اعتبار سے ضرور فرق ہوتا تھا۔ متعینہ مقدار سے زیادہ خرید کے لیے حکومت کی طرف سے زیادہ قیمت کی ادائیگی کا اب کوئی طریقہ موجود نہیں تھا۔ حالانکہ اجتماعی کسانوں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی زاید پیداوار کو کھلے بازار میں جس قیمت پر چاہتے فروخت کر سکتے تھے بشرطیکہ وہ چیز اجتماعی فارموں کے بازاروں میں بیچی جاتی ہو۔ یہ اصلاح زیادہ پیداوار دینے والے فارموں کے مقابلے میں اوسط درجے یا نسبتاً کم خوش حال فارموں کو مدد دینے کی غرض سے عمل میں لائی گئی تھی، چونکہ خطوں میں چلنے والی قیمتوں کو اس طرح مقرر کیا گیا تھا کہ نسبتاً خراب علاقوں میں واقع فارموں کو زیادہ قیمت اور بہتر علاقوں کے فارموں کو نسبتاً کم قیمت ادا کی جاسکے۔ خروشچیف نے اس اصلاح کو جاری کرتے وقت اس طرح بیان کیا تھا۔

"حالانکہ غلّے پر حکومت کی طرف سے خرچ کی جانے والی کل رقم تقریباً وہی رہے گی جتنی پچھلے سال تھی۔ لیکن اس رقم کی تقسیم مختلف اجتماعی فارموں کے درمیان کچھ زیادہ بہتر طور پر عمل میں آسکے گی، اور یہ صرف ان نئی قیمتوں کی وجہ سے ہی ہو سکے گا" (۴۷)۔

اجتماعی فارموں کی آمدنی میں ان کسانوں کو معاوضہ کی ادائیگی کے نظام میں بھی کچھ اہم تبدیلیاں اور اصلاحات پیدا کرنا ممکن ہو گیا۔ پرانے طریقے میں اجتماعی فارموں کے پاس، بیجوں کے حصول اور آبادی کی دوسری مجموعی ضروریات کے لیے رقم علاحدہ کر دینے کے بعد جو کچھ بچتا تھا اسے اجتماعی کسانوں میں ان کے 'کام کے دنوں' کے تناسب سے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ یہ ادائیگی رقم میں اور جنس میں ہوتی تھی۔ ۶ر مارچ ۱۹۵۶ کو مرکزی کمیٹی اور یو ایس ایس آر کی وزیروں کی کاؤنسل کی ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعے اجتماعی فارموں کو اختیار دیا کہ وہ کسانوں کو پیشگی ماہانہ رقم ادا کر سکتے ہیں۔ جس کا پورا حساب سال کے بعد آخر میں کیا جائے گا اور اگلے چند سالوں میں یہ نظام پوری طرح وسیع پیمانے پر اپنا لیا گیا۔ کچھ اجتماعی فارم اس سلسلے میں اور آگے بڑھ گئے اور ایک ایسا نظام شروع کیا جس میں نقد ادائیگی نہیں کی ضمانت دی جاتی تھی اور اجتماعی کسانوں کو جنس میں ادائیگی نہیں کی جاتی تھی۔ یہ لوگ اپنی آمدنی میں سے اپنی ضرورت کی اشیاء فارموں سے بھی خرید سکتے تھے۔ کچھ فارموں کی آمدنی میں اتنے تیز اضافے سے پارٹی کے اعلیٰ رہنماؤں کو بعض صورتوں میں تشویش بھی پیدا ہوئی۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۹ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے خروشچیف نے کہا تھا " اب ہمارے اجتماعی فارموں کی حالت کچھ سدھر گئی ہے۔ اور اجتماعی فارموں نے ترقی بھی کرنی شروع کر دی ہے جس کے نتیجے میں اجتماعی فارموں کی آمدنیاں بھی بڑھی ہیں۔ بعض خطوں میں تو یہ آمدنی عام مزدوروں کی آمدنی سے بھی خاصی آگے بڑھ گئی ہے ... یہ فرق بھی صحیح نہیں ہے کسی علاقے میں ایک دن کی تنخواہ کی رقم مقرر ہونی چاہیے لیکن یہ اس معیار پر مقرر ہونی چاہیے کہ کسی اجتماعی فارم کے مزدور کی تنخواہ اصولی طور پر کسی ایسے سرکاری فارم کے مزدور کی تنخواہ سے زیادہ نہ ہو جو اسی علاقے میں اسی قسم کے کام میں مصروف ہے۔ ہمیں اجتماعی فارموں میں ادائیگی کا ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہیے جس میں بہت

زیادہ مناسب حد تک آمدنی کا امکان نہ ہو۔ لیکن اس کام کو بھی کچھ ایسے ڈھنگ سے کرنا ہو گا کہ مادی ترغیب اور تحریک باقی رہے، اور اجتماعی فارموں کی پیداوار میں اضافے کی لگن سے کسان محروم نہ ہو جائیں۔ (۶۸) خروشچیف نے اس بات کو صاف کر دیا تھا کہ بعض خطوں میں حصول کی قیمتیں کم دی جائیں گی تاکہ "اتنی زیادہ اور غیر مناسب آمدنیوں" کے امکان کو ختم کر دیا جائے۔

۱۹۵۸ کی بہترین فصل کے بعد دو متواتر خراب فصلوں کے نتیجے میں اجتماعی فارم کی آمدنیوں سے جو منافع حاصل ہو رہا تھا وہ بالکل رک گیا۔ جیسا کہ بی، لازدکن (. Ye. Lazdikin) نے جریدہ Partiinaya Zhizn کے اپریل ۱۹۶۱ء کے شمارے میں اپنے مضمون میں بے جھجک اعتراف کیا تھا،

" اجتماعی فارموں کی زرعی آمدنی فی خاندان پچھلے دو سالوں میں تقریباً ایک معیار پر رہی ہے۔ اس کی وجہ سے اجتماعی پیداوار میں اجتماعی کسان کی تحریک و ترغیب کافی حد تک کم ہو گئی" (۶۹)۔ بہت سے ایسے اجتماعی فارم جنھوں نے ضمانت شدہ نقد ادائیگی کا طریقہ اپنا لیا تھا انھیں اپنی یہ ذمے داری پوری کرنا مشکل ہو گئی اور انھیں پھر اسی طریقے کی طرف لوٹنا پڑا جس میں ممبروں کے حسابات سال بھر کے جمع شدہ کام کے دنوں کی اکائیوں کی بنیاد پر ہوا کرتے تھے۔ لازدکن نے آگے بیان کیا تھا: " آج کل کے حالات میں اجتماعی کسان کو مادی معاوضے کے سلسلے میں، کام کے دنوں، کی اکائی کے مقابلے میں نقد ادائیگی کو پیش کیا جانا بہت نامناسب محسوس ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ نامناسب بات یہ ہے کہ زرعی آرٹیل

(artel) کے ممبروں میں آمدنی کی تقسیم کے لیے کام کے دنوں کی اکائی کے طریقے کو بالکل ہی مسترد کر دیا جائے۔ زیادہ تر آرٹیل (artel) کے لیے کام کے دن کی اکائی ایک لازمی ضرورت ہے۔ صرف 'کام کے دن' کی اکائی کے ذریعے ہی یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ سوشلسٹ تقسیم کے طریقے کے اصولوں کو صحیح طور پر استعمال میں لایا جا سکے جس میں کام کے معیار اور مقدار دونوں کو مدِ نظر رکھا جائے" (٧٠) خروشچیف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے لازوٹکن نے اجتماعی فارموں میں ادائیگی کے ایسے طریقے کی وکالت کی جس میں پیداوار کے مختلف معیاروں کو بھی نگاہ میں رکھا جائے اور پیداوار میں ممتاز حصول کے لیے غیر معمولی ادائیگی کا طریقہ بھی موجود ہو۔

1961 کے ابتدائی حصے میں حصول کے طریقے کی ایک بار پھر نئی تنظیم کی گئی۔ اصل میں ہر طرف پھیلی ہوئی شدت ستائی، غلّے کی ادائیگی سے بچ نکلنے کی کوشش اور مختلف خطوں کی پارٹیوں کے ایسے افسروں کی فریب دہی کے جواب میں یہ نئی تنظیم عمل میں لائی گئی تھی جو پیداوار اور حصول کی ناکامیوں کو چھپانے کی کوشش میں لگے رہے تھے۔ جنوری 1961 میں مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں، اور اس کے بعد مختلف خطوں کی بہت سی میٹنگوں میں بھی بار بار اس قسم کی حرکتوں کا اظہار کیا گیا۔ اور خود خروشچیف نے ان کی بڑے سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اس سلسلے میں حصول کے ذمے دار افسروں کو رشوت دی جاتی تھی یا ان پر دباؤ ڈالا جاتا تھا کہ وہ ایسی ادائیگیوں یا فراہمیوں کی اطلاع دیں جو حقیقت میں منصوبوں کے عمل میں نہیں تھیں۔

بعض دوسری صورتوں میں اجتماعی فارموں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ یہ فراہمی اپنے بیج کے ذخیروں میں سے کریں تاکہ ان سے حاصل ہونے والی مقدار کا نشانہ پورا کیا جا سکے۔ بعض حالات میں کچھ اجتماعی فارم اپنے رزرو ذخیرے میں سے خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتے اور ان سے سرکاری گوداموں سے یا کھلے بازاروں سے گوشت اور مکھن خرید کر اپنے ذمے مقررہ مقدار

کی ادائیگی کرتے۔ جعل سازی، دوبارہ گننا اور رقموں یا مقدار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جانا وغیرہ، جو ان حرکتوں کا نتیجہ تھیں ان کا ذکر خروشچیف کی اس تقریر میں کھلے الفاظ میں مل جاتا ہے جس میں اس نے طنزاً کہا تھا " آپ اعداد شمار سے پکوان تیار نہیں کر سکتے "(۷۱)۔

۲۶ر فروری ۱۹۶۱ کو حصول کے جس نئے طریقے کا اعلان کیا گیا، اس کے تحت حصول کی ایجنسیوں اور اجتماعی اور سرکاری فارموں کے درمیان دو سے پانچ سال تک کی مدت کے لیے معاہدے عمل میں آئے تھے۔ ان معاہدوں کی رو سے ہر فارم کے لیے ادائیگی کی سالانہ تفصیلات متعین کرلی جاتیں، جو مختلف خطوں اور ضلعوں کے منصوبوں میں طے شدہ نشانوں کے مطابق ہوتیں۔(۷۲) اس نئے طریقۂ کار کا انتظام ایک نئی ایجنسی کو سونپا گیا تھا جس کو یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاونسل کی حکومتی کمیٹی، کے نام (USSR. Council of Ministers' State procurement Committee) دیا گیا تھا۔ اور اس میں ہر ضلع کے خریداری کے انسپکٹروں کی نمائندگی ہوتی تھی۔ اس منصوبے کو عملی شکل دینے کی غرض سے انسپکٹروں کو یہ بھی اختیار دیا گیا تھا کہ وہ پیداواری اور حصولی منصوبوں کی جانچ پڑتال اور معائنہ کرسکیں، اور ان اختیارات میں یہ حق بھی شامل تھا کہ جو اجتماعی یا سرکاری فارم اپنی ذمے داریاں پوری کرنے میں ناکام رہیں۔ ان کو دیا جانے والا نقد قرض یا مالی امداد کم کی جاسکتی تھی یا اسے بالکل روکا بھی جاسکتا تھا۔ اسی روز شائع ہونے والے ایک اور حکم نامے کو اسی مقصد سے جاری کیا گیا تھا کہ اجتماعی فارموں کے بازاروں میں اپنی زاید پیداوار کو فروخت کرنے کے لیے بہت فاصلہ نہ طے کرنا پڑے (۷۳)۔ دو لوں کی امداد باہمی کی مرکزی یونین کو ہدایت کی گئی کہ وہ لوگوں سے ان کی زاید پیداوار کو اس قیمت پر" جس پر دونوں راضی ہوں" خرید کر اس تجارت کو اپنے ہاتھوں میں لے لے، اور اجتماعی فارموں کی زاید پیداوار کو کمیشن کی بنیاد پر فروخت کرنے کا کام خود

انجام دیں۔

تنظیمی تبدیلیاں

حصول کے اس نئے طریقہ کار کے ساتھ ساتھ وزارت زراعت کے تنظیمی ڈھانچے میں بھی زبردست تبدیلی پیدا کی گئی۔ ۲۱ر فروری ۱۹۶۱ کو شائع کیے گئے ایک حکم نامے میں اس وزارت سے منصوبہ بندی سپلائی (فراہمی) مشینوں کی مرمت، اور نگہداشت کے تمام کام لیے گیے۔ اور اسے ہدایت کی گئی کہ یہ اپنے کاموں کو صرف زراعت کے میدان سے متعلق سائنٹفک داروں کی ہدایت کاری، کارکنوں کی تربیت، بیج کی پیداوار کی تنظیم، بیجوں کے چناؤ اوران کی پیداوار، فصل کی بیماریوں اور حشرات الارض کی روک تھام، زراعتی تجربہ گاہوں کا انتظام، اور زراعت کے سلسلے میں پوری سوویت یونین میں ترقی یافتہ طریقوں کا پھیلاؤ اوران کو مقبول بنانے کے کاموں پر مرکوز رکھے (۷۴)۔

فروری ۱۹۶۱ میں زراعتی شعبوں کی نئی تنظیم کا اثر یہ ہوا کہ زراعت کے انتظام کی ذمے داری تقسیم اور منتشر ہو گئی۔ حصول زراعتی مشینری اور فراہمیاں (Supplies) اور تحقیق اور زراعت کی وسعت وغیرہ کا کام کچھ خود مختار اور آزاد شعبوں کے سپرد ہوا۔ اب کوئی سرکاری تنظیم ایسی موجود نہیں تھی جو پیداواری منصوبے کی مجموعی ذمے داری سنبھالے ہوئے ہو۔

سرکاری فارموں کی نگرانی او بلاسٹ (Oblast) درجے پر ٹرسٹ کرتے تھے۔ اجتماعی فارموں کے اوپر کوئی ایسی تنظیم بھی موجود نہیں تھی۔ ان میں عملی اعتبار سے تال میل اور تعلق ضلع اور خطوں کی پارٹی تنظیموں کی مداخلت کے ذریعے حاصل ہوتا تھا۔ اس کی وجہ سے جو بے قاعدگی اور اختلال پیدا ہوا اس کی وجہ سے مارچ ۱۹۶۲ میں ایک اور اہم تنظیمی تبدیلی پیدا کرنا ضروری ہو گئی (۷۵)۔

ایک نئی، کل یونین کمیٹی قائم کی گئی جس کا کام زرعی منصوبوں اور ضروریات میں تال میل پیدا کرنا تھا، اور حصول کے سلسلے میں پارٹی اور حکومت کی ہدایتوں کی تکمیل پر نگاہ رکھنی تھی اس کا سربراہ یو ایس ایس آر کے وزیروں کی کاونسل کا ایک نائب صدر ہوتا تھا، اور اس کے ممبروں میں یونین ریپبلکوں کی پارٹی مرکزی کمیٹی کے زرعی شعبوں کے سربراہ شامل ہوتے تھے۔ حکومتی حصولی کمیٹی کا صدر، یو ایس ایس آر کی وزیر زراعت، کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن کا صدر، حکومتی منصوبہ بندی کمیشن (Gosplan) اور حکومتی سائنٹفک معاشی کاونسل جس کے سپرد زراعت کی منصوبہ بندی کا کام ہوتا کا ایک نائب صدر یہ سب اس کمیٹی میں شامل ہوتے تھے ریپبلک کے درجے پر بھی ایسی ہی کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں اس کا سربراہ ریپبلک کی مرکزی کمیٹی کا پہلا سکریٹری ہوتا تھا۔ اور یہ کمیٹیاں یونین ریپبلک کے وزیروں کی کاونسل کے پہلے نائب صدر جو پیداوار اور حصول کے وزیر کے فرائض بھی انجام دیتا تھا، یونین ریپبلک کی پارٹی مرکزی کمیٹی کے زراعتی شعبے کے سربراہ، ریپبلک کی فارم مشینری ایسوسی ایشن کے صدر، وزیر زراعت، ریپبلک کے منصوبہ بندی کمیشن کا کوئی نائب صدر یا کوئی دوسرا نمائندہ جو زراعت کا نگران ہو، اور جن ریپبلکوں میں آبی ذرائع کے شعبے موجود تھے، ان کے سربراہوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔

ریپبلکوں کے درجے پر تازہ طور پر قائم شدہ زرعی پیداوار اور حصول کی وزارتوں نے وہ کام سنبھال لیے جو اس سے پہلے حصول اور سرکاری فارموں کے انتظامیہ کی وزارتیں سنبھالے ہوئے تھیں۔

اوبلاسٹ، کرائی اور خود مختار ریپبلکوں کے درجے پر ری پبلکوں کے انداز پر ہی عمل کیا جاتا تھا، اور اس پارٹی کا پہلا سکریٹری اس گروپ کی سربراہی کرتا تھا۔

اس درجے پر حصول کے سلسلے میں کام انجام دینے والے شعبے، سرکاری فارموں کے ٹرسٹ، اور دوسرے زرعی شعبے تمام ختم کر دیے گئے اور ان کے کاموں کو اس نئی پیداوار اور حصول کی وزارت کے نمائندوں کی طرف منتقل

کر دیا گیا ان نمائندوں کو اب اپنے علاقوں میں زراعت کے انتظامیہ کی تمام انتظامی ذمے داریاں سنبھالنی ہوتی تھیں۔

اس درجاتی اہرام میں بنیادی اکائیاں، تازہ طور پر قائم شدہ، ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے ہوتی تھیں۔ عام طور پر انھیں بین الاضلاع بنیادوں پر قایم کیا گیا تھا۔ اور پیداواری انتظامیہ شعبہ اپنے علاقے کے تمام سرکاری اور اجتماعی فارموں کے لیے ذمہ دار ہوتا تھا۔ اس کے سپرد کیے گئے فرائض میں ان فارموں کی پیداوار میں اضافہ کرنا، ان کے پیداوار منصوبوں کی نگرانی، اور حصول کی مقررہ مقدار کو پوری طرح حاصل کر لینا وغیرہ کام شامل تھے ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبوں کے ڈائرکٹروں کے تحت کام کرنے والے انسپکٹر۔ منتظمین، کو" اپنے وقت کا خاصہ بڑا حصہ براہ راست اجتماعی اور سرکاری فارموں میں اور بریگیڈوں اور دستوں کی افزائش نسل کے شعبوں (۱۶۷) میں صرف کرنا ضروری تھا۔ ہر ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے کو ایک پارٹی منتظم اور ہدایت کاروں کا ایک گروپ بھی دیا گیا تھا جو پارٹی کی اعلیٰ حیثیتوں کی طرف سے مقرر کیا جاتا تھا اور انہیں کے سامنے جواب دہ ہوتا تھا۔ ان کے ساتھ ہی انھیں ایک کومسومول منتظم اور کومسومول گروپ بھی ملتا تھا جن کا کام پارٹی اور کومسومول کی بنیادی تنظیموں کو بڑھاوا دینا ہوتا تھا۔ تاکہ وہ "منصوبوں کی بروقت تکمیل . . . . اور فارم کی پیداوار اور اس کے حصول" کے سلسلے میں کام انجام دیتی رہیں۔[168] ہر ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے کے ساتھ ایک کاونسل بھی ملحق کی جاتی تھی جو ڈائرکٹر (بحیثیت صدر) پارٹی اور کومسومول کے منتظمین، اجتماعی فارم کا سربراہ، اور سرکاری فارموں کے ڈائرکٹر ضلعوں کی پارٹی کمیٹیوں کے پہلے سکریٹری، ضلع کی عاملہ کمیٹیوں کے اور فارم مشینری ایسوسی ایشن کے شعبوں کے سربراہ پر مشتمل ہوتی تھی۔

زرعی انتظامیہ میں اس بنیادی تنظیم نو کو اس مقصد سے عمل میں لایا گیا تھا، جس کو خود اس ابتدائی قرارداد کے الفاظ کے مطابق اس طرح بیان کیا

گیا تھا۔" زراعت کے میدان میں مینجمنٹ کے ایسے شعبے قائم کرنا جو ۔۔۔ ہر اجتماعی اور سرکاری فارم کی پیداوار کے انتظامیہ میں حقیقی طور پر اثر انداز ہو سکیں" (۴۸) مختلف شعبوں کو ایک دوسرے میں ضم کر کے اور ایک مرکز کے تحت لا کر ایک دوسرے سے قریب کرنے کے بعد ایسے افسروں کو اجتماعی اور سرکاری فارموں میں داخل کر دیا جائے جن پر مرکز کی گرفت ہو، اور ریپبلکوں اور خطوں کی پارٹیوں کے پہلے سکریٹریوں کو پیداواری نتائج کا ذمے دار بنا دیا جائے۔ خروشچیف نے اپنے اس امید افزا منصوبے کی تکمیل کے لیے پورا انتظامیہ دباؤ اور زور خرچ کر دیا۔ ان انتظامی اصلاحات کے ذریعے خروشچیف کو کامیابی کی امید خواہ کتنی بھی رہی ہو لیکن یہ اشارہ بہرحال مل جاتا ہے کہ یہ بھی اندازہ تھا کہ صرف یہی اقدامات مرض کا مکمل علاج نہیں ہو سکتے۔ ۵ مارچ ۱۹۶۲ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے پیش کی جانے والی رپورٹ میں اس نے بیان کیا تھا۔ "ہم اس حقیقت کے علم سے صرف پریشان ہی ہو سکتے ہیں کہ زراعت کے لیے کچھ مشینوں کی فراہمی ۱۹۵۷ کے مقابلے میں گھٹی ہے، جب کہ اس عرصے میں ۱۹۵۷ میں زراعت میں مشینوں کے استعمال کے سلسلے میں بہت کافی زور دیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر ۵۵/۰۰۰ فصل کٹائی کے کمبائن، فراہم کیے گئے تھے۔ اس کے مقابلے میں ۱۹۶۰ میں ان کی تعداد صرف ۱۳/۰۰۰ ہی رہ گئی، حالانکہ اب زیر کاشت رقبہ بھی بڑھ گیا ہے۔ ۱۹۵۷ میں زراعت کو ۲/۰۸/۰۰۰ ٹریکٹر فراہم کیے گئے تھے اور ۱۹۶۰ میں ان کی تعداد صرف ۷۹/۰۰۰ ہی تھی"۔ (۴۹)۔ اس نے اور آگے مشینی کل پرزوں کی مستقل کم یابی کا ذکر کیا تھا۔ اور اس حقیقت کا بھی اظہار کیا تھا کہ کھاد کی پیداوار طے شدہ مقدار سے بہت کم ہے اس نے اشارہ کیا کہ: "معدنی کھاد کی پیداوار میں اضافے کے سات سالہ منصوبے میں جس میں اسے ۱۲۰/۰۰/۰۰۰ ٹن سے ۳/۵۰/۰۰/۰۰۰ ٹن تک بڑھانا تھا جس کا مطلب تھا ۲/۳۰/۰۰/۰۰۰ ٹن کا اضافہ۔ تین سال گذر چکے ہیں اور

کھادوں کی پیداوار میں صرف ۲۹،۰۰،۰۰۰ کا اضافہ ہو سکا ہے ۔ سات سالہ مدت کے پہلے تین سالوں میں نئی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے سلسلے میں صرف ۴۴ فی صدی حد تک کامیابی حاصل ہو سکی ہے ۔ یہی حال جھاڑ جھنکاڑ کو ختم کرنے والی کیمیاوی پیداوار کی تنظیم کا رہا ہے ...." (۸۰). ان کمزوریوں کے علاج سرمایہ کاری کے رخوں میں تبدیلیاں پیدا کر کے حاصل کیے جاسکتے ہیں انتظامی تبدیلیاں پیدا کر کے حاصل نہیں کیے جاسکتے ۔

موجودہ ذرائع کی فراہمی پر سخت ترین پابندیوں کی وجہ سے چارے کی پیداوار میں اضافے کے لیے خروشچیف کو کچھ اور طریقوں کا سہارا بھی لینا پڑا ۔ فصلوں کی تبدیلی کے لیے زمینوں کو محض گھاس اگانے کے لیے چھوڑ دینے کے پرانے طریقے پر زبردست تنقیدی حملے کے ساتھ اس نے خواہش کی کہ اس قسم کی تمام زمینوں اور چراگاہوں پر ہل چلا دیا جائے اور چارے کے لیے مکا، مٹر، سیم، باقلا، اور چقندر، وغیرہ کی فصلیں بوئی جائیں، زرعی کاموں میں اس اضافے کی مانگ کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور سرکاری فارموں کے مادی مفادات میں اضافے کی بھی کوشش کی گئی تاکہ پیداوار بڑھانے اور حکومت کو مویشیوں اور انڈے مرغی کی فراہمی میں اضافے کے لیے ترغیب حاصل کریں ۔ یکم جون ۱۹۶۱ کو مویشیوں اور انڈے مرغی وغیرہ کی خرید کے لیے حکومت کی طرف سے ادا کی جانے والی قیمت میں پورے ملک میں مجموعی طور پر اوسطاً ۳۵ فی صدی کا اضافہ کیا گیا (۸۱) اس کے ساتھ ہی مکھن کی خردہ فروخت کی قیمت میں ۲۵ فی صدی اور گوشت اور گوشت کی دوسری اشیاء میں ۳۰ فی صدی کا اضافہ ہوا ۔ حصول کی قیمتوں میں اضافے کے لیے جس زیادہ مالیت کی ضرورت تھی، اس بوجھ کو خردہ فروخت قیمتوں میں اضافہ کر کے شہری مصرفین کی طرف منتقل کر دیا گیا ۔

اس دوران کچھ قانونی اقدامات بھی اٹھائے گئے جن کے ذریعے زرعی مزدوروں پر زیادہ سخت اور کڑی پابندیاں عاید کی جاسکیں ۔ فارم مشینری

کے استعمال اور ان کو صحیح طور پر دیکھ بھال میں بد انتظامیوں کے خلاف جدوجہد مضبوط کرنے کی غرض سے ۲۹ دسمبر ۱۹۶۱ کو سپریم سوویت کی طرف سے جاری ہوئے ایک فرمان میں فارم مشینری کی دیکھ بھال میں کوتاہی یا غلط استعمال کو قانونی جرم قرار دے کر ایک سال تک آزادی کے سلب کر لیے جانے یا اصلاحی مزدور کیمپوں میں منتقل کر دینے کی سزا مقرر کی گئی۔ اگر یہی جرم بار بار سرزد ہو تو یا اس سے کوئی زبردست ضرر پہنچے تو اس کی سزا میں تین سال کی مدت تک آزادی سلب کی جا سکتی تھی۔ (۲ ۸)۔ ۱۲ار اپریل ۱۹۶۲ کو پارٹی اور حکومت کی ایک متفقہ قرار داد میں، جس کے ذریعے فارم کے مخصوص ماہرین کے اختیارات اور انھیں حاصل ہونے والی مراعات میں اضافہ مقصود تھا۔ اس میں یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اجتماعی فارموں کے کاموں سے وہ صرف اس صورت میں سبکدوش کیے جا سکتے ہیں جب انھیں ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ کی طرف سے اجازت حاصل ہو۔ (۲ ۸) بالکل بنیادی اور نچلے حصوں میں یہی تنظیمی تبدیلیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ انضمام کی مہم، جس میں بڑے اجتماعی فارموں پر اہمیت اور زور دیا جا رہا تھا، اصل میں ۱۹۵۰ میں خود خروشچیف نے ہی شروع کی تھی، اور اسٹالن کی موت کے بعد اس کی ترقی بے روک ٹوک ہو رہی تھی۔ ۱۹۶۰ کے آخر تک اجتماعی فارموں کی کل تعداد گھٹ کر ۴۴٫۰۰۰ رہ گئی تھی۔ ۱۹۶۰ میں ایک اجتماعی فارم کے پاس اوسطاً ۱۵٫۶۰۰ ایکڑ زمین کا رقبہ ہوتا تھا، اور زیر کاشت رقبہ اوسطاً ۶٫۸۰۰ ایکڑ ہوتا تھا۔ ایک اوسط درجے کے اجتماعی فارم میں تقریباً ۴۰۰ خاندان (House-hold) شریک ہوتے تھے بہت سے علاقوں میں کچھ ایسے اجتماعی فارم جو ایک دوسرے کے پڑوس میں واقع ہوتے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے تھے جنھیں اجتماعی فارموں کی یونین کا نام دیا جاتا تھا۔ یونین اپنی تعمیری تنظیمیں، آب پاشی کے منصوبے، برقی اسٹیشن، مویشیوں کی مصنوعی افزائش نسل کے مراکز، اور ایسے ہی

مخصوص میدانوں سے متعلق شعبوں میں جہاں کچھ فارموں کے ذرائع کو فائدہ مند طریقوں پر جمع کیا جا سکتا تھا، مشترکہ تنظیمیں بنا لیتیں۔ ۱۹۶۲ میں ان میں سے زیادہ تر منصوبوں کو تازہ قائم شدہ ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ شعبے کے حلقہ اختیار میں منتقل کر دیا گیا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اجتماعی فارموں کے حصے میں ایک کمی بھی باآسانی دیکھی جا سکتی تھی۔(۸۴) ۱۹۵۳ میں کل زیر کاشت زمین ۵ء ۸۹ فی صدی حصہ اجتماعی فارموں کے تحت کاشت کیا گیا تھا۔ اور صرف ۷ء۸ فی صدی سرکاری فارموں کے پاس تھا۔ ۱۹۵۹ تک اجتماعی فارموں میں یہ ۸ء ۶۶ فی صدی رہ گیا۔ اور سرکاری فارموں کا حصہ بڑھ کر ۳۲ فی صدی ہو گیا۔ان اعداد و شمار سے حکومت کی اس پختہ پالیسی پر پوری طرح روشنی پڑتی ہے جس کے تحت وہ سرکاری فارموں کے ذریعے پیداوار حاصل کرنے کے طریقے کو، خاص طور پر ایسے موقعوں پر جہاں اس سے زیادہ منافع کی امید ہو، آگے بڑھانا چاہتی تھی۔ اسٹالن کے بعد کے دور میں سرکاری فارموں کی پیداوار میں اضافے کی مہم بہت خاموشی کے ساتھ ۱۹۵۴ میں شروع کی گئی۔اس وقت یو ایس ایس آر کے مغربی خطے میں جنگ سے تباہ شدہ علاقوں میں کمزور اجتماعی فارموں کی جگہ سرکاری فارموں نے لے لی۔لیکن سرکاری فارموں کے حصے کو بڑھانے کی خاص اور بنیادی مہم کا آغاز، اچھوتی زمینوں کو زیر کاشت لانے سے ہوا۔ ان زمینوں پر کاشت کے سلسلے میں سرکاری فارموں پر ہی پورا بھروسہ کیا گیا۔ ۱۹۵۸ سے کچھ کچھ مخصوص قسم کے سرکاری فارم کھول کر ایک نئی مہم شروع کی گئی۔ان سرکاری فارموں میں بڑے بڑے شہروں کے نزدیک آلو، اور دوسری سبزیوں کی کاشت کی جاتی تھی۔ ان فارموں کی موجودہ اجتماعی فارموں کو ایک دوسرے میں ضم کر کے وجود میں آئی۔ ماسکو خطے میں مارچ ۱۹۶۰ میں پارٹی مرکزی کمیٹی کے حکم کے ذریعے ۶۱۵ میں سے ۲۶۵ اوبلاسٹ کے اجتماعی فارموں کو مخصوص قسم کے نئے سرکاری فارموں میں تبدیل کر دیا گیا۔ آخر میں بہت

سی صورتوں میں سرکاری فارموں نے اپنے پڑوس کے بہت سے اجتماعی فارموں کو بھی اپنے اندر ضم کرلیا۔

۱۹۵۴ تا ۱۹۵۸ کی درمیانی مدت میں موجود اجتماعی فارموں میں سے ہی ۱۰۲۹ نئے سرکاری فارم قایم کیے گئے اور یکم اکتوبر ۱۹۶۱ تک سرکاری فارموں کی تعداد ۹٫۲۰۰ تک پہنچ گئی۔ ۱۹۶۰ کے پہلے نصف حصے میں سرکاری فارموں کی مزدور طاقت ۱٫۷۰۰٫۰۰۰ افراد کی حد تک بڑھ چکی تھی - جو صرف اجتماعی فارموں کو سرکاری فارموں میں ضم کر لینے کا نتیجہ تھی۔ ۱۹۶۰ کے آخر تک حکومت کے غلے کی کل خرید میں سرکاری فارموں کا حصہ ۴۳ فی صدی سبزیوں کا ۴۷ فی صدی آلو ۲۷ فی صدی، مویشی اور انڈا مرغی وغیرہ ۲۷ فی صدی، دودھ ۳۲ فی صدی، اون ۳۱ فی صدی، انڈے ۳۱ فی صدی بتلایا گیا تھا اگر یہی رجحان باقی رہا تو سوویت زراعت میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا ہو جانا لازمی امر ہے ۔ ان تازہ حالات کا اثر یہ ہوا ہے کہ وسعت، مینجمنٹ کے مسائل، اور اپنے کارکنوں کو معاوضے کی ادائیگی کے سلسلے میں بھی اجتماعی اور سرکاری فارم ایک دوسرے سے کسی قدر قریب آگئے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود بھی اصولی اور عملی دونوں اعتبار سے کچھ اہم فرق اب بھی باقی ہیں - سرکاری فارم، جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے، حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں، اور یہی انھیں چلاتی ہے، اور اس میں کام کرنے والے مزدوروں کو تقریباً اسی انداز سے حاصل کیا جاتا ہے، جس سے کارخانے کے مزدور حاصل کیے جاتے ہیں ۔ عام طور پر اجتماعی کسانوں کے مقابلے میں، سرکاری فارموں کے کسان پابندی کے ساتھ اپنی ماہانہ تنخواہیں وصول کرتے ہیں حالانکہ ان کی تنخواہیں اوسطاً ایک کارخانے کے مزدور کے مقابلے میں کچھ کم ہی ہوتی ہیں۔

۱۹۶۱ میں شروع کیے گئے سرکاری فارموں کے کسانوں کی تنخواہوں کے نئے طریقے کے تحت، ان کی تنخواہوں کا انحصار صرف کام کے مقررہ

معیاروں پر ہی نہیں ہوگا' بلکہ خود ان کے فارم کی مجموعی کامیابی پیداوار کے منصوبوں اور حصول کے نشانوں کی تکمیل پر بھی ہوگا (۸۵) جہاں تک تنخواہوں کو فارم کی مجموعی پیداوار سے منسلک کرنے کا سوال ہے یہ نیا طریقہ اس طریقے سے اور قریب تر ہو جائے گا جو اب تک صرف اجتماعی فارم کے لیے ہی محدود رکھا گیا تھا۔

۱۹۶۰ میں کسی اوسط سرکاری فارم کے زیر کاشت ۲۲,۰۰۰ ایکڑ کا رقبہ ہوتا تھا۔ اتنے بڑے شعبے کے انتظام میں کچھ گنجلک قسم کے مسائل کا پیدا ہونا بھی لازمی تھا۔ عملی طور پر تمام سرکاری فارم سب ڈویژنوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر تحتی اکائی مزدوروں اور کارکنوں کے ایک علاحدہ بریگیڈ کو سونپ دیا گیا۔

مشینوں کے استعمال پر بہت زیادہ انحصار کیا گیا ہے خاص طور پر اچھوتی زمینوں پر" قائم شدہ نئے سرکاری فارموں میں مقیم مزدوروں کی تعداد اب بھی بہت تھوڑی ہے۔ اور ان میں موسمی کارکنوں پر اب بھی بہت حد تک انحصار کیا جاتا ہے۔ یہ موسمی مزدور فصل کی کٹائی میں مدد کے لیے بعض صورتوں میں بہت بہت دور سے لائے جاتے ہیں۔ اس انحصار سے کسی حد تک بچنے کے لیے' آمدورفت کے خرچ کو کم کرنے کی غرض سے اور اس کے نتیجے میں جو غیر مستعدی پیدا ہوتی ہے اور صنعتی یا تعلیمی کاموں میں جو رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں' ان سے محفوظ رہنے کے لیے' ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ کو پارٹی اور حکومت کے ایک مشترکہ قرارداد میں شہری مزدوروں کو فارموں کے کاموں میں استعمال کیے جانے پر روک لگا دی گئی ہے (۸۶) لیکن بہرحال ابھی تک اچھوتی زمینوں کے سرکاری فارم' مشینوں کو چلانے والے عملے کی ایک باقاعدہ طاقت منتظم کر لینے میں مشکلات کا سامنا کرتے رہے ہیں کاموں کی تبدیلی کی اونچی .... شرح سے فارموں میں حاصل ہونے والی مراعات اور زندگی کی آسانیوں میں کمی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور جب

تک یہ آسانیاں فراہم نہیں کی جاتیں اس وقت تک ایک سوویت معاشی جریدے کے الفاظ کے مطابق "مشین چلانے والے افراد اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے صنعتی کاموں کی طرف" (۸۷) منتقل ہوتے رہیں گے۔ انضمام کی تحریک کے نتیجے میں اب اجتماعی فارم بھی کافی بڑے معاشی ادارے بن گئے ہیں۔ ۱۹۶۰ میں ان کے زیر کاشت رقبہ ایک اوسط سرکاری فارم کے زیر کاشت رقبے کا عام طور پر ایک تہائی ضرور ہوتا تھا۔ اور اب چونکہ اجتماعی فارموں اور سرکاری فارموں کے رقبے کا درمیانی فرق نسبتاً کم ہو گیا ہے، اس سے ان کے مینجمنٹ اور تنظیم کے مسائل بھی کسی حد تک یکساں ہو گئے ہیں۔ اور اب ان کے درمیان تقابل کرنا بھی ممکن ہے۔ اب ان کی قانونی حیثیت میں بھی اتنا فرق باقی نہیں رہا ہے۔ اصولی اعتبار سے اجتماعی فارم کی تمام ملکیت اجتماعی فارموں کی مجموعی ملکیت ہوتی ہے۔ لیکن عملی اعتبار سے اس پر حکومت کا دعویٰ ہی افضل اور برتر کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ اجتماعی فارم جنھیں سرکاری فارموں میں تبدیل کر دیا گیا ہے اس میں ناقابل تقسیم ملکیتوں کو بغیر کسی قسم کا معاوضہ ادا کیے سرکاری فارموں کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ اجتماعی کسانوں کو صرف ان کے جمع شدہ کام کے دنوں کے حساب سے ادائیگی کر دی گئی ہے وقت کے ساتھ ساتھ اجتماعی فارموں اور سرکاری فارموں کا درمیانی فرق اور امتیاز بہر حال ختم ہوتا نظر آ رہا ہے۔

اصولی طور پر کسی اجتماعی فارم میں اعلیٰ ترین اختیارات کا حامل، ان کارکن ممبروں کا اجلاس عام ہے جو سولہ سال سے زیادہ عمر رکھتے ہوں۔ ۱۹۳۵ کے اجتماعی فارموں کے منشور میں اجلاس عام کو واضح طور پر اختیار دے دیا گیا تھا کہ وہ اپنا ایک صدر چن سکتا ہے مینیجروں کا ایک بورڈ اور اجتماعی فارموں کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لیے ایک آڈٹ کمیشن منتخب کر سکتا ہے سوویت سرکاری اشاعتوں میں اس زمانے میں اور اب بھی اس

اختیار کو "فارموں کی جمہوریت" کا ایک بہت بڑا مظہر ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ روائتی اعتبار سے فارم کا صدر فارم کے ہی ممبر چنتے ہیں لیکن اجلاس عام کے وہ نمائندے جنھیں یہ اختیار دیا گیا ہے، عام طور پر ان کے سامنے اس کے علاوہ کوئی راہ نہیں ہوتی کہ وہ اس نام کی تصدیق کر دیں جسے پارٹی یا حکومت کے اربابِ حل عقد نے پہلے ہی نامزد کر دیا ہے۔ اکثر و بیشتر یہ صدر باہر کا کوئی فرد ہوتا ہے، جو اس فارم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جو اسے "منتخب" کرتا ہے مینجمنٹ بورڈ عام طور پر صدر اور چار یا پانچ اعلیٰ تکنیکی ماہرین جیسے ماہر زراعت، مویشیوں کا ماہر، زراعتی انجینیر، یا اعلیٰ محاسب پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ان میں سے زیادہ تر افراد کو فارم کے ممبروں میں سے لیے جانے کی بجائے باہر سے فارم میں لے جایا جاتا ہے۔

اجتماعی فارم کے پھیلاؤ میں اضافے کے اثر سے مینجمنٹ کے ہدایتی کردار میں بھی اضافہ ہوا ہے اور فیصلے کرنے میں عام اور معمولی ممبروں کے اختیارات میں کمی پیدا ہوئی ہے، اجتماعی کسانوں کے دور افتادہ گاؤں میں منتشر ہونے کی وجہ سے اجلاسِ عام منظم کرنے میں دشواری بڑھ جاتی ہے اور بہت سے بڑے اجتماعی فارموں نے فارموں کے عام کاروبار کو چلانے کے سلسلے میں عام ممبروں کے منتخب کردہ نمائندوں پر ہی اکتفا کرنا اور عام ممبروں میں فیصلوں کی اشاعت کے لیے مختلف بریگیڈوں کے جلسوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ ان متبادل طریقوں کو اپنانے کے باوجود فارموں کی اتنی زبردست وسعت کا لازمی نتیجہ یہی ظاہر ہو سکتا ہے کہ عام کسانوں اور مینجمنٹ کے درمیان بُعد اور فاصلہ بڑھ جائے۔ اور اجتماعی فارم اور اجتماعی فارم کے عام معاملات میں بنیادی تحریک فارم کے صدر یا اس کے قریب ترین حلقے کے لیے وقف ہو جائے۔

فارموں کی وسعت نے خود مینجمنٹ کے سلسلے میں ایک ایسا مشکل مسئلہ

کھڑا کر دیا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ ہی رہا ہے۔ مینجری کی اہمیت پوری طرح کھل کر سامنے آئی ہے، اور اسے سمجھ بھی لیا گیا ہے، اور اجتماعی فارم کے مینجمنٹ کو مضبوط کرنے کے سلسلے میں بہت سے اقدامات بھی اٹھائے گئے ہیں۔ معتبر اور سند یافتہ انتظامی کارکنوں اور ماہروں کو شہروں سے ہٹا کر فارموں کی طرف منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے ساتھ ہی زراعتی ٹریننگ میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ اجتماعی فارم کے مینجری عملے کو مضبوط کرنے کی غرض سے سابقہ مشین ٹریکٹر اسٹیشنوں کے ڈائریکٹر اور ان کے ممتاز قسم کے مددگاروں کو اجتماعی فارموں میں بھیج دیا گیا ہے۔ حالانکہ اجتماعی فارموں کے مینجری عملے میں گذشتہ چند سالوں کے دوران پیشہ داریت میں یقینی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ لیکن اب بھی کمزوریوں اور بدعنوانیوں پر تنقیدیں نظر آتی رہتی ہیں اور اجتماعی فارموں کے صدروں میں بار بار تبدیلی کی شرح بھی کافی اونچی ہے۔ جیسا کہ خود خروشچیف نے ۲۹ جون ۱۹۵۹ کو مرکزی کمیٹی کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

"تنظیمی کاموں میں کمزوری سب سے بڑا نقص ہے.... ہمارے لیے اجتماعی فارموں کے کارکن زمرے کو مضبوط کرنا اشد ضروری ہے، خاص طور پر تجربے کار صدروں کی تعداد میں اضافہ کر کے ایسے صدر جو اچھے اور قابل منتظم بھی ہوں... بہت سی جگہوں پر پارٹی تنظیم پس ماندہ اجتماعی فارموں کے لیے اچھے صدر حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ' سات نرسوں کی دیکھ بھال کے باوجود بچے کی ایک آنکھ ضائع ہو جائے اور پھر اجتماعی فارموں کے لیے اچھے صدروں یا اچھے بریگیڈروں کے انتخاب سے کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے اس ادارے کی کامیابی... اس کا کیا سبب ہے کہ اجتماعی فارم اور سرکاری فارم اپنے کاموں کو اتنے اچھے ڈھنگ سے منظم نہیں کر پاتے جس طرح کارخانوں کے لوگ کر لیتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجتماعی فارموں کی سربراہی پر ایک عرصے سے اچھے

صدر موجود نہیں رہے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے صدر بھی اب تک تین تین اجتماعی فارموں کو تباہ کر چکے ہیں اور چوتھے فارم کی تباہی کے لیے کوشاں ہیں۔ اور پارٹی تنظیمیں اس خرابی اور کمزوری کے خلاف بڑی کمزوری کے ساتھ لڑ رہی ہیں" (۸۸)۔

حالانکہ اجتماعی فارموں کی پس ماندگی کے لیے یہی ایک واحد وجہ نہیں کہی جا سکتی لیکن بہرحال اسے ایک اہم سبب ضرور کہا جا سکتا ہے۔ مینجری کے مسئلے کو اگر بالکل ناقابلِ حل نہ کہا جائے تب بھی اسے خاصہ اہم اور مشکل مسئلہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔

اتنا ہی اہم مسئلہ ترغیبوں اور تحریکوں کا وہ نظام ہے جو اجتماعی فارموں میں رائج ہے۔ اسٹالن کی موت کے بعد سے اس سلسلے میں مجموعی طور پر ایک بہتر تصویر ابھرتی نظر آتی ہے۔ لیکن کمزور اور مضبوط قسم کے فارموں میں اب بھی کافی فرق نظر آتا ہے۔ اور اجتماعی فارموں کے مینجمنٹ کے عملے اور معمولی کسانوں کے درمیان آمدنیوں کی تقسیم میں اب بھی کافی دوری موجود ہے۔ اجتماعی فارموں کے صدروں کا معاوضہ ایک بہت گنجلک سے فارمولے پر منحصر ہے جسے اس انداز سے تیار کیا گیا ہے کہ اس کے سپرد ذمہ داریوں اور اس کی کامیابیوں کو بھی مدِنظر رکھا جا سکے۔ جمع شدہ کاموں کے دلوں کی بنیاد پر دی جانے والی تنخواہ اور ماہانہ ادا کیے جانے والی نقد ادائیگی میں کافی حد تک اضافہ بھی ممکن ہوتا ہے۔ جس کا انحصار ملازمت کی طوالت، فارم کی نقد آمدنی، اور منصوبے کی تکمیل پر ہوتا ہے۔ لیکن منصوبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں ہرجانے اور جرمانے بھی عاید کیے جا سکتے ہیں۔

امریکی زرعی معاشیات کے ماہرین کا ایک وفد جو ۱۹۵۸ میں سوویت یونین گیا تھا، اس نے ان الفاظ میں اسے بیان کیا تھا: "ہمیں بتلایا گیا کہ زیادہ تر اجتماعی فارموں کے صدر ایک سال میں ۷۰۰ کام کے دلوں کی جمع حاصل کرتے ہیں۔ جس کی بنیاد پر سال کے آخر میں باقاعدہ یومیہ

حساب سے نقد ادائیگی ہوتی ہے اس کے مقابلے میں ایک اوسط درجے کے کارکن کے حساب میں ۳۳۰ کام کے دنوں کی جمع شامل ہو جاتی ہے اگر کسی فارم کی آمدنی ۱۴ لاکھ روبل سے زیادہ ہو تو فارم کے صدر کو ۴۰۰ روبل ماہانہ کا بونس بھی دیا جاتا ہے۔ ایک فارم جسے ہم نے دیکھا بھی اس کے صدر کے متعلق بتلایا گیا کہ اسے تقریباً ۷ روبل سالانہ ملتے ہیں" (۸۹)۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ یہ آمدنیاں اوسط آمدنیوں سے بہت مختلف ہیں۔ فارموں کے صدروں کی آمدنیاں گو کہ معمولی کارکنوں کی آمدنیوں سے کئی گنا زیادہ ہیں، لیکن پھر بھی ان میں آپس میں زبردست فرق نظر آتا ہے اور ان کا انحصار فارم کی اپنی معاشی خوشحالی پر ہوتا ہے۔ سرکاری آمدنی کے اعتبار سے کسی فارم کے صدر کو غریب کہے جانے کے باوجود بھی اسے اور اس کے ساتھی افسروں کو جو اہم جگہ حاصل ہوتی ہے فارم کے ذرائع سے کچھ حاصل کر کے، اپنی آمدنیوں میں اضافے کا موقع مل جاتا ہے۔ سوویت سرکاری اشاعتوں میں شائع ہونے والے مواد سے اجتماعی فارموں کے منتظمین کی بہت سی ایسی مثالیں ملتی رہتی ہیں جو اچھی اور خوش حال زندگی کی خواہش میں اس قسم کی بے قاعدگیاں اور بدعنوانیاں کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ ماتحت درجے کے مینیجری عملے کا معاوضہ بھی کم و بیش اسی انداز پر ہوتا ہے۔ جس پر فارم کے صدر کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ اسی لیے پارٹی اور حکومت کی ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ کی مشترکہ قرارداد میں زرعی ماہرین، جانوروں کے سلسلے کے تکنیکی افراد، انجینیروں، اور اجتماعی فارموں کے جانوروں کے ڈاکٹروں کے لیے فارموں کے صدروں کی تنخواہ کا ۸۰ سے ۹۰ فی صدی حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ (اس میں تمام امدادی اور ترغیبی آمدنیاں شامل تھیں) اور جو لوگ اپنے مخصوص میدانوں میں دو سالوں سے زیادہ کام کر چکے تھے ان کے لیے ۸۰ (نئے) روبل ماہانہ تنخواہ کی ضمانت دے دی گئی تھی[۹۰] نسبتاً نوجوان ماہرین کی آمدنی بھی مقابلتاً کم ہوتی ہے۔ لیکن جو افراد کسی خاص میدان میں ثانوی درجے تک تربیت یافتہ ہوتے ہیں انھیں کم از کم ساٹھ روبل ماہانہ کی ضمانت ضرور دے

دی جاتی ہے۔

اجتماعی فارم میں کام کرنے والے تمام کارکنوں کو مختلف درجوں میں تقسیم کردیا گیا ہے اور یہ لوگ ترغیبی اور تادیبی تمام ایسے طریقوں کے تحت کام کرتے ہیں جو مینیجمنٹ کے افراد پر عاید ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ترین تربیت یافتہ یا بہترین صلاحیتوں کے حامل افراد کے درجے میں شمار کیے جانے والے کارکن، سب سے نچلے درجوں کے کارکنوں سے پانچ گنا معاوضہ تک حاصل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جو پیداوار میں اضافے میں زیادہ کارآمد ثابت ہوتے ہیں، انعام کے طور پر زیادہ تنخواہیں بھی دی جاسکتی ہیں۔ ۱۹۵۶ سے نسبتاً زیادہ خوش حال قسم کے اجتماعی فارموں نے ادائیگی کا ایسا طریقہ بھی شروع کیا ہے جس میں کچھ آمدنی کی یقینی طور پر ضمانت دی جاتی ہے۔ ایک سے اس طریقے کو سرکاری فارموں میں ادائیگی کے طریقے کے متوازی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن باقی اجتماعی فارم وہی طریقہ برقرار رکھے ہوئے ہیں، جس میں کام کے دنوں کی جمع کی بنیاد پر معاوضے کی ادائیگی کی جاتی ہے لیکن عام طور پر یہ بھی اجتماعی کسانوں کو پیشگی ادائیگی کے طور پر ماہانہ ادائیگی کرتے رہتے ہیں جس کا حساب سال کے آخر میں ہوجاتا ہے۔

کام کے دنوں کی جمع کے طریقے میں ہر کام کے لیے روزانہ حاصل ہونے والے نتائج کا ایک معیار مقرر ہے، اور اس کی قیمت کام کے دنوں کی جمع کی صورت میں مقرر کردی جاتی ہے۔ لیکن اس کام کے دنوں کی جمع، کو جتنے دن حقیقت میں کام کیا ہے اس سے خلط ملط نہیں کردینا چاہیے۔ مثال کے طور پر ایک تربیت یافتہ ٹریکٹر ڈرائیور ایک روز کام کرنے کے بعد تین سے پانچ کام کے دنوں کی جمع حاصل کرسکتا ہے، جب کہ ایک غیر تربیت یافتہ مزدور پورے دن کام کرنے کے بعد صرف ایک دن کام کی جمع حاصل کرتا ہے۔ وہ بریگیڈ جو پیداوار میں متعینہ منصوبے سے آگے بڑھ جاتے ہیں، انھیں مزید کام کے دنوں کی جمع بھی دی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف منصوبے کی ناکامی کی صورت میں اس جمع میں سے کٹوتی بھی کی جاسکتی ہے۔ یہ بتلا نا دینا بھی ضروری

ہے کہ "کام کے دن" کی اکائی کی قدر یا قیمت نقد یا جنس کسی صورت میں بھی مقرر نہیں ہے۔ معاشی اعتبار سے خوش حال قسم کے اجتماعی فارموں میں اس کی قیمت کافی زیادہ بھی ہو سکتی ہے، اور بدحال فارموں میں کافی کم بھی گذشتہ چند سالوں میں یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ بہت زیادہ فرق کو کچھ کم کر دیا جائے، لیکن کام کے دن کی اکائی کی قیمت فارم کی کامیابی یا ناکامی کا ضرور اظہار کرتی ہے۔

معاوضے کے اس نظام میں اجتماعی فارموں کے معمولی کسان خود کو خاصے نقصان میں محسوس کرتے ہیں ان آمدنیوں کے علاوہ جو انھیں باغ کے قطعوں یا ذاتی ملکیت کے مویشیوں سے حاصل ہوتی ہیں ان کی کوئی مقررہ آمدنی نہیں ہوتی جمع شدہ کام کے دنوں کی تعداد کے معاوضے میں انھیں جو کچھ ملتا ہے وہ فارم کی طرف سے کی جانے والی تمام دوسری ادائیگیوں کے بعد جو کچھ بچ رہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ جب کسی فارم کی آمدنی تقسیم ہوتی ہے تو اس کے پانے والوں کی قطار میں اجتماعی کسان بالکل آخری سرے پر ہوتا ہے۔

اجتماعی فارم کی پیداوار پر حکومت کا سب سے پہلا حق ہوتا ہے۔ سوویت زراعت کے "پہلے اصول" میں سب سے پہلی مانگ یہی ہے کہ کسی اور بات کا خیال کیے بغیر حکومت کی مانگ کو پورا ہونا چاہیے۔ حالانکہ حکومت اور اجتماعی فارموں کے درمیان تجارت کی شرائط اسٹالن دور کے مقابلے میں اب بہت حد تک ان فارموں کے ہی حق میں ہیں، لیکن اب بھی انھیں اوپر سے عاید کیا جاتا ہے اور یہ حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت ہی مقرر ہوتی ہیں جب حکومت کی ضروریات اور مانگیں پوری ہو جاتی ہیں جن میں تمام ٹیکس بھی شامل ہیں، تو اس کے بعد اجتماعی فارم کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی پیداوار کا ایک حصہ آبادی کی مجموعی ضروریات کے لیے علاحدہ کر دے۔ اس قسم کی علاحدہ کی جاتے والی مقداریں، جسے قانونی طور پر مقرر کر دیا گیا ہے، اگلے سال کے لیے بیج، مویشیوں کے لیے چارہ، اور غیر یقینی حالات کے لیے کچھ ریزرو ذخیرہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ اجتماعی فارم کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ تعمیری کام اور

مرمت یا مشینوں اور مختلف دوسری اشیاء کی خرید اور دوسرے تعلیمی اور ثقافتی کاموں کے لیے بھی نکالنا ضروری ہوتا ہے اسے اپنی پیداوار کا کچھ حصہ بیچنا بھی ضروری ہوتا ہے ۔ تاکہ اس طرح حاصل ہوئی نقد رقم سے انتظامیہ کے عملے کی مقررہ تنخواہوں کی ادائیگی کی جاسکے ۔ جب یہ تمام اخراجات اور مصارف پورے ہو چکتے ہیں جو نقد رقم، غلہ یا دوسری پیداوار اجتماعی فارم کے پاس بچ رہتی ہے، وہ سال کے آخر میں ہونے والے حسابات کی بنیاد پر فارم ممبروں کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے ۔ جو رقم یا مقدار کسی کارکن کو ملتی ہے اس کا انحصار جمع شدہ کام کے دنوں پر اور کام کے دن کی اکائی کی مقرر شدہ قیمت پر ہوتا ہے ایک مفروضے کے طور پر اس کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اگر ۱۰۰٬۰۰۰ کلوگرام غلہ اور ۱۰۰٬۰۰۰ روبل کی رقم کسی اجتماعی فارم کے پاس موجود ہو اور فارم کے تمام ممبروں کے دنوں کی جمع بھی سال بھر کے لیے ۱۰۰٬۰۰۰ ہو تو ایسی صورت میں ایک کام کے دن کی قیمت ایک کلوگرام غلہ اور ایک روبل نقد مقرر ہوگی وہ فارم ممبر جس نے سال بھر میں ۳۰۰ کام کے دن، جمع کیے ہیں اسے ۳۰۰ کلوگرام غلہ اور ۳۰۰ روبل، نقد اجتماعی فارم کی آمدنی کے حصے کے طور پر مل جائیں گے کسی اجتماعی کسان کی آمدنی صرف اس کے کیے ہوئے کام یا اس صلاحیت پر ہی منحصر نہیں ہوتی، جسے اس نے اس کام کے انجام دینے میں استعمال کیا ہے بلکہ اس کا انحصار اس پر بھی ہوتا ہے کہ تمام ادائیگیوں کے بعد اجتماعی فارم کے پاس کیا بچتا ہے ۔

حالانکہ ۱۹۵۳ کے بعد سے اجتماعی فارموں کے حالات میں مجموعی طور پر بہت کافی سدھار ہوا ہے ۔ لیکن ایک اوسط کسان کی اوسط آمدنی، اور خاص طور پر غریب فارم کے کسان کی مزدوری سرکاری فارم کے کسان اور صنعتی مزدور کی اوسط آمدنی سے کافی کم ہے وی پی روشین (V.P. Roshin) نے حال ہی میں لکھا ہے کہ : اس سلسلے کے" اعداد شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ RSFSR کے یوروپی حصے میں شمالی کاکیشیا کے ضلع کو چھوڑ

کہ مزدوروں کے کام کے دنوں کا معاوضہ خاص طور پر بہت کم ہے"۔ (۹۱) یہ مسئلہ خاص طور پر کمزور قسم کے اجتماعی فارموں میں اور بھی زیادہ شدید ہے۔ جہاں روشین کے الفاظ میں ہی "بہت سے اجتماعی کسانوں کو اپنے خاندان کی آمدنیوں میں اپنے ذاتی قطعوں کی آمدنی سے مدد لینی پڑتی ہے"۔ روشین نے ہی لکھا ہے "پس ماندہ اجتماعی فارموں میں مزدوروں کو دی جانے والی ادائیگی میں اس حد تک اضافے کا مسئلہ، کہ ان کی ادائیگی کا معیار بھی ایک اوسط کسان تک بہم پہنچ جائے۔ اور پھر اس فارم کے پڑوسی سرکاری فارم کے معیار تک پہنچ جائے، اور پھر آخر میں یہ حکومت کے دوسرے معاشی اداروں میں دیے جانے والے معاوضے کے برابر آجائے بہت سے خطوں میں خاص طور پر مشکلیں پیدا ہوئیں یا مشکلیں صرف اس فارم کے پاس موجود اختیارات اور ذرائع کی مدد سے حل نہیں کی جا سکیں۔ اس مسئلے کے حل کا انحصار صرف اسی بات پر ہے کہ معاشی اعتبار سے کمزور اجتماعی فارموں کو بڑھا کر اوسط بلکہ ممتاز قسم کے اجتماعی فارموں کی برابر لے آیا جائے (۹۲) نسبتاً کمزور قسم کے اجتماعی فارموں کی حالت کے سدھار کے لیے جو عمل ضروری ہے وہ صرف مینجمنٹ میں بہتری پیدا کرنا اور مالیت کی زیادہ سرمایہ کاری ہی نہیں ہے، بلکہ اس حقیقت کو پوری طرح تسلیم کر لینا بھی ضروری ہے کہ "کچھ ... اجتماعی کسان بہتر زمینوں پر کام کرتے ہیں، جو فروخت کے مرکزوں اور فراہمی کی جگہوں سے قریب ہیں، جب کہ دوسرے کسان بدترین زمینوں پر (کام) کرتے ہیں اور یہ لوگ ان جگہوں سے کافی فاصلے پر ہوتے ہیں (۹۳)۔ کمزور فارموں کو "امداد" دینے کے سلسلے میں حکومت کی مزاحمت سے ان فارموں کی کم آمدنیوں کا مسئلہ ایک مشکل بن گیا ہے انھیں سرکاری فارموں میں تبدیل کر دیے جانے کے کام کو اس لیے روک لیا گیا ہے کہ سرکاری فارموں میں تنخواہوں کے ضمانت شدہ معیاروں کی ادائیگی میں بہت زیادہ لاگت آتی ہے۔ 'کام کے دن' کی اکائی کے اوسط معاوضے میں کمی کی وجہ سے، اسے اجتماعی فارموں کے کسانوں کو

سخت محنت اور مجموعی حصّے کو بہتر بنانے کے لیے تیار نہیں ہو پاتے کمزور بلکہ اوسط درجے کے اجتماعی فارموں کے کسان اپنی آمدنی میں اضافے کے لیے کافی حد تک اپنے ذاتی باغوں، قطعات اور ذاتی ملکیت کے مویشیوں پر انحصار رکھتے ہیں۔ وسط ایشیا، قزاقستان، اور ٹرانس کاکیشیا کے نسبتاً بہتر اجتماعی فارموں میں بھی یہ رجحانات ممتاز طور پر نظر آجاتے ہیں۔ ہدوشین کے بیان کے مطابق: گرم جگہوں اور زرخیز علاقوں کے اجتماعی کسان اپنے ذاتی قطعات کے کاموں پر (جن میں سبزیاں اگانے کے قطعے اور انگور کے باغات شامل ہیں) زیادہ توجہ دیتے ہیں حالانکہ اسے کسی طرح پسند نہیں کرتے اس سے انھیں زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ اسی حقیقت میں وہ وجوہات بھی تلاش کی جاسکتی ہیں جن کی بناء پر مثال کے طور پر ۱۹۵۸ میں آرمینیا کے جسمانی اعتبار سے متعدد ۱۶،۲ فی صدی اجتماعی کسان پورے سال کے متعینہ کم سے کم مزدوری کے دن بھی پورے نہ کر سکے، اسی طرح جارجیا میں ۱۳،۴ فی صدی افراد یہ کم سے کم متعینہ تعداد پوری کرنے میں ناکام رہے اور ان دونوں جگہوں پر بالترتیب ۷،۲ فی صدی ۵،۲ فی صدی افراد نے ایک بھی مزدوری کا دن حاصل نہیں کیا (۹۴) وہ سال جو بہترین فصل کا سال تھا اس میں کیے گئے "سامپل سروے" میں ظاہر ہوا کہ اجتماعی فارموں کے کسان ۳۸ فی صدی حد تک اپنے ذاتی باغوں کے قطعوں کی آمدنیوں پر انحصار رکھتے ہیں (۹۵) ۱۹۵۹ تک ذاتی ملکیت کا حصّہ (جس میں سے تین چوتھائی حصّہ اجتماعی فارموں کے ذاتی باغ کے قطعوں پر مشتمل ہے) سوویت یونین کی گوشت اور دودھ کی کل پیداوار میں تقریباً نصف کی برابر تھا، ۸۰ فی صدی سے زیادہ انڈوں کی پیداوار، ۶۰ فی صدی آلو کی پیداوار اور ۴۶ فی صدی ہری سبزیوں کی پیداوار میں ذاتی ملکیت کا حصّہ تھا (۹۶)۔

اجتماعی فارموں پر مزدوری کے مقابلے میں اپنے باغوں اور ذاتی مویشیوں پر وقت اور محنت صرف کرنے کا رجحان اور لالچ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ

حکومت کو اس انحراف کو روکنے کے لیے پابندیوں کا ایک سلسلہ جاری کرنا ضروری ہو گیا ہے ۔ وہ اجتماعی کسان جو قانون کے ذریعے متعین شدہ یا اپنے اجتماعی فارم کے ذریعے دیے گئے قاعدوں میں متعینہ کام کے دن، جمع نہیں کر پاتے انھیں اجتماعی فارم سے نکالا جا سکتا ہے ۔ اور ان کے ذاتی قطعات ان سے چھینے جا سکتے ہیں۔ اعلیٰ افسروں کے دباؤ سے مجبور ہو کر بہت سے اجتماعی اور سرکاری فارموں نے ذاتی ملکیت کے قطعات کے رقبوں میں کمی کر دی ہے ۔ اور بعض صورتوں میں انھیں بالکل ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ وقتاً فوقتاً کچھ ایسی کوششیں بھی کی گئی ہیں جن کے تحت اجتماعی کسانوں کو اپنی گائیں اور دوسرے مویشی اجتماعی فارموں کے ہاتھ فروخت کرنے پر بھی "مجبور" کیا گیا ہے۔ تازہ طور پر یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ ان ذاتی ملکیتوں کی پیداوار کو مقامی مصارفین کے امداد باہمی کے بازاروں میں لا کر بیچا جائے اور انہیں اجتماعی فارموں کے بازاروں میں نہ لایا جائے، جہاں کھلے بازار کی قیمتیں مقرر ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے ۔ حالانکہ حکومت نے ان ذاتی ملکیت کے قطعات کو بالکل ختم کر دیے جانے کا ایک مجموعی حکم جاری کرنے سے اب تک گریز ہی کیا ہے، لیکن جب بھی ممکن ہو سکا اس نے ان اجتماعی کسانوں کی بھی نجی معاشیات کے دائرے کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اجتماعی کسان اپنے بنیادی ذریعہ آمدنی کے لیے اجتماعی حصے پر ہی پوری طرح انحصار رکھیں ۔

سوویت زراعت پر گرفتیں

سوویت زراعت پر حکومت نے جتنی بھی گرفتیں اور کنٹرول عاید کیے ہیں ان میں ایک مخصوص انداز نظر آتا ہے۔ حالانکہ بحیثیت مجموعی ان گرفتوں کے تین ذریعے۔ انتظامیہ، پارٹی اور پولس۔ ہیں لیکن عملی حیثیت سے ان میں پارٹی کے ذریعے عائد کی گئی گرفتیں سب سے اہم کہی جاسکتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں پارٹی اور انتظامیہ کی طرف سے عائد ہونے والی گرفتیں جتنی زراعت کے حصے میں ایک دوسرے میں ضم ہوگئی ہیں اتنی معاشیات کے حصے میں نہیں ہیں۔ زراعتی پیداوار میں اضافے کے لیے ریپبلک اور خطوں کی پارٹیوں کے آلۂ کار کی ذمہ داری تو بالکل براہ راست ہے اور اس سے بچ نکلنا بھی ممکن نہیں ہے۔ انتظامیہ کے حصے میں (طویل مدتی) منصوبہ بندی کے کام حکومتی منصوبہ بندی کمیشن اور مرکزی معاشی کانسل (قلیل مدتی) منصوبہ بندی ہیں۔ مرکز میں لیکن اہم انتظامی ادارے ہیں حکومتی حصولی کمیٹی کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن، اور وزارت زراعت۔ حکومتی وصولی کمیٹی کے نام سے جتنا کچھ ظاہر ہوتا ہے اس کے مقابلے میں عملی طور پر اس کے کاموں کا دائرہ بہت کافی وسیع ہے۔ اس کی ذمہ داریوں میں پیداوار اور حصول دونوں ہی شامل ہیں کل یونین فارم مشینری ایسوسی ایشن کی اجتماعی سرکاری دونوں قسم کے فارموں کو مشینوں، زائد پرزے اور اوزار ایندھن اور کھاد وغیرہ فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مشینوں کی مرمت، تعمیراتی کاموں اور دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کے لیے بھی ذمے دار ہے۔ وزارتِ زراعت کے اختیارات کو کچھ کم کرنے کے بعد اسے تلاش تحقیق اور زراعت میں توسیع کے کاموں کی حد تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ سطح پر تال میل اور کاموں میں یکجہتی برقرار رکھنے کے سلسلے میں کل یونین زراعتی کمیٹی کام انجام دیتی ہے۔ اس کمیٹی میں پارٹی، منصوبہ بندی اور انتظامیہ کے شعبوں کے نمائندے موجود ہوتے

ہیں اور اس کا صدر یو' ایس' ایس' آر کے وزیروں کی کاونسل کا نائب صدر ہوتا ہے۔

جیساکہ سوویت انتظامیہ کے دوسرے حصوں میں ہوتا ہے۔ یہاں بھی انتظامیہ کمان کا سلسلہ مرکز سے شروع ہوکر ریپبلکوں سے گزرتا ہوا مختلف خطوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ذیل میں روسی ری پبلک کے (RSFSR) زراعتی انتظامیہ کا ڈھانچہ بتلایا گیا ہے' یہ دوسرے حصّوں کے انتظامیہ ڈھانچے کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔

سوویت زراعت میں پارٹی گرفت کا ایک مکمل نظام قائم ہے جو انتظامیہ کی کمان پر اوپر سے مسلط کیے جانے کے ساتھ اس میں پوری طرح ضم کردیا گیا ہے اس کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ زراعتی پروگرام میں مکمل ہدایت اور رہنمائی فراہم کی جاسکے۔ روسی ریپبلک میں زراعتی کمیٹی جو تال میل برقرار رکھنے کے سلسلے میں بنیادی تنظیم کہی جاسکتی ہے اس کی سربراہی پارٹی مرکزی کمیٹی کے روسی ریپبلک کے بیورو کا پہلا نائب صدر کرتا ہے۔ دوسری ریپبلکوں میں پارٹی کے پہلے سکریٹری یہ خدمات انجام دیتے ہیں۔ اوبلاسٹ (oblast) کرائی (krai) یا خود مختار ریپبلک کے درجے پر پارٹی کی زراعتی کمیٹیوں کے سربراہ اپنے اپنے علاقوں میں زراعتی کاموں کے لیے براہِ راست ذمے دار ہوتے ہیں۔ ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ میں پارٹی کی طرف سے رہنمائی ایک کمیٹی کے ذریعے سے فراہم کی جاتی ہے۔ جس کا سربراہ ایک سکریٹری ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کمیٹی میں دو نائب سکریٹری' اور انسپکٹر منتظموں کا ایک گروپ ہوتا ہے یہ کمیٹی سرکاری اور اجتماعی فارموں میں موجود پارٹی تنظیموں سے براہِ راست تعلق رکھتی ہے۔

ضلع کی پارٹی کے آلۂ کار کو اس ڈھانچہ میں چسپاں کرنے کا مسئلہ ایک ناقابلِ حل مشکل بن کر سامنے آیا۔ روایتی اعتبار سے رائی کوم (Rai Kom) کا پہلا سکریٹری دیہی علاقوں میں پارٹی مانگوں کو عاید کرنے میں مرکزی کردار

ادا کرنا تھا۔ یہ صرف ضلع کے سرکاری اور اجتماعی فارموں میں پارٹی اور کومسومول
تنظیموں کے کاموں کی ہی نگرانی نہیں کرتا تھا بلکہ منصوبوں اور حصول کی تکمیل کے
سلسلے میں بھی ضلع کی زراعتی ایجنسیوں کے ساتھ ذمے داری میں شریک ہوتا تھا
لیکن بہت سے ضلعوں پر مشتمل ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ کے قیام سے ضلوں
کے ذمے دار افراد کی حیثیت کچھ مبہم سی ہو کر رہ گئی ہے۔ کچھ افراد

نے نئے ٹیریٹوریل شعبوں پر اپنی گرفت کا حق برقرار رکھتے ہوئے، اپنی روائتی
حیثیت اور اختیار کو قائم رکھنا چاہا، لیکن اس کے نتیجے میں حلقہ اختیار میں ٹکراؤ
کے مسائل کھڑے ہوئے اور بڑھتے چلے گئے۔ آخر کار خروشچیف نے خود مداخلت
کی اور صورت حال کی صفائی کی۔ اس نے ۱۹۶۲ میں اعلان کیا: "ٹیریٹوریل
پیداواری انتظامیہ ضلع میں کسی کے تحت نہیں ہے۔ اور اعلیٰ شعبوں خطوں
(Regional) سرحدی علاقوں (Territory) اور ریپبلک کے پارٹی اور
سوویت شعبوں کے علاوہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ ضلع کی پارٹی
اور ضلع کی عاملہ کمیٹیوں دونوں کو پیداواری انتظامیہ کے کاموں میں کسی قسم کی
دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے اس قانون پر پوری طرح عمل ہونا چاہیے...."
۹۔ رائی کوم (Rai-Kaom) کے پہلے سکریٹری اور ٹیریٹوریل پارٹی
کے منتظموں کے درمیان رشتے کو بیان کرتے ہوئے اس نے اعلان کیا: "ہمیں
غالباً ضلع پارٹی کمیٹی کے پہلے سکریٹری کو اس ضلع کے اجتماعی اور سرکاری فارموں
کے سلسلے میں، جس کا وہ سکریٹری ہے . . . پارٹی منتظم کا ماتحت اور نائب بنا دینا
چاہیے۔ تب ضلع کی پارٹی کمیٹیاں، اپنے پارٹی سکریٹری کے توسط سے اپنی
حقیقی جگہوں پر آجائیں گے پھر اس کے بعد یہ بحث ختم ہو جائے گی کہ کون کس کا
ماتحت ہے" (۹۸)۔ جلد ہی اس پر عمل بھی کیا گیا اس فوری تصفیے سے آگے
بڑھ کر سوچتے ہوئے، اس بیان میں خروشچیف نے انکشاف کیا کہ پارٹی پریسیڈیم
کے زیر غور ایک بہت خاص اور اہم تجویز یہ بھی ہے کہ انتظامیہ میں ضلع کے

درجے کو بالکل ختم کر دیا جائے اور ان کی جگہوں پر اور زیادہ بڑی انتظامیہ اکائیاں قائم کی جائیں جو ٹیریٹوریل پیداواری انتظامیہ کی حدود کے لگ بھگ متوازی ہوں۔

نومبر ۱۹۶۲ کی مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں اس تبدیلی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حکم دے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی خود پارٹی کو بھی پوری طرح زراعتی اور صنعتی شعبوں کے مطابق نئے سرے سے منتظم کیا گیا۔ اس میں خطوں اور مقامی درجوں پر پارٹی اور سوویت کے ایسے شعبے بھی قائم کیے گئے تھے جو صرف زراعت سے تعلق رکھتے تھے وہ کام جو اس سے پہلے رائی کوم (Rai-Kom) انجام دیتے تھے، اب پارٹی کی پیداواری انتظامیہ کمیٹیوں کو انجام دینے تھے۔

ضلعوں کے پارٹی آلۂ کاروں پر خروشچیف کا یہ حملہ صرف اس کی کامیابی پر بے اطمینانی کا ہی اظہار نہیں کرتا بلکہ اس سے خروشچیف کی اس تھکاوٹ اور بددلی کا بھی احساس ہوتا ہے، جو مقامیت پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور غیر مرکزیت پیدا کرنے کے لیے اب تک کیے گئے تمام تجربات کی ناکامی سے، اس میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کے لیے اس کا جواب مرکز کی حیثیت کو دوبارہ مضبوط کر دینے اور ایک مکمل گرفت کے تحت کام کرنے والے پارٹی کارکنوں کی صورت میں تھا۔ اب انہی پر اس نے کامیابی کے لیے پوری بازی لگا دی تھی۔ انہی کے ذریعے دیہی علاقوں میں ڈسپلن کو مضبوط کیا جانا تھا اور پیداوار میں اضافے کی جنگ میں انہی کو رہنمائی اپنے ہاتھوں میں لینی تھی۔ سوویت زراعت کی دیکھ بھال اور رہنمائی کے سلسلے میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان سے پارٹی کی اس روایتی کمزوری کا بخوبی اظہار ہو جاتا ہے، جس کی وہ دیہی علاقوں میں ہمیشہ سے شکار رہی تھی۔ ۱۹۴۹ تک بھی ۲/۵۰/۰۰۰ اجتماعی فارموں میں صرف ۳۶/۰۰۰ فارم ایسے تھے جن میں پارٹی کی بنیادی تنظیمیں موجود تھیں۔ انضمام کی تحریک کے ساتھ اور اسٹالن کی موت کے بعد دیہی پارٹی میں ممبروں کی تعداد میں خاصے اضافے کے ساتھ تقریباً تمام اجتماعی فارموں میں پارٹی تنظیمیں قایم

کر دی گئیں ۔ لیکن ان کی ممبری کی تعداد میں اب بھی بہر حال مینیجری عملے کے گروپوں کا غلبہ رہا ۔ اور معمولی اجتماعی کسان بہت تھوڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ ۱۹۵۶ تک بھی ۳۰٫۰۰٫۰۰۰ دیہی کمیٹیوں میں تقریباً آدھے سے کم افراد براہِ راست زراعتی کاموں میں مصروف تھے ۔ ۱۹۵۹ تک دیہی پارٹی ممبری کی تعداد ۳۵٫۰۰٫۰۰۰ تک پہنچ گئی، جو کافی متاثر کن اضافہ تھا ۔ لیکن پارٹی اور کومسومول دونوں تنظیموں کے ممبر اب بھی دیہی علاقوں میں دُور دُور بکھرے ہوئے تھے جب کہ شہروں میں ان کا اجتماع بہت گھٹا ہوا تھا ۔

پارٹی اور کومسومول ممبروں سے توقع کی جاتی ہے کہ "وہ اجتماعی اور سرکاری فارموں میں آگے بڑھ کر حصّہ لیں گے ۔ یہ انہی کی ذمہ داری ہے کہ اچھی فصلوں اور مویشیوں کی پیداوار کے سلسلے میں لڑی جانے والی جنگ میں یہ اگلی صفوں میں جگہیں حاصل کریں گے "پیداوار میں اضافے کے لیے انہماک اور جوش ولولہ پیدا کریں گے، پارٹی اور حکومت کے فیصلوں کی وضاحت کریں گے اور انھیں عام لوگوں میں مقبول کریں گے، اجتماعی اور سرکاری فارموں کے مینیجمنٹ کی کارگزاریوں پر نگاہ رکھیں گے، حکومت اور پارٹی کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی مکمل اور سخت ترین پابندی کرانے کی کوشش کریں گے، اور حکومت کے کاموں کے لیے لگن اور انہماک پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ۔ اتنی سخت مانگیں اور پابندیاں عام طور پر کافی تعلق کے انداز میں محسوس کی جاتی ہیں ۔ ایک بار پھر خروشچیف کے ہی الفاظ ہیں :

"گاؤں کی بہت سی پارٹی تنظیموں میں کافی کمزوریاں موجود ہیں ۔ ... بدقسمتی سے پارٹی کے جلسے پوری باقاعدگی سے ہمیشہ منعقد نہیں ہوتے ۔ اور بعض موقعوں پر ان کی تنظیم میں بہت کمزوری ہوتی ہے ۔ . . کچھ اجتماعی فارموں میں بدقسمتی سے، کچھ کمیونسٹ ایسے بھی ہیں جو فارموں میں اچھی طرح کام نہیں کرتے اور اپنا وقت تقریریں کرنے، اور اجتماعی کسانوں کو لیکچر دینے میں صرف کرتے ہیں ... ایسے کمیونسٹ 'بالشویک' کے عظیم خطاب کی ہتک کرتے ہیں ۔ ۱۹۱ گذشتہ چند

سالوں میں اس بات کے لیے بھی سخت ترین کوشش کی گئی ہے کہ دیہی علاقوں میں پارٹی کی گرفت کو اور زیادہ مضبوط کیا جائے اجتماعی فارموں کے صدروں اور سرکاری فارموں کے ڈائرکٹروں کی ایک بہت بڑی اکثریت اب پارٹی ممبر ہے۔ اور اجتماعی سرکاری فارموں میں پارٹی گرفتیں، اسٹالن کے زمانے کے مقابلے میں اب زیادہ اثر انداز ہیں اور زیادہ گہرائی تک عائد ہوتی ہیں حالانکہ پارٹی کی مانگوں کو عاید کرنے کے سلسلے میں کمزوریاں اب بھی باقی ہیں لیکن اب زراعت کی رہنمائی میں پارٹی کو جو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

پولس کی گرفتیں اپنی اہمیت کے اعتبار سے اب بہت حد تک معدوم سی ہوتی نظر آرہی ہیں۔ حکومتی تحفظی کمیٹی کی نمائندگی مختلف خطوں کے مرکزوں میں ایسے افسروں کے ذریعے اب بھی موجود ہے جن کی نگرانی کا حلقۂ اختیار اجتماعی اور سرکاری فارموں تک پھیلا ہوا ہے۔ اور کسی قسم کی بے اطمینانی اور ہل چل کے تاثرات کے لیے چوکنا رہنے کی ذمہ داری بھی انہی افسروں کی ہے۔ لیکن ان کارکنوں کی کارگزاریوں سے اسٹالن دور کے مقابلے میں اب نسبتاً بہت کم خوف پیدا ہوتا ہے، اور کم از کم اوپری سطح پر حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) اب بہت کم نظر آتی ہے۔ اجتماعی اور سرکاری فارموں میں غیر قانونی حرکتوں کے لیے مقدمے چلانے اور سزائیں دینے کی ذمے داری مقامی مختاروں (Procurator) اور باقاعدہ عدالتوں کی ہے مختار (Procurator) شکائتوں پر بھی کارگذاری کر سکتا ہے اور خود بھی اس کی تحریک کر سکتا ہے اس کی شروع کی ہوئی تحریکیں عام طور پر ذاتی قطعوں میں غیر قانونی توسیع، اجتماعی اور سرکاری ملکیت کی چوری، حکومت کو فراہم کیے جانے والے سامان کی ادائیگی سے بچ نکلنے کی کوشش، رشوت خوری، بدعنوانیاں و اسی قسم کی دوسری غیر قانونی حرکتوں سے تعلق رکھتی ہیں بہت سنگین جرموں میں اس کی دی ہوئی سزائیں طویل مدت کی قید اور بعض حالات میں موت کی سزا تک ہو سکتی ہیں لیکن کم سنگین جرموں کے لیے

اس کی سزاؤں میں تنبیہہ، سرزنش، کامریڈ عدالتوں کے سامنے مقدمات اور سماجی دباؤ کی دوسری صورتیں ہوتی ہیں۔

سوویت زراعت میں تناؤ اور کشمکش

انتظامیہ، پارٹی اور پولس گرفتوں کی اس باڑھ کے باوجود رہنماؤں کے سامنے سوویت زراعت ایک مشکل ترین مسئلہ ہے۔ فارم کی پیداوار میں اضافے کی مقدار صنعتی میدان کی ترقی کے مقابلے میں بہرحال پیچھے رہی ہے۔ اور یہ روسی اقتصادیات کا وہ حصہ ہے جسے متواتر دھکیلا جاتا رہا ہے۔ خاص طور پر اجتماعی فارم کے حصے میں گذشتہ سالوں کے دوران ایک جمود کی سی کیفیت رہی ہے۔ اور سوویت سرکاری ذرائع ان "پسماندہ اجتماعی کسانوں" وقت ضائع کرنے والے تساہل پسند، اور وہ لوگ جو ڈھیلے انداز سے کام کرتے ہیں اور صرف اتنا کام کرتے ہیں کہ اجتماعی فارموں میں باقی رہ سکیں اور اجتماعی فارموں کے حقوق اور مراعات حاصل کرتے رہیں۔ وغیرہ قسم کی تنقیدوں اور نکتہ چینیوں سے پر رہے ہیں۔ سوویت پریس میں ایسے اجتماعی کسان پر متواتر تنقیدیں نظر آتی رہتی ہیں، جو اپنی محنت اور صلاحیت کا بڑا حصہ اپنے نجی قطعوں پر صرف کرتے ہیں، خود کو "نجی کاروبار" میں مصروف رکھتے ہیں اور اجتماعی حصے کو نظرانداز کرتے رہتے ہیں۔ معمولی اجتماعی کسان کے لیے اس مسئلے کا اصلی نقطہ اجتماعی حصے میں ترغیب اور تحریک کا سوال ہے۔ جہاں یہ ترغیب اور تحریک کافی ہے وہاں اپنی محنت کو نجی قطعوں پر صرف کرنے کا رجحان اور رویہ بھی کم ہے حالانکہ جب تک یہ نجی قطعے باقی ہیں یہ امدادی آمدنی کے لیے اجتماعی کسانوں کی توجہات کو بہرحال اپنی طرف کھینچتے رہیں گے۔ مشکل یہ ہے کہ اسٹالن کی موت کے بعد سے اجتماعی زراعت کی عام حالت میں کافی بہتری کے باوجود اب بھی بہت سے اجتماعی فارم "پسماندہ" ہیں اور جو اتنے "پسماندہ" نہیں بھی ہیں ان کے کسانوں کی اوسط آمدنیاں بھی

سرکاری فارموں کے کسانوں کی اوسط مدنیوں سے نیچے ہیں۔ اور صنعتی میدان کی آمدنیوں سے تو بہت کافی کم ہیں ان حالات میں، اجتماعی حصے میں کام میں دل چسپی کم ہونا ایک لازمی امر ہے پارٹی رہنماؤں کی نگاہ میں اجتماعی فارموں کا بنیادی گناہ یا سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہاں کے کسانوں میں "شخصی ذہنیت" اب بھی باقی ہے۔ خروشچیف نے ۱۱ رمئی ۱۹۵۹ کو کیو میں ایک تقریر میں اسس "ادنیٰ بورژوا انداز" کو مسترد کرنے کا موقع حاصل کر لیا۔ "میں مزدوری کے دنوں کے معاوضے میں بڑی رقمیں اور پیداوار دینے کے حق میں نہیں ہوں، ہمیں کسی شخص کو صرف اتنا دینا چاہیے، جو اس کی اپنی اور اس کے خاندان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو، تاکہ بچوں کو اچھی غذا مل جائے، ڈھنگ سے کپڑے اور جوتے مل جائیں۔ اور خاندان ایک ڈھنگ کے مکان میں زندگی گذارے ... لیکن آج کل کچھ ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں، جن سے زمینداری نفسیات کے غیر صحت مند رجحانات پیدا ہو جانے کا احساس ہوتا ہے ان کو اور زیادہ رقمیں دیجیے، تاکہ یہ مضبوط تجوریوں میں جمع کر دی جائیں، اس سے کیا فائدہ ہوگا"۔ (۱۰۰) نقطہ بہر حال وہی تھا، جسے غالباً خروشچیف خود بھی بخوبی سمجھتا تھا، کہ اب بھی بہت سے ایسے اجتماعی کسان موجود تھے، اور وہ اس وقت تک غیر مطمئن رہیں گے جب تک ان میں دی جانے والی ترغیبیں اور تحریکیں بڑھائی نہیں جائیں گی۔ جب تک کام کے لیے یہ تحریکیں اوپر نہیں آئیں گی اس وقت تک یہ اجتماعی فارموں اور حکومت کے مفاد کے مقابلے میں ذاتی مفادات کی خاطر ہر ممکن ذریعے کے پیچھے دوڑتے رہیں گے۔ سوویت دیہی علاقوں میں جو تناؤ اور کش مکش موجود ہیں وہ حقیقت میں سوویت زندگی کے اس پس منظر کی ہی پیداوار ہیں جن کی جڑیں بہت گہرائی میں پیوست ہیں تاریخی اعتبار سے صنعتی ترقی کا بنیادی بار بھی کسانوں کے کندھوں پر پڑا تھا۔ کسانوں کی نسبتاً معمر نسل میں اس کی وجہ سے جو مزاحمت اور رکاوٹ پیدا ہوئی تھی اس کے ساتھ شہروں کی طرف سے ان کی روایتی بے اعتباری اور یہ یقین اور شامل ہو گیا کہ ان کے شہری مالک ان کا استعمال کر رہے

ہیں۔ بہت سے معمر کسان محسوس کرتے تھے کہ اجتماعیت کے اس طریقے نے ان کی آزادی چھین لی ہے اور انھیں ایک نئے قسم کی رعیت میں تبدیل کر دیا ہے جس میں پرانے زمینداروں کی جگہ اب نئے کمیونسٹوں نے حاصل کر لی ہے ۔

سوویت انقلاب سے جو زبردست اور انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں ان سے دیہی زندگی کا روائتی نقطۂ توازن بھی بگڑا خاندانی زندگی پر بوجھ صاف طور پر نظر آئے، مذہبی رسومات میں فرق پیدا ہوا، مشینوں کے استعمال کی وجہ سے نئے توازن پیدا کرنے ضروری ہوئے، اور سوویت نظام اور حکومت کے لیے عوام کے رویے تبدیلی پیدا کرنا ضروری ہوا۔ ان تمام باتوں کا اظہار کسانوں کی نسلوں کے درمیانی فرق اور فاصلے میں سب سے زیادہ ڈراماتی انداز میں نظر آتا ہے۔

نسبتاً عمر رسیدہ اجتماعی کسانوں میں نئی معاشی پالیسی (NEP) کے دور کو اب بھی سوویت حکومت کا بہترین زمانہ محسوس کیا جاتا ہے چوتھی دہائی کے ابتدائی حصے میں زبردست "قحط سالی اور بھوک" کی تلخ یادیں، اجتماعیت کی مہم کی سختی اور شدت" اور استالن کے دور میں اجتماعی کسان کی زندگی کی محرومیاں اور اداسیاں، یہ سب چیزیں خروشچیف کی شروع کی ہوئی اصلاحات کے اثر سے کسی قدر مندمل ہو گئی ہیں، اجتماعیت کے لیے عمر رسیدہ کسان نسل کے رویے کو زیادہ سے زیادہ بے عمل اور رضا موش قناعت کا نام دیا جا سکتا ہے ۔

لیکن نسبتاً نوجوان نسل اس سلسلے میں زیادہ لچکدار نظر آتی ہے۔ اس زراعت کے سلسلے میں اجتماعیت کے علاوہ کسی اور متبادل طریقے کا تجربہ ہی نہیں ہے اور معمر نسل کے برخلاف یہ خود کو موجودہ نظام کا ایک قدرتی اور فطری جزو ہی سمجھتی ہے۔ پھر استالن کے بعد کی اصلاحات نے آمدنیوں میں اضافہ بھی کیا ہے اور اس کے بعد اس کے ساتھ شہر میں حاصل ہونے والی آسانیوں کی لذت سے بھی انھیں روشناس کرایا ہے، اور ان کو اور زیادہ حاصل کر لینے کی خواہش بھی بڑھی ہے اجتماعی فارموں میں نسبتاً نوجوان کسان اپنے ذاتی ۔نوں کے خطوں سے کچھ کم وابستہ نظر آتے ہیں وہ ان ذاتی حصوں کو بالکل

چھوڑ دینے کے لیے بھی بخوشی تیار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اجتماعی حصہ بھی انھیں وہ سب آسانیاں فراہم کرنے کے لیے تیار ہو جائے جن کے وہ خواہش مند ہیں ۔ اور چونکہ یہ اپنے بزرگوں کے مقابلے میں زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے طور طریقوں میں ان سے زیادہ لچک بھی رکھتے ہیں اس لیے یہ موجودہ ترقی کی راہوں سے زیادہ آسانی سے اور زیادہ بہتر طور پر فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں ان میں سے کچھ کے لیے نئی زندگی کی راہ صرف ایک ہے کہ یہ کسی شہری صنعتی مرکز کی طرف چلے جائیں، ان میں سے زیادہ جوشیلے اور پُر امید قسم کے نوجوان دیہی اشراف ـــــ کے زُمرے کا ہی ایک حصہ بن جاتے ہیں ۔ یا پھر یہ ایسی تکنیکی صلاحیتیں حاصل کر لیتے ہیں جن کی وجہ سے یہ معمولی اجتماعی کسان سے اوپر اٹھ جاتے ہیں ۔ لیکن زیادہ بڑی اکثریت مجبوراً اجتماعی کسانوں کی ہی رہتی ہے ۔ اور حالانکہ ان کے معیارِ زندگی کا شہر کے افراد اور سرکاری فارموں کے کسانوں سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، لیکن پھر بھی اس میں اسٹالن کی موت کے بعد سے کافی ممتاز بہتری نظر آئی ہے ۔ اضطراب اور بے اطمینانی کو مستقبل میں پیدا ہونے والی بہتری کی امیدیں کند کر دیتی ہیں لیکن کسانوں کی نئی نسل کو حقیقی اعتبار سے مستعد اور اچھی پیداواری مزدور طاقت میں تبدیل کرنے کے لیے ترغیباتی تحریک کو کافی حد تک بڑھانا بھی ایک لازمی اور اشد ضرورت ہے ۔

سوویت دیہی علاقوں میں جو تناؤ اور کش مکش موجود ہیں ان کے تجزیے میں یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ سوویت دیہی سوسائٹی کے مختلف حصوں اور درجوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کر لیا جائے ۔ اور اس کے ساتھ ہی نسبتاً بہتر اور ترقی یافتہ قسم کے اجتماعی فارموں کی خوشحالی اور دوسری طرف بہت پسماندہ اور دبے ہوئے فارموں کے گرے ہوئے معیاروں میں امتیاز کر لیا جائے دیہی علاقوں میں مختلف سماجی درجوں اور طبقوں کی پیداوار موجودہ سوویت گرفتوں کی ایک صنعتی پیداوار ہے اور اس اہمیت کا نتیجہ ہے جو اس نظام میں پیشہ وارانہ اور تکنیکی قابلیت اور صلاحیت کو دی گئی ہے ۔ سوویت روس کے دیہی سماجی اہرامی ڈھانچے میں

مقامی پارٹی کے کارکن، سرکاری فارموں کے ڈائریکٹر اور اجتماعی کسانوں کے صدر چوٹی کی بھی حیثیت رکھتے ہیں۔ دیہی اشراف کے حلقے میں ماہرین زراعت، اور اجتماعی اور سرکاری فارموں کے دوسرے ماہرین کا شمار بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسی زمرے میں فارموں کے محاسب اور دیہی دانش ور، جیسے ڈاکٹر، اسکول کے ڈائرکٹر اور استاد بھی آتے ہیں۔ دیہی اشراف کے زمرے اور معمولی کسان کے درمیان جو اس سماجی اہرام کے سب سے نچلے حصے پر آتے ہیں بہت سے درمیانی حصے اور بھی ہیں۔ ان میں فارموں کے بریگیڈیر اور اجتماعی اور سرکاری فارموں میں ماتحت مینیجری عملے کے افراد اور ٹریکٹر اور زرعی مشینوں (کمبائن) وغیرہ کے ڈرائیور اور ایسے لوگ جو مخصوص صلاحیتوں کے مالک ہیں، اور جن کی آمدنیاں اجتماعی فارم کے تمام کارکنوں کی آمدنی سے بہت کافی اوپر ہوتی ہیں، شامل ہیں: جیسا کہ غالباً امید بھی کی جا سکتی ہے اجتماعی فارموں کی بقا کا بوجھ سب سے زیادہ پیمانہ اجتماعی فارموں کے معمولی کسانوں پر ہی پڑتا ہے۔ یہی وہ حصہ ہیں جہاں بہت تکلیفیں اور ان سے پیدا ہونے والی شکایتیں جمع ہوتی رہتی ہیں اور انہی پر قربانیوں اور ایثار کا سب سے زیادہ بوجھ بھی پڑتا ہے۔ چونکہ اجتماعی حصے کی آمدنی بہت کم ہے، اس لیے یہاں کے اجتماعی کسان اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لیے اپنے نجی خطوں پر کام میں اضافے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ بقا کے لیے جدوجہد بہت سخت ہے اور خراب یا کم فصلوں کے سال میں اجتماعی فارموں میں چوری، اور کھیتوں یا گوداموں سے غلے کی چوریوں کی مثالیں بھی زیادہ تعداد میں نظر آ سکتی ہیں۔ دیہی اشراف میں جو تناؤ اور کش مکش موجود ہیں ان کی صورتیں ذرا مختلف ہیں، ان کی شکایات اور پریشانیاں زیادہ تر معاشی بنیادوں پر نہیں ہوتیں۔ سوویت دیہی علاقوں کے عام معیاروں کے تناسب سے ان کا طرز زندگی نسبتاً بہتر ہوتا ہے۔ اور جو سہولتیں اور مراعات اس زمرے کو حاصل ہیں وہ انھیں ان کے پڑوسیوں سے کافی ممتاز کر دیتی ہیں۔ لیکن اجتماعی اور سرکاری فارموں اور ضلعوں کے قصبوں میں زندگی، بڑے بڑے شہری مراکز کے مقابلے میں، بہت کم دلچسپیاں رکھتی ہے۔ زر

نیا دانش ورطبقہ دیہی علاقوں میں کام پر فائز کیے جانے کو خوشی کے ساتھ قبول نہیں کرتا۔ ماسکو صوبے کی پارٹی کمیٹی میں دسمبر ۱۹۵۰ میں ایک تقریر میں بہت
خروشچیف نے گیا
کھلے الفاظ میں ذکر کیا تھا۔

"کچھ ایسا لگتا ہے کہ ہم میں کچھ ایسے قابل افسوس ماہرین زراعت بھی موجود ہیں جو تیمیریازیو (Timiryaziv) زراعتی اکادمی سے فارغ التحصیل ہیں، جنھوں نے زراعتی اداروں اور تکنیکی اسکولوں سے تعلیم و تربیت حاصل کی ہے، اعلیٰ ثانوی درجے کی زراعتی ٹریننگ لی ہے اور اس کے بعد ماسکو میں کنڈکٹر، ڈسپیچر، گوداموں کے کارکنوں، فوٹو گرافر، قلی، ہوٹلوں کے بیرے، وغیرہ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ کچھ کامریڈوں نے تجویز پیش کی کہ ان لوگوں کو مختلف ضلعوں اور اجتماعی فارموں میں بھیج کر انھیں زراعت کی ترقی میں استعمال کیا جائے۔ مگر میرا خیال ہے کہ ایسے "ماہرین" کسی طرح کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر صاف صاف (Deserter) کہا جائے تو یہ لوگ بھگوڑے ہیں بھگوڑے۔ چونکہ ان لوگوں نے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد حکومت اور ملک کو دھوکا دیا، ان اجتماعی فارموں کو دھوکا دیا جو ان کی مدد کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے یہ لوگ اجتماعی فارم میں جا کر کام کرنے کے مقابلے میں ماسکو میں رہ کر کسی بھی قسم کا کام کرنے کے لیے تیار ہیں" (۱۰۱)۔

ان اشاروں کی عملی صورتیں آج کے حالات میں نظر آجاتی ہیں۔ ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کاؤنسل کے صدر ڈی وی گریشین کے مطابق "پانچ ہزار ڈاکٹروں کو ۱۹۶۱ میں دیہی علاقوں میں مستقل عہدوں پر مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن تقریباً اتنی ہی تعداد میں لوگ دیہی طبی ادارے چھوڑ کر شہروں کی طرف منتقل ہو گئے۔ اس لیے دیہی علاقوں میں بہت سے طبی ادارے بغیر ڈاکٹروں کے موجود ہیں" (۱۰۲)۔

۱۹۶۰۔۶۱ کے درمیان مشینوں کو چلانے والے جو قزاقستان اجتماعی اور سرکاری فارم چھوڑ کر چلے گئے ان کی تعداد نو آمدہ لوگوں اور ان لوگوں کی تعداد سے زیادہ تھی، جنھوں نے اسی عرصے میں ریپبلک میں ٹریننگ حاصل کی تھی اس قسم کے اعداد

وشمار سے ان مشکلات کا اظہار ہو جاتا ہے جن کا سامنا اچھی صلاحیتوں کے حامل افراد کو زراعت کے حقیقی میدانوں میں بھرتی کرنے کے سلسلے میں حکومت کو کرنا پڑتا ہے۔ دیہی انتظامیہ کے وہ افراد جو ذمہ داریاں سنبھالنے کو تیار ہوتے ہیں ان کیلیے تناؤ اور کشمکش کے چار مختلف ذرائع نظر آتے ہیں، وہ زبردست مانگیں جو ان پر عاید کی جاتی ہیں، وہ دشواریاں جو ان مانگوں کو پورا کرنے کے سلسلے میں ان کے سامنے آتی ہیں، ان توقعات کو پورا نہ کر سکنے کے نتیجے میں جو راہ فرار تلاش کرنے کی یہ لوگ کوشش کرتے ہیں وہ اپنے سے اعلیٰ افسروں کو دھوکا دینے یا ان سے غلط بیانیاں کرنے میں جو خدشات اور خطرات ان کو لاحق ہوتے ہیں سوویت زندگی کے دوسرے حصوں کی طرح، دیہی انتظامیہ کا کارکن بھی پیداوار میں اضافے اور حکومت کو فراہمی کے سلسلے میں منصوبے کی تکمیل اور اس سے زیادہ حصول کے متواتر دباؤ کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ دباؤ ہمیشہ اعصاب شکن حد تک سخت رہتا ہے، لیکن خاص طور پر اس سال کے دوران تو اور بھی سخت ہو جاتا ہے جب موسم خراب رہے، اور اچھی فصل پیدا نہ ہو سکے جنوری ۱۹۶۱ میں مرکزی کمیٹی کے پلینم اور اس کے بعد کے مباحثوں میں اس قسم کی بہت سی مثالیں بڑے ڈرامائی انداز میں منظر عام پر آئیں جن میں کچھ "شرم ناک واقعات" کو بیان کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۸ کی زبردست فصل کے بعد سات سالہ منصوبے میں زرعی پیداوار کے لیے بڑے زبردست امید افزا منصوبے اور نشانے تیار کیے گئے، اور سوویت منتظمین نے عہد کیے کہ وہ انھیں پورا کریں گے بلکہ ان سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ۱۹۵۸ کی اتنی اچھی اور غیر معمولی فصل کے بعد اگلے دو سالوں ۱۹۵۹ اور ۱۹۶۰ کی فصلیں معمولی ہی ہوئیں اور بہت سے عہد و پیمان غیر حقیقی ثابت ہوئے۔ لیکن عذر پیش کرنے یا اپنی ناکامیوں کا اعتراف کرنے کے بجائے، جن سے ان کی شخصیتوں کی اٹھان کے خاتمے کا خدشہ پیدا ہو جاتا، بہت سے پارٹی افسران اور مقامی زراعتی منتظمین نے دھوکے اور فریب کے کچھ نئے اور کچھ پرانے راستے اپنائے اور اعداد و شمار کی اس طرح قطع برید کی کہ منصوبے کی تکمیل بلکہ اس سے بھی زیادہ حصول دکھایا جا سکے۔

عظمت کے ان بھوکوں میں ایک عظیم شخصیت مرحوم اے ۔ این' للاریالوو کی بھی تھی جو ریازان اوبلاسٹ (Riazan Oblast) کا پہلا سکریٹری تھا اس نے عہد کیا تھا کہ اس کا اوبلاسٹ ۱۹۵۸ کے مقابلے میں ۱۹۵۹ کے سال میں ۲۸۰ فی صدی زیادہ گوشت پیدا کرے گا ۔ مرکزی کمیٹی کے دسمبر ۱۹۵۹ کے پلینم میں لاریالوو نے اس منصوبے کی تکمیل کی اطلاع دے دی' اور اس پر خروشچیف نے بڑی گرم جوشی سے تحسین و آفرین بھی کی' اور ریازان کی آبادی کی اس غیر معمولی کامیابی کو ہر جگہ شہرت دی گئی تاکہ اور لوگ بھی اس کو مثال بنا کر عمل کریں لیکن اگلے ہی سال کے دوران یہ بات پوری طرح کھل گئی کہ ریازان کی یہ کامیابی محض ایک دھوکا تھی جنوری ۱۹۶۱ کے پلینم میں خروشچیف نے انکشاف کیا کہ اس منصوبے کو پورا کرنے کے لیے ریازان کے لوگوں نے" اپنے مویشیوں کی تعداد کو گھٹا دیا ۔ اور اگلے سال کے لیے اپنی ترقی کے مواقع کو کم کر دیا دوسرے فارموں سے خریدے ہوئے مویشیوں کو اپنے فارم کی پیداوار ظاہر کر کے اپنے گذشتہ ریکارڈوں میں کانٹ چھانٹ اور اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی مثالیں بھی موجود تھیں ایسی حرکتیں کرنے والوں کو واجب قسم کی سزائیں بھی دی گئیں" (۱۰۲) کیا لاریالوو کے آئندہ زوال میں ان بدعنوانیوں کے انکشافات کو بھی کوئی دخل تھا ۔ اس کے متعلق کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی ۔

ایک ایسا ہی ستم ظریفانہ سلسلہ تاجیک پارٹی کے منتظم ٹی' یو' الزابائیو (T.U-Uldzabayev...) سے تعلق رکھتا تھا ۔ کئی سالوں سے تاجیک ریپبلک کی منصوبوں کی تکمیل اور روئی کی بہت اچھی پیداوار کے سلسلے میں بے حد تعریف و تحسین ہو رہی تھی' اور اسے دنیا میں سب سے اونچی شرح پیداوار بتلایا جا رہا تھا ۔ لیکن جنوری ۱۹۶۱ کے پارٹی پلینم میں یہ اشارہ نظر آیا کہ اس سلسلے میں کوئی جھنجھٹ کھڑا ہونے والا ہے' لیکن اس جعل سازی کی پوری کیفیات اس وقت تک کھل کر سامنے نہ آسکیں جب تک اپریل ۱۹۶۱ میں تاجیک پارٹی پلینم میں مرکزی کمیٹی کے سکریٹری کوزلوو (Kuzlov) نے تاجیک ریپبلک کے لیڈروں کی صفائی'

کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع نہیں کیا۔ اسی پلینم میں انکشاف کیا گیا کہ گذشتہ تین سالوں سے تاجکستان سے روئی کے حصول کا منصوبہ حقیقت میں پورا نہیں ہو سکا ہے، حالانکہ ہر سال وہاں کے لیڈروں نے یہی اطلاع دی کہ منصوبے میں مقررہ نشانے سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پہلے سکریٹری اور دوسرے بہت سے اعلیٰ افسروں کی زیر دست سیاسی غلطیوں اور بڑے پیمانے پر روئی کے حصول کے جھوٹے حسابات تیار کرانے (۱۰۴) کے سلسلے میں سخت ترین مذمت کی گئی۔ اعداد وشمار کو بڑھا چڑھا کر غلط مقداروں کی اطلاع دی گئی، ان میں براہ راست بھی غلط بیانی کی گئی اور اجتماعی فارموں کے صدروں پر دباؤ بھی ڈالا گیا کہ وہ اپنے حسابات وغیرہ میں اضافے دکھلائیں۔ اس قسم کا دباؤ روئی صاف کرنے کے کارخانے کے ڈائرکٹروں اور مرکزی اعداد وشمار کے ڈائرکٹر یٹ کے افسروں پر بھی ڈالا گیا۔

اس قسم کی حرکتیں کافی وسیع پیمانے پر اور علاقوں میں بھی نظر آئیں۔ پارٹی اور حکومت کے افسروں کو سازشوں میں ساتھ لے کر حصول کے ذمے دار شعبوں کی طرف سے اجتماعی اور سرکاری فارموں کو جھوٹی رسیدیں دی گئیں تاکہ پیداوار اور فراہمی کی مقدار کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کیا جا سکے۔ اعلیٰ افسران کی طرف سے اجتماعی فارموں اور سرکاری فارموں کے مینجروں کو اجازت دی گئی بلکہ بعض صورتوں میں اس حرکت کے لیے لالچ اور ترغیب بھی دی گئی کہ وہ گوشت، دودھ، انڈے اور مکھن جیسی پیداواروں کو حکومت کے گوداموں یا اجتماعی فارم بازاروں سے خریدیں اور انھیں اپنے اجتماعی یا سرکاری فارموں کی طرف سے کی جانے والی فراہمیوں میں شامل کر دیں۔ ایک اور عام طریقہ یہ بھی تھا کہ چارے اور غلے کے بیج کے ذخیرے کو غلے کی فراہمی کے منصوبے کو پورا کرنے میں شامل کر دیا جاتا تھا۔ ۱۹۶۱ کے پارٹی پلینم میں خروشچیف نے ایسے افسروں کی بڑے پرزور انداز میں مذمت کی، اور انھیں لفاظ قسم کے مقرروں کا نام دیا، جو بغیر سوچے سمجھے (Wind-bags) بڑے بڑے وعدے اور عہد کر لیتے ہیں اور پھر انہیں پورا نہیں کر پاتے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو فراہمی کے منصوبوں میں کٹوتی کر کے خود اپنی زندگی کو آسانی سے گزارنا چاہتے ہیں، پھر اس کے بعد کل یونین ذخیروں میں سے فراہمی کا بڑا حصہ حاصل کر لینے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خود کو عوام کے سامنے اپنے اوپر عاید شدہ مانگوں کی تکمیل کا انتہائی پابند ظاہر کرنے کی غرض سے غلّے کے گوداموں سے اناج کا ایک ایک دانہ صاف کر دیتے ہیں، کھانے کا غلّہ اور بیج کے لیے محفوظ کیا ہوا غلّہ تک باقی نہیں چھوڑتے اور پھر بیج کے لیے حکومت کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ ایسے "نمائشی لیڈر" خروشچیف نے ان کے متعلق اظہار کیا تھا، "دیوالیہ" قسم کے لوگ ہیں، جو پارٹی میں ممبر رہنے کے بھی قابل نہیں کہے جا سکتے۔ اس نے دعدہ کیا تھا کہ "وہ لوگ جو پارٹی اور حکومت کے احکامات کی حکم عدولی کے مرتکب پائے جائیں گے انھیں پارٹی سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور ان پر مقدمے چلائے جائیں گے" (۱۰۵) ۱۱ر جنوری ۱۹۶۱ کے پلینم کے بعد ایسا ہوا بھی۔ جنوری کے اس پلینم کی روداد پڑھنے سے سودیت زراعت کے اس متضاد قسم کے مسئلے کے سارے رُخ بخوبی سمجھ میں آجاتے ہیں، جو اس میدان کے افسروں اور کارکنوں کے سامنے درپیش تھا۔ اور جس میں یہ لوگ ایک طرف سے زیادہ سے زیادہ پیداوار کی کبھی نہ ختم ہونے والی مانگ، اور دوسری طرف ان مانگوں کو پورا نہ کر سکنے میں اپنی ناقابلیت کے درمیان میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس پلینم میں خروشچیف نے اس مسئلے کا جو جواب دیا وہ بالکل صاف تھا اس نے بیان کیا: "اگر کوئی رہنما یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے کام کو صحیح طرح نہیں چلا سکتا تو اسے آ کر یہ بات صاف صاف کہنی چاہیے ساتھیوں میں اپنے کام میں ناکام رہا ہوں'۔ میں صوبے کی رہنمائی نہیں کر سکتا میں نے خود اپنے اوپر بھروسہ کھو دیا ہے مجھے استعفا دے دینا چاہیے (۱۰۶) ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل خود خروشچیف کو اچھا لگ سکتا تھا لیکن خود ان لوگوں کو اس میں دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی جن کے لیے اس کی سفارش کی جا رہی تھی۔ اس کے لیے جو متبادل راستہ موجود تھا وہ یہی تھا کہ اپنی کمزوریوں اور ناکامیوں کو چھپایا جائے یہ امید

کی جائے کہ اس کے خراب نتائج سے بچ نکلنا ممکن ہوگا، اور اس سے پیدا ہونے والے خدشات اور خطرات کو مول لیا جائے۔ سوویت پارٹی اور زرعی افسروں میں سے بہت سے افراد نے یہی راستہ اپنایا بھی اور گرفت ہو جانے کے بعد اس کی سزائیں بھی بھگتیں۔

کافی مدت سے سوویت زراعت کی یہ ایک خصوصیت سی ہوگئی ہے کہ اجتماعی فارموں کے صدر اور مقامی پارٹیوں کے ایسے افسروں میں متواتر ردّ و بدل نظر آتا رہا ہے، جن کو دیہی حصے کی نگرانی کے کام پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اس مستقل آمد و رفت اور تبدیلیوں کے اثرات صرف ان مسائل کی صورتوں میں ہی رونما نہیں ہوتے جو دیہی علاقوں میں انتظامیہ کے کاموں پر تقرری کے لیے مناسب افراد انتخاب کے سلسلے میں حکومت کو پیش آتے ہیں، بلکہ ان کا ایک رُخ وہ بھی ہوتا ہے کہ خود دیہی علاقوں کے منتظمین بھی اپنے گنجلک قسم کے کاموں کو پورا کرنے میں بے حد پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ سوویت زندگی کے دوسرے حصوں کی طرح زرعی افسر بھی اپنی حیثیت کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لیے آپسی گٹھ جوڑ اور حلقے تعمیر کر لینے کی طرف رجوع ہو گئے ہیں، تاکہ اعلیٰ گرفتوں سے خود کو کسی حد تک محفوظ رکھ سکیں۔ ان حلقوں کو توڑنے کی غرض سے اور اپنی مانگوں کو پوری طرح عاید کرنے کے لیے، حکومت نے بھی مرکزی گرفتوں کو بڑھایا ہے۔ اور ان میں سختی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور ان "خاندانی" حلقوں کو مضبوط نہ ہونے دینے اور ان سے بچے رہنے کے لیے متبادلوں اور تقرری کا ایک نظام پیدا کر لیا ہے۔ اس طرح ایک مستقل اور کبھی نہ ختم ہونے والی رسّہ کشی کی سی کیفیت موجود رہتی ہے، جس میں دیہی افسر مرکز کے خلاف ایک تحفظی دائرہ پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں اور دوسری طرف حکومت کے رہنما اپنے نچلے درجوں پر غیر محفوظ ہونے کا احساس پیدا کر کے اور ایسے مقامی افسروں میں سے، جو پیداوار میں ناکام رہتے ہیں قربانی کے بکرے تلاش کر لینے کی متواتر مہموں کے ذریعے، اپنی گرفتوں کو اور زیادہ مضبوط اور بااثر بنانے

کی کوشش کرتے رہتے ہیں حکومت کے نقطۂ نگاہ سے دیہی منتظم کی مستعدی اور اس کی وفاداری کے لیے صرف ایک جانچ کا پیمانہ ہے۔ حکومت اور پارٹی کی طرف سے مقرر کیے گئے فراہمی کے نشانوں کو پورا کرنے میں اس کی قابلیت! اس مستقل دباؤ سے پیدا ہونے والے تناؤ اور کش مکش ایک مستقل اور ناگزیر ماحول پیدا کر دیتی ہے۔ جن میں کام کرنے کے لیے یہ دیہی افسر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

سوویت زراعت کا مستقبل

سوویت زراعت کے انتظامیہ امور میں بہت سی خامیوں اور کمزوریوں اور ان مشکلات کے باوجود جو پیداوار اور حصول کے نشانوں کو حاصل کرنے میں پیش آتی رہی ہیں، یہ تصور کرنا بھی ایک غلطی ہوگا کہ سوویت زراعت میں جمود پیدا ہو جانا یا اس کی اٹھان میں رکاوٹ پیدا ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے پیداوار کے اضافے کے لیے سائنٹفک معلومات اور تکنیکی صلاحیتوں کے امکانات بہر طور موجود ہیں، اور وقت کے ساتھ شاید ان کو پوری طرح استعمال بھی کیا جائے گا۔ بہت سی صورتوں میں زراعت ہی سوویت معاشیات کا سب سے پسماندہ حصہ نظر آتا ہے جیسا کہ خروشچیف نے ۵ رمارچ ۱۹۶۲ کو مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں سرکاری فارموں تک کے لیے جہاں زراعت میں مشینی استعمال سب سے زیادہ ترقی یافتہ شکل میں موجود ہے۔ خود اظہار کیا تھا "زیادہ سے زیادہ ایک چوتھائی گایوں کا دودھ مشینوں کی مدد سے نکالا جاتا ہے غذا کے استعمال میں آنے والی مکا کی فصل کی کٹائی کا بڑا حصہ ہاتھوں سے کاٹا جاتا ہے چقندر اور آلووں کی فصل میں مشین کا استعمال نہیں ہوتا، اور بار برداری کے لیے مشین بہت ہی کم موجود ہیں"(۱۰۷) المزراعتی مشینوں، کھادوں، اور جھاڑ جھنکار موجودہ ضرورت کے تناسب سے اب بھی بہت ختم کرنے والی دواؤں کی پیداوار کم ہے سوویت زراعت کی آئندہ ترقی کا دارو مدار اب تنظیمی گرفتوں اور ان میں ردوبدل پیدا کرنے پر اتنا نہیں جتنا اس بات پر ہے کہ سوویت رہنما اس میں موجود ترغیب و تحریک کے نظام میں کتنی بہتری

پیدا کرنا چاہتے ہیں اور زراعت میں کتنی زیادہ سرمایہ کاری کے لیے تیار ہیں۔ اگر زرعی مشینوں کی موجودہ تعداد، کھادوں، حشرات الارض مارنے والی دواؤں اور ترقی یافتہ بیجوں کی پیداوار میں اضافے کے لیے ذرائع میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے، آبپاشی کی سہولیتں اور بہتر کی جائیں، زراعتی میدان کے کارکنوں کو تربیت دی جائے، زراعتی مزدوروں کی آمدنیوں میں اضافہ کیا جائے، اور انھیں بھی شہر میں حاصل ہونے والی زندگی کی سہولیتں بہم پہنچائی جائیں تو اس قسم کی پیش گوئی کرنے میں کوئی خطرہ نظر نہیں آتا کہ زراعتی پیداوار میں کافی حد تک اضافہ ممکن ہوگا۔ لیکن جب تک اس قسم کے اقدامات نہیں اٹھائے جاتے سوویت زراعت سوویت معاشیات کا ایک ایسا حصّہ رہے گی جس میں مسائل ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

سترھواں باب

سوویت سیاسی نظام ـــ مسائل اور توقعات

ایک ترقی پذیر آمری نظام عام ذہنوں پر ایک ایسا تاثر چھوڑنا چاہتا ہے۔ جیسے اس میں کسی قسم کا جھول موجود نہیں ہے۔ اور اس کی طاقت اور اقتدار لازوال ہے لیکن اس کی داخلی کمزوریوں کا احساس صحیح معنوں میں اس کے زوال کے بعد ہی ہوتا ہے۔ سوویت نظام نے انقلاب کے بعد سے بنتالیس سال کے نشیب و فراز اور اچھے بُرے حالات جھیل لئے ہیں جن میں جنگ، اندرونی بحران، اور طوفانی رفتار سے ہونے والے تعمیری کام سبھی کچھ شامل رہے ہیں ان آزمائشوں سے گذر کر یہ نظام اب ایسی حد پر پہنچ چکا ہے جہاں اس کا شمار دنیا کے دو مضبوط ترین اور انتہائی طاقتور ملکوں میں ہوتا ہے لیکن کیا اس استقلال و استحکام سے اور توسیع و مضبوطی حاصل کر لینے کے سلسلے میں اس نے جس صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ خود کو اس انجام سے بچا لینے میں کامیاب رہے گا جن کا شکار اس کے حریف فاشسٹ اور نازی نظام ہو چکے ہیں کیا سوویت رہنماؤں نے فی الحقیقت کوئی ایسا حقیقی اور نیا فارمولا ڈھونڈھ نکالا ہے، جو انھیں صنعتی برتری اور دنیا پر فوقیت اور تسلط حاصل کر لینے میں بھی کامیاب کر سکے گا۔ یا پھر سوویت حکومتی نظام میں کچھ ایسے مہلک نقص موجود ہیں، جو اس کے انجام کو محض تباہی تک لے جائیں گے اور یہ بھی صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے گا؟

سوویت نظام کے سیاسی جماؤ کو بالکل صحیح ناپنے کے لیئے تو کوئی

پیمانہ موجود نہیں ہے لیکن کم از کم اس کی مضبوطاور کمزوریوں کو ضرور الگ الگ کر کے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور اس میں موجود مختلف رجحانات، میلانات اور مسائل کا ضرور مطالعہ کیا جاسکتا ہے اسکے باوجود بھی مستقبل کے لیے کوئی خاص پیشین گوئی کرنا ایک خطرناک کوشش ہوگی۔ سوویت حکومت اور پورا نظام بہت سی صورتوں میں اب اس بنیادی سیاسی نظام سے بہت مختلف ہے، جو انقلاب کے بعد کی پہلی دہائی میں ابھر کر سامنے آیا تھا اور آنے والی دہائیاں کچھ ایسی تبدیلیاں اپنے ساتھ لا سکتی ہیں جنھیں انتہائی باریک بین مبصر بھی اپنے ذہن میں نہیں لاسکتا۔

مستقبل بہرحال ماضی میں ہی مضمر ہوتا ہے۔ آن حدود کے اعتبار سے جو ماضی کے حالات مستقبل پر عائد کرتے ہیں اور ان امکانات اور مواقع کے اعتبار سے بھی جو ماضی اپنے مستقبل کو بخشتا ہے۔ اسٹالن کے طویل عہد حکومت کے دوران سوویت سوسائٹی پر ایک ایسا انداز اور کچھ ایسا نظام مسلط کیا گیا تھا جس کے اثرات پورے ملک پر اب بھی نظر آتے ہیں اسٹالن نے ایک ایسا ڈھانچہ تعمیر کیا تھا جس میں مرکزیت موجود تھی۔ اور ایک ایسی اعلیٰ حیثیت ابھر آئی تھی جس کے احکامات کی بے چون چرا اطاعت اور فرمابرداری ہر شخص کی اپنی بقاء کے لیے اوّلین بن گئی تھی آس نے اعلیٰ اقتدار کے لیے اپنے ہر حقیقی اور امکانی رقیب کو پوری طرح ختم کر دیا تھا رہنما پرستی کے ایک ایسے جذبے کی نشونما کو ترغیب دی تھی جس میں خود آس کی اپنی خصوصیت کو بھی ذہنوں پر مسلط ہو جانے کا موقع مل گیا تھا کہ وہ خدا کی طرح غلطی سرزد نہیں کرسکتا۔ آس نے ایک ایسا حکومتی نظام پیدا کر دیا جس میں مختلف افسری عملے ایک دوسرے کے مقابل رہتے تھے۔ ایک دوسرے پر سبقت اور فوقیت رکھتے تھے۔ اور ان میں پارٹی اور پولس دونوں ہی دخیل ہوتے تھے۔ پارٹی اور پولس خود ایک دوسرے کی نگرانی بھی کرتی رہتی تھیں اور فوج انتظامیہ اور سوویت زندگی کے تمام منظم حصّوں میں گھس کر اپنے فرائض بھی انجام دیتی رہتی تھیں خود آس نے اپنی آخری اور اعلیٰ ترین حیثیت کو بھی کچھ اس انداز سے محفوظ کر لیا کہ وہ اس پورے نظام کی ہدایت کاری اور اس میں تال میل پیدا کرنے کے کام کو اس طرح پورا کرتا ہے کہ خود آس کی مداخلت چکایا ہی نہ جاسکے۔ اور کسی متنازعہ مسئلے کا آخری حل بغیر آس کی ہدایت

کے نہ نکالا جاسکے۔ اُس نے حیثیت اور اقتدار کے ایک دوسرے سے ٹکرانے والے سلسلوں کو کچھ ایسے انداز سے گرفت میں رکھا کہ جس سے خود گرفت رکھنے والوں اور جن پر گرفت رکھی جا رہی ہے اور جو منصوبوں اور ہدایات کی تکمیل کے ذمے دار ٹھہرائے جاتے ہیں دونوں پر ہی قابو حاصل ہو سکے۔ اُس نے اپنے ماتحتوں کے درمیان طاقت کے بٹوارے سے فائدہ حاصل کیا۔ اور خود اپنی طاقت کو امکانی خدشات سے بھی بچائے رکھا۔

اسٹالنی آمریت کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اُس نے اہم ترین مقصد کے حصول کے لیے تمام مادی اور انسانی ذرائع کو ایک نکتے پر مرکوز کر لیا تھا۔ اس بات کو اور واضح اصطلاح میں اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ:

اس نے فوجی طاقت کو مضبوط کرنے اور بھاری صنعتوں کی ایک ایسی بنیاد کی تعمیر کا کام انجام دیا جس سے عام صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی۔ اور جدید ترین جنگی ہتھیار، مشنری اور کارخانے حاصل ہو گئے۔ اس اولین ترجیح کا اثر سوویت زندگی کے ہر شعبے پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی تھا کہ عام استعمالی اشیاء، رہائشی مکانوں کی تعمیر اور زراعت کو نظر انداز کیا گیا۔ اس کی وجہ سے منصوبہ بند صنعتی ترقی کے مقررہ نشانوں کے حصول کو پارٹی، پولس" اور انتظامیہ کے ڈھانچے، غرض ہر شعبے کے لیے ایک اولین مقصد بنا دیا گیا۔ اس نے سوویت معاشیات کی ہدایت کاری کے لیے منیجری، تکنیکی اور سائنسی دانشور زمرے کے ممبروں کو ایک مخصوص اہمیت بخشی جس کے نتیجے میں اُن کی حیثیت و وقار میں اضافہ ہوا اور سوویت سوسائٹی میں وہ مادی فوائد اور مراعات جو بہت کامیاب تھے، اُن تک اس زمرے کی پہنچ آسان ہو گئی اس کا مطلب ڈسپلن میں سختی پیدا کرنا بھی تھا۔ اور حکومت کے این آر کار کو اور زیادہ استحکام اور اہمیت بخشنا بھی تھا۔ جن میں سرمایہ کاری کی توسیع کے نتیجے میں دی جانے والی ضروری قربانیوں کے تسلط کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ان سب کے پیچھے بنیادی مقصد وہی تھا کہ حکومت اور ملک کی طاقت کو مضبوط کیا جائے آمری ڈکٹیٹرشپ کے جس فن کی آٹھان اسٹالن کی سرپرستی میں ہوئی۔

اس کی نشوونما کے لیے ایک ایسی زبردست صلاحیت درکار تھی جس کے ذریعے لوگوں کے ضبط وتحمل اور قوت برداشت کا بالکل صحیح صحیح اندازہ لگایا جاتا رہے، اور جب قوت صورت حال کے ناقابل برداشت حد تک بگڑ جانے کا خدشہ پیدا ہو جائے تو اس وقت ایک رنگین اور امید افزا مستقبل کا خاکہ پیش کر دیا جائے'۔

جب طاقت اور قوت عمل کے پرانے سوتے خشک ہونے لگیں تو نئے ذرائع ڈھونڈ لئے جائیں، جس وقت خطرات بہت کم ہوں اس وقت دباؤ کا استعمال کیا جائے۔ اور جب اس دباؤ سے کسی بڑی تباہی یا بحران کا خطرہ پیدا ہونے لگے تو اس وقت اس دھارے کو موڑ دیا جائے۔ اسٹالن نے خود اپنی ذات کو اس جوڑ توڑ کا ایک ماہر استاد ثابت کر دیا۔ اس نے اپنی مقتدر حیثیت کے اصل جوہر کو بھی کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا بلکہ سویت حکومت میں اقتدار اور اختیار کے اہم ترین سرچشموں پر اس کی گرفت متواتر مضبوط ہی ہوتی رہی لیکن ساتھ ہی اس نے اقتدار کی اس جنگ میں وقتاً فوقتاً مراعات اور سانس لینے کی مہلتیں بھی دیں۔ ورنہ تاکیا صلاحیتوں کا بھی مظاہرہ کیا۔ ... موقعوں پر نئی پالیسوں کو چھوڑ کر اور پرانی پالیساں اختیار کر کے اس نے وہ ضروری وقفہ فراہم کر لیا جس میں وہ اپنی حیثیت کو ایک بار پھر مضبوط کر سکے۔ اور گذشتہ پالیسیوں کے نتیجے میں جو عناصر اس سے چھوٹ کر علیحدہ ہو گئے تھے انھیں پھر اپنے ساتھ شامل کر سکے۔ دشواریوں اور غلطیوں کو اپنے ماتحتوں کے سر تھوپ دینے، اور انھیں ملزم ٹھہرانے میں اس نے پوری مہارت کا مظاہرہ کیا لیکن ہر قسم کی کامیابی اور حصول اور ترقی اور مراعات کا سہرا خود اسی کے سر رہا۔ اس نے خود اپنی حیثیت کے تحفظ اور پوری قوم کی طاقت کو حکومت کی خدمت پر مرکوز رکھنے کے لیے، ایک طرف سخت ترین دباؤ اور دوسری طرف نسبتاً نرمی اور مراعات کا ایک متواتر اور متبادل سلسلہ جاری رکھا۔

جیسے جیسے آمریت کی نشوونما میں اسٹالنیت پختہ ہوتی گئی۔ اس کی شعبہ داری خصوصیت بھی مستحکم ہوتی گئی۔ پولس، فوج اور انتظامیہ کے طریقِ کار میں شعبے داریت اور افسر شاہی کی سختی پیدا ہوتی گئی'۔ اس کے ساتھ ساتھ عہدے اور خطاب، یونیفارم اور ... وغیرہ، جو زار شاہی سیاسی دور کی یاد

گار تھے وہ بھی قائم ہوئے وہ افسرانہ طرز فکر اور نظریہ مستحکم ہوا جس میں حکومت کی خدمات کو اہم ترین جگہ دی جاتی تھی لیکن ساتھ ہی اس میں قوم پرستی کے جذبے کو بھی سمو دیا گیا تھا۔ اور اس نے ذہنوں کو ایک ایسے شکنجے میں جکڑ دیا تھا۔ جس کے بعد نہ کسی چیلنج کا امکان باقی رہتا تھا نہ کسی تنقید کا۔

بعد کے دور میں اسٹالینیت نے یہ کوشش بھی کی کہ یہ اپنی بنیادوں کو خاندانی زندگی اور تعلیم سے متعلق قدیم روایاتِ حکومت کی ہدایات اور احکامات کا تقدس، اور قدامت پرست چرچ سے ایک معاہدے کے ذریعے جس میں مذہبی رسوم کی ادائیگی کی قیمت دے کر ان کی فرمانبرداری خرید لی جائے اور ایسی ہی سابقہ اقتدار کو قبول کر کے، حیثیت اور اقتدار کی روایتی اہمیت کو ذہنوں میں اور مضبوطی سے جمائے۔ قوم کی قوت عمل میں اضافے پر مستقل زور بڑھتا گیا۔ اور صنعتی اور فوجی ترقی کو اس کے حصول کی راہیں بتایا گیا۔ قومی آمدنی کی تقسیم میں ایسے طریقے پر زور دیا گیا جس میں پیداوار میں اضافے پر انعام و اکرام اور سستی اور ناکارہ پن پر جرمانے کیئے جا سکیں۔ دانشوروں کے لیے مادی مراعات اور فوائد میں اضافہ کیا گیا اور حکومت کی پوری طاقت کا انحصار آخر میں بالکل اعلیٰ سطح کے افراد کے اعتماد و وفاداری پر ہو گیا۔

اپنے ذاتی تسلط اور غلبے کو محفوظ رکھنے اور کسی امکانی چیلنج سے خود کو بچائے رکھنے کے لیے اسٹالن کو اپنے اقتدار و اختیار کو ایک شعبے داریت کی شکل دینی لازمی ہو گئی گو کہ پارٹی، خفیہ پولس، فوج، حکومت کے منتظمین اور صنعتی مینجمنٹ کے عظیم افسری عملے اسی کی ہدایت اور رہنمائی پر انحصار رکھتے تھے لیکن خود اپنے حلقے اور میدان میں یہ بھی اثر اور اقتدار کا ایک اہم مرکز بن گئے۔ ان میں سے ہر ایک شعبے کو صلاحیت اور قوت کارگردگی کا ایک ایسا ذخیرہ کہا جا سکتا تھا جس سے اسٹالن خود اپنی مقصد براری کے لیے وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق مدد حاصل کرتا رہتا تھا۔ افراد اور شخصیتوں کو فراموش کیا جا سکتا تھا ان

کے بغیر کام بھی چل سکتا تھا، اور چلا بھی۔ لیکن بذات خود یہ آلۂ کار ایک اگز یر
حیثیت کا مالک تھا۔ اس کے ہر مخصوص حصے میں ہر ہر جگہ پر شعبے داریت کی جھلک
نظر آجاتی تھی، اس آلۂ کار کا ہر بازو اپنے مخصوص مفادات کو پیش نظر رکھ کر فیصلے
کرتا اور مستقل اس بات کے لیے کوشاں رہتا کہ اپنے موجودہ حلقۂ عمل کی حفاظت
کرتا رہے اور اگر ممکن ہو تو اس میں توسیع بھی کر لے۔ اسٹالن کی آمریت کے آہنی
پردے کے پیچھے افسر شاہی کے پیشہ ورانہ مفادات کا ٹکراؤ بھی ہوتا رہتا۔ یہ
وہی طاقتیں تھیں، جن پر اسٹالن کے بعد اُس کے جانشینوں کو انحصار کرنا تھا۔
اپنے جانشینوں کے لیے اسٹالن نے جو ورثہ چھوڑا
اُس کے دو پہلو تھے، تعمیری بھی تخریبی بھی خواہ آپ کے اپنائے ہوئے طریقوں
کو کتنا بھی شدید اور کرخت کہا جائے لیکن بہر حال اُن کی مدد سے آپ نے
صنعتی ترقی کی ایک ایسی مہم ضرور کامیابی کے ساتھ چلائی جس سے سویت
یونین دنیا کے ممتاز صنعتی ترقی یافتہ اور فوجی اعتبار سے مضبوط ترین ممالک
میں گنا جائے۔ اس نے صنعتی ترقی کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو پوری
طرح سمجھ لیا تھا۔ اور اسی لیے اُس نے سائنسی اور تکنیکی تعلیم پر پوری توجہ
مرکوز رکھی اور اسی پر آج سویت یونین کی موجودہ سائنسی اور تکنیکی کامیابیوں
کا انحصار ہے۔ مساوات اور معاشی برابری کے تصور سے منہ موڑ کر اس نے معاوضوں
کا ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں زیادہ پیداوار کے لیے انعام و اکرام کی طرح طرح کی
تراش لی جاتی تھیں صنعتی ترقی میں اعلیٰ حیثیتوں پر ماہر مینجر، انجینئر اور سائنسی
ماہرین دانشوروں کا زمرہ حکومت کی نگاہوں میں ایک ممتاز اور ترجیحی حیثیت
حاصل کر گیا اور اسے انعام و اکرام سے نوازا جانے لگا۔
لیکن جبریہ صنعتی ترقی کو اپنی قیمت بھی بہت مہنگی چکانی پڑی
غذا، ضرورت زندگی کا دوسرا سامان، اور رہائشی مکانوں کی مستقل قلت
سویت زندگی کی ایک عام خصوصیت ہی بن کر رہ گئی اور ظاہر ہے کہ اس کا بدترین
بوجھ سویت سماج کے نچلے حصے پر پڑا۔ زراعت کو نظر انداز کرنا پڑا اور سویت شہریوں

کی زبان میں اجتماعی فارم (KOLKHOZ) کو پچھڑے پن، مصیبت اور گھٹیا معیار زندگی، کا مترادف لفظ سمجھا جانے لگا جبریہ صنعتی ترقی کی کوشش کے معنی ایک مستقل دباؤ کے ضرور تھے۔ لیکن اسٹالن نے خوف و ہراس کے چکر کو کچھ اتنا سخت اور تیز کر دیا کہ اس کا نتیجہ نفی میں پیدا ہوا۔ اور اس نفی میں بھی زیادتی ہی ہوتی چلی گئی اس نے لاکھوں سویت شہریوں کو جبریہ مزدور کیمپوں میں بھیجا اور دوسرے لاکھوں افراد کو اس انداز میں کام کرنے پر مجبور کر دیا جسے قید کی مشقت سے بہت زیادہ مختلف نہیں کہا جا سکتا۔ خوف اور ایسی شبہات سویت سوسائٹی میں سرایت کر گئے اور جیسا کہ بیسویں پارٹی کانگریس میں خروشچیف کی ایک خفیہ تقریر سے اظہار ہوتا ہے، خود اسٹالن کے قریب ترین ساتھی اور رہنما بھی ایسے خوف میں زندگی گذارتے رہنے کے عادی ہو گئے جس میں انھیں ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کبھی بھی انکی حیثیت اور اقتدار کا یک بیک خاتمہ ہو سکتا ہے۔ سویت دانشوروں کو مراعات ضرور حاصل تھیں، لیکن اس میں سکون اور استحکام نہیں تھا انھیں بھی ایک بے اعتمادی کے ماحول اور ایسے احساس کے ساتھ کام کرنا پڑتا تھا جس پر ہر وقت پوری طرح نگرانی رہتی تھی۔ اسٹالن نے خود اپنے تحفظ کی بنیاد اپنے ارد گرد حلقے کے غیر تحفظ اور ناپائیداری پر رکھی تھی وہ محکومانہ چاپلوسی جس کے ذریعے وہ اسٹالن کی طرفداری اور نوازشیں حاصل کرتے تھے، اس کے پیچھے ایک گہری تلخی اور غصہ چھپا ہوا تھا جس کا احساس خروشچیف کی اس خفیہ تقریر سے بخوبی ہو جاتا ہے جیسے جیسے اسٹالن اپنی عمر کے آخری حصے پر پہنچا، اس میں انا اور اپنی عظمت کا احساس اور اسکے ساتھ شبہ اور بے اعتباری اور زیادہ شدت اختیار کرتی گئی۔ اور یہ صرف اس کی موت ہی تھی جس کی وجہ سے 'عظیم صفائی' کی مہم دہرائی نہ گئی۔ اپنی حیثیت اور اختیارات کے سلسلے میں اس کی ضد اس حد تک بڑھی کہ اس کی وجہ سے مرکز پر فیصلوں کا بوجھ اتنا زیادہ ہو گیا کہ ہر چیز الجھ سی گئی۔ اور دوسری طرف نچلے حصے میں تحریک اور کام میں آگے بڑھ کر حصہ لینے کی صلاحیتیں مفلوج ہوتی چلی

گئیں۔ اُس کی اس مرکزیت پسندی نے ایک ایسی صنعتی معاشیات کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ جو خود بھی کافی گنجلک ہوتی جا رہی تھی۔

خروشچیفی آمریت کا نیا ڈھانچہ

اسٹالن کی موت نے ایک دور کا خاتمہ کیا اور اس سے طاقت اور اختیار کا ایک نیا نظام شخصی وجود میں آیا۔ جب جانشینی کی جنگ ختم ہو گئی اور خروشچیف نے اپنے تمام حریفوں کو اپنی راہ سے ہٹا دیا تو آمریت کے ایک نئے ڈھانچے کے نقوش بھی صاف طور پر ابھرتے ہوئے نظر آنے لگے حکومت کا نیا نظام جسے خروشچیف نے ابھارا وہ اُس پورے انداز اور اُن تمام خواہشات کے متوازی تھا جس کو اسٹالن روکے رکھنا چاہتا تھا۔ اسے ایک قسم کی "روشن خیال" اور "معقولیت پسند" آمریت کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جس کی کوشش یہ تھی کہ اسٹالن دور کی بدترین شکایات کو اگر پوری طرح ختم نہ بھی کیا جا سکے تو ہر ممکن حد تک ان کا تدارک ضرور کر دیا جائے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ آمری طرز حکومت کی بنیاد بھی محفوظ رہے

خروشچیف کی سرپرستی میں بھی آمری نظام کی بنیادی شعبے واری خصوصیات بہت حد تک باقی رہیں اُس نے دفتری انداز فکر کو ایک نیا مواد اور ماہیت ضرور بخشی لیکن یہ اسکی وضاحت اور تفسیر یہ خود ہی کر سکتا ہے۔ اور اسکی نظریاتی بنیادوں پر حرف رکھنے والا سوئیت نظام میں کوئی اور موجود نہیں ہے۔ وہ کمیونسٹ پارٹی جس کی سربراہی خروشچیف کے پاس ہے' پورے قانون پر خود ہی اجارہ رکھتی ہے۔ اور یہ قانون ہی حرف آخر ہے۔ اور اس نے خود اپنی حیثیت کے استحکام اور اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے سوویت سوسائٹی پر اُس کا تسلط کچھ اور بھی بڑھا

دیا ہے۔ اس نے بہت سے جبریہ کیمپوں کو توڑا ہے اور پولس اور دوسرے تحفظی شعبوں کو پارٹی کے تحت کیا ہے۔ لیکن خفیہ پولس اب بھی باقی ہے اور اب بھی ضرورت پڑنے پر پوری طرح استعمال کیے جانے کے لئے تیار ہے اس نے فوج پر بھی اپنے تسلط کو قائم کرلیا ہے۔ اور فوج کے اندر پارٹی کی گرفت کو مضبوط کر دیا ہے۔ اب کمیونسٹ مقاصد کے لیے وفاداری کی کسوٹی صرف ایک خصوصیت کہی جاسکتی ہے اور وہ پارٹی سے وفاداری ہے۔ اپنے پیش رفتہ، اسٹالن کی طرح خروشچیف بھی عوامی نشر و اشاعت کے تمام ذرائع پر پوری طرح گرفت رکھتا ہے۔ ایسے تمام ذرائع پر جن سے عوام کی رائے اور ان کے ذہنوں پر اثر پڑسکتا ہے' پارٹی پرچار اور پروپیگنڈے کی بھرمار رہتی ہے اور ایسے کسی سیاسی کام یا تحریک کو ابھرنے کا موقع نہیں دیا جاتا جس سے خود اس کے پروگراموں کو کوئی خطرہ پیدا ہونے کا امکان پیدا ہوجائے ایسی معاشیات کے مسائل کے زیادہ معقولیت پسندانہ حل تلاش کرنے کی کوشش میں جو وقت کے ساتھ ساتھ گنجلک ہوتی جارہی ہے' اس نے عملی فیصلوں کے سلسلے میں غیر مرکزیت کی ضرور ابتدا کی لیکن اس کے ساتھ ہی مجموعی معاشیات کے لیے اس کا اصرار مرکزیت پر ہی رہا ہے۔ اور اسنے ایسے اقدامات بھی اٹھائے ہیں جن سے یہ بات یقینی ہوجائے کہ مرکزی پالیسی کے تحت مقرر شدہ ترجیحات پوری ہوتی رہیں پوری سوسائٹی کے لیے اس کا نظریہ کلیت پر مبنی ہے۔ اور اس کے نزدیک سوسائٹی میں کوئی ایسا رخ موجود نہیں ہے' جس کو پارٹی کی پدرانہ شفقت اور نگرانی سے آزاد رہنے کی اجازت دی جائے۔

حالانکہ گرفت کا وہ نظام جس پر خروشچیف اعتبار کرتا ہے' اپنے حقیقی جوہر کے اعتبار سے پوری طرح آمرانہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کے طریقۂ کار کردگی اور پالیسیاں اسٹالن کے طرز عمل اور پالیسیوں سے ٹکراتی نظر آتی ہیں خروشچیف نے بھی ایسے لوگوں کو قابو میں رکھنے کے لیے جن پر سیاسی اعتبار سے کسی بھی طرح کا شبہ کیا جاسکتا ہے پولس کی نگرانی کا طریقہ بالکل ترک نہیں کیا ہے لیکن سیاسی قیدیوں کے وہ غول جو اس سے پہلے مزدور کیمپوں کی طرف بھیجے جاتے رہتے تھے اس کے زمانے میں ایک ماضی کی داستان بن گئے ہیں۔ اور اسٹالن دور کے خوف و ہراس کا

وہ بادل جس سے پورے ماحول میں ایک دم گھونٹ دینے والی فضا موجود رہتی تھی اب اس میں وہ دباؤ نہیں رہا یا کم از کم وہ اتنی شدت کے ساتھ نظر نہیں آتا سیاسی حیثیت سے بے اعتبار قسم کے عناصر سے نمٹنے کے لیے جو طریقے خروشچیف نے اپنائے ہیں یا جو پابندیاں اور بندشیں اس نے عائد کی ہیں وہ حالانکہ اسٹالن کے طرز عمل کے مقابلے میں کسی طور پر نرم ضرور محسوس ہوتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ان میں اثر بھی کم ہو۔ اس طرح یونیورسٹی کا کوئی طالب علم جو کسی طرح بھی مختلف یا انحرافی جذبات کا مظاہرہ کرتا ہے یا مغربی سیاحوں سے زیادہ ربط ضبط دکھلاتا ہے پہلے اسے حکومتی تحفظی کمیٹی (KGB) میں بلایا جاتا ہے اور متنبہ کر دیا جاتا ہے اگر وہ اس تنبیہ کی پرواہ نہیں کرتا تو اس سلسلے میں اگلا قدم یونیورسٹی سے نکال دیا جانا ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح اس کے اعلیٰ تعلیم کے حصول کا خواب بھی ختم ہو جاتا ہے مستقبل میں ذاتی امتحان ترقی اور عہدہ

اور حیثیتوں پر گرفت رکھنا ہی ہے۔ سب کے لیے بجز ان کے جو بالکل لاپرواہ ہو چکے ہوں کافی وارننگ ہوتی ہے۔ صرف یہ معلومات کہ حکومتی تحفظی کمیٹی ہشیار ہو گئی ہے اور کسی پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اپنا پورا اثر پیدا کر دیتی ہیں اور ہر قسم کے منحرف سیاسی اور نظریاتی دھاروں کو راہ راست پر لے آتی ہیں اب آخری حد کی سزائیں شہر بدر کیا جانا، یا قید وغیرہ اسٹالن کے دور کے مقابلے میں بہت کم نظر آتی ہیں۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا کہ خوف جو اس میں یہ وقتی کمی ایک مستقل حقیقت بن گئی ہے۔ اور اسے دوبارہ پھر کبھی زندہ نہیں کیا جا سکتا بحرانی مواقع پر جیسا کہ ۱۹۵۶ میں ہنگری کی بغاوت کے موقع پر مظاہرہ ہوا، خروشچیف نے بھی انتہائی شدید دباؤ کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ عام صورتوں میں یہ بات ظاہرہ طور پر صحیح ہی کہی جا سکتی ہے کہ اپنی طاقت کے لیے کسی قسم کے چیلنج کو وہ کسی صورت میں پسند نہیں کر سکتا۔ حکومت کے سلسلے میں اسکے عام اور معمولی فارمولے میں خوف ہراس کو بہت کم مرکزی اور بنیادی حیثیت دی گئی ہے اور اس سے اس بات کا ضرور اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنی حمایت اور طرفداری کے لیے زیادہ مقبول عام مثبت طریقوں پر اعتماد کرتا ہے۔

عوامی خوش حالی اور فلاح وبہبود کے سلسلے میں دی جانے والی آسانیوں اور عام ترغیبات کے ڈھانچے میں جو بہتری خروشچیف نے پیدا کی ہے اُس سے بلاشبہ اُسکے دور کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسٹالن کے دور میں اجتماعی فارم سویت زندگی کا سب سے زیادہ پس ماندہ اور دبا ہوا رُخ سمجھے جاتے تھے۔ خروشچیف نے پھلوں کی قیمتوں کو کافی اونچا کرکے ایک متوسط اجتماعی کسان کے معیار زندگی کو اوپر اٹھایا ہے اور اس سے ایسے دیہی علاقوں میں ایک نئی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ شہری مزدوروں کے لیے بھی آپنے جس دلچسپی اور لگن کا مظاہرہ کیا ہے اُس سے بھی اُسے عوامی مقبولیت اور حمایت ملی ہے۔ نئے رہائشی مکانوں کی تعمیر، عام استعمال اشیاء کی زیادہ فراہمی، کم از کم تنخواہ میں اضافہ اور معمر لوگوں کی پنشن، کام کے ہفتے میں کمی، اور آہستہ آہستہ لیکن مستقل طور پر مزدوروں کی اصلی آمدنی میں اضافے جیسے اقدامات سے گذشتہ شکایات کے ازالے میں کسی قدر مدد ضرور ملی ہے اور آئیندہ ترقی اور بہتری کی امیدیں عوام میں پیدا ہوئی ہیں۔ ایک اوسط درجے کے سویت مزدور کے معیار زندگی مغرب کے دوسرے ممالک کے مزدوروں کے معیار زندگی کے مقابلے میں اب اوپر اٹھتا نظر آرہا ہے۔ طاقت اور اختیار کو مستحکم کرنے کے خروشچیف نسخے میں عوامی فلاح وبہبود کے جو عناصر شامل ہوئے ہیں اُن سے اس مقبولیت اور اسکی حیثیت کے استحکام میں بہت مدد ملی ہے۔

فلاح وبہبود اور عوام کی بہتری پر اس مخصوص توجہ کے ساتھ ساتھ خروشچیف نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ وہ اپنی شخصیت کا نقش کچھ اس انداز سے عوام کے ذہنوں پر اُبھارے کہ جیسے یہی وہ لیڈر ہے جو عوام سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اسٹالن شاذونادر ہی کبھی کریملن سے باہر نکلتا تھا۔ اور اسکے اس طلسم کو کہ اس سے کبھی غلطی سرزد ہو ہی نہیں سکتی ایک خاص طرح کا پُراسرار ماحول پیدا کرکے اور عوام سے دوری اور علیحدگی کے ذریعے ایک حراس سا پیدا کرکے ابھارا جاتا تھا۔ اسکے برعکس خروشچیف کی شخصیت کو ایک ایسا نقش بخشا گیا جو ایک بہترین پروپیگنڈا کارکن ہو، ہمہ وقت متحرک انسان ہو۔ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جلسوں میں تقریریں کرتا ہوا اجتماعی فارموں میں خود جاکر معائنے کرتا ہو۔ عوام کی زبان بولتا ہو، اور جیسے

عوام کی مقبولیت حاصل ہو۔ اس عوامیت تیکھی تنقید نے جو اسنے اسٹالن کی شخصیت پرستی کے خلاف کی ان سے اُس نقش کے اُبھارنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں پیدا ہوئی کہ وہ خود بھی ایک علم معرفت کا حامل ہے۔ حالانکہ اسے اپنی اس خواہش کو چھپانے کے لیے ایسے مفروضے کی آڑ لینی پڑی کہ پارٹی سے کبھی غلطی نہیں ہوسکتی۔ عوام کو ساتھ لینے کے اس نئے ڈھنگ سے اُس کوشش کا بھی اظہار ہوتا ہے جس کا مقصد عوام کی طاقتوں کو کمیونسٹ تعمیر میں اور جی جان سے منہمک کر دینا تھا۔ گو کہ اس شرکت کے باوجود بھی عوام بہرحال پارٹی کی ہدایات اور گرفت کے پابند رہتے ہیں اُسنے یہ بھی کوشش کی کہ اسٹالن عہد کی اہم اور بڑی تفریقوں کو کسی حد تک ٹھیک کر دیا جائے اور انقلاب کے ابتدائی چند سالوں میں اُبھرتے ہوئے مساوات کے تصور اور اسکی کشش کو بھی کچھ نئی زندگی بخش دی جائے۔ لیکن اس بات پر بھی اصرار رہا کہ معاوضوں میں تفریق جیسے پیداوار کی بنیاد پر تراشا گیا تھا، اُسکی بھی پابندی ہوتی رہے تاکہ صنعتی ترقی کی بڑھتی ہوئی رفتار کو قائم رکھا جاسکے تعلیمی میدان میں اُسکی اصلاحات اس مقصد کے تحت کہ انکے ذریعے پیداوار اور اسکول کی تعلیم کو اور قریب لایا جاسکے اُسکی یہ مانگ کہ اعلیٰ تعلیم کے لیے تمام امیدوار صنعت اور زراعت میں ایک مقررہ وقت تک شاگردوں یا کام سیکھنے والوں کی حیثیت سے خدمت کریں گے امید ہے کہ تعلیم یافتہ دانشوروں کا یہ نیا حلقہ عوام سے اپنے رشتے کو برقرار رکھے گا۔ اور اسے حکومت کرنے والا ایک علیحدہ طبقہ بن جانے سے روکا جاسکے کمیونسٹ نظریے میں عوامیت اور دانشوری کے متضاد تصورات کے مسئلے کے خلاف جدوجہد، میں خروشچیف کی کوششوں کو بنیادی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ دانشوری کی بنیادوں کو وسیع کر کے اُسے ایک عوامی حمایت بخش دینا چاہتا ہے اسی طرح اسٹالن کے انداز کے برعکس خروشچیف نے پارٹی کو اپنی حکومت کے بنیادی اور اولین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اسٹالن کے دور میں پارٹی اپنی اہمیت اور قوت عمل کے اعتبار سے نیچے آئی تھی۔ اور پارٹی آلہ کار اسٹالن کے احکامات کو پہنچانے والے بہت سے مختلف ذریعوں میں سے صرف ایک ذریعے کی حیثیت رکھتا تھا۔ خروشچیف نے پارٹی میں ایک نئی زندگی پیدا کی ہے۔ اور اپنی ہدایت اور گرفت کے ڈھانچے میں اسے اوپر اُٹھا کر ایک مرکزی حیثیت بخش دی۔ خود پارٹی میں داخلی طور پر بھی اُس انداز کو پھر زندہ کرنے کی

کوشش کی، جسے اسنے لینی سیاروں، کا نام دیا تھا۔ اسمیں پارٹی کے عام اور معمولی ممبروں کا پارٹی کے بحث مباحثے میں اور زیادہ حصہ لینا، نچلے درجے سے آنے والی تنقید کو ترغیب دینا، کانگریسوں، کانفرنسوں، کمیٹیوں اور پارٹی کے دوسرے اہم شعبوں کا اور جلدی جلدی اور کم وقفے میں جمع ہونا اور "ممتاز کارکنوں" اور اجتماعی کسانوں کی پارٹی میں اور زیادہ شمولیت کو اہمیت دینا تاکہ پارٹی کی عوامی بنیادوں کو زیادہ مستحکم اور مضبوط کیا جاسکے، اور اسی قسم کے دوسرے اقدامات شامل ہیں لیکن پارٹی میں اس جمہوری انداز کو داخلی طور پر بڑھاوا دینے کو بھی غلط نہ سمجھا جائے۔ اسٹالن کی طرح خروشچیف بھی خود اپنی حیثیت کیلیے کسی قسم کے خطرے کو برداشت نہیں کرتا، پارٹی میں کسی قسم کی مخالفت کو سر اٹھانے کا موقع دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اور اسکا بھی اصرار یہی ہے کہ پارٹی اپنی مانگوں اور منشاؤں کو پورا کرانے کیلئے ایک واحد اکائی کی حیثیت رکھتی ہے پھر بھی پارٹی کارکنوں کو خروشچیف کے دور میں ضرور پھولنے پھلنے کا موقع ملا ہے اسنے فوج اور پولس پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کیلئے ان ہی پر پوری طرح انحصار کیا ہے۔ صنعت زراعت میں مرکزی ہدایت کاری کو مضبوط کرنے کیلیے انھیں استعمال کیا ہے اور سویت سوسائٹی کو ایک نقطے پر مجتمع رکھنے کیلیے تال میل پیدا کرنے والا ایک ڈھانچہ ان ہی پارٹی کارکنوں کی مدد سے تیار کیا ہے۔

سوویت سوسائٹی میں سالمیت اور نقطہ اتحاد پیدا کرنے کیلیے پارٹی کو استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ خروشچیف نے ایک کاروباری انداز یہ بھی اپنایا کہ جس موقع پر انتظامیہ میں غیر مرکزیت کے ذریعے عملی اعتبار سے فائدہ حاصل ہونے کی امید ہوتی وہ اسے قبول کرلینے کیلیے تیار ہوجاتا۔ اسنے یہ بات بھی مان لی تھی کہ اتنی زبردست صنعتی سوسائٹی میں اس حد تک مرکزیت اچھے مینجمنٹ کیلیے بہت زیادہ مناسبت نہیں رکھتی اور اس اعتراف نے اسے اس تجربے کی طرف قدم بڑھانے کا موقع فراہم کردیا کہ بعض ایسے اختیارات کو دوسروں کے سپرد کردیا جائے جنھیں اسٹالن کسی حال میں منظور نہیں کرسکتا تھا اسنے صنعتی منیجروں اور اجتماعی فارم کے سربراہوں کے ان اختیارات میں توسیع کی جن میں وہ خود کچھ فیصلے کرسکتے تھے بہت سے انتظامیہ کے اہم کاموں کو مرکز سے ریپبلکوں میں منتقل کیا۔ مرکزی معاشی وزارتوں میں سے بہت سی وزارتوں کو ختم کردیا۔ اور انکی جگہ پر بہت سی علاقائی معاشی کاؤنسلوں کو مقررہ کیا جس

کے اثر سے دیکھ بھال اور نگرانی کا کام بھی ان ہی بنیادوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ انتظامیہ کے زیادہ معقولیت پسندانہ طریقوں کو اپنانے کیلیے اسکی خواہش نے زراعت اور صنعت میں بہت سی نئی تنظیموں کو جنم دیا، لیکن اس تمام کوشش کے پردے میں مقصد وہی کار فرما تھا کہ کسی طرح ماہرین اور تکنیکی افراد کو پیداواری عمل میں اور زیادہ دخل اور ملوث کردیا جائے اور انتظامیہ سے متعلق افراد کو کارخانے اور فارموں کے عملی کاموں میں اور زیادہ منہمک کیا جا سکے دوسرا کو ذمہ داریاں سونپنے سے آسکے اپنے اختیارات میں بھی مداخلت اور بٹوارے کا خدشہ پیدا ہو سکتا تھا۔ لیکن پارٹی ڈسپلن میں ایک سختی پیدا کر کے اور اسکے ذریعے تخریبی اور انحرافی رجحانات کو روک کر آسنے اس خدشے کے تدارک کی بھی کوشش کی حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر موقع پر اُسے اس بناء پوری کامیابی بھی نصیب ہوئی ہو

خروشچیف کی پیدا کردہ کچھ نظریاتی جدتیں اور اختراعات بھی اُسے اسٹالن سے بہت ممتاز کیا ہے۔ اسٹالن کی نگاہ میں بیرونی دنیا دشمنوں پر مشتمل تھی اور آسکا خیال تھا کہ جیسے جیسے سوشلزم کی طرف قدم تیز ہوں طبقاتی جنگ کو بھی تیز ہونا چاہیے اسطرح اسٹالن نے عوام میں خوف و ہراس پھیلانے کے طریقے کا جواز تلاش کر لیا اور یہ فرض کر لیا کہ یہ طریقے اس وقت تک چھوڑے نہیں جا سکتے جب تک پوری دنیا میں کمیونزم فتحیاب نہ ہو جائے۔ اسکا طرز فکر یہ تھا کہ "سوشلزم" اور "سامراجیت" کے درمیان جنگ ظاہری طور پر ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ اور پرامن طریقے سے کمیونزم کی عالمی فتح ایک راستہ ہے جسکے دروازے پہلے ہی سے بند ہو چکے ہیں۔ اسکے برعکس خروشچیف ایک ایسے اعتماد کا اظہار کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا پر تسلط اور قبضے کیلیے کمیونزم ایٹمی تباہی لائے بغیر بھی آگے بڑھ سکتی ہے۔ آسکا یقین ہے کہ کمیونسٹ رہنماؤں نے اپنی حیثیت کو سوویت یونین میں مستحکم کر لیا ہے اور اب عوام میں خوف و ہراس کا ماحول پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور پورا نظام اور حکومت ایک عظیم عوامی بنیاد اور حمایت پر جما ہوا ہے۔ خروشچیف کے اس اعتماد کی بنیاد عام خوشحالی اور فلاح و بہبود کے سلسلے میں دی جانے والی وہ مراعات، سوویت یونین کی تیز صنعتی ترقی اور پرامید مستقبل جسکا تصور آنیوالی نسلیں آج کے گرد و پیش میں کر سکتی ہیں سوویت یونین کے سائنسی اور فوجی میدانوں میں حصول اور کامیابیاں ہیں اور بین الاقوامی حیثیت سے سوویت روس کے عزت و وقار میں

وہ اضافہ ہے جسکا اثر صرف سوویت یونین میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں عمومی طور پر نظر آتا ہے۔ خروشچیف کے اندازِ فکر کے مطابق سوویت یونین نے اب سرمایہ داری محاصرے کو توڑ لیا ہے اور اب یہ خود بھی ایک ایسا نظام ہے جو متحرک ہے۔ اور پوری دنیا کو اپنی گرفت میں کر لینا ہی اسکی آخری منزل ہے۔ جدید ترین فوجی ہتھیاروں سے مسلح ہو جانے کے بعد اور ایشیا اور یورپ میں اپنے حمایتی ملکوں کی زبردست حمایت کے ساتھ اب اسے "تنزل پذیر" سرمایہ دار دنیا سے کسی حملے کا خوف نہیں کرنا چاہیے کوئی عالمی جنگ جیسا کہ خروشچیف نے کہا ہے "موت کیطرح ناگزیر نہیں ہے"! اسکے تصور کے مطابق سوویت نظام کی مقناطیسی کشش دنیا کے تمام ملکوں میں خود روس کے رنگ کو اپنانے والوں کی فہرست میں مستقل اضافہ کرتی رہے گی۔ بہت سے ملکوں میں وہاں کی مقامی کمیونسٹ طاقتیں اپنے ہمدردوں اور دوستوں کو اپنے ساتھ لیکر پارلیمانی راستے سے بھی طاقت و اقتدار حاصل کر سکتی ہیں۔ دوسرے ایسے ملکوں میں جہاں سرمایہ داریت پوری طرح محفوظ ہے اور ہتھیار بند مدافعت کرنے کیلیے تیار بھی ہے۔ صرف انہی جگہوں پر ہی جابر حکومتوں کے خاتمے کیلیے طاقت استعمال کرنی ضروری ہے۔

کمیونسٹ مقصد کی ترقی اور نشوونما کیلیے نوآبادیوں اور خاص طور پر تازہ طور پر وجود میں آنیوالے نوآبادیاتی علاقوں کو بہت زرخیز زمین سمجھا جاتا ہے۔ نوآباد علاقوں کے عوام کے آزادی کے جذبات اور خواہشات کے ساتھ دے دے کر خروشچیف تمام نیم ترقی یافتہ ممالک میں اپنے نئے نئے دوست پیدا کر لینا چاہتا ہے وہاں کی مقامی کمیونسٹ پارٹیوں کی ہمت افزائی کر کے انھیں آزادی کی مہموں میں پیش پیش رہ کر کام کرنے کے مواقع فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور انھیں مادّی امداد دے کر دوسرے ممالک میں نئی کمیونسٹ چوکیاں قائم کر لینے کا خواہش مند ہے۔ یہ افریقہ اور ایشیا کی نئی قوموں اور ریپبلکوں کو جیت لینے کی غرض سے اُنکے قومی جذبات کو اُبھارتا ہے، خود کو شریک وہ ملوا ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اسکے بدلے میں اُن ملکوں سے اُمید کرتا ہے کہ یہ مغربی ممالک کے موجودہ حیثیت اور وقار کو مسخ کرنے میں اسکے مددگار ہوں گے۔ جہاں جہاں حالات اور ماحول اسکی اجازت دیتے ہیں وہاں کے قومیت پرست راہنما اثر قبول کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ خروشچیف مقامی کمیونسٹ نمائندوں کی کچھ اسطرح

ہمت افزائی بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے ملک کے حامی عناصر کے ساتھ مل کر قومی ڈیموکریٹک حکومتوں کی تشکیل کریں اور پھر ان حکومتوں میں اہم جگہوں اور نازک موقعوں پر اپنی جگہیں بناتے رہیں یہاں سے اپنے آخری مقصد یعنی ان حکومتوں کو باقاعدہ اور مکمل کمیونسٹ حکومتوں میں تبدیل کر لینے کیلئے جدوجہد کرتے رہیں خروشچیف کے تصور کے مطابق دنیا میں کمیونزم آگے بڑھ رہی ہے اور سرمایہ داریت روبہ تنزل ہے۔ سوویت طاقت کے شاطرانہ استعمال سے، ڈپلومیسی اور پروپیگنڈے کی مدد سے اور مناسب صورتوں میں بے جھجک مداخلت سے اُسے امید ہے کہ یہ رفتار تیز بھی ہو سکتی ہے سرمایہ دار قوموں کو مجبور بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی شدید مدافعت کئے بغیر ہی کمیونزم کے سامنے ہتھیار ڈال دیں، اور خود اپنے گھر کی تباہی کا خطرہ مول لیے بغیر بھی ان پر اس طرح فتح حاصل ہو جائے۔

اکیاسی[81] کمیونسٹ پارٹیوں کے نمائندے جو نومبر، دسمبر ۱۹۶۰ء میں ماسکو میں جمع ہوئے تھے اور انکے اعلان کے مطابق، اکتوبر ۱۹۶۱ء کی سوویت کمیونسٹ پارٹی کی بائیسویں پارٹی کانگریس کے منظور کردہ نئے پروگرام کے مطابق سوشلسٹ دنیا پھیل رہی ہے۔ سرمایہ دار دنیا سکڑ رہی ہے۔ آخر میں ہر جگہ سوشلزم ہی سرمایہ داریت کی جگہ لے لے گی، یہی سوشلزم کے ارتقاء کا وہ لازمی قانون ہے جو واقعیت پر مبنی ہے۔ اس لامحدود آزادی کی رفتار روک دینے کیلیے سامراجیت کے پاس اب کوئی طاقت باقی نہیں ہے"[۲۰] اسی طرح اکیاسی[81] کمیونسٹ پارٹیوں کے اعلان میں مستقبل کو اتنا ہی روشن اور خوش گوار دکھلایا گیا تھا۔ مستقبل قریب میں امن اور سوشلزم کی طاقتوں کو ایک نئی کامیابی بخشے گا۔ یو ایس ایس آر دنیا کی سب سے زیادہ اہم صنعتی طاقت ہو جائے گا، چین بھی ایک مضبوط اور مستحکم صنعتی ملک ہو گا، سوشلسٹ نظام پوری دنیا کی صنعتی پیداوار کا آدھے سے بھی زیادہ حصہ دنیا کو فراہم کرے گا۔ امن کا خطہ پھیلتا رہے گا۔ سرمایہ دار ملکوں میں مزدور طبقہ اور نو آباد علاقوں اور ماتحت ملکوں میں قومی آزادی کی تحریکیں "فتحیاب ہوں گی۔ نو آبادی نظام کا انتشار اور شکست مکمل ہو جائے گی۔ اور سوشلزم اور امن کی طاقتوں کی افضلیت اور قومیت مستحکم اور حتمی ہو جائے گی"[۲۱] ان دونوں دستاویزوں میں عالمی جنگ کے بغیر ہی کمیونسٹ فتح کے حصول کے امکانات کو بیان کیا گیا ہے۔

پرامن باہمی بقاء (Peaceful Coexistence) کا جو نظریہ ان دستاویزوں میں پیش کیا گیا ہے وہ کوئی ایسا فارمولا نہیں ہے جسمیں دنیا کے کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ حلقوں کے درمیان حدوں اور سرحدوں کو مستحکم کرنے کی کوشش کی گئی ہو یہ ایک ایسا نسخہ ہے جسمیں سامراجیت کو کم کرنے یا ختم کرنے کے طریقے سمجھائے گئے ہیں اس سلسلے میں بھی اس اعلان میں بالکل صاف انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ملکوں کی پرامن باہمی بقاء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ طبقاتی جنگ کو یکسر چھوڑ دیا جائے جیسا کہ رویزنسٹ دعویٰ کرتے ہیں مختلف سماجی نظام رکھنے والے ملکوں کے درمیان پرامن باہمی بقاء سوشلزم اور سرمایہ داریت کے درمیان طبقاتی جنگ کا ہی ایک طریقہ ہے ــــــــــــــــ مختلف سماجی نظام رکھنے والے ممالک کے درمیان پرامن بقاء کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے سوشلسٹ اور بورژوا نظریات میں کوئی سمجھوتا یا معاہدہ ہو جائے اسکے برعکس اس میں فرض ہی کیا گیا ہے کہ اسکے ذریعے مزدور طبقے کی جدوجہد میں تیزی پیدا ہوگی اور سوشلسٹ نظریات کی فتح کیلیے تمام کمیونسٹ پارٹیوں کی مہم کی رفتار بڑھ جائے گی ــــــ "(۴) اب دونوں دستاویزوں میں امید بھی ظاہر کی گئی ہے کہ سرمایہ دار قومیں پرامن انداز میں ہی دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں گی لیکن خود اعلان کے الفاظ میں ہی بے امن انداز میں سوشلزم کی طرف تبدیلی کے امکانات کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ لینن ازم کا سبق ہے' اور تجربہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ حکمران طبقہ رضاکارانہ طور پر طاقت سے دست بردار نہیں ہو جاتا۔ ایسی صورت میں پیدا ہونے والی تلخی کی حد" اور طبقاتی جدوجہد کے طریقے کا انحصار' پرولتاری طبقے پر اتنا نہیں ہوگا جتنا اس بات پر ہوگا کہ رجعت پسند حلقے عوام کی ایک بڑی اکثریت کی خواہشات اور منشاؤں کے خلاف کس حد تک مداخلت کیلیے تیار ہیں اسکا انحصار اس بات پر ہوگا کہ یہ حلقے سوشلزم کیلیے جدوجہد کی مدافعت میں کس موقع پر طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔(۵)"

ان دونوں دستاویزوں میں قومی نوآبادیوں اور گذشتہ نوآبادیوں میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کو ایک ایسے ہتھیار یا آلہ کار کی حیثیت سے دیکھا گیا ہے جسے صرف سامراجی طاقت کا زور کم کرنے اور اسے کھوکھلا کرنے کیلیے ہی استعمال نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس سے خود کمیونزم کی آخری اور ناگزیر فتح کیلیے بھی راستہ نکالا جا سکتا ہے۔ ان ابھرتی ہوئی قوموں میں کمیونسٹ پارٹیوں کا کام یہی ہے کہ شروع میں وہ اپنا اثر اسطرح

استعمال کریں کہ یہ ملک اپنی ترقی میں غیر سامراج وادی راستہ اختیار کریں، اور قومی جمہوریتیں قائم کریں جو "سامراج دشمن، جاگیردارانہ نظام کے مخالف ایک ایسے انقلاب کی تکمیل کر دیں گی جو جمہوری انقلاب ہوگا اور جیسے جیسے کمیونسٹ اثر و تسلط بڑھے گا اور سرمایہ داری کے خلاف دنیا کی طاقتوں کا توازن مختلف ہو کر اسکی طاقت کو کم کرے گا ویسے ویسے ہی کمیونسٹ آخری اقتدار کی منزل کی طرف بڑھنے کے قابل ہوتا جائیگا۔ اعلان کے الفاظ میں 'محنت کش طبقہ اور اسکا ہراول دستہ (کمیونسٹ پارٹی) اپنی بڑھتی ہوئی طاقت کے ساتھ ہر ملک میں سیاسی معاشی اور نظریاتی غرض ہر میدان میں حملہ تیز کرتا چلا جائیگا۔ انکی جدوجہد میں حصہ لینے کیلیے عوام پوری طرح تیار ہیں اور سرمایہ داریت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک کر سوشلسٹ انقلاب لانے کیلیے آخری اور فیصلہ کن جنگ کیلئے مواقع موجود ہیں (۶)"

۱۹۶۱ کا پارٹی پروگرام

خود سوویت یونین میں مستقبل میں کیا حالات رونما ہوں گے۔ اسکو خروشچیف کے تصورات کے مطابق دیکھنا ہے تو اس کیلیے پارٹی پروگرام کا مطالعہ ضروری ہے۔ پروگرام میں بڑے عظیم الشان اور زبردست مقاصد اور انکے حصول کا ایک مکمل سلسلہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ سوویت یونین آبادی کی فی کس پیداوار کی شرح "میں موجودہ دہائی (۱۹۶۱۔۷۰) میں ہی امریکہ سے آگے بڑھ جائے گی۔ اور ۱۹۸۰ تک کل صنعتی پیداوار میں کم از کم ۵۰۰ فیصدی اضافہ ہو جائیگا۔ اس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ زراعتی پیداوار میں ۱۹۷۰ کے آخر تک، دس سال میں ۱۵۰ فیصدی اضافہ ہوگا۔ اور کل بیس سال کے عرصے میں یہ اضافہ ۲۵۰ فیصدی تک پہنچ جائیگا۔ اس میں وعدہ کیا گیا ہے کہ سوویت قومی آمدنی کی شرح ۲۵۰ فیصدی تک بڑھ جائیگی۔ سوویت مزدوروں اور کسانوں کیلیے؛ جو اب تک استعمالی اشیاء اور رہائشی مکانوں کی کمیابی سے عاجز ہیں، اس پروگرام میں ان اشیاء کی فراوانی، اور اگلی دہائی میں ۳۵۔۳۶ گھنٹے کام کے ہفتے رہائشی مکانوں کے الجھے ہوئے مسئلے کا حل، کرائے کی ادائیگی، مفت پانی، گیس سرد موسم میں گرم رکھنے کے انتظامات اور ذرائع آمدورفت کی فراہمی، کارخانوں اور اسکولوں میں دوپہر کا مفت کھانا، اور مفت علاج اور دواؤں کی فراہمی میں وسعت چھٹیوں، تعلیم اور دوسرے سماجی کاموں کیلیے بہت سے وعدے کیے گئے ہیں لیکن اس پروگرام میں یہ بات بھی صاف کر دی گئی ہے کہ یہ مقاصد سخت

محنت اور جدوجہد کے بغیر حاصل نہیں کیے جاسکتے۔ انھیں حاصل کرنے کیلیے صنعتی اداروں میں مزدوروں کی شرح پیداوار کو دس سال میں ۱۰۰فیصدی سے زیادہ اور اگلے بیس سال کے عرصے میں ۲۰۰ سے ۲۵۰ فیصدی تک بڑھانا ضروری ہے (۷)پروگرام میں کہا گیا ہے کہ "کیمونزم سوسائٹی کے افراد کو کام سے چھٹکارا نہیں دیتی۔ یہ کسی طرح بھی، مزاجیت پر مبنی، تساہل پسند غیر متحرک اور کاہلوں کی سوسائٹی نہیں ہوسکتی ---" (۸)پروگرام میں اس بات کے سلسلے میں بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ مادی اور ثقافتی فوائد صرف مکمل امن کے حالات میں ہی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہتھیار بندی میں کافی حد تک کمی بھی ایک لازمی شرط ہے۔ "بین الاقوامی حالات میں الجھنیں اور انکے نتیجے میں دفاعی اخراجات میں ضروری اضافہ عوام کے معیار زندگی میں بہتری کے ان منصوبوں کی تکمیل میں حائل ہوسکتا ہے" (۹) اسطرح خروشچیف کی پیش کردہ تصوراتی دنیا یا یوٹوپیا کے نقوش میں بھی بہت سی حدود اور پابندیاں عائد ہیں۔

اس پروگرام میں صنعت اور زراعت میں یا اسکے تنظیمی ڈھانچے میں کسی قسم کی تبدیلی پیش نہیں کی گئی۔ اجتماعی فارموں کو ختم کرنے یا شخصی ملکیت والے قطعوں کو فوری طور پر ہٹا دینے کی بھی کوئی پیش کش موجود نہیں ہے۔ اسکے بجائے یہ کہا گیا ہے کہ اجتماعی فارم کی ملکیت کو عوامی ملکیت میں لے لیے جانے کا عمل اور شخصی قطعوں کا خاتمہ "اور رضاکارانہ طور پر "بہت" آہستہ آہستہ،" ہوگا۔ جب اجتماعی فارموں میں اجتماعی پیداوار اسکے ممبروں کے شخصی قطعات کی امدادی پیداوار کی جگہ لینے کی پوری طرح قابل ہو جائے گی اور جب اجتماعی کسان خود ہی اس بات کو محسوس کرنے لگیں گے کہ انکی شخصی امدادی زراعت اب غیر فائدہ بخش ہوگئی ہے، تو وہ انھیں رضاکارانہ طور پر چھوڑ دینے کیلیے تیار ہو جائیں گے۔ آخر میں اجتماعی اور سرکاری فارم، اور مقامی صنعتی ادارے، ایک ہی رشتے میں جمع کر دیے جائیں گے جنکو صنعتی اور زراعتی، اداروں، کا نام دیا جاسکتا ہے۔ یہ سب مل جل کر پیداوار کے منصوبے چلائیں گے اور اپنے اپنے علاقوں میں موجود انسانی طاقت کے بہترین اور مناسب ترین استعمال کو پوری طرح یقینی بنالیں گے جیسے جیسے اجتماعی کاموں کی شرح پیداوار بڑھے گی۔ اسکے مزدوروں کو سرکاری فارم کی شرحوں پر معاوضے دیے جائیں گے، انکو سماجی تحفظ کی وہ تمام مراعات حاصل ہونگی جو سرکاری فارم مزدوروں کو حاصل ہیں اور نتیجے میں دیہی آبادی

بھی ثقافتی اور معاشی معیار زندگی میں وہی درجہ حاصل کرے گی جو شہری آبادی کو حاصل ہے"

صنعت کے میدان میں "مقامی اداروں اور صنعتی شعبوں کے حقوق اور معاشی آزادی واحد قومی معاشی منصوبے کے خاکے کے اندر رہی وسیع ہوتے رہیں گے "مرکزی اصولوں پر مبنی منصوبہ بندی کا نظام جاری رہے گا لیکن یہ معاشی منصوبوں میں صرف بنیادی اور اہم نشانوں کے تعین اور انکی تکمیل پر اپنی توجہ خاص طور پر مرکوز رکھے گا" منصوبہ بندی کو مضبوط اور مستحکم "ڈسپلن" کی ضرورت ہوگی پروگرام نے ایک بار پھر یاد دہانی کی ہے۔ کہ کیمونسٹ پارٹی "کام کرنے والوں کا ایک بہترین اور مکمل طور پر منظم حلقہ ہوگی"۔

سوشلسٹ ملک ایک نئے دور میں داخل ہوگا پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کے ایک آلۂ کار کے بدلے پورے عوام کی ایک "تنظیم" ہو جائے گا۔ حکومت کے اختیارات کے شعبے آہستہ آہستہ خود عوامی حکومت کے شعبوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ سوتیں جو حکومت اور ایک سماجی تنظیم دونوں کی "خصوصیات کی حامل ہیں" انکی حیثیتوں میں اور وسعت پیدا ہوگی "مقامی سوتیں مقامی اعتبار سے تمام اہم مسائل پر خود ہی فیصلہ کریں گی"۔ اس پروگرام میں بیان کیا گیا ہے کہ سوتیوں کے کاموں میں عوامی شرکت کو بڑھانے کی غرض سے اس بات کی ضرورت ہے کہ کسی سویت کے ڈپٹیوں میں سے کم از کم ایک تہائی تعداد ہر سال منتخب کی جائے۔ اور سرکاری افسروں میں انکے اختیارات کے ناجائز استعمال کو روکنے کے سلسلے میں مشورہ دیا گیا ہے کہ "یونین ریپبلکوں اور مقامی تنظیموں کے ممتاز اور اہم افسران اپنے عہدوں پر چناؤ کے ذریعے منتخب ہونے چاہئیں۔ اور قاعدہ کے مطابق انھیں اپنی اس حیثیت پر تین سال سے زیادہ کام نہیں کرنا چاہیے"۔ کیونکہ اسمیں اس سے زیادہ طویل مدت کا جواز بھی ضرور رکھ دیا گیا ہے۔ ان صورتوں میں جہاں افسر غیر معمولی طور پر اچھے کارکن ثابت ہوں اور وہ دوبارہ اپنے عہدے کیلیے صرف معمولی اکثریت سے نہیں بلکہ ڈالے ہوئے ووٹوں کی ۷۵ فیصدی اکثریت سے دوبارہ چن لیے جائیں "وہ اگلی مدت میں بھی کام کر سکتے ہیں" افسری زمرہ پر گرفت کو مضبوط رکھنے کی غرض سے سوتیوں کی اسٹینڈنگ کمیٹیوں کے اختیارات کو بھی وسیع کیا گیا ہے اور کمیٹی کے کاموں میں اپنی توجہات کو پوری طرح مرکوز کرنے کیلیے ڈپٹیوں کو وقتاً فوقتاً انکے دفتری کاموں سے آزاد بھی کر دیا جائے گا۔

دوسری سماجی تنظیموں کی حیثیتوں کو بھی اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ ٹریڈ یونینوں

سے وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ انھیں "معاشی انتظامیہ میں زیادہ شرکت کا موقع دیا جائے گا"۔ اور نوجوان کیمونسٹ لیگ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ "اور زیادہ تحریک اور انہماک کا مظاہرہ کریں"۔ پروگرام کے الفاظ میں "سماجی تنظیموں کو ترغیب دی جانی چاہیے۔ کہ وہ ثقافتی اور صحت سے متعلق اداروں کے انتظامیہ میں اور آگے بڑھ کر حصہ لیں۔ اگلے چند سالوں کے درمیان تھیٹروں، عوامی موسیقی کے پروگراموں، کلبوں، لائبریریوں اور تمام ایسے ثقافتی اداروں کے انتظامیہ کو جو حکومت کی طرف سے چلائے جاتے ہیں، ان سماجی تنظیموں کے سپرد کر دیا جائے۔ ان سماجی تنظیموں کو اس بات کیلیے تیار کیا جائے کہ یہ عوام میں امن و قانون کو بہتر بنانے کے سلسلے میں اور آگے بڑھ کر حصہ لیں، خاص طور پر عوام کے رضاکارانہ دستے اور کامریڈ عدالتوں کے ذریعے اس سلسلے میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔" ان تنظیموں کے کاموں میں عام لوگوں کی شرکت کو اور زیادہ بڑھانے کی غرض سے انکی کم از کم آدھی انتظامیہ انجمنوں اور کمیٹیوں کو ہر الکشن کے موقع پر نئے سرے سے تنظیم دیا جانا چاہیے۔ اور ان انجمنوں کے ممتاز کارکنوں کو عام قاعدہ کے مطابق، دو متواتر مدتوں سے زیادہ عرصے کیلیے نہیں چنا جانا چاہیئے۔ اور جیسے جیسے حکومت آہستہ آہستہ پس منظر میں آتی جائے گی اسکی حیثیت اور اثر کم ہوتا جائے گا، تو وہ انجمنیں اور تنظیمیں جو منصوبہ بندی حسابات معاشی انتظامیہ اور ثقافتی ترقی کی ذمہ دار ہیں (Self-Govt) انکی سیاسی اہمیت بھی کم ہوتی چلی جائے گی۔ اور یہ عوامی خود اختیاری حکومت کے شعبے بن جائیں گی۔" لیکن پروگرام نے اس بات کیلیے بھی ہوشیار کیا ہے کہ حکومت کے پوری طرح سیاسی منظر سے غائب ہو جانے کیلیے دو شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے "ایک ترقی یافتہ کیمونسٹ سوسائٹی کی تعمیر" اور "دنیا کے سیاسی منظر میں سرمایہ داریت اور کیمونزم کے درمیانی تضادوں کا کیمونزم کے حق میں طے ہو جانا" جب تک سامراجیت باقی ہے اور جب تک جنگ کا خطرہ موجود ہے اسوقت تک یو، ایس، ایس، آر" کی دفاعی تیاری کی مضبوطی "سوشلسٹ حکومت کا اہم ترین کام رہے گی۔ پروگرام کے اپنے الفاظ میں "سوویت حکومت اس پر نگاہ رکھے گی کہ اسکی فوجیں طاقتور اور مضبوط رہیں۔ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیلیے جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہوں، ہر قسم کے ایٹمی اور تھرمو نیو کلیو ہتھیار، اور مختلف فاصلوں پر مار کرنے والے راکٹ ہر قسم کے فوجی سامان اور تمام ہتھیاروں کو اپنے مخصوص معیار پر ہمیشہ قائم رکھ سکیں۔ قومیتوں کی پالیسی کے سلسلے میں اس پروگرام میں وعدہ کیا گیا ہے کہ قومی زبانوں کی تعلیم کیلیے سہولتیں فراہم

کی جائیں گی لیکن اسکے ساتھ ہی روسی زبان کے مطالعے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے چونکہ یہاں یہی زبان "یو ایس ایس آر کے تمام لوگوں کے درمیان گفتگو کا ایک عام اور درمیانی ذریعہ ہے"۔ اس پروگرام میں علیحدگی کے بجائے یکجہتی اور اتحاد پر زیادہ زور دیا گیا ہے اس میں وعدہ کیا گیا ہے کہ پارٹی "ہر قسم کے قومیت کے جذبے اور شاؤنیت کے جذبات کے اظہار کے خلاف ایک انتھک جدوجہد اور قومی علیحدگی اور تنگ نظری کے خلاف کوشش جاری رکھے گی۔ سوویت ریپبلکوں میں تعلیم اور روزگار کے میدانوں میں مختلف قومیتوں کے درمیان قومی علیحدگی کے جذبات کے اظہار کی کسی طرح اجازت نہیں دی جاسکتی"۔

اس پروگرام میں پیش کیے گئے نقطۂ نگاہ کے مطابق تعلیم کا مقصد عوام میں "کمیونسٹ ذہن" پیدا کرنا ہے اور انھیں جسمانی اور دماغی دونوں میں چسپاں ہوجانے کیلیے تیار کرنا اور انھیں "سماجی، حکومتی سائینٹیفک اور ثقافتی میدانوں میں پورے انہماک سے کام" کیلیے تیار کرنا ہے۔ پروگرام میں وعدہ کیا گیا ہے کہ اگلی دہائی کے اندر اندر ثانوی تعلیم اور گیارہ سال کی تکنیکی تعلیم مفت تعلیم تمام اسکولی عمر کے بچوں کیلیے مفت رائج کردی جائے گی۔ اور نوخیز عمر کے وہ کارکن جو پہلے سے کام میں لگے ہوئے ہیں اور آنکی بنیادی تعلیم آٹھویں درجے تک نہیں ہوسکتی ہے انھیں بھی آٹھ سالہ اسکولوں کی تعلیم کا موقع فراہم کیا جائیگا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۰ء تک کی دہائی میں "ہر شخص کو مکمل ثانوی تعلیم حاصل کرنا ہے" اعلیٰ تعلیم اور تحقیق اداروں کی توسیع کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور ادب، ڈرامہ اور فنون لطیفہ کو بھی زیادہ اہمیت اور امداد دی جائے گی۔ تاکہ سوویت عوام ایک نئی اور مضبوط کمیونسٹ دنیا کی تعمیر کیلیے اور بہتر طور پر تیار ہوسکیں اور اسمیں اور زیادہ حصہ لے سکیں۔

حکومت کیلیے آخری منزل بہرحال وہی ہے کہ وہ غائب ہوجائے لیکن پارٹی کی صورت ذرا مختلف ہے پروگرام میں بیان کیا گیا ہے کہ "وہ زمانہ جس وقت کمیونسٹ تعمیر کا کام اپنے شباب پر ہو" اس دور کی خصوصیت یہ ہے کہ "اس تعمیر میں کمیونسٹ پارٹی کا حصہ اور سوویت سوسائیٹی کی رہنمائی میں اسکی اہمیت اور بڑھے گی" سماجی تنظیموں کو جو مزید ذمے داریاں سونپی جائیں گی آنکا یہ مطلب نہیں ہے کہ پارٹی اپنی رہنمائی کے کردار سے محروم ہوجائیگا جیسا کہ ایا پارٹی پروگرام میں پوری طرح واضح کردیا گیا ہے پارٹی پہلے سے بھی زیادہ اہمیت حاصل کرلے گی چونکہ صرف پارٹی ہی وہ تنظیم ہے جو سماجی ارتقار کے اصولوں کو پوری طرح سمجھتی ہے۔

اور اُس حیثیت کی حامل بھی ہے کہ کمیونسٹ تعمیر کو ایک ایسی شکل بخش سکے جو "ایک منظم منصوبہ بند اور سائنٹیفک بنیادوں پر مبنی ہو" عوام سے پارٹی کے رشتے کو مضبوط تر کرنے کیلیے پارٹی میں داخلی جمہوریت کو اور مستحکم کرنے کیلیے، اور افراد وں اور انفرادی شخصیتوں کے ہاتھوں میں اختیارات اور طاقت کو بہت زیادہ مرکوز ہو جانے سے بچانے کیلیے پارٹی عہدوں پر تقرری کے سلسلے میں مستقل تبدیلی کا ایک نظام قائم کیا جائیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی پارٹی کا اتحاد اور سالمیت کی بھی پوری طرح حفاظت ضروری ہے۔ پروگرام نے پوری صفائی کے ساتھ "ہر قسم کی فرقہ بندی کے اظہار" کو ممنوع قرار دے دیا ہے اور تمام وہ فیصلے جو پارٹی کے رہنماؤں کی طرف سے کیئے جائیں گے وہ پہلے کی طرح مقدس اور غیر اختلافی ہی سمجھے جائیں گے۔ سیاسی اعتبار سے پروگرام میں پارٹی ڈکٹیٹرشپ کو نہ صرف جاری رکھا گیا ہے بلکہ اسمیں اور استحکام اور مضبوطی کی وکالت کی گئی ہے۔ پروگرام میں ایسا کوئی اظہار موجود نہیں ہے جس سے پارٹی کے "ہراول" کردار میں کسی طرح کمی کی پیش کش کی گئی ہو۔ پارٹی کے اس نئے پروگرام کو ایک ایسا نغمہ کہا جا سکتا ہے جس کو مناسب اور حقیقی میں پیش کیا جانا ابھی باقی ہے اس میں وہ تمام آمیدیں، خواہشات، اور وہ خواب موجود ہیں جن پر خروشچیف اور اسکے حمایتی گروپ کی بقاء کا دارومدار ہے یہ پیشین گوئی کہ اگلی دہائی میں صنعتی اعتبار سے سویت یونین پوری دنیا میں افضلیت حاصل کر لے گی، اسکا انحصار اس مفروضے پر ہے کہ امریکی معاشیات میں جمود پیدا ہوگا یا اسکی بڑھوتری میں سستی آجائے گی۔ ظاہر ہے یہ ایک ایسا مفروضہ ہے جسے مستقبل بہت آسانی سے جھٹلا بھی سکتا ہے سویت معاشی ترقی کیلئے جو زبردست اور اولوالعزم نشانے مقرر کیے گئے ہیں۔ اُن سے سویت آبادی پر زبردست جد وجہد اور غیر معمولی محنت مشقت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو پوری ہو بھی سکتی ہے۔ اور نہیں بھی ہو سکتی۔ سویت یونین میں گذشتہ عرصے کے دوران زراعتی میدان میں متواتر ناکامیوں کے پس منظر میں پارٹی کے پروگرام میں دیے گئے زراعتی پیداوار کے اتنے اضافے کے نشانوں کا پورا ہو جانا بہت مشتبہ نظر آتا ہے۔ حالانکہ تکنیکی ذرائع اس حد تک اضافے کیلیے بہرحال کافی حد تک موجود ہیں۔ سویت عوام کا معیار زندگی یقینی طور پر اگلی دہائیوں میں اونچا ہوگا لیکن مغرب میں موجودہ عام معیار زندگی کی ابتدائی حدوں تک پہنچ سکنے کیلیے بھی ابھی اسے بہت طویل راستہ طے کرنا پڑے گا اور بنیادی صنعتوں پر سرمایہ کاری کیلیے سویت یونین کے اتنے اصرار کے ساتھ اور اس امکان کے ساتھ ہتھیار بندی کا بوجھ نہ صرف کم ہوگا بلکہ ممکن ہے اس میں کچھ اضافہ ہی ہو، سویت عوام کے

سامنے پارٹی کی طرف سے استعمالی اشیاء کی فراوانی کا جو تصور رکھا گیا ہے وہ شاید ایک سراب سے زیادہ کچھ ثابت نہ ہو سکے صرف اسی صورت میں عام صارفین کی خوشحالی میں اضافے کی توقع کی جا سکتی ہے کہ بین الاقوامی تناؤ اور کشمکش کچھ کم ہو جائیں اور اسلحہ سازی پر اخراجات کافی حد تک گھٹا دیے جائیں لیکن بدقسمتی سے پارٹی پروگرام میں سیاسی توسیع کے جو نشانے اور منصوبے رکھے گئے ہیں ان سے اس بات کی امید بہت کم ہو جاتی ہے کہ دنیا میں بین الاقوامی تناؤ کم ہو سکیں گے۔ اندرونی سیاسی تنظیم کے سلسلے میں پارٹی پروگرام میں ایک عام سویت شہری کیلیے بہت کم کوئی نئی پیش کش کی گئی ہے اس سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اسے سماجی تنظیموں میں زیادہ انہماک اور دلچسپی کے ساتھ شرکت کر سکنے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے لیکن اسے اب پارٹی کے رہنماؤں کے تحت پورے ڈسپلن اور قواعد اور ضوابط کی پابندیوں کے ساتھ کام کرنا ہو گا اور پارٹی کے اندر یا اس سے باہر کسی اور متبادل کو چن لینے کا کوئی موقع اب بھی ... ہی رہے گا۔ سویت شہری کو بتلایا گیا ہے کہ پارٹی عوام کیلیے ہے اور یہ عوام کی خدمت کر رہی ہے لیکن اسے جس بات کو ذہن میں رکھنا ہے وہ ایک ایسے نظام کی موجودگی ہے جس میں پارٹی ہی فیصلہ کرتی ہے کہ عوام کیلیے کیا چیز بہتر یا مناسب ہے، عوام خود اپنے لئے فیصلہ نہیں کر سکتے۔

جانشینی کا مسئلہ

لیکن کتنے ہی مسائل اور مشکلات ایسی بھی موجود ہیں جن کا سامنا سوویت یونین کو مستقبل میں کرنا پڑے گا لیکن ان پر پارٹی پروگرام میں بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے۔ سوویت سیاسی نظام میں ایک مستقل اور سخت ترین دباؤ کا ذریعہ یہ بھی ہے کہ اس میں جانشینی کے سلسلے میں پیدا ہونے والے بحران کیلیے کوئی مناسب حل پیش نہیں کیا گیا ہے لینن کی موت کے بعد اس مسئلے نے پارٹی کی بنیادوں تک کو ہلا کر رکھ دیا اور اسٹالن کے مکمل طور پر برسر اقتدار آنے اور اختیارات کو پوری طرح اپنے ہاتھ میں لے لینے سے پہلے پارٹی کو ایک طویل اندرونی جد و جہد سے گزرنا پڑا اسکے بعد خود اسٹالن کی موت نے بھی جانشینی کیلیے ایک تلخ ترین مقابلہ کا آغاز کر دیا، جس میں آخر میں خروشچیف فتح یاب ہو کر ابھر آیا لیکن یہ صرف اسی وقت ممکن ہو سکا جب بیریا اور اسکے قریب ترین ساتھیوں کو ختم کرا دیا گیا۔ اور اسٹالن حلقے کے عزیز ترین ساتھیوں۔ مالینکوو، مولوٹوو، کاگانووچ، واروشیلوو، اور بلگانن کو پارٹی کے اہم عہدوں سے برطرف کر دیا گیا ان دونوں موقعوں پر فتح اسی شخص کو حاصل ہوئی جسکی گرفت پارٹی آلہ

کار بہ مضبوط تھی۔ مرکزی کمیٹی میں پہلے سکریٹری کا عہدہ اتنا اہم اور فیصلہ کن ثابت ہوا جس سے اسٹالن اور خروشچیف دونوں نے پارٹی اور حکومت پر اپنی گرفت کو مستحکم کر لیا۔ حالانکہ خروشچیف جس کی ۱۸۹۴ کی پیدائش ہے، ظاہرہ طور پر اپنی ذاتی اور جسمانی طاقت کو ابھی کافی عرصے تک برقرار رکھنے کے قابل نظر آتا ہے لیکن سیاسی جمع خرچ کے گوشواروں سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ جانشینی کے سلسلے میں اگلے بحران کے پیدا ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نئے بحران کیلیے نسبتاً پُر سکون انداز میں اور خاموشی کے ساتھ کوئی حل تلاش کر لیا جائے۔ لیکن گذشتہ دو مثالوں سے آنے والی پریشانی اور بحرانی کیفیت کا اندیشہ بہر طور باقی رہتا ہے۔ یہ امکان بھی بعید از قیاس نہیں کہا جاسکتا کہ خروشچیف اپنی ذمے داریوں اور حلقۂ عمل کو آہستہ آہستہ محدود کرتا جائے اور جب اسکی ذاتی طاقت جواب دینے لگے تو وہ اختیارات کو اپنی طرف نامزد کردہ کسی شخص کو سونپ کر خود کنارہ کشی اختیار کر لے۔ لیکن اگر خروشچیف ذہنی طور پر اس بات کیلیے بھی تیار ہے تب بھی اسکی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ پارٹی کے نوجوان منچلے لیڈر جو اسوقت اسکے ارد گرد جمع ہیں، وہ بھی اسکے اس فیصلے پر مطمئن اور متفق ہو جائیں گے۔ پھر ڈکٹیٹر ویسے بھی جب تک اپنے اختیارات کے استعمال کے قابل رہتے ہیں آسانی سے اپنی طاقت اور اختیارات سے محروم نہیں ہونا چاہتے۔ اس لیے زیادہ امکان ایسی صورت حال کا ہے کہ خروشچیف کی موت اعلیٰ ترین اختیارات اور طاقت کیلیے ایک نئے جھگڑے اور کشمکش کا پیش خیمہ بنے گی۔ اور اس موقع پر بھی پارٹی آلۂ کار پر گرفت ہی اس جنگ میں فیصلہ کن ثابت ہوگی۔

جس عرصے میں جانشینی کا قضیہ طے ہو رہا ہوتا ہے اسوقت سوویت معاملات کی رہنمائی کے سلسلے میں غیر یقینی کیفیت اور تذبذب کا پیدا ہو جانا بھی ایک لازمی نتیجہ ہے۔ اسوقت ہر ذہن پر ایک سوال بھی مسلط رہتا ہے۔ کہ کیا یہ کشمکش محل کی اندرونی سیاست میں رد و بدل تک ہی محدود رہے گی یا یہ اس سے باہر نکل کر پارٹی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر عوام تک پہنچ جائیگی؟ اعلیٰ ترین حیثیت کے حصول کی اس لڑائی میں مخالف اور مقابل گروپ کی پیش کردہ پالیسیوں اور طرزِ فکر کو بالکل علیحدہ اور بے تعلق نہیں کیا جاسکتا اور چونکہ سوویت سوسائٹی میں مختلف گروپوں کے مفادات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے کامیاب امیدوار کی یہ صلاحیت کہ وہ سوویت طاقت کے ڈھانچے کو کاٹ چھانٹ کر نئے سرے سے منظم کر لے اس بات پر مبنی ہوتی ہے کہ وہ پارٹی اور پوری سوسائٹی میں بااثر و بااختیار عناصر کی خواہشوں اور طرزِ فکر کو اپنے تیار کیے ہوئے خاکے میں کس طرح جما سکتا ہے۔ کامیاب رہنما خواہ وہ آمری سوسائٹی کے رہنما ہی کیوں نہ ہوں

اپنے زیر اثر سوسائٹی کی ان طاقتوں کو پوری طرح الگ نہیں کر سکتے جو اسکی تشکیل کرتی ہیں۔

تبدیلی اور سیاسی مطابقت

اگر سوویت تاریخ کے ایک طویل عرصے کا مطالعہ کیا جائے تو جو تبدیلی سب سے ممتاز نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ سوویت سوسائٹی جو بہت حد تک ایک زرعی معاشیات پر مبنی ایک زبردست صنعتی سوسائٹی میں تبدیل ہوتی چلی گئی ہے ظاہر ہے کہ صنعتی ترقی نے ایک نئی صورت حال کو جنم دیا اور نئے نئے مسائل سامنے آئے۔ اسکے اثر سے غیر تربیت یافتہ مزدور کے مقابلے میں تربیت یافتہ اور ماہر مزدوروں کی حیثیت اور اہمیت میں اضافہ ہوا۔ اسکی مانگ تھی کہ کم از کم بنیادی اور ابتدائی تعلیم مزدوروں میں عام ہو اور ان کو کم از کم بنیادی تکنیکی معلومات اور مہارت ضرور حاصل ہو جائے۔ افسری عملے کے سلسلے میں اسنے منیجری، انجنیری، تکنیکی، اور سائنس دان افراد کے زمرے میں زبردست وسعت پیدا کی اور انکو یہ اہمیت بخشی کہ اب "صنعتی دانشوروں" میں یہ افراد اہم ترین مقام رکھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ صنعتی ترقی میں اتنا اہم حصہ لیتے ہیں اس لئے انھیں اسی تناسب سے معاوضہ بھی دیا جائے۔ صنعتی ترقی کیلیے سائنس کی تربیت اور تحقیق کو بھی اہم سمجھا جانا ضروری ہے۔ سوسائٹی میں ثقافتی میدان کے مشاہیر میں سائنسی ماہر کو مرکزی جگہ ملنی چاہیئے۔ اور ذہنوں میں اس بات کا پوری طرح احساس ہونا چاہیئے کہ صنعتی ترقی کی تیز رفتاری، اور سائنسی تخلیق اور اسکی طرف سے متواتر حاصل ہوتی رہنے والی امداد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صنعتی ترقی نے پارٹی کارگزاریوں کے میدان میں ایسے کارکنوں کو آگے بڑھا کر ممتاز حیثیت بخشی ہے جو پارٹی کے معاشی انتظامیہ کے کسی خاص حصے میں ممتاز کام انجام دے سکتے ہیں۔ ایسے پارٹی کارکنوں کیلیے اب صرف مارکسزم لینن ازم کے کلاسیکی نظریات پر مکمل مہارت ہی کافی نہیں ہے بلکہ اگر انھیں معاشی گرفت رکھنے والے اچھے کارکنوں کی حیثیت سے کام کرنا ہے تو ان کیلیے تکنیکی معلومات رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ بہت تکنیکی ترقی کے اثر سے خود فوجوں میں بھی ایک زبردست تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ بلاسٹک میزائل یا ہائیڈروجن بموں نے جنگی طریقوں میں ایک نیا سائنسی اور تکنیکی رخ پیدا کیا ہے، اب اسکی وجہ سے تکنیکی تربیت کا معیار بھی بالکل مختلف ہو گیا ہے۔ اور اسکے ساتھ گرفت مضبوط رکھنے کے اتنے ہی گنجلک مسائل سوویت رہنماؤں کے سامنے بھی درپیش ہیں جتنے مغربی حکمرانوں اور سیاسی رہنماؤں کے سامنے ہیں۔

قوم کی زندگی پر سائنسی اور تکنیکی ترقی اور اسکے زبردست استعمال کا جو اثر پڑا ہے اور اسکے نتیجے میں طرزِ فکر میں جو تبدیلیاں پیدا ہوئی اُن سے مارکسزم لینن ازم کے بہت سے عقیدے بعد از وقت اور فرسودہ محسوس ہونے لگے ہیں۔ اور ان سے پارٹی پر ایک مستقل دباؤ پڑتا ہوا ہے کہ وہ اپنے نظریاتی ورثے کو نئے سرے سے اسطرح مرتب کرلے جس میں امیدوں اور خواہشات کو سائنسی تخلیق کی بنیاد پر پیش کیا جا سکے۔ صنعتی ترقی نے تن آسانی اور فراوانی کی ابتدائی لذت سے بھی روشناس کیا ہے۔ اور اس سے وہ ترغیبیں بھی اُبھری ہیں جو راستے سے بھٹکا دینے میں مدد کرتی ہیں۔ صنعتی ترقی کے ابتدائی دور کا وہ اندازہ کہ تمام پیداواری کوششیں اور صلاحیتیں محض اشد ضروری اشیاء پر مرکوز ہیں۔ اسمیں بھی کسی حد تک تبدیلی آئی ہے اور اب عام استعمالی اشیاء کی پیداوار کی طرف بھی کسی قدر رجحان نظر آتا ہے۔ بنیادی اور اعلیٰ تعلیم کے عام ہونے سے مستقبل کا تصور اور اس سے وابستہ امیدیں بھی بڑھتی ہیں اس سے حکومت کے سامنے ایک اور نیا مسئلہ سامنے آجاتا ہے کہ وہ اپنی گرفت کے نظام کو ان خواہشات اور مانگوں سے کسی طرح ہم آہنگ کرے۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آمری ڈکٹیٹر شپ اور اعلیٰ پیمانے کی صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ سوسائٹی، دو ایسی چیزیں ہیں جو بنیادی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ رہ ہی نہیں سکتیں۔ اور یہ کہ صنعتی ترقی کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اسکے اثر سے جو عمل حلقے اور گروپ وجود میں آئے ہیں اُن میں اختیار اور طاقت تقسیم ہو جاتی ہے۔ اور ان حلقوں کے مفادات کا اظہار کمیونسٹ پارٹی کے اندر ہی مختلف گروہ بندیوں کی شکل میں نظر آسکتا ہے اور پھر یہ گروپ بندی خود پارٹی کی حدود سے نکل کر سوسائٹی میں سرایت کر سکتی ہے۔ اس پورے عمل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے کسی قسم کے آئینی نظام کی پیدائش وجود میں آجائیگی جسمیں سوشلسٹ معاشی نظام کے اندر ہی مختلف گروپ اور پارٹیاں قانونی انداز میں اپنا اپنا کام انجام دیں گی۔ حالانکہ اس قسم کی تبدیلی کو ہر وہ شخص تہ دل سے خوش آمدید کہے گا، جو آئینی نظام کی افضلیت اور اسکی خوبیوں کا حامی ہے لیکن مستقبل قریب میں ایسی کوئی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے۔ اسکا امکان بہت زیادہ نظر نہیں آتا۔ بالشیوزم کا نظریہ اور عمل دونوں ہی ایسے کسی بھی رجحان کے سخت ترین مخالف ہیں۔ پارٹی کی رہنمائی، جو اپنے اقتدار کی بنیاد گروپوں اور حلقوں کو توڑنے اور انھیں پوری طرح کچل کر ختم کر دینے پر رکھتی ہے کسی ایسی تبدیلی کیلئے بہت مشکل سے تیار ہو سکتی ہے جس سے اسکے عام ممبروں میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ پیدا

ہوجائے اور اقتدار پر اسکی اجارہ داری کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔ بہرحال ایسا کوئی آہنی قانون موجود نہیں ہے جو کسی اعلیٰ ترقی یافتہ صنعتی سوسائٹی کی قسمت پر مکمل گرفت اور قابو رکھنے سے ڈکٹیٹر کو روک سکے۔ لیکن اسکا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کے رہنما صنعتی سوسائٹی کے انتظام میں متواتر پیدا ہونیوالی الجھنوں کو حل کرنے کیلیے اپنے طرز حکومت میں مناسب تبدیلیوں اور نئی ترتیب کو بالکل ہی پسند نہ کرتے ہوں۔ ان رہنماؤں کی طرف سے یہ اصرار اب بھی موجود ہے کہ وہ کارکن جن کے سپرد گرفت کو مستحکم رکھنے کے کام کیئے جاتے ہیں۔ وہ تکنیکی او مینجری کی ایک ایسی مخصوص صلاحیت کے ضرور حامل ہوں جو انھیں اپنے میدان میں تال میل پیدا کرنے اور اسکی نگرانی کے عمل میں مدد پہنچا سکے۔ ایک طرف یہ بھی ممکن ہے کہ مرکزی گرفتوں اور دوسری طرف مقامی تحریک و ترغیب اور کارکردگی میں اضافے کیلیے اختیارات کی تفویض کے درمیان ایک تناسب تلاش کرلینے کی غرض سے تجربات آئندہ بھی جاری رہیں۔

پارٹی کے رہنما تکنیکی تربیت اور صلاحیتوں کو ایک مخصوص جگہ اور امتیاز دیے جانے پر مصر رہیں گے چونکہ یہ صنعتی ترقی کیلیے ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں حالانکہ رہنما صنعتی ترقی میں صنعتی دانشوں کے اس حد تک منحصر ہیں اور اسکے لیے انھیں معاوضے اور انعام واکرام سے نوازا بھی ہے لیکن پھر بھی یہ بات بہت بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ یہ اس زمرے کو ایک خود مختار اور با اختیار گروپ کی حیثیت میں اُبھرنے کی اجازت بھی دے دیں گے۔ اس سلسلے میں ہر تحریک کو بالکل ابتدا ہی میں کچل دیا جاتا ہے۔ پارٹی کے رہنماؤں کا اولین قانون خود اپنی بقا ہے اور خود اپنے اختیارات میں کسی قسم کی مداخلت کے خلاف ان سے سخت ترین اقدامات اٹھانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

عوامی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کا پھیلاؤ بھی پارٹی کی حکومت کیلیے کوئی شدید خطرہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ عوام کی بنیادی تعلیم بعض صورتوں اور بعض حالات میں سیاسی آزادی کے دروازے ضرور کھولتی ہے لیکن سویت نظام میں اسے شعوری طور پر کمیونسٹ اقتدار اور انداز فکر کی طرف تربیت اور ذہن سازی کیلیے ایک بہترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اسکا سیاسی مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ عوام کے ذہنوں میں حکومت کی طرف سے عائد پابندیوں اور اسکی حدود میں شبہ پیدا کرنے کے بجائے اس میں ایک راسخ عقیدہ اور یقین مستحکم کردے۔ سوویت نظام تعلیم کو اسطرح ترتیب کیا گیا ہے کہ یہ ایسے سائنس دان انجینئر اور تکنیکی ماہر پیدا کرتا رہے۔ جو مغرب کے پیدا کردہ بہترین افراد کے مقابلے میں کھڑے کیے جاسکیں لیکن اسکے ساتھ ہی اس بات کی بھی سختی سے کوشش

کی جاتی ہے۔ کہ اس تعلیم سے ایسے افراد کی نشوونما یقینی ہو جائے جو کمیونسٹ مقاصد کیلیے پوری وفاداری سے خدمات انجام دیں۔ ان میں سے ایک خاص بڑی تعداد کو پارٹی میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ افراد بھی جو پارٹی کے ممبر نہیں ہوتے اسکے مستقل دباؤ سے پوری طرح بری نہیں ہو پاتے اگر کچھ صورتوں میں ذہن سازی کا کام مکمل نہیں ہو پاتا یا اس تربیت کے ذریعے خاطر خواہ اثر پیدا کرنے میں کامیابی نہیں ہوتی تب بھی حکومت قواعد و ضوابط اور پابندیوں سے ایسے محاصرہ سا کر لیتی ہے۔ جس سے انھیں پورے نظام کی گرفت میں رکھنا، اور کسی بھی قسم کے انحرافی رویے سے روکے رکھنا یقینی ہو جاتا ہے افراد کی ذاتی ترقی، حیثیت اور انکو سپرد کیے جانے والے کام اور عہدے سب کچھ پارٹی کے رحم و کرم اور عنایات پر مبنی ہیں اور تحریک و ترغیب کا ایک ایسا نظام پیدا کر دیا گیا ہے جس میں وفاداروں کو انعام و اکرام اور ناقابل اعتبار قسم کے عناصر کو سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ اگر عوام میں تعلیم کے پھیلاؤ سے تجسس حقیقت شناسی اور کسی قدر آزاد خیالی کے جذبے کو ترغیب ملے بھی تب بھی زیادہ تر سوویت شہری کسی باقاعدہ یا متحرک مخالفت کے اظہار سے باز رہتے ہیں چونکہ انھیں اسکا بھی احساس ہوتا ہے کہ گرفتاریوں کا سلسلہ انھیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ اس انحراف کے نتائج کو بڑا اذیت ناک بنا دیتا ہے

لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ ان نتائج کے خدشات مول لے لینے کیلیے سوویت شہریوں میں کوئی بھی موجود نہیں ہے نئی نسلوں کے کچھ اپنے الگ اور پُراسرار انداز ہوتے ہیں۔ اور ایک نسل جن چیزوں کو مقدس عقیدے سمجھکر اپنے سینے سے لگائے رہتی ہے وہی اس سے اگلی نسل کو کچھ ایسی حماقتیں نظر آتے ہیں جن کو منسوخ کر دیا جانا ضروری سمجھا جانے لگتا ہے بیسویں پارٹی کانگریس کے بعد سوویت دانشوروں اور طالب علموں میں پیدا ہونے والا ولولہ اور ان میں سے بہت سوں کی یہ خواہش کہ "نئی آزادی" کی حدود کو تلاش کر لیا جائے' ان سے کم از کم اس دباؤ کا اندازہ ضرور ہی لگایا جاسکتا ہے جو پارٹی کے گرفت میں کسی قدر ڈھیل دیئے جانے کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ پارٹی رہنماؤں نے اس اشارہ کو سمجھنے میں کوتاہی نہیں کی چونکہ اب انھوں نے اپنے ذی فہم طبقے کو جوڑ توڑ اور کارگزاریوں کے اظہار کیلیے اسٹالن کے مقابلے میں زیادہ وسیع میدان فراہم کر دیا لیکن انکے ساتھ اس نے یہ بات بھی بالکل صاف کر دی ہے کہ خود انکے اپنے اختیارات کی بے وقعتی کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اور اس دانشور طبقے کیلیے بھی حکومت کی خدمت بہر حال ایک ایسی پابندی ہے جس سے کسی طرح مفر ممکن نہیں ہے۔ ان پابندیوں کے باوجود بھی دبے دبے اور خفیہ انداز میں باغی اور منکر قسم کے عناصر سوویت ادب اور تعلیمی میدانوں میں اپنی موجودگی کا مستقل احساس

دلاتے رہے ہیں حالانکہ ان میں سے بعض کو تلاش کر کے قید بھی کیا جا چکا ہے پھر بھی بعض ایسے بھی ہیں جو کسی نہ کسی طرح اپنے خیالات اور طرزِ فکر کو چھپوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن دوسرے کچھ وہ ہیں جو صرف "اپنی میزوں کی درازوں کی زینت" کیلیے ہی لکھتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ اپنے معتبر دوستوں اور ساتھیوں میں اپنی تحریروں کا ادل بدل کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان عناصر سے پارٹی کی طاقت اور اقتدار کیلیے کوئی بہت خاص خطرہ پیدا ہونے کی امید نہیں ہے لیکن ان سے سویت سوسائیٹی کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے ایک پریشان کن مرض کا اشارہ ضرور مل جاتا ہے۔

پارٹی کی ذہن سازی میں جو چیز سب سے بڑی دشمن ثابت ہوتی ہے وہ اسکی یکسانیت اور اسکے کٹرپن سے پیدا ہونے والی اُکتاہٹ ہے بعض صورتوں میں اس اُکتاہٹ کا اظہار غنڈہ گردی اور غیر قانونیت میں ہوتا ہے کبھی اسکا مظہر نوجوانوں کی ہپی نما شکلوں، غیر ملکی طور طریقوں کی نقل اور "جاز" کی موسیقی کے شوق میں نظر آتا ہے

اس سے زیادہ سنجیدہ حلقے میں اس اُکتاہٹ کا اظہار کچھ اس انداز میں بھی ہوتا ہے کہ طالب علم مارکسزم لینین ازم کے لازمی نصاب کو ناقدری اور بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو بائیکاٹ کر دیتے ہیں، یا پھر صرف اپنی حاضری لگوانے کیلیے اس میں چلے جاتے ہیں۔ اور اسطرح ایک ایسا فرض بہرحال پورا ہو جاتا ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ ادیبوں اور آرٹسٹوں کی اپنے فن کے اظہار کیلیے نئے نئے موضوعات کی تلاش میں اور نئے طرزِ ادا میں بھی اسکا اظہار ہوتا ہے اور سوشلسٹ حقیقت پسندی کے چند گنے چنے فارمولوں نے تخیل کے اظہار کیلیے جو پابندیاں اور حدود ان کیلیے متعین کر رکھے ہیں، اُن سے بچ نکلنے کی مستقل خواہشوں سے بھی اُکتاہٹ اور تھکن کا احساس ہو جاتا ہے ذی فہم حلقے کی غیر ممالک کے سفر کی مستقل اور بھرپور خواہش سے بھی اس اضطراب کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ مستقل اس تلاش میں رہتے ہیں کہ دور افتادہ مقامات اور غیر ممالک کے متعلق اپنے تجسس کی پیاس کو جسطرح بھی ممکن ہو بجھائیں اور دنیا کے دوسرے حصوں کے تجربات سے بذاتِ خود روشناس ہو سکیں۔

پارٹی نے اس اضطراب اور الجھن کے علاج کے سلسلے میں اسکے صرف بیرونی اثرات کو ہی نگاہ میں رکھا اُس نے گہرائی میں جا کر اُن بنیادی وجوہات پر غور کرنے کی کوشش نہیں کی جو اتنی شدید اطاعت کے اثر سے بھرپور بدلی اور گھٹن کے روپ میں نظر آتی ہیں اس لیے غنڈوں، بدمعاشوں، کاہلوں، اور ناکارہ اور مفت خوروں کے خلاف مہمیں چلائیں۔ ان میں سے بہت زیادہ سنگین واقعات

کو کبھی کبھی عوام کیلیے مثال اور عبرت کے طور پر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ حکومت انکے خلاف تمام قسم کی سزائیں اور قید کی تمام تر سختیوں کا بھی استعمال کرتی ہے۔ لوگ شہر بدر بھی کیے جاتے ہیں اور انھیں ایک نمونے کا سویت شہری بنانے کیلیے انکے سپرد جبریہ کام بھی تفویض ہوتے ہیں طالب علموں میں بے چینی اور بدلی کے سلسلے میں اسکے پاس صرف ذہن سازی کی مہم کو اور تیز کرنا ہی ایک جواب ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ صنعتی اداروں یا زراعت کا کام بھی شامل کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر ضروری ہوتا ہے تو سزا کے طور پر یونیورسٹی سے نکال بھی دیا جاتا ہے! یا ناپسندیدہ قسم کے کام سپرد کر دیے جاتے ہیں اور بہت سنگین قسم کے واقعات میں گرفتاری بھی عمل میں آجاتی ہے ادیبوں اور فنکاروں کیلیے اسکے اپنائے ہوئے فارمولے میں آنکی نازبرداریاں ہیں۔ اسوقت تک جب تک یہ لوگ پارٹی کی مانگوں کو پورا کرنے میں فرمانبرداری دکھلائیں لیکن اگر یہ لوگ اس سے انحراف دکھلائیں یا سرکشی پر آمادہ ہوں تو پھر اسکا دباؤ بھی موجود ہے غیر ممالک کے سفر کے سلسلے میں انکی مانگیں پوری بھی کی جا سکتی ہیں۔ ویسے جن سویت شہریوں کو دوسرے ممالک کی سیر سیاحت کی اجازت دی جاتی ہے انکے سلسلے میں اس بات کی چھان بین اور تصدیق ضرور کی جاتی ہے کہ سیاسی اعتبار سے یہ لوگ پوری طرح قابل اعتماد ہیں اور عام طور پر انھیں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں باہر بھیجا جاتا ہے اور ان پر پوری طرح نگرانی بھی رکھی جاتی ہے۔

پارٹی کی افضلیت اور اہمیت کے تحفظ میں یہ اقدامات خواہ کتنے بھی
اکارگر ثابت ہوں لیکن وہ نظریاتی بے دلی اور بے تعلقی جو سوسائیٹی کے نچلے حصے میں مستقل پل رہی ہے اور جو حکومت کے انقلابی جوش و خروش اور اسکی رفتار میں ایک رکاوٹ پیدا کر دینے کا خطرہ پیدا کر رہی ہے، اُس پر پوری طرح قابو پالینے میں یہ اقدامات ناکام رہے ہیں لیکن بہرحال یہ تصور ابھی قبل از وقت ہوگا کہ سوویت یونین اپنے نظریاتی دور کے خاتمے تک پہنچ گئی ہے۔ حالانکہ سوویت یونین کے حالات اور واقعات کا گہرائی سے مطالعہ کرنیوالے بہت سے لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ نظریاتی سپردگی اور انہماک میں کافی کمی پیدا ہوئی ہے۔ انقلاب کے دور میں جو ایک جوش و خروش اور مذہبی جنون جیسا ولولہ پیدا ہو گیا تھا۔ اب وہ باقی نہیں رہا ہے۔ نہ اس صحیفے پر وہ اعتقاد اور اس سے وابستہ امیدیں موجود ہیں لیکن بہرحال تمام سوویت اشاعتی ذرائع اب بھی سرمایہ داریت کو بدنام کرنے اور سوویت نظام کی فوقیت اور افضلیت کیلیے پرچار اور ایجی ٹیشن میں۔ اتنے ہی انہماک سے مصروف ہیں جتنے کبھی پہلے تھے۔ سوویت شہریوں پر آج بھی پروپیگنڈے کی اتنی ہی بھرمار ہے۔ لیکن

اس پروپیگنڈے سے پیدا ہونے والے کچھ ضمنی اثرات بھی موجود ہیں جن کو کچھ ایسے صاحب نظر مبصرین نے محسوس بھی کیا ہے جو سوویت روس جا چکے ہیں۔ بعض حیثیتوں سے عام سوویت شہری غالباً سب سے زیادہ غیر سیاسی فرد کہا جا سکتا ہے۔ نظریاتی پروپیگنڈے کی وہ بھرمار جو اسے ہمیشہ جھیلنا پڑتا ہے اس سے اسے سیاسی مسائل کو صحیح طرح سمجھ لینے میں ضرور مدد مل جاتی ہے اور اس سے اُسے اپنے سیاسی میلان اور رویے کی تشکیل کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اسکی وہ دل چسپی اور تجسس بھی کند ہو کر رہ جاتی ہے جس سے یہ اعلیٰ پالیسی کے نکتوں کو سمجھ سکے چونکہ اسے معلوم ہے کہ فیصلے عوام نہیں کرتے بلکہ اعلیٰ رہنما کرتے ہیں۔ وہ موضوعات جو اسکے زیر بحث ہوتے ہیں، وہ نظریات یا سیاست سے متعلق نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ تنخواہوں، غذا، لباس، اور رہائشی مکان، اور روزمرہ زندگی کے حقیقی تجربات اور مسائل سے متعلق ہوتے ہیں۔ بہت سے سوویت شہریوں کو یہ احساس بھی کسی نہ کسی طرح ضرور ہو جاتا ہے کہ سرمایہ داری نظام میں زندگی اتنی تاریک نہیں ہے جتنی سوویت صحافیوں کی پیش کردہ تصویر میں نظر آتی ہے۔ اور انھیں ذاتی تجربہ بھی بتلا دیتا ہے کہ سوویت نظام میں زندگی کی تصویر اتنی روشن بھی نہیں ہے جتنی کہ یہ عام طور پر پیش کی جا رہی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی وطن اور قوم پرستی کی جڑیں بھی بہت گہری ہیں اور جب اس موضوع پر پرچار اور اشاعت کو تیز کیا جاتا ہے تو حکومت کو اپنی حمایت کیلیے وسیع ترین بنیاد بھی مل جاتی ہے۔ سوویت عام شہریوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو مارکسزم لینن ازم کو ایک معمہ اور پہیلی سمجھتے ہیں یہ لوگ حکومت کو محض اسکی کارگزاریوں اور کامیابیوں سے ہی ناپتے ہیں جس وقت ان پر بوجھ بڑھتا ہے تو یہ زیر لب بڑبڑاتے رہتے ہیں لیکن اسے جھیل بھی لیتے ہیں۔ اور جب بوجھ کچھ ہلکا ہو جاتا ہے تو کسی قدر سکون کی سانس بھی لے سکتے ہیں۔ سوویت سوسائٹی کے نسبتاً اعلیٰ حصوں میں نظریاتی تصورات میں سوفسطائیت تیر اور گہرائی نسبتاً اور زیادہ نظر آتی ہے۔ عام طور پر اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ نظریاتی تصورات میں قطع برید کی تھوڑی بہت صلاحیت کا ہونا سوویت سوسائٹی میں اپنی شخصیت کی تعمیر کیلیے بہرحال ضروری ہے۔ بعض لوگ ان نظریات پر فی الحقیقت بڑی سنجیدگی اور صدق دلی سے ایمان بھی رکھتے ہیں اور ان سچے معتقدین راستبازی اور اعتماد و یقین کو اس وقت تک پوری طرح سمجھا اور باور ہی نہیں کیا جا سکتا جب تک کوئی شخص اُنکے ساتھ رہ کر اسے سمجھنے کی خود کوشش نہ کرے۔ لیکن کچھ دوسروں کیلیے محض ایک رسمی عقیدہ سے زیادہ کچھ

نہیں ہے۔ یہ لوگ بھی جس سوسائٹی کا حصہ ہیں اُسکے اپنائے ہوئے مختلف معیاروں میں مارکسزم۔لینن ازم کو بھی ایک عام معیار کی حیثیت سے مان لینا ہی کافی ہے۔لیکن کچھ اور ایسے بھی افراد ہیں، جن کے نزدیک اس عقیدے کے ساتھ معاہدہ ایک ایسی ناخاطر خواہ مجبوری ہے جس میں انھیں اپنے داخلی شبہات کو اپنی شخصیت کی تعبیر کی وجہ سے کچلنا پڑتا ہے۔

پارٹی کے اعلیٰ ترین حلقوں تک میں ہونے والے ایسے نظریاتی مباحثوں میں جنکا پیداوار سے کوئی تعلق نہیں یا جنھیں کمیونسٹ نظام کی تعمیر میں عملی کاموں کی تکمیل کیلیے جدوجہد کا نام دیا جاتا ہے، ایک طرح کی بے چینی اور بیدلی بآسانی محسوس کی جاسکتی ہے۔ بیسویں کانگریس کے سامنے تقریر کرتے ہوئے سیوسلوو نے ایک کمبائین مشین کے آپریٹر (Combine operator) کے الفاظ کو منظور کرتے ہوئے دہرایا "میں پارٹی کے مطالعہ حلقے میں تیرہ سال تک رہا ہوں اور اب بھی اس حلقے کا پروپیگنڈا کارکن ہمارے سامنے تیرھویں مرتبہ "بنڈ" (Bund) کی وضاحت کرتا رہتا ہے۔ کیا ہمارے پاس "بنڈ" کی تنقید و تنقیص کے علاوہ کوئی اہم موضوع موجود نہیں ہے؟ ہمیں اپنے مشین ٹریکٹر اسٹیشن کے معاملات میں دلچسپی ہے۔ اپنے ضلع اور اپنے صوبے سے لگاؤ ہے۔ ہم حال میں رہنا چاہتے ہیں اور مستقبل پر نظر رکھنا چاہتے ہیں، لیکن ہمارے پروپیگنڈا کارکن نرودنیک اور "بنڈ" کے معاملات میں اس بری طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ وہ اس سے آگے دیکھ ہی نہیں سکتے۔"(۱۰)

نظریاتی تعلیم و تربیت پر یہ مخصوص توجہ اور اہمیت سویت تکنیکی دانشوروں کیلیے جو انتظامی، انجینیری اور پیداوار کے سلسلے کے عملی کاموں میں منہمک رہتے ہیں، اور نظریاتی اعتبار سے اتنے پختہ نہیں ہوتے کسی حد تک مناسب ہی محسوس ہونے لگتی ہے پھر کچھ اور بھی ایسی تبدیلیاں سوسائٹی میں رونما ہوئی ہیں جن کے پیش نظر اس خصوص اہمیت کو اور حمایت اور تقویت ملتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے عام ہونے سے ممکن ہے لوگ حقیقتوں کو اتنے براہ راست اور سیدھے ڈھنگ سے نہ دیکھنا چاہیں جس انداز سے مارکسزم لینن ازم کا پرچار کرنے والے انھیں پیش کرتے ہیں۔ ممکن ہے انکے سامنے ان حقیقتوں کے تصورات زیادہ گنجلک اور زیادہ بالواسطہ ہوں یقیناً کسی حد تک خود اپنے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے، پارٹی کے رہنما ان نئی مانگوں کی طرف بڑے محدود انداز میں متوجہ بھی ہوئے ہیں تاکہ پیداوار کے مقاصد کی تکمیل

میں اور زیادہ کوشش اور لگن حاصل ہو سکے۔

لیکن اس بات کو سمجھنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے پارٹی رہنماؤں کیلیے یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ مارکسزم لینن ازم کو کچھ نئے ڈھنگ سے یا کسی سوفسطائی رنگ میں ڈھال کر پیش کر دیں لیکن اس پورے ڈھانچے کو منسوخ کر کے اسے معطل کر دینا ایک دوسری بات ہے۔ موخر الذکر صورت حال کی کوئی علامت ابھی نظر نہیں آئی اور سوائے اس صورت کے کہ خود سویت رہنماؤں کیلیے کوئی بہت عظیم تباہی پیدا ہو جائے۔ یا کوئی ایسا عظیم بحران پیدا ہو اس صورت کے ابھرنے کی کوئی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔ پورا انتظام اب بھی انہی بنیادوں پر جما ہوا ہے کہ کمیونزم مستقبل کی لہر ہے، محنت کشوں کے مفادات کی سچی ضامن صرف پارٹی ہی ہے اور اسے اسوقت بھی غالب رہنا ضروری ہے جب کمیونسٹ یوٹوپیائی خواب شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔

اپنے اس مقصد اور اپنی اس صلاحیت کا جواز پیش کرنے کیلیے پارٹی کو کچھ ایسے ضمنی اور امدادی نظریات کا سہارا بھی ضروری ہے جنکی مدد سے عوام کی صلاحیتوں اور وفاداری کو حاصل کیا جا سکے اور یہی بائیسویں کانگریس کے منظور کردہ پارٹی کے نئے پروگرام کی سب سے بڑی خصوصیت اور اہمیت ہے اس سے خروشچیف کی اس متواتر کوشش اور انتھک مہم کا بھی احساس ہوتا ہے جس کے ذریعے زیادہ پیداوار، خوشحالی کے حصول اور اسکے ساتھ ہی بین الاقوامی درجے پر ملک کی متواتر کامیابیوں کی امیدیں دلا کر وہ پارٹی اور قوم میں ایک نئی روح اور نیا جذبہ پیدا کر دینا چاہتا ہے۔ کیا پارٹی وقت کے ساتھ ساتھ متحرک رہ کر ترقی کی یہی رفتار برقرار رکھ سکتی ہے؟ اسکا انحصار بہت حد تک اسکی داخلی اور بیرونی کامیابیوں پر ہی ہوگا۔ اس اعتبار سے فضا میں کیئے جانے والے ڈرامائی تجربات جنکا سہرا پارٹی اپنے سر لے سکتی ہے اور سرمایہ دار ممالک میں کمیونسٹ حلقوں کا باقاعدہ قیام کمیونسٹ اصولوں کی تصدیق اور نظریاتی جوش و ولولے کو ابھارنے میں کافی مددگار ثابت ہونگے کمیونزم تحریک اگر متحرک ہے آگے بڑھ رہی ہے تو وہ نظریات کو نئے معنی بخش سکتی ہے اور نیا ولولہ پیدا کر سکتی ہے لیکن اگر اس میں حرکت باقی نہیں ہے تو یہ پارٹی کے لیے خطرات بھی پیدا کر سکتی ہے

سوویت سوسائٹی کے بعض مبصرین کا خیال یہ بھی ہے کہ اس میں دولت کی فراوانی اور خوش حالی خود پارٹی کی انقلابی تحریک اور قوت عمل کی رفتار پر اثر انداز ہوگی اور

اس میں کسی حد تک اعتدال پیدا کر دے گی۔ ان ہی لوگوں کا، بشمول خروشچیف کی طرف سے دی گئی اُن مراعات کی طرف ہے جو عوام کی خوش حالی کی ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں فراہم کی گئی ہیں اور جنھیں اسٹالن کسی طرح دینے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ ممکن ہے جو شخص خروشچیف کے بعد آئے، وہ اگر بے اطمینانی اور بددلی پر کسی قدر روک لگانا چاہتا ہے تو وہ ان مراعات میں اور وسعت پیدا کرے۔ ان کی پیش کردہ دلیل کے مطابق معیارِ زندگی کی اُٹھان سے سوویت سوسائٹی میں اعتدال یا قدامت کا رنگ اور بڑھے گا۔ سوویت آبادی میں اپنی ذاتی ملکیتوں کی طرف خود غرضانہ دلچسپی بڑھے گی اور یہ لوگ کسی بھی ایسی پالیسی کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے جس سے اتنی دشواریوں کے ساتھ حاصل ہوئی ان کامیابیوں کی مکمل تباہی کے خدشات پیدا ہوتے ہوں۔ اس دلیل کو جو چیز سہارا دیتی ہے وہ مستقل قربانی سے بچے رہنے کی سوویت شہریوں کی وہ خواہش ہے اور امن و سکون اور تن آسانیوں اور آسائشوں کی لذت کی تلاش ہے جن سے یہ ہمیشہ محروم رکھے گئے ہیں۔

یہ مفروضہ کہ توسیع اور دوسرے ممالک پر حملہ آوری کی پالیسی کو کوئی ایسی حکومت بہت عرصے تک برقرار نہیں رکھ سکتی جو اس کے ساتھ ہی ساتھ خود اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور خوش حالی کے لیے بھی اقدامات اٹھا رہی ہے، اس کا مطالعہ ذرا گہرائی اور سنجیدگی سے کرنا ضروری ہے۔ دولت کی فراوانی اور اس کے اثر سے پیدا ہونے والی عام تن آسانی سوویت روس کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کرنے والوں کو کسی قدر محتاط ضرور کر سکتی ہے، خاص طور پر جب خود اپنی بقا کے لیے خطرات زیادہ ہو جائیں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ حکومت پر عوام کے اعتماد کو بھی اور مضبوطی بخش سکتا ہے۔ اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کے لیے اٹھائے ہوئے اقدامات کے نتیجے میں رہنماؤں کو عوام سے جو احسان مندی اور اظہارِ تشکر حاصل ہوتا ہے ضروری نہیں کہ وہ ان کے جوش اور ولولوں کو ردّ کرے، اس کا اثر بالکل برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ پارٹی کے میدانِ عمل میں اضافہ بھی کر سکتا ہے اور صرف اس لیے بھی نئے نئے میدانوں میں اپنی کارکردگی کے اظہار کے لیے آمادہ کر سکتا ہے کہ عوامی حمایت کا احساس اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ سوویت سوسائٹی میں پارٹی کی کیا حیثیت ہوگی، اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ اپنے کیے ہوئے وعدوں کو کس حد تک پورا کر سکتی ہے۔ اگر یہ پارٹی پروگرام میں کیے ہوئے وعدوں اور مقررہ مقاصد کی تکمیل میں خاطر خواہ کامیابی

اور ترقی کا اظہار کرتی ہے، اور خاص طور پر اگر یہ عوام کے معیارِ زندگی کی اٹھان میں اہم کامیابی حاصل کر لیتی ہے، تو پارٹی کی حیثیت مضبوط رہنے کے امکانات اور زیادہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر اس کی کارکردگی میں وعدوں کو پورا نہ کر سکنے کے داغ زیادہ ہیں اور ناکامیوں کے الزامات بہت ہیں تو ایسی صورت میں بددلی بے چینی اور ناامیدی کی اٹھتی ہوئی لہر وہ راستہ تیار کر سکتی ہے جس کے اختتام پر اسکی طاقت اور اقتدار کے بالکل ختم ہو جانے کا خطرہ ہے۔

کم و بیش اسی قسم کی صورت حال پارٹی کی خارجہ پالیسی اور کارکردگی کے سلسلے میں نظر آسکتی ہے داخلی اور خارجہ پالیسیاں پوری طرح ایک دوسرے میں گھتی ہوئی ہیں، اور ان کا مجموعی اثر ہی سوویت نظام حکومت کے مستقبل پر اثرانداز ہوگا۔ داخلی کامیابیاں اس تحریک کو ملک کی حدود سے باہر نکلنے اور بیرونی دنیا پر اثرانداز ہونے میں مددگار ہوں گی، اس کے برخلاف داخلی ناکامیاں کمیونسٹ اپیل کو ملک اور بیرون ملک دونوں جگہ کمزور کریں گی لیکن اس امکان کو بھی بہرحال پوری طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ داخلی ناامیدیوں کی جھنجھلاہٹ میں حکومت دوسرے ممالک میں اپنی حرکت کو تیز کرے صرف اس امید میں کہ بیرونی فتوحات داخلی اضطراب اور الجھنوں کا کسی حد تک علاج بن جائیں۔ بیرونی کامیابیاں داخلی ناکامیوں کا نعم البدل بھی ہو سکتی ہیں اور بیرونی ناکامی اور شکست اندرون ملک اور ملک سے باہر دونوں ہی جگہ حکومت کو کمزور بھی کر سکتی ہے

کمیونسٹ کیمپ کے اندرونی مسائل

اسٹالن کی موت کے بعد سے خود کمیونسٹ کیمپ کے اندرونی رشتوں میں کسی قدر تبدیلی آئی ہے۔ اسٹالن کے دور میں یوگوسلاویہ کمیونسٹ مدار سے الگ ہوا تھا۔ لیکن یورپ میں باقی تمام تابع سیارے پوری طرح ماسکو ہی کی گرفت میں تھے۔ اسٹالن کی کمان کے تحت تھے۔ صرف کمیونسٹ چین کو ایک مخصوص حیثیت ملی تھی۔ اسکی معاشی ضروریات اور پالیسی کے محرکات اسے ماسکو پر کسی حد تک منحصر رہنے پر مجبور کیے ہوئے تھے لیکن اسکی سیاسی رہنمائی کی بنیادیں بالکل آزاد تھیں۔ اور اسٹالن کی گرفت سے باہر تھیں۔

خروشچیف کے دور میں خود کمیونسٹ حلقے میں بھی ذوہر کزیت کے

رجحانات زیادہ واضح طور پر نظر آنے لگے ہیں۔ ٹیٹو کو دوبارہ اس حلقے میں شامل کرنے کی کوششوں میں ابھی تک بہت محدود کامیابی حاصل ہو سکی ہے۔ ہنگری کی بغاوت اور ۱۹۵۶ کے موسم خزاں میں پولینڈ کی آزادی کا اظہار اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ سوویت غلبے نے اپنے خلاف کئی شدید نفرت کا جذبہ پیدا کر لیا ہے حالانکہ ہنگری کی بغاوت کچل دی گئی اور پولینڈ کے ساتھ بھی کسی نہ کسی طرح اشتراک عمل کے لیے کچھ راستے نکال لیے گئے ہیں، جن میں اسے داخلی امور میں کافی حد تک خود مختاری دینی پڑی۔ لیکن ان تمام واقعات سے خاص طور پر اس بات کا اظہار بھی ہو گیا کہ ان علاقوں میں ماسکو کو کتنی کم عوامی حمایت حاصل ہے۔ ایک طرف پولینڈ نے اس میں کامیابی حاصل کر لی ہے کہ وہ اپنی داخلی زندگی کے معاملات کے انتظام میں ایک مخصوص حیثیت کا حامل ہو گا، اور البانیا جو سوویت یونین سے سب سے دور علاقہ ہے۔ اس نے خود کو روس کی بجائے چینی تحفظ میں دینا پسند کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف یورپ کے دوسرے ممالک سوویت رہنمائی کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ اور اپنی بقاء کے لیے ماسکو پر ہی انحصار رکھتے ہیں۔

جس فارمولے کے تحت خروشیف یورپ کے باقی حامی ممالک کو اپنے ساتھ تو شامل کیے رہتا ہے، اور انھیں اس دائرے سے باہر نہیں نکلنے دیتا، وہ بہت گنجلک فارمولا ہے اور اس کی ترتیب میں بہت سے مختلف عناصر کار فرما ہیں۔ سوویت فوجی مداخلت کا ہمیشہ موجود رہنے والا خطرہ، ہنگری جیسی بغاوت کے دہرائے جانے کے سد باب میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ان حامی اور ساتھی ملکوں کی معاشیات کو خود سوویت یونین کی نشوونما اور معاشی ترقی کے لیے استعمال کیے جانے کی وہ پالیسی جسے اسٹالن نے اپنایا تھا اب کافی حد تک ختم کر دی گئی ہے۔ اور بہت سی صورتوں میں تو بہت کمزور اور متزلزل حکومتوں کو بچا لینے میں سوویت امداد نے بہت اہم اور یقینی کردار ادا کیا ہے۔ بہت سی طاقتوں کے ایک غیر منظم اور نیم پختہ سے گٹھ جوڑ کے مقابلے میں کچھ زیادہ پختہ اور منظم بنیادوں پر ان ساتھی ملکوں کو معاشی اعتبار سے ایک دوسرے سے اور خود سوویت یونین سے متحد اور یکجا کرنے کی کوشش نے کچھ ایسی شکل اختیار کر لی ہے، جس میں ایک متحدہ فوجی کمان وجود میں آ گئی ہے۔ اور اب خارجہ پالیسی کے میدان میں ملے جلے مفادات پر آسانی سے اہمیت دی جا سکتی ہے۔ نظریاتی اور ثقافتی تعلقات مضبوط ہوئے ہیں۔ اور ان حامی ملکوں کی مقامی پارٹیوں کو اپنے اپنے مقامی حالات و کیفیات کے مطابق اپنی حکومتیں

کو ڈھال لینے کے مواقع بہتر طور پر حاصل ہو سکے ہیں۔

لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود یہ بات اب بھی بہت حد تک مشتبہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ مشرقی یورپ کے عوام کے دلوں میں قومی وفاداری کا جو جذبہ موجود ہے، وہ آسے آسانی سے سویت مقاصد کی طرف موڑ لینے میں مکمل کامیابی حاصل ہو جائے گی یقیناً ان ممالک میں جہاں سویت غلبے سے پہلے بھی مضبوط مقامی کیمونسٹ پارٹیاں موجود تھیں جیسے چیکوسلاواکیا اور بلغاریہ وہاں اس مقصد کے حصول میں نسبتاً کم دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن ان ممالک میں بھی قومی جذبات واحساسات اب بھی بہت حد تک موجود ہیں. بہرحال ایک طرف سویت فوجی طاقت اور دوسری طرف کیمونسٹ پارٹی کے کارکنوں کی گرفت دونوں مل کر اب ایک ایسی متحدہ طاقت ضرور محسوس ہوتی ہے جو مشرقی یورپ کے باقی حامی ملکوں کو کیمونسٹ کیمپ سے الگ ہو جانے سے باز رکھ سکے گی۔ لیکن آزادی اور خود مختاری کی خواہش اب بھی بالکل ختم نہیں ہوئی ہے، اور اگر ایسے موافق حالات پیدا ہو جائیں جن سے انکا موثر طور پر اظہار ہو سکے تو یہ سویت حکومت کے لیے پریشانی کا باعث بہر طور بن سکتے ہیں۔ ایسے حالات جن میں سویت گرفت کا نظام کمزور ہوتا ہوا نظر آئے اور جن میں ان ممالک میں سویت فوج کی براہ راست مداخلت کو بھی روکا جا سکے وہ حالات ان طاقتوں کو آزادی کے ساتھ بروئے کار آنے کا موقع فراہم کریں گے۔ کیمونسٹ چین سے تعلقات سویت یونین کے لیے کچھ اور نئے مسائل کا دروازہ کھول رہے ہیں موجودہ دور میں ہی سویت یونین اور کیمونسٹ چین ایسے دو ساتھی کہے جا سکتے ہیں جو ساتھی ہونے کے باوجود غیر مطمئن اور بے چین بھی ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک دوسرے کے حریف بھی ہیں۔ ساتھی اس حیثیت سے ہیں کہ اپنے سامراجی مخالفین کو کمزور اور ختم کرنے میں ان دونوں کے مفادات مشترک ہیں اور حریف اس حیثیت سے ہیں کہ مختلف سلسلوں میں عمل میں لائی جانیوالی پالیسیوں، حکمت عملیوں، اور خود کیمونسٹ کیمپ میں اپنے اثر و اقتدار کے حلقے پیدا کر لینے کی خواہش میں تضاد رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے مد مقابل ہیں۔ ان اختلافات کی بنیادیں ان دونوں قوموں کی اپنی اپنی نشوونما کے معیاروں کے زبردست فرق میں ملتی ہیں۔ اور ان اختلافات میں ملتی ہیں جو انقلابی دور کی اٹھان میں مختلف قوموں کے درمیان ترجیحات اور راہوں کے تعین میں پیدا ہوتے ہیں۔ سویت یونین صنعتی ترقی کے اعتبار سے نسبتاً اونچے درجے تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس کا یقین ہے کہ اسکا حاصل کیا ہوا تجربہ پوری

کیمونسٹ تحریک کے لیے عمومی طور پر کارآمد ہوگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی چینی معاشیات کو خود کسی درجے تک اٹھالانے کے لیے یہ مستقبل کے اپنے مفادات اور تیز صنعتی ترقی کے حصول کو قربان کر دینے کیلیے تیار نہیں ہے۔ پھر سویت رہنما، اتنی دشواریوں کے بعد حاصل کی گئی اپنی حیثیت کے تحفظ کا بھی خیال رکھنے پر مجبور ہیں، اور مستقبل میں کیمونسٹ مقاصد کی فتح کو یہ خود اپنی طاقت سے منسلک رکھنا چاہتے ہیں، اور اسکی مقناطیسی کشش کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں یہ رہنما کیمونسٹ مقاصد کی فوری فتح کے سلسلے میں کچھ خدشات مول لینے کیلیے تیار ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہر حال میں ایک ایسی بین الاقوامی ایٹمی جنگ کو نہیں ہونے دینا چاہتے، جو ہر اُس چیز کو مکمل طور پر تباہ کر دے، جو سن ۱۹۱۷ء کے بعد سے ہزار ہا دشواریوں کے بعد حاصل ہو سکی ہے۔

دوسری طرف کیمونسٹ چین، ابھی تک صنعتی اعتبار سے ایک پسماندہ ملک ہے اور زبردست اقتصادی مسائل کا شکار ہے، اسکے تیار کردہ زبردست صنعتی ترقی پروگرام میں داخلی پریشانیوں اور دباؤ کے اثر سے رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اور اسکی رفتار میں کمی آئی ہے، اور کیمونسٹ کیمپ کے دوسرے ممالک سے امداد بھی نسبتاً کم حاصل ہو سکی ہے۔ چین کے دقیانوسی زراعتی نظام میں دیہی علاقوں میں کیمونسٹوں کے ڈسپلن کو عائد کر کے، پیداوار میں جس اضافے کی کوشش کی گئی تھی، اسکی راہ میں بہت سے قدرتی تباہیاں اور پریشانیاں حائل ہوئیں، زبردست بڑھتی ہوئی آبادی کا بوجھ پڑا، اور پھر اسے خود اپنے کسان طبقے کی خاموش مدافعت اور مخالفت کو جھیلنا پڑا۔ چنانچہ کمیونوں کے نظام میں تبدیلیاں لانی پڑیں تاکہ بددلی اور بے چینی کو کم کیا جا سکے، اور صنعتی نشانوں کو حیثیتوں کے معیار تک گھٹایا گیا۔ لیکن ان ناکامیوں سے جو الجھن اور اضطراب پیدا ہوا اس نے صرف اتنا کام انجام دیا کہ چینی رہنمائی کو ملک کے باہر متحرک ہو جانے کی شدید ضرورت کا احساس دلا دیا، تاکہ اس اضطراب سے پیدا ہونے والے داخلی اثرات کو کسی قدر دوسری طرف موڑا جا سکے چینیوں کے نقطۂ نگاہ کے مطابق دنیا کی فوجی طاقت کے توازن کا جھکاؤ اب کیمونسٹ کیمپ کی طرف زیادہ ہے اور اس جھکاؤ کو وہ سیاسی مفادات —— کیلیے استعمال کرنا چاہتے ہیں ان کی نگاہ میں انقلابیوں کا کام صرف انقلاب پیدا کرنا ہے اس سلسلے میں اور زیادہ شدید اور سخت حکمت عملیوں کو نہ اپنا سکنے کیلیے وہ روسیوں پر تنقید کرتے ہیں۔ وہ خروشچیف کے اس انداز فکر پر اعتبار کرنے کیلیے تیار نہیں ہیں کہ کیمونزم کی فتح کا راستہ امن اور جنگی ہتھیاروں میں کمی کے پروپیگنڈے

کے ذریعے بھی تیار کیا جا سکتا ہے، یا قوم پرست بورژوا حکومتوں سے تعاون اور بھائی چارے کے ذریعے بھی یہ نتیجہ حاصل ہو سکتی ہے، یا کوئی بھی ایسا راستہ کارگر ثابت ہو سکتا ہے جس میں انقلابی طاقتوں کو براہ راست انقلابی مقاصد حاصل کرنے میں خطرہ لاحق ہوتا ہو۔ گذشتہ چند سالوں میں ان اختلافات کے اثرات ظاہرہ طور پر بھی نظر آنے لگے ہیں۔ اور ان دو عظیم کمیونسٹ طاقتوں کے درمیانی تعلقات میں سردمہری واضح طور پر محسوس ہونے لگی ہے۔ اگر چینی رہنما ایشیائی کمیونسٹ پارٹیوں پر اپنی فوقیت اور افضلیت حاصل کرنے کیلئے کسی قدر سختی سے آمادہ ہو جاتے ہیں اور دوسری جگہوں پر بھی اپنے اثر اقتدار کو قائم کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں تو عالمی کمیونسٹ تحریک پر تسلط اور گرفت کے لیے دونوں طرف تلخی اور کشمکش گہری ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہوگی جو تناؤ اب تک پیدا ہو چکا ہے اس میں اضافے کا اور زیادہ خرابی پیدا ہونے کا انحصار اس بات پر ہے کہ ماؤ اور خروشچیف کس طرح اپنی اپنی ضروریات کے دباؤ کے باوجود کسی قسم کا توازن پیدا کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں یا پھر اپنے سیاسی کٹرپن کے ساتھ طے کر لیتے ہیں کہ کسی قسم کا درمیانی راستہ یا معاہدہ وجود میں آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک ان دونوں کے سامنے ایک واحد اور مضبوط دشمن موجود ہے، جو چینی اور سوویت کمیونسٹ مقاصد کے حصول میں یکساں طور پر مزاحم ہوتا ہے۔ اس وقت تک مکمل علیحدگی کا امکان بہت زیادہ نظر نہیں آتا۔ اگر چین کی موجودہ معاشی مشکلات کو نگاہ میں رکھا جائے، اور اس کی ترقی اور نشوونما کیلئے ماسکو کی طرف سے حمایت کی اشد ضرورت کو ذہن میں رکھا جائے، اور ان دونوں کی متحدہ کوششوں سے طرفین کو جو فائدہ پہنچے گا اس کے پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے، تو منطق بہرحال یہی کہے گی کہ ان دونوں کو یہی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ اپنے آپسی قضیوں اور اختلافات کی کچھ حدیں مقرر کریں۔ لیکن کیا یہ منطق اور فہم فراست کام میں بھی لائی جائے گی؟ اب اس بات کو جس طرح کسی اور جگہ کے لیے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا اسی طرح کمیونسٹ دنیا کے لیے بھی اس پر پوری طرح اعتماد کر لینا ممکن نہیں ہے۔

مستقبل میں ایسے حالات کی امید بھی بہت زیادہ روشن نظر نہیں آتی کہ سوویت یونین اور کمیونسٹ چین اپنے آپسی اختلافات کا کوئی مستقل یا دیرپا حل تلاش کر لیں گے۔ اگر چین اپنی صنعتی اقتصادی اور فوجی طاقت کی تعمیری کوششوں میں کامیاب ہو جاتا ہے تو سوویت رہنماؤں کو کمیونسٹ کیمپ میں جو افضلیت حاصل ہے اسے للکارنے کی اس کی صلاحیت اور طاقت بھی بہت بڑھ جائے گی چینی آبادی کے لیے نئی رہائشی جگہ حاصل کر لینے کا دباؤ

چین کو علاقائی وسعت پر مجبور کر رہا ہے۔ اور چونکہ جنوب میں ایسی توسیعی عمل کے لیے بہت کم مدافعت کے امکانات نظر آتے ہیں اس لیے یہ بات بھی کوئی بہت حیرت ناک نہیں ہوگی کہ جنوب کے بعد چین کی نگاہ اور امیدیں شمال کی طرف پلٹ جائیں لیکن موجودہ حالات میں ہی اپنی نسبتاً کمزور حیثیت کے باوجود بھی چینی روس کو مقابلے کیلیے للکار چکے ہیں۔ اور جیسے جیسے ان کی طاقت مضبوط ہوگی آن کے اس چیلنج میں اور زیادہ شدت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ کمیونسٹ چین اور سوویت یونین کے درمیانی تعلقات تکلیف دہ اور پریشان کن ہو جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں اور اگر چین ایک مضبوط اور افضل فوجی اور صنعتی طاقت بننے کے لیے اپنی کوششوں میں شدت پیدا کرتا ہے تو یہ بات بھی بہت زیادہ بعید از قیاس نہیں کہی جا سکتی۔ کہ سوویت روس چین کے اس دباؤ کو روکے رکھنے کیلیے کسی عظیم اتحاد کے لیے تیار ہو جائے۔

بہر حال وقتی طور پر چین اور روس کے اختلافات کمیونسٹ کیمپ کے سیاسی اور نظریاتی اتحاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں حالی کمیونسٹ تحریک کو اب ایک متحد اور ایک ایسی آہنی تنظیم نہیں کہا جا سکتا جس کی قیادت صرف سوویت روس کر رہا ہو۔ یا اس پر صرف اسی کا تسلط اور گرفت ہو ماسکو اور پیکنگ میں طاقتوں کے دو نقطوں کے ابھر آنے سے اور تنیرا اقتصالیس مرکز ٹیٹو کے ہو جانے سے جو خود بھی کچھ حصوں میں اپنی کشش کا اثر ڈال رہا ہے۔ اب مساوات کچھ اور گنجلک ہو گئی ہے جس کے اثر سے کمیونسٹ نظریات کے معتقدین کو اپنی وفاداری کے تعین میں کافی دشواریوں اور دباؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے بنیادی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کے سلسلے میں یکساں اور متحد طرز فکر نہ ہونے کی وجہ سے کمیونسٹ نظریات کے اس دعوے کو کہ وہ ایک ایسا نظام پیش کر رہا ہے جو پورے عالم کی وسعت اپنے اندر رکھتا ہے بہت سے خدشات پیدا ہو گئے ہیں اسکے اثرات پورے کمیونسٹ حلقے میں دو نکاتیت اور مختلف چھوٹے چھوٹے حلقوں کے وجود میں آجانے کی شکل میں ظاہر ہونے کا امکان موجود ہے اور اس حلقے کے اندر ہی اختیار اور حیثیت کی تقسیم بھی نظر آ سکتی ہے۔

ایک سوال بہر حال یہ باقی رہتا ہے کہ سوویت یونین مغرب اور غیر کمیونسٹ دنیا کے ساتھ اپنے تعلقات کو کس انداز پر برقرار رکھتی ہے سوویت نظریات نگاروں کے عقیدے کا ایک باقاعدہ حصہ یہ بھی ہے کہ مغرب میں پیدا ہونے والے اقتصادی بحران، اور سامراجی نظام کے موسوم حکومتوں کی آپسی رقابتیں، نو آبادیاتی نظام کی شکست انتشار،

اوران کی اپنی معاشیات کی منصوبہ بند پیداواری صلاحیت کا آخری اور لازمی نتیجہ سرمایہ داریت کی تباہی اور کمیونزم کی فتح کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ ادلائی اسٹیونسن کے ساتھ ایک گفتگو میں خروشچیف نے اسے اسطرح کہا تھا کہ "تمہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ ہم ایک ایسے دور دور میں زندگی گزار رہے ہیں جب ایک نظام دوسرے کو جگہ دے کر خود ہٹ رہا ہے ... ۔ ایک ایسا طریقہ ابھر رہا ہے جس میں عوام ایک نئے سماجی نظام میں زندہ رہنا چاہتے ہیں، اور اب یہ ضروری ہے کہ اس حقیقت کو سمجھ کر اور اس سے متفق ہو کر اسکے ساتھ ہم آہنگی پیدا کر لی جائے" یہ امن و بقا جیسا کہ خروشچیف نے اسے پیش کیا، غیر کمیونسٹ قوموں کے لیے فوجی مزاحمت کے بغیر خود کو کمیونزم کے سپرد کر دینے کا ایک نسخہ ہے لیکن ایسی صورت میں کیا ہوگا جب غیر کمیونسٹ قوموں کے رہنما اپنی ضد پر قائم رہیں، اور خود اپنی تباہی کی اس سازش میں شامل ہونے سے انکار کر دیں؟ ایسی صورت میں پارٹی کے نئے پروگرام میں باخبر کیا گیا ہے کہ "سوشلزم کی طرف تبدیلی کے لیے ایک متشدد طریقے کے امکانات کو بھی ذہن میں رکھا جائے"۔

خوش قسمتی سے غیر کمیونسٹ قوموں کیلیے، کمیونسٹ رہنماؤں کے پیش کیے ہوئے متبادل میں سے کسی ایک کو چن سکنے یا منسوخ کر دینے کے دروازے بالکل بند نہیں کیے گئے ہیں۔ تاریخ کے قوانین کی تشکیل مستقبل کی تعمیر میں منہمک افراد کرتے ہیں اس لیے کمیونزم کی فتح کے لیے کوئی حتمی یا حکم آخری جاری نہیں کیا جا سکتا۔ اگر غیر کمیونسٹ قومیں مستقبل میں پیداوار کے اضافے کا یقینی ماحول پیش کرتی رہیں، خوش حالی اور اپنے عوام کو آزادی کا یقین دلاتی رہیں، تو انھیں داخلی طور پر کمیونسٹ خطرے سے خوف زدہ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اپنی طاقتوں اور تمام ذرائع کو مجتمع کر کے وہ کسی بیرونی خطرے کو بھی روکے رکھنے کی امید کر سکتی ہیں۔ یہ بات بالکل یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ قوموں کے درمیان جو اختلافات اور تضاد موجود ہیں وہ جنگ پر ختم نہ ہونگے لیکن یہ بات فرض کر لینا بھی یاس اور امید شکنی کی آخری حد ہوگی کہ جنگ ایک ناگزیر صورت ہے۔ کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ بنیادی اور اصولی اعتبار سے بہت سے مسائل میں اختلافات رکھتے ہیں لیکن بہر حال ایک نقطے پر ان کی دلچسپیاں اور مفاد یکسانیت اور ہم آہنگی بھی رکھتے ہیں۔ اور وہ ہے بنی نوع انسان کی بقا۔ ایک ایسے دور میں جس میں دونوں فریقین میں سے ہر ایک کے پاس دوسرے کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی صلاحیت اور طاقت موجود ہے، ہم صرف یہی امید کر سکتے ہیں کہ ایسی تباہی کا خطرہ دونوں کو روکے رکھنے میں کارگر ثابت ہوگا۔

ضمیمہ

و

مابعد تصنیف

ضمیمہ

سوویت سیاسی نظام میں تسلسل و تبدیلیاں

سوویت تاریخ کے بہاؤ کے ساتھ سوویت سوسائٹی میں اسی طرح تبدیلیاں ہوئی ہیں، ہر ایسی تبدیلی اپنے ساتھ اس دور کے حالات و واقعات کا آئینہ دار رہی ہے، دوسری طرف ان ساری تبدیلیوں میں ایک جدلیاتی رشتہ قائم رہا ہے۔ اس طرح سوویت سوسائٹی کی ہر تبدیلی ایک زنجیر کی مانند ہے جس میں ایک طرف ہر کڑیاں جڑی ہوئی ہیں تو دوسری طرف یہی جڑاوٹ زنجیر کو قوت بخشتی ہے، چناں چہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ سوویت سوسائٹی کا ارتقار ایک خاص لائحہ عمل سے ہوا ہے۔ اس لائحہ عمل میں دو بنیادی حرکات اپنا اثر دکھاتے رہے ہیں۔ یہ دو بنیادی حرکات ہیں خود استقامیت (Self-preserva-tion) اور خود ارتقار (Self-renewal)۔ یہ دو حرکات ایک دوسرے سے جڑے رہے، ایک دوسرے پر اپنا اثر دکھاتے رہے۔ اس طرح ایک جدلیاتی عمل جاری رہا اور سوویت سوسائٹی میں تبدیلیوں کے مختلف مدارج آئے۔

سوسائٹی کے ارتقار کا جدلیاتی عمل ظاہر ہے کہ سوویت سیاسی نظام پر بھی اثر انداز ہوا۔ چناں چہ سوویت سوسائٹی کے ارتقار کے عمل کے ساتھ سوویت سیاسی نظام میں بھی اسی طرح اور اسی قدر ارتقار کے مختلف مدارج آئے۔ حتیٰ کہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ سوویت یونین میں ایک نہیں بلکہ کئی سیاسی نظام بالشویک انقلاب کے بعد سے آج تک قائم ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک نظام ایک دوسرے سے منسلک رہا ہے۔ پچھلے

لہ نوٹ: یہ باب مترجم نے نئے طور پر لکھا ہے۔

سیاسی نظام کے تجربات کی بنیاد پر دوسرے قائم شدہ سیاسی نظام میں مناسب ردّوبدل کیا جاتا رہا ہے، حتیٰ کہ سطحی طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ہر ایک سیاسی نظام اپنے مخصوص سیاسی نظام بن گیا ہے۔ حالاں کہ ان دونوں میں ایک بنیادی رشتہ ہمیشہ قائم رہا ہے۔ یہ بنیادی رشتہ دراصل سوویت سوسائٹی اور اس کے سیاسی نظام کی بنیادوں کا ہے جس کی داغ بیل مزدوروں اور کسانوں کے ہاتھوں میں اقتدار آنے سے پڑی۔ اسی اقتدار نے سوویت یونین کے نظام کو سوشلزم کا ایک بنیادی نظام بنا دیا۔

سطحی طور پر یہ ضرور لگتا ہے کہ بالشویک انقلاب کے فوراً بعد جو سماج کا ڈھانچہ بنا اور جس قسم کا سیاسی نظام ابھرا وہ موجودہ سوویت سوسائٹی اور اس کے حالیہ سیاسی نظام سے اپنی نوعیت کے اعتبار سے قطعی مختلف تھا۔ لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو آج کی سوویت سوسائٹی اور سیاسی نظام اسی بنیادوں سے بنا معلوم ہوتا ہے جو بالشویک انقلاب کے بعد رکھی گئی، ان کی نوعیت۔ مختلف اس لیے نظر آتی ہے کہ ان پرانی بنیادوں کو اتنا مستحکم اور پائیدار کر دیا گیا ہے کہ اس کی جڑیں آسانی سے نظر نہیں آتیں۔

لیکن نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہر سیاسی نظام دوسرے سیاسی نظام سے اتنا منسلک رہا ہے کہ اس کے ڈھانچے اور لائحہ عمل میں کوئی جدت ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ان میں ایسا اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی نوعیت اپنے طرز کی ایک نئی بن جائے۔ سوویت سوسائٹی اور اس کے سیاسی نظام کے تجربات، جو ان کے قیام کے پچھلے ستّر سالوں میں جمع ہوتی رہیں، یہ صاف صاف ہمیں بتاتی ہیں کہ ان کے ارتقار کے ہر دور میں ایسا نیا اضافہ کیا جاتا رہا ہے کہ ان کی نوعیت اپنے طور و طرز کی ایک نئی ہے۔

اس کتاب کے پچھلے اوراق نے اپنے ڈھنگ پر سیاسی نظام کے مختلف ارتقائی دور کو بخوبی سمجھایا ہے لیکن اس کتاب میں یہ خامی ضرور ہے کہ ۱۹۶۴ء کے بعد سوویت سماج اور اس کے سیاسی نظام کے دور کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔[1] چناں چہ یہ ضروری ہے کہ ۱۹۶۴ء کے بعد کے سیاسی نظام پر توجہ دلائی جائے۔

سوویت کیمونسٹ پارٹی کی اکیسویں کانگریس (۱۹۵۹ء) سے ہی یہ واضح ہو چکا تھا کہ سوویت سوسائٹی میں بنیادی تبدیلیاں اپنا اثر دکھانے لگی ہیں اور ایک نئے سیاسی ڈھانچے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ میں خروشچیف نے ان تبدیلیوں پر ایک نظریاتی خیال پیش کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ سوویت ریاست ایک ایسے نئے دور میں داخل ہو چکی ہے کہ یہ اب ایک "عوامی ریاست" ہو گئی ہے۔(۲) پھر اس نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ سوویت کیمونسٹ پارٹی ایک نئے دستور پر مسودہ تیار کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے۔ دو برس کے بعد ۱۹۶۱ء میں سوویت کیمونسٹ پارٹی کی بائیسویں کانگریس نے اپنا پروگرام منظور کیا۔ اس پروگرام نے ہر بات اچھی طرح واضح کر دی کہ سوویت ریاست ایک "عوامی ریاست" ہو چکی ہے کیوں کہ سوویت سوسائٹی میں اب ایسے طبقات واضح نہیں رہے جو ایک دوسرے کی مخالفت میں طبقاتی جدوجہد میں مصروف رہیں۔ اس کے برعکس اب سوسائٹی میں صرف وہ طبقات ہیں جن کے مفادات یکساں ہیں اور اس طرح طبقاتی جدوجہد کی نہ ضرورت باقی رہی ہے اور نہ اس کی اہمیت۔(۳) خروشچیف نے پارٹی پروگرام پر اپنی رپورٹ میں مزید بتایا کہ "کیمونزم کے دو دور کی مارکسزم اور لینن ازم کی پیش گوئی سوویت سوسائٹی کے ارتقا سے ثابت ہو چکی ہے۔ سوویت عوام نے ایک سوشلسٹ سوسائٹی کی تعمیر پوری کر دی ہے اور وہ ایک نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں جس سے سوشلزم کا کیمونزم میں نشوونما یقینی ہے۔" (۴)

ان نظریاتی نکتوں کی عملی شکل یہ بتائی گئی ہے کہ سوویت سوسائٹی میں اب صرف دو طبقات ہیں ـــــ مزدور اور کسان ـــــ اور ان کے درمیان ایک منسلک طبقاتی سطح ہے، جو سوویت دانشوروں پر مشتمل ہے۔ ان سارے طبقات میں کوئی طبقاتی جدوجہد موجود نہیں ہے کیوں کہ ان کے مفاد ایک ہیں الگ الگ نہیں۔ ایسے حالات میں جب کہ طبقاتی جدوجہد کی نہ ضرورت اور اہمیت ہے سوویت یونین کا سیاسی ڈھانچہ اپنے پچھلے ادوار کی طرح ، اب طبقاتی جدوجہد کی بنیادوں پر مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی استقامت کے لیے یہ ضروری ہے کہ سوویت سیاسی ڈھانچہ ایک عوامی ریاست کے ڈھانچے میں بدل جائے اور اس طرح سوویت سیاسی نظام

اپنی نوعیت کے ایک نئے نظام کی تعمیر کرے ۔ یہ تبدیلیاں اس بات کی مرہون منت ہیں کہ سوویت سماج نہ صرف ایک سوشلسٹ سماج بن چکا ہے بلکہ اس کے آگے ایک نئے دور، کیمونزم کی جانب پروان چڑھنے لگا ہے ۔

۱۹۶۱ء کے بعد عملی اقدامات کی طرف توجہ دی جانے لگی ۔ سب سے نمایاں تبدیلی سوویت جمہوری اصولوں کو عمل میں لانے کے اقدامات پر دی گئی ۔ مثال کے طور پر سوویت ریاست کے خوف و ہراس کے عملہ جات کے اختیارات کو بالکل ہی کم سے کم کر دیا گیا ہے اور کے ۔ جی ۔ بی ۔ (K.G.B.) کو وزارت داخلہ کے اختیار میں دے دیا گیا ۔ سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ کے ۔ جی ۔ بی (K.G.B) کے بنیادی فرائض کو غیر ملکی مخبروں اور ان کی کارکردگی کی سرکوبی کے لیے وقف کر دیا گیا ۔ دوسری طرف سوویت عدالتی نظام، خاص طور پر "پروکیوریٹر" ڈھانچے میں نمایاں تبدیلی اس طرح کر دی گئی کہ کوئی شہری بغیر وارنٹ کے پولیس کی گرفت میں نہیں لایا جا سکتا ۔

سیاسی نظام کے ڈھانچے کی ان نمایاں تبدیلیوں کے ساتھ ہی سوویت سماج کے معاشی مسائل پر بھی توجہ مبذول ہوگئی ۔ ۱۹۶۴ء میں خروشچیف ریٹائر ہو گیا اور سوویت یونین برزنیف کی سربراہی میں ایک نئی قیادت کے دور میں داخل ہوئی ۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۰ء کا دور سوویت معاشی نظام کی بنیادی ترمیمات کا دور تھا اور اس کے نتائج ۱۹۷۰ء کی دہائی شروع ہوتے ہی واضح ہو گئے ۔ اس عرصے میں سوویت معاشیت نے تیز رفتار ترقی کی ۔ نہ صرف اس کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا بلکہ اس کی نوعیت ہی نئے سائنسی اور ٹکنیکل اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی طرف بڑھنے لگی ۔ (۵)

معاشی ڈھانچے اور اس کی پیداوار میں نمایاں ترمیمات اور اضافوں کا اثر بین الاقوامی حالات پر بھی پڑا ۔ عام طور پر یہ تسلیم کیا جانے لگا کہ سوویت یونین ایک پایہ دار مستحکم نظام ہے جس کی قوت برابر بڑھ رہی ہے اور اس طرح بین الاقوامی مسائل میں اس کے فیصلہ کن رول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اس دور میں سوویت یونین کی خارجہ پالیسی خاص طور پر عالمی امن اور پائیدار بین الاقوامی نظام بنانے میں جدوجہد کرتی رہی ۔ اس کا عملی نتیجہ امریکہ اور روس کے درمیان نیوکلائی ہتھیاروں کو کم کرنے کے سمجھوتے سے (SALT I)

ظاہر ہوا اور پھر ۱۹۷۵ء میں یورپ میں امن اور استحکام کے "ہل سنکی" کے سمجھوتے میں اس کا مزید اظہار ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ ترقی پذیر ممالک سے سوویت یونین کے تعلقات دوستی کی بنیادوں پر بڑھتے رہے، حتیٰ کہ کئی ایسے ترقی پذیر ممالک جو غیر منسلک تحریک (Non-aligned movement) میں پیش پیش اور فیصلہ کن رول ادا کرتے رہے، ان کے ساتھ سوویت یونین نے دوستی اور باہمی کاموں کے لیے معاہدے کیے۔

۱۹۷۰ء کی دہائی کے شروع ہوتے ہی ان سارے حالات کا اثر سوویت سوسائٹی پر پڑنا ضروری تھا۔ اب اس کی نوعیت سماجی اور تعلیمی طور پر اپنی ترقی کی طرف مائل تھی۔ پرانے سیاسی نظام میں باقاعدہ تبدیلی کی ضرورت عام طور پر محسوس کی جا رہی تھی۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی پچیسویں کانگریس میں (۱۹۷۶ء) برژنیف نے یہ اعلان کر دیا کہ سوویت یونین کا نیا دستور جلد ہی پیش کیا جائے گا⑨ چناں چہ ۱۹۷۷ء کے اوائل گرما میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے سوویت یونین کے نئے دستور کے ڈرافٹ کو منظور کیا اور اس کو بحث و مباحثہ کے لیے عوام کے سامنے پیش کیا گیا۔ چند مہینوں بعد موسم خزاں میں (اکتوبر ۱۹۷۷ء) سپریم سوویت نے (سوویت پارلیمنٹ) اس کو باقاعدہ منظوری دی اور سوویت یونین کا نیا دستور بنا۔

یاد رہے کہ ۱۹۷۷ء کا یہ نیا دستور سوویت (روس) یونین میں چوتھا دستور تھا۔ مزید یہ کہ پچھلے تین دستورات پر اس کتاب میں بحث کی جا چکی ہے اور چوتھے دستور کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے، چناں چہ اس نئے دستور کا مطالعہ یہاں ضروری ہے۔

۱۹۷۷ء کا نیا دستور

سوویت یونین کا یہ نیا دستور سوویت سماج کی نوعیتی تبدیلیوں کی بنیاد پر رکھا گیا ہے۔ نئے دستور کا پیش لفظ (Preamble) ان تبدیلیوں کا قانونی شکل میں اظہار

کرتا ہے۔ سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ سوویت سماج ایک سوشلسٹ بن چکا ہے اور نئے دور ـــــ کمیونزم ـــــ کی طرف پروان چڑھنے لگا ہے۔ پھر اس کا بھی اعادہ کیا گیا ہے کہ یہ ارتقار سوویت سماج کی بنیادیں جو بالشویک انقلاب کے بعد رکھی گئی تھیں وہ نہ صرف نشوونما پا رہی ہیں بلکہ ان کی نوعیت ہی بدل چکی ہے۔ یہ نوعیت سوشلزم کے معاشی نظام اور اس کے سماجی ڈھانچے سے آج کے سوویت یونین میں مظہر ہیں اور اس کے اس نئے دستور کی ہمہ گیر حیثیت سوویت سماج کے ارتقار اور ترقی کے لیے اس نئے دستور میں پورے طور پر اظہار کی گئی ہے۔⑦

دستور کا بہ نظر غائر مطالعہ یہ عیاں کر دیتا ہے کہ پچھلا دستور، جو ۱۹۳۶ء میں نافذ کیا گیا تھا، کے مقابلے میں یہ نیا دستور بالکل ہی نیا ہے۔ سب سے نمایاں فرق سوویت شہری کے بنیادی حقوق اور فرائض کے اضافے کی شکل میں ہے۔ ایسے حقوق جیسے تعلیم پانے، گھر و قیام گاہ حاصل کرنے، چھٹیاں منانے اور پنشن پانے، بالکل ہی نئے ہیں۔ دوسری طرف ان سارے حقوق کے تحفظ حتیٰ کہ ان کو منوانے کے لیے ہر شہری کو قانونی حق دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ان قانونی حقوق کی وضاحت اس طرح کر دی گئی ہے کہ ہر شہری عدالت میں اپنے حقوق کو مانگنے اور ان کے تحفظ کے لیے اختیارات کا حامل ہے۔⑧ عام شہری کے نقطۂ نظر سے یہ اختیارات بڑی اہمیت رکھتے ہیں کیوں کہ وہ اب قانونی طور پر حکومت کے کارکن اور محکموں کے خلاف اپنے ہر حق کے تحفظ اور چھینے یا دبائے جانے کی صورت میں قانونی کارروائی کا حامل ہے۔

یہ ضرور ہے کہ ہر شہری کے فرائض بھی دستور میں اسی طرح بتائے گئے ہیں جیسا کہ پچھلے دستور میں تھا۔ حالاں کہ کچھ نئے فرائض جیسے، بچوں کی مناسب نشوونما بین الاقوامی دوستی اور عالمی امن کے استحکام میں مدد کا ضرور اضافہ ہے، دوسری طرف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سوویت یونین کے سوشلسٹ سماج کے بنیادی اصولوں کے خلاف ان کے حقوق اور فرائض استعمال نہیں کیے جائیں گے۔⑨

سیاسی ڈھانچے میں ترمیمات اور اضافے اس نئے دستور کی ایک دوسری

بڑی خصوصیت ہے۔ سب سے پہلے سوویت جمہوری نظام کا ایک بنیادی اصول ـــــ حکومت اور سماجی کاموں کے انتظامیہ میں زیادہ سے زیادہ عوام کا حصہ ـــــ کا اعادہ اس طرح کیا گیا ہے: یہ ہر شہری کا ایک بنیادی حق ہو گیا۔(۱۰) پھر سیاسی نظام کے ڈھانچے میں ہی ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں کہ عوام کے رول کا مزید اضافہ ہوا ہے۔ آرٹیکل ۱۴۵ ـــــ ۱۵۰ کے مطابق مقامی سوویت (Local Soviet) کے اختیارات میں نمایاں اضافہ اس طرح کیا گیا ہے کہ ۔می معاملات کے علاوہ وہ اب قومی معاملات میں ایک اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ الیکشن کے طریقوں کو اور بھی جمہوری بنایا گیا۔

پچھلے دستور کے مقابلے میں دوسرا نمایاں فرق یہ ہے کہ پہلی بار سوویت یونین کی خارجہ پالیسی کے مقاصد کا اعلان کیا گیا۔ دستور کے آرٹیکل ۲۸ ـــــ ۳۰ کے مطابق سوویت یونین قانونی طور پر امن کی سلامتی اور تحفظ کی پالیسی کو فروغ دینے میں کوشاں رہنا بتایا گیا ہے۔ پھر سوویت یونین کی قومیاتی ڈھانچے کے استحکام کو فروغ دیا گیا۔

اوپر کی بحث سے سب سے اہم اور بنیادی نکتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سوویت یونین کا سماجی نظام جمہوری اصولوں پر اب تعمیر کیا گیا ہے۔ محض اصولوں کا ہی اعادہ نہیں ہے بلکہ ان اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی طرف قانونی گرفت کا حامل بتایا گیا ہے۔ سماج کے ہر ڈھانچے، خواہ سیاسی یا معاشی، بڑھتا ہوا عوام کا رول اس نئے دستور کی اصل میں بنیاد ہے۔ اس کا اثر سوویت یونین کے آج کے سیاسی نظام پر واقعتہً ہو رہا ہے۔ حالیہ واقعات اور سوویت سماج کے پچھلے ستر سالہ تجربات کے مدنظر اس نئے دستور کی اہمیت مسلم ہے۔

چناں چہ آج کا سوویت سیاسی نظام کافی مختلف ہو چکا ہے۔ پچھلے سال سے سیاسی نظام، جن پر فاضل مصنف نے اس کتاب کو موضوع بحث بنایا ہے، وہ سیاسی نظام آج بدل چکا ہے۔ یہ تبدیلی محض

اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ سوشلسٹ سماج کی بنیادیں اور اس کا سیاسی ڈھانچہ اپنے ارتقار کے جدلیاتی عمل میں، جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے، آج بھی مصروف ہے۔ کوئی وجہ ابھی تک نظر نہیں آتی کہ ایسا عمل اٹک یا رُک جائے گا اور سوویت سماج اپنے ارتقار کے عمل پر مستقبل میں برسرِ پیکار نہیں ہو پائے گا۔

مابعد تصنیف

'پیری استرو ئیکا' تعمیر نو اور گلاسنوست'

نویں دہائی کے آغاز کی بہ نسبت نویں دہائی کے اختتام میں سوویت یونین کے سیاسی نظام اور حکومت کے ڈھانچے میں خاصا فرق آگیا ہے۔ سن ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کے دور اسٹالن کے حالات کے مقابلے میں سن ۱۹۵۰-۶۰ء اور ۱۹۶۰-۷۰ء کے حالات نے یقیناً ایک بہتر موڑ لیا۔ اس کتاب میں ہم نے ان تبدیلیوں کو تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تاہم نہایت سرعت کے ساتھ تبدیلیاں اکثر انتشار ذہنی اور پراگندگی کا سبب بنتی ہیں۔

بلا شبہ یہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے کہ سوویت سیاسی نظام اور اس کے اداروں میں متنوع ادوار میں ترقی اور نشو و نما ہوئی ہے۔ اور ہر دور کو اپنی جگہ پر ایک امتیازی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اس طرح ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سوویت یونین میں اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب سے اب تک ایک سے زیادہ سیاسی نظام کارفرما رہے ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس ترقی اور نشو و نما کا ہر دور ابتدائی دور سے مکمل طور پر الگ نہیں رہا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ تسلسل اور تبدیلی اس معاشرے کی ترقی اور نشو و نما کا ایک طریقۂ عمل ہے۔ اس طریقۂ عمل میں دو مستقل عناصر، استحکام اور بقا، اہمیت سے کارفرما نظر آتے ہیں۔ استحکام کی ایک اچھی مثال نظام کے بنیادی خد و خال کو قائم رکھنا ہے جب کہ بقا کی اچھی مثال نظام کے ڈھانچے اور طریقۂ نظم میں حسب ضرورت اور وقت مناسب تبدیلیاں لانا ہے۔ اس طریقۂ عمل کے یہ دونوں عناصر ایک دوسرے پر آپس میں برابر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ جداگانہ طور پر یہ دونوں کبھی بھی کارفرما نہیں

رہے ہیں بلکہ ان میں ہمیشہ ہم آہنگی رہی ہے۔

اس طرح ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ اس کتاب کے ضمیمے میں بیان کیا ہے وہ نویں دہائی کی ابتدائی صورتِ حال کے عین مطابق ہے۔ لیکن نویں دہائی کے اختتام آتے آتے جب کہ یہ کتاب تقریباً طباعت کے لائق ہو چکی تھی تمام منظر بدل چکا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان تمام تبدیلیوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ سوویت یونین کے سیاسی نظام اور ڈھانچے اور حکومت کی کارکردگی میں تازہ ترین تبدیلیوں کی نوعیت میں آئندہ کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ سوویت یونین میں نشوونما کا وہ طریقۂ عمل جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں مستقبل میں یقیناً قابلِ عمل رہے گا اور حسبِ ضرورت و وقت مناسب تبدیلیاں لازم ہوں گی۔

نویں دہائی کے نصف سے سوویت یونین میں تیزی کے ساتھ دُور رس تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ ان تبدیلیوں نے سوویت معاشرے کے تقریباً ہر پہلو بشمول سیاسی نظام اور حکومت کو متاثر کیا ہے۔ عرفِ عام میں یہ تبدیلیاں پیری استروئیکا (Perestroika) یعنی "تعمیرِ نو" (Restructuring) اور "کھلے پن" (Glasnost) کی روسی زبان کی اصطلاحات سے موسوم ہیں۔

ان تبدیلیوں کے پسِ پردہ دو اہم اسباب کارفرما نظر آتے ہیں۔ اول یہ کہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے سکریٹری اور سوویت یونین کے صدر ایل۔ آئی۔ برژنیف کے نومبر ۱۹۸۲ء میں انتقال کے ساتھ، سوویت یونین کی تاریخ کے برژنیف عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد دو سال کے اندر قیادت میں تیزی سے تبدیلی آئی یعنی یوری اندروپوف ۱۹۸۲/۸۴ء اور کانسٹینٹن چرنن کوف (۱۹۸۴/۸۵ء) یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے۔ اس طرح مارچ ۱۹۸۵ء میں میخائیل، ایس، گورباچوف (پیدائش ۱۹۳۱ء) نے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ گورباچوف کی قیادت نسبتاً نوجوان، فعال اور ترقی پسند لوگوں جو عام طور پر چوتھی اور پانچویں دہائی میں پیدا ہوئے تھے پر مشتمل ہے۔ گورباچوف کی قیادت کے آغاز سے سوویت سماج میں اہم ترین تبدیلیوں کے راستے کھلے۔

دوسرے یہ کہ سوویت سماج میں اقتصادی ترقی کی شرح میں کمی، ہتھیاروں کے

اخراجات میں بے پناہ اضافہ اور سوویت سیاسی نظام پر نوکر شاہی کی بڑھتی ہوئی گرفت اور رائے عامّہ کو سمجھنے کی اس کی نا اہلی اور جمہوری قدروں کے طریقہ کار سے اس کا اجتناب۔ ان سب وجوہ سے سوویت یونین میں ایک عام بے چینی پائی جاتی تھی۔ بالفاظ دیگر ۱۹۸۵ء کی ابتدا کے معاشرے کے ان ٹھوس حقائق نے سوویت معاشرے کی تنظیم نو کو لازمی بنادیا اور گورباچوف کی نئے طرز کی قیادت اس مشکل ترین کام کو سر انجام دینے کے لیے پُر اعتماد اور مستعد تھی۔

قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے کے فوراً بعد سے ہی گورباچوف نے اپنے خیالات کو محتاط انداز میں پیش کرنا شروع کیا۔ انھوں نے یہ محسوس کیا کہ جب تک سیاسی اصلاحات کا نفاذ نہیں ہوتا، اس وقت تک سوویت معاشرے کے ایک بہتر اور تیز رفتار اقتصادی پروگرام میں کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ سوشلزم بنیادی طور پر ایک انسانی دوستی اور جمہوری معاشرے سے عبارت ہے اور یہ کہ سوویت یونین کو ایک ایسے سیاسی نظام کی تخلیق کرنا چاہیے جو سوویت عوام کے مکمل جمہوری کنٹرول اور رہنمائی کے زیر اثر کام کرسکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے گورباچوف نے ایک کھلے اور بے لاگ ماحول میں بحث ومباحثے اور ملک وقوم کے معاملات میں عوام کی بلا پابندی آزادانہ شرکت کی وکالت کی۔ انھوں نے سنسر شپ اور ہر سطح پر مرکزی اقتدار کی گرفت کے خاتمے کے لیے ٹھوس اقدامات کی تجویز پیش کی۔ ان تصورات کو "کھلے پن" (گلاسنوست) کا نام دیا گیا اور جلد ہی ان تصورات نے ایک سیاسی شکل اختیار کرلی۔ ایک سال سے کم مدت میں ۱۹۸۶ء کے اختتام تک یہ واضح ہونے لگا کہ پورا سوویت معاشرہ بحث ومباحثے کے ایک کلب (مجلس) میں تبدیل ہو گیا ہے۔

اخبارات وذرائع ترسیل وابلاغ پر سے پابندیاں ہٹالی گئیں اور ان کے ذریعے سوویت یونین کے ماضی اور حال کے تمام حالات اور سوویت سماج کے برے اور منفی پہلوؤں کو سامنے لانے کا کام شروع ہوگیا۔ اسی طرح تمام ملک میں عوامی جلسوں کی تنظیم شروع ہوگئی، جن میں تقریباً تمام لوگ شریک ہوتے، سوالات اٹھاتے اور پارٹی اور حکومت کے کارکرتاؤں سے سوالات کے جوابات طلب کرتے۔ خاص طور

پر اسٹالن کے ظلم اور زیادتیوں پر شدید غم و غصہ کا اظہار محسوس کیا گیا اور عوام میں جمہوریت اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی خواہش کا اظہار بھی برملا ہونے لگا۔ اس طرح یہ کہنا درست ہے کہ سوویت یونین میں ایک نئی طرح کا سیاسی کلچر نویں دہائی کے آخر تک ہر سطح پر ظہور میں آیا ہے، جیسا کہ لوگ قومی کاموں میں حصہ لینے میں اب بلا پابندی آزادی محسوس کرتے ہیں۔ ہر شہری اب خواہاں ہے کہ سماج، حکومت اور پارٹی کی کارکردگی کے بارے میں ہر ممکن اطلاع اسے فراہم ہو تاکہ وہ ان پر کڑی نظر رکھ سکے اور اسے بہتر بنائے۔

کھلے پن کی پالیسی کے ساتھ ہی گورباچوف نے سوویت سماج کی "تعمیر نو"، یعنی "پیری سترئیکا" کے بنیادی خدوخال پیش کرنا شروع کر دئے۔ اپنی تمام تقریروں اور اعلانات میں گورباچوف نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ "پیریسترئیکا" واقعتاً ایک دوسرا انقلاب ہے جس کا مقصد ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد کے ۷۰ سال کے تجربوں کی روشنی میں سوویت معاشرے کو نئی بنیاد فراہم کرنا ہیں۔ اس طرح موجودہ تبدیلیوں کا تعلق اگر ایک طرف ماضی سے ہے تو دوسری طرف عہدِ حاضر سے بھی اور یہ تبدیلیاں بہتر مستقبل کی نقیب بھی ہیں۔ اس طریقے سے ان تبدیلیوں کی اہمیت ماضی کے خروشچوف اور برزنیف کے دور کی اصلاحات سے کہیں زیادہ ہے۔ کسی معاشرے کی "تعمیر نو" کا کام اس کی اندرونی قوت اور قیادت کے عزم کی علامت تو ہے لیکن یقیناً یہ کام آسان نہیں ہے۔

"تعمیر نو" کے سیاسی، اقتصادی اور سماجی پہلو ہیں۔ یقینی طور پر سوویت معاشرے کا شاید ہی کوئی پہلو ایسا ہو جس میں تبدیلی لانا تعمیر نو کا مقصد نہ ہو، پھر بھی سیاسی اور اقتصادی تعمیر نو کو سب پر ترجیح حاصل ہے۔ خاص طور پر ان ہی میدانوں میں نئے طرز کے ادارے وجود میں آئے ہیں اور ان اداروں کی کارکردگی کو جدید ترین بنیادوں پر قایم کیا گیا ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں ان کا ترتیب وار جائزہ لیں گے۔

سوویت سیاسی نظام کی تعمیرِ نو

سیاسی نظام کی تعمیرِ نو سے مراد سوویت سیاسی نظام کے اداروں اور حکومت کی کارکردگی میں نظریاتی اور عملی طور پر جمہوری اقدار اور طرزِ عمل کو روشناس کرانا ہے ۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ وسط ۱۹۸۵ء کے بعد سے ہی "کھلے پن" کی پالیسی نے سوویت عوام میں ایک بیدار اور روشن کلچر کی داغ بیل ڈالنا شروع کر دی تھی اور جس کے نتیجے میں عام طور پر یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ ایسے نئے طرز کے سیاسی اداروں کی ضرورت ہے جو منتخب مجلسوں اور ان کی جمہوری کارکردگی کے موثر کنٹرول پر مبنی ہوں اور یہ ادارے ان قدیم اداروں کی جگہ حاصل کریں جو پرانے ڈھنگ کی جمہوری مرکزیت پر قایم تھے ۔ یہ کہنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نئے طرز کے سیاسی کلچر کی ابتدا کا سہرا سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (C.P.S.U) کے ہی سر ہے ۔ اور یہ کمیونسٹ پارٹی ہی تھی جس نے مناسب سیاسی اداروں کی تشکیل کے لیے ٹھوس تجاویز پیش کیں ۔ گوربا چوف کا اولین اور سب سے اہم قدم یہ تھا کہ اس نے سوویت یونین کے موجودہ آئین (۱۹۷۷ء) میں ترمیم کے عمل کی پہل کی ۔ ایک طویل اور گرما گرم عوامی مباحثے کے بعد یہ عمل دسمبر ۱۹۸۸ء میں مکمل ہوا جب سوویت یونین کی سپریم سوویت نے اس آئین کی ترمیم شدہ شکل کو منظوری دے دی ۔ درحقیقت یہ ترمیمات ۱۹۷۷ء کے آئین کی تمام دفعات کا احاطہ کرتی ہیں اور اس طرح ہم اس ترمیم شدہ آئین کو نئے آئین سے منسوب کر سکتے ہیں ۔ سوویت یونین کے ۱۹۸۸ء کے ترمیم شدہ آئین کے رہنما اصول کا نظریاتی اور عملی طور پر سیاسی تنظیم کی ہر سطح میں عوامی کنٹرول اور ذمہ داری پر ضامن ہیں، تا کہ ان کے مابین عملی یا نظریاتی بلاشبہ کوئی تضاد نہیں ہو سکے ۔ سیاسی نظام کی ان عظیم تبدیلیوں میں سے چند کا مختصر ذکر یہاں کیا جاتا ہے ۔

آئین و پارلیمنٹ کے ڈھانچے اور کارکردگی میں تبدیلیاں

سابق سپریم سوویت دو ایوانوں پر مشتمل سوویت یونین کا سب سے بڑا نمائندہ ادارہ تھا۔ اس کی جگہ اب ایک نئی سپر پارلیمنٹ 'عوامی اراکین کی کانگریس (Congress - of People's Deputies) ہے۔ یہ کانگریس کل ۲۲۵۰ اراکین پر مشتمل ہے جو درج ذیل طریقے سے منتخب کئے گئے ہیں۔ یعنی ۷۵۰ اراکین علاقائی انتخابی اضلاع سے' ۷۵۰ اراکین درج ذیل نمائندگی کی بنیاد پر — یعنی

- ۳۲ اراکین ہر ہر یونین ریاستوں سے۔
- ۱۱ اراکین ہر خود مختار ریاستوں سے۔
- ۵ اراکین ہر خود مختار علاقوں سے۔
- ایک ایک رکن ہر خود مختار حلقوں سے۔

۷۵۰ اراکین کل یونین عوامی تنظیموں' مثال کے طور پر ۱۰۰ اراکین سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی (CPSU) مزید ٹریڈ یونین اور اکیڈمی آف سائنس وغیرہ سے۔

اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ صرف ایک تہائی اراکین انتخابی حلقوں سے عوامی رائے دہندگی کے ذریعے براہِ راست منتخب کئے جائیں گے۔ اور ایک تہائی بالواسطہ طور پر سوویت یونین کی تنظیمی اکائیوں کے ذریعے منتخب ہوں گے' جب کہ باقی ایک تہائی محفوظ (Reserved) انتخابی حلقوں سے کمیونسٹ پارٹی اور دوسری عوامی تنظیموں کے اپنے سب سے بڑے منتخب اداروں کے ذریعے بالواسطہ طور پر منتخب ہوں گے۔ دوسرے الفاظ میں کمیونسٹ پارٹی اور اسکے زیر اثر عوامی تنظیم کا کنٹرول کانگریس کے کل اراکین کی ایک تہائی تعداد کے براہِ راست انتخاب تک ہی محدود رہے گا۔ دوسری طرف' انتخابی قوانین ایک سے زیادہ امیدوار کو ۷۵۰ حلقوں کے کھلے کوٹے کے تحت انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دیتے ہیں۔

ترکیب اور ہئیت کے اعتبار سے عوامی اراکین کی کانگریس سابق سپریم سوویت

کے مقابلے میں یقینی طور پر زیادہ اعلیٰ حیثیت کی حامل ہے، جس کے (سابق سپریم سوویت) اراکین ہمیشہ یک رکنی بنیاد پر بلا مقابلہ منتخب ہوتے تھے۔ مزید برآں انتخابی طریقہ کار کے سلسلے میں ایک جامع قانون دسمبر ۱۹۸۸ء میں بنایا گیا ہے جو اس بات کی توثیق کرتا ہے کہ انتخابات جمہوری اصولوں کے ساتھ کئی رکنی بنیاد پر ہوں گے جن میں ۱۸ سال اور اس سے اوپر کے تمام شہریوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوگا۔

عوامی اراکین کی کانگریس کے تحت دو ایوان یونین کونسل اور قومیتوں کی کونسل ہیں، جن کا انتخاب کانگریس خود اپنے ہی اراکین میں سے کرے گی۔ اور جو سپریم سوویت ہو گی۔

پہلے کی طرح ترمیم شدہ آئین میں سپریم سوویت کے پہلے اجلاس میں انتخاب کے بعد ہی سوویت یونین کی سپریم سوویت کے ذریعے سپریم سوویت کے پریسیڈیم کے انتخاب کی دفعہ موجود ہے جب کہ عوامی اراکین (نمائندوں) کی کانگریس جو سب سے اعلیٰ ادارہ ہے جس کا اجلاس سال میں ایک بار دو ہفتوں کے لیے منعقد ہوا کرے گا۔ مگر سپریم سوویت مخصوص اجلاس طلب کر سکتی ہے۔ عوامی نمائندوں کی کانگریس اپنے اجلاس میں سپریم سوویت اور اس کی پریسیڈیم کی تمام کارگزاریوں کی تائید یا تردید کے ذریعہ اس پر کنٹرول رکھے گی۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت کے اجلاس موسم بہار اور سرما میں متواتر دو بار ہوں گے۔ ہر اجلاس تین یا چار ماہ تک جاری رہے گا۔ ۱۹۷۷ء کے آئین کے مقابلے میں اس کی ترمیم شدہ شکل نے سپریم سوویت اور اس کی پریسیڈیم کے موجودہ اختیارات اور عمل کو زیادہ یقینی اور واضح بنا دیا ہے یہ اختیارات اور عمل جامع اور کثیر بھی ہیں۔ سپریم سوویت اور اس کی پریسیڈیم، سوویت یونین کے وزیروں کی کونسل کے ہر ممبر کا انتخاب پوشیدہ رائے دہندگی Secret-ballot کے ذریعہ کرینگے مزید برآں یہ سپریم سوویت ہر سال ۶ سے ۸ ماہ تک اپنی کارگزاریوں میں مصروف رہے گی جب کہ یہ مدت پہلے صرف ۸ سے ۱۰ دن تک تھی۔ یہ سپریم سوویت اب حقیقتاً ایک پارلیمنٹ کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی نوعیت فقط ماضی کی ربر کی مہر کی طرح نہیں ہے۔

۱۹۷۷ء کے ترمیم شدہ آئین کی ایک اہم اور نئی خصوصیت سوویت یونین کے صدر کا عہدہ ہے جس کو پہلے سوویت یونین کی سپریم سوویت کی پریسیڈیم کا چیرمین کہا جاتا تھا

اگرچہ سپریم سوویت کے چیرمین کا عہدہ نیا نہیں مگر ترمیم شدہ آئین اسے سوویت ریاست کا سب سے بڑا عہدیدار بناتا ہے۔ پہلے وہ عوامی نمائندوں کی کانگریس کا منتخب رکن ہوتا ہے اور پھر اس کا انتخاب عوامی نمائندوں کی کانگریس کے اراکین کے ذریعے پہلے اجلاس میں پوشیدہ رائے دہندگی (Secret-ballot) کے ذریعہ ۵ سال کے لیے براہ راست کیا جاتا ہے۔ مگر صدر دو بار مسلسل سے زیادہ منتخب نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں ترمیم شدہ آئین کے تحت یو۔ایس۔اے کے مقابلے میں سوویت یونین کے صدر کے اختیارات زیادہ وسیع ہیں اور وہ عوامی نمائندوں کی کانگریس اور سپریم سوویت اور اس کی پریسیڈیم کے سامنے بہ نفسِ نفیس جواب دہ بھی ہوتا ہے۔

مذکورہ ترمیمات کا اطلاق تمام ۱۵ یونین ریاستوں، خودمختار ریاستوں، خودمختار علاقوں اور حلقوں کے آئینوں پر بھی لازم کیا گیا ہے۔ مزید برآں علاقائی، ضلعی، شہری اور دیہی سطحوں پر پہلے کی طرح عوامی نمائندوں کی سوویتیں (Local Soviets of Peoples Deputies) ریاست کے اہم اور بنیادی ادارے ہیں۔ ان اداروں کا انتخاب ایک سے زیادہ امیدواروں کی بنیاد پر اب ۵ سال کے لیے ہوتا ہے۔ جب کہ پہلے ان کی مدت صرف ۲ ½ سال تھی۔ اس کے علاوہ انھیں وسیع اور واضح اختیارات بھی دئے گئے ہیں۔ اور ان سے امید کی جاتی ہے کہ یہ اجتماعی تعمیری اور بلا کھٹک جمہوری فیصلوں کی بنیاد پر "کھلے پن" اور اپنے انتخابی اداروں کو باقاعدگی سے برابر باخبر رکھتے ہوئے کام کریں۔

۱۹۷۷ء کے آئین کی ترمیم شدہ شکل کا دوسرا قابلِ لحاظ پہلو سوویت یونین کی سپریم کورٹ اور تمام زیریں عدالتوں کے ججوں کی آئینی ضروریات ہیں جو آزادانہ طور پر آئین کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھائیں گے۔ مزید برآں شہریوں کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی یا انھیں لاگو کرنے کے لیے عدالت میں جا سکتے ہیں۔ تمام ریاستی ادارے (بشمول KGB) اور عوامی تنظیم جیسے کمیونسٹ پارٹی کو بھی ملکی قوانین کے دائرے میں رہ کر ہی کام کرنا ہوگا۔

ایک اوسط سوویت شہری کے لیے یہ دفعات پہلے کی بہ نسبت یقینی طور پر ترقی پسند اقدامات کی حامل ہیں۔ اس طرح سے آئین کی ترمیم شدہ شکل ایک ایسا جمہوری

ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جس میں اوپر سے لے کر نیچے تک تمام سیاسی ادارے اپنے تمام انتخابی اداروں کے تئیں جواب دہ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ فیصلہ کرنے میں عوامی رائے عامّہ کے پابند۔ اوائل ۱۹۹۰ء میں ان مقامی عوامی سوویتوں Local Soviets of People's Deputies) کا انتخاب نئے آئین کے تحت ہوگا اور اس طرح سوویت سیاسی نظام کی بنیادی سطحوں میں نئے طریقۂ کار کا پورا اطلاق ہوگا۔

مندرجہ بالا ترمیمات کو عملی شکل دینے میں کسی قسم کی تاخیر نہیں کی جا رہی ہے۔ ترمیمات پر عمل درآمد کا اندازہ ماہ مارچ ۱۹۸۹ء میں ہوئے نئی سپر پارلیمنٹ یعنی عوامی نمائندوں کی کانگریس کے لیے انتخابات سے بھی ہوتا ہے۔ انتخابات کے طریقے اور مہم سے یہ نتیجہ واضح ہوا کہ سوویت عوام نے ملک کے معاملات میں جوش و خروش کے ساتھ بلا خوف و خطر حصّہ لینا شروع کر دیا ہے۔ آئین میں درج ۷۵۰ کھلے انتخابی حلقوں میں براہِ راست انتخاب کے لیے ایک سے زیادہ امیدوار کھڑے ہوئے، گرماگرم انتخابی مہم ہوئی اور بہت سے حلقوں میں پارٹی کے اہم کارگزاروں کو انتخاب میں شکست بھی ہوئی۔ اس قسم کی شکستوں کی ایک مثال ماسکو کے کئی انتخابی حلقوں میں پارٹی کے سرکاری امیدواروں کی شکست اور لینن گراڈ اور دوسری جگہوں پر پارٹی کی تنظیموں کے سکریٹریوں کی شکست ہے۔ یہاں تک کہ ۷۵۰ محفوظ حلقوں جہاں بلاواسطہ طور پر انتخابات ہوئے پارٹی کے امیدواروں کو ووٹوں کے لیے باقاعدہ انتخابی مہم شروع کرنا پڑی۔ یہ یاد رہے کہ منتخب ہونے کے لیے ڈالے ہوئے ۵۰ فی صدی ووٹ لانا ضروری ہیں۔ اس کے جلد ہی بعد ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو نئی سپر پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا جو جون ۱۹۸۹ء تک جاری رہا۔ پھر نئی سپریم سوویت کے کانگریس کے ذریعے منتخب دونوں ایوان تقریباً چھ ہفتے تک اجلاس کرتے رہے۔

عوامی نمائندوں کی کانگریس اور سپریم سوویت میں بحث و مباحثے اور صلاح و مشورے آزادانہ اور برملا تھے اور ساری کارروائی جمہوری طور پر عمل میں آئی۔ مثال کے طور پر سپریم سوویت کے اسی اجلاس میں۔ ایس۔ ایم۔ گورباچوف کا سوویت یونین کے صدر کی حیثیت سے متفقہ طور پر انتخاب عمل میں آیا۔ جب کہ وزیروں کی کاؤنسل کا انتخاب گرماگرم بحث

ومباحثے کے بعد سپریم سوویت کے اراکین کے ووٹوں کی اکثریت سے ہوا، حتیٰ کہ کئی وزیر نامزد نہیں ہو سکے۔ مزید برآں، نئے صدر اور وزیروں کی کونسل نے دانستہ طور پر اپنی کارگزاریوں کو کانگریس کے سامنے رکھنے اور اس پر بحث ومباحثے کے بعد باقاعدہ ووٹوں کے ذریعے رضامندی حاصل کرنے کا طرزِ عمل اختیار کیا۔ جہاں تک اراکین کے ذریعہ سوالات کرنے اور صدر اور وزراء سے جوابات طلب کرنے اور اہم پالیسی مسائل پر بحث ومباحثے کا تعلق ہے، ایسے خوش خروش اور کھلے پن کا مظاہرہ کیا گیا جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ اس طرح نئے سوویت پارلیمانی اداروں کے پہلے اجلاس کی کارگزاریوں نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ اب سوویت یونین میں اوپر سے لادی ہوئی چند لوگوں کی بالادستی والی جمہوریت کا عہد ختم ہو چکا ہے اور اشتراکی جمہوریت جو زیادہ انسانی اور عوامی رائے عامہ کی پابند ہوگی، تشکیل کے لیے ایک نیا نظریہ اور عمل اختیار کرتے ہوئے ترقی کی طرف آگے بڑھ رہا ہے۔

پیری استرائیکا اور سوویت معاشیات

سوویت سیاسی نظام اور سوویت معاشیات کے مابین ایک گہرا باہمی رشتہ، سوویت معاشرے کی روایتی امتیازی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت رہا ہے۔ ماضی کے تجربوں کی روشنی میں گورباچوف نے اپنے مخصوص جوش وخروش کے ساتھ اس حقیقت کا ادراک کیا ہے کہ سوویت معاشیات میں اصلاحات سے متوقع نتائج اس وقت تک برآمد نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان اصلاحات کے شانہ بہ شانہ سیاسی اصلاحات نہ کی جائیں اور حکومت کی کارکردگی میں جمہوری اصول وعمل کو متعارف نہ کیا جائے۔ چنانچہ تعمیرِ نو کے پروگرام کے نتیجے میں سوویت معاشیات اور سوویت سیاسی نظام کی بیک وقت تعمیرِ نو کا مسئلہ سامنے آیا۔ اگرچہ سوویت معاشیات کی تعمیرِ نو ایک وسیع اور پیچیدہ موضوع ہے، تاہم تین اہم تبدیلیاں یہاں پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان تبدیلیوں میں سب سے اہم تبدیلی اقتصادی نظام کے حاکمانہ نظام

کی تعمیر نو ہے۔ یعنی اب اقتصادی ذمہ داری کے پروگرام کو جسے خود کفالتی، (Cost Accounting and Self-financing) کہتے ہیں اختیار کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۹ء کے آخر تک ریاست کے تمام تجارتی اداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک ایسے نظام کے تحت کام کریں گے جو انھیں اس کی اجازت دیتا ہے کہ وہ تجارت میں لگے سرمائے اور کارکردگی کے اخراجات کے بدلے میں منافع کا تعین وہ اپنے آپ کریں۔ وہ منافع کا زیادہ حصّہ اپنے پاس رکھیں گے۔ اس کے علاوہ انھیں اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ وہ غیر ملکی سرمائے کا ایک مخصوص حصّہ جو عموماً ۴۰ فی صد ہو گا اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور خرچ کر سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ریاست کے تجارتی اداروں کو نوکر شاہی کی گرفت اور ماسکو کی مرکزی وزارتوں کی ہدایتوں سے بری کر دیا گیا ہے۔ یہ ادارے خود مختار اقتصادی اکائیوں کی حیثیت سے کام کریں گے، بازار کی طلب اور رسد کے پابند ہوں گے اور اپنے نفع و نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ ۱۹۸۹ء کے وسط تک نصف سے زیادہ تجارتی اداروں نے اس نظام کو اپنا لیا۔ اس اصلاح کے فوری اثر کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ منصوبے کے نشانے کے حصول کے بجائے جو کہ تجارتی اداروں کا مقصد ہوا کرتا تھا اب منافع ہی سودیت تجارتی اداروں کے منتظمین اور ڈائرکٹروں کے لیے سب سے بڑا محرک بن رہا ہے۔ لہٰذا اس کے نتیجے میں ان اداروں کی کارکردگی میں ترقی کے بہتر نتائج برآمد ہونے کی زیادہ توقع ہے، اگرچہ تبدیلی کا یہ عمل سست رفتار اور غیر یکساں ہو سکتا ہے۔ زرعی زمروں یعنی اجتماعی اور ریاستی فارموں میں بھی اسی پالیسی کا نفاذ کیا گیا۔ اس کے علاوہ زراعت اور مویشیوں کی پرورش و نگہداشت میں نجی حصّہ داری کا بھی کافی حد تک اضافہ ہوا ہے جو کہ زرعی زمرے کے لیے ایک معاشی محرک قرار دی گئی۔

دوسری اہم تبدیلی ۱۹۸۷ء میں ایک ایسے قانون کو اختیار کرنا ہے جو ۴۹ فی صد تک مساویانہ حق شرکت (Equity) کی بنیاد پر غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ مشترک تجارتی کمپنیوں اور سرگرمیوں کی اجازت دیتا ہے۔ مزید برآں، غیر ملکی کمپنیوں کو اپنی سرمایہ کاری سے غیر ملکی سرمائے کا اچھا خاصہ حصہ لینے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ اس قانون

نے غیر ملکی کمپنیوں بالخصوص مغرب کے ساتھ گہرے معاشی اشتراک کے زیادہ مواقع خاص طور پر ترقی یافتہ ٹیکنولاجی کے میدان میں فراہم کئے ہیں جو کہ پہلے صرف اشیا اور خدمات (services) کی نقد فروخت یا اشیا کے تبادلے تک محدود تھے۔ لیکن اب دلچسپ بات یہ ہے کہ مغربی یورپ کی کمپنیوں کے مابین سوویت مارکیٹ کے لیے ایک قسم کی کشمکش شروع ہو گئی ہے۔

تیسری اہم تبدیلی یہ ہے کہ خاص طور پر خدمات (Services) کے زمرے میں نجی ملکیت کی اب اجازت دے دی گئی ہے۔ یہ اور نجی زراعت اور مویشیوں کے کاروبار میں بڑے حصوں کے سبب سوویت معاشیات میں ایک نجی زمرہ اپنے مخصوص صارفین کے ساتھ پیدا ہو گیا ہے اور اس کا مخصوص اثر سوویت سماج پر لازمی طور پر ہوگا۔

یہ بنیادی تبدیلیاں سوویت معاشیات کو زیادہ مستعد تکنیکی طور پر ترقی یافتہ اور سوویت معاشیات کے بازار کی مخصوص رسد اور طلب کو سامنے رکھتے ہوئے زیادہ متحرک بنا سکیں گے۔ چنانچہ سوویت معاشیات کی "تعمیر نو" کا بنیادی مقصد اسے ایک جدید تکنیکی معاشیات میں تبدیل کرنا ہے جو بنیادی طور پر اشتراکی بازار کی معاشیات کی پابند بھی ہو۔

بہرحال ابھی ۱۹۸۹ء میں کوئی قطعی رائے قائم کرنا کہ سوویت معاشیات کی تعمیر نو سے متوقع نتائج برآمد ہوں گے، قبل از وقت ہوگا۔ لیکن تبدیلیوں کا رخ سوویت یونین کی معاشی ترقی کی ضرورتوں کو ضرور پورا کرتا نظر آتا ہے۔ اگرچہ سوویت یونین کے موجودہ بڑے معاشی ڈھانچے کو ایک نئی شکل دینے کے لیے کافی وقت درکار ہے، خاص طور پر جب کہ سوویت یونین کی نوکرشاہی کو نئے رنگ میں ڈھالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ پرانے معاشی تنظیم کے نظام کو ایک نئی شکل دینے کا عمل سست رفتار اور ناہموار ہو سکتا ہے جس کے نتیجے میں مستقبل قریب میں سوویت عوام کا معیارِ زندگی شاید گر بھی سکتا ہے۔

پیریسترائیکا اور خارجہ پالیسی

نویں دہائی کے نصف ہی سے سوویت سیاسی نظام اور سوویت حکومت کی کارکردگی میں اہم تبدیلیاں نے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں فطری طور پر سوویت خارجہ پالیسی کو متاثر کیا ہے۔ درحقیقت سوویت پالیسی کی یہ تبدیلیاں اتنی دور رس ہیں کہ گورباچوف نے صحیح طور پر انھیں ایک نئی اصطلاح "نئی فکر" (New Thinking) سے موسوم کیا ہے۔ نئی فکر کی روح اس سمجھ پر مبنی ہے کہ نیوکلیائی اسلحوں کے دور میں نوع انسانی کی بقا کو روایتی اختلافات اور اشتراکی نیز سرمایہ دارانہ ممالک کے مابین طبقاتی کشمکش پر ترجیح حاصل ہونا چاہیے۔ مفادات کے ٹکراؤ کے بجائے عام ممالک کے (خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے) مفادات کے توازن کو، سوویت خارجہ پالیسی کا رہبرانہ بنیادی ڈھانچہ ہونا چاہیے۔ اس کا بنیادی مقصد نیوکلیائی جنگ کا خاتمہ، تمام نیوکلیائی ہتھیاروں کی تباہی، تنازعوں اور اختلافات کو باہمی گفت و شنید کے ذریعہ حل ہونا چاہیے نہ کہ طاقت کے استعمال سے۔

نئی سوویت قیادت نے ۱۹۸۹ء کے آخر تک ان نظریاتی تصورات کو عملی جامہ پہنا دیا ہے۔ نیوکلیائی اسلحوں کے خاتمے کے لیے امریکا اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ اہم سمجھوتے کیے جا چکے ہیں اور انھیں نافذ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ناٹو (NATO) اور وارسا معاہدہ (WTO) کے مابین براہ راست فوجی ٹکراؤ کے خدشات بھی قابل لحاظ حد تک کم ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ مشرقی یورپی ممالک میں مقیم روسی فوجیں ۸۹-۱۹۸۸ء کے درمیان بہت حد تک گھر واپس جا چکی ہیں۔ درحقیقت یہ کہنا درست ہے کہ نویں دہائی کے اختتام تک مثبت اثرات ڈالنا کے لیے مغرب کے ساتھ تعاون اور اشتراک کے ایک نئے رشتے کا آغاز ہو چکا ہے اس لیے اس کے امکانات بہت زیادہ روشن ہیں کہ آنے والی دہائیوں میں سوویت خارجہ پالیسی اپنے روایتی حریف امریکا اور مغرب نیز اشتراکی چین کے ساتھ مل جل کر کام کرے گی۔

پھر بھی سوویت یونین اور امریکا اور مغرب کے مابین مفادات کے بنیادی تضادات کے باقی رہنے کا امکان ہے۔

سوویت خارجہ پالیسی کی نئی فکر نے ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکا کے ترقی پذیر ممالک میں بھی اس کے کردار پر نئی روشنی ڈالی ہے۔ ایک طرف گورباچوف نے چین کے ساتھ سوویت تعلقات بہتر بنائے ہیں، افغانستان سے سوویت فوجیں واپس بلا لی ہیں اور دوسری طرف تیسری دنیا کے مقامی جھگڑوں اور علاقائی اختلافات کے سلسلے میں مصالحت پسندانہ اور قابلِ گفت و شنید رویّہ اختیار کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ تیسری دنیا میں سوویت یونین کا کردار اتنا فعال نہیں رہے گا جتنا کہ برژنیف اور خروشچیف کے دور میں تھا۔ اس طرح تیسری دنیا کے تقریباً تمام ممالک اپنی سیاسی آزادی کو مستحکم کرنے اور ایک خود کفیل معاشیات کی نشوونما میں حمایت اور ہمت افزائی کے اپنے روایتی ماخذ سے کافی حد تک محروم ہو جائیں گے۔ پھر بھی روایتی دوستوں مثلاً ہندوستان، پر سوویت یونین کی مخصوص توجہ رہے گی لیکن اس پر زیادہ دنوں اب یقین نہیں کیا جا سکتا۔

عام طور پر سوویت خارجہ پالیسی پر "تعمیرِ نو" اور "نئی فکر" کا اثر سوویت معاشیات کی تعمیرِ نو میں ایک قیمتی سرمائے کی نوعیت بن سکتا ہے کیوں کہ اسی کے نتیجے میں ہتھیاروں کے مصارف میں بھاری کمی اور مغرب سے اقتصادی تعاون کی ابتدا ہوئی ہے۔ بہرحال ہمیں یہ بھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ سوویت معاشیات پر یہ امکانی اثر کس طرح اپنا روایتی اشتراکی کردار برقرار رکھ سکتا ہے۔

اختتامیہ

اس طرح سے دیکھا جاسکتا ہے کہ "تعمیر نو" اور "کھلے پن" کی بدولت سوویت یونین کے ماحول میں بے حد اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ سوویت جمہوریت کے نظریے اور عمل میں تبدیلی کی جو تازہ ہوا چلی ہے اس کے فرحت بخش اثرات کو پورے ملک میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ سوویت شہریوں کو از سر نو زندگی حاصل ہوئی ہے اور وہ وقت کے نئے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اندر ایک جاں فزا توانائی محسوس کر رہے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ بہت سارے مسائل منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ۱۹۸۹ء کے اختتام تک سوویت یونین منظم جرائم کے وفور سے لے کر قومیتوں میں قوم پرستی کے عروج جیسے ہر طرح کے بحرانوں سے دوچار ہوا ہے اور ایسے بحرانوں کی تعداد فوری طور پر کم ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دیکھنا باقی ہے کہ سوویت یونین کی نئی جمہوریت کس طرح ان مسائل کا مقابلہ کرے گی۔ پھر بھی یہ بات واضح ہے کہ گورباچوف اور ان کے شرکائے کار کو کامیابی حاصل کرنے کے لیے جمہوری طریقوں کے ذریعہ ہی ان بحرانوں کے حل کی تلاش میں مزید شدت پیدا کرنا ہوگی۔

اس طرح کی کامیابی کی ایک ضروری شرط کا محور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کا کردار اور اس کی کارکردگی ہے۔ اگرچہ سیاسی اداروں کی نئی شکلوں کے رواج اور ترقی کے سبب ایسا نظر آتا ہے کہ پارٹی کے روایتی اور بے مثال کردار کا رنگ دھیما پڑنے لگا ہے پھر بھی اس کے رہبرانہ کردار کے بغیر سوویت یونین کے مستقبل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اسے ماضی کی کامیابیوں پر قناعت کرنے کے بجائے نئے ترقی پذیر سیاسی کلچر کے ساتھ ہم آہنگ ہونا پڑے گا۔ گورباچوف ایک صاحب الرائے سیاست داں ہیں اس لیے یہ امر تعجب خیز نہیں کہ تعمیر نو کے ساتھ ساتھ کمیونسٹ پارٹی کو اوپر سے نیچے تک مکمل طور پر از سر نو منظم کیا جا رہا ہے اور یہ کام سرعت سے جاری ہے۔

آخر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تعمیر نو اور کھلے پن کے تحت ہونے والی تبدیلیاں سوویت یونین میں اشتراکی سماج کے خاتمے کا پیش خیمہ تو نہیں؟ گورباچوف اور ان کے شرکائے کار بار بار دلیل دیتے رہے ہیں کہ یہ تبدیلیاں اشتراکیت کو زیادہ انسانی، زیادہ موثر اور گہرائی کے ساتھ قابل عمل بنائیں گی۔ جمہوریت اور اشتراکیت شانہ بہ شانہ چلتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ بات صاف اور واضح ہے کہ اسٹالن کے عہد ... میں جمہوریت سے کنارہ کشی اور برزنیف کے دور میں اس میں کمی کی وجہ سے سوویت یونین کے اشتراکی معاشرے میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ چنانچہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ تعمیر نو اور کھلے پن کا مقصد کسی طرح بھی اشتراکیت سے دست برداری نہیں بلکہ اس کی آئندہ سرعت رفتار ترقی کا ایک ایسا عمل ہے جو گذشتہ ۷۳ سالوں کے اچھے اور برے جمع شدہ تجربات کا نتیجہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں تعمیر نو سوویت سماج میں تسلسل اور ساتھ ہی تبدیلیوں کی اہمیت کی علامت ہے۔ گورباچوف اور ان کے ساتھی اپنی جگہ صحیح ہوسکتے ہیں مگر اب مستقبل ہی انھیں صحیح ثابت کرے گا۔

× ×

اوائل ۱۹۹۰ء میں، جب یہ اختتامیہ لکھا جارہا ہے، یہ صاف نظر آتا ہے کہ سوویت سیاسی نظام اور حکومت میں کمیونسٹ پارٹی کا روایتی رول کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ بلکہ پورا نظام ہی بدل رہا ہے۔ اس کی جگہ مغربی جمہوری ڈھانچے پر ایک نیا نظام جنم لے رہا ہے۔ یہ بنیادی تبدیلیاں خاصی تیز رفتار ہیں۔ چنانچہ آج یہ کہنا مشکل ہے کہ آخر کیسا نیا ڈھانچہ ابھرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس پرانے روایتی نظام، جو اس کتاب کا موضوع ہے، کی جگہ ایک نئے طرز کے نظام کی تشکیل یقینی ہے۔

حوالہ جات

باب اوّل

۱۔ جارج۔ ایف۔ کینان "امریکہ اور روس کا مستقبل" فارن افیرس، جلد ۱۹ نمبر ۳ صفحہ ۳۶۵۔

۲۔ دیکھیے: بی۔ ایچ۔ سمر۔ سروے آف رشین ہسٹری ــ (دوسرا اڈیشن لندن، ۱۹۴۷ء صفحہ ۶۸)۔

۳۔ ایضاً، صفحہ ۶۷۔

۴۔ موازنہ، ایضاً صفحہ ۱۰۴۔

۵۔ کے۔ پی۔ پوبید ونوسیتف ــ ریفلیکشنز آف اے رشین اسٹیٹس مین ــ (لندن، ۱۸۹۸ء، صفحہ ۲۷۔۲۸)

۶۔ ہنری۔ گیفورڈ ــ دی ہیرو آف ہز ٹائیم ــ (لندن، ۱۹۵۰ء، صفحہ ۷)

۷۔ وی۔ جی۔ بلینسکی ــ سلکٹڈ فیلوسوفیکل ورکس ــ (ماسکو، ۱۹۴۸ء، صفحہ ۵۰۴)۔

۸۔ دیکھیے: گیفورڈ، صفحہ ۱۸۱۔

۹۔ جیمس میوَر ــــــ این اِکنامک ہسٹری آف رشیا ــــــ (لندن اور ٹورنٹو، ۱۹۱۴ء، II صفحہ ۵۹۳)۔
۱۰۔ دیکھیے، میوَر II، صفحہ ۴۶۹، ۴۷۱۔
۱۱۔ ایضاً، صفحہ ۴۷۳۔
۱۲۔ جارج۔ ورنادسکی۔ اے ہسٹری آف رشیا ــــــ (نیویارک، ۱۹۴۴ء، صفحہ ۱۹۵)۔
۱۳۔ دیکھیے، سر جان مینارڈ ــــــ رشیا اِن فلکس ــــــ (لندن، ۱۹۴۶ء، صفحہ ۱۹۳)۔
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۰۳
۱۵۔ جی۔ ٹی، روبنسن ــــــ رورل رشیا انڈر دی اولڈ ریجیم ــــــ (نیو یارک، ۱۹۴۹ء ص ۸۸)۔
۱۶۔ ایضاً، ص ۹۴۔
۱۷۔ ایضاً، ص ۱۰۱۔
۱۸۔ روبنسن۔ ص ۱۰۹، ۱۱۰۔
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۰۸۔
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۴۴۔
۲۱۔ ایضاً، ص ۱۶۲۔
۲۲۔ ایضاً، ص ۱۸۲۔
۲۳۔ ایضاً، ص ۱۸۳۔
۲۴۔ ایضاً اور آئی، لائیشنکو ــــــ ہسٹری آف دی نیشنل اکانومی آف رشیا ٹو دی ۱۹۱۷ء ریولیوشن ــــــ (نیویارک، ۱۹۴۹ء، ص ۴۷۷)۔
۲۵۔ روبنسن، ص ۱۹۴۔
۲۶۔ دیکھیے: وی۔ آئی لینن، "سیاسی نوٹس" ورکس (تیسرا اڈیشن، ماسکو ۱۹۳۵ء) جلد ۱۲، ص ۱۳۳ (روسی زبان میں)۔
۲۷۔ لائی شنکو، ص ۴۶۲۔
۲۸۔ ایضاً، ص ۴۹۰، ۴۹۱۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۴۹۴، ۵۰۲۔

۳۰۔ لائی شنکو، ص ۵۶۰

۳۱۔ تیل کی صنعت کو دھکا پہنچا اور بلاشبہ پٹرولیم کی پیداوار کا حجم ۱۹۰۰ء میں ۶۳۲ ملین پوڈ (ایک پوڈ = ۳۶ پونڈ) تھا جو ۱۹۱۳ء میں گر کر ۵۶۱ ملین پوڈ رہ گیا۔ اسی مدت میں خام لوہے کی پیداوار ۱۷۰ ملین پوڈ سے بڑھ کر ۲۸۳ ملین پوڈ ہو گئی۔ لوہے اور اسٹیل کی پیداوار ۱۶۳ ملین سے ۲۴۶ ملین اور کوئلہ ۱۰۰۳ ملین سے ۲۲۱۴ ملین اور سوت کا استعمال ۱۶.۱ ملین سے بڑھ کر ۲۵.۹ ملین ہو گیا۔ (ایضاً ص ۶۸۸)۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۶۷۴۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۶۷۶۔

۳۴۔ لائی شنکو کے خیال میں "۱۸۹۵ء میں رشیا کے محنت کشوں کا صرف ۱۵.۹ فیصد چھوٹے کارخانوں (جہاں دس یا پندرہ محنت کش ملازم تھے) میں کام کرتے تھے جب کہ جرمنی میں اس لحاظ سے ۳۱.۵ فی صدی تھے۔ بڑے کارخانوں میں جہاں ۵۰۰ سو سے زیادہ محنت کش ملازم تھے روسی صنعت کا حصہ ۴۲ فی صدی تھا اور جرمنی کا صرف ۱۵.۳ فی صدی" (ص ۵۲۷)۔

۳۵۔ لائی شنکو، ص ۶۶۹، ۶۷۰۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۴۱۹۔

۳۷۔ مائیکل۔ ٹی۔ فلورنسکی ـــــ دی اینڈ آف دی رشین ایمپائر (نیو ہیوین، ۱۹۳۱ء، ص ۱۶۹)۔

۳۸۔ بوڈن، کارپوویچ، اور اُشر، ص ۲۰۹

چوتھا باب

۱۔ لینن۔ "جنس میں ٹیکس"، مجموعات، جلد XXVI، ص ۲۲۰ (روسی زبان میں)
۲۔ لینن۔ "پارٹی پروگرام پر نظر ثانی کے لیے مواد" ک۔ و، جلد XX، حصہ اوّل ص ۳۴۳۔
۳۔ ک۔ و، جلد XXI، حصہ اوّل، ص ۱۵ - ۵۶۔
۴۔ "آنے والی بدحالی اور کس طرح اِس کا سامنا کریں"، مجموعات، جلد XXI، ص ۱۶۳ - ۱۶۴ (روسی زبان میں)
۵۔ "کیا بالشویک اقتدار کو برقرار رکھ سکیں گے؟" ک۔ و، جلد XXI، حصہ دوم، ص ۳۰
۶۔ ایضاً، ص ۳۰
۷۔ ایضاً، ص ۳۲
۸۔ ایضاً، ص ۳۳
۹۔ ایضاً، ص ۳۷
۱۰۔ "سوویت اقتدار کے فوری کام"، مجموعات، جلد XXII، ص ۴۳۹ - ۴۶۸، (روسی زبان میں)
۱۱۔ ایضاً، ص ۴۴۵ - ۴۴۶۔
۱۲۔ ایضاً، ص ۴۴۷
۱۳۔ ایضاً، ص ۴۴۸
۱۴۔ ایضاً، ص ۴۵۱
۱۵۔ ایضاً، ص ۴۶۲
۱۶۔ "لڑائی اور صلح پر رپورٹ" (۷ مارچ ۱۹۱۸ء)، مجموعات، جلد XXII، ص ۲۴۔ (روسی زبان میں)
۱۷۔ ایضاً، ص ۳۲۷۔
۱۸۔ لینن، مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۴۴۔

۱۹۔ "جنس میں ٹیکس"، مجموعات، جلد XXVI، ص ۳۳۰۔

۲۰۔ ای۔ ایچ۔ کار، دی بالشویک ریوولیوشن، ۱۹۱۷ء۔ ۱۹۲۳ء (نیویارک، ۱۹۵۱ء۔ ۱۹۵۳ء) جلد II ص ۱۱۰۔

۲۱۔ آل یونین کمیونسٹ پارٹی (وی۔ کے۔ پی) (بی) قراردادوں میں جلد I، ص ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ (روسی زبان میں)

۲۲۔ لینن، "اکتوبر انقلاب کی چوتھی برسی کے موقع پر" مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۹۔

۲۳۔ دیکھیے، رابرٹ۔ وی، ڈینیلسن، "۱۹۲۱ء کی کرونسٹاڈ بغاوت' انقلابی حرکت کا ایک مطالعہ' دی امریکن سلاویک اینڈ ایسٹ یورپین ریویو جلد X، نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۵۱ء)، ص ۲۴۱۔ ۲۵۴۔

۲۴۔ "جنس میں ٹیکس کے بارے میں"، مجموعات، جلد XXVI، ص ۳۴۸۔ (روسی زبان میں)

۲۵۔ "پارٹی سے اخراج کے بارے میں"، مجموعات، جلد XXVII، ص ۱۲۔ (روسی زبان میں)

۲۶۔ "جنس میں ٹیکس پر رپورٹ"، مجموعات، جلد XXVI، ص ۲۲۸۔ (روسی زبان میں)

۲۷۔ "آر۔ کے۔ پی۔ (بی) کی سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ، ۲۷ مارچ ۔ ۱۹۲۳ء، مجموعات، جلد XXVII ص ۲۳۴ (روسی زبان میں)

۲۸۔ "روسی انقلاب کے پانچ سال اور عالمی انقلاب کے مواقع"، مجموعات، جلد XXVII، ص ۳۴۹ (روسی زبان میں)

۲۹۔ صنعت سازی کے بارے میں تنازع، دیکھیے ایک اچھا مطالعہ! الگزنڈرا ارلیچ، "پریو براژنسکی اینڈ دی اکنامکس آف سوویت انڈسٹریالائزیشن" کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس جلد ایل XIV، نمبر I (فروری ۱۹۵۰ء) ص ۵۷ ۔ ۸۸۔

۳۰۔ " تجارتی عاملہ کے کام "، پرابلمس آف لینن ازم، ص ۳۶۵۔

۳۱۔ " پہلے پنج سالہ منصوبے کے نتائج " ایضاً، ص ۴۰۹۔ ۴۱۰، ص ۴۱۶۔ ۴۱۷۔

۳۲۔ " نئے حالات میں معاشی تعمیر کے نئے کام " ایضاً، ص ۱۸۳۔

۳۳۔ دیکھیے ؛ سولومن۔ ایم۔ شوارزز۔ لیبر اِن دی سوویت یونین (نیویارک ۱۹۵۲ء) ص ۸۶۔ ۱۲۹۔

۳۴۔ پرابلمس آف لینن ازم، ص ۳۷۲۔ ۳۷۳۔

۳۵۔ ریمانڈ۔ اے۔ باؤر۔ دی نیومین ان سوویت سائیکولوجی (کیمبرج، میس ۱۹۵۲ء)

۳۶۔ دیکھیے : جان۔ این۔ ہزرڈ (ایڈیٹر) اور ہیوگ۔ ڈبلو۔ بیب (مترجم) سوویت لیگل فلاسوفی (کیمبرج، میس ۱۹۵۱ء)؛ ہیرالڈ۔ جے۔ برمین، جسٹس اِن رشیا (کیمبرج، میس ۱۹۵۰ء)

۳۷۔ اسٹالن۔ " آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بی) کی سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ " مجموعات، جلد XII، ص ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ (روسی زبان میں)

۳۸۔ " تجارتی عاملہ کے کام " مجموعات، جلد XIII، ص ۴۱

۳۹۔ " سوویت یونین کے مجوزہ دستور کے بارے میں " پرابلمس آف لینن ازم، ص ۵۸۶۔

۴۰۔ پراودا، ۹ جون ۱۹۴۰ء

۴۱۔ دیکھیے : " مارکسسٹ تاریخ داں " نمبر ۱ (۵۳) (۱۹۳۶ء)، ص ۵۔ ۶ (روسی زبان میں)

۴۲۔ ترجمہ کے لیے دیکھیے ؛ ڈی۔ فیدوٹوو۔ وہائٹ۔ دی گروتھ آف ریڈ آرمی (پرنسٹن، ۱۹۴۴ء) ص ۳۱۴۔

۴۳۔ دیکھیے ؛ جان، ایس کرٹش اور ایلیکس انکلس، مارکسزم اِن دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر۔ دی رسنٹ ریوالوُل "، پولٹیکل سائنس کوارٹرلی، جلد VXI، نمبر ۳، ص ۳۵۸۔

۴۴۔ " اسٹالن کا خطاب کریملن دعوت کے موقع پر منعقدہ ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء " دیکھیے، سلومون سوارزز۔ دی جیوز ان دی سوویت یونین، ص ۴۲۔

۴۵۔ والڈیمر گورین، (ایڈیٹر)۔ دی سوویت یونین، بیک گراؤنڈ، آئڈیولوجی، ریئلٹی، (نوٹرے ڈام، ۱۹۵۱ء)، ص ۱۵۳۔ ۱۹۳۔

۴۶۔ نیکولس ایس۔ تماشیف۔ دی گریٹ ریٹریٹ، (نیویارک ۱۹۴۶ء)

۴۷۔ اعلان کی تفصیلات کے لیے دیکھیے، پراودا، ۱۳؍ جنوری ۱۹۵۳ء

۴۸۔ پراودا، ۹؍ اگست ۱۹۵۳ء

۴۹۔ ایضاً، ۴؍ فروری ۱۹۵۵ء

۵۰۔ ایضاً، ۴؍ جولائی ۱۹۵۷ء

۵۱۔ ایضاً، ۲؍ نومبر ۱۹۵۷ء

۵۲۔ ایضاً، ۳؍ فروری ۱۹۵۵ء

۵۳۔ ایضاً، ۲؍ اگست ۱۹۵۷ء

۵۴۔ ایضاً، ۴؍ نومبر ۱۹۵۷ء

۵۵۔ ایضاً، ۱؍ جون ۱۹۶۲ء

۵۶۔ ایضاً، ۲۱؍ جنوری ۱۹۶۱ء

۵۷۔ نیویارک ٹائمز، ۲۰؍ مئی ۱۹۶۱ء

۵۸۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس، مکمل رپورٹ (ماسکو ۱۹۵۶ء) حصہ اوّل ص ۵۳۲ (روسی زبان میں) آگے اس کا حوالہ صرف ۲۰ ویں کانگریس ہوگا)

۵۹۔ پراودا، ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء

۶۰۔ ایضاً، ۱۲؍ اپریل ۱۹۶۲ء

پانچواں باب

۱۔ "انٹرنیشنل کی کانگریس، ۱۸۷۲ء میں ہیگ میں منعقدہ مارکس کی تقریر" دیکھیے: کارل کاٹسکی۔ دی ڈکٹیٹرشپ آف دی پرولیتاریٹ، (مترجم، ایچ۔ جے۔ اسٹیننگ) (مانچسٹر) ص ۹۔ ۱۰؛ اور دیکھیے، کارل مارکس کی کیپٹل کے پہلے انگریزی ترجمے (شکاگو، ۱۹۰۶ء) میں اینگلس کا دیباچہ، ص ۳۲۔

۲۔ کارل مارکس، " دی سول وار ان فرانس " دیکھیے، انتخابی مجموعہ، جلد II (نیویارک)، ص ۴۷۵ ۔ ۵۲۷ ۔

۳۔ وی۔ آئی۔ لینن، " ریاست اور انقلاب " ، مجموعات، جلد XXI، ص ۳۹۴ ۔ ۳۹۵ (روسی زبان میں)

۴۔ آر۔ ایس۔ ڈی۔ ایل۔ پی کی سنٹرل کمیٹی، روئدادیں، اگست ۱۹۱۷ ۔ فروری ۱۹۱۸ء ص ۱۴۹ ۔ ۱۵۰ (روسی زبان میں)

۵۔ دیکھیے : لیئون ٹراٹسکی ۔ دی اسٹالن اسکول آف فالسی فیکیشن ، (نیویارک ۱۹۳۷ء)، ص ۱۱۰ ۔ ۱۱۲

۶۔ آر۔ ایس۔ ڈی۔ ایل۔ پی کی سنٹرل کمیٹی کی روئدادیں، ص ۱۶۹

۷۔ ایضاً، ص ۱۶۷۔

۸۔ دیکھیے۔ ٹراٹسکی۔ دی اسٹالن اسکول آف فالسی فیکیشن، ص ۱۱۴۔

۹۔ "دستورساز اسمبلی کی برخاستگی پر تقریر، ۶/۱۹، جنوری ۱۹۱۸ء " ، مجموعات، جلد XXII ، ص ۱۸۴ ۔ ۱۸۷ (روسی زبان میں)

۱۰۔ " دستورساز اسمبلی پر مقالے " ، مجموعات، جلد XXII ، ص ۱۳۴ (روسی زبان میں)

۱۱۔ مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں (کمیٹیوں) کی تیسری آل رشین کانگریس (۲۳ ۔ ۳۱، جنوری ۱۹۸۱ء) (سینٹ پیٹرس برگ، ۱۹۱۸ء) ص ۵ (روسی زبان میں)

۱۲۔ "عوامی کومیسار (وزارت) کی کونسل کے کاموں پر رپورٹ ' ۱۱/۲۴، جنوری ۱۹۱۸ء " ، مجموعات، جلد XXII ، ص ۲۰۷ ۔ ۲۰۸ ، (روسی زبان میں)

۱۳۔ متن کے لیے دیکھیے، ازوستیا، ۲۹، نومبر/ ۱۲، دسمبر ۱۹۱۷، ص ۱، (روسی زبان میں)

۱۴۔ ٹراٹسکی۔ مجموعات، جلد III حصّہ دوم، ص ۱۳۸ (روسی زبان میں)

۱۵۔ دیکھیے : " ہمارا دور " (پیٹروگریڈ) ۲۳، دسمبر ۱۹۱۷ء/۵، جنوری ۱۹۱۸ء، ص ۳، (روسی زبان میں)

۱۶۔ " سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ ، ۱۸، مارچ ۱۹۱۹ء " مجموعات، جلد XXIV ،

ص ۱۲۰ (روسی زبان میں)

۱۷۔ " جنس میں ٹیکس " ، مجموعات ، جلد XXVI ، ص ۳۴۸ ۔
(روسی زبان میں)

۱۸۔ لینن ، " دی ری وولٹ آف دی لفٹ سوسلشٹ ۔ ریوولیوشنریز منگ ۔ و ،
جلد XXIII ، ص ۱۵۱ ۔

۱۹۔ اسٹالن ، " دی فاونڈیشنس آف لینن ازم " ، پرابلمس آف لینن ازم ،
ص ۷۳ ۔

۲۰۔ ایضاً ، ص ۷۴ ۔ ۷۸

۲۱۔ ایضاً ، ص ۱۳۵

۲۲۔ جوزف اسٹالن ۔ ماسٹرنگ بالشوازم ، نیویارک ۱۹۲۷ء ، ص ۵۷

۲۳ دیکھیے ، بی ۔ ایچ ۔ سمر ۔ پیٹر دی گریٹ اینڈ دی ایمرجنس آف رشیا ،
ص ۱۶۲ ۔

۲۴۔ اسٹالن ۔ " رون دی ڈرافٹ کانسٹی ٹیوشن آف دی یو ، ایس ، ایس ، آر " ۔
، پرابلمس آف لینن ازم ، ص ۵۷۸ ۔ ۵۷۹ ۔

۲۵۔ پی ۔ کنایان ۔ " جلسے جلوسوں کی آزادی " ، ازوستیا ، ۶ اگست ۱۹۳۶ء ، ص ۳ ،
(روسی زبان میں)

۲۶۔ اسٹالن ۔ " ساتھیوں کے جوابات " بالشویک (جولائی ۱۹۵۰ء) ص ۶ ،
(روسی زبان میں)

۲۷۔ پرابلمس آف لینن ازم ، ص ۸۰ ۔ ۸۱

۲۸۔ ٹراٹسکی ۔ دی اسٹالن اسکول آف فالسی فیکیشن ، ص ۱۰۹

۲۹۔ آر ۔ ایس ۔ ڈی ۔ ایل ۔ پی کی سنٹرل کمیٹی کی روندادیں ، ص ۲۳۸ ۔
(روسی زبان میں)

۳۰۔ ایضاً ، ص ۲۵۲

۳۱۔ رشین کمیونسٹ پارٹی کی ساتویں کانگریس ، مکمل رپورٹ ، ۵ ۔ ۹ دسمبر ۱۹۱۹ء
(ماسکو ، پیٹروگراڈ ۱۹۲۳ء) ص ۱۴۶ (روسی زبان میں)

۳۲۔ "بائیں بازو کے مزدور اور چھوٹے بورژوازی کے بارے میں" مجموعات، جلد XXII ص ۵۰۳ - ۵۲۸ (روسی زبان میں)

۳۳۔ دیکھیے: لینن۔ مجموعات، جلد XIV، ص ۴۹۷، نوٹ نمبر ۳۵۔ (روسی زبان میں)

۳۴۔ ایضاً، ص ۵۰۷ - ۵۱۷

۳۵۔ لینن، "سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ پر اختتامی ریمارک، ۳۰ مارچ ۱۹۲۰ء" مجموعات، جلد XXV، ص ۱۱۲، (روسی زبان میں)

۳۶۔ دیکھیے: اساک ڈیشچر۔ سوویت ٹریڈ یونین، لندن، نیویارک ۱۹۵۰ء ص ۵۸

۳۷۔ "پارٹی کا بحران" مجموعات، جلد XXVI، ص ۹۴ (روسی زبان میں)

۳۸۔ "آر سی۔ پی (بی) کی سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ پر اختتامی ریمارک، ۹ مارچ ۱۹۲۱ء" مجموعات، جلد XXVI، ص ۲۲۷ - ۲۲۸ (روسی زبان میں)

۳۹۔ دیکھیے: لینن۔ مجموعات، جلد XXVI، ۲۶۶ - ۲۶۴ (روسی زبان میں)

۴۰۔ ایضاً، ص ۲۶۷

۴۱۔ ایضاً، ص ۲۵۹ - ۲۶۱

۴۲۔ ایضاً، ص ۲۶۱

۴۳۔ ایضاً، جلد XXVI، ص ۱۳

۴۴۔ "آر سی۔ پی (بی) کی سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ پر اختتامی ریمارک، ۲۸ مارچ ۱۹۲۲ء مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۶۸ (روسی زبان میں)

۴۵۔ دیکھیے: ایضاً، ص ۴۹۵ - ۴۹۶، نوٹ نمبر ۲

۴۶۔ "آر سی۔ پی (بی) کی سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ، ۲۷ مارچ ۱۹۲۲ء" مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۳۹، (روسی زبان میں)

۴۷۔ ایضاً، ۲۶۲

۴۸۔ وی۔ کے۔ پی (بی) قراردادوں میں، جلد I، ص ۵۳۸

۴۹۔ "ضمیمہ"، دیکھیے، میکس ایسٹ مین، سنس لینن ڈائڈ، (لندن ۱۹۲۵ء)
ص ۱۴۶-۱۴۹

۵۰۔ دیکھیے: پراودا، ۱۸؍دسمبر ۱۹۲۳ء، ص ۴ (روسی زبان میں)

۵۱۔ اسٹالن، "سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ پر اختتامی ریمارک" مجموعات، جلد VII، ص ۳۸۰ (روسی زبان میں)

۵۲۔ ایضاً، جلد VI، ص ۱۴-۱۵ (روسی زبان میں)

۵۳۔ ایضاً، ص ۴۴-۴۵

۵۴۔ وی۔ کے۔ پی (بی) قراردادوں میں، جلد I، ص ۶۲۷-۶۵۴۔ (روسی زبان میں)

۵۵۔ رشین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۳ویں کانگریس، مکمل رپورٹ، ۲۳-۳۱؍مئی ۱۹۲۴ء، ماسکو ۱۹۲۴ء ص ۱۶۶-۱۶۷ (روسی زبان میں)

۵۶۔ اسٹالن۔ مجموعات، جلد VI، ص ۲۲۳ (روسی زبان میں)

۵۷۔ ایضاً، جلد VII، ص ۹-۱۰

۵۸۔ ایضاً، ص ۳۸۸-۳۸۹

۵۹۔ آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بی) کی چودھویں کانگریس: مکمل رپورٹ (۱۸-۳۱؍دسمبر ۱۹۲۵)، ماسکو۔ لینن گراڈ ۱۹۲۶ء، ص ۱۸۶ (روسی زبان میں) (آگے اب اس کا حوالہ صرف "کمیونسٹ پارٹی کی چودھویں کانگریس" ہوگا)

۶۰۔ ایضاً، ص ۱۶۵-۱۶۶

۶۱۔ ایضاً، ص ۲۷۴-۲۷۵

۶۲۔ اسٹالن۔ مجموعات، جلد VII، ص ۳۹۱ (روسی زبان میں)

۶۳۔ ایضاً، جلد VIII، ص ۱۴۶

۶۴۔ ٹراٹسکی۔ مائی لائف، ص ۵۲۸-۵۲۹

۶۵۔ اسٹالن۔ مجموعات، جلد VIII، ص ۲۱۰-۲۱۲، (روسی زبان میں)

۶۶۔ ایضاً، ص ۳۵۰-۳۵۴

۶۷۔ ایضاً، جلد X، ص ۵۹

۶۸۔ لیون ٹراٹسکی۔ دی ریئل سچوایشن ان رشیا' نیویارک' ۱۹۲۸ء' ص ۱۲' ۱۴۔۱۵'

۶۹۔ ٹراٹسکی۔ مائی لائف' ص ۵۳۳ - ۵۳۴

۷۰۔ آل یونین کیمونسٹ پارٹی (بی) کی پندرھویں کانگریس: مکمل رپورٹ' ۲- ۱۹ دسمبر ۱۹۲۷ء (ماسکو۔ لینن گراڈ' ۱۹۲۸ء)' ص ۲۵۱- ۲۵۲ (روسی زبان میں) (اب آگے اس کا حوالہ صرف "کیمونسٹ پارٹی کی پندرھویں کانگریس" ہوگا)

۷۱۔ اسٹالن۔ "سنٹرل کمیٹی کی سیاسی رپورٹ"' مجموعات' جلد X' ص ۳۵۱' (روسی زبان میں)

۷۲۔ کیمونسٹ پارٹی کی پندرھویں کانگریس' ص ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷

۷۳۔ ایضاً' ص ۱۳۱۹

۷۴۔ ٹراٹسکی۔ تاریخ' جلد III' ص ۱۳۸

۷۵۔ اسٹالن۔ مجموعات' جلد XI' ص ۲۳۶ (روسی زبان میں)

۷۶۔ ایضاً' ص ۲۹۰

۷۷۔ ایضاً' ص ۳۱۸۔ ۳۲۵

۷۸۔ ایضاً' جلد XII' ص ۶۔ ۷

۷۹۔ ایضاً' ص ۱۰۳۔ ۱۰۴

۸۰۔ ایضاً' ص ۱۰۶۔ ۱۰۷

۸۱۔ دیکھیے' پراودا' ۲۶ر نومبر ۱۹۲۹ء' ص ۲

۸۲۔ اسٹالن۔ پرابلمس آف لینن ازم' ص ۵۱۵ - ۵۱۶

۸۳۔ ہسٹری آف دی کیمونسٹ پارٹی آف دی سوویت یونین (بالشویکس)' شارٹ کورس' نیویارک ۱۹۳۹' ص ۳۲۶ (اب آگے اس کا حوالہ صرف "ہسٹری آف دی سی پی ایس یو" ہوگا)

۸۴۔ ایضاً' ص ۳۴۷

۸۵۔ اسٹالن۔ ماسٹرنگ بالشوازم' ص ۶۔ ۷

۸۶۔ ایضاً' ص ۱۳

۸۷۔ ایضاً' ص ۸

۸۸۔ ایضاً، ص ۹
۸۹۔ دیکھیے، وی۔کے۔پی (بی) قراردادوں میں، جلد II (چھٹا ایڈیشن، ۱۹۴۱ء)
ص ۶۷۱۔ ۶۷۷ (روسی زبان میں)
۹۰۔ پراودا، ۱۰ر جولائی ۱۹۵۳ء
۹۱۔ ایضاً، ۱۳ر مارچ ۱۹۵۴ء
۹۲۔ ازوستیا، ۱۳ر جون ۱۹۵۴ء
۹۳۔ پراودا، ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۹۴۔ ازوستیا، ۲۷ر اپریل ۱۹۵۴ء
۹۵۔ پراودا، ۳ر فروری ۱۹۵۵ء
۹۶۔ ایضاً، ۹ر فروری ۱۹۵۵ء
۹۷۔ ایضاً، ۱۳ر جولائی ۱۹۵۵ء
۹۸۔ ایضاً، ۴ر جولائی ۱۹۵۷ء
۹۹۔ دیکھیے، "بائیسویں پارٹی کانگریس میں خروشچیو کے اختتامی ریمارک"، پراودا،
۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء (روسی زبان میں)
۱۰۰۔ خروشچیو کی خفیہ تقریر کا متن، دیکھیے، دی اینٹی اسٹالن کیمپین اینڈ انٹرنیشنل
کمیونزم (نیویارک ۱۹۵۶ء) ص ۱۔ ۸۹
۱۰۱۔ پراودا، ۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۰۲۔ ایضاً، ۱۹ر دسمبر ۱۹۵۸ء
۱۰۳۔ آئی۔آئی۔کژمن کی اکیسویں پارٹی کانگریس میں تقریر، پراودا، ۵ر فروری ۱۹۵۹ء
۱۰۴۔ ایضاً، ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۰۵۔ ایضاً،
۱۰۶۔ ایضاً،
۱۰۷۔ دیکھیے، ٹی۔ایچ۔رگبی، "خروشچیو اینڈ دی ... ٹیلیشن آف دی سنٹرل کمیٹی"
"آسٹریلین آؤٹ لک"، جلد XIII، نمبر (ستمبر ۱۹۵۹ء) ص ۱۷۹
۱۰۸۔ پراودا، ۴ر جولائی ۱۹۵۷ء

۱۰۹۔ ایضاً، ۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۱۰۔ ایضاً، ۲ر نومبر ۱۹۵۷ء

چھٹا باب

۱۔ "ضمیمہ آٹھ" دیکھیے، آر۔ ایس۔ ڈی۔ ایل۔ پی (بی) کی چھٹی کانگریس کی قراردادیں، ص ۲۷۵ (روسی زبان میں)
۲۔ آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی سولھویں کانگریس، مکمل رپورٹ (۲۶ر جون ۔ ۱۳ر جولائی ۱۹۳۰ء) (دوسرا ایڈیشن، ماسکو۔ لینن گراڈ ۱۹۳۱ء) ص ۵۲ ۔ (روسی زبان میں)۔ اب آگے حوالہ صرف "سولھویں کانگریس" دیا جائے گا۔
۳۔ وی۔ کے۔ پی (بی) قراردادوں میں، جلد I، صفحہ ۴۰۷ (روسی زبان میں)
۴۔ لینن، مجموعات، جلد XXV، ص ۹۴، (روسی زبان میں)
۵۔ وی۔ کے۔ پی (بی) قراردادوں میں، جلد I، ص ۴۰۷، (روسی زبان میں)
۶۔ روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی سنٹرل کمیٹی کی خبریں (ازوستیا)؛ نمبر ۲۹، (۷ر مارچ ۱۹۲۱ء) ص ۷ (روسی زبان میں)، اب آگے اس کا حوالہ "سنٹرل کمیٹی کی خبریں" دیا جائے گا۔
۷۔ وی۔ کے۔ پی۔ (بی) قراردادوں میں، جلد I، ص ۵۶۰ ۔ ۵۶۱
۸۔ سنٹرل کمیٹی کی خبریں، نمبر ۲۲ (۱۸ر ستمبر ۱۹۲۰) ص ۱۲ ۔ ۱۵
۹۔ ایضاً، نمبر ۴ (۵۲) (اپریل ۱۹۲۳) ص ۴۵
۱۰۔ ایضاً، ص ۲۸
۱۱۔ مجموعات، جلد V، ص ۲۱۲
۱۲۔ سنٹرل کمیٹی کی خبریں، نمبر ۳ (۵۱) (مارچ ۱۹۲۳ء) ص ۱۵ ۔ ۱۶
۱۳۔ "نویں پارٹی کانفرنس کی قرارداد" دیکھیے، وی۔ کے۔ پی۔ (بی) قراردادوں میں، جلد I، ص ۴۱۵ ۔ ۴۱۶ (روسی زبان میں)
۱۴۔ ایضاً، ص ۴۴۳
۱۵۔ ایضاً، ص ۵۲۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۶۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۶۰۱

۱۸۔ رشین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی بارھویں کانگریس، مکمل رپورٹ، ۱۷ تا ۲۵ اپریل ۱۹۲۳ء، (ماسکو، ۱۹۲۳ء)، ص ۱۲۲۔ (روسی زبان میں)

۱۹۔ وی۔ کے۔ پی (بی) کی چودھویں کانگریس، ص ۴۵۵۔ (روسی زبان میں)

۲۰۔ ایضاً، ص ۵۰۴

۲۱۔ ایسٹ مین۔ سِنس لینن ڈائڈ، ص ۸۱۔ ۸۲

۲۲۔ الیکزانڈرو۔ روس میں کون حکومت کرتا ہے؟، برلن ۱۹۳۳ء) ص ۱۱۱۔ ۱۱۳۔ (روسی زبان میں)

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۱۴، ۱۱۹۔ ۱۲۱

۲۴۔ اسٹالن۔ مجموعات، جلد VI، ص ۳۲۴۔ ۳۵۷، (روسی زبان میں)

۲۵۔ دیکھیے، الیکزانڈرو، ص ۱۳۷، اور چودھویں کانگریس، ص ۴۸۴۔ (روسی زبان میں)

۲۶۔ اُوگلونو کا چودھویں کانگریس میں بیان، دیکھیے چودھویں کانگریس، ص ۱۹۴۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۵۲۴

۲۸۔ ٹراٹسکی۔ مائی لائف، ص ۵۲۱

۲۹۔ سووارین۔ اسٹالن، ص ۴۴۵ (فرانسیسی زبان میں)

۳۰۔ دیکھیے: اسٹالن۔ مجموعات، جلد XI، ص ۲۲۲۔ ۲۳۸۔ (روسی زبان میں)

۳۱۔ شووارین، ص ۴۴۷

۳۲۔ مولوٹو کی انتظامیہ رپورٹ، دیکھیے، چودھویں کانگریس، ص ۸۱۔ (روسی زبان میں)

۳۳۔ ایضاً، ص ۸۹

۳۴۔ الیکزانڈرو، ص ۱۰۶۔ ۱۰۸

۳۵۔ وی۔ کے۔ پی (بی) کی پندرھویں کانگریس، ص ۱۱۴ (روسی زبان میں)

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۱۴۔ ۱۱۵

۳۷۔ سولھویں کانگریس، ص ۸۱ (روسی زبان میں)

۳۸۔ پارٹی کی معماری، نمبر ۲ (۴) (فروری ۱۹۳۰ء) ص ۹۔ ۱۳ (روسی زبان میں)

۳۹۔ سولھویں کانگریس، ص ۸۳

۴۰۔ آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بی) کی سترھویں کانگریس، مکمل رپورٹ، ۲۶ جنوری۔ ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء (ماسکو ۱۹۳۴ء)، ص ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۶۷۲۔ ۶۷۶۔ (روسی زبان میں)

۴۱۔ پارٹی کی معماری، نمبر ۱۱ (جون ۱۹۳۵ء) ص ۷۴ (روسی زبان میں)

۴۲۔ وی۔ کے۔ پی (بی) کی سترھویں کانگریس، ص ۶۷۴

۴۳۔ اسٹالن "سی۔ پی۔ ایس۔ یو (بی) کی سترھویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کے کام کی رپورٹ"، پرابلمس آف لینن ازم، ص ۵۱۶۔

۴۴۔ آج اور کل کا سوشلزم کا ملک: روداد یں اور تقاریر، سوویت کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس کے موقع پر، ماسکو ۱۹۳۹ء، ص ۲۰۲

۴۵۔ ایضاً، ص ۲۰۷

۴۶۔ ایضاً، ص ۲۰۵

۴۷۔ آل یونین کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، مکمل رپورٹ، ۱۰۔ ۲۱ مارچ ۱۹۳۹ء (ماسکو ۱۹۳۹ء) ص ۶۷۰ (روسی زبان میں) اب آگے اس کا حوالہ صرف "اٹھارھویں کانگریس" دیا جائے گا۔

۴۸۔ آج اور کل کا سوشلزم کا ملک، ص ۲۰۴۔ ۲۰۵

۴۹۔ ایضاً، ص ۲۱۲

۵۰۔ ایضاً، ص ۴۷۱

۵۱۔ ایضاً، ص ۴۶۰

۵۲۔ جی۔ ایم۔ مالینکوف کی تقریر، دیکھیے: "پارٹی کی معماری" نمبر ۴۔ ۵، (فروری۔ مارچ ۱۹۴۱ء) ص ۱۳ (روسی زبان میں)

۵۳ " ماسکو بالشویک " ۲ر فروری ۱۹۴۹ء ص ۲ (روسی زبان میں)

۵۴۔ دیکھیے، ٹی۔ ایچ، رگبی " خروشچیو اینڈ رسٹی ٹیوشن آف دی سنٹرل کمیٹی " آسٹریلین آوٹ لوک، جلد XIII ، نمبر ۳، (دسمبر ۱۹۵۹) ص ۱۷۴۔

۵۵۔ پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ، ماسکو ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۷۔ (روسی زبان میں)

۵۶۔ " سوویت یونین میں اصلی حالات کے مسائل" رُوم، ۱۹۵۸، ص ۸۴، ۸۳ (اٹالین زبان میں)

۵۷۔ پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ، (۱۹۵۷ء)، ص ۵۰۴، ۴۰۸، ۴۰۹؛ ۴۳۶ - ۴۳۹

مزید دیکھیے، ایضاً (۱۹۵۵ء) ص ۱۵۴ - ۱۶۰ (روسی زبان میں)

۵۸۔ ایضاً، (۱۹۵۷ء) ص ۴۲۹

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۴۴ - ۲۴۲ اور ایضاً (۱۹۵۹ء)، ص ۵۵۵ - ۵۵۶

۶۰۔ پراودا، ۲۴ر مارچ ۱۹۶۲ء

۶۱۔ " سوویت لیتویا "، ۲۰ر جولائی ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)

۶۲۔ پراودا، ۷ر اکتوبر ۱۹15ء

۶۳۔ اسٹالن۔ ماسٹرنگ بالشوزم، ص ۳۶

۶۴۔ دیکھیے، چودھویں کانگریس، ص ۸۱

۶۵۔ پراودا، ۱۶ر فروری ۱۹۵۶ء

۶۶۔ پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ (۱۹۵۷ء)، ص ۴۰۶ - ۴۰۸ اور ایضاً (۱۹۵۹ء)، ص ۵۴۵ - ۵۴۶

۶۷۔ پراودا ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

۶۸۔ " کمیونسٹ "، نمبر ۷ (مئی ۱۹۶۲ء)، ص ۶۱ (روسی زبان میں)

۶۹۔ ایضاً، ص ۶۴

۷۰ " پارٹی کی زندگی "، نمبر ۲۴ (دسمبر ۱۹۶۱ء)، ص ۱۲ - (روسی زبان میں)

۱۷۔ "کمیونسٹ (یریوان)' ۷؍ جنوری ۱۹۶۲ء

ساتواں باب

۱۔ "سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے قواعد"، پراودا، ۳؍ نومبر ۱۹۶۱ء، (روسی زبان میں)
۲۔ ایضاً
۳۔ ایضاً
۴۔ پراودا، ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۵۔ ایضاً، ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۶۔ ایضاً، ۳؍ نومبر ۱۹۶۱ء
۷۔ ایضاً، ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۸۔ ایضاً، ۳؍ نومبر ۱۹۶۱ء
۹۔ ایضاً
۱۰۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی بائیسویں کانگریس، مکمل رپورٹ، ۱۷۔ ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء (ماسکو، ۱۹۶۲ء)، جلد I، ص ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ (روسی زبان میں)
۱۱۔ پراودا، ۳؍ نومبر ۱۹۶۱ء
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ ایضاً
۱۴۔ ایضاً، ۱؍ نومبر ۱۹۶۱
۱۵۔ ایضاً، ۲۴؍ نومبر ۱۹۶۲
۱۶۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی اکیسویں کانگریس، جلد II، ص ۴۸ (روسی زبان میں)
۱۷۔ پراودا، ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً، ۳؍نومبر ۱۹۶۱ء

۲۰۔ جان آرمسٹرونگ۔ دی سوویت بیوریکریٹک ایلیٹ، نیویارک، ۱۹۵۹ء، ص ۵۲

۲۱۔ "پارٹی کی زندگی"، نمبر ۲۱ (نومبر ۱۹۶۲ء)، ص ۴۴ (روسی زبان میں)

۲۲۔ پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ، ماسکو ۱۹۵۷ء، ص ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ (روسی زبان میں)

۲۳۔ پراودا، ۳؍نومبر ۱۹۶۱ء

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ اعلانیہ قانون کے لیے دیکھیے: "پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ" (۱۹۵۹ء) ص ۵۷۵۔ ۵۸۰ (روسی زبان میں)

۲۶۔ "پارٹی کی زندگی" نمبر ۱۱، ص ۹۔ ۱۲ (روسی زبان میں)

۲۷۔ پراودا، ۳؍نومبر ۱۹۶۱ء

۲۸۔ اسٹالن۔ ماسٹرنگ بالشوزم، ص ۴۴۔ ۴۶

۲۹۔ پراودا، ۶؍اکتوبر ۱۹۵۲ء

۳۰۔ "کمیونسٹ تاجکستان"، ۱۴؍اپریل ۱۹۶۱ء

۳۱۔ معتبر روئداد کے لیے، دیکھیے آرمسٹرونگ، ص ۱۴۶۔ ۱۵۰

۳۲۔ "فاتح سوشلزم" (سترھویں پارٹی کانگریس کی اہم رپورٹوں اور تقریروں کا ایک مجموعہ)، نیویارک، ص ۱۷۹

۳۳۔ پراودا، ۱۵؍فروری ۱۹۵۶ء

۳۴۔ ایضاً، ۳۰؍جون ۱۹۶۲ء

۳۵۔ ایضاً، ۷؍جنوری ۱۹۶۱ء

۳۶ ایضاً، ۱۵؍فروری ۱۹۵۶ء

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ "سوویت کرگیزیا" ۲۵؍مئی ۱۹۶۱ء (روسی زبان میں)

۳۹۔ اسٹالن۔ ماسٹرنگ بالشوزم، ص ۲۷۔ ۲۸

۴۰۔ اعلانیہ قانون کے متن کے لیے دیکھیے، 'پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ' (۱۹۵۷ء) ص ۴۱۰۔ ۴۱۵ (روسی زبان میں)

۴۱۔ ایضاً، ص ۴۱۰

۴۲۔ پراودا، ۱۳ر ستمبر ۱۹۶۱ء

۴۳۔ پارٹی کے کارکنوں کے لیے کتابچہ (۱۹۵۷ء)، ص ۴۱۰ (روسی زبان میں)

۴۴۔ پراودا، ۲۸ر جنوری ۱۹۵۹ء

آٹھواں باب

۱۔ ایم۔ مالنکوو، "آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی انیسویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ"، پراودا، ۶ر اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۷، (روسی زبان میں)

۲۔ کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد I، ص ۲۹۹ (روسی زبان میں)

۳۔ ایضاً، ص ۳۷۰۔ ۳۷۱

۴۔ لینن۔ مجموعات، جلد XXVII، ص ۱۲ (روسی زبان میں)

۵۔ دیکھیے، وی۔ وی کا مضمون "پارٹی کی معماری" نمبر ۲۱ (نومبر ۱۹۳۲ء) ص ۴۶، ۴۸ (روسی زبان میں)

۶۔ ایضاً، ص ۴۸

۷۔ خاتیورچ "گاؤں میں پارٹی سیل کے کام اور حالت پر"، 'بالشویک'، نمبر ۳۔ ۴ (۱۹۔ ۲۰ر فروری ۱۹۲۵ء)، ص ۷۴۔ ۸۶ (روسی زبان میں)

۸۔ دیکھیے، یاپیکن، "بیلوروسی گاؤں میں کمیونسٹ کسان"، ایضاً، نمبر ۱۷ (۱۵ر ستمبر ۱۹۲۹ء، ص ۷، فٹ نوٹ

۹۔ وی۔ ولاسو، کا مضمون، دیکھیے: "پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۶ (اگست ۱۹۳۲ء)، ص ۷ (روسی زبان میں)

۱۰۔ اعداد و شمار نمبر ۹، دیکھیے، ُبجنوو، "وی۔ کے۔ پی۔ (بی)" بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا، جلد XI، ص ۵۳۴ (روسی زبان میں)

۱۱۔ ولاسو، " پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۶ (اگست ۱۹۳۲ء)، ص ۵ (روسی زبان میں)

۱۲۔ دیکھیے، ایضاً، نمبر ۱۳ (جولائی ۱۹۳۹ء) ص ۶۹

۱۳۔ " آل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی سولھویں کانگریس، اعدادوشمار"، " پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۳-۱۴ (جولائی ۱۹۳۰ء) ص ۳۰؛ پارٹی کی پندرھویں کانگریس ص ۱۱۰۷ (روسی زبان میں)

۱۴۔ ولاسو، ایضاً، نمبر ۱۶ (اگست ۱۹۳۲ء) ص ۵

۱۵۔ دیکھیے، وی۔ ولاسو کا مضمون "پارٹی کی معماری" نمبر ۱۹-۲۰ (اکتوبر ۱۹۳۰ء)؛ ص ۲۱

۱۶۔ ایضاً، نمبر ۱۶ (اگست ۱۹۳۲ء)، ص ۹

۱۷۔ بڑی سوویت انسائیکلو پیڈیا (۱۹۳۰ء کا ایڈیشن)، جلد XI، ص ۵۴۱، (روسی زبان میں)

۱۸۔ اے۔ سیربرینیکو کا مضمون، دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۶ (۸) (مارچ ۱۹۳۰ء) ص ۳۲-۳۵ (روسی زبان میں)

۱۹۔ ایم۔ ریوتین، "آل یونین کمیونسٹ پارٹی کا ہراول دستہ"، "بالشویک" نمبر ۱۵ (۱۵ اگست ۱۹۲۸ء) ص ۲۷ (روسی زبان میں)

۲۰۔ اعدادوشمار نمبر ۱۸، دیکھیے، بڑی سوویت انسائیکلو پیڈیا، جلد XI، ص ۵۴۲

۲۱۔ کمیونسٹ پارٹی کی سترھویں کانگریس، ص ۶۷۵

۲۲۔ کمیونسٹ پارٹی کی قراردادوں میں، جلد II، ص ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۴۱ (روسی زبان میں)

۲۳۔ ایضاً ۶۷۱-۶۷۷

۲۴۔ اسٹالن۔ "نئے حالات ـــ اقتصادی تعمیر کے نئے کام" پرابلمس آف لینن ازم، ص ۳۷۸-۳۸۰

۲۵۔ ایضاً، ص ۵۶۶-۵۶۷

۲۶۔ ایضاً، ص ۶۶۳، ۶۶۵

۲۷۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۱۸۱، ۱۸۳

۲۸۔ آئی۔ کیر پوشکین، "ہدایتی اسباق" پراودا، ۲۲ اپریل ۱۹۴۲ء، ص ۳

۲۹۔ فاتح سوشلزم، ص ۲۱۷۔ ۲۱۸

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۱۳

۳۱۔ ایف۔ چیویریو کا مضمون، دیکھیے: "پارٹی کے معمار" نمبر ۱۴ (جولائی ۱۹۳۳ء)، ص ۳۰ (روسی زبان میں)

۳۲۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۲۴۴

۳۳۔ فاتح سوشلزم، ص ۲۰۵

۳۴۔ وی۔ ایگیروکا مضمون، دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۱۳ (یکم جولائی ۱۹۳۷ء) ص ۴۰ (روسی زبان میں)

۳۵۔ دیکھیے، "بالشویک" نمبر ا (جنوری ۱۹۵۱ء)، ص ۱۱ (روسی زبان میں)

۳۶۔ دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۱۰ (۵ مئی ۱۹۳۸ء) اور نمبر ۱۱ (یکم جون ۱۹۳۷ء) ص ۳۵ اور ۱۳ (روسی زبان میں)

۳۷۔ کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، ص ۱۴۹

۳۸۔ یاپیٹرس، ص ۲۳

۳۹۔ سولومن، ایم۔ شوارز۔ دی جیوز اِن دی سوویت یونین، ص ۳۰۲

۴۰۔ ژدانوف کی رپورٹ سترھویں کانگریس"، کمیونسٹ پارٹی کی سترھویں کانگریس، ص ۲۸۷ (روسی زبان میں)

۴۱۔ "پارٹی کی معماری" نمبر ۱۰ (مئی ۱۹۳۵ء) ص ۲۶

۴۲۔ کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، ص ۱۳۹ (روسی زبان میں)

۴۳۔ دیکھیے، مالنکوو کی رپورٹ، ایضاً، ص ۱۴۸

۴۴۔ ایضاً،

۴۵۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۲۳۸۔ ۲۳۹

۴۶۔ ایضاً، ص ۲۳۹

۴۷۔ "پارٹی کی زندگی" نمبر ۲۰ (اکتوبر ۱۹۴۷ء)، ص ۸۲ (روسی زبان میں)

۴۸۔ دیکھیے، "بالشویک" نمبر ۲۰ (۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء) ص ۲۷ (روسی زبان میں)
۴۹۔ پراودا، ۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۶
۵۰۔ دیکھیے، "باکو کا مزدور" ۲۶ مئی ۱۹۵۱ء ص ۱-۲ (روسی زبان میں)
۵۱۔ دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۴ (فروری ۱۹۴۶ء) ص ۲۸ (روسی زبان میں)
۵۲۔ دیکھیے، "بالشویک" نمبر ۲۲ (دسمبر ۱۹۵۱ء) ص ۵۰ (روسی زبان میں)
۵۳۔ "قزاقستان کی کمیونسٹ پارٹی کی پانچویں کانگریس میں قزاق پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ"، انگریزی ترجمے کے لیے دیکھیے، کرنٹ ڈائجسٹ آف سوویت پریس (سی۔ڈی۔ ایس۔ پی) جلد IV، نمبر ۱۵ (۲۴ مئی ۱۹۵۲ء) ص ۱۳
۵۴۔ دیکھیے، "بالشویک" نمبر ۶ (مارچ ۱۹۴۷ء) ص ۶ (روسی زبان میں)
۵۵۔ باگیرو، سی۔ڈی۔ ایس۔ پی، جلد III، (۲۸ جولائی ۱۹۵۱ء) ص ۹
۵۶۔ "پارٹی کی زندگی" نمبر ۵ (مارچ ۱۹۴۸ء)، ص ۱۱ (روسی زبان میں)
۵۷۔ دیکھیے، "انیسویں پارٹی کانگریس میں مالنکوو کی تقریر" پراودا، ۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۵ (روسی زبان میں)
۵۸۔ "بالشویک" نمبر ۱ (جنوری ۱۹۵۱ء) ص ۱۱ (روسی زبان میں)
۵۹۔ شیمبرگ، ص ۲۸
۶۰۔ "بالشویک" نمبر ۱ (جنوری ۱۹۵۱ء) ص ۱ (روسی زبان میں)
۶۱۔ دیکھیے، "انیسویں پارٹی کانگریس میں ضوابطی کمیشن رپورٹ"، پراودا، ۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۶ (روسی زبان میں)
۶۲۔ دیکھیے، "بالشویک" ص ۱۷ (روسی زبان میں)
۶۳۔ شیمبرگ، ص ۲۸
۶۴۔ کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، ص ۱۴۹، "ضوابطی کمیشن کی رپورٹ" پراودا، ۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۶ (روسی زبان میں)
۶۵۔ دیکھیے، "بالشویک" نمبر ۱ (جنوری ۱۹۴۷ء) ص ۱۲ (روسی زبان میں)
۶۶۔ ایضاً

۶۷۔ اٹھارھویں کانگریس، ص ۱۴۸ (روسی زبان میں)
۶۸۔ "ضوابطی کمیشن کی رپورٹ" پراودا، ۹ر اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۶
۶۹۔ دیکھیے، "بالشویک"، نمبر ۱ (جنوری ۱۹۴۷ء) ص ۱۴، (روسی زبان میں)
۷۰۔ دیکھیے، "اکیسویں پارٹی کانگریس میں کریچنکو کی تقریر" پراودا، یکم فروری ۱۹۵۹ء (روسی زبان میں)
۷۱۔ "اعداد و شمار (ٹیبل) میں کیمونسٹ پارٹی"، "پارٹی کی زندگی"، نمبر ۱ (جنوری ۱۹۶۲ء)
۷۲۔ ایضاً
۷۳۔ سوویت بیلورشیا، ۱۲ر فروری ۱۹۵۴ء (روسی زبان میں)
۷۴۔ پراودا، ۲۱ر مارچ ۱۹۵۴ء
۷۵۔ ایضاً، ۱۷ر فروری ۱۹۵۶ء
۷۶۔ "پارٹی کی زندگی" نمبر ۲۳ (دسمبر ۱۹۵۸ء) ص ۱۸ (روسی زبان میں)
۷۷۔ ایضاً، نمبر ۱۲ (جون ۱۹۵۸ء)، ص ۵۷۔ ۵۹
۷۸۔ پراودا، ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۷۹۔ "پارٹی کی زندگی" نمبر ۱، ۱۹۶۲ء، ص ۴۷ (روسی زبان میں)
۸۰۔ ایضاً
۸۱۔ ایضاً، ص ۵۱۔ ۵۲
۸۲۔ ایضاً
۸۳۔ ایضاً، ص ۴۸
۸۴۔ "ایضاً"، نمبر ۲۰ (اکتوبر ۱۹۵۷ء) ص ۸۹، پراودا، ۳۰ر جنوری ۱۹۵۹ء اور ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۱ء
۸۵۔ پارٹی کے ممبری کے اعداد و شمار سے یہ حسابات کیے گئے ہیں۔
۸۶۔ دیکھیے، لینارڈ شیپیرو۔ دی کیمونسٹ پارٹی آف دی سوویت یونین، نیویارک، ۱۹۶۰ء، ص ۵۲۶
۸۷۔ "پارٹی کی زندگی"، نمبر ۱۲، (جون ۱۹۵۸ء)، ص ۵۷۔ ۵۹۔ (روسی زبان میں)

۷۸۔ ایضاً، نمبر ۱، ۱۹۶۲ء، ص ۵۰
۷۹۔ پراودا، ۲۲ اکتو ۱۹۶۱ء
۹۰۔ "پارٹی کی زندگی"؛ نمبر ۱، ۱۹۶۲ء، ص ۴۸ (روسی زبان میں)
۹۱۔ ایضاً

نواں باب

۱۔ ایس۔ پی۔ پاولوو، کوم سوموں کے پہلے سکریٹری، نے کوم سوموں کی چودھویں کانگریس کی رپورٹ میں یہ اعداد و شمار مہیا کیے ہیں۔ دیکھیے، پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء
۲۔ دیکھیے کلاؤس مہنرٹ۔ یوتھ ان سوویت رشیا، لندن، ۱۹۳۳ء، ص ۴۹
۳۔ بڑا سوویت انسائیکلوپیڈیا، (۱۹۳۰ء کا ایڈیشن)، جلد XI، ص ۶۳۵، ۶۳۸ (روسی زبان میں)
۴۔ اس قرارداد کے لیے دیکھیے، آل یونین کیمونسٹ پارٹی (بی) نوجوانوں اور کوم سوموں کے بارے میں، ماسکو ۱۹۳۸ء، ص ۷۶ (روسی زبان میں)
۵۔ مہنرٹ، ص ۵۳
۶۔ بڑا سوویت انسائیکلوپیڈیا، جلد XI، ص ۶۳۸ (روسی زبان میں)
۷۔ ایضاً، ص ۶۴۰
۸۔ ایضاً، ص ۶۴۵۔ ۶۴۹
۹۔ مہنرٹ، ص ۶۰۔ ۶۱
۱۰۔ بڑا سوویت انسائیکلوپیڈیا، جلد XI، ص ۶۴۹ (روسی زبان میں)
۱۱۔ ایضاً، ص ۶۴۹، ۶۵۰
۱۲۔ ایضاً، ص ۶۴۹
۱۳۔ ایضاً، ص ۶۵۳۔ ۶۵۴
۱۴۔ دیکھیے، مہنرٹ
۱۵۔ ایضاً، ص ۹۱

۱۶۔ جولین ٹوسٹر۔ پولیٹیکل پاور ان دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر، نیویارک، ۱۹۴۸، ص ۱۴۰

۱۷۔ اے۔ اے۔ آنڈریو، "نوجوانوں کی کمیونسٹ تعلیم اور کوم سومول کے کام" "پارٹی کی معماری"، نمبر ۹ (مئی ۱۹۳۶ء)، ص ۱۰ (روسی زبان میں)

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ اے۔ وی۔ کوساریو، "کوم سومول کام کی دوبارہ تنظیم"، "پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۴ (جولائی ۱۹۳۵ء)، ص ۸ (روسی زبان میں)

۲۰۔ ٹوسٹر، ص ۱۴۰

۲۱۔ دیکھیے، "پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۸ (ستمبر ۱۹۳۷ء)، ص ۸ (روسی زبان میں)

۲۲۔ دیکھیے، پی۔ ورشکوو کا مضمون "پارٹی کی معماری"، ص ۲۸ (روسی زبان میں)

۲۳۔ سوویت یونین کی حکومت کے اعلانیہ قوانین اور آرڈیننسوں کا مجموعہ، ۱۹۴۰ء، نمبر ۲۷، حصہ ۶۳۷؛ ۱۹۴۰ء، نمبر ۲۹، حصہ ۶۹۸۔ (روسی زبان میں)

۲۴۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت (یعنی پارلیمنٹ) کا سرکاری گزٹ، نمبر ۳۷، ۱۹۴۰ء۔ (روسی زبان میں)

۲۵۔ ٹوسٹر، ص ۱۴۰

۲۶۔ دیکھیے: اے۔ این۔ شیلیپن کی رپورٹ، "نوجوان بالشویک"، نمبر ۸، (اپریل ۱۹۴۹ء)، ص ۴۷ (روسی زبان میں)

۲۷۔ این۔ اے۔ میکھائیلوو کا مضمون، "نوجوان بالشویک"، نمبر ۱۵

۲۸۔ ایضاً، نمبر ۳ (فروری ۱۹۵۱ء)، ص ۵۔ (اگست ۱۹۵۲ء)، ص ۴، (روسی زبان میں)

۲۹۔ کوم سومولسکایا پراودا، ۲۰ مارچ ۱۹۵۴ء

۳۰۔ پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۳۱۔ کوم سومولسکایا پراودا، ۲۳ فروری ۱۹۵۷ء

۳۲۔ ای۔ این۔ میدینسکی، سوویت یونین میں عوامی تعلیم، ماسکو، ۱۹۴۷ء، ص ۳۲ (روسی زبان میں)

۳۳۔ پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۳۴۔ پائنیر کے قواعد کے لیے دیکھیے: "پارٹی کے کارکنوں کا کتابچہ" ماسکو ۱۹۵۶ء
ص ۴۸۷ - ۴۹۵ (روسی زبان میں)

۳۵ پراودا، ۳۰ نومبر ۱۹۵۷ء، اور مئی ۱۹۵۸ء
۳۶۔ کوم سومول کے قواعد کے متن کے لیے دیکھیے: "کمسومولسکایا پراودا"، ۲۱ اپریل ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ "پارٹی کے کارکنوں کا کتابچہ" (۱۹۵۹ء)، ص ۴۸۷ (روسی زبان میں)

۴۰ کوم سولسکایا پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۴۱۔ پراودا، ۲۱ اپریل ۱۹۶۲ء

۴۲۔ تیرھویں کانگریس کی رپورٹ کے لیے دیکھیے کوم سومولسکایا پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۵۸ء؛ ۱۴ویں کانگریس کے لیے دیکھیے: ایضاً ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء

۴۳۔ اس درس کے متعلق اعلانیہ قانون کے لیے دیکھیے: "پارٹی کے کارکنوں کا کتابچہ" (۱۹۶۱ء)، ص ۵۳۵ - ۵۳۷ (روسی زبان میں)

۴۴۔ پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۴۵۔ کوم سومولسکایا پراودا، ۱۶ اپریل ۱۹۵۸ء

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ پراودا، ۱۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۴۸۔ سوویت یونین میں نوجوان کیمونسٹ (مترجم ورجینیا رائن) واشنگٹن، ۱۹۵۰ء
ص ۱۹

۴۹۔ جی۔ جی۔ کوپوو کا مضمون، دیکھیے: سوویت اسکول میں کیمونسٹ تعلیم، مجموعۂ مضامین، جلد II، ص ۲۸۹ (روسی زبان میں)

۵۰۔ سوویت یونین میں نوجوان کیمونسٹ، ص ۷، (روسی زبان میں اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں)

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۶

۵۲۔ ایضاً، ص ۷۷

۵۳۔ ایضاً، ص ۷۸

۵۴۔ کوم سومولسکایا پراودا، ۱۶ ر اپریل ۱۹۵۸ء

۵۵ ایضاً

۵۶۔ پراودا، ۱۷ ر اپریل ۱۹۶۲ء

۵۷۔ کوم سومول کی سنٹرل کمیٹی کی پلینم کی میٹنگ، منعقدہ ۲۷ ر فروری ۱۹۵۷ء کے قرارداد کے متن کے لیے دیکھیے: "پارٹی کے کارکنوں کا کتابچہ" (۱۹۵۷ء)، ص ۵۸۴ (روسی زبان میں)

۵۸۔ "اکتوبر"، (ماسکو)، نمبر ۱۰، ۱۹۵۶ء

۵۹۔ پراودا، ۲۱ ر اپریل ۱۹۶۲ء

دسواں باب

۱۔ آر۔ ایس۔ ڈی۔ آر۔ پی۔ کی سنٹرل کمیٹی کی روئدادیں (اگست ۱۹۱۷ء، ۔ فروری ۱۹۱۸ء)، ص ۱۰۰۔ ۱۰۱ (روسی زبان میں)

۲۔ اس واقعہ کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: لینن، مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۴۷۔ ۲۵۱ (روسی زبان میں)

۳۔ ایضاً، ص ۲۵۷

۴۔ کیمونسٹ پارٹی کی پندرھویں کانگریس، ص ۱۰۸ (روسی زبان میں)

۵۔ کیمونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد II، ص ۱۰۰۔ ۱۰۲ (روسی زبان میں)

۶۔ لینن، "کم ہی ٹھیک، لیکن بہتر"، مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۴۷۔ (روسی زبان میں)

۷۔ کیمونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد II، ص ۲۷۵۔ ۲۷۶ (روسی زبان میں)

۸۔ دیکھیے: رُتھ فِشر، اسٹالن اینڈ جرمن کیمونزم، کیمبرج، میس، ۱۹۴۸ء، ص ۴۳۶

۹۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین اینڈ انٹرنیشنل کیمونزم، نیویارک، ۱۹۵۶، ص ۲۵

۱۰۔ پراودا، ۱۹ر فروری ۱۹۳۷ء

۱۱۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین، ص ۵۹

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۴۔۳۵

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۷

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۱۔۳۴

۱۶۔ دیکھیے، والٹر دورانتی۔ اسٹالن اینڈ کمپنی، نیویارک، ۱۹۴۹ء، ص ۲۱۔۲۰۲

۱۷۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین، ص ۵۸۔۶۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۸۲، ۸۴

۱۹۔ ایضاً، ص ۸۲

۲۰۔ پراودا، ۱۶ر اگست ۱۹۵۲ء

۲۱۔ اینٹی اسٹالن کیمپین، ص ۸۴۔۸۵

۲۲۔ "ریل ٹرانسپورٹ مزدوروں کی آل یونین کانفرنس میں خروشچیو کی تقریر" دیکھیے پراودا، ۱۱ر مئی ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)

۲۳۔ سوویت یونین کے مسائل اور اصلی حالت، روم، ۱۹۵۸، ص ۷۵ (اطالین زبان میں)

۲۴۔ پراودا، ۱۴ر جنوری ۱۹۶۱ء

۲۵۔ "کرنل رازن کے خط کا کامریڈ اسٹالن کا جواب" دیکھیے، "بالشویک"، نمبر ۳ (فروری ۱۹۴۷ء) ص ۶۔۸ (روسی زبان میں)

۲۶۔ پراودا، ۷ر نومبر ۱۹۵۷ء

۲۷۔ "بالشویک"، نومبر ۴، ۱۹۳۸ء۔

۲۸۔ لینن۔ "رپورٹ آف دی سنٹرل کمیٹی" مجموعہ جلد ۱۴، ص ۱۲۲

۲۹۔ پراودا، ۱۵ر فروری ۱۹۵۶ء

۳۰۔ ایضاً، ۲۹ر نومبر ۱۹۵۷ء

۳۱۔ ایضاً،

۳۲۔ ایضاً، ۲۵ر جنوری ۱۹۶۱ء

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ایضاً، ۲۹ر نومبر ۱۹۵۷ء

۳۵۔ ایضاً، ۶ نومبر ۱۹۵۷ء
۳۶۔ ایضاً

گیارھواں باب

۱۔ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں (کمیٹیوں) کی دوسری آل رشین کانگریس، ص ۷۹، (روسی زبان میں)
۲۔ اولیور۔ ایچ۔ رادکی۔ دی الیکشن ٹو دی رشین کانسٹیچوئنٹ اسمبلی آف ۱۹۱۷ء، کیمبرج، میس، ۱۹۵۰ء، ص ۸۰
۳۔ جیمس بن یان اور ایچ۔ ایچ۔ فیشر۔ دی بالشویک ریولیوشن، ۱۹۱۷۔ ۱۹۱۸ء، اسٹینفورڈ، ۱۹۳۴ء، ص ۳۷۵
۴۔ ایضاً، ص ۳۲۸
۵۔ ایضاً، ص ۳۸۵
۶۔ مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں (کمیٹیوں) کی تیسری آل رشین کانگریس، ص ۵ (روسی زبان میں)
۷۔ ایضاً، ص ۸۵
۸۔ ایضاً، ص ۹۳، ۹۴
۹۔ ۱۹۱۸ء کے دستور کی تیاری کی سب سے اچھی تاریخ کے لیے دیکھیے، جی۔ ایس۔ گورویچ۔ سوویت دستور کی تاریخ۔ ماسکو، ۱۹۲۳ء (روسی زبان میں)
۱۰۔ دیکھیے، جیمس بن یان۔ انٹروِن شن، سول وار۔ اینڈ کمیونزم اِن رشیا، اپریل۔ دسمبر ۱۹۱۸ء، بالٹی مور، ۱۹۳۶ء ص ۵۰۲
۱۱۔ ایضاً، ص ۵۰۲، ۵۰۴
۱۲۔ اسٹالن "یوکرے نین رادا (پارلیمنٹ) کے بارے میں"، مجموعات، جلد IV، ص ۱۵ (روسی زبان میں)
۱۳۔ دیکھیے، پراودا، نمبر ۱۹۸ (۲۴ نومبر/ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء) ص ۳
۱۴۔ یو۔ وی۔ کلیوچنیکو اور دوسرے۔ حالیہ دور کی بین الاقوامی سیاست سمجھوتوں، مراسلات

اور اعلانات میں، ۱۹۲۵ء - ۱۹۲۹ء، جلد III (ایک)، ص ۲۲ (روسی زبان میں)

۱۵۔ دیکھیے: ڈبلو. آر. باتسل۔ سوویت رُول اِن رشیا، نیویارک ۱۹۲۹ء، ص ۲۱۷

۱۶۔ اسٹالن۔ "رپورٹ" مجموعات، جلد V، ص ۲۳۱ (روسی زبان میں)

۱۷۔ دیکھیے: باتسل، ص ۲۳۲ - ۲۳۵

۱۸۔ اسٹالن۔ "تقریر" مجموعات، جلد IV، ص ۸۷

۱۹۔ لینن۔ "قومی سوال پر تنقیدی ریمارکیں" مجموعات، جلد XVII، ص ۱۴۶ (روسی زبان میں)

۲۰۔ دیکھیے، باتسل، ص ۱۱۷

۲۱۔ لینن۔ "پارٹی پروگرام کے رپورٹ پر اختتامیہ ریمارکیں" مجموعات، جلد XIV، ص ۱۵۵ (روسی زبان میں)

۲۲۔ کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد I، ص ۴۵۶ - ۴۵۷

۲۳۔ اسٹالن۔ "رشیا میں قومی سوال پر سوویت ریاست کی پالیسی"، پراودا، ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء، مجموعات، جلد IV، ص ۳۵۸ (روسی زبان میں)

۲۴۔ اسٹالن۔ مجموعات، جلد VII، ص ۱۳۸ (روسی زبان میں)

۲۵۔ اسٹالن۔ "مارکسزم اور قومی سوال"، مجموعات، جلد II، ص ۳۴۳، (روسی زبان میں)

۲۶۔ ایضاً، جلد III، ص ۵۵

۲۷۔ کمیونسٹ پارٹی کی چودھویں کانگریس، ص ۸۸۱ - ۸۸۲ (روسی زبان میں)

۲۸۔ سمجھوتے کے متن کے لیے دیکھیے، باتسل، ص ۲۴۶ - ۲۴۷

۲۹۔ کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد I، ص ۵۶۴ (روسی زبان میں)

۳۰۔ دیکھیے: ای. ایچ. کار۔ دی بالشویک ریولیوشن، ۱۹۱۷ - ۱۹۲۳ء، جلد I، ص ۳۸۹

۳۱۔ دیکھیے: باتسل، ص ۲۷۶

۳۲۔ کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد I، ص ۵۹۳ (روسی زبان میں)

۳۳۔ اسٹالن۔ "رپورٹ"، مجموعات، جلد V، ص ۲۲۴ - ۲۲۵ (روسی زبان میں)

۳۴۔ اسٹالن ۔ مجموعات، جلد V ، ص ۳۳۵ ۔ ۳۳۶ (روسی زبان میں)
۳۵۔ اسٹالن ۔ " قومی سوال پر سوویت ریاست کی پالیسی"، مجموعات ، جلد IV ص ۳۵۳ ۔ ۳۵۴ (روسی زبان میں)
۳۶۔ اسٹالن ۔ مجموعات، جلد VIII ، ص ۱۴۹ ۔ ۱۵۴ (روسی زبان میں)
۳۷۔ ایضاً، ص ۱۵۲
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ آنڈری ۔ وائی ۔ ویشنسکی ۔ دی لار آف دی سوویت اسٹیٹ، نیویارک ، ۱۹۴۸ء، ص ۱۲۲
۴۰۔ اسٹالن " نئے دستور کے بارے میں " ، پرابلمس آف لینن ازم، ص ۵۷۱،
۴۱۔ ایضاً ، ص ۵۷۸ ۔ ۵۷۹
۴۲۔ ایضاً ، ص ۱۸۹
۴۳۔ سوویت سوشلسٹ جمہوریتوں کی یونین کا دستور (بنیادی قانون) ، ماسکو ۱۹۴۷ء ، (روسی زبان میں)
۴۴۔ دیکھیے: " این ۔ پولیانسکی کا مضمون " سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ جلد IV ، نمبر ۶ (۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء)، ص ۱۰ (انگریزی ترجمہ)
۴۵۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین اینڈ انٹرنیشنل کیمونزم ، نیویارک، ۱۹۶۰ء، ص ۳۹
۴۶۔ ویشنسکی ، ص ۶۱۰
۴۷۔ سوویت یونین کی سپریم سوویت کی میٹنگیں، تیسرا سیشن ، ۲۰ ۔ ۲۵ فروری ۱۹۴۴ء مکمل رپورٹ ، ماسکو ۱۹۴۴ء ، ص ۳۱۱ (روسی زبان میں)
۴۸۔ ایضاً، پہلا سیشن ، ۱۲ ۔ ۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء ، ماسکو، ۱۹۴۶ء، ص ۳۴۵ ۔ ۳۴۶ (روسی زبان میں)
۴۹۔ پراودا ، ۲۸ جنوری ۱۹۵۹ء
۵۰۔ ایضاً ، ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۵۱ ۔ ایضاً ، ۲۶ اپریل ۱۹۶۲ء
۵۲ ایضاً

۵۳۔ ایضاً، ۱۹ر جون، ۱۹۶۲ء

۵۴۔ ویشنسکی، ص ۴۲۲

۵۵۔ "کلچر اور زندگی"، ۱۱ر جنوری ۱۹۵۰ء، ص ۱ (روسی زبان میں)

۵۶۔ پراودا، ۲۱ر مارچ ۱۹۶۲ء

۵۷۔ دیکھیے: "پی۔ کے۔ اگناتو کا مضمون"، "اکتوبر"، نمبر ۱ (جنوری ۱۹۵۰ء)، ص ۱۳۸۔۱۵۴ (روسی زبان میں)

۵۸۔ اسٹالن: "آن دی پرابلمس آف لینن ازم"، پرابلمس آف لینن ازم، ص ۱۴۹

۵۹ اسٹالن: "فاؤنڈیشنس آف لینن ازم"، ایضاً، ص ۳۶

۶۰۔ دیکھیے: ہاورڈ۔ آر۔ سویرر، "دی فنکشنس آف لوکل الیکشنس"، "مدویسٹ جرنل آف پولٹیکل سائنس" جلد V، نمبر ۲ (مئی ۱۹۶۱ء)، ص ۱۳۹

بارھواں باب

۱۔ اسٹالن۔ "لینن ازم کے مسائل پر"، پرابلمس آف لینن ازم، ص ۱۳۵

۲۔ دیکھیے، آئی۔ آئی۔ او تخنو اور وی۔ اے۔ ولاسو۔ سوویت یونین کا انتظامی قانون، ماسکو ۱۹۴۶ء، حصہ اوّل، ص ۳۔ ۱۴۳ (روسی زبان میں)

۳۔ لینن۔ "روسی انقلاب کے پانچ سال اور عالمی انقلاب کی امیدیں" مجموعات، جلد XXVII، ص ۳۴۵ (روسی زبان میں)

۴۔ اس تقریر کے متن کے لیے دیکھیے "پارٹی کی معماری" نمبر ۴۔ ۵ (فروری۔ مارچ ۱۹۴۱، ص ۹۔ ۴۳ (روسی زبان میں)

۵۔ قوانین کا مجموعہ (ماسکو، ۱۹۴۵ء) جلد II، ۱۹۴۳۔ ۱۹۴۴ء، ص ۴۱ – (روسی زبان میں)

۶۔ ان کے کاموں کی ضروری تفصیلات کے لیے دیکھیے، آئی۔ پی۔ ترینن اور آئی۔ ڈی۔ لیون (ایڈیٹر)۔ سوویت ریاستی قانون، ماسکو ۱۹۴۸ء، ص ۴۳۵۔۴۳۶ (روسی زبان میں)

۷۔ سوویت پارلیمنٹ کا خبرنامہ، نمبر ۱۰ (۲۱۹)، ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء
۸۔ اعداد و شمار کے لیے دیکھیے، ترینن اور ریبون، ص ۳۹۱، ۳۹۲ (روسی زبان میں) (اگرچہ اعداد و شمار حالیہ کر دیے گئے ہیں)
۹۔ پراودا، ۲۷ اپریل ۱۹۵۴ء
۱۰۔ ایضاً، ۱۶ فروری ۱۹۵۷ء
۱۱۔ ایضاً، ۱۱ مئی ۱۹۵۷ء
۱۲۔ ایضاً، ۸ مئی ۱۹۵۷ء
۱۳۔ ایضاً، ۵ اپریل ۱۹۵۸ء
۱۴۔ سوویت پارلیمنٹ کا خبرنامہ، نمبر ۲۰۲، ۱۹۵۸ء
۱۵۔ وی۔ اے۔ ولاسوو، سوویت ریاستی حکومت کی بنیادیں، ماسکو ۱۹۶۰ء، ص ۴۵، (روسی زبان میں)
۱۶۔ ضروری تفصیلات کے لیے دیکھیے، آئی۔ این۔ آنانو، سوویت یونین کی وزارتیں، ماسکو ۱۹۶۰ء (روسی زبان میں)
۱۷۔ پراودا، ۲۴ مارچ ۱۹۶۲ء
۱۸۔ خروشچیو کی تقریر کے متن کے لیے دیکھیے، پراودا، ۳ جون ۱۹۶۲ء
۱۹۔ اعلانیہ قانون کے متن کے لیے دیکھیے، پارٹی کے کارکنوں کا کتابچہ، ماسکو ۱۹۶۱ء، ص ۲۶۲-۲۶۶ (روسی زبان میں)
۲۰۔ پراودا، ۸ اکتوبر ۱۹۶۱ء
۲۱۔ ازویستیا، ۱۷ مئی ۱۹۶۲ء
۲۲۔ اے۔ کرسکی، دی پلاننگ آف دی نیشنل اکانومی آف دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر، ماسکو ۱۹۴۹ء، ص ۱۸۲۔ ۱۸۳
۲۳۔ پراودا، ۲ جولائی ۱۹۵۹
۲۴۔ یو۔ آئی۔ کولڈوماسو، سوویت یونین کی قومی معیشت میں خام مال، ٹکنیکل کی فراہمی، (ایم۔ ٹی۔ ایس) کی منصوبہ بندی، ماسکو ۱۹۶۱ء، ص ۲۵۔ (روسی زبان میں)
۲۵۔ اکنامیچسکایا گزٹ، ۵ فروری ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)

۲۶۔ بجٹ کی اس بحث کے لیے دیکھیے اے۔ ایم۔ الکزانڈروا (ایڈیٹر) سوویت یونین کا ریاستی بجٹ (ماسکو ۱۹۶۱ء) (روسی زبان میں)

۲۷۔ پراودا، ۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء

۲۸۔ دیکھیے: وزیر مالیات کی رپورٹ

۲۹۔ ایضاً، ۲۴ر نومبر ۱۹۶۲ء

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ازویستیا، ۷ر مئی ۱۹۶۱ء

۳۳۔ پراودا، ۲۵ر مئی ۱۹۶۱ء

۳۴۔ ایضاً، ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۱ء

۳۵۔ سوویت پارلیمنٹ کا خبرنامہ، نمبر ۸، فروری ۱۹۶۲ء

۳۶۔ اس کے کام کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: اے۔ ایم۔ الیکزانڈروا، ص ۳۹۹۔ ۴۱۷ (روسی زبان میں)

تیرھواں باب

۱۔ لینن: "دے ئی کن کے خلاف مکمل لڑائی"، مجموعات (چوتھا ایڈیشن) جلد XXIX، ص ۴۱۷ (روسی زبان میں)

۲۔ ایضاً، ص ۴۱۵۔ ۴۱۷

۳۔ اسٹالن: "غیر ملکی مزدوروں کے وفدوں سے انٹرویو" مجموعات، جلد X ص ۲۳۴ (روسی زبان میں)

۴۔ اسٹالن، ماسٹرنگ بالشوازم، ص ۲۶۔ ۲۷

۵۔ ایضاً، ص ۴۵

۶۔ پراودا، ۱۵ر فروری ۱۹۵۶ء

۷۔ ایضاً، ۲۸ر جنوری ۱۹۵۹ء

۸۔ لینن: "نوٹ"، مجموعات، جلد XXII، ص ۱۲۶ (روسی زبان میں)

۹۔ "سارے مقامی سوویتوں (کمیٹیوں) کے نام"، ازوستیا، نمبر ۳۵۲،
(۱۵/ ۲۸، دسمبر ۱۹۱۷ء)، ص ۵
۱۰۔ جیمس، ایچ۔ میسل اینڈ ایڈورڈ، ایس۔ کوزیرا (ایڈیٹر) میٹریلس فار دی اسٹڈی آف دی سوویت سسٹم، این آربر، ۱۹۵۰ء، ص ۴۴
۱۱۔ پراودا، نمبر ۳۳ (۲۵۹) (۱۰/ ۲۳، فروری ۱۹۱۸ء) ص ۱
۱۲۔ دیکھیے ڈبلو۔ ایچ۔ چیمبرلن۔ دی رشین ریوالیوشن، ۱۹۱۷ء – ۱۹۲۱ء، نیویارک، ۱۹۳۵ء، جلد II، ص ۵۶
۱۳۔ ازوستیا، ۲۹، ستمبر ۱۹۸۱ء، ص ۵
۱۴۔ "کانفرنس کی روداد" ترجمہ، دیکھیے، بنیان اور فشر، ص ۵۸۰ – ۵۸۱
۱۵۔ دیکھیے چیمبرلن، جلد II، ص ۹۷
۱۶۔ اعلانیہ قانون کے متن کے ترجمہ کے لیے دیکھیے، والٹر باٹسل، سوویت رول ان رشیا، نیویارک ۱۹۲۹ء، ص ۶۰۶ – ۶۰۹
۱۷۔ ایضاً، ص ۳۱۷ – ۳۱۸
۱۸۔ ایضاً، ص ۶۰۹ – ۶۱۰
۱۹۔ لینن، "خط" مجموعات، جلد XXVII، ص ۲۹۶ (روسی زبان میں)
۲۰۔ دیکھیے، ڈیوڈ، جے۔ ڈالن اینڈ بورس، آئی۔ نکولائیوسکی۔ فورسڈ لیبر ان سوویت رشیا، نیو ہیون، ۱۹۲۱ء، ص ۲۵۵ – ۲۷۷
۲۱۔ میکائیل فاربمن۔ آفٹر لینن، لندن ۱۹۲۴ء، ص ۱۳۴
۲۲۔ سڈنی، اینڈ بیٹرائس ویبس۔ سوویت کمیونزم: اے نیو سویلائزیشن ؟، لندن، ۱۹۳۶ء، جلد II، ص ۵۵۳
۲۳۔ سولز، دیکھیے، ایضاً، ص ۵۵۶
۲۴۔ ازوستیا، ۱۲، مارچ ۱۹۳۳ء، ص ۲
۲۵۔ ایک مثال کے لیے، دیکھیے، ویبس، جلد II، ص ۵۹۱ – ۵۹۴
۲۶۔ ازوستیا، ۱۱، جولائی ۱۹۳۴ء، ص ۱
۲۷۔ اسٹالن۔ پرابلمس آف لینن ازم، ص ۵۴۲

۲۸۔ "پرانے بالشویکوں کی سوسائٹی کے بارے میں"، "پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۱، (جون ۱۹۳۵ء)، ص ۴۷ (روسی زبان میں)

۲۹۔ کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد II، ص ۳۶۵ (روسی زبان میں)

۳۰۔ دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۱۵، اگست ۱۹۳۵ء، ص ۶۔ (روسی زبان میں)

۳۱۔ ایضاً، نمبر ۲ (۲۵/ جنوری ۱۹۳۶ء)، ص ۱۲

۳۲۔ دیکھیے، کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد II، ص ۶۳۵۔ ۶۴۱ (روسی زبان میں)

۳۳۔ دیکھیے، "ضوابطی کمیشن کی رپورٹ"، سترھویں کانگریس، ص ۳۰۳، "پارٹی کی معماری"، نمبر ۱۰ (۲۰/ مئی ۱۹۳۶ء)، ص ۳ (روسی زبان میں)

۳۴۔ دیکھیے، اسٹالن، ماسٹرنگ بالشوازم، ص ۱۰

۳۵۔ دیکھیے، ڈی۔ فدوتوف وہائٹ۔ دی گروتھ آف دی ریڈ آرمی، پرنسٹن، ۱۹۴۴ء، ص ۳۸۵۔ ۳۸۶

۳۶۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین اینڈ انٹرنیشنل کمیونزم، نیویارک، ۱۹۵۶ء، ص ۲۶

۳۷۔ الیف۔ بک، اینڈ ڈبلو۔ گوڈن۔ رشین پرج اینڈ دی ایکسٹریکشن آف کنفیشن، نیویارک ۱۹۵۱ء، ص ۱۰۶

۳۸۔ متن کے لیے دیکھیے، کمیونسٹ پارٹی قراردادوں میں، جلد II، ص ۹۷۱۔ ۹۷۷ (روسی زبان میں)

۳۹۔ دیکھیے، "پارٹی کی معماری" نمبر ۸ (۱۵/ اپریل ۱۹۳۸ء)، ص ۴۴۔ ۴۸ اور ایضاً، نمبر ۱۳ (یکم جولائی ۱۹۳۸ء)، ص ۴۲، ۴۴ (روسی زبان میں)

۴۰۔ دیکھیے، الکزنڈر وئسبرگ۔ دی اکیوزڈ، نیویارک ۱۹۵۱ء، چودھواں باب اور ص ۴۱۸۔ ۴۲۷

۴۱۔ بک، اینڈ گوڈن، ص ۳۸

۴۲۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۱۹۱

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۴۴۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین، ص ۵۷

۴۵۔ دیکھیے، جارج فشر۔ سوویت اپوزیشن ٹو اسٹالن، کیمبرج، میس، ۱۹۵۲ء

۴۶۔ دیکھیے الینر لیپر۔ الیون ایئرز اِن سوویت پریزن کیمپس، شکاگو، ۱۹۵۱ء، ص ۲۷۹۔ ۲۸۱۔ ۲۸۳

۴۷۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین، ص ۵۹

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ایضاً، ص ۶۰۔ ۶۱

۵۰۔ ایضاً، ص ۶۳۔ ۶۴

۵۱۔ ایضاً، ص ۴۸

۵۲۔ ایضاً، ص ۷۵

۵۳۔ ایضاً، ص ۶۹

۵۴۔ دیکھیے، "سوویت ریاست اور قانون"، نمبر ۱ (جنوری ۱۹۵۶ء)، ص ۳ اور "پارٹی کی زندگی"، فروری ۱۹۵۷ء، ص ۶۶۔ ۶۸ (روسی زبان میں)

۵۵۔ سوویت پارلیمنٹ کا خبرنامہ، نمبر ۹، آرٹیکل ۱۹۳ (۱۹۵۶ء)، (روسی زبان میں)

۵۶۔ ایضاً، نمبر ۸، آرٹیکل ۱۸۶، (۱۹۵۶ء)

۵۷۔ پراودا، ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء

۵۸۔ متن کے لیے دیکھیے، پراودا، ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء

۵۹۔ ہیرالڈ جے۔ برمان، "سوویت لا ریفارم۔ ڈیٹ لائن ماسکو ۱۹۵۷ء"، ییل لا جرنل، جلد LXVI، نمبر ۸ (جولائی ۱۹۵۷ء)، ص ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵

۶۰۔ پراودا، ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء

۶۱۔ "کمیونسٹ"، نمبر ۱۱ (جولائی ۱۹۶۰ء)، ص ۳۹۔ ۴۸ (روسی زبان میں)

۶۲۔ سوسلو کی تقریر، دیکھیے، پراودا، ۳۱ جنوری ۱۹۵۹ء

۶۳۔ سوویت پارلیمنٹ کا خبرنامہ، نمبر ۱۱، ۱۹۴۱ء،
(روسی زبان میں)

۶۴۔ ایضاً، نمبر ۳۷، ۱۹۴۱ء

۶۵۔ سوویت یونین کا انتظامیہ قانون، ماسکو ۱۹۴۶ء، ص ۱۹۱۔ ۱۹۲۔
(روسی زبان میں)

۶۶۔ دیکھیے، ایضاً، ماسکو ۱۹۵۰ء، ص ۲۷۸۔ ۲۷۹ (روسی زبان میں)

۶۷۔ پراودا، ۱۲/ اپریل ۱۹۵۴ء

۶۸۔ ایضاً، ۲۷/ اکتوبر ۱۹۶۱ء

۶۹۔ دیکھیے، سیمون وولین، اینڈ رابرٹ ایم۔ سلسٹر (ایڈیٹر)۔ دی سوویت سیکرٹ پولیس، نیویارک، ۱۹۵۷ء

۷۰۔ پراودا، ۲۷/ اکتوبر ۱۹۶۱ء

۷۱۔ پک، اینڈ گوردن، ص ۷۶

۷۲۔ ایضاً، ص ۷۵۔ ۷۶

چودھواں باب

۱۔ "تمام قومیوں کے مساوی حقوق پر اعلانیہ قانون" ترجمہ کے لیے دیکھیے، میئسل اوزکوزیرا (ایڈیٹر)۔ میٹریلس فار دی اسٹڈی آف دی سوویت سسٹم، این آربر، ۱۹۵۰ء، ص ۳۷۔ ۳۸

۲۔ دیکھیے، اریک اولنبرگ۔ دی ریڈ آرمی، لندن، ۱۹۳۸ء، ص ۴۱

۳۔ ترجمہ کے لیے دیکھیے، بنیان اور فشر۔ دی بالشویک ریولیوشن، ۱۹۱۷ء۔ ۱۹۱۸ء، اسٹینن فورڈ، ۱۹۳۴ء، ص ۵۰۸

۴۔ دیکھیے، ڈبلو۔ ایچ۔ چیمبرلن۔ دی رشین ریولیوشن، نیویارک، ۱۹۳۵ء، جلد II، ص ۲۶

۵۔ لیون، ٹراٹسکی "انقلاب نے کس طرح اپنے آپ کو مسلح کیا (جنگ کے لیے)، ماسکو، ۱۹۲۳ء۔ ۱۹۲۵ء، جلد I، ص ۱۴ (روسی زبان میں) (اب اس کا

آگے حوالہ صرف "کے ۔ وی ۔ آر" ہوگا)

۶۔ بنیان اور فشر، ص ۵۷۶

۷۔ ٹراٹسکی، کے ۔ وی ۔ آر ۔ جلد I ، ص ۱۵

۸۔ ایضاً ، ص ۳۱۴

۹۔ اعلانیہ قانون کے انگریزی ترجمہ کے لیے دیکھیے ، جیمس بنیان انٹروشن ، سول وار اینڈ کمیونزم اِن رشیا ، بالٹی مور ، ۱۹۳۶ء ، ص ۲۷۵

۱۰۔ ایضاً ، ص ۲۷۶ ۔

۱۱۔ اولنبرگ، ص ۴۲

۱۲۔ ٹراٹسکی، کے ۔ وی ۔ آر، جلد I ، ص ۳۱۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۸

۱۴۔ دیکھیے، اولنبرگ ، ص ۱۵۷ ۔ ۱۵۸

۱۵۔ ٹراٹسکی ۔ کے ۔ وی ۔ آر، جلد I ، ص ۶۳ ۔ ۶۴

۱۶۔ ڈی ۔ فدوتوف وہائٹ ۔ دی گروتھ آف دی ریڈ آرمی، پرنسٹن، ۱۹۴۱ء، ص ۵۱

۱۷۔ ٹراٹسکی ۔ کے ۔ وی ۔ آر، جلد I ، ص ۱۲۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۷

۱۹۔ دیکھیے، فدوتوف وہائٹ، ص ۵۳

۲۰۔ ٹراٹسکی ۔ کے ۔ وی ۔ آر، جلد I ، ص ۱۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۵۹

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۵۱

۲۳۔ اعلانیہ قانون کے انگریزی ترجمہ کے لیے دیکھیے، اولنبرگ، ص ۲۵۵

۲۴۔ ایضاً، ص ۲۵۶

۲۵۔ ٹراٹسکی کے اعلانیہ قانون کے انگریزی ترجمہ کے لیے دیکھیے، اولنبرگ، ص ۷۱

۲۶۔ ایضاً، ص ۷۰ ۔ ۷۱

۲۷۔ ٹراٹسکی ۔ کے وی ۔ آر، جلد I ، ص ۱۲۷

۲۸۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۵۱

۲۹۔ ایضاً، ص ۵۸

۳۰۔ ٹراٹسکی۔ کے۔ وی۔ آر، جلد I، ص ۱۸

۳۱۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۶۲

۳۲۔ ایضاً، ص ۶۳

۳۳۔ ایضاً، ص ۹۱

۳۴۔ ٹراٹسکی۔ کے۔ وی۔ آر، جلد II، ص ۱۲۶

۳۵۔ قرارداد، دیکھیے، فدوتوف وہائٹ، ص ۸۶

۵۶۔ ایضاً، ص ۹۰۔ ۹۱

۳۷۔ لینن "تقریر"، مجموعات، جلد XXIV، ص ۱۷۶ (روسی زبان میں)

۳۸۔ لینن "رپورٹ"، مجموعات، جلد XXVI، ص ۲۶ (روسی زبان میں)

۳۹۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۱۹۴

۴۰۔ "کمیونسٹ پارٹی کی نویں کانگریس کی روداد، مارچ۔ اپریل ۱۹۲۰ء" ماسکو ۱۹۳۴ء، ص ۴۱۹ (روسی زبان میں)

۴۱۔ "کمیونسٹ پارٹی کی دسویں کانگریس کی روداد، مارچ ۱۹۳۰ء" ماسکو ۱۹۳۳ء، ص ۴۱۹ (روسی زبان میں)

۴۲۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۲۶۶

۴۳۔ ایضاً، ص ۲۶۱

۴۴۔ اولنبرگ، ص ۱۷۷

۴۵۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۲۰۱

۴۶۔ ایضاً، ص ۲۱۳

۴۷۔ ایضاً، ص ۲۰۶

۴۸۔ ایضاً، ص ۲۳۴

۴۹۔ ایضاً، ص ۲۳۵۔ ۲۳۶

۵۰۔ ایضاً، ص ۲۵۰

۵۱۔ ایضاً، ص ۲۶۰

۵۲۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۵۳۔ تیس برسوں کے درمیان سوویت یونین کی مالیات، ۱۹۱۷۔ ۱۹۴۷ء، ماسکو ۱۹۴۷ء ص ۱۷۰/۱۸۰ (روسی زبان میں)

۵۴۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۵۵۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۲۷۵

۵۶۔ کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، ص ۲۷۲ (روسی زبان میں)

۵۷۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۲۹۳

۵۸۔ فدوتوف وہائٹ، ص ۳۷۹

۵۹۔ ایضاً، ص ۲۰۴

۶۰۔ ایضاً، ص ۲۰۴

۶۱۔ آج اور کل کا سوشلزم کا دیش، ص ۲۹۸

۶۲۔ ریمنڈ، سی۔ گارتوف، سوویت اسٹریٹجی ان دی نیوکلیر ایج، نیویارک، ۱۹۵۸ء، ص ۲۲

۶۳۔ پراودا، ۱۰ر فروری ۱۹۵۵ء

۶۴۔ دی اینٹی اسٹالن کیمپین اینڈ انٹرنیشنل کمیونزم، نیویارک، ۱۹۵۶ء، ص ۵۰۔۵۱

۶۵۔ "لال ستارہ" (Kvasnaya Zvezda) (ماسکو) ۲۵ر جنوری ۱۹۵۶ء (روسی زبان)

۶۶۔ ایضاً، ۲۶ر اپریل ۱۹۵۶ء

۶۷۔ ایضاً، ۱۲ر مئی ۱۹۵۷ء

۶۸۔ پراودا، ۳ر نومبر ۱۹۵۷ء

۶۹۔ ایضاً

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ ایضاً

۷۲۔ ایضاً

۷۳۔ "لال ستارہ" ۲۷ر مئی ۱۹۵۹ء (روسی زبان میں)

۷۴۔ ایضاً، یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء

۷۵. ایضاً ' ۱۱ر جون ۱۹۵۹ء
۷۶. پراودا' ۱۵ر جنوری ۱۹۶۰ء
۷۷. ایضاً
۷۸. ایضاً
۷۹. ایضاً
۸۰. ایضاً' ۹ر جولائی ۱۹۶۱ء اور ۳۱ر اگست ۱۹۶۱ء
۸۱. ایضاً' ۱۱ر مئی ۱۹۶۲ء
۸۲. پراودا' ۸ر مئی ۱۹۶۰ء
۸۳. ایضاً' ۲۹ر جون ۱۹۶۰ء
۸۴. "لال ستارہ" ۱۱ر مئی ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)
۸۵. ایضاً
۸۶. ایضاً' ۱۰ر جنوری ۱۹۵۸ء
۸۷. پراودا' ۱۳ر نومبر ۱۹۶۱ء
۸۸. "لال ستارہ" ۴ر اپریل ۱۹۵۹ء
۸۹. قانون کے متن کے لیے دیکھیے' پراودا' ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۸ء
۹۰. "لال ستارہ" ۷ر ستمبر ۱۹۶۰ء (روسی زبان میں)
۹۱. پراودا' ۲۹ر اگست ۱۹۵۸ء
۹۲. "لال ستارہ" یکم جون ۱۹۶۰ء (روسی زبان میں)
۹۳. ایضاً
۹۴. ایضاً' ۹ر جون ۱۹۶۲ء
۹۵. ایضاً' ۵ر جون ۱۹۶۲ء
۹۶. پراودا' ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۲ء

پندرھواں باب

۱. صنعت کے انتظام کو ٹھیک کرنے اور سرکردگی کی یکتائی پر ضروری اقدامات کے "اعلانیہ قانون" کے لیے دیکھیے' پراودا' ۷ر ستمبر ۱۹۲۹ء' ص ۱

۲۔ ڈیوڈ گارنک، "پلانٹ مینجمنٹ اِن دی سوویت انڈسٹریل سسٹم"، کولمبیا یونی ورسٹی کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ، ص ۱۲۷

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ دیکھیے، "ایل۔ ایم۔ کاگنوویچ کی رپورٹ"، کیمونسٹ پارٹی کی سترھویں کانگریس، ص ۵۲۴۔ ۵۳۵ (روسی زبان میں)

۶۔ صنعتی انتظام کاری کے لیے دیکھیے اچھی کتابیں؛ جوزف، لیتر ایس۔، فیکٹری اینڈ مینیجر ان دی یو۔ ایس۔ ایس آر (کیمبرج، میس، ۱۹۵۷ء) اور ڈیوڈ گارنک، مینجمنٹ آف دی انڈسٹریل فرم اِن دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر، (نیویارک، ۱۹۵۴ء)

۷۔ برلینر، ص ۳۱۱

۸۔ سوویت کیمونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی اور وزارتی کابینہ کے اعلانیہ قوانین، ماسکو ۱۹۵۶ء، ص۹۱۔ ۹۸ (روسی زبان میں)

۹۔ برلینر، ص ۳۰۲

۱۰۔ پراودا، ۳۰ مارچ ۱۹۵۷ء

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ پراودا، ۲۳ جولائی ۱۹۶۲ء

۱۳۔ ازویستیا، ۱۴ جولائی ۱۹۶۲ء (روسی زبان میں)

۱۴۔ "سوویت لیتھونیا" ۱۵ نومبر ۱۹۵۷ء، ص ۲ (روسی زبان میں)

۱۵۔ پراودا، ۲ جولائی ۱۹۵۹ء

۱۶۔ سوویت رشیا" (ماسکو)، ۱۱ نومبر ۱۹۵۹ء (روسی زبان میں)

۱۷۔ ایضاً، ۸ اپریل ۱۹۶۰ء

۱۸۔ پراودا، ۲۳ جولائی ۱۹۶۲ء

۱۹۔ "پارٹی کی زندگی"، نمبر ۶ (مارچ ۱۹۵۷ء)، ص ۶۲ (روسی زبان میں)

۲۰۔ دیکھیے، اساک ڈیوشر، سوویت ٹریڈ یونینس، لندن، ۱۹۵۰ء؛ اور سولومن

ایم ۔ شوارز۔ لیبر ان دی سوویت یونین ' نیویارک ۱۹۵۲ء
۲۱۔ پراودا' ۱۹ر دسمبر ۱۹۵۶ء
۲۲۔ امیلی کلارک برون کا مضمون' دیکھیے ' " انڈسٹریل اینڈ لیبر ریلیشنس ریویو " جلد XIII ' نمبر ۲ (جنوری ۱۹۶۰ء) ص ۲۰۳
۲۳۔ متن کے لیے دیکھیے' پراودا' ۱۶ر جولائی ۱۹۵۸ء
۲۴۔ ایضاً' ۲۴ر مارچ ۱۹۵۹ء
۲۵۔ ایلک نوو' دی سوویت اکنامی' نیویارک' ۱۹۶۱ء' ص ۱۱۹
۲۶۔ کامریڈ عدالتوں کے قوانین کے لیے دیکھیے ' " آر۔ ایس۔ ایف۔ ایس۔ آر ' کی پارلیمنٹ کا خبرنامہ " نمبر ۲۶ (۱۹۶۱ء) (روسی زبان میں)
۲۷۔ پراودا' ۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۲ء

سولھواں باب

۱۔ دیکھیے' ایگریکلچر مونوگراف " (واشنگٹن) نمبر ۵ ' ص ۱۴
۲۔ لینن' دیہی ضلعوں میں کام پر رپورٹ " مجموعات' جلد XXIV ' ص ۱۱۶ (روسی زبان میں)
۳۔ ایضاً ' ص ۱۶۷۔ ۱۶۸
۴۔ لینن' " جنس میں ٹیکس پر رپورٹ' ۱۵ر مارچ ۱۹۲۱ء " ' مجموعات ' جلد XXVI ' ص ۱۴۶ (روسی زبان میں) مزید دیکھیے' کار۔ بالشویک ریویوشن' ۱۹۱۷۔ ۱۹۲۳ء' جلد II ' ص ۲۹۱
۵۔ اسٹالن' " سوویت کمیونسٹ پارٹی میں دائیں پن کی لچک " ' پرابلمس آف لینن ازم ' ص ۲۸۹
۶۔ " سوویت کمیونسٹ پارٹی کی سترھویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کے کام کی رپورٹ " ایضاً ' ص ۵۰۳
۷۔ " ایگریکلچر مونوگراف " ' ص ۱۵
۸۔ اسٹالن ' " سوویت یونین میں زراعتی پالیسی کے مسائل " ' پرابلمس آف

لینن ازم، ص ۳۱۵

۹۔۱۰۔ دیکھیے، وی۔ ایس۔ مرٹسلوو کا مضمون "پوسیو" (غیر معروف)، ص ۳۹، (روسی زبان میں)

۱۱۔ دیکھیے پراودا، ۲ مارچ ۱۹۳۰ء، ص ۱، اور، اسٹالن۔ مجموعات، جلد XII، ص ۱۹۱ - ۱۹۹ (روسی زبان میں)

۱۲۔ ایگریکلچر مونوگراف، ص ۱۸

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۹

۱۴۔ ونسٹن۔ ایس۔ چرچل۔ دی ہنج آف فیٹ، بوسٹن ۱۹۵۰ء، ص ۴۹۸

۱۵۔ اعداد و شمار (ٹیبل) نمبر ۳۰۔ دیکھیے، نوم جیسنی۔ دی سوشلائزڈ ایگریکلچر آف دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر، اسٹین فورڈ، ۱۹۴۹ء، ص ۷۰۳

۱۶۔ اعلانیہ قانون کے متن کے لیے دیکھیے، ولادیمیر گووسکی۔ سوویت سول لار، این آربر، ۱۹۴۸ء، جلد II، ص ۴۷۵ - ۴۸۳

۱۶۔۱۷۔ متن کے لیے دیکھیے، ایضاً، ۴۸۴ - ۴۸۶

۱۷۔ جیسنی۔ دی سوشلائزڈ ایگریکلچر آف دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر، ص ۳۹۸

۱۸۔ متن کے لیے دیکھیے، گسوورسکی، جلد II، ص ۴۸۷ - ۴۹۷، (روسی زبان میں)

۱۹۔ ایضاً، ص ۴۸۸

۲۰۔ ایضاً، ص ۴۹۱

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۹۳

۲۲۔ سوویت یونین کے قوانین کا مجموعہ، ۱۹۴۹ء، نمبر ۱۳ اور ۱۴ (روسی زبان میں)

۲۳۔ "اجتماعی زراعتی کھیتی کی معماری کی نئی کامیابیوں پر"، پراودا، ۱۹ ستمبر ۱۹۴۷ء، ص ۱ (روسی زبان میں)

۲۴۔ "سوشلسٹ زراعت"، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء، دیکھیے، "اگریکلچر مونوگراف"، ص ۳۲

۲۵۔ دیکھیے، اے۔ انڈریو کی تقریریں، آج اور کل کا سوشلزم کا دیس، ص ۲۵۴، اور "بالشویک" نمبر ۲۴ (دسمبر ۱۹۴۹ء)، ص ۸، (روسی زبان میں)

۲۶۔ دیکھیے "یوکرین کی کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ" سی۔ڈی۔ایس۔پی جلد IV ، نمبر ۴۱ (۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء) ص ۲۴ (انگریزی ترجمہ)
۲۷۔ ہیری شوارز۔ رشیاز سوویت اکنامی، نیویارک، ۱۹۵۰ء ص ۲۱۴
۲۸۔ پی۔ پی پیاٹنسکی۔ اجتماعی زراعتی کھیتوں میں تنظیم، نعم البدل اور محنت کا ڈسپلن، ماسکو ۱۹۵۱ء، ص ۳۵ (روسی زبان میں)
۲۹۔ دیکھیے: "سوشلسٹ زمینیں" (ماسکو) ۱۹ اپریل ۱۹۴۹ء، ص ۱ (روسی زبان میں)
۳۰۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی اٹھارھویں کانگریس، ص ۱۱۷؛ انگریزی ترجمہ کے لیے دیکھیے: "آج اور کل کا سوشلزم" کا دیس، ص ۲۶۹ - ۲۷۰
۳۱۔ پراودا، ۱۹ فروری ۱۹۵۰ء، ص ۴ - ۵
۳۲۔ انڈریو کا خط دیکھیے، سی۔ڈی۔ ایس۔پی، جلد II (۱۵ اپریل ۱۹۵۰ء) ص ۱۴ - ۱۵ (انگریزی ترجمہ)
۳۳۔ "ایگریکلچر مونوگراف" ص ۳۰
۳۴۔ سی۔ڈی۔ ایس۔پی، جلد II (۱۵ اپریل ۱۹۵۰ء)، ص ۱۲
۳۵۔ پراودا، ۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۴
۳۶۔ دیکھیے: ڈی۔ برٹریو کا مضمون، ازوستیا، ۲۶ اگست ۱۹۵۰ء، ص ۲
۳۷۔ این۔ ایس۔ خروشچیو "اجتماعی کھیتوں کے بنانے اور سدھار پر"، پراودا، ۴ مارچ ۱۹۵۱ء؛ انگریزی ترجمہ کے لیے دیکھیے سی۔ڈی۔ایس۔پی، جلد III ، نمبر ۷ (۳۱ مارچ ۱۹۵۱ء) ص ۱۳ - ۱۶
۳۸۔ سی۔ڈی۔ ایس۔پی، جلد III (۳۱ مارچ ۱۹۵۱ء) ص ۱۶ (انگریزی ترجمہ)
۳۹۔ دیکھیے سی۔ڈی۔ ایس۔پی، جلد III ، نمبر ۲۱ (۷ جولائی ۱۹۵۱ء) ص ۳ - ۴ (انگریزی ترجمہ)
۴۰۔ پراودا، ۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء، ص ۵
۴۱۔ ایضاً، ۱۳ ستمبر ۱۹۵۳ء
۴۲۔ ایضاً، ۱۵ ستمبر ۱۹۵۳ء
۴۳۔ ایضاً، ۱۳ ستمبر ۱۹۵۳ء

۴۴۔ ایضاً، ۱۵؍ ستمبر ۱۹۵۳ء
۴۵۔ دیکھیے، نینسی نیمیٹز، "سوویت ایگریکلچر پرائسس اینڈ کاسٹس"، کمپیرژنس آف دی یونائیٹڈ اسٹیٹس اینڈ سوویت اکانومیز، واشنگٹن، ۱۹۵۹ء، ص ۲۷۳
۴۶۔ پراودا، ۱۵؍ ستمبر ۱۹۵۳ء
۴۷۔ ایضاً، ۹؍ اگست ۱۹۵۳ء
۴۸۔ ایضاً، ۱۵؍ ستمبر ۱۹۵۳ء
۴۹۔ ایضاً، ۱۳؍ ستمبر ۱۹۵۳ء
۵۰۔ ایضاً، ۲۱؍ مارچ ۱۹۵۴ء
۵۱۔ ایضاً، ۱۵؍ جولائی ۱۹۶۲ء
۵۲۔ ایضاً، ۱۵؍ فروری ۱۹۵۶ء
۵۳۔ ایضاً، ۳؍ فروری ۱۹۵۵ء
۵۴۔ ایضاً، ۲۱؍ جنوری ۱۹۶۱ء
۵۵۔ ایضاً، ۲۴؍ مئی ۱۹۵۷ء
۵۶۔ ایضاً، ۱۶؍ دسمبر ۱۹۵۸ء
۵۷۔ ایضاً، ۲۲؍ جنوری ۱۹۶۱ء
۵۸۔ ایضاً، ۱۱؍ مارچ ۱۹۵۵ء
۵۹۔ ایضاً، ۴؍ اکتوبر ۱۹۵۲ء
۶۰۔ ایضاً، یکم مارچ ۱۹۵۸ء
۶۱۔ ایضاً، ۲۵؍ جنوری ۱۹۵۸ء
۶۲۔ ایضاً، یکم اپریل ۱۹۵۸ء
۶۳۔ دیکھیے، لازار وولن، "ایگریکلچرل پالیسی آف دی سوویت یونین"، کمپیرژنس آف دی یونائیٹڈ اسٹیٹس اینڈ سوویت اکانومیز، ص ۲۹۸
۶۴۔ پراودا، ۲۱؍ فروری ۱۹۶۱ء
۶۵۔ اسٹالن کے بعد کے واقعات کی اچھی روداد کے لیے دیکھیے، نینسی نیمٹز، "سوویت ایگریکلچر پرائسس اینڈ کاسٹس" ص ۲۴۹۔۲۷۶

۶۶۔ ایضاً، ص ۲۷۴۔۲۷۶

۶۷۔ پراودا، ۱۴ جون ۱۹۵۸ء

۶۸۔ ایضاً، ۲۹ دسمبر ۱۹۵۹ء

۶۹۔ "پارٹی کی زندگی"، نمبر ۷ (اپریل ۱۹۶۱ء)، ص ۱۷، ۲۴

۷۰۔ ایضاً

۷۱۔ پراودا، ۱۴ جنوری ۱۹۶۱ء

۷۲۔ ایضاً، ۲۶ فروری ۱۹۶۱ء

۷۳۔ ایضاً

۷۴۔ ایضاً، ۲۱ فروری ۱۹۶۱ء

۷۵۔ ایضاً، ۲۴ مارچ ۱۹۶۲ء

۷۶۔ ایضاً

۷۷۔ ایضاً

۷۸۔ ایضاً

۷۹۔ ایضاً، ۶ مارچ ۱۹۶۲ء

۸۰۔ ایضاً

۸۱۔ ایضاً، یکم جون ۱۹۶۲ء

۸۲۔ ایضاً، ۷ دسمبر ۱۹۶۱

۸۳۔ ایضاً، ۱۹ اپریل ۱۹۶۲ء

۸۴۔ حالیہ واقعات کے اچھے مطالعہ کے لیے دیکھیے، ایلین بی بالرڈ (جونیر) "این انڈ ٹو کلکٹو فارمس؟"، "پرابلمس آف کیمونزم"، جلد X، نمبر ۴ (جولائی۔ اگست ۱۹۶۱ء)، ص ۹۔۱۶

۸۵۔ "محنت" (ماسکو)، ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء (روسی زبان میں)

۸۶۔ پراودا، ۴ جولائی ۱۹۶۲ء

۸۷۔ "اقتصادیات کے مسائل" (ماسکو)، نمبر ۵ (مئی ۱۹۶۲ء)، ص ۴۸۔۵۲ (روسی زبان میں)

۸۸۔ پراودا' ۱۴ر جولائی ۱۹۶۲ء

۸۹۔ یو۔ ایس۔ ڈپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (لازاروولن) اکانومک ایسپکٹس آف سوویت ایگریکلچر ـــــ رپورٹ آف اے ٹیکنیکل گروپ' واشنگٹن' ۱۹۵۹ء' ص ۴۱

۹۰۔ پراودا' ۱۹ر اپریل ۱۹۶۲ء

۹۱۔ "ہمارے ہم عصر" (ماسکو)' نمبر۵' (۱۹۶۰ء' ص ۳' ۱۸۸) (روسی زبان میں)

۹۲۔ ایضاً

۹۳۔ ایضاً

۹۴۔ ایضاً

۹۵۔ یو۔ ایس۔ ڈپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (لازاروولن)۔ دی ایگریکلچرل پکچر ان دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر اینڈ یو۔ ایس۔ اے' واشنگٹن' ۱۹۶۲ء' ص ۷

۹۶۔ ایضاً

۹۷۔ پراودا' ۳ر جون ۱۹۶۲ء

۹۸۔ ایضاً

۹۹۔ "ماسکو کا پراودا" (ماسکو)' ۸ر فروری ۱۹۵۱ء (روسی زبان میں)

۱۰۰۔ پراودا' ۲ر مئی ۱۹۵۹ء

۱۰۱۔ "ماسکو کا پراودا" (ماسکو)' ۸ر فروری ۱۹۵۱ء (روسی زبان میں)

۱۰۲۔ پراودا' ۱۰ر مارچ ۱۹۶۲ء

۱۰۳۔ ایضاً' ۲۲ر جنوری ۱۹۶۱ء

۱۰۴۔ ایضاً' ۱۶ر اپریل ۱۹۶۱ء

۱۰۵۔ ایضاً' ۲۲ر جنوری ۱۹۶۱ء

۱۰۶۔ ایضاً

۱۰۷۔ ایضاً' ۶ر مارچ ۱۹۶۲ء

سترھواں باب

۱۔ بیسویں پارٹی کانگریس میں ان کے بیانات کے لیے دیکھیے، پراودا، ۱۵ر فروری ۱۹۵۶ء
۲۔ ایضاً، ۲ر نومبر ۱۹۶۱ء
۳۔ ایضاً، ۷ر دسمبر ۱۹۶۰ء
۴۔ ایضاً
۵۔ ایضاً
۶۔ ایضاً
۷۔ ایضاً، ۲ر نومبر ۱۹۶۱ء
۸۔ ایضاً
۹۔ ایضاً
۱۰۔ ایضاً، ۱۷ر فروری ۱۹۵۶ء
۱۱۔ دیکھیے، ڈیوڈ، جے، ڈالن، سودیت فورین پالیسی آفٹر اسٹالن، نیویارک، ۱۹۶۱ء، ص ۵۰۶

ضمیمہ

۱۔ یہ ضرور ہے کہ یہ کتاب ۱۹۵۳ء میں تصنیف کی گئی پھر ۱۹۶۳ء اور ۱۹۶۵ء میں دوبارہ اضافے اور ضمیمے کے ساتھ شائع ہوئی۔ قرینہ ہے کہ فاضل مصنف نے ۱۹۶۵ء کے بعد دوبارہ اس کتاب میں ترمیمات اور اضافے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ حالانکہ اس کے ایڈیشن ۱۹۶۵ء کے بعد بھی چھپتے گئے۔
۲۔ دیکھیے: "اکیسویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ"، ماسکو ۱۹۵۹ء، (روسی زبان میں)
۳۔ دیکھیے: "دی روڈ ٹو کمیونزم"، ماسکو ۱۹۶۱ء، صفحات ۵۵۶۔ ۵۵۵
۴۔ دیکھیے: "این۔ ایس۔ خروشچیف رپورٹ ٹو دی ٹونٹی فرسٹ کانگریس آف دی

سی۔ پی۔ ایس۔ یو" نئی دہلی ۱۹۵۹ء، ضمیمہ ۸۷

۵۔ دیکھیے "سوویت کمیونسٹ پارٹی کی چوبیسویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ" ماسکو ۱۹۷۱ء (درسی کتاب)

۶۔ دیکھیے: "سوویت کمیونسٹ پارٹی کی پچیسویں کانگریس میں سنٹرل کمیٹی کی رپورٹ" ماسکو، ۱۹۷۶ء، ص ۸۱ (انگریزی زبان میں)

۷۔ دیکھیے: "دی کانسٹی ٹیوشن آف دی یو۔ ایس۔ ایس۔ آر"۔ ماسکو، ۱۹۷۷ء، دستور پر مزید بحث اس شائع شدہ دستور پر مبنی ہے۔

۸۔ دیکھیے: " آرٹیکل ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸" ایضاً

۹۔ دیکھیے: " آرٹیکل ۶۱، ۶۲" ایضاً

۱۰۔ دیکھیے: " آرٹیکل ۴۸ " ۔ ایضاً

نظیر اکبرآبادی کی جمالیات

شکیل الرحمٰن

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی